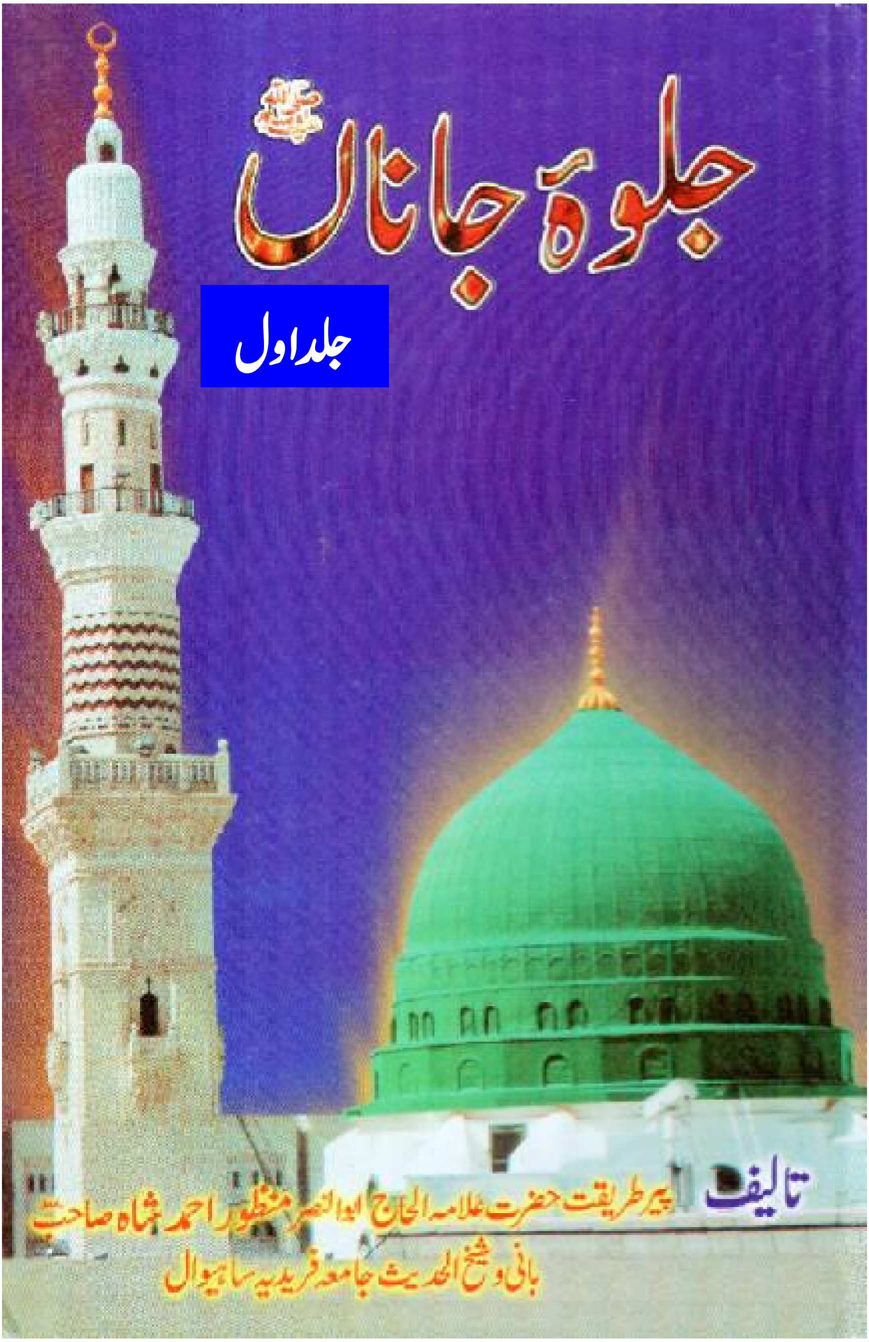


جلوۂ جاناں ﷺ
جلد اول
تالیف
پیر طریقت حضرت علامہ الحاج ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب
بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

☆ مدینہ منورہ کے یتیموں، مسکینوں، فقیروں اور جامعہ فریدیہ کے غریب طالب علموں کی طرف۔

☆ ہراس شخص کی طرف جو جلوۂ جاناں کا متلاشی ہے۔

☆ ہراس متلاشی حق کی طرف جو سیرت طیبہ اپنانے کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔

☆ ہراس فرد کی طرف جو گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کا طالب ہے۔

☆ ہراس مضطرب کی طرف جو جلوۂ جاناں سے سکون چاہتا ہے۔

☆ ہراس بے چین روح کی طرف جو صراط مستقیم کی تلاش میں سرگرداں ہے

☆ ہراس دماغ کی طرف جو اسوۂ حسنہ کی سوچ میں مستغرق ہے۔

انہی کے توسل سے اپنی اس کتاب جلوۂ جاناں کو جانِ جاناں ﷺ کے دربار گوھر بار میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ خدا کرے میری یہ حقیری خدمت میرے لئے نجات کا سامان ثابت ہو۔ اور میری موت کے بعد میری روح کے سکون کا باعث بنتی رہے۔

غرض نقشے است کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمے بینم بقائے

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سبب تالیف

۲ جنوری ۱۹۹۸ کی بات ہے مجھے عمرہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی عزیز بیٹے مولانا سید فیض رسول شاہ مہتمم جامعہ غوثیہ فریدیہ لڈن ضلع وہاڑی عزیزم حاجی احسان الحق فریدی ساہیوال میرے شریک سفر تھے ۱۶ رمضان المبارک غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے ہمیں حرم نبوی شریف میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی افطاری میں تھوڑی دیر باقی تھی مادی آفتاب تو ڈوب رہا تھا مگر میرے مقدر و بخت کا آفتاب چمک اٹھا۔حرم نبوی شریف میں ہزاروں دسترخوان لگ چکے تھے مہمانان رسول ﷺ کو منتوں سماجتوں سے دسترخوانوں پر بٹھایا جارہا ہے واضح محسوس ہورہا تھا کہ گنبد خضری کے مکین ﷺ اپنے مہمان غلاموں کیلئے خودنگرانی فرما رہے ہیں اور ہر ایک کو کسی نہ کسی رنگ میں پیار و محبت کی دولت سے نوازا جارہا ہے یہی محسوس ہورہا تھا کہ مہاجرین کیلئے انصار مدینہ نے دیدہ ودل فرش راہ کردیئے ہیں، بے پناہ حسین مناظر سے متاثر تھا افطاری سے کچھ دیر پہلے یہ بات ذہن میں آئی کہ حضور ﷺ سے سیرت طیبہ کے موضوع پر کتاب لکھنے کی اجازت چاہوں چند لمحات میں ہی یہ نام ذہن میں آ گیا کہ اس کتاب کا نام "جلوہ جاناں" رکھا جائے ان تصورات سے دل کو سکون ملا، لکھنے کی ہمت ہوئی اور بارگاہ رسالت مآب میں درخواست کردی کہ حضور ﷺ مجھے یہ نذرانہ پیش کرنے کی سعادت بخش دی جائے مجھے اچھی طرح پتہ ہے سیرت طیبہ کے عنوان سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء محققین نے نہائت جانفشانی سے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہیں مجھے اپنی کوتاہ علمی کا اعتراف ہے مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ میری اس تحریر سے سیرت طیبہ کے عنوان پر کوئی اضافہ نہیں ہوسکے گا کہ اپنی کم علمی کا اعتراف ہے تاہم ملت اسلامیہ کے نامور خدام کی صف میں کھڑا ہونے کو سعادت جانتے ہوئے قلم اٹھالیا ہے میری یہ تحریر گداگروں کے کشکول کی طرح ہے جو مختلف ٹکڑوں سے لبریز ہوا اور اس فقیر کی گدڑی کی مانند ہے جس میں طرح طرح کے پیوند لگے ہوں جیسے گداگر کے عمدہ نوالے اور فقیر کی گدڑی کے اچھے کپڑے کے ٹکڑے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فقیر گداگر امیروں کے گھروں سے مانگ کرلایا ہے اسی طرح میری یہ تحریر بھی علم وحکمت کے شہنشاہوں کے دروازوں کی بھیک ہے گنبد خضری کے سامنے ہی لکھنا شروع کردیا اللہ کرے یہ کتاب مکمل ہو تو پھر اسے بطور نذرانہ پیش کرسکوں

کہ سیرت کو میری یا میری کتاب کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے اور میری کتاب کو سیرت طیبہ کی محتاجی ہے سیرت طیبہ کا اپنا جمال جہاں آرا اتنا حسین ہے کہ دل ودماغ کو موہ لینے اور متاثر کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے جمال فطرت اور حسن حقیقت کو ظاہری رنگ وروغن اور مہکتے پھول کو مصنوعی مہک کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تکلف سے بری ہے حسن زائی
بقائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

یا یہ کہہ لیجئے حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را - اللہ کرے میری اس کتاب سے کسی دوسرے کو بھی فائدہ پہنچے مگر اس سے پہلے یہ کتاب خود میرے لئے ایمانی، دینی جذبات کی تسکین اور حضور سید عالم ﷺ سے قلبی، روحانی تعلق کی تقویت کا بھی سامان ہے کہ میرے جذبہ شوق کے پودے کی بہترین غذا ہے۔

در خرمن کائنات کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

ہم نے پوری کائنات کو بغور دیکھا اس میں کار آمد چیز صرف اور صرف حضور ﷺ سے پیار اور محبت ہے باقی پوری کائنات گھاس پھوس ہے جس کی اس دانہ محبت کے مقابلہ میں پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے زندگی کے آخری حصہ میں سیرت مقدس کے عنوان پر کتاب لکھنے کا شرف حاصل ہورہا ہے اب پیش نظر کتاب کا ختم کرنا اتنا اہم نہیں جتنا اس پاکیزہ عنوان پر زندگی ختم کرنا سمجھے بیٹھا ہوں۔

خدا کا شکر ہے کہ لکھ رہا ہوں سیرت اطہر
مقدر ساتھ دے تو خاتمہ با لخیر ہوجائے

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابوالنصر منظور احمد عفا اللہ عنہ

نزیل مدینہ منورہ حرم نبوی شریف

۱۸ جنوری ۱۹۹۸

اظہار تشکر

☆ مدینہ منورہ کی وہ انجانی شخصیت جس نے چار جنوری ۱۹۹۸ کو حرم نبوی شریف میں میری زبان سے جلوہ جاناں کا ذکر سن کر زبردست محبت بھرے لہجے میں حوصلہ دلایا اور تکمیل کیلئے دعا کی۔

☆ راؤ عبدالعزیز خان، راؤ خالد خاں فریدی صاحبان میراں فلور ملز ملتان

☆ محمد صدیق ملک صاحب آف کراچی

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ
و صحبہ بعدد خلقہ

پہلا باب

سیرت اور اسلام کا تعلق

ضرورت سیرت پر دلائل

تخلیق انسانیت کے رازوں میں ایک اہم راز معرفت الٰہیہ ہے اب اس معرفت کے حصول کیلئے پوری کائنات کھلا آئینہ ہے چاند تاروں اور سورج کا طلوع وغروب بھی اس معرفت الٰہیہ کا ذریعہ ہے آسمانوں کا بغیر ستونوں کے کھڑا ہونا، زمین کا ہموار فرش ہونا بھی اسکی معرفت کی نشاندہی ہے، دن رات کی تبدیلی، انسان درند، چرند پرند کی تخلیق حیران کن طریقہ سے ان کی نشو ونما، پھر ان پر صحت و بیماری کا تسلط، موت کا، قبضہ وغیرہ اسی معرفت کے نشانات ہیں۔

وفی کل شی له آیة تدل علی انه واحد(1)

ہر شے میں اس کی معرفت کے نشانات پائے جاتے ہیں اور وہ نشانات اس کی وحدانیت کے گواہ ہیں مگر ان تمام ذرائع معرفت سے عظیم ترین ذریعہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہے اس مقدس وجود کو جاننے، سمجھنے، اور پانے کیلئے انبیاء علیہم السلام کی حیات مقدسہ ان کے اعمال و افعال سے واقفیت، ان کے ارشادات کی تکمیل بڑی ضروری ہے انسانی اصلاح کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ پڑھایا سکھایا جائے

---

(1) أبوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (774.700ھ)،
تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)،ص 133/1
شھاب الدین محمود ابن عبدالله الحسینی الألوسی،روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم
والسبع المثانی ،ص52/1
أبوحیان محمد بن یوسف علی بن یوسف بن حیان،تفسیر البحر المحیط،ص80/9
أبو عبدالله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی،
مفأتیح الغیب (الرازی)،ص 320/7
نظأم الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیسأبوری (المتوفی:850ھ)
غرائب القرآن و رغائب الفرقان،ص266/3
الخازن،أبوالحسن علی بن محمد بن أبراھیم بن عمر الشیحی ،
لباب التأویل فی معانی التنزیل (الخازن)،ص18/2
أبو عیسی محمد بن سورة الترمذی صاحب السنن (المتوفٰی279ھ)،
مختصر الشمائل المحمدیة (اضواء البیان)،ص167/9

وعظ ونصیحت کے ذریعہ اس کے اندر اعلی اخلاق پیدا کیے جائیں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسے جبر وتشدد سے ایک راستہ پر لگا دیا جائے مگران ذرائع سے اہم ترین ذریعہ کامل ترین طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسی شخصیت کو پیش کر دیا جائے جس کے علم وعمل، قول وفعل اور خدوخال کو دیکھتے ہی حصول اصلاح کے تمام طریقے عجز وانکساری سے سر جھکا دیں یہ جاذبیت صرف اور صرف انبیاء علیہ السلام کے وجود مقدسہ میں ہی پائی جاتی ہے اور پھر سید الانبیا علیہ السلام کا وجود مسعود تو وہ گوہر نایاب ہے جس کا جواب ممکن ہی نہیں مسلمانوں کا سرفخر سے بلند ہے کہ انہوں نے اپنے آقا مولی ﷺ کے حالات زندگی کو اس طرح جامیعت سے بیان کیا ہے جس کی مثال دنیا بھر کے رہنماوں میں کہیں نہیں مل سکتی ملت اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ قوم شروع سے قیامت تک اپنے رسول محتشم ﷺ سے دور نہیں ہوگی۔

☆ سیرت اپنانے کی اہم ضرورت یہ بھی ہے کہ انسان فطری طور پر سکون کا متلاشی ہے اور سکون کی دولت انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ سے وابستہ ہے قرآن مقدس نے اسی عنوان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وكل نقص عليك من انبأء الرسل مانثبت به فوادك وجاء ك فى هذه الحق وموعظة وذكرى للمومنين٥ (1)

اور ہم آپ پر انبیا علیہم السلام کے واقعات بیان کرتے ہیں جن سے آپ کے دل کو قوت و سکون حاصل ہو ان واقعات میں ایمان والوں کے لئے حق اور نصیحت ہے۔

اسلام ایک مکمل ترین ضابطہ حیات ہے تکمیل اسلام کا تعلق دو چیزوں سے ہے قراں حکیم اور حدیث نبوی ﷺ یا یوں سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم کا ظہور حضور ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے ہے اور سنت رسول ﷺ کا تعلق حضور کے عمل سے ہے۔

☆ قرآن فہمی کیلئے حضور ﷺ کے ارشادات اور فرامین کی رہنمائی بے حد ضروری ہے جو سیرت کا حصہ ہے۔

☆ حضور ﷺ نے سب سے پہلا خطبہ جو صفا پہاڑی پر فرمایا اس میں اپنی سیرت طیبہ کو اس طرح پیش فرمایا

---

(1) ھود 11: 120

اکنتم تصدقونی قالو بلی (1)

لوگو میں تمہارے اندر زندگی کا ایک حصہ گزار چکا ہوں تم بتاؤ اس میں تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا یہ سیرت طیبہ کا اتنا صاف اجلا اور نکھرا ہوا پہلو ہے کہ اہل مکہ کو بہ یک زبان کہنا پڑا اے محمد ہم نے تجھے ہمیشہ سچا پایا حضور ﷺ کے اس سوالیہ فقرہ میں واضح اشارہ تھا کہ میں نے جب عام گفتگو عام معاملات میں جھوٹ نہیں بولا تو اتنی بڑی بات کہ میں اللہ کا رسول ہوں یہ کیسے غلط ہوسکتی ہے قرآن مقدس اس عنوان کو اس انداز میں ارشاد فرمایا۔

''میں نے تمہارے اندر ایک وقت گزارا ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے'' (2)

☆ اللہ تعالی جل مجدہ نے اپنے وجود اور اپنی معرفت کیلئے حضور ﷺ کو بطور قطعی دلیل اور برہان ذکر فرمایا ہے۔

یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم (3)

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے برھان آ گئی

اگر خدا پناہ آپکے عمل و کردار میں کوئی کوتاہی ہوتی تو آپ کو اتنے بڑے لقب سے نوازا نہ جاتا لہذا آپ کی ذات، آپکا عمل، آپ کے تمام معاملات معرفت الٰہیہ کی زبردست دلیل ہیں۔

☆ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ ہی نجات اور ہدایت کی ضامن ہے ہم نماز کی ہر رکعت میں ہدایت کی دعا کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے ہدایت اللہ تعالی کا بہت بڑا فضل ہے اب وہ ہدایت حاصل کیسے ہو قرآن مقدس فرماتا ہے۔

وان تطیعوہ تھتدوا (4)

---

(1) محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك ،الترمذي ،أبوعيسى (المتوفى:279ھ)، الجامع الكبير۔۔۔سنن الترمذي، باب ومن سورة تبت يدا ، الرقم 3286، ص 208/11
أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني ،النسائي (المتوفى:303ھ)،السنن الكبرى ، الرقم 10819،ص 244/6
أبوعبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني ،النسائي(المتوفى:303ھ)،المجتبى من السنن ۔۔ السنن الصغرى للنسائي،الرقم 11714،ص 526/6

(2) يونس 10: 16

(3) النساء 4 : 174

(4) النور 24: 154

اگرتم اس رسول معظم کی اطاعت کروگے تو ہدائت پالوگے۔

اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر ہدایت پانے کا کوئی راستہ نہیں۔

☆ قرآن مقدس نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو پوری انسانیت کے لئے ایک حسین ترین نمونہ قرار دیا ہے سورہ الاحزاب میں ارشاد ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (1)

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات میں زندگی کا حسین ترین نمونہ موجود ہے۔

☆ ہم دین، ایمان اور اسلام کو پہچاننے کیلئے حضور ﷺ کی ذات گرامی کے محتاج ہیں آپکا ایک ایک عمل دین، ایمان اور اسلام کی حسین ترین تشریح ہے گویا سیرت طیبہ دین کے اجمال کی تفصیل ہے دین کے مشکل باب، ایمان کی پیچیدہ گتھی، اسلام کے گہرے معانی جاننے کے لئے سیرت طیبہ کے محتاج ہیں۔

☆ پوری انسانیت کے لئے آپکا وجود مسعود نا گزیر ہے قرآن مقدس نے اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (2)

اے محبوب پاک ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت کیلئے خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا حضور ﷺ کا اپنا ارشاد گرامی بھی اس آیہ کریمہ کی کھلی تفسیر ہے۔

ارسلت الی الخلق کافۃ (3)

میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں ان ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے علم و عمل سے ہدایت حاصل کریں اور نجات پائیں۔

---

(1) الاحزاب 33: 21

(2) سبأ 34: 28

(3) أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النسابوري (المتوفى:261ھ)،صحيح مسلم ، كتاب المساجد و مواضع الصلوٰة ، الرقم 812، ص 109/3
أبو عيسى محمد بن سورة الترمذي صاحب السنن (المتوفىٰ279ھ)،سنن الترمذي، باب ماجآء في الغنيمة ، الرقم 1474، ص 46/6

☆ قرآن مقدس نے ایک کامیاب اور سرخرو گروہ کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

فالذین اٰمنوا بہ و عزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ

اولئک ھم المفلحون (1)

جو لوگ ان پر ایمان لے آئے اور ان کی تعظیم کی اور ان کی مدد کی اور آپ پر اتاری گئی کتاب مقدس کو مانا یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اس آیہ مقدسہ میں اللہ تعالی جل مجدہ نے حضور ﷺ پر ایمان لانے ان کی تعظیم وتوقیر اور ان کی مدد کرنے کو ہی کامیابی کا راز بنایا ہے۔

☆ رب قدوس جل مجدہ نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کی اہمیت کو ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا۔

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا (2)

اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ ﷺ دے دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاو اس حکم کا فلسفہ تمہیں سمجھ آئے یا نہ آئے بہر حال ان کے احکام کی تعمیل تم پر لازم ہے۔

☆ ایک مقام پر رب قدوس جل مجدہ نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اپنانے کو اپنی اطاعت قرار دیا جس سے سیرت طیبہ کے عنوان کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے سورہ النساء میں ارشاد ہے

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (3)

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔

☆ ایک مقام پر قرآن مقدس نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو اس طرح بھی اہمیت دی ہے کہ آپ کے فیصلے کو مدار ایمان قرار دیا

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم (4)

تیرے رب کی قسم ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک تیرے فیصلے کو دل وجان سے تسلیم نہ کر لیں۔

احکام خداوندی پر عمل حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے بغیر ممکن ہی نہیں فریضہ نماز کو قرآن مقدس نے مجمل بیان فرمایا اس کی تفصیل حضور ﷺ کے عمل پاک سے ہے ایسے ہی روزہ، زکوۃ، حج کے اجمالی

---

(1) الاعراف 7: 157

(2) الحشر 59: 7

(3) النساء 4: 80

(4) النساء 4: 65

خاکہ کوحضور ﷺ نے اپنے عمل پاک سے قابل عمل بنایا نماز پڑھنے کا ارشاد اس طرح فرمایا

صلوا کما رایتمونی اصلی (1)

جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح تم پڑھو اسی طرح صحابیٔ رسول نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی جل مجدہ نے ہماری طرف رسول ﷺ کو روانہ فرمایا اور ہمیں کسی بات کا کچھ پتہ نہیں تھا ہم صرف اسی طرح کرتے ہیں جس طرح حضور ﷺ کو کرتے دیکھتے ہیں۔ (2)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود سے فرمایا مجھے پتہ ہے تو پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے حضور ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا پھر بوسہ لے لیا۔ (3)

☆ اللہ تعالی جل مجدہ سے محبت کرنا انسانیت کا فطری تقاضا ہے جس رب قدوس جل مجدہ نے میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے لئے ہزاروں نعمتیں پیدا فرمادیں میرے لئے ضروری تھا کہ اس ذات والا صفات سے پیار کروں مگر یہ صورت ہے مشکل کہ قدیم سے حادث کیسے پیار کرے باقی سے فانی کیسے محبت کرے تو اس پیچیدہ مسئلے کو اللہ تعالی جل مجدہ نے اپنے محبوب ﷺ کی اتباع میں رکھ دیا ہے ارشاد ہوتا ہے

فاتبعونی یحببکم اللہ (4)

میری اتباع کرو خدا تمہیں دوست بنالے گا۔

---

(1) محمد بن اسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی،الجامع الصحیح المختصر للبخاری، باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعۃ ، الرقم 595،ص7/3
البخاری ، الجامع الصحیح ،باب رحمۃ للناس و البھائم ، الرقم 5549، ص423/18
البخاری ، الجامع الصحیح ،باب ماجاء فی اجازۃ خبر واحد ، الرقم 6705،ص207/22
الدارمی ،وھو الامام الکبیر أبو محمد عبداللہ بن الرحمن بن الفضل بن بھرام الدارمی (المتوفی سنۃ255ھ)،
سنن الدارمی ، باب من احق بالامامۃ ، الرقم 1300،ص8/4
محمدبن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التمیمی(المتوفی354ھ)،
الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ، باب صفۃ الصلوٰۃ ، الرقم 1904، ص 235/8

(2) ابن ماجہ ابو عبداللہ محمدبن یزید القزوینی(المتوفی 273ھ)،سنن ابن ماجہ، باب تفسیر الصلوٰۃ فی السفر، الرقم 1056، ص 361/3

(3) البخاری ، الجامع الصحیح ، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، الرقم 1494، ص15/6
البخاری ، الجامع الصحیح ،باب الرمل فی الحج والعمرۃ ، الرقم 1502، ص 30/6

(4) آل عمران 3 : 31

لہذا محبت خداوندی کیلئے اتباع نبوی ضروری ہے۔

☆ حضور ﷺ کے علمی، عملی مقامات سے آشنائی حضور ﷺ کی سیرت طیبہ جاننے سے ہی ہوسکتی ہے۔

☆ ایمان کے اندر پختگی، عقائد میں ٹھوس پن نظریات میں غیر متزلزل اقدار پیدا کرنے کیلئے سیرت طیبہ پر عمل بہت ہی ضروری ہے۔

☆ حضور ﷺ سے عشق و محبت میں جولانی پیدا کرنے اور اسے معراج تک پہچانے کیلئے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل سے ہی ہوسکتی ہے۔

☆ قرآن مقدس کا مختلف مقامات پر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے ساتھ ان کے محاسن افعال کا ذکر فرمانا واضح اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت پر عمل کتنا بڑا اہم کام ہے انسانوں میں تبدیلئ حیات کا اہم حصہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت پر عمل ہے

☆ کفار سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں گے تو ان کیلئے سیرت کا علم ایمان کی دعوت دینے اور حق تک پہچانے کا سبب بن جائے گا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

چند مشاہیر کے اسماء گرامی

قرن اولی میں سیدالانبیاء ﷺ کی سیرت طیبہ پر لکھنے والے چند مشاہیر کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی نے ۲۷۰ھ نے کتاب الشمائل لکھی آپ مشہور محدث ہیں ان کی کتاب صحاح ستہ میں تیسرا درجہ رکھتی ہے۔

☆ ابراہیم بن اسحٰق متوفی نے ۲۸۵ میں مسند صحابہ لکھی آخر میں کتاب المغازی شامل ہے۔

☆ اابوبکر احمد بن ابی خیثمہ متوفی نے ۲۹۹ میں تاریخ کبیر لکھ کر یہ فریضہ انجام دیا

☆ عمر بن شیبہ البصری متوفی نے ۲۶۲ھ میں حدیث میں ابن ماجہ، تاریخ میں بلازری لکھی ہے۔

☆ علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۵ھ علم تاریخ وانساب میں مہارت تامہ کے مالک تھے۔

☆ وحید بن مسلم القرشی متوفی ۱۹۵ھ ستر سے زائد کتب کے مولف ہیں۔

☆ یونس بن بکیر متوفی ۱۹۹ھ مشہور محدثین میں شامل ہیں علامہ ذھبی نے تذکرہ میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

☆ محمد بن عمر الواقدی متوفی ۲۰۷ھ کتاب السیرۃ اور کتاب التاریخ کے مؤلف ہیں ان کی روایات پر شدید اختلاف بھی کیا گیا ہے۔

☆ یعقوب بن ابراہیم متوفی ۲۰۸ مشہور مصنفین میں شامل ہیں سیدنا عبدالرحمان بن عوف کی اولاد سے ہیں انہیں مغازی میں مہارت تھی۔

☆ عبدالرزاق بن حمام متوفی ۲۱۱ھ ثقات محدثین میں شمار ہوتے ہیں ان کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

☆ علی بن مجاہد الرازی متوفی ۱۸۰ امام حنبل علیہ الرحمۃ نے ان سے روائت کی ہے مغازی کے مصنف تنقید کا نشانہ بنے ہیں اور یہ صورت عموماً ہم عصروں میں پائی جاتی ہے، جو قابل توجہ نہیں۔

☆ ابومحمد یحیی بن سعید متوفی ۱۹۴ھ ہشام بن عروہ کے شاگردوں میں سے ہیں طبری نے ان کے واسطہ سے روایات لی ہیں۔ زیاد بن عبداللہ متوفی ۱۸۳ھ سیرت طیبہ لکھنے کے جنون میں سب کچھ بیچ کر استاد کے ساتھ چلے گئے کتاب السیرت کے بہت مجتہد راوی سمجھے جاتے ہیں۔

☆ عبدالرحمان بن عبدالعزیز متوفی محدثین کی فہرست میں تو کم ہیں مگر فن سیرت کے آئمہ میں شمار ہیں ابن سعد نے ان کے متعلق لکھا ہے کان عالماً با السیرۃ سیرت کے مشہور عالم تھے۔

☆ محمد بن صالح متوفی ۱۶۸ھ زہری کے شاگرد تھے سیرت کے مشہور عالم تھے۔

☆ عبداللہ بن جعفر متوفی ۱۷۰ھ مشہور صحابی مسور بن مخرمہ کے پڑپوتے ہیں سیرت لکھنے میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

☆ عبدالملک بن محمد متوفی ۱۷۶ھ سیرت لکھنے میں ان کا پورا خاندان مشہور رہا انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے فن حدیث کے تدوین کی ان کی دادی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تربیت یافتہ تھیں۔

☆ عاصم بن عمر متوفی ۱۲۱ھ آپ مشہور تابعی ہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت کرتے ہیں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے سیرت کے فن پر کام کیا۔

☆ یعقوب بن عتبہ متوفی ۱۲۳ھ ثقہ لوگوں میں شامل ہیں اہل مدینہ ان سے فتویٰ لیتے تھے۔ سیرت طیبہ کے بڑے عالم تھے نظام قدرت ہے ان کے دادا اخنس بن شریق حضور ﷺ کے شدید دشمنوں میں شامل تھے۔

☆ ہشام بن عروہ متوفی ۱۴۱ھ زہری کے شاگرد ہیں علماء مدینہ میں ممتاز مقام تھا سیرت کے عنوانات پر بڑا کام کیا ان کی تالیف کا ذکر ابن ندیم نے کتاب المغازی میں کیا ہے۔

☆ وہب ابن منبہ متوفی ۱۱۴ھ۔ آپ یمنی تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات لیں۔

☆ شعبی متوفی ۱۰۹ھ کا محدثین میں مقام ہے حکومت دمشق کیطرف سے قسطنطنیہ میں سفیر تھے۔ عبداللہ ان کے مداح تھے۔

☆ عروہ بن زبیر ۹۴ھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کی تعریف کی ہے فن مغازی کی سب سے پہلی کتاب انہوں نے لکھی ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیرت طیبہ پر چند مشہور کتابوں کے نام

مواہب اللدنیہ

امام قسطلانی نے لکھی جو بخاری شریف کے مشہور شارح ہیں ابن حجر کے شاگرد تھے مشہور ہونے کے ساتھ ساتھ بعض اہل قلم نے ان کی بعض روایات پر تنقید بھی کی ہے۔

زرقانی علی المواہب

یہ مواہب کی شرح ہے آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

نورالنبر اس

یہ عیون الاثر کی شرح ہے ابراہیم بن محمد نے لکھی۔ انداز تحریر محققانہ ہے۔ عیون الاثر ابن سید الناس کی تالیف ہے اندلس کے مشہور علماء میں شامل ہیں ۷۳۴ھ میں وفات پائی۔

سیرت ابن عبدالبر

حافظ ابن جوزی کی کتاب شرف المصطفیٰ اور عبدالمالک نیشاپوری کی کتاب شرف المصطفیٰ

سیرت مغلطائی

علامہ عینی نے اس کی شرح لکھی ہے جس کا نام کشف اللثام رکھا۔

سیرت ابن ابی یحییٰ

یہ کتاب یحیی بن حمید متوفی ۶۳۰ھ کی تالیف ہے۔

سیرت دمیاطی

حافظ عبدالمومن کی تالیف ہے اس کتاب کا اصلی نام سیرت سید البشر ہے۔

سیرت خلاطی

یہ کتاب علاؤالدین علی کی تالیف ہے انہوں نے ۷۰۸ھ میں وفات پائی

روض الانف

یہ کتاب عبدالرحمان سھیلی نے لکھی یہ اکابر محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔

☆ اس مقدس عنوان پر ہر دور میں ہر زمانے میں ہزاروں کتابیں شائع ہوتی رہی ہیں۔ ہوتی رہیں گی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

غیر مسلم سیرت نگاروں کی تالیفات

سیرت نگاری پر مسلمان مصنفین کی کتابوں کی تعداد ہزاروں سے اوپر ہے غیر مسلم مصنفین نے بھی حضور ﷺ کی سیرت نگاری پر بہت کچھ لکھا اگر چہ ان کتب میں خوبیوں کے ساتھ الزامات و اعتراضات بھی پائے جاتے ہیں ان الزامات واعتراضات کے جواب میں بہت سی مدلل کتابیں لکھی جاچکی ہیں ان کتابوں کا ذکر درج ذیل ہے تاکہ مطالعہ کرنے والے پر حضور ﷺ کی عظیم شخصیت کا تصور نمایاں ہوسکے۔

☆ سیرت محمد مصنفہ ڈاکٹر جی ٹی ۱۸۵۱ع (یوکے)

☆ سیرت محمد مصنفہ ڈاکٹر اسپرنگر (۱۸۵۱) عیسوی

☆ منزل اسلام مصنفہ ڈاکٹر وائٹ (۱۸۶۱)

☆ تاریخ اسلام مصنفہ ڈاکٹر ڈوزی (۱۸۱۶)ء

☆ اپالوجی مصنفہ گاڈوی یگنس ۱۸۹۲ء

☆ سیرت محمد مصنفہ ڈی لیسن ۱۸۶۱ء

☆ اسلام اور قران مصنفہ گارسن ڈی ۱۸۷۴ء

☆ اسلامزم مصنفہ ڈاکٹر جے اے مولر (جرمن)

☆ انتخابات القرآن مصنفہ اوروڈلین (۱۸۷۴)

☆ محمد پیغمبر مصنفہ ڈاکٹر ویل (۱۸۴۶)

☆ ہیروز مصنفہ کارلائل (۱۸۴۶)

☆ تاریخ عرب مصنفہ کوسن ڈی (۱۸۴۷)

☆ سیرت محمد مصنفہ واشنگٹن (۱۸۴۹)

☆ تاریخ عرب مصنفہ سیدیو

☆ سیرت محمد مصنفہ کراہل

☆ تاریخ مذاہب مصنفہ رینان (۱۸۹۲)

- ☆ اسلام پر خیالات مصنفہ کاستری
- ☆ محمد کے ساتھ مصنفہ والٹن (۱۹۰۵)
- ☆ محمد اور اسلام مصنفہ کوئل (۱۸۹۴)
- ☆ سیرت محمد مصنفہ اسپنگر (۱۸۵۱)
- ☆ تاریخ اسلام مصنفہ روزی (۱۸۶۱)
- ☆ سیرت محمد مصنفہ ڈی لین (۱۸۶۱)
- ☆ سیرت محمد مصنفہ میور (۱۸۶۱)
- ☆ محمد و قرآن مصنفہ ریتھالمی
- ☆ مضامین قرآن مصنفہ نولد یکی (۱۸۶۹)
- ☆ اسلام مصنفہ ووشیف
- ☆ تاریخ بانی اسلام مصنفہ چارلس
- ☆ محمد اور اسلام مصنفہ کاپٹر یری
- ☆ محمد اور اسلام مصنفہ بالورتھ
- ☆ تبصرہ بر واقدی مصنفہ دلہوسن
- ☆ مکالمہ اسلام مصنفہ گواڈ (۱۸۹۰)
- ☆ سیرت محمد مصنفہ گریم
- ☆ سیرت مصنفہ ایف بوہل
- ☆ محمد مصنفہ بارگیوہوس (۱۹۰۵)
- ☆ اسلام کا روحانی پایہ مصنفہ میجر فارڈ (۱۹۰۹)

مندرجہ بالا کتب کے مولفین میں سے دو قسم کے مولف پائے جاتے ہیں ایک تو وہ جو عربی علوم سے قطعی طور پر ناواقف اور جاہل ہیں انہوں نے محض شخصی معلومات پر ہی کتابیں لکھ ڈالیں اور جو کچھ ذہن میں آیا تحریر کر دیا یہ طبقہ تو اسقدر قابل افسوس نہیں کہ وہ ہمارے عربی خزانہ سے ناواقف ہے یورپین اہل قلم کے دوسرے طبقہ پر نہایت حیرت و تعجب ہے جو عربی دانی میں خاصے ماہر ہیں مگر ضد اور

ھٹ دھرمی کی انتہا کردی جیسے ڈاکٹر مارگیولیوس جس نے مسند امام احمد بن حنبل کو باقاعدہ پڑھایا جیسے ساخوجس (جرمن) جس نے طبقات ابن سعد شائع کی بیرونی کی کتاب الہند کا دیباچہ اس نے لکھا نولدیک نے عربی میں خاصی مہارت حاصل کی مگر انسائیکلوپیڈیا کی جلد ۱۶ میں قرآن مقدس کے بارہ میں جا بجا اس کے تنقیدی مضامین پائے جاتے ہیں یہ اس کے حسد اور تعصب کی واضح دلیل ہے (1)

درج ذیل کچھ سطور میں ایسے غیر مسلم مصنفین کا ذکر کررہا ہوں جنہوں نے حضور ﷺ کے بارے اچھے خیالات کا ذکر کیا یہ عبارات میں نے میاں عابد احمد کی تالیف شان محمد کے مختلف اوراق سے لے لی ہیں اس کتاب کو سیرت انٹرنیشنل ریسرچ سنٹر لاہور نے شائع کیا کاش انگلش عبارات ساتھ ساتھ ہوتیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) سیرۃ النبی ﷺ، مطبوعہ نامی پریس کانپور انڈیا، ص 48

جھوٹوں کی سچی گواہیاں

سچ بولنے والے کے لئے مشکل ہوجاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولے البتہ جھوٹے کے لئے سچ بولنا مشکل نہیں کہ اس نے اپنا کام نکالنا ہوتا ہے وہ جھوٹ سے نکلے یا سچ سے میں نے اس اجنبی سے عنوان کیلئے قران مقدس سے استدلال کیا ہے سورہ المنافقون میں منافقین کے اس قول کا ذکر کیا گیا ہے۔

قالونشهد انك لرسول الله (1)

منافقین نے حضور ﷺ سے عرض کی ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے ان کی یہ بات سچی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں مگر ان کے جواب میں رب قدوس جل مجدہ نے فرمایا

والله يشهد ان المنافقين لكاذبون (2)

اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں منافقین ہیں تو جھوٹے مگر بات سچی کہہ گئے جھوٹے اس لئے فرمایا گیا کہ ان کے دلوں میں یہ بات راسخ نہ تھی۔

غیر مسلم مصنفین کی بھی یہی صورت ہے تاریخ اور حالات نے انہیں سچ کہنے پر مجبور کر دیا ورنہ وہ اپنے دلوں میں حضور ﷺ سے نفرت اور بغض وافر رکھتے تھے (معاذ اللہ)

بخاری شریف کی ایک حدیث سے بھی اس عنوان کی تائید ہوتی ہے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ کی کھجوروں پر نگرانی کا حکم دیا رات گئے ایک شخص نے کھجوریں اٹھائیں آپ نے پکڑ لیا تو اس نے منت سماجت کی اپنے کو مفلوک الحال غریب بتا کر جان بچائی صبح حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے چور کا کیا بنا سارا ماجرہ سنا دیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل رات پھر آئے گا چنانچہ وہ کل رات پھر آیا آپ نے پکڑ لیا چور نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تجھے وظیفہ بتاتا ہوں وہ پڑھ کر سو جایا کرو صبح کو پھر بارگاہ نبوی میں حاضری ہوئی حضور ﷺ نے پھر پوچھا کیا ہوا عرض کی حضور اس نے وظیفہ بتایا میں نے چھوڑ دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، تھا تو وہ جھوٹا مگر بات سچی کر گیا۔(3)

---

(1) المنافقون 63: 1

(2) المنافقون 63: 1

(3) البخاری، الجامع الصحيح ، باب اذا وكل رجلا فترك الوكيل شياء فاجازه ، ص 102/8

اسی ضابطہ کے پیش نظر ہم نے چند ایک غیر مسلم مورخین کی عبارات مختلف کتابوں سے اکٹھی کر کے ہدیہ ناظرین کی ہیں کہ وہ سیرت کا عنوان پڑھنے سے پہلے ہی محسوس کر لیں کہ محسن انسانیت ﷺ کی ذات حق وصداقت پر ہے

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام کا پرچم

☆ جس طرح دنیا میں اور بزرگ اپنے جلال اور بزرگی کا ایک مستحکم ستون قائم کر گئے ہیں اسی طرح محمد عربی ﷺ بھی اپنی فضیلت کا ایسا جھنڈا کھڑا کر گئے ہیں کہ جو ہمیشہ کیلئے ان کی یادگار رہے گا یہی اسلام کا پرچم ہے جس کے نیچے اس وقت کروڑوں لوگ پناہ گزیں ہیں اور ان کے نام پر جان دینے کیلئے مستعد کھڑے ہیں۔(شری شر رہے پرکاش) (1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم الشان نظام

☆ جب ہم اس زمانے پر غور کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام نے اپنی نبوت اور رسالت کا پرچم بلند کیا اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعہ قوانین تیار کیا گیا ہے جو دنیا کی ملکی، مذہبی، اور تمدنی ہدایات کیلئے کافی ہے تو ہم حیران ہوتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان ملکی تمدنی نظام جس کی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم کیا گیا ہے پس ہم دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسلام ایک مجموعہ قوانین ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے۔(موسواوجیل کلوفل) (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلامی تعلیمات

☆ میں نے محمد ﷺ کی اس تعلیم کو بغور پڑھا ہے۔ جو انہوں نے خلق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق کیلئے دی ہے میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی ہدایات پر عمل کرے تو وہ بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے میرے خیال میں موجودہ زمانہ میں سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو رائج کیا جائے۔(پروفیسر ہوگ جرمن) (3)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ سیرت انٹرنیشنل ریسرچ سنٹر بلھو آرگنائزیشن لاہور کینٹ ص 21/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 24/1

(3) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 24/1

اسلامی انقلاب

☆ عرب کے معاشرتی اور مذہبی حالات مختصراً ایسے ہوگئے تھے عرب کا رخ بدل گیا، انقلاب آ گیا انقلاب بھی کیسا؟ ایسا انقلاب کہ آج تک کسی سرزمیں پر نہیں آیا۔ مکمل ترین، اچانک ترین اور سرتاپا غیر معمولی انقلاب۔ (باسورتھ اسمتھ) (1)

☆ پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے اور دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ لوگ جو حضور ﷺ پر حملہ کرنے کی عادی ہیں دوہری جہالت میں مبتلا ہیں حضور ﷺ کی زندگی سادگی، شجاعت، اور شرافت کی تصویر تھی۔ (مسز اینی لبنٹ) (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے

قرآن تمام امور مذہبی، تمدنی، ملکی، تجارتی، دیوانی، فوجداری، وغیرہ کا ضابطہ ہے اور ہر ایک امر پر حاوی مذہبی عبادات سے لیکر جسمانی صحت جماعت سے لیکر حقوق افراد تک، اخلاق جرائم، دینوی، دینی سزا جزا وغیرہ تک کے عام احکام قرآن میں موجود ہیں اس میں اصول بھی ہیں جن کی بنا پر حکومت کی بنیاد پڑی اور اسی سے ملکی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں اور روزمرہ کے مقدمات جانی اور مالی کا فیصلہ کیا جاتا ہے قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے۔ (جان ڈیون پورٹ) (3)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام استقامت سکھاتا ہے

☆ اسلام کی بنیاد قران پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اسے سیکھے جو حکم دیتا ہے کہ استقلال اور استقامت عزت نفس نہایت لازمی ہیں اس کی حیات شائستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیاد ہیں۔ (ڈاکٹر ہٹلر) (4)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 25/1
(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 25/1
(3) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 15/1
(4) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 15/1

اسلام نے معیارِ اخلاق بلند کیا

ایک معمولی عقل وسمجھ کا انسان مسلمان بھی جہاں جاتا ہے محمد (ﷺ) کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور دوسروں پر ضرور اثر کرتی ہیں۔ صبح، دوپہر، اور شام کو اسلام کے حکم کا نعرہ اذان بلند ہوتا ہے اور وہ سر جو پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکا کرتے ہیں اسلام نے **بنی** نوع انسان کے معیارِ اخلاق کو بلند کیا۔(مسٹر جوزف تھامسن) (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ان دیکھے خدا سے محبت

☆ پیغمبر اسلام نے قربان گاہوں کو خداوں کو دین وہدائت کے پیروکاروں کو خیالات اور افکار کو عقائد اور نظریات بلکہ روحوں تک کو بدل ڈالا پھر صرف ایک کتاب کی بنیاد پر جس کا لکھا ہوا ہر لفظ قانون تھا ایک ایسی روحانی امت تشکیل کردی گئی جس میں ہر زمانے وطن قومیت کا حامل فرد موجود تھا مسلم قوم کی ایک ناقابل فراموش خصوصیت یہ چھوڑ گئے کہ صرف ان دیکھے خدا سے محبت اور ہر معبود باطل سے نفرت۔(لامارٹن) (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عربوں کی حالت بدل دی

☆ اسلام کے ذریعہ محمد ﷺ نے دس سال کے اندر ہی عربوں کو شدید ترین نفرتوں، انتقامی جذبات لاقانونیت، عورتوں کی ذلت، سودخوری، شراب خوری اور انسانی قربانیوں سے نجات دلائی۔ (ڈاکٹر گبن) (3)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 16/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 20/1

(3) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 21/1

باب دوم

سرور کائنات ﷺ کی شخصیت اور کردار

سراپا رحمت وشفقت

ہر چند کہ بانی اسلام کی ذات والا صفات سراپا رحمت وشفقت تھی اگر بانی اسلام کے بس میں ہوتا تو خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پاتا غرض جولڑائیاں ہوئیں نہایت مجبوری کی حالت میں ہوئیں اس عنوان کی تائید میں تحریر اس طرح ہے پیغمبر اسلام نے ایک جنگ بھی جارحانہ نہیں کی بلکہ ہر موقعہ پر مدافعانہ لڑائی لڑنے پر آپ ﷺ کو مجبور کیا گیا۔(سوامی برج نرائن) (1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

منصب نبوت پر سرفرازی

ان سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہ گزرا تھا جیسا کہ محمد ﷺ کیونکہ نبوت کے منصب پر سرفراز ہوتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو انہیں سب سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان کی بشری کمزوریوں سے بھی واقف ہو سکتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا معاملہ برعکس رہا کہ وہ ہر جگہ سب کے نزدیک معزز، محترم ہوئے۔(مسٹر گبن) (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

وہ سچے مذہبی راہنما تھے

☆ ممکن ہے یہ سوچا جائے کہ وہ آدمی جس نے بہت سی اور ہمیشہ قائم رہنے والی اصلاحات کیں اس کا خدائی مشن اس کے ذہن کی اختراع تھی اور کیا وہ جھوٹ کو جانتے بوجھتے نبھاتا رہا نہیں ہرگز نہیں محمد ﷺ تو حقیقت میں سچے مذہبی روحانی احساسات کے حامل تھے جن کے سبب انہوں نے اپنے مشن کو انتہائی مستقل مزاجی بہت استقلال سے آگے بڑھادیا اور نہ اس کے جھٹلائے جانے کی پروا کی اور نہ اس کی راہ میں مصائب کی یہ سچائی یہ حق کی معرفت انہیں ابتدا سے انتہا تک حاصل رہی۔ (ڈیون پورٹ) نوٹ۔مسٹر ڈیون پورٹ نے تسلیم کیا ہے کہ وہ پیدائشی نبی تھے۔ (3)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 17/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 18/1

ان کامشن بے بنیاد نہ تھا

☆ محمد ﷺ بلاشک وشبہ اپنے مقصد کی سچائی پر یقین تھا ان کا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ فریب دہی اور جھوٹ پر مبنی تھا بلکہ اپنے مشن کی تبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں کی شدتیں ان کی راہ میں رکاوٹ بن سکیں۔ (ڈیون پورٹ) (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

دنیا کا سب سے بڑا انسان

☆ دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے چند برس کی مختصر مدت میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفے، ایک نئی شریعت، ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا کی ایک نئی طویل مدت والی سلطنت قائم کر دی لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود وہ امی اور بے پڑھے تھے وہ کون؟ محمد بن عبداللہ۔ عرب اور اسلام کا پیغمبر (دادمجاعص) (2)

(نوٹ) امی کا معنی ان پڑھ یہ قدیمی اور جاہلانہ تصور ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم عقیدے کا مالک

☆ عظیم محض اس لئے نہیں کہ وہ ایک روحانی پیشوا تھے انہوں نے عظیم ملت کو جنم دیا اور ایک عظیم سلطنت قائم فرمائی بلکہ ان سب سے بڑھ کر ایک عظیم عقیدہ کا پرچار کیا اس کے علاوہ وہ اس لئے بھی عظیم تھے کہ وہ اپنے اپ سے بھی مخلص اور وفادار تھے۔ (لیوتارڈ) (3)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم الشان مصلح

☆ محمد ﷺ ان عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے قوموں کے اتحاد کی بڑی خدمت کی ہے ان کے فخر کے لئے یہ بالکل کافی ہے کہ انہوں نے وحشی انسانوں کو نور حق کی جانب ہدائت کی

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 19/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 12/1

اوران کو اتحاد و صلح پسندی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والا بنادیا اوران کے ترقی و تہذیب کیلئے راستے کھول دے اور حیرت انگیز یہ بات ہے کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فرد واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔ (کانٹ ٹالٹائی روسی) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

توحید کا مذہب

☆ حضرت محمد ﷺ کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے وہ ایک جامع مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے۔(ڈاکٹر کلارک)(2)

کلمہ طیبہ کی جامعیت

☆ تمام مسلمان اپنے مذہب کو ان دو چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں جن کا اختصار اور جن کی جامعیت حیرت انگیز ہے " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (ڈاکٹر لیبان) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

غار حرا

☆ کوئی چیز روم کی عیسائیوں کو گمراہی و تباہی کے خندق سے نہیں نکال سکتی تھی سوائے اس آواز سے جو سرزمین عرب کے غار حرا سے آئی. (پروفیسر مارس) (4)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم معمار

☆ حضرت محمد ﷺ نہائت عظیم المرتبت انسان تھے وہ ایک مفکر تھے وہ ایک معمار تھے انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے۔(میجر آرتھر گلسن) (5)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 13/1
(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 14/1
(3) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 15/1
(4) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 16/1

وہ سچے رسول تھے

☆ جہالت جس کا مظاہرہ اکثر و بیشتر مسیحوں کی طرف سے مسلمانوں کے مذہب کے بارے میں ہوتا رہتا ہے افسوسناک امر ہے محمد ﷺ اس وقت کی اقوام میں ایک خدا پر یقین رکھتے اور دوسرے خداوں کی نفی کرتے تھے انہوں نے دیانتداری اور دین داری اور پرہیزگاری کو کردار کا سرچشمہ قرار دیا ہر معاملہ میں عدل وتوازن کی تلقین کی یہ تلقین ان کے دین کا حصہ تھی محمد ﷺ ایک روحانی قوت کے مالک تھے اور سچے رسول تھے مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں وہ خدا کے کلام سے ہمکلام ہوتے تھے اور سرچشمہ روحانیت سے ان پر وحی اترتی تھے۔(مسٹر لنڈے) (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

آپ کی زندگی کھلی کتاب ہے

☆ یہ صحیح ہے کہ تاریخ کی روشنی میں ہم حیات مسیح کے کچھ واقعات دیکھ سکتے ہیں لیکن ان تیس سالوں سے کون پردہ اٹھائے گا جو انہوں نے نبوت کے اعلان سے پہلے گزارے ان کی گھریلو زندگی کے بارے میں بھلا کیا جانتے ہیں کہ مسند نبوت پر وہ بتدریج فائز ہوئے یا وحی پا کر یکدم خدائی مشن کے حامل بن گئے لیکن محمد ﷺ کے معاملے میں صورت بالکل مختلف ہے یہاں ہمارے پاس اندھیروں کی بجائے تاریخ کی روشنی ہے یہاں ہر چیز دن کی روشنی میں جگمگا رہی ہے محمد ﷺ کی زندگی ہم جانتے ہیں ان کی ظاہری، ان کی پوشیدہ، ان کا بچپن، ان کی جوانی، ان کی اٹھان، ان کے تعلقات، ان کی عادتیں، ابتدائی حالات اور پہلی وحی نازل ہونے تک کا لمحہ۔ اب تک ایسی کوئی معقول و مستند وجہ سامنے نہیں آئی جس کی بنیاد پر اس کتاب کے خلاف کوئی شدید اعتراض کیا جائے۔ (باسورتھ اسمتھ) (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عالم گیر اخوت

☆ نبی عربی (ﷺ) اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے کرہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس سے

---

(1) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 26/1

سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہیں ہونا تھا ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات باہمی تعاون اور عالم گیر اخوت تھی۔ (مسٹر سروجنی نائیڈو) (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

وہ خدا کے سچے نبی تھے

☆ سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار نفس اور اخلاص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اور اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے اور مصیبتیں برداشت کرے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے لوگوں کی غلطیوں کو فوراً معلوم کرے اور ان کی اصلاح کیلئے اعلیٰ درجہ کی دانش مندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہائت عاجزی سے اس بات کے اقرار کرنے پر ﷺ مجبور ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھے۔ (ڈاکٹر جے ڈبلیو لیئٹر) (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مساوات کا پیکر

☆ حضرت محمد ﷺ کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہو سکتا ہے آپ ﷺ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے گردو پیش لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ (ماکس ڈاڈ) (3)

نوٹ = سوشلزم نہیں اسلام مساوات کا علم بردار ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سراپا شفقت ومروت

☆ حضرت محمد ﷺ کو جتنا ستایا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں ستایا گیا ایسی حالت میں کیوں نہ محمد ﷺ کی بندوں کے ساتھ شفقت ومروت اور رحم دلی کی داد دوں جنہوں نے خود تو ظلم و ستم کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھائے مگر اپنے ستانے والے اور دکھ دینے والوں کو اف تک نہ کہا بلکہ ان کے حق میں

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 28/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 28/1

(3)

دعائیں مانگیں اور طاقت واقتدار حاصل ہوجانے پر بھی کوئی ان سے انتقام نہیں لیا پیغمبر اسلام کو خونخوار اور بے رحم انسان دکھلایا جائے اور خواہ مخواہ دوسروں کو نفرت دلائی جائے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کی زندگی پر تنقید کرنے والے لوگوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ نہیں کیا بلکہ سنی سنائی اور بے بنیاد باتوں کو اساس بنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ کردی اگر وہ اسلامی روایات کو سمجھ لیتے اور سچائی کے اظہار کے لئے اپنے اندر کوئی جرأت و ہمت پاتے تو وہ یقیناً اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہوجاتے۔ (بی ایس رندھاوا) (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

وہ خدا کی رحمت تھے

☆ حضرت محمد ﷺ کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی اصلاحات سے چشم پوشی ممکن نہیں ہم بدھو لوگ حضرت محمد ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور انکا احترام کرتے ہیں۔ (بدھ راہنما مانگ تو نگ) (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام تلوار سے نہیں امن سے

☆ ہم نے تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام کی نشر واشاعت اور اس کی بقاؤ ترقی کا انحصار تلوار پر ہے ایسا کہنا خود اسلام کی تردید کرتا ہے اس غلط اور شر انگیز عقیدے کے حامیوں نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور صداقت سے آنکھیں بند کرلی ہیں اسلام میں تلوار کی جو جگہ ہے وہ کسی مذہب میں نہیں ہوسکتی ہے اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے مگر صرف وہیں تک جہاں تک صداقت اور سچائی کے لئے ضروری ہے اسلام میں امن وآتشی اور صلح وراستی تلوار سے کہیں بالاتر ہے اسلام تلوار کا نہیں امن کا پیغام ہے۔

(لالہ رام ورما ایڈیٹر اخبار تیج دہلی) (3)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 29/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 30/1

(3)

رحم وکرم کا عظیم مظاہرہ

☆ انہوں نے اپنے لشکر وسپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ کے سامنے انتہائی بندگی واطاعت کا مظاہرہ کیا اور شکرانہ بجالائے (بموقع فتح مکہ) لیکن دوسرے فاتحین کے وحشیانہ طرز عمل کے مقابلہ میں اسے بہر حال انتہادرجہ کی شرافت وانسانیت سے تعبیر کیا جائے گا مثلاً صلیبوں کے مظالم ۱۰۹۹ء فتح یروشلم کے موقع پر انہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمان مرد عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتارا وہ انگریز فوج نے صلیب کے زیر سایہ لڑتے ہوئے ۱۸۴۷ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذر آتش کر ڈالا۔ محمد ﷺ کی فتح در حقیقت دین کی فتح تھی۔ سیاست کی فتح تھی انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا اور ظالمانہ نظام سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا اور قریش کے مغرور، متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے مجرموں کی طرح کھڑے تھے تو محمد ﷺ نے ان سے پوچھا تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟ تو وہ بولے رحم والے سخی اے فیاض بھائی رحم ارشاد ہوا جاو آج تم سبھی آزاد ہو۔ (آرتھر گلیمن) (1)

اسلام کی اعتدال پسندی

☆ مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ، بے لوث ایفائے عہد اپنے اصحاب کی غیر معمولی صحابیت خدا پر پکا یقین اور ذاتی جرات واستقلال سے وابستہ ہے نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا اچھے اور دور رس طریقوں کو وضع کرنا یقیناً آسان ہے لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور پھر جب کہ یہ عظیم الشان کام اپنے خاندان اور قبیلے سے شروع کرے جس کے لوگ اس کی زندگی کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ (ڈاکٹر اینڈ برمنگھم) (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 32/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 34/1

اعتراف عظمت

☆ غیر مسلم مصنفین کا برا ہو جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ قلم ہاتھ میں لیتے وقت عقل کو چھٹی دے دیا کریں گے اور آنکھوں پر تعصب کے پتھر رکھ کر ہر واقعہ کو اپنی ناسمجھی اور تعصب کے رنگ میں رنگ کر دنیا کے سامنے پیش کریں گے آنکھیں چکا چوندھ ہو جاتی ہیں اور ان کے گستاخ اور کج رقم قلموں کو اعتراف کرتے ہی بنتی ہے کہ واقعی اس نفس کش پیغمبر نے جس شان استغناء سے دولت، عزت شہرت اور حسن کی طلسمی طاقتوں کو اپنے اصول پر قربان کیا وہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ (سوامی لکشمن رائے) (1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

متعدد بیویاں نفسانی خواہش نہیں

☆ آنحضرت ﷺ کے کثرت ازدواج کے متعلق بہتان باندھا گیا ہے لیکن یہ محض غلط ہے بے شک (آپ ﷺ) نے کئی بیویاں کی تھیں مگر زمانے کے برے رواج کو مٹانے کیلئے اور لوگوں کو ترغیب دینے کیلئے کہ وہ بھی بیوہ، کنواری، غلام لونڈی اور لاوارث عورتوں کو اپنے نکاح میں لائیں اور آپ کے نمونہ کی پیروی کریں آپ نے اپنی نفسانی خواہش کے لئے نکاح نہیں کیے آپ میں نفسانی خواہش کی کوئی بھی دلیل یا علامت نہیں پائی جاتی۔ (بی ایس کشالیہ ڈی-ای لندن) (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدھا اور مضبوط دین

☆ محمد ﷺ ایک رسول تھے نہ کہ صوفی وہ جوان کے گرد جمع ہوئے اور جو ملت اسلامیہ کے اولین ارکان تھے وہ قانون کی اطاعت پر توحید ہی پر راضی تھے اور محمد ﷺ کی تعلیمات اور انکے اسوہ کی پیروی پر اکتفا کرنے والے تھے وہ مطمئن تھے کہ وہ ایک سیدھے اور مضبوط دین کے پیرو ہیں۔

(گارڈ فرے ڈی ممبائز) (3)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 35/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 35/1

نظامِ مصطفیٰ

☆ محمد ﷺ نے جو اپنا مذہبی نظام قائم فرمایا وہ نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھیوں کی عقل وفہم کے مطابق تھا اور اس ملک میں پائے جانے والے رسم و رواج اور ان کے ساتھیوں کے جذبات سے ہم آہنگ تھا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ عام انسانی حالات ونظریات سے بھی ایسی مناسبت رکھتا تھا کہ جس کے نتیجے میں تمام انسانوں کی نصف آبادی نے اسے قبول کیا اور یہ سب کچھ چالیس سال سے بھی کم عرصہ میں ہو گیا۔ (کاؤنٹ ڈی بولین) (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

پیرو پیغمبر

☆ عرب کو یہی نور اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لایا عرب کو اسی کے ذریعہ پہلے پہل زندگی ملی بھیڑوں بکریوں کو چرانے والے لوگ جو ازل سے صحراوں میں بے کھٹکے بے روک ٹوک گھومتے پھرتے تھے کہ پیرو پیغمبران کی طرف بھیجا گیا ایک پیغام کے ساتھ جس پر وہ ایمان لا سکتے تھے اور پھر سب نے دیکھا کہ جو کسی کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہ رکھتے تھے دنیا بھر کے لئے قابل ذکر بن گئے۔ (کارلائل) (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم کامیاب راہنما

☆ قارئین میں سے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو تعجب ہو کہ میں نے دنیا جہاں کی موثر ترین شخصیات میں محمد ﷺ کو سرفہرست کیوں رکھا ہے اور مجھ سے وجہ طلب کریں گے حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک انسان ایسے تھے جو دینی دنیاوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامران وکامیاب وسرفراز ٹھہرے۔ (ہارٹ مینخائل) (3)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 10/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 10/1

بے مثال شخصیت

☆ ہادی عرب کو ایک ساتھ تین چیزوں کے قائم کرنے کا مبارک موقعہ ملا وطنیت، اصلاح اعمال، مذہب تاریخی دنیا میں اس قسم کی دوسری کوئی مثال نہیں دکھائی دیتی۔ (ریورینڈ) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم انسان

☆ وحشی جنگجو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پرو کر ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کیلئے ایک عظیم انسان کا ظہور ہوا اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی وہ انسانی لعل کون تھا۔ (محمد ﷺ) (پنڈت شیونرائن) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

امتیازی نشان

☆ ملت اسلامیہ نے اپنے آقا و مولی ﷺ کی سیرت طیبہ پر جس طریق پر کام کیا ہے دنیا بھر کے راہنماوں کیلئے نہیں ہوسکا نہ ہی آئندہ ہوسکے گا حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر تحقیق کی غرض سے آپ کے دیکھنے اور ملنے والوں میں سے تیرہ ہزار سے زائد افراد کے نام قلمبند کیے گئے طبقات ابن سعد کی کتاب الصحابہ، کتاب العقیلی، کتاب ابن ابی حاتم الرازی، کتاب الازرق، کتاب الدولابی، کتاب البغوی، طبقات ابن ماکولا، اسد الغابہ، استیعاب اصابہ فی احوال الصحابہ، جلیل القدر حضرات کے قلم سے لکھی گئی ہیں ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند ہے کہ اس نے یہ کام کیا اس ضمن میں کوئی دوسرا ان کا حریف نہیں اگرچہ سیرت طیبہ کا پہلا مصداق حدیث نبوی ہے لیکن متقدمین نے غزوات کے حالات اور واقعات کے مجموعہ کو سیرت بتایا ہے اور حدیث نبوی کے مجموعہ کو آٹھ علوم پر مشتمل گردانا ہے۔ مناقب احکام وشرائط فتن، عقائد تفسیر آداب سیر۔ سیرت کے سلسلہ میں بہت سی تصنیفات ایسی ہی ملتی ہیں جن کی تحریر کا اسلوب محدثانہ شان وشوکت کو واضح کرتا ہے جیسے امام بخاری کی یا امام طبری کی تواریخ ملت اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے آقا و مولی ﷺ کے ہر قول و فعل کو اس طرح پیش کیا کہ

---

(1) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 11/1

اتصال اور تسلسل میں کوئی فرق نہیں آیا اور پھر روایت بیان کرنے میں نہائت احتیاط سے کام لیا اس ضمن میں روایت کی جانچ پڑتال کیلئے محدثین کرام نے ہزاروں صفحات پر مشتمل کتب شائع کیں راویوں میں جرح وتعدیل، میں یحی بن سعید قطان کی تالیف علامہ یوسف بن زکی کی کتاب تہذیب الکمال، حافظ ابن حجر کی کتاب تہذیب التہذیب، علامہ زہبی کی کتاب میزان الاعتدال کو نمایاں مقام حاصل ہے محدثین کی ان کاوشوں سے رطب ویابس چھٹ کر سامنے آ جاتا ہے محدثین کے اس علمی ذخیرہ نے حضورﷺ کی سیرت طیبہ کو نہائت صاف شفاف نکھرے اور اجلے انداز میں پیش کر کے دنیاء کفر کو حیرت میں ڈال رکھا ہے محدثین کی اس جماعت نے اپنی اپنی تالیفات میں روائت کی صحت کا پورا پورا اہتمام کیا ہے اور ان میں سیرت طیبہ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے، بخاری، مسلم ،صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان محدثین کی جس جماعت نے صحت روایت کا اس قدر اہتمام نہ کیا انہیں محل تنقید نہ بنایا جائے ان پر زبان طعن دراز نہ کی جائے بلکہ ان کے نیک ارادوں پاکیزہ تمناوں کو خراج تحسین پیش کیا جائے کہ ان کا مقصد تھا کہ زیادہ سے زیادہ حضورﷺ کے اقوال مبارکہ جمع کیے جائیں اور پھر اس عظیم ذخیرہ سے چھانٹی کی جاسکے گی اور جرح وتعدیل کے ترازو پر تولنا کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عربوں کے کمالات

☆ عرب اقوام میں جاہلانہ رسوم ،خود ساختہ نظریات، قتل و غارت میں مہارت، محض ان کے پیش نظر سالہا سال جنگ کا جاری رکھنا، بچیوں کا زندہ درگور کرنا ایسے لاکھوں نقائص تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں تاہم کچھ ایسے کمالات بھی ہیں جو انہیں کا خاصہ ہیں جیسے ذہانت، حیرت ہوتی ہے کہ ایسی اکھڑ قوم کو قدرت نے کس قدر انعامات سے نوازا ہے مثال کے طور چند ذہین شعراء کا ذکر کرتا ہوں جن کے اشعار و قصائد نے فصاحت و بلاغت، تماثیل و استعارات، تشبیہات میں نمایاں داد حاصل کی ہے، امرو القیس ، ورید ابن صمہ علقمہ بن عبد یغوث ، زو الاصبع عدوانی، وداک بن تمثیل مازنی لبید بن ربیعہ، عدی بن زید عبادی، متلمس ، زہیر بن ابی سلمی ، طرفہ ابن العبد، عمرو بن کلثوم حاتم طائی، امیہ بن ابی الصلت عربوں میں دوسرے مرحلہ کے نامور شعراء، کعب بن زہیر، خنساء حسان بن ثابت ، حطیہ، عمر بن ربیعہ، اخطل ،فرزوق ، جریر، سحبان بن وائل، زیاد بن امیہ، حجاج بن یوسف ثقفی ان میں سے کسی بھی ایک شاعر کی ذہانت وفطانت پر سینکڑوں صفحات لکھے جاسکتے ہیں نقائص کے باوجود عربوں میں یہ کمال بدرجہ اتم موجود تھا بڑے تو بڑے عربوں کے بچوں میں اس فن پر کافی دسترس ملتی ہے جسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے صاحب بلوغ الادب نے اسی عنوان کے تحت ایک عرب بچی کی ذہانت کا یہ واقعہ لکھا ہے جو ھدیہ قارئین ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک عرب بچی کی ذہانت

☆ ایک امیر تاجر اپنے دو خادموں کے ساتھ سفر پر گیا دونوں غلاموں نے اپنے سردار کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے سردار کے قتل کا منصوبہ بنالیا سردار بھی ان کی بدنیتی کو بھانپ گیا سردار نے دونوں سے کہا مجھے تم دونوں قتل کرنا چاہتے ہو میں تم سے بھاگ نہیں سکتا مگر ایک وصیت میرے گھر ضرور پہنچا دینا غلاموں نے وصیت پوچھی سردار نے کہا میرا ایک شعر ہے اسے میری بچی کو دے دینا شعر یہ تھا۔

من مبلغ بنتی ان اباھما   للہ درکما و در ابیکما (1)

---

(1) شہاب الدین احمد بن عبدالوھاب النویری، نہایۃ الارب فی فنون الادب، ص 202/4
عبدالقادر بن عمر البغدادی، خزانۃ الادب ولب لباب لسان العرب، ص 218/1

کون ہے جو میری بیٹیوں کو بتائے کہ ان دونوں کا باپ تم دونوں کی خوبیاں اور تمہارے باپ کی خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔

قاتلوں نے یہ شعر پڑھا اور کہا کہ اس شعر کے پہنچانے میں کوئی حرج نہیں چنانچہ قاتلوں نے اپنا منصوبہ پورا کیا سردار کو ٹھکانے لگا کر یہ شعر اس کے گھر اس کی بیٹی کو دیا جھوٹے آنسوؤں کے ساتھ اس کی موت کا ذکر سنایا بڑی لڑکی تو کچھ سمجھ نہ پائی ایک چھوٹی لڑکی نے جوں ہی یہ شعر پڑھا تو وہ چلا اٹھی اپنا دوپٹہ سر سے اتار پھینکا اور کہا کہ اے لوگو یہ دونوں میرے باپ کے قاتل ہیں ان سے بدلہ لو لوگوں نے بچی سے پوچھا تجھے کیسے پتہ چلا کہ تیرے باپ کا قاتل یہ ہے بچی نے جواب دیا کہ اس شعر کے دونوں مصرعے نامکمل ہیں دوسرے کے محتاج ہیں اس شعر کے پہلے اور دوسرے مصرعے میں مناسبت نہیں کوئی مفہوم نہیں نہ ہی کوئی ربط ہے بچی نے کہا دراصل یہ دو شعروں کا ایک بنا گیا ہے-وہ دو شعر اس طرح ہیں۔

من مبلغ الحین ان مھلھلا　　　امسی قتیلاً فی الفلاۃ مجدلاً

للہ در کما ودر ابیکما　　　لا یبرح العبدان حتی یقتیلا (1)

کون شخص ہے جو میری بیٹیوں کو بتائے ان کا باپ قتل کر دیا گیا ہے اس کی لاش جنگل میں مٹی آلود پڑی ہے۔

اے بیٹیوں تم دونوں کی خوبیاں اور تمہارے والد کی خوبیاں اللہ کیلئے ہیں ان غلاموں کو نہ چھوڑنا یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا جائے. چنانچہ لوگوں نے غلاموں کو پکڑا اور تحقیق شروع کر دی تو دونوں نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ پھر دونوں سردار کے بدلہ میں قتل کر دیئے گئے-اس واقعہ سے والد کا دو شعروں کے مضمون کو ایک میں سمو دینا بچی کا ان مقدر اشعار کا بھانپ لینا ان کے اس فن میں ماہر ہونے کی دلیل ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) النویری، نہایۃ الارب فی فنون الادب، ص 202/4

البغدادی، خزانۃ الادب ولب لباب لسان العرب، ص 218/1

عربوں کی ذہانت پر فرانسیسی مؤقف

☆ فرانس کے وزیر تعلیم دردی نے اعتراف کیا ہے کہ عربی زبان میں جو وسعت پائی جاتی ہے دوسری زبانوں میں اس کی کوئی نسبت نہیں۔ اس نے کہا ہے کہ عربوں میں ہر چیز کے مختلف حالات اور مختلف صفات کے اعتبار سے الگ الگ نام ہیں۔ ان کے ہاں مترادفات کی بھیڑ ہے۔ اس لیے ان کے شعر و سخن کا دائرہ وسیع ہے۔ ان کے ہاں شہد کے اسی ۸۰ نام ہیں۔ سانپ کے دوسو ۲۰۰۔ شیر کے پانچ سو ۵۰۰ اونٹ کے ایک ہزار ۱۰۰۰ تلوار کے بھی ایک ہزار مصائب کی تعبیر کیلئے چار ہزار الفاظ موجود ہیں۔ ان تمام اسماء کو یاد کر لینا قوی حافظہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اہل عرب کو قدرت نے جو ذہانت قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔ اس کا انکار ممکن نہیں۔ ان کے مشاہیر سے ایک حماد نامی شخص تھا۔ اس نے خلیفہ ولید سے کہا تھا کہ وہ یہاں کھڑے کھڑے ایک سو قصیدہ سنا سکتا ہے۔ اور ہر قصیدہ بیس سے سو اشعار پر مشتمل ہوگا۔ (1)

☆ ایک صفت ذہانت کے علاوہ بہت سے عمدہ فضائل کے مالک تھے غیرت اور حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے استعمال غلط کیا وہ ایفا کو بھی بہت اہم جانتے تھے ان کی شجاعت کے چرچے بھی آسمانوں تک پھیلے ہوئے تھے ان کی سخاوت کا پہلو بھی دنیا میں ضرب المثل تھا ان کی فیاضی نے بھی لوگوں کے دلوں کو موہ رکھا تھا مگر ان کی خوبیاں صحیح سمت پر جاری رہنے سے محروم تھیں چونکہ ان کی صحیح رہنمائی نہ تھی اسی باعث ان کی شجاعت ظلم کا روپ دھار لیتی تھی ان کی سخاوت بھی ان کے اپنے ذاتی اثر و رسوخ بڑھانے پر بھی استعمال ہوگئی غرض یہ کہ ان کے اچھے اوصاف، عمدہ کمالات بھی ان کی جہالت و انانیت میں دب کر رہ گئے اور کسی رفیع مقام کو حاصل کرنے کیلئے کسی عظیم قائد کے منتظر تھے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) بلوغ الأدب 1/10

حسین امتزاج

☆ محمد (ﷺ) کی ذات میں صفات وکمالات کا جو حسین امتزاج موجود تھا اس کی تین قسمیں تھیں۔ایک نبوت کا فیضان دوسرے سیاست وحکمرانی میں ان کی بصیرت اور تیسرے منتظم کی حیثیت سے ان کی مہارت ودانائی اور تمام عہدوں پر موزوں اور قابل ترین افراد کا انتخاب جب کوئی اسلام کی ابتدائی تاریخ اور سیرت محمد ﷺ پر جس حد تک نظر ڈالتا ہے وہ اسی حد تک ان کی کامیابیوں پر حیران رہ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے پیچھے ایک خدا پر انہیں پکا اعتقاد نہ ہوتا اور اگر وہ اس یقین محکم سے مستفید نہ ہوتے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں تو شائد تاریخ انسانیت کا ایک اہم اور قابل ذکر باب تحریر ہو جانے سے رہ جاتا (مسٹر وائٹ) (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

جامع شخصیت

☆ آئین وقانون ساز، سپہ سالار، فاتح اصول ونظریات، علاقائی سلطنتوں کے معمار، دینی روحانی حکومت کے بانی یہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ اور انسانی عظمت کے ہر پیمانے کو سامنے رکھ کر ہم پوچھ سکتے ہیں۔ ہے کوئی جوان سے زیادہ بڑا ہو؟ ان سے بڑھ کر عظیم ہو؟ (مسٹر لا مارٹن) (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

لفظ سیرت پر تبصرہ

☆ قران مقدس میں اس لفظ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

سنعید ھا سیرتہا الاولی (3)

سیدنا موسی علیہ السلام کو کوہ طور پر اپنے رب قدوس جل مجدہ سے مکالمہ کا شرف ملا عصا کے بارہ میں بات چلی کہ موسی تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے عرض کی میرے رب یہ عصا ہے جس سے ٹیک لگاتا ہوں اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور کئی فائدے ہیں تو حکم ہوا موسی اسے زمیں پر ڈالو آپ نے ڈالا

---

(1) میاں عابد احمد ،شان محمد ﷺ، ص 36/1

(2) میاں عابد احمد ،شان محمد ﷺ، ص 37/1

(3) ... 21: 20

تو وہ اچانک سانپ بن کر ادھر ادھر دوڑنے لگا بارگاہ قدس سے حکم ہوا اسے پکڑلو اور ڈرو نہیں ہم اسے پہلی حالت میں لوٹا دیں گے یہاں پر لفظ سیرت بمعنی حالت وارد ہوا ہے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا معنی ہوا آپ کے حالات زندگی کا ذکر آپ کی حالت نبوت کا ذکر خیر۔ عربی لغات میں سیرت کا معنی یہ کیا گیا ہے۔

سيرة الرجل صحيفة اعماله وكيفية سلوكه بين الناس يقال هو حسن السيرة (1)

لفظ سیرت سار کا اسم ہے اس کا معنی ہے طریقہ ہیت، حالت لوگوں کے درمیان کسی شخص کے زندگی گزارنے کے انداز کو اس شخص کی سیرت کہا جاتا ہے

اسی عنوان کے اظہار کے لئے دوسرا لفظ ہے " اسوۃ" جس کا عربی میں معنی ہے " القدوہ "(2)

قرآن مقدس نے اس لفظ کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (3)

بے شک تمہارے رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات میں زندگی کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

حالات زندگی کا بیان کرنا سیرت کہلاتا ہے مگر یہ یاد رہے لفظ حال سے حول لیا گیا ہے جس کے معنی دوسرے کے حوالہ کر دینے اور بدل دینے کے آتے ہیں اور بدل جانے والی شی ایک جگہ قائم نہیں رہ سکتی اس لئے حال بھی وہ شی ہے وہ کیفیت ہے جو مضبوط اور پائدار نہ ہو حال کی یہی تعریف ایک عرب شاعر نے بھی کی ہے۔

لولم تحل ماسمیت حالا وکل ماحال فقدزالا(4)

حال اگر آنے والی شی نہ ہو تو اس کا نام ہی حال نہ ہو حال کی مثال یوں سمجھ لی جائے جیسے سایہ اپنی انتہا کو پہنچ کر گھٹنے لگ جاتا ہے اور بالاخر غائب ہو جاتا ہے ایسے ہی آدمی پر

---

(1) محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسيني ،أبو الفيض ،الملقب بمرتضى ، الزبيدي(المتوفى1205ھ)، تاج العروس من جواهر القاموس ،ص2981/1

(2) الزبيدي ، تاج العروس، 8272/1

(3) الاحزاب 21:33

(4) عبد الملك بن محمد بن اسماعيل أبو منصور الثعلبي (المتوفى429ھ) يتيمة الدهر في محاسن أهل العصر ص89/1

حالات و کیفیات آتی ہیں اب یہ آدمی اپنے مخصوص حالات میں گھومتا رہے یا حال بہ حال ترقی کرتا رہے صورت حال کو استقرار و دوام نہیں یہ حالات اگر روحانی ہو جائیں تو بندہ ربانی بن جاتا ہے یہی ایک حال تھا پھر دوسرا گیا پھر تیسرا وارد ہو گیا اس طرح ترقی کا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر عارف جب ایک حال سے دوسرے حال کی طرف عروج کرتا ہے تو نتیجے کا پہلا حال اسے ناقص دکھائی دیتا ہے۔ حال کو یوں سمجھ لیا جائے جو جا کر آ جائے اور آ کر چلا جائے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک اشکال کا جواب

لفظ حال پر اس تبصرہ سے یہ اشکال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ حال بدلتے رہتے ہیں کبھی کم کبھی زیادہ ایک شخص آج تندرست ہے تو کل بیمار بھی ہو سکتا ہے آج بیمار ہے تو کل تندرست بھی ہو سکتا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کے حالات کا بھی یہی عالم ہے کبھی زیادہ کبھی کم تو جواباً تحریر ہے حضور ﷺ کے حالات میں اضافہ ہی اضافہ ہے نقص اور کمی کا تصور ہی نہیں کہ حضور ﷺ کے متعلق اس تصور کا جواب قران مقدس نے اس طرح دے دیا ہے۔

وللآخرة خیر لك من الاولی (1)

ہر پچھلی گھڑی تیرے لئے پہلی سے بہتر ہے اس آیہ مقدسہ نے واضح کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کے حالات ترقی کی طرف مائل رہے تنزل کی طرف نہیں اس آیہ مبارکہ کی تشریح میں عموماً یہی بات کہی جاتی ہے کہ حضور ﷺ کو لحہ بہ لحہ کمالات دیے جا رہے ہیں اور قیامت تک دیئے جاتے رہیں گے۔ بظاہر تو یہ تشریح اچھی معلوم ہوتی ہے مگر حقیقتاً یہ تشریح اس آیہ مقدسہ کے خلاف ہے جس میں اشارہ ہوتا ہے

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (2)

حجتہ الوداع کے موقعہ پر یہ ارشاد نازل ہوا کہ میں نے آپ پر نعمتیں پوری کر دیں۔ اگر اس آیہ مبارکہ کا یہ معنی مراد لے لیا جائے کہ حضور ﷺ کو ہر لحہ کمالات دئے جا رہے ہیں تو پھر اتممت کا مفہوم دھندلا جاتا ہے اگر معنی یہ کر لیا جائے کہ کمالات تو سبھی عطا فرما دیئے۔ قدرت نے کمالات تو سبھی

(1) الضحی 93 :4

عطا فرمادیئے اب قیامت تک ہر لحہ پردہ اٹھتا رہے گا کمالات نکھر کر سامنے آتے رہیں گے تو اشکال باقی نہیں رہتا اور یہ عقیدہ بھی ہے کہ اللہ تعالی جل مجدہ نے حضور ﷺ کو ان کے وصال سے پہلے ہی ان تمام کمالات سے نواز دیا تھا جو ان کی ذات والا صفات کیلئے فیصلہ فرمائے گئے تھے۔

عرب میں کیوں؟

☆ سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کرنے والے طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ سوا لاکھ یا کم وبیش انبیاء علیھم السلام میں سے حضور ﷺ کیلئے خطہ عرب کا انتخاب کیوں ہوا یہ خطہ تو پہلے انبیاء علیھم السلام کے ادوار مبارکہ میں بھی تھا ان میں سے کسی کو یہاں کیوں نہ بھیجا گیا اصل حکمت تو قدرت ہی جانتی ہے مندرجہ

ذیل جوابات ذہن میں آرہے ہیں۔

☆ حکمت خداوندی کا فیصلہ تھا کہ کائنات کی عالمگیر اصلاح کیلئے ہدایت ونجات کا آفتاب جزیرہ عرب کے افق پر طلوع ہوا جو پوری دنیا کا سب سے تاریک ترین خطہ تھا جسے اس آفتاب کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

☆ یہ انتخاب اس لئے بھی بڑا موزوں ہے کہ خطہ عرب ایشیاء یورپ وافریقہ کے براعظموں کے درمیان واقع ہے۔

☆ یہ خطہ پوری دنیا کو خشکی تری کے راستوں کے ذریعہ سے ملانے کیلئے موزوں ترین ملک ہے۔

☆ یوں بھی یہ انتخاب حسین دکھائی دیتا ہے کہ عالمی اصلاح کیلئے اگر کوئی ملک مرکزیت کا حامل ثابت ہوسکتا ہے تو یہی خطہ عرب ہے۔

☆ جب ایشیاء یورپ افریقہ کی سلطنتوں کا تعلق عرب سے تھا تو ان براعظموں میں آواز کا پہنچانا آسان ترین مسئلہ اسی طرح ہی تھا کہ مرکزیت خطہ عرب کو ہو۔

☆ نیز کرہ ارض کا وسط ہونے کا شرف یہ سرزمین مکہ مکرمہ کو حاصل ہے مکہ کے معانی میں ایک معنی ناف زمین کا بھی ہے جیسے ناف آدمی کے وسط میں واقع ہے ایسے ہی مکہ مکرمہ زمین کے وسط میں واقع ہے عربوں کے وسط میں ہونے کا مفہوم قرآن مقدس کی اس آیہ کریمہ سے بھی لیا جاسکتا ہے۔

جعلناکم امتہ وسطاًلتکونو شھداء (1)

ہم نے تمھیں درمیانی امت بنایا ہے تا کہ قوموں کے سامنے خدا کی شہادت اختیار کرو۔

☆ نظام قدرت ہے کہ پتھر دل عرب لوگ جن کے لئے اپنی لخت جگر معصوم بچی کا گلا دبانا اور دفن کرنا معمولی کام تھا دہشت گردی، قتل و غارت، لوٹ مار جن کا محبوب مشغلہ تھا پتھر دل لوگوں کی اصلاح کیلیئے سراپاء رحم و کرم محمد رسول اللہ ﷺ کو روانہ فرمایا ورنہ ذہن میں تو یہ بات آتی ہے کسی سخت شخص پر کنٹرول کرنے کیلیئے اس

سے زیادہ سخت آدمی کی ضرورت ہے مگر یہاں نظام بالکل برعکس دکھائی دیتا ہے۔

☆ خطہ عرب کے مغرب میں بحیرہ جنوب میں بحر ہند مشرق میں خلیج فارس شمال میں ملک شام نقشہ کے مطابق اس طرز کا محل وقوع بھی اسکی مرکزیت پر دلالت کرتا ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) البقرۃ 2: 143

باب سوم

عرب کا زمانہ جاہلیت اور دین ابراہیمی

عربوں کی مذہبی حالت

☆ ایک طبقہ وجود باری تعالی کا ہی منکر تھا اس کا نظریہ یہ تھا سب کچھ زمانے کی کارستانی ہے قران مقدس نے بھی اس گروہ کا ذکر فرمایا ہے

وقالو ماھی الا حیاتنا الدنا نموت ونحیٰ وما یھلکنا الا الدھر (1)

انہوں نے کہا یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے اور اور جیتے ہیں اور ہم کو مارتا ہے تو زمانہ مارتا ہے۔

یہ طبقہ دہریہ طبقہ تھا اس طبقہ کے جراثیم آج بھی مغربی ممالک کی بعض درسگاہوں میں شدت سے پھیلے ہوئے ہیں۔

☆ کچھ لوگ خدا کے وجود کے قائل تھے مگر قیامت حشر، نشر، سزا، جزا کے مسئلہ کے حتمی منکر تھے ان کا نظریہ تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں اور پھر وہ زندہ ہوں قرآن مقدس نے اس گروہ کی تردید میں ارشاد فرمایا۔

قل یحیھا الذی انشاء اول مرۃ (2)

آپ انہیں کہہ دیجئے دوبارہ (پوشیدہ ہڈیوں) کو زندہ کریگا جس نے پہلی دفعہ کیا تھا۔

☆ ایک طبقہ وہ بھی تھا جو جنت، دوزخ، حشر، نشر کا تو قائل تھا مگر حضور ﷺ کی نبوت کا منکر تھا لا یعنی اعتراضات کرتا تھا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا پیتا ہے اور بازار میں چلتا ہے ان کے خیال میں نبی کیلئے فرشتہ ہونا ضروری تھا (3)

☆ اکثر لوگ بت پرستی کے فتنہ میں مبتلا ہوچکے تھے لات، منات، عزی، ود، سواع، یغوث، یعوق کی پرستش کو روحانیت کا بلند معیار سمجھتے تھے۔(4)

☆ ایک طبقہ یہودیت سے وابستہ تھا۔ حمیر بنو کنانہ، بنو کعب کندہ یہ قبائل یہودیت میں مگن تھے یہودی نظریات کی درسگاہیں کام کر رہی تھیں امرالقیس کا ہم عصر شاعر سموئیل سخت یہودی تھا یہ طبقہ

---

(1) الجاثیہ 45:24

(2) یٰس 36 :79

(3) الفرقان 25 :7، الفرقان 25 :20

نصرانیت سے سخت وابستہ تھا چاند اور سورج کے پجاریوں کی تعداد بھی خاصی پائی جاتی تھی جنوں اور فرشتوں کے عابدین کی بھی کمی نہ تھی عرب کے ایک طبقہ پر یہودیت کا رنگ غالب تھا ایک طبقہ مجوسیت میں رنگا جا چکا تھا۔ زرارہ تمیمی نے اپنی بیٹی سے شادی کر لی تھی اگر چہ بعد میں شرمسار رہا۔ (1)

☆ اگر چہ پورے عرب پر بے دینی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا چکا تھا مگر پھر بھی شمع فروزاں کی خالص جھلک کہیں نہ کہیں پائی جاتی تھی اور یہ دھندلا سا نشان دکھائی دیتا تھا دانا بینا لوگ اس صورت حال پر انتہائی پریشان تھے کہ یہ کیا صورت حال ہے کہ عقلمند انسان پتھروں کا پجاری بن چکا ہے ابن اسحاق نے لکھا ہے ایک مرتبہ بت کی پرستش پر لوگوں کی بھیڑ میں ورقہ بن نوفل، عبداللہ بن، جحش، عثمان بن حویرث، زید بن عمر بن نفیل شریک تھے انہیں اچانک یہ خیال آ گیا کہ یہ کیا حماقت ہے؟ کیا جہالت ہے؟ کہ پتھر کے سامنے انسان سجدہ ریز ہیں جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے یہ چاروں قریش کے ممتاز افراد تھے ورقہ بن نوفل حضرت خدیجۃ الکبری کے چچازاد بھائی تھے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے عثمان بن حویرث رضی اللہ عنہ عبدالعزی کے پوتے تھے زید رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ (2)

حضرت زید رضی اللہ عنہ تلاش حقیقت میں شام گئے یہود و نصاری کے رہنماوں سے ملاقاتیں کیں مگر مطمئن نہ ہو سکے تو آپ نے اسی پر اکتفا کر لیا کہ دین ابراہیم قبول کرتا ہوں یہی زید ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربوں میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی مخالفت کی آپ بچی کے والدین سے اسے لے لیتے اور خود پرورش کرتے ورقہ بن نوفل، عبداللہ بن جحش، عثمان بن حویرث بت پرستی چھوڑ کر

---

(1) ابو محمد عبد اللہ بن قتیبہ الدینوری (المتوفیٰ 276ھ)، المعارف، 621/1
شہاب الدین محمد بن احمد بن منصور الابشھی، ابوالفتح، (المتوفیٰ 852ھ)، ذکر ادیان العرب فی الجاھلیۃ، ص 329/1

(2) عبدا لملك بن هشام بن أيوب الحميری المعافری ،أبو محمد ،جمال الدين (المتوفى:213ھ)، السيرة النبوية لابن هشام،ص222/1
أبو القاسم عبدالرحمن بن عبدالله بن أحمد السهيلی (المتوفى:581ھ)،الروض الأنف فی شرح السيرة النبوية ،ص379/1
أبو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير القرشی الدمشقی (المتوفى:774ھ)،السيرة النبوية لابن كثير،ص356/1

عیسائیت میں چلے گئے تھے زید بن عمر بن نفیل کے بارہ میں علامہ الفا کہی نے عامر بن ربیع سے ایک روائت کی ہے کہ عامر کی ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے کہا میں نے قوم کا باطل عقیدہ ترک کر دیا ہے اور دین ابراہیمی اختیار کر لیا ہے واقدی نے یہ بھی روائت کی ہے کہ زید بن عمر نے عامر سے کہا اگر تو اسی نبی کا زمانہ پالے تو ان کی بارگاہ میں میرا اسلام پہنچا دینا عامر کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں زید بن عمر رضی اللہ عنہ کا سلام پہنچایا اور آپ نے جواب فرمایا اور اس پر رحمت بھیجی ان کے اعلان حق کے چند اشعار بھی ملتے ہیں جن سے ان کی حقیقت پسندی واضح ہوتی ہے۔

عزلت اللات والعزی جمیعاً   کذالك یفعل الجلد الصبور (1)

میں نے لات عزیٰ اور دوسرے تمام بتوں کو چھوڑ دیا ہے بہادر صبر کرنے والا ایسے ہی کیا کرتا ہے۔

ولکن اعبد الرحمن ربی   لیغفر ذنبی الرب الغفور (1)

مگر میں اپنے رب کی عبادت کروں گا جو رحمٰن ہے تا کہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے

انہیں چیدہ چیدہ افراد میں اسعد ابو کرب الحمیری بھی ہیں ان کے متعلق ابن قتیبہ نے لکھا ہے حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ سے عرصہ دراز پہلے انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں لکھا ہے۔

شهدت علی احمد انه   رسول من الله النسم (2)

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد ﷺ اللہ تعالی جل مجدہ کے رسول ہیں جو روحوں کا خالق ہے

امیہ بن صلت بھی انہیں افراد میں تھا جو اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں دین ابراھیمی کی طرف مائل تھا اور حضور ﷺ کی آمد کی خبر دیا کرتا تھا مگر جب حضور ﷺ کی جلوہ گری ہوئی تو حسد کی آگ میں جل گیا۔ الاصابہ فی معرفتہ الصحابہ میں علامہ ابن حجر نے اس کے قبول اسلام کا بھی ذکر کیا ہے مگر آخر

---

(1) محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی 942ھ)، سبل الهدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد، ص 184/2
ابن هشام ، السیرة، باب شعر زید فی فراق دین قومه، ص 256/1
السهیلی، الروض الانف، ص 384/1
ابن کثیر، السیرة ، 163/1

(2) السهیلی، الروض الانف، 70/1
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، 274/3

طائف میں بحالت کفر مرا۔ انہیں افراد میں سے ایک خالد بن سنان بھی تھے یہ بھی دین ابراھیمی کے قائل تھے رب قدوس کی توحید پر یقین رکھتے تھے انکی ایک بیٹی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اس نے حضور سید عالم ﷺ کو سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے سنا تو عرض کی میرا باپ بھی یہی سورہ پڑھا کرتا تھا بعض مورخین نے سیدنا عیسی علیہ السلام کے بعد اور حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے زمانہ فترت کا شخص بتایا ہے بعض نے انہیں نبی بتایا ہے جنہیں قوم نے ضائع کر دیا تھا۔ (1)

انہیں افراد میں سے سیف بن قری یزن کا نام نمایاں دکھائی دیتا ہے یہ یمنی تھا اس کے ملک پر حبشیوں نے قبضہ کر لیا تھا کسری کی مدد سے ملک آزاد کرا لیا اس عظیم اعزاز ملنے پر اقوام کی طرف مبارک بادیوں کے وفود آنے شروع ہوئے مکہ مکرمہ سے جانے والے وفد میں حضرت عبدالمطلب بھی شامل تھے آپ نے اس کے بارے میں شاندار وضاحت و بلاغت سے گزارشات کیں کہ وہ شدید متاثر ہو کر تعارف چاہتا ہے آپ نے فرمایا ہاشم کا بیٹا عبدالمطلب ہوں اس پر اس نے شاہی مہمان ٹھہرانے کا حکم دیا اور ایک دن تنہائی میں بلا کر کہا عبدالمطلب میں تمہیں ایک راز بتانا چاہتا ہوں کہ تم اس کے اہل ہو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے بتائیں اس نے کہا

اذا ولد بتهامه غلام بين كتفيه شامته كانت له الامامه ولكم به الزعامه الى يوم القيمته (2)

جب تہامہ میں ایسا بچہ پیدا ہو جس کے کندھوں کے درمیان نشان ہو اس کی وجہ سے تمہیں

---

(1) محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ (المتوفی 751)، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ص 580/2

محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سید الناس، الیعمری الربعی، أبوالفتح، فتح الدین (المتوفی: 734ھ)، عیون الأثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر، ص 318/2

ابن کثیر، السیرۃ، 104/1

(2) أحمد بن الحیسن بن علی بن موسی الخسروجردی الخراسانی، أبوبکر البیهقی (المتوفی: 458ھ)، دلائل النبوۃ، الرقم 355، ص 397/1

أبو الولید محمد بن عبدالله بن أحمد بن محمد بن الولید بن عقبة الأزرق الغسانی المکی المعروف بالأزرقی (المتوفی: 250)، أخبار مکة و ما جاء فیها من الأثار، الرقم 158، ص 192/1

ابن کثیر، السیرۃ، ص 336/1

قیامت تک عزت نصیب رہے گی۔

اور پھر سیف نے کہا عبدالمطلب اس نبی کے ظہور کا وقت قریب بھی ہے ممکن ہے پیدا ہو بھی چکا ہو اس کا نام احمد ہے ان کے والد اور والدہ فوت ہو جائیں گے دادا اور چچا کفالت کریں گے۔ اس کی وجہ سے بت توڑ دیئے جائیں گے خدا کی عبادت ہو گی شیطان رسوا ہو گا بادشاہ سیف بن یزن نے جناب عبدالمطلب سے مزید کہا عبدالمطلب تم اس کے دادا ہو گے عبدالمطلب نے عجز سے پیش کیا اور ان نشانات کی تصدیق کی ابن یزن نے جناب عبدالمطلب سے کہا اس راز کو مزید افشانہ کریں مبادا دوسروں کے دلوں میں دشمنی اور حسد کے جذبات بھڑک اٹھیں اور جناب عبدالمطلب کو تاکید کی کہ یہود سے اس عظیم الشان بچے کو محفوظ کریں آخر میں بادشاہ ابن یزن نے مکہ کے قافلہ کو تحائف دیئے اور حضرت عبدالمطلب کو دس گنا زیادہ دیئے۔(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 127/1

عربوں کی جاہلانہ رسوم

☆ عربوں کی جاہلانہ رسوم پر نظر ڈالی جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ انسانیت کے بلند مقام پر ہوکر بیہودہ عادات کو کیسے اپنا لیا مثلاً کسی قبیلہ کے سردار کی موت پر اونٹ کی گردن باندھ کر گڑھے میں ڈال دیا جاتا جب وہ بھوکا پیاسا مر جاتا تو پھر اسے جلا دیا جاتا اور یہ اس لئے کیا جاتا کہ مردہ جب قبر سے اٹھے گا تو اونٹ اس کی سواری ہوگی۔(1)

☆ ان کی جاہلانہ رسوم میں ایک رسم یہ بھی جاری تھی کہ کسی اونٹ کو خارش پڑ گئی تو دوسرے صحت منداونٹ کو آگ سے داغ دیا جاتا اور یہ بھی تصور کیا جاتا کہ اب خارش والا اونٹ صحت مند ہو جائے گا ان کی جہالت کی ایک تصویر یہ بھی تھی اگر بارش نہیں ہو رہی اور قحط سالی نے گرفت کر رکھی ہے تو سلع درخت کی ٹہنی کاٹ کر اسے گائے کی دم سے باندھ کر ٹہنی کو آگ لگا کر گائے کو بھگا دیا جاتا کہ اس طرح کرنے سے بادل گھر آئیں گے اور موسلا دھار بارش ہوگی۔(2)

☆ ان کی جاہلانہ حرکتوں میں ایک یہ بھی تھی اگر کوئی شخص کسی وبا پھیلے علاقہ میں جاتا تو اس شہر یا گاوں میں پھیل جاتا یا وہاں کے جن سے بچنے کیلئے گاؤں میں داخل ہونے سے پہلے گدھے کی طرح ہینکتا اور پھر داخل ہو جاتا اور یہ یقین رکھتا کہ اب کوئی بیماری یا جن اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔(3)

☆ عربوں کی جاہلانہ رسموں میں ایک یہ بھی تھی کہ کوئی امیر مر جاتا تو اس کی قبر پر اونٹ لا کر اس کی کونچیں کانٹ دیتے اور تڑپتا چھوڑ دیتے اس کے خون سے مردہ کی قبر کو رنگین کر دیتے اور یہ سمجھتے اس میں مردے کی عظمت ہے کہ اس پر قیمتی جانور قربان کر دیا ہے عربوں کی جاہلانہ رسوم سے شیفتگی، توحید و رسالت سے دوری، شرم وغیرت سے بیزاری کے واقعات بتاتے ہیں عیسی علیہ السلام کی تبلیغ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا یہودیت اور پھر عیسائیت دونوں نظریات عربوں کو انسانیت کے دائرے میں نہ لا سکے اس حقیقت کو ایک عیسائی مورخ میور نے اپنی کتاب لائف آف محمد کے دیباچہ میں تسلیم کیا ہے اس کی اپنی تحریر اس طرح ہے۔(4)

---

(1) السهيلي، الروض الانف، 251/1

(2) أبو الحسن علی بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عزالدين ابن الأثير (المتوفى:630ھ)،أسد الغابة،ص231/1

(3) ابن کثیر ، أسد الغابة،ص252/1

عیسائیوں نے عرب کو پانچ سو برس تعلیم و تلقین کی اس پر بھی خال خال عیسائی نظر آتے تھے۔ یعنی بنو حارث بخران میں بنو حنیف یمامہ اور کچھ نبی طے میں عیسائی تھے عرب کو مذھب کی حیثیت سے دیکھیں تو اس کی سطح پر عیسائیوں کی ضعیف کوششوں کی کچھ خفیف سی موجیں لہراتی نظر آتی تھیں۔اور یہود کی قوت بھی کبھی بڑی شدت سے طغیانی کرتی نظر آتی تھی لیکن بت پرستی اور بنو اسماعیل کے بیہودہ اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ سے آ کر ٹکراتا تھا۔

☆ عربوں نے دین ابراھیمی کا حلیہ بگاڑ رکھا تھا اور اپنی تخیلاتی عبادت کو ترجیح دے رکھی تھی کسی کی موت پر اس کی مدح سرائی پر ہی اکتفا کیا جاتا بیت اللہ شریف کے طواف میں بے حیائی اور بے شرمی سے باز نہ آتے انسانی قتل میں دیت کو مقتول کی حیثیت سے لاگو کیا جاتا غریب قتل ہوا ہے تو سو اونٹ دیتا ہے امیر کے قتل پر ایک ہزار اونٹ ایک دوسرے کو شکست دینے کا ایک اصول یہ بھی اپنا رکھا تھا ایک نے دو اونٹ ذبح کئے تو دوسرے نے چار جس نے دوسرے سے زیادہ اونٹ ذبح کر ڈالے وہ فاتح کہلاتا تھا اس فضول حرکت میں جانوروں کا ضیاع اور فضول خرچی کے علاوہ کچھ نہیں بے غیرتی یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ شوہر اپنی بیوی سے کہتا کہ توں فلاں باہمت بہادر شخص کے پاس جاتا کہ بچہ بھی بہادر پیدا ہو ان کی جاہلانہ رسوم پر بلوغ الادب میں پہلے اور دوسری حصے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے نتیجہ کے طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے۔

کہ عربوں کی جاہلانہ رسوم قبیح حرکات اور تخلیاتی عبادات کے سیلاب کو یہودیت اور نصرانیت کی زوردار تحریکیں روکنے میں ناکام رہیں مگر محبوب کریم ﷺ نے جلوہ گری فرما کر ان کے آگے قیامت تک نہ ٹوٹنے والا بند باندھ دیا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عرب کی مشہور قومیں

عرب مستعربہ

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو حجاز میں آباد ہوئی۔

عرب عاربہ

ان کا اصل وطن یمن تھا پھر عرب میں آباد ہوئیں۔

عرب بائدہ

عربوں کے یہ قبائل اسلام کی آمد سے قبل ہی قریباً ختم ہو چکے تھے۔ بنو قحطان اور بنو اسماعیل دونوں قبیلے عرب کے مشہور ترین قبیلے بن چکے تھے۔

بنو قحطان میں قضاعہ، کہلان، آ زر شہرت پذیر ہو گئے تھے۔ قبیلہ مضر دو مشہور خاندانوں بنی خندف اور بنی قیس میں پھیلا ہوا تھا عدوان، غطفان، اعصر، سلیم، ہوازن، نے مرکزیت لی قبائل میں ثعلبہ بن عمر، عمران بن عمر، جفنہ بن عمر، لخم و جذام بنو طی کندہ بھی اپنے سیاسی اثر رسوخ سے متعارف رہے عرب علاقوں کی بادشاہتوں میں یمن حیرہ، شام، حجاز سر فہرست دکھائی دیتے ہیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ضرورت اصلاح

عربوں کیا پوری دنیا کے تباہ شدہ ماحول کے اصلاح کی ضرورت تھی انسان جو اپنے رب قدوس سے یوں اپنا رشتہ توڑ چکا تھا ضرورت تھی کہ وہ پھر جوڑے دین ابراہیمی کا جو شیرازہ بکھر چکا تھا ضرورت تھی کہ وہ پھر مجتمع ہوا انسانیت جو در بدر ٹھوکریں کھا رہی تھی اور اپنے قیمتی وقار کو چاند سورج اور بتوں کے سامنے رسوا کر رہی تھی ضرورت تھی کہ اسے نیابت و خلافت خداوندی کا وہ مقام ملے جس کیلئے اس کی تخلیق ہوئی تھی موسم خزاں کے بعد ضرورت تھی کہ نباتات کی نشو نما حسن و جمال اور خوبی و کمال کیلئے موسم بہار آئے اور یہ سب کچھ نظام قدرت و ضابطہ فطرت کے مطابق ہونا تھا جب زمین پیاسی ہوتی

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 3/1، ص 152/1

ہے تو رب قدوس اپنی ربوبیت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پانی برسانے کا اہتمام فرمادیتا ہے جب خاک کا ایک ایک ذرہ تری کیلئے بے تاب ہوجاتا ہے نباتاتی کائنات اپنا حسن و جمال کھو بیٹھتی ہے ٹہنیاں درختوں میں پرند گھونسلوں میں انسان اپنے گھروں میں حشرات الارض اپنی بلوں میں پانی کی ایک ایک بوند کو ترس جاتے ہیں تو رب العالمین اپنی محبت اور ربوبیت کے نقاب میں جلوہ گر ہو کر موت کے بعد زندگی کا پیغام پہنچادیتا ہے اسی عنوان کے تحت قراں مقدس نے ارشاد فرمایا ہے۔

وینـزل مـن السـمـاء ماء فیحی به الارض بعد موتها ان فی ذالك لایات لقوم یعقلون (1)

رب قدوس جل مجدہ کی ربوبیت تامہ اور اس کی رحمت عامہ کو بغور دیکھو جب تم امید اور خوف کی نظروں سے آسمان دیکھتے ہو اور تمام زمین پر مرونی چھا جاتی ہے تو وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین پر موت کے بعد زندگی طاری ہوجاتی ہے یقیناً قدرت کے اس انداز ربوبیت میں عقل و فکر والوں کیلئے بڑی ہی نشانیاں رکھی گئی ہیں یہ وہ نظام قدرت ہے جو رب قدوس جل مجدہ نے انسان کے جسم کی غذا کیلئے کر رکھا ہے ایسے ہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ احسن طریقہ سے اس نے انسانی روح کی تربیت کا بھی انتظام کیا ہوا ہے وہ رب قدوس جل مجدہ جو زمین کی بے قراری پر اسے پانی عطا فرماتا ہے جسم کی پریشانی پر اسے غذا دیتا ہے درختوں کے پتے جھڑ جانے پر انہیں موسم بہار سے نواز کر پھر حسین لباس دے دیتا ہے اس کی ربوبیت میری تڑپتی روح کو کیسے نہیں نوازے گی جیسے زمین جسم اور درختوں کی حالت زار پر رب قدوس کو رحم آتا ہے اور انہیں اس کی غذا سے نوازتا ہے ایسے ہی روح کی دنیا جب پریشان ہوجاتی ہے نیکی کی کھیتیاں جب برباد ہوجاتی ہیں۔ عدالت کا باغ اجڑ جاتا ہے تو روح انسانیت کو پھر نواز دیا جاتا ہے دنیا بھر کے بگڑے حالات خصوصاً عربوں کے تباہ شدہ معاشرہ کی اصلاح کیلئے ایک مصلح اعظم ہادی برحق کی ضرورت تھی جو انہیں رسوائی وذلت کے گڑھے سے نکال کر عظمت کے مقام پر بٹھادے اب یہ سوال اپنی جگہ پر رہ جاتا ہے کہ اس اصلاح کیلئے نبی کی ضرورت کیا تھی کوئی غیر نبی لیڈر یہ کام نہیں کرسکتا تھا تو اس سوال کے جواب میں چند سطور درج ذیل ہیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

(1) الروم 24:30

ضرورت نبوت

پہلی دلیل

مخلوق کو خالق سے قریب کرنے کیلئے کسی ایسی ذات کی ضرورت تھی جو خالق سے بھی ملتی ہو اور مخلوق سے بھی اور وہ صرف نبی کی ذات ہی ہوسکتی ہے جو اپنے رب قدوس سے بذریعہ وحی یا براہ راست احکام لے اور مخلوق تک پہنچائے اور مخلوق کی درخواستیں رب تک پہنچائے۔ (1)

دوسری دلیل

فطرت کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے محسن حقیقی رب قدوس جل مجدہ کو دیکھے جس نے اس کی تخلیق سے پہلے اس کے لئے کروڑوں نعمتیں پیدا فرما دیں اب یہ زیارت یہ دیکھنا اس کے بس کی بات نہ تھی کہ یہ حادث ہے وہ قدیم، یہ مخلوق وہ خالق ضرورت تھی کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی ایسا آئینہ ہو جس سے خدا نظر آئے وہ آئینہ آئینہ نبوت ہے جس کے بارہ میں خوہ زبان نبوت سے یہ کلمات جاری ہو گئے

من رانی فقد راء الحق (2)

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا

اسی عنوان کی طرف قران مقدس کا اشارہ بھی واضح طور پر ہے

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (3)

جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

---

(1) النیسابوری، التفسیر، ص 215/1
الخازن، التفسیر، ص 74/3

(2) البخاری، باب من رای النبی ﷺ فی المنام، الرقم 6481، ص 352/1
البخاری، باب من رای النبی ﷺ فی المنام، الرقم 6482، ص 353/1
المسلم، باب قول النبی ﷺ من رانی ـــ، الرقم 4208، ص 362/11
البیہقی، باب من رای فی منامہ شیا، الرقم 2971، ص 88/8

تیسری دلیل

دین کا تعلق معاملات خلق سے بھی ہے اور برزخ سے بھی ان دونوں کی تکمیل کیلئے ایک ایسی عظیم شخصیت کی ضرورت تھی جس کی نگاہ خلق پر بھی ہو اور برزخ پر بھی اور وہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے جو چلتے خلق میں ہیں اور دیکھتے برزخ کو بھی ہیں۔

چوتھی دلیل

دین کے معاملات کا تعلق حاضر غیب دونوں سے ہے۔ جنت دوزخ قبر، حشر، نشر، کوثر، صراط سب غیب سے ہیں ضروری تھا ایسا راہنما ہو جو بیک وقت حاضر غیب دونوں پر دسترس کا مالک ہو وہ غیر نبی راہنما نہیں بلکہ نبی ہی ہو سکتا ہے۔

پانچویں دلیل

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے انسان کی راہنمائی کیلئے اسے حواس خمسہ سے نوازا ہے کان سنتے ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے، زبان بولتی ہے۔ ہاتھ مس کرتے ہیں ان سے راہنمائی ملتی ہے یہ حواس غلطی بھی کر جاتے ہیں آنکھ دیکھے کچھ اور ہو کچھ، کان سنیں کچھ اور ہو کچھ، زبان غلطی کر جاتی ہے بخار کے بعد زبان پر شہد رکھ دیا جاتا ہے تو کڑوا محسوس ہوتا ہے زبان غلطی کر گئی ان حواس کی غلطیوں کی اصلاح کیسے ہو گی ضرورت تھی کہ عقل پر بھی کسی کی گرفت ہو کہ اس کے سامنے عقل بے بس ہو وہ طاقت جو عقل پر فوقیت رکھتی ہے وہ وحی الٰہی ہے جس کا محبط نبی کی ذات ہے عقل بہت کچھ ہونے کے باوجود وحی الٰہی کی محتاج ہے جیسے آنکھ اپنی بینائی ہونے کے باوجود خارجی نور کی محتاج ہے باہر کی روشنی نہ ہو تو آنکھ ناکام رہتی ہے۔

چھٹی دلیل

انسان جسم اور روح دونوں کے اکٹھے ہونے سے وجود میں آیا ہے اب جسم اور روح دونوں کے ملک الگ الگ ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ جسم کے تمام تر مسائل کا حل زمین سے ہی وابستہ ہے اور روح چونکہ اس ملک کی شے نہیں وہ عالم بالا کی ہے اس لئے اس کی غذا اس کے مسائل کا تعلق بھی عالم بالا سے ہی ہے اور عالم بالا [illegible]

ساتویں دلیل

تخلیق انسانی کا مقصد خالق کائنات جل مجدہ کی معرفت ہے انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے خدا کو جانے اور پہچانے اور یہ جان پہچان نبی کے واسطہ کے بغیر ممکن نہیں تھی نبوت ہی وہ مقام ہے جو محسوسات اور معقولات سے بالاتر ہے۔

☆ حضور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حضور ﷺ کی آمد سے جو امیدیں وابستہ تھیں وہ محتاج بیان نہیں اسی کے پیش نظر درج ذیل سطور میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ذکر خیر سے اپنی اور اپنے قلم کی سعادت چاہتا ہوں آپکا لقب جدالانبیاء ہے قرآن مقدس نے سورہ بقرہ شریف میں آپ کے بارے میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے آپ کی ذات والا صفات کی محبوبیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی تمام مشاہیر اقوام نے انہیں اپنا راہ نما مانا ہے اور ہر ایک نے اپنے کو انہیں سے وابستہ کیا ہے یہود و نصاری نے اپنا کہا قران مقدس نے ان کے اس دعوی کی تردید کی

ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفاً مسلماً (1)

"ابراھیم علیہ السلام یہودی عیسائی نہ تھے بلکہ مسلم (تابع فرمان) سیدھی راہ پر چلنے والے تھے

سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند معاملات میں آزمایا تو وہ انتہائی کامیاب رہے اور ان ارشادات کو پورا کردکھایا جس کے بدلے میں انہیں انسانیت کا امام بنایا گیا سورہ بقرہ شریف آیہ نمبر ۱۴۳ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی ذات پر ھندوؤں نے بھی دعوی کر رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ھندوؤں کی برھمن قوم کو برھمن اس لئے کہا جاتا ہے کہ ابراھیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مگر یہ دعوی سراسر غلط ہے، تورات میں آپکا نام ابرام، ابراہام یا ابراھیم ملتا ہے تورات میں آپ کی عمر شریف پونے دوسو سال لکھی گئی ہے بابل شہر میں آپ کی ولادت ہوئی آجکل عراق کے نام سے مشہور ہے تورات نے آپ کی جائے ولادت کا نام اور بتایا ہے دراز عرصہ تک اس شہر کا نام ونشان غائب رہا ۱۹۲۲ میں برطانیہ، امریکہ کے ماھرین نے سات سال تک کھدائی کر کے اس شہر کا نقشہ نکال لیا ہے۔(2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) آل عمران 03 : 67

(2) ابن عاشور، التحریر والتنویر 466/1

آزمائشیں

پہلی آزمائش

آپ اپنی زندگی میں کئی آزمائشوں میں گھرے اور بالاخر کامیاب اور سرخرو ہوئے ان میں سے ایک یہ تھی آپ بت پرست قوم میں گھرے ہوئے تھے یہ لوگ چاند سورج کے پجاری تھے رب قدوس کی وحدانیت کے قائل نہیں تھے آپ نے زبردست حکیمانہ دلائل سے گمراہ قوم کا مقابلہ کیا چاند و سورج کو دیکھ کر استفہامیہ رنگ میں فرمایا یہ میرا رب ہے

فلمآ افل قا ل لاأحب الافلین (1)

جب غروب ہوگیا تو فرمایا میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالی نے اپنے پیارے بندے ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اس آزمائش میں بھی کامیابی سے نوازا۔

دوسری آزمائش

نمرودی سلطنت کا مقابلہ تھا نمرودی بادشاھت کی اپوزیشن جماعت تنہا ابراھیم علیہ السلام ہیں سیدنا ابراھیم علیہ السلام تنہا ہوکر جماعت ہیں نمرود کا ظلم وستم معمولی نہ تھا اس نے خدائی کا دعوی کرر کھا تھا اسے کوئی اپنا مخالف گوارہ نہ تھا سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا انتخاب آپ کی جرات، ہمت اور خداداد صلاحیتوں کی نشاندھی کرر ہا ہے آپ نے پوری قوت کے ساتھ نمرودی جال کو توڑ دیا اور اسطرح نعرہ حق بلند کیا

قال یقوم انی بری مما تشرکون (2)

فرمایا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو

تیسری آزمائش

نمرود سے براہ راست ٹکر تھی اس جابر نے رعایا کے معاشی معاملات پر کنٹرول کرر کھا تھا جو اس کی خدائی کا اعتراف کر کے بھیک مانگتا اسے غلہ مل جاتا لوگوں کی یہ مجبوری بھی سیدنا ابراھیم علیہ

(1) الانعام 76:06

(2) الانعام 78:06

السلام نے دیکھی نمرود کی سرکشی کا قریب سے جائزہ بھی لیا- ایک دن براہ راست نمرود سے گفتگو ہوگئی اس مناظرہ کا ذکر قرآن مقدس نے فرمایا ہے-

سوال- تیرا رب کون ہے؟ نمرود نے پوچھا-

جواب- میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے (ابراھیم علیہ السلام)

نمرود نے کہا یہ میری صفت ہے جسے چاہتا ہوں زندہ چھوڑتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں مارتا ہوں سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا میرا خدا سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کر آپ کے اس ارشاد پر کافر مبہوت ہوگیا۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بت خانہ کی بربادی

چوتھی آزمائش

سیدنا ابراھیم علیہ السلام کیلئے ایک اور اہم آزمائشی مرحلہ آیا آپ ہمیشہ اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح کفار کے بت خانہ کی بربادی کا موقعہ مل جائے چنانچہ ایک مرتبہ نمرودی قوم کسی اپنے قومی تہوار منانے کیلئے باہر گئی اور بتوں سے بھرا بت خانہ تنہا چھوڑ گئی، توحید الٰہی کے علم بردار سیدنا ابراھیم علیہ السلام بغیر کسی خوف وخطر کے بت خانہ کے اندر چلے گئے آپ کے ہاتھ میں ایک کلہاڑا تھا بتوں کا ستیاناس کر دیا کسی کی ٹانگ توڑ دی، کسی کی ناک کاٹ دی، کسی کا بازو کاٹا، کسی کا سر پھاڑا آخر میں یہ کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا اور باہر تشریف لے گئے تہوار سے واپسی پر جب قوم نے بت خانہ کی حالت دیکھی تو برھم ہوگئی پورے شہر میں خبر فوراً پھیل گئی سیدنا خلیل علیہ السلام کی عادات مبارکہ سے سبھی واقف تھے سبھی جانتے تھے سبھی نے کہا کہ اس وقت توحید الٰہی کا علمبردار ابراھیم علیہ السلام کے بغیر کوئی نہیں قوم نے بہت جلد فیصلہ کرلیا کہ یہ جراتمندانہ اقدام سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا قران مقدس نے سورہ الانبیاء میں ایت نمبر ۶۰ سے ۶۵ تک اس عظیم کارنامہ کا ذکر فرمایا ہے

من فعل هذا بألهتسنأ انه من الظلمين (2)

---

(1) البقرہ 02 : 258

(2) الانبیاء 21 : 59

ہمارے بتوں کے ساتھ یہ کس نے کیا وہ بہت بڑا ظالم ہے کہنے لگے ہم نے ایک جوان کے بارے میں سنا ہے وہ ان کا ذکر کرتا رہتا ہے اس کا نام ابراھیم ہے۔عوام کا یہ فیصلہ کہ یہ کام ابراھیم نے کیا ہے جب یہ پوری رپورٹ نمرود کو ملی تو اس نے حکم جاری کر دیا کہ اسے گرفتار کر کے پیش کیا جائے چنانچہ آپکو نمرود کے سامنے پیش کیا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کہ اے ابراھیم ہمارے خداوں کے ساتھ یہ ناروا سلوک تو نے کیا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ کچھ سوچو کہ یہ جرم تو تیرے بڑے بت سے معلوم ہو رہا ہے مجرم مجھے قرار دے رہے ہو یہ صورت حال اس سے پوچھو اگر وہ بتا سکتا ہے تو بتائے آپ نے مزید فرمایا کہ یہ کام تو ان کے بڑے نے کیا ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک اشکال اور اس کا جواب

☆ اس واقعہ سے بعض کوتاہ بین سیدنا ابراھیم علیہ السلام پر الزام لگا دیتے ہیں کہ بتوں کو توڑا تو خود ہے مگر نام بڑے بت کا لے رہے ہیں یہ جھوٹ ہے (معاذ اللہ)

☆ پہلا جواب یہ ہے کہ قرآن مقدس نے سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے سچے ہونے پر نص فرمائی ہے۔

انہ کان صدیقاً نبیا (1)

بے شک وہ سچے تھے وہ نبی تھے اب انہیں جھوٹا کہنا نص کا انکار ہے جو کفر ہے۔

☆ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ آپ نے جواباً فرمایا بل فعلہ جب قوم نے یہ کہا یہ تو نے کیا ہے تو فرمایا کہ

بل فعلہ (2)

ہاں اسی نے کیا ہے جسے تم سمجھ رہے ہو۔

تیسرا جواب یہ ہے

ھذا فاسئلو ھم ان کانو ینطقون (3)

---

(1) مریم 19 :41

(2) الانبیاء 21 :63

(3) الانبیاء 21 :63

ان کا بڑا یہ ہے ان سے پوچھو اگر یہ بول سکتے ہیں تو آپ نے اس انداز سے دشمنوں پر وار کیا کہ گم سم رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے پائے بالاخرانہیں مجبوراً یہ کہنا پڑا

لقد علمت ماھولاء ینطقون (1)

توں جانتا ہے یہ بول نہیں سکتے۔

☆ چوتھا جواب یہ ہے کہ آپ نے جواباً فرمایا کہ یہ کام پورے انسانوں کے بڑے نے کیا ہے اور اس دور میں پورے انسانوں میں سب سے بڑے حضرت ابراھیم علیہ السلام ہی ہیں تو جھوٹ کیسے ہو گیا؟

☆ پانچواں جواب یہ ہے یہ جواب غلط بیانی نہیں بلکہ توریہ ہے توریہ اسے کہتے ہیں کہ کہنے والے کا مفہوم کچھ ہو سننے والے کچھ اور سمجھ لیں ایسی صورت حال جھوٹ نہیں کہلاتی جیسے ہجرت کے موقعہ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھی کون ہیں تو آپ نے حضور ﷺ کا نام پاک نہ لیا کہ راز کھل جانے کا اندیشہ تھا پوچھنے والے کو جواب دیا

ھو رجل یھدینی الطریق (2)

وہ آدمی مجھے سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔سوال کرنے والا سمجھا کوئی پہاڑی راستہ بتانے والا ہے۔صدیق اکبر نے مراد لی کہ میرے حقیقی راہنما ہیں۔مزید اطمینان کیلئے اسی مقام پر تفسیر کبیر کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا یہی توریہ کا انداز آپ نے اس وقت فرمایا جب حضرت سارہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا یہ تیرے ساتھ کون ہے تو حضرت ابراھیم نے فرمایا کہ میری بہن ہے آپ کی مراد دینی بہن تھی لوگوں نے اسے نسبی سمجھا۔(3)

---

(1) الانبیاء 21: 65

(2) أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل ھلال بن أسد الشیبأنی (المتوفی:241ھ)،مسند الامأم أحمد بن حنبل ، الرقم 18، ص 299/12

أبو بکر بن أبی شیبة ،عبداللہ بن محمد بن ابراھیم بن عثمأن بن خواستی العبسی(المتوفی 235ھ)، الکتأب المصنف فی الأحأدیث و الآثأر ، الرقم 18، ص 460/8

البخأری، الجأمع الصحیح ، ھجرة النبی ﷺ و اصحأبه، الرقم 3621، ص 299/12

البیھقی، دلائل النبوة، الرقم 781، ص 398/2

(3) الطبری، التفسیر، ص 64/21

یہی انداز توریہ آپ نے اس وقت بھی اختیار فرمایا جب قوم تہوار پر جشن منانے جانے لگی تو آپ سے بھی ساتھ جانے کو کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

انی سقیم (1)

میں بیمار ہوں لوگوں نے سمجھا کہ یہ جسمانی بیمار ہے آپ کی مراد یہ بت پرستی کا رنج وغم اور پریشانی تھی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

انتقامی کاروائی

پانچویں آزمائش

بت پرستوں کی لاجوابی اور گم سم ہو جانے کے بعد نمرود نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو سزا دینے کیلئے فیصلہ کرلیا عموماً ہوتا یہی ہے کہ کوئی مار کھا جائے جواب سے عاجز ہو جائے شرم کے مارے سر اٹھانے کی ہمت نہ رہے تو تشدد پر اتر آتا ہے جیسے یہ ہوا کہ ابراھیم مجرم بڑا ہے اس کی سزا بھی بڑی ہونی چاہیے تو تجویز یہ ہوئی کہ آگ جلادی جائے جب وہ خُوب بھڑک جائے تو ابراھیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا جائے چنانچہ کئی دنوں تک لوگوں نے ایندھن اکٹھا کیا سرکاری مشینری کام کرتی رہی جب آگ کے شعلے خوب بھڑک اٹھے آگ کی گرمی سے پرندے بھی دور رہنے لگے اب مسئلہ پیدا ہو گیا اس آگ میں ابراھیم علیہ السلام کو ڈالا کس طرح جائے چنانچہ ایک گوپیا تیار کیا گیا آپ کو جیل سے باہر لا کر اس منجیق میں بٹھایا گیا کہ آگ میں پھینکا جاسکے تو کائنات میں تہلکہ برپا ہو گیا کہ اس وقت توحید کے علمبردار تو تنہا ابراھیم علیہ السلام ہی تھے کائنات روئی الٰہی اگر تیرا بندہ ابراھیم ہی چل بسا تو تیرے پاک نام کا چرچا کون کریگا توحید کی صدائیں کیسے بلند ہونگی فرشتے حیرت زدہ ہیں کائنات دم بخود ہے فرشتوں کو حکم دے دیا گیا کہ میرے بندے کی مدد کرو فرشتوں نے اپنے تعاون کی پیشکش کی تو جواب فرمایا کہ میرے لئے مجھے میرا خدا کافی ہے جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں پیارے خلیل میرے لئے کوئی خدمت فرمایا تیری امداد کی ضرورت نہیں جبریل عرض کرتے ہیں کہ اپنے اس مسئلہ میں اپنے رب قدوس سے دعا تو کرلیں فرمایا۔

(1) الصافات 37: 89

حسبی من سوالی علمہ بحالی (1)

میرے حال کو وہ بہتر جانتا ہے سوال کی کیا ضرورت ہے چنانچہ جوں ہی آپ کو دہکتے انگاروں میں پھینکا گیا تو آگ کے شعلوں دہکتے انگاروں کو حکم دے دیا گیا خبردار ابراھیم کو نقصان نہ پہنچے اے آگ ابراھیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا چنانچہ جب ابراھیم علیہ السلام کو منجیق کے ذریعہ آگ میں ڈالا گیا تو وہاں پر ٹھنڈک تھی گرمی کا نام ونشان بھی نہ تھا گویا وہاں آگ کے انگارے نہیں تھے پھولوں کے کھارے تھے چاہیے تھا کہ نمرود یہ معجزہ دیکھ ایمان لے آتا مگر ھٹ دھرم بن گیا مزید اذیتوں کا اہتمام کیا تو اللہ تعالی نے اسے ایک حقیر مچھر کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔(2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) أبو عبدالله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى:671ھ)،الجامع لأحكام القرآن ـ۔ـتفسير القرطبي، ص 303/1

محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى:510ھ) معالم التنزيل في تفسير القرآن ـ۔ـتفسير البغوي ،ص327/5

جمال الدين أبو الفرج عبدالرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى:597ھ)،زاد المسير في علم التفسير، ص 348/4

الرازي،التفسير، 322/1

(2) أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن ابراهيم السمرقندي (المتوفى:373ھ)، بحر العلوم، ص130/3

جلال الدين محمد بن أحمد المحلي (المتوفى:864ھ)و جلال الدين عبدالرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى:911ھ)، تفسير جلالين ،ص50/6

اسماعيل حقي بن مصطفى الاستأنبولي الحنفي الخلوتي ،المولى أبو الفداء (المتوفى:1127ھ)، روح البيان، ص467/4

أبو العباس أحمد بن محمد بن المهدي بن عجيبة الحسني الأنجري الفاسي الصوفي ،(المتوفى:1224ھ)، البحر المديد في تفسير القرآن المجيد، ص 92/4

رضا کی عظمت

☆ قرآن مقدس کے ارشاد گرامی رضی اللہ عنھم ورضوعنہ سے مقام رضا کی عظمت ظاہر ہورہی ہےقدرت کے فیصلوں پردل سے راضی ہونے والوں کی عظمت ورضواعنہ سےنمایاں ہورہی ہے اسی مسئلہ پرمزید غور کیلئے۔

☆ قران مقدس کاارشاد ہے

ومساکن طیبتہ فی جنات عدن و رضوان من اللہ اکبر (1)

ارشادہوتاہےایمان داروں کیلئیباغات میں صاف ستھرے مکانات ہیں۔اللہ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے۔یہاں پر جنت اورعمدہ باغات کےانعامات کے بعداللہ تعالی کی رضاکواس سےبھی بڑا انعام قراردیا گیا۔

☆ حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالی ایمانداروں کے لئے تجلی فرمائے گااور فرمائے گامجھ سے مانگوکیاچاہتے ہوتوایماندارعرض کریں گےتیری رضاچاہتے ہیں۔ (2)

اس سے معلوم ہوا کہ جنت کی نعمتوں سے بڑھ کرنعمت اللہ تعالی کی رضا ہے یہاں ایمانداروں کوجنت بھی ملتی ہےتجلی ذات سے زیارت بھی نصیب ہوتی ہےمگرعرض ہے کہ تیری زیارت کی نعمت کودوام دینے کی تمنا کررہے ہیں۔

ارشادخداوندی ولدینا مزید کےتحت بعض مفسرین نےلکھاہے کہ قیامت کےدن اہل جنت کواللہ تعالی کی طرف سے تین تحائف دیئے جائیں گے پہلاتحفہ زیارت رب قدوس ہےدوسراتحفہ رب قدوس کی طرف سےسلام تیسرا اعظیم تحفہ یہ ہوگا کہ میں تم سے راضی ہوں۔یہ پہلے دونوں تحائف سے بڑاہوگا جیسےارشادخداوندی۔ورضوان من اللہ اکبر سے واضح ہے۔ (3)

---

(1) التوبہ 72:9

(2) أبو عبداللہ عبید اللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بأبن بطۃ العکبری (المتوفی:387ھ)، الابانۃ الکبری لا بن بطۃ، الرقم 2473، ص 80/6
المصنف، ابن ابی شیبہ،الرقم 10، 58/2

(3) الخاذن ، التفسیر، ص 154/4

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ نے رضا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک روائت نقل کی ہے حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر صحابہ سے پوچھا تم کیا ہو صحابہ نے عرض کیا حضور ﷺ ہم ایماندار ہیں آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے عرض کی حضور ﷺ ہم مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، خوشحالی کے وقت شکر کرتے ہیں اور قضا کے موقعوں پر قدرت کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں حضور ﷺ نے جواباً فرمایا رب کعبہ کی قسم تم ایماندار ہو۔ (1)

اسی مقام پر امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔

من رضی من اللہ تعالی بالیسیر من الرزق رضی اللہ تعالی منہ بالیسیر من العمل (2)

جو شخص اللہ تعالی کی طرف سے تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا اللہ تعالی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو گیا۔

☆ ایک دوسری حدیث پاک میں رضا کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔جب اللہ تعالی کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو اسے آزماتا ہے جب وہ صبر کر لیتا ہے تو اس کا انتخاب کر لیتا ہے اگر وہ راضی ہو جاتا ہے تو پسندیدہ محبوب بنالیتا ہے امام غزالی علیہ الرحمتہ نے اسی مقام رضا کے عنوان کے تحت ایک اور حدیث نقل کی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالی میری امت کے ایک گروہ کو اس طرح سرفرازی بخشے گا کہ وہ اڑ کر جنت میں چلے جائیں گے فرشتے ان سے پوچھیں گے تم حساب دے چکے ہو وہ کہیں گے ہمارا حساب نہیں ہوا فرشتے پوچھیں گے تم پل صراط سے گزر چکے وہ کہیں گے معلوم نہیں پھر فرشتے پوچھیں تم کس نبی کی امت ہو وہ کہیں گے ہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت سے ہیں فرشتے پوچھیں گے سچ بتاو دنیا میں کام کیا کرتے تھے وہ لوگ کہیں گے خدا کی نافرمانی سے بچتے تھے اور قدرت کے فیصلے پر راضی رہتے تھے فرشتے کہیں گے ہاں یہی عمل ہے جو تمہیں سب سے پہلے جنت میں لے آیا۔(3)

☆ اسی عنوان کی تائید میں امام غزالی علیہ الرحمہ نے بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے عرض کی کہ اللہ تعالی سے پوچھ کر ہمیں کوئی ایسا کام بتائیں جس کے کرنے سے وہ ہم سے راضی رہے جناب کلیم علیہ السلام نے بارگاہ قدس سے یہی سوال کیا جواب ملا موسی اسرائیل سے کہہ دے وہ مجھ سے راضی رہا کریں تاکہ میں راضی رہوں ۔(4)

---

(1) أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی:505ھ)، احیاء علوم الدین، 463/3

(2) البیہقی، شعب الایمان، باب من رضی من اللہ ـــ، الرقم 4409، ص 108/10

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، 463/3

☆ ایک موقعہ پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ قدس جل مجدہ میں عرض کی مجھے کوئی ایسا ارشاد حکم فرما جس میں تیری رضا ہوتا کہ میں اس حکم کو بجالا کر تیری رضا حاصل کرتا رہوں بارگاہ قدس جل مجدہ سے حکم ملا موسیٰ میری رضا اس میں ہے کہ تو میرے فیصلوں پر راضی رہ بس اسی میں میری رضا ہے۔(1)

☆ امام محمد غزالی علیہ الرحمتہ نے اسی عنوان کے تحت بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ذکر کیا ہے کہ اس نے عرصہ تک عبادت کی اسے خواب میں بتایا گیا فلاں عورت جو بکریاں چراتی ہے وہ جنت میں تیری ساتھی ہوگی صبح عابد نے اس عورت کا پتہ معلوم کیا اس کے گھر گئے کہ دیکھیں اس کا کون سا صالح عمل ہے جس کی بنا پر جنت میں میری ساتھی ہوگی چنانچہ اس خاتون کے گھر گئے کئی دن مہمان رہے یہ عابد صاحب تمام رات نوافل میں گزارتے وہ معمول کے مطابق سونے میں یہ دن کو روزہ رکھتے وہ ایسا نہ کرتی ایک دن عابد نے اس سے پوچھا تیرا عمل صالح کوئی اور بھی ہے اس نے کہا یہی ہے جو تو نے دیکھا ہے البتہ ایک چھوٹی سے عادت میری یہ ہے اگر میں سختی میں ہوں تو نرمی کی خواہش کبھی نہیں ہوتی، بیمار ہوں تو شفا کی تمنا کبھی نہیں ہوئی، دھوپ میں رہوں تو سایہ کی خواہش کبھی نہیں ہوئی ڈر لگتا ہے کہ کہیں رب تعالیٰ یہ نہ فرمادے کہ سختی، بیماری، دھوپ بھی تو میری ہی طرف سے ہیں اس طرح اس کی رضا کے خلاف ہو جائے ڈرتی ہوں عابد سمجھ گیا اس کی عظم ترین نیکی یہی ہے خدا کے فیصلوں پر راضی رہتی ہے۔(2)

☆ حضرت سفیان ثوری نے حضرت رابعہ بصری کے سامنے کہا اے اللہ تو ہم پر راضی ہو جا حضرت رابعہ بصری نے فرمایا کہ خدا کا خوف کرو تم خود اس کے فیصلوں پر راضی نہیں ہوتے اور اس سے رضا کی استدعا کرتے ہو پھر جعفر بن سلیمان ضبعی نے حضرت رابعہ سے پوچھا کہ بندہ کب اس مرحلہ پر پہنچتا ہے کہ وہ خدا کے فیصلوں پر راضی کہلائے فرمایا جب مصیبت پر اتنا خوش ہو جتنا نعمت پر خوش ہوتا ہے حضرت فضیل فرمایا کرتے تھے جب بندے کے نزدیک رب کا اسے دینا نہ دینا برابر ہو جائے تو وہ اس سے راضی ہو گیا۔(3)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الغزالی ، احیاء علوم الدین، 465/3

(2) الغزالی ، احیاء علوم الدین، 466/3

محبت رضا کا زینہ ہے

قدرت کی طرف سے آمدہ مسائل و معاملات برضا و رغبت برداشت کرنے کا ایک ہی بہترین ذریعہ ہے کہ محبت خداوندی کا اصول پیدا ہو جائے شیخ شبلی علیہ الرحمہ کے ہاں ایک جماعت حاضر ہوئی اور ان سے محبت کا دعوی کیا تو آپ نے ان کے اس دعوی پر انہیں پتھر مارے جب وہ بھاگ گئے تو فرمایا کہ تم واقعی مجھ سے محبت کرتے تھے تو میری طرف سے دی گئی اتنی تکلیف پر کیوں بھاگ گئے پھر شبلی علیہ الرحمہ نے فرمایا اہل محبت نے الفت کا جام پیا تو ان پر یہ وسیع زمین تنگ ہوگئی وہ اس کی عظمت میں سرگرداں اور اس کی قدرت میں حیران ہیں۔

انہوں نے محبت کا جام پیا اور اس کی الفت کے سمندر میں ڈوب گئے سنا ہے جب اونٹ مست ہو جاتا ہے تو چالیس دن تک کچھ نہیں کھاتا بھاری بوجھ بھی ڈال دیا جائے تو بخوشی اٹھالیتا ہے جب اپنے محبوب کی یاد میں بھاری بوجھ اٹھالیتا ہے تو کیا تم نے بھی کبھی اللہ تعالی کی رضا جوئی کیلئے اپنی ناجائز خواہشات کو چھوڑا ہے۔

☆ امام محمد غزالی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں جو شخص چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعوی کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

1- جو جنت کی محبت کا دعوی کرتا ہے مگر نیکی نہیں کرتا۔

2- جو شخص حضور ﷺ سے محبت کا دعوی کرتا ہے مگر علماء اور صلحا کو دوست نہیں رکھتا۔

3- جو جہنم سے ڈرنے کا دعوی کرتا ہے مگر گناہ نہیں چھوڑتا۔

4- جو شخص اللہ تعالی کی محبت کا دعوی کرتا ہے مگر تکالیف کی شکائت کرتا ہے جیسا کہ حضرت رابعہ فرماتی ہیں۔

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ ہزا لعمری فی القیأس بدیع

لو کان حبک صادقاً لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع (1)

تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ بظاہر توں محبت خداوندی کا دعویدار ہے مجھے زندگی کی قسم یہ

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، کتاب ... محبۃ العبد للہ تعالی، ص 425/3

انوکھی بات ہے اگر تیری محبت سچی تھی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیوں کہ محبّ جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔

☆ بشر حافی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہیں ایران کے مشہور جزیرہ عبادان سے گزرنے کا اتفاق ہوا وہاں ایک کوڑھی، زخمی، مرگی زدہ آدمی کو دیکھا چیونٹیاں اس پر چمٹی ہوئی تھیں۔ بے حس پڑا تھا انہیں رحم آیا چیونٹیاں ہٹائیں علاج معالجہ کیا جب وہ تندرست ہوا اور آنکھیں کھولیں تو حضرت بشر سے فرمایا کہ میں قیامت کو تیرے خلاف مقدمہ دائر کروں گا تو کون اجنبی آدمی ہے۔ جو میرے اور میرے رب کے درمیان دخل دے رہا ہے۔(1)

اگر میرا رب میرا ایک ایک جوڑ بھی کاٹ دے گا تب بھی میں اس سے محبت کروں گا بشر فرماتے ہیں میں نے معذرت کی کہ مجھے پتہ نہ تھا تو رضا کے اس مقام پر فائز ہے مقام رضا پر ہوتے دعا سے بے نیازی ہو جاتی ہے جیسے حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا

حسبی من سوالی علمہ بحالی (2)

میدان کربلا میں سیدنا امام حسین علیہ السلام نے بھی اسی حال میں دعا نہیں فرمائی اگر دعا ہو جاتی تو یقیناً نظام بدل جاتا فرات کا پانی خیموں میں چلا آنا کوئی دشوار نہ ہوتا مگر آج امام عالی مقام کو رضا کے تخت پر بٹھا کر متعارف کرانا تھا اور آنے والی نسلوں کو سبق سکھانا تھا کہ قدرت کے فیصلوں پر راضی رہنا ایمان کامل کی نشانی ہے۔

چھٹی آزمائش

سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا ہجرت فرمانا ہے جب آپ بابل والوں کے ایمان نہ لانے سے مایوس ہو گئے تو آپ نے یہ علاقہ چھوڑ دینے کا فیصلہ فرما لیا وہاں سے ہجرت کر کے اپنے چچا ہاران کے

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، باب بیان حقیقۃ الرضا و تصورہ، ص 439/3

(2) السمرقندی التفسیر، ص130/3
المحلی و السیوطی، تفسیر جلالین، ص50/6
حقی، روح البیان، ص467/4
ابن عجیبۃ، البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید، ص92/4

ہاں مقام حران میں پہنچ گئے ہاران نے آپ کی سعادت مندی کو دیکھتے ہی اپنی بیٹی سارا کا نکاح ان سے کر دیا سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی تبلیغ سے حضرت سارہ حضرت لوط علیہ السلام متاثر ہو گئے ہارون چچا کو یہ بات ناگوار گزری تو لوط علیہ السلام اور اپنی بیٹی و داماد (ابراھیم السلام کو گھر سے نکال دیا سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ سے معاہدہ کیا تم میری فرمانبردار رہنا- میں تیری بات مانوں گا یہ تینوں حضرات حران سے مصر چلے گئے-(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حضرت سارہ کی کرامت

مصر کا بادشاہ ظالم تھا عزتیں لوٹنا اسکا مشغلہ تھا جو عورت اسے پسند آ جاتی اس کے شوہر کو قتل کروا دیتا اور قبضہ کر لیتا جب یہ مختصر سا قافلہ مصر پہنچا تو مخبروں نے بتایا کہ ملک میں ایک حسینہ خاتون آئی ہے بادشاہ نے گرفتاری کا حکم دے دیا سیدنا ابراھیم علیہ السلام اس ظالم کے اس ضابطہ سے واقف تھے آپ نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ کسی سے یہ نہ کہنا کہ ابراھیم میرے شوہر ہیں بلکہ کہنا کہ میرے بھائی ہیں اللہ تعالی تمہیں اس کے ظلم سے محفوظ رکھے گا حضرت ابراھیم علیہ السلام کا اپنی بیوی کو بہن بتانا دینی بہن ہے نہ کہ نسبی بہن اخوۃ کا اطلاق تمام مرد عورت پر ہوتا ہے۔(2)

لہذا سب ایمان دار آپس میں بھائی بھائی ہیں آپکا حضرت سارا کو بہن فرمانا توریہ ہے جیسے گزشتہ صفحات میں بحث گزر چکی ہے ابراھیم علیہ السلام کے بارہ میں حدیث کذبات ثلثہ پر مفصل گفتگو ہماری کتاب فیوضات میں عصمت انبیاء کے عنوان سے دیکھیں۔

اسی دوران جب سپاھی سیدہ سارہ کو ظالم کے پاس لے گئے حضرت ابراھیم اس صورت حال سے پریشان ہوئے اور نماز شروع کر دی ظالم نے چاہا کہ حضرت سارہ کی بے ادبی کرے حضرت سارہ نے فرمایا کچھ وقت دے کہ غسل کر کے کچھ عبادت کر لوں اجازت مل جانے پر آپ نے نماز شروع

---

(1) جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی:597ھ)، المنتظم فی تاریخ الأمم و الملوك ،ص باب ھلاك قوم لوط، ص 56/1
المطھر بن طاھر المقدسی (المتوفی:355ھ)،البدء و التاریخ،باب قصص امسھم و اخبارھم ص 140/1

(2) الطبري، التفسير، ص 64/21

کردی دیر ہوجانے پر ظالم آگے بڑھا کہ بحالت نماز زیادتی کرے اس برے ارادہ کرنے کے ساتھ ہی ظالم کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے بے ہوش ہو کر گر پڑا سانس پھول گئی منہ سے جھاگ بہنے لگی حضرت سارہ نے دعا کی اے اللہ اگر یہ مرگیا تو مجھ پر قتل کا الزام عائد کردیا جائے گا بس یہ عرض کرنا تھا کہ اسے ہوش آ گئی پھروہی برا ارادہ کیا پھروہی کچھ ہوا پھرارادہ کیا پھروہی کچھ پھر کہنے لگا یہ انسان نہیں کوئی جن ہے۔ ظالم نے انکی خدمت کے لئے حضرت ہاجرہ کو ساتھ دیا۔ چنانچہ حضرت سارہ حضرت ہاجرہ کو لے کر سیدنا ابراہیم کے پاس آ گئی آپ اس وقت نماز میں ہی مصروف تھے حضرت سارہ سے پوچھا خیر ہے آپ نے عرض کی خیر ہے اللہ تعالی نے ظالم سے محفوظ رکھا اور ظالم کو ذلیل کیا اور مجھے خادمہ دی جسکا نام ہاجرہ ہے سیدنا ابراہیم بہت خوش ہوئے اور چاروں مسافر سیدنا ابراھیم، سیدنا لوط، حضرت ہاجرہ، حضرت سارہ وہاں سے فلسطین آ گئے اہل فلسطین نے انکا خیر مقدم کیا ان کے قدوم میمنت سے ان کے کاروبار میں قدرت نے برکت دی سیدنا خلیل علیہ السلام نے وہاں مسافر خانے بنوائے لنگر جاری کیے سیدنا لوط علیہ السلام کو تبلیغ دین کے لئے روم روانہ فرمایا ایک دن حضرت سارہ نے عرض کی کہ اللہ تعالی نے ہمیں بے شمار انعامات سے نوازا ہے مگر اولاد سے محروم ہیں آپ حضرت ہاجرہ سے نکاح کرلیں کیا بعید اللہ تعالی ان کے بطن سے بچہ عطا فرمادے آپ نے نکاح فرمالیا اللہ تعالی کا فضل ہوا سیدہ ہاجرہ سے حضرت اسماعیل السلام پیدا ہوئے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماعیل سے بے پناہ محبت فرماتیں حضرت ہاجرہ صرف دودھ پلاتیں سیدنا خلیل علیہ السلام احتیاط فرماتے تھے کہیں سارہ ہاجرہ کے ہاں بچے کا ہونا محسوس نہ کرلیں ایک دن تنہائی میں سیدنا ابراھیم علیہ السلام حضرت اسماعیل سے پیار فرمارہے تھے کہ حضرت سارہ آ گئیں اور اس قدر غیرت غالب آئی کہ ابراھیم علیہ السلام سے کہا ہاجرہ کو اس بچے کو میرے گھر سے نکال دو۔ آپ نے کوشش کی کہ معاملہ ختم ہوجائے مگر ایسا نہ ہوسکا ادھر آپ کے سامنے حران والا معاملہ بھی تھا جس کے آپ پابند تھے اتنے میں خلیل علیہ السلام پر وحی نازل ہوگئی کہ سارہ کی بات مانو اس میں راز ہے بڑوں کی لڑائی میں بھی راز ہوتا ہے-(1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) عبدالرحمن بن محمد بن محمد ،ابن خلدون أبو زيد ،ولي الدين الحضرمي الاشبيلي (المتوفى 808ھ)، ديوان المبتدأ و الخبر فی التاريخ العرب و البربر و من عاصر هم من ذوی الشأن الأكبر ، ص350/1

أبو الحسن علی بن أبی الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد اشيبانی الجزری ، عز الدين ابن الأثير (المتوفى :630ھ)،الكامل في التاريخ ،ص34/1

عبدالرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون أبو زيد ، ولي الدين الحضرمي الأشبيلي (المتوفى :808ھ)

ابراہیم پہلی بار حرم کعبہ میں

☆ آٹھویں آزمائش یہ تھی کہ ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کے درمیان حران میں طے پائے جانے والے معاملہ کے پیش نظر سیدنا ابراہیم علیہ اسلام نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور خانہ کعبہ کی جگہ پر پہنچ گئے بارگاہ قدس سے حکم ملا ان دونوں کو ہماری سپرد کر جاو۔ یہاں صرف ایک ہی درخت تھا باقی سارا جنگل نہ سایہ ہے نہ پانی آپ کچھ کھجوریں روٹی کے چند ٹکڑے، پانی کا ایک مشکیزہ حضرت ہاجرہ کے حوالے کر کے لوٹ پڑے حضرت ہاجرہ نے عرض کی اے ابراہیم آپ مجھے کہاں چھوڑے جا رہے ہیں نہ مکان ہے نہ سامان بے آب و گیاہ جنگل اور کیا ہمارے ساتھ ایسا کرنے کا حکم آپ کو رب العالمین کی طرف سے ہے خلیل علیہ السلام نے سر ہلا کر فرمایا ہاں تب سیدہ ہاجرہ نے کہا اب مجھے کوئی فکر نہیں میرا رب مجھے ضائع نہیں کریگا پھر کچھ نہیں کہا آپ نے پیارے بیٹے اسماعیل السلام کو گود میں لیا اور بیٹھ گئیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کچھ دور جا کر پہاڑ کی آڑ میں رک کے اور عرض کی اے اللہ میں نے اپنے اہل و عیال کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ دیا ہے دعا کے بعد آپ واپس فلسطین چلے گئے جب تک کھجور اور پانی رہا حضرت ہاجرہ اطمینان سے رہیں بیٹے کو دودھ پلاتیں رہیں مگر پانی ختم ہونے پر پیار نے ستایا لخت جگر نے رونا شروع کیا نور نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں کہ کہیں پانی نظر آئے مگر نہ ملا مروہ پر گئیں مگر پانی نہ ملا نگاہ فرزند ارجمند پر رہتی راستہ کے کچھ حصہ میں سیدہ ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کے درمیان آڑ ہو گئی آپ دوڑ کر گئیں اس آڑ کے نکل جانے پر آہستہ ہو گئیں صفا مروہ کی سعی انہیں کی یادگار ہے اللہ تعالی کو اپنے خلیل کی اہلیہ کی یہ ادا پسند آئی حج میں لازم قرار دیدی سیدہ ہاجرہ نے یکا یک ایک عجیب آواز سنی اور بیٹے کی طرف دوڑ پڑیں دیکھا سیدنا اسماعیل علیہ السلام رو رہے ہیں ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے ہیں جس سے ایک ٹھنڈا میٹھا چشمہ جاری ہے آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اس کے گرد مٹی بنا کر فرمانے لگیں زم زم پانی میٹھا ہے بعض نے کہا ماء زم پانی بہت کافی ہے بعض نے کہا بنا بناتے فرما رہی تھیں زم زم ٹھہر جا ٹھہر جا بعض نے کہ زمزمہ ہمہمہ گن گنا کر بولنے کو کہتے ہیں آپ خوشی میں گنگناتی تھیں اس لئے نام مشہور زم زم ہو گیا

اب آپ اطمینان سے رہنے لگیں اور یوں آبادی مکہ کا سبب بنیں ۔(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

چشمہ زمزم پر جرہم کی آمد

قبیلہ جرھم یمن کا باسی تھا یمن میں قحط سالی ہوگئی تالاش معاش کیلئے یہ قبیلہ یمن سے نکلا اور مقام کدی میں مقیم ہوا دیکھا کچھ فاصلے پر پرندے اڑ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے یہاں پانی ہوگا کہ پہلے کبھی پرندے اڑتے دکھائی نہیں دیتے تھے تحقیق کیلئے پہلے ایک نمائندہ بھیجا جو وہاں گیا اور دیکھا کہ ایک چشمہ ہے جس کے پاس ایک خاتون ایک معصوم بچے کو لیے بیٹھتی ہے اس کی اطلاع پر قبیلے کے سارے لوگ حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچے اور درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو وہ بھی یہاں ڈیرہ لگا لیں حضرت ہاجرہ بھی تنہائی سے پریشان رہتی تھیں اجازت دیدی کہ رہ سکتے ہیں پانی استعمال کر سکتے ہیں مگر حق صرف ہمارا ہی ہوگا اس قبیلے نے یہ شرط منظور کرلی اور رہائش پزیر ہوگئے اپنے دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی بلا لیا یہاں پر بھی خاصی بستی آباد ہوگئی سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے قبیلے جرھم سے زبان عربی سیکھی نہائت، زکی، قابل، ہونہار جوان ہوئے قبیلہ جرھم کے سردار نے اپنی بیٹی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نکاح میں دے دیا حضرت ہاجرہ کی وفات پر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۱۴ سال ہوگئی تھی اسی دوران اللہ کا فضل ہوا حضرت سارہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جن کا نام حضرت اسحاق رکھا گیا حضرت سارہ اپنے بیٹے کی دیکھ بھال میں مصروف ہوگئیں اس عرصہ میں کچھ جوش غیرت بھی کم ہوگیا تب ابراھیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا اگر محسوس نہ کرو تو اسماعیل علیہ السلام دیکھ آوں حضرت سارہ نے کہا آپ چلے جائیں اپنے بیٹے سے ملاقات کرلیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ زمین پر قدم نہ رکھیں اور بہت دیر نہ ٹھہریں ۔(2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) أبو الفداء عماد الدين اسماعيل بن علی بن محمود بن محمد ابن عمر بن شهنشاه بن أيوب ، الملك المؤيد ، صاحب حماة (المتوفى :732ھ)،المختصر فی أخبار البشر، باب العرب المستعربه، ص 67/1
ابن الاثير، الكامل فی التاريخ، باب ذكر عمارة البيت الحرام بمكة، ص 34/1
ابن الجوزی، المنتظم، باب ومن الحوادث ، ص 50/1

(2) ابن الاثير، الكامل فی التاريخ، باب ذكر عمارة البيت الحرام بمكة، ص 34/1

ابراھیم علیہ السلام دوسری بار مکہ میں

حضرت سارہ کیطرف سے اجازت ملنے پر خلیل علیہ السلام مکہ تشریف لے گئے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہو چکی ہے اور حضرت ہاجرہ وفات پا چکی ہیں تلاش کرتے ہوئے اسماعیل علیہ السلام کے دروازہ پر آئے آپ اس وقت شکار کے لئے جنگل گئے ہوئے تھے گزر اوقات گوشت اور زمزم پر تھی ابراھیم علیہ السلام نے اپنی بہو کو دروازہ پر بلایا گھر گئے حالات اور گزر اوقات کے متعلق پوچھا بہو نے کہا ہم پریشان حال ہیں حالات اچھے نہیں بہو کی شکایات سننے پر فرمایا اپنے شوہر سے ہمارا سلام کہنا اسے کہنا وہ چوکھٹ بدل دے یہ چوکھٹ موزوں نہیں اسماعیل علیہ السلام واپس گھر آئے تو مکہ مکرمہ کی گلیوں میں نبوت کی برکات محسوس کیں نور کا مشاھدہ کیا سمجھ گئے والد گرامی آئے ہوں گے بیوی سے پوچھا کوئی مہمان آیا تھا انہوں نے سارا واقعہ بتا دیا فرمایا وہ بزرگ میرے والد تھے اور توں میرے گھر کی چوکھٹ ہے مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تو اس گھر کی اہل نہیں۔(1)

(نوٹ)خاندان نبوت میں ناشکری کرنے والی خاتوں موزوں نہیں۔

آپکا نام سیدہ بنت مخاز بن عمرالجرھمی تھا ان کے بطن سے آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے جن کے یہ نام علامہ طبری سے نقل کیے جیس نابت،تحدیر،اربیل،مسمع ،زما،اود،وطور،نفس ظما،قیدار(2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا دوسرا نکاح

پہلی بیوی سے علیحدگی کے بعد سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے بنوجرہم میں ہی دوسرا نکاح کیا پھر ایک مدت کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اسی پہلی شرط پر مکہ آنے اور

---

(1) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الملی ، أبو جعفر الطبری (المتوفی 310ھ)، تأریخ الرسل والملوك(تأریخ الطبری) ،باب ذکر امر بناء البیت ، ص 99/1
المسعودی ، مروج الذھب، باب زیارۃ ابراھیم الثانیہ، ص 187/1
ابن الاثیر، الکامل فی التأریخ، باب ذکر عمارۃ البیت الحرام بمکۃ، ص 34/1
ابن الجوزی، المنتظم، باب ومن الحوادث ، ص 50/1

(2) أبو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی : 774ھ)، البدایۃ والنھایۃ ... 2/232

اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کی اجازت چاھی اجازت ملنے پر جب آپ تیسری مرتبہ مکہ تشریف آئے اسماعیل علیہ السلام کے گھر گئے آپ کے بارہ میں پوچھا گھر سے پتہ چلا آپ شکار پر ہیں نئی بہو نے دیکھتے ہی بسم اللہ پڑھی اور اندر آنے کی درخواست کی اور قیام کی خواہش کی عرض کی بابا جی آپ کے سر میں گردوغبار ہے آپ سفر سے آئے ہیں اجازت فرمائیں تو سر دھودوں آپ نے فرمایا مجھے سواری سے اترنے کی اجازت نہیں اس جواب پر آپ کی بہو ایک پتھر لے آئیں اور سواری کے رکاب کے پاس رکھ کر عرض کی یہاں قدم رکھ دیں آپ اپنے وعدہ پر بھی قائم رہ سکیں گے اور مجھے خدمت کا موقعہ بھی مل جائے گا سیدنا ابراھیم علیہ السلام اپنی بہو کی دانشمندی سے بہت متاثر ہوئے بہو نے غسل کرادیا نیازمندی کا مظاہرہ کیا آپ نے اپنی بہو سے گھر کے حالات پوچھے انہوں نے کہا زندگی بہت اچھی گزر رہی ہے قدرت نے ہمیں کسی کا محتاج نہیں کیا میرے شوہر شکار لے آتے ہیں کھاتے ہیں زم زم پی لیتے ہیں آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالی تمہارے گوشت اور پانی میں برکت دے آپ نے فرمایا اپنے شوھر سے ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام بھی دے دینا کہ تمہاری چوکھٹ اچھی ہے اسے غنیمت جانو محفوظ رکھو۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام شام واپس آئے اہلیہ نے سارا ماجرا سنایا آپ نے فرمایا وہ میرے والد سیدنا ابراھیم علیہ السلام تھے جو تیرے بارے میں حکم دے گئے ہیں کہ تجھ سے حسن سلوک کروں تیرا ساتھ دوں۔(1)

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

---

(1) احمدبن اسحاق (أبي يعقوب)بن جعفر بن وهب بن واضح اليعقوبي (المتوفى: 292ھ)، التأريخ ،باب اسحق بن ابراهيم، ص 9/1
الطبري، تأريخ الرسل و الملوك، باب ذكر امر بناء البيت، ص 99/1

خلیل علیہ السلام تیسری بار حرم مکہ میں

اس سے قبل حرم مکہ شریف میں دو مرتبہ حاضری تو ہوئی مگر لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہو سکی محبت پدری نے پھر جوش مارا حضرت سارہ سے فرمایا میں اسماعیل کو ملنے جانا چاہتا ہوں پہلی دونوں مرتبہ ملاقات نہیں ہو سکی حضرت سارہ نے غیر مشروط اجازت دے دی آپ نے پھر فلسطین سے حرم مکہ کا رخ کیا۔ سیدنا ابراہیم مکہ شریف پہنچے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو دیکھا زم زم کے پاس ایک درخت کے نیچے تیروں کو درست فرما رہے تھے اس قدر طویل فراق کے بعد باپ بیٹے کی ملاقات کا انداز کچھ عجیب وغریب ہی ہوگا باپ بیٹے نے ایک دوسرے کو پہچانا فرزند بے اختیار اٹھے باپ نے گلے لگا لیا ماتھا چوما اس قدر روئے کہ پرندے بھی ہوا میں رونے لگے اور وہاں کچھ قیام فرمایا ایک دن فرمایا اسماعیل رب قدوس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ خانہ کعبہ کی تعمیر کروں تم میری مدد کرو آپ نے عرض کی بسر و چشم حاضر ہوں ابراہیم علیہ السلام نے پہلی ذیقعد کو تعمیر شروع کی اسی ماہ کی ۲۵ تاریخ کو ختم فرما دی پھر آٹھویں ذی الحجہ کو کو خواب میں فرزند ذبح کرنے کا حکم ملا دسویں ذی الحجہ کو ذبیحہ کا واقعہ پیش آیا۔(1)

☆ ذبح اسماعیل علیہ السلام کا حکم یہ نویں آزمائش تھی جس میں آپ زبردست کامیابی سے ہمکنار ہوئے جب ابراہیم علیہ السلام نے سعادت مند بیٹے سے خواب سنائی تو آپ نے جھٹ گردن عجز سے جھکا دی اور عرض کی ابا جان جس شے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے کر گزریئے آپ مجھے صابروں میں پائیں گے انشاء اللہ چنانچہ والد گرامی نے بیٹے کے حوصلہ افزا جواب پر خوشی محسوس کی اور بیٹے کو جنگل کی طرف لے گئے اور پیشانی کے بل لٹایا اور گلے پر تیز دھار چھری چلا دی ندا آئی بس ابراہیم رک جایئے آپ نے خواب سچی کر دکھائی ہم اس طرح محسنوں کو بدلہ دیتے ہیں الصافات ۱۰۴ تو حکم خداوندی "ماتؤمر" کے اشارے سے پتہ چلا نبی کی خواب بھی وحی ہوتی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے ہے ذبح کے وقت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۱۳ برس نہیں

(1) عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريكم ، أبو القاسم الرافعي القزويني (المتوفى 623)، التدوين في أخبار قزوين ...
العقيلي ... 9/1 ...

بلکہ زیادہ تھی (واللہ اعلم) ۱۲۰ سال کی عمر میں سیدنا اسماعیل علیہ اسلام کا وصال ہوا- والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں حطیم کعبہ میں دفن ہوئے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار نے کعبہ کی تولیت سنبھالی خدمت کعبہ کا اعزاز سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں رہا- زمانہ گزر جانے کے بعد بنو جرھم مکہ مکرمہ پر قابض ہو گئے اور بنو اسماعیل مکہ سے نکل کر قرب و جوار میں مقیم ہو گئے - اور بنو جرھم کے مظالم سے لوگ تنگ آ گئے تو ان کے خلاف تحریک چلی اور بنو جرھم کو مکہ سے نکال دیا گیا- یہ لوگ مکہ مکرمہ کو چھوڑتے ہوئے چاہ زمزم کو برباد کر گئے- تبرکات ضائع کر دیے- (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابراھیم علیہ السلام کا شجرہ نسب

آپ تارخ ابن ناخور کے بیٹے ہیں ابو الفیھان لقب ہے-

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ابراھیم بن تارخ بن ناخور بن ساروع بن رعو بن عابر بن شالح بن زرفخشار بن سام بن نوح (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریکم ، أبو القاسم الرافعی القزوینی (المتوفی 623)، التدوین فی أخبار قزوین ،ص 99/1
الیعقوبی ، التاریخ، باب اسحٰق بن ابراھیم ،ص 9/1

(2) [illegible]

ابراھیم علیہ السلام کے خصائص

☆ سب سے پہلے آپ ہی نے اپنی اولاد کا ختنہ کیا۔

☆ سب سے پہلے آپ ہی کے بال سفید ہوئے۔

☆ آپ ہی نے ناخن کٹوائے اور زیر ناف بال دور کیے۔

☆ سب سے پہلے آپ ہی نے سلا ہوا پاجامہ پہنا۔

☆ سب سے پہلے آپ ہی نے خضاب استعمال فرمایا۔

☆ سب سے پہلے آپ ہی نے منبر پر خطبہ پڑھا۔

☆ سب سے پہلے آپ ہی نے عصا لیا۔

☆ سب سے پہلے آپ ہی نے پراٹھے پکوائے۔

☆ آپ نے ہی سب سے پہلے معانقہ کیا۔

☆ آپ ہی اپنے بعد انبیاء کے باپ ہیں۔

☆ ہر آسمانی دین نے آپ ہی کی اطاعت کی۔

☆ حج کے ارکان آپ ہی کی یاد ہیں۔

☆ آپ ہی معمار کعبہ ہیں۔

☆ آپ ہی کے قدموں سے لگنے والا پتھر مقام ابراھیم کہلاتا ہے۔

☆ قیامت میں آپ ہی کو امتیازی لباس فاخرہ پہنایا جائے۔

☆ مسلمانوں کے فوت شدہ بچوں کی آپ اور حضرت سارہ پرورش کرتے ہیں۔(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابراھیم علیہ السلام سلامتی کے مظہر تھے

اگرچہ انبیاء علیہم السلام میں تمام صفات کمال اپنے بلند مقام کے ساتھ موجود ہوتی ہیں تاہم ہر نبی کے کمالات کا ایک مخصوص انداز نمایاں دکھائی دیتا ہے کسی کی نبوت سطوت وشوکت کی قبا میں

(1) مفتی احمد یار خان نعیمی، تفسیر نعیمی، نعیمی کتب خانہ گجرات، 463/1

مزین دکھائی دیتی ہے کسی کی فقروفاقہ کی کملی میں نمایاں نظر آتی ہے۔ کسی میں جاہ جلال کا ظہور ہوتا ہے تو کسی میں محبوبیت و جمال کا کسی نے خلوت وعلیحدگی کی صورتوں میں اعلان حق کیا تو کسی نے جلوتوں اور تعلقات کی بنا پر انسانیت کو پروان چڑھایا انبیاء علیہم السلام میں تمام کمالات کی جامیعت کے باوجود کوئی صفت غالب نظر آتی ہے جو اس نبی کیلئے امتیازی نشان بنی رہی سیدنا ابراھیم علیہ السلام اورانکی آل میں امتیازی صفت شان قدوسیت وسلامیت نمایاں دکھائی دیتی ہے آپ کی زندگی کے حالات ومعجزات پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے ان کی ہر شان میں رب قدوس جل مجدہ کی صفت قدوس وسلام ظہور کر رہی ہے۔

سیدنا ابراھیم علیہ السلام میں تقدس سلامتی کا یہ عالم ہے باطن تو ہر عیب نقص معصیت سے پاک ہے ظاہر سے بھی کوئی آفت ذات اقدس تک آنا چاہتی ہے تو پاس نہیں بھٹک سکتی یا پاس اتی ہے تو باقی نہیں رہ سکتی اگر باقی رہ جاتی ہے تو ہزاروں خیرات وبرکات کا پیش خیمہ بن جاتی ہے جس سے ذات اقدس آفت سے محفوظ رہتی ہے بلکہ خود ذات والا صفات کی خیر اسے مغلوب کر دیتی ہے جیسے گذشتہ صفحات میں ہے آزمائشوں کی تفصیل سے واضح ہے کہ آپ اور آپ کی آل مصائب میں کامیاب رہے۔

1- نمرود کی آگ میں ڈالے جاتے ہیں تو آگ گلزار ہوجاتی ہے آپ محفوظ رہے ہیں۔

2- بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ملتا ہے تو تعمیل ہوتی ہے تو فوراً چھری کند کردی جاتی ہے اور اسماعیل علیہ السلام بچ جاتے ہیں۔

3- مکہ مکرمہ کی بے آب وگیاہ آبادی میں بیوی اور بچے کو تنہا چھوڑ جانے کا حکم ملتا ہے تعمیل ہوتی ہے۔ جنگل میں ہزاروں مصائب مشکلات میں سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام محفوظ رہتے ہیں۔

4- سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تشنہ لبی اور شدت کی پیاس ان کی ہلاکت کا باعث نہیں بنتی بلکہ انسانیت کو زم زم دلاتی ہے۔

5- جنگل میں بے سروسامان اور بے خانماں ہونا ہلاکت کا باعث نہیں بلکہ تعمیر کعبہ کا سبب بن جاتا ہے۔

غرضیکہ آفات وبلیات مصائب ابراھیم علیہ السلام اور آپ کی آل کے گرد ہجوم کرکے آتی ہیں مگر شان سلامتی کا ظہور ہے کہ ناکام رہتی ہیں بلکہ وہی مشکلات انعام در انعام کا سبب بن جاتی ہیں۔

صوتی کمال

سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے کمالات میں سے ایک کمال آپ کی آواز پاک بھی ہے ۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد رب قدوس جل مجدہ نے ابراھیم علیہ السلام سے فرمایا اعلان کرنا تیرا کام ہے اور لوگوں تک پہنچانا میرے ذمہ ہے۔ چنانچہ آپ نے پتھر پر کھڑے ہو کر حج کرنے کا اعلان کیا تو یہ آواز کہاں تک پہنچی

فاسمع من فی اصلاب الرجال وارحام النساء (1)

اللہ تعالی نے آپ کی آواز کو تمام انسانوں تک پہنچا دیا حتی کہ جو بھی مردوں کی پشتوں میں اور عورتوں کے رحموں میں تھے۔ انہوں نے بھی اس اعلان کو سنا اور جس نے لبیک کہا وہ حج کی سعادت حاصل کرے گا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حریت حاجرہ رضی اللہ عنہا

سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی عظمت آپ قدوسیت و سلامیت کے بعد آپ کی ذات والا صفات پر مختلف اعتراضات اوران کے جوابات کے بعد ضروری محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کی رفیقہ حیات حضور سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر وارد کئے جانے والے اعتراضات کا بھی جائزہ لیا جائے۔ عیسائیت کی طرف سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام لونڈی کے بطن سے پیدا ہوئے یہ اعتراض اس لئے کیا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پر حضرت اسحاق علیہ السلام کی عظمت برتری ثابت کی جائے۔ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ حضرت سارہ جو ابراھیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھیں اور آزاد تھیں یہ اعتراض محض حضور علیہ السلام کے تعصب کی بنا پر ہے اور کچھ نہیں حقیقت یہ ہے کہ سیدہ ہاجرہ کنیز نہ تھیں بلکہ قبطی قوم کے بادشاہ کی بیٹی تھیں علامہ سھیلی نے اپنی سیرت کی کتاب الروض الانف میں علامہ طبری کے حوالہ سے ایک بات لکھی ہے۔ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کے مصر کے محاصرہ کے موقع پر ایک خطاب فرمایا۔ اے مصریو ہمارے

(1) [illegible] (911) [illegible] 149/7

رسول کی زبان سے نکل چکا ہے مصر فتح ہوگا اور تم مصریوں سے اچھا سلوک کرنا کہ ہمارا اہل مصر سے نسب کا رشتہ بھی ہے اور سسرال کا بھی اہل مصر نے کہا بے شک اس نسب کو اللہ کا نبی ہی یاد رکھ سکتا ہے۔ اور اس کا حق کا ادا کر سکتا ہے کیونکہ یہ رشتہ نسب بہت دور کا ہے۔ تمہاری ماں ہمارے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کی ملکہ تھی۔ پس عین شمس کے باشندوں نے ہمارے ساتھ جنگ کی اور ہمیں مغلوب کرلیا ہمارے بادشاہ کو قتل کر دیا اور اس کی ملکہ کو اٹھا کر لے گئے۔ اس طرح ہاجرہ تمہارے باپ ابراھیم تک پہنچی۔ (1)

(ب) اصلی تورات پراشہ نمبر ۶ یشوق نمبر ۳ سے صاف ظاہر ہے۔

حضرت ہاجرہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی بیوی تھیں نہ کہ لونڈی کیونکہ حضرت ہاجرہ کی نسبت بھی وہ لفظ آیا ہے جو حضرت سارہ کی نسبت تھا (ایشیا) جس کا معنی بیوی کا ہے۔

(ج) عبرانی صحیفہ پریشدت ۱۶ ج ۱ میں ہے ہاجرہ کی نسبت لفظ (شفحہ) موجود ہے۔

عبرانی لغت میں شفحہ کا معنی خاندانی شخص کے ہیں۔

(د) تفسیر ہارون صفحہ ۴ ج ۳ آپ کی دوسری بیوی ہاجرہ حرم کہلائی بہترین خادمہ تھیں۔ (2)

(ر) یہودیوں کے زبردست مفسر توریت ابی شلوملو کتاب پیدائیش کی تفسیر میں لکھتے ہیں

بث بوعہ هایشا کثراً نسیم شنعثہ سارہ مرتاب شتهابئی شفحہ بیت

رہ ولو کبیرہ بیت اخیر (3)

وہ شہزادی تھی جب بادشاہ نے سارہ کی کرامت دیکھی تو بولا میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ رہنا دوسرے گھروں میں ملکہ ہونے سے بہتر ہے۔

(س) عبرانی زبان میں غلام لونڈی کے لئے مختلف الفاظ ہیں جو غلام یا لونڈی جنگ سے بطور غنیمت ملے اسے شیبوت حرب کہتے ہیں۔ جو لونڈی رقم سے خریدی جائے اسے مقنت کسف کہتے ہیں۔ جو بچے غلام یا لونڈی سے پیدا ہوں یلید یا بیث کہا جاتا ہے۔

عبرانی توارت میں حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ نے امتی کہا ہے جس کا معنی لونڈی ہے۔ پچھلی سطور میں گزر گیا ہے کہ مصری بادشاہ نے حضرت سارہ کی کرامت دیکھ کر کہا تھا میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ

(1) السھیلی، الروض الانف، باب سیاقۃ النسب من ولد اسماعیل، ص 38/1

(2) تہذیب الاخلاق ص 57/3

ہونا دوسری جگہ ملکہ ہونے سے بہتر تو یہاں امتی کا معنی خادمہ ہوگا نہ کہ لونڈی پھر یہ بات بھی سمجھ آتی ہے اگر کسی موقعہ ایک سوتن دوسری کو طنزیہ لفظ کہہ دے تو وہ علمی دلیل نہیں ہوسکتی۔

(ش) حضرت یعقوب علیہ السلام کی ماموں زاد لڑکیاں لیاہ اور راحل بیویاں ہیں ایک موقعہ پر یہ دونوں اپنی لونڈی ہونے کا ذکر کرتی ہیں حالانکہ لونڈیاں نہیں عبارت یوں ہے۔ٹھہریں اس نے تو ہمیں۔ بیچ ڈالا اور ہمارا مال بھی کھا گیا۔(1)

ان کے فرزند موسی اور ہارون ہیں پھر مسیح علیہ السلام کا شجرہ نسب ماں کی طرف سے ملتا ہے انہیں کیا کہا جائیگا۔(معاذ اللہ) اس وضاحت کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ سیدہ ہاجرہ کو لونڈی کے حقارت آمیز الفاظ سے یاد کرے۔

(ص) پھر کسی بڑے کی تعظیم کے لئے بھی اپنے آپ کو اس کا غلام کہنا مروج ہے اور اس طرح کہنے سے وہ حقیقی غلام نہیں ہوجاتا تورات کی عبارت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

یعقوب نے اپنے بھائی عیس کو کہلا بھیجا کہ یہ تحفے تیرے غلام یعقوب نے بھیجے ہیں اور تیرا غلام یعقوب خود بھی پیچھے آرہا ہے۔(2)

پیدائش کی اس عبارت سے کوئی عیسائی یہودی یعقوب علیہ السلام کو عیس کا غلام نہیں سمجھتا سیدہ ہاجرہ کا خادمہ ہونا اسی میں ہے۔سیدہ ہاجرہ کے والد کے بارہ میں یہ الفاظ ملتے ہیں

و کان ابوھاجرہ من ملوك القبط (3)

کہ سیدہ ہاجرہ کا باپ قبطی بادشاہوں میں تھا۔ابن ہشام نے کتاب التیجان میں ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اسی مضمون کو لکھا ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) پیدائش 31:14، 15

(2) پیدائش 32 :18

(3) قسطلانی ص 4/4 ، درمنشور 86ج 4

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد گرامی

سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے والد گرامی کے نام کے سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے آپ کے والدگرامی کا نام تارخ تھا۔ اور چچا کا نام آزر چونکہ والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش چچا آزر کے ہاں ہوئی اسی باعث انہیں کے بیٹے مشہور ہوئے ۸۰ فیصد علماء محققین کی یہی رائے ہے چونکہ آزر بت تراش بھی تھا اور بت پرست بھی آگر آزر کو والد مانا جائے تو یہ نظریہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے صریح خلاف ہے۔

پہلی دلیل

آپ فرماتے ہیں۔

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات (1)

میں شروع سے آخر تک طیب وطاہر پشتوں سے طیب وطاہر خواتین کے رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا ہوں۔ یہ روایت علامہ آلوسی بغدادی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں آیہ مبارکہ،

اذقال ابراھیم لابیہ آزر (2)

کے تحت نقل کی ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

دوسری دلیل

مجھے ۱۹۵۰ کا اپنا ایک واقعہ یاد ہے یہ زمانہ میری طالبعلمی کا تھا اپنے دادا استاد حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمتہ شیخ الحدیث انجمن حزب الاحناب لاہور کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ یہی سوال میں نے عرض کیا قران مقدس فرماتا ہے۔

اذقال ابراھیم لابیہ آذر (3)

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 256/1
الزرقانی، الشرح، ص 327/1
(2) الانعام 74:06

ابراھیم نے اپنے باپ آذر سے کہا نص تو صاف بتا رہی ہے کہ آپ کے باپ آذر تھے پھر اختلاف کا ہے کا- آپ نے فوراً فرمایا کہ باپ کے ساتھ آذر نام کی ضرورت کیوں پیش آئی اتنا ہی کافی تھا- ابراھیم نے اپنے باپ سے کہا کبھی کسی نے ایسا نہیں کہا کہ اس کے باپ بشیر نے کہا اس کے باپ نذیر نے کہا معلوم ہوتا ہے ابراھیم کے حقیقی باپ تارخ تھے اور تربیت و پرورش کے لحاظ سے باپ آذر مشہور ہوئے- اسی لئے آیہ کریمہ میں نام آذر کی وضاحت کر دی یہی وضاحت اس امر کی دلیل ہے- حقیقی باپ دوسرے ہیں-

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تیسری دلیل

سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ شریف مکمل ہو جانے پر یہ دعا مانگی

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب (1)

اے رب مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین اور مسلمانوں کو بھی بخش دے

اگر آپ کے والدین کافر ہوتے تو انکی مغفرت کی دعا نہ کی جاتی کہ کافر کیلئے مغفرت کی دعا سے منع کر دیا گیا ہے-

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

چوتھی دلیل

لغت کی مشہور کتاب قاموس میں ہے کہ آذر حضرت ابراھیم کے چچا کا نام ہے مسالک الحنفا میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے-(2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

پانچویں دلیل

قرآن مقدس نے لفظ اب کا اطلاق چچا پر کیا ہے چچا کو باپ کہنا قریباً قریباً سبھی جگہ معمول

---

(1) ابراھیم 14 :41

(2)

ہے ہے بالخصوص عربوں میں تو خاصہ مشہور تھا قران مقدس میں ارشاد ہے۔

نعبد الهك واله ابائك ابراهيم و اسماعيل و اسحاق الهاً واحد (1)

اس آیہ مبارکہ میں حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب کے آباء میں ہونے کا ذکر کیا گیا ہے باوجود اس کے کہ آپ چچا ہیں۔

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

چھٹی دلیل

عربوں کے اس محاورہ پر کہ چچا کو باپ کہا جاتا ہے ایک حدیث شریف میں دلیل ہے حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کے بارہ میں فرمایا۔

ردوا علی ابی (2)

میرے باپ کو واپس لاؤ یہاں سے مراد حضرت عباس ہیں۔

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

ساتویں دلیل

قاضی ثناءاللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ اپنی تفسیر۔تفسیر مظہری میں اس مقام پر فرماتے ہیں۔

انما كان آزر عماله وكان اسم اب ابراهيم تارخ آزر (3)

ابراھیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا اور آپ کے والد کا نام تارخ تھا۔

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

آٹھویں دلیل

مکہ مکرمہ سے ایک تجارتی قافلہ جناب ابوسفیان کی قیادت میں روم پہنچا اور اس قافلہ کی خبر قیصر روم کو دی گئی تو قیصر روم نے تمام ارکان قافلہ کو اپنے دربار میں بلایا اور رومی عربی ترجمان بھی بلائے اور کہا تم میں سے جو اس نبی کے خاندان سے زیادہ قریب ہے وہ آگے آئے۔میں نے اس سے چند

---

(1) البقرہ 02 : 133

(2) ابن ابی شیبہ، المصنف 532/8

سوالات کرنے ہیں چنانچہ حضرت ابوسفیان جو اسوقت تک اسلام نہیں لائے تھے آگے ہوئے- قیصر روم نے جو ابوسفیان سے سوالات کیے ان کی پوری تفصیل بخاری شریف جلد اول کے شروع میں بھی موجود ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے قیصر کے سوالات سے ایک سوال جو میرے اس مضمون سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے-

کیف نسبہ فیکم؟ (1)

ان کا نسب کیسا ہے؟

صحیح بخاری شریف کے یہ الفاظ ہیں ابوسفیان نے جواب دیا- "ھوفینا ذونسب"

وہ ہم میں بڑے نسب والا ہے حافظ ان حجر عسقلانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں بزاز کی روایت میں یہ الفاظ زائد بھی ہیں-

لایفضل علیہ احدٌ (1)

یعنی حسب ونسب اور خاندانی شرف میں کوئی ان سے بڑھ کر نہیں۔

قیصر روم کے اس سوال اور ابوسفیان کے اس جواب سے حضور ﷺ کے حسب ونسب کا عمدہ ہونا مطہر ہوا، مقدس ہونا واضح طور پر سمجھ آ رہا ہے پھر قیصر نے اپنی زبان سے بھی اعتراف کیا

و کذالك الرسل تبعث فی نساب قومها (1)

پیغمبر ہمیشہ شریف خاندان سے ہی ہوتے ہیں- بت پرستی ، جہالت، کفر، بدکرداری شرافت کے منافی ہیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح ، باب بدء الوحی، الرقم 6، ص 8/1
البخاری ، الجامع الصحیح ،باب دعاء النبی ﷺ ، الرقم 2723،ص93/10
البخاری، الجامع الصحیح ، باب قول اللہ عزوجل قل یااھل الکتاب تعالوا۔، الرقم 4188، ص 22/14
المسلم، الجامع الصحیح ، باب کتاب النبی ﷺ الی ھرقل، الرقم 3322، ص 235/9
سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی ، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی 360)، مسند الشامیین، الرقم 3060، 19/9

نویں دلیل

علامہ آلوسی نے اس ضمن میں ابوالحسن علی الماوردی کی کتاب اعلام النبوت سے یہ عبارت نقل کی ہے-

كما كان انبياء الله صفوة عباده و خير خلقه استخلصهم من اكرم العناصر حفظاً لنبهم من جرح الخ (1)

نبی اللہ تعالی کے تمام بندوں سے چنے ہوئے ہوتے ہیں اوراسکی تمام مخلوق سے بہتر ہوتے ہیں انہیں اس نے ایسے عناصر سے چنا ہے جو کریم ہیں اور ایسے رشتوں سے انہیں مضبوط کیا ہے جو نہایت پختہ ہیں تا کہ ان کے نسبت کی ہر اعتراض سے حفاظت کی جاسکے اور ان کے منصب کو ہر عیب سے بچایا جاسکے تا کہ لوگوں کے نفوس ان کے سامنے سر جھکا لیں اور ان کے دل ان کی باتوں کو غور سے سن سکیں اور ان کا حکم سننے میں جلدی کریں اور انکا حکم ماننے میں کوتاہی نہ کریں-

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

دسویں دلیل

حضور ﷺ نے فرمایا

انا سيد ولد آدم ولا فخر (2)

میں اولاد آدم کا سردار ہوں- اگر خدانخواستہ کوئی نسبی خامی واقع ہو تو سردار کیسے ہونگے یعنی کسی نقص کا ہونا سردار ہونے کے منافی ہے-

---

(1) الماوردی، اعلام النبوة، ص 200/1

(2) ابن ماجه ، السنن، باب ذكر الشفاعة، الرقم 4298، ص 366/12

ابو يعلى احمد بن على بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال الطبرانى (المتوفى 307)،مسند أبي يعلى، باب انا سيدولا فخر، الرقم 4192، ص 366/12

سليمان بن احمد بن ايوب بن مير اللخمى الشامى ، ابو القاسم الطبرانى (المتوفى360)،المعجم الاوسط ، باب ماجاء فى التخيير بين الانبياء ، الرقم 2252، ص 128/6

سليمان بن احمد بن ايوب بن مير اللخمى الشامى ، ابو القاسم الطبرانى (المتوفى360)،

عربوں میں بھی نسب دانی کا خاصہ اہتمام ہوتا تھا- انسان تو انسان جانوروں کے نسب بھی یاد رکھے جاتے تھے اور ان پر فخر کیا جاتا تھا- نسب میں یہاں تک خیال رکھا جاتا تھا کہ کون آزاد عورت کے بطن سے ہے اور کون لونڈی کے- کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کس نے رزیلہ کا جیسا کہ حلیمہ بن اکوعؓ کے شعر سے واضح ہوتا ہے آپ نے فرمایا آج معلوم ہوگا کس نے آزاد عورت کا دودھ پیا ہے اور کس نے لونڈی کا میں اکوع کا بیٹا ہوں- دور جاہلیت کے ایک اور شعر سے مزید اس صورت کا پتہ چلتا ہے کہ عربوں میں نسب کے سلسلہ میں کس قدر احساس تھا وہ کہتا ہے-

لو کنت من مازن لم تستبح ابلی بنو اللقیط من ذھل بن شیبانا (1)

اگر میں قبیلہ مازن سے ہوتا تو ایک ترک سیر سے اٹھائی گئی عورت کے بیٹے جو قبیلہ ذھل بن شیبان سے منسوب ہیں ہرگز میرے اونٹ نہ پکڑ سکتے اس شاعر نے انہیں حقارت کی نظر سے بنو اللقیط سے تعبیر کیا ہے-

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

گیارہویں دلیل

اسی عنوان کے تحت ابو الحسن علی الماوردی نے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں بطور فیصلہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے آباؤ اجداد میں کوئی شخص بھی رزیل نہیں سب آباؤ اجداد شریف عظیم سردار اور قائد ہیں تمام کے تمام عقلاء حکماء سادات تھے۔ جن آباؤ اجداد کے ملت ابراہیمی پر ہونے کے واضح دلائل نہیں ملتے ان کے حالات زندگی ان کے سلیم الفطرۃ ہونے پر واضح دلائل ہیں۔ اسی مقام پر ان کا دوسرا جاندار فقرہ اسطرح ہے

شرف النسب من شروط النبوۃ (2)

نسب کا اعلی ہونا نبوت کے شرائط میں ہے-

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری (المتوفی 276)،عیون الاخبار ،ص 81/1

(2) الماوردی، اعلام النبوۃ، ص 203/1

بارہویں دلیل

اس ضمن میں سیدنا ابن عباسؓ کا ارشاد موجود ہیں۔

قال رسول الله ﷺ فاهبطنی الله الی الارض فی صلب آدم و جعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراهیم لم یزل الله یتقلنی من الاصلاب الکریمه الی ارحام الطیبة حتی اخرجنی من بین ابوبی لم یلتقیا علی سفاح (1)

حضور ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالی نے مجھے صلب امام میں رکھ کر زمین پر اتارا اور مجھے صلب نوح اور صلب ابراھیم علیہ السلام تک پہنچایا میرا اللہ تعالی مجھے اصلاب طیب اور ارحام طاھرہ میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین نے نکالا اور آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک کوئی زانی نہیں۔

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

تیرہویں دلیل

سیدنا انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی

لقد جآء کم رسول من اَنْفُسِکُمْ کی بجائے اَنْفَسِکُمْ پڑھا اور فرمایا

اَنَا اَنْفَسِکُمْ حَسَباً وَّصِهْراً (2)

میں حسب ونسب اور صھر میں تم سب سے زیادہ نفیس ترین ہوں

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 237/1
عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، ابو الفضل (المتوفی 544)،
الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ص 83/1 ، 167/1

(2) القرطبی، التفسیر، ص 301/8
البغوی، التفسیر، ص 115/4
ابوحیان، البحر المحیط، 253/6
النیسابوری، التفسیر، ص 224/4
الخازن، تفسیر حقی، ص 373/3
ابن عجیبة، البحر المدید، 465/2

حضرت عباس فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ممبر پر ارشاد فرمایا۔

انا محمد بن عبدالمطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتاً فجعلنی فی خیرھم بیتاً وانا خیر کم (1)

میں محمد ﷺ ابن عبدالمطلب ہوں۔اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق (انسانوں) سے پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کے دو گروہ (عرب وعجم) اور مجھے بہتر گروہ (عرب) میں رکھا پھر مجھے بہترین قبیلہ قریش میں رکھا۔پھر قریش کے چند خاندان تو مجھے سب سے اچھے خاندان بنی ہاشم میں سے کیا میں ذاتی اور خاندانی طور پر سب سے اچھا ہوں۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ذاتی مشاہدہ یا ۴ اویں دلیل

حرم مدینہ منورہ میں حاضر تھا خواب میں باب مجیدی میں بہت بڑی بھیڑ دیکھی پوچھا یہ کیا ہے تو جواب ملا وہ دیکھو مسجد نبوی شریف کی چھت پر روضہ انور کے قریب کھڑے جبریل علیہ السلام نعت سنا رہے ہیں سیدنا جبریلؑ کی زیارت ہوئی۔اور ان سے یہ شعر سنے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

کائنات کو دیکھا لاکھوں حسین دیکھے مگر محبوب تیری تو بات ہی کچھ اور ہے جب تو چیزے دیگری فرماتے تو گنبد پاک کی طرف اشارہ فرماتے مجمع پر رقت طاری تھی۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الترمذی، السنن، باب فی فضل النبی ﷺ، الرقم 3541، ص 91/7
احمد، مسند، الرقم 1692، ص 219/4
البیھقی، دلائل النبوۃ، باب فانا خیر کم بیتا وخیر کم نفسا، الرقم 76، ص 91/1

پندرہویں دلیل

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے

و توکل علی العزیز الرحیم الذی یراك حین تقوم و تقلبك فی ا لسجدین (1)

اس آیہ مبارکہ میں سجدہ کرنے والوں میں پھرنے کے کئی معانی ہیں۔

پہلا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ تہجد گزاروں کا جائزہ لیتے کون پڑھتا ہے کون نہیں ۔دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ما یخفی علی رکوعکم و خشوعکم (2)

گویا نمازوں میں اپنی توجہات سے گھوم رہے ہیں۔تیسرا مفہوم یہ ہے کہ محبوب نماز میں تیرے رکوع و سجود کو خدا دیکھتا ہے۔چوتھا مفہوم یہ ہے کہ تیرا نور ساجدین کی پیشانیوں میں گھومتا خدا دیکھتا ہے یہی اہلسنت کا مسلک ہے ساجدین سے مراد مومنین ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الشعراء 26:217، 218، 219

(2) مالك بن انس بن مالك بن عامر الاصبحی المدنی (المتوفی 179)،موطأ مالك بروایة محمد بن الحسن اشیبانی ،باب العمل فی جامع الصلوٰۃ ، الرقم 361، ص 25/2
البخاری، باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ ، الرقم 401، ص 185/2
البخاری، باب الخشوع فی الصلوٰۃ، الرقم 699، ص 183/3
ابن حبان ، الصحیح ، باب ذکر ما خص اللہ ـــــ، الرقم 6443، ص211/26
المسلم، الجامع الصحیح، باب الامر بتحسین الصلوٰۃ، الرقم 643، ص 410/2
احمد، مسند، باب مسند ابی ہریرہ، الرقم 7681، ص 222/16
احمد، مسند، باب مسند ابی ہریرہ، الرقم8416 ، ص 458/17
احمد، مسند، باب مسند ابی ہریرہ، الرقم 8522، ص 64/18

باب چہارم

حضور اکرم ﷺ کے آباؤ اجداد اور ان کے کارنامے

نسب مقدس کے چند مشاہیر

اپنی اس کتاب (جلوہ جاناں) کومزید حسن دینے کیلیے مناسب سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ کے مقدس آباو اجداد میں عدنان تک وہ مشاہیر جن کے بارہ میں کتب تواریخ میں کسی حد تک وضاحت ملتی ہے یہاں درج کردیئے جائیں۔ جناب عدنان تک اس لئے کہ امام بخاری علیہ الرحمتہ نے حضور ﷺ کے نسب شریف کے متعلق بخاری شریف باب مبعث النبی ﷺ میں ذکر فرمایا ہے مگر صرف عدنان تک حافظ عسقلانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے حضور ﷺ کے نسب پاک کو صرف عدنان تک واضح کیا ہے۔ مگر اپنی تاریخ میں حضرت ابراھیم علیہ السلام تک بیان فرمایا۔(1)

عدنان تک سلسلہ نسب تمام علم الانساب کے ماھرین نے بیان کیا ہے اور کسی قسم کا اختلاف نہیں اور عدنان کا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا بھی تمام کے نزدیک مسلم ہے۔ (2)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے ہے حضور ﷺ جب نسب شریف کو بیان فرماتے ہیں تو عدنان سے تجاوز نہ فرماتے عدناں تک پہنچ کر رک جاتے علامہ سہیلی فرماتے ہیں امام مالک علیہ الرحمتہ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کا اپنے سلسلہ نسب کو حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچانا کیسا ہے تو آپ نے ناپسند فرمایا اور فرمایا

من اخبره (3)

کس نے اس کو خبر دی ہے۔

مندرجہ بالا عبارات کے پیش نظر میں نے یہاں عدنان تک مشاہیر گرامی کے ذکر کا فیصلہ کیا ہے کہ قدر وضاحت سے لکھ دیا جائے اس سے آگے سیدنا آدم علیہ السلام تک فقط اسماء گرامی ہی درج کردیئے جائیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) احمدبن علی بن حجر ابو الفضل العسقلانی اشافعی،فتح الباری شرح صحیح البخاری ، باب مبعث النبی ﷺ ، الرقم 3561، ص 168/11

(2) ابن قیم، زاد المعاد، باب وفاۃ ابیہ، ص 70/1

(3) ابن کثیر، السیرۃ، 75/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، 239/1

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ۵۴۵ ع ۲۴۶۔جنوری کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔دائرۃ المعارف صفحہ ۲۹۶ ج ۲ خلاق کائنات جل مجدہ نے اپنی پوری کائنات میں جو مقام و مرتبہ حضرت عبداللہؓ کو دیا ہے آپ کو اس بلند ترین مقام پر بٹھایا جس کی چوٹی دیکھنے کے لئے نظر تو تھک جائے مگر احاطہ نہ کر پائے رتبہ بلند ملا جسکو مل گیا وہ مقام عظمت یہ ہے سید المرسلین رحمۃ اللعالمین انیس الغریبین حضور سید عالم ﷺ کے والد گرامی ہیں یہی وہ شرف ہے یہی وہ عظمت ہے جس کا جواب نہیں آپ اپنے والد گرامی کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے بیٹے سید الانبیاء حبیب کبریا ﷺ نے کائنات کا ٹوٹا ہوا رشتہ رب کائنات سے پھر جوڑ دیا ان کے نور نظر نے کائنات میں وہ نور ازلی کی شمعیں روشن کیں جنکی روشنی میں لاتعداد گمراہ رستہ پر آ گئے آپ اپنے دور میں حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے ذبیح کے لقب سے مشہور ہوئے حافظ عسقلانی فرماتے ہیں یہ آپ حضور ﷺ کے والد کا نام ہے جس میں کوئی کسی قسم کا اختلاف نہیں۔(1)

یہ نام اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ محبوب دو نام ہیں ایک عبداللہ اور دوسرا عبدالرحمان لفظ اللہ اسم اعظم ہے جیسے امام اعظم علیہ الرحمۃ سے منقول ہے جسے اسم اعظم ہست اللہ العظیم اللہ تعالی کے اسم پاک اللہ کے بعد اسم رحمان کا مرتبہ معلوم ہوتا ہے جس کی طرف قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے

قل اوادعوا الله ادعوالرحمن(2)

---

(1) ابو داود سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی السجستانی (المتوفی 275)،سنن ابی داود ،باب فی تفسسیر الاسحار، الرقم 4298،ص114/13
الترمذی، السنن، باب ما جآء یستحب من الاسمآء، الرقم 2759،ص 46/10
الترمذی، السنن، باب ما جآء یستحب من الاسمآء، الرقم 2760،ص 47/10
الدارمی، السنن، باب ما جآء یستحب من الاسمآء، الرقم 2751، ص 335/8
ابن ماجه ، السنن، باب ما جآء یستحب من الاسمآء، الرقم 3718، ص148/11
الموصلی، مسند ابو یعلیٰ، باب احب الاسمآء الی الله تعالیٰ عبد الله و عبد الرحمن ، الرقم2715، ص 325/6

کہہ دیجئے اللہ کو پکارو یا رحمان کو لہذا یہ دونام سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ فرماتے ہیں ہم ایک مرتبہ حضورﷺ کے دربار گوھر بار میں حاضر ہوئے تو وہاں ایک اعرابی حاضر ہوئے اس نے حضور کو ان لفظوں سے خطاب کیا یا ابن الذبیحین اے دو ذبیحوں کے بیٹے۔حضورﷺ اس کے اس خطاب پر مسکرائے حضرت امیر معاویہ جب اس روایت سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے پوچھا دو ذبیح کون ہیں؟ تو آپﷺ نے فرمایا ایک ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں دوسرے ذبیح حضورﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ ہیں (1)

حضرت عبداللہؓ کو ذبیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد جناب عبدالمطلب نے اللہ تعالی کے حضور نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ میرے ساتھ کام کریں تو ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں قربان کرونگا۔اللہ تعالی نے کرم فرمایا منت پوری ہوئی اور دس بیٹے عطا ہوئے ایک دفعہ خانہ کعبہ میں سو رہے تھے خواب میں حکم ہو

اوف بنذرك لرب هذا البيت (2)

اے عبدالمطلب وہ نذر پوری کیجئے جو اس گھر کے مالک کیلئے مانی تھی آپ جب خواب سے بیدار ہوئے اور سب بیٹوں کو بلایا خواب کا پورا ماجرا سنایا تو سب نے کہا، آپ وہی سنت پوری کیجئے

وافعل ماشئت (3)

اور جو چاہیں کریں آپ نے بچوں کی طرف سے یہ حوصلہ افزا اور نیاز مندانہ جواب ملنے پر قرعہ ڈالا کہ کس بچے کو ذبح کیا جائے۔قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا یہ سب سے چھوٹے تھے حضرت عبدالمطلب کو بڑے محبوب تھے مگر ایفاء نذر کیلئے سب کچھ کر گزرنے کا فیصلہ کرلیا تھا آپ حضرت عبداللہ کو لے کر قربان گاہ کی طرف گئے اور چھری نکالی تو بہنیں رونے لگیں اور کہا بابا آپ ہمارے بھائی عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈال لیں اگر قرعہ اونٹوں کے نام پر نکل آئے تو آپ

---

(1) محمد بن عبدالوهاب بن سليمان التيمي النجدي (المتوفى:1206)،
مختصر سيرة الرسول ﷺ ،ص80/1
الصالحي، سبل الهدى و الرشاد، ص 246/1

(2) الصالحي، سبل الهدى و الرشاد، ص 244/1

اونٹوں کو ذبح کر دیں اور ہمارے بھائی عبداللہ کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ قرعہ ڈالا گیا تو پھر حضرت عبداللہ کا نام آیا پھر اصرار ہوا پھر دس اونٹ مزید قرعہ ڈالا پھر حضرت عبداللہ کا نام اسطرح مزید قرعہ اندازی ہوئی پھر دسویں مرتبہ سو اونٹوں اور حضرت عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ ہوا تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا خوشی کے نعرے لگے بہنیں خوش ہوئیں حضرت عبداللہ نے فرمایا سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان تین مرتبہ قرعہ اندازی کروا گر تینوں مرتبہ اونٹوں کا نام قرعہ نکلا تو مان لونگا عالم انسانیت کی خوش **بختی** تھی کہ تینوں مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلا چنانچہ وہ سو اونٹ ذبح کر دیئے گئے اسی دن سے سے آدمی کی دیت ایک سو اونٹ قرار دی گئی اور حضور ﷺ نے بھی اسی کو برقرار رکھا طبقات ابن سعد صفحہ ۵۴ ج ۱ اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ ذبیح کے لقب سے مشہور ہوئے۔(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حسن و جمال

سیدنا عبداللہ اپنے حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے آپکو بھی اپنے اس خداداد حسن و جمال کی وجہ سے اپنے زمانہ کی عورتوں سے اسی طرح کی مشکلات پیش آئیں جس طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کو ان کے حسن کے باعث زنان مصر کی مشکلات تھیں آپ جدھر سے گزرتے زیارت کرنے والوں سے بازار بھر جاتے ہر ایک جھلک کا متمنی تھا بڑی بڑی حسیناوں کی نگاہیں آپ کیلئے فرش راہ بنتیں تھیں آپکا انتہائی اطمینان اور سکون اور بے نیازی سے گزر جانا عشاق کے لئے ذبح سامانی کا باعث بنتا تھا سیرۃ نبویہ کی عبارت پڑھیں

فلقی عبداللہ فی زمن النساء من العناء مثل مالقی یوسف فی زمنہ من امراتہ العزیز (2)

حضرت عبداللہ کو بھی اپنے زمانہ کی عورتوں سے انہیں حالات کا سامنا کرنا پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے زمانہ کی خواتین سے پیش آئے تھے۔ اسی کتاب سیرت نبویہ میں اسی مقام پر آپ کے

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 246،245/1

(2) الزرقانی، [illegible] ص 207/1

حسن و جمال کا تذکرہ اس طرح سے ہے

کان یتلا لا نوراً فی قریش و کان اجملھم (1)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں ایک درخشندہ نور تھے حسن میں آپ کا کوئی مثیل نہیں تھا جو خواتین انہیں دیکھتی وہ ہوش و حواس کھو بیٹھتی تھیں مگر آپ کبھی التفات نہ فرماتے اور اپنی پارسائی پر ہیزگاری پر ذرا آنچ نہ آنے دیتے ہزاروں گمراہ کن طریقوں سے آپ کو ورغلانے کی تدابیر کیجا تیں مگر ہمیشہ اپنے رب قدوس کی حفاظت میں رہے اور ہمیشہ آپ کے چہرہ انور پر شرم و حیا شرافت و نجابت کا حسین جھومر چھایا رہا ایسا کیوں نہ ہوتا کہ سید الانبیا کے والد ہیں- آپ کے خداداد حسن و جمال اور شرافت و نجابت پر ذرا گہری نظر کرنے سے دل کے نہاں خانہ میں یہ بات فوراً کھٹکنے لگتی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا گزرا ہوا زمانہ کہیں دوبارہ تو نہیں آ گیا جی میں بار بار آ رہا ہے کہ میں اس مقام پر حضرت عبداللہؓ کی عفت اور سید یوسف علیہ السلام کی پارسائی کو ذرا تفصیل سے لکھوں مگر ڈر لگتا ہے۔ کہ کہیں نبی اور غیر نبی کے تقابل کا تصور پیدا نہ ہو جائے۔

آپکی پیشانی سے نور چمکتا تھا اس بنا پر لوگوں نے آپکا نام مصباح الحرم رکھا ہوا تھا یہود اس نور کو دیکھ کر حسد کرتے بعض اوقات شہید کرنے کی غرض سے کوششیں کرتے مگر ناکام رہتے۔(2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عفت و پارسائی

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جس طرح حسن و جمال میں اپنے دور کے یکتا تھے ایسے عفت و پارسائی طہارت و پاکیزگی میں جواب نہ تھا اسی ضمن میں آپکی تقریب نکاح کا واقعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے جب آپکی عمر ۱۸-۲۰ برس کو پہنچی تو آپکے والد گرامی عبدالمطلب کو اپنے اس چھوٹے مگر سب سے عظیم بیٹے کی شادی کی فکر پیدا ہوئی تو آپ نے اپنے زمانہ کے مشہور خاندان بنو زھرہ کے سردار وھب بن عبد مناف سے رابطہ کیا اور انکی بیٹی حضرت آمنہ کیلئے حضرت عبداللہ کے نکاح کا پیام دیا اور ساتھ ہی جناب عبدالمطلب نے حضرت آمنہ کے چچا وھب کی بیٹی ہالہ کیلئے اپنا پیغام نکاح بھی دیا(3)

---

(1) الزرقانی، الشرح، ص 207/1

(2) عبدالحق دھلوی ،مدارج النبوہ ،ص12/2

(3) محب الدین أحمد بن عبداللہ الطبری (المتوفی:694)، ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ،ص258/1

عبدالرحمن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان النصری المشھور بأبی زرعة الدمشقی الملقب بشیخ الشباب (المتوفی:281) تاریخ ابی زرعة الدمشقی (تاریخ دمشق)،ص422/3

الطبری، التاریخ، ص 7/2

چنانچہ جب جناب عبدالمطلب اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ کونکاح کیلئے لیکر چلے گویا یہ جشن بارات تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس بارات کا گزر راستہ میں ایک یہودی عورت پر ہوا یہ خاتون تورات وزبور کی ماھر تھی اسے فاطمہ بنت مر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جب اسکی نگاہ (دولہا) حضرت عبداللہؓ کے چہرے پر پڑی تو فریفتہ ہوگئی کہ چہرہ انور میں نور نبوت موجزن تھا اس خاتون نے سیدنا عبداللہ کو اپنی طرف بلایا اور ساتھ ہی ایکسو اونٹ نذر دینے کا بھی کہا اس عظیم نازک مرحلہ پر بھی حضرت عبداللہؓ کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی- فاطمہ بنت مرہ کا حسن- ایک سو اونٹ کا نذرانہ آپ کو صراط مستقیم سے بھٹکا نہ سکا فاطمہ بنت مرہ کے جواب میں جو سیدنا عبداللہؓ نے اشعار فرمائے وہ یہ ہیں-

اما الحرام فالممات دونه　　والحل لاحل فاستبينه

فكيف با امر الذى تبغينه　　يحمى الكريم عرضه و دينه (1)

حرام کا ارتکاب کرنے سے موت آسان ہے۔اور ایسا کام حلال نہیں کہ کرسکوں۔

وہ برا کام جو تو چاھتی ہے وہ مجھ سے ممکن نہیں شریف آدمی تو اپنی عزت اور دین کی حمایت و حفاظت کرتا ہے- فاطمہ بنت مر اس جواب سے مایوس چلی گئی-حضرت عبداللہ جب اپنے نکاح کی تقریب سے واپس لوٹے تو پھر اس نے آپ سے پوچھا آپ کہاں رہے آپ نے فرمایا میں نے وہب کی بیٹی آمنہ سے نکاح کرلیا ہے اور تین دن اپنے سسرال میں رہے اب واپس جارہا ہوں تو اس یہودی عورت نے کہا اللہ کی قسم میں بدکار عورت نہیں تمہارے چہرے میں انوار نبوت دیکھ کر چاہا تھا کہ یہ نور میری طرف منتقل ہوجائے لیکن قدرت کی مرضی ہے اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھ دیا-(2)

میں یہ روایت مختلف طریقوں سے بیان کی گئی ہے کسی راوی کے ضعیف ہونے سے اس کی

(1) العصامى،سمط النجوم العوالى فى انباء الاوائل وا لتوالى، ص 118/1
السهيلى، الروض الانف،ص273/1
ابن كثير، البدايه و النهايه،ص 308/2

(2) ابن كثير، السيرة، 178/1
الطبرى، التاريخ، ص 6/2
ابو ذرعه،تاريخ دمشق،ص 405/3

مقبولیت میں فرق نہیں پڑیگا کہ روایت مختلف طریقوں سے روایت ہونے کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے یہ روایت تاریخ طبری میں سند کے ساتھ مذکور ہے جس کے کئی راوی امام بخاری کے راوی ہیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حضرت عبداللہ کی آخری آرام گاہ

تقریب نکاح کے بعد آپ تجارت کی غرض سے ایک قافلہ کے ساتھ شام تشریف لے گئے پورا قافلہ اپنا دورہ مکمل کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے راستہ واپس مکہ مکرمہ پہنچ گیا آپ اپنی بیماری کی وجہ سے مدینہ منورہ ٹھہر گئے جناب عبدالمطلب قافلہ میں اپنا فرزند ارجمند نہ دیکھ کر پریشان ہو گئے اور گھبراہٹ کے عالم میں پوچھا عبداللہ کہاں ہیں قافلہ کے سربراہ نے بتایا وہ اپنی بیماری کیوجہ سے مدینہ منورہ اپنے ننھیال **بنی** نجار کے ہاں رک گے ہیں۔ آپ نے حارث کو حکم دیا کہ وہ فوراً جائیں اور صحت کے متعلق معلوم کریں جب حارث مدینہ منورہ پہنچے تو پتہ چلا کہ جناب عبداللہ کا وصال ہو گیا اور انہیں نابغہ کے مکان میں دفن کر دیا گیا حارث نے واپسی پر جناب عبدالمطلب کو اطلاع دی تو آپ سخت غمگین ہوئے وفات کے وقت آپکی عمر ۱۸ یا ۲۸ سال تھی عسقلانی فرماتے ہیں اس وقت عمر ۱۸ سال تھی علامہ سیوطی نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (1)

اگر اس آخری بات پر حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات فوراً ذہن میں آتی ہے کہ شادی کے فوراً بعد ہی یہ سفر شام ہوا اور موت واقع ہوئی انتقال کے وقت حضرت عبداللہ کے ترکہ میں پانچ اونٹ چند بکریاں ایک باندی ام ایمن تھیں۔ مدینہ منورہ میں دراز عرصہ تک نابغہ کے مکان میں یہ فقیر حاضری دیتا رہا اور فاتحہ شریف پڑھتا رہا کئی لوگ میرے اس اقدام کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں بہت سے افراد جو آپ کی قبر سے متعارف تھے حاضر ہوتے اور بند مکان

---

(1) الطبری، التاریخ، ص 579/1

ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، باب ابن عبد المطلب، 241/1

الطبری، تاریخ الرسل و الملوك، ص 368/1

ابن خلدون، التاریخ، 337/2

پر باھر ہی فاتحہ پیش کر کے چلے جاتے آپکی وفات کے بعد جہاں والد گرامی کو صدمہ پہنچا وہاں حال ہی میں نکاح میں آنے والی مقدسہ خاتون سیدہ آمنہؓ کو بھی بے حد دکھ پہنچا

برجستہ رباعی

اس عنوان پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا ۱۲ مئی ۱۹۶۶ کی بات ہے مولانا محمد عبداللہ شیخ الفقہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ہمیں دوران کلاس بتایا کہ وہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو حضرت عبداللہؓ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے انہوں نے بتایا کہ وہاں مکان کی دیوار پر فارسی میں لکھی گئی ایک رباعی پر نظر پڑی تھی جس کا آخری فقرہ یاد رہ گیا ہے والدے پیغمبرے ہمیں کہا تم میں سے جو اس رباعی کو مکمل کرے اسے انعام دیا جائے گا۔ میں نے بھی طبع آزمائی کی اور پانچ منٹ کے اندر اس رباعی کو اس طرح مکمل کیا

مرقدے عبدالہ زندہ دلے
نے رسول دنے پیغمبراں ولے
ملک وجن وانس گویند السلام
برمزارے والدے پیغمبرے

ترجمہ یہ ہے یہ ایک زندہ دل اللہ کے بندے کی قبر ہے وہ رسول ہے اور نہ نبی مگر جن انسان فرشتے حضور ﷺ کے والد کے مزار پر سلام کہتے ہیں اس پر مولانا بے حد خوش ہوئے اور دس روپے کا انعام دیا

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ذاتی مشاہدہ

سیدنا عبداللہؓ کی عظمت کے سلسلہ میں گذشتہ صفحات میں چند باتیں لکھی گئیں اس ضمن میں ایک ذاتی مشاہدہ بھی ہے جس کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں نہ بیان کرنے سے ڈرتا ہوں کہیں حضور ﷺ کے والد گرامی کے بارہ میں بخل نہ ہو جائے جن دنوں سعودی حکومت نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا منصوبہ بنایا تو نابغہ کا مکان جسمیں حضرت عبداللہؓ کا مزار شریف تھا وہ علاقہ توسیع میں آ گیا اب

نگرانی میں یہ قبر کھولی گئی اور جسد شریف کو نکال کر جنت البقیع میں دفن کیا گیا مدینہ منورہ کے میرے دیرینہ دوست حاجی محمد عبدالرحمان کا بیان ہے کہ رات اور اگلا دن مدینہ منورہ کی فضاوں میں بھینی بھینی مہک بسی رہی مجھے جب واقعہ سنایا گیا تو شدید احساس ہوا کاش میں بھی کہیں سے رات کے اس منظر کو دیکھ پاتا اپنی بدنصیبی پر نالاں تھا رات خواب میں دیکھا ایک بہت بڑا جنازہ جا رہا ہے اور جنازہ میں شامل لوگ سبھی سفید لباس میں ملبوس ہیں اس سے اور حیرت ہوئی آگے بڑھ کر پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے جو مدینہ کی گلیوں میں بڑی دھوم سے جا رہا ہے تو مجھے بتایا گیا یہ سیدنا عبداللہ کا جنازہ ہے کہ انکی قبر مسجد نبوی شریف کے توسیعی منصوبہ میں آگئی ہے اور جسد شریف کو نکال کر جنت البقیع شریف میں لیجایا جا رہا ہے الحمداللہ میں بھی جنازے میں شامل رہا کندھا دینے کی سعادت حاصل ہوئی اور پھر آنکھ کھل گئی اس خبر کو انہیں دنوں ملکی اخبارات میں لکھا کہ حضرت عبداللہ کا کفن میلا نہیں ہوا تھا۔نوائے وقت ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء کراچی ۲۰ جنوری میں مزید وضاحت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ چند اور صحابہ کے اجسام مقدسہ بھی منتقل کئے گئے۔جو اپنی اصلی حالت میں تھے۔(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا عبدالمطلب

حضور سید عالم ﷺ کے دادا کا نام شیبۃ الحمد تھا مشہور عبدالمطلب ہوا اصلی نام سے بدل کر عبدالمطلب مشہور ہونے کی وجہ یہ بنی ان کے والد ہاشم کے انتقال کے بعد انکی والدہ دیر تک مدینہ منورہ میں رہیں قبیلہ بنی خزرج کی دختر تھیں یہ قبیلہ مدینہ منورہ میں خوشحال متصور کیا جاتا تھا ان کے چچا کا نام مطلب تھا جو ان کے والد ہاشم سے چھوٹے تھے وہ انہیں مکہ مکرمہ سے لینے آئے کہ بھائی کا بچہ یتیم ہے۔

اپنے پاس لاکر پرورش کریں چنانچہ مدینہ منورہ آئے اور اپنی بھاوج سے اپنے یتیم بھتیجے شیبۃ الحمد کو لے لیا انکی والدہ سلمی وہیں یثرب میں رہیں اونٹ پر بٹھا کر واپس لائے شیبۃ الحمد کے کپڑے میلے تھے کہ یتیمی کا دور تھا گرد آلود تھے یتیمی کے آثار نمایاں تھے لوگوں نے مطلب سے پوچھا یہ بچہ کون ہے مطلب نے شرم کے مارے کہا یہ میرا غلام ہے حالانکہ بھتیجا ہے یہ اس لئے کہہ دیا کہ لوگ طعن نہ کریں کہ بھتیجے کے کپڑے میلے کیوں ہیں۔ بس اسی وقت سے شیبۃ الحمد کے نام کی بجائے عبدالمطب (مطلب کا غلام) مشہور ہوئے مکہ میں پہنچ کر بچے کو نہلا کر اور نئے کپڑے پہنا کر لائے۔(1)

عبدالمطلب اپنے حسن و جمال میں اپنے دور کے یکتا تھے ایک عربی شاعر نے ان کے متعلق لکھا ہے۔

علی شیبتہ الحمد الذی کان وجھہ

یغنی ظلام اللیل کا القمر البدر (2)

چوہدویں کے چاند کی طرح شیبہ الحمد کا چہرہ روشن تھا اور تاریک رات کو جگمگا دیتا تھا۔

جناب عبدالمطلب تمام خاندان قریش میں سب سے زیادہ حسن و جمال والے تھے۔

ہمت وقوت کے لحاظ سے بھی مشہور تھے بربادحلیم۔سخی کریم النفس اور مہمان نواز تھے شر فتنہ سے الگ تھلگ رہتے قریش نے متفقہ طور پر انہیں اپنا سردار مانا تھا۔

جود وسخا میں آپ بہت آگے بڑھے ہوئے تھے بعض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپ اپنے

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ ، ص 184/1

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 266/1

باپ ہاشم سے کہیں زیادہ سخی، مہمان نواز، غمگسار تھے جانوروں پرندوں کی خوراک کیلئے بے چین رہتے تھے ان کے بہت سے القابات میں ایک لقب جو عرب میں مشہور ہے

مطعم طیر السماء (1)

آسمان کے پرندوں کو کھلانے والا بھی بڑا مشہور ہوا تھا

شراب سے قطعی نفرت تھی اسکے حرام ہونے پر لوگوں کو بتایا کرتے تھے رمضان شریف کے آنے پر فقرا مساکین تیامی کا خاص خیال رکھتے گوشہ تنہائی کو بہت پسند کرتے تھے شرافت کم گوئی، حوصلہ بردباری آپ کے خاص اوصاف میں شمار ہوتے تھے۔ (2)

جوان ہونے پر ان کے چچا مطلب نے ان کے والد ہاشم کی ساری جائداد انہیں کے سپرد کردی اور کئی ایک مناصب جو جناب ہاشم کے سپرد تھے وہ بھی انہیں لوٹا دیے اس طرح سے عبدالمطلب اپنے والد ہاشم کے صحیح جانشین بن گئے آپ بچپن سے ہی تیراندازی میں بھی بڑے ماہر تھے ایک مرتبہ سات برس کی عمر میں بچوں کے ساتھ تیراندازی میں مصروف تھے کہ عبد مناف کے ایک شخص کا گزر وہاں سے ہوا اس نے دیکھا کہ ایک بچہ تیراندازی میں بڑا ماھر ہے جب اس کا تیر نشانہ پر لگتا ہے تو وہ خوشی سے چلا اٹھتا ہے

انا ابن هاشم انا ابن سيد البطحٰی (3)

میں بنی ہاشم کا بیٹا ہوں اور وادی کے سردار کا بیٹا ہوں۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

---

(1) الطبری، التأریخ، ص 8/2

(2) الیعقوبی، التأریخ، باب ولد اسماعیل بن ابراهیم، ص 96/1

(3) الطبری، تأریخ الرسل والملوك، ص 369/1

الطبری، التأریخ، ص 8/2

الیعقوبی، التأریخ، باب ولد اسماعیل بن ابراهیم، ص 96/1

بیر زمزم کی کھدائی

جناب عبدالمطلب کے اہم کارناموں میں ایک یہ بھی عظیم کام ہے کہ آپ نے ایک عرصہ تک بیر زمزم بند رہنے کے بعد اسکی ازسرنو کھدائی کی یمن سے قبلیہ جرھم کے لوگ بھی وہاں قحط پڑنے کے باعث یہاں آ گئے اور حضرت ہاجرہ کی اجازت سے قیام کیا بعدازاں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی بھی اسی قبیلہ میں ہوگئی سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے ۱۳۰ سال کی عمر پائی جب آپ کا وصال ہوا تو یہ مذہبی نظام آپ کے بیٹے قیدار کے ہاتھ آ گیا- کہ وہ خانہ کعبہ کے متولی ہو گئے طویل عرصہ تک اپنی طرح یہ نظام یکے بعد دیگرے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں رہا ایک وقت آیا کہ بنو اسماعیل اور قبیلہ جرھم میں تصادم ہوگیا اور نبی جرھم غالب آ گئے اولاد اسماعیل علیہ السلام کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اولاد اسماعیل کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا- بنو جرھم کے دور میں ظلم وستم بڑھ گئے خانہ کعبہ کی بے حرمتی ہونے لگی تو اطراف مکہ کے قبائل انکی اس بے حرمتی پر مقابلہ کیلئے میدان میں آ گئے جس کے نتیجہ میں جرھم کو شکست ہوئی اور پھر ایک مرتبہ زمزم اور خانہ کعبہ پر اولاد اسماعیل کا نظام قائم ہوگیا بنو جرھم نے مکہ سے نکلتے وقت تخریب کاری کا مظاھرہ کیا توڑ پھوڑ سے شہر کو نقصان پہنچایا خانہ کعبہ کی اشیاء کو بیر زمزم میں پھینک دیا اسی طرح بیر زمزم کو بند کر کے زمین کے برابر کر دیا بنو جرھم کے بعد بنو اسماعیل مکہ میں مسلط ہو گئے۔ مگر زمزم پر توجہ نہ دے سکے۔ زمانہ گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی سرداری جناب عبدالمطلب کے ہاتھ آ گئی۔(1)

آپ کو خواب میں اس جگہ کے کھودنے کا حکم دیا گیا جہاں پر بیر زمزم تھا اور نشانات بتادئے گئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں میں حطیم میں سو رہا تھا کہ مجھے خواب میں حکم ملا۔

احفر بّرہ (2)

برہ کھودو

---

(1) الیعقوبی، التاریخ، باب ولد اسماعیل بن ابراھیم، ص 96/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک،ص 369/1

(2) السھیلی، الروض الانف، باب العلامات التی راھا عبد المطلب و تاویلھا، ص 257/1
ابن ھشام، السیرۃ، باب الرؤیا التی اریھا عبد المطلب فی حفر، ص 141/1

میں نے کہنے والے سے پوچھا مابرہ ہے کیا تو وہ شخص غائب ہوگیا۔اگلے دن پھر اسی جگہ سورہا تھا۔تو خواب میں کہا گیا۔احفر المضنونہ کھودو مضنونہ میں نے اسی سے پوچھا مضنونہ ہے کیا تو وہ غائب ہوگیا۔اگلے دن پھر میں سورہا تھا کہ خواب میں کہا گیا احفر طیبہ میں نے پوچھا ماطیبہ طیبہ ہے کیا۔ تو وہ شخص چلا گیا۔چوتھے روز پھر وہی خواب آئی۔وہ شخص کہتا ہے۔

احفر زمزم (1)

زمزم کو کھودو میں نے پوچھا زمزم کیا ہے۔

اس نے جواب دیا۔

لاتنزف ابدا تسقی الحجیج الاعظم (1)

وہ پانی کا ایک کنواں ہے۔اس کا پانی نہ تو کم ہوتا ہے نہ ٹوٹتا ہے اور بے شمار حاجیوں کی پیاس بجھاتا ہے۔جناب عبدالمطلب کو اس خواب کے بار بار آنے پر یقین ہوگیا کہ یہ خواب سچی ہے۔اس پر عمل کیا جائے۔روساء قریش کو بلایا اپنی یہ خواب سنائی۔اور زمزم کھودنے کے عزم کا ذکر کیا۔سبھی نے اس کام کی مخالفت کی مگر جناب عبدالمطلب نے کسی کی پرواہ کیے بغیر کدال لیکر اپنے بیٹے حارث کیساتھ کھودنا شروع کردیا۔عبدالمطلب کھودتے تھے اور حارث مٹی الگ کرتے تھے۔مسلسل ان کی محنت شاقہ کے بعد بیر زمزم کا کنارہ نظر آیا اور خوشی سے نعرہ لگایا۔

ھذا طوی اسماعیل (2)

یہی ہمارے دادا سیدنا اسماعیلؑ کا کنواں ہے۔

اب آپ نے بیر زمزم کے دائیں بائیں کچھ حوض بنائے جو زمزم کے پانی سے بھر دیئے جاتے اور حاجیوں کو وہاں سے پلایا جاتا۔بعض شریر طبع لوگوں نے انہیں خراب کرنے کا منصوبہ بنایا۔

---

(1) السهیلی، الروض الانف، باب العلامات التی راها عبد المطلب و تأویلها، ص 257/1
ابن هشام، السیرة، باب الرؤیا التی اریها عبد المطلب فی حفر، ص 141/1
ابن کثیر،السیرة، ص 168/1

(2) أبو عبدالله محمد بن سعد بن منیع الهاشمی بالولاء ،البصری،البغدادی المعروف بابن سعد(المتوفی:230)، الطبقات الکبری لابن سعد باب ذکر عبد المطلب بن هاشم، ص 83/1

رات کوحوض خراب کر جاتے ۔صبح کو جناب عبدالمطلب پھر درست کرتے۔ پانی بھرتے حجاج کو پلاتے۔ شریروں کے اس فتنہ سے تنگ آ کرآپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ۔یااللہ میں زمزم سے لوگوں کونہانے کی اجازت نہیں دیتا یہ صرف پینے کیلئے ہے۔یہ دعا قبول ہوئی۔صبح ہوتے ہی اعلان کردیااب جس نے ستایایا حوض کوخراب کرنے کی کوشش کی وہ کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہوگا۔کئی لوگوں کے بیمار ہونے پر عام تاثر پیدا ہوگیا کہ حوض خراب کرنے سے آدمی بیمار ہوجاتا ہے۔پھر یہ شرارتیں رک گئیں۔(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن سعد ،الطبقات الکبرٰی ،باب ذکر عبد المطلب بن ہاشم، ص 83/1

ایفائے عہد

جناب عبدالمطلب کے خصوصی کاموں میں ایک کام ایفائے عہد بھی سرفہرست نظر آتا ہے عہد کی پابندی ایک اہم مسئلہ ہے اسلام نے اس اھم موضوع پر بہت کچھ بتایا ہے اور سکھایا ہے معاہدوں میں حفظ مراتب کا خیال بڑا ضروری ہے سب سے پہلے انسان پر اس عہد کا پورا کرنا فرض ہے جو انسان نے اپنے رب سے کیا ہوا ہے جناب عبدالمطلب کے اس سلسلہ میں بھی ایفائے عہد کا ایک اہم مسئلہ سامنے آتا ہے۔ آپ نے چاہ زمزم کھودتے اللہ تعالی سے عہد کیا تھا کہ اگر تو مجھے دس بیٹے عطا کرے تو ایک بیٹا تیری راہ میں قربان (ذبح) کردونگا اس وقت آپ کے ساتھ صرف آپ کے بیٹے حارث ہی تھے چنانچہ اللہ تعالی کا کرم ہوا دس بیٹے عطا ہوئے آپکو خواب میں حکم ہوا

اوف بنذرك لرب هذالبيت (1)

اس گھر کے مالک کیلئے جو نذر مانی تھی اسے پورا کرو

آپ نے اپنے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کرلیا بہت سے قریش نے اس فیصلہ پر نظرثانی کا مشورہ دیا۔ جناب عبداللہ کا حسن و جمال دل لبھانے والا تھا آپ کو ذبح کرنے کے فیصلہ کی شدید مزاحمت ہوئی لوگ بگڑ گئے طعن و تشنیع شروع ہوا مگر آپ اپنے رب سے کئے وعدہ کے ایفاء کیلئے چٹان بنے رہے اور فرمایا جو وعدہ میں اپنے رب سے کر چکا ہوں وہ بہر حال پورا کروں گا آپ نے روساء قریش کے سامنے یہ اشعار پڑھ

کر فیصلہ پر پکا رہنے کے عزم کا اظہار فرمایا۔

عاھدته و انا موف عهده

والله لایحمد شی کمایحمد ربه (2)

میں نے اپنے رب پاک سے عہد کیا ہے اور میں بہر حال اس عہد کو پورا کرونگا اللہ کی شی کی ایسی حمد نہیں کیجاتی جسطرح اللہ کی حمد کیجاتی ہے۔

---

(1) الصالحی، سبل الهدی و الرشاد، ص 244/1

(2) الصالحی، سبل الهدی و الرشاد، ص 244/1

اذا کان مولای وانا عبدہ

نزرت نذرا لا احب ردہ (1)

جب وہ میرا مولا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور پھر میں نے اس کیلئے نذر مانی ہے اب میں پسند نہیں کرتا کہ وہ نذر مسترد کر دوں پھر مجھے زندہ رہنے کی خواہش نہیں۔

آپ اپنے عظیم کارناموں اپنی دانائی پارسائی اور عمدہ خصائل کے باعث پوری قوم کے راہنما تھے پورے عرب کیلئے باعث فخر تھے خاندان قریش کی پیشانی کا حسین جھومر تھے عام لوگ زمانہ کے ساتھ چلتے ہیں مگر زمانہ ان کے ساتھ چلتا تھا ایک عرب نے آپ کی ذات اور خصائل کو دیکھ کر بے ساختہ کہا تھا۔

اذا احب اللہ انشاء دولتہ خلق لہ امثال ہولاء (2)

جب اللہ تعالیٰ کسی مملکت کو بنانا پسند کرتا ہے تو اس کے قیام کیلئے ایسے جوان مرد پیدا کر دیا کرتا ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 244/1

(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 244/1

ابرھہ مرعوب ہوگیا

جناب عبدالمطلب کے اہم کارناموں میں ابرہہ سے ٹکراور روبرو گفتگواوراس سے انداز ملاقات بھی ہے- واقعہ یہ ہوا کہ یمن کے حکمران شاہ حبشہ کے گورنرارباط اور نائب گورنرابرہہ کے درمیان اقتدار کی جنگ شروع ہوگئی فوج دوحصوں میں بٹ گئی ابرہہ نے کہا بجائے اس کے کہ فوج میں قتل عام ہومیں اورتو (ارياط) لڑتے ہیں جو غالب آ جائے پوری فوج اسکی اطاعت کرے تجویز پر اتفاق ہوگیا ابرہہ اورارياط دونوں مسلح ہوکرلڑے ابرہہ غالب آ گیااوراسے اقتدارمل گیا- ابرہہ نے شاہ حبشہ کوخوش کرنے کے لئے حسین انداز میں گرجاتعمیر کرایااور بادشاہ سے کہامیں چاہتاہوں لوگ کعبہ کی بجائے یہاں حج کرنے آئیں اورکعبہ کوگرادوں۔اہل عرب کوابرھہ کی اس حرکت پرشدیدغصہ آیا اورایک شخص اس کنیسہ (گرجا) میں گیااورغلاظت پھیلاکرنکل گیاابرھہ غصہ سے آگ بگولاہوگیااور مکہ مکرمہ پرحملہ کی تیاری شروع کردی یمن کے وہ باسی جوکعبہ کی عظمت کے قائل تھے ذونفر کی قیادت میں اکٹھے ہوگئے کہ ابرہہ کواس حرکت سے باز رکھیں ابرہہ اورذونفر کے حامیوں میں سخت جنگ ہوئی ذونفرکو شکست ہوئی ابرھہ شدید دلیرہوگیا- مکہ پرحملہ کی غرض سے مسلح چلاتوراستہ میں نفیل بن خبیب نے ابرہہ کے لشکرکوروکنے کی کوشش کی مگرابرھہ ہی کامیاب رہااہل طائف بھی ابرھہ کی لشکرکشی سے مرعوب ہوگئے اورابرھہ کے ساتھ ابورغال نامی آدمی کوروانہ کیا کہ راستہ دکھاتارہے- ابرہہ جب مکہ کے قریب پہنچاتواسوربن مقصودفوجی کوبھیجا کہ وادی کے جنگلوں میں جتنے جانورچررہے ہیں قبضہ کرکے لے آو- ان جانوروں میں دوسواونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے جووہ لے آیا- ابرھہ نے اپنے سپاہی حباط سے کہاجاومکہ جاکروہاں کے رئیس سے کہوابرھہ جنگ کیلئے نہیں آرہاوہ انسانوں کی خونریزی نہیں چاہتاصرف کعبہ گرانے کاارادہ رکھتاہےاگروہ میرے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھیں تومیرے پاس لے آو اس نے مکہ اکرجناب عبدالمطلب سے ملاقات کی اورابرھہ کاپیغام دیاآپ نے فرمایاہم جنگ کاارادہ نہیں رکھتے حباط آپ کوابرھہ کے پاس لے آیاجناب عبدالمطلب اورابرھہ کے درمیان ملاقات کا سبب انیس نامی ایک شخص بنا انیس ابرھہ کے پاس گیا اور ملاقات کا وقت لیا جوہی عبدالمطلب ابرھہ کے دربارمیں پہنچےتوآپ کےجلال وجمال کی ہیبت اس پرچھاگئی آپکی وجاہت و شرافت [illegible] جناب عبدالمطلب کو

اپنے پاس بٹھایا ترجمان کے زریعہ پوچھا آپ کیسے آئے ہیں آپ نے فرمایا تیرے سپاہی میرے اونٹ لے آئے ہیں وہ لینے آیا ہوں ابرھہ نے کہا حیرت ہے آپ اپنے اونٹ مانگ رہے ہیں اور میں کعبہ گرانے آیا ہوں اس کا کوئی احساس نہیں کررہے حالانکہ وہ آپ کا آپ کے اباواجداد کا گھر ہے آپ نے فرمایا

انا رب الابل وللبيت رب (1)

میں اونٹوں کا مالک ہوں میں نے اونٹوں کا مطالبہ کرلیا ہے کعبہ کا خدا مالک ہے وہ خود اپنے گھر کو بچالے گا

ابرھہ نے کچھ خاموشی کے بعد اونٹ واپس کردیئے-اونٹ واپس کرنے کے ساتھ ابرھہ نے کہا انہیں سب ہاتھی دکھادیئے جائیں۔اس کا یہ عمل غالبا حضرت عبدالمطلب کو مرعوب کرنے کیلئے تھا جب آپ کو ہاتھیوں کے قائد مست ہاتھی کے پاس لائے تو عجیب کیفیت پیدا ہوگئی

زرقانی میں اسطرح ہے

فلما نظرالفيل الى وجه عبدالمطلب برك كما يبرك البعير وخرساجدا وانطق الله تعالى الفيل فقال السلام على النور الذى فى ظهرك يا عبدالمطلب (2)

جب ہاتھی نے آپ کا چہرہ دیکھا تو اونٹ کی طرح بیٹھ کر سجدہ میں گر گیا اور اللہ تعالی نے اس ہاتھی کو بولنے کی توفیق دی اس نے کہا عبدالمطلب میرا سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پشت میں ہے۔یہ دیکھ کر سب حیران ہوئے اور آپ اپنے اونٹ لے کر واپس مکہ مکرمہ آ گئے اور قریش سے کہا مکہ سے نکل کر پہاڑوں پر چلے جاو اور خود معززین شہر کے ساتھ باب کعبہ پر پہنچ کر دہلیز کعبہ پکڑ کر رورو کر دعا کی-

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

---

(1) ابن كثير، السيرة،ص 34/1

السهيلى، الروض الانف، باب ذكر عبد المطلب و ابرهه، ص 298/1

ابن الاثير، الكامل فى التاريخ، باب ذكر الفيل، 151/1

عبدالسلام هارون،تهذيب سيرة ابن هشام،ص 14/1

عبدالمطلب کی دعا

لاھم ان المرء یمنع

رحلہ فامنع رحالك (1)

اے اللہ تعالی بندہ اپنی جگہ کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے مکان کی حفاظت فرما۔

وانصر علی آل الصلیب

و عابدیہ الیوم الك (1)

اہل صلیب اور صلیب کے پرستاروں کے مقابلہ میں تو اپنے اہل کی مدد فرما

لا یغلبن صلیبھم

ومحالھم غدوا محالك (1)

انکی صلیب اوران کی تدبیر تیری تدبیر پر کبھی غالب نہیں آسکتی کہیں ایسا نہ ہو تیرے گھر صلیب گاڑ دیں۔

جزو جمیع بلادھم

والفیل کے یسبو عیالك (1)

وہ لشکر اور ہاتھی چڑھا لائے ہیں تا کہ تیرے عیال کو قید کر لیں۔

---

(1) عبدالرحمن بن اسحاق البغدادی النھاوندی الزجاجی ،أبو القاسم (المتوفی:337)، أخبار أبی القاسم الزجاجی ،باب شرح السألة، ص 10/1

محمد بن أحمد بن الضیاء محمد القرشی العمری المکی الحنفی ،بھاء الدین أبو البقاء، المعروف بابن الضیاء (المتوفی:854)،تاریخ مکة المشرفة و المسجد الحرام و المدینة الشریفة و القبر الشریف، باب ذکر الفیل، ص 36/1

الیعقوبی، التاریخ، باب ادیان العرب،ص 99/1

ابن سعد، الطبقات الکبری، باب ذکر نذر عبد المطلب ان ینحر ابنه، ص 92/1

ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، باب ذکر امرا لفیل، ص 151/1

ابن الجوزی ، المنتظم،ص 158/1

الطبری، [illegible]، ص 317/1

ان کنت تارکهم

وقبلتنا فامرما بلالك (1)

اوراگرتو انکواور ہمارے قبیلہ کو آزاد چھوڑنے والا ہے تو جس طرح تیری مرضی ہوتو کر

عهدوحرمك بكيدهم

جهلا ومارقبو جلالك (1)

تیرے حرم کی بربادی کا ارادہ محض جہالت ہے انہوں نے تیری عظمت کا خیال نہیں کیا

آپ یہ دعا مانگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے اور ابرھہ نے اپنے لشکر کو حملہ کرنے کیلئے آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔ ملاعلی قاری اپنی کتاب المورد الردی ص ۶۸ پر فرماتے ہیں۔ جناب عبدالمطلب نے کہا بخدا اللہ کے حرم سے ہرگز نہیں نکلوں گا تا کہ اس کے علاوہ کسی اور کے پاس عزت تلاش کروں میں تو اللہ تعالی کے بدلے اور کسی چیز کا متمنی نہیں۔ ابرھہ نے کعبہ شریف منہدم کرنے کا حتمی فیصلہ کرلیا تھا اگلے دن لشکر کو تیار کیا جب اس نے اپنے محمود ہاتھی کو کعبہ کی جانب پھیرا تو نفیل بن حبیب آیا اور ہاتھی کے پہلو کے ساتھ کھڑا ہو کر اس کے کان میں کہا

ابرك محمودا او ارجع راشد فانك فى بلدالله الحرام (2)

---

(1) عبدالرحمن بن اسحاق البغدادی النهاوندی الزجاجی ،أبو القاسم (المتوفى:337)،
أخبار أبي القاسم الزجاجي ،باب شرح السألة، ص 10/1
محمد بن أحمد بن الضياء محمد القرشي العمري المكي الحنفي ،بهاء الدين أبو البقاء،
المعروف بأبن الضياء (المتوفى:854)،تاريخ مكة المشرفة و المسجد الحرام و المدينة الشريفة
و القبر الشريف، باب ذكر الفيل، ص 36/1
اليعقوبي، التاريخ، باب اديان العرب،ص 99/1
ابن سعد، الطبقات الكبرى، باب ذكر نذر عبد المطلب ان ينحر ابنه، ص 92/1
ابن الاثير، الكامل فى التاريخ، باب ذكر امرا لفيل، ص 151/1
ابن الجوزى ، المنتظم،ص 158/1
الطبري، تاريخ الرسل والملوك، باب زمن انوشروان و توجيه الفرس،ص 317/1

(2) ابن الاثير، الكامل فى التاريخ، باب ذكر عود اليمن الى حمير و اخراج الحبشة، ص 152/1
السهيلي، الروض الانف، باب ابرهه و الفيل و الكعبة، ص 123/1
ابن هشام، السيرة، باب دخول ابرهه مكة وما وقع له ولفيله، ص152/1
عبد السلام هارون، تهذيب سيرة ابن هشام، ص 15/1

محمود بیٹھ جایا لوٹ جاتو اللہ تعالی کے مقدس شہر میں ہے- یہ سنتے ہی ہاتھی بیٹھ گیا ہاتھی کو ہر سمت سے مارا گیا ہانکا گیا۔مگر وہ نہ اٹھا یمن کی طرف اس کا رخ کیا تو چل پڑا شام کی طرف منہ پھیرا تو بھاگ نکلا مشرق کی طرف چلایا تو چل گیا جب مکہ کی طرف منہ پھیرا جاتا تو بیٹھ جاتا۔

اسی دوران اللہ تعالی جل مجدہ نے چھوٹی چھوٹی چڑیوں کے ذریعہ اس حملہ کو نا کام کیا ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں وہ جسے لگ جاتی ہلاک ہو جاتا اسی طرح ابرھہ کا سارا لشکر تباہ ہو گیا ابن ہشام اسی عنوان کے تحت عبداللہ بن الزبعری کے چند اشعار بھی نقل کیے ہیں-

سل امیر الحبیش عنہا مارای

ولسوف ینبئی الجاھلین علیمہا (1)

تجھے پتہ نہیں امیر لشکر ابرھہ سے پوچھ اس نے کیا دیکھا ناواقفوں کو واقف کا پتہ بتادیگا-

ستون الفا لم یوبو ارضھم

بل لم یعیش بعد الایاب سقیمہا (1)

ساٹھ ہزار کا لشکر اپنے وطن واپس نہ ہو سکا ان کا بادشاہ ابرھہ بھی شدید بیماری کے بعد مر گیا-

کانت اعادو جرھم قبلھم

واللہ من فوق العباد یقیمہا (1)

ان سے پہلے عاد اور جرھم کو ہمت نہ ہو سکی تھی کہ بیت اللہ پر نظر بد سے دیکھیں اللہ تعالی اسے قائم رکھنا چاہتا ہے-

اس لشکر کے ساتھ ۱۳ یا ۱۸ یا ایک ہزار ہاتھی تھے ابرھہ کے جسم پر چیچک نمودار ہوئی جس سے سارا بدن گل گیا جسم سے لہو بہنے لگا ایک ایک عضو کٹ کر جدا ہوتا گیا سینہ پھٹ گیا دل باھر نکل آیا-(2)

---

(1) ابن کثیر ، السیرۃ، ص 39/1

السھیلی ، الروض الانف، باب ما قیل فی صفۃ الفیل من الشعر، ص 132/1

ابن ھشام، السیرۃ، شعر بن الزبعری فی وقعۃ الفیل، ص 57/1

ابن کثیر، البدایہ والنھایۃ، ص 219/1

اس واقعہ کو قران مقدس نے سورہ الفیل میں بیان کیا ہے ابرھہ کی ہلاکت کا ذکر کر کے محبوب پاک علیہ السلام کو تسلی دیدی کے محبوب جسطرح کعبہ کی حفاظت کی گئی تیری بھی ایسے ہی کی جائے گی۔ وہ جسموں کا کعبہ ہے تو روحوں کا کعبہ ہے وہ قران کا کعبہ تو ایمان کا کعبہ ہے وہ سروں کا کعبہ ہے تو دلوں کا کعبہ ہے۔ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے عمر کم ابرھہ کے لشکر کو وادی محسر میں تباہ کر دیا گیا جس سپاہی کو ابابیل کی کنکری لگی اسپر اسکا نام بھی تھا یہ عظیم بمباری تھی جس سے ابرھہ برباد ہوا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مکہ میں پہلی مرتبہ خضاب

مکہ مکرمہ میں خضاب آنے کا باعث بھی حضرت عبدالمطلب ہیں ایک مرتبہ آپ یمن تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر اپنے ایک حمیری دوست کے ہاں قیام کیا وہ خضاب لگایا کرتا تھا اس نے جناب عبدالمطلب سے بھی کہا کہ خضاب لگایا کریں یمن سے واپس آتے وقت کافی مقدار میں خضاب ساتھ لے آئے ۔ چنانچہ خضاب لگا کر باھر آ گئے تو ایک نتیلہ نامی خاتون نے کہا عبدالمطلب یہ ہمیشہ رہ جائے تو اچھا ہے آپ نے جوابا فرمایا۔

لودام لی ھذا السواد حمدتہ

فکان بدیلا من شباب قدانصرم (1)

یہ بالوں کی سیاہی میرے لئے ہمیشہ رہتی تو میں اسکی تعریف کرتا اسی صورت میں یہ اس جوانی کا بدلہ ہوتی جو گزر گئی۔

تمتعت منہ والحیات قصیرہ

ولابد من موت نتیلتہ اوھرم (1)

میں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے مگر زندگی تھوڑی ہے اے انتیلہ آخر کار بوڑھا ہونا ہے اور مرنا بھی تو ضرور ہے

آپ سے پہلے مکہ مکرمہ میں خضاب کسی نے نہیں لگایا تھا پھر آہستہ آہستہ یہ رسم عام ہوگئی۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) محمد بن حبیب بن أمیة عمرو الھاشمی، بالولاء ،أبو جعفر البغدادی (المتوفی:245)، المنمق فی أخبار قریش باب ذکر ما کان بین قریش و کنانہ، ص 27/1

وفات پر مرثیہ خوانی

جناب عبدالمطلب کی وفات پر آپکی چھ بیٹیوں نے اپنے والد کے غم میں جو اشعار کہے وہ درج ذیل ہیں۔ ان اشعار میں عبدالمطلب کی عظمت مترشح ہے۔

یاعینیی جودا بدمع درر
علی طیب الخیم والمعتصر (1)

اے میری آنکھ آنسو بہا ایسے شخص پر جو نیک سیرت کریم اور فیاض ہے۔

علی ماجد المجد داری الذنار
جمیل المحیاً عظیم الخطر (1)

وہ جو صاحب عظمت ہے بخت والا حاجتمندوں کا معین ہے۔ حسین چہرے والا بڑے رتبے والا۔

علی شیبته الحمدذی المکرمات
وذی المجد والعز والمغتخر (1)

اس شیبتہ الحمد پر آنسو بہا وجو صاحب تعظیم ہے بزرگی، عزت اور فخر والا ہے۔

ذی الحلم والفضل فی النائبات
کثیر المکارم و الفخر (1)

مشکلات میں بردبار ہے فضل والا ہے فخر والا ہے۔

لہ فضل مجد علی قومہ
مبین یلوح کضوء القمر (1)

اپنی قوم پر عزت وفضیلت والا ہے وہ ایسا منور ہے کہ چاند کی طرح چمکتا ہے۔

اتتہ المنایا فلم تحفظہ شئی
بصرف اللیالی وریب القدر (1)

یہ سارے فضائل اس میں جمع تھے مگر موت آئی تو اسے کوئی شئی بچا نہ سکی۔

---

(1) السهیلی، الروض الانف، باب وفاۃ عبد المطلب، ص 299/1
ابن هشام ، السیرۃ، باب رثاء عاتکة لابیها عبد المطلب، ص 170/1
ابن سعد، الطبقات الکبری، باب ذکر عبد المطلب، ص 118/1
ابن اسحاق ، السیرۃ ، حدیث الفیل، ص 17/1

آپ کی چار بیویاں تھیں جن سے تیرہ لڑکے الغیدق۔قثم۔عبدالکعبہ۔ضرار۔المقوم۔ حجل۔الوارث۔ابولہب۔ابوطالب۔الزبیر۔العباس۔حمزہ۔اورعبداللہ اور چھ لڑکیاں صفیہ۔برہ۔ عاتکہ۔ام الحکیم۔البیضاء۔امیمہ روی یہاں طلب سے سوا کی عطا ہے۔منت دس بیٹیوں کی تھی عطا ۱۳ ہوئے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا ہاشم

حضرت عبدالمطلب کے والد حضرت ہاشم تھے جناب ہاشم اپنے چاروں بھائیوں میں ہرطرح ممتاز تھے پوری قوم میں مقتدر مانے جاتے تھے۔آپ شجاعت سخاوت امانت دیانت میں شہرہ افاق تھے اپنی اوصاف حمیدہ کے باعث پوری قوم کے سردار مقرر ہو گئے عفوو درگزر جود و کرم کے مظہر ہر لمحہ دکھائی دیتے تھے امیہ ازراہ تعصب مخالفت کرتا مگر نا کام رہتا۔غریبوں سے پیار فقیروں کی مدد ،یتامی کی سرپرستی بیوگان پردست شفقت حق وانصاف کی حمایت اپکی طبیعت ثانویہ بن چکی تھی یہ وہ انداز تھا جو حضرت ہاشم کو بلندیوں تک لے گیا ایک موقعہ پر ان کے بھتیجا امیہ نے انہیں مقابلہ کا چیلنج دیا آپ نے امیہ کے چیلنج کو اس شرط پر منظور کیا جو ہار جائے وہ ایسی پچاس اونٹنیاں ذبح کرے جنکی آنکھیں سیاہ ہوں نیز وہ مکہ مکرمہ سے دس سال تک نکل جائے۔امیہ نے اسی طرح شرط منظور کر لی ابھی فریقین کا ٹاکرہ نہیں ہوا تھا وہاں کے الخزاعی نامی کاہن نے پہلے ہی اعلان کر دیا

لقد سبق ھاشم امیہ الی المأثر (1)

ہاشم امیہ کے سبقت لے گیا۔

چنانچہ حسب معاہدہ امیہ دس سال کیلئے مکہ سے جلاوطنی کر کے شام چلا گیا اس عظیم کامیابی پر حضرت ہاشم نے پچاس اونٹ ذبح کر کے عوام میں ان کا گوشت تقسیم کیا

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد،ص 271/1
ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ،ص 243/1
ابن حبیب، المنمق فی اخبار قریش، ص 23/1

رسم اختفاد پر حکمت عملی

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ایک روایت کو زبیر بن بکار نے اپنی کتاب الموفقیات میں اس طرح نقل کیا ہے-قریش کی جاہلانہ رسوم میں ایک قبیح رسم اختفاد بھی تھی اگر کوئی خاندان مفلس قلاش ہوجاتا تو وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور بھیگ مانگنے کے بجائے خاندانی عزت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باھر جنگل میں چلا جاتا وہاں پر شامیانہ نصب کرلیتا اور اندر چھپ کر بیٹھ جاتا یہاں تک موت کے منہ میں چلا جاتا خاندانی غیرت کا یہ ایک مصنوعی اور غلط راستہ عام ہو چکا تھا جونہی حضرت ہاشم نے جوانی میں قدم رکھا تو اس راستہ کو نہایت غلط سمجھا تو آپ نے ایک موقعہ پر پوری قوم کو اکٹھا کیا اور فرمایا اے قوم تمہیں اللہ تعالی نے بہت سے انعامات سے نوازا ہے تم عظیم قوم ہو-کسی بھی قبیلہ کے لئے افراد کی کثرت اس کا وقار ہے لیکن اختفاد کی قبیح رسم نے ہزاروں جانیں لے لی ہیں اگر تم اجازت دو تو اس مفلسی اور غیرت کو دور کرنے کی ایک تجویز دیدوں قوم نے بخوشی سے کہا ہاشم جلدی کرو تم معزز ہو لائق ہو آپ حکم کریں ہم ماننے کو تیار ہیں جناب ہاشم نے فرمایا میر رائے یہ ہے ایک دولت مند خاندان کے ساتھ ایک مفلس اور غریب خاندان کو ملا دو جب تم تجارت کیلیۓ سفر کرو تو یہ غریب رشتہ دار بھی تمارا ہاتھ بٹائیں۔اس تجارت میں جو تمہیں نفع ہاتھ آئے اس میں انہیں بھی شریک بنالو تو اسطرح سے یہ لوگ بھی فاقہ کشی سے نجات حاصل کرلیں گے اور لقمہ اجل بننے سے بچ جائیں گے قومی غیرت بھی قائم رہ سکے گی اور عرصہ سے آنے والی یہ قبیح رسم بھی دم توڑ جائے گی تمام حاضرین نے اس تجویز کو پرزور تائید سے منظور کرلیا اور آپ نے غنی کے ساتھ ایک غریب خاندان کو ملایا اس حکمت عملی نے رسم اختفاد کا خاتمہ کردیا۔

آپ کے جود وسخا کے پیش نظر لوگ آپ کو سید البطحا بھی کہتے تھے کہ اپ ہمیشہ دکھ سکھ میں لوگوں کے کام آتے آپ کا دسترخواں ہمیشہ بچھا رہتا آپ ایک ایسا عظیم سایہ تھے کہ لوگ دور دراز سے آپ کے ہاں آیا کرتے تھے آپ کو آپ کے بھائیوں کو لوگ المجیرون بھی کہتے جس کے معنی ہیں پناہ دینے والے آپ کو ہاشم کہنے کی ایک وجہ یہ بیان کیجاتی ہے امام مالک فرماتے ہیں ہاشم کا نام عمر تھا ایک موقعہ پر مکہ میں شدید قحط ہوا آپ ملک شام گئے وہاں سے آٹا خریدا سامان لیا حج کے ایام

میں لدے ہوئے اونٹوں کے ساتھ واپس ہوئے روٹیاں پکائیں اونٹ ذبح ہوتے رہے سالن پکایا گیا شوربے میں روٹیاں توڑ توڑ کر ڈالی گئیں اس طرح ثرید تیار کیا تھا دستر خوان تیار ہوا سبھی لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے آپ کے جود وسخا کا تذکرہ عام رہتا ہاشم کا معنی روٹیاں توڑ توڑ کر شوربے میں ملانے والا ہشیم کے معنی چورہ کے ہیں بعض نے کہا یہ فلسطین سے آٹا لائے تھے۔ (1)

آپ کے دستر خوان سے اپنے پرائے دوست دشمن سبھی فائدہ اٹھاتے تھے مسافروں کو سواری کیلئے اونٹ عطا فرمادیتے پیشانی میں نور نبوت چمکتا تھا علماء بنی اسرائیل آپ کو دیکھ کر جھک جاتے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔

انکی تعریف میں ایک عربی شاعر نے اس طرح کہا ہے۔

عمرو العلا هشم الثريد لقومه

ورجال مكه عاجزو عجاف (2)

عمر بلند مرتبہ نے اپنی قوم اور تمام اہل مکہ کو ثرید بنا کر کھلایا اور مکہ کے لوگ قحط سے لاغرو ناتوان تھے۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

بے نیازی

عرب کے بڑے بڑے امراء بنی اسرائیل کے علماء تورات و زبور کے ماہرین نکاح کیلئے جناب ہاشم کو لڑکیاں پیش کرتے ہیں۔ بلکہ روم کے بادشاہ ھرقل نے بھی آپ کو خط لکھا کہ مجھے آپ کے جود وسخا کی خبر ملی ہے میں اپنی بیٹی آپ کی زوجیت میں دینا چاہتا ہوں آپ یہاں تشریف لائیں کہ اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کردوں جناب ہاشم نے معذرت کردی شاہ روم کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ نور

---

(1) ابن كثير، السيرة، ص 186/1

ابن كثير، البداية والهدايه، ص 311/2

(2) أبو الحسن ظهير الدين على بن زيد البيهقى ،الشهير بأبن فندمه (المتوفى:565)

لباب الأنساب و الألقاب والأعقاب ، ص 15/1

ابن سعد، الطبقات الكبرىٰ، باب ذكر هاشم بن عبد مناف، ص 76/1

المسعودى، المروج الذهب، ص 191/1

نبوت جو جناب ہاشم کی پیشانی میں چمک رہا تھا اسے اپنے گھرانے میں منتقل کردے۔ جناب ہاشم نے سب سے پہلے قریش میں یہ دستور جاری کیا کہ سال میں ۲ مرتبہ قافلہ روانہ ہوا کرے موسم گرما میں شام کی طرف موسم سرما میں یمن کی طرف حبشہ کا بادشاہ نجاشی جناب ہاشم کی بہت عزت کرتا تھا۔ اور ہدیے پیش کرتا تھا۔ جناب ہاشم نے قریش کے کارواں تجارت کی حمایت اور حفاظت کا حکم حاصل کیا عرب راستے عموماً محفوظ نہ تھے اس لئے جناب ہاشم نے قبائل سے معاہدہ کیا کہ ہم تمہاری ضروریات مہیا کریں گے اور تم نے ہمارے قافلہ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچانا۔

حضرت ہاشم کی اس تدبیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام راستے محفوظ ہو گئے آپ نے ایک سفر کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں قیام کیا وہاں ایک معزز خاتوں سلمٰی کو نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کرلیا نکاح کے بعد کچھ دیر تک آپ یہیں مقیم رہے واپسی پر مقام غزہ میں انتقال فرمایا۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بنو ہاشم عرب میں

اللہ تعالٰی نے سیدنا ابراھیم کو دو بیٹے عطا فرمائے سیدنا اسماعیل علیہ السلام جو حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے ہوئے اور چھوٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام جو حضرت سارہؓ کے بطن سے ہوئے تورات اور قران مقدس میں ان دونوں بیٹوں کا بابرکت ہونا واضح ہے یہ دونوں بیٹے بڑی بڑی قوموں کے جداعلی بنے دونوں کی اولاد کثرت سے ہوئی دونوں صاحبزادے دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے شریک رہے سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالٰی کے حکم سے اور خاندان کی درخواست پر دونوں کو علیحدہ علیحدہ ملک تقسیم کردیئے شام کا ملک سیدنا اسحٰق علیہ السلام کو دیا اور عرب کا ملک سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو۔

سیدنا اسماعیل علیہ اسلام کے ۱۲ بیٹے ہوئے جو پورے عرب پر چھا گئے مغرب کی طرف سے مصر تک جا پہنچے اور جنوب کی طرف سے یمن تک شمال کی طرف سے شام تک بہت جلدی یہ صاحبزادے۔ بحر ہند اور بحر احمر کی بندرگاہوں پر قابض ہو گئے عرب کے اندرونی حصہ پر تسلط ہوا جو غیروں سے بچاو کیلئے ہمیشہ نا قابل تسخیر قلعہ ثابت ہوا۔ (2)

---

(1) ابن سعد، الطبقات الکبرٰی، ص 75/1

مورخین نے قبائل عرب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) عرب بائدہ عرب کے وہ قدیم قبائل جو اسلام سے پہلے فنا ہو چکے تھے

(۲) عرب عاربہ۔ بنو قحطان جو عرب بائدہ کے بعد عرب کے اصلی باشندے تھے ان کا اصل وطن یمن تھا۔

(۳) عرب مستعربہ۔ یہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد تھی جو حجاز میں آباد تھی سیدنا اسماعیل مکہ مکرمہ میں آباد ہوئے تو مکہ مکرمہ کے باسی قبیلہ بنو جرھم میں شادی فرمائی آپ کی شادی کی یہ اولاد مستعربہ کہلاتی ہے اب عرب کا عظیم حصہ اس خاندان بنو ہاشم سے ہے۔ (1)

اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کو ایسے علاقہ میں پھلنے پھولنے کا موقعہ دیا جو ایشیاء یورپ افریقہ کے براعظموں کے وسط میں ہے اور وہ خشکی تری کے دونوں راستوں سے دنیا کو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ سے ملا کر ایک کر رہا ہے دنیا بھر کی ہدایت کیلئے واحد مرکز قائم کرنے کے لئے یہی خطہ موزوں تر تھا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ہاشم کی مدح سرائی

عرب کے شعرا نے سیدنا ہاشم کی مدح سرائی میں طبع آزمائی کی ہے جس سے آپکی مقبولیت کا پتہ چلتا ہے صاحب سیرۃ النبویہ زینی دحلان نے اپنی اس کتاب کے ص ۲۸ اور ۹۹ جلد اول میں ایک عربی قطعہ نقل کیا ہے۔ کوئی شخص اپنی پریشانی یا غربت کے باعث اپنے کجاوے کو الٹا کئے باب بنی شیبہ سے گزر رہا تھا کجاوے کا الٹا کرنا اسکی کس مپرسی اور غربت کی علامت تھی تو وہاں پر ایک عرب شاعر نے اسے متوجہ کر کے کہا۔

یا ایہا الرجل المحول رحلہ

الا نزلت بآل عبد مناف (2)

اے شخص جو تو اپنا کجاوہ الٹا کیے جا رہا ہے کیا تو عبد مناف کی آل کے ہاں مہماں نہیں ٹھہرا۔ شاعر نے کہا ہے کہ عبد مناف سخاوت محبت میں اپنی مثال ہے جو کوئی غریب ان کا مہمان ٹھہرتا تو وہ غریب نہ رہتا

---

(1) الصالحی، سبل الھدی و الرشاد، ص 3/1، ص 152/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 186/1

(ال عبد مناف بنو ہاشم ہیں) پھراسی شاعر نے اس کچاوہ والے سے کہا-

هبلتك امك لو نزلت بر حلهم

منعوك من عدم ومن اقراف (1)

تیری ماں تجھے روئے اگر تو ان کے ہاں اترتا اوران کا مہمان ہوتا تو وہ تجھے تنگدستی سے بچالیتے اس شعر میں بھی بنو ہاشم کی عظمت کا ذکر نمایاں کیا گیا ہے(آل عبد مناف بنو ہاشم ہی ہیں)

الخالطين غنيهم بفقيرهم

حتى يعود فقيرهم كالكافى (1)

وہ بڑے غنی کو اپنے فقیر سے ملا دیتے میں یہاں تک کہ جب ان سے فقیر واپس ہوتا ہے تو وہ غنی ہوتا ہے اور اپنی زندگی کی تمام ضروریات کا خود کفیل ہوتا ہے-

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

حکیمانہ اقوال

حضرت ہاشم کے حکیمانہ اقوال فصاحت و بلاغت سے بھرے ہوئے ایک خطبہ کا ذکر صاحب اعلام النبوۃ نے اپنی کتاب ۱۷۶ تا ۱۷۷ اسطرح بیان کیا ہے- اے لوگو ہم آل ابراہیم ہیں اولاد اسماعیل ہیں کنانہ کے فرزند ہیں قصی بن کلاب کے بیٹے ہیں مکہ کے مالک ہیں حرم میں رہنے والے ہیں حسب ونسب کی بلندی ہمارے لئے ہے جس نے کسی کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کیا ہے وہ بلائے تو لبیک کہنا لازمی ہے اے قصی کے بیٹو تم اس طرح ہو جیسے درخت کی دو ٹہنیاں ہوتی ہیں اگر ان میں سے ایک ٹوٹ جائے تو دوسری بھی نقصان سے دوچار ہو جاتی ہے۔تلوار کی حفاظت اسکی نیام میں ہی ہوسکتی ہے۔صبر کامیابی کی کلید ہے- اچھائی ایک خزانہ ہے اور سخاوت سرداری ہے اور جہالت کمینگی ہے دن بدلتے رہتے ہیں زمانہ تغیر پذیر رہتا ہے ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق باز پرس کیجاتی ہے اچھے کام سے تعریف ہوتی ہے برے سے شرمندگی ۔فضول باتوں سے الگ تھلگ رہو اپنے ساتھی کی عزت کرو تمہاری محفلیں پررونق رہیں گی- اپنی ذات کے ساتھ یہی انصاف کرو تم پر اعتماد ہوگا اخلاق کی پابندی کرو اس میں تمہاری بلندی ہے۔ بری عادات سے دور رہو- (2)

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 186/1

سبل الهدى والرشاد، ص 269/1

عظمت بنو ہاشم

سیدنا ہاشم کی اولاد آپ کی نسبت سے ہی ہاشمی کہلاتی ہے اپکی اسی نسبت سے ہی حضرت سید عالم ﷺ کو رسول ہاشمی کے الفاظ مبارکہ سے یاد کیا جاتا ہے اولاد ہاشم کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ حضور سید عالم ﷺ کے اہل بیت آل رسول ہیں بنو ہاشم کی اس عظمت کو شیخ محقق حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف

باب الصلوۃ علی النبی ﷺ وفضلہ

امیں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

بنو ہاشم اہل بیت آں حضرت اند (1)

بنو ہاشم حضور ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ شیخ محقق علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب الشرف المؤبد لآل محمد میں فرماتے ہیں

سواء کان حسنیاً او حسنیاً ام علویاً من زریتہ محمد بن الحنفیہ

من اولاد علی ابن ابی طالب ام جعفریاً ام عقیلیاً ام عبا سیاً (2)

بنو ہاشم حسنی ہوں حسینی علوی ہوں یا جعفری عقیلی ہوں یا عباسی یہ سبھی خاندان اہلبیت اور آل رسول ہیں۔

☆ بنی ہاشم پر زکوۃ حرام ہے امام اہلسنت اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب الزہر الباسم فی حرمتہ الزکوۃ علی بن ہاشم میں تفصیل فرمائی ہے ابن عباس سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا صدقہ لوگوں کی میل ہے۔ محمد اور آل محمد کیلئے حلال نہیں۔ (3)

☆ زمین والوں کیلئے ان کا وجود امن عافیت رحمت و برکت کا باعث ہے جیسا کہ شیخ نبہانی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

ان وجود ھم فی الارض امان لاھلہا (4)

---

(1) عبدالحق دہلوی، اشعۃ اللمعات، ص 406/1

(2) الشرف المؤبد، ص 360

(3) الشرف المؤبد، ص 367

☆ علامہ حبان فرماتے ہیں ان پر احسان اور بھلائی کا بدلہ قیامت کے دن حضور ﷺ دیں گے

☆ ان کی محبت درازی عمر اور قیامت کے دن چہرہ کی درخشندگی کا باعث ہوگی

☆ شجاعت اور بہادری میں ان کا ہم پلہ کوئی بھی نہ تھا۔

☆ انکی سادگی کے باوجود قیصر وکسری پر ان کی ہیبت طاری رہی عرب کا ایک غریب بھی کسی بڑے کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔

☆ بنو ہاشم سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔

☆ ایثار و قربانی ان کا شعار خاص تھا۔

☆ مہمان نوازی میں لاجواب تھے خود بھوکے رہ جاتے مگر مہمان کو کھانا پیش کر دیتے ایک مہماں کیلئے اونٹ ذبح کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

☆ قیامت کے دن حضور ﷺ کی ذات کریم سے ان کا نسب متصل ہوگا اور انہیں اس اتصال سے فائدہ پہنچے گا۔

☆ اقوام عالم میں کوئی قوم ان کے ہم پلہ نہیں قومی سطح پر خاندانی معیار پر ان کا جواب نہیں ملتا۔

☆ تمام سادات کرام ترمذی ہوں یا مشہدی بخاری ہو یا گیلانی سبھی خاندانی اور قومی لحاظ سے بنو ہاشم ہیں۔

ان کے ساتھ سید کا خصوصی لفظ بطور لقب استعمال ہوا ہے بطور قوم نہیں لفظ سید کا بطور لقب استعمال ہونا قرآن پاک میں وارد ہے۔

سیدنا یحی علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد ہے۔

سیداً و حصوراً و نبیاً من الصلحین (1)

سردار اور پاکباز ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے

ایک اور مقام پر یہ لفظ سید مالک یا شوہر کے معنی میں بھی وارد ہے

والفیا سیدھا لدی الباب (2)

یہاں پر سید سے مراد حضرت زلیخا کا شوہر ہے یا مراد مالک ہے

(1) آل عمران 39:03

تیسری جگہ پر بھی یہ لفظ بمعنی سردار وارد ہے

قالوا ربنا انا اطعنا سادتنا (1)

قیامت کے دن کفار کہیں گے اے اللہ ہم نے اپنے سرداروں کی مانی تھی

چوتھی جگہ ایک اور حدیث شریف میں بھی یہ لفظ سید بمعنی سردار مستعمل ہے حضور ﷺ نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاو۔ اوائل میں تمام اہلبیت کو شریف کہا جاتا تھا خواہ وہ عباسی ہوں یا عقیلی بعد میں جب فاطمین مصر میں حکمران ہوئے تو شریف کا لفظ سیدنا حسن و حسین علیہ السلام کی اولاد پر استعمال ہونے لگا۔ (2)

ابن حجر مکی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں جو عظمت وقار سیدہ فاطمتہ الزہرؓ کی اولاد کو ملا ہے اگر حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادیوں کا سلسلہ نسل جاری رہتا تو انکی اولاد بھی اس شرف کی مستحق ہوتی۔ مگر یہ نظام قدرت ہے یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ (3) فتاوی حدیثیہ 142

حضور ﷺ نے اپنے نواسے سیدنا حسن علیہ السلام کیلئے فرمایا

ابنی ھذا سید (4)

یہ میرا بیٹا سید ہے

---

(1) الاحزاب 33 :67

(2) فتاوی حدیثیہ 144

(3) فتاوی حدیثیہ 142

(4) البخاری، الجامع الصحیح، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی، الرقم2505، ص 211/9

البخاری، الجامع الصحیح، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الرقم3357، ص 458/11

البخاری، الجامع الصحیح، باب مناقب الحسن، الرقم3463، ص 88/12

النسائی، السنن، باب مخاطبۃ الامام رعیتہ و ھو علی المنبر، الرقم1393، ص 266/5

أبو عبدالله الحاکم محمد بن عبدالله بن محمد بن حمدویه بن نعیم بن الحکم الضبی الطهمانی النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی:405)،المستدرك علی الصحیحین باب من فضائل الحسن، الرقم4796،ص 125/11

أبو نعیم أحمد بن عبدالله بن أحمد بن اسحاق بن موسی بن مهران الأصبهانی(المتوفی:430)، معرفة الصحابة،الرقم1636،ص 280/3

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

الحسن و الحسین سید اشباب اهل الجنه (1)

حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں

ان ارشادات میں اولاد سیدہ فاطمہ کو اس لقب سے نوازا گیا ہے جو مقدس خانوادے کا خصوصی امتیاز بن گیا اور کثرت استعمال کے باعث لفظ سید بمعنیقوم استعمال ہونے لگا۔اس ضمن میں مزید معلومات کیلئے ہماری کتاب مقالات طیبات ص۸۹تا۹۹ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

---

(1) الترمذی، السنن، باب مناقب الحسن و الحسین ، الرقم 3701، ص 238/2
الاحمد، مسند، باب مسند ابی سعید الخدری، الرقم 10576، ص 121/22
الحاکم ، المستدرک علی الصحیحین، باب من مناقب الحسن والحسین، الرقم 4762، ص90/11
سلیمان بن أحمد أیوب بن مطیر اللخدمی الشامی ،أبو القاسم الطبرانی (المتوفی:360)، المعجم الکبیر،الرقم 2534، ص 61/3
ابن حبان ، الصحیح، باب ذکر البیان بأن سبطی المصطفیٰ، الرقم 7085، ص 459/28
أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی:321)،مشکل الآثار ،باب الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة، الرقم 1681، ص 499/4

سیدنا عبدمناف

حضرت ہاشم کے والد گرامی کا نام مغیرہ تھا مشہور عبدمناف تھے جیسے گذشتہ صفحات میں درج ہوا جیسے حضور ﷺ کے جد امجد عبدالمطلب کا اصل نام شیبۃ الحمد تھا مگر مشہور عبدالمطلب ہوا۔ ایسے نام مغیرہ تھا مشہور عبدمناف تھے آپکی ایک تحریر اس طرح ملتی جسے السیرۃ النبویہ نے ص ۷۲ ج ا پر اس طرح درج کیا ہے۔

انا المغیرہ بن قصی اوصی قریشا بتقوی اللہ عزوجل وصلۃ الرحم و کان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضیئی فی وجہہ

میں مغیرہ بن قصی ہوں میں قریش کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالی سے ڈرتے رہا کریں رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا کریں حضور ﷺ کا نور ان کے چہرے میں چمکتا تھا ان کے ہاتھ میں نزار کا جھنڈا اور حضرت اسماعیل کی کمان ہوا کرتی تھے انہیں قمر البطحا (بطحا کا چاند) بھی کہا جاتا تھا۔ (1)

شجاعت سخاوت دیانت شرافت امانت میں اپنی مثال آپ تھے اپنے والد کے بعد قوم کی صحیح نمائندگی انہوں نے ہی کی عبدمناف کی تعریف کرتے ایک شاعر نے کہا ہے۔

کانت قریش بیضۃ فتغلقت فالمنح خالصۃ لعبد مناف (2)

قریش ایک صاف شفاف ستھرے انڈا کی مانند ہیں جب اسے کھولا گیا اس کا جوھر حقیقی مغز اعلی عبدمناف ہیں مناف اناف ینیف سے ہے جس کا معنی ہے بلند و بالا چونکہ آپ شرف فضل کرم میں بلند مقام رکھتے تھے اس لئے مناف مشہور ہوئے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 272/1

(2) أبو ھلال الحسن بن عبداللہ بن سھل بن سعید بن یحیی بن مھر ان العسکری (المتوفی: 395نحو) الأوائل،باب محتویات، ص 2/1

ابن کثیر، السیرۃ ، ص 164/2

الطبری، تاریخ الرسل والملوک، باب ابن قصی، ص 372/1

سیدنا قصی

عبدالمناف کے والد گرامی کا نام قصی تھا اپنے دور کے عالم باعمل تھے نیکی پر رہتے لوگوں کو ملنے کی ہدایات کرتے اپنی تقاریر میں لوگوں کو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے بتوں سے بچنے کا حکم دیتے مکہ مکرمہ میں بت پرستی کی لعنت پیدا کرنے والا شخص عمر بن لحی خزاعی تھا(1)

آپ اسکی اس خیانت کا برملا ذکر کرتے حضور ﷺ کی آمد کے بارہ میں اکثر و بیشتر رطب اللسان رہتے چرچا کرتے کہ وہ نبی برحق آنے والا ہے جب وہ جلوہ گر ہوں تو انکی بات مان لینا جمعہ کے دن لوگوں کو اکٹھا کر کے وعظ و نصیحت کرتے اسوقت اس دن کو یوم العروبہ کہتے تھے-(2)

قصی آپ کو اس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ قوم سے دور رہتے تھے آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو والدہ نے فاطمہ بنت سعد بیوہ ربیعہ بن حزام سے دوسرا نکاح کر لیا ربیعہ کا قبیلہ شام کی سرحد پر سکونت پذیر تھا اس لئے آپ کو اور آپکی والدہ کو وہیں جاکر رہنا پڑا آپ نے ہمیشہ اپنے کو ربیعہ کا بیٹا ہی سمجھا اور اس پر ہی فخر کرتے جوان ہونے پر ایک مرتبہ دوستوں میں تیراندازی کا مقابلہ ہوا حضرت قصی کامیاب ہوگئے تو مخالف گروپ نے ارادہ حسد کیا جا تو کہیں اپنی قوم میں تو تو ھم سے ہے ہی نہیں گھر آکر والدہ سے پوچھا تو والدہ نے بتایا بیٹے تیرے والد کلاب بن مرہ تھے وہ فوت ہو گئے تھے میں نے ربیعہ سے ثانی عقد کیا بیٹے تیری قوم اس قوم سے بہرحال افضل ہے اشرف ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہتی ہے کعبہ کی پڑوسی ہے تو آپ کو اپنی قوم میں آنے کا شوق پیدا ہو گیا تو آپ حج کے موقعہ پر آنے والے قافلہ کے ساتھ مکہ آئے آپ کے بھائی نے آپ کا خیر مقدم کیا مرحبا کہا جائداد تقسیم کر دی آپ وہاں رہنے کیلئے مکہ کے ایک سردار حلیل الخزاعی نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت قصی سے کر دیا جہیز آنے پر مال و دولت میں بھی اضافہ ہو گیا آپ کے سسر حلیل مکہ کے سردار تھے جب اسکی موت کا وقت آیا تو اس نے بیت اللہ شریف کی تولیت کا حق تو اپنی بیٹی کو دیا اور دروازے کھولنے اور بند کرنے کا

---

(1) أبو الفتح محمد بن عبدالكريم بن أبى بكر أحمد الشهر ستأنى (المتوفى:548)،الملل و النحل، باب معطلة العرب، ص 200/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 166/1

کام المحترش کو دیدیا حلیل کی موت کے بعد المحترش نے چند اونٹوں کے عوض بیت اللہ شریف کے کھولنے اور بند کرنے کا عہد قصی کو دیدیا اسطرح سے آپ بیت اللہ شریف کے نظم ونسق میں مختار ہو گئے (1)

اس کے بعد پھر ایک مرتبہ بنی خزاعہ کو تولیت جانے پر حسد ہوا اور جنگ پر امادہ ہو گئے چنانچہ بنی خزاعہ اور قصی خاندان میں تولیت کعبہ پر شدید جنگ ہوئی اور متفقہ طور پر عمر بن عوف کو ثالث مقرر کرلیا چنانچہ عمر بن عوف نے قصی کے حق میں فیصلہ دیدیا صلح کرادی اور اسطرح متفقہ طور پر قصی پھر متولی کعبہ اور امیر مکہ قرار پاگئے آپ نے بھرپور کوشش کر کے اپنی بکھری ہوئی قوم کو مکہ مکرمہ میں جمع کرلیا اسطرح سے آپکی عظمت اور زیادہ مان لی گئی ۔(2)

انہیں مجمع کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا کہ انہوں نے اپنی بکھری ہوئی قوم کو ایک جگہ مکہ مکرمہ میں جمع کر دیا اسی باعث ایک عرب شاعر نے ان کے بارے میں کہا۔

ابو کم قصی کان یدعی مجمعاً

جمع اللہ القبایل من فہر (3)

تمہارا باپ قصی تھا جسے مجمع کہا جاتا تھا۔اس کے باعث اللہ تعالی نے فہری قبائل کو ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا۔امام احمد بن حنبل امام شافعی نے قصی کا اصل نام زید بتایا ہے۔

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 61/1
ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 244/1
ابن ہشام، السیرۃ، باب استبداد قوم من خزاعۃ بولایۃ البیت، ص 117/1
(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 274/1
ابن سعد، الطبقات الکبری ، باب ذکر قصی بن کلاب، ص 18/1
(3) ابوالفتح، عیون الاثر، 33/1
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 87/1
ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 71/1
الطبری، تاریخ الرسل ولملوک، ص 373/1
ابن المطہر، البدء والتاریخ، ص 218/1
الیعقوبی ، التاریخ، ص 93/1
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص 254/2

قصی کی حکمت عملی دانائی کے کارناموں سے عرب کو فخر ملا آپ بڑے حکیم و دانا تھے ان کے حکیمانہ اقوال میں ایک قول یہ بھی ہے جو کمینے کی عزت کرے وہ بھی اس کمینہ پن میں شریک ہے جو اپنے مرتبہ سے زیادہ طلب کرے وہ اس لائق ہے کہ محروم رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ شراب سے بچو وہ بدن کو تو عارضی درست کر لے گی مگر ذہن ہمیشہ کیلئے خراب کر دے گی۔

ایک عرب شاعر نے لکھا۔

وانتم بنو زید وزید ابو کم

به زیدت البطحاء فخر اعلی فخر (1)

تم زید کے بیٹے ہو اور زید تمہارا باپ ہے (زید قصی کا نام تھا) انہیں کے حسین کارناموں کی وجہ سے وادی بطحا کو فخر ملا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایجادات قصی

حضرت قصی نے جہاں خاندانی قومی تجارتی معاملات میں دلچسپی لی اور عمدہ سے عمدہ تجاویز پیش کر کے اپنے کو مرکزی مقام کا اہل ثابت کر دیا۔ وہاں پر مذہبی معاملات میں بھی دلچسپی لی۔ آپ اہم مذہبی منصوبوں کے موجد بھی بنے ہیں جس سے بنو خزاعہ دیر تک مکہ مکرمہ پر حکمرانی کرتے رہے عمر بن یحی انہیں کا ایک فرد تھا جو مکہ مکرمہ میں بت پرستی کا باعث بنا عرب میں بت پرستی کی لعنت اسی نے پھیلائی آخر کار حضرت قصی نے ان کا تختہ الٹ دیا اسطرح عرصہ دراز کے بعد سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو ان کا وقار مل گیا۔ (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 275/1

ابن قدمه، لباب الانساب والالقاب والاعقاب، ص 15/1

(2) الشهرستانی، الملل والنحل، ص 200/1

تعمیر ندوہ

آپ نے یہ ادارہ قائم کیا جسمیں ملکی ملی تجارتی مسائل پر اجتماعی موقف اختیار کر کے عملی جامعہ پہنایا جاتا تجارتی قافلوں کی روانگی بھی یہیں سے ہوتی باھر سے آنے والے قافلے بھی پہلے یہیں اترتے پھر اپنا اگلا سفر شروع کرتے ملکی اصلاح کیلئے اس ادارہ کو ایک قومی اسمبلی کی حیثیت حاصل تھی یہ عمارت بہت وسیع تھی اس کی بنیادی رکنیت کیلئے شرط یہ بھی تھی کہ رکن کی عمر ۴۰ سال سے کم نہ ہو۔ انکی قومی سماجی تقریبات بھی یہیں ہوتیں بچی جوان ہوتی تو اسے یہاں لایا جاتا ارکان شوری کے معزز بزرگ لوگ اس بچی کو دوپٹہ پہناتے اور پردہ کرنے کی ہدایت کرتے بچوں کی رسم ختنہ بھی یہیں ہوتی تھی قصی نے دارالندوہ اپنے بیٹے عبدالدار کے سپرد کردی ان کے بعد یہ عمارت حکیم بن حزام کے پاس آ گئی انہوں نے یہ عمارت ایک لاکھ درھم میں بیچ دی یہ زمانہ سیدنا امیر معاویہ کا تھا آپ نے حکیم بن حزام سے کہا تو نے آباواجداد کی عزت کو فروخت کردیا ہے تو اس نے جوابا کہا عزتوں کے معیار ختم ہوگئے ہیں میں نے اسے شراب کی ایک مشک کے بدلہ لیا تھا اور اب لاکھ درھم وصول کرلیا ہے آپ سب لوگ گواہ ہوجائیں میں ساری رقم اللہ کی راہ میں خرچ کردونگا۔ (1)

یہ خدمت بنی مخزوم کے سپرد تھی بنی مخزوم کی طرف سے خالد بن ولید مقرر تھے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اللواء

یہ دوسرا کام یا اہم منصب بھی حضرت قصی نے ایجاد کیا یوں سمجھ لیجئے انہوں نے ایک قومی جھنڈا ایجاد کیا جب کبھی دشمن سے ٹاکرہ ہوتا یا کوئی خطرہ سامنے آتا حضرت قصی اس جھنڈے کو لاکر گاڑ دیتے اور لوگ اس کے گرد اکھٹے ہوجاتے اور اپنے قائد کے فرمان کا انتظار کرتے قائد کے فیصلے پر وہ جان دینے کے لئے تیار ہوجاتے حضرت قصی کو یہ بھی شرف حاصل تھا کہ کعبہ شریف کی وہ تعمیر جو ابراھیم و اسماعیل علیہما السلام نے کی تھی طویل زمانہ گزر جانے کی وجہ سے خستہ ہوگئی تھی تو حضرت قصی نے اسے ازسرنو تعمیر کیا۔ اللواء کے منصب کو عقاب بھی کہتے تھے یہ بھی امیہ کے سپرد تھی جسے ابوسفیان اموی پورا کرتے تھے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 278/1

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 283/2

رفادہ

حضرت قصی کی ایجادات میں ایک رفادہ بھی ہے آپ نے اہل مکہ کو اکٹھا کر کے فرمایا حاجی اللہ تعالی کے مہمان ہوتے ہیں اور اس کے گھر کے زائر ہوتے ہیں ہم پر لازم ہے کہ انکی خدمت کریں ان کے اخراجات کا اہتمام کریں انکی میزبانی ہمارا فرض ہے ہم سب کو چاہیے کہ اپنے مالوں سے حصہ دیں اور ایسا فنڈ قائم کریں جس سے خدا کے مہمانوں کی تواضع کی جاسکے چنانچہ سبھی نے اسپر اتفاق کیا اور دل کھول چندہ دیا چنانچہ ایام حج میں حاجیوں کے تمام اخراجات اسی فنڈ سے پورے کئے جاتے اس منصب پر حارث بن عامر بنی نوفل کی طرف سے مامور تھے۔ (1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حجابہ

یہ بھی ایک عظیم منصب تھا کعبہ شریف کی خدمات انجام دینا دروازہ کھولنا بند کرنا کنجیاں اسی منصب والے کے پاس ہوتی تھیں کعبہ شریف میں جو امانتیں رکھی جاتیں انکی حفاظت بھی اسی منصب والے کے ذمہ ہوتی جو لوگ کعبہ شریف میں تحائف لے کر آتے ان کا ذمہ دار بھی یہی ہوتا تھا یہ چاروں مناصب حضرت قصی نے ہی ایجاد فرمائے تھے۔ یہ خدمت بنی عبدالدار کے سپرد تھی جس کو عثمان بن طلحہ انجام دیتے تھے۔(1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص189/3
ابن کثیر، السیرۃ، ص 98/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 125/1 ، 275/1
السھیلی، الروض الانف، ص 232/1
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص129/1
الیعقوبی، التاریخ، ص 94/1
ابن خلدون ، التاریخ، ص 355/2
ابن [illegible] 263/2

سقایہ

حجاج کو پانی پلانے کا منصب بھی انہیں کا ایجاد کردہ تھا حج کے موقعہ پر پانی کا ذخیرہ جمع کر لیتے اوران میں کشمش ڈال کر ذائقہ بدلا کر حاجیوں کو پلاتے آخر میں آپ نے یہ مناصب اپنی اولاد میں تقسیم کردئے چنانچہ سقایہ اورندوہ عبدمناف کو دئے انہیں کی اولاد میں حضور ﷺ جلوہ گر ہوئے حجابہ اور لوا اپنے بیٹے عبدالدار کو دیئے حج کے دنوں میں پانی پلانے کا فریضہ عبدالعزی کو دیا ان کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اپنا چولہا گرم نہیں کرسکتا تھا۔ (1)

یہ خدمت بھی ہاشم کی طرف سے حضرت عباس انجام دیا کرتے تھے۔ان مناصب کے علاوہ اور بھی مذہبی مناصب تھے جیسا کہ عمدۃ القاری شرح بخاری باب مناقب قریش میں درج ہے۔

عمارت

کا بھی ایک منصب تھا کہ حرم شریف کی تعمیر مرمت بنو ہاشم کی طرف سے حضرت عباس یہ خدمت انجام دیتے رہے

سفارت

بھی ایک منصب تھا یہ خدمت بنی عدی میں سے عمر بن الخطاب کے سپرد تھی۔

قبہ

یہ بھی ایک منصب تھا جنگ کے موقعہ پر فوج کیلئے خیموں کا اہتمام کرنا یہ خدمت مخزوم کے سپرد تھی۔

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص189/3
ابن کثیر، السیرۃ،ص 98/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 125/1 ، 275/1
السھیلی، الروض الانف،ص 232/1
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص129/1
الیعقوبی، التاریخ، ص 94/1
ابن خلدون ، التاریخ،ص 355/2
ابن [illegible] 263/2

آعنہ

یہ بھی ایک منصب تھا جنگ کے دنوں میں یا گھوڑ دوڑ کے موقعہ پر گھوڑوں اورسواریاں کا انتظام کرنا اس خدمت کو بھی بن مخزوم کی طرف خالد بن ولید ہی انجام دیا کرتے تھے حضرت خالد بن ولید زمانہ جاہلیت میں بہتر کمانڈر تھے۔

اشناق

یہ بھی ایک منصب تھا کہ آپسمیں لڑائی جھگڑا فتنہ ختم کرنے کیلئے دیت یا تاوان کا ادا کرنا جس شخص میں تاوان ادا کرنے کی ہمت نہ ہوتو اس کیلئے تعاون کی تحریک پیدا کر کے مسئلہ حل کرنا یہ خدمت بنی تمیم میں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی کے سپرد تھی لوگ آپ سے قریبی وابستگی رکھتے تھے کوئی اورسامنے آتا تو لوگ پیچھے ہٹ جاتے۔

موال محجرہ

(غیر مسلم اوقاف) اسکی نگرانی حارث بن قیس انجام دیتے۔

الازلام

یہ بھی ایک منصب تھا کہ یہ تیروں سے فال نکال کر سفر کرنا کہ یہ سفر اچھا ہے یا برا صفوان بن امیہ اس محکمہ فال کے ناظم تھے۔ (1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن هشام ، السيرة ، ص129/1
اليعقوبی، التأريخ، ص 94/1
ابن خلدون ، التاريخ، ص 355/2

سیدنا کلاب

قصی کے والد کا نام کلاب تھا چونکہ انہیں کتوں کے ساتھ شکار کا بڑا شغف تھا اس لئے کلاب کے نام سے مشہور ہو گئے ان کا اصل نام حکیم یا عروہ یا مہذب تھا۔ (1)

ابوالرقیش اعرابی سے کسی نے پوچھا تم لوگ اپنی اولاد کے نام جانوروں کے ناموں سے کیوں رکھتے ہو جیسے کلب کتا۔ ذئب بھیڑیا مگر غلاموں کے نام اچھے رکھتے ہو ابوالرقیش نے کہا بیٹوں کے نام دشمنوں کیلئے رکھتے ہیں کہ وہ نام سن کر دوڑ جائیں اور غلاموں کے نام اپنے لئے رکھتے ہیں چونکہ اولاد نے دشمن سے لڑنا ہوتا ہے اور لڑائی میں ہیبت کی ضرورت ہوتی ہے کہ دشمن نام سن کر مرعوب ہو جائے ۔ (2)

ایک عرب شاعر ان کے متعلق لکھتا ہے

حکیم بن مرہ ساوی الوریٰ

ببذل النوال دکف الاذی (3)

حکیم بن مرہ نے بخشش کو وافر کر کے مشکلات کو ختم کر کے لوگوں میں مساوات قائم کر دی۔

اباح العشیرہ افضالہ

وجنبھا طارقات الردی (3)

اپنے خاندان کو فائدہ پہنچانا اور مصیبتوں سے بچانا تو اس کے کمالات سے ایکی اہلیہ کا نام فاطمہ بنت سعد ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 276/1

(2) السھیلی، الروض الانف، ص 24/1

(3) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 276/1

سیدنا مرہ

جناب کلاب کے والد کا نام مرہ ہے ابو یقظہ کنیت سے مشہور ہیں قوت و طاقت اور شہسواری کے معنی پائے جاتے ہیں- مرہ کا معنی کڑواہٹ کا ہے۔عرب بہادر کو مرہ کہتے ہیں۔آ پکی اہلیہ کا نام ہند بنت سریر ہے ا پکی اولاد بنی مخزوم کہلائی حضرت خالد بن ولید سیدہ ام سلمہ کا سلسلہ نسب بھی چھٹی پشت میں انہیں سے جاملتا ہے سیدنا صدیق اکبر حضرت طلحہ کا سلسلہ نسب تیم بن مرہ سے چھٹی پشت میں جاملتا ہے- (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا کعب

حضرت مرہ کے والد گرامی کا نام کعب ہے سب سے پہلے جمعہ کے دن اکٹھے ہونے کا طریقہ انہیں سے جاری ہوا آپ لوگوں کو اکٹھا کر کے خطبہ دیتے خدا کی حمد بیان کرتے کہ چاند تارے سورج سب اس کی مخلوق ہے پھر لوگوں کو ہدایات فرمایا کرتے کہ میری اولاد میں ایک نبی آنے والا ہے اگر تم اس کا زمانہ پالو تو اسکی اطاعت کرنا اسکا حکم ماننا-اور پھر عموماً اپنے خطاب میں عربی کا یہ شعر پڑھا کرتے-

یالیتنی شاھد فحواء دعوتہ ازا قریش تیغی الحق خزلاناً (2)

کاش ان کے اعلان دعوت حق کے موقعہ میں بھی ہوتا جس وقت قریش انکی اعانت سے منہ پھیر لیں گے۔

آپ نے ہی یوم عروبہ کا نام جمعہ رکھا (3)

البدایہ النہایہ میں آپ کے ایک خطبہ کا بھی ذکر ہے۔

---

(1) السہیلی، الروض الانف، باب لوئ ، ص 26/1

ابن ھشام ، السیرۃ، باب اولاد مرہ والھاشم، ص 103/1

(2) السہیلی، الروض الانف، باب لوئ ، ص26/1 ، 253/2

(3) ابن کثیر، السیرۃ ، ص166/1

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ص 302/2

ایک موقعہ پر آپ نے یہ بھی فرمایا۔

نہار ولیل کل یوم بحادث　　سواء علینا لیلھا ونہارھا (1)

زمانہ کے دن رات کی آخر فنا ہے ہم اس دن رات کے برابر ہیں۔

ایک شعر یہ بھی آپکا ہی کا ہے

علی غفلتھا یاتی النبی محمد　　فیخبر اخبارا صدوقاً خبیرھا (1)

جب لوگ غافل ہوں گے تو حضور ﷺ کی جلوہ گری ہوگی۔ تو آپ سچی خبریں دیں گے اور سچے خبیر ہوں گے چونکہ عربوں میں آپ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اس لئے انہوں نے آپکی تاریخ وفات اپنا سن قرار دے دیا عام الفیل تک اسی سے تاریخ بیان کرتے رہے پھر عام الفیل سے اپنی تاریخ شروع کرلی۔ (2)

آپ کی اہلیہ کا نام خشبہ بنت شیباں ہے سیدنا عمر فاروق حضرت سعید عمر بن عاص عثمان بن مظعون ایسے اکابر صحابہ آپ کے سلسلہ نسب سے وابستہ ہیں آپ کے حسین وجمیل خطبہ کو امام محمد بن یوسف الصالحی نے سبل الہدی والرشاد میں شاندار تفصیل سے بیان کیا ہے جو بے پناہ خوبیوں پر مشتمل ہے۔ ادیبانہ انداز نہائت دلکش ہے آپ کے خطبہ کے اہم موضوعات یہ ہوتے تھے صلہ رحمی وعدہ کی پابندی، حقوق العباد کی ادائیگی غربا ومساکین سے ہمدردی۔ حق وانصاف کا ساتھ اور حضور ﷺ کی آمد کا چرچا آپ حضور ﷺ کا ذکر کرکے فرمایا کرتے۔

واللہ لو کنت ذاسمع وبصر ویدورجل تنصیت فیھا تنصب الجمل (3)

اللہ کی قسم کاش اس وقت میرے کان میری آنکھیں میرے پاؤں اور ہاتھ صحیح ہوں تو میں حضور ﷺ کی دعوت کو پھیلانے کیلئے ایسے کھڑا ہو جاتا جیسے اونٹ کھڑا ہو جاتا ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 167/1
الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 279/1
ابن کثیر ، البدایہ والنہایۃ، ص 302/2
الیعقوبی، التاریخ، ص 92/1
العسکری، الاوائل، ص 8/1
(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 278/1
(3) ابن کثیر، السیرۃ، 167/1

لوی

حضرت کعب کے والد گرامی کا نام لوی ہے آپ نہایت حلیم الطبع تھے لوگوں کی سختیاں برداشت کرتے ناجوازیوں سے درگزر کرتے حوصلہ بردباری آپ کا خاص شعار تھا آپکے حوصلہ بردباری کو لوگ بطور نشان سامنے رکھتے عربوں کو آپ کے عمدہ کردار پر فخر تھا بری محافل سے آپ ہمیشہ الگ تھلگ رہے انکی والدہ کا نام عاتکہ تھا قریش میں عاتکہ نام کی تین خواتین تھیں ان میں سب سے پہلے ان کا نام آتا ہے تاریخ طبری میں آپ کے بارے میں یہ عبارت موجود ہے۔

وکان لوی حلیماً حکیماً نطق باالحکمتہ (1)

لوی حلیم تھے دانا تھے دانائی سے بات کرتے تھے۔

آپ کے منہ سے نکلا ہوا فقرہ مثال بن جاتا تھا آپکی کنیت ابو کعب تھی اصمعی فرماتے ہیں کہ لوی لواء الجیش کی تصغیر ہے یہ آپ کا یہ نام اس لئے مشہور ہوا کہ آپ اپنی قوم میں لواء (علمبردار تھے) آپکی زوجہ کا نام ماریہ بنت کعب ہے نور محمدی آپ کے بڑے بیٹے کعب کو تفویض ہوا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا غالب

جناب لوئی کے والد گرامی حضرت غالب ہیں آپکی کنیت ابو یتیم ہے آپ اپنے دور کے بڑے علامہ تھے عرب آپ کو مرکزی حیثیت دیتے تھے قومی مسائل و معاملات پر آپکی بات کو ترجیح دی جاتی تھی۔قوم کے مشکل فیصلے آپ کیا کرتے آپکی اہلیہ کا نام عاتکہ بنت یخلد ہے۔(2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص280/1

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص280/1

سیدنا فہر

آپکی کنیت ابوغالب تھی لقب قریش تھا انہیں کے اس لقب سے قریش خاندان چلا انہیں کی اولاد کو قریشی کہا جاتا ہے- بعض نے کہا ہے قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں بعض احادیث مرفوعہ بھی اسی کی موید ہیں امام شافعی علیہ الرحمتہ سے بھی یہی قول نقل کیا گیا ہے کہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کا نام ہے اب قریش کے بارے ان دونوں مختلف اقوال کو ایک جگہ پر ہے اسطرح کیا جا سکتا ہے جیسے کہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ فہر اپنے والد کے اکلوتے تنہا بیٹے ہیں کوئی دوسرا بھائی نہیں اسی طرح مالک بھی تنہا بیٹے تھے ان کا بھی کوئی دوسرا بھائی نہ تھا اسطرح دونوں باتوں میں مطابقت یوں ہو سکتی ہے جو شخص فہر کی اولاد ہے وہ نضر کی اولاد سے بھی ہے- لہذا اسطرح قریش کی تعین میں سب متفق ہو گئے قریش کو قریش کہنے کی وجہ یہ ہے- کہ یہ اپنی بہت قوت طاقت کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتے تھے قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو اپنی قوت سے تمام جانوروں پر غالب ہے ایک موقعہ پر عمر بن عاص نے حضرت ابن عباس سے کہا لوگ کہتے ہیں آپ بہت بڑے عالم ہیں بھلا قریش کی وجہ تسمیہ تو بتاؤ تو آپ نے یہی وجہ بتائی جو ابھی ذکر ہوئی ہے- شمرخ بن عمر حمیری نے اسی ضمن میں لکھا ہے-

قريش هي التي تسكن البحر　　بهاسميت قريش قريشاً (1)

قریش ایک دریائی جانور کا نام ہے جو دریا میں رہتا ہے اسی باعث قریش کا نام قریش رکھدیا گیا-

تأكل　الغث　والسمين　　ولاتترك لذى الجناجين مريشاً (1)

وہ ہر چھوٹے موٹے جانور کو کھا جاتا ہے اس کے پر تک نہیں چھوڑتا

ولهم آخر الزمان نبی　　يكثر القتل والخمو شاً (1)

اسی قبیلہ میں ایک آخر الزمان نبی ہوگا جو خدا کے دشمنوں کو قتل کریگا اور زخمی کریگا- قریش کو قریش کہنے کی دوسری وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم میں آئے ان کے

---

(1) ابن كثير، السيرة، ص 282/1

الجوزى، المنتظم، فصل تسمية قريش، ص 199/1

ابوذرعه، مختصر تاریخ دمشق، ص 247/1

[illegible] ص 73/1

جلال و جمال کو دیکھ کر اہل محفل نے کہا

انظروا الی نضر کأنہ جمل قریش (1)

نضر کو دیکھو کسی قدر بڑا طاقتور سانڈ ہے بس اسی تعارف سے قریش مشہور ہو گئے حافظ بدرالدین عینی نے قریش کو قریش کہنے کی بہت سے وجوہ بیان کی ہیں اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو عمدۃ القاری ص ۴۸۶ ج ۷ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

قریش کہنے کی تحقیقی وجہ

حضرت نضر لوگوں کے مسائل اور معاملات میں گہری دلچسپی سے انکی ضروریات پوری کرتے اس لئے انہیں قریش کہا گیا ہے قریش قرش سے ہے جس کا معنی تفتیش کرنے کا ہے اپنے والدگرامی کے نقش قدم پر چل کر اپکی اولاد بھی موسم حج میں حجاج کی خدمت کرتی انکی ضروریات پوری کرتی۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف کے بیٹے ابی سلمہ نے کہا ہے جب قصی حرم میں آئے اور انہوں نے بہتر ین کام کئے تو انہیں قریش کہا گیا لہذا قریش اپنے اعلی اور عمدہ کاموں کے باعث قریش مشہور ہوئے اسی مفہوم کی تائید میں ابن ہشام لکھتے ہیں۔ قریش کا لفظ تقرش ہے جس کا معنی ہے تجارت کرنا چونکہ اس خاندان کا ذریعہ معاش تجارت تھا دور و دراز ملکوں تک سامان تجارت لیجاتے لے آتے اسی باعث قریش مشہور ہوئے۔ (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الطبری، التأریخ، ص 22/2

الطبری، تأریخ الرسل و الملوك، ص 376/1

ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 256/2

(2) السھیلی، الروض الانف، ص 185/1

ابن ھشام، السیرۃ، ص 93/1

سیدنا مالک

فہر کے والد گرامی کا نام سیدنا مالک تھا ابوالحارث کنیت تھی عرب کے عظیم سرداروں میں شمار ہوتے تھے اپکی ہیبت وجاہت سے سبھی لوگ متاثر تھے

سمیی مالکالانہ کان ملك العرب (1)

آپ کا نام مالک اسوجہ سے تھا کہ آپ پورے عرب کے بادشاہ تھے

آپکی سخاوت مہماں نوازی مشہور تھی اپکی اہلیہ کا نام جندیہ بنت عامر تھا حضور ﷺ کا نور مقدس ان کے بڑے بیٹے فہر کو منتقل ہوا انکی والدہ کا نام عاتکہ تھا بعض نے کہا عکرشہ تھا محسوس ہوتا ہے یہ کوئی دوسری خاتون ہیں مگر یہ ایک ہی ہیں عاتکہ نام تھا عکرشہ لقب تھا۔ (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا نضر

حضرت مالک کے والد گرامی کا نام نضر تھا ان کا اصل نام قیس تھا مگر اپنے چہرے کی چمک دمک اور حسن وجمال کے باعث لوگوں نے نضر کے لقب سے یاد کیا قرآن مقدس میں ہے

تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم (3)

انکی والدہ کا نام برہ بنت مر تھا ان کی عظیم شخصیت کو بدنام کرنے کیلئے دشمنوں نے اسپر یہ الزام بھی لگایا کہ نضر کی والدہ پہلے نضر کے دادا خزیمہ کے نکاح میں تھی خزیمہ کے فوت ہونے پر ان کے بیٹے کنانہ نے نکاح کیا اس سے نضر پیدا ہوا (معاذاللہ) (4)

باپ کی منکوحہ سے شادی کو اسلام نے منع کیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

---

(1) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 247/1

(2) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 247/1

(3) المطففین 83 : 24

(4) السہیلی، الروض الانف، 284/1، 285/1

لاتنکحوا مانکح آباؤ کم (1)

جن خواتین سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ان سے مت نکاح کرو

اس آیہ مقدسہ کی جامعیت واضح ہے خدا بھلا کرے ان محققین کرام کا جو اس قسم کے لغو اعتراضات کی چھان بین کر کے محققانہ فیصلے دے گئے۔ علماء نے اس اعتراض کا قلع قمع اسطرح کیا ہے کہ کنانہ کے والد خزیمہ کا جب انتقال ہوا تو کنانہ نے دور جاہلیت کے رواج کے مطابق اپنے باپ کی بیوہ کو نکاح میں لیا مگر وہ جلدی فوت ہو گئیں ان کے بطن سے کوئی بچہ نہ ہوا اس کے بعد کنانہ نے اپنی پہلی بیوی کے بھائی (اپنے سالا) کی بیٹی سے نکاح کیا ان کے بطن سے کنانہ کے گھر نضر پیدا ہوئے (2)

جن لوگوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی اسکی وجہ یہ ہے دونوں بیویوں کے نام بھی اتفاق سے ایک تھے اور رشتہ بھی قریب کا تھا اگر خدانخواستہ کوئی شخص اس ضد پر اڑ گیا ہے کہ نضر کی پیدائش خزیمہ کی بیوہ سے ہے جو خزیمہ کے بیٹے کنانہ نے کی تھی تو یہ نظریہ حضور ﷺ کی نسل پاک پر بہت بڑا الزام اور بہتان ہے جبکہ حضور ﷺ اپنی نسل کے طیب و طاھر ہونے کا خود ذکر فرماتے ہیں اس عنوان پر مزید تحقیق و تسلی کیلئے السیرۃ النبویہ ص ۲۱ ج ۱ کا مطالعہ مزید مفید ہوگا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) النسآء 04: 22

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 284/1، 285/1

الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 379/1

سیدنا کنانہ

حضرت نضر کے والد کا نام کنانہ تھا عرب میں بلند پایہ صاحب علم وعمل سمجھے جاتے تھے دور دراز سے لوگ انکی زیارت کیلئے آتے تھے (1)

آپکی کنیت ابوالنصر تھی حضور ﷺ نے فرمایا

ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل و اصطفی قریشاً من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم (2)

اللہ تعالی نے بنی کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے برگزیدہ کیا۔ابوعامر عدوانی فرماتے ہیں

رایت کنانۃ بن خزیمہ شیخاً عظیم القدر یحجئ العرب لعلمہ و فضلہ (3)

میں نے کنانہ کو دیکھا ہے وہ بہت بزرگ تھے عظیم شخص تھے ان کے علم وفضل کیوجہ سے اکثر اہل عرب انکے ہاں آتے تھے۔

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب مبعث النبی ﷺ ، ص 168/11

(2) المسلم ، الجامع الصحیح، باب فضل نسب النبی ﷺ ، الرقم 4221، ص 380/11

الترمذی ، السنن، باب فی فضل النبی ﷺ ، الرقم 3538، ص51/12

الاحمد، المسند، باب حدیث واثلہ بن الاسقع، الرقم 16372، ص 348/34

الاحمد، المسند، باب حدیث واثلہ بن الاسقع، الرقم 16373، ص 349/34

أبو بكر بن أبي عاصم و هو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى:287)، الآحاد و المثانی ،باب ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔۔، الرقم 820، ص 11/3

البیھقی، دلائل النبوۃ، باب اصطفانی من بنی ھاشم،الرقم 71، ص 86/1

البیھقی، شعب الایمان، ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔۔،الرقم 1378، ص 429/3

الموصلی، المسند، ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔۔، الرقم7319، ص 294/15

الموصلی، المسند، ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔۔، الرقم7321، ص 296/15

ابن حبان ، الصحیح، باب ذکر اصطفاء اللہ، الرقم 6439، ص 204/26

الاصبھانی، معرفۃ الصحابہ، باب اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل، الرقم 25، ص 35/1

(3) ابن حجر، فتح الباری، باب مبعث النبی ﷺ ، ص 168/11

حضرت کنانہ کو یہ شرف حاصل ہے انہوں نے سیدنا عیسی علیہ السلام سیدنا زکریا سیدنا یحی علیہ السلام کی زیارت بھی کی ہے جب عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت کنانہ کی عمر اسوقت ۱۵ سال تھی جب عیسی علیہ السلام شام و فلسطین سے حجاز مقدس آئے تو حضرت کنانہ سے ملاقات بھی فرمائی اور بشارت دی تمہاری پشت مبارک سے نبی آخر الزماں کا ظہور ہوگا۔ (1)

آپ کے چودہ بیٹے تھے۔حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت نضر کو تفویض ہوا۔عامر عدوانی ہی فرماتے ہیں

فقال انه قد جاء وقت خروج النبی من مکه یدعی احمد یدعو الی الله و الی البر والاحسان (2)

انہوں نے کہا مکہ سے ایک نبی کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے ان کا نام نامی احمد ہو گا وہ اللہ تعالی پر ایمان لانے کی دعوت دیں گے نیکی اور احسان کی تلقین کریں گے یہی عامر عدوانی اس عبارت سے متصل ہی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز کنانہ حطیم میں سو رہے تھے کہ انہوں نے خواب دیکھی انہیں کہا گیا ان چار چیزوں سے کوئی ایک چن لو گھوڑے۔اونٹ۔تعمیرات۔دائمی عزت آپ نے عرض کی کل یارب اے اللہ یہ سب کچھ ہی دیدے اللہ تعالی نے انکی دعا کے طفیل قریش کو یہ ساری نعمتیں ہی عطا فرما دیں۔ (3)

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

سیدنا خزیمہ

حضرت کنانہ کے والد گرامی سیدنا خزیمہ ہیں انکی والدہ کا نام سلمی بنت اسلم تھا ان کے بھائی کا نام ہذیل تھا ماں کی طرف سے ایک بھائی تھا جس کا نام تغلب بن صفوان تھا۔ (4)

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب مبعث النبی ﷺ، ص 168/11

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 286/1

(3) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 287/1

(4) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 287/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 206/1

امام محمد بن یوسف صالحی فرماتے ہیں ان کے چار بیٹے تھے پھر فرماتے ہیں لوگوں پر ان کے احسانات وانعامات کا شمار بھی نہیں کیا جا سکتا ان کے فضائل وکمالات کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے۔

اما خزیمہ فالمکارم جمعت

سبقت الیہ ولیس ثم عتید (1)

تمام فضائل وکمالات تیزی کے سات خزیمہ میں جمع ہو گئے اور ان میں سے کوئی فضیلت باقی نہیں رہ گئی طبری ص ۱۸۸ ج ۲ سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے

مات خزیمہ علی ملتہ ابراھیم علیہ السلام (1)

سیدنا خزیمہ کی وفات ملت ابراہیمی پر ہوئی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا مدرکہ

حضرت خزیمہ کے والد گرامی کا نام حضرت مدرکہ تھا علامہ طبری لکھتے ہیں ان کا اصلی نام عمر تھا انکی والدہ خندف کے لقب سے مشہور تھیں نام ان کا لیلی بنت صفوان تھا یہ خاتوں اپنے علم عمل دانائی پارسائی کی بنا پر یمن میں عظیم شہرہ کی مالک تھیں یہاں تک انکی اولاد کو بجائے باپ کے ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا ایک دن عمر اور عامر دونوں جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے کہ انہیں شکار مل گیا اچانک ایک خرگوش دوڑتا ہوا وہاں سے گزرا اونٹ بدک گئے عمر نے عامر سے کہا بتاؤ اونٹ واپس لاو گے یا شکار پکاو گے عامر نے شکار پکانے کی حامی بھر لی عامر گئے اور اونٹ اکٹھے کر لائے دونوں شام کو گھر آئے اور والد کو سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے عمر سے کہا تو مدرکہ ہے اور عامر سے کہا تو طابخہ ہے بس یہ دونوں انہیں ناموں سے مشہور ہو گئے (2)

---

(1) الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 287/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 200/1

الطبری، التاریخ، ص 24/2

(2) الطبری، التاریخ، ص 24،25/2

اصل نام عمر تھا لقب مدرکہ مشہور ہوا کہ آپ اونٹ تلاش کر کے لے آئے تھے ان کی پیشانی میں نور مصطفی ﷺ نمایاں جھلک دیتا تھا

وکان فیه نور المصطفی ﷺ ظاهرا بینا (1)

حضور سید عالم ﷺ کا نور مبارک ان کے پانچوں بیٹوں میں سے حضرت خزیمہ کو عطا کیا گیا۔

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

سیدنا الیاس

حضرت مدرکہ کے والد گرامی کا نام حضرت الیاس ہے انہیں شرف حاصل ہے کہ قربانی کے اونٹ سب سے پہلے بیت اللہ شریف میں انہوں نے ہی بھیجے ہیں انہیں یہ بھی شرف حاصل ہے جب حج پر جاتے تو اپنی پیٹھ میں حضور ﷺ کا تلبیہ پڑھنا سنتے تھے

کان فی صلبه تلبیة النبی ﷺ لبیك اللهم لبیك (2)

آخر تک آپکی عظمت کے پیش نظر اہل عرب آپ کو سید العرب کہہ کر بلاتے نہایت خوبصورت تھے سخاوت و محبت میں امتیازی مقام تھا آپ کے انتقال پر آپکی اہلیہ کو اتنا بڑا صدمہ ہوا کہ پوری زندگی اس جگہ سے نہ اٹھیں جناب الیاس کا انتقال ہوا لوگوں میں ان کے حزن وملال غم وافسردگی کا عام چرچا تھا آپ دین ابراہیمی پر قائم تھے امام سہیلی فرماتے ہیں

لا تسبو الیاس فانه کان مومنا (2)

الیاس کو برا نہ کہو وہ کامل مومن تھا۔

حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا

لاتسبوا الیاس فانه کان مومنا وکان فی العرب مثل لقمان الحکیم فی قومه(2)

الیاس کو برا نہ کہو وہ مومن تھا وہ عرب میں ایسے تھا جسے لقمان حکیم اپنی قوم میں۔

---

(1) عبدالرحمن بن أبی بکر ،جلال الدین السیوطی (المتوفی:911)،بدائع الزهور فی و قائع الدهور، ص44/1

(2) السهیلی، الروض الانف، 28/1

آپکی گفتگو نہایت حکیمانہ انداز میں ہوتی ایک موقعہ آپ نے فرمایا۔

من یزرع خیراً یحصد غبطتہ من یزرع شراً یحصد ندامتہ (1)

جو خیر کی کاشت کرتا ہے راحت کی فصل اٹھاتا ہے جو برائی کاشت کرتا ہے شرمندگی اٹھاتا ہے۔ آپ نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو حق کی طرف لیجانے اور خرابیاں دور کرنے کیلئے بے پناہ محنت کی آپ اپنے والد کے صحیح جانشین تھے خاندان کے تمام افراد آپ کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ اپنی قوم میں اپنے جلیل القدر بزرگ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تعلیمات دینے میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرتے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا مضر اور انکی ذہانت

حضرت الیاس کے والد گرامی خداداد حسن و جمال میں اپنے دور میں یکتا تھے آپ کے اور بھی تین ساتھی تھے۔ ایاد' ربیعہ' انمار مضر کے والد جناب نزار نے اپنی موت سے قبل واضح طور پر وصیتیں کردی تھیں کہ بعد میں جھگڑا پیدا نہ مگر تقسیم جائداد کے وقت پھر بھی الجھنیں پیدا ہو گئیں وصیت کے وقت والد نے نزار سے یہ بھی کہا تھا کہ جب کبھی کوئی الجھن پیدا ہو جائے تو تم اپنے معاملہ کو الحبر نامی راہب سے طے کروالیا کرنا یہ چاروں بھائی بلا کے ذہین تھے دوررس نگاہ کے مالک تھے۔

ایک موقعہ سفر کرتے راستہ میں مضر کی نگاہ گھاس پر پڑی اور فوراً کہا جس اونٹ نے یہ گھاس چری ہے وہ کانا ہے دوسرے بھائی ربیعہ نے کہا وہ لنگڑا بھی ہے تیسرے ایاد نے کہا وہ اونٹ دم کٹا بھی ہے چوتھے انمار نے کہا وہ چھوٹا ہوا بھی ہے۔ اس گفتگو کے چلتے ہوئے راستہ میں ایک شخص نے پوچھا میرا اونٹ گم ہے کہیں دیکھا تو نہیں مضر نے کہا وہ کانا ہے اس نے کہا جی ہاں ربیعہ نے کہا وہ لنگڑا بھی ہے اس نے کہا یہ نشانی بھی ٹھیک ہے تیسرے ایاد نے کہا وہ دم کٹا بھی ہے اس نے کہا ٹھیک ہے چوتھے

---

(1) ابن ھشام، السیرۃ، ص 195/1

السھیلی، الروض الانف، ص 345/1

ابن کثیر، السیرۃ، ص 279/1

بھائی انمار نے کہا وہ چھوٹا ہوا بھی ہے اس نے کہا ٹھیک ہے اب اس شخص نے اونٹ کا مطالبہ کر لیا انہوں نے حلف اٹھا دیا کہ ہم نے اونٹ دیکھا ہی نہیں وہ شخص بھی انہیں کے ساتھ چلتا گیا جب یہ الحمر نامی راہب کے پاس گئے تو اس نے الحمر نامی راہب کو سارا ماجرا سنایا اور اونٹ کا مطالبہ کیا الحبر نے ان سے پوچھا جب تم نے اونٹ دیکھا نہیں تو یہ نشانیاں کیسے بتا رہے ہو- جناب مضر نے کہا میں نے کانا اس لئے کہا تھا کہ وہ ادھی گھاس چھوڑتا چلا گیا ربیعہ نے کہا میں نے دم کٹا اس لئے کہا تھا کہ اسکی مینگنیاں ایک جگہ گری ہوئی تھیں اگر دم ہوتی مینگنیاں ایک ایک کر کے گرتیں اور دور تک جاتیں ایاد نے کہا میں نے چھوٹا اس لئے کہا تھا دو سبز جھاڑیوں کو چھوڑتا ہوا چلا گیا الحبر نے انکی بلا کی ذہانت کو دیکھ کر کہا آپ جیسے عقلمند لوگوں کو میرے فیصلے کی کیا ضرورت ہے- یہ کہ کر اس نے دستر خواں لگا یا شراب پی گوشت کھایا پھر ایک مرتبہ بھائیوں کی دور رس نگاہ نے یہاں بھی مظاہرہ کیا مضر نے کہا شراب اچھی تھی مگر کتنا اچھا ہوتا یہ قبر کے انگوروں سے نہ بنائی گئی ہوتی ربیعہ نے کہا گوشت اچھا تھا کاش اس بکری کو کتیا کا دودھ نہ پلایا ہوتا- ایاد نے کہا کاش ہمارا میزباں اپنے باپ کا بیٹا ہوتا انمار نے کہا آج جو اچھی باتیں سنی ہیں پہلے کبھی نہیں سنی تھیں بھائیوں کی اس گفتگو پر الحبر اٹھ کر گھر آیا اور اپنی ولادت کا حال پوچھا ماں نے سچ سچ بتا دیا بیٹا جس بادشاہ کے نکاح میں میں تھی وہ لاولد جا رہا تھا تو میں دوسرے ایک شخص کے پاس چلی گئی جسکا حمل ٹھہر گیا- شراب بنانے والے سے الحبر جرہمی نے شراب کے متعلق پوچھا اس نے بتایا انگوروں کی ایک بیل قبر پر تھی یہ ان انگوروں کی شراب ہے پھر چرواہے سے ذبح ہونے والی بکری کا پوچھا اس نے بتایا اس بکری کو کتیا کا دودھ پلایا گیا تھا جرہمی ان کے علم وفضل کا قائل ہوا اور جھگڑے والے مسئلہ کو احسن طریق سے طے کر دیا۔ (1)

---

(1) أبو البقاء هبة الله محمد بن نما الحلى ،المناقب المزيدية فى أخبار الملوك الأسيدية،ص 214/1
الصالحى، سبل الهدى والرشاد،ص 290/1
الطبرى، التاريخ، ص 26/2
ابن الاثير، الكامل فى التاريخ، ص 248/1
الجوزى، المنتظم، ص 202/1
الطبرى، تاريخ الرسل والملوك، ص 378/1
المسعودى، مروج الذهب، ص 214/1

گا کراونٹوں کا چلانا بھی انہیں کی ایجاد ہے اس کا آغاز یوں ہوا آپ اونٹ سے گرے اور ہاتھ ٹوٹ گیا تو آپ نے زور سے کہا یایداہ یایداہ ہائے ہاتھ ہائے ہاتھ آپ بہت خوش گلو تھے اونٹ یہ آوازسنکر آپ کے پاس آ گئے تو آپ نے سمجھا اونٹ بھی آواز پر مست ہوتے ہیں تندرست ہوکر تجربہ کیا تو کامیاب رہا حضور ﷺ نے فرمایا

لاتسبوا مضر فانه کان قداسلم (1)

مضر کو برا نہ کہو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

اس واقعہ سے اندازہ کریں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب پاک علیہ السلام کے اباواجداد کو کسقدر ذہانت فراست اور بصارت سے نوازا ہے

آپ کے حکیمانہ اقوال میں یہ بھی ہے آپ نے فرمایا اپنے نفسوں کو ناگوار خاطر چیزوں پر آمادہ کرو یہ بھی فرمایا خواہشات سے نفسوں کو بچاو یہ بھی فرمایا اصلاح اور فساد کے درمیان صبر کے علاوہ کچھ نہیں۔ ایسے ہی حکیمانہ کلمات آپ کے بیٹے حضرت الیاس سے ملتے ہیں۔(2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

سیدنا نزار

علامہ سھیلی فرماتے ہیں جب نزار پیدا ہوئے تو انکی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور چمکتا تھا والد یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور احباب کو بلایا دعوت کھلائی اور فرمایا

هذا کله نزر لحق هذا لمولود فسمی نزاراً لذالك (3)

یہ سب کچھ مولود کے حق کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اس لئے نزار نام رکھا گیا

ابوالفرج اصفہانی فرماتے ہیں نزار یکتاء روزگار تھے اسی وجہ سے ان کا نام نزار رکھا گیا(4)

---

(1) ابوالبقاء ، المناقب المزیدیه، ص 97/1

(2) الماوردی، الاعلام النبوة، ص 168/1

(3) الصالحی، سبل الهدی والرشاد،ص 292/1

السهیلی، الروض الانف، ص 30/1

(4) ابن [illegible] ﷺ [illegible] ص 168/11

تاریخ کی کتب میں ملتا ہے کہ

انه خرج اجمل اهل زمانه و اکبرهم عقلاً (1)

نزار اپنے دور میں سب سے زیادہ حسین تھا اور سب سے زیادہ عقلمند تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ نزار کا معنی نحیف کمزور بھی ہے چونکہ آپ پتلے دبلے کمزور دکھائی دیتے تھے نزار مشہور ہوئے مدینہ منورہ کے قریب مقام ذات الجیش میں انکی قبر ہے (2)

علامہ ماوردی اعلام النبوتہ میں فرماتے ہیں یہ بیٹا بہت بلند بخت تھا جہاں جاتے لوگ استقبال کرتے بادشاہ بھی کھڑے ہوجاتے۔ آپکی زوجہ محترمہ کا نام سودہ بنت عک تھا۔(3)

و صلی الله تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

سیدنا معد رضی اللہ عنہ

ابن سعد نے طبقات میں ابویعقوب سے نقل کیا گے کہ بورخ بن نادیا نے جوارمیاہ علیہ السلام کے کاتب تھے معد بن عدنان کا جونسب نامہ بیان کیا ہے وہ میرے پاس محفوظ ہے۔ حضرت ارمیاہ معد بن عدنان کو اپنے ساتھ شام لے گئے وہاں جا کر معد نے اپنی زندگی بنی اسرائیل میں گزاری اس وجہ سے اہل کتاب کے نزدیک معد بن عدنان کا نسب مشہور ہے۔ (4)

معد بن عدنان بخت نصر کے زمانہ میں ۱۲ سال کے تھے اس وقت بن ارمیاہ پر وحی نازل ہوئی کہ بخت نصر کو بتادو ہم نے اسے مرتبہ دیا ہے اور وہ معد بن عدنان کو اپنے ساتھ سوار کرتے تا کہ معد کو کوئی صدمہ نہ ہو آپ بہت بڑے بہادر اور جنگجو تھے تمام عمر بنی اسرائیل سے جنگ اور مقابلہ میں گزاری ہر جنگ میں کامیاب تھے ان کی کنیت ابونزار تھی۔ (4)

---

(1) الزرقانی، الشرح، ص 149/1

(2) الزرقانی، شرح المواهب، ص 149/1

(3) الماوردی، الاعلام النبوة، ص 167/1

(4) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 121/1

السهیلی، الروض الانف، ص 31/1

ابن کثیر، السیرة، ص 75/1

انہیں معد کہنے کی وجہ یہ بیان کیگئی ہے کہ آپ ہمیشہ بنی اسرائیل کیخلاف جنگ کیلئے تیار رہتے تھے اور جب بھی کسی سے جنگ ہوئی تو آپ ہمیشہ کامیاب رہے یہ کامیابیاں فتوحات انہیں پیشانی میں چمکنے والے نور محمد کا صدقہ ملتی رہیں۔

دوسری جگہ پر بھی علامہ ماوردی فرماتے ہیں سب سے پہلا شخص جس نے بنی اسماعیل کو شرف بخشا اور انکی عزت کا باعث بنا معد ہی تھے آپ نے تیہامہ پر قبضہ کرلیا آپکی ہر بات مانی جاتی تھی عرب کا ایک مشہور شاعر مہلہل لکھتا ہے ہمارا علاقہ تیہامہ اسوجہ سے غنی اور خوشحال ہو گیا کہ یہاں پر معد کی اولاد سکونت پذیر رہی۔ (1)

معد نے وقت کے دو نبیوں کو حکم دیا کہ معد کو ساتھ لے کر یہاں سے نکل جاو کہ اسکی نسل سے محمد مصطفیٰ پیدا ہونے والے ہیں جنہیں میں آخری زمانہ میں مبعوث کرونگا اور انکی ذات پر سلسلہ نبوت کو ختم کردونگا اور انکی برکت سے پستی میں گرے ہوئے لوگوں کو شرف دونگا۔ (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الماوردی، الاعلام النبوۃ، ص 167/1

الطبری ، التاریخ، 398/1

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 293/1

السہیلی، الروض الانف، ص 31/1

سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ

حضرت معد کے والد گرامی کا نام عدنان ہے مشہور سیرت نگار عالم احمد بن ذینی وحلان اپنی کتاب سیرتہ النبویہ ص ۲۶ ج ۱ پر رقمطراز میں فرماتے ہیں سب سے پہلے کعبہ شریف کو غلاف پہنانے والا شخص عدنان ہی ہے عدنان عدن سے مشتق ہے جس کا معنی دیرپا قائم۔ مضبوط اللہ تعالی جل مجدہ نے اپنے بندے عدنان کو شیطان کے شر سے بچانے کیلیئے ان کی حفاظت پر فرشتوں کو مامور کیا اسی باعث عدنان نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ادیا ادد ہے۔ جب بخت نصر نے عرب پر حملہ کیا اسوقت جناب عدنان ہی عرب کے سربراہ رتھے عدنان اور بخت نصر کا مقابلہ شدید ہوا جب بخت نصر مقام خضورا تک پہنچا عدنان بھی وہاں پہنچ گے آپ نے خضوراء کے گرد خندق کھودی عدنان اور بخت نصر دونوں نے اپنی اپنی فوجوں کو روک رکھا تھا کہ وہ عدنان یا بخت نصر کو قتل کریں۔ (1)

ابن خلدون کی وضاحت کچھ اسطرح ہے وہ لکھتے ہیں سیدنا شعیب علیہ السلام بنی اسرائیل کے مشہور نبی گزرے ہیں آپ کو فصیح و بلیغ انداز خطابت کے سبب لوگ خطیب الانبیا بھی کہتے تھے۔ آپ کے علاقہ میں ایک مرکزی شہر تھا جسے خضوراء کہتے تھے ابن خلدون لکھتے ہیں جب خضوراء کے باشندوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو شہید کردیا تو اللہ تعالی نے ارمیا اور برخیا علیہما السلام کو حکم دیا (یہ بنی اسرائیل کے نبی تھے) کہ بخت نصر کو حکم دیں وہ عرب پر چڑہائی کرے اور انہیں سرکشی کی سزا دے اسے بتادیں وہ اس مہم میں کامیاب ہوگا اسے یہ بھی بتادیں وہ عرب کے سردار عدنان کے بیٹے معد کو بھی ساتھ لائے بخت نصر کے اعلان پر تمام عرب اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور ذات العرق کے میدان میں جنگ ہوئی عرب شکست کھا گئے بخت نصر کو بے پناہ دولت ملی اس نے جنگی قیدیوں کو آ بنائے شہر میں آباد کیا۔ کچھ عرصہ بعد عدنان فوت ہو گئے ان کے بعد عرب برباد ہو گیا بخت نصر فوت ہو گیا تو انبیا بنی اسرائیل مکہ مکرمہ واپس آئے سب نے حج ادا کیا۔

مؤرخین کی وضاحت سے جناب عدنان اور جناب معد کی تاریخی حیثیت پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ اپنے اپنے دور میں باپ بیٹا کس کس حیثیت سے رہ رہے تھے۔

---

(1) الطبری، التاریخ، باب ذکر نسب رسول اللہ ﷺ، ص 58/1

نوٹ:

نسب شریف کے عدنان سے اوپر کے اسماء گرامی تبرک طور درج کئے جاتے ہیں عدنان بن ادو بن ہمیسع بن سلامان' بن عوض بن بوز بن قموال بن ابی بن عوام بن ناشد بن حزا ابن بلداس بن طانخ بن جاھم بن ناحش بن ماخی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان ب سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ادعوے بن دیشان بن عیصر بن اقناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن نسمی بن مزی بن عوض بن عرام بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراھیم علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن سروج بن زعو بن فانج بن عابر بن ارفکشاد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لامک بن متوشلخ بن آخنوح بن یارو بن ملہل ایل بن قینان بن آنوش بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 59/1
الرافعی، التدوین فی اخبار قزوین، ص 16/2
عبدالسلام ہارون، تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ص 1/1

والدہ کی طرف سے نسب مقدس

اس سے پہلے صفحات میں جوذ کر ہوا وہ حضورﷺ کے اباواجداد کے اسماء گرامی تھے ساتھ ساتھ قدرے انکی خدمات کی بھی تشریح ہوتی رہی ضروری ہے کہ ساتھ ہی حضورﷺ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاھرہ کی طرف سے سلسلہ نسب کا ذکر ہو جائے محمد بن آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زھرہ بن کلاب بن مرہ۔ (1)

حضورﷺ کے اجداد و ننھال کے دونو سلسلہ نسب کلاب پر جا کر مل جاتے ہیں وہاں سے آگے سیدنا ابراھیم علیہ السلام تک جا پہنچتے ہیں۔ والد گرامی سے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ والدہ گرامی سے۔ محمد بن آمنہ بنت وھب ابن عبد مناف بن زھرہ بن قصی بن کلاب حضرت آمنہؓ عرب کے مشہور معزز خاندان قریش کے ممتاز قبیلہ بنی زھرہ کے سردار حضرت وہب کی صاحبزادی تھیں جو علم وعمل تقوی پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھیں محدث ابن جریر علیہ الرحمتہ حضور سیدہ آمنہ اوران کے عظیم والد حضرت وہب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ووھب یومئذٍ سید بنی زھرہ سناًو شرفاً فزوجہ آمنتہ بنت وھب وھی یومئیذ افضل امراتہ من قریش (2)

حضرت وہب ان دنوں عمر شرف بزرگی پارسائی کے اعتبار سے بنی زھرہ کے سردار تھے انہوں نے اپنی بیٹی حضرت آمنہ کا نکاح حضرت عبداللہؓ سے کردیا اور سیدہ آمنہ اسوقت قریش میں سب سے زیادہ افضل واعلی تھی حضرت شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے درمنشور میں حضور علیہ السلام

---

(1) شمس الدين أبو المعالى محمد بن عبدالرحمن بن الغرى (المتوفى:1167)،ديوان الأسلام ، باب النبى ﷺ ، ص 1/1
ابوالفداء، المختصر فى اخبار البشر، ص 71/1
ابن سعد، الطبقات الكبرى، ص 7/3
ابن هشام ، السيرة، ص 110/1
السهيلى ، الروض الانف،باب مولدالنبى ﷺ ص 210/1

(2) الصالحى، سبل الهدى والرشاد، ص 326/1
ابن اسحاق، السيرة، ص 8/1

کے ننھال کا ذکر حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کی روشنی میں اسطرح کیا ہے۔

لم یزل اللہ ینقلنی من اصلاب طیبتہ الی ارحام طاھرہ مصفی مہذباً

لاتنشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما بہ (1)

اللہ تعالی مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا جہاں کہیں نسب دو حصوں میں منقسم ہوئی مجھے بہتر حصہ میں رکھا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تقریب نکاح

ایک موقعہ جناب عبدالمطلب نے سیدنا عبداللہ کے ہم عمر بچوں سے فرمایا کہ پتہ کرو تمہارے دوست عبداللہ کہاں اور کس خاندان میں شادی چاہتے ہیں دوستوں نے پوچھا تو آپ نے جواباً فرمایا میری شادی تو ہوچکی ہے دوستوں نے حیرانی سے پوچھا وہ کیسے تو فرمایا میں نے اپنے جدامجد سیدنا ابراھیم علیہ السلام کوخواب میں دیکھا آپ فرمارہے تھے تیرا نکاح آمنہ بنت وھب کے ساتھ ہوگیا ہے مبارک ہو جب آپ کے دوستوں نے حضرت عبدالمطلب سے یہ بات بتائی تو آپ نے خوشی محسوس کی اور جناب وہب بن عبدمناف سے اپنے اس عظیم اور مقدس بیٹے کیلئے رشتہ چاہا جسے جناب وہب نے محبت سے تسلیم کرلیا (تفصیل گزرچکی ہے) یہ تقریب نکاح حرم کعبہ میں انعقاد پذیر ہوئی طواف کعبہ کے بعد دونوں خاندانوں کے سرکردہ افراد اکٹھے بیٹھ گئے اور جناب عبدالمطلب نے خطبہ پڑھا اور آپ نے اباواجداد کی عظمت بیان کی پھر دلہن کی طرف سے جناب وھب بن عبدمناف نے کھڑے ہوکر اپنے حسب ونسب کا ذکر کیا اور قدیم عرب رواج کے مطابق سیدنا عبداللہ اور سیدہ آمنہ کا نکاح ہوا۔ (2)

---

(1) ابو البقاء، المناقب المزیدیہ فی اخبار الملوک الاسدیہ، ص 97/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 256/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 176/1
السہیلی، الروض الانف، ص 273/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 367/1
[illegible] 307/2

بعض نے حرم کعبہ میں نکاح کی روایت کوضعیف کہا اور بتایا یہ نکاح حضرت وھب کے مکان پر ہی ہوا تھا مگر عربوں کے قدیم رواج کعبۃ اللہ سے وابستگی اور اپنے مسائل کا حل حرم کعبہ میں بیٹھ کر تلاش کا قدیم طریقہ پر نظر کرنے سے بھی انداز نکاح کا حرم کعبہ میں ہونا ہی قرین عقل وفکر محسوس ہوتا ہے۔ پھر اگر کسی باعث ضعف ہو بھی تو فضائل وکمالات میں ل نظر انداز ہو جاتا ہے نیز یہاں پر کسی شی کے حلال وحرام ہونے کی بحث نہیں کہ تردید ہو۔

حضور سید عالم ﷺ کے شکم مادر میں جلوہ گر ہونے کے متعلق لکھا ہے اس رات بت سرنگوں ہوئے تمام بادشاہ خاموش ہو گئے ہاتف غیبی اعلان کرر ہا تھا۔ ابوالقاسم کا ظہور قریب آ گیا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حمل کا ایمان افروز واقعہ

حضور سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں جب حضرت عبداللہ کی جبیں سے میرے شکم میں نور مصطفیٰ منتقل ہوا تو مجھے پتہ تک نہ چلا کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں اس واقعہ کو ابن جوزی نے اپنی کتاب الوفا میں بایں الفاظ نقل کیا ہے

ماشعرت انی حملت بہ ولا وجدت لہ ثقلاً کما تجد النساء الا انی انکرت حیفتی وآتانی آت وقال ھل شعرت انک حملت بسید ھذہ الامۃ (1)

مجھے پتہ چلا کہ میرے ایام ماہواری بند ہو گئے ہیں ایک روز خواب میں کوئی آنے والا آیا اور پوچھا آمنہ تجھے پتہ چلا تو حاملہ ہے میں نے جواب دیا نہیں پھر اس نے بتایا تم حاملہ ہو اور تیرے بطن میں اس امت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے سیدنا آمنہ فرماتی ہیں حمل کے ایام بڑے آرام سے گزرے۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ امید کے دنوں میں میرے سامنے ایک نور ظاہر ہوا اور اپنے گرد عورتوں کو دیکھا میں ان کے گھیرے میں تھی ان کا حسن و جمال مثالی

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 328/1
ابن سعد، الطبقات الکبری، باب ذکر حمل آمنۃ، ص 98/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 296/1

تھا پھران میں سے ایک نے کہا میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم ہوں یہ فرعون کی بیوی آسیہ ہے یہ صف بستہ خواتین حوران جنت ہیں ہم سب آپکی خدمت میں حاضر ہیں پھر چند پرندوں نے میرے گھر کو ڈھانپ لیا۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بشارات مقدسہ

حضور سید عالم ﷺ کی جلوہ گری کوئی ایسا اتفاقی عمل نہیں کہ اچانک ہو گیا جیسے بڑے بڑے واقعات اچانک رونما ہو جاتے ہیں یہ وہ انقلاب ہے جس کا صدیوں سے انتظار تھا۔ یہ وہ جلوہ ہے جس کے ظہور کیلئے انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اعلانات کرتے آئے یہ اس نور کا ظہور ہے جس کا ذکر خود رب قدوس جل مجدہ نے انبیاء علیہم السلام کی محفل میں فرمایا کہ اگر وہ تمہاری موجودگی میں آ جائے تو

لتوء منن بہ ولتنصرنہ

اسپر ایمان بھی لانا اور اسکی پیروی بھی کرنا حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند وہ بشارات جو میرے علم میں ہیں اور کتب سابقہ تورات انجیل زبور میں پائی جاتی ہیں ان کا ذکر کر دیا جائے مجھے ان بشارات کو ملکی اور غیر ملکی پادریوں کے سامنے مناظروں کے بڑے بڑے اجتماعات میں پیش کرنے کا بھی موقعہ ملا اور متعدد رسائل میں چھاپ کر تقسیم کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ اس سلسلہ میں مجھے مندرجہ ذیل پادریوں سے تفصیلی بحث کا موقعہ ملا پادری کے ایل ناصر گوجرانوالا، بابو غلام مسیح فیصل آباد، پادری الیگزنڈر ڈیوڈ ساہیوال، پادری میلا رام ساہیوال پادری سادھو سنگت مسیح لاہور پادری سادھو ہدایت مسیح کلارک آباد لاہور، مسٹر یوحنا، مسٹر شوکت الماس بابو اکبر

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 328/1
ابن سعد، الطبقات الکبری ،باب ذکر حمل آمنۃ ص 98/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 206/1
ابوالفتح،عیون الاثر، ص 37/1

گل خیالی ڈاکٹر فیروزالدین گوجرانوالہ بلکہ پاک و ہند کے مشہور پادری مسٹر عبدالحق جو ہندوستان کے ایک بڑے عربی مدرسہ دارالعلوم دیو بند کا فاضل تھا اور مرتد ہو گیا تھا) ان سے بھی بات ہوئی یہ غالباً ۱۹۵۴ میں ساہیوال آیا تھے اور عیسائیوں کے بہت بڑے جلسہ کو خطاب کیا تھا وہیں پر ہی ان بشارات پر تبصرہ ہوا اور جواب نہ دے پائے امن کا شور کر کے پولیس کو مداخلت کی دعوت دیدی جس پر بحث ختم ہوگئی۔

عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں

(1) گر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں باپ سے درخواست کرونگا تو وہ تمہیں دوسرا مدرگار بخشے کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (1)

تشریح

دوسرا مدرگار کون ہے؟ وہ حضور ﷺ ہی ہیں جنکی بشارت خود عیسی علیہ السلام دے رہے ہیں ابد تک ساتھ رہنے والا کون ہے وہ حضور ﷺ ہی ہیں جو اپنے اصلی وطن معراج کے موقعہ گئے مگر پھر واپس تشریف لے آئے عیسی علیہ السلام تو ابد تک ساتھ رہنے والے نہیں جو آسمان پر چلے گئے قیامت کے قریب آئیں گے۔

(2) عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاوں تو تسلی دینے والا نہیں آئے گا (2)

(3) عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں۔لیکن جب وہ حق کا روح آئے گا تو تمہاری سچائی سکھائے گا کیونکہ وہ آپ سے نہیں کہے گا لیکن جو کچھ وہ سنے گا وہ ہی کہیگا اور انہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔(3)

تشریح

وہ کون ہے جو اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے بتائے گا؟ وہ حضور کی ذات گرامی ہے جن

---

(1) یوحنا 15 : 14

(2) یوحنا 16 : 06

(3) یوحنا 16 : 13

کے متعلق قرآن مقدس فرماتا ہے

وما ینطق عن الھوی (1)

وہ اپنی طرف سے نہیں بولتا

آئندہ کی خبریں دینے والے کون ہے وہ حضور ﷺ ہیں جنہوں نے حشر تک کے معاملات قیامت کے واقعات قبر حشر نشر کی صورت حال سے انسانوں کو مکمل اگاہی کی۔

(4) میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس کا سوار کمان لئے ہوئے ہے اسے ایک تاج دیا گیا اور فتح کرتا ہوا نکلا تا کہ اور بھی فتح کرے۔ (2)

ہمارے رسول ﷺ کی سواری گھوڑا تھا (سفر السعادت) حضور ﷺ عربی کمان ہاتھ میں رکھتے تھے عموماً خطبہ کے وقت بھی کمان ہاتھ میں دکھائی دیتی حضور ﷺ مسلمانوں کو بھی تیراندازی کا حکم دیتے

ارموا فان اباکم کان رامیا (3)

تیراندازی کرو تمہارے باپ اسماعیل بھی تیراندازی کرتے تھے۔

انا فتحنالك فتحا مبیناً (4)

کا ارشاد مبارک بھی حضور ﷺ کیلئے ہی ہے ایسی فتح کا ذکر ہی مکاشفہ میں ہے۔

---

(1) النجم 53 :03

(2) مکاشفہ 6 : 02

(3) البخاری، الجامع الصحیح، باب التحریض علی الرمی، الرقم 2684، ص 30/10
الاحمد، المسند، باب حدیث سلمۃ بن الاکوع، الرقم 15931، ص 291/33
ابن ابی شیبہ، المصنف، 214/16
ابن ابی عاصم، الآحاد والمثانی، باب ما احسن ھذا اللھو، الرقم 2098، ص 435/6
الحاکم، المستدرك، باب ارموا یا بنی اسرائیل، الرقم 2421، ص71/6
الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 2918، ص 258/3
الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 6169، ص 130/6
ابو یعلیٰ، المسند، باب ارموا یا بنی اسرائیل، الرقم5985، ص373/12
ابن حبان، الصحیح، باب الرمی، الرقم 4779، ص 399/19

(4) الفتح 48 :01

(5) وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا-(1)

فاران مکہ مکرمہ کا نام ہے اور مکہ مکرمہ ہی حضور ﷺ کی جائے پیدائش ہے بائیبل میں جسقدر پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابیں موجود ہیں۔ان سب میں مکہ مکرمہ کا نام فاران ہے۔ کیونکہ اس جگہ فاران بن عوف نے قبضہ کیا تھا

پیدائش میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بیان کیا ہے-

وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا-(2)

(6) سلع کے بسنے والے گیت گائیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر للکاریں(3)

تشریح

انبیاء سابقین کی کتب میں سلع مدینہ منورہ کا نام ہے مورخ طبری کے بیان سے ثابت ہے کہ مسلمانوں نے جہاں خندق کھودی تھی وہاں پر ایک ٹیلہ ہے جس کا نام اہل مدینہ کی زبان پر: سلع : ہے۔اس میں محبوب پاک ﷺ کی آمد کا ذکر واضح ہے۔ان کے مدینہ منورہ آنے پر بچیوں نے گیت گائے ہیں۔

اشرق البدر علینا	من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا	ما دعا لله داع (4)

---

(1) استثناء 23 :02

(2) پیدائش 21 :21

(3) پیدائش 21 :23

(4) البیہقی، دلائل النبوۃ، باب لما قدم النبی ﷺ المدینۃ، الرقم 752، ص 364/2

البیہقی، دلائل النبوۃ، باب تلقی الناس رسول اللہ ﷺ، الرقم 2019، ص351/5

ابن کثیر، السیرۃ، ص270/2

ابن کثیر، السیرۃ، ص42/4

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص271/3

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص64/4

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص469/5

ابن قیم ، زاد المعاد، باب موضع ثنیات الوداع، ص480/3

(7) دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا اور خداوند جس کے تم طالب ہونا گہاں اپنی ہیکل میں آموجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزومند ہو آئے گا۔ (1)

تشریح

رب فرماتا ہے میں اپنے محبوب کی روانگی سے پہلے اپنے رسول خاص عیسی علیہ السلام کو بھیجوں گا جو اس کی بشارت سنائے گا وہ عہد کا رسول ہوگا اور حضور ﷺ عہد کے رسول ہیں۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین (2)

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پکا وعدہ لیا۔

اسی بشارت کا آخری حصہ ہے رب الافواج فرماتا ہے اس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے۔ حضور ﷺ ہی ہیں جن کی آمد کی تاب بت نہ لا سکے۔ شیطان نہ لا سکا۔ کسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے۔ آتش کدہ بجھ گیا۔

(8) محبت کبھی جاتی نہیں رہتی۔ نبوتیں موقوف ہوں گی زبانیں بند ہو جائیں گی اور علم بھی مٹ جائے گا۔ کیونکہ ہمارا علم ناقص اور ہماری نبوت ناتمام مگر جب وہ کامل آئے گا تو جو ناتمام ہے جاتا رہے گا۔ (3)

تشریح

مسیح کے بعد آنے والے نبوت تام والے کامل علم والے وہ کون ہیں؟ وہ پیارے محبوب پاک ﷺ ہی ہیں: جو کامل ہیں: وہ محبوب پاک ﷺ ہی ہیں۔

(9) یوحنا میں لفظ وہ نبی: درج ہے۔ وہ نبی سے مراد بھی ہمارے رسول پاک ﷺ ہی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی آنحضرت ﷺ بولا جاتا ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے۔ (4)

---

(1) ملاکی 03 :02

(2) آل عمران 03 :81

(3) قرنتیون 13 : 08

(10) ان کے لئے انہیں کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دونگا وہی ان سے کہے گا۔(1)

تشریح

یہ خطاب موسی علیہ السلام کو ہے کہ میں بنی اسرائیل کے لئے ان کے بھائیوں سے رسول بھیجوں گا جو تیری مانند ہوگا۔ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں اور حضور ﷺ بنی اسماعیل سے آئے۔ اس بشارت پر عیسائیوں کے ایک عالم پادری ڈبلیو گڈ سیک نے ایک دھوکہ دیا ہے وہ بھی سمجھتے جائیں۔ انہوں نے کہا یہاں بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل ہی ہیں۔ پادری صاحب کا یہ مفہوم روح بائیبل کے منافی ہے۔ بائیبل میں واضح طور پر بتایا گیا ہے بھائیوں سے مراد بنواسماعیل ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

خدا وند کے فرشتے نے اس سے کہا تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہو گا اس کا نام اسماعیل رکھنا۔ اس لیے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے اور اپنے سب بھائیوں کے سامنے جیتا رہے گا۔ (2)

اس حصہ پر غور کریں اسماعیل بنی اسرائیل کے بھائی ہیں۔ اسی درس نے یہ بھی واضح کیا کہ حضرت ہاجرہ لونڈی نہیں تھی ورنہ اسماعیل آزاد کیسے ہو سکتے ہیں۔

☆ ہمارا دعوٰی ہے یہ بشارت حضور ﷺ کی ہے یہود کہتے ہیں یہ بشارت یوشعؑ کے لئے ہے مگر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اس نبی کے ظہور ہونے کی بات ہے جو موسیٰؑ کے مماثل ہو اور بنی اسرائیل میں سے ہو بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل سے ہو۔ یوشعؑ کے لئے اس لئے نہیں کہ یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت خود موجود تھے اور نبی ہو چکے تھے۔ بعض پادریوں نے کہا یہ بشارت جو توراۃ استثناء میں ہے ہے عیسی علیہ السلام کے لئے ہے یہ بھی غلط ہے کہ موسیٰ اور عیسی علیہما السلام ایک دوسرے کے مماثل نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کبھی خدا کے بیٹے ہونے کا دعوٰی نہ کیا نہ وہ مصلوب ہوئے نہ کفارہ بنے۔ ہاں حضور ﷺ مماثل ہوتے نظر آتے ہیں دونوں خدا نہ ہونے میں ابن اللہ نہ ہونے میں مصلوب نہ ہونے میں کفارہ نہ ہونے میں شریعت کے مسائل میں جہاد کے

---

(1) استثنا 18: 17تا 19

(2) پیدائش 16: 12

اصولوں میں ہجرت کے کرنے میں مماثل دکھائی دیتے ہیں نیز اسی میں یہ بھی ہے کہ اپنا کلام منہ میں ڈالوں گا کہ فرشتہ وحی لے کر آئے گا۔ توراۃ وزبور کی طرح کتاب لکھی ہوئی نازل نہ ہوئی فرشتہ سے سن کر کلام اللہ پڑھے گا۔

(11) اور وہ کوہ سے چمکا۔ اس کا جلال چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند ہو گئی۔ (1)

تشریح

بشارت نمبر ۵ میں ذکر ہو گیا کہ فاران مکہ معظّمہ کا نام ہے حضور ﷺ کی آمد سے آسمان تو کیا پوری کائنات میں جلال آیا ہے زمین وآسمان حمد سے معمور ہو گئے۔ حتیٰ کہ آسمان والوں نے احمد ﷺ اور زمین والوں نے محمد ﷺ نام سے پکارا۔

(12) یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یروشلم کے یہودی کاہن اور لاوی سے پوچھنے کو اس کے پاس بھیجا کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے کیا تو ایلیاہ ہے اس نے کہا میں ایلیاہ نہیں ہوں کیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں (2)

تشریح

یوحنا کے اس درس سے بات واضح ہے کہ اہل یروشلم کو حضرت مسیح اور حضرت ایلیاہ کے علاوہ کسی اور نبی کا انتظار تھا اور وہ نبی ان کے ہاں اتنا متعارف اور جانا پہچانا تھا کہ نام پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ نیز یہی انجیل یوحنا ۷۔۴۰ میں ہے۔ کہ وہ نبی حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ ہے۔ عبارت یہ ہے تب ان لوگوں میں سے بہتیروں نے سن کر کہا فی الحقیقت یہ وہ نبی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا مقابلہ میں ذکر کرنا واضح دلیل ہے کہ وہ نبی حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ ہے۔ اب اگر وہ نبی سے مراد حضور ﷺ نہ لئے جائیں تو علماء یہود و نصاریٰ بتائیں کہ وہ کون ہے نیز حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں کئی علماء یہود و

---

(1) یوحنا 18:01

(2) یوحنا 20:01

نصاریٰ نے اعتراف کیا کہ وہ نبی سے مراد یہی ہے اور حضور ﷺ پر ایمان لے آئے جیسے مخیّریق یہودی ضغاطر عیسائی اور کئی افراد نے اعتراف تو کیا مگر ایمان نہ لائے۔ جیسے ہرقل شاہ روم عبداللہ بن صوریاہ وغیرہ۔

(13) اور اسماعیل کے حق میں میں نے بہتر دعا سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے آبرومند کروں گا اور اسے بڑھاؤں گا۔(1)

تشریح

خدا کا یہ خطاب حضرت ابراہیم کو ہے اور اس سے پچھلی آیت میں حضرت اسحاق کی برکت کا ذکر کیا ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت کا ذکر ہے چونکہ دونوں بیٹیوں کی اولاد نے برکت حاصل کی جب دوسرے بیٹے کو برکت دینے کا وقت آیا تو یکسر نظام بدل دیا گیا **بنی** اسماعیل کی طرف برکات کا رخ کر دیا ذرا غور کیا جائے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں حضور ﷺ سے بڑھ کر کون زیادہ آبرومند ہے کون زیادہ بابرکت ہے اور کنعان کی زمین کس کی وراثت میں ہوگی تورات کے اسی درس میں یہ الفاظ بھی درج ہیں اس سے بارہ سردار ہوں گے۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں بارہ سردار کہاں ہیں اس ضمن میں حضور ﷺ کا ارشاد پیش نظر ہے۔"

لایزال حیی الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ و کلھم من قریش(2)

اسلام کا پہیہ بارہ خلفاء پر گھومے گا وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(14) خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر آشکارا ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا(3)

---

(1) پیدائش 20 :18

(2) أبو عوانۃ یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم النیسابوری الاسفراییني (المتوفی:316)، مستخرج أبي عوانۃ ،باب بیان عدد الخلفاء بعد رسول اللہ ﷺ الرقم 5631، ص 498/13
المسلم ، الجامع الصحیح، باب الناس تبع لقریش، الرقم 3395، ص 335/9
الاحمد، المسند، باب حدیث جابربن سمرہ ، الرقم 19922، ص 356/42
ابن ابی عاصم، الاحاد والمثانی، باب لایزال الاسلام عزیزا۔۔۔، الرقم 1304، ص 262/4
ابن حبان ، الصحیح، الرقم 6787، ص 367/27

عربی میں ترجمہ اس طرح ہے

جاء الرب من سینآ واشرق لھم من ساعیر وتلاء لہ من جبال فاران

اس درس میں تین بشارتیں مذکور ہیں طور سینا کا ذکر یہاں پر موسٰی علیہ السلام کو توراۃ عطا کرنا مراد ہے ساعیر ایک پہاڑی کا نام ہے جو شہر ناصرہ میں ہے عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کا اشارہ ہے فاران مکہ مکرمہ کا نام ہے اس سے حضور ﷺ کی رسالت ونبوت کا ذکر ہے۔حضور ﷺ کے ذکر مبارک کا آخر میں آنا آپ کے آخری نبی ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے یا یہ کہہ لیجئے توراۃ کے اس درس نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کیا ہے۔

یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا۔

(15)"یہودا سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصاء موقوف ہوگا جب تک شیلا نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔ (1)

تشریح

ہمارے ہاں شیلا سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے عیسائیوں کا خیال ہے اس بشارت سے مراد حضرت عیسٰی علیہ السلام ہے مگر درس کا مفہوم بڑا واضح ہے اس عبارت کا سیاق چاہتا ہے کہ شیلا کو یہودا کی نسل سے خارج مانا جائے اس لئے کہ شیلا کے ظہور سے یہودا کی نسل کا انقطاع اسی وقت متصور ہوگا جب شیلا کی نسل یہودا سے الگ ہوگی اور حضور ﷺ نسل یہودا سے نہیں نسل اسماعیل سے ہیں انجیل متی کے پہلے صفحہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے عیسٰی علیہ السلام نسل یہودا سے خارج نہیں کہ آپ داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور داؤد علیہ اسلام یہودا کی نسل سے ہیں۔

(16) زبور باب نمبر ۴۵ کے شروع سے بیس آیۃ تک ہر آیۃ حضور ﷺ کی کھلی بشارت ہے غور سے مطالعہ کیا جائے مفہوم وخلاصہ درج ذیل ہیں۔

"سب سے اعلیٰ وافضل بادشاہ ہونا" (2)

---

(1) پیدائش 10:49

(2) زبور 13:45

تشریح

حضور ﷺ کی بادشاہت مسلمہ ہے انبیاء علیہم السلام پر ان کی برتری افضلیت واضح ہے آپ کی کتاب آپکا دین آپ کی شریعت سب پر حاوی ہے آپ کی آمد پر تمام صحائف کے احکام نبدتمام شریعتیں موقوف تمام جلے چراغ گل ہو گئے لہذا اس سے مراد حضور ﷺ ہی ہیں۔

(17)" حسین وجمیل ہونا" (1)

تشریح:۔آپ کے حسن و جمال کا جواب نہیں حضرت حسان کی یہ بات ذہن میں رہے میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین دیکھا ہی نہیں یہاں پر سوال ہوتا ہے حسان کا نہ دیکھ سکنا دلیل نہیں بن سکتی ہے کہ حضور ﷺ سے زیادہ کوئی حسین ہے ہی نہیں تو جناب حسان نے دوسرے مصرعہ میں جواب دے دیا ہے کہ کسی خاتون نے جنا ہی نہیں تو دیکھا کیسے جائے گا۔حضرت حسان نے حضور ﷺ کے حسین وجمیل ہونے کے بارے میں اپنے دوسرے شعر میں حد کردی۔

خلقت مبرأً من کل عیب

کأنك قد خلقت کما تشاء (2)

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا آپ حسب منشا پیدا ہوئے۔

(18)" شیریں زبان اور فصیح اللسان ہونا"(3)

تشریح:۔آپ کا فصیح اللسان ہونا بھی مسلم ہے۔ہزاروں احادیث مبارکہ آج بھی موجود میں جن سے آپ کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔حضور ﷺ کے سامنے عرب کے فصحا کا دم بخود ہو جانا ہی دلیل ہے

---

(1) زبور 45 : 01

(2) عبدالرزاق بن حسن بن ابراهیم البیطار المیدانی الدمشقی (المتوفی:1335)،حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر،ص 252/1

محمد خلیل بن علی بن محمد بن محمد مراد الحسینی ،أبو الفضل (المتوفی:1206)، سلك الدرر فی أعیان القرن الثانی عشر،ص294/1

محمد أمین بن فضل الله بن محب الدین بن محمد المحبی الحموی الأصل ،الدمشقی (المتوفی:1111)خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر،ص 13/3

تیرے سامنے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی کہہ کہ منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

(19)۔"زمانہ بھر میں مبارک ہونا" (1)

تشریح

دنیا بھر میں مسلمان حضور کے لئے برکت کی دعا کر رہے ہیں

اللھم بارك علی محمد (2)

واضح اور کھلی دلیل ہے آپ کا مبارک فی الدہر ہونا واضح ہوتا ہے لہٰذا اس بشارت سے مراد بھی حضور ہی ہیں۔

(20)۔"پہلوان قوی وتوانا ہونا"(3)

تشریح

اس درس سے مراد بھی حضور ہیں کہ آپ اپنے دور میں سب سے قوی، مضبوط، توانا اور طاقتور تھے۔ حضور نے رکانہ پہلوان کو دو مرتبہ پچھاڑا ہے پھر حضور نے فرمایا اگر تو اللہ سے ڈرے اور میری اتباع کرے تو میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب شے دکھا سکتا ہوں اس نے کہا وہ کیا ہے تو آپ نے ایک درخت کو بلایا جو زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور پھر واپسی کا حکم ملنے پر واپس چلا گیا۔(4)

---

(1) زبور 45 :04

(2) البخاری، الجامع الصحیح، باب واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، الرقم 3119، ص 156/11
البخاری، الجامع الصحیح، باب ان اللہ و ملائکتہ۔۔۔، الرقم 4423، ص 484/14
البخاری، الجامع الصحیح، باب الصلوٰۃ علی النبی ، الرقم 5880، ص 441/19
المسلم، الجامع الصحیح، باب الصلوٰۃ علی النبی ، الرقم 614، ص 374/2
ابو داؤد، السنن، باب الصلوٰۃ علی النبی ، الرقم 830، ص 161/3
النسائی، السنن، باب کیف الصلوٰۃ علی النبی ، الرقم 1269، ص 59/5

(3) زبور 45 :05

(4) ابوداؤد، السنن، باب فی العمائم، الرقم 3556، ص 111/11
الترمذی، السنن، باب العمائم علی القلانس، الرقم 1706، ص 429/6
البیہقی، شعب الایمان، فصل فی العمائم، الرقم 5990، ص 255/13

(21)۔"شمشیر پسند ہونا" (1)

تشریح

تلوار آپ کا پسندیدہ ہتھیار ہے یہ بھی معنی ہے کہ آپ صاحب جہاد ہوں گے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام توراۃ کی اس بشارت پر پورے نہیں اترتے کہ انہوں نے کبھی جہاد کیا ہی نہیں نہ کبھی کسی قسم کا حصہ لیا آپ کی شریعت میں جہاد بالسیف ہے ہی نہیں لہٰذا اس درس سے مراد بھی حضور ﷺ ہی ہیں۔

(22)"صاحب صداقت ہونا"(2)

تشریح

حضور ﷺ ہی کے بارہ میں یہ ارشاد ہے آپ کا صاحب صداقت ہونا قرآن مقدس اس طرح بیان فرماتا ہے۔

"والذی جاء بالصدق" (3)

وہ جو سچی بات لے کر آئے دوسری جگہ پر اس طرح ارشاد ہے۔

" بل جاء بالصدق وصدق المرسلین" (4)

حق کو لے کر آئے اور انبیاء علیھم السلام کی تصدیق کی

ایک موقعہ پر مضر بن حارث نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا۔

ھواصدقکم حدیثا

وہ تم سب میں سے زیادہ سچا ہے۔ ہرقل نے ابوسفیان سے آپ کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ صفا پہاڑی پر آپ نے اپنے پہلے خطاب میں فرمایا

---

(1) زبور 45 :06

(2) زبور 45 :07

(3) الزمر 39 : 33

(4) الصافات 37 :37

هل وجد تمونی صادقاًاو کاذباً (1)

تم مجھے نے سچا پایا یا جھوٹا ؟

قالو یا محمد بل وجد ناك صادقاً (1)

سب نے کہا اے محمد ہم نے تجھے ہمیشہ سچا پایا۔

(23)"دائیں ہاتھ سے عجیب وغریب کرشمہ کا ظاہر ہونا"(2)

زبور کی یہ بشارت بھی حضور ﷺ کے لئے ہے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا بھی دائیں ہاتھ کی انگلی کے اشارے سے ہی ہے مٹھی بھر مٹی سے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں دائیں ہاتھ سے ہی ہے۔ پانی کے پیالہ میں دایاں ہاتھ رکھا تھا کہ انگلیوں سے چشمے بہہ گئے اور پوری فوج کے پانی استعمال کرنے کے باوجود ختم نہیں ہو سکا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(24)۔"تیرانداز ہونا"(3)

زبور کے اسی باب میں ایک بشارت یہ بھی ہے کہ وہ تیرانداز ہو گا صفت تیراندازی بھی ہمارے رسول کریم ﷺ میں ہی پائی جاتی ہے اور تیراندازی بنی اسماعیل کا مشہور خاصہ ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے

ارموابنی اسماعیل فان اباکم کان رامیاً (4)

---

(1) الترمذی، السنن، باب ومن سورۃ تبت یدا ابی لهب ، الرقم 3286، ص 208/11

(2) زبور 45 :09

(3) زبور 45 :10

(4) البخاری، الجامع الصحیح، باب التحریض علی الرمی، الرقم 2684، ص 30/10

الاحمد، المسند، باب حدیث سلمۃ بن الاکوع، الرقم 15931، ص 291/33

ابن ابی شیبه، المصنف، 214/16

ابن ابی عاصم، الآحاد والمثانی، باب ما احسن هذا اللهو، الرقم 2098، ص 435/6

الحاکم ، المستدرك، باب ارموا یا بنی اسرائیل، الرقم 2421، ص71/6

الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 2918، ص 258/3

اے اسماعیل کی اولاد تیراندازی کرو تمہارے والد اسماعیل علیہ السلام نے تیراندازی کی ہے

ایک اور دوسری حدیث شریف میں ہے

من تعلم الرمیی ثم ترکہ فقد عصانی (1)

جس نے تیراندازی سیکھ کر ترک کر دی وہ ہم میں سے نہیں۔

(25) زبور کے اسی باب میں ایک صفت یہ بھی ہے لوگوں کا اس کے نیچے گرنا یعنی مخلوق خدا کا ان کے تابع ہونا یہ وصف بھی حضور ﷺ میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے یہود و نصاریٰ سے صدیوں بعد آنے والا یہ اسلام دیکھتے ہی دیکھتے کائنات پر محیط ہو گیا مکہ مکرمہ مدینہ منورہ میں لوگ فوج در فوج اسلام میں شامل ہوئے اور آج بھی اس کی برق رفتاری دیکھی جا سکتی ہے۔ قرآن مقدس نے بھی اس عنوان کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

یدخلون فی دین اللہ افواجاً (2)

آپ نے دیکھ لیا لوگ دین میں فوج در

فوج آرہے ہیں۔

(26)۔ زبور کے اسی باب میں اس کے تخت کا ابدالآباد تک رہنا بھی ہے یعنی اس کی شریعت ابدالآباد تک رہے گی۔ یہ صفت بھی حضور ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جارہی ہے۔ حضور ﷺ پر اتاری گئی کتاب قرآن حکیم کا ابدالآباد تک رہنا واضح ہے قرآن مقدس نے خود فرمایا

وانا لہ لحافظون (3)

اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں تورات، انجیل، زبور کے حالات کسی سے مخفی نہیں ان کتابوں کے تضادات اور تحریفیں ہماری کتاب علم القرآن میں تفصیل سے درج ہیں۔

(27)۔ زبور کے اسی باب میں یہ بھی علامت ہے " صداقت کا دوست ہونا اور شرارت کا دشمن ہونا" حضور ﷺ کی زندگی پاک میں اچھائی سے محبت برائی سے نفرت کا اصول واضح درخشاں رہا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے صداقت سے مراد ابوبکر صدیق ہوں اور شرارت سے ابوجہل ہو صدیق اکبر بلا شبہ سرتاپا صداقت تھے اور ابوجہل سراپا پیکر شرارت تھا۔

---

(1) ابن ماجہ ، السنن، باب الرمی فی سبیل اللہ ، الرقم 2804، ص 327/8
ابن ابی شیبہ ، المصنف، 214/6

(2) النصر 02:110

(28) زبور کے اسی باب میں یہ علامت بھی ہے "اس کے گھرانہ میں بادشاہوں کی بیٹیاں اور ہدایا کا آنا" اس علامت کا مصداق بھی حضور ﷺ ہیں حضرت صفیہ خیبر کے امیر کی بیٹی تھیں حضور ﷺ کے گھر آئیں۔ مقوقس قبط کے بادشاہ نے آپ کی خدمت میں تین لونڈیاں ایک حبشی غلام ایک سفید خچر ایک سفید حمار اور ایک گھوڑا اور کچھ کپڑے بطور ہدیہ ارسال کیے تھے۔

(29) زبور کے اسی باب میں ایک علامت یہ بھی بیان ہے " کہ ابدالآباد تک لوگوں کا ستائش کرنا" یہ بات حضور ﷺ پر سچی آتی ہے پوری کائنات خداوند کا ذکر کرتی ہے جہاں خدا کا ذکر ہوتا ہے وہاں حضور ﷺ کا بھی ہے

اذا ذکرت ذکرت معی (1)

میرے ذکر کے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا۔

(30) صحیفہ حبقوق علیہ السلام باب تین آیہ تین کی عبارت حضور ﷺ کی کھلی بشارت ہے " خدا تیما سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاراں سے آیا اور اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی۔ (2)

تشریح

بجز رسول اللہ ﷺ کے کسی اور سے متعلق ہو ہی نہیں سکتی حضور ﷺ کے بغیر کون ہے جو فاران سے مبعوث ہوا مکہ مکرمہ کا نام ہے زمین حمد سے معمور ہوئی حضور ﷺ کے اسماء حسنیٰ محمد احمد اس کی کھلی دلیل ہیں۔

(31) کتاب یوحنا میں درج ہے

" خداوند نے مجھے یوں فرمایا جانا نگہبان بٹھلا جو کچھ دیکھے سو بتلائے اس نے سوار دیکھے جو دو دو آتے تھے اور گدھوں پر بھی سوار اور اونٹوں پر بھی" (3)

---

(1) ابویعلیٰ، المسند، بأب کیف رفعت ذکرك؟ الرقم 1349، ص 393/4
ابن حبأن، الصحیح، الرقم 3451، ص 265/14

(2) صحیفہ حتوق 02:03

تشریح

اس بشارت میں حضرت یسعیاہ علیہ السلام نے دو نبیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے گدھے کی سواری سے اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر ہی بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے اونٹ کی سواری سے اشارہ حضور ﷺ کی طرف ہے کہ آپ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو اونٹنی پر سوار تھے۔

کتاب یسعیاہ باب نمبر ۴۲ کی یہ آیہ بھی حضور ﷺ کی واضح اور کھلی بشارت ہے "دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدل جاری کرے گا" (1)

یہ بشارت بھی حضور ﷺ کے بارے میں واضح ہے میرا بندہ کا ترجمہ عبداللہ ہے اور عبداللہ آپ کے ناموں میں ایک نام ہے قرآن مقدس نے حضور ﷺ کا یہ نام ذکر کیا

لما قام عبداللہ (2)

جب عبداللہ کھڑا ہوا قرآن مقدس نے کئی مقامات پر حضور ﷺ کو لفظ عبد سے ذکر فرمایا ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ (3)

وہ ذات پاک ہے جس نے سیر کروائی اپنے بندے کو۔ دوسری جگہ پر ہے

مما نزلنا علیٰ عبدنا (4)

اس چیز سے جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری۔

اگر توراۃ کی اس بشارت کو عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سمجھیں تو غلط ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں یا خدا کے بیٹے اور روح سے مراد یہاں وحی الٰہی ہے جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی "اور عدالت جاری کرے گا" یہ فقرہ واضح طور پر بشارت

---

(1) یسعیاہ 42:

(2) الجن 19:72

(3) الاسراء 01:17

ہے قرآن مقدس نے شوریٰ میں فرمایا

و امرت لا عدل بینکم (1)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں عدالت جاری کریگا یہ اس طرح بھی واضح ہے کہ حضور ﷺ صاحب حکومت اور صاحب عدالت نبی ہیں جب کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہ صورت نہیں۔

(32) کتاب یسعیاہ باب نمبر ۶۰ کی پہلی آیہ دیکھیں "اٹھ منور ہو کیونکہ تیرا نور آ گیا اور خداوند کا جلال تجھ پر ظاہر ہوا" (2)

یہ خطاب سرزمین مکہ سے ہے کہ صدیوں سے تجھ پر کفر و شرک اور گمراہی کی ظلمت چھائی تھی وہ حضور ﷺ کی نبوت اور نور قرآن سے زائل ہوگئی۔

(33) کتاب یسعیاہ کے اسی باب کی آیہ تین دیکھیں "اور قومیں تیری روشنی کی طرف آئیں گی اور سلاطین تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گے "(3)

سبھی جانتے ہیں نور مصطفیٰ کے جلوہ گر ہونے پر شرق و غرب، جنوب و شمال سے اسلام کی روشنی کی طرف لوگ چلے آئے امیر غریب سبھی کے سبھی بلا امتیاز داخل اسلام ہوئے۔

(35) اسی کتاب یسعیاہ کے اسی باب نمبر ۶۰ کی آیہ نمبر ۷ پڑھیے "قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی نبایوت کے سب مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے "(4)

یہ بشارت بھی واضح طور پر حضور ﷺ کی ہے قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے جسے کتاب پیدائش ۲۵ ویں باب میں وضاحت سے مذکور ہے ہر سال اونٹوں اور سانڈنیوں پر سوار ہو کر حج بیت اللہ شریف کے لئے آتے ہیں قیدار کی ساری بھیڑیں وہاں جمع ہو جاتی ہیں اور نبیط سے مراد شرقی شمالی عرب کے قبائل مراد ہیں یعنی یہ لوگ نعرے بلند کرتے ہوئے تیرے پاس حاضر ہوں گے نعرہ یہی ہے اللھم لبیك نبیط۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فرزند کا نام ہے بجز حضور ﷺ کے یہ بشارت کسی پر منطبق ہو ہی نہیں سکتی۔

---

(1) الشوریٰ 42 : 15

(2) یسعیاہ 60 :01

(3) یسعیاہ 60 :03

(36)اسی کتاب یسعیاہ کے اسی باب نمبر ۶۰ کی آیہ نمبر ۱۳ بھی حضور ﷺ کی بشارت کی ہے "لبنان کا جلال تیرے پاس آئے گا سرو اور صنوبر سب آئیں گے تا کہ تیرے مقدس شہر کو آراستہ کریں اور تیرے غارت گروں کے بیٹے تیرے سامنے جھکتے ہوئے آئیں گے اور تیری تحقیر کرنے والے سب تیرے قدموں میں گریں گے"(1)

تشریح

اس وقت کو لبنان کہا ہے وہ مکہ معظّمہ کو ہوگا اسرائیل کا شرف کعبہ منتقل ہو جائے گا اور جو کعبہ کو حقارت سے دیکھے گا وہ برباد ہوگا۔ جیسے امراء مصر اور اس سے پہلے دشمنوں نے حقارت سے دیکھا اور برباد ہو گئے۔

(37)اسی کتاب اسی باب کی آیت نمبر ۱۴ ملاحظہ کریں "اور وہ تیرا نام خداوند کا شہر اسی اسرائیل کے قدوس صیوں رکھیں گے صیوں جس طرح یروشلم کے ایک پہاڑ کا نام ہے اسی طرح صیوں مکہ مکرمہ کا بھی نام ہے جسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت باب نمبر ۴ میں لکھا ہے۔(2)

اسی کتاب یسعیاہ کے باب نمبر ۵۴ اور باب نمبر ۶۵ میں نہائت دلچسپ ہیں ان ابواب کی تشریح کے لیے ہمارے عنوان سے نہایت اہم معاون ہیں۔

(38) کتاب دانیال باب نمبر ۲ کی آیت نمبر ۲۲ سے لے کر آیت نمبر ۴۴ تک دلچسپ بشارت ملاحظہ فرمائیں۔(3)

تشریح

اس کی تفصیل یہ ہے بخت نصر بادشاہ نے ایک پریشان کن خواب دیکھی ایک خوبصورت عورت اس کے سامنے ہے جس کے اعضاء مختلف اقسام کی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں سونا، چاندی، لوہا حتیٰ کہ پتھر وغیرہ اس نے معبرین کو بلایا اور تعبیر چاہی مگر سبھی عاجز آئے یہ صورت حال حضرت دانیال علیہ السلام سے عرض کی گئی آپ نے وحی الٰہی سے اس خواب کی تعبیر پائی اور پھر

---

(1) یسعیاہ 13 : 60

(2) ازالۃ الاوہام، ص 504

تفصیل بخت نصر کو بتا دی کہ اس صورت سے مختلف اشیاء مراد ہیں سلطنتوں کا ذکر ہے اوران کا بدلتے رہنا ہے یہاں تک کہ ایک سلطنت آئے گی جو مضبوط ہوگی بدلنے والی نہ ہوگی۔عبارت یہ ہے اوران بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اوراسکی حکومت کسی اورقوم کے حوالہ نہ کی جائے گی۔وہی ابد تک قائم رہے گی۔بشارت واضح ہے۔عہد فاروقی میں قیصرو کسرٰی کا نام ونشان مٹ گیا۔ (1)

لیظھرہ علی الدین کلہ (2)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا تا کہ تمام ادیان پر غالب آجائے

ھلك کسرٰی فلا کسریٰ بعد و ھلك قیصر فلا قیصر بعد (3)

کا مفہوم واضح ہوگیا آسمانی بادشاہت نے پتھرزمین پر ایسا گرایا کہ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کو پیس کررکھ دیا آسمانی شریعت (اسلام) قیامت تک باقی رہے گی۔(4)

(39) انجیل متی باب نمبر۳ کی پہلی آیت ملاحظہ فرمائیں ان دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب آگئی ہے یہ وہی ہے جس کا ذکر نبی کی معرفت یوں ہوا خداوند کی راہ تیار کرو اس کے سیدھے راستے بناؤ یہ کون ہے جس کی آمد کی خبر یوحنا دے رہے ہیں کہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے معلوم ہوتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا ذکر نہیں ان کے بعد کسی آنے والا کا ہے اگر اس سے مراد مسیح علیہ السلام ہوتے جسے بعض کم فہم پادریوں

---

(1) دانیال 44: 06

(2) التوبہ 33:9

الفتح 28:48

الصف 09:61

(3) البخاری، کیف کانت یمین النبی ﷺ ، الرقم ،6140، ص 312/20

البخاری، الجامع الصحیح،الرقم 2888، ص 363/10

البخاری، الجامع الصحیح،الرقم 2889، ص364/10

البخاری، الجامع الصحیح،الرقم 3349، ص 450/11

الترمذی، السنن، باب ما جآء اذا ذھب کسری ۔۔۔، الرقم 2142، ص 151/8

الاحمد، المسند، مسند ابی ھریرہ، الرقم 6887، ص 428/14

نے تاویل کردی تو عبارت یوں ہوتی آسمان کی بادشاہت آگئی ہے نزدیک کا لفظ نہ ہوتا متی کی آیت بھی حضور ﷺ کی کھلی بشارت ہے۔(1)

(40) متی باب کی آیت نمبر ۱۱ آپ نے پڑھی جس میں یوحنا کے اعلان کا ذکر ہے آپ اسی کتاب انجیل متی کے باب نمبر ۴ آیت نمبر ۱۷ بھی غور سے پڑھیں کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا فرمارہے ہیں اس وقت کے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان حضور ﷺ کی آمد کا کھلا اعلان ہے رہا بعض کم فہم پادریوں کا یہ کہنا کہ یسوع کے اس اعلان سے مراد یوحنا ہے تو کس قدر غلطی ہے عاقبت اندیشی اور تعلیمات انجیل سے ناواقفی ہے کیا یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا یوحنا کا مقام یسوع سے بڑا ہے جن لوگوں نے کہا ہے کہ یوحنا یسوع مسیح کا صحابی ہے کیا وہ غلط ہے؟ یسوع اور یوحنا کا زمانہ ایک نہیں تو یوحنا نے انجیل لکھ کیسے لی مسیح سے روایات کیسے لے لیں۔(2)

(41) انجیل متی باب نمبر ۲۱ آیہ نمبر ۴۳ پر غور کریں عیسیٰ علیہ السلام کا ایک فرمان یہ بھی ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس پر وہ گرے گا پیس ڈالے گا۔(3)

تشریح

عیسیٰ علیہ السلام کا کھلا اعلان ہے بادشاہت تم سے لے لی جائے گی دوسری قوم کو دے دی جائے گی بنی اسرائیل سے یہ دوسری قوم کون ہے وہ بنی اسماعیل ہیں۔نبوت بنی اسرائیل سے ختم ہوئی اور بنی اسماعیل میں آگئی جنگ بدر میں قریش آپ پر گرے اور چکنا چور ہو گئے۔آپ کے بعد صحابہ کرام ایران،شام،روم پر گرے اور سب کو چکنا چور کر دیا۔پھل اور میوہ لانے والی قوم بنی اسماعیل ہیں اس بشارت کا مصداق حضور ﷺ کے بغیر کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

---

(1) انجیل متی 03 : 01

(2) انجیل متی 04 : 17

(3) انجیل متی 21 : 43

(42) انجیل متی باب نمبر ۳ آیت نمبر ۱۱ بھی حضور ﷺ کی بشارت ہے مضمون اس طرح ہے میں تو تم کو توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں یہ کلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جو آپ نے اپنے حواریین سے فرمایا افسوس اتنے کھلے واضح اشارہ کے بعد بھی اس بشارت پر شکوک وشبہات کیے جائیں۔ یہاں بھی مسیحیوں کا وہی گھسا پٹا جواب ہے کہ اس سے مراد یوحنا ہے اگر مسیحوں کا یہ موقف حق پر مبنی ہے اور وہ دل کی گہرائیوں سے بھی انجیل کا مفہوم نہیں سمجھتے ہیں تو انہیں برملا اعتراف کر لینا چاہیے یوحنا کا درجہ یسوع مسیح سے اونچا ہے یسوع یوحنا کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق ہی نہیں پھر مسیحوں کو کھلے دل سے یوحنا کو خدا وند یوحنا روح القدس یوحنا کے الفاظ دینے چاہیے نہ معلوم اس سے ہچکچاہٹ کیوں ہے؟ (1)

(43) انجیل یوحنا باب نمبر ۱۴ آیت نمبر ۳۰ میں حضور ﷺ کی آمد کی بشارت واضح ہے عبارت یہ ہے اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہیں کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں اس واضح اور کھلی بشارت کا انکار محض ہٹ دھرمی اور تعصب ہی ہوسکتا ہے لاہور کے قریب عیسائیوں کا مشہور قصبہ کلارک آباد میں ۱۹۵۵ء میں ایک جلسہ عام میں اسلام اور عیسائیت کے عنوان پر تقریر کا موقعہ ملا میں نے دوران تقریر یہی بشارت پڑھ کر سنائی تو ایک پادری صاحب نے کھڑے ہو کر اعتراض کیا کہ مولوی صاحب یہاں سردار سے مراد تمہارا نبی نہیں ہے بلکہ انجیل کی تفاسیر میں اس سے مراد شیطان کا آنا ہے (معاذ اللہ) تو میں نے فوراً کہا کہ شیطان عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نہ تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکاری کون تھا جنت سے مردود اور لعنتی ہو کر کون نکلا تھا بائبل اور انا جیل نے جو مسیح سے قبل شیطان کا ذکر کیا وہ درست ہے یا غلط۔

(44) کتاب پیدائش باب نمبر ۴۹ کی آیت نمبر ۱۲ یہ ہے اس کی آنکھیں لال ہوں گی اور اس کے دانت دودھ سے سفید ہوں گے (2)

یہ بشارت بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کی ہے زرقانی شرح مواہب میں ہے جب حضور ﷺ تجارت کے لئے بصریٰ تشریف لے گئے تو ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام کیا اسی جگہ نسطورا راہب

---

(1) انجیل متی 11: 03

(2) پیدائش 12: 49

پڑاؤ رکھتا تھا نسطورا نے میسرہ غلام سے پوچھا کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہے میسرہ نے کہا یہ سرخی آپ کی آنکھوں میں ہمیشہ رہتی ہے کبھی جدا نہیں ہوتی اس وقت نسطورا نے کہا یہ آخری نبی ہے۔ کاش میں اس کی بعثت کا زمانہ پاؤں۔ شیخ جلال الدین نے تاریخ مصر میں لکھا ہے۔ جب حضرت طالب حضور ﷺ کا والا نامہ لیکر مصر کے بادشاہ مقوقس کے ہاں گئے تو شاہ مصر نے نبی آخر الزماں کی علامت بیان کرتے ہوئے کہا سرخی ان کی آنکھوں سے جدا نہیں ہوتی حضرت طالب نے کہا بے شک ان کی چشمان مبارک سے سرخی کبھی جدا نہیں ہوئی چنانچہ آپ کے شمائل میں اشکل العین کا لفظ آیا ہے اشکل ایسی آنکھ کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں اور بعض روایات میں ارعج کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہے سیاہی۔ دونوں روایات میں تعارض نہیں ہے حسن و جمال کے لئے سرخی و سیاہی دونوں درکار ہیں۔

(44) اسی کتاب پیدائش باب نمبر ۴۹ کی آیت نمبر ۱۱ میں ایک بشارت اس طرح ہے وہ اپنا گدھا انگور کے درخت سے باندھے گا یہ بشارت حضور ﷺ کے بارہ میں ہے انطباق کے لئے مدارج النبوت کی تحریر قابل مطالعہ ہے جب حضور ﷺ نے خیبر فتح فرمایا تو وہاں ایک سیاہ حمار دیکھا آپ نے اس سے کلام فرمایا اس کا نام پوچھا اس نے اپنا نام بتایا اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے میری دادی کی نسل سے ساٹھ حمار پیدا کئے جن پر سوائے نبی کے کسی نے سواری نہیں کی اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے۔ میری دادی کی نسل سے میرے سوا اب کوئی نہیں رہا اور انبیاء علیہم السلام سے آپ کے سوا کوئی نہیں رہا چنانچہ حضور ﷺ نے اس پر سواری فرمائی اور وہ حمار آپ کے وصال کے بعد ایک کنویں میں گر کر مر گیا۔ (1)

(45) اسی کتاب پیدائش 49/11 کا ایک حصہ یہ ہے وہ اپنا لباس مے میں اور اپنی پوشاک آب انگور میں دھوئے گا۔ اس آیت کا عبرانی سے ترجمہ کرنے میں زیادتی کی گئی ہے معنی یہ ہے کہ اس نبی آخر الزماں کی شریعت میں شراب حرام کی جائے گی جس طرح دوسری نجاسات سے کپڑوں کو دھونے کا حکم ہے اسی طرح شراب سے بھی کپڑوں کے پاک کرنے کا حکم دیا جائیگا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں محبت الٰہی کی شراب میں استغراق مراد ہو رب قدوس جل مجدہ سے محبت کرنے میں حضور ﷺ کی امت سے بڑھ کر کوئی امت نہیں ہوسکتی۔

(1) پیدائش 49:11

(46) زبور باب نمبر۲۷ آیت نمبر۵ میں یہ بشارت موجود ہے جب تک سورج اور چاند قائم ہیں لوگ نسل درنسل تجھ سے ڈرتے رہیں گے صرف یہ ایک آیت نہیں اس سارے باب کو غور سے پڑھیں اول سے آخر تک پڑھیں اور بار بار پڑھیں ایک ایک آیت میں ہمارے رسول ﷺ کی بشارت کی جھلک نظر آتی ہے اس باب کی دوسری آیہ میں مزید واضح ہے۔ (1)

جس طرح صداقت وعدالت کا نظام رسول پاک ﷺ نے قائم فرمایا اس کا جواب نہیں زمین کو ظلم اور معصیت سے پاک کر دیا گیا۔ بحر و بر سہل و جبل میں آپ کی حکومت پھیلی دشمن تھرا گئے سلاطین لرزہ براندام تھے سلاطین دنیا کو لکھے گئے خطوط نے تہلکہ مچا دیا ابد تک چاند سورج قائم ہیں حضور ﷺ کا اسم مبارک روشن ہے۔ نماز، دعا، روزہ، خطبہ، تسبیح و تحلیل میں ہر جگہ ساتھ ساتھ حضور ﷺ کا چرچا جاری ہے۔ زبور کے اس باب نمبر۲۷ کا ایک ایک لفظ درحقیقت حضور ﷺ کے اسم گرامی کو دل و دماغ اور نگاہ کے سامنے لا رہا ہے کوئی بھی مسیحی یہودی عالم دل پر ہاتھ رکھ کر بتا دے کیا اسی قسم کی سلطنت جناب موسیٰ علیہ السلام کے لئے یا جناب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ثابت ہے ہرگز نہیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

روح حق کے کئی تراجم

بشارات کے ذکر میں قارئین کرام نے مختلف الفاظ پڑھے ہیں کہیں غلط فہمی نہ ہو جائے اصل بشارت میں لفظ احمد موجود تھا جب کہ انجیل برنا باس میں اب بھی ہے لیکن جب انجیل کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو معنی بدل گیا انہوں نے احمد کا ترجمہ کلوطوس سے کر دیا پھر عربی زبان میں فارقلیط کر دیا گیا کبھی اس کا ترجمہ روح القدس کر دیا گیا کبھی تسلی دینے والا کر دیا گیا کہیں معین و مدد گار لکھا گیا کہیں اسی لفظ کو شافع سے تعبیر کر دیا گیا کہیں بڑا سراہا ہوا کر دیا گیا کہیں روح حق کا معنی کر دیا گیا کہیں وکیل و مددگار کا لفظ استعمال ہوا یہ سارے الفاظ جو بائبل کے مختلف مقامات پر آئے یہ سارے کے سارے محمد احمد کے معنی کے قریب قریب پائے جاتے ہیں۔ فارقلیط کے لفظ کا سب سے زیادہ بہتر اور صحیح ترجمہ لفظ احمد ہے قرآن پاک میں بھی اسی اسم گرامی کے ذکر کے ساتھ بھی بشارت کا ذکر ہے۔

(47) کتاب یسعیاہ باب نمبر ۴۲ آیت نمبر ۲ میں ہے

"وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی" (1)

اس باب کا یہ جملہ بھی حضور ﷺ پر صادق آ رہا ہے صحیح بخاری باب کراھۃ الخصب بالاسواق میں عطا بن یسار سے روایت ہے عبداللہ بن عمر بن عاص سے مل کر یہ دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ اوصاف جو توریت میں مذکور ہیں بیان فرمائیں عبداللہ بن عمر بن عاص نے بہت سے اوصاف ذکر فرمائے۔

لیس بغظ و لا غلیظ ولاسخاب بالاسواق (2)

وہ نبی نہ بدخو نہ سنگ دل ہوگا اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔

(48) یہاں تک آپ نے بائبل اور اناجیل سے حضور ﷺ کی بشارات کا ذکر پڑھا اب ان سے ہٹ کر

---

(1) یسعیاہ 42 :02

(2) البخاری، الجامع الصحیح، باب انا ارسلنك شاھدا و مبشرا و نذیرا، الرقم 4461، ص 68/15
الاحمد، المسند، باب مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الرقم 6333، ص 371/13
الدارمی، السنن، باب صفة النبی ﷺ فی الکتاب قبل مبعثه، الرقم 6، ص 12/1

ایک پانچویں انجیل جسے انجیل برناباس کہتے ہیں اس کے حوالہ جات ذہن میں رکھیں انجیل برناباس باب نمبر ۷۲ کی عبارت اس طرح ہے " لیکن میرے بعد وہ ہستی جو تشریف لائے گی جو تمام نبیوں اور نفوس قدسیہ کیلئے آب وتاب ہے اور پہلے انبیاء نے جو باتیں کی ہیں ان پر روشنی ڈالے گی کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے "

(49) یہی انجیل برناباس باب نمبر ۴۲ کی عبارت بھی پڑھیں

" یعنی جس ہستی کی آمد کا تم ذکر کر رہے ہو میں تو اللہ کے رسول کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہیں جس کو تم مسیحا کہتے ہو اس کی تخلیق مجھ سے پہلے ہوئی اور تشریف میرے بعد لے آئے گا وہ سچائی کے الفاظ لائے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی" (1)

(50) یہی انجیل برناباس باب نمبر ۸۲ عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے

" میں تو فقط اسرائیل کے گھرانے کی نجات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں لیکن میرے بعد مسیحا تشریف لائے گا جسے اللہ تعالیٰ سارے جہاں کے لئے مبعوث فرمائے گا اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کی ہے اور اسی کی کوششوں کے باعث ساری دنیا میں اللہ کی پرستش کی جائے گی اور اس کی راحت نصیب ہوگی "(2)

(51) یہی انجیل برناباس باب نمبر ۸۲

" بلکہ میرا اطمینان تو اس رسول کی تشریف آوری سے ہوگا جو میرے بارے میں تمام جھوٹے نظریات کو نیست و نابود کر دے گا اس کا دین پھیلے گا اور سارے جہاں کو اپنی گرفت میں لے لے گا اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے اس طرح کا وعدہ کیا ہے "(3)

نوٹ:۔

برناباس کی اس بشارت کے بعد آپ سے سوال کیا گیا آپ کے بعد اور کوئی نبی بھی آئے گا تو آپ نے جواباً کہا آپ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں آئے گا البتہ کثرت سے جھوٹے نبی آئیں گے جنہیں

---

(1) انجیل برناباس، باب 42

(2) انجیل برناباس، باب 82

شیطان کھڑا کرے گا۔اس جواب کے بعد پھر سوال کیا گیا اس مسیحا کا نام کیا ہوگا اور کن علامات سے اس کی آمد کا پتہ چلے گا اس کے جواب میں فرمایا" مسیحا کا نام قابل تعریف ہے اللہ تعالیٰ نے جب ان کی روح مبارک کو پیدا فرمایا اور آسمان کی آب وتاب میں رکھا تو خود ان کا نام رکھا اللہ نے فرمایا اے محمد انتظار کرو میں نے تیری خاطر جنت کو پیدا فرمایا ہے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے اور بے شمار مخلوقات کو پیدا کیا ہے جب میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو تمہیں نجات دہندہ رسول بنا کر بھیجوں گا تیری بات سچی ہوگی آسمان وزمین فنا ہوسکتے ہیں لیکن تیرا دین کبھی فنا نہیں ہوگا آپ نے کہا کہ محمد ﷺ اس کا بابرکت نام ہے۔

(52) پھر تمام سامعین نے یہ سن کر یہ کہتے ہوئے فریاد شروع کی اے خدا اپنے رسول کو ہماری طرف بھیج اور دنیا کی نجات کے لئے جلد تشریف لے آئیں۔(1)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواری برناباس سے اپنے آخری حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میرے قتل کی سازش کی جائے گی چند ٹکوں کے عوض میرا ایک حواری مجھے گرفتار کرا دے گا لیکن وہ مجھے پھانسی نہیں دے سکیں گے۔اللہ تعالیٰ مجھے زمین سے اٹھالے گا اور جس نے میرے ساتھ دھوکا کیا اس کو میری بجائے سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔

(53) مزید فرمایا طویل عرصہ تک لوگ مجھے بدنام کرتے رہیں گے لیکن جب محمد ﷺ تشریف لائیں گے جو خدا کے مقدس رسول ہیں تب میری یہ بدنامی اختتام پذیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ یوں کرے گا کیونکہ میں اس مسیحا کی صداقت کا اعتراف کرتا ہوں وہ مجھے یہ انعام دے گا لوگ مجھے زندہ جاننے لگیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کن موت سے میرا دور کا واسطہ بھی نہیں۔(2)

(54) ادریس بن سنان اپنے دادا ادیب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں میں اس انقلاب کے لئے اندھی اور گمراہ قوم سے ایک امی نبی مبعوث کروں گا جس کے طفیل میں بہرے کانوں اندھی آنکھوں اور بند دلوں کو کھول دوں گا مکہ اس کا مولد ہوگا مدینہ اس کی ہجرت گاہ ہوگی ،۔(3)

---

(1) انجیل برناباس، باب 97

(2) انجیل برناباس، باب 112

(55) حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں میں سات آٹھ سال کا تھا میں نے ایک یہودی کو ٹیلہ پر چلاتے دیکھا وہ یہود کو بلا رہا تھا جب یہود آ گئے تو انہوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا وہ ستارہ طلوع ہو گیا جو احمد کی ولادت سے وابستہ ہے۔ (1)

(56) حویص بن مسعود فرماتے ہیں ہم اور ہمارے ساتھی ایک نبی کا ذکر کیا کرتے تھے جو مکہ میں مبعوث ہوگا اس پر ایمان لانے کے سلسلہ میں ہم سے عہد بھی لیا گیا ہے اور اس کا تذکرہ ہماری کتابوں میں موجود ہے(2)

(57) صفیہ بنت حی کہتی ہیں میرے والد مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ایک دن باہر گئے اور معمول کے مطابق گھر نہ پہنچ سکے لیٹ آئے تو میری طرف حسب معمول توجہ نہ دی تو میں حیران ہوئی کہ آج پہلی سی شفقت کیوں نہیں اس دوران میرے چچا نے میرے والد سے کہا کیا یہ وہی ہے میرے والد نے کہا ہاں بخدا یہ وہی ہے۔ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی آمد پر پیش آیا جب صفیہ کے والد دیکھنے آئے۔(3)

(58) حافظ ابونعیم اصبہانی نے اپنی اسی کتاب دلائل النبوۃ میں بشارات کا ذکر کرتے ہوئے ایک مخریق یہودی کا ذکر کیا ہے جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم تھا۔ حضور ﷺ جب میدان احد میں اترے تو یہ سیدھا حاضر ہو گیا جاتے وقت اپنے حواریوں سے کہا یہ اللہ کا سچا رسول ہے اور وہی ہے اگر میں اس میدان میں مارا جاؤں تو میرا سارا مال حضور ﷺ کے سپرد کر دیں۔(4)

(59) ابوسعید خدری اپنے والد مالک بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دن یہود کی کسی میٹنگ میں شامل ہوئے اور وہاں پر یوشع یہودی موجود تھا اس نے بھری محفل میں کہا ایک نبی کے ظہور کا وقت آ چکا ہے جسے احمد کہا جائیگا۔ وہ حرم سے ظاہر ہوگا اس کے بعد وہ بنی قریظہ کی محفل میں آئے تو وہاں پر زہیر بن باطا نے کہا وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا اب صرف نبی احمد کی آمد کا انتظار ہے۔(5)

---

(1) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 35، ص 43/1

(2) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 37، ص 45/1

(3) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 38، ص 46/1

(4) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 39، ص 47/1

(5) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 41، ص 49/1

(60)مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی نعت وصفت کا پہلی کتب میں پایا جانا یہود ونصاریٰ کے مذہبی رہنماؤں کے ہاں ایک حقیقی امر تھا وہ آپ کی آمد کو یقینی جانتے تھے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو حکم دیا تھا کہ جب وہ آجائیں تو ان پر ایمان لانا ان کی مدد کرنا(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

برناباس کون تھا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص حواریوں میں سے ایک فصیح و بلیغ قسم کا مبلغ آدمی تھا۔ابتدائی طور پر یہ یہودیت سے وابستہ تھا قبرص کا باشندہ تھا شروع شروع میں عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اپنے آپ کو یہود سے الگ نہیں سمجھتے تھے اس وقت عیسائی یہودیوں سے بھی زیادہ توحید کا پرچار کرتے تھے اسی دور میں سینٹ پال نے عیسائی مذہب قبول کرلیا اور عیسائیت ایک دور میں داخل ہوگئی سینٹ پال کے نظریات اناجیل کے مطابق نہ تھے بلکہ اس کی دینی سوچ وفکر کے گرد گھومتے تھے پال یہودی تھا اور طرطوس کا باشندہ تھا عیسائیت کو اس نے مشرکانہ رسوم میں ڈھالنے کی کوشش کی جس پر عوام میں مقبول ہوگیا۔اسکے برعکس عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اس کے نظریات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔سینٹ پال اور برناباس دونوں ایک عرصہ تک عیسائیت کے لئے کام کرتے رہے مگر چونکہ دونوں کے دین مختلف تھے سینٹ مشرکانہ رسوم کی طرف مائل تھا برناباس توحید کا دلدادہ تھا اس بنا پر اختلاف بڑھتے گئے اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوگئے۔پال کو عوامی تائید کے علاوہ حکومت وقت کی ہلا شیری بھی میسر تھی اس لئے اس کے نظریات کو عوام نے جلدی قبول کیا اور برناباس اور اس کے ساتھی پردہ میں چلے گئے۔پال کے مشرکانہ نظریات کی تشہیر کے باوجود توحید پرستوں کا ہجوم تھا۔پھر ایک وقت آیا کہ شاہ قسطنطین نے یورپ کے بڑے حصہ پر حکمرانی حاصل کرلی ملک میں مذہبی انتشار موجود تھا ایک طبقہ پال کا ہمنوا تھا دوسرا گروہ برناباس کی تعلیمات کو بہتر جانتا تھا قیام امن کے لئے بادشاہ نے یہ تجویز نکالی کہ تمام فرقے ایک کلیسا کو قبول کرلیں۔چنانچہ ۳۲۵ء کو نیقیا کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں قیام امن کے لئے کلیسا کی حمایت ضروری سمجھی گئی۔اس طرح تثلیث کے عقیدہ کو فروغ

(1) ابونعیم الاصبھانی، الرقم 46، ص 54/1

ملا۔ سینٹ پال پھر ایک مرتبہ سیاسی برتری حاصل کر گیا یہ بھی منصوبہ کیا گیا کہ کلیسا کی منظور شدہ انجیلوں کے علاوہ کوئی بھی انجیل اپنے پاس رکھنا جرم ہے جس کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ انجیلوں کے دوسو ستر مختلف نسخے جلا دیئے گئے اس پر ایک مرتبہ پھر ملک میں کہرام برپا ہوا۔ شہزادی قسطنطانس کو یہ پسند نہ لگی۔ اس نے پھر جلاوطن مذہبی لیڈروں کو بلالیا اور اس طرح توحید کو ایک مرتبہ پھر فروغ مل گیا۔ یہی عقیدہ پھیلتا رہا مگر ۶۸۰ء میں پھر تثلیث کے ماننے والے برسر اقتدار آ گئے اور آج تک یہ عقیدہ تثلیث ایک مسلمہ اصول کی حیثیت سے عیسائیت میں آ رہا ہے اگرچہ آج بھی عیسائیت میں تثلیث کے خلاف لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں مگر اظہار کرنے سے ہچکچاتے ہیں ۳۰۲ء تک برنا باس کی انجیل مستند مانی جاتی رہی ۳۰۳ء میں یورپ نے انجیل کا نسخہ حاصل کیا اور اپنی لائبریری میں رکھا۔ زینو بادشاہ کی حکمرانی کے چوتھے سال برنا باس کی قبر کھودی گئی تو اس کے سینے پر رکھا گیا ایک نسخہ ملا جو اس نے اپنے قلم سے لکھا تھا تو لینڈ نے اپنی تصنیف Misce Llaneous کے صفحہ نمبر ۳۸۰ پر ذکر کیا کہ انجیل برنا باس کا قلمی نسخہ اب بھی محفوظ ہے اسی کتاب کے پندرہویں باب میں لکھا ہے ۴۹۶ء میں ایک حکم کے ذریعہ اس انجیل کو ان کتب میں شامل کیا گیا جن کو کلیسا نے ممنوع قرار دے دیا تھا۔ اس سے پہلے ۴۹۵ء میں پوپ انو سینٹ نے بھی اس قسم کا حکم جاری کیا تھا نیز ۳۵۲ء مغربی کلیسیا نے متفقہ طور پر اس پر بندش عائد کی تھی۔ یہ ہے برنا باس کی طویل تاریخ کا خلاصہ۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

باب پنجم

سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت اور اس کے اثرات

تاریخ ولادت اور محدث دہلوی

حضور سید عالم ﷺ کے ظہور مقدس کی تاریخ پر تبصرہ کے لئے سب سے پہلے برصغیر ہند کے عظیم محدث عاشقِ رسول شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحریر سے شروع کرتے ہیں کہ برکت ہو۔ آپ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

"بداں کہ جمہور اہل سیر وتواریخ برآنند کہ تولد آنحضرت ﷺ از عام الفیل بود از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز ایں قول اصح اقوال است مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود و بعد علماء دعوی براتفاق بریں قول نمودہ دوازدہ ربیع الاول بود" (1)

اچھی طرح سمجھ لو اکثر مؤرخین وارباب سیر کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش عام الفیل کے چالیس یا پچاس روز بعد اور یہ دوسرا قول تمام سے زیادہ صحیح مشہور ہے کہ ربیع الاول شریف کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور امام ابوزہرہ

حضور سید عالم ﷺ کی تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور صاحب علم وفضل امام محمد ابو زہرہ کا مؤقف بھی یہی ہے جو شیخ المحدثین محمد عبدالحق محدث دہلوی کا ہے امام ابوزہرہ نے اپنی مشہور کتاب خاتم النبیین میں وضاحت کی ہے کہ علماء روایت کی ایک بہت بڑی تعداد اس پر متفق ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔ اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن اصحاب نے اس کے برعکس تواریخ کا ذکر کیا ہے وہ اس لئے معتبر نہیں کہ جمہور کے مقابلہ میں روایات مشہور نہیں نیز علم روایت میں ترجیح کا انحصار عقل پر نہیں نقل پر ہوتا ہے (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) عبدالحق دہلوی، مدارج النبوۃ، ص 15/2

تاریخ ولادت اور ابن ابی شیبہ

حضور ﷺ کی تاریخ ولادت باسعادت پر ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں سعید بن منہاء حضرت جابر اور ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے

"ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاول" (1)

حضور سید عالم ﷺ عام الفیل پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف جلوہ فرما ہوئے آگے فرماتے ہیں کہ جمہور محققین اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ مشہور و معتبر ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

تاریخ ولادت اور امام ابن اسحاق

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے بارہ میں علامہ ابن جوزی نے امام ابن اسحاق کا موقف اپنی کتاب الوفا میں نقل کیا ہے

قال ابن اسحاق ولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة مضت شهر ربیع الاول (4)

ابن اسحاق فرماتے ہیں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

تاریخ ولادت اور امام ابوالفتح

امام حافظ ابوالفتح الشافی الاندلسی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی

ولد سیدنا محمد رسول الله ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل (3)

---

(1) ابن کثیر، السیرة، ص 93/2

(2) ابن الجوزی، الوفا ، ص 90/1

ابن ہشام، السیرة، ص 158/1

ہمارے آقا و مولیٰ حضور ﷺ سوموار بارہ ربیع الاول شریف کو عام الفیل میں تشریف لائے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور ابن جوزی

علامہ ابن جوزی تاریخ ظہور نور کے سلسلہ میں اپنی تحقیق اس طرح فرماتے ہیں

ولد سیدنا رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرہ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول (1)

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف عام الفیل کو ہوئی الخ

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور علامہ محمد رضا

علامہ محمد رضا قاہرہ یونیورسٹی کے امین تھے انہوں نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخ کے بارہ میں اپنی تحقیق اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں اس طرح بیان کی ہے

ولد النبی ﷺ فی فجر یوم الاثنین لاثنتی عشر لیلۃ مضت ربیع الاول عشرین اغسطس 570 واھل مکۃ یزورون موضع مولدہ فی ھذا الوقت (2)

حضور ﷺ پیر کے دن فجر کے وقت بارہ ربیع الاول شریف بمطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء جلوہ فرما ہوئے مکہ مکرمہ کے باشندے اسی دن اسی وقت حضور ﷺ کی جائے پیدائش کی زیارت کیا کرتے ہیں

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور ابراہیم عرجون

علامہ ابراہیم عرجون مصری سیرت نگار ہیں جو جامعہ ازہر میں بطور سیکرٹری رہے ہیں اپنی

---

(1) ابن الجوزی، الوفا، ص 90/1

(2) محمد رضا، محمد رسول اللہ، ص 19/2

تالیف محمد رسول اللہ میں اس طرح فرماتے ہیں

وقد صح من طرق کثیر ان محمد ﷺ ولا یوم الاثنین لا تنتی عشرة مضت من شھر ربیع الا ول عام الفیل فی زمن کسریٰ (1)

بہت سی صحیح روایات سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف عام الفیل کسریٰ کے زمانے میں ہوئی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور ابوالحسن الماوردی

علامہ ابوالحسن تاریخ وسیرت میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اسلامی سیاست کے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں اس ضمن میں انہوں نے ایک کتاب الاحکام السلطانیہ بھی لکھی ہے جو طلباء علماء سبھی کے لئے مفید ہے وہ اپنی دوسری کتاب اعلام النبوۃ میں اس طرح فرماتے ہیں۔

لانہ ولد بعد خمیس یوماً من الفیل و بعد موت ابیہ فی یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول (2)

حضور ﷺ اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد اور اصحاب فیل کے واقعہ کے ۵۰ روز بعد پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف کو جلوہ فرما ہوئے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور علامہ طبری

امام ابن جریر طبری مقبول ترین مورخین میں شمار ہوتے ہیں ان کے علم وفضل کا طرہ امتیاز فن تاریخ میں مسلم ہے وہ اپنی کتاب تاریخ طبری میں اس طرح فرماتے ہیں۔

ولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرة لیلةً مضت من شھر ربیع الاول (3)

---

(1) ابراھیم عرجون ، محمد رسول اللہ ، ص 1/

(2) الماوردی ، اعلام النبوۃ، ص 192/1

(3) الطبری، التاریخ، ص 571/1

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور صدیق حسن خان

اہلحدیث مکتبہ فکر کے معتبر عالم دین محمد صدیق خاں صاحب اپنی کتاب الشمامتہ العنبر یہ میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف کو ہوئی وہ لکھتے ہیں جمہور کا قول بھی یہی ہے مزید لکھتے ہیں ابن جوزی نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور مفتی محمد شفیع

دیوبند مسلک کے مشہور عالم دین مفتی مولانا محمد شفیع آف کراچی اپنی کتاب سیرۃ خاتم الانبیاء میں اس طرح لکھتے ہیں "الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کے انقلاب کی اصل آدم واولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا، موسیٰ وعیسیٰ کی پیشن گوئیوں کا مصداق، یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔ (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور مولانا محمد ادریس

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی حضور پرنور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں "ولادت باسعادت کی تاریخ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے" (3)

---

(1) صدیق حسن خان ، الشمامة العنبریہ ، ص 7/1

(2) مفتی محمد شفیع، سیرۃ خاتم الانبیاء ، ص 18/1

تاریخ ولادت اور قاضی سلمان

اردو سیرت نگار قاضی سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین صفحہ نمبر ۲۴ حاشیہ نمبر ۶ پر لکھا ہے " تاریخ ولادت میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے طبری اور ابن خلدون نے ۱۲ تاریخ اور ابو الفدا نے ۱۰ تاریخ لکھی ہے۔قاضی صاحب کا دوسری تمام تواریخ سے پہلے ۱۲ کا ذکر کرنا یہ کافی دلیل ہے کہ ان کے ہاں بھی ۱۲ ربیع الاول شریف ہی معتبر ہے اسی بنا پر اسے اولیت دی ہے ۔مؤلف رحمۃ اللعالمین نے اسی کتاب کے حصہ اول صفحہ نمبر ۴۳ پر شمسی سال کا ذکر کر کے فلکیات اعداد و شمار کے حساب سے ۹ ربیع الاول کا دن بناتے ہیں۔ برصغیر کے کئی مورخین نے فلکیات کے معاملات پر نظر رکھ کر ۱۲ ربیع الاول شریف کی بجائے ۹ بتائی ہے۔ان مورخین اور سیرت نگاروں پر حیرت ہے جو جلیل القدر محدثین، بلند پایہ مفسرینِ روایات میں بلند مرتبہ رکھنے والے لوگوں کے مقابلہ میں فلکیات سے وابستہ لوگوں کو ترجیح دیتے ہیں فلکی معاملات، نجوم جیسے معاملات عقل سے وابستہ ہیں جب کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا مسئلہ عقل سے نہیں نقل و روایت سے وابستہ ہے۔غرضیکہ اہل اللہ محدثین کے مقابلہ میں فلکیات کے استدلال کی کوئی حیثیت نہیں کوئی حقیقت نہیں۔ (1)

ظہور نور پر عجائبات

گذشتہ صفحات پر گزر چکا ہے حضور ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کے دن بوقت فجر اس کائنات عالم میں جلوہ فرما ہوئے جان جاناں ﷺ کے ظہور نور پر کیفیت یہ تھی سارا گھر نور سے بھر گیا اس روایت کو عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ نے بیان کیا ہے آپ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر میں حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی اس وقت یہ ہوا پورے گھر پر نور چھا گیا میں نے دیکھا آسمان کے ستارے جھکے آتے ہیں یہاں تک مجھے گمان ہوا کہیں یہ ستارے مجھ پر آ گریں اس روایت کو صاحب فتح الباری نے باب علامات النبوۃ فی الاسلام میں بیان کیا ہے۔ (2)

---

(1) قاضی سلمان ، رحمۃ للعالمین ، ص 43

(2) ... 578/10

یہ وہی نور تھا جس کا صدیوں سے انتظار تھا یہ وہی ضیاء پاشی تھی جس کے لئے صدیوں سے زمین ترس رہی تھی۔

☆حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ الشفاء فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی تو میں نے حضور ﷺ کو دونوں ہاتھوں پر لیا اور ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی تیرا رب تجھ پر رحم کرے پھر یہ ہوا

فاضاء لی بین المشرق والمغرب حتیٰ نظرت الیٰ البعض قصور الشام (1)

اس نور مقدس کے ظہور سے میرے سامنے مشرق و مغرب روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات کو بھی دیکھ لیا۔

☆ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے اسی سلسلہ میں روایت ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت با سعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے یہ روایت مستدرک حاکم اور مسند احمد میں بھی ہے۔ حضرت ابن حبان نے اس روایت کو صحیح فرمایا ہے اسی کے ہم معنی مسند احمد میں ابوامامہ سے روایت ہے۔ (2)

ایک اور روایت میں ہے بصریٰ کے محل روشن ہو گئے (3)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور ﷺ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے اسحاق بن عبداللہ حضرت آمنہ سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ بوقت پیدائش نہایت صاف پاک لطیف تھے جسم پر کسی قسم کی الائش نہ تھی۔

طبقات ابن سعد میں ہے آپ کا مختون پیدا ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ جن روایات میں یہ ہے آپ کے دادا عبدالمطلب نے ختنہ کرایا تطبیق یوں ہو سکتی ہے پیدا تو مختون ہوئے البتہ عرب کے رواج کے مطابق تتمیم دادا نے کی۔ (4) واللہ اعلم

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) عبدالحق دھلوی ، مدارج النبوۃ ،ص 25/2

(2) ابن حجر، فتح الباری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص 378/10

(3) ابن حجر، فتح الباری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص 378/10

وقت ظہور

☆ اس مقدس نور کا ظہور کس وقت ہوا ہم یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا موقف پیش کرتے ہیں جوانہوں نے اپنی محبوب کتاب مدارج النبوۃ میں بیان کیا۔ فرماتے ہیں۔

ولادت مبارک صبح صادق میں طلوع آفتاب سے پہلے اور غفر کے طلوع کے وقت سے ہوئی غفر منازل فجر کے تین چھوٹے ستاروں کو کہتے ہیں مواہب اللدنیہ میں ہے تمام انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا وقت یہی ہے اور اکثر اخبار میں ولادت شریف کا وقت طلوع فجر ہے مواہب اللدنیہ میں شیخ بدرالدین زرکشی سے منقول کہ ولادت شریف خوب روشن وقت میں ہوئی فجر دن کی ابتداء ہے یہ کہا جاتا ہے اس وقت ستارے ٹوٹے اور شہاب ثاقب جھڑے (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مقدس خواتین کی حاضری

☆ بے شمار عجائب میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کی ولادت با سعادت کا وقت قریب آیا تو مجھے سفید شربت کا پیالہ دیا گیا میں نے پیا تو سکون ملا پھر میں نے نور کا ایک بلند مینار دیکھا پھر میں نے بلند قامت والی عورتیں دیکھی جن کا قد عبد مناف کی لڑکیوں کی مانند کھجور کے درختوں کی طرح ہے میں نے تعجب کیا یہ کہاں سے آ گئیں اس پر ان میں سے ایک نے کہا میں آسیہ فرعون کی بیوی ہوں دوسری نے کہا میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ عورتیں حورعین ہیں میں نے دیکھا زمین و آسمان کے درمیان بہت سے لوگ کھڑے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں پھر میری آنکھوں سے پردہ اٹھایا گیا اور میں نے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا تین علم ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک خانہ کعبہ کے اوپر نصب ہے پھر محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اس وقت میں نے دیکھا آپ سجدے میں ہیں اور گریاں کناں ہیں پھر ایک سفید بادل کو دیکھا جس نے انہیں میری نظروں سے چھپا لیا اور میں نے آواز سنی جو کہہ رہا تھا اسے مشرق و مغرب کی سیر کراؤ اور شہروں میں پھراؤ کہ وہاں کے رہنے والے آپ کے اسم مبارک اور نعت وصورت کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ کی صفت ماحی ہے جو شرک کے آثار کو محو کر دیں گے۔ (2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) دہلوی مدارج النبوۃ ص 22/2

نورانی بادل

☆وقت ولادت بے شمار عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے۔

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں ولادت مبارک پر میں نے ایک نورانی بادل دیکھا جس نے حضور ﷺ کو ڈھانپ لیا اور میری نظروں سے غائب ہو گئے ہیں ایک منادی کو سنا جو کہہ رہا تھا حضور ﷺ کو زمین کے تمام گوشوں میں پھراؤ جن وانس کی روحوں پر گشت کراؤ فرشتوں، پرندوں، چرندوں کو زیارت کراؤ ان کو حضرت آدم کا اخلاق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی خلت، حضرت اسماعیل کی زبان، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب کی بشارت، حضرت موسٰی کی شدت، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی اطاعت، حضرت یوشع کا جہاد، حضرت داؤد کالحن، حضرت دانیال کی محبت، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یحیٰ کی عصمت، حضرت عیسٰی کے زہد کا پیکر بناؤ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق کے دریا میں نہلاؤ۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں پھر یہ بادل کھل گیا تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ سبز ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس حریر سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے ماشاء اللہ حضور ﷺ کو تمام دنیا پر کس شان سے بھیجا گیا ہے دنیا کی کوئی ایسی مخلوق نہیں جو آپ کے تابع فرمان نہ ہو۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

کعبہ نے جھک کر اعلان کیا

حضور ﷺ کی ولادت با سعادت پر بے شمار عجائبات کے ظہور میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت عبدالمطلب سے ہے وہ فرماتے ہیں میں شب ولادت کعبہ کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی۔

اللہ اکبر رب محمد المصطفٰی الآن قد طھر نی ربی من انجاس الاصنام و ارجاس المشرکین (2)

---

(1) دھلوی، مدارج النبوۃ، ص 26/2

(2) ابو سعید، شرف المصطفٰی، ص 361/1

اللہ بلند و بالا ہے وہ رب ہے محمد مصطفٰی ﷺ کا اب مجھے میرا رب بتوں کی پلیدی اور مشرکین کی نجاست سے پاک فرمائے گا اور غیب سے آواز آئی رب کعبہ کی قسم کعبہ کو برگزیدگی ملی خبردار ہو جاؤ کعبہ کو ان کا قبلہ ان کا مسکن ٹھہرایا اور جو بت کعبہ کے گرد تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سب سے بڑا بت ہبل منہ کے بل گرا ندا آئی محمد مصطفٰی ﷺ پیدا ہو گئے ابر رحمت اتر آیا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

شام کے محلات دیکھنے میں حکمت

ولادت باسعادت پر بے شمار عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت شام کے محلات دیکھے سوال یہ ہے کہ شام کے محلات دیکھنے میں کیا حکمت ہے کسی اور ملک کا ذکر نہیں؟ جواباً تحریر ہے کہ ملک شام کو کئی لحاظ سے برکت حاصل ہے۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی تو مسجد اقصٰی سے لے جایا گیا تھا مسجد اقصٰی شام میں ہے۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ ملک شام حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں ہی فتح ہو گیا تھا باقی کئی ممالک دور خلافت میں فتح ہوئے۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے جیسے کعب احبار سے منقول ہے پہلی کتب سماویہ ہے میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ میں ہو گی اور ہجرت مدینہ میں ہو گی اور ان کی حکومت شام میں ہو گی۔ عربی عبارت یہ ہے

محمد رسول اللہ مولدہ بمکۃ و مہاجرہ بیثرب و ملکہ بالشام (1)

ممکن ہے اسی کے پیش نظر شام کے محلات دکھائے گئے ہوں۔

☆ شام میں سے بصرٰی شہر کے دکھائے جانے میں شائد یہ حکمت ہو کہ سب سے پہلے شام میں نور نبوت کا مرکز یہی شہر بنا تھا۔

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 101/1
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 342/1
ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 360/1
عمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميري البصري، أبو زيد (المتوفى 262)، تاريخ المدينة

☆ یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ شام کے محلات اس لئے دکھائے گئے ہیں کہ مدبرات الارض کے چالیس ابدالوں میں سے تیس ابدالوں کا مستقر شام ہے جسے حاکم ترمذی نے نوادرالاصول صفحہ نمبر ۶۹ غالباً یہی وجہ ہے کہ شام پر کئی دوسرے مما لک سے زیادہ برکات دکھائی دیتی ہیں۔

☆ یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ مسجد اقصیٰ جو حرم کعبہ کے بعد بہت بڑی حیثیت کی مالک ہے ملک شام میں ہے۔

☆ یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے نزدیک جامعہ دمشق کے منارہ شرقیہ پر ہوگا یہ شام میں ہے۔

☆ یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ میدان قیامت شام میں ہوگا۔

☆ یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ شام میں مسجد اقصیٰ ہے یہ مسجد وہ ہے جس کے اردگرد بھی برکات ہی برکات ہیں۔

☆ یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب عراق سے ہجرت فرمائی تو شام ہی کی طرف فرمائی۔

☆ حضور ﷺ نے قیامت کے قریب شام کی طرف ہجرت کی ترغیب دی۔(1)

(1) ... 62/1

شامی ابدال کی زیارت

نوادرالاصول صفحہ نمبر ۶۹ کے پیش نظر کہ مدبرات الارض کے چالیس ابدالوں میں سے تیس کا مستقر شام ہے مجھے اپنا ذاتی واقعہ یاد آیا جس سال بیت المقدس پر اسرائیلیوں کا قبضہ ہوا مدینہ منورہ حاضری پر یہ دردناک واقعہ پیش نظر تھا صلوٰۃ وسلام کی حاضری میں بے ساختہ آنسو بہہ رہے تھے۔ ملت اسلامیہ کی زبوں حالی پیش نظر تھی دیر تک حاضری رہی جب ہی دعا سے فارغ ہوا تو میرے پیچھے شامی علماء کی ایک جماعت بھی کھڑی تھی جو میری حالت زار پر پریشان تھے ان میں سے ایک صاحب نے مجھے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے شام کے ایک بزرگ کی زیارت کروائیں جو براہ راست حضور ﷺ سے بات کرتے ہیں اور ہدایات لے لیتے ہیں میں نے بصد خوشی وشوق ہاں کہا جب وہ مجھے لے کر چلے تو میرے جی میں یہ بات آئی ان بزرگوں سے دعا کرواؤں گا کہ مجھے آئندہ سال بھی حاضری نصیب ہو تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ یہ بزرگ ایک بڑی جماعت کے ساتھ باب عمر سے مسجد نبوی میں داخل ہو گئے اور سبھی کے سبھی وہاں حلقہ کی صورت میں بیٹھ گئے پانچ سات منٹ خاموشی کے بعد ان بزرگوں نے مجھے اشارے سے اپنے قریب بلایا اور فرمایا میں نے تیری طرف سے بارگاہ رسالت میں سلام پیش کر دیا ہے آپ نے دعا وسلام فرمایا ہے اور مزید فرمایا ہے کہ میں تجھے حضور ﷺ کا حکم سنا دوں کہ تو آئندہ سال بھی مدینہ منورہ حاضری دے گا میری یہ خواہش صرف مجھ تک ہی تھی ابھی تو میں ان بزرگوں سے اظہار بھی نہ کر پایا تھا کہ انہوں نے اپنی خداداد ذہانت سے معلوم کر کے بارگاہ رسالت میں عرض کرنے کی مجھے خوشخبری بھی سنائی پھر اس وقت سے آج تک ہمیشہ حاضری کے موقعہ پر اس مقدس شخصیت کی تلاش میں رہتا ہوں مگر محروم ہوں۔ میرا یہ واقعہ بھی اس کی تائید ہے کہ شام کے علاقہ میں ابدال اقطاب پائے جاتے ہیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مہر نبوت کی ہیبت

حضورﷺ کی ولادت باسعادت پر جہاں اور بے شمار حیران کن عجائبات کا ظہور ہوا وہاں ایک یہودی تاجر کا حیران کن بیان بھی پڑھیں یعقوب بن سفیان نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے جس رات حضورﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ایک یہودی تاجر نے قریش کے چند معتمد لوگوں سے پوچھا تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے جواب نفی میں دیا کہ انہیں علم نہیں تاجر نے کہا اچھا جاؤ معلوم کرو آج رات اس امت کا نبی پیدا ہو گیا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے لوگ گئے تحقیق کی تو پتہ چلا جناب عبدالمطلب کے ہاں پوتا ہوا ہے۔ یہودی نے کہا چلو مجھے بھی دکھاؤ یہودی نے آتے ہی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی تو غش کھا کر گر پڑا۔ ہوش آنے پر اعلان کیا نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی۔ حافظ عسقلانی اس روایت کی سند کو حسن فرماتے ہیں۔(1)

بعض حضرات نے یعقوب بن سفیان کے بارہ کمزوری کا اظہار کیا ہے۔ یعقوب بن سفیان حافظ الحدیث ہیں ترمذی اور نسائی ان کے شاگردوں میں شامل ہیں، جو لوگ کہتے ہیں حضورﷺ کو نبوت ۴۰ سال بعد ملی وہ اس مستند روایت پر غور کریں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پیدا ہوتے مہر نبوت کی علامت کیوں؟ معلوم ہوا وہ پیدا ہی نبی ہوئے تھے۔(2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عبدالمطلب کے دعائیہ اشعار

جب حضورﷺ کی ولادت باسعادت کی اطلاع جناب عبدالمطلب کو پہنچی آپ اس وقت حطیم کعبہ میں لوگوں کے ہجوم میں تشریف فرما تھے جونہی خبر دی گئی آپ کی خوشی کی حد نہ تھی آپ گھر تشریف لائے اور اپنی بہو سے مبارک کہہ کر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام ، ص 378/10
الحاکم، المستدرک، باب ذکر اخبار سید المرسلین، الرقم 41472، ص 453/9
البیہقی، دلائل النبوۃ ،الرقم 27، ص 36/1

جواس وقت تک حیران کن واقعات دیکھے تھے اور پردہ غیب سے جو آوازیں سنی تھیں سب کچھ جناب عبدالمطلب کو بتا دیا تو آپ نے فوراً بچے کو گود میں لیا اور حرم کعبہ میں لے گئے آپ کی زبان سے وہاں جو خوشی و مسرت سے ارتجالاً اشعار سرزد ہوئے یہ تھے۔

الحمد للہ الذی اعطانی

ھذا الغلام الطیب الاردانی (1)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے مجھے پاک آستینوں والا بیٹا بخشا۔

قد ساد فی المھد علی الغلمان

اعیذہ بالبیت ذی الارکان (1)

اپنے پنگوڑے میں تمام بچوں کا سردار ہے میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اعیذہ من شر ذی شنان

من حاسد مضطرب الایان (1)

میں اسے ہر دشمن ہر حاسد ہر بری نظر والے کے شر سے اب بیت اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

یہودی کا اعلان

ولادت باسعادت کے موقعہ پر بے شمار عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری عمر ۷ یا ۸ سال کے لگ بھگ تھی ہر بات کو سمجھنے سوچنے کا سلیقہ تھا ایک دن ایک اونچے ٹیلے پر ایک یہودی کو دیکھا وہ زور زور سے چلا کر اعلان کر رہا تھا۔

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 209/1
السھیلی، الروض الانف، ص 360/1
ابن کثیر، السیرۃ، ص 282/1
ابن سعد، الطبقات الکبری، باب ذکر مولد رسول اللہ ﷺ، ص 103/1
ابوذرعہ، تاریخ دمشق، ص 83/3
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 324/2

یا معشر یهود فاجتمعوا الیه (1)

اے یہودیو میری طرف آؤ اس کا اعلان سن کر یہودی گروہ در گروہ اکٹھے ہو گئے اور پوچھا بتا تو نے ہمیں کیوں بلایا ہے اس نے کہا۔

طلع نجم احمد الذی ولد فی هذه الیل ای الذی طلوعة علامة علٰی ولادته ﷺ (1)

وہ ستارہ طلوع ہو گیا جس کا طلوع ہونا اسی آخرالزمان نبی کی پیدائش کی علامت ہے

موسیٰ علیہ السلام کو حضور ﷺ کی ولادت سے آگاہ کر دیا گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے وہ نشانی اپنی قوم کو بھی بتا دی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک کلات نام سے مشہور تھا جب وہ اسی جگہ سے حرکت کرے تو سمجھ لو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت تھا اور یہ خبر بنی اسرائیل میں اچھی طرح پھیل چکی تھی۔ علماء بنی اسرائیل اس خبر پر تبصرہ کرتے اور لوگوں کو آگاہ کرتے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

---

(1) ابن کثیر، البدایة والنهایة، ص 327/2
الذهبی، تاریخ الاسلام، ص 04/1
عبدالسلام ، تهذیب سیرة ابن هشام، ص 43/1
القزوینی، التدوین فی اخبار قزوین، ص 107/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 207/1
ابن هشام ، السیرة، ص 159/1
السهیلی، الروض الانف، ص 276/1

محدث دہلوی کا نعتیہ کلام

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں چند نعتیہ اشعار بھی درج فرمائے ہیں جو کسی بھی باذوق شخص کے عشق و محبت کے لئے حسین ترین مہمیز کا کام دے سکتے ہیں۔

شب میلاد محمد چہ شب انور بود   کز درمکہ الی الشام منور گردید (1)

حضور ﷺ کی ولادت کی رات کس قدر حسین و منور تھی کہ مکہ مکرمہ سے شام تک کا سارا علاقہ چمک اٹھا۔

مکہ و شام چہ باشد کہ از شرق تا غرب   ہمہ راگشت محیط ہمہ جادو گردید (1)

حضور ﷺ کے نور نے مکہ وشام تو کیا پوری دنیا کو گھیرے میں لے لیا۔

ہمہ آفاق زانوار نور گشتہ   ہمہ اکناف زاخلاق معطر گردید (1)

پوری کائنات ان کے نور سے روشن ہوگئی اور آپ کے اخلاق کریمانہ سے دنیا مہک اٹھی

عاقبت بر ملک عزوعلا جا دارد   ہر کہ از صدق و یقین خاک بریں در گردید (1)

شرف و وقار اور عزت کی بلندیوں سے وہی ہمکنار ہوتا ہے جو خلوص دل سے اس دروازے کی خاک بن جاتا ہے۔

ہرگز از ہیچ سموم مے نیز برد خشکیے   ہر گیا ہیے کہ زابر کرم بر گردید (1)

کوئی گرم ہوا اس لہلہاتے پودے کو تباہ نہیں کرسکتی جسے محبوب کریم ﷺ نے ابر کرم سے تر کیا ہو۔

للہ الحمد کہ از دنیا ودیں حقی را   ہمہ از دولت آں شاہ میر گردید (1)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے دین و دنیا کی تمام نعمتیں حقی کو اس شہنشاہ کونین ﷺ کے دروازے سے مل گئیں۔(حقی آپ کا تخلص ہے)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) دھلوی، مدارج النبوۃ، ص

ایوان کسریٰ لرز گیا

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر ہزاروں عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسی رات کسریٰ کا محل لرز گیا۔ اور اس کے ۱۴ کنگرے گر گئے۔ جیسے کہ صحیح روائت میں موجود ہے۔

لما کانت لیلۃ ولد رسول اللہ علیہ وسلم ارتجس ایوان کسری (1)

جس رات حضور ﷺ جلوہ گر ہوئے۔ تو کسریٰ کا محل لرز گیا۔

یہ روائت تاریخ ابن جریر طبری میں بھی موجود ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

لما کانت لیلۃ ولد فیھا رسول اللہ ﷺ ارتجش کسری و سقطت منہ اربع عشرۃ شرفۃ (2)

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات ایوان کسریٰ لرز گیا۔ اور اس کے ۱۴ کنگرے گر گئے۔

ابن سکن نے بھی اسی روایت کو اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے چنانچہ حافظ عسقلانی نے اصابہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

لما کانت لیلۃ مولد رسول اللہ ﷺ ارتج ایوان کسری و سقطت منہ اربع عشرۃ شرفۃ و غاضت بحیرہ (3)

نیز حافظ ابن کثیر نے ابوبکر خرائطی سے البدایہ النہایہ باب ارتجاس الایوان میں ذکر کیا

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 4/1
ابن کثیر، السیرۃ، ص 215/1
ابوالفتح، عیون الاثر، ص 41/1

(2) الطبری، التاریخ، ص 580/1
ابوذرعہ، تاریخ دمشق، ص 361/37
ابن کثیر، اسد الغابہ، ص 84/3

(3) ابن ابی شیبہ، المصنف، ص 322/2
البیہقی، دلائل النبوۃ، باب ما جاء فی ارتجاس ایوان کسری، الرقم 43، ص 53/1
ابن حجر، فتح الباری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص 378/10

ہے اسی طرح اس روائت کو شیخ سیوطی نے بھی اس روائت کیا ہے نیز یہ روایت ایک اور طریق سے بیان کی گئی ہے سعید ابن مزاحم نے معروف بن خربوذ انہوں نے بشیر ابن تیم سے اسطرح نقل کیا ہے۔

لما كانت مولد رسول الله رای موبذن كسری خيلا و ابلا قطعت رجلة (1)

یہ اگر چہ مرسل ہے مگر اسکی سند صحیح ہے۔امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے مشہور قول پر حجت اور معتبر ہیں۔ جیسا کہ اصول حدیث کی کتابوں میں صراحت پائی جاتی ہے۔حافظ عسقلانی نے اس حدیث کو اصابہ میں مرسل فرمایا ہے اس قدر جلیل القدر لوگوں کا اس روائت کو بیان کرنا یہ بتاتا ہے کہ یہ حدیث بے اصل اور موضوع یقیناً نہیں جن لوگوں نے اسے بے اصل اور موضوع بتایا ہے انہوں نے حضور ﷺ کی عظمت کے ذکر پر بے حد درجے کا بخل کیا ہے جو انہیں امتی ہونے کے ناطہ سے زیب نہیں دیتا۔ان لوگوں کے موضوع کہنے سے حضور ﷺ کی عظمت میں تو کوئی فرق نہیں آئیگا۔مگر میدان قیامت میں اس بخل کا جواب دینا انہیں یقیناً مشکل ہو جائے گا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایوان کسری میں عبدالمسیح

ولادت باسعادت کی رات جب کسری کا محل لرز گیا ۱۴ کنگرے گر گئے۔صبح انتہائی پریشانی میں ہوئی۔ارکان اسمبلی کو بلایا اور صورت حال سے آگاہ کیا عین اسی دوران جب ارکان دولت اس سوچ و بچار میں مصروف تھے۔تو یہ اطلاع بھی مل گئی کہ اسی رات ہزار سال سے جلنے والا فارس کا آتش کدہ بھی اچانک بجھ گیا۔اس اطلاع سے کسری کا اضطراب اور بڑھ گیا اور ارکان دولت بھی پریشان ہو گئے۔کسریٰ اور اس کے حواریوں کا پورا اجتماع سوچ و بچار میں ہی تھا کہ موبذان نامی ایک شخص نے کھڑے ہو کر کسری سے اپنی خواب بیان کی کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے لے جا رہے

(1) الطبری، تاریخ الرسل والملوك، باب انو شروان ، ص 152/3

ابوذرعہ، مختصر تاریخ دمشق، باب عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان، ص 106/5

الذهبی، تاریخ الاسلام، ... فی قصة سطیح، ص 6/1

ابن کثیر، البدایة والنهایة، ص 328/2

ہیں۔اوردریائے دجلہ سے پارتمام ممالک میں پھیل چکے ہیں۔اس روائت کوبشیرابن تیم نے بیان کیا ہے جسے عبدان نے اپنی کتاب الصحابہ میں نقل کیا ہے۔کسری سے موبذان نے پوچھااسکی تعبیر کیا ہے اورمحل کے کنگرے کیوں گرے؟فارس کا آتش کدہ کیوں بجھ گیا۔ دریائے ساوہ اچانک خشک کیوں ہو گیا۔موبذان نے جواب دیا شاید عرب کی سمت سے کوئی حادثہ پیش آئے ۔کسری نے اطمینان کے لئے اپنے ایک گورنرنعمان بن منذر کوحکم دیا کہ وہ کسی بڑے عالم کو بھیجے کہ وہ ان سوالات کے جوابات دے۔چنانچہ نعمان نے ایک ماہرتوراۃ وانجیل عبدالمسیح غسانی کوروانہ کیا کہ کسری کو مطمئن کرے عبدالمسیح غسانی حاضر ہوا تو کسری نے اپنے سارے سوالات ، پریشانی اور خدشات کا ذکر کیا اور جواب چاہا عبدالمسیح نے تمام سوالات ومعاملات کا جائزہ لے کر معذرت کی اورکہا بادشاہ انکے جوابات میرے بس کی بات نہیں۔

میرے ماموں سطیح نامی بہت بڑے عالم ہیں۔تورۃ وانجیل کے ماہر شام میں رہتے ہیں اگر میرے وہاں جانے کا اہتمام کردیا جائے تو میں خود جاکران تمام سوالات کے جوابات لے آتا ہوں۔ کسری نے عبدالمسیح کے جانے کا اہتمام کیا عبدالمسیح جونہی شام اپنے ماموں سطیح کے ہاں پہنچا تو دیکھا وہ نزع کی حالت میں ہے عبدالمسیح نے جاکر سلام کیا اورتمام واقعہ سنایا۔عبدالمسیح غسانی نے وہاں اپنے ماموں سطیح کے بارے میں چندمدحیہ اشعار بھی پڑھے۔سطیح نے عبدالمسیح کی طرف توجہ کی اورکہا۔

عبدالمسیح تیز اونٹ پرسوار ہوکر سطیح کے پاس پہنچا جب وہ مرنے کے قریب ہے عبدالمسیح نے سارا ماجرا سنایا سطیح نے پوری طرح سن کر کہا تجھے کسری نے محل کے زلزلہ آتش کدہ کے بجھ جانے ۔موبذان کی خواب کی وجہ سے بھیجا ہے۔ اے عبدالمسیح اچھی طرح سن لے جب کلام الہی کی تلاوت اچھی طرح ہونے لگے صاحب عصا ظاہر ہو۔دریائے ساوہ خشک ہو جائے ۔فارس کی آگ بجھ جائے۔توسطیح کے لئے شام شام نہ رہیگا۔بنی ساسان کے چندمرداور چندعورتیں کنگروں کی تعداد کے مطابق بادشاہت کریں گے۔اورشی آنے والی ہے وہ آہی گئی۔(1)

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 354/1
العصامی، سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، ص 125/1
الطبری، التاریخ، ص 580/1
ابن الجوزی، المنتظم، باب ذکر صفة نبینا محمد ﷺ ، ص 209/1
الیعقوبی، التاریخ، باب مولد رسول اللہ ﷺ ، ص 107/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوك، باب انو شروان ، ص 152/3
ابوذرعہ، مختصر تاریخ دمشق، باب عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان، ص 106/5
الذہبی، تاریخ الاسلام، ما ورد فی قصة سطیح، ص 6/1

نوٹ:

سطیح کے اس آخری فقرہ

"اور جو شئ آنیوالی ہے وہ آ ہی گئی "(1)

میں اشارہ اس بشارت کی طرف جو انجیل میں ہے۔ اور اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہیں کرونگا کیونکہ ان کا سردار آتا ہے۔ چنانچہ سطیح نے یہ کلمات کہے اور مر گیا۔ عبدالمسیح واپس آیا اور کسری سے سارا ماجرا سنایا کسری نے کہا کہ چودہ کنگرے گرنے سے جو مراد سطیح نے لی ہے وہ چودہ سلطنتیں ہیں تو اس کے گزرنے کیلئے تو عرصہ ہے مگر دس سلطنتیں چار ہی سال میں ختم ہو گئیں۔ اور باقی چار بادشاہتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہو گئیں۔(2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

علامہ شبلی کی سادگی

ایوان کسری میں زلزلہ آنے۔ فارس کا آتش کدہ بجھ جانے۔ دریائے ساوہ خشک ہو جانے کی روایت جسے بہت سے قابل قدر محدثین نے روایت کیا جو بیہقی۔ ابونعیم۔ بزاز۔ طبرانی، عیون الاثر، تاریخ طبری، اصابہ وغیرہ کتب میں پائی جاتی ہے۔ ان روایات کو علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی میں مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر مسترد کیا ہے۔

☆ یہ روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ملتیں لہذا موضوع ہیں۔

جواباً تحریر ہے کیا محدثین میں سے کسی نے لکھا ہے کہ جو روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہ

---

(1) یوحنا 39:14

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 354/1
العصامی، سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، ص 125/1
الطبری، التاریخ، ص 580/1
ابن الجوزی، المنتظم، باب ذکر صفة نبینا محمد ﷺ، ص 209/1
الیعقوبی، التاریخ، باب مولد رسول اللہ ﷺ، ص 107/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، باب انو شروان، ص 152/3
ابوذرعہ، مختصر تاریخ دمشق، باب عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان، ص 106/5
الذهبی، تاریخ الاسلام، [illegible] سطیح، ص 6/1
ابن کثیر، البدایة والنهایة، ص 328/2

ہو وہ ضعیف ہے؟ کیا امام بخاری یا اما مسلم نے کہیں دعوی کیا ہے کہ صحاح ستہ کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نہیں۔ بلکہ امام بخاری سے تو یہ بھی منقول ہے

ما اوردت فی کتابی ھذا الا ما صح و بعد ترکت کثیرا من الصحاح (1)

میں نے بخاری میں صحیح احادیث جمع کی ہیں اور بہت سی صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں۔

☆ جن لوگوں کے زیر مطالعہ علامہ کی کتاب سیرۃ النبی رہتی ہے۔ وہ دیکھیں گے کئی ایک مقامات پر مؤلف نے وہ روایات بیان کی ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔

اس کا معنی تو یہ ہوا کہ علامہ نے اپنی کتاب میں ہر رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے جس سے محنت سے لکھی گئی یہ کتاب متنازع فیہ بن گئی۔ ان روایات کو تنقید کا نشانہ بنانے سے عظمت رسالت میں تو کوئی فرق نہیں آئیگا البتہ قیامت کے دن اس بخل کا جواب دینا ہو ضرور مشکل ہوگا۔

☆ بخاری مسلم یا صحاح ستہ میں کسی روایت کے نہ ہونے کو اس کے ضعیف یا موضوع ہونے کی دلیل بنانا اپنے علمی مقام کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عید میلاد النبی ایک نظر میں

ولادت سعادت کی مقدس تقریب کے ذکر کے ساتھ ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ذکر کر دیا جائے میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں ملت اسلامیہ جشن مناتی ہے۔ محافل کا انعقاد کر کے جو صدقہ و خیرات کی صورت میں قوم اپنے رسول ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتی ہے کہاں تک درست ہے اس ضمن میں اکابرین کی رائے کیا ہے۔

☆ شیخ محمد طاہر محدث فرماتے ہیں ربیع الاول شریف کے مہینہ میں ہر سال حضور کی ولادت مبارکہ کی تاریخ پر خوشی منائی جاتی ہے۔ (2)

---

(1) البخاری، مقدمہ بخاری، ص 3

(2) محمد طاہر، مجمع البحار، ص 1/35

☆امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ میلاد شریف کرنا حضور ﷺ کی تعظیم ہے جبکہ بری باتوں سے خالی ہو حضور کی آمد پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (1)

☆ملا علی قاری فرماتے ہیں اہل اسلام ربیع الاول شریف میں حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتے ہیں اوران پر اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ (2)

☆حاجی امداد اللہ فرماتے ہیں فقیر کا مشرب ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔اور قیام میں لطف پاتا ہوں۔(3)

اور مزید فرمایا کہ مولود شریف اہل حرمین کرتے ہیں ہمارے لئے یہ حجت کافی ہےاور حضور ﷺ کا ذکر مذموم کیسے ہوسکتا ہے(4)

☆ صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر ہفتہ یا ہر ماہ میں التزام کرلیں پھر ایام ربیع الاول شریف کو بھی خالی نہ چھوڑیں (5)

☆امام جمال الدین فرماتے ہیں آپ کی ولادت باسعادت کا دن مقدس ترین ہے انکی ذات والا صفات کی اتباع کرنے والے کیلئے ذریعہ نجات ہے جس نے بھی حضور ﷺ کی آمد کی خوشی کی اس نے اپنے آپ کو دوزخ سے بچالیا۔ (6)

☆امام قسطلانی فرماتے ہیں ربیع الاول شریف حضور ﷺ کی ولادت کا مہینہ ہے اس میں تمام اہل اسلام میلاد النبی کی خوشی میں محفلیں منعقد کرتے ہیں۔صدقات اور اچھے اعمال میں کثرت کرتے ہیں محفلوں میں میلاد کا ذکر کرتے ہیں اللہ کی رحمتیں حاصل کرتے ہیں۔ (7)

☆امام بن حجر مکی فرماتے ہیں میلاد و ذکر و فکر کی محفلیں جو ہمارے ہاں منعقد ہوتی ہے۔خیر ہی پر مشتمل ہے انمیں صدقات خیرات ذکر الٰہی اور حضور ﷺ پر درود و سلام پیش کیا جاتا ہے۔ (8)

---

(1) السیوطی، روح البیان، ص

(2) ملا علی قاری، المورد الردی، ص

(3) امداد اللہ ، فیصلہ ہفت مسئلہ ،ص

(4) امداداللہ ، شمائم امدادیہ ص 78/1

(5) صدیق حسن خاں بھوپالی، الشمامۃ العنبریہ ،ص 5/1

(6) الصالحی، سبل الہدی، ص 441/1

(7) القسطلانی، مواہب اللدنیہ، ص 27/1

☆مفتی امام محمد نصیرالدین فرماتے ہیں۔میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کیساتھ ہواور بارھویں کو جلوس نکالنا بشرطیکہ اسمیں کسی ممنوع کا ارتکاب نہ ہو جائز ہے (1)

☆امام ابن الصباح فرماتے ہیں جب کوئی آدمی میلاد کی رات صدقہ خیرات اور خرچ کرے اور روایات صحیح سے ذکر کرے یہ سب کچھ آپکی ولادت کی خوشی میں ہو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔(2)

☆امام شیخ سیوطی فرماتے ہیں میرے نزدیک میلاد النبی کے لئے اجتماع قرآن خوانی بشرطیکہ واقعات صحیح ہوں ان امور سے ہے جن پر ثواب ہوتا ہے۔(3)

☆علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول ﷺ ہو تو اس کے کرنے والے کیلئے اجر عظیم ہے۔(4)

☆ محدث ابن جوزی لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ۔یمن شام کے تمام علماء حضور علیہ السلام کی ولادت طیبہ کے موقعہ پر میلاد النبی کی محفلوں کا انعقاد کرتے آئے ہیں اس کے ذریعہ اجر عظیم حاصل کرتے ہیں کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔(5)

☆امام سخاوی فرماتے ہیں تمام اکناف عالم میں یہاں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں لوگ محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں۔(6)

☆ شیخ قطب الدین حنفی فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو مسجد الحرام میں باقاعدہ طور پر اجتماع ہوتا تھا ملک کے علماء اتقیا گورنر چاروں مذاہب کے قاضی نماز مغرب کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے۔حضور ﷺ کی ولادت گاہ کی زیارت کیلئے جاتے تھے۔(7)

☆شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ حضور ﷺ پر ہدیہ درود وسلام پیش کر رہے تھے۔اب تک میں

---

(1) نصیرالدین، فتاوی نصیری ،ص 345

(2) الصالحی، سبل الهدی، ص 442/1

(3) ابن الصباح، الحاوی الفتاوی ،ص 190

(4) ابن تیمیه، اقتضاء الصراط المستقیم ، ص 297/1

(5) ابن الجوزی، المیلاد النبوی، ص 58

(6) الصالحی، سبل الهدی ص 440/1

نے دیکھا کہ محفل پر انوار وتجلیات کی بارش شروع ہوگئی۔انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے پتہ نہ چلا کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں یا باطنی سے۔ (1)

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال فساد کی نیت کا شکار ہیں البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنائیت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہائیت عاجزی اور انکساری محبت اور خلوص کے ساتھ تیرے حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہوں یا اللہ وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے اس لئے اے اللہ یقین ہے میرا عمل کہیں رائیگاں نہیں جائیگا۔(2)

یہی محدث دہلوی دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

محفل میلاد کا انعقاد تمام عالم اسلام کا معمول ہو رہا ہے(3)

شرعی دلیل کے بغیر محافل میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں کچھ خلاف کہنے سے پہلے ان محدثین کو بھی ذہن میں رکھا جائے۔کہیں ایسا نہ ہو آپ کی برہنہ تلوار ان کی گردنیں بھی کاٹتی چلی جائے اور قیامت کے دن آپ کو پریشانی ہو کسی بھی چیز کو حرام کہنے کے لئے قرآن وحدیث کے دلائل قطعیہ کا ہونا ضروری ہے جس کی حرمت میں قرآن وحدیث خاموش ہوں تو آپ پر بھی لازم ہے کہ خاموش رہیں کہ آپ کسی شی کو بغیر شرعی دلیل کے حرام کہنے کے مجاز نہیں۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) شاہ ولی اللہ ، فیوض الحرمین، ص80/1

(2) دھلوی، اخبار الاخیار، ص624/1

بت نے عربی اشعار پڑھے

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات ہزاروں عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے۔قریش کا ایک بڑا محبوب بت تھا ہر سال اس کے قریب جشن مناتے' اس کے سامنے اعتکاف کرتے ایک رات انہوں نے دیکھا وہ بت اوندھا پڑا ہوا ہے۔ بت پرستوں نے اسے کھڑا کیا مگر وہ پھر گر پڑا۔ انہوں نے پھر کھڑا کیا وہ پھر گر پڑا۔ اس پر تمام بت پرست پریشان ہوئے۔ آخر کار اسے کھڑا کر کے مضبوط رسیوں سے باندھ دیا۔ اس وقت اس بت کے خول سے یہ آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔

تردی بمولود اضاءت بنورہ　　جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب (1)

مولود مسعود کو چادر اوڑھائی جس کے نور سے مشرق و مغرب جگمگا اٹھے۔

وخرت لہ الاوثان طرا وارعدت　　قلوب ملوک الارض من الرعب (1)

اس کے رعب و دبدبہ سے تمام بت گر پڑے۔ اور زمین کے بادشاہوں کے دل دہل گئے۔

دل تھرتھرا رہے ہیں شان نامور کے سلطان دین کی ہیبت عالم پہ چھا رہی ہے۔ حضور ﷺ کی عظمت کے اظہار کیلئے درختوں کا چل کر آنا۔ پتھروں کا کلمہ پڑھنا۔ جانوروں کا سلام کرنا۔ کائنات کی ہر شئی کا حضور علیہ السلام کو پہچاننا بے شمار روایات و احادیث سے ثابت ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 351/1
ابن کثیر، السیرۃ، ص 356/1
ابوذرعہ، تاریخ دمشق، باب اخبار الاحبار بنوتہ والرھبان، ص 424/3
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 415/2

رضاعی مائیں

عموماً یہی تصور ملتا ہے کہ حضور ﷺ کو دودھ پلانے میں صرف سیدہ حلیمہ سعدیہ کو ہی شرف ملا مگر یہ بات تحقیق کے خلاف ہے۔ پانچ خواتین کو حضور ﷺ کی رضاعی ماں بننے کا شرف ملا۔ البتہ سب سے زیادہ شرف۔ فضل۔ کرم۔ جود۔ رحمت سیدہ حلیمہ کے حصہ میں ہے۔

☆ پہلی مقدس خاتون۔ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ ہیں جنہوں نے ابتدائی چند دن حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا۔

☆ دوسری خوش نصیب خاتون۔ ثویبہ ہے۔ جسے حضور علیہ السلام کو دودھ پلانے کا شرف ملا یہ آپ کے چچا ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ اسکی آزادی کا سبب یہ بنا حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت پر اس نے ابولہب کو خوشخبری سنائی۔ کہ تیرا بھتیجا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ ثویبہ نے حضور ﷺ سے پہلے آپ کے چچا حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔ (1)
اسی باعث حضرت حمزہؓ حضور کے چچا ہونے کے ساتھ حضور کے رضاعی بھائی بھی ہیں حضور ﷺ کے بعد ثویبہ نے ابوسلمہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (2)

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے ہے کہ انہوں نے ایک دن حضور ﷺ سے عرض کی حضور آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں فرمایا وہ تو میری تربیت میں پلی ہے ربیبہ ہے اگر ربیبہ نہ بھی ہوتی پھر بھی میرا نکاح اس سے جائز نہ تھا کہ اس کے والد ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا اس لحاظ سے میں اور ابوسلمہ بھائی ہوئے اور ابوسلمہ کی بیٹی درہ میری بھتیجی ٹھہری۔ (3)

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب المراضع من المولیات وغیرھن، الرقم 4953، ص 463/11
البخاری، الجامع الصحیح، باب امھاتکم اللاتی ارضعنکم، الرقم 4711، ص 49/16
البیہقی، دلائل النبوۃ، باب فلاتعرضن علیٰ بناتکن۔۔، الرقم 51، ص 63/1
ابوعوانہ، المستخرج، باب تحریم الجمع بین الاختین، الرقم 3569، ص 150/9
الطبرانی، مسند الشامیین، الرقم 3042، ص 500/8

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 7/1

(3) البخاری، الجامع الصحیح، باب تحریم الربیبۃ واخت المرأۃ، الرقم 2626، ص 342/7
البخاری، الجامع الصحیح، باب تحریم الربیبۃ واخت المرأۃ، الرقم 2627، ص 343/7
ابوداؤد، السنن، باب یحرم من الرضاع مایحرم من النسب، الرقم 1760، ص 440/5
الاحمد، المسند، باب حدیث ام حبیبہ، الرقم 25414، ص 76/54
الاحمد، المسند، باب حدیث ام حبیبہ، الرقم 26114، ص 424/55
ابوعوانہ، المستخرج، باب تحریم الجمع بین الاختین، الرقم 3567، ص 148/9

☆ خوش نصیب رضاعی ماؤں میں تیسری خوش نصیب خولہ بنت منذر ہیں۔

☆ چوتھی رضاعی ماں ام ایمن ہیں۔

☆ پانچویں رضاعی ماں سیدہ حلیمہ سعدیہ ہیں۔

☆ بنی سعد کی ایک اور خاتون کو بھی یہ شرف حاصل ہے۔

مگر سب سے زیادہ سعادتیں جن کے حصہ میں آئیں وہ حلیمہ سعدیہ ہیں آپ کی بے شمار خصوصیتوں میں ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ ان کے ہاں دودھ پینے کا ذکر خود حضور ﷺ نے خود بھی ایک موقعہ پر اس طرح فرمایا ہے۔

انأ اعربکم انأ قرشی واسترضعت فی بنی سعد (1)

کئی خواتین نے حضور علیہ السلام کے مرضعہ (دایہ) بننے کی کوشش کی مگر محروم رہیں۔

جن لوگوں نے کہا کہ کئی دایہ آئیں مگر یتیم ہونے کے باعث حضور ﷺ کو نظر انداز کر دیا۔ میرے خیال میں یہ نہیں کہ عورتوں نے حضور ﷺ کو پسند نہیں کیا بلکہ حقیقت یہ ہے رسول ﷺ نے ہی انہیں پسند نہیں فرمایا جنہیں پسند کیا وہ لے گئیں۔

ایک موقعہ پر حضور ﷺ سے عرض کی گئی آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے نکاح فرمالیں تو فرمایا حمزہ چچا ہونے کے ساتھ میرے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ مجھ سے پہلے انہیں بھی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا لہذا ان کی بیٹی میری بھتیجی ٹھہری۔(2)

حضور سید عالم ﷺ اپنی رضاعی ماں حضرت ثوبیہ کا بہت احترام فرماتے تھے۔ سیدہ خدیجۃ الکبری کے نکاح کے بعد حضرت ثوبیہ آپ کے ہاں آیا کرتی تھی۔ حضور (ﷺ) مدینہ منورہ سے ثوبیہ کیلئے تحائف بھیجا کرتے تھے فتح مکہ مکرمہ کے موقعہ حضور ﷺ نے اپنی رضاعی ماں ثوبیہ اوران کے بیٹے کو یاد فرمایا اس وقت دونوں ماں بیٹے کا انتقال ہو چکا تھا حضور ﷺ پر شاق گزرا پھر فرمایا کوئی

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 232/1
السھیلی، الروض الأنف، ص 294/1
ابن ھشأم ، السیرۃ، ص 167/1

(2) ابن ابی شیبہ، المصنف، ص 387/3
الطبرانی، المعجم الکبیر، ص 225/3
عبدالرزاق، المصنف، ص 475/7

ثویبہ کا رشتہ دار ہے تو اس سے حسن سلوک کیا جائے پتہ چلا اس وقت ان کے اعزہ اقرباء میں سے بھی کوئی موجود نہیں۔(1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

رضاعی رشتوں کا احترام

حضور سید عالم ﷺ کی لجپالی کا یہ عالم ہے ان رضاعی رشتوں کا احترام فرماتے تھے ابوداود نے عمر بن سائب سے روایت کی ہے ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس آپ کے رضاعی باپ آئے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سامنے بٹھایا پھر اماں سعدیہ آئیں تو اپنی چادر پر بٹھایا(2)

ایک موقعہ پر آپ کی رضاعی بہن حضرت شیما بنت حارث ایک جنگ میں گرفتار ہوئیں اور جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو صحابہ سے عرض کی

واللہ انی لاخت صاحبکم من الرضاعتہ(3)

اللہ کی قسم میں تمہارے سردار کی رضاعی بہن ہوں۔اس پر حضور ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا بلکہ ساتھ ہی ان کی سہیلیاں بھی آزاد کردی تھیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم، الرقم 4711، ص 344/14
السھیلی، الروض الانف، ص 96/3
الطبری، ذخائر العقبیٰ، ص 259/1
الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 377/1
قاضی عیاض، الشفاء، ص 129/1
ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 8/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 689,690/3
ابوالفتح، عیون الاثر، ص 221/2
قاضی عیاض، الشفاء، ص 128/1
الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 382,383/1
ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 67/2
ابن کثیر، البدایۃ و النھایۃ، ص 418/4

(3) ابن کثیر، السیرۃ، ص 689/3
السھیلی، الروض الانف، ص 227/4
ابن ھشام، السیرۃ، ص 457/2
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 418/4

اسم گرامی محمد کا اعلان

حضورﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد ساتویں روز آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے قریش مکہ کی عام دعوت کی اور آپ کے اسم گرامی محمد کا اعلان فرمایا لوگوں نے پوچھا عبدالمطلب آپ نے اپنے پوتے کا نام ایسا کیوں تجویز کیا جو اپ کے خاندان میں پہلے کسی کا نظر نہیں آتا جواباً فرمایا میں نے اس لئے تجویز کیا ہے کہ آسمانوں میں خدا اور زمین پر اس کی مخلوق اس بچے کی تعریف کرے۔(1)

اس نام تجویز کرنے کی ایک دوسری وجہ بھی ہے حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ مجھے خواب آئی جو اس نام رکھنے کا باعث بن گئی آپ کی پشت سے ایک زنجیر ظاھر ہوئی جو زمین اور آسمان تک تھی مشرق سے مغرب تک تھی پھر یہی زنجیر درخت بن گئی جس کا ہر پتہ سورج سے ستر گنا زیادہ روشن دکھائی دیتا ہے کچھ لوگ اسے کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس پر محافظ انہیں دور دھکیل دیتے ہیں صبح کو معبرین کو بلایا تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا عبدالمطلب تیری نسل میں ایک بچہ ہوگا جس کی دھوم فرش سے عرش تک ہوگی مشرق سے مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے زمین و آسماں والے اس کی حمد کریں گے اس وجہ سے جناب عبدالمطلب نے اپنے اس مقدس بیٹے کا نام محمد رکھا۔ نیز آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاھرہ کو سچی خوابوں کے ذریعہ بتایا گیا تھا تمہارے پیٹ میں سیدالانبیاء ہیں ان کا نام محمد رکھنا ابن عباس کی روایت میں یہ ہے کہ محمد احمد نام رکھنا۔ اہل لغت حضرات کہتے ہیں وہ شخصیت وہ ذات مقدس جو تمام اعلی صفات کی حامل ہو اسے محمد کہتے ہیں۔ (2)

☆ امام محمد ابوزھرہ نے اسم پاک محمد پر تبصرہ کرتے لکھا ہے کہ تفضیل کا صیغہ کسی کام کے بار بار واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس میں ہمیشگی پائی جاتی ہے گویا حضورﷺ کی ذات والا صفات کی لمحہ بہ لمحہ نئی آن نئی شان کے ساتھ حمد ہوتی رہیگی (3)

---

(1) حقی، تفسیر حقی، ص 61/11

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 276/1

السہیلی، الروض الانف، ص 417/1

(3) ابن قیم ، زاد المعاد، ص 86/1

امام ابوزھرہ کی اس توجیہ کو اس استدلال سے مزید مضبوط کیا جاسکتا ہے۔

وللآخرة خير لك من الاولى (1)

تیرے لئے ہر پچھلا لمحہ پہلے سے بہتر وعمدہ ہے۔

☆ علامہ سھیلی اس مقدس نام کی تشریح کرتے فرماتے ہیں

فالمحمد فی اللغة هوالذی یحمد حمداً بعد حمد (2)

محمد اسے کہتے ہیں جسکی بار بار تعریف کی جائے۔

جیسے جناب عبدالمطلب نے اپنے چھوٹے صاحبزادے کا نام عبداللہ رکھا جو اللہ تعالی کا محبوب نام ہے جناب عبدالمطلب کا یہ نام رکھنا یقیناً الہامی تھا جو جناب عبداللہ کی خوبیوں اور کمالات کا مظہر تھا ایسے ہی اپنے پیارے پوتے کا نام بھی رکھا جو الہام ربانی تھا جسے مسلم بن فارس نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی آپ کے گھر والوں کو الہام فرمایا تھا اسی بنا پر آپکا نام محمد رکھا گیا۔

محمد جو تحمید کا اسم مفعول ہے اس کے معنی یہ ہوں گے وہ ذات جس کے محامد و خصائل اور کمالات کو عظمت کے ساتھ کثرت سے بار بار بیان کیا جائے ۔

وشق له من اسمه ليجله فذوالعرش محمود وهذا محمد (3)

یہ شعر جناب ابوطالب بھی کہا کرتے تھے۔ یہ شعر حضرت حسان کی طرف بھی منسوب ہے صورت جو بھی ہو اسم پاک محمد کی عظمت بیان ہو رہی ہے۔

☆ امام راغب اصفہانی اسم پاک محمد پر تبصرہ کرتے لکھتے ہیں

و محمد كثرت خصاله المحمود (4)

محمد اسے کہتے ہیں جسکی قابل تعریف صفات وعادات کی انتہا نہ ہو حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی بارگاہ قدس میں اسقدر مقبول ہے کہ قرآن مقدس نے متعدد مقام پر بیان فرمایا سورۃ الفتح شریف میں ارشاد ہے

---

(1) الضحى 93 :04

(2) السهيلي، الروض الانف، باب ولادة رسول الله ﷺ ، ص 276/1

(3) قاضی عياض ، الشفاء، ص 237/1

(4) الاصفهاني، مفردات، ص 351/2

محمد رسول اللہ (1)

سورہ محمد شریف میں ارشاد ہے۔

والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنو بما نزل علی محمد (2)

اس طرح سورہ الاحزاب شریف میں اس طرح ارشاد ہے ما کان محمد ابا احد۔ یہ آیات مقدسہ اس اسم گرامی کی عظمت کا کھلا اور واضح اعلان ہیں۔

☆ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ نام قدرت نے حضور ﷺ کی ذات کیلئے مخصوص فرمادیا تھا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد معروف ترین ہے

حضور ﷺ کا اسم گرامی محمد نکرہ نہیں معرفہ ہے جیسے لفظ اللہ معروف متعارف نام ہے اس میں کسی باطل الہ کا تصور نہیں پایا جاتا ہے ایسے ہی اسم پاک محمد معروف ترین نام ہے جس کے سننے سے بجز آمنہ کے لال سید الانبیا ﷺ کے کوئی دوسرا فرد ذہن میں آتا ہی نہیں یا جیسے لفظ کتاب بولنے سے کوئی بھی کتاب مراد لی جاسکتی ہے مگر جب الکتاب کہا جائیگا تو فوراً ذہن قران مقدس کی طرف جائیگا محمود تو کوئی بھی ہوسکتا ہے مگر محمد صرف اور صرف ایک ہی ہیں جن کیلئے یہ کائنات ظہور میں آئی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الفتح 29:48

(2) محمد 02:47

اسم محمد میں ختم نبوت

اسم گرامی محمد میں حمد وثنا کا جلوہ نمایاں دکھائی دیتا ہے۔آپ کو سورہ الحمد شریف عطا ہوئی۔ قیامت کے دن آپ کو مقام محمود عطا ہوگا۔آپ کی امت کی بشارت حمادین کے لقب سے دی ہے قیامت کے دن آپ پر اللہ تعالی کی طرف سے وہ محامد اور خدا کی تعریفیں منکشف ہونگی جو کسی نبی پر منکشف نہ ہوئیں آپ کے جھنڈے کا نام لواء الحمد ہے جو عطا ہوگا کسی بھی کام کے اختتام پر ہم حمد کرتے ہیں کہتے ہیں الحمد اللہ کام مکمل ہو گیا۔مرحلہ طے ہو گیا سفر پورا ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔قران مقدس نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وآخر دعواهم ان الحمد الله رب العالمين (1)

ان کے درمیان حق کا فیصلہ کر دیا گیا اور کہا گیا۔الحمدللہ رب العالمین کھانے کے بعد الحمدللہ شریف ہم اکثر پڑھتے ہیں۔قرآن مقدس نے اسی اشارہ کو ایک اور جگہ بھی فرمایا۔

وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین (2)

یہاں بھی ثناء کے بعد حمد کا ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کام مکمل ہونے پر حمد کیجاتی ہے۔ اللہ تعالی جل مجدہ نے بھی اپنے محبوب کا نام بھی محمد رکھا کہ حمد اختتام کام پر ہوتی ہے قدرت نے بھی یہ کام کیا ہے کہ محمد ﷺ کو آخر میں بھیجا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد میں عصمت ہے

☆ ارباب لغت کی روشنی میں جب یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد کا معنی حمد کیا گیا ہے۔تعریف کیا گیا۔توصیف کیا گیا تو یاد رہے تعریف وتوصیف ہمیشہ خوبی کمالات پر ہوتی ہے نقائص پر نہیں حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی کھلی دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا۔دو ہی صورتیں ذہن میں آسکتی ہیں پہلی یہ کہ وہ ذات وصفات محمد ہی بے نقص ہے بے عیب ہے اسی بنا پر ان کا نام محمد ہے

---

(1) یونس 10:10

آپ اگر حضور ﷺ کی ذات والا صفات میں کسی قسم کا عیب کسی قسم کا نقص کسی قسم کی بشرئی کمزوری کسی قسم کی علمی عملی خرابی تصور کریں تو پھر یہ بات سمجھ نہیں آتی وہ محمد کیسے ہوئے بات یہی سمجھ آتی ہے وہ محمد ہیں تو نقص نہیں اگر معاذ اللہ ان میں نقائص ہیں تو محمد کیسے؟ سیدنا حسانؓ کا شعر میرے اس نظریے کا موید ہے۔

خلقت مبرامن کل عیب　　　كأنك قدخلقت كماتشاء(1)

آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا آپ ویسے ہی آئے جیسا آپ چاہتے تھے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

اسم محمد حسن کا مظہر ہے

حضور سید عالم ﷺ کا اسم گرامی محمد آپ کے ظاہری باطنی حسن کا مظہر ہے سیدنا حسان کا شعر مبارک میرے اس نظریہ کا موید ہے۔

واحسن منك لم ترقط عینی　　　واجمل منك لم تلد النسأء (1)

بارگاہ رسالت میں حسان عرض کرتے ہیں حضور آپ سے زیادہ حسین تو میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں اس مصرع پر اشکال ہوسکتا ہے کہ حضرت حسان نے کائنات کا مشاہدہ نہیں کیا اسی دوسرے شعر کے دوسرے مصرعہ میں اس اشکال کا جواب مل جاتا ہے۔ کہ تجھ سے زیادہ حسین بچہ کسی عورت نے جنا ہی نہیں جب پیدا ہی نہیں ہوا تو دیکھا کیسے جاسکتا ہے حضور ﷺ کا حسن باطنی بھی لا جواب ہے حسن ظاہری بھی حضور ﷺ نے ایک دعا میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

اللھم انت حسنت خلقی فحسن خلقی (2)

اے میرے اللہ میرے باطن کو بھی نور علی نور کر دے جیسے تو نے ظاہر حسن سے نوازا ہے

---

(1) البیطار، حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، ص 252/1
أبو الفضل ، سلك الدرر فی أعیان القرن الثانی عشر، ص294/1
الحموی ، خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر، ص13/3

(2) البیھقی، شعب الایمان، الرقم8302، ص 68/18

حضرت براء بن عازب کے ایک ارشاد سے حضور ﷺ کے حسن کی ایک جھلک نمایاں ہوتی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حاضر ہوا تو حضور ﷺ دھاری دار لباس میں ملبوس آرام فرما رہے تھے۔ اور چودویں کا چاند بھی چمک رہا تھا میں کبھی چاند کو دیکھتا کبھی مصطفیٰ کو۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے الشفا میں

☆ بڑی مزے کی بات لکھی ہے کہ حضور ﷺ کا حسن لاجواب تھا جب آپ مسکراتے تو محسوس ہوتا گویا آپ کا منہ قطعہ قمر (چاند کا ٹکڑا) ہے۔(1)

شیخ عیاض کے حضور معذرت سے عرض کہ محبوب چاند کا ٹکڑا نہیں بلکہ چاند نے ان کے حسن سے خیرات مانگی ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد اور توحید

سبھی جانتے ہیں کہ ایمان کیلئے بنیادی اصول توحید و رسالت پر ایمان ہے مگر توحید کا قائل ہونے کیلئے اسم محمد سے رسالت کا اعتراف بڑا ضروری ہے جس کی دلیل کلمہ طیبہ ہے جیسے کوئی شخص خدائے ذوالجلال کی وحدانیت کو ماننے کیلئے اسم پاک اللہ کے بغیر کسی بھی اسم پاک کا ذکر کرنے سے مومن نہیں ہوسکتا ایسے ہی رسالت پر ایمان لانے کیلئے حضور ﷺ کے اسم گرامی محمد کے علاوہ کسی دوسرے اسم گرامی کا ذکر کرکے رسول پاک محمد ﷺ پر ایمان لانے کا دعوی نہیں کرسکتا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو حرج نہیں کہ اسم محمد ﷺ توحید خداوندی کی بھی دلیل ہے کلمہ طیبہ کے پہلے حصہ میں توحید کا ذکر ہے اور دوسرے میں رسالت کا مگر رسالت کے عنوان کو اسم محمد سے بیان فرمایا توحید اس حد تک معتبر نہ ہوگی جب تک رسالت کو اسم محمد کے ذریعہ سے نہ مانا جائے لہذا توحید اور اسم گرامی محمد کا ایسا قریبی واسطہ ہے جسے الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد ﷺ کی عالمگیری

حضور ﷺ کے اسم گرامی محمد کا معنی سمجھ لیا گیا تعریف کیا گیا حمد کیا گیا یہاں اس کی وضاحت نہیں ملتی کہ کس کی طرف سے حمد کیا گیا لہذا اسے اپنے عموم پر ہی چھوڑا جائیگا کہ حضور اس لئے محمد ہیں کہ انکی تعریف خدا نے بھی فرمائی اور اس کی پوری مخلوق نے بھی وہ مخلوق انسانوں سے متعلق ہو یا جنوں سے پہاڑوں سے ہو یا دریاؤں سے آسمانوں سے ہو یا زمینوں سے غرضیکہ موجودات کا ذرہ ذرہ ان کی تعریف کرتا ہے کہ وہ پوری کائنات کے رسول ہیں۔ کسی ایک قسم، جنس، یا خطہ کے ہی نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ پوری کائنات ان کے حضور دم بخود اور تابع فرمان ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد ﷺ ساق عرش پر

طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے روایت کی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر لکھا ہوا پڑھا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (1)

پھر اسی کلمہ طیبہ کی وساطت سے بارگاہ قدس سے دعا مانگی۔

کتاب الشفاء ابو محمد مکی اور ابو لیث علیہم الرحمۃ کا بیان بھی اسی عنوان کی تائید میں ملتا ہے۔

کتب سماویہ میں بھی حضور ﷺ کی بشارت میں اسم محمد ہی تھا۔ جیسے مختلف تراجم میں تبدیلی کی گئی ہے۔ کہیں۔ محبوب۔ کہیں مددگار وغیرہ بہرحال اسم گرامی محمد ولادت سے قبل ہی مشہور و متعارف تھا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ حاکم نے مستدرک میں سیدنا عمر بن الخطاب سے اسی عنوان کی روایت نقل کی ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الحاکم، المستدرک، باب ومن کتاب آیات رسول اللہ ﷺ، الرقم 4194، ص 7/10
البیہقی، دلائل النبوۃ، باب ما جاء فی تحدث رسول اللہ ﷺ الرقم 2243، ص 118/6
أبو بکر محمد بن الحسین بن عبداللہ الآجری البغدادی (المتوفی:360)، الشریعۃ، باب ذکر متی وجبت النبوۃ للنبی ﷺ الرقم 938، ص 43/3

اسم احمد ﷺ

حضور ﷺ کے ایک ہزار اسماء گرامی میں سے دوسرا مشہورترین اسم پاک احمد ہے اس اسم گرامی کو بھی قرآن مقدس نے بیان فرمایا ہے عیسی علیہ السلام کے شان میں فرمایا۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (1)

احمد اسم تفضیل ہے جیسے اسم پاک محمد سے یہ بات واضح ہے کہ وہ پوری کائنات کی طرف سے حمد کیے گئے ہیں ایسے ہی لفظ احمد ﷺ سے ظاھر ہے حضور ﷺ نے پوری کائنات سے زیادہ اللہ تعالی کی حمد کی ہے اگرچہ کسی نبی نے ساڑھے نوسو سال اللہ کی حمد کی ہے مگر احمد حضور ہی ہیں بے شک سمندروں کے قطروں، ریت کے ذروں، درختوں کے پتوں غرضیکہ ساری مخلوق نے اللہ کی حمد کی اور قیامت تک کرتی ہے۔ رہے گی مگر احمد (سب سے زیادہ حمد کرنے والے) تو حضور ہی ہیں۔

فائدہ

اس استدلال سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی عبادت سے بظاھر بھی کوئی نہیں بڑھ سکتا۔ حضور ﷺ نے اپنے ان اسماء گرامی کا ذکر خود بھی فرمایا ہے جبیر بن مطعم کی روایت سے بخاری اور مسلم نے بیان کیا فرماتے ہیں۔ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں۔ احمد ہوں۔ میں حاشر ہوں یعنی پہلے میں قبر سے اٹھوں گا۔ یا قیامت کو میں سب کا پیشوا ہوں گا۔

میں عاقب ہوں تمام انبیاء کے بعد آنیوالا ہوں۔ امام مالک فرماتے ہیں عاقب کا معنی یہ ہے جس پر اللہ تعالی نے انبیاء علیھم السلام کا سلسلہ ختم فرمایا۔ میں ماحی ہوں یعنی کفر مٹانے والا۔ صاحب زرقانی نے عاقب کا معنی آخرالانبیاء بھی کہا ہے۔ (2)

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحوا للہ
بی الکفر و یحشر الناس علی قدمی و انا عاقب الذی لیس بعدی نبی (2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصف 06:61

(2) ابوالفتح،عیون الاثر، ص 45/1

الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 404/1

برکاتِ اسمِ محمد ﷺ

☆ سیدنا ابوامامہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری محبت اور برکت کے پیش نظر اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔ وہ دونوں یعنی باپ اور بیٹا جنتی ہیں۔

☆ قیامت کے دن محمد اور احمد نامی دو شخصوں کو محض نام کی برکت سے جنت بھیج دیا جائیگا۔

☆ سیدنا نبیط فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن محمد احمد نامی شخص کو جہنم میں نہیں ڈالا جائیگا۔

☆ محمد نام بچے کی تعظیم کرو اس کیلئے بیٹھنے کی جگہ بناو۔ اسکی برائی نہ کرو۔

☆ جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہو تو اس گھر میں برکت ہوتی ہے۔

☆ ابن عباسؓ سے ہے جس نے اپنے تین بچوں میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھا وہ جاہل ہے۔

☆ جو چاہے اس کے گھر لڑکا پیدا ہو تو بچے کا نام محمد رکھنے کی نیت کرے انشاءاللہ لڑکا پیدا ہوگا۔

☆ جس گھر میں محمد نام کا کوئی ہو اس گھر کا پہرہ فرشتے دیتے ہیں۔(1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الزرقانی، الشرح، ص 306/7

باب ششم

سرکار دو عالم ﷺ کا بچپن

حضرت عباسؓ کی خواب

ابولہب کے فوت ہونے کے ایک سال بعد حضرت عباسؓ نے خواب دیکھی کہ وہ نہایت بری حالت میں ہے۔ حضرت عباس نے پوچھا معاملہ کیا ہے۔ حالت کیسی ہے۔ ابولہب نے کہا کہ میں نے مرنے کے بعد کوئی راحت نہیں دیکھی۔ مگر صرف اتنی کہ ثوبیہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے سرانگشت کی مقدار پانی پلا دیا جاتا ہے۔(1)

علامہ شبلی فرماتے ہیں حضرت عباس نے ابولہب کو بری حالت میں دیکھا اور کہا کہ ہر پیر کو تخفیف ہو جاتی ہے۔(1)

فائدہ

ابولہب نے ثوبیہ کو اس خوشی میں آزاد کیا تھا کہ اس نے ابولہب کے بھائی حضرت عبداللہ کے گھر بیٹا ہونے کی خوشخبری سنائی۔ اسی وجہ سے وہ آزاد ہو گئی تھی۔ ابولہب کی یہ خوشی صرف بھتیجے کی خوشی ہے۔ نبی کی آمد کی نہیں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی، مسرت، عبادت، صدقہ، خیرات، تلاوت، نعت خوانی، دعا سبھی ایمانی تقاضے ہیں جن پر برائی کا فتویٰ سب بڑی برائی ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب امھاتکم اللاتی ارضعنکم، الرقم 4711، ص 49/16
البیھقی، السنن، ص 162/7
عبدالرزاق، المصنف، ص 478/7
البیھقی، دلائل النبوۃ، باب فلاتعرضن علی بناتکن، الرقم 51، ص 63/1
البیھقی، شعب الایمان، باب ما احسن من محسن کافر او مسلم الا اثابہ، الرقم 280، ص 306/1
ابوعوانہ ، المستخرج، باب تحریم الجمع بین الاختین، الرقم 3569، ص 150/9
البیھقی، البعث والنشور، باب لوانھا لم تکن ربیبتی فی حجری، الرقم 252، ص 256/1
البیھقی، السنن الصغیر، باب قول اللہ عزوجل وان تجمعوا بین الاختین، الرقم 1912، ص 317/5
ابن حجر، فتح الباری، باب امھاتکم اللاتی ارضعنکم، الرقم 4711، ص 344/14
ابن حجر، فتح الباری، باب صفۃ الجنۃ والنار، الرقم 6079، ص 409/28
ابن بطال أبو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک (المتوفی: 449)، شرح صحیح البخاری

دیہاتی ماحول میں تربیت کا فلسفہ

شیر خوار بچوں کے متعلق عرب میں دستور تھا کہ انہیں شہر کی گنجان آبادی سے باہر دیہاتی یا صحرائی ماحول میں رکھا جاتا۔اس دستور میں کئی حکمتیں دکھائی دیتی ہیں دیہات سے دائیاں مکہ مکرمہ شہر میں آتیں اور بچوں کو مزدوری پر لے جاتیں۔

☆ شہروں کی نسبت دیہات کی آب وہوا صاف شفاف ہوتی ہے جو صحت کیلئے مفید ہے۔

☆ کھلا ماحول کھلی فضا انکی نشونما میں نکھار پیدا کرتے ہیں۔

☆ دیہاتی ماحول میں بچے عرب کے اصل تمدن سے وابستہ رہتے تھے۔

☆ بچوں کی مائیں اپنے شوہروں کی خدمت کیلئے آزاد ہوسکیں۔

☆ کھلی فضاء میں بچے کھیل کود سے جسم میں توانائی حاصل کرسکیں۔

☆ شہروں کی نسبت دیہات سے غذائیں ملاوٹ سے پاک ملتی ہیں جو قوت کا باعث ہیں۔

☆ اس لئے بھی بھیجا جاتا کہ عرب والے بچے اپنے دادا حضرت مطلب کی توانائی کے وارث ثابت ہوں جیسے حافظ ابن کثیر نے سیدنا عمر فاروقؓ کا قول نقل کیا ہے۔

تمعددو و تمعززو واخشو شنوا (1)

معد بن عدنان کی ہیبت اختیار کرو اور شدائد پر صبر کرو۔موٹا پہنو ناز نخرہ میں نہ پڑو۔

---

(1) أبو الفضل القاضی عیاض بن موسی الیحصبی (المتوفی:544)،ترتیب المدارك و تقریب المسالك ،ص 67/1

أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی:852)، الاصابه فی معرفة الصحابه،ص 162/2

صلاح الدین خلیل بن أیبك بن عبدالله الصفدی (المتوفی:764)،الوافی بالوفیات ،ص 252/7

ابن الاثیر، اسد الغابه ، ص 413/2

ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ص 396/1

السهیلی، الروض الانف، ص 285/1

البیهقی، شعب الایمان، الرقم 5916، ص 176/13

ابو عوانه، المستخرج، الرقم 6890، ص 391/16

ابن ابی عاصم، الآحاد والمثانی، الرقم 2111، ص 455/6

صحرائی ماحول عربوں کی فصاحت میں ممد تھا۔ جیسے کہ روض الانف کی اس روایت سے محسوس ہو رہا ہے ایک موقعہ پر سیدنا صدیق اکبرؓ حضورﷺ سے عرض کرتے ہیں یارسول اللہﷺ آپ کی زبان نہایت فصیح ہے فرمایا اول تو میں نے قریش اور پھر بنی سعد سے دودھ پیا ہے۔

عربوں کے اس رواج و دستور کے مطابق بنی سعد کی خواتین شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ مکرمہ آیا کرتیں تھیں۔سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں۔

حسب دستور و رواج میں اور میرا شوہر مکہ مکرمہ میں آئے تا کہ کسی شیر خوار بچہ کو حاصل کیا جاسکے اس سفر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ ان دنوں میرے پاس لاغر اونٹنی اور گدھی تھی اونٹنی کے تھنوں سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ نکلتا تھا بچہ ساری رات بھوک سے بلبلاتا تھا۔فرماتی ہیں میرے پستانوں میں بھی اتنا دودھ نہ تھا کہ بچہ سیر ہو سکے۔عورتیں عبدالمطلب کے گھر آتیں جب انہیں پتہ چلتا بچہ یتیم ہے تو انکار کر دیتیں کہ یتیم کی پرورش سے انہیں حق الخدمت کیا ملیگا مگر کسے خبر تھی کہ یہ یتیم قیصرو کسری کے خزانوں کا مالک ہوگا کسے پتہ تھا اس کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہونگی۔کسے علم تھا کہ اس یتیم کے اشارے سے چاند ٹوٹے گا سورج لوٹے گا۔پتھر کلمہ پڑھیں گے درخت سجدہ ریز ہوں گے یہ خواتین قدرت کے اس راز سے بے خبر تھیں اگرچہ اس کے سر پر باپ نہیں مگر خدا ہے جو سارے خزانوں کا مالک ہے جسے چاہے جب چاہے جتنا چاہے دیدے تمام عورتیں اپنی اپنی تیز سواریوں پر مکہ مکرمہ آئیں اور شیر خوار بچے حاصل کر لیے۔پتلی دبلی' لاغر' اونٹنی کی سست رفتاری کے باعث حلیمہ سعدیہ دیر سے آئیں تو خالی لوٹنا بڑا شاق گزرا' پھر غربت اور تنگدستی کو دیکھکر کوئی گھر مجھے بچہ دینے کو تیار نہیں تھا' اچانک دل میں دریتیم ابن عبداللہ کے لیجانے کا احساس ہوگیا اور اپنے شوہر سے کہا خالی لوٹنا بڑا شاق گذر رہا ہے جی چاہتا ہے۔عبدالمطلب کا یتیم پوتا لے چلیں

واللہ لا ذھبن الی ذالك الیتیم فلاخذنه لاعلیك ان تفعلی عسی اللہ ان تجعل لنا فیه بر کت(1)

اللہ کی قسم میں ضرور اس یتیم بچے کی طرف جاؤنگی اور بہرحال اسے لانے میں کامیاب ہوجاؤنگی

---

(1) السہیلی، الروض الانف، ص285/1
ابوالفتح،عیون الاثر، ص48/1
ابن ھشام، السیرۃ ، ص162/1
الطبری، التاریخ، ص573/1

شوہر نے کہا کہ لے آ ؤ ہوسکتا ہے اس یتیم کی برکت سے ہمارے دن پھر جائیں اور برکت نصیب ہو آپ فرماتی ہیں شوہر سے مشورہ کی بعد میں عبدالمطلب ہاں حاضر ہوئی آپ نے پوچھا تو میں نے کہا بنی سعد کی خاتوں ہوں نام پوچھا تو میں نے بتایا حلیمہ آپ نے فرمایا۔

بخ بخ سعد وحلم خصلتان فیهما خیر(1)

واہ واہ سعد اور حلم یہ ایسی دو خصلتیں ہیں جن میں بھلائی بھی ہے اعزاز بھی۔

میں نے جناب عبدالمطلب سے درخواست کی کہ بچہ مجھے دے دیا جائے میں دودھ پلانے کو تیار ہوں۔آپ مجھے آمنہ کے گھر لے گئے سیدہ آمنہ نے مجھے مرحبا کہا اور اس کمرے میں لے گئیں ۔جہاں حضور ﷺ آرام فرمارہے تھے آپ نور جیسے سفید کپڑے میں ملبوس تھے نیچے سبز رنگ کی چادر تھی مہک پھیلی ہوئی تھی آپ کا حسن دیکھ کر میں بے خود ہوگئی محبوب نے سرگیں آنکھیں کھولیں جن سے انوار نکل رہے تھے اور آسماں تک پہنچ رہے تھے میں نے ان کی پیشانی چومی اٹھایا سینے سے لگایا اور شوھر کے پاس آ گئی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

شرف انسانیت کا پہلا دن

☆ جب زمین پیاسی ہوتی ہے خشک سالی کے آثار پیدا ہوجائیں تو آسمان پر رحمت کی بدلیاں چھاجاتی ہیں تو رب قدوس جل مجدہ اپنی محبت اور ربوبیت کے نقاب سے جلوہ فرما ہوجاتا ہے اور مایوسی کے بعد امید۔نامرادی کے بعد مراد۔موت کے بعد زندگی کا پیام زمیں کے ایک ایک ذرہ تک پہنچا دیتا ہے۔قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے

وینزل من السماء ماء فیحیی به الارض بعد موتها(2)

---

(1) السہیلی، الروض الانف، ص1/285
ابوالفتح،عیون الاثر، ص1/48
ابن ھشام، السیرۃ ، ص1/162
الطبری، التاریخ، ص1/573
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 1/329

اس کے کرم کو دیکھو جب زمیں پر مردنی چھا جاتی ہے تو وہ آسماں سے پانی برساتا ہے اور زمیں پر موت کے بعد زندگی طاری ہو جاتی ہے

جس خدا نے انسانوں کے جسموں کی غذا کا اہتمام کیا ہے بھلا وہ ان کی روحوں کا کیسے نہ کرتا محبوب کی آمد روح کی غذا ہے دل کا سکون ہے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

☆ وہ رب قدوس جس کو خشک مٹی دیکھ کر رحم آ جاتا ہے۔ موسم سرما میں درختوں کے پتے جھڑ جائیں تو ان کیلئے موسم بہار کا پیغام دے دیتا ہے تو وہ انسان کی تڑپتی روح کیلئے ساماں حیات کیسے نہیں دیگا محبوب کی آمد حیات روح ہے سامان دل و جاں ہے چھٹی صدی عیسوی کا یہ عظیم روحانی انقلاب تھا رحمت الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی جس کے فیضان عام سے تمام کائنات کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنادی اور بدحالیوں کا دور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا ہے محبوب کی آمد ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا آخری مقام تھا۔

☆ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت دعوت اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا اسی دن امت مسلمہ کی بنیاد پڑی یا یہ کہہ لیجئے ریگستان حجاز کی بادشاہت کا یہ پہلا دن تھا بلکہ تمام عالم ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا یہ تمام کرہ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا تمام انسانیت کے شرف واحترام کا پہلا دن تھا خدا کی عالمگیر بادشاہت کے عرش جلال کی آخری اور دائمی نمود تھی۔

☆ یہی دن سب سے بڑا ہے اسی دن کائنات کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی۔ یہ جلوہ گری پوری کائنات کی مشترکہ عظمت ہے قوموں یا نسلوں سے یا کسی خاص خطہ سے وابستہ نہیں یہ بات کہہ دی جائے تو بے جا نہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حیات مقدس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک جابر ظالم فرعونی حکومت سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی اور امن و عزت تک پہنچایا۔ بے شک یہ بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن یہ تو ایک قوم کی حفاظت ہے بنی اسرائیل کا بچاؤ ہے دیکھنا یہ ہے کہ پوری کائنات کیلئے کیا ہے جواب نہیں ملتا مسیحی تحریک پر نظر دوڑائیں تو جناب مسیح علیہ السلام کا مشن یہاں تک نظر آتا ہے میں صرف توراۃ کو قائم کرنے آیا ہوں کوئی نئی دعوت نہیں لایا۔(1)

اور پھر ہمیشہ اپنے کاموں اپنی وصیتوں اپنی تعلیم کو صرف اسرائیل کے گھرانے تک ہی محدود

رکھا دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے پوری دنیا کیلئے کیا کیا حضور ﷺ کی پیدائش نے یہ نہیں کیا کہ میں صرف بنی اسماعیل کیلئے آیا ہوں بلکہ اس نے بتایا کہ تمام عالم انسانیت کو غلامی کے زنجیروں سے نجات دلانا میرا مقصد ہے اس جلوہ گری کو صرف اسرائیل کے گھرانے کی گمشدہ رونق سے بھی عشق نہیں اس نے تمام عالم کی اجڑی بستیوں کو آباد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ دنیا میں جس قدر حق و صداقت کے اعلانات موجود ہیں اگر دنیا انہیں بھلادے گی تو یہ صرف قوموں ملکوں کی سعادت کی فراموشی ہوگی کیونکہ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہ کیا لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بھلادیا تو یہ تمام کرہ ارضی کی نجات کو بھلادینا ہوگا کیونکہ ربیع الاول شریف کو روح کسی ایک سرزمین کیلئے نہیں بلکہ تمام عالمین کیلئے ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

برکتوں کا نزول

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں جب میں نے محبوب کریم ﷺ کو اپنی برباد اور اجڑی آغوش میں لیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں حضور ﷺ کو دودھ پیش کیا تو آپ نے سیر ہوکر پیا جب دوسری چھاتی پیش کی تو آپ نے منہ پھیر لیا کہ چھاتی دوسرے رضاعی بھائی کا حصہ تھا۔ قدرت نے شروع سے ہی اپنے محبوب کو اپنی حفاظت میں رکھا تھا اور کسی قسم کا داغ نہ لگنے دیا فرماتی ہیں حضور ﷺ کے دودھ پینے کی برکت سے میری چھاتیاں ہمیشہ بھری رہتی حالانکہ اس سے پہلے میری چھاتیوں میں چند قطرے ہوتے تھے جو کسی بچے کی شکم سیری کیلئے انتہائی ناکافی تھے۔ حضور کے دوسرے رضاعی بھائی نے بھی سیر ہوکر دودھ پیا میری لاغر اونٹنی جس کے تھنوں میں برائے نام بھی دودھ نہ تھا اس کے تھن دودھ سے بھر گئے میں اور میرا شوہر بچوں سمیت رات بھر چین سے سوئے صبح اٹھے تو شوہر نے بڑے محبت بھرے لہجہ میں کہا

واللہ یا حلیمة لقد اخذت نسمة مبارکة (1)

---

(1) محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن معبد، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البستي (المتوفى:354)، الثقات، ص 40/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 49/1

السہیلی، الروض الانف، ص 285/1

حلیمہ اللہ کی قسم ہم نے بابرکت وجود حاصل کرلیا ہے۔

☆ آپ فرماتی تمام دائیاں اپنی تیز سواریوں پر مجھ سے پہلے شہر سے نکل چکی تھیں میرے پاس وہی کمزور لاغر نحیف گدھی تھی جو سواری کیلئے رکھی ہوئی تھی میں اس مقدس بچے کیساتھ اس پر سوار ہوئی تو اس کی حالت بدل گئی اونٹیوں سے بھی تیز چلی اور وہ تمام پیچھے رہ گئیں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں اے ابی ذوئیب کی بیٹی خدا کے لئے اپنی سواری کو آہستہ چلا اور یہ بتا یہ سواری کتنے کی لی تو میں نے جواب دیا اللہ کی قسم سواری وہی ہے البتہ سوار بدلا ہوا ہے۔ عورتوں نے کہا تیرے دراز گوش کی بڑی شان ہے سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں میرے دراز گوش نے جواب دیا میں لاغر تھا مجھے طاقت ملی اے عورتو! مجھ پر سید المرسلین سوار ہے۔(1)

آخر ہم اپنی بستی پہنچ گئے یہ سارا علاقہ قحط زدہ تھا مگر حضور پاک ﷺ کی برکت سے گھاس اگا برکت ہوئی بکریاں سیر ہو کر واپس آئیں تو لوگوں نے کہا تم بھی اپنی بکریاں حلیمہ کے ریوڑ کے ساتھ چرایا کرو چنانچہ کچھ لوگوں نے ایسا کیا تو وہ بھی سیر ہو کر آئیں۔ آپ فرماتی ہیں اللہ تعالی ہمیں اسی طرح رحمات و برکات سے نوازتا رہا اور ہم برکات خداوندی کا اسی طرح مشاہدہ کرتے رہے۔(1)

سیدہ حلیمہ سعدیہ کے مزید تفصیلی واقعہ کیلئے سیرت ابن ہشام اسی عنوان کے تحت اور خصائص کبری کا مطالعہ مفید رہے گا۔

☆ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں ایک دن میں حضور ﷺ کو گود میں لیے بیٹھی تھی کہ ایک ریوڑ میرے قریب سے گزرا اس سے ایک بکری دوڑ کر آگے آئی اور حضور ﷺ کو سجدہ کیا سر مبارک کو بوسہ دیا پھر بھاگ کر دوسری بکریوں میں چلی گئی۔

---

(1) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 158/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 329/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 213/1
ابن حبان، الثقات، ص 40/1
ابوالفتح، عیون الاثر، ص 49/1
السہیلی، الروض الانف، ص 285/1
الطبری، التاریخ، ص 574/1

سیدنا انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ انصار کے ایک باغ میں گئے ابوبکر، عمر ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں نے سجدہ کیا ابوبکر عرض کرتے ہیں حضور ﷺ ہمیں بھی اجازت ہے فرمایا میری امت میں کسی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (1)
آپکا مزار شریف جنت البقیع میں سیدنا عثمان بن عفان کے شمالی جانب ہے آپ کی کنیت ام کبشہ تھی ام کبشہ ان کی بیٹی کا نام تھا۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ نے جو حضور کی خدمات انجام دیں قدرت نے اس صلہ میں بے پناہ رحمات و برکات سے نوازا۔

☆ ایک بڑی برکت یہ بھی ہے حلیمہ سعدیہ اور انکا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا۔

☆ حلیمہ سعدیہ کو یہ اعزاز ملا کہ جب وہ بارگاہ رسالت میں آئیں تو ان کیلئے چادر بچھا دی گئی اور اوپر بٹھایا گیا۔ ابوالفرح جوزی فرماتے ہیں ایک مرتبہ حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئیں اور اپنی اقتصادی بدحالی کی شکایت کی تو آپ نے چالیس بکریاں اور کئی اونٹ عطا فرمائے اور اعزاز سے واپس کیا یہ سیدہ خدیجہ الکبری کے زمانہ میں ہوا۔ حضور ﷺ کے بعد پھر ایک مرتبہ صدیق اکبر کے ہاں آئیں تو آپ نے بھی وھی کچھ کیا جو رسول پاک نے حسن سلوک کیا تھا۔ چادر بچھائی کافی مال دے کر واپس کیا اسی روایت کو عطا ابن یسار نے بھی بیان کیا ہے (2)

☆ غالبًا ۱۹۶۵ کا واقعہ ہے میں جنت البقیع حاضر ہوا تمام قبروں پر پتھر تھے اور پورے بقیع میں

---

(1) ابوداؤد، السنن، باب فی حق الزوج علی المرأة، الرقم 1828، ص 42/6
البیهقی، السنن الکبری، ص 291/7
الحاکم ،المستدرك، الرقم 2713، ص 377/6
الطحاوی، مشکل الآثار، باب لوامرت شیاء ان یسجدلشئ، الرقم 1282، ص 16/4

(2) ابن کثیر، السیرة، ص689,690/3
ابوالفتح، عیون الاثر، ص221/2
قاضی عیاض، الشفاء، ص128/1
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص382,383/1
ابن کثیر، الهدایة والنهایة، ص 418/4
ابن الاثیر، اسد الغابة، ص 67/2

کہیں سبزہ نہیں تھا مگر میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ حضرت سعدیہ کی قبر پر شاندار ہری گھاس تھی اسوقت بھی میرے دل میں یہی بات آئی تھی کہ انہیں یہ اعزاز بارگاہ رسالت سے ملا ہے اور خدمت کا صلہ ہے۔

☆ ایک موقعہ آپکا رضاعی باپ حارث مکہ مکرمہ آئے حضور ﷺ اعلان نبوت فرما چکے تھے لوگوں نے کہا حارث سنا ہے تیرا بیٹا کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اٹھنا ہے اور اعمال کا حساب و کتاب ہوگا یہ سن کر حارث حضور ﷺ کے ہاں گئے عرض کی لوگ شکوہ کر رہے ہیں کیا آپ نے کوئی ایسی بات کی ہے فرمایا ہاں میں نے کہا ہے۔ جب وہ دن آئے گا تو میں آپکا ہاتھ پکڑ کر یہ باتیں یاد دلاونگا۔ حضور ﷺ کے اس مضبوط ارشاد سے حارث کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔(1)

حلیمہ سعدیہ نے حضور ﷺ کے ان گنت کمالات دیکھے مگر حقیقت پھر بھی نہ کھل سکی۔

حلیمہ یہ بھید کھلا نہیں
یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے
تیری بکریاں جو چرا گئے
کہیں حسن بن کے قبول میں
کہیں رنگ بن کے وہ پھول میں
کہیں نور بن کے رسول میں
وہ جمال اپنا دکھا گئے

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1)

وادی حلیمہ کی زیارت

سیدہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی آمد سے میری گھر میں رحمات و برکات کی لہر بہر ہوگئی میرے گھر کا ماحول یکسر بدل گیا۔ گویا یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی جھگی رشک عرش بن گئی تھی۔ آپ فرماتی ہیں محبوب کے جلوہ سے ہمارے حالات آئے دن تیزی سے بدلتے گئے اور ہمارا یہ ہنستا بستا گھرانہ اعزاز و اکرام کی بلندیوں کو چھونے لگا سیدہ آمنہ اور جناب عبدالمطلب سے جو وعدہ تھا وہ دو سال کا تھا کہ مدت رضاعت کے بعد بچے کو واپس کرنا ہوگا یہ بہار کے دن تھے جو اچانک گزر گئے مدت رضاعت پوری ہوگئی راحت و خوشی کے یہ دو سال لمحوں میں گزر گئے ایک طرف ایفائے عہد تھا کہ حضور ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ لیجانا ہے دوسری طرف اس جان جاناں کی جدائی کا صدمہ تھا جو دل کو گھائل کر رہا تھا فرماتی ہیں میں لے کر حضور آمنہ کے ہاں حاضر ہوئی اور خواہش کی اگر آپ مناسب جانیں تو اس مقدس بچے کو مزید کچھ وقت کیلئے میرے ساتھ واپس کر دیں۔ شہر کی آلودہ فضا سے محفوظ رہے گا فرماتی ہیں میں نے اپنے اس بابرکت بچے کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے شدید اصرار کیا اپنے رب سے التجائیں کرتی کہ اس بیٹے کو لیجانے کی سعادت دوبارہ مل جائے اللہ کا شکر سیدہ آمنہ مان گئیں اور پھر حضور ﷺ کو میری ساتھ واپس کیا خدا کے اس انعام پر جس قدر شکر ہو کم ہے۔ محبوب کی آمد پر پھر ایک مرتبہ وہی گھر انوار و برکات سے جگمگا اٹھا اڑوس پڑوس سے مبارک بادیوں کے پیغامات ملنے شروع ہوگئے آپ کی رضاعی بہن حضرت شیما کی تو خوشی کی انتہا نہ تھی کہ بے مثال لاجواب بھائی سے دوبارہ پھر ملاقات ہوگئی تھوڑی دیر کیلئے جھولا خالی ہوا اور حلیمہ سعدیہ کا گھر پھر ایک مرتبہ رحمات و برکات کا مرکز بن گیا پھر ایک مرتبہ بنوسعد کی زمین نے آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور خالی جھولا پھر حرکت میں آ گیا۔ حضرت شیما محبوب پاک کی محبت کی وارفتگی میں یہ اشعار گنگناتی تھی۔

یا ربنا ابق لنا محمداً　　　　حتی اراہ یافعا وامردا (1)

اے رب قدوس میرے بھائی محمد کو صحت و عافیت سے تا دیر رکھ

یہاں تک کہ میں اسے جوان دیکھوں۔

---

(1) ابن حجر، الاصابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ص 16/4

ثم اراہ سیدامسوداً واکبت اعادیہ معاًوالحسدا(1)

میں اسے اس حالت میں دیکھوں کہ وہ قوم کے سردار ہوں اور لوگ
اس کے تابع فرمان ہوں اس کے دشمن ذلیل ورسوا ہوں۔

حلیمہ سعدیہ کے گھر کی مقدس زمین کی زیارت کا راقم الحروف کو بڑا شوق تھا کہ جس جگہ محبوب پاک ﷺ کا بچپن گزرا اس جگہ کی زیارت کروں الحمدللہ کئی سفری مشکلات کے باوجود طائف پہنچا پھر وہاں سے ایک واقف ساتھی کے ذریعہ بنوسعد کے علاقہ میں حاضری دی طائف کے اس پرانے تجربہ کار معمر دوست نے اندازے اور تخمینے سے حلیمہ سعدیہ کے گھر کی نشان دہی کی زیارت سے مجھے قلبی سکون ملا اس سکون سے یہ سمجھا اس کا تخمینہ اندازہ ٹھیک تھا جو میری راحت کا سبب بنا جب بھی مکہ مکرمہ حاضری ہوتی ہے جی چاہتا ہے پھر زیارت ہو مگر پھر اسی دعا پر ہی رہ جاتا ہوں۔

خدایا ایں کرم باردگر کن سیدہ حلیمہ سعدیہ کی تمنا تو پوری ہوگئی تھی کہ محبوب پاک دوبارہ ان کے ہاں جلوہ فرما ہو گئے تھے مگر راقم الحروف محروم ہے کہ دوبارہ بنوسعد کی بستی کی جگہ حاضری نہ دے سکا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

گلہ بانی کی عظمت

سب سے پہلا پیشہ جسے محبوب پاک علیہ السلام نے شرف بخشا وہ گلہ بانی ہے بکریوں کا چرانا ہے جسے حضور ﷺ نے دوبارہ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے گھر آنے پر اپنے رضاعی بھائیوں کیساتھ گلہ بانی کو شرف بخشا حضور ﷺ نے اپنی جوانی کے ایام میں بھی اس شغل کو شرف بخشا ہے حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں، ہم مقام مرالظہر ان میں پیلو کے پھل چننے لگے تو آپ نے فرمایا سیاہ دیکھ کر توڑو۔ وہ زیادہ لذیذ ہوتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے کہ آپ کو یہ معلوم ہے فرمایا ہاں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔(2)

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں چند قیراط پر بکریاں چرایا کرتا تھا اس حدیث شریف کو امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف کتاب الاجارہ میں بیان کیا ہے۔

---

(1) ابن حجر، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص 16/4

نصر بن حزن سے روایت ہے ایک موقعہ اونٹ چرانے والوں اور بکریاں چرانے والوں میں بحث ہوگئی کہ کون افضل ہیں تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا موسی علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے داود علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے اور میں اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاء میں چرایا کرتا تھا۔(1)

بعض لوگوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ حضور ﷺ کا اجرت پر بکریاں چرانا شان نبوت کے منافی ہے یہ اعتراض سراسر بے اصل اور بے معنی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں انبیاء علیھم السلام کا اجرت پر کام کرنا شان نبوت کے ہرگز منافی نہیں پھر حضور ﷺ کا یہ عمل تو اعلان نبوت سے بھی کافی پہلے کا ہے جس پر یہ بے معنی سوال نہیں کیا جاسکتا۔ حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام کا گلہ بانی فرمانا یہ اشارہ ہے کہ انہوں نے قوموں کی گلہ بانی کرنا ہے جیسے چرواہا بکریوں کو بھیڑیے سے بچاتا ہے ایسے ہی انبیاء علیھم السلام افراد امت کو نفس و شیطان کے حملہ سے بچاتے ہیں۔ یا یہ کہہ لیجئے جیسے گڈریا اپنے ریوڑ پر مہربان ہے انبیاء علیھم السلام بھی اپنی امت پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہوتے ہیں یا جیسے گڈریا اپنی بکریوں کو باڑے میں رکھتا ہے ایسے انبیاء علیھم السلام اپنی امتوں کو شریعت کے دائرے میں رکھ کر نفس وشیطاں سے بچاتے ہیں۔ اچھے گڈریے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ تمام بھیڑیں اکٹھی رہیں الگ الگ نہ ہوں ایسے ہی انبیاء علیھم السلام نے اپنی امتوں میں اتحاد واتفاق اور اجتماعیت کو فروغ دیا بالخصوص حضور ﷺ نے تو پوری ملت اسلامیہ کو جسم واحد سے تعبیر فرمایا ہے یا جیسے گڈریا کو ہر لمحہ اپنی بھڑوں کی فکر ہوتی ہے انبیاء کو ہر لمحہ افراد امت کی فکر رہتی ہے حضور سید عالم ﷺ کا اپنی امت کیلئے مہربان ہونے کو تو قرآن مقدس نے اسطرح بیان فرمایا ہے۔

عزیزعلیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین روف رحیم (2)

جو شئے تمہیں تکلیف دیتی ہے رسول اللہ ﷺ کو وہ ناگوار گزرتی ہے وہ رسول پاک ﷺ تمہاری اچھائی پر حریص ہیں وہ رسول کریم تم پر مہربان ہیں وہ رسول پاک تم پر رحیم ہیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب رعی الغنم علی قراریط، ص 99/7
أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری (المتوفی:204)،مسند أبی داود الطیالسی بعث داؤد علیہ السلام و ھو راعی الغنم، الرقم 1395، ص 112/4
ابونعیم الاصبھانی، معرفۃ الصحابہ، الرقم 1102، ص 458/3
البیھقی، دلائل النبوۃ، بعث داؤد علیہ السلام و ھو راعی الغنم، الرقم 444، ص 6/2

شق صدر

حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں دوبارہ آنے کے بعد جب آپ کی عمر مبارک چار سال کو پہنچی تو شق صدر کا عظیم واقعہ پیش آیا۔ ایک دن آپ جنگل میں تھے حضرت جبرائیل اور میکائیل سفید لباس میں ملبوس انسانی شکل میں آئے ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لائے۔ آپ کا شکم مبارک چاک کیا پھر قلب کو نکال کر اسے چاک کیا اسمیں سے ایک یا دو منجمد خون کے ٹکڑے باھر نکال دیے پھر شکم انور اور قلب اطہر کو دھویا پھر دل کو اپنی جگہ رکھ کر سینہ پر ٹانکے لگائے اور دونوں شانوں کے درمیان مہر لگا دی۔(1)

اس حدیث کو عتبہ بن عبدؓ نے روایت کیا جو مسند احمد اور معجم طبرانی میں مذکور ہے عتبہ کی یہی روایت مستدرک حاکم ص ٦١٦ میں بھی مذکور ہے۔ اسی عنوان کی روایت ابن عباسؓ سے بھی ہے جسے علامہ سیوطی نے بحوالہ بیہقی۔ خصائص ص ۵۵ ج ا میں ذکر فرمایا ہے اسی عنوان سے ایک روایت ابوزرؓ سے بھی ہے جو مسند بزاز میں مذکور ہے ابوذر کی حدیث کو علامہ زرقانی نے صحیح بتایا ہے ابوذر کی یہ حدیث دلائل ابونعیم ص ۷۱ ج ا فتح الباری ص ۴۰۹ ج ٦ میں بھی درج ہے اسی عنوان سے ایک روایت خالد بن معدان تابعی نے بھی لی ہے جو طبقات ابن سعد ص ۹٦ ج ا میں مرسلاً مذکور ہے۔ محمد بن اسحاق کے سلسلہ سند میں ہے کہ خالد بن معدان کلاعی کہتے ہیں صحابہ کی جماعت نے مجھے شق صدر کا واقعہ سنایا سیرۃ ابنہشام ص ۵٦ ج ا حافظ ابن کثیر محمد بن اسحٰق کی روایت کو نقل کرنے سے اسے قوی جید فرماتے ہیں شق صدر کا یہ واقعہ ایک نہیں چار مرتبہ پیش آیا۔(2)

پہلی مرتبہ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ہاں جب ان کی عمر ۴ سال کی تھی۔

دوسری مرتبہ جب آپ کی عمر مبارک ۱۰ سال کی تھی جسے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح ابن حبان اور دلائل ابونعیم میں موجود ہے ابوھریرہ کی روایت زرقانی ص ۱۰۳ ج ا مجمع الزوائد ص ۲۲۳ ج ۸ فتح الباری ص ۲۴٦ ج ٦ تھوڑے تغیر الفاظ سے موجود ہے۔(3)

---

(1) الصالحی، سبل الهدى والرشاد، ص51/2

(2) ابن حجر، فتح الباری، باب خاتم النبوة، ص 349/10

أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف نووي (المتوفى:676)،المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ،باب اثبات خاتم النبوة، الرقم 4329، ص 65/8

تیسری مرتبہ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ پر پیش آیا جیسے مسند ابوداود طیالسی ص ۲۱۵ دلائل ابونعیم ص ۶۹ ج ۱ میں ذکر ہے اور مسند بزاز میں ابوغفاری سے یہی روایت موجود ہے۔

چوتھی مرتبہ شق صدر کا یہ واقعہ معراج شریف کے موقعہ پیش آیا جیسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی کی روایات موجود ہیں اور یہ روایات متواتر مشہور ہیں اسی واقعہ شق صدر کو صاحب السیرۃ النبویہ ص ۲۳۱ ج ۱ میں تفصیل سے بیان کیا ہے نیز علامہ قسطلانی نے مواہب میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں تفصیل سے لکھا ہے وہ فرماتے ہیں شق صدر کا واقعہ جیسے منقول ہے اسی طرح تسلیم کیا جائے اسے اپنی حقیقت سے نہ پھیرا جائے اللہ تعالی کی قدرت سے کوئی شی محال نہیں امام قرطبی علامہ طیبی حافظ توریشی حافظ عسقلانی علامہ سیوطی اور دیگر اکابر علما بھی یہی فرماتے ہیں کہ شق صدر کا اپنی حقیقت پر محمول ہے۔(1)

اور حدیث صحیح اس کی موید ہے وہ یہ کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے سینہ پاک میں سلائی کا نشان دیکھا علامہ سیوطی فرماتے ہیں بعض جہلاء کا خیال ہے کہ اس کے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ شرح صدر مراد ہے یہ صریح جہالت اور سخت غلطی ہے یہ تصور علم سے دوری سنت سے بعد ہے اگر شق صدر سے مراد شرح صدر ہے تو صحابہ کرام نے سینہ پاک میں سلائی کا نشان دیکھا وہ کیا ہے شق صدر حضور ﷺ کے معجزات سے ایک معجزہ ہے اور حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے شرح صدر حضور ﷺ سے خاص نہیں بلکہ علماء صالحین کو ہوتا رہتا ہے۔(2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب قولہ کلم اللہ موسیٰ۔، الرقم 6963، ص 38/23
المسلم، الجامع الصحیح، باب قولہ کلم اللہ موسیٰ۔، الرقم 236، ص 387/1
أبو عبداللہ محمد بن اسحاق بن العباس المکی الفاکھی (المتوفی:272)،أخبار مکۃ فی قدیم الدھر و حدیثہ،باب فشق جبریل مابین نحرہ الی لثۃ حتی فرج ، الرقم 1019، ص 139/3
محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی ،أبو جعفر الطبری (المتوفی:310)، تھذیب الآثار وتفضیل الثابت عن رسول اللہ من الأخبار ، الرقم 2761، ص 262/6
ابوعوانہ، المستخرج، باب بیان غسل قلب النبی ﷺ ، الرقم 258، ص289/1

(2) أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسرو جردی الخراسانی ،أبو بکر البیہقی (المتوفی:458) الاعتقاد و الھدایہ الی سبیل الرشاد علی مذہب السلف و أصحاب الحدیث ،الرقم 283، ص 313/1

جواھر پارے

شق صدر کی اس حدیث پر قارئین کے دلوں میں کئی قسم کے سوالات پیدا ہو سکتے ہیں برین بنا محققین کے اقوال کو جواھر پاروں کا نام دے کر پیش کر رہا ہوں۔

☆ شق صدر کی اس حدیث پاک میں منجمد خون کے لوتھڑے کا ذکر ہے جو حضور ﷺ کے قلب انور سے نکال دیا گیا علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں اللہ تعالی نے انسان کے دل میں خون کا لوتھڑا پیدا فرمایا ہے جو شیطانی وساوس و خیالات کو قبول کرتا ہے حضور ﷺ کے قلب انور سے اس حصہ کو نکال کر یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالی جل مجدہ نے اپنے محبوب پاک کے دل کو پاک صاف طیب طاھر رکھنے کیلیئے وہ حصہ ہی ختم کر دیا ہے تاکہ کسی کو یہ وھم ہی نہ ہو کہ حضور ﷺ کا قلب انور بھی برے خیالات و وساوس کو جگہ دیتا ہے ایسی شی کا وجود ہی ختم کر دیا گیا جو القاء شیطانی کو قبول کرے۔

☆ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں جیسے بدن انسانی میں کچھ چیزیں زائد ہوتی ہیں جنکے دور کرنے سے جسم میں مزید نفاست وطہارت پیدا ہو جاتی ہے جیسے ناخن یا زائد بال ان کا پیدا ہونا تو جسم انسانی کیلیئے ضروری ہے مگر ان کا زائل ہونا مزید تطہیر جسم کا باعث بنتا ہے منجمد خون کے لوتھڑے زائد تھے جو نکال دیے گئے اور جسم پاک مزید نور علی نور ہو گیا۔

☆ اس حدیث پاک میں دل دھونے کا بھی ذکر ہے دل کی فطرت ہے کہ وہ تمام قسم کے جائز ناجائز خیالات کو سموے۔ حضور ﷺ کے قلب انور کو دھو کر یہ وہم بھی دور کر دیا گیا کہ حضور ﷺ کا قلب انور بھی ناجائز خیالات کو سموتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ بعد میں جو دل صاف کرنا تھا تو دل رکھا ہی نہ جاتا تو جواباً تحریر ہے اگر دل رکھا ہی نہ جاتا تو یہ جسم اطہر کی تکمیل نہ تھی بلکہ کمی تھی اور کسی قسم کی کمی وجود محبوب میں قدرت کو پسند نہیں۔

☆ علامہ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس واقعہ شق صدر کی مثال یوں سمجھ لیجائے جیسے گھٹلی والے پھل کے اندر گھٹلی کا ہونا ضروری ہے کہ وہ گھٹلی پھل پکنے پر پروان چڑھنے کا باعث ہے اگر گھٹلی نہ ہوتو پھل میں نقص رہ جاتا ہے مگر جب پھل پک جائے تو استعمال کرتے وقت گھٹلی پھینک

دیجاتی ہے۔اس واقعہ شق صدر کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

☆ اس حدیث پاک میں شق صدر کے بعد مہر لگانے کا بھی ذکر آتا ہے۔دونوں شانوں کے درمیان لگا کر شیطان کے وساوس کا دروازہ بند کر دیا گیا اندر رکھی گئی دولت کا تحفظ ہونے لگا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بت خانے میں کہرام

حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں جب شق صدر کا یہ واقعہ پیش آیا تو ھم سب گھر والے پریشان ہو گئے اب میرے شوہر نے اپنے گھر والوں کو مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ سیدہ آمنہؓ کے سپرد کر دینا چاہیے مبادا کوئی تکلیف ہو جب ہم حضور ﷺ کو لے کر واپس مکہ مکرمہ کے قریب گئے تو میں نے حضور ﷺ کو ایک جگہ پر بٹھایا اور خود تھوڑی دیر دور قضائے حاجت کیلئے گئی واپس آنے پر میں نے حضور کو نہ پایا تو پریشان ہوئی وامحمد واولداہ اے محمد اے بیٹے کہہ کہہ کر بلاتی رہی مگر پتہ نہ چلا اتنے میں ایک بوڑھا لاٹھی کے سہارے چلتا میرے پاس آیا اس نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو میں نے بتادی کہ میرا بیٹا محمد گم گیا ہے بوڑھے نے کہا پریشان نہ ہو پتہ چل جائیگا میں نے کہا کیسے پتہ چل جائیگا کس سے پتہ چلے گا بوڑھے نے کہا یہاں پر بڑا بت ھبل ہے اس سے چل کر پوچھتے ہیں اسے پتہ ہے تمہارا بیٹا کہاں ہے میں نے بت کے ہاں جانے سے نفرت کی مگر وہ زبردستی لے گیا اسی بوڑھے نے بت کا چکر لگایا اور اسے میرا مقصد بتایا مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمتہ نے مثنوی شریف میں اس واقعہ کو اسطرح بیان فرمایا ہے بوڑھے نے بت سے کہا۔

زین زنے فرزند طفلے گمشدہ است　　　نام اوکودک محمد مصطفیٰ ست

اس عورت کا بچہ گم ہو گیا۔اسے محمد مصطفے کے نام سے بلاتے ہیں۔

چوں شنید ایں نام آن جملہ بتاں　　　سرنگوں گشتند ساجد آں زماں

جونہی بت خانے میں ھبل اور دوسرے بتوں نے حضور کا نام سنا سارے اوندھے گر گئے پھر آواز آئی

-

غم مخور یادہ نہ گردواوزتو　　　بلکہ عالم یاوہ گردداندراد

حلیمہ فکر نہ کروہ بچہ کہیں گم نہیں ہوگا۔اس کی تو شان یہ ہے پوری کائنات اس میں گم ہو جائیگی حلیمہؓ فرماتی ہیں میں اس پریشانی میں جناب عبدالمطلب کے پاس حاضر ہوئی انہوں نے میری افسردگی پریشانی بھانپ لی اور پوچھا محمد کہاں ہیں۔میں نے نہایت پریشانی میں حضور ﷺ کی گمشدگی کی بات سنادی چنانچہ پھر عبدالمطلب کوہ صفا پر چڑھے اور قریش کو آواز دی کہ میرے پاس آو جب لوگ اکٹھے ہوگئے۔تو آپ نے فرمایا میرا فرزند گم ہوگیا ہے پھر تمام قریش اور جناب عبدالمطلب حضور ﷺ کی تلاش میں نکلے پھر عبدالمطلب حرم میں آئے کعبہ کا طواف کیا بارگاہ قدس میں دعا کی تو ہاتف غیبی نے کہا فکر نہ کر محمد کا خدا محافظ ہے عبدالمطلب نے کہا اے ہاتف مجھے بتا میرا فرزند کہاں ہے تو جواب ملا وادی تہامہ میں ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں جب آپ وادی تہامہ پہنچے تو دیکھا حضور تنہا تشریف فرما ہیں اور درخت کے پتے چن رہے ہیں۔جناب عبدالمطلب نے پوچھا

من انت یا غلام؟ (1)

بچے تو کون ہے؟

آپ ﷺ نے جواباً فرمایا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب حضرت عبدالمطلب نے فرمایا بیٹے میں تیرا دادا عبدالمطلب ہوں اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کو اپنی سواری پر آگے بٹھایا اور خوش خوش مکہ مکرمہ لے آئے اس کے بعد حلیمہ سعدیہ کو نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ واپس کیا بہت سا سونا دیا اور انعام سے مالا مال کیا اس پر حلیمہ سعدیہ واپس اپنے قبیلہ لوٹ گئیں اللہ بہتر جانتا ہے اس گمشدگی میں کیا راز تھا بعض مفسرین نے آیہ کریمہ

ووجدك ضالاً فهدى (2)

کی تفسیر بھی کی ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) سبل الهدى والرشاد، ص 1/350

یثرب کا سفر

سیدہ حلیمہ سعدیہ نے جب امانت سیدہ آمنہ کے سپرد کردی اور حضور ﷺ اپنی رضاعی ماں کی گود میں قیام کے بعد اپنی حقیقی ماں آمنہ کے ہاں مقیم ہوئے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حقیقی ماں نے چار سال کی جدائی کے بعد اپنے مقدس بیٹے کو کس پیار سے دیکھا ہوگا اوران سے کیسا پیار کیا ہوگا اور کس کس دعا سے نہ نوازا ہوگا گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں سیدہ آمنہ کے مقدس شوہر سیدنا عبداللہؓ اپنی تقریب نکاح کے بعد جلدی انتقال فرما گئے اور یثرب کی زمین نے انہیں ہمیشہ کیلئے آغوش میں لے لیا اسوقت سیدہ آمنہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کیلئے حاضری نہ دے سکیں تھی کہ محبوب پاک علیہ السلام کے بچپن، معصومیت اور سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کرسکنے کے پیش نظر یثرب نہ جاسکیں اب حضور ﷺ کی عمر چھ سال کو پہنچی اور آپ نے محسوس کرلیا کہ سفر کا مرحلہ طے ہوسکتا ہے تو اپنے سسر جناب عبدالمطلب سے یثرب کی اجازت چاہی جو انہیں مل گئی اس سفر کیلئے تین رکنی قافلہ تیار ہوا خود سیدہ آمنہ حضور ﷺ سیدہ ام ایمن۔ یہ خاتوں ام ایمن حضور ﷺ کو اپنے والد گرامی کے ورثہ میں ملی تھی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ سیدہ آمنہ حضور ﷺ کو جناب عبدالمطلب کے ننہال بنو نجار کی ملاقات کرانے کیلئے لے گئیں تھیں ہاں مگر یہ دور کے رشتہ کا احساس بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تاہم اولیں صورت جو سفر یثرب میں دکھائی دیتی ہے وہ بھی نظر آتی ہے کہ سیدہ آمنہ اپنے مقدس شوہر کی قبر پر حاضری و زیارت کیلئے گئی ہیں یہی نظریہ عقل ونقل کے قریب دکھائی دیتا ہے۔ صاحب سیرت النبی نے اسی کو اہمیت دی ہے چھ برس کی عمر میں محبوب علیہ السلام جب اپنے والد گرامی کے مزار پر آئے تو یہ شہر یثرب تھا جب ۴۷ برس بعد ہجرت کر کے یہاں جلوہ فرمائی ہوئی تو اب یثرب سے مدینہ منورہ بن گیا ہجرت کے بعد یہاں تشریف فرما ہوئے تو کبھی کبھی بچپن کی یادیں دھرایا کرتے تھے۔ صاحب سیرتہ نبویہ لکھتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

ھھنا نزلت بی امی واحسنت العوام فی بیوتہ بنی عدی النجار (1)

میں اپنی اماں کے ساتھ اس مکان میں اترا اور نبی نجار کے تالاب میں تیرنے کا طریقہ سیکھا تھا

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 120/2

آپ نے چھ برس کی عمر کا ایک اور واقعہ بھی یاد دلایا کہ ایک یہودی نے مجھ سے میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام احمد بتایا پھر اس نے میری پیٹھ پر دیکھا اور کہا ھذا نبی ھذہ الامتہ یہ امت کا نبی ہے پھر وہ یہودی علماء کے پاس گیا اور اس نے میرے بارہ میں تمام یہودیوں سے یہ بات کہی میری والدہ کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ میرے بارہ میں یہود کی طرف سے خطرہ محسوس فرمانے لگیں ام ایمن بھی فرماتی ہیں میں کئی یہودیوں کو سناوہ کہتے تھے

هونبی هذا لامة وهذه دارهجرته (1)

اس امت کا یہ نبی ہے اور یہی شہر اسکی دار الہجرۃ ہے۔

و صلی الله تعالیٰ علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

سیدہ حضرت آمنہؓ کا وصال

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضور ﷺ اس امت کے نبی ہیں اور یہ علاقہ یثرب (مدینہ) انکی دار الہجرہ ہے حضرت آمنہ کو علم ہو گیا ام ایمن نے یہودی سے یہ باتیں سن لیں تو سیدہ آمنہؓ نے یثرب میں ایک ماہ قیام کے بعد واپس مکہ مکرمہ آنے کا فیصلہ کر لیا کہ کہیں حضور ﷺ کو یہود کسی قسم کی تکلیف نہ دیں سیدہ آمنہؓ اپنے مختصر قافلہ کے ساتھ جب مقام ابواء پہنچیں تو آپ بیمار ہو گئیں بنت رہم فرماتی ہیں حضرت آمنہ کے وصال کے وقت میری ماں اسماء بنت رھم موقعہ پر مقام ابواء میں موجود تھیں جب آپکا آخری وقت آیا تو آپ نے نہایت حسرت بھری نگاہ سے اپنے بیٹے محمد ﷺ کو دیکھا اور برملا یہ اشعار پڑھے اس روایت کو ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی دلائل النبوۃ کے حوالہ سے ان اشعار کو اپنی کتاب التعظیم والمنہ میں لکھا ہے۔

فانت مبعوث الی الانام　　　تبعث فی الحل والحرام (2)

تو تمام بنی نوع انسان کا نبی ہوگا۔ حل وحرام میں سبھی جگہ آپ کی نبوت چلے گی۔

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص120/2
ابن کثیر، السیرة، ص 235/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 212/1
ابن سعد ، الطبقات الکبری، ص 116/1

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 121/2

تبعث فی الحقیق والاسلام دین ابیك البر ابراھام (1)

تجھے تیرے باپ ابراھیم کے دین پر بھیجا جائیگا۔

فاللہ انھاك عن الاصنام ولا تو الیھامع الاقوام (1)

میری دعا ہے خدا تجھے بتوں سے بچائے رکھے۔آپ دوسروں سے مل کر

ان سے دوستی نہ بنائیں

اس کے بعد آپ نے فرمایا

کل حی میت و کل جدید بال و کل کبیر یفنی

واناامیتته وذکری باقی وولدت طھراً (1)

ہر زندہ کو موت آئیگی ہر نئی شی پرانی ہوگی۔ہر بڑی شی فنا ہوگی میں تو مر رہی ہوں

لیکن میری یادیں رہیں گی کہ میں نے ایک طیب طاہر بچہ جنا تھا۔

علامہ زرقانی نے بھی شرح مواہب المدنیہ میں یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

فائدہ

ان اشعار سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے سیدہ آمنہ مومنہ تھیں موحدہ تھیں۔اللہ تعالی کی ذات پر یقین محکم تھا۔حضور ﷺ کے نبی ورسول ہونے سے واقف تھیں۔دین ابرہیمی کے قواعد وضوابط اور اصولوں کو جانتی تھیں۔ یہ بھی جانتی تھیں کہ حضور ﷺ صرف نبی نہیں بلکہ نبیوں کے نبی ہیں۔ یہودیوں کے توراتہ وزبور کی بشارت سے مطلع تھیں۔(تفسیر نعیمی ص ۴۴۵ ج ۱۔ضیاالنبی ص ۷۴ ج ۱)

حضور ﷺ کے والدین کریمین کے مذہب کے بارہ میں علما ملت نے بہت سے کتابیں لکھ دیں دلائل کے انبار لگادیے کہ انہیں کافر ومشرک جاننا کہنا قرآن وحدیث کی روشنی میں غلط ہے یہاں پر ازسر نو بحث کرنا بے سود ہوگا گذشتہ صفحات میں حضور ﷺ کے نسب پاک پر کئی دلائل عرض کردیئے گئے ہیں۔وہی ملاحظہ فرمائیں۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 121/2

العصامی، سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، ص 127/1

ابواء شریف کی حاضری

سیدہ آمنہ ؓ کے مزار شریف پر حاضری دینے کا شوق دیر سے تھا مگر ابواء کیلئے سرکاری پابندیاں آڑے آتی رہیں مدینہ منورہ کے کئی ساتھیوں سے اظہار کیا مگر کسی نے ہاں نہ کی یہی خواہش میں نے اپنے دوست حاجی محمد عبدالرحمان سے ظاھر کی انہوں نے حوصلہ دلایا اپنے بڑے بیٹے حاجی محمد صالح کے ذمہ لگایا کہ وہ مجھے زیارت کرائے چنانچہ ھم نے دربار رسالت میں حاضری دی صلوۃ وسلام پیش کیا اور ابواء جانے کی اجازت مانگی سفر کی مشکلات سے بچے رہنے کی درخواست کی نماز فجر کے وقت مدینہ منورہ سے چلے دو گھنٹے میں مستورہ پہنچے وہاں چند لمحات گذارے اور ابواء شریف کی وادی میں چکر کاٹتے کٹاتے مزار سیدہ کے پہاڑ پہنچ گئے گاڑی نیچے کھڑی کی چوٹی پر گئے چند پتھروں سے قبر شریف کی نشانی تھی وہاں پر کچھ دیر قرآن خوانی کی ایصال ثواب کی محفل ہوئی حضور ﷺ کی اماں جی سے عرض کی اب ہم نے آپ کے پیارے بیٹے سیدالانبیاء محبوب پاک علیہ السلام کے حضور جانا ہے ہماری سفارش فرمادیں کہ مجرموں کو رھائی مل جائے دوگھنٹہ کی حاضری ہوئی ہم چھ سات ساتھی تھے قریباً سبھی نے مسلسل دوگھنٹہ تک آنسوؤں کی رم جھم میں وقت گذارا دوبارہ حاضری کی درخواست کی الحمداللہ مجھے اس مقدس مقام پر تین مرتبہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ وللہ الحمد۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عبدالمطلب کی شفقت

مقام ابواء میں سیدہ آمنہ کی تجہیز و تکفین کے بعد ام ایمن حضور ﷺ کو لے کر واپس مکہ مکرمہ آئیں اور اس امانت کو ان کے دادا جناب عبدالمطلب کے سپرد کر دیا (1)

اب حضرت عبدالمطلب حضور ﷺ سے کمال شفقت فرماتے انتہائی محبت سے رکھتے تھے آپ کے بغیر کبھی دسترخوان نہ بچھاتے حضور ﷺ بے تکلفی سے اپنے دادا کی مسند پر بیٹھ جاتے اور کوئی نہ روکتا اگر کبھی کسی نے روکا تو فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ اپنے اندر خاص شرافت رکھتے ہیں اور فرماتے

---

(1) ابن قیم [illegible]

عربوں میں کوئی بھی اس مرتبہ ومقام کو نہ پہنچ سکے گا بہت سے اہل قیافہ اور نجوم سے وابستہ لوگ جناب عبدالمطلب سے کہا کرتے اس بچے کی حفاظت زیادہ کرو کہ ان کے قدم مبارک سے وہ اثرات محسوس ہوتے ہیں جو مقام ابراھیم میں ہیں۔ایک موقعہ پر حضرت عبدالمطلب یمن آئے تو وہاں آپ کو بشارت دیگئی کہ تیری نسل میں آخرالزماں نبی ہوگا جب آپ واپس ہوئے تو قریش میں شدید قحط سالی ہوئی اسوقت جناب عبدالمطلب غیبی اشارات سے حضور ﷺ کے ساتھ دعا فرمائی اور حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر بارش کی دعا مانگی جو فوراً قبول ہوئی جس سے قحط سالی ختم ہوگئی ایک موقعہ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میرے اس بیٹے کی شان بڑی ہوگی آپ کو بلا کر اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے مستدرک حاکم میں کندیر ابن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں دور جاہلیت میں حج کیلئے مکہ مکرمہ گیا دیکھا یک شخص طواف میں مصروف ہے اور بڑی عاجزی سے یہ شعر پڑھ رہا ہے۔

رد الی راکبی محمد یارب رده واصطنع عندی یدا (1)

اے میرے اللہ میرے سوار محمد ﷺ کو واپس بھیج اور مجھ پر اپنا بہت بڑا کرم فرما۔

میں نے پوچھا یہ کون ہے اور کیا پڑھ رہا ہے لوگوں نے بتایا یہ مکہ کے سردار عبدالمطلب ہیں اس نے اپنے پوتے محمد کو گم شدہ اونٹوں کی تلاش کیلئے بھیجا ہے۔اس لئے اس بچے کو جس کام کیلئے بھیجا وہ کر کے ہی آتا ہے۔اور بہت کامیاب رہتا ہے اس مرتبہ اسے واپسی میں دیر ہوگئی اور یہ اس کا دادا اسکی پریشانی میں خدا سے اسکی واپسی مانگ رہا ہے عبدالمطلب اس شعر کو کثرت سے پڑھتے رہے اور سخت بے چین تھے چند لحات ہی گذرے تھے کہ حضور ﷺ آگئے اور اونٹ بھی ساتھ تھے۔آپ نے انتہائی بے تابی کے ساتھ گلے لگالیا اور فرمایا پوتے تمہاری دیر کی وجہ میں شدید پریشان رہا ہوں اب تمہیں تنہا نہیں بھیجوں گا۔

---

(1) ابوالفتح ، عیون الاثر، ص 56/1
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص130/2
ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 112/1
ابن عدی، الکامل، ص 67/2

حافظ ذھبی نے بھی اس روایت کو شرط مسلم پر مانا ہے۔حضور ﷺ دو سال تک اپنے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے زیرتربیت وکفالت رہے۔جب آپکی عمر مبارک ۸ سال تک پہنچی تو جدامجد نے بھی داغ مفارقت دیدیا۔ وفات کے وقت حضرت عبدالمطلب کی عمر مبارک ۷۶ سال تھی ۔(1)

سیرۃ النبوۃ کے مطابق انکی عمر مبارک ۱۴۰ سال یا ۱۱۰ سال تھی ام ایمن فرماتی ہیں ۔ جب جناب عبدالمطلب کا جنازہ اُٹھا تو حضور ﷺ جنازہ کے پیچھے روتے جارہے تھے۔(طبقات ابن سعد ص ۷۰ ج ۱) ایک موقعہ پر حضور ﷺ سے پوچھا گیا۔آپ کو اپنے دادا کے انتقال کی خبر یاد ہے تو فرمایا ہاں میں اس وقت ۸ سال کا تھا۔(2)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابوطالب کی کفالت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے جدامجد کے انتقال کے بعد حضور ﷺ سے پوچھا گیا آپ اپنے چچاؤں سے کس کے پاس رہنا پسند کرتے ہیں۔تو آپ نے جناب ابوطالب کا نام ذکرفرمایا غالباً اس لئے کہ ابوطالب جناب عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔اورآپ نے بھی اسی قرب کو ترجیح دی جناب ابوطالب بھی حضرت عبدالمطلب کیطرح حضور ﷺ پر خصوصی توجہ شفقت اور پیار رکھتے۔جناب ابوطالب نے تو آپکی مدح میں کئی اشعار بھی کہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذوالعرش محمود وھذا محمد (3)

جناب ابوطالب کے عہد کفالت میں ایک مرتبہ شدید قحط سالی ہوئی۔لوگ چیخ اٹھے اور بارش کی دعا کیلئے جناب ابوطالب کے ہاں حاضر ہوئے۔جناب ابوطالب قریش کے ایک مجمع کے ساتھ حرم

---

(1) الذھبی، تأریخ الاسلام، ص 11/1

(2) الاصبھانی، دلائل النبوۃ، الرقم 101، ص 122/1

(3) البیھقی، دلائل النبوۃ، الرقم 67، ص 80/1

الاصبھانی، دلائل النبوۃ، الرقم 2، ص 5/1

محمد أشرف بن أمیر بن علی حیدر، أبو عبدالرحمن، شرف الحق، الصدیقی، العظیم آبادی (المتوفی: 1329)

عون المعبود شرح سنن أبی داود ومعہ حاشیۃ ابن القیم: تھذیب سنن أبی داود و إیضاح عللہ و مشکلاتہ

کعبہ میں آئے اور حضور ﷺ کو ساتھ لائے۔آپ نے پشت مبارک دیوار کعبہ سے لگادی آپ نے عجز وانکساری سے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی بادل کا کہیں نشان بھی نہ تھا۔اشارہ کرتے ہی ہر طرف سے بادل آئے اور موسلا دھا بارش ہوئی۔ یہاں تک کہ تمام ندی نالے بہہ گئے۔اس موقعہ پر جناب ابوطالب نے حضور ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا۔محمد بن اسحاق کا یہ شعر قریباً سبھی کتب تواریخ نے لکھا ہے۔

وابیض یستقی الغمام بوجهه شمال الیتمی عصمته للارامل(1)

اے حسن وجمال کے مالک کہ ان کے چہرے کی برکت سے خدا سے دعا مانگی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ اور بیواوں ملجاوماوی ہیں۔

اس کمال شفقت اور والہانہ عقیدت ومحبت کے باوجود جمہور علماء ومحققین کے نزدیک جناب ابوطالب دولت ایمانی سے محروم تھے جناب ابوطالب آپکے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔عموماً آپ کو دیکھ کر فرمادیتے۔

انك لمبارك (2)

تو برکت والا ہے

آپ فرماتے ہیں عام بچے بیدار ہونیکے کے بعد سست اور بکھرے ہوے بالوں سے ہوتے ہیں مگر حضور ﷺ بیداری پر ہشاش بشاش ہوتے۔

بنی آزر سے ایک شخص نے قیافہ سے کہا اس بچے کی شان بہت بلند ہوگی۔جناب ابوطالب کی مالی کمزوری کے باعث آپ کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ ۱۰ برس کی عمر میں بکریاں چراتے اور اجرت کے طور پر دودھ کا حصہ لیا کرتے۔جو تمام افراد خانہ مل کر پیتے۔فرانس کے ایک مورخ نے اسے غلط رنگ دیا کہ حضور ﷺ سے یہ کام جبراً لیا جاتا تھا۔جو صریح جھوٹ ہے عربوں میں یہ معزز پیشہ تھا۔عالم کی گلہ بانی کا آغاز تھا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابوذرعہ، تاریخ دمشق، ص 356/3
الشہرستانی، الملل والنحل، ص 201/1
أحمد بن القاسم بن خليفة بن يونس الخزرجي موفق الدين، أبو العباس ابن أبي أصيبعة (المتوفى:668)
عيون الأنباء في طبقات الأطباء،ص 463/1

(2) الاصبہانی، دلائل النبوۃ، الرقم 101، ص 122/1

بحیرہ راہب کا اعلان حق

حضورﷺ کی عمر مبارک ۱۲ سال کو پہنچی تو جناب ابو طالب نے تجارت کی غرض سے قریش کے ساتھ ملک شام جانیکا فیصلہ کیا۔ قافلہ تیار ہوا تو حضورﷺ کے چہرانور پر جناب ابوطالب نے اداسی افسردگی اور پریشانی کے اثار دیکھے تو آپ کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کرلیا۔

قافلہ کی روانگی پر حضورﷺ نے پریشانی کی حالت میں چچا کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر فرمایا۔

یا عمّ الی من تکلنی لااب لی و لا ام لی (1)

مجھے کس کے سپرد کیے جارہے ہیں یتیم ہوں تو آپ لے جانے پر تیار ہو گئے۔

جب یہ قافلہ بصرہ کے قریب پہنچا تو وہاں ایک عیسائی بحیرہ راہب نامی رہتا تھا جو عرصہ سے یہیں رہتا تھا۔ وہ توراۃ وانجیل کا ماہر تھا اسے نبی آخرالزماں کی علامات کا علم تھا۔ وہ محسوس کرچکا تھا کہ نبی آخرالزماں کے ظہور کا وقت آچکا ہے۔ اس بنا پروہ آنے جانے والے قافلوں پر نظر رکھتا تھا۔ ممکن ہے اس نے یہ بھی کہیں پڑھا ہو۔ کہ اس رسول کا گزر بھی یہاں سے ہوگا۔ اسی بناء پروہ یہ راستہ دیکھتا تھا۔ قریش کا یہ تجارتی قافلہ جناب ابوطالب کی قیادت میں سفر کررہا تھا اور محبوب کریم علیہ السلام نے اس قافلہ کو اپنی شمولیت سے نوازا تھا۔ جونہی یہ قافلہ بحیرہ راہب کی عبادت گاہ کے قریب رکا تو اس نے حضورﷺ کے چہرہ انور کو دیکھتے ہی یقین کرلیا۔ یہی وہ رسول ہے جس کا ذکر توراۃ وانجیل میں موجود ہے۔ وہ یکا یک حضورﷺ تک پہنچا اور ہاتھ پکڑ کر حق وصداقت کا اعلان اس طرح کیا۔

ھذا سید العالمین ھذا رسول رب العالمین (2)

یہ ہے تمام جہانوں کا سردار یہ ہے رب کائنات کا رسول۔

---

(1) ابوذرعہ، تاریخ دمشق، باب ذکر قدوم رسول اللہ ﷺ، ص 10/3

(2) الترمذی، السنن، باب ما جآء فی بدء نبوۃ النبی ﷺ، الرقم 3553، ص 68/12

الحاکم، المستدرک، الرقم 4195، ص 8/10

البیہقی، دلائل النبوۃ، الرقم 361، ص 406/1

الاصبہانی، دلائل النبوۃ، الرقم 104، ص 126/1

اہل قافلہ نے حیرت کے ساتھ اس راہب سے پوچھا تجھے کیسے پتہ چلا کہ یہ اللہ کا رسول ہے اور آخری نبی ہے۔تو اس نے مندرجہ ذیل علامتیں بیان کیں۔

☆ راہب نے کہا میں نے دیکھا ہے اسے درختوں نے سجدہ کیا ہے۔

☆ میں ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو پہچانتا ہوں۔

☆ راہب نے کہا تمام قافلہ والے اس درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے تھے۔اور سایہ باقی نہ رہا تھا۔جب وہ آیا تو اس کیلئے درخت نے اپنا سایہ لمبا کر لیا تھا۔

☆ راہب نے کہا۔دیکھو درخت کا سایہ کس طرح اسکی طرف مائل ہے۔اور جھکا جا رہا ہے۔

اب راہب نے آپ سے کئی سوالات کئے۔

☆ راہب۔تجھے لات وعزی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔آپ جواب دیں گے۔

☆ حضور ﷺ۔مجھے لات وعزی کی بات مت کرو۔مجھے ان سے نفرت ہے۔

اللہ واسطے پوچھتا ہوں جواب فرمائیں گے (راہب)

اب تمہارا جو سوال ہوگا وہ جواب دوں گا (حضور ﷺ)

اس نے حضور (ﷺ) سے آپ کی نیند اور بیداری کے متعلق سوالات پوچھے حضور (ﷺ) جواب دیتے رہے۔

آخر میں اس نے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کے بعد جناب ابوطالب سے کئی سوالات کئے۔

یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے۔(راھب)

یہ میرا بیٹا ہے(ابوطالب)

نہیں یہ آپ کا بیٹا نہیں اور نہ ہی اس کا باپ موجود ہوسکتا ہے(راھب)

ہاں یہ میرا بھتیجا ہے۔(ابوطالب)

ان کا والد کہاں ہے۔(راھب)

فوت ہوگئے۔جب یہ والدہ کے بطن میں ہی تھے(ابوطالب)

راھب نے کہا اب آپ صحیح صورت حال بیان کر رہے ہیں۔

اگر یہود کو اس صورت حال سے آگاہی ہوگئی تو وہ نقصان پہنچائیں گے ہماری کتابوں میں یہی کچھ پایا جاتا ہے میں نے آپ کو صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے اور صراحتہً بتا دیا ہے کہ آپ رسول ہیں رحمتہ اللعالمین ہیں۔(1)

اب آپ اسے روم کی طرف نہ لیجائیں رومیوں نے دیکھ لیا تو نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کرینگے۔

فائدہ

راھب کے سوالات حضورﷺ کے جوابات سے یہ بات واضح نظر آ رہی ہے کہ اللہ تعالی (جل مجدہ) نے حضورﷺ کو بچپن سے ہی گناہوں سے دور رکھا معصوم بنایا اور دل میں برائی کی نفرت پیدا کر دی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 63/1
السہیلی، الروض الانف، ص312/1
الطبری، التاریخ، ص 33/2
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 382/1
الذھبی، تاریخ الاسلام ، ص 11/1
ابوذرعہ، تاریخ دمشق، ص 4/3

رومیوں نے تعاقب کیا

اسی دوران جب بحیرہ باتیں کررہا تھا تو آپ کی نظر اچانک سات رومیوں پر پڑی جو کسی کی تلاش میں پھر رہے تھے۔ راھب نے پوچھا تم کیسے پھر رہے ہو تو انہوں نے کہا نبی کی تلاش میں ہیں جس کا ذکر تورات اور انجیل نے بیان کیا ہے وہ اس مہینہ میں سفر پر نکلنے والا ہے کہ کہیں مل جائے تو ہم اپنا کام کریں ان کی اس بدنیتی پر بحیرہ نے کہا یہ بتاؤ اگر خدا اس کی حفاظت کرے تو تم کیا بگاڑ سکتے ہو بحیرہ کی اس گفتگو سے وہ رومی متاثر ہو گئے اور انہوں نے تلاش کا ارادہ ختم کر دیا اور بحیرہ سے وعدہ کیا کہ اب ہم اس کے تعاقب میں نہیں چلیں گے جناب ابوطالب سے بحیرہ نے کہا کہ آپ اسے جلد واپس بھیج دیں چنانچہ آپ نے ابوبکر صدیق اور حضرت بلال کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ بھیج دیا راھب نے راستہ میں کھانے کیلئے روٹی اور زیتون کا تیل دیا۔

اگرچہ کچھ علماء نے بلال اور ابوبکر کے نہ ہونے کا ذکر کیا مگر جمہور محققین نے اس کی مخالفت کی ہے مدارج النبوۃ نے دونوں پہلو ذکر کیے ہیں۔(1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابن قیم اور علامہ شبلی کی لغزش

قاضی سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین ص ۴۵ ج ۱ ابن قیم کے حوالہ سے بحیرا راھب کے واقعہ میں اس بات کو صریحاً غلط قرار دیا ہے کہ ابوطالب نے حضور ﷺ کو بحیرا کے توجہ دلانے پر حضرت بلال اور حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ واپس بھیج دیا اس موقعہ پر ابن قیم کہتے ہیں اول تو بلال اور ابوبکر وہاں تھے ہی نہ اس مفروضہ پر ابن قیم نے کوئی دلیل نہیں دی کہ وہ اس وقت وہاں

---

(1) السہیلی، الروض الانف، ص312/1
الطبری، التأریخ، ص 33/2
الطبری، تأریخ الرسل والملوك، ص 382/1
الذہبی، تأریخ الاسلام، ص 11/1
ابوذرعہ، تأریخ دمشق، ص 4/3

قافلہ میں موجود نہ تھے اگر کہیں دلیل دی بھی ہے تو قاضی منصور پوری نے اسے نقل نہیں کیا اپنے دعوہ حق میں ابن قیم دوسری بات یہ لکھتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان دنوں موجود ہی نہ ہوں۔

ابن قیم کا ممکن کہنا ہی کچی بات ہے کہ امکان میں دونوں پہلو ہو سکتے ہیں حیرت ہے صرف اور صرف مفروضوں اور امکانی پہلوؤں کے ساتھ امام ترمذی کی روایت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے جبکہ امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسن ہے حاکم فرماتے ہیں یہ روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے امام بیہقی فرماتے ہیں یہ قصہ اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اس قصہ کے شواھد موجود ہیں جو اس کی صحت کا حکم کرتے ہیں۔(1)

امام ترمذی اور ابن قیم کا کوئی مقابلہ نہیں حافظ عسقلانی اصابہ میں فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

ا۔ اس روایت میں عبدالرحمٰن بن غزوان کا بھی ذکر ہے جس کو حفاظ کی ایک جماعت نے ثقہ بتایا ہے حافظ سخاوی کا موقف ہے کہ عبدالرحمٰن پر کہیں کسی کی طرف سے جرح کا بیان نظر سے نہیں گزرا۔

مزید حیرت ہے اسی روایت کو علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی ص ۱۳۱ ج ۱ میں بیان کر کے تنقید کی ہے اور اسے نا قابل اعتبار قرار دیا ہے تنقید اس بنا پر کی ہے کہ اس حدیث کا ایک راوی عبدالرحمان بن غزوان ہے اسے بہت سے لوگوں نے اگرچہ ثقہ میں شمار کیا ہے۔(2)

لیکن اکثر اہل فن نے بے اعتباری ظاھر کی ہے وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس حدیث کے آخری راوی ابو موسی اشعری ہیں وہ شریک واقع نہیں تھے یہاں پر علامہ شبلی پھر ایک مرتبہ ایوان کسری میں زلزلہ کے وقوع پر تنقید کی طرح لغزش کا شکار ہو گئے اہل علم حضرات جانتے ہیں اگر صحابی ایسے واقعہ کی روایت بیان کرے جس میں وہ خود شریک نہ ہو تو وہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں صحابی کی مرسل کہلاتی ہے جو تمام محدثین کی نظر میں مقبول و معتبر ہے حدیث کے صحیح ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ صحابی تک تمام راوی ثقہ ہوں رہا موقع پر موجودگی کا مسئلہ تو اس صورت میں حضرت عائشہ صدیقہ اور کئی اصاغر صحابہ کرام کی وہ روایات جن میں وہ شریک نہ تھے سب غیر معتبر ہوں گی نا معلوم علامہ شبلی ایک موقع پر ایک ضابطہ تسلیم

---

(1) السیوطی،الخصائص الکبریٰ،ص 245

(2) السخاوی، المقاصد الحسنۃ، ص 35/11

کرتے ہیں اور دوسری جگہ پر بھول کیوں جاتے ہیں علامہ شبلی کے اپنے ہی قلم سے ہماری تائید پڑھیے صحیح البخاری باب بداء الوحی و کتاب التعبیر میں یہ روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے لیکن حضرت عائشہ اس وقت تک غالباً پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں محدثین کی اصلاح میں ایسی روایت کو مرسل کہتے ہیں لیکن صحابہ مرسل محدثین کے نزدیک قابل حجت ہے کیونکہ آخر تک راوی بھی صحابہ ہونگے ہم نے ابن قیم اور علامہ شبلی پر مثبت انداز میں یہ گرفت کی ہے جو اپنا حق سمجھتے تھے تذلیل و تنقیص ہرگز ہرگز مراد نہیں (1) العیاذ باللہ

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بحیرہ راہب اور عیسائیت

حضور (ﷺ) اور بحیرہ راہب کی ملاقات سے جس قدر مسلمانوں کو لگاؤ تھا عیسائی بھی کسی نہ کسی طرح کھینچا تانی سے اس واقعہ کو عیسائیت کی صداقت پر محمول کرتے ہیں۔ مسٹر ولیم اپنی کتاب معرکہ جنگ و مذہب میں لکھتے ہیں کہ بحیرہ راہب نے بصری کے گرجہ گھر میں محمد کو نسطوری عقائد کی تعلیم دی۔

مسٹر ولیم نے نہایت ہی محنت سے یہ ثابت کیا ہے جو نفرت حضور ﷺ کو بت پرستی سے پیدا ہوئی ہے اور ایک جدید مذہب کا جو آپ نے خاکہ پیش کیا وہ سب اسی سفر اور اس کے تجربات و مشاھدات کے نتائج تھے اس سلسلہ میں مسٹر ولیم اور ہر وہ عیسائی جو یہ سمجھتا ہے کہ اسلام عیسائیت کا چربہ ہے اور حضور ﷺ نے راہب عیسائی سے بہت کچھ حاصل کیا تو اس کے سامنے یہ چند باتیں رکھی جاسکتی ہیں۔

۱۔ کیا بارہ سال کا بچہ چند لمحات میں اتنا بڑا مذہبی ذخیرہ یاد رکھ سکتا ہے؟

۲۔ کیا کوئی استاد چند لمحات میں کسی نوعمر بچے کے ذہن میں اتنا عظیم ذخیرہ جمع کرسکتا ہے؟

۳۔ اگر اس بچے نے چند لمحات میں سب کچھ سیکھ لیا ہے تو وہ عام بچہ نہیں۔

---

(1) ابن الصلاح ، معرفة المنقطع، ص 9/1

النووی، التقریب و التبشیر لمعرفة سنن البشیر النذیر فی اصول الحدیث ، ص 3/1

۴۔ اگر اسلام بحیرا راھب کی تعلیم کا دوسرا نام ہے تو اس کے قبول سے انکار کیوں ہے؟

۵۔ اگر اسلام عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹے ہونے ان کے صلیب پر چڑھنے عقیدہ تثلیث کی تردید کرتا ہے تو عیسائیوں کو غصہ کیوں ہے یہ تو بحیرا راھب نے سکھایا تھا انکار کیوں ہے؟

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حرب فجار اور حفاظت الٰہیہ

اسلام سے قبل اور جاھلیت میں عربوں کے درمیان جنگ وجدل کا سلسلہ جاری تھا لڑنا مرنا گویا عربوں کی فطرت ثانوی بن چکا تھا جب حضور ﷺ کی عمر مبارک چودہ اور پندرہ سال کو پہنچی تو یہ جنگ جو حرب فجار کے نام سے مشہور تھی اسے حرب فجار اس لیے کہتے تھے کہ یہ ان مہینوں میں ہوتی جن میں جنگ لڑنا ناجائز تھا یہ جنگ قریش اور قبیلہ قیس کے درمیان واقع ہوئی پہلے مرحلہ میں قیس قریش پر سبقت لیگئے اور انہیں شکست دینے میں کامیاب ہوئے آخری لحات میں قریش قیس پر چڑھ گئے۔

بالآخر صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا حضور ﷺ بھی اس جنگ میں بعض چچاؤں کے اصرار پر شریک ہوئے مگر قتال نہیں کیا آپکی شمولیت محض اصرار پر اور قومی خاندانی عزت کے باعث تھی۔

ورنہ حضور ﷺ کا اس لڑائی میں قتل و غارت کے کسی مرحلہ میں قطعی ثبوت نہیں اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے ہر مرحلہ پر حفاظت فرماتا رہا۔ یہ بھی یاد رہے کہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے بریں بنا حضور ﷺ نے شرکت فرمائی مگر کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

امام سھیلی نے روض الانف میں وضاحت فرمائی ہے۔

وانما لم یقاتل رسول اللہ مع اعمامہ فی الفجار وقد بلغ سن القتال(1)

حضور ﷺ نے اپنے چچاؤں کے ساتھ مل کر قتال نہیں فرمایا حالانکہ آپ جوان تھے۔

آپکا شامل ہو کر کسی کو قتل نہ کرنا غارت سے محفوظ رہنا یہ قدرت کیطرف سے انکی عصمت کا تحفظ ہے جیسے بچپن کے کئی کاموں میں دکھائی دیتا ہے بارگاہ قدس کی طرف سے عصمت و تحفظ کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

(1) ... الروض الانف 317/1

پہلی مثال

حضور ﷺ فرماتے ہیں جب کبھی میں کسی ایسے کام کا ارادہ کرتا جو میری شان کے لائق نہ ہوتا تو قدرت ہی مجھے اس سے بچاتی فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بچوں کے ساتھ مصروف کھیل تھا بچے ایک جگہ سے پتھر اٹھا کر دوسری جگہ لیجا رہے تھے میں نے بھی اپنا تہبند اتار کر کندھے پر رکھ لیا اور پتھر لیجانے لگا اچانک ایک غیبی آواز نے مجھے چونکا دیا کہ تہبند باندھو میں نے فوراً تہبند باندھ لیا حالانکہ تمام بچوں نے اپنی چادریں اتاری ہوئی تھی (سیرتہ ابن ہشام ص ۱۹۷ ج ۱) اسی طرح قدرتی تحفظ کا ایک واقعہ اور ملتا ہے۔(1)

دوسری مثال

ام ایمن فرماتی ہیں کہ دور جاہلیت میں بوانہ کے مقام پر ایک بت تھا جسکی پرستش کیلئے لوگ جاتے اور وہاں جشن مناتے ایک موقعہ پر ابو طالب اپنی قوم کے ساتھ جانے لگے تو حضور ﷺ سے جانے کا اصرار کیا مگر آپ نے صاف صاف انکار کر دیا دراصل آپکا یہ انکار حفاظت الہیہ تھی اس طرح حفاظت الہیہ کا ایک اور واقعہ بھی ملتا ہے جو حضور ﷺ کی طہارت پاکیزگی عفت حفاظت اور عصمت کو نمایاں کرتا ہے۔(2)

تیسری مثال

حضور ﷺ فرماتے ہیں میں جن دنوں بچپن میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور مکہ مکرمہ سے باہر ہی رات گزرا کرتی تھی تو ایک رات میں مکہ مکرمہ میں آیا اپنی بکریاں دوسرے ساتھی کے ذمے لگائیں جب میں مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچا تو گانے بجانے کی آواز سنائی دی۔ میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے جواب ملا کسی کی شادی ہے اور یہ گانا بجانا وہاں ہے دوستوں کے اصرار پر جب ہم وہاں پہنچے تو فوراً مجھ پر

---

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 312/1
ابن ھشام، السیرہ، ص 183/1

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 149/2

نیند کا غلبہ ہو گیا ساری رات سویا رہا جب سورج چمکا تو میں اٹھا اور واپس آیا ساتھیوں نے رات کا معاملہ سننا چاہا تو میں نے جو معاملہ گزرا تھا سارا سنا دیا یہاں بھی آپکی عصمت وحفاظت کا پہلو نمایاں دکھائی دیتا ہے۔اس جنگ کو حرب فجار اس لئے کہا جاتا ہے کہ جنگ دونوں گروپوں نے ان مہینوں میں لڑی جن میں جنگ لڑنا قبل از اسلام حرام سمجھا جاتا تھا عزت وحرمت کے ۳ مہینے یہ ہیں۔

ذی قعدہ۔ذی الحج اور محرم الحرام ان میں جنگ لڑنا اس لئے ممنوع تھی کہ حج پر آئے ہوئے قافلے امن کے ساتھ حج پر آئیں اور واپس جائیں چوتھا مہینہ رجب کا تھا یہ عمرہ کیلئے خاص کر دیا گیا تھا اس میں بھی حرم شریف آنے والے کو امن کی ضمانت دی گئی تھی ظہور اسلام پر بھی امن کے اس اصول کو ان مہینوں کے احترام کو حسب سابق رکھا گیا اور مسلمانوں پر حرام قرار دیدیا گیا کہ وہ ان مہینوں میں جنگ کریں دشمن کے دفاع کی اجازت دیدی گئی اس جنگ میں حضور ﷺ نے ہتھیار نہیں اٹھائے آپ کے ہاتھ سے نہ کوئی مرا اور نہ زخمی ہوا حضور ﷺ اس جنگ میں اپنے کردار کو خود اسطرح ارشاد فرماتے ہیں۔

كنت انبل على اعمامى فهو كان درعا واقيته لاعمامه(1)

میں اپنے چچاؤں سے تیروں کو روکا کرتا تھا گویا حضور ﷺ اس جنگ میں اپنے چچاؤں کا دفاع فرماتے رہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 149/2

حلف الفضول

یہ ایک معاہدہ کا نام ہے جوڈکیتی ظلم زیادتی اور قتل وغارت کے خلاف فضل بن فضالہ فضل بن وداعہ اور فضل بن حارث نے مرتب کیا تھا انہیں کے نام حلف الفضول کے عنوان سے مشہور ہوا عرب کے ایک شاعر زبیر نامی نے اپنے بعض اشعار میں بھی اس کا ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

ان الفضول تحالفوا و تعاقدوا　　ان لایقیم ببطن مکہ ظالم (1)

فضل بن حارث فضل بن فضالہ اور فضل بن وداعہ سب نے اسپر حلف لیا کہ مکہ مکرمہ میں کوئی ظالم نہیں رہ سکے گا۔

امر علیہ تعاھدوا و تواثقوا　　فالجارو المعتر فیھم سالم (1)

اس فیصلے پرہم سب نے اتفاق کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں پڑوسی اور باھر سے آنے والا ہر محفوظ ہے۔

زبیر نے دوسرا شعر یہ کہا ہے۔

(الف)۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس معاہدہ کے وقت عبداللہ بن جدعان کے ہاں موجود تھا یہ معاھدہ اتنا حسین ہے اگر اس معاھدہ کے بدل میں مجھے قیمتی سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو کبھی بھی پسند نہ کرتا اگر اب بھی کبھی مجھے اس قسم کے معاھدہ میں بلایا گیا تو میں ضرور شرکت کرونگا حضور ﷺ فرماتے ہیں کبھی کبھی گرمی کے موسم میں عبداللہ بن جدعان کے گھر کے کسی حصہ میں کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔عبداللہ بن جدعان سیدہ عائشہؓ کے چچازاد بھائی تھے ایک موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور عبداللہ بن جدعان بہت اچھا آدمی تھا مہمان نواز تھا لوگوں پر شفیق تھا غریبوں کی مدد کرتا تھا اس کے یہ کام اسے قیامت کے دن نفع دیں گے۔فرمایا نہیں کہ اس نے یہ نہیں کہا

رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین (2)

اے اللہ میری خطاوں کو قیامت کے دن معاف کرنا۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 260/1

السہیلی، الروض الانف، 241/1

معاہدہ کا پس منظر

اس معاہدہ کا پس منظر یہ ہے اسلام سے قبل دور جاہلیت میں لوٹ کھسوٹ قتل و غارت کو معمولی شغل سمجھ کر کیا جاتا تھا باقاعدہ زندگی بسر کرنے کیلئے قواعد وضوابط نظم وضبط کا خاصہ فقدان تھا ایک قتل کے بدلہ میں کئی کئی قتل کر کے جی نہیں بھرتا تھا قتل برائے قتل کا تصور تھا کسی مظلوم سے ہمدردی برائے نام بھی نہ تھی اسی دور میں یمن کا ایک تاجر مکہ شریف آیا مکہ کے ایک باسی عاص بن وائل نے اس سے سامان خریدا مگر قیمت دینے سے انکار کر دیا اس مظلوم نے عاص بن وائل کے دوستوں سے امداد چاہی کہ ان کے ذریعہ کام ہو جائے عاص بن وائل کے دوستوں نے امداد کی تو عاص بن وائل نے ڈانٹ پلادی یمن کا یہ تاجر زبیدی پریشان ہو کر حرم کعبہ میں آیا یہاں پر قریش موجود تھے اس نے وہاں قریش کو فریاد کی اور کہا اے گروہ قریش مجھ مظلوم کی فریاد سنو جس کا مال ومتاع سب کچھ حرم کعبہ میں ظلماً لوٹ لیا گیا وہ پردیسی ہے اپنے ساتھیوں سے دور ہے اس نے اپنی فریاد کے ساتھ یہ شعر بھی کہا۔

ومحرم اشعت لم یقض عمرته　　بالرجال وبین الحجر والحطیم(1)

اس نے احرام باندھا ہوا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں ابھی عمرہ نہیں کیا مکہ کے امیروں نے اس شخص پر حطیم اور حجر اسود کے درمیان ظلم کیا ہے

اس یمنی باشندہ زبیدی کے عربی اشعار جن میں استغاثہ تھا اس قدر دردناک تھے کہ حرم انور میں موجود قریش کے دل تھرا گئے انہوں نے اس شخص کی فریاد سنی اور چونک اٹھے کہ حرم کعبہ میں ایسا ظلم ان حاضرین میں زبیر بن عبدالمطلب بھی تھے جو اپنے پر قبضہ نہ رکھ سکے اور بے خودی کے عالم یہ اعلان کیا مالہذہ متروک اس نے کہا تیرے سنگین مسئلہ کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا چنانچہ عبداللہ بن جدعان کے گھر پر اجتماع ہوا اور یہ معاہدہ ہوا۔

معاہدہ عربی زبان میں تھا جس کا عربی ترجمہ حلب یونیورسٹی کے پروفیسر محمد التونجی نے کیا۔

لیکونن یداً واجدہ مع المظلوم علی الظالم حتی یودی الیه حقه

بحر صوفته مادام حراء و شبیر مکانهما وعلی التاسی فی المعاش(1)

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص154/2

السهیلی، الروض الانف، ص241/1

ابن کثیر، السیرۃ، ص259/1

ہم سب اکٹھے ہوکر ظالم کے خلاف لڑیں گے اور مظلوم کی مدد کریں گے اور ہماری یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک مظلوم کو اسکا حق نہ ملیگا اور ہم اس فیصلہ کے اس حد تک پابند رہے گے جب تک سمندر اون کو تر کرتا ہے اور جب تک حراء اور ثبیر قائم ہیں کاروبار میں ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک وزیر کے تاثرات

حلف الفضول کے سلسلہ میں رومانیہ کے ایک وزیر کونستانس نے سیرت پر لکھی ہوئی اپنی ایک کتاب نظرہ جدیدہ ص ۲ میں اس معاھدہ کو بیان کرتے ہوئے نہایت ہی حسین اور دلچسپ واقعہ ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ حج کے دنوں میں جنوبی علاقہ کا ایک شخص نبیہ بن حجاج مکہ مکرمہ حاضر ہوا وہاں پر اسکی بچی کو اغواء کرلیا گیا وہ بیچارہ کمزور تھا اس نے سوچا کہ اپنے خانداں کے لوگوں کو بتاوں اور مدد چاہوں مگر نہ کرسکا کہ ایک غریب قبیلہ کئی سردار قبیلوں کا مقابلہ کیسے کریگا اس کی اس پریشانی کی خبر حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ نے قریش کے نوجوانوں کو اکٹھا کر کے اس مظلوم تاجر کی حمایت کا فیصلہ کیا چنانچہ نوجوانوں کے ایک گروہ نے حرم کعبہ میں حاضر ہوکر اسطرح معاھدہ کیا جسکی عربی تحریر درج ذیل ہے۔

نقسم ان نحمی المظلوم حتی یستعیذ حقہ من الظالم و نقسم ان لایکون لنا ھدف معین من وراء ھذاالعمل ۔ ولا یھمنا ان یکون المظلوم فقیراً و غنیاً(1)

ہم حلف اٹھاتے ہیں مظلوم کی مدد کریں گے یہاں تک کہ وہ ظالم سے اپنا حق واپس لیں اور ہم قسم اٹھاتے ہیں اس حلف سے ہمارا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ مظلوم غریب یا غنی جب انہوں نے حلف اٹھایا تو حضور ﷺ ان کے ساتھ تھے پھر انہوں نے حجر اسود کو زم زم کے پانی سے دھویا اور دھوون کو پیا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ ہم اپنی قسم پر پکے ہیں حلف برداری کی تقریب کیبعد حضور ﷺ ان نوجوان ساتھیوں کے ساتھ اس ظالم تاجر کے گھر گئے اور زوردار مطالبہ کیا

---

(1) نظریہ جدیدہ ص 39، 40

کہ وہ بچی کو واپس کردے ظالم تاجر نے مزید ایک رات مہلت مانگی مگر نوجوانوں نے اس کی درخواست کو ٹھکرادیا اب یہ ظالم بچی واپس کرنے پر مجبور ہو گیا اور بادل نخواستہ بچی واپس کردی۔اس ضمن میں ایک اور روایت بھی ملتی ہے کہ ایک پردیسی تاجر سے ابوجہل نے مال خریدا اور رقم دینے سے انکار کردیا یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ خود بنفس نفیس ابوجہل کے گھر گئے اور اس مظلوم تاجر کی رقم اسے واپس دلائی اس قسم کے متعدد واقعات سے حلف الفضول کے معاہدہ کو فروغ ملا مظلوموں کی حوصلہ افزائی ہوئی ظالموں کو ظلم سے قبل سوچنا پڑتا کہ اسکا انجام کیا ہوگا کونستانس نے مزید لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے عمل نے لوگوں کو کھوئے ہوئے حقوق واپس دلا دیے صاحب کتاب مزید لکھتا ہے کہ حلف الفضول کے معاھدہ میں تو حضور ﷺ نے سرگرم حصہ لیا اور آپ نے ایک مسلح دستہ تیار کرلیا۔

فائدہ

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کو بچپن سے ہی مظلوموں کی ہمدردی مسکینوں اور غریبوں کی دلجوئی کا احساس تھا رفاہی کاموں کو دلچسپی سے انجام دیتے تھے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی قوم کی مشرکانہ رسوم سے نفرت کے باوجود انکی خوشی غمی میں اپنا کردار انجام دیتے اور معاشرہ کو سنوارنے کے لئے ہر لحہ پریشان رہتے اور اصلاح کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) نظریہ جدیدہ، ص 39، 40

باب ہفتم

جوانی کی طرف ایک قدم

شغل تجارت کا انتخاب

عرب کے سنگلاخ خطہ اور خشک صحراء میں زندگی گزارنے کے بہت مختصر راستے دکھائی دیتے تھے اونٹوں کی نگہداشت بکریوں کی گلہ بانی چھوٹے موٹے باغوں کی کانٹ چھانٹ ہلکا پھلکا ساز میندار ہ یا پھر تجارت اہل مکہ تجارت سے شغف رکھتے تھے دور دراز علاقوں سے یمن کے راستہ سامان عرب میں بھی پہنچ جاتا وہاں سے تاجر سامان لے کر شہروں تک بھیج دیتے حضور سید عالم ﷺ نے اپنے شغل کے طور پر تجارت کا انتخاب فرمایا داود ابن الحصین جنہیں یحی بن معین اور نسائی نے ثقہ بتایا ہے امام بخاری نے بھی ان سے روایت کی ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ جب اپنی بھر جوانی کو پہنچے تو آپ اپنے دور میں سب سے زیادہ با اخلاق سب سے زیادہ غمگسار سب سے زیادہ ہمسایوں کی خبر گیری کرنے والے اور سب سے زیادہ بردبار سب سے زیادہ سچے اور امانتدار تھے لڑائی جھگڑا اور فتنہ سے دور تھے ہر بری بات سے دور تھے ہر اچھائی میں سبقت کا جذبہ تھا انہیں اصول وضوابط کے پیش نظر لوگ آپ کو الامین کہتے تھے (1)

حضور ﷺ کے شغل تجارت کا ذکر قیس بن سائب مخزوی اسطرح فرماتے ہیں۔

کان خیر شریك لایماری ولایشاری (2)

آپ بہترین شریک تجارت تھے نہ جھگڑتے تھے نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔

اسی طرح آپ کے شغل تجارت کی عمدگی کو عبداللہ بن سائب بیان فرماتے ہیں کہ میں دور جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کا شریک تجارت تھا جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا مجھے لے جاتے ہو میں نے عرض کی کیوں نہیں آپ تو

کنت شریکی فعم الشریك لا یماری ولایشاری (3)

آپ تو بہترین شریک تجارت ہیں اور بہت اچھے ساتھی ہیں نہ کسی بات کو ٹالتے تھے نہ کبھی جھگڑا فرماتے تھے۔

---

(1) السیوطی، الخصائص الکبری، ص 154/1

(2) السهیلی، الروض الأنف، ص17/3

(3) عبدالوهاب، زاد المعاد، ص 154/1

دوران تجارت آپ کے مخلص وفادار محنتی بے ضرر اور امین و دیانت دار ساتھی ہونے کا ذکر ایک موقعہ پر عبداللہ بن ابی الہمساء نے اسطرح بیان کیا ہے ایک بار میں نے حضور ﷺ سے عرض کی آپ یہاں ٹھہریں میں آپکی فلاں شی ابھی لے کر واپس آتا ہوں عبداللہ فرماتے ہیں میں اتفاق سے گھر میں جا کر حضور ﷺ سے کیا ہوا وعدہ بھول گیا تین دن بعد یاد آیا کہ میں نے آپ سے واپسی کا وعدہ کر کے آیا تھا میں شرم کے ساتھ فوراً مقام وعدہ پر پہنچا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ عین اسی جگہ تشریف فرما ہیں مجھے صرف اتنا فرمایا کہ میں تین دن سے یہاں انتظار کر رہا ہوں۔(1)

عبداللہ بن ابی الحمساء کا یہ واقعہ بھی اعلان نبوت سے قبل شراکت تجارت کا ہی ہے۔

فائدہ

عبداللہ بن سائب قیس بن سائب عبداللہ بن ابی الحمسائی کے واقعات سے ظاہر ہے کاروباری شراکت میں اگر کوئی مشرک کافر ساتھی بن جائے تو کاروبار میں شرعاً نقص نہیں ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

خدیجۃ الکبری سے اشتراک عمل

حضرت خدیجہ الکبری جو اپنے دور کی صاحب حیثیت تاجرہ تھیں اخلاص و اخلاق کا مجسمہ تھیں قبل از اسلام بھی انہیں انکی عادات کریمہ کے پیش نظر طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا مکہ مکرمہ کے تمام تاجروں سے زیادہ شغل تجارت حضرت خدیجہ الکبری ہی کا تھا حضور کے چچا ابو طالب کو پتہ چلا کہ خدیجہ الکبری کا تجارتی قافلہ سامان لیکر شام جانے والا ہے چونکہ آپ کی مالی حالت اتنی بہتر نہ تھی آپ نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ خدیجۃ الکبری کے ہاں جا کر اپنی خدمات پیش کریں اگر وہ مان جائیں تو میں آپ کو بھی ان کے قافلہ کے ساتھ شام روانہ کردوں کہ اقتصادی حالت بہتر ہو جائے اگر چہ میں آپ کو شام بھیجنے سے متفق نہیں کہ وہاں یہود کا خطرہ ہے حضور ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ میں سائل بن کر خدیجہ کے ہاں جانا پسند نہیں کرتا وہ مجھے خود ہی بلا لیں اس پر آپ کے چچا نے

(1) ابوداؤد ... 4344 ... 180/13

کہا۔

انی اخاف ان تولی غیرك (1)

مجھے ڈر ہے وہ کسی اور کو مقرر کر لیں گی

تو پھر پریشانی ہوگی حضور ﷺ خاموش ہو گئے چچا بھتیجا کی یہ گفتگو کسی طرح خدیجۃ الکبری تک پہنچی تو آپ نے فوراً پیغام بھیج کر حضور ﷺ کو بلوایا اور کہا کہ اگر آپ میری پیش کش قبول کر لیں تو مجھے خوشی ہوگی میں جتنا معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا آپکو دونگی۔

حضور ﷺ نے یہ سارا ماجرا اپنے چچا ابوطالب کو سنایا اور رائے لی آپ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا یہ رزق اللہ تعالی نے آپ کے لئے بھیجا ہے معاملہ طے ہو گیا قافلہ تیار ہوا تو حضرت خدیجۃ الکبری نے حضور ﷺ کے ساتھ اپنے غلام میسرہ کو بھیجا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی فرمایا

لا تعص له امراً (1)

اس کی نافرمانی مت کرنا

ولاتخالف له رایاً (1)

اور اس کی مخالف بھی مت کرنا معلوم ہوتا ہے

حضرت خدیجۃ الکبری نے میسرہ کو جو بھیجا ہے تو نگرانی کیلئے نہیں بلکہ حضور ﷺ کی غلامی کیلئے ہے ۱۵ یا ۱۶ ذی الحجہ کو یہ تجارتی قافلہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا اہل خانہ نے الوداع کیا خاتم النبیین کے مولف شیخ ابو محمد زھرہ علیہ الرحمتہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

فصلت العیر و فیھا خیر خلق اللہ تعالی (2)

ایسا قافلہ چلا جس میں وہ ذات والا صفات تھی جو ساری کائنات سے افضل واعلی تھی۔

تکلیئو ھا عنایتہ سبحانہ و تعالی (2)

اب قدرت کا لطف وکرم اس کی حفاظت فرمارہا ہے کئی دنوں کے بعد یہ قافلہ شام کے مشہور

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 70/1

الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 158/2

(2) ابوزھرۃ، خاتم النبیین ﷺ، ص

مقام بصری میں پہنچ گیا وہاں ایک راہب کے عبادت خانہ کے نزدیک ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا حضور ﷺ نے اس سے قبل بھی ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کی معیت میں بھی قیام فرمایا تھا اس وقت یہاں پر ایک راہب سے ملاقات ہوئی جس کا نام بحیرا تھا گذشتہ صفحات میں اس کی تفصیل گزر گئی ہے اس راہب کا نام نسطورا تھا حضور ﷺ کی عمر مبارک اس پہلے سفر میں ۱۲ برس تھی اس مرتبہ ۲۵ برس تھی اس مرتبہ بحیرا راھب سے ملاقات نہ ہوسکی ہوسکتا ہے وہ کہیں غیر حاضر ہو یا فوت ہوگیا ہو اور اس کی نیابت میں نسطورا کام کررہا ہو۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

نسطورا راہب کی شہادت

شام کے اس دوسرے تجارتی سفر میں قافلہ نے جب بصری کے راہب نسطورا کے عبادت گاہ کے قریب قیام کیا نسطورا کی ملاقات میسرہ سے ہوئی تو گفتگو اسطرح ہوئی۔

یہ نوجوان کون ہے جو درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہے (نسطور)

مکہ مکرمہ کا ایک قریشی نوجوان ہے (میسرہ نے جواب دیا)

راہب نے حضور ﷺ کی زیارت کی اور قریب ہوکر سر مبارک اور قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور اسطرح شہادت دی۔

امنت بك واشهدانك الذی ذكره الله تعالٰی فی التوراته فلما رأنی الخاتم قبله وقال اشهدانك رسول لله النبی الامی بشربك عیسی (1)

میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور گواہی دیتا ہوں آپ وہی رسول ہیں جن کا ذکر توراۃ نے کیا پھر اس نے شانوں کے درمیان مہر نبوت کی زیارت کی اور اسے چوما اور پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں جنکی بشارت حضرت عیسی علیہ السلام نے دی تھی اور نسطورا نے یہ الفاظ بھی استعمال کیے

هو نبی و آخر الانبیاء (1)

یہ وہی نبی ہیں اور آخرالانبیاء ہیں۔

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص159/2

ابن الجوزی، المنتظم باب مولده، ص231/1

راہب کا یہ ایمان افروز واقعہ دیکھ کر اور حق گوئی سن کر میسرہ حیران رہ گیا پھر میسرہ اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھ چکا تھا کہ دھوپ میں حضور ﷺ پر بادل سایہ کیا کرتا تھا مکہ مکرمہ سے لایا گیا سارا سامان تجارت یہاں شام میں بہتر قیمت پر فروخت ہوا اور یہاں سے مکہ مکرمہ کیلئے سامان خریدا گیا میسرہ نے اس سفر میں ایک اور منظر بھی ملاحظہ کیا ایک گاہک سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اس نے حضور ﷺ سے کہا آپ لات وعزی کی قسم اٹھائیں میں مان جاؤنگا حضور ﷺ نے فرمایا میں جھوٹے خداؤں کو نہیں مانتا نہ ہی قسم اٹھاتا ہوں آپ کے اس ارشاد سے وہ گاہک مطمئن ہو گیا اور کہا بس اب کسی شی کی ضرورت نہیں رہی شام کے اس سفر میں توقع سے زیادہ نفع ملا تجارت کی یہ کامیاب صورت حضور ﷺ کی محنت دیانت شرافت اور اخلاص کا نتیجہ تھا واپسی پر جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو حضور ﷺ نے میسرہ سے فرمایا کہ جاؤ خدیجہ کو کامیاب سفر کی اطلاع دو حضرت خدیجۃ الکبری قافلہ کی اطلاع پا کر اپنے مکان پر چڑھ کر واپسی کا منظر دیکھ رہی تھیں حضرت خدیجہؓ نے دیکھا کہ حضور ﷺ پر سخت دھوپ میں فرشتے سایہ کئے ہوئے ہیں میسرہ نے تفصیل سے آپکی امانت و دیانت پر تبصرہ کیا جس سے حضرت خدیجہ مزید گرویدہ ہوئیں میسرہ نے راہب نسطورا کی ملاقات اس کی فریفتگی اور ایمان لانے کا اعلان بھی سنایا خدیجۃ الکبری کو جتنا نفع اس مرتبہ ملا پہلے کبھی نہ ملا تھا اسی سے متاثر ہو کر حضرت خدیجۃ الکبری نے آپ کو طے شدہ معاوضہ سے بہت زیادہ پیش کیا (1)

میسرہ نے اس سارے سفر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ مناظر تو بہت دیکھے مگر بحیرہ راہب اور نسطورا راہب کی طرح حضور ﷺ کی تصدیق کے سلسلہ میں کوئی روایت نہیں ملتی حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کسی صحیح حدیث سے میسرہ کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔

حضرت خدیجہ نے حالات و واقعات پر گہری نظر کے بعد فیصلہ کر لیا کہ اگر اس قریشی نوجوان کے ساتھ ازدواجی تعلقات وابستہ ہو جائیں تو خدیجہ خوش قسمت ہوگی۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 70/1

الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 159/2

ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 130/1

ابوذرعہ، تاریخ دمشق، باب ذکر قدوم رسول اللہ بصری و معرفتہ، ص 15/3

اصول تجارت

چونکہ حضرت خدیجہ الکبری کو شام کے اس تجارتی پروگرام میں سب سے زیادہ فائدہ ملا اور وہ فائدہ حضور ﷺ کے اخلاق دیانت امانت اور تجارتی قواعد وضوابط اپنانے کا نتیجہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر تجارت کے بارہ میں کچھ ذکر کیا جائے کہ اگر کوئی تاجر دوست اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تو اسے اپنے پیشہ کے بارہ میں بھی معلومات مل جائیں۔

☆ پیشہ تجارت۔ اس پیشہ کو شرف حاصل ہے کہ انبیاء علیھم السلام اور حضور ﷺ نے اس کا انتخاب کر کے اسے مزید عروج بخشا سیدنا داؤد علیہ السلام نے زرہ سازی میں دلچسپی لی ہے ان کی یومیہ آمدن چھ ہزار روپے تھی دو ہزار اپنی ضرورت کیلئے اور باقی چار ہزار فقراء مساکین پر خرچ کرتے تاجر کی عظمت حضور ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتی ہے۔

التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين(1)

(سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کیساتھ ہوگا۔ حضرت ابراہیم ادھم فرماتے ہیں میرے نزدیک سچا تاجر عابد وزاہد پر فضیلت رکھتا ہے(2)

تاجر کو عابد پر اس لئے فضیلت ہے کہ تاجر ہر لحہ شیطان سے جنگ لڑتا رہتا ہے شیطان اسے ناپ تول میں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور تاجر خدا سے ڈر کر اس کی مخالفت کرتا ہے اور ہتھیار نہیں ڈالتا سیدنا عیسی علیہ السلام نے ایک شخص سے پوچھا تیرا پیشہ کیا ہے اس نے کہا عبادت کرنا۔ آپ نے فرمایا تیری ضروریات کا کفیل کون ہے اس نے کہاں فلاں شخص ہے تو آپ نے فرمایا وہ تجھ سے زیادہ عابد وزاہد ہے۔(3)

---

(1) الترمذی، السنن، باب ما جاء فی التجار و تسمیة النبی ﷺ، الرقم 1130، ص 471/4
الحاكم، المستدرك، الرقم 2102، ص 244/5
الطبری، تهذیب الآثار، باب فی التاجر الصدوق الامین ، الرقم 1344، ص 29/5
الدارمی، السنن، باب فی التاجر الصدوق الامین ، الرقم 2554، ص 41/8
الدار القطنی، السنن، الرقم 2850، ص 98/7

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین ، ص 422/1

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، ص 410/1

سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں مجھے مرنے کیلئے وہ مقام زیادہ پسند ہے جہاں اپنے بال بچوں کیلئے خرید وفروخت کرسکوں۔(1)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تجارت کے اسلامی ضابطے

☆ تجارت میں دھوکہ دہی سے بچا جائے سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم میں یہ مرض تھا آپ نے بار ہا سمجھایا مگر قوم باز نہ آئی تو اللہ تعالی جل مجدہ نے آگ برسا کر قوم تباہ کردی حضور سید عالم ﷺ نے ملاوٹ کرنیوالے کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا ہے حضور ﷺ ایک موقع پر غلہ کے ڈھیر سے گزرے اور غلہ کے اندر نمی محسوس فرمائی فوراً تاجر کو مخاطب کر کے فرمایا

من غشی فلیس منا (2)

دھوکہ دینے والا ہم سے نہیں۔

☆ گاہک کو اپنے مال کی صحیح صورت حال سے آگاہ کردیا جائے اور مال کے نقص پر آگاہ نہ کرنا دھوکہ دہی ہے حضرت جریر ابن عبداللہ کچھ بیچتے تو گاہک کو اس کی خوبی یا خرابی سے آگاہ فرمادیا کرتے کسی نے کہدیا حضرت ایسی تجارت سے فائدہ کیسے ہوگا فرمایا ہم حضور ﷺ سے عہد کرچکے ہیں کہ مسلمان کی خیرخواہی ملحوظ رکھی جائیگی۔

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین ، ص 410/1

(2) الترمذی، السنن، باب ما جاء فی کراهیة الغش فی البیوع، الرقم 1236، ص 143/5
ابوداؤد، السنن، باب النهی عن الغش، الرقم 2995، ص 313/9
ابن ماجه ، السنن، باب النهی عن الغش، الرقم 2215، ص 476/6
الاحمد، المسند، الرقم 6991، ص 32/15
الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 17969، ص 70/16
النووی،الشرح علی المسلم، ص 43/1
محمد أشرف بن أمیر بن علی حیدر ،أبو عبدالرحمن ،شرف الحق ،الصدیقی ،العظیم آبادی(المتوفی:1329)،عون المعبود شرح سنن أبی داود ،ومعه حاشیة ابن القیم : تهذیب سنن أبی داود و إیضاح علله و مشکلاته،الرقم 2995، ص 443/7

حضرت واثلہ بن اسقع نے تین سو درھم میں اونٹ بیچ دیا خریدار چلا گیا پھر اسے واپس بلا کر پوچھا تو نے یہ اونٹ سواری کیلئے خریدا ہے یا گوشت بیچنے کیلئے اس نے کہا سواری کیلئے آپ نے اسے ایک سو درھم واپس کر دیا اور فرمایا کہ اونٹ ذرا چلنے میں لنگڑا ہے گوشت کے لحاظ سے ٹھیک ہے۔

عہد کی پابندی کی جائے۔ وعدہ خلافی بری عادت ہے۔

حضور ﷺ نے منافق کی چار نشانیاں بتائی ہیں۔ جب بولے تو جھوٹ بولے۔ امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ جھگڑا کرے تو لغو بکے۔(1)

حضور ﷺ بحیثیت تاجر دیانت ومتانت شرافت امانت عہد کا بہترین نمونہ تھے۔

☆ لین دین ناپ تول غرضیکہ ہر موقع پر عدل سے کام لیا جائے پر امن زندگی گزارنے کیلئے عدل اتنا ہی ضروری ہے جتنا لباس خوراک وغیرہ ضروریات زندگی ہیں قرآن مقدس نے فرمایا

ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کیلئے تباہی ہے۔(2)

تجارت میں عدل کے عنوان کو حضور ﷺ نے اس طرح فرمایا

تول کرو مگر پلڑا قدرے جھکا ہو(3)

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب علامة المنافق، الرقم 33، ص 59/1
المسلم ، الجامع الصحیح، باب بیان خصال المنافق، الرقم 88، ص 190/1
ابن بطه، الابانة الکبری، باب اربع من کن فیه ـــ، الرقم 902، ص 424/2
البیهقی، شعب الایمان، باب اربع من کن فیه ـــ، الرقم 4182، ص 381/9
ابوعوانه، المستخرج، الرقم 30، ص 34/1
عبدبن حمید، المسند، باب اربع من کن فیه ـــ، الرقم 324، ص 360/1
ابن حبان ، الصحیح، باب ما جآء فی الشرك والنفاق، الرقم 254، ص 497/1

(2) المطففین 83 : 01

(3) ابو داؤد، السنن، باب فی الرجحان فی الوزن، الرقم 2898، ص 170/9
الترمذی، السنن، باب ما جآء فی الرجحان ، الرقم 1226، ص 125/5
النسائی، السنن، باب فی الرجحان فی الوزن، الرقم 4515، ص 157/14
ابن ماجه ، السنن، باب فی الرجحان فی الوزن، الرقم 2211، ص 470/6
الاحمد، المسند، الرقم [illegible]، ص [illegible]

مال کی بے جا تعریف کر کے گاہک کو پھنسانا اسلامی اصولوں کے منافی ہے اسلامی تجارت کی روح یہ ہے کہ کسی کو نقصان نہ ہو اور بے جا تعریف کر کے مال بیچنے میں گاہک کا نقصان ہے۔ یہ بھی دھوکہ دہی کی ایک قسم ہے۔

☆ تاجر کو چاہیے کہ ذخیرہ اندوزی سے بچے حضور ﷺ نے اسکی شدید مذمت فرمائی ہے کہ عوام اشیاء ضرورت کو ترس رہے ہوں اور تاجر مہنگائی کا انتظار کرے حضور ﷺ نے ایسے تاجر کے متعلق فرمایا کہ اس نے ذخیرہ اندوزی کر کے اپنا تعلق خدا سے توڑ ڈالا۔ دوسری جگہ فرمایا ذخیرہ اندوزی اتنا بڑا گناہ ہے کہ صدقہ خیرات بھی کفارہ نہیں بن سکتے۔

اچھی تجارت کیلئے ایک ضابطہ ہے نفع کم بکری زیادہ سیدنا علی المرتضیٰؓ فرمایا کرتے تھے (لوگو تھوڑا منافع ردنہ کرو زیادہ بکری کا باعث بنتا ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن عوف سے پوچھا گیا آپ کی مالی حالت اچھی کیسے ہوئی فرمایا میں تھوڑے منافع کو رد نہیں کرتا فرمایا میں نے ایک دن ایک ہزار اونٹ اصل قیمت پر بھی بیچ دیے ہزار رسیوں کے علاوہ کچھ نہ بچا رسی ایک درھم کی بک گئی اسطرح ہزار درھم نفع ہو گیا۔

حضرت سری سقطی رحمتہ علیہ پانچ روپے فی سینکڑہ سے زیادہ نفع نہ لیتے تھے اسطرح نفع کم بکری زیادہ کا اصول اپناتے تھے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ سے نکاح

حضرت خدیجۃ الکبری نے حضور ﷺ کے کمالات دیانت شرافت نسطور کی شہادت کی خبر جب میسرہ سے سنی تو آپ نے حضور ﷺ سے نکاح کا فیصلہ کرلیا اس سلسلہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے ورقہ بن نوفل سے رابطہ کیا اور میسرہ کے بیان کردہ سارے واقعات نسطورا کی شہادت کی تفصیلات بتائیں تو ورقہ بن نوفل نے فوراً کہا خدیجہ اگر یہ سارے معاملات درست ہیں تو پھر یقین کرلو کہ محمد ﷺ اس امت کے آخری نبی ہیں مجھے اچھی طرح پتہ ہے اس امت میں نبی ہونیوالا ہے جس کا زمانہ منتظر ہے اور یہ بھی جان لیں اس نبی کے ظہور کا زمانہ بھی قریب آ گیا ہے۔(1)

اس اطمینان کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ نے حضور ﷺ کی رائے معلوم کرنے کیلئے اپنی دوست رفیقہ نفیسہ کو منتخب کیا کہ وہ معلوم کریں حضور ﷺ بھی راضی ہیں نفیسہ کہتی ہیں حضرت خدیجہ نے یہ کام میرے ذمے لگایا اور میں حضور ﷺ کے ہاں حاضر ہوئی اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے جواب فرمایا معاشی حالات اجازت نہیں دیتے اخراجات کی گنجائش نہیں نفیسہ نے کہا اخراجات کی آپ پرواہ نہ کریں وہ میرے ذمہ ہیں شام سے واپسی پر قریباً پونے تین ماہ بعد حضرت خدیجہ کی طرف نکاح کی تحریک ہوئی۔

حضرت خدیجہ الکبری کی طرف سے جب یہ پیشکش انتہائی خلوص وارفتگی محبت اور عقیدت سے ہوئی تو حضو رﷺ نے اسے اپنے چچا کے مشورے سے قبول فرمایا گو یہ صورت حال اور تقریب نسبت تھی اور جانبین کے ذمہ دار افراد نے فیصلہ سے نکاح کی تاریخ طے کردی لیکن حضرت خدیجہ الکبری کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل بنے اور حضور ﷺ کی طرف سے آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے ذمہ دار وارث اور مہر وکیل کی خدمات انجام دیں جناب ابوطالب نے اس موقع پر ایک شاندار فصیح خطبہ پڑھا جو مختلف کتب میں قدرے مختلف الفاظ کیساتھ ملتا ہے۔

امـا بـعد فان محـمد لا یوازن به فتی من قریش الا رجح به شرفاً ونبلاً و عـقـلا و ان کـان فـی المال قل فانه ظل زائل وعاریه مسترجعه وله فی خدیجه بنت خویلد رغبه ولها فیه مثل ذالك(2)

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 71,72/1

محمد وہ شخصیت ہیں کہ قریش میں کوئی بھی شخص علم فضل رفعت فضیلت میں ان کا ہم پلہ نہیں وہ سبھی پر بھاری ہیں اگر چہ مالی لحاظ سے کمزور ہیں مگر مال زائل ہونے والی شے ہے اور ایک عارضی ہے جو واپس کیجانے والی ہے یہ محمد خدیجہ بنت خویلد کی طرف مائل ہیں، جناب ابوطالب کے خطبہ مکمل ہوجانے پر ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے یہ حضرت خدیجہ الکبری کے چچازاد بھائی ہیں اور آپ نے جناب ابوطالب کے جواب میں ایک فصیح بلیغ خطبہ پڑھا خلاصہ دونوں خطبات کا ملتا جلتا ہے کچھ اضافہ یہ ہے تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے جس نے ہمیں بے پناہ عزتوں سے نوازا ہے جنہیں آپ نے شمار کیا اللہ کا فضل ہم پر ہے کہ ہم عرب کے سردار ہیں یہی صفات تم میں بھی پائی جاتی ہیں ہم آپ سے رشتہ داری کے تعلقات مضبوط کرنا چاہتے ہیں اے خاندان قریش تم گواہ رہ جاو میں نے خدیجہ بن خویلد کا نکاح محمد ابن عبداللہ سے کر دیا ہے ورقہ بن نوفل کے خطاب کی بعد حضرت خدیجہ الکبری کے چچا عمر نے بھی حصہ لیا اور یہ الفاظ کہے

اشھدوا انی قد انكحت محمد ابن عبدالله خديجه بنت خويلد وشهد علی ذالك صناديد قريش(1)

اے قبائل قریش گواہ رہنا میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ سے کر دیا ہے چنانچہ قریش اس تقریب میں گواہ مقرر ہوئے اس تقریب نکاح میں حضرت خدیجہ کے والد خویلد کی جگہ ان کے چچا عمر نے اعلان کیا کہ انکے والد حرب فجار سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے روضۃ الاحباب میں منقول ہے سیدہ خدیجہؓ نے اپنی باندیوں کو حکم دیا کہ اس نکاح کی خوشی میں دف بجا کر مسرت کا اظہار کریں اور حضور سے عرض کی کہ اپنے چچا سے فرمائیں اونٹ ذبح کر کے کھانا کھلائیں جناب ابوطالب اس شادی پر بے حد خوش ہوئے

برملا کہا الحمدالله الذی اذهب عنا الكرب ورفع عنا الهموم(1)

شکر ہے اس ذات کا جس نے ہم سے دکھ ٹال دیے اور غم اٹھا لیے۔

بعض مفسرین کرام نے آیہ کریمہ

ووجدك عائلا فاغنى (2)

کی تفسیر کی ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو خدیجہؓ کے مال سے غنی کر دیا جس روایت میں یہ بات

---

(1) دھلوی، مدارج النبوته، ص 44/2

ملتی ہے کہ خویلد دوران نکاح بیمار و مدہوش تھے بریں بنا حاضر نہیں ہوئے تھے اس روایت کو امام ابن جریر طبری نے نقل تو کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی لکھدیا ہے واقدی اسے غلط کہتے ہیں طبری نے اس صورت حال کو اس طرح بیان کیا ہے۔

وان عمها عمر بن اسد زوجها رسول الله ﷺ وأباها مات قبل حرب الفجار (1)

حضرت خدیجہ کے چچا نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کیا تھا ان کے والد تو حرب فجار سے بھی پہلے فوت ہو گئے تھے پھر طبری کے علاوہ اسی بات کی امام ابوزھرہ نے بھی اپنی کتاب 'خاتم النبین' میں تردید کی ہے کہ نکاح حضرت خدیجہ کے والد خویلد نے کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ خویلد تو حرب فجار سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔

ابن اسحاق کی اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بوقت نکاح خویلد موجود تھے مگر ناراض تھے امام طبری کی روایت صحیح سند کیساتھ موجود ہے اس سند میں محمد بن جبیر ام المومنین سیدہ عائشہ ابن عباس کے اسمائے گرامی موجود ہیں جو اس روایت کی اہمیت کی زبردست سند ہیں علامہ ابن کثیر نے اسیرۃ النبویہ میں یہ تشریح بھی کردی ہے کہ ابن اسحاق نے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا ہے اور اپنی سیرت کے آخر میں صاف لکھدیا ہے کہ حضرت خدیجہ کا نکاح عمر نے پڑھایا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بطن اطہر سے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہوئیں سیدہ فاطمہ الزھرا سیدہ رقیہ سیدہ زینب سیدہ ام کلثوم اور تین صاحبزادے حضرت قاسم انہیں کے اسم پاک نسبت سے حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی دوسرے صاحبزادے حصرت عبداللہ ہوئے جو طیب و طاھر کے لقب سے مشہور ہوئے تیسرے صاحبزادے حضرت ابراھیم تھے جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے یہ بھی بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ اس نکاح کے وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی جبکہ حصرت خدیجہ الکبری کی عمر مبارک چالیس برس تھی سیرت ابن ہشام میں ہے کہ بیس اونٹ مہر مقرر ہوا تھا ابولبشر دولائی کہتے ہیں کہ مہر کی مقدار ساڑھے بارہ اوقیہ تھی ایک اوقیہ چالیس درھم کا ہوتا ہے کل مہر پانچ سو درھم تھا۔(2)

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الطبری، التاریخ، ص 36/2
ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 251/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 232/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 384/1

زید بن حارثہ کی محبت

زید بن حارثہ کا تفصیلی واقعہ کتب سیرتہ میں موجود ہے اسدالغابہ میں اسطرح ہے کہ آپ اپنی والدہ سعدی کے ساتھ بچپن میں ننھال آئے تھے تو وہاں سے **بنی** قین قبیلہ کے ڈاکوؤں نے انہیں اغواء کر کے عکاظ کے بازار میں حکیم بن حزام کو چارسو درھم کے بدلہ بیچ دیا حکیم بن حزام نے یہ بچہ (زید بن حارثہ) اپنی پھوپھی خدیجہ الکبری کو بطور تحفہ پیش کر دیا جب حضرت خدیجہ الکبری حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں تو آپ نے زید بن حارثہ کو بطور تحفہ حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے تحفہ قبول فرماتے ہی زید بن حارثہ کو آزاد فرما دیا۔ اب زید بن حارثہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں گھر کے ایک فرد کی حیثیت سے رہتے تھے اور ادھر زید کے والد اپنے بیٹے کے بارے میں پریشان تھے۔ سیرت ابن ہشام نے حارثہ کی پریشانی کی کیفیت میں اس کے عربی اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں بیٹے سے پیار اور محبت وجذبات پائے جاتے ہیں۔

حیأتی اوتأتی علی منیتی   و کل امری فأن وان غره الامل (1)

مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے میں اسکی طرف سفر جاری رکھوں گا یہاں تک کہ میری موت آجائے ہر شخص فانی ہے اگرچہ امید اسے دھوکے میں رکھے۔

بکیت علی زید ولم ادر مافعل   احیی فیر جی ام اتی دونه الاجل (1)

میں اسکے فراق میں روتا رہتا ہوں مجھے پتہ نہیں وہ زندہ ہے تاکہ واپسی کی امید ہو یا مر چکا ہے اتفاق سے بنی کلب کے افراد مکہ شریف آئے تو حضرت زید نے دیکھ کر پہچان لیا انہوں نے بھی پہچان لیا اور بتایا کہ تیرا باپ حارثہ تیرے فراق میں جاں بلب ہے حضرت زید نے کہا کہ میری طرف

---

(1) ابن ھشأم ، السیرۃ، ص 247/1
السھیلی، الروض الانف، ص 427/1
ابن سعد، الطبقأت الکبری، ص 41/3
ابوذرعہ، تأریخ دمشق، ص 347/19
ابن الاثیر، اسد الغأبہ، ص 395/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 395/1

سے میرے باپ کو کہنا کہ میرا جی چاہتا ہے قوم کو ملوں مگر اللہ کے فضل سے میں ایک بہتر خاندان میں زندگی گزار رہا ہوں یہ لوگ کریم النفس میں رئیس ہیں قافلے نے یہ پیغام حضرت زید کے باپ حارثہ کو پہنچایا تو حارثہ اپنے بھائی کعب کو لیکر مکہ آئے اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے بیٹے کو آزاد کر دیں آپ تو کریم ہیں شفیق ہیں۔ ہم بیٹے سے اداس ہیں حضور ﷺ نے فرمایا زید کو بلاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں اگر وہ یہاں رہے تو تم واپس چلے جانا حضرت زید کو بلایا گیا اور پوچھا گیا انہوں نے جواب دیا میں یہیں رہوں گا والد نے کہا ہوش کرو ہمیں چھوڑ رہے ہو حضرت زید نے کہا اب پوری زندگی انہیں کے قدموں پر نثار کروں گا میں انہیں چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اندازہ کریں اعلان نبوت سے پہلے کا یہ انداز یہ پیار یہ محبت کہ زید نے والدین کو چھوڑ دیا ہے حضور ﷺ کو نہیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تعمیر کعبہ میں شمولیت

جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال کو پہنچی ان دنوں قریش نے تعمیر کعبہ کا اہتمام کیا زمانہ گزر جانے کے باعث تعمیر بوسیدہ ہو چکی تھی نشیب میں ہونیکی وجہ سے پانی اندر چلا جاتا تھا حضور ﷺ کے والد گرامی کے ماموں ابو وھب بن عمر مخزومی نے قریش سے کہا کہ تعمیر بیت اللہ میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حرام کا پیسہ خرچ نہ ہو اللہ تعالٰی خود پاک ہے پاک کو پسند کرتا ہے۔ (2)

---

(1) عبدالوھاب، زاد المعاد، فصل من السابقین الی الاسلام ، ص 17/3
ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 42/3
ابوذرعہ، تاریخ دمشق، ص 348/19
ابن الاثیر، اسد الغابہ ، ص 395/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 395/1

(2) المسلم، الجامع الصحیح، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب، الرقم 1686، ص 192/5
الترمذی، السنن، ومن سورۃ البقرۃ، الرقم 2915، ص 249/10
البیھقی، شعب الایمان، باب فی طیب المطعم والملبس، الرقم 5497، ص 225/12
الدارمی، السنن، باب فی اکل الطیب، الرقم 2773، ص 373/8

تعمیر بیت اللہ شریف کے سلسلہ میں تقسیم کار کچھ اسطرح ہوئی دروازہ کی سمت کی تعمیر عبدمناف کے حصہ میں حجراسوداور رکن یمانی بنی مخزوم کے حصہ میں بیت اللہ شریف کی پشت بنی سلیم کے حصہ میں حطیم بنی عبدالدار کے حصہ میں آئی یہ طریقہ اس لئے طے کیا گیا کہ کوئی قبیلہ تعمیر بیت اللہ کی سعادت سے محروم نہ رہے۔

انہیں دنوں جدہ بندرگاہ پر ایک تجارتی جہاز تباہ ہو گیا ولید بن مغیرہ فوراً وہاں گئے کہ اس سے پھٹے لکڑیاں خرید لی جائیں اور تعمیر کعبہ میں کام دیں گی۔ وہیں پر اُن کی ملاقات باقوم نامی انجینئر تعمیرات سے ہوئی اسے بھی ساتھ لے آئے اور اس کی نگرانی میں کام شروع ہو گیا قریش کیساتھ حضور ﷺ بھی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔(1)

یاد رہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ ہو چکی ہے پہلی مرتبہ یہ تعمیر سیدنا آدم علیہ السلام نے کی جیسے بیہقی شریف نے عبداللہ بن عمر بن عاص سے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ تعمیر کعبہ کریں جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو پھر حکم ہوا اب طواف کروتم پہلے انسان ہو اور یہ پہلا گھر۔(2)

پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تعمیر کعبہ کریں کہ طوفان نوحی کے باعث تعمیر شکستہ ہو گئی تھی تو از سر نو بنیادیں اٹھائیں جسے قرآن مقدس نے فرمایا۔

واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسمٰعیل (3)

جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے یہاں بنیادیں اٹھانے کا ذکر ہے نہ کہ کھودنے کا۔ معلوم ہوتا ہے بیت اللہ شریف کا ہونا پہلے سے ہے یہ تعمیر جس میں حضور ﷺ

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 169/2
ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 145/1
ابن الجوزی، المنتظم، ص 236/1
الذهبی، تاریخ الاسلام ، ص 14/1

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 77/1
السهیلی، الروض الانف، ص 335/1

(3) البقرہ 127:02

۳۵ برس کی عمر میں حصہ لے رہے ہیں یہ تیسری بار ہے نئی تعمیر استوار کرنے کیلئے پہلی تعمیر کا انہدام بھی ضروری تھا اب کعبہ کی بوسیدہ دیواریں گرانے کیلئے کسی کی ہمت نہ ہوئی بالآخر ولید بن مغیرہ نے یہ کہتے ہوئے گرانا شروع کردیا

اللھم لانریدا لاالخیر (1)

اے اللہ ہم بہتری کے سوا کچھ نہیں چاہتے لوگ ولید کی بربادی کا تصور کیے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اگر ولید بچ گیا تو ہم بھی ساتھ دیں گے ورنہ بیت اللہ کو اپنی حالت پر استوار کرینگے جب لوگوں نے ولید کو ہرطرح محفوظ پایا تو اس تعمیر میں شریک ہوئے اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی بنیادیں تلاش کرنے میں کامیاب ہوگئے ایک قریشی نے ان بنیادوں کو اکھاڑنا چاہا تو زبردست دھماکہ ہوا جس کے ڈر سے سب وہیں رک گئے اور انہیں بنیادوں پر کام شروع کردیا گیا اور اس طرح تعمیر کعبہ مکمل ہوگئی۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

فضائل کعبہ شریف

پوری کائنات میں سب سے پہلا گھر ہونے کا شرف بیت اللہ کو حاصل ہے پوری انسانیت کا مرکز ہے برکت والا ہے تمام جہانوں کیلئے ہدایت ہے کعبہ شریف امن کی جگہ ہے قرآن مقدس نے فرمایا

واذجعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا (2)

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے مرجع اور امن کی جگہ بنایا کعبہ شریف سے بقاء عالم ہے ارشاد ہوتا ہے

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس(3)

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 278/1
السھیلی، الروض الانف، ص 335/1
ابن ھشام ، السیرۃ، ص 195/1

(2) البقرہ 125:02

(3) [illegible]

اللہ تعالی نے کعبہ شریف کو احترام کی جگہ اور لوگوں کے قائم رہنے کا سبب بنایا

یوں تو ساری کائنات کے اندر ہی نشانات قدرت پائے جاتے ہیں اور ہر شی اسکی ذات بابرکات پر دلالت کرتی ہے مگر بیت اللہ شریف کے اندر علامات کا ہونا مخصوص ہے ارشاد ہوتا ہے

فیہ آیات بینت مقام ابراھیم (1)

عظمت بیت اللہ شریف کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔

ان للّٰــہ تعالی فی کل یوم ولیلہ مائہ وعشرین رحمتہ ستون للطائفین وار بعون للمصلین وعشرون للناظرین (2)

اللہ جل مجدہ کی طرف سے بیت اللہ شریف پر روزانہ ۱۲۰ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ساٹھ طواف کرنے والوں کیلئے چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس کعبہ شریف کو دیکھنے والوں کیلئے۔

☆ بیت اللہ شریف کی عظمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سیدنا خلیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت پانچ پہاڑوں سے پتھر جمع کیے اور تعمیر فرمائی۔

طور زیتا' طور سینا' الجوری' لبنان' حراء ایک روایت میں ہے جبل ابی قیس ورقان جبل احد (3)

☆ یہ حدیث بھی کعبہ شریف کی عظمت کی دلیل ہے ابن عباسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

من دخل البیت دخل فی حسنۃ وخرج من سیئۃ (4)

جو بیت اللہ کے اندر داخل ہوا وہ نیکیوں میں داخل ہوا اور گناہ سے نکل گیا سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں وہ خدا کی رحمتوں میں داخل ہوا وہ خدا کی امان میں داخل ہوا۔

---

(1) آل عمران 03: 97

(2) ابوذرعہ، تاریخ دمشق، ص 389/34
الفاکہی، اخبار مکۃ، الرقم 519، ص 120/2
الفاکہی، اخبار مکۃ، الرقم 521، ص 122/2
الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 11313، ص 396/9
الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم 6496، ص 74/14

(3) ابوذرعہ، تاریخ دمشق، ص 348/2

(4) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 171/1
الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 11328، ص 402/9

☆ عظمت کعبہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کعبہ شریف آدم علیہ السلام سے ۲ ہزار برس پہلے کا ہے۔

ابوھریرہ فرماتے ہیں آدم علیہ السلام حج کیلئے آئے تو فرشتوں نے آپکا شاندار استقبال کیا اور عرض کی اے آدم ہم دو ہزار سال سے اس گھر کا طواف کر رہے ہیں آدم علیہ السلام نے پوچھا طواف میں کونسی دعا پڑھتے رہے تو فرشتوں نے عرض کی۔

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر (1)

نوح علیہ السلام کی کشتی نے بھی اسی گھر کا طواف کیا اس روایت کو حاکم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے

عظمت کعبہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زیارت کعبہ سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔کعبہ کی زیارت سے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔اور قیامت میں امن کی زیادت ہے۔

☆ کعبہ شریف کی زیارت سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔اخبار مکہ کے مؤلف علامہ ازرقی نے نقل کیا ہے۔سیدنا آدم علیہ السلام نے ملتزم کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی جس میں اپنی کمزوری عجز اور ایمان کے بارہ میں عرض کی اس پر بارگاہ قدس سے جواب ملا اے آدم تو نے ایسی دعا کی ہے۔جسے مسترد کرنا میری رحمت سے بعید ہے۔میں تیری اولاد کی بھی دعا قبول کروں گا اسے غنی کر دوں گا۔دعا یہ ہے۔

اللھم انك تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم فی نفسی وما عندی واغفرلی ذنوبی وتعلم حاجتی فاعطنی سئولی اللھم انی اسئلك ایماناً یباشر قلبی و یقینا صادقاً حتی اعلم انه لا یصیبنی الا ما کتبت لی و الرضا بما قضیت علی(2)

اس گھر کی عظمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے عثمان بن یسار فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی فرشتہ کو زمین پر بھیجتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ وہ احرام اور تلبیہ ساتھ لے جائیں۔

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 208/1

(2) ابوذرعه، تاریخ دمشق، ص 428/7

حجرِ اسود نصب کرنے پر اختلاف

تعمیر کعبہ شریف مکمل ہو جانے پر جہاں ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی وہاں ایک مشکل مرحلہ بھی آ گیا وہ یہ تھا کہ حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر نصب کیا جائے تو شدید اختلاف پیدا ہو گیا کہ حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر رکھے کون ہر شخص یہ سعادت چاہتا تھا ہر قبیلہ اس اعزاز کا متمنی تھا۔تلواریں کھینچ لی گئیں۔حالات بگڑ گئے لوگ جنگ و جدال اور قتل و غارت پر تیار ہو گئے۔قریباً ایک مہینہ تک حالات خراب رہے اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو قریش کے معمر شخص ابو مخزومی نے قریش کو یہ تجویز دی۔

یا معشر قریش اجعلوا بینکم فیما تختلفون فیہ اول من یدخل من باب هذا المسجد یقضی بینکم فیہ(1)

اے گروہِ قریش تمہارے اندر جو اختلاف رونما ہو گیا ہے اس کے حل کے لئے اس شخص کو حاکم بنا لو جو کل صبح سب سے پہلے اس مسجد کے دروازے سے داخل ہو سبھی نے اس پر اتفاق کیا۔صبح ہوئی تو سب سے پہلے داخل ہونے والے حضور ﷺ تھے۔سبھی نے بے ساختہ کہا

هذا محمد الامین رضینا هذا محمد(1)

یہ تو محمد امین ہیں۔ہم ان کے حکم نبھانے پر راضی ہیں

حضور ﷺ سے سارا قصہ بتایا گیا۔آپ نے ان کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے حکم دیا ایک چادر لے آؤ۔وہ چادر لے آئے۔آپ نے اس لائی گئی چادر کو زمین پر بچھا دیا اور اپنے ہاتھ مبارک سے حجرِ اسود کو اٹھا کر اس چادر میں رکھ دیا۔ہر قبیلہ کے سردار کو بلایا اور فرمایا۔سبھی لوگ اس چادر کو

---

(1) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 75/1
ابن کثیر، السیرة، ص 280/1
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، 171/2
السهیلی، الروض الانف، ص 345/1
ابن هشام ، السیرة، ص 197/1
الطبری، التاریخ ، ص 41/2
ابن الجوزی، المنتظم، 235/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 387/1

اوپر اٹھاؤ۔ چنانچہ سبھی نے چادر پکڑی اور حجر اسود کو اس کی جگہ کے قریب تک لے گئے وہاں پھر محبوب پاک ﷺ نے حجر اسود شریف کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور اس کی پہلی جگہ پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ کی اس حکیمانہ تدبیر سے قتل و غارت رک گئی۔ ہنگامے دم توڑ گئے۔ عداوتوں کی آگ بجھ گئی۔ دشمنی دوستی میں بدل گئی۔ اب تعمیر کعبہ کا بقیہ کام جو تعطل کا شکار تھا۔ پھر از سر نو شروع ہو گیا۔ حجر اسود کے واقعہ پر ہونے والے اس واقعہ کا ذکر ہبیرہ بن وہب نے بھی اپنے ایک قصیدہ میں اس طرح کیا ہے۔

رضینا و قلنا العدل اول طالع　　　یجئی من البطحا من غیر موعد(1)

ہم اس پر راضی ہو گئے جو شخص کل صبح پہلے آئے گا وہی عدل کرے گا۔

ففا جانا هذا الامین محمد　　　فقلنا رضینا با لا مین محمد(1)

اچانک محمد ﷺ نامی امین آ گیا ہم نے کہا ہم سب راضی ہیں اس امین کے ساتھ اس محمد ﷺ کے ساتھ۔

لخیر قریش کلها امس شیمة　　　وفی الیوم مع ما یحدث الله فی غد(1)

وہ اپنے شمائل کے طفیل کل بھی اور آج کے دن بھی تمام قریش سے بہتر ہیں اور آئندہ اللہ تعالیٰ جو کرم کرے گا۔ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

فجاء لم یری الناس مثله　　　اعم و ارضی فی العواقب و البداء(1)

انہوں نے اس مشکل مرحلہ کا حل ایسا نکالا جس کی مثال آج تک لوگوں سے نہیں دیکھی۔ ان کا فیض عام تھا۔ جس کی ابتداء اور نتیجہ دونوں دلوں کو خوش کرنے والے تھے۔

تلك ید منه علینا عظیمة　　　یروح لها هذا الزمان و یغتدی(1)

آپ کا ہم پر یہ عظیم احسان ہے جو آج کل ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

و کل رضینا فعله وصنیعه　　　فاعظم من راء ها و مهتدی(1)

ہم سارے کے سارے اس کے حکیمانہ فعل پر راضی ہو گئے اس عظیم ہادی مہدی کی رائے کتنی عظیم الشان تھی۔

و صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد و علی آله و صحبه بعدد خلقه

حجراسود ایک نظر میں

حجراسود کعبہ شریف کے ایک کونہ میں نصب ہے اسی کونے سے ہی طواف شروع ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے چوما ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حجراسود میں جانتا ہوں تو پتھر ہے۔ نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی نہ چومتا۔(1)

ابن عباس فرماتے ہیں حجراسود جنت سے اتارا گیا اوردودھ سے زیادہ سفید تھا۔ انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا۔ یہ آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی اتارا گیا تھا(2)

سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں حجراسود اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے جس کے ساتھ اپنی مخلوق سے مصافحہ فرماتا ہے۔ مسلمان اس کے پاس جو بھی سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ نوازتا رہتا ہے

حجراسود شریف کعبہ شریف سے دیر تک الگ بھی رہا ہے۔

حرم کعبہ میں قرامطہ کی خونریز تباہی میں یہ واقعہ پیش آیا۔ ابوطاہر قرامطی نے ابوحلاج سے کہا وہ حجراسود کو دیوار کعبہ سے نکال دے۔ چنانچہ اس نے ۳۱۸ھ ۱۴ ذی الحجہ کو پتھر نکالا اور مقام ہجر لے گیا۔ ۲۲ سال تک یہ مبارک پتھر وہاں رہا۔ فاطمی خلیفہ منصور بن مالک نے اسے لکھا کہ پتھر واپس کر دے۔ مگر وہ نہ مانا۔ پھر اسے پچاس ہزار روپیہ کی پیش کش کی۔ پھر بھی نہ مانا۔ ابوطاہر بیمار ہوگیا۔ جسم خراب ہوا۔ اس کی موت پر یہ قرامطی طبقہ ناکام ہوگیا۔ ۳۳۹ھ میں حسین قرامطی اس پتھر کو واپس لایا اور امیر مکہ ابوجعفر کو پیش کیا۔ حسن بن مرزوق نے اس پتھر کو اس جگہ پر لگا دیا۔(3)

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، الرقم 1494، ص 15/6
البخاری، الجامع الصحیح، باب الرمل فی الحج والعمرۃ، الرقم 1502، ص 30/6
المسلم، الجامع الصحیح، باب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف، الرقم 2230، ص 360/6
ابن ماجہ، السنن، باب استلام الحجر، الرقم 2934، ص 12/9
الحاکم، المستدرک، یوتی یوم القیامۃ حجر الاسود، الرقم 1635، ص 227/4
الازرقی، اخبار مکۃ، باب واللہ انی لاعلم انک حجر لاتضر ولاتنفع، الرقم 391، ص 471/1
البیہقی، شعب الایمان، الرقم 3877، ص 67/9

(2) الازرقی، اخبار مکۃ، نزل آدم علیہ السلام من الجنۃ، الرقم 414، ص 494/1
الفاکہی، اخبار مکۃ، باب مہبط آدم علیہ السلام بالہند، الرقم 18، ص 20/1

(3) علم الاعلام، ص 108

قرامطہ کی اس سازش سے پہلے بھی کئی سازشیں ہوئیں مگر قرامطہ کی یہ سازش عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانے میں ہوئی ان کے عقائد انتہائی غلط تھے۔ یہ لوگ بظاہر تو مسلمان کہلاتے مگر مسلمانوں کا خون حلال جانتے تھے۔ حضرت محمد بن حنفیہ کو اپنا امام مانتے۔ ان کا عقیدہ تھا امام محمد بن حنفیہ ابن علی رضوی پہاڑ میں چھپے ہوئے ہیں۔ دوبارہ جلوہ گر ہوں گے۔ ان کا قائد ابو طاہر قرامطی تھا۔ اس نے ایک مرتبہ حج کے راستے مسدود کیے، بے شمار قتل و غارت کا ارتکاب کیا۔ ۳۱۷ء کے آخر میں ان کی قوت بڑھ گئی تھی۔ ۸ ذی الحجہ کو جب لوگ مصروف عبادت تھے۔ اس نے مسلح حملہ کر کے ۳۰ ہزار سے زائد لوگوں کو شہید کیا۔ صرف مطاف کے اندر ایک ہزار سات سو حاجی شہید ہوئے۔ (1)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظمت کعبہ شریف

☆ عظمت کعبہ کے سلسلہ میں بہت سے دلائل ہیں جن میں سے چند ایک عرض کیے گئے ہیں۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں اللہ تعالٰی نے جب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تو مکہ مکرمہ کی جانب چلنے کا حکم دیا۔ آپ جہاں قدم رکھتے سبزہ اگ جاتا تھا۔ آدم علیہ السلام روتے تو فرشتے غم میں شریک ہو جاتے۔ اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کے سکون کے لئے جنت سے خیمہ بھیجا جسے عین کعبہ کی جگہ نصب کیا گیا جو آدم علیہ السلام کے سکون کا باعث بنا ۔(2)

☆ حرم کعبہ کی عظمت میں یہ روایت بھی ملتی ہے۔

لا تزال ھذہِ الامہ بخیر ما عظموا ھذہِ الحرمۃ حق تعظیمھا فاذا ضیعوا ذلک ھلکوا(3)

میری امت اس وقت تک خیر و برکت سے رہے گی جب تک حرم کعبہ کا احترام کرتی رہے

---

(1) علم الاعلام ، ص 108

(2) الازرقی، اخبار مکۃ ، باب لما تاب علی آدم علیہ السلام ، الرقم 11، ص 16/1
الازرقی، اخبار مکۃ ، باب آدم علیہ السلام اشتد بکاء ہ ، الرقم 21، ص 26/1
ابن الضیاء، تاریخ مکۃ المشرفہ والمسجد الحرام ، ص 4/1

(3) ابن ماجہ ، السنن، باب فضل مکۃ، الرقم 3101، ص 255/9

گی۔جب احترام کرنا چھوڑ دے گی تو برباد ہوگی۔

☆حضور ﷺ نے حرم مکہ کے خطہ کو اپنا محبوب خطہ قرار دیا ہے۔عبداللہ بن عدی فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

والله انك بخير ارض الله واحب ارض الله ولو لا انی اخرجت منك ما خرجت(1)

اے زمین مکہ اللہ کی قسم تو اللہ کی بہترین زمین ہے اور مجھے بہت محبوب ہے۔
اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔

☆حرم کعبہ کے فضائل وعظمت میں بہت سے دلائل ملتے ہیں۔مسند احمد بن حنبل میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فتح مكه ان هذا البلد حرمة الله يوم خلق السموٰت والارض فهو حرام بحرمة الله الىٰ يوم القيمة(2)

حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا زمین وآسمان کی تخلیق کے دن سے ہی یہ شہر حرمت والا ہے۔قیامت تک اس کی حرمت باقی رہے گی۔

---

(1) الترمذی، السنن، باب فی فضل مکة، الرقم 3860، ص 434/12
ابن ماجه، السنن، باب فضل مکة، الرقم 3099، ص 253/9
الاحمد، المسند، باب حدیث عبد الله بن عدی، الرقم 17966، ص 155/38
الاحمد، المسند، باب حدیث عبد الله بن عدی، الرقم 17967، ص 156/38
الاحمد، المسند، باب حدیث عبد الله بن عدی، الرقم 17969، ص 158/38
الازرقی، اخبار مکة، باب انك لخیر ارض الله ، الرقم 723، ص 393/2
الحاکم ، المستدرك، باب والله انك لخیر ارض الله، الرقم 4239، ص 54/10
البیهقی، دلائل النبوة، باب والله انك لخیر ارض الله، الرقم 771، ص 385/2
الدارمی، السنن، باب اخراج النبی ﷺ من مکة، الرقم 2565، ص 489/7
ابن حبان ، الصحیح، باب فضل مکة، الرقم 3778، ص 417/15

(2) البخاری، الجامع الصحیح، باب اثم الغادر للبر والفاجر، الرقم 2951، ص 460/10
الاحمد، المسند، الرقم 2235، ص 267/5

☆صاحب شفاء الغرام نے ایک اور روایت نقل کی ہے جو حرم کعبہ کی عظمت کا کھلا اعلان ہے۔

من مات بمکۃ فانما مات فی السماء الدنیاء(1)

جو شخص مکہ میں فوت ہوا گویا آسمان اول پر اسے موت آئی۔

☆محمد بن قیس مخرمہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

من مات بمکۃ او فی طریق مکۃ یبعث فی الامنین (2)

جسے حرم کی طرف جاتے ہوئے راستے میں موت آئی وہ شخص قیامت کے دن امن والا ہوگا۔

☆سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

من مات باحد الحرمین بعثہ اللہ من الامنین یوم القیمۃ(3)

جو شخص مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں فوت ہوا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے امن والوں سے اٹھائے گا۔

☆یہی حرم مقدس ہے جس کی قسم رب قدوس جل مجدہ نے اٹھائی ہے۔

لا اقسم بھذا لبلد وانت حل بھذا البلد(4)

مجھے اس شہر کی قسم کہ محبوب تو اس میں رہتا ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الفاکھی، اخبار مکۃ، باب من مات بین الحرمین حاجا او معتمرا ، الرقم 1850، ص 126/5

(2) الفاکھی، اخبار مکۃ، باب ذکر فضل الموت فی الحج والعمرۃ، الرقم 783، ص 377/2

(3) ابن ابی عاصم ، الآحاد والمثانی، من مات بادر الحرمین ، الرقم 699، ص 340/2

البیھقی، شعب الایمان، باب من زارنی بعد موتی فکانما زارنی ، الرقم 3993، ص 185/9

الدار القطنی، السنن، باب المواقیت ، ص 2726، ص 473/6

(4) البلد 90: 2-1

کعبہ شریف کے تعمیری مراحل

پہلا مرحلہ

کعبہ اطہر کو سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ۲ ہزار سال قبل فرشتوں نے تعمیر کیا۔ فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ زمین پر گھر بناؤ۔ جس طرح فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اسی طرح زمیں پر بھی اس گھر کا طواف کریں۔

دوسرا مرحلہ

حضور سیدنا آدم علیہ السلام تشریف لائے تو انہیں تعمیر کا حکم ملا۔

تیسرا مرحلہ

سیدنا شیث علیہ السلام نے تعمیر فرمائی۔

چوتھا مرحلہ

سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر فرمائی جس کا ذکر قرآن مقدس فرماتا ہے۔

پانچواں مرحلہ

قوم عمالقہ نے تعمیر کی۔

چھٹا مرحلہ

قبیلہ جرہم نے حصہ لیا۔

ساتواں مرحلہ

قصی بن کلاب نے تعمیر کی۔

آٹھواں مرحلہ

قریش مکہ نے مشترکہ طور پر تعمیر کی جو حضور ﷺ کی بعثت سے پانچ سال قبل ہے۔

نواں مرحلہ

سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے تعمیر کی۔ ۶۴ھ کا واقعہ ہے جب یزیدی فوج نے کعبہ شریف پر حملہ کیا۔ آگ برسائی۔ جس سے کعبہ کا غلاف جل گیا تھا۔ دیواروں کو نقصان پہنچا۔ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے پہلی عمارت شہید کر کے از سر نو تعمیر کیا۔ حطیم کا حصہ بیت اللہ شریف میں شامل کیا۔ دوسرا دروازہ پہلے کے مقابلہ میں سیدھا بنایا تا کہ لوگوں کو آمد و رفت میں سہولت رہے۔ یہ تعمیر جمادی الثانی ۶۴ھ میں شروع ہوئی۔ رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں ختم ہوئی۔ اس تکمیل کی خوشی میں سیدنا عبداللہ بن زبیر نے بڑے پیمانہ پر دعوت کی اور ایک سو اونٹ ذبح کئے۔

دسواں مرحلہ

حجاج بن یوسف کے ہاتھوں تعمیر ہوئی۔

گیارہواں مرحلہ

عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالمالک بن مروان کے حکم سے حجاج نے پھر کعبہ شریف کو پہلی حالت میں کر دیا۔ امام مالک کے زمانہ میں ہارون الرشید نے چاہا کہ بیت اللہ کو پھر ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیر والی طرز پر تعمیر کیا جائے مگر امام مالک نے شدت سے منع کر دیا کہ آنیوالے حکمران اپنی شہرت کے لئے توڑ پھوڑ کرتے رہیں گے جو عظمت کعبہ کے منافی ہے۔ آپ کے ارشاد کے الفاظ یہ ہیں

انی اکرہ ان یتخذ ھا الملوك ملعبہ(1)

میں ناپسند کرتا ہوں اس طرح کعبہ شریف بادشاہوں کا کھلونا بن جائے گا۔

بارہواں مرحلہ

۱۰۱۴ھ میں بعض مقامات سے چھت خراب ہوگئی پانی ٹپکنے لگا تو اس کی اصلاح کی گئی۔

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، السیرۃ، ص 282/1

تیرہواں مرحلہ

۸۲۸ھ میں پیش آیا۔امیر سوودون المحمد نے چھت کو بدلا اور چاروں طرف چونے کی تہہ جمادی۔

چودہواں مرحلہ

۸۴۳ھ میں پیش آیا۔جب ملک اشرف کے حکم سے امیر المحمد ی نے چھت کو چونہ گچ دیا۔چھت کوسنگ مرمر سے تعمیر کیا روشندان نکالے۔

پندرہواں مرحلہ

۸۴۸ھ میں پیش آیا کعبہ شریف کی غربی دیوار کی مرمت کی گئی۔

سولہواں مرحلہ

۹۳۱ھ میں پیش آیا پھر ایک مرتبہ والئی مصر کے حکم سے امیر جدہ کی نگرانی میں چھت بدلی گئی یا لکڑی کے پھٹوں کو لوہے کی پتریوں سے مضبوط کیا گیا۔

سترہواں مرحلہ

۹۵۹ھ میں پیش آیا کئی ایک جگہوں پر مرمت کی ضرورت محسوس ہوئی تو سلطان سلیمان خان نے یہ کارنامہ انجام دیا۔

اٹھارہواں مرحلہ

۱۰۲۰ھ میں پیش آیا سلطان احمد خان نے کعبہ شریف کے چاروں طرف طوق بنوایا کہ دیواریں مضبوط رہیں۔

انیسواں مرحلہ

۱۰۴۳ھ میں پیش آیا امیر مکہ کے مطالبہ پر خلیفہ کی طرف سے ایک معمار مرمت کے لئے بھیجا گیا اور چھت پر سنگ مرمر لگایا گیا۔

بیسواں مرحلہ

۱۰۴۵ھ میں پیش آیا۔ چھت کی ایک لکڑی کمزور ہوئی جو بدل دی گئی تو بادشاہ نے گورنر جدہ کی نگرانی میں بدلائی۔

اکیسواں مرحلہ

۱۰۹۹ھ میں پیش آیا۔ رضوان معمار نے جدہ سے لکڑی کے بڑے بڑے پھٹے منگوائے اور فریم بنا کر کعبہ شریف کے منڈیر کے ساتھ نصب کئے کہ غلاف کعبہ باندھنے میں مضبوطی رہے۔

بائیسواں مرحلہ

۱۱۰۶ھ میں پیش آیا۔ چھت کی لکڑیاں بدلی گئیں ساگوان کی لکڑی کی سیڑھی لگائی گئی۔

تیسواں مرحلہ

۱۱۹۵ھ میں پیش آیا۔ چھت بدلی گئی نیا سنگ مرمر لگایا گیا۔

چوبیسواں مرحلہ

۱۳۱۶ھ میں پیش آیا۔ بعض مقامات سے مرمت ہوئی چونا، سیمنٹ اور انڈوں کی سفیدی سے پلستر تیار کیا گیا۔

پچیسواں مرحلہ

۱۳۷۷ھ میں پیش آیا۔ سعود بن عبدالعزیز نے چھتیں تبدیل کرائیں۔ شاہ فیصل نے معائنہ کیا سرخ اینٹوں کا فرش لگوایا۔ (1) (تمام تعمیری مراحل کا حوالہ)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) شفاء الغرام، ص91/1
العقد الثمين ص48/1
كتاب الاعلام، ص 156، 59

حرم مکہ تاریخ کے آئینہ میں

قرآن مقدس نے تو متعدد مقامات پر حرم کعبہ کی مرکزیت اوراس کی تاریخی حیثیت کو بیان کیا ہے۔توراۃ ، زبور، انجیل میں بھی حرم مکہ کی تاریخی حیثیت پائی جاتی ہے۔سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارہ میں توراۃ نے لکھا ہے اوروہ فاران کے بیابان میں رہا کرتا تھا۔(1)

فاران مکہ مکرمہ کا نام ہے۔جس کی تائید توراۃ کے کئی بابوں سے ہوتی ہے۔توراۃ نے ایک جگہ پر مکہ مکرمہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔وہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔(2)

یہاں فاران (مکہ مکرمہ) کا ذکر ہے۔توراۃ نے ایک اور مقام پر تاریخی حیثیت کو اس طرح بیان کیا ہے۔ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا اپنے اکلوتے بیٹے کو لو اور موریاہ کی زمین میں جاؤ۔(3)

مروہ کا نام ہی موریاہ ہے۔زبور نے بھی ایک مقام پر مکہ کی تاریخی حیثیت کو بیان کیا ہے وہ وادی بکا سے گزر کر چشموں کی جگہ پناہ لیتے ہیں۔بکا وہی وادی ہے جسے قرآن مقدس نے للذی ببکۃ کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

☆ جرہم بنی اسماعیل کے بعد حجاز کے حکمران ہوئے۔انہیں کے پاس کعبہ کی چابی تھی۔(4)

☆ مسیح سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے یہود رومانی حکام سے تنگ آ کر وہاں سے بھاگ کر مکہ میں آباد ہوئے۔(5)

☆ مسیحی مؤرخ جرجی زیداں نے لکھا ہے جب ہمیں معلوم ہو گیا کہ جبال مکہ یا حجاز دونوں کو فاران کہا جاتا ہے۔(6)

---

(1) پیدائش 29:21
(2) استثناء 23:02
(3) پیدائش 22:02
(4) النصرانیہ ،ص116
(5) النصرانیہ ،ص116
(6) تاریخ مکہ، ص131/1

☆ابراہیم علیہ السلام نے باپ کے گھر سے نکل کر پہلے مورہ کے پاس اور بعد میں بیت کے درمیان معبد تیار کیا۔ مورہ اور مروہ ایک ہی جگہ کا نام ہے۔(1)

☆ابوداؤد نے مسیح علیہ السلام سے پہلے نبطی قوم کے متعلق لکھا ہے۔ حجاز میں ایک معبد ہے جس کا احترام سارے عرب کرتے ہیں۔(2)

☆لوبس شیخو یسوعی لکھتا ہے۔ دنیا کے تمام معبدوں میں سے سب سے زیادہ مشہور معبد حجاز کا کعبہ ہے۔(3)

☆ہسٹری آف عرب کا مؤلف حتی لکھتا ہے۔ اس شہر کی بنیادیں تعلق کی وجہ سے وجود میں آئیں تھیں اور یقیناً حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے پہلے یہ بڑا مرکز بن چکا ہوگا۔(4)

☆جرہم یمن سے ہجرت کر کے مکہ میں آئے اور بنو اسماعیل سے معاہدہ کر کے وہاں آباد ہوئے۔(5)

☆عربستان میں کعبہ کے نام سے ایک عبادت گاہ تھی جسے قدیم روایات کے مطابق ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔(6)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) پیدائش 12:07

(2) ابوداؤد، عرب قبل اسلام، ص 330

(3) النصرانیہ، ص 118

(4) ہسٹری آف عرب، ص 140

(5) تاریخ عرب العالم، ص 501

(6) تمدن عرب، ص 19

کعبہ شریف کے خلاف بغاوتیں

عظمت کعبہ پر آپ نے چند سطور پڑھیں۔اس کی عظمت سے لوگ حسد میں بھی جل کر بغاوتوں پر اتر آئے اورنا کام رہے۔ان کی یہ نا کامیاں بھی عظمت کعبہ کی دلیل ہیں۔

پہلی بغاوت

تبع اول حمیری نے کی یہ یمن کا بادشاہ تھا قبیلہ بنی ادیان نے اسے بہکایا تھا کہ کعبہ گرا کر اسکی جگہ نیا مکان بنایا جائے جونہی اس نے یہ ارادہ کیا تو اسکی آنکھیں رخساروں پر لٹک گئیں۔علماء نے کہا کہ یہ ارادہ چھوڑ دے جب چھوڑا تو تندرست ہو گیا۔(1)

دوسری بغاوت

تبع ثانی نے کی وہ بھی بری طرح نا کام رہا

تیسری بغاوت

تبع ثالث نے کی وہ بھی بری طرح نا کام رہا(2)

چوتھی بغاوت

ابرہہ نے کی مگر وہ وادی محسر میں چڑیوں سے مارا گیا

پانچویں بغاوت

عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے دور میں کی گئی جو بری طرح نا کام رہی۔

چھٹی بغاوت

نومبر ۱۹۷۹ء میں ہوئی یکم محرم الحرام تھی ۱۵ویں صدی ہجری کا جشن منایا جانا تھا صبح کی نماز کے بعد باغیوں نے اچانک حرم شریف کے سارے دروازے بند کر دئے۔باغیوں نے اپنے لمبے

---

(1) کتاب لاعلام، ص69

(2) الاخبار بلد اللہ الحرام، ص87/1

چغوں کے اندر اسلحہ چھپا رکھا تھا ان کا سرغنہ محمد بن عبداللہ قحطانی تھا۔ مکہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا اس کا دست راست جہیمان بن یوسف تھا اس نے حطیم پر کھڑے ہو کر اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا لوگوں سے بیعت لینا چاہتا تھا۔ مگر حجاج میں سے کسی نے بیعت نہ کی باغیوں کا یہ قبضہ ۱۴ دن مسلسل رہا۔ بالآخر یہ گرفتار ہوئے۔ اور سعودیہ کے مختلف شہروں میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس بغاوت کو اور اس ناکامی کو مجھے قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

پاکستانیوں کا جنون

بے شک پاکستانی اقتصادی طور پر کمزور ہونگے مگر دینی مذہبی جنوں میں سب سے آگے ہیں اس بغاوت کی خبر نشر ہونے پر لاکھوں پاکستانی بازاروں میں آ گئے۔ میں نے کئی بڑی بڑی تحریکیں دیکھیں۔ سنیں مگر اس سے بڑی تحریک نہ دیکھی نہ سنی عشاق کعبہ کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ کھانا پینا چھوڑ دیا کاروبار تعطل کا شکار ہو گیا۔ یہ ایسی تحریک تھی جس کے جذبہ جنوں کے ساتھ آنسوؤں کا سیلاب بھی تھا عام چرچا ہو گیا کہ یہ امریکی سازش تھی عشاق نے امریکی سفارت خانہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ جلا دیا۔ پاکستان کو کئی کروڑ ادا کرنا پڑے ان جلوسوں میں زبردست نعرہ تھا کعبہ ہمارا چھوڑ دو حاجی ہمارے موڑ دو۔ اس دل ہلا دینے والے نعرے نے دنیا کو ہلا دیا۔ جذبہ جنوں میں اس وقت نرمی آئی جب صدر پاکستان نے اعلان کیا یہ امریکی سازش نہیں ہے سعودیہ کا اندرونی مسئلہ ہے مگر یہ دلیل مضبوط نہیں۔ ہمیشہ دشمن اندر سے لوگوں کو خرید کر کام کرتے ہیں۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

جزیرۂ عرب کو سیاسی غلطی سے بچایا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت سے قبل جو ہزاروں کارہائے نمایاں انجام دئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مکہ مکرمہ کے ایک بت پرست عثمان بن حویرث نے قسطنطنیہ پہنچ کر بت پرستی سے تائب ہو کر عیسائیت قبول کر لی اور قیصر کے دربار میں بڑا مقام حاصل کر لیا قیصر نے بھی اس پر انعامات

سے وابستہ تھا۔مکہ کا باسی ہونے کی وجہ سے وہاں کے نشیب وفراز پہچانتا تھا۔قیصر روم نے عثمان کو اپنا دست راست بنا کر جزیرہ عرب پر اپنی سیاسی حکمرانی چلانے کا منصوبہ بنایا۔ اگرچہ قیصر کو شام، فلسطین، یمن۔ مصر وغیرہ ریاستوں میں سیاسی غلبہ تھا۔یمن میں تو اس کا گورنر حکمرانی کررہا تھا۔مگر وہ چاہتا تھا کہ سرزمین مکہ بھی اس کے قبضہ میں آئے۔مکہ مکرمہ کو جو شہرت و مرکزیت حاصل ہے۔پوری دنیا اس سے محروم ہے۔قیصر روم نے اپنی اس دلی خواہش کی تکمیل کے لئے عثمان بن حویرث کو آلہ کار بنایا اور بہت سا سونا دیکر مکہ مکرمہ روانہ کیا تا کہ وہاں پر سیاسی غلبہ حاصل کرسکے اور انہیں قیصر کی سیاسی بالا دستی قبول کرنے پر آمادہ کرے۔قیصر روم کی یہ سازش انتہائی خطرناک اور تباہ کن تھی۔اس طرح وہ اپنا اثر ورسوخ جزیرہ عرب میں پھیلا سکتا تھا۔عثمان نے سونے کے وافر ذخائر کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بڑی راز داری کے ساتھ مکہ مکرمہ والوں کو قیصر روم کی سیاسی غلامی میں لانے کی تحریک شروع کی۔اس خطرناک تحریک کی خبر حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ نے ہمت مردانہ اور فراستِ مؤمنانہ کے ساتھ اس سیاسی تحریک کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔عثمان بن حویرث کی یہ تحریک بظاہر تو بت پرستی کے خلاف تھی اور لوگوں کو عیسائی بنانا تھا کہ ایک خدا وحدہ لاشریک کی عبادت ہی نجات کا باعث بن سکتی ہے۔اسی بنا پر کچھ لوگ بت پرستی کے چکر سے نکل کر عثمان بن حویرث کے زیرِ اثر آ گئے مگر عیسائیت بھی تو بت پرستی کی دوسری شکل ہے کہ ایک خدا وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی بجائے باپ بیٹا روح القدس کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا تھا۔تثلیثی عقیدہ توحید الٰہی کے نظریہ سے بالکل مختلف تھا۔حضور ﷺ نے پوری ہمت کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ فرمایا اور اس مہلک تحریک کا خاتمہ کر دیا تو آپ کے اس عظیم کارنامہ سے مکہ کے اہل علم دانش افراد کی آنکھیں کھل گئیں اور حضور ﷺ کے ممنون ہوئے کہ انہوں نے بروقت اقدام کر کے پورے عرب کے جزیرے کو قیصر روم کی سیاسی غلامی سے نجات دلا دی۔اگر حضور ﷺ بروقت قدم نہ اٹھاتے تو نہ معلوم جزیرہ عرب کا کیا حال ہوتا۔اس قسم کے ہزاروں واقعات دلائل ہیں کہ حضور ﷺ ایک عظیم انقلاب کے داعی بن کر ابھرے ہیں۔جو صرف ظاہری غلامی کی زنجیروں سے ہی نہیں بلکہ جسمانی روحانی تمام قسم کی غلامیوں سے نجات کا مژدہ جانفزاء ثابت ہوئے۔(1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1)

ملت ابراہیمی کا تحفظ

حضور ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے قومی، ملکی، ملی، سیاسی، اقتصادی معاملات میں نمایاں حصہ لیا اور لوگوں کی راہنمائی فرمائی۔ اسی طرح اس سے بھی زیادہ دین ابراہیمی کے تحفظ میں بھی کام کیا۔ جزیرہ عرب کے باسیوں نے محض نخوت وغرور کے پیش نظر دین ابراہیمی کے مسلمہ اصولوں میں رخنہ اندازی کی۔ حج ہی ایک ایسا رکن تھا جو دشمنوں کی تحریک سے خاصی حد تک بچ نکلا تھا۔ اس میں بھی قریش نے تغیر وتبدل کیا۔

☆ پہلا تغیر یہ کیا کہ بجائے عرفات میں قیام کرنے کے حد حرم میں ٹھہرایا جائے اور وہیں سے ہی طواف زیارت کے لئے آیا جائے۔ یہ اس لئے کہ عرفات حد حرم سے باہر ہے۔ حالانکہ انہیں علم تھا کہ دین ابراہیمی میں وقوف عرفات میں ہی تھا۔ یہ تبدیلی ان کے متکبرانہ انداز کی دلیل ہے۔

☆ قریش نے دوسرا فیصلہ یہ کیا کہ احرام کی حالت میں کسی مکان میں داخل نہیں ہوں گے۔

☆ تیسرا فیصلہ یہ کیا کہ گرمی سے پناہ لینے کے لئے مجبوری ہوگی تو صرف چمڑے کے خیموں میں بیٹھا جائے گا۔

☆ چوتھا فیصلہ یہ تھا کہ باہر سے آنے والا کوئی حاجی حالت احرام میں ساتھ لائے ہوئے سامان رسد سے کھانا نہیں پکا سکے گا۔ اس پر لازم تھا کہ وہ قریش کا پکا ہوا کھانا ہی کھائے۔

☆ پانچواں فیصلہ یہ تھا کہ ہر طواف کرنے والے پر لازم ہوگا کہ وہ قریشیوں سے کپڑے مانگ کر طواف کرے۔

☆ چھٹا فیصلہ یہ تھا کہ اگر کپڑے کسی قریشی سے نہ مل سکیں تو طواف برہنہ کرے۔

☆ ساتواں فیصلہ یہ تھا کہ یہ حکم مردوں، عورتوں دونوں کے لئے برابر ہے۔

☆ آٹھواں فیصلہ یہ تھا اگر کوئی اپنے لباس میں طواف کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا لباس اتار پھینکے۔

☆ نواں فیصلہ یہ تھا کہ کوئی شخص اپنے کھانے کو چربی یا گھی سے نہیں پکا سکے گا۔

عثمان بن [illegible] سلیمان [illegible] نافع حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت فرماتے

ہیں۔میں نے حضور ﷺ کو اعلان نبوت سے قبل دیکھا حضور ﷺ اپنے اونٹ پرسوار ہو کر لوگوں کے ساتھ عرفات کے میدان میں موجود تھے اور اپنی قوم کے ساتھ ہی طواف زیارت کے لئے جانے کا انتظار فرما رہے تھے۔(1) (مذکورہ بالا تما فیصلہ جات کا)

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اعلان نبوت سے پہلے مظاہرِ عصمت

انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں ملت اسلامیہ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں اپنی خاص حفاظت میں رکھتا ہے اور وہ تمام قسم کے صغیرہ، کبیرہ جرائم سے معصوم ہوتے ہیں۔بچپن ہی سے ان کی طبیعت میں رشد و ہدایت کے خزانے ودیعت ہوتے ہیں۔رب قدس جل مجدہ کا ارشاد جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں قرآن مقدس نے بیان کیا ہے واضح دلیل ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

ولقد اٰتینآ ابراھیم رشدہ من قبل(2)

ضرور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے ہی ان کی شان کے مطابق رشد عطا کیا تھا۔

ہم ان کو پہلے سے ہی خوب جانتے تھے۔رشد و ہدایت انعامات الٰہیہ میں سے عظیم انعام ہے۔قرآن مقدس دوسری جگہ پر راشدون کے معنی ارشاد فرماتا ہے۔

کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اؤلئك ھم الراشدون۔فضلاً من اللہ و نعمتہ واللہ علیم حکیم(3)

کفر و فسق اور معصیت کی نفرت تمہارے دلوں میں ڈال دی گئی۔ایسے ہی لوگ راشدون میں سے ہیں۔ابراہیم علیہ السلام کو شروع سے ہی رشد و ہدایت سے مزین فرمانا بتاتا ہے کہ وہ گمراہ نہ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 254/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 149/2
السہیلی، الروض الانف، ص 351/1
ابن ھشام ، السیرۃ، ص 203/1
(2) الانبیاء 21: 57

تھے۔بعض حضرات کو ان کے ایمان پر شک وشبہ ہوا۔انہیں یہ دھوکہ لگا تھا کہ ابراہیم گمراہ ہیں لیکن ابراہیم کا گمراہ ہونا نص قرآنی کے خلاف ہے اور ناممکن ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قدرت نے شروع ہی سے رشدوہدایت سے مالا مال کر دیا تھا۔اسی عنوان کی تائید میں سیدنا یحیٰ علیہ السلام کے بارہ میں رب قدس کا ارشاد گرامی مزید واضح ہے۔

واتینٰہ الحکم صبیاً(1)

ہم نے یحیٰ کو بچپن ہی میں حکم دیا۔انہیں ارشادات ربانی کی روشنی میں ہی ملت اسلامیہ کا نظریہ ہے کہ حضور ﷺ شروع سے ہی کفروشرک،بت پرستی،قبیح مراسم،صغائر،کبائر سے معصوم اور منزہ ہیں۔

ا۔سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔حضور ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت سے قبل کبھی آپ نے کسی بت کی پرستش کی ہے۔فرمایا ہرگز نہیں۔پھر پوچھا گیا آپ نے کبھی شراب پی۔فرمایا ہرگز نہیں اور فرمایا میں ان چیزوں کو کفر سمجھتا تھا۔

۲۔زید بن حارث اعلان نبوت سے پہلے کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں مشرکین طواف کرتے تو اساف اور نائلہ کو چھوتے تھے(یہ دو بت تھے)ایک بار میں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور دونوں بتوں کو مس کیا۔مجھے حضور ﷺ نے روک دیا۔میں نے سوچا دیکھوں تو سہی ہاتھ لگانے سے ہوتا کیا ہے۔میں نے پھر ہاتھ لگا دیا۔حضور ﷺ نے پھر سختی سے منع فرما دیا۔حضرت زید فرماتے ہیں پھر میں نے کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان فرما دیا اور آپ پر خدا کا کلام اترا۔یہ روایت مستدرک دلائل ابونعیم میں موجود ہے۔حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(2)

---

(1) مریم 12:19

(2) النسائی، السنن الکبری، الرقم 8188، ص 55/5
ابن ابی عاصم، الآحاد والمثانی، الرقم 245، ص 258/1
الحاکم، المستدرك، الرقم 4945، ص 299/11
البیهقی، دلائل النبوة، الرقم 368، ص 414/1

۳۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔بچپن میں تعمیر کعبہ کے وقت آپ بھی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔آپ کے چچا حضرت عباس نے فرمایا بیٹا تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لیں کہ جسم پر زخم نہ ہو۔آپ نے جونہی ایسا کیا آپ غش کھا کر گر گئے۔اس کے بعد پھر کبھی آپ برہنہ نہیں دیکھے گئے۔اگر یہ تہبند اتارنا بڑی عمر میں کہا جائے تو بھی نشان عصمت کے خلاف نہیں کہ کرُتے کے نیچے سے تہبند اتار کر کندھے پر رکھنے سے برہنگی کیسے ہو جائے گی۔یہ تو کندھے کو رگڑ سے بچانے کا طریقہ ہے۔(1)

ابوالطفیل نے تو یہ روایت کی ہے اس وقت آپ کو آواز آئی (یا محمد عورتک) اے محمد اپنے ستر کا خیال کرو۔حاکم نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ابن عباس نے روایت کی ہے کہ ابو طالب نے آپ سے پوچھا تھا کہ یہ واقعہ کیا ہوا۔آپ نے فرمایا ایک سفید پوش آدمی مجھے نظر آیا تھا۔جس نے کہا محمد اپنے ستر کو چھپاؤ۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔(2)

(۴) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھ سے حضرت خدیجہ کے ایک ہمسائے نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ سے فرمایا خدا کی قسم میں کبھی لات کی پرستش نہیں کروں گا۔خدا کی قسم میں کبھی عزیٰ کی پرستش نہیں کروں گا۔(3)

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے مجھے دور جاہلیت کی باتوں کا صرف دو مرتبہ خیال آیا اور مجھے میرے رب قدس جل مجدہ نے بچالیا۔

(۵) ایک مرتبہ میں نے اپنی ساتھی سے کہا تو میری بکریاں چرانا اور میں شہر مکہ مکرمہ سے کہانی سن آؤں میں ایک مکان میں گیا وہاں گانے کی آواز تھی میں وہاں بیٹھا ہی تھا کہ مجھ پر فوراً نیند مسلط ہو گئی اور میرے خدا نے میرے کانوں پر مہر لگادی اور پھر جو سویا تو اللہ کی قسم سورج کی گرمی نے مجھے بیدار کیا جب واپس آیا تو ساتھی نے خبر پوچھی میں نے جانے،سونے اور آنے کا سب واقعہ سنا دیا پھر میرے دل میں کبھی کوئی خیال نہیں آیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرفرازی بخشی۔

---

(1) الازرقی، اخبار مکۃ، الرقم 159، ص 194/1
الاحمد، المسند، الرقم 22684، ص 319/48
(2) البیہقی، دلائل النبوۃ، الرقم 384، ص 431/1
ابن الضیاء، تأریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام، ص 43/1
(3) الاحمد، المسند، الرقم 17268، ص 381/36

(۶) زید بن عمر فرماتے ہیں ایک مرتبہ قریش نے آپ کے سامنے کھانا رکھا آپ نے اس کھانے سے انکار فرمادیا اور فرمایا میں بتوں کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا میں صرف وہی کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا جائے زید بن عمر کہا کرتے تھے۔اے قریش! بکری کو اللہ نے پیدا کیا ہے،اس کی خوراک کا اہتمام کیا پھر تم اس کو بتوں کے نام پر کیوں ذبح کرتے ہو۔(1)

یہ زید بن عمر عمر بن خطاب کے چچازاد بھائی تھے اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے انتقال کر گئے مزید معلومات کے لئے طبقات ابن سعد ص ۱۰۵ جلد ا۔ باب علامات النبوۃ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

(۷) حضور ﷺ کی جوانی کا ذکر کرتے ہوئے صاحب ابن ہشام نے اس طرح لکھا ہے۔

فشب رسول الله ﷺ والله یکلئه و یحفظه من اقدار ویحو طه بن اقدار الجاهلیة مما یرید به من کرامته و رسالته حتی بلغ ان کان رجلا و افضل قومه مروة و احسنهم خلقاً و اکرمهم حسباً و احسنهم جواراً و اعظمهم علماً و اصدقهم حدیثاً و اعظمهم امانته و ابعد هم من الفحش و الاخلاق التی تدلس الرجال تنزهاً و تکر ما حتی ما اسمعه نی قومه الامین لما جمع الله فیه منا الامور الصالحته(2)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ اس حالت میں جوان ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی حفاظت اور نگرانی فرماتا تھا اور جاہلیت کی گندگیوں اور غلاظتوں سے آپؐ کو محفوظ رکھتا تھا

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 5075، ص 166/17
الاحمد، المسند، الرقم 1561، ص 72/4
النسائی، السنن، الرقم 8189، ص 55/5
ابن کثیر، السیرۃ، ص 158/1

(2) السہیلی، الروض الانف، ص312/1
ابن ہشام، السیرۃ ، ص183/1

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ آپ ﷺ کو نبوت و رسالت اور ہر قسم کی عزت اور کرامت سے سرفراز فرمائے اس حد تک کہ آپؐ مرد کامل ہو گئے، مروت اور حسن خلق، حسب ونسب، بردباری، سچائی اور امانت میں سب سے بڑھ گئے۔ فحش اور اخلاق رذیلہ سے حد درجہ دور تھے یہاں تک آپؐ امین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

گذشتہ واقعات اور روایات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ انبیاء علیھم السلام کے نفوس قدسیہ ابتداء سے ہی کفر وشرک اور تمام قسم کی برائی سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں۔ فطری طور پر وہ بری بات سے پاک مبراء ہوتے ہیں اعلان نبوت سے قبل ہی ان کا حنیف اور رشید ہونا یقینی ہوتا ہے اعلان نبوت سے قبل نبی کی زندگی پر شک شبہات کھلی گمراہی ہے۔

(۸) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فلما نشأ ت بغضت الی الاوثان(1)

جب میری نشوونما شروع ہوئی اسی وقت سے بتوں کی شدید نفرت میرے دل میں ڈال دی گئی اس اشارے سے ظاہر ہے کہ نبی کے لئے ضروری وہ سرتاپا حق وصداقت کا پیکر ہو اس کے قول وفعل میں کسی قسم کا کسی مرحلہ پر بھی تضاد واقع نہ ہو اس کے اخلاص میں اسکی صداقت میں کذب کا تخیل بھی جگہ نہ پائے غالباً اسی وجہ سے حضور ﷺ سے علم شعر کی نفی فرمائی گئی کہ اس علم میں اکثر طور پر مبالغہ آرائی، کذب کا شائبہ ایسے معاملات آجاتے ہیں جو شان نبوت کے منافی ہیں۔

(۹) بخاری مسلم اور کئی کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔

کل مو لود یولد علی الفطرۃ فابو ا ہ یہودا نہ او ینصرانہ او یمجسانہ (2)

---

(1)

(2) البخاری،الجامع الصحیح، باب اذا اسلم الصبی، الرقم 1296، ص 182/5

البخاری،الجامع الصحیح، باب ما قیل فی اولاد المشرکین ، ص 1270، ص 143/5

المسلم ، الجامع الصحیح، باب معنی کل مولود،الرقم 4803، ص 126/13

ابوداؤد، السنن، باب فی ذراری المشرکین، الرقم 4091، ص 323/12

الترمذی، السنن، باب ما جاء کل مولود ... الرقم 2064، ص 25/8

ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنادیں نصرانی یا مجوسی بنادیں حدیث پاک میں یسلمانہ کا ذکر نہیں کہ ماں باپ اس کو مسلمان بنادیتے اس لئے کہ وہ فطرتاً مسلمان ہی ہے جب ہر بچہ فطرت اسلامی پر ہی پیدا ہوتا ہے تو جس ذات والا صفات نے انبیاء کا امام ہونا ہے اس کے متعلق کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی کوتاہی کا مرتکب ہو مزید براں قرآن مقدس کا یہ ارشاد اسی عنوان کا زبردست مؤید ہے۔

قل اننی ھدانی ربی الی صراط مستقیم (1)

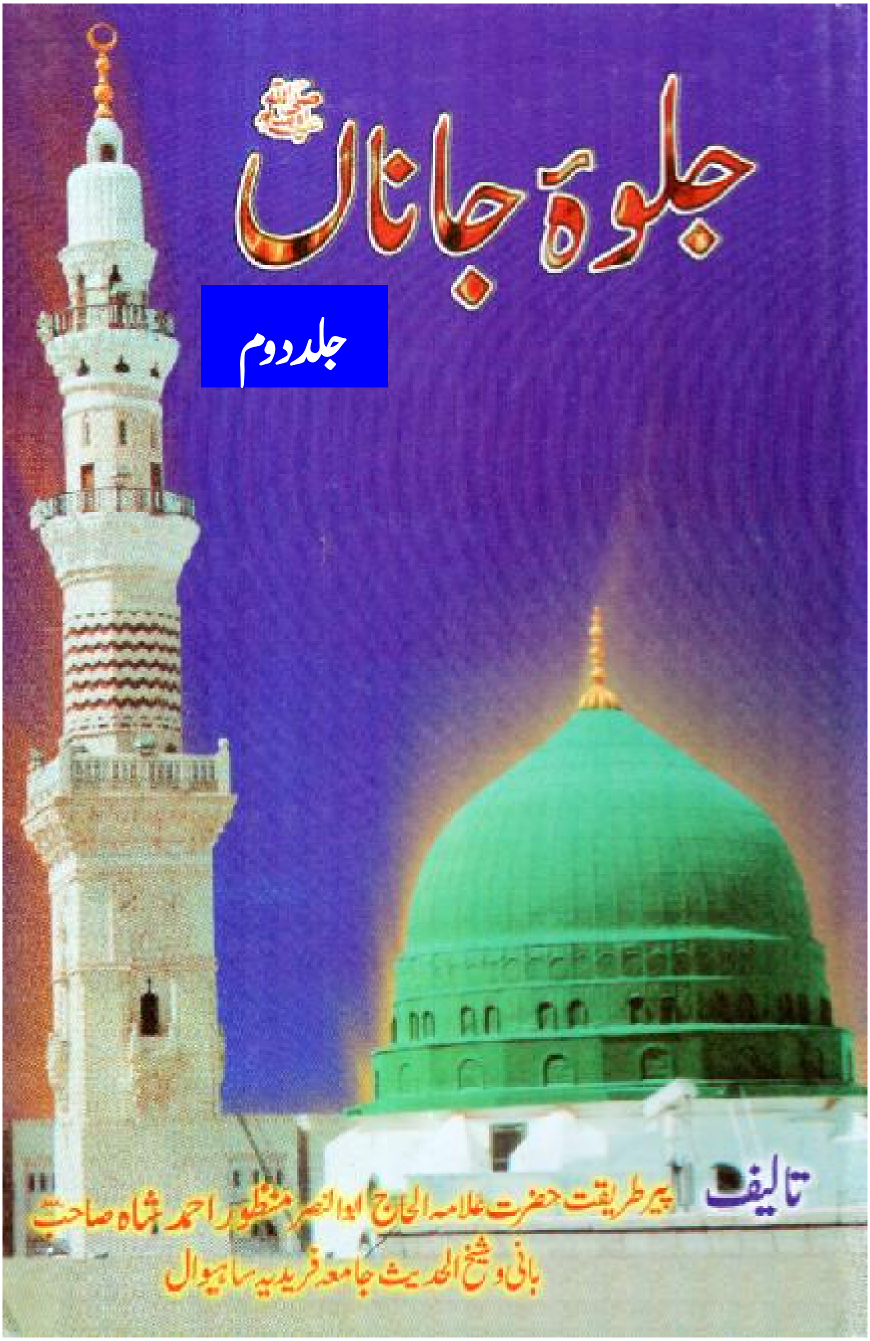
آپ کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک سیدھی راہ بتائی ہے۔

حضور ﷺ کا اعلان نبوت سے قبل ہی بدعات اور صغائر و کبائر سے الگ تھلگ رہنا بتاتا ہے نبوت کی چادر کا تار تار عصمت سے گندھا ہوتا ہے۔

و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الانعام 161:06



جلوۂ جاناں ﷺ
جلد دوم
تالیف
پیر طریقت حضرت علامہ الحاج ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب
بانی وشیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

فہرس الموضوعات

باب اول

مدینہ میں آمد

قبا میں قیام کے بعد

حضور سید عالم ﷺ نے قبا شریف میں دس اور کچھ دن قیام فرمایا۔اس دوران زائرین کا تانتا بندھا رہا۔صبح وشام حاضرین وزائرین استفادہ کرتے ہیں۔سعادت مندروحیں فیض حاصل کرتی ہیں۔ ان دنوں حضور ﷺ کی میزبانی کا شرف سعد بن خیثمہ کو نصیب ہوا۔کلثوم بن ھدم بھی اس شرف سے نوازے جاتے رہے۔مطابقت یوں ہوتی ہے۔قیام تو حضور سید عالم ﷺ نے کلثوم بن ھدم کے ہاں رکھا مگر جب زائرین وحاضرین کی بھیڑ ہو جاتی تو آپ سعد کی حویلی میں تشریف لے آتے۔یہ جگہ اس سے کھلی تھی اور حضرت سعد کے بچے بھی نہ تھے اس لئے عام ملاقاتیوں کیلئے یہ جگہ موزوں تھی۔وہ مہاجرین جو اہل وعیال کے علاوہ آتے انہی کے ہاں ٹھہرتے۔اسی بنا پر ان کے گھر کو بیت العزب کہا جاتا تھا۔عزب اس آدمی کو کہتے ہیں۔جس کے ساتھ اس کے بچے نہ ہوں۔اس طرح سے حضرت سعد اور ھدم بن کلثوم دونوں شرف میزبانی سے مشرف ہوئے۔(1)

وادیٔ قبا میں قیام کی مدت دس اور کچھ دن کی تشریح امام بخاری علیہ الرحمہ کی اس روایت سے ملتی ہے۔

انه نزل فی بنی عمر بن عوف بقباء واقام فیهم بضعة عشرة لیلة۔(2)

حضور ﷺ نے بنی عمر بن عوف کے قبیلہ میں دس اور چند روز قیام فرمایا۔

ابن عقبہ کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے حضور ﷺ نے اس سے زیادہ دن قیام فرمایا۔صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے۔

---

(1) أبو القاسم عبدالرحمن بن عبدالله بن أحمد السهيلی (المتوفی: 581ھ)لسیرة النبویه لابن کثیر،ص 270/2
محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی: 942ھ)سبل الهدیٰ والرشاد،ص 266/3
أبو القاسم عبدالرحمن بن عبدالله بن أحمد السهيلی (المتوفی:581ھ)الروض الانف ص330/2

(2) محمد بن اسماعیل أبو عبدالله البخاری الجعفی،صحیح البخاری، هجرة النبی ﷺ الرقم 3616،ص294/12

واقام اربعة عشر یوماً۔(1)

آپ نے چودہ دن قیام فرمایا

چونکہ امام بخاری اور امام مسلم دونوں روایات قریب قریب ہیں۔اس بناء پر ابن عقبہ کی وہ روایت کمزور ثابت ہوگی۔اسی بناء پر وہی روایت جس میں چار دن پیر منگل بدھ جمعرات کا ذکر ہے کمزور دکھائی دیتی ہے۔اس قیام کے بعد حضور ﷺ نے آگے مدینہ منورہ کے لئے روانگی فرمائی راستہ میں محلّہ **بنی** سالم پڑتا تھا۔جب حضور ﷺ وہاں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہوگیا۔وہیں پر نماز جمعہ ادا فرمائی۔تاریخ اسلام میں آپ کا یہ خطبہ تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔آپ کی یہ نماز جمعہ پہلی نماز جمعہ تھی۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسجد عاتکہ

محلّہ **بنی** سالم کی یہ مسجد جس میں حضور سید عالم ﷺ نے نماز جمعہ پڑھائی وہ مسجد عاتکہ کے نام سے مشہور تھی۔حضور ﷺ کے نماز جمعہ پڑھانے کے بعد مسجد جمعہ کہلاء(3)

---

(1) أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النسابوری (المتوفی:261ھ)صحیح مسلم،باب ابتنا ء مسجد نبی ﷺ،الرقم ،ص144/3
البخاری،صحیح بخاری،باب مقدم النبی ﷺ،الرقم ،3639،ص 318/12

(2) محمد بن محمد بن أحمد ،ابن سید الناس ،الیعمری الربعی ،أبوالفتح ،فتح الدین (المتوفی:734ھ)عیون الاثر،ص255/1
محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ(المتوفی 751)زادالمعاد، الحصرفی الشعب ،ص 94/1
ابن کثیر،السیرۃالنبویہ لابن کثیر،ص 271/2
عبدالملک بن هشام بن أیوب الحمیری المعافری ،أبو محمد ،جمال الدین(المتوفی:213ھ)سیرۃ ابن هشام ، باب بناء مسجدقباء ،ص494/1
محمد بن عبدالوهاب بن سیلمان التیمی النجدی (المتوفی:1206ھ)مختصر سیرۃ الرسول ﷺباب دخول رسول الله ﷺ،ص193/1

(3) علی بن عبدالله بن أحمدالحسنی السمهودی (المتوفی:911)خلاصۃ الوفا بأخبار مصطفی ﷺ،ص190/1

یہ مسجد شریف ترکوں کے دور میں تیار کی گئی۔ جس کی دیوار پر یہ عبارت کندہ تھی۔ جو میں نے پڑھی۔

امر ببناء هذا المسجد امیرا المؤمنین ملك مظفر

اس مسجد کی جدید تعمیر ملک مظفر نے کروائی۔

خلاصۃ الوفاء کے مطالعہ سے اور اس کے محل وقوع پر غور کرنے سے میری ذاتی تحقیقات کی روشنی میں یہ مسجد وہی ہے جس کی امامت کے فرائض سیدنا عتبان بن مالک انجام دیتے تھے۔ یہ وادی: وادئ رانونہ: کے نام سے مشہور تھی۔ اس وادی کے ٹیلے اطم عتبان بن مالک کے نام سے مشہور تھے۔(1)

مدینہ منورہ کی ہر حاضری پر دور سے اس کی زیارت کا شرف ملتا مگر 1980ء کی حاضری میں استاد گرامی غزالیٔ وقت سیدی علامہ احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ کی معیت میں یہاں نوافل ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وللہ الحمد اس مسجد گرامی کو مسجد عتبان بن مالک کے نام سے یاد کرلیا جائے تو بے جا نہیں قرین تحقیق ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کشتہ عشقِ مصطفٰے ﷺ

مسجد عتبان بن مالک کے حوالہ سے اس مقام پر کشتہ عشق مصطفٰے ﷺ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے واقعہ عشق ومحبت کا ذکر بھی ضروری محسوس ہوتا ہے۔ آپ کے عشق ومحبت کا واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے۔ آپ کے رہائشی مکان اور مسجد شریف کے درمیان ایک سیل **بہتی** تھی۔ جب آپکی بینائی کمزور ہوگئی مسجد شریف میں آنے جانے سے تکلیف محسوس ہونے لگی تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں۔

انی انکرت بصری قوددت انك تأتی فتصلی من بیتی مکاناً اتخذہ مصلی (2)

---

(1) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار مصطفی ﷺ، ص 190/1

(2) البخاری ،صحیح البخاری، صلوة النوافل جماعة، الرقم 1113، ص 372/4

آقا بینائی کمزور ہوگئی ہے راستہ میں سیل بہتی ہے۔ مسجد میں حاضری نہیں دے سکتا۔ چاہتا ہوں غریب خانہ پر تشریف لائیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔ میں اس جگہ کو اپنی سجدہ گاہ بنالوں گا۔

چنانچہ حضور ﷺ نے درخواست کے جواب میں فرمایا

سٲتیك غداً

میں کل آؤں گا۔

چنانچہ آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عتبان بن مالک کے گھر تشریف لے گئے ان سے نماز پڑھنے کی جگہ دریافت فرمائی۔ ان کی درخواست پر وہاں نماز ادا فرمائی۔ انہوں نے اسی جگہ کو اپنا مصلی بنالیا۔

تیرا آستاں جو نہ مل سکا تیری راہگزر پہ جبیں سہی
مجھے سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

وصلی اللّٰه تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

پہلا خطبہ جمعہ

حضور سید عالم ﷺ نے پہلا خطبہ جمعہ محلّہ **بنی** سالم کی مسجد مسجد عاتکہ یا مسجد عتبان بن مالک میں دیا۔ آپ کے اس خطبہ کے بعد یہ مسجد: مسجد جمعہ: کے نام سے مشہور ہوئی۔ (1)

جمعہ کی فرضیت کا حکم تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ 12 نبوی میں اسد بن زرارہ نے حضور ﷺ کے ایک حکم کی روشنی میں جمعہ قائم فرمایا تھا یہ حکم آپ ؐ نے مصعب بن عمیر کے نام مکہ مکرمہ سے لکھا تھا۔ (2)

وصلی اللّٰه تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) السمهودی، خلاصة الوفا بأخبار مصطفی ﷺ، ص 240/1

(2) أبو الحسن ظهیر الدین علی بن زید البیهقی، الشهیر بأبن فندمه (المتوفی:565) معرفة السنن ولاثار للبیهقی، الرقم 1712، ص 48/5

سلیمان بن أحمد أیوب بن مطیر اللخدمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی:360) المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم 14152، ص 231/12

البیهقی، السنن الکبری للبیهقی، ص 196/3

تاریخی خطبہ یہ تھا

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واستهديه واومن به ولا اكفر
واعادي من يكفره واشهدان لااله الا الله وحده لاشريك له وان محمداً
عبده ورسوله ارسله بالهدى والنور والموعظة على فترة من الرسل و
قلة من العلم وضلالة من الناس وانقطاع من الزمان ودنو من الساعة
وقرب من الاجل من يطع الله و رسوله فقدرشد ومن يعصيهما
فقدغوى و فرط وضل ضلالاً بعيدا۔ واوصيكم بتقوى الله فانه خيرما
اوصى به المسلم لمسلم ان يحضر على الآخرة وان يامره بتقوى الله
فاحذروه ما حذركم الله من نقبه ولا افضل من ذالك نصيحة ولا
افضل من ذالك ذكرىٰ وان تقوى الله ممن عمل به علىٰ رجل ومخافة
من ربه عوناً صدق على ماتبغون من امور الآخره ومن يصلح الذى بينه
وبين الله من امره فى السر والعلانيه لاينوى بذالك الالوجه الله من سر
روجهرا فى عاجله امره زخرا بعد الموت حين يفتقر المرء الى ماقدم
وما كان سواء من ذُلك يود لوان بينه وبينه امداً بعيدًا ويحذركم الله
نفسه والله رؤف بالعباد والذى صدق قوله وانجز وعده لاخلف لذالك
فانه يقول عزوجل مايبدل القول لدى وما انا بظلام اللعبيد ۔ واتقوالله
فى عاجل امركم وآجله فى اليسروالعلانيه فانه من يتق الله يكفر عنه
سياته ويعظم له اجراوّ من يتق الله فقد فاز فوزاً عظيماً۔و ان تقوى الله
يوتى مقته و يوتى عقوبة و يوتى مخطه وان تقوى الله يبيض الوجوه و
يرضى الرب و يرفع الدرجة خذو بحظكم ولا تفرطونى جنب الله قد
علمكم الله كتابه و نهج لكم سبيله ليعلم الذين صدقوا وليعلم
الكذبين فاحسنو كما احسن الله اليكم و عادو اعداه وجاهدوا فى

سبيل الله حق جهاده و هو اجتبٰكم و سما كم المسلمين ليهلك من هلك عن بينة و يحجى من حيى عن بينة ولا قوة الا بالله فأكثرو ذكر الله واعملوافى بعد اليوم فانه يصلح ما بينه و بين الله يكفه الله ما بينه و بين النـاس ذالك بـأن الـله يقضى على الناس ولا يقضون عليه و يملك من الناس ولا يملكون منه اكبر ولا قوة الا بالله العظيم۔(9)

وصلى اللّٰه تعالى على حبيبه سيّدنا محمدوعلى آله وصحبه بعدد خلقه

خطبہ شریف کی جھلکیاں

☆ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا میں خدا کی اعانت وہدایت کا طلبگار ہوں۔

☆ فرمایا میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس کا کفر نہیں کرتا خدا کے ساتھ کفر کرنے والے سے دشمنی رکھتا ہوں۔

☆ فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت، نور، حکمت اور موعظمت دیکر روانہ فرمایا۔

☆ اللہ نے اپنے رسول کو ایسے وقت میں بھیجا جب انبیاء ورسل کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ اور زمین پر علم برائے نام تھا اور لوگ گمراہ تھے اور قیامت کا قرب تھا۔

☆ فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے اس نے ہدایت پائی۔ جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ بلاشبہ گمراہ ہوا۔ اور کوتاہی کی اور شدید گمراہی میں مبتلا ہوا۔

☆ فرمایا میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں فرمایا ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کو

---

(1) أبو هلال الحسن بن عبدالله بن سهل بن سعيد بن يحيى بن مهر ان العسكرى الوائل للعسكرى ص 27/1

أبو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير القرشى البصرى ثم الدمشقى (المتوفى :774ھ)البدايه والنهايه، ص259/3

محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الملى ، أبو جعفر الطبرى (المتوفى 310ھ) تاريخ الرسل ولملوك ،ص429/1

الشامى،سبل الهدى الرشاد،ص 43/12

بہترین وصیت یہ ہے کہ اس کو آخرت پر آمادہ کرے۔ اور پرہیزگاری کا حکم دے۔

☆ فرمایا اس سے بچو جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ڈرایا ہے تقویٰ سے بڑھ کر کوئی نصیحت وموعظت نہیں۔

☆ فرمایا لوگو! خدا کا ڈر، آخرت کے بارے میں سچا معین و مددگار رہے۔ جو شخص ظاہر اور باطن میں اپنا معاملہ اللہ سے درست کر لے۔ جس سے مقصد محض رضائے الٰہی ہو کوئی دنیاوی غرض نہ ہو۔ تو یہ ظاہر و باطن کی مخلصانہ اصلاح دنیا میں اس کے لئے باعث عزت وشہرت ہے۔ اور مرنے کیبعد ذخیرۂ آخرت ہے۔ جس وقت انسان اعمال صالحہ کا غایت درجہ محتاج ہوگا۔ اور خلاف تقویٰ امور کے متعلق اس دن یہ تمنا کرے گا۔ کاش میرے اور اس کے درمیان مسافت بعیدہ حائل ہوتی۔

☆ فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی عظمت وجلال سے ڈراتا ہے۔ اور یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے۔ اللہ اپنے قول میں سچا ہے۔ اور وعدہ وفا کرنے والا ہے۔

☆ فرمایا اللہ تعالیٰ کے قول اور وعدہ میں اختلاف نہیں۔ وہ فرماتا ہے میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی۔ اور نہ ہی میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

☆ فرمایا لوگو! دنیا آخرت میں ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے بیشک بڑا کامیاب ہے۔

☆ فرمایا لوگو! خدا کا ڈر، ایسی شے ہے کہ اللہ کے غضب اس کی عقوبت، سزا اور ناراضگی سے بچاتا ہے۔

☆ فرمایا! تقویٰ قیامت کے دن چہروں کو روشن بنا دے گا۔ اور رضائے الٰہی بلند درجات کا سبب ہوگی۔

☆ فرمایا لوگو! تقویٰ میں جس قدر حصہ لے سکتے ہو لو۔ اس میں کمی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعلیم کیلیئے کتاب اتاری ہے۔ اور ہدایت کا راستہ تمہارے لئے واضح کیا ہے تا کہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہو جائے۔ جسطرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی اور تم خوبی کے ساتھ اس کی

اطاعت بجالاؤ۔

☆ فرمایالوگو! خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔اوراسکی راہ میں کما حقہ جہاد کرو۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے لئے مخصوص کیا ہے۔تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

☆ فرمایالوگو! اس نام کی لاج رکھو،لوگو! جس کو ہلاک ہونا ہے۔وہ قیام حجت کے بعد ہلاک ہو۔اور جو زندہ ہے وہ قیام حجت کے بعد بصیرت سے زندہ رہے۔کوئی بچاؤ اور کوئی قوت وطاقت اللہ کے سوا ممکن نہیں۔پس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور آخرت کیلئے عمل کرو۔

☆ فرمایالوگو! جو شخص اپنا معاملہ خدا سے درست کرے گا کوئی شخص اسے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

☆ فرمایا۔اللہ کا حکم تو لوگوں پر چلتا ہے۔اور لوگ اللہ پر حکم نہیں چلا سکتے۔اللہ ہی تمام لوگوں کا مالک ہے۔اور لوگ اللہ کی کسی چیز کے مالک نہیں۔لہذا تم اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلو۔لوگوں کی فکر میں مت پڑو اللہ تعالیٰ سب کی کفایت کرے گا۔

(اللہ اکبر ولاقوۃ الا باللہ العلیُ العظیم)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حوصلہ و بردباری

حضور ﷺ کی پوری زندگی میں لحہ بہ لحہ قدم قدم پر آپ کی بلند ہمتی ،حوصلہ اور بردباری کے دلائل کے انبار نظر آتے ہیں ۔ یہ پہلا خطبہ ہی آپ کے خلق عظیم اور حوصلہ وصبر کا مظہر ہے۔یاد رہے حضور ﷺ کا یہ خطبہ آپکی ۱۳ سالہ دکھوں کی زندگی کے بعد ہے اور اس وقت ہے جب جاں نثاروں کا جھرمٹ ہے۔متوالوں کا انبوہ کثیر ہے۔جو حضور علیہ سلام کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتے اگر کوئی دنیادار حکمران ہوتا تو ایسی صورت میں سب سے پہلے اپنے دکھوں کی داستان سناتا پھر کوئی انجمن تشکیل دیتا اور اپنے اس پہلے خطاب میں مخالفین پر جی بھر کر برستا مگر قربان جائیں محبوب پاک ﷺ کے حوصلہ پر آپ کے صبر آپ کی حیثیت پر اس طویل خطبہ میں مخالفین کی مذمت کے لئے ایک لفظ بھی نہیں ملتا اگر ذکر ہے تو تقویٰ کا ہے پرہیز گاری کا درس ہے ذکر اللہ کی کثرت کا ارشاد ہے راہ خدا میں جاں نثاری کا ذکر ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عشاق کی بیتابی

قبااورمحلّہ **بنی** سالم سے حضورﷺ کی روانگی کی اطلاع ہوچکی تھی۔محبوب پاک علیہ السلام کی ایک نورانی جھلک دیکھنے کیلئے پورامدینہ منورہ بے تاب تھا۔اپنے پرائے بیگانے یگانے سبھی مشاق تھے۔مدینہ منورہ کے یہودی عیسائی بھی دیکھنے کیلئے اُمڈآئے۔ان کا آنا اس لئے تھا کہ توراۃ وانجیل نے محبوب علیہ السلام کی بشارات ذکرکردی تھیں وہ انکی تصدیق چاہتے تھے مدینہ منورہ میں حضورﷺ کی آمد کا ذکر توراۃ میں اسطرح موجود ہے''سلع کے باشندے گیت گائیں گے''توراۃ میں مدینہ منورہ کا نام سلع ہےاورآج بھی''سلع''پہاڑی کا وہاں ہونا اسکی تائید ہے۔(1)

ایک جھلک دیکھنے والوں میں عیسائی بھی شامل تھے کہ انجیل نے اس محبوب پاک کی آمد کا ذکرمتعدد مقامات پرکیا ہے۔اس ضمن میں بشارات پڑھنا مطلوب ہوں تو''جلوہ جاناں''کے پہلے حصہ میں پچاس کے لگ بھگ بشارات درج کردی گئی ہیں۔صبح سے ہی لوگ مقام حرہ پر جاتے۔دوپہرکو واپس چلے جاتے ہرا پناوپرایا ہم چشم براہ ہے۔دیدہ ودل فرش راہ بنائے ہوئے ہےسب سے پہلے آپ کوایک یہودی نے دیکھااور پکاراٹھا

یا بنی قبیلہ ھذا جدکم(2)

اے قبیلہ بنی تمہارامقدرجاگ گیاتمہاراسربراہ آ گیا۔

عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔رانون وادی **بنی** سالم سے حضورﷺ ایسی شان سے روانہ ہوئے کہ آگے پیچھے دائیں بائیں انصار کے مسلح نوجوان پیدل چل رہے تھے کچھ سوار تھے عشاق کا یہ جلوس عظیم الشان انداز سے بڑھ رہا ہے۔بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ جھنڈا لئے آگے آگے چل رہے ہیں۔(1)

---

(1) کتاب یسعیا،ب82،درس11

(2) الجوزیۃ،زادالمعاد،ص50/3

التیمی،مختصر سیرۃالرسولﷺ،ص202/1

ابن منظور،مختصر تاریخ دمشق،ص202/1

ہوا چاروں طرف چرچا اور عالم میں پکار آئی

بہار آئی، بہار آئی ، بہار آئی ، بہار آئی

محلّہ **بنی** سالم سے گزرتے عتبان بن مالک نوفل بن عبداللہ عرض کرتے ہیں۔ ہمارے غریب خانوں کو نوازیں ہمارے ہاں اللہ کا فضل ہے باغات ہیں کھجوریں ہیں مکانات ہیں۔ خدام ہیں، قوت ہے، جو ہمارے ہاں آ جاتا ہے۔ پھر کسی کی مجال نہیں کوئی پوچھ سکے۔ حضورﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

خلوا سبيلها انها مامورة(2)

راستہ چھوڑ دو۔ اونٹنی کو حکم دے دیا گیا

بنی ساعدہ کے علاقہ سے گزر ہوا تو سعد بن عبادہ منذر بن عمر ابو دجانہ راستہ روکے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں جلوہ فروز ہو کر ہمیں عزت بخشیں۔ حضورﷺ نے یہاں بھی راستہ سے ہٹ جانے کا حکم فرمایا۔ شاہی سواری کچھ آگے گزری عبادہ بن صامت نے بھی درخواست کی۔ جسے قبول نہ فرمایا، یونہی جب محلّہ بنی عدی سے گزر ہوا تو ابو سلیط صرمہ بن انیس سامنے آ گئے اور اپنے گھر میں قیام کی درخواست کی۔ حضورﷺ نے وہی فرمایا جو پہلے درخواست گزاروں کو فرمایا تھا۔ جب محبوب پاک علیہ السلام کا گزر وادیِ بنی حارث سے ہوا تو سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواح، بشر بن سعد نے وہی درخواست کی اور عرض کی۔

لا تجاوزنا الٰی غیر نا لیس احد منا اولٰی بك لقرابتنا (3)

حضورﷺ آپ کسی اور کے ہاں نہ جایئے پوری قوم میں ہم سے زیادہ آپ کا

---

(1) ابن منظور۔ مختصر تاریخ دمشق ،ص 202/1

الجوزیہ، زادالمعاد ،ص 50/3

التیمی، مختصر سیرۃ الرسولﷺ ،ص 192/1

(2) الجوزیہ، زادالمعاد، ص 3/50

ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق ،ص 1/202

السمهودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفیٰﷺ، ص 1/91

(3) سمهودی خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفیٰﷺ ،ص 1/91

کوئی قریبی نہیں۔

انہیں بھی دعا سے نوازا اور اپنا سفر جاری رکھا۔ جونہی آپ کی سواری محلّہ بنی مالک سے گزری تو پورا محلّہ سامنے آکر درخواست گزار ہوا۔ آپؐ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ حضور ﷺ نے وہی جواب فرمایا اور دعا سے نوازتے ہوئے آگے چلے گئے اسی اثناء میں محلّہ بنی بیاضہ سے گزر ہوا تو زیاد بن لبید، فروہ بن عمر نے اپنے گھروں کو رشک عرش بنانے کی خواہش کی۔ انہیں بھی وہی جواب دیا۔ اور دعا سے نوازتے ہوئے آگے تشریف لے گئے۔ غرض آج پورے مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ کیف و سرور میں ہے۔(1)

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لما قدم رسول الله ﷺ المدينة لعب الحبشية بحرابها فرحاً بقدومه(2)

حبشی نوجوانوں نے حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں نیزہ بازی کی۔

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه انه قال لما كان اليوم الذی دخل فيه رسول الله ﷺ المدينة اضاء منه كل شئ(3)

سیدنا انس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی آمد مبارک سے مدینہ منورہ کی ہر شے

---

(1) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص1/91

(2) ابو داود سليمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الازدالسجستانی(889ھ)سنن ابی داؤد، فی النهی عن الغناء، الرقم 4277، ص83/13
أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل هلال بن أسد الشيبانی (المتوفی:241ھ)مسند احمد، مسندانس بن مالك، الرقم 12188، ص234/25
عبدالرزاق الصنعانی، المصنف، الرقم 19723، ص466/10

(3) أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة، الترمذی السلمی،(المتوفی279ھ)سنن ترمذی، من فضل النبی ﷺ، الرقم 3551، ص64/12
ابن ماجة أبو عبدالله محمد بن يزيد القزوينی (المتوفی:273ھ)ابن ماجه، ذكر وفاته ودفنه، الرقم 1621، ص124/5
ابو يعلى احمد بن على بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال الطبرانی (المتوفی 307)مسند ابو يعلى، اليوم الذی قدم فيه ﷺ، الرقم 3284، ص398/7
امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 13238، ص375/27

جگمگانے لگی۔(1)

حضور ﷺ کے اس ورود مسعود کو ابن ابی خیثمہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

شهدت يوم دخل رسول ﷺ المدينة فلم ار يوماً احسن منه ولا اضوا(2)

ابو خیثمہ کے بیٹے فرماتے ہے جس دن حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رکھا۔ میں نے آج تک کوئی ایسا دن نہیں دیکھا جو اس مبارک دن سے زیادہ برکت والا زیادہ حسین ہو۔ یا زیادہ روشن ہو۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

عید کا سماں

آج مدینہ منورہ میں عید کا سماں ہے چھوٹا، بڑا، بوڑھا، نوجوان پھولے نہیں سما رہا۔ گلیوں میں رش ہے بازاروں میں بھیڑ ہے محبوب ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کو مکانوں کی چھتیں خواتین سے بھری پڑی ہیں۔ آج یثرب کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ غموں کی جگہ خوشیوں نے لے لی ہے۔ خزاں کی جگہ بہار نے سنبھال لی ہے۔ غرض ہر طرف نور ہی نور بکھرا نظر آ رہا ہے۔

درودیوار استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر
زمین کیا آسماں بھی جھک گیا تسلیم کی خاطر

---

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم13328، ص375/27
ابویعلی، مسند ابو یعلی، الیوم الذی قدم فیه ﷺ، الرقم3284، ص398/7

(2) ابو یعلیٰ، مسند ابو یعلی، فما رایت یوماً قط انور ولا احسن، الرقم3392، ، ص6/8
امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالك، الرقم 11787، ص333/24

اللہ اکبر جاء رسول اللہ اللہﷺ اکبر جاء محمدﷺ (1)

کے نعروں سے فضا گونج اٹھی ہے۔ باطل پر ہیبت طاری ہے بتوں کے پجاریوں پر موت کا عالم طاری ہے۔ حیرت ہے اس عظیم جشن کے موقعہ پر جس ذات والا صفات کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ کیا جا رہا ہے۔ وہاں سادگی ہی سادگی ہے۔ قصویٰ نامی اونٹنی پر ایک بالکل سادہ پالان پر حضورﷺ جلوہ فرما ہیں۔ کبر و غرور کا شائبہ تک نہیں عجز و انکساری کا عظیم منظر ہے۔ انوار و برکات کی موسلا دھار بارش سے لوگوں کے دامن تر ہیں۔ سخی کی بے پناہ سخاوت سے لوگوں کے دامن بھرے جا رہے ہیں۔

؎ دور شو اے ظلمت شام فراق — آفتاب وصل تاباں مے رسد

؎ تازہ باش اے تشنہ وادیٔ غم — کہ برایت آب حیواں مے رسد

؎ شاد باش اے خستہ ہجراں بلا — کز پئے درد تو درماں مے رسد

ترجمہ:۔ اے شام فراق کے اندھیرو دور ہو جاؤ وصل کا درخشندہ آفتاب طلوع ہو گیا ہے۔ اے وادیٔ غم کے پیاسے تازہ دم ہو جا کہ تیرے لئے آب حیات آ گیا ہے اے ہجر کی مصیبتوں میں پسے ہوئے تجھے مبارک ہو تیری بیماری کا علاج آ گیا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نغمہ سرائی

بے خودی کیف و مستی جو بن پر ہے۔ مدینہ منورہ کی معصوم بچیاں اوس و خزرج کی سراپا حیا خواتین بارگاہ رسالت میں اپنی عقیدت و محبت کے نذرانے اس طرح پیش کر رہی ہیں۔

---

(1) أحمد بن الحیسن بن علی بن موسی الخسروجردی الخراسانی ،أبوبکر البیہقی (المتوفی :458ھ)دلائل النبوۃ،انزل الیلۃ علی بنی نجار،الرقم 751،ص363/2
أبو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن الحکم الضبی الطھمانی النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی:405)مستدرك علی الصحیحین ،قدم المدینۃﷺ ،الرقم 4249،ص64/10
ابن حبان ،صحیح ابن حبان ،ذکر وصف قدم المصطفیٰ،الرقم 6387،ص100/26
امام احمد،مسندامام احمد،ابی بکر،الرقم 3 ،ص 6/1

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع
جئت شرفت المدینۃ مرحبا یا خیر داع(1)

وہ دیکھو ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند نظر آ گیا۔
اب ہم پر اس عظیم الشان احسان کا شکر کرنا لازم ہے جب تک اللہ کو کوئی
پکارنے والا باقی ہے۔

اے وہ مقدس ذات جو ہم میں رسول بنا کر بھیجے گئے آپ ایسے احکام لے کر آئے ہیں۔ جن کی اطاعت لازمی ہے۔ آپ نے اپنے جلوہ سے مدینہ کو شرف بخشا حق کی طرف بہتر انداز میں بلانے والے آپ کا آنا مبارک۔

مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
درودو نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

نغمہ سرائی والے ان اشعار پر علامہ ابن قیم کو غلط فہمی ہوئی وہ کہتے ہیں یہ عربی اشعار حضور ﷺ کے مدینہ منورہ میں داخلہ کے موقع پر نہیں کہے گئے۔ بلکہ غزوہ تبوک سے واپسی پر پڑھے گئے ہیں۔(2)

اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ثنیات الوداع والا ٹیلہ مدینہ منورہ سے شام کو جانے والے راستہ میں واقع ہے۔ علامہ ابن قیم کی یہ غلط فہمی علامہ یاقوت حموی کی تشریح سے دور ہو جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

انھا موضع وداع المسافرین من المدینۃ الی مکۃ(3)

---

(1) البیھقی، دلائل النبوۃ، لما قدم ﷺ المدینۃ، الرقم 752، ص364/2، الرقم، 2019، ص351/5
(2) امام بخاری، صحیح البخاری، النبی ﷺ الی قیصرو کسری، الرقم4075، ص339/13
(3) احمد بن علی بن حجر ابو الفضل العسقلانی اشافعی فتح الباری، الرقم4074، ص248/
الشامی، سبل الھدی والرشاد، ص277/3

ثنیات الوداع وہ جگہ ہے جہاں مدینہ سے مکہ جانے والوں کو الوداع کہا جاتا ہے۔

یاقوت کی اس تشریح سے غلط فہمی واضح ہو جاتی ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غریب نوازی

لمحہ بہ لمحہ ہجوم بڑھ رہا ہے۔ حاضرین اور زائرین کے ٹھٹھ ہر طرف دکھائی دے رہے ہیں۔ ناقہ قصویٰ کی رفتار میں بھیڑ کے باعث خاصی کمی آ چکی ہے۔ حضور ﷺ نے کم وبیش دس پندرہ مقامات پر یہ جواب فرمایا۔ کہ راستہ چھوڑو۔ اونٹنی کو حکم دیا گیا آپ نے اپنے اترنے کا انتخاب خود نہیں فرمایا۔ کہ کشتگان تسلیم ورضا، پیکراں صدق وصفا کے دلوں میں ذرہ بھر بھی مناقشہ پیدا نہ ہو۔ سبھی کی نگاہیں ناقۂ قصویٰ پر گڑی ہوئی ہیں کہ وہ کہاں بیٹھتی ہے۔ پہلے یہ مبارک اونٹنی مسجد نبوی کی جگہ بیٹھی مگر محبوب پاک ؐ نیچے نہیں اترے تھوڑی دیر بعد پھر یہ اونٹنی کھڑی ہوگئی اور آگے چلی گئی۔ حضور ﷺ نے اس کی مہار گردن پر ڈال دی تھی۔ چند قدم آگے چل کر پھر اسی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ یہیں سیدنا ابوایوب انصاری کا مکان تھا۔ سیرت ابن حشام نے اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

فرجعت الی مبرکھا اول مرۃ فبرکت فیہ ثم تحلحلت ورزمت ووضعت جرانھا(1)

پھر اس نے انگڑائی لی۔ عاجز ہو کر بیٹھ گئی۔ اور گردن زمین پر ڈال دی۔

خلاصۃ الوفا میں اسی بات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

---

(1) ابن کثیر, السیرۃالنبویہ ، ص273/2
السھیلی،الروض الانف، ص334/2
ابو محمد،سیرۃابن ھشام ،ص494/1

فبر کت علیٰ باب ابی ایوب (1)

اونٹنی ابوایوب کے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔

ے مبارک منزلے کاں خانہ راماہ جبیں باشد

ہمایوں کشورے کاں عرصہ راشاہے چنیں باشد

وہ گھر کتنا مبارک ہے۔جس میں ایسا محبوب جلوہ گر ہو، وہ سلطنت کتنی اچھی ہے جسے اس طرح کا سلطان نصیب ہو۔ایک غریب کا مقدر جاگ اٹھا غریب نواز آقا نے غریب نوازی کی حد کردی۔حضور ﷺ اسی جگہ پر مبارک اونٹنی سے اترے اور چار مرتبہ آیۂ مبارکہ تلاوت فرمائی۔

رب انزلنی منزلا مبارکاً وانت خیر المنزلین (2)

اے میرے رب مجھے بابرکت منزل پر اتار اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

اسی موقعہ پر حضور ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔اور پھر فرمایا یہی ہماری قیام گاہ ہے۔

وکی یکبار گی ناقہ بحکم حضرت باری

جہاں اک سمت بیٹھے تھے ابوایوب انصاری

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بچیوں سے کمال شفقت

کچھ بچیوں نے حضور ﷺ کی آمد پر اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار اس طرح بھی کیا۔

نحن جوار من بنی النجار۔یا حبزا محمد من جار

ہم بنونجار کی بچیاں ہیں۔یا محمد آپ کس قدر بہترین پڑوسی ہیں۔

(1) ابن کثیر ، السیرۃ النبویہ ،ص274/2

البصری،البدایہ والنہایہ، ص244/3

السمہودی،خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص92/1

محمد بن أحمد بن الضیاء محمد القرشی العمری المکی الحنفی ،بہاء الدین أبو البقاء ،المعروف بابن الضیاء (المتوفی:854)تاریخ مکۃ المشرفہ والمسجدالحرام ،ص128/1

(2) المومنون،23:29

حضورﷺ نے ان بچیوں کی زبان سے یہ شعرسن کرفرمایا۔

اتحبینني؟

(بیٹیو) کیاتم واقعی مجھ سے محبت رکھتی ہو؟

قلن نعم۔

ہاں! یارسول اللہ واقعی محبت کرتی ہیں۔

حضورﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا۔

وانا واللہ احبکن وانا واللہ احبکن وانا وللہ احبکن (1)

اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔

حضورﷺ کا بچیوں کے جواب میں تین مرتبہ حلف اٹھا کرانہیں اپنی محبت کا یقین دلانا۔ حضورﷺ کی کمال شفقت،عظیم رحمت ہے۔بے حد محبت کی دلیل ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عبداللہ بن ابی کی بدقسمتی

جہاں مدینہ منورہ تشریف آوری پر بہت سے لوگوں کے نصیب جاگ اٹھے وہاں کچھ ایسے بھی ہیں جو بدنصیب رہے۔مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے راستہ میں قبیلہ خزرج کے سردار عبداللہ بن ابی کا مکان بھی آیا۔حضورﷺ نے فروغ اسلام کے پیش نظر چاہا کہ اس سردار کے ہاں رکیں۔مگراسکی بد**بختی** نے اسے اس سعادت سے محروم کردیا۔اس ازلی بدنصیب نے کہا

اذهب الی الذین دعوك (2)

آپ ان کے ہاں جایئے جنہوں نے آپ کو بلایا ہے۔

---

(1) البیهقی،دلائل النبوة،الرقم 755 ،ص367/2

(2) ابن کثیر ،السیرۃالنبویه، ص273/2

الشامی،سبل الهُدیٰ الرشاد،ص272/3

عبداللہ کی اس بد اخلاقی سے حضور ﷺ کو قلبی تکلیف ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ نے فوراً عرض کی حضور ﷺ آپ پریشان نہ ہوں۔ اسکی بد اخلاقی اور بدتمیزی کی ایک وجہ ہے۔ کہ ہم نے اسے اپنا بادشاہ بنانے کا پروگرام بنالیا تھا۔ اسکی تاجپوشی ہونے والی تھی۔ کہ اچانک اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہوا آپ تشریف لائے اسکی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اسی وجہ سے اس نے بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا ہے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رشکِ عرش مکان

جونہی محبوب پاک ﷺ کی ناقہ مبارکہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے بیٹھی تو جھٹ ابوایوب آئے، حضور ﷺ کا سامان اٹھایا اور گھر لے گئے دراصل یہ مکان حضور ﷺ کا ہی ہے۔ ابوایوب انصاری کی طرف منسوب اس طرح ہے کہ آپ بطور محافظ ونگران رہے۔ تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے یمن کا بادشاہ تبع اول حمیری کا گزر جب مدینہ منورہ سے ہوا تو چار سو ۴۰۰ علماء تورات اس کے ساتھ تھے یہ واقعہ حضور ﷺ کی جلوہ گری سے ایک ہزار سال پہلے کا ہے۔ اس تبع اول کو علماء تورات نے کہا یہ **بستی** نبی اخرالزمان کی **بستی** ہے۔ جو بنواسماعیل سے ہوں گے ہم علماء یہاں سے نہیں جائیں گے۔ ہوسکتا ہے ہم اس نبی محترم کی زیارت کرلیں۔ ورنہ ہماری قبروں پر تو کبھی نہ کبھی ان کے جوڑوں کا غبار پڑ ہی جائے گا۔ جو ہمارے لئے کافی ہوگا۔ اس نے ہر ایک عالم کیلئے علیحدہ علیحدہ رہائش گاہیں تیار کروائیں سب کو وہاں رہنے کی اجازت دیدی اور ایک خاص مکان حضور ﷺ کیلئے تیار کروایا کہ جب نبی کریم یہاں تشریف لائیں تو اس مکان میں قیام فرمائیں گویا آج حضور ﷺ نے اپنے ہی مکان کو شرف بخشا جو انہیں کیلئے ہی تیار کرایا گیا تھا۔ قدرت نے اونٹنی کو وہیں بٹھایا جو حضور ﷺ ہی کا ڈیرہ تھا۔ یا یوں کہیئے حضور ﷺ نے اپنے ایک خادم تبع کی درخواست قیام کو شرف بخشا جو ہزار

---

(1) الشامی، سبل الھدیٰ الرشاد، ص272/3

السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص91/1

سال پہلے کی گئی تھی۔(1)

اگر یہ کہہ دیا جائے کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں ابوایوب انصاری کے مکان پر نہیں بلکہ اپنے ہی مکان پر اترے تو قطعی بے جا نہ ہوگا۔ ابوایوب انصاری کا قیام تو آپ ؐ کے انتظار میں ہی تھا۔ یہ مکان دو منزلہ تھا حضور ﷺ نے نچلی منزل پسند فرمائی۔ ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار درخواست کی کہ آپ اوپر تشریف رکھیں۔ مگر آپ ﷺ ملاقاتیوں کی سہولت کے لئے تشریف نہ لے گئے تھے۔ ایک مرتبہ بالائی منزل پر گھڑا ٹوٹنے سے پانی بہنے لگا تو حضرت ام ایوب نے لحاف سے پانی خشک کیا حضرت ابوایوب نے پھر عرض کی حضور ؐ آپ اوپر تشریف فرما ہوں۔ چنانچہ ان کی درخواست پر آپ ﷺ نے اوپر والی منزل کو بھی نواز دیا۔ اور ابوایوب اپنے افراد کنبہ کے ساتھ نیچے آ گئے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدو علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تبع اول کا مکتوب

تبع اول حمیری نے جب چار سو ۴۰۰ علماء کو وہاں قیام کی اجازت دے دی تو ساتھ ہی ایک خط حضور ﷺ کے نام لکھا۔ اور بڑے عالم کے سپرد کیا۔ کہ اگر تیری زندگی میں حضور ﷺ آ جائیں تو یہ خط پیش کرنا۔ ورنہ یہ خط یکے بعد دیگرے چلتا رہے۔ خط کی تحریر یہ ہے۔

الی محمد بن عبداللّٰہ نبی اللّٰہ و رسولہ و خاتم النبیین ﷺ من تبع الاول الحمیری۔ اما بعد فانی امنت بک وبکتابک الذی انزل علیک و انا علی دینک و سنتک وامنت بربک و بکل ما جاء من ربک من شرائع الاسلام و الایمان فان ادرکتک فبھا والا فاشفع لی ولا تنسنی یوم القیامۃ فانی من امتک الاولین وملۃ ابیک ابراھیم(3)

ترجمہ: محمد ﷺ بن عبداللہ کے نبی اور نبیوں کے خاتم ﷺ کی طرف تبع اول

---

(1) ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ص224/2
(2) الشامی، سبل الھدی الرشاد، ص274/3
(3) ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ص224/2

کی طرف سے میں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی کتاب پر ایمان لایا ہوں۔ اور آپ ﷺ کے دین اور طریقہ پر ہوں۔ آپکے رب پر اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اترے ایمان اور اسلام کے سلسلہ میں آیا۔ اس پر ایمان لایا ہوں۔ اگر میں آپ کا زمانہ پالوں۔ تو بہتر ورنہ قیامت میں میری شفاعت فرمانا۔ اور بھول نہ جانا۔ میں آپ کا پہلا امتی ہوں۔ آپکی آمد سے پہلے آپ پر ایمان لایا ہوں۔ اور بیعت کی ہے۔ میں آپ کے اور آپ کے جدامجدا براہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

اس واقعہ کو کئی حوالوں سے نقل کیا ہے۔ تبع اول حمیری کے وہ عربی اشعار بھی لکھے ہیں جو اس نے اپنے مکتوب میں درج کئے تھے۔ وہ یہ ہیں۔

شهدت علیٰ احمد انه رسول من الله بارى النسم

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو تمام روحوں کے پیدا کرنے والا ہیں۔

ولو مد عمرى الىٰ عمره لكنت وزيراله وابن عم

ترجمہ: اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں نے حضور ﷺ کا زمانہ پالیا تو حضور ﷺ کا وزیر بنوں گا۔ اور چچازاد بھائی کیطرح ہر موقعہ پر ان کی مدد کروں گا۔

وجاهدت بالسيف اعدائه وفرجت عن صدره كل هم (1)

ترجمہ: میں تلوار کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے لڑوں گا اور حضور ﷺ کے سینہ میں جو فکر و غم ہو گا دور کروں گا۔

پھر اس خط کو اس نے بند کیا اور بڑے عالم کو پیش کیا اور وصیت کی کہ یہ خط حضور ﷺ کے سپرد

---

(1) السهيلى، الروض الانف، ص70/1
الشامى، سبل الهدىٰ الرشاد، ص274/3
ابن كثير، السيرة النبويه، ص23/1

کیا جائے چنانچہ یہ خط ایک ہزار سال تک اس عالم کی نسل میں چلتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ خط سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ تک پہنچا۔ آپ اس بڑے عالم کی نسل سے ہیں ۔ جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت کی اور یثرب والوں کو یہ خبر ہوئی تو پھرانہوں نے یہ مشورہ دیا کہ خط والا تو جلوہ گر ہوگیا ہے۔ یہ امانت ان تک پہنچائی کیسے جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔ مشورہ دیا کہ کسی معتمد آدمی کے ذریعہ یہ خط حضور ﷺ تک پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ ابو لیلیٰ یا ابویعلی کا انتخاب ہوا۔ آپ اس خط کو لے کر حضور ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ اس دوران قبیلہ سلیم کے ایک شخص کے ہاں مقیم تھے۔ ابو لیلیٰ وہاں پہنچے تو حضور ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا۔

انت ابو لیلیٰ

کیا تو ابو لیلیٰ ہے۔

عرض کی جی ہاں! میں ابو لیلیٰ ہوں پھر فرمایا تبع اول کا خط تمہارے پاس ہے۔ عرض کی جی ہاں! فرمایا وہ مجھے دے دو۔ ابو لیلیٰ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور عرض کی آپ کون ہیں۔ فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں۔ اس نے سامان کھولا اور وہ خط نکال کر۔ حضور ﷺ کے سپرد کیا پھر ابوبکر صدیق نے یہ خط پڑھ کر سنایا۔ حضور ﷺ نے یہ خط سن کر تین مرتبہ فرمایا۔

مرحباً بالاخ الصالح (1)

میں اپنے نیک بھائی کو مرحبا کہتا ہوں۔

پھر حضور ﷺ نے ابو لیلیٰ سے فرمایا کہ اب تم واپس یثرب چلے جاؤ۔ اور میری آمد کے بارے میں وہاں لوگوں کو بتاؤ۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ص224/2

پہلی ضیافت

سیدنا ابوایوب انصاری کے ہاں قیام میں سب سے پہلی ضیافت پیش کرنے کا شرف سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کونصیب ہوا۔آپ فرماتے ہیں۔جس دن حضورﷺ نے سیدنا ابوایوب کو وہاں قیام کا شرف بخشا۔سب سے پہلا تحفہ پیش کرنے کا اعزاز مجھے ملا۔میں ایک پیالہ میں ثرید لیکر حاضر ہوا۔یہ کھانا جو اور گندم کے آٹے گھی اور دودھ سے تیار کیا گیا تھا۔میں نے یہ پیالہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔اور عرض کی حضورﷺ یہ پیالہ میری ماں نے حضورﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا۔

بارك الله فيها (1)

اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے۔

حضورﷺ نے تمام حاضرین صحابہ کو بلایا۔اور اپنے ساتھ کھلایا۔حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں۔میں ابھی واپس دروازہ تک ہی پہنچا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف سے ان کا غلام کھانا لیکر حاضر ہوا۔ میں نے برتن سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو وہ بھی ثرید تھا۔اوپر گوشت رکھا ہوا تھا۔چنانچہ حضرت سعد کے خادم نے یہ نذرانہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔حضرت سعد بن عبادہ کی طرف سے کھانا دن کو اور حضرت اسعد بن زرارہ کی طرف سے رات کو باقاعدگی سے پیش کیا جاتا تھا۔ **بنی** مالک بن نجار کے محلّہ کے لوگوں نے اس خدمت ضیافت کیلئے باریاں مقرر کررکھی تھیں۔ضیافتوں کا یہ سلسلہ قریباً سات ماہ تک چلتا رہا۔اس کے بعد حضورﷺ اپنے نوتعمیر شدہ حجروں میں منتقل ہوگئے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن کثیر ،السیرۃ النبویۃ،ص279/2
الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص275/3

حصول تبرک

سیدنا ابوایوب انصاری فرماتے ہیں، ہم کھانا تیار کر کے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ تناول فرمالیتے۔اور بچا ہوا کھانا واپس آتا۔تو ہم شوق تبرک میں بیتاب ہوتے تھے۔ہم کھانے میں حضور ﷺ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کرتے تھے۔ جہاں پر انگلیوں کے نشانات لگے ہوتے ہم وہاں سے اٹھا اٹھا کر کھاتے۔ایک مرتبہ ہم نے بالا خانہ میں کھانا بھیجا۔ جب برتن واپس آئے تو میں نے حسب معمول شوق سے مبارک انگلیوں کے نشانات تلاش کئے۔مگر نہ ملے میں پریشان ہوگیا۔ کہ حضور ﷺ نے کھانا تناول کیوں نہیں فرمایا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا عرض کی حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آج آپ نے کھانا واپس فرما دیا۔کھانے میں کہیں مبارک انگلیوں کے نشانات نہیں دیکھے۔حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس کھانے سے بو آ گئی تھی۔ اس لئے نہیں کھایا اور میں وہ شخص ہوں جو رب سے سرگوشیاں کرتا ہوں۔تم کھالو تمہارے لئے جائز ہے۔سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد ہم نے کبھی کھانے میں پیاز یا لہسن کا استعمال نہیں کیا۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پسندیدہ کھانا

کسی نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ سے پوچھا عرصہ تک حضور ﷺ نے آپ کو اپنی خدمت کا شرف بخشا ہے۔اور آپ کو یہ سعادت نصیب ہے کہ آپ سید الانبیاء علیہ السلام کیلئے صبح شام کھانا تیار کرتیں تھیں۔آپ بتا سکتیں ہیں۔کہ حضور ﷺ کو کونسا کھانا پسند تھا۔تو مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا حضور ﷺ نے کبھی ہمیں کسی خاص کھانا پکانے کا حکم نہیں فرمایا اور

---

(1) ابن کثیر،السیرۃ النبویہ ،ص/277
الشامی،سبل الھدیٰ ولرشاد،ص275/3
السھیلی،الروض الانف، ص340/2
ابو محمد،سیرۃ ابن ھشام،ص489/1

نہ ہی کبھی آپ نے پکائے گئے کھانے میں کسی بھی قسم کا نقص یا عیب نکالا۔ البتہ ایک مرتبہ میرے شوہر حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایک رات حضرت سعد بن عبادہ کی طرف سے بھیجا گیا کھانا تناول فرمایا اس میں شوربا تھا۔ جو حضور ﷺ نے بڑے شوق سے تناول فرمایا۔ اس منظر کے بعد ہم نے ہمیشہ شوربے والا سالن تیار کیا۔ اور ہم حضور ﷺ کیلئے حریس بھی تیار کرتے تھے۔ حریس گندم کو کوٹ کر اس میں قیمہ ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ اسے بھی پسند فرماتے تھے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت صہیب مدینہ منورہ میں

حضور سید عالم ﷺ کے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آ جانے پر ہر مومن کیلئے ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضری مدار محبت قرار دے دی گئی تھی۔ اس دوران کئی ایک ایمان افروز واقعات پیش آئے۔ جن میں سے ایک ایمان افروز واقعہ صہیب ابن سنان کا بھی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں۔ حضرت صہیب ابن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مختصر قافلہ کیساتھ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں تھے کہ مشرکین نے گھیر لیا۔ ان کے ساتھی حضرت یاسر کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت سمیہ کے دونوں پاؤں کو دو اونٹوں کے پاؤں سے باندھ کر انہیں علیحدہ علیحدہ سمتوں میں ہانک کر حضرت سمیہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو برس کے بوڑھے آدمی تھے۔ اور نہایت عمدہ تیر انداز تھے۔ انہوں نے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے اپنا تیر کمان سنبھالا اور فرمایا۔ اے قریش جب تک میرے تیر ختم نہیں ہو جاتے تم میرے پاس نہیں آ سکو گے۔ میرے ایک ایک تیر سے کئی کئی دشمن ہلاک ہونگے۔ تیر ختم ہو گئے تو میں تلوار کیساتھ جنگ لڑوں گا۔ تمہیں کھیت کیطرح کاٹ کر رکھ دوں گا۔ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ میرے چلے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اور میرے ساتھ لڑنے میں تمہارا نقصان ہوگا۔ بہتر صورت یہ ہے اگر تم مجھے مدینہ منورہ اپنے محبوب پاک ﷺ کے پاس جانے دو تو میں

(1) الشامی، سبل الھدیٰ ولرشاد، ص275/3

تمہیں مکہ مکرمہ میں اپنی چھپائی گئی دولت بتا دیتا ہوں۔ وہ نکال لو۔ کفارِ مکہ اس سودے پر راضی ہو گئے آپ نے اپنے سارے مال کا پتا بتا دیا۔ اور مدینہ منورہ حاضر ہو گئے۔ مدینہ منورہ آنے پر سب سے پہلے ملاقات سیدنا صدیق اکبر سے ہوئی۔ صدیق اکبر نے فرمایا صہیب تم نے بہت اچھی تجارت کی۔ zصہیب پوچھتے ہیں کون سی تجارت تو صدیق اکبرؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد(35)

کچھ ایسے بھی ہیں جو رضائے الٰہی کے لئے اپنی جان بیچ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے۔ صدیق اکبر فرماتے ہیں صہیب تم مال دے کر کفار سے جان چھوڑا رہے تھے۔ اور یہاں مدینہ منورہ میں تمہارے حق میں یہ آیت کریمہ اتر رہی تھی۔(36)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جندب بن ضمرہ مدینہ منورہ میں

سیدنا صہیب ابن سنان کی جانبازی اور مدینہ منورہ سے والہانہ عقیدت جیسا ایک ایمان افروز واقعہ حضرت جندع بن ضمرہ کا بھی تاریخ میں موجود ہے۔ حضور ﷺ کے مدینہ طیبہ آنے کے بعد یہ مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے۔ وہیں بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی بیماری کی حالت میں بیٹوں سے کہا مجھے یہاں سے لے جاؤ۔ بچوں نے پوچھا بابا کدھر لے جائیں۔ تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ مدینہ منورہ کی طرف کیا۔ زبان میں تو بولنے کی سکت نہ تھی۔ بیٹوں نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی۔ چارپائی اٹھائی ابھی وہ دس میل ہی سفر طے کر پائے تھے کہ روح پرواز کر گئی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب پاک ﷺ

---

(1) البقرۃ،2:207

(2) السمرقندی،بحرالعلوم فی تفسیر القرآن العظیم ،ص23

کے اس جان باز صحابی کی ادا پسند آئی۔

جبریلِ امینؑ یہ آیہ مبارکہ لے کر آ گئے۔

من یخرج من بیته مهاجراً الیٰ الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله۔(1)

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرتا ہے پھر اسے راستے میں موت آ جائے تو اسکا اجر اللہ تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کا ضمرہ بن عیص کا بھی واقعہ ہے۔ وہ بیمار تھے۔ گھر والوں سے کہا مجھے چار پائی پر اٹھا کر مدینہ منورہ لے چلو گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ ابھی مکہ مکرمہ سے چار میل سفر ہی طے کیا تھا کہ موت نے آ لیا۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبه سیّدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

یثرب سے طیبہ

یہ شہر حضور ﷺ کی آمد سے بابرکت ہوا۔ ورنہ اس کی آب وہوا سے لوگ متنفر تھے۔ لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ اس شہر سے گزرنا بیماریوں کو لاتا ہے۔ یہاں پر کئی قسم کی بیماریاں پھوٹتی رہتی تھیں۔ ہوا مضر صحت تھی۔ ماحول خراب تھا۔ پانی بے ذائقہ تھا۔ یہ **بستی** جھگڑوں فسادات کا مرکز **بنی** رہتی تھی۔ لفظِ یثرب میں ہی شدت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ محبوب پاک ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے سے جونہی اس کا نام بدلا، ماحول بدلا، رنگ بدلا، نظام بدلا برکات ورحمات نے ڈیرہ جما لیا۔ روحانی انقلاب آیا۔ اس

---

(1) النساء،4:100

(2) شہاب الدین محمود ابن عبداللہ الحسینی الألوسی،روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم،ص4/201

أبو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی،مفأتیح الغیب فی تفسیر القرآن العظیم،ص5/352

ابن عباس ،تنویرالمقیاس من تفسیرابن عباس ،ص94

خطہ کا ستارہ چمک گیا۔ یہاں تک کہ حضورﷺ نے یثرب کہنے سے منع فرمادیا۔ سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا!

لاتدعوھا یثرب فانھا طیبہ (1)

اس بستی کو یثرب نہ کہا کرو۔ یہ طیبہ ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ من سمی المدینۃ بیثرب فلیستغفر اللہ ھی طابہ ھی طابہ ھی طابہ(2)

جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہیئے وہ اپنی اس غلطی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ یہ تو طابہ ہے، یہ تو طابہ، یہ تو طابہ ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ حضورﷺ کی جلوہ گری سے پہلے یہ شہر بیماریوں کا گھر تھا۔ آپ فرماتی ہیں میرے والد ابوبکر صدیقؓ کو بخار ہوگیا۔ میں نے حضورﷺ سے بیمار پرسی کی اجازت چاہی اور وہاں حاضر ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ شدید بخار میں مبتلا تھے۔ میں نے پوچھا اباجی کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا!

کل امری مصبح فی اھلہ والموت ادنی من شراك نعلہ(3)

ہر آدمی اپنے اہل خانہ کے پاس صبح کرتا ہے۔ اور اس کے جوتی کے تسمہ سے زیادہ موت اس کے قریب ہے۔

پھر میں عامر بن فہیرہ کے پاس گئی وہ بھی بیمار تھے۔ والد گرامی کے ساتھ ہی رہ رہے تھے۔ ان سے پوچھا عامر آپ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا

لقد وجدت قبل زوقہ ان الجبان حتفہ من فوقہ (4)

---

(1) الشامی، سبل الهُدی والرشاد، ص296/3

(2) امام احمد، مسند امام احمد، براء بن عازب، الرقم17788، ص475/37

(3) ابوعبداللہ مالك بن انس الاصبحی المدنی(المتوفیٰ179ھ)الموطاء، ماجاء فی وباء المدینۃ، الرقم 1385، ص355/5

(4) البخاری، صحیح البخاری، من دعا برفع الوباء والحمی، الرقم5245 ، ص430/17

میں نے موت چکھنے سے پہلے ہی موت کو پالیا۔ بزدل کی موت اس کے اوپر سے آتی ہے۔

میں نے کہا عامر غشی یا بیہوشی کی حالت میں بول رہے ہیں۔ ام المومنین فرماتی ہیں۔ حضرت بلال کو بھی بخار تھا۔ جب ان کا بخار اترتا تو وہ یہ شعر پڑھتے رہتے۔

الالیت شعری ھل ابتین لیلۃ　　یواد وحولی اذخرٌ وجلیلٌ (1)

کاش کبھی ایسا وقت آئے میں وادی میں رات گزاروں۔ اور میرے دائیں بائیں اذخر و جلیل کے پودے ہوں۔

ام المومنینؓ کی اس تفصیل سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ وادی بیماریوں کا گھر تھی۔ خرابیوں کا مرکز تھی۔ لوگوں کی نفرت کا باعث تھی۔ ام المومنین فرماتی ہیں میں نے یہ ساری صورتِ حال حضور ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللھم حبب الینا المدینہ کما حببت الینا مکۃ او اشد و صحھا و بارك لنا فی صاعھا و مدھا ثم انقل وباء الی مھیعۃ وھی الجحفہ(2)

اے اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کو ہمارے لئے اس طرح محبوب بنا دے۔ جس طرح مکہ کو تو نے ہمارے لئے محبوب بنایا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے اور اس کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت فرما۔ اور اس کی وبا کو جحفہ کیطرف منتقل کر دے۔

ظاہر ہے حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔ اس دعا کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ اے اللہ ہمیں مدینہ کی محبت مکہ سے بھی زیادہ عطا کر یہی عنوان ایک اور حدیث شریف سے ملتا ہے۔ اسے سیدنا عبداللہ ابن عمر نے نقل کیا ہے۔ اس روایت کو ائمہ نے اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں نے ایک سیاہ رنگ والی خاتون کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ مدینہ سے نکل کے

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، من دعا برفع الوباء والحمی، الرقم 5245، ص 430/17

(2) امام احمد، مسند امام احمد، سیدہ عائشۃ، الرقم 23324، ص 380/49
البخاری، صحیح البخاری، من دعا برفع الوباء والحمی، الرقم 5245، ص 430/17
ابن حبان، صحیح ابن حبان، ذکر اباحۃ عیادۃ المراۃ، الرقم 5691، ص 220/23

مہیعہ میں اتری۔میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی مدینہ کی وبا مہیعہ میں منتقل کر دی گئی۔(1)

یثرب سے طیبہ بننے کیلئے حضور ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے کیساتھ ساتھ آپکی دعاؤں کا ذکر بھی موجود ہے۔بخاری و مسلم نے سیدنا انسؓ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ۔ (2)

اے اللہ جو برکت تو نے مکہ کو دی ہے اس سے دگنی برکت مدینہ کو عطا فرما۔

حضور ﷺ کی اس دعا کی قبولیت میں شک و تردد کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔یہ برکت مال میں بھی ہے۔اعمال و کاروبار میں بھی، محنت مزدوری میں بھی، کھیتی باڑی میں بھی، غرضیکہ یہ برکت زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ   کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ کے اسماء گرامی

ارض اللہ، اکالۃ البلدان، اکالۃ القریٰ، الایمان، البلد، بیت الرسول، جزیرۃ العرب، الجنۃ، الحصینہ، الحبیبہ، الحرم، حرم رسول اللہ، حسنہ، الخیرہ، الدارہ، دار الابرار، دار الایمان، قبۃ الاسلام، سیدۃ البلدان، الشافیہ، طابہ، طیبہ، العاصمہ، العزراء،

(1) امام بخاری، صحیح بخاری، باب المراۃ السوداء، الرقم 6517، ص 420/21

امام احمد، مسند امام احمد، باب مسند عبداللہ بن عمر، الرقم 6517، ص 420/21

الدارمی، وھو الامام الکبیر أبو محمد عبداللہ بن الرحمن بن الفضل بن بھرام الدارمی سنن دارمی، باب فی القمص والبر، الرقم 2216، ص 413/6

(2) البخاری، صحیح البخاری، المدینۃ تنفی الخبث، الرقم 1752، ص 444/6

امام مسلم، صحیح مسلم، فضل المدینہ ودعا النبی ﷺ، الرقم 2432، ص 106/7

امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالک، الرقم 11999، ص 45/25

أبو عوانۃ یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم النیسابوری الاسفراینی (المتوفی:316) المستخرج، ذکر دعا النبی ﷺ، الرقم 2931، ص 408/7

العراء، العروض، الغراء، غلبه، صمه، قرية الانصار، المبارکه، المومنه، قلب الایمان، مبین الحلال و الحرام، المجبوره، المحبوبه، المحفوفه، مدخل صدق، مدینه الرسول، المرحومه، المرزوقه، مضجع الرسول، مهاجر الرسول، المقر المقدسه، الموفیه، ذات النخل، دارالفتح، المکینه، الناجیه، نبلاء، النحر، الهذراء، یثرب، یندو، یندر، الکتان، المقدسه، المطیبه، المسلمه، مسجد اقصیٰ، المدینه، المختاره، المحفوفه، المحرمه، المحبوره، المخبه، الفاضحه، ظباب، السلقه، دارالسنة، دارالسلامة، دارالهجره، تندر، البلاط، البحره، ارض البحره، اثرب، ذات الحجر، البارہ، البره(1)

ان اسماء کی تفصیل کے لئے مدینۃ الرسول کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

تاریخِ مدینہ

اس مبارک شہر کی تاریخ کے سلسلہ میں علامہ نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے۔

نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد سب سے پہلے یہی **بستی** آباد ہوئی۔(2)

سیدنا ابن عباسؓ سے ہے۔نوحؑ کی کشتی سے ۸۰ افراد اترے وہ جگہ سوق الثمانین کہلائی، یہ لوگ وہاں بڑھے ۷۲ زبانوں میں منقسم ہوگئے۔ان میں سے ایک جماعت نے بذریعہ الہام عربی زبان وضع کی اوراس سرزمین میں سکونت اختیار کی۔انہیں لوگوں نے سب سے پہلے یہاں زراعت کی اور کھجور کے درخت لگائے،انہیں عمالقہ کہا جاتا ہے۔نوحؑ کی اولاد میں سے یثرب بن فائۃ بن میلائل بن ارم بن عبیل بن عوص بن سام بن نوح یہاں آباد ہوا۔اسی وجہ سے اس **بستی** کا نام یثرب مشہور

(1) السمھودی،خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفیٰ ﷺ،ص 51

(2) السمھودی،خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفیٰ ﷺ،ص 71/1

ہوا۔(1)

ایک اور حدیث شریف سے اس **بستی** کی تاریخی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔ابن منذر نے سلیمان بن عبداللہ بن **حنظلہ** سے روایت کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام حج بیت اللہ شریف کیلئے آتے ہیں۔تو انہوں نے اس مقام پر شہر ہونے کے آثار پائے تھے۔(2)

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ضمن میں ایک اور روایت بھی بیان کی ہے کہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں بھائی جب حج بیت اللہ شریف کیلئے آئے تو دونوں نے اسی شہر میں قیام کیا۔ان دنوں یہ شہر یہود کا مرکز تھا۔احتیاط کے طور پر دونوں بھائیوں نے اپنا قیام احد پر رکھا۔یہیں احد شریف میں سیدنا ہارون علیہم السلام کا انتقال ہوگیا۔(3)

الحمدللہ ۱۹۶۳ء کی حاضری میں جب احد کی چوٹی پر جانے میں رکاوٹ نہ تھی۔قبر شریف کی زیارت نصیب ہوئی۔وللہ الحمد،قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر مظہری میں آیۃ کریمہ:**اذا اتوا علیٰ واد النمل** کے تحت فرماتے ہیں۔سیدنا سلیمان ؑ کا لشکر مدینہ منورہ سے گزرا اور آپ نے فرمایا

هذه دار هجرة نبی آخر الزمان

یہ نبی آخر الزمان کی ہجرت گاہ ہے(4)

اس واقعہ سے بھی اس مقدس شہر کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔جب بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو کوئی امن کی جگہ تلاش کرنے لگا۔لوگوں نے بتایا عرب کے علاوہ کہیں امن نہیں چنانچہ علماء نے اسے کہا آخری رسول ذاتِ نخل میں ظہور پذیر ہونگے چنانچہ یہ شام سے نکل کر یہاں پہنچا

---

(1) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفیٰ ﷺ،ص42/1
الطبری ،تاریخ الرسل والملوك،ص75/1
جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی
(المتوفی:597ھ)المنتظم،ص42/1

(2) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفیٰ ﷺ،ص71/1

(3) ابن الضیاء،تاریخ مكة المشرفه ولمسجد الحرام ،ص120/1
ابن شبة النمیری، تاریخ المدینه ،ص85/1

(4) ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق،ص386/3
ابن الضیاء،تاریخ مكة المشرفه ولمسجد الحرام ،ص112/1

اوراس مکان ذات النخل کو ٹھکانا بنایا۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حیاتِ انبیاء

خلاصۃ الوفاء ص ۱۰۸ پر ایک عظیم واقعہ درج ہے۔ جب موسیٰ وہارون علیہما السلام نے احد شریف کی چوٹی پر ڈیرہ لگایا۔ اور وہیں پر سیدنا ہارون علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کو قبر میں اتارا۔ تو جی بھر آیا۔ اور کہا بھائی آپ فوت ہوگئے۔ یہ فقرہ فرمانا ہی تھا کہ ہارون علیہ السلام قبر سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور اسطرح عملاً اپنی حیات کا ثبوت دیا اور پھر لیٹ گئے۔(2)

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں!

نبی اللہ حی یرزق (3)

اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اسے رزق دیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث شریف میں بھی اس عنوان کی تصدیق ملتی ہے۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (4)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

حضور ﷺ کے ایک تیسرے ارشاد سے بھی اس عنوان کی تائید ہوتی ہے۔ آپ نے سفرِ معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا!

---

(1) ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ص 129/1

(2) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 71/1

(3) ابن ماجہ ،سنن ابن ماجہ ، وفاتہ ودفنہ علیہ السلام، الرقم، 1627ص 130/5

(4) ابن ماجہ ،سنن ابن ماجہ، فی فضل الجمعہ، الرقم، 1075ص 386/3

امام احمد، مسند امام احمد، حدیث اوس بن اوس، الرقم 15575، ص 389/32

الدارمی، سنن دارمی، باب فضل الجمعہ، الرقم 1624، ص 496/4

أبو عبدالرحمن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی ،النسائی (المتوفی:303ھ) السنن الکبری ، الرقم، 1666، ص 519/1

ا لنسائی، سنن نسائی، اکثار الصلوۃ علی النبی ﷺ، الرقم 1357 ، ص 208/5

مررت بقبر موسیٰ وھو قائم یصلی فی قبرہٖ (1)

میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو انہیں دیکھا۔ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائلِ مدینہ منورہ

☆ سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں!

لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض نفس نبیہ ﷺ (2)

وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کا وصال ہوا ہے۔ اس خطہ سے افضل ترین کوئی خطہ نہیں

جوطور بداماں ہے تیرے فیض قدم سے
وہ راہ گزر چاند ستاروں سے حسیں ہے

☆ سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے!

لا یقبض النبی الا فی احب الا مکنہ۔ (3)

نبی کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے۔ جو اسے زیادہ پسند ہو۔

☆ حبیب انور ﷺ نے فرمایا!

---

(1) المسلم ،صحیح مسلم ،من فضائل موسیٰ،الرقم،4379،ص79/12
النسائی،سنن نسائی،ذکر صلوٰۃالنبی ﷺ وموسیٰ ،الرقم،1613،ص110/6
مسند احمد،مسندانس بن مالك،الرقم11765،ص311/24
عبدالرزاق،المصنف ،الرقم،6227،ص577/3
سلیمان بن احمد بن ایوب بن میر اللخمیی الشامی ، ابو القاسم
الطبرانیی(المتوفی360)،المعجم الکبیر،الرقم،11044ص320/9

(2) السمھودی، خلاصۃالو فاباخبار دار مصطفی ﷺ،ص7/1

(3) ابو یعلی،مسند ابی یعلیٰ ،لا یقبض النبی الا فی احب ،الرقم،40،ص42/1

ما علی الارض بقعۃ احب الی من ان یکون قبری بھا منھا(1)

روئے زمین پر مجھے اپنی قبر کے لئے کوئی اس (مدینہ منورہ) سے زیادہ محبوب نہیں۔

☆ تاجدار عالم ﷺ نے فرمایا!

والمدینۃ خیر لھم لو کانو یعلمون(2)

(ایک وقت آئے گا۔ آدمی اپنے اہل وعیال کو دوسری جگہ بلائے گا) حالانکہ مدینہ منورہ ہی اس کیلئے بہتر ہے۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا!

اللھم انک اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک(3)

اے اللہ تعالیٰ تو نے مجھے اس سرزمین سے ہجرت کا حکم دیا۔ جو مجھے محبوب تھی۔ اب مجھے ایسی سرزمین میں ٹھہرا جو تجھے زیادہ محبوب ہو۔

☆ فخرِ آدم و **بنی** آدم ﷺ نے فرمایا!

من مات بالمدینۃ کنت لہ شفیعاً یوم القیٰمۃ(4)

جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہوا۔ میں اس کا شفیع ہونگا۔

نبی رحمت حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا!

من صبر علیٰ لاوائھا وشد تھا کنت لہ شھیداً وشفیعاً یوم القیٰمۃ (5)

جس شخص نے مدینہ منورہ کی مشکلات پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہونگا۔

---

(1) امام مالک، الموطا، الشھداء فی سبیل اللہ، الرقم 877، ص357/3
(2) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص10/1
(3) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص7/1
(4) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص10/1
(5) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص10/1

☆ سید الکونین ﷺ نے فرمایا!

ان الایمان لیأزر الی المدینة کما تأزر الحیة الی جحرھا۔(1)

ایمان مدینہ منورہ میں پناہ لے گا جیسے سانپ اپنی بل میں چلا جاتا ہے۔

☆ رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے۔آپؐ نے فرمایا!

والمدینة خیر من مکه۔ (2)

مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

☆ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا!

مــن استطاع منکم ان یموت فی المدینة فلیمت بھا انی اشفع لمن یموت بھا۔(3)

جس سے ہوسکے کہ اسے مدینہ منورہ میں موت آئے تو ایسا کرے جسے مدینہ منورہ میں موت آئے گی۔میں اس کی شفاعت کروں گا۔

نبی اطہر ﷺ نے فرمایا!

انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم اتی اھل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اھل مکه۔ (4)

---

(1) البخاری، صحیح البخاری،الایمان یأزر الی المدینه،الرقم1743،ص431/6
امام مسلم ،صحیح مسلم ،ان الاسلام بدا غریبا،الرقم 210،ص352/1
الترمذی،سنن ترمذی،ان الاسلام بدا غریبا،الرقم 2554،ص219/9
ابن ماجه ،سنن ابن ماجه،فضل المدینة،الرقم3102 ،ص257/9

(2) الطبرانی،المعجم الکبیر،الرقم،4323ص،388/4

(3) الترمذی،سنن ترمذی،فضل المدینة،الرقم،3852،ص425/12
امام احمد،مسند امام احمد،مسندعبدالله بن عمر، الرقم ،5555،ص92/12
النسائی،السنن الکبریٰ،الرقم 4285،ص488/2
الطبرانی،لمعجم الکبیر،ب5،الرقم،20278،ص6318

(4) الترمذی،سنن ترمذی،باب فی مناقب عمر رضی الله عنه،الرقم 3625،ص152/12
الترمذی،سنن ترمذی،باب فی مناقب عمر رضی الله عنه،الرقم 3625،ص152/12
الحاکم،المستدرک علی الصحیحین،بتفسیر سورۃق،الرقم ،3691ص411/8

سب سے پہلے (قیامت کے دن) میں اٹھوں گا پھر ابو بکر، پھر عمر، پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا۔ وہ میرے ساتھ جمع ہوں گے۔ میں پھر اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔

☆ محبوبِ خدا ﷺ نے فرمایا!

لا یکید اھل المدینہ احد الا ینماع کما ینماع الملح فی الماء (1)

جو کوئی اہلِ مدینہ سے مکر و فریب کرے گا۔ وہ اس طرح پگھل جائے گا۔ جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

☆ تاجدار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

من اراد اھل ھذہ البلدۃ بسوء اذا بہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء (2)

جس شخص نے اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ بھی کیا وہ اس طرح مصائب میں پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں۔

☆ حبیب کبریا ﷺ نے بارگاہ قدس میں عرض کی!

اللھم من ارادنی و اھل بلدی بسوء فعجل ھلاکتہ۔ (3)

اے اللہ تعالیٰ جس نے میرے ساتھ اور میرے شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اسے جلد برباد کردے۔

☆ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا!

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، اثم من کاد اھل المدینۃ، الرقم 1744، ص433/6

(2) امام مسلم، صحیح مسلم، من اراد اھل المدینۃ بسوء، الرقم 2456، ص134/7
ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، فضل المدینۃ، الرقم 3105، ص260/9
امام احمد، مسند امام احمد، باب مسند سعد بن مالک، الرقم 1476، ص486/3
عبدالرزاق، المصنف، الرقم 17157، ص264/9
المستدرک علی الصحیحین، عقیل بن خالد، الرقم 8777، ص37/20

(3) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص11/1

من ظلم اهل المدينة واخا فهم عليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين۔ (1)

اے اللہ تعالیٰ جس نے مدینہ والوں پر ظلم کیا اور ڈرایا۔اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔فرشتوں انسانوں کی لعنت ہو۔

☆ شہنشاہ کونین ﷺ نے فرمایا!

المدینة فیھا مھاجری و فیھا مضجعی ومنھا مبعثی فحق علی امتی حفظ جیرانی ماجتنبوا الکبائر(2)

مدینہ منورہ میرا مقام ہجرت ہے۔یہیں میری قبر ہوگی۔یہیں سے قیامت کو اٹھوں گا۔میری امت پر لازم ہے میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں جب تک کبیرہ گناہوں سے بچیں۔

☆ صاحبِ قاب قوسین ﷺ کا عمل مبارک تھا!

اذا قدم من سفر فنظر الیٰ جدرانھا ان کان علیٰ دابة حرکھا من حبھا(3)

حضور ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے۔اور مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر پڑی تو شوق مدینہ منورہ میں سواری کو تیز ہانک دیتے۔

رسولِ محتشم ﷺ کا معمول تھا جب آپ سفر مبارک سے واپس تشریف لاتے تو یہ دعا فرماتے!

---

(1) الطبرانی ،المعجم الاوسط،من اسمہ مروح،الرقم3727،ص247/8
الطبرانی،المعجم الکبیر،ب2،الرقم6498،ص271/6
(2) الطبرانی،المعجم الکبیر،ب4،الرقم16865،ص136/15
(3) البخاری، صحیح البخاری،المدینة تنفی الخبث،الرقم1753،ص445/6
الترمذی،سنن ترمذی،ما یقول اذا قدم من السفر،الرقم3363،ص331/11
مسنداحمد،باب مسند انس بن مالك ،الرقم12158،ص204/25
ابو یعلی ،مسند ابو یعلی،اذاقدم من السفر،الرقم3779،ص406/8

اللھم اجعل لنا بھا قرارا ورزقاً حسنا(1)

اے اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کو ہمارے لئے تسکین اور رزق حسنہ بنادے۔

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تیری دیوار کی طرف

☆ امام القبلتین ﷺ نے فرمایا!

اللھم اجعل بالمدینہ ضعفے ماجعلت بمکۃ من البرکۃ۔ (2)

☆ شب اسریٰ کے تاجدار ﷺ نے فرمایا!

للھم لا تجعل منایا ، بمکۃ حتٰی تخرجنا۔ (3)

اے اللہ تعالیٰ ہماری موت مکہ مکرمہ میں نہ آئے۔حتی کہ ہمیں یہاں سے نکال لے۔اس حدیث سے مدینہ منورہ کی موت کیطرف اشارہ ہے۔مکہ مکرمہ سے نفرت مراد نہیں ۔(معاذاللہ)

☆ شافع محشر ﷺ نے مدینہ منورہ کیلئے دعا فرمائی!

اللھم بارك لنا فی مدینتنا اللھم اجعل مع البرکۃ برکتین۔ (4)

اے اللہ تعالیٰ ہمارے مدینے میں برکت بخش اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں جمع فرمادے۔یعنی مدینہ منورہ میں تین گنا برکت فرمادے۔

☆ سید الثقلین ﷺ نے فرمایا!

---

(1) السمھودی، خلاصۃالوفاباخبار دار مصطفی ﷺ،ص14/1

(2) البخاری، صحیح البخاری،المدینۃتنفی الخبث،الرقم 1752،ص444/6
امام مسلم ،صحیح مسلم ،فضل المدینۃ ودعاالنبی،الرقم 2432،ص106/7
امام احمد،مسنداحمد،باب مسند انس بن مالك ،الرقم11999،ص45/25
الطبرانی، المعجم الاوسط،من اسمہ محمد،الرقم5868،ص446/12

(3) امام احمد،مسند احمد،مسندعبداللہ بن عمر ، الرقم4547،ص83/10
الطبرانی ،المعجم الکبیر،ب3،الرقم13148،ص490/10

(4) امام مسلم،صحیح مسلم،الترغیب فی سکنی المدینۃ،الرقم2439،ص114/7
النسائی،السنن الکبری،الرقم4276،ص486/2
ابی عوانہ،المستخرج،حراسۃ الملئکۃ مدینۃ،الرقم3051، ص43/8

اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانا عبدک ونبیک وانہ دعابمکۃ وانا ادعوک للمدینہ بمثل مادعا بمکۃ و مثلہ معہ(1)

اے اللہ ابراہیمؑ تیرے بندے نے اور خلیل ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں۔انہوں نے مکہ کیلئے دعا کی تھی میں مدینہ کیلئے دعا کرتا ہوں۔اور اتنی ہی مزید۔

☆ وسیلہ دارین ﷺ نے فرمایا!

علٰی ابواب المدینۃ ملائکۃ تحر سونھا لایدخلھا الطاعون والدجال(2)

مدینہ منورہ کے دروازے پر فرشتے مقرر ہیں۔اس مقدس شہر میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکیں گے۔

☆ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا!

المدینۃ ومکۃ محفوفتانِ با الملئکۃ(3)

مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کو فرشتوں نے پروں سے ڈھانپ رکھا ہے۔

---

(1) امام مالک،موطا،الدعاء المدینۃ واھلھا،الرقم1375،ص340/5
امام مسلم ،صحیح مسلم ،فضل المدینۃ ودعاء النبی ﷺ،الرقم2437،ص111/7
ا لترمذی،سنن الترمذی،ما یقول اذارای البا کورۃ،الرقم3376،ص353/11
بو عوانہ،المستخرج ،دعاء النبی ﷺ،الرقم3052،ص45/6
ابن حبان ،صحیح ابن حبان،فضل مکۃ،الرقم 3817،ص495/15

(2) البخاری، صحیح البخاری،لایدخل الدجال المدینۃ،الرقم ، 1747،ص438/6
امام مسلم ،صحیح مسلم ،صیانۃ المدینۃ من دخول الطاعون ،الرقم 2449،ص125/7
امام ترمذی،سنن ترمذی،ماجافی الدجال لا یدخل ،الرقم2168،ص194/8
موطا امام مالک،ما جا ء فی ولو باء المدینہ،الرقم1386،ص356/5
امام احمد،مسنداحمد،مسندابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ،الرقم 6939،ص477/14

(3) امام احمد،مسنداحمد،مسندابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ،الرقم ،9875،ص419/20

☆ بدرالدجی ﷺ نے فرمایا!

امرت بقریة تأکل القریٰ یقولون یثرب وھو المدینہ۔ (1)

مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر حاوی ہوگی تمام سے افضل ہوگی۔لوگ یثرب کہتے ہیں۔وہ مدینہ منورہ ہے۔

نہ باغ خلد میں ہے نہ فصل نو بہار میں ہے

جو حسن

☆ صدرالعلی ﷺ نے فرمایا!

ان اللہ امر نی ان اسمی المدینة طأبہ(2)

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مدینہ کا نام طابہ رکھوں۔

☆ کہف الوریٰ ﷺ نے فرمایا!

والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داء(3)

ابن نجار ابن جوزی اور ابن اثیر نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔حضور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ

---

(1) البخاری، صحیح البخاری،فضل المدینة،الرقم1738،ص422/6
امام مسلم ،صحیح مسلم،المدینة تنفی شرارھا،الرقم 2452،ص129/7
امام مالك،الموطأ ،ما جاء فی سکنی المدینة،الرقم1378،ص344/5
امام احمد،مسنداحمد،ابی ھریرة رضی اللہ عنہ،الرقم 6934،ص475/14
عبدالرزاق،المصنف،الرقم17165،ص267/9

(2) امام مسلم،صحیح مسلم،المدینة تنفی شرارھا،الرقم2455،ص132/7
النسائی ،سنن الکبری،الرقم4260،ص482/2
ابو عوانہ،المستخرج ،ذکراسامی المدینة، الرقم3058،ص52/8
الطبرانی،المعجم الکبیر،ب1،الرقم1859،ص309/2
امام احمد،مسنداحمد،جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ،الرقم 19971،ص405/42

(3) السمھودی، خلاصة الوفاباخبار دار مصطفی ﷺ،ص19/1
الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص330/10

منورہ کی طرف سے اٹھے ہوئے غبار سے منہ ڈھانپا۔تو آپؐ نے فرمایا! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے غبار میں شفا ہے۔(1)

☆ شمس الضحیٰ ﷺ نے فرمایا!

غبار المدینہ یطفی الجذام(2)

آپ ﷺ نے فرمایا! مدینے کا غبار کوڑھاپن ختم کر دیتا ہے۔

☆ مصباح الظلم ﷺ ایک مرتبہ بنو حارث کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ حضور! آج کل پورا قبیلہ بخار کی لپیٹ میں ہے۔تو آپ نے فرمایا!

تأخذون من ترابها فتجعلون فی ماء ثم یتفل علیه احدکم ففعلوا فترکهم الحمی(3)

اس کی مٹی لیکر پانی میں حل کر دو پھر وہ پانی چھڑک دو۔انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخار سے نجات دے دی۔

☆ جمیل الشیم ﷺ کا معمول تھا مریض کیلئے فرمایا کرتے تھے!

کان یقول للمریض بسم الله تربة ارضنا بریقة بعضنا یشفی سقیمنا(4)

---

(1) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص 19/1

(2) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص 19/1

الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص 226/12

(3) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص 330/10

السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص 19/1

(4) البخاری،صحیح البخاری،رقیۃ النبی ﷺ،الرقم 5304، ص 27/18

امام مسلم،صحیح مسلم،استحباب الرقیۃ،الرقم 4069، ص 191/11

امام احمد،مسند احمد، حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا،الرقم 23476،ص 132/50

ابی دائود،السنن ، کیف الرمیۃ ،الرقم 3397،ص 400/10

ابن ماجہ،السنن،ماعوذبہ النبی ﷺ،الرقم 3512،ص 354/10

مریض کو ان کلمات سے دعا فرمایا کرتے تھے! تربۃ ارضنا سے خاک مدینہ شریف کی طرف اشارہ ہے۔

☆ صاحب الجود والکرم ﷺ نے فرمایا!

ان ابـراھیـم حرم مکۃ ودعالھا دانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ(1)

ابراہیمؑ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا۔ اسکے لئے دعا کی میں نے مدینہ منورہ کو اسی طرح حرم بنایا۔ جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ابوھریرہ کے حوالے سے اس جگہ پر اس طرح فرمایا ہے!

حرم مابین الایتی المدینۃ علی لسانی(2)

اللہ تعالیٰ نے میری زبان سے مدینہ کو دونوں پہاڑوں کے درمیان حرم بنایا ہے

یہی عنوان دوسرے الفاظ میں اس طرح ملتا ہے!

اللھم انی احرم مابین جبلیھا مثل ماحرم ابراھیم مکۃ(3)

اے اللہ تعالیٰ میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں جسطرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا

☆ سر اللہ المکنون ﷺ نے فرمایا!

وانی حرمت المدینۃ حراماً مابین مازیھا ان لا یھرق فیھا دم ولا یحمل بھا سلاح بقتال۔(4)

---

(1) السمھودی، خلاصۃالوفاباخبار دار مصطفی ﷺ، ص22/1

(2) البخاری، صحیح البخاری، حرم المدینۃ، الرقم1736، ص419/6
امام مسلم، صحیح مسلم، فضل المدینۃ، الرقم 2436، ص110/7
امام احمد، مسنداحمد، ابی ھریرہ، الرقم7508، ص49/16

(3) البخاری، صحیح البخاری، الحبس، الرقم5005، ص44/17
امام مسلم، صحیح مسلم، فضل المدینۃ، الرقم2428، ص102/7
امام احمد، مسنداحمد، انس بن مالك، الرقم12155، ص201/25
ابو یعلی، مسند ابویعلی، ھذا جبل یحبنا، الرقم3604، ص230/8

(4) امام مسلم، صحیح مسلم، الترغیب فی سکنی المدینۃ، الرقم2439، ص114/7
ابو عوانہ، المستخرج، فطر اھراق الدم، الرقم3049، ص40/8

میں نے مدینہ کو دونوں پہاڑوں کے درمیان حرام قرار دیا ہے۔ نہ اس میں خون بہایا جائے۔ نہ لڑائی کی جائے، نہ لڑائی کیلئے ہتھیار اٹھائے جائیں۔

☆ دراللہ المخزون ﷺ نے فرمایا!

لا یختلٰی خلاھا ولا ینفر جیدھا۔(1)

یہاں کا کانٹا نہ اکھاڑہ جائے۔ شکار نہ بھگایا جائے (جیسا کہ حرم کعبہ کیلئے ہے)

مختلف ائمہ کے مختلف نظریات اپنی جگہ مگر عظمتِ مدینہ واضح ہے۔

☆ عظمتِ مدینہ منورہ پر سیدنا عبداللہ بن سلام کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے۔

عن عبداللہ بن سلام قال مابین عیر واحد حرام حرمہ رسول ﷺ ماکنت لاقطع بہ شجر ولا اقتل بہ طائر (2)

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں! احد وعیر کا درمیانی حصہ حضور ﷺ نے حرام قرار دیا۔ میں نے کبھی مدینہ منورہ کا درخت نہیں کاٹا۔ نہ ہی پرندہ مارا جائے

☆ مدینہ منورہ کی عظمت پر سیدنا سعدؓ کا واقعہ بھی بڑی دلیل ہے۔ آپ وادیٔ عقیق سے گزر رہے تھے کہ ایک آدمی کو درخت کاٹتے دیکھا تو اس سے اس کا سامان چھین لیا۔ لوگ اس کی سفارش کے لئے آئے کہ اس کا سامان واپس کر دیا جائے۔ تو آپ نے فرمایا!

سمعت رسول ﷺ ینھٰی ان یقطع من شجر شجر المدینۃ شیئ قال من قطع شیئاً فمن اخذہ سلبہ ۔(3)

میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا! مدینہ منورہ کا درخت کاٹنے

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، ما قیل فی الصواغ، الرقم 1948، ص226/7
امام مسلم، صحیح مسلم، تحریم مکۃ وصیدھا، الرقم 2414، ص85/7
ابی دائود، السنن، فی تحریم المدینۃ، الرقم 1739، ص410/5
امام احمد، مسنداحمد، علی بن ابین طالب، الرقم 913، ص419/2
النسائی، سنن النسائی، النھی ان ینفذ، الرقم 2843، ص322/9
(2) امام احمد، مسنداحمد، عبداللہ بن سلام، الرقم 22664، ص298/48
(3) ابی دائود، السنن، فی تحریم المدینۃ، الرقم 1742، ص413/5

سے منع فرمایا۔ جو کاٹنے والے کا سامان لے وہ اسی کا ہے۔ جس نے لیا یہ سامان
تو نہیں ملے گا۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس کی قیمت ادا کر دیتا ہوں

☆ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف کا ارشاد گرامی بھی عظمتِ طیبہ پر بڑی دلیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں

اضطدت طیرا فلقی ابو عبدالرحمٰن فحرك اذنی ثم اخذه منی فارسله(1)

عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں ایک پرندہ شکار کیا۔ مجھے راستہ میں ابوعبدالرحمٰن ملے تو انہوں نے میرے اس کام پر میری گوشمالی کی۔ اور پرندہ مجھ سے لیکر آزاد کر دیا۔

☆ نور الھدیٰ ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہر طرف سے بارہ میل تک حرم فرمایا!

حمٰی رسول ﷺ کل ناحیةٍ من المدینة بریداً بریداً۔(2)

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہر طرف سے ایک برید حرم قرار دیا۔
ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ اور ایک فرسخ تین میل کا۔

☆ منبع الجود و العطاء ﷺ کے جانباز صحابی امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب دعا فرمایا کرتے تھے۔ جس سے مدینہ منورہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں!

اللھم ارزقنی شھادة فی سبیلك و اجعل موتی فی بلد حبیبك (3)

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما۔ اور اپنے حبیب پاک ؐ کے شہر

---

(1) البیھقی ،سنن الکبریٰ،ص198/5

(2) ابی دائود،السنن ، فی تحریم المدینة،الرقم1740،ص411/5
الطبرانی،المعجم الکبیر ،ب3،الرقم،13503،ص407/11
أبو نعیم أحمد بن عبداللہ بن أحمد بن اسحاق بن موسی بن مھر ان
الأصبھانی(المتوفی:430)معرفة الصحابه،من اسمه عدی ،الرقم4923، ص391/15

(3) البخاری،صحیح البخاری، کراھیة النبی ﷺ،الرقم1757،ص450/6
امام مالك،الموطا ، ما تکون فیه الشھادة،الرقم878،ص359/3

میں موت دے۔

☆ ابن نجار کعب احبار سے فضیلت مدینہ منورہ پر ایک روایت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

مامن فجر یطلع الانزل سبعون الفاً من الملئکۃ حتٰی یحفون القبر ویصلون علیٰ النبی ﷺ۔اذا مسواء عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا ذالك (1)

ہر فجر کو ستر ہزار فرشتے اتر کر قبرانور کو ڈھانپ لیتے ہیں۔اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ شام کے وقت یہ چلے جاتے ہیں۔ اتنے ہی اور آ جاتے ہیں ۔ اور درود شریف پڑھتے ہیں۔

معنی یہ ہوئے کہ بارگاہِ رسالت میں ایک لاکھ چالیس ہزار فرشتے روزانہ حاضر ہوتے ہیں۔

وصلی اللّٰه تعالٰی علی حبیبه سیّدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

امام مالک کی وصّیت

امام مالک فرماتے ہیں میں خلیفہ مہدی کی ملاقات کیلئے گیا انہوں نے مجھ سے کہا کوئی وصیت فرمائیں۔ میں خلیفہ نے مہدی سے کہا خدا سے ڈرتے رہنا۔حضور ﷺ کے شہر مدینہ منورہ کے باسیوں سے ہمیشہ حسنِ سلوک کرنا۔حضور ﷺ نے فرمایا! مدینہ میری ہجرت گاہ ہے۔قیامت کے دن میں یہیں سے اٹھایا جاؤں گا۔ یہاں ہی میری قبر ہوگی۔ اس کے باشندے میرے پڑوسی ہیں۔اور میری امت پر لازم ہے کہ وہ میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں۔ جو میری وجہ سے ان کی حفاظت کرے گا۔میں قیامت کے روز اس کا شفیع اور گواہ ہونگا۔اور جو میرے پڑوسیوں کے بارے میں میری وصیت کی حفاظت نہیں کرے گا۔اللہ تعالیٰ اسے دوزخیوں کا نچوڑ پلائے گا۔(2)

مصعب روایت کرتے ہیں جب خلیفہ مہدی مدینہ منورہ آیا تو امام مالکؒ اور دوسرے اشراف مدینہ نے اس سے ملاقات کی ۔ اور اسے وصیت کی کہ اے امیر المومنین آپ مدینہ منورہ میں داخل

(1) السمہودی، خلاصۃالوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص 143/1
(2) السمہودی، خلاصۃالوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص 29/1

ہونے والے ہیں۔ آپ کے دائیں بائیں وہ لوگ ہونگے۔ جومہاجرین اورانصار کی اولاد ہیں۔ آپ پر لازم ہے ان سب کوسلام کریں۔ کیونکہ پوری دنیا میں اہلِ مدینہ سے بہتر کوئی قوم نہیں۔ اورمدینہ منورہ سے کوئی بہتر شہر نہیں۔ مہدی خلیفہ نے کہا کہ اے امام آپ کے پاس اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا اس پوری روئے زمین پر حضور ﷺ کا مزار پرانوار نمایاں ہے۔ وہ خوش نصیب ہیں جن کے درمیان محمدؐ عربی کا مزار شریف ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان کی فضیلت کا اقرار کریں۔ چنانچہ خلیفہ مہدی نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کعبہ سے افضل

وعن العبدی من المالکیہ ان المشی لزیارۃ قبر النبی ﷺ افضل من الکعبۃ۔(2)

امام مالکؒ کے متبعین میں سے ایک بہت بڑے مالکی عالم عبدی فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کے مزار پرانوار کی زیارت کیلئے پیدل چل کر جانا افضل ہے۔ کعبہ کی زیارت کیلئے پیدل چل کر جانے سے۔

ابوالولید الباجی قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ قبر مبارک جو جسد رسول اللہ ﷺ کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ وہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابومحمدؐ عبداللہ بن ابوبکر نے اسکی توثیق کی ہے۔ وہ اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں!

جزم الجمیع ان خیر الارض ما قد حاط ذات المصطفٰی وحواھا(3)

سب نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہ زمین کا وہ حصہ جو ذات مصطفےٰ ﷺ کا احاطہ

---

(1) السمھودی، خلاصۃالوفاباخبار دار مصطفی ﷺ، ص12/1

(2) السمھودی، خلاصۃالوفاباخبار دار مصطفی ﷺ، ص30/1
الشامی، سبل الھدٰی والرشاد، ص332/3
ابن الضیاء، تاریخ مکہ المشرفہ ولمسجد الحرام، ص170/1

(3) الشامی، سبل الھدٰی والرشاد، ص315/3

کیے ہوئے ہے۔وہ سب سے افضل ہے۔

ونعم لقد صدقوا بساکنہا علت کالنفس حین زکت زکی ماواھا

(1)

بیشک ایسا ہی ہے اوران لوگوں نے سچ کہا ہے اپنے سکونت کرنے والے سے اس قطعہ زمین کا درجہ بلند ہوا ہے۔جس طرح نفس جب پاکیزہ ہوتا ہے۔تو اس کا مسکن بھی پاکیزہ ہوتا ہے۔

تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا ہے۔وہ کہتے ہیں وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ابوعبداللہ محمد بن زرین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید کی ہے۔

ولا شك ان القبر اشرف موضعٍ من الارض وسبع السمٰوت

طرہ (2)

اس میں کوئی شک نہیں قبر مبارک کی جگہ ساری زمین اور سات آسمانوں سے افضل ہے۔

واشرف من عرش المليك وليس في مقالي خلاف عند اهل

الحقيقة (3)

بلکہ مالک الملک کے عرش سے بھی یہ جگہ زیادہ افضل ہے۔جو میں نے کہا ہے اس میں اہلِ حقیقت کا کوئی اختلاف نہیں۔

فرماتے ہیں بہت سے لوگ حج کو جاتے تھے۔تو پہلے مدینہ منورہ حاضری دیتے پھر وہاں احرام باندھ کر مکہ مکرمہ حاضری دیتے۔الحمدللہ مجھے بھی ایسے بزرگوں کی اتباع میں مسلسل تیس سال تک اسی طرح حاضری نصیب ہوتی رہی ہے کہ پہلے مدینہ منورہ سلام کیا وہاں سے احرام باندھ کر حرم کعبہ حاضری ہوئی۔اب دس بارہ برس سے حکومت کیطرف سے کچھ پابندیوں کے باعث اس سعادت

---

(1) الشامي،سبل الهُدى والرشاد،ص326/3

(2) الشامي،سبل الهُدى والرشاد،ص315/3

(3) الشامي،سبل الهُدى والرشاد،ص315/3

سے محروم ہوں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

لطیفہ

1985ء کی بات ہے۔ میں مدینہ منورہ حاضر تھا۔ حرمِ نبوی میں نمازِ عصر پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میری دائیں جانب میرے والد گرامی کے دوست مولانا پیر سید منور شاہ جلال آبادی بیٹھے تھے۔ میں نے پہچان کر مصافحہ کیا۔ مجھ سے پوچھا آپ پاکستان سے کب آئے۔ میں نے عرض کی میں آج ہی آیا ہوں۔ حیران ہو کر فرمایا! تو جدہ سے سیدھا یہاں آ گیا۔ میں نے عرض کی جی ہاں ایسا ہی ہوا ہے۔ تو ناراض ہو گئے۔ اور فرمایا۔ آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ یہ غلطی کیوں کر لی۔ آپ کو چاہیئے تھا۔ پہلے عمرہ کرتے گناہوں سے پاک صاف ہو کر دربارِ نبوی میں حاضری دیتے۔ ان کی اس بات نے حاضرین پر تو بڑا اثر کیا۔ مگر میں خاموش رہا۔ انہوں نے پھر فرمایا! آپ نے عمرہ کی فضیلت حرمِ مکہ کی حاضری کی روایات نہیں پڑھیں۔ اب دوسری مرتبہ ان کے فرمانے پر میں نے عرض کیا۔ حضرت مسئلہ کا تو مجھے پتہ تھا۔ عمرہ کے فضائل سے بھی واقف ہوں بات یہ ہوئی کہ سیدھا حرمِ کعبہ حاضر ہونے پر ڈر آ گیا کہ میں بدترین مجرم ہوں۔ حرمِ کعبہ خدا کی بارگاہ ہے۔ مجھے احساس یہ ہو گیا کہ میں مجرم ہوں۔ عدالت میں حاضر ہو گیا تو سزا کھاؤں گا۔ بہتر ہے وکیل کیساتھ حاضری دوں۔ اب میں حضور ﷺ کو اپنا وکیل بنا کر حاضری دوں گا۔ امید ہے بچ نکلوں گا۔ یہ بزرگ بے ساختہ روئے اور کہا کہ مسئلہ مجھے سمجھ آ گیا۔ تو سچا ہے اب میری دوبارہ حاضری ہو گی۔ تو پہلے مدینہ کی زیارت کروں گا۔ پھر حرم کعبہ میں حاضری دوں گا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باب دوم

یہودیوں کا کردار

یہود کی اکثریت

ظہورِ اسلام کے بعد قائم ہونے والے اس پہلے اسلامی معاشرہ کے گہوارہ مدینہ منورہ میں یہودی آبادی زیادہ تھی۔ اس شہر میں کئی مذاہب، معاشرے دوش بدوش تھے۔ جبکہ مکہ مکرمہ کی صورتحال اس سے بالکل مختلف تھی۔ وہاں پر ایک خطہ میں ایک رنگ، ایک طرز، ایک انداز، ایک ہی مذہب تھا۔ مذہبی صورتحال میں وہاں پر بت پرستی کا بھوت مسلط تھا۔ مدینہ منورہ کی صورتحال کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ یہود کی اکثریت جزیرۃ العرب میں آباد تھی۔ اور عموماً یثرب میں خصوصاً پہلی صدی عیسوی میں آئی۔ مشہور یہودی فاضل ڈاکٹر اسرائیل ولفنس لکھتا ہے۔ ۷۰ء میں جب یہودی اورر رومی جنگ کے نتیجے میں فلسطین اور بیت المقدس برباد ہوگئے۔ اور یہود دنیا کے مختلف علاقوں میں بکھر گئے یہود کی بہت سی جماعتوں نے بلاد عرب کا رخ کیا۔ جیسا کہ یہودی مورخ جوزیفس کا کہنا ہے۔ جو خود بھی اس جنگ میں شریک تھا، اور بعض مواقع پر اس نے یہودی جماعتوں کی قیادت بھی کی تھی۔ بعض عربی ماخذ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ (1)

مدینے میں یہود کے تین قبیلے آباد تھے۔ قینقاع، نقیبہ، قریضہ، ان قبائل میں جنگجو بالغ مردوں کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی۔ قینقاع کے لڑاکوں کی تعداد سات سو کے قریب تھی۔ قریضہ کے بہادروں کی تعداد نوسو کے قریب تھی۔ افرادی قوت کا یہ اندازہ ان اعداد وشمار سے کیا جاتا ہے۔ جو جنگوں اور واقعات کے تذکرے میں آئے ہیں۔ حضور ﷺ اور یہود کے درمیان طے ہونے والے معاہدہ میں بھی یہود کے چند قبائل کا ذکر ملتا ہے۔ بنی نجار بنی ساعدہ بنی ثعلبہ، بنی جیفنہ، بنی حارث وغیرہ یہود کے بیس سے زائد قبائل یثرب میں رہتے تھے۔ قبائل کے باہمی تعلقات کشیدہ تھے۔ اور لڑائیاں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ (2)

ڈاکٹر ولفنسن کی تحریر بھی موید ہے۔ **بنی** قینقاع اور باقی یہود میں عداوت چلی آتی تھی۔

---

(1) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 73/1

فاضل ڈاکٹر اسرائیل ولفنس، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص 9، (مطبوعہ قاہرہ 1927ء)

(2) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 94/1

جس کا سبب یہ تھا کہ **بنی** قینقاع، **بنی** خزرج کیساتھ یوم بعاث میں شریک تھے۔اور **بنی** نضیر اور **بنی** قریضہ نے **بنی** قینقاع کا بڑی بے دردی سے قتل کیا تھا۔اوران کا شیرازہ بری طرح سے منتشر کردیا تھا۔حالانکہ انہوں نے گرفتار ہونے والے تمام یہود کا فدیہ بھی ادا کردیا تھا۔چنانچہ یومِ بعاث کے بعد یہودی قبائل میں باہمی نزاع چلی آ رہی تھی۔جب قینقاع اور انصار کے درمیان جنگ ہوئی۔تو انصار کے مقابلہ پر ان کا کسی یہودی نے بھی ساتھ نہیں دیا۔(1)

یہودی مدینہ منورہ کی مختلف بستیوں مختلف محلوں میں رہتے تھے۔ بنو قینقاع جب اپنے علاقے سے بھگائے گئے۔تو انہوں نے عین شہر کے اندر ڈیرہ جما لیا۔بنو نضیر شہر سے دور دو تین میل کے فاصلہ پر آباد تھے۔ جسے وادیٔ بطحان کہتے تھے۔ یہ علاقہ سرسبز تھا۔ باغات کا مرکز تھا۔مدینہ منورہ میں یہود کی بستیاں بکھری ہوئی تھیں۔ ماحول پر یہ مسلط تھے۔مگر ان کا آپس میں انتشار باہمی جھگڑے اس عروج پر رہے کہ انہیں حکومت بنانے کا موقع نہ مل سکا۔ان کی زندگی قبائیلی سرداروں کی حمایت سے وابستہ تھی۔اس سلسلہ میں یہ قبائلی سرداروں کو سالانہ محصول بھی دیتے تھے۔(2)

مذہبی طور پر چوں چوں کا مربہ تھے۔ کچھ آسمانی کتابوں کے مسائل کچھ ان کے اپنوں من گھڑت نظریات چل رہے تھے۔ مذہبی معلومات فراہم کرنے کیلئے ان کے مدارس بھی تھے۔جنہیں المدراس کہتے تھے۔مخصوص عبادت گاہیں بھی بنا رکھی تھیں۔ وہاں اپنی شعائر انجام دیتے تھے۔ تبادلۂ خیال کے لئے اکٹھے بھی بیٹھ جاتے تھے۔عیدیں الگ الگ مناتے تھے۔مختلف قبائل میں مختلف مذہبی نظریات پنپے ہوئے تھے۔یومِ عاشورہ میں روزہ رکھنے کی پابندی کرتے تھے۔(3)

یہود کے چہرہ سے تھوڑا سا پردہ اٹھانے کے بعد پھر اصل مضمون پر آئیں گے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) عبد السلام ہارون، تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ص164/1
ولفنس، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص129

(2) ولفنس، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص23/2

(3) عبد السلام ہارون، تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ص174/1

یہود کی مذہبی حالت

مدینہ منورہ میں بسنے والے یہود کی مذہبی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ان کے اطوار اور عادات سے پتہ چلتا ہے۔کہ یہود کا اپنے اصل دین سے تعلق کمزور ہو گیا تھا۔اور وہ بھی اپنے قریبی ہمسائے عربوں کی طرح گہرے غار میں جا گرے تھے۔البتہ توحید کا کچھ اثر باقی ضرور تھا۔حلال وحرام کی تمیز باقی تھی۔وہ اخلاقی پستی کی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔اپنی حاجت روائی کیلئے طرح طرح کی غیر شرعی ہتھ کنڈے ٹوٹے ٹونکے ان کی جاہلیت میں شامل ہو گئے تھے۔جادو اور سفلی اعمال سے اپنے دشمنوں سے چھٹکارا حاصل کرنے میں مہارت کو کمال قرار دیتے تھے۔ دوسروں کیلئے طعن و تشنیع دھوکا اور فریب کو اپنی تسکین سمجھتے تھے۔پست ذہنیت شکست خوردہ معاشروں کی پہچان ہوتی ہے۔جادوگری میں یہود کی مہارت تاریخ کے مسلمات سے ہے۔ یہود کا یہ شغف حضور ﷺ کے زمانہ تک رہا۔ مدینہ کے یہود فن سحر میں بڑے ماہر تھا۔اور اعلانیہ جنگ اور مردانہ وار صف آرائی پہ جادو کو ترجیح دیتے تھے۔مشہور کلمات کو توڑ مروڑ کر غلط معنی میں لینے میں ماہر تھے۔ان کی اس حرکت کا ذکر قرآنِ مقدس نے بھی فرمایا ہے۔یہود حضور ﷺ سے راعنا کہتے تھے۔جو ان کی زبان میں گالی تھی۔یا صحابہ کے لفظ راعنا کو بگاڑ کر راعینا کہتے۔جو غلط معنی میں ہے اسی باعث مسلمانوں کو لفظ راعنا کہنے سے روک دیا گیا۔اور حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے انظرنا کا حکم دیا گیا۔اسی طرح انہوں نے آپکی نسبت رعن سے بھی کی جو رعونت سے نکلا ہے۔جس کے معنی جہالت کے بھی ہیں۔(1)

ایسے ہی وہ حضور ﷺ سے ملاقات میں السلام علیکم کے بجائے۔السام علیک کہتے۔سلام **بمعنی** امن سلامتی ہے۔جبکہ سام **بمعنی** موت ہے۔ان کی اس حرکت کا ذکر عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے۔(2)

(1) الآلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن،ص 145/1
ابو الخیر عبداللہ بن عمر البیضاوی،انوار التنزیل واسرار التأویل فی تفسیر القرآن،ص 143/1

(2) البخاری،صحیح البخاری،الدعاء علی المشرکین بالھزیمۃ، الرقم 2718،ص 84/10
امام مسلم،صحیح مسلم، النھی عن ابتداء اھل الکتاب، الرقم 4028،ص 133/11
الترمذی،سنن الترمذی،ماجاء فی التسلیم، الرقم 2625،ص 328/9
ابن ماجہ، السنن،رد السلام علی اھل الذمۃ،الرقم 3688،ص 101/11

یہود کی اخلاقی پستی گھٹیا ذہنیت کا پتا متعدد واقعات سے چلتا ہے۔ سیرت ابنِ ہشام نے یہود کی ایک قبیح حرکت کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ایک عورت کسی کام کیلئے ایک کاریگر کے پاس گئی وہ نقاب اوڑھے تھی۔ یہودی نے اس سے نقاب اتارنے کا کہا۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس کے انکار پر کاریگر نے اس کی نقاب پیچھے سے باندھ دی۔ اور جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کی بے پردگی پر سبھی ہنس پڑے۔ اور اس غیرت مند عورت نے چیخ ماری۔ جسے سن کر ایک مسلمان نے یہودی کاریگر کو سبق سکھا دیا۔ اس پر پھر تمام یہود نے بدلہ چکانے پر مسلمان کو شہید کر دیا۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہود کی دینی حالت

یہود کی زبان فطرتی طور پر عربی تھی۔ لیکن وہ خالص نہیں رہ گئی تھی۔ اس میں عبرانی کی بھی آمیزش ہو گئی تھی۔ یہود اپنی عبادت گاہوں میں عبرانی کا استعمال بھی کرتے رہتے تھے۔ یہود کے دینی پہلوؤں کو ڈاکٹر اسرائیل ولفنسن نے اسطرح لکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہود کو عرب میں اپنا دینی اقتدار وسیع کرنے کے وسائل حاصل تھے۔ اگر وہ چاہتے تو حاصل کردہ اقتدار سے کہیں زیادہ اثر ورسوخ حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن تاریخ یہود بتاتی ہے کہ یہود نے دوسری قوموں کو اپنا دین قبول کرنے کیلئے کبھی آمادہ نہیں کیا۔(2)

یہود میں یہ نقص رہا کہ وہ اپنے قومی مزاج کے مطابق اپنے معاشرہ کو نئے چیلنج کے مقابلہ کیلئے تیار نہ کر سکے اور اسلام کے نئے انداز حکیمانہ سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اور اسلام قبول کر کے اپنی ذہانت اور ثقافت کے لائق مقام حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ یہی حالت اس معاشرہ کی ہوتی ہے جو اپنے ماضی، نام ونسب پر فخر کرتا رہتا ہے اور خواب وخیال کی دنیا میں بستا رہتا ہے۔ اسلام کے مقابلہ میں یہود اپنی دینی حیثیت نمایاں کرنے میں ناکام رہے اور عرب کی گھٹیا پرستی اور بدترین جہالت کو دیکھ کر ان کی

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص6/3
السہیلی، الروض الانف، ص224/3
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص47/2

(2) ولفنس، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص72

مذہبی غیرت جوش نہ مار سکی۔ نہ ہی عربوں کی اس حالت پر انہیں بے چینی ہوئی۔ کم از کم یہ تھا کہ یہود عربوں کو عقیدۂ توحید کی ہی دعوت دیتے مگر یہ بھی نہ کر سکے۔ حالانکہ صدیوں سے عقیدۂ توحید کے قائل آرہے تھے۔ غالباً اپنی بدعملی کے باعث یہ لوگ اس اہل رہے ہی نہ تھے۔ کہ کسی غیر اسرائیلی کو اپنی دعوت پہنچا سکیں۔ جس کی وجہ سابق امریکی یہودی اور حال کی مسلم فاضلہ مریم جمیلہ نے کہا ہے کہ وہ اپنی آرام طلبی تجارتی مشاغل، معاشی سرگرمیوں کے باعث اس فریضۂ دعوت سے دور ہو چکے تھے۔ الحمدللہ اسلام دعوت وتبلیغ کا دین ہے۔ عسائیت اس نعمت سے محروم ہے جس کی دلیل عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے۔ میں صرف بنی اسرایل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ رہا یہ سوال کہ کئی اک قبائل نے یہودیت اختیار کر رکھی تھی۔ تو وہ اپنی مرضی سے یا رشتہ داروں سے متاثر ہو کر یا یہودی ماحول میں پرورش پانے کی بنا پر تھی۔ تبلیغ ودعوت کی روشنی میں قطعاً نہیں تھی۔ عرب کا مشہور یہودی تاجر مشہور شاعر کعب بن اشرف قبیلہ بنی طے کا ایک فرد تھا۔ اسکے باپ نے بنی نضیر میں شادی کی تھی۔ چنانچہ کعب بن اشرف پر جوش یہودی کی صورت میں پروان چڑھا۔ یہی بات ابنِ ہشام نے لکھی ہے۔ اس کا آبائی تعلق قبیلۂ طے سے تھا۔ پھر بنی نبہان سے تھا اس کی ماں بنو نضیر سے تھی۔ (1)

اس کے یہود میں جانے کا فلسفہ ہی رشتہ داری ہے۔ خاندان ہے۔ دعوت وتبلیغ نہیں ایسے ہی یہودیوں میں جانے کی ایک اور صورت دکھائی دیتی ہے۔ عربوں میں رواج ہو گیا تھا۔ جس کا لڑکا زندہ نہ رہتا۔ وہ نذر مانتا۔ کہ اگر زندہ رہا تو وہ اس بچے کو یہود کے سپرد کر دے گا۔ کہ وہ اسے اپنے میں شامل کر لیں۔ چنانچہ بہت سے اس طرح بھی یہودی بن گئے۔ اس کی دلیل ابوداؤد میں یہ روایت ملتی ہے۔

عن ابن عباس ؓ قال کانت المراۃ تکون مقلاۃ فتجعل علی نفسہا ان

---

(1) أبو الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد اشیبانی الجزری عز الدین ابن الأثیر (امتوفی: 630ھ)الکامل فی التاریخ،ص290/1

عبدالرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون وأبو زیم ، ولی الدین الحضر الأشبیلی (المتوفی: 808ھ)،التاریخ ابن خلدون،ص22/2

الطبرانی ، تاریخ الرسل ولملوك ،ص463/1

عبد السلام،تہذیب سیرۃ ابن ھشام ،ص240/1

محمد بن اسحاق،السیرۃالنبویۃ،ص111/1

عاش لہا ولد ان تہودہ۔ (1)

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا تھا۔ وہ نذر مانتی تھی کہ وہ بچہ زندہ رہا تو اسے یہودی بنا دے گی۔ اس بچہ کا یہودی بننا بھی کسی دعوت اور تبلیغ کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ ایک رسم ورواج کا اثر ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ کے مشہور قبائل

مدینہ منورہ میں با اثر مشہور دو قبیلے دکھائی دیتے ہیں اوس اور خزرج انکا سلسلہ نسب یمن کے قبیلہ ازد سے جا ملتا ہے۔ یمن سے گاہے بگاہے یثرب کی طرف لوگ ہجرت کرتے رہتے تھے۔ جسکی وجہ یمن میں غیر یقینی صورتحال، حبش سے حملہ کا خطرہ، سد مارب کی وجہ سے پانی کی دقت وغیرہ مسائل تھے۔ مشہور مستشرق سیڈیو لکھتے ہیں کہ اوس اور خزرج نے ۳۰۰ء میں یثرب کو اپنا وطن بنایا۔ اور ۴۹۲ء میں انکا یثرب پر تسلط مکمل ہو گیا تھا۔ اوس کے قبائل مدینہ منورہ کے جنوب ومشرق میں آباد ہوئے جو عوالی کا علاقہ کہلاتا ہے۔ خزرج کے قبائل وسطی اور شمالی علاقہ میں آباد ہوئے۔ یہ علاقہ مدینہ منورہ کا نشیبی علاقہ کہلاتا ہے۔ خزرج کے چار قبیلے تھے۔ مالک، عدی، مازن، دینار یہ سب کے سب بنونجار سے تعلق رکھتے تھے۔ بنونجار کے قبائل مدینہ منورہ کے وسطی حصہ میں آباد ہوئے اسی جگہ پر مسجد نبوی شریف واقع ہے۔ اسی طرح اوس مدینہ منورہ کے زرخیز زرعی علاقوں میں مقیم ہوئے اور یہود کے اہم قبائل کے پڑوسی بن گئے۔ خزرج کا علاقہ زیادہ سرسبز نہ تھا۔ خزرج کے پڑوس میں یہود کا ایک قبیلہ قینقاع آباد تھا۔ (2)

اوس وخزرج کے قبائل کے افراد کی تعداد کا یقینی پتہ تو نہیں چل سکا تاہم انکی جنگی قوت سے جنگجو بہادروں کی تعداد سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے فتح مکہ کے موقع پر انکے لڑاکے افراد کی تعداد چار ہزار

---

(1) النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 11049، ص 305/6

ابو دائود، السنن ابی دائود، فی الاسیر یکرہ علی الاسلام، الرقم 2307، ص 291/7

(2) ابن خلدون، التاریخ، ص 287/2

السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 74/1

تھی۔ جو قدسیوں کے جواب میں ہتھیار ہی نہ اٹھا سکی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں عربوں کا ہی طوطی بولتا تھا۔ یہود آپس میں لڑائیوں کے باعث انتہائی غیر منظم تھے۔ مختلف قبائل میں رنج وحسد کی وبا پھوٹ چکی تھی۔ بنونضیر اور بنوقینقاع بنوقریظہ اپنی دیرینہ رنجش وعداوت کے باعث ہی اپنے کھیت چھوڑ کر صنعت وحرفت اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ (1)

اس طرح اوس وخزرج کے درمیان بھی بہت سی جنگیں ہوئیں۔ جن میں جنگ سمیہ جنگ بعاث مشہور جنگیں تھیں یہود ان قبائل کو لڑانے کی سازشیں کرتے رہے۔ جو عموماً کامیاب رہتیں دراصل یہود کو عرب قبائل سے ڈر رہتا تھا۔ وہ چاہتے تھے۔ عرب آپس میں لڑتے رہیں انکی طرف متوجہ نہ ہوں عرب انکی سیاست کا شکار رہتے تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جغرافیائی کیفیت

مدینہ منورہ کا پورا علاقہ دو حصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصہ زرعی زمینوں پر مشتمل تھا۔ جبکہ دوسرے حصہ میں ٹیلے اور گڑھے تھے۔ جنہیں آطام یا اطم کہا جاتا ہے۔ (2)

مدینہ منورہ کی اس ناہموار زمین کا ذکر ڈاکٹر ولفنسن نے بھی کیا ہے۔ یثرب میں آطام (گڑھوں) کی بڑی حیثیت تھی۔ دشمن کے حملہ کے وقت لوگ یہاں پناہ لیتے تھے۔ یہ جگہیں بچوں اور خواتین کے لئے بے حد مفید ثابت ہوتیں۔ جب لوگ لڑائی کے لئے چلے جاتے تو یہ مقامات سٹور گودام کے طور پر بھی استعمال ہوتے اس طرح سے غلہ اجناس لوٹ مار سے محفوظ رہتیں۔ ان غار نما گڑھوں میں سودا سلف بھی بکتا تھا۔ مدارس بھی ہوتے تھے۔ عبادت گاہیں بھی ہوتیں تھیں۔ بحث و تمحیص کے لئے یہودی سرداران گھائیوں میں اکھٹے بھی ہوا کرتے تھے۔ (3)

یہود ان اطم کو چھوٹے قلعوں کے طور پر بھی استعمال کرتے تھے۔ یثرب انہیں محلوں اور قلعہ

---

(1) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 334/1

(2) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 334/1

(3) الهمدانی، صفة جزيرة العرب، ص 103/1

ولفنسن، تاريخ اليهود فی بلاد العرب، ص 116/1

بندیوں کا نام تھا۔ جو دراصل قریب قریب کی بستیوں کا مجموعہ بن گیا تھا۔ مدینہ منورہ کی جغرافیائی حیثیت کا ذکر کرتے حرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ حرہ یا لابہ جلے ہوئے سیاہ پتھروں کے اس علاقہ کو کہتے ہیں۔ جن کو آتشیں سیال مادہ نے ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہو۔ اور میلوں تک پھیلے ہوئے ہوں۔ ان پر نہ پیدل چلنا آسان ہے۔ نہ سواری کے ساتھ۔(1)

مدینے کے دو حرے مشہور ہیں۔ حرۃ الوبرہ، حرۃ واقم ان دونوں حرات نے مدینہ منورہ کو ایک قلعہ بند شہر بنا دیا ہے۔ جس پر صرف شمالی جانب سے حملہ ہوسکتا ہے۔ اور یہی وہ جانب ہے جس کو غزوۂ احزاب میں خندق کھود کر محفوظ کر دیا گیا تھا۔ جنوبی جانب گنجان آبادی کثرت سے باغات میں ایسی گھری ہوئی ہے۔ کہ حملہ مشکل ہے۔ مدینہ منورہ کے انتخاب میں اس شہر کی جغرافیائی صورت بھی پیش نظر تھی۔ یثرب آنے پر حرہ واقم میں یہود کے بہت سے قبائل رہ رہے تھے۔ بنو نضیر، بنو قریضہ، اسی علاقہ میں تھے۔ اوس کی اہم شاخیں بنو عبد الاشہل، بنو ظفر، بنو حارثہ، بنو معاویہ بھی یہیں تھے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اقتصادی حالت

اہل مدینہ کی اقتصادی صورتحال کچھ اس طرح تھی۔ باغبانی پر انحصار تھا۔ مختلف غلے سبزیاں ہوتے تھے۔ کھجوریں قحط سالی کے وقت کام دیتی تھیں۔ اور ضرورت کے وقت سکہ کی طرح ان سے بیع وشرا میں بھی مدد لیجاتی تھی۔ باغات اہل مدینہ کیلئے خیر و برکت کا سرمایہ تھے۔ وہ ان سے غذا کا کام بھی لیتے تھے۔ صنعت و تعمیرات اور ایندھن کا فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ جانوروں کو کھلانے میں بھی کام میں لاتے تھے۔ باغات کے گرد چاردیواری بھی عموماً ہوتی تھی۔ آج بھی اس کے آثار نمایاں ہیں۔ وہاں کے بہت سے کنویں پانی کی فراوانی میں مشہور تھے۔ وہاں نہروں کا بھی نظام تھا۔ بعض مقامات پر رہٹ بھی چلائے جاتے تھے۔ غلوں میں سب سے اولیت جو کو تھی۔ پھر گندم کو سبزیوں کی بہتات تھی۔ وہاں پر کھیتی کے معاملات کی کئی قسمیں تھیں۔

---

(1) الجوزی، المنتظم، ص87/3

(2) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص307/1

☆ مزانبہ کا رواج بھی عام تھا۔ یعنی درخت میں لگی ہوئی کھجوروں کو نقد کھجوروں سے بیچنا اسی طرح محاقلہ پر بھی کام ہوتا تھا۔ یعنی خوشوں میں لگے ہوئے غلے کو نقد غلے یعنی جو کو جو کے بدلے اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے تول کر لین دین کرنا۔ مخابرہ کی قسم بھی عام تھی۔ یعنی زمین کی پیداوار کی تہائی یا چوتھائی پر معاملہ کرنا۔ معاومہ کا رواج عام تھا۔ کئی سالوں کی فصل کو بیچ دینا جیسے درخت کے پھل دو تین سال کیلئے بیچ دیئے جاتے ہیں۔ ان شکلوں میں سے بعض کو اسلام نے جاری رکھا۔ اور بعض کی شدید ممانعت کردی۔ مدینہ منورہ میں زرخیزی کے باوجود غذائی طور پر بعض چیزیں باہر سے منگوائی جاتی تھیں۔ جیسے میدہ کا آٹا، گھی اور شہد عموماً شام سے منگوایا جاتا تھا۔ مدینے کے لوگوں کی خوراک کھجوریں اور جو تھے۔ اور جب آدمی خوشحال ہوتا تو شام سے آنے والے تاجروں سے وہ آٹا اور چیزیں خرید لیتا۔ اس واقعہ سے مدینہ منورہ کیغذائی صورتحال اور معیار زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ اہل مدینہ کے پاس اونٹ گائے، بکریاں بھی تھیں۔ ان کے پاس چراگاہیں بھی تھیں۔ جن میں مشہور چراگاہیں۔ زغابہ اور غابہ ہیں۔ ان چراگاہوں سے جانوروں کے گھاس کے علاوہ لکڑیاں کاٹنے کا فائدہ بھی لیا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ کے بنوسلیم گھوڑے رکھنے میں مشہور تھے۔ بازاروں میں گہما گہمی رہتی تھی۔ مشہور بازار سوق قینقاع تھا۔ سونے چاندی کے زیورات کی دکانیں بھی تھیں۔ سوتی اور ریشمی کپڑا بھی مل جاتا تھا۔ رنگین غالیچے اور منقش پردوں کی گاہکی عام رہتی تھی۔ عطریات کی کئی قسمیں مل جاتیں تھیں۔ عنبر اور پارے کے تاجر بھی مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ خرید و فروخت کی بہت سی چیزوں کو اسلام نے باقی رکھا۔ اور بہت کو روک دیا۔ جیسے نحس، احتکار، تلقی الرکبان، بیع المصراۃ، اوس وخزرج کے کچھ لوگ سودی کاروبار کرتے تھے۔ مگر یہ یہود کی نسبت بہت کم تھے۔ بیٹھنے کیلئے کرسی کا استعمال تھا۔ شیشے اور پتھر کے پیالے استعمال ہوتے تھے۔ مختلف قسم کے چراغ استعمال ہوتے تھے۔ گھر کے کام کے لئے چھوٹی ٹوکریاں کام دیتی تھیں۔ یہود کے گھر خاصہ فرنیچر تھا۔ خواتین میں کنگن بازو بند، پازیب، کڑے، کان کے بندے، بالیاں، انگوٹھیاں، یمنی دانوں کے ہار کا خاصہ رواج تھا۔ عورتوں میں بننے اور کاتنے کا رواج عام تھا۔

سلائی رنگائی، معماری، اور خشت سازی، سنگ تراشی مدینہ منورہ میں مشہور تھی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہود کی انبیاء دشمنی

پہلی دلیل یہ لوگ فطرتاً بدعقیدہ رہے۔ انبیاءؑ کے ساتھ اندرونی منافقت ہمیشہ زندگی کا لازمہ بنائے رکھی۔ سیدنا سلیمانؑ جن کا اسم گرامی انبیاءؑ کی فہرست میں موجود ہے۔ جنہیں قرآنِ مقدس نے متعدد مرتبہ بیان فرمایا۔ ایک طرف تو یہود انہیں نبی تسلیم کرتے اور ان کی حکومت کا ذکر بڑے فخر سے کرتے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی کہتے۔ آخر عمر میں سلیمانؑ نے توحید چھوڑ دی تھی۔ اور اپنی مشرک بیویوں کے باطل خداؤں کی پرستش کرنے لگ گئے تھے۔ معاذ اللہ خدا کی پناہ بائبل کی عبارت ان کی بدعقیدگی پر دلیل موجود ہے اور سلیمان بادشاہ فرعون کی **بیٹی** کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے محبت کرنے لگا۔ سلیمان انہیں کے عشق کا دم بھرنے لگا۔ اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ کیونکہ سلیمان بوڑھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کی دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا۔ اور اس کا دل اپنے خدا کیساتھ نہ رہا۔ معاذ اللہ۔ (1)

دوسری دلیل یہود کی انبیاء دشمنی کی مثالیں ایک نہیں کئی ملتی ہیں۔ جیسے تواریخ کی عبارت سے واضح ہے۔ سلیمانؑ کے بعد **بنی** اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور باہم لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہودیوں نے اہل دمشق کے خلاف ارامی سلطنت سے مدد مانگی۔ اس پر خدا کے حکم سے حنانی نبی نے یہودیہ کے فرمانروا کو تنبیہ کی مگر اس نے قبول کرنے کی بجائے خدا کے پیغمبروں کو جیل بھیج دیا۔ (2)

تیسری دلیل تیسری جگہ پر سیدنا الیاس کی دشمنی کا پتہ چلتا ہے۔ **بنی** اسرائیل کے بادشاہ کی بت پرست بیوی حضرت الیاس کی دشمن ہو گئی۔ اور زن پرست بادشاہ اپنی ملکہ کی خاطر ان کے

---

(1) سلاطین، 1.9:11

(2) تواریخ، 7.10:17

قتل کے درپے ہوا۔اورانہیں مجبوراً پہاڑوں پر پناہ لینی پڑی۔اس مشکل میں الیاسؑ کی یہ دعا بھی ملتی ہے۔**بنی** اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کر دیا تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کر دیا۔ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں۔سووہ میری جان لینے کے درپے ہیں۔(1)

چوتھی دلیل ایک اور نبی حضرت میکایا کو اسی اخی اب نے حق گوئی کے جرم میں جیل بھیجا۔ اور حکم دیا کہ اس شخص کو مصیبت کی روٹی کھلانا،اور مصیبت کا پانی پلانا۔(2)

پانچویں دلیل انبیاء دشمنی کی ایک اور مثال پڑھیں۔جب یہودیہ کی ریاست میں اعلانیہ بت پرستی اور بدکاری ہونے لگی۔اورزکریاہ نبی نے اس کے خلاف آواز بلند کی تو شاہ یہودایوآس کے حکم سے انہیں عین ہیکل سلیمانی میں مقدس اور قربان گاہ کے درمیان سنگسار کر دیا جائے۔(3)

چھٹی دلیل یہود کی انبیاء دشمنی ایک اور مثال پیش نظر رہے۔وہ جب سامریہ کی اسرائیلی ریاست آشوریوں کے ہاتھوں ختم ہوئی اور یروشلم کی یہودی ریاست کے سر پر تباہی کا طوفان تلا کھڑا تھا۔تو ہرمیاہ نبی اپنی قوم کے زوال پر ماتم کرنے اٹھے اور کوچے کوچے میں جا کر انہوں نے پکارنا شروع کیا کہ سنبھل جاؤ ورنہ تمہارا انجام سامریہ سے بھی بدتر ہوگا۔مگر قوم کی طرف سے ان پر لعنت اور پھٹکار کی بارش ہوئی۔وہ پیٹے گئے اور قید کئے گئے۔رسی سے باندھ کر کیچڑ بھرے حوض میں لٹکا دیئے گئے تاکہ بھوک اور پیاس سے وہیں سوکھ کر مر جائیں۔اور ان پر الزام لگایا کہ وہ قوم کے غدار ہیں۔اور بیرونی دشمنوں سے ملے ہوئے ہیں۔(4)

ساتویں دلیل ایک اور نبی حضرت عاموسؑ کے متعلق لکھا ہے کہ جب انہوں نے سامریہ کی اسرائیلی ریاست کو اس کی گمراہیوں اور بدکاریوں پر ٹوکا اور ان کے برے انجام سے خبردار کیا۔تو انہیں نوٹس دیا گیا کہ ملک سے نکل جاؤ۔اور باہر جا کر نبوت کرو۔(5)

---

(1) سلاطین،1.10:18

(2) سلاطین،26.27:22

(3) تواریخ،31:24

(4) یریاب،10:15،30:18

(5) عاموس،10.13:7

آٹھویں دلیل حضرت یحیٰ علیہ السلام (یوحنا) نے جب انکی بداخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہودیہ کے فرمانروا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھی۔ تو پہلے وہ قید کئے گئے ۔پھر بادشاہ نے اپنی محبوبہ کے کہنے پر قوم کے اس صالح ترین آدمی کا سر قلم کر کے۔ ایک تھال میں رکھ کر اس کی نظر کیا۔(1)

نویں دلیل سموئیل نبی سے بھی بنی اسرائیل نے زیادتی کی ان کے بڑھاپے کے باعث ان کی قیادت کا انکار کر دیا۔(2)

تفصیل موجود ہے۔ جس سے یہود کی انبیاء سے دشمنی نمایاں ہے۔

دسویں دلیل آخر میں عیسیٰ علیہ السلام پر بھی بنی اسرائیل کا غصہ بھڑکا۔ کیونکہ وہ انہیں ان کے گناہوں اور ان کی ریاکاریوں سے ٹوکتے تھے اور ایمان وراستی کی تلقین کرتے تھے۔ اس قصور پر انکے خلاف جھوٹا مقدمہ تیار کیا گیا۔ رومی عدالت سے ان کے قتل کے فیصلہ حاصل کیا گیا۔ اور جب رومی حاکم پیلاطیس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمہاری خاطر یسوع اور برابا ڈاکو دونوں میں سے کسی کو رہا کر دوں۔ تو ان کے پورے مجمع نے بالاتفاق کہا برابا ڈاکو کو چھوڑ دیا جائے۔ اور یسوع کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے(3)

یہود نے اپنی دیرینہ روایت انبیاء دشمنی کے پیش نظر حضور ﷺ سے بھی کسر نہ اٹھا رکھی تھی مگر خدا حفاظت فرماتا رہا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) مرقس، 17.29:6

(2) سموئیل اول، 12.23:12

(3) متی، 20.26:27

یہودیت پر کیمونزم کا پردہ

یہودیت نے ہر دور میں مختلف رنگ دھارے۔اور حق دشمنی کا مظاہرہ کیا آج کے دور میں صدیوں برس پہلے یہودیت نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے کیمونزم اور سوشلزم کا چولا پہنا ہوا ہے۔جس سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی مہم جاری ہے۔کیمونزم اور سوشلزم کی بنیاد یہودیوں نے اسلام دشمنی پر رکھی ہے۔کیمونیزم کو فروغ لینن کی ڈکٹیٹر شپ کے دوران ہوا۔کیمونزم کا بانی جرمن نژاد یہودی کارل مارکس تھا۔اس نظریہ کو سوشلزم کا جامہ پہنانے والا لینن اور لینن کا جانشیں سٹالن تھا۔یہ دونوں شخص یہودی تھے۔موجودہ دور میں کمیونزم اور سوشلزم ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔کارل مارکس نے دعوئ کیا تھا کہ سرمایہ دارنہ نظام کی چیرہ دستیوں سے انسان کو نجات دلانے کا علاج صرف میرے پاس ہے۔مگراس علاج کو اختیار کرنے سے پہلے یہ امور ضروری ہیں۔

1۔ قیامت کے دن حساب وکتاب کو محض ڈھکوسلا سمجھا جائے۔

2۔ دین اور اخلاق کوئی شے نہیں۔

3۔ مذہب کی مثال افیون کی ہے جو مدہوش کردیتی ہے۔

4۔ خدا کو چھوڑ دیا جائے۔

یہودیوں کی اس مذہب دشمنی تحریک سے جو انقلاب برپا ہوا۔قتل وغارت کا دروازہ کھلا۔ تباہی اور بربادی نے گلستان کو اجاڑا۔ یہ ایک المناک حقیقت ہے۔ملکی املاک کی تباہی کے علاوہ معاشرے کی زبردست مزاحمت کو توڑنے کیلئے پندرہ لاکھ باون ہزار تین سونوے افراد کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ پچاس لاکھ کے قریب افراد ملک سے فرار ہوئے۔بیس لاکھ افراد کو سزائیں سنائی گئیں۔مذہبی اوقاف کی ایک کروڑ نواسی لاکھ ایکڑ زمین پر قبضہ کرلیا گیا۔ایک ماہ کے اندر اندر تمام مساجد اور گرجا گھروں سے قیمتی اشیاء غائب کردی گئیں۔کسانوں پر تشدد کرکے زمینیں چھین لیں گئیں۔اس خونی ڈرامہ میں تقریباً ایک کروڑ نواسی لاکھ کسانوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔چار فروری انیس سو پینتالیس کو جو مالٹا کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں اسٹالن نے بڑے فخر سے کہا تھا۔ (دوسری جنگ عظیم میں انسانوں کی جانوں کا اتلاف کیا حیثیت رکھتا ہے۔ہم نے تو زراعت

کو ریاست کی تحویل میں لیتے وقت اس سے دگنی قربانی دی تھی)۔ آخر کار روس کا منصوبہ یہ تھا۔ کہ بتدریج وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کو جن میں ترکستان بخارہ، جنیوا، ازبکستان، سمرقند، اور تاجکستان شامل تھے۔ بالکل ختم کر کے انہیں روسی سلطنت میں شامل کر لیا جائے۔ چنانچہ اسی حکمتِ عملی پر وہ سالہا سال کام کرتے رہے۔ جو علاقے قبضہ میں آجاتے۔ ان پر وہ استبدادی نظام مسلط کر دیا جاتا۔ مسلمانوں کی وہ چھوٹی ریاستیں جن کا ابھی ذکر ہوا وہ اس کی استعماری قوت کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ اس لئے آہستہ آہستہ ختم ہو کر ختم ہو گئیں۔ یہ وہ یہودی سازش ہے جو سوشلزم کے پردہ میں اسلام دشمنی کا مظہر ہے۔ (والعیاز باللہ)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودی ادارے

عالم اسلام کے خلاف یہودی سازشیں ڈھکی چھپی نہیں روس اور امریکہ کا کوئی اہم پہلو مخفی نہیں رہ گیا کہ وہ اسلام کے ساتھ کیا سلوک چاہتے ہیں۔ مکمل طور پر یہودی ارادے کچھ اس قسم کے ہیں۔ کہ مشرق میں ایران کا ایک حصہّ پورا کویت، بصرہ، بغداد سمیت تین چوتھائی عراق پورا اردن جنوب میں مدینہ منورہ سمیت سعودی عرب کا تمام تر شمالی علاقہ مغرب میں دریائے نیل کا اہم علاقہ اور قاہرہ شمال میں پورا لبنان، پورا شام، اور ترکی کا تمام تر جنوبی حصہ مسلمانوں سے چھین کر اسرائیلی ریاست میں شامل کیا جائے ہے۔ امریکہ اور روس دونوں اسلام کے دشمن ہیں۔ اسلام دشمنی میں ہم پلہ ہیں۔ (1)

کیمونسٹ انقلاب لانے والوں میں واضح ترین اکثریت یہود کی ہے۔ کارل مارکس لینن اور اسٹالن متعصب یہودی تھے۔ ان کی مائیں اور بیویاں بھی یہودی تھیں۔ لینن اپنے ساتھ ایک سو اٹھائیس یہودیوں کو لیکر جرمن سے روس آیا۔ جبکہ ٹرائسکی تین سو یہودیوں کو امریکہ سے اپنے ساتھ لایا تھا۔ انہیں لوگوں نے یہودیت کی حفاظت کی۔ اور اسلام دشمنی میں سرگرم رہے۔ بہت سے یہودی مصنفین نے مانا ہے اگر روس کا انقلاب نہ آتا تو یہودیوں کا وجود ختم ہو جاتا۔ اگر سرخ فوج نہ ہوتی تو

(1) ڈاکٹر محی الدین، صیہونی سازش، ص34

یورپ میں ایک یہودی نہ ہوتا۔ یہودیوں کے بکھرے ہوئے قبائل کی تاریخ دھوکا، فریب، جرائم پسندی، عیاری، تباہی، بربادی کی تاریخ ہے۔ گزشتہ دو ہزار سالوں میں وہ انسانیت کے خلاف تمام قسم کے جرائم میں مصروف رہے۔ یہودیوں کو ان کے جرائم کے سبب بہت سے ملکوں سے نکالا گیا۔ سب سے پہلے انہیں پرتگال اور سپین سے نکالا گیا۔ اس کے بعد ۱۲۹۰ء میں انگلستان سے، ۱۳۰۶ء میں فرانس سے، ۱۳۹۴ء میں بیلجیم سے، ۱۳۷۰ء میں چیکوسلواکیہ سے ۱۳۸۱ء میں روس سے، ۱۵۱۰ء میں اٹلی سے، ۱۵۵۰ء میں جرمنی سے، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہود اپنی عیاری سے کبھی فارغ نہیں رہے۔ یہودی قوانین ورروایات اور تفسیر میں کچھ ایسے اصول ملتے ہیں۔

1۔ یہودیوں کو خدا نے حکم دیا ہے وہ غیر یہودیوں سے سود لیں اور بغیر سود کسی کو قرض نہ دیں۔

2۔ جس طرح انسانوں کو جانوروں پر فوقیت ہے اسی طرح یہودی روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں سے برتر ہیں۔

3۔ یہودیوں کو غیر یہودیوں کی زندگی اور جائیدادوں پر کنٹرول کرنے کیلئے منتخب کیا گیا ہے۔

4۔ غریبوں کی دولت اور جائیداد ہتھیانہ یہودی کے لئے جائز ہے۔(1)

اس تحریر سے ظاہر ہے یہود نے شروع سے آج تک حق سے دشمنی، ناانصافی، جبر و تشدد، ظلم و ستم کو اپنا زریں اصول بنائے رکھا ہے۔ اور آج بھی یہود اسی ڈگر پر چل رہے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہود کی خفیہ دستاویزات

دراصل یہود کا نظریہ یہ ہے۔ کہ پوری دنیا پر ان کا عمل و دخل ہو۔ غلبہ ہو۔ انہوں نے اس مقصد کیلئے 1897 سے 1905 تک دنیا بھر کے سربراہ یہودیوں کے خفیہ اجلاس بلائے۔ اور ساری دنیا میں انقلاب برپا کرنے کی پلاننگ کی اور یہ تبدیلیاں یہودی مفادات کیلئے ناگزیر قرار دی گئیں۔ اور ان کی حکمتِ عملی کو صیغہ راز میں رکھا گیا۔ مگر کسی نہ کسی طرح یہ دستاویزات منظر عام پر آ گئیں۔ یہود کا یہ متفقہ لائحہ عمل عالمی پروٹوکول کے نام سے مشہور ہوا۔ اگر یہ دستاویز کسی کے پاس پائی جائے تو اس پر

(1) ڈاکٹر محی الدین، صیہونی سازش، ص35

سزائے موت کا فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔ انقلاب روس کا مکمل منصوبہ اسی دستاویزات کا شاہکار ہے اور بعد کے رونما ہونے والے واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ خفیہ دستاویز سلطنتِ عثمانیہ کی تباہی اور خلافتِ اسلامیہ ختم کیے جانے کی سازشوں کو بھی بے نقاب کرتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کے عروج و زوال کا گہرا تعلق ہے۔ لیکن پوری دنیا میں یہودی تسلط میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمان ہیں۔ جبکہ دونوں بڑی طاقتیں امریکہ اور روس مکمل طور پر یہودی شکنجے میں جکڑی ہوئی ہیں۔ حتیٰ کہ دنیا کا مشہور ادارہ یو این او بھی یہودیوں کے عزائم کی تکمیل میں پیش پیش رہتا ہے۔ 1897 میں یہودیوں کا خفیہ اجلاس ہوا۔ جس میں عالم اسلام میں انتشار پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ جس کا پہلا مرحلہ روس میں انقلاب لانا تھا۔ اور پھر نظام خلافت کو برباد کرنا تھا۔ کیونکہ خلافت اسلامی اتحاد کی علامت اور عالم اسلام کے استحکام کا خاص ذریعہ تھا۔ 1997 میں یہودی خفیہ سازش کے تحت جن تین نکات پر عمل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ وہ یہ ہیں۔

1۔ یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن کا قیام۔

2۔ دنیا کے مالی وسائل پر قبضہ۔

3۔ اسلامی ممالک کو تباہ و برباد کرنا۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے تمام دنیا میں سازش کے جال بچھائے گئے۔ اور جب ان کے نتائج اچھے ظاہر ہوئے۔ تو یہودیوں کی ایک عظیم شخصیت نے ایک اور خفیہ اجلاس بلایا اور اس سازشی منصوبہ پر سب کے دستخط لئے۔ اس چارٹر کی ایک نقل ایک عیسائی عورت نے یہودیوں کی خفیہ تنظیم فری میسن کی ایک خاتون سے چوری کر کے اس راز کو عام کر دیا۔ جسے 1902 میں دو روسی اخبارات نے پہلی مرتبہ شائع کیا۔ روسی پادریوں نے اسے عیسائیت کے خلاف ایک عظیم سازش تصور کیا۔ اور از راہ خدمت خلق 1905 میں اس کو ایک کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کا نسخہ 1905 سے برٹش میوزیم لائبریری میں آج تک محفوظ ہے۔ لیکن اس کے بعد یہ کتاب جہاں جہاں چھاپی گئی۔ یہودیوں کی تنظیموں نے اس کی تمام جلدیں خرید کر ضائع کرا دیں۔ یہودیوں کے مشہور رہنما تھیوڈر ہرزل کی کتاب "یہودی ریاست" میں اس نے یہودی تحریک کے تصور کو اس طرح بیان کیا ہے۔ "عوام جمہوریت کے اہل ہیں اور نہ مستقبل میں ہونگے۔ پختہ اور اعتدال پسندانہ پالیسیاں مقبول اداروں کی پیداوار نہیں ہیں۔ مملکت اور عوام کے

مفادات کا تحفظ صرف وہ شخصیات کر سکتی ہیں۔ جو تاریخی عناصر سے ابھرتی ہیں۔ اور وہی نمائندگی کا حق رکھتی ہیں۔ عوام نہیں بلکہ یہی شخصیات ہیں۔ جو حکمرانی کیلئے پیدا ہوتی ہیں۔ اور آخر کار انہی کے نظریات کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہودیوں کی اس خفیہ سازش کی چوبیس دفعات کو اجمالی طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ یہودی عزائم سے خبر ہو سکے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

خفیہ دستاویزات کی چوبیس دفعات

1۔ یہودی صرف ذرائع اور وسائل کی فراوانی پر بھروسہ نہیں کرتے۔ بلکہ اسکے ساتھ نظریۂ تشدد اور بربریت سے غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

2۔ یورپ کو اپنی گرفت میں لیکر دنیا کے باقی ممالک کو مطیع کرنے کیلئے ان پر اقتصادی غلبہ حاصل کرنا ہے۔ جس سے وہ کمزور ہو جائیں اور ان کا اقتصادی بحران انہیں ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دے۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے خوبصورت یہودی خواتین کا انتخاب کیا گیا۔ کہ وہ اخلاقی بے راہ روی میں اپنا کردار ادا کریں۔

3۔ یہودی دستاویزات کی تکمیل کیلئے غیر یہودیوں کیلئے شراب نوشی کا اہتمام کیا جائے اور ان کی مدحوشی سے فائدہ اٹھایا جائے۔

4۔ طاقت کے بل بوتے پر دوسروں کو اپنا ہمنوا بنانا ہمارا جوابی حربہ ہے۔ سیاست میں صرف قوت کو فتح ہوتی ہے۔ جنگ کے بجائے خفیہ ذرائع سے طاقت کی باگیں اپنے قبضہ میں لینے اور اپنے راستہ میں حائل ہونے والوں کے خلاف سزائے موت صادر کروائیں۔ ان کو ہلاک کروائیں۔ تاکہ دہشت اور خوف کی فضا پیدا ہو۔ ہمیں فتح کیلئے دھوکہ اور تشدد کے پروگرام پر عمل کرتے رہنا چاہیئے۔

5۔ غیر یہودیوں پر یہ بات واضح ہونی چاہیئے کہ ہم ہر گستاخی اور بے ادبی کا سر کچلنے کیلئے سخت بے رحم ہیں۔ اور ہم تمام حکومتوں کو اپنی حکومتِ اعلٰی کے تحت لے آئیں گے۔

6۔ آزادی، مساوات، اور بھائی چارہ کے ہمارے الفاظ دیمک کی طرح غریبوں کا سکون آشتی اور سلامتی ختم کر کے ان کی مملکتوں کی جڑیں کھوکھلی کرتے رہیں گے۔ یہی صورتحال ہماری فتح کا

سبب ہے۔

7۔ غیر یہود کی امارت وجاگیردارانہ ذہن کو فنا کردیں گے۔اس طبقہ کو ختم کر کے غیر یہودیوں کی امارت کے کھنڈرات پر ہم اپنے تعلیم یافتہ طبقے کی بالادستی قائم کردیں گے۔

8۔ یہودی جن سے اچھے روابط رکھنا چاہتے ہیں۔ان کی بنیاد دولت عشق،حسن،اور انسان کی کبھی تسکین نہ پانے والی احتیاجات پر رکھی ہے۔

9۔ لوگوں کو اس پر اکسائیں کہ ان کی حکومتیں ان کے چند افراد پر مشتمل ہیں۔جو ملک کے حاکم اور مالک بن بیٹھے ہیں۔عوامی نمائندوں کو ہٹانے کے اسی امکان نے ہمیں مختلف ممالک کے عوام کو اپنے ہاتھوں میں لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔اوراسی صورتحال نے ہم کو اختیار نامزدگی بھی دیا ہے۔اور یہودی کہتے ہیں ہم نے اقتدار اعلیٰ اور عوام کی اندھی قوت کے مابین اتنی گہری خلیج حائل کردی ہے،کہ دونوں اپنی اپنی جگہ اپنے معنی کھو بیٹھے ہیں۔یادرکھیں کہ اندھا آدمی اوراندھے کی لاٹھی ایک دوسرے سے جدا ہوکر بے معنی اور بے طاقت ہوکر رہ جاتے ہیں۔

10۔ یورپ کی تمام مملکتیں ایک مضبوط ترین اخلاقی انحطاط کے چکر کی لپیٹ میں آجائیں گی۔ اوردستوری میزانئے جلد ہی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔کیونکہ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان میں صحیح توازن نہ ہونے کی وجہ سے مملکت کی جڑیں کھوکھلی ہوتی رہیں۔

11۔ یہودیوں کے مطابق انہوں نے ہر جماعت کو تمام سہولتیں فراہم کی ہیں۔اور ہر ملک میں اقتدار اعلیٰ کو ہی تمام عوامی نفرت،وغصہ کا ہدف بنایا ہے۔ہم نے ہر ایک ملک میں متضاد عوامل اور مسائل پر باہم دست وگریباں ہونے کا اکھاڑہ بنادیا ہے۔پھر پاگل عوام کے حملوں سے ہر چیز آسمان پر اڑتی بکھرتی نظر آئے گی۔

12۔ آج تمام لوگ غربت کے ہاتھوں سخت محنت ومشقت کیلیئے پابہ سلاسل ہیں اتنے مجبور کہ دور غلامی میں بھی نہ رہے ہوں گے۔ہم نے ممالک کے دساتیر میں تمام نام نہاد عوامی حقوق کا اندراج کرادیا ہے۔جو ایک ایسا تصور ہے جو عملی زندگی میں کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ہماری طاقت خوراک کی شدید قلت اور مزدوروں کی جسمانی کمزوری میں مضمر ہے۔

13۔ منتخب حکام جو عوام ہی ہمارے اوپر آئیں گے۔وہ تابع فرمان ہونگے وہ ہمارے مشیروں اور

ماہروں کے محتاج ہونگے۔

14۔ غیر یہودیوں میں تاریخ کا بے لاگ مطالعہ کرنے اور صحیح نتائج مرتب کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ وہ اسلاف کے ترانے گاتے رہتے ہیں۔ اپنے پریس کے ذریعے اوران عوام کو ہمارے ایجنٹوں نے بڑی ہوشیاری سے اس انداز میں ترتیب دیا ہے جس سے غیر یہود ذہنوں کی تربیت ہماری خواہشات کے مطابق ہوگی۔

15۔ غیر یہود ریاستوں کو پریس کی قوت کے استعمال کا سلیقہ نہیں آتا۔ اس لئے یہ قوت ہمارے پاس آ گئی ہے۔ پریس کے ذریعہ ہم خود پس پردہ رہ کر غیر یہود عوام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پریس کے ذریعے ہم ہی سونے پر قابض ہوتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے سونا آگ اور آنسوؤں کے سمندر سے گزر کر حاصل کیا ہے۔ لیکن اس سے ہمیں بے پناہ فائدہ پہنچا ہے۔

16۔ خفیہ دستاویزات میں یہ اعتراف بھی کیا گیا ہے۔ کہ دنیا بھر میں موجود خفیہ جماعتیں یہودی منصوبوں کے مطابق پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔ اور انہوں نے یہودیوں کی بڑی خدمت کی ہے۔ لیکن اپنے عزائم تکمیل کے بعد وہ انہیں مکمل طور پر نیست و نابود کر دیں گے۔ اور غیر یہودی فری مشنوں کے ساتھ بھی یہی رویہ اپنائیں گے۔ اگر بعض مجبوریوں نے ان سے صرف نظر کرنے پر مجبور کیا تو کم ازکم انہیں جلاوطنی کے مسلسل خوف میں مبتلا رکھا جائے گا۔

17۔ غریبوں کو بے بس بنانے کیلئے یہودی منصوبوں کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ دنیا کے تعلیمی اداروں میں ہلڑ بازی افراتفری اور لاقانونیت کو فروغ دیا جائے۔ اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے صف اول کے یہودی ہر ملک اور خاص طور پر مسلمان ملکوں میں اپنی پسند کے لوگوں کو بیرون ملک خصوصی تربیت دے کر انہیں وطن واپس بھیجتے ہیں۔

18۔ دستاویزات کے مطابق یہودیوں کی کوشش رہی ہے کہ سارے غیر یہودی مذہبی رہنماؤں کا وقار کم کیا جائے اور اس طرح دنیا میں مذاہب کے مشن کو برباد کر دیا جائے۔ چند سالوں میں مکمل طور پر عیسائیت تباہ ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد دوسرے مذاہب کی بیخ کنی میں مشکلات کا سامنا نہیں ہوگا۔

19۔ یہودی کہتے ہیں ہم اپنے ایجنٹ سماج کے اونچے اور نچلے دونوں طبقوں سے دیں گے۔ ان کے اندر انتظامیہ کے تعیش پسند، عیش پرست، افسران، ایڈیٹرز کتب فروش سیلز مین، کلرک، مزدور،

اساتذہ، اور اردلی غرضیکہ ہر سطح کے لوگ شامل ہوں گے جس سے ہم موجودہ حکومتوں کے نظم ونسق میں دراڑیں ڈالتے رہیں گے۔ اور جب انہیں ہوش آئے گی۔ تو اس وقت تمام کھیل ختم ہو چکا ہو گا۔

20۔ خفیہ دستاویز کی اہم باتوں میں خفیہ تحفظ، سازشوں کی نگرانی، اقتدار کی تبدیلی اور شاہ یہود کی خفیہ حفاظت کو موضوع بنایا گیا ہے۔

21۔ خفیہ دستاویز میں یہودی رہنما کہتے ہیں کہ باغیانہ تقریر کرنے والوں کی کوئی حیثیت نہیں۔

22۔ خفیہ دستاویز کے مطابق شعبہ اقتصادیات میں یہودیوں کا حربہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے غیر یہود میں اقتصادی بحران پیدا کیا ہے۔ اسطرح بہت بڑا سرمایہ منجمند کر کے ریاستوں کو قرضہ جات کا سہارا لینے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اور سود در سود دینے کی وجہ سے یہ حکومتیں مستقل غلام بن کر رہ گئی ہیں۔

23۔ خفیہ دستاویز میں غیر یہودی مالیاتی اداروں اور اصولوں میں یہودیوں کی پالیسی کا اجراء قرضوں پر سود اصل زر سے کہیں زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ غیر یہود نہ صرف یہ کہ قرضوں کی ادائیگی بلکہ سود ادا کرنے کیلئے بھی مزید قرض لینے پر مجبور ہیں۔ سرمایہ کاری اور صنعتوں کے معاملات پر مکمل کنٹرول یہودیت کو حاصل ہے۔ جس سے تمام صنعتی سرگرمیاں سرمایہ کاری کی محتاج بن کر رہ گئی ہیں۔

24۔ یہودی اس بات پر نازاں ہیں کہ دنیا بھر کا سونا ان کی گرفت میں ہے اور وہ حقیقتاً جس وقت جتنی مقدار میں چاہیں سونا کھلے بازار میں لا سکتے ہیں یا اسے بالکل غائب کر سکتے ہیں۔ جس سے دنیا کا اقتصادی نظام کساد بازاری غیر ملکی کرنسی کی مالیت افراط زر حتیٰ کہ دنیا کے تمام میزانیے اور بجٹ تہہ و بالا کر سکتے ہیں۔ (1)

خلاصہ: یہودی سازش اس قدر منظّم ہے اور مکمل ہے کہ آج بھی ہم ان کے پھیلائے ہوئے فتنوں کے حوالہ سے ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد کی بجائے انتشار پایا جاتا ہے۔ ہم اپنے قرضوں کی ادائیگی کیلئے مزید قرضہ لینے پر مجبور ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو یہود کے فتنہ اور ان کی گہری سازشوں سے بچائے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ڈاکٹر محی الدین، صیہونی سازش، ص 36

سازش کا طریق کار

یہود نے اپنی اس گہری سازش کو کامیاب بنانے کیلئے دنیا کے تمام سوشلسٹ کمیونسٹ اور مارکسٹ اب تک یہودیوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کررہے ہیں۔اس طرح پوری دنیا میں سازشوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔جن کے ذریعہ سے ہر ملک کی حکومت کو زیر اثر لانے کا کام کیا جاتا ہے۔ ہر جماعت ہر سوسائٹی تعلیمی اداروں اور ابلاغ عامہ کے مرکزوں میں بالخصوص اس کے ایجنٹ کارفرما ہیں۔دنیا کی تمام بڑی بڑی حکومتوں کی دولت اور مالیاتی وسائل پر اس کا کنٹرول ہے۔ان کا بیشتر سونا اور عالمی پریس اور جملہ عالمی ذرائع ابلاغ اس کے زیر اثر ہیں۔یہودیت کے سازشی عزائم کی تکمیل کیلئے دنیا کے کئی ممالک کے آئینوں میں نہایت عیاری اور مکاری سے ایسے آرٹیکل شامل کرادیئے گئے ہیں۔ جو اس کے خفیہ منصوبوں کیلئے ضروری ہیں دنیائے اسلام میں اختلاف وانتشار یہودی سازشوں کا نتیجہ ہے۔دنیا کے حکمرانوں کو اپنی گمراہ کن تنظیم فری میسن ممبر بنا کر ان سے کام لیا جاتا ہے۔امریکہ کی بدنام زمانہ سی آئی اے جیسی جاسوسی ایجنٹوں کی تنظیم یہودیوں کے زیر اثر کام کرتی ہے۔جس کے ذریعہ یہودیوں کے مقاصد سے انحراف کرنے والوں کو موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جو حکومت اسرائیل نواز نہ ہوا سے انقلاب کے ذریعہ ختم کردیا جاتا ہے۔یہودی تنظیموں کے متعلق امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن نے اسطرح لکھا ہے۔''ہمارے دشمنوں کی فوج سے زیادہ مؤثر طریقہ جو ہمارے خلاف کارفرما ہے اور وہ ہماری آزادی کے دشمنوں کے مقابلے میں کئی سو گنا زیادہ خطرناک ہیں۔ مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اس کا احساس بھی نہیں کیا۔ یہ ہمارے معاشرے کا گھن ہیں۔اور ہماری خوشیاں اور سکون لوٹنے والے سب سے بڑے ڈاکو ہیں۔(1)

اللہ تعالیٰ یہودی سازشوں سے محفوظ فرمائے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ڈاکٹر محی الدین،صیہونی سازش،ص46

امریکہ میں یہودیت

آج امریکہ پوری دنیا کا چوہدری بنا ہوا ہے مگر اس کی ذاتی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ یہودیت کے زیر اثر ہے۔امریکہ میں یہودیوں کی تعداد کی کل آبادی تین فیصد ہے۔لیکن آبادی کے تناسب کے اعتبار سے قانون سائنس ادویات اور نفسیات، کے محکمہ جات میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔امریکہ میں ان کے قومی ادارے 281 کام کررہے ہیں۔ جبکہ 251 سے زیادہ ایسوسی ایشنیں مصروف کار ہیں۔ یہ سبھی ادارے صبح وشام اسرائیل کیلئے فنڈز اکٹھا کر کے اسے مضبوط سے مضبوط تر کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ان یہودی اداروں کے سربراہوں کی کانفرنس اس کے فیصلے ان تمام پر حاوی دکھائی دیتے ہیں۔امریکہ میں ابلاغ عامہ پر یہودیوں کا مکمل کنٹرول ہے۔ٹیلیویژن کی تینوں کمپنیوں یعنی اے بی سی، سی، بی، اے، اور این، بی، ایس پر یہودی مسلط ہیں۔ان کے سربراہ اور انچارج سب یہودی ہیں۔اس کے علاوہ امریکہ سے تقریباً 1760 اخبارات جرائد اور رسائل 62 ملین کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ان میں آدھے یہود کی ملکیت ہیں۔ان میں عالمی شہرت یافتہ واشنگٹن پوسٹ نیویارک ٹائمز اور نیوز ویک جیسے مشہور اخبارات شامل ہیں۔باقی آدھی تعداد پر بھی یہود نے کسی نہ کسی طرح اپنا اثر جما رکھا ہے۔کہ وہ بڑے بڑے یہودی اداروں اور بزنس کرنے والوں سے اشتہارات دلاتے ہیں۔لہٰذا ہر کرایہ پر گانے والی مغنیہ اس کی پسند کا راگ گائے گی۔جس نے اس کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ امریکہ کی خارجہ پالیسی کو کچھ اس طرح مرتب کیا جاتا ہے۔جس سے یہودی مفاد وابستہ ہو۔امریکہ میں لاکھوں یہودی ووٹروں کو خوش کرنے کیلئے امریکی صدر پالیسی مرتب کرتے ہیں۔ جو یہودی نواز ہو عرب مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔کہ جب امریکہ میں عرب مسلمانوں کے لاکھوں ووٹ ہی نہیں۔اور امریکہ کو ان کی ضرورت بھی نہیں تو امریکہ سے اسلام کا زکو کامیاب بنانے کیلئے عربوں کو مل ہی کیا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو ان کے شر سے بچائے رکھے اور مسلمان سربراہوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودیوں کی ہوس اقتدار

1۔ 1935 میں جیومر بلجیکی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا ''اسرائیل اپنے وطن کی طرف لوٹ رہے ہیں''۔ وہ لکھتا ہے۔ مستقبل قریب میں ان کی قوت مرکزی طور پر دنیا کی ساری ریاستوں پر حاوی ہوگی۔ اور ہم انسانی معاشرہ کے مختلف طبقوں میں اثر ورسوخ بڑھائیں گے۔

2۔ ایسے ہی ایک یہودی مصنف نے اپنی ایک تالیف میں لکھا ہے۔ ہم نے لندن کے ارباب اختیار سے کہہ دیا ہے۔ کہ تم چاہو یا نہ چاہو ہمیں بہرحال فلسطین میں آباد ہونا ہے۔ بہتر ہے کہ تم ہم سے بہتر سلوک کرو۔ ورنہ ہماری بڑھتی ہوئی طاقت پوری دنیا کے امن وامان کو تباہ کردے گی۔

3۔ اسکندریہ کے ایک یہودی تاجر نے واضح کہا ہم پوری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ خواہ ہمیں اس سلسلہ میں خون ریزی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ یہ چیز ہماری گھٹی میں ہے۔ اور اس میں کبھی تبدیلی نہیں آسکتی۔

4۔ یہودیوں کا ایک گروہ جو صابرا کے **مغربی** خطہ میں رہتا ہے۔ وہ تو اضطراب خوف احساس کمتری سے پہنچانا جاتا ہے۔ بقیہ دو گروہ اپنے ذہنی جنون اور شرانگیزی کے باعث پہچانے جاتے ہیں۔

5۔ پروفیسر رابسن لکھتا ہے بظاہر یہودی شور مچاتے ہیں کہ ہم مظلوم ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خود روئے زمین پر پھیلنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں کہیں قرار نہیں ملتا۔ اب وہ بغیر کسی خوف کے ساری دنیا میں یہودیت پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

6۔ اکتیس سالہ فوجی افسر پورم نامی یہودی لکھتا ہے۔ اسرائیل امن پسند نہیں بن سکتا۔ یہ ایک ایسی عیاشی ہے جس کو ہم برداشت نہیں کرسکتے۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ یہ جنگ ناحق لڑی جارہی ہے۔ تو پھر بھی لڑنا پڑے گا۔ اگر ہمیں شکست ہوگئی تو ملک ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس وجہ سے ہمیں اپنا فرض ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہمارا فرض یہی ہے کہ جنگ کرتے رہیں۔(1)

اللہ تعالیٰ اسلام کو یہود کے شر سے بچائے

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ڈاکٹر محی الدین، صیہونی سازش، ص46

یہودی تعصب کی چند مثالیں

یہودیوں کو غیر یہودیوں سے جسطرح تعصب ہے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

1۔ اگر اسرائیلی کا بیل کسی غیر اسرائیلی کے بیل کو زخمی کردے تو اس پر کوئی تاوان نہیں مگر غیر اسرائیلی کا بیل اگر اسرائیلی کے بیل کو زخمی کردے تو اس پر تاوان ہوگا۔

2۔ ابی شموئیل کہتا ہے اسرائیلی اور غیر اسرائیلی کا مقدمہ قاضی کے پاس جائے تو اس پر لازم ہے کہ جیسے ہو سکے۔ اسرائیلی کو جتائے۔

3۔ ابی شموئیل کہتا ہے غیر اسرائیلی کی ہر غلطی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

4۔ یہودیوں کی بنیادی کتاب سریعیہ میں درج ہے۔ اگر کوئی غیر یہودی کسی غیر یہودی کو قتل کردے تو اس کی سزا موت ہے لیکن اگر یہودی کسی غیر یہودی کو قتل کردے تو اسے سزائے موت نہ دی جائے۔

5۔ غیر یہودکی بہترین شخصیت کو قتل کرنا چاہیئے۔

6۔ عالمی سطح پر یہود کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ غیر یہود کو آخرت میں ڈوما فرشتے کے سپرد کردیا جائے گا۔ تا کہ انہیں دوزخ میں جھونک دے۔

7۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اعلیٰ ترین غیر یہودی کو قتل کرنا ضروری ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودیت کی ہرزہ سرائی

۱۹۰۲ میں مورس ابن کرٹر رابی نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں چند باتیں لکھی ہیں۔ جنہیں صیہونی سازش کے مؤلف نے تحریر کیا۔

1۔ کسی غیر یہودی کو اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کرنا جملہ یہودیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اگر غیر یہودی کو پتہ چل جائے کہ ہم ان کی نسبت کیا تبلیغ کرتے ہیں تو وہ ہمیں سر عام قتل کردیں گے۔

2۔ آدم (علیہ السلام) نے ہر درندہ اور جانور سے بدفعلی کی لیکن حوا کے آغوش میں آنے تک

اس کی تسلی نہ ہوئی۔(معاذ اللہ)

3۔ زنا یا غیر فطری فعل کسی مرے ہوئے عزیز سے بھی جائز ہے۔خواہ وہ مرد ہو یا زن مجرد ہو یا شادی شدہ جو فوت ہو گیا ہے۔

4۔ اگر کوئی شخص کسی فاحشہ عورت کو اپنے کتے کیساتھ بدفعلی کرنے کے لئے پیسے دیتا ہے تو یہ فعل قانونی بدکاری کے زمرہ میں نہیں آتا۔ایک فاحشہ عورت کو معاوضہ پر حاصل کرنا زنا یا غیر فطری عمل کرنے کیلئے جائز ہے۔

5۔ عیسیٰؑ نے اپنے گدھے کیساتھ بدفعلی کی۔ (معاذ اللہ)

عیسیٰ دوزخ میں ہے۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح عیسائیوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

6۔ مرایل یہود دوسروں کو بے وقوف بنا سکتا ہے۔اور انہیں دھوکا دے سکتا ہے۔

7۔ ایک یہودی کو زنا بالجبر کرنے دغا بازی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عام اجازت ہے لیکن اسکو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔اس کا یہ فعل ظاہر نہ ہو۔تاکہ اسرائے کو نقصان نہ پہنچے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ملت اسلامیہ میں یہودی سازشیں

1۔ اسلامی ممالک میں انتشار پیدا کر کے اتحاد سے محروم رکھا۔

2۔ مسلمانوں کی مشہور تنظیم ''عرب نیشنل ازم'' میں افتراق پیدا کیا۔

3۔ اسلامی ممالک کو آپس میں لڑانے کی منصوبہ بندی میں مکمل دلچسپی لی۔

4۔ اسلامی کانفرنس (O.I.C) کو دو بلاکوں میں تقسیم کروادیا۔

5۔ عربوں میں ''اخوان المسلمین'' ایک مربوط تنظیم کو انتشار کا شکار کیا۔

6۔ یہودیوں نے کیتھولک چرچ سے گٹھ جوڑ کر کے ملت اسلامیہ کے خلاف محاذ بنایا۔عیسائی بھی اپنی صلیبی جنگوں کا بدلہ چاہتے تھے اس لئے اتفاق ہو گیا۔

---

(1) ڈاکٹر محی الدین،صیہونی سازش،

7۔ شاہ فاروق نے عرب ملکوں کے اتحاد کی کوشش کی مصر وسوڈان سے الحاق کا منصوبہ بنایا جسے یہودی اشاروں پر برطانیہ نے ہر طرح روکنے کا فیصلہ کرلیا۔اس وقت حکومت برطانیہ کے پیش نظر دو مقاصد تھے۔ایک تو مصراور سوڈان کا الحاق نہ ہو دوسرا اخوان المسلمین کا خاتمہ کیا جائے چنانچہ برطانیہ کی جاسوسی قوت نے شاہ فاروق کا تختہ الٹا دیا۔اور پچاس ہزار اخوان گرفتار کئے گئے۔اس طرح عالم عرب کی تحریک بھی دم توڑ گئی۔

8۔ اسلامی نام پر بننے والا ملک پاکستان ابھرا ہی تھی۔کہ سازشیں شروع کردی گئیں۔ 1971 میں اسے دولخت کردیا گیا یہ یہودی سازش تھی۔جسے آج تک سمجھا نہ جاسکا۔

9۔ اسلامی دنیا کی تباہی کیلئے یہود نے فری میسن کے نام کی تحریک شروع کی جس کے ذریعہ مسلم ممالک کے بڑے بڑے لوگوں کو بھاری رقوم پر خرید لیا گیا۔یہ ظاہر ہے کہ ملک میں تباہی کا باعث اپنوں کی غداری بھی بن جاتی ہے۔" جعفر از بنگال صادق از دکن" کے مصداق کئی لوگ اس تنظیم کا شکار ہوئے۔شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی اس تنظیم کے 22 ویں گریڈ کا بندہ تھا۔ایران میں فری میسن تنظیم کا گرینڈ لاج قائم تھا۔اس طرح سابق وزیر اعظم ایران مسٹر عباس ہویدا اس تنظیم کے سربراہ تھے۔پوری دنیا میں ایران یہودیت کا بڑا مرکز رہا۔تقریباً ہر بڑا لیڈر، وزیر، افسر، بلکہ ہر تیسرا عالم بھی اس تنظیم کا رکن تھا۔علامہ خمینی کے انقلاب کے بعد ایران سے اس تنظیم کا صفایا ہوا۔امریکہ کو ندامت ہوئی۔ایرانیوں کی ایک بڑی تعداد کو علامہ خمینی نے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

10۔ یہ تنظیم فری میسن پاکستان میں بھی سرگرم تھی۔ پنجاب اسمبلی نے پہلی مرتبہ 1973 میں قانون پاس کرکے فری میسن تنظیم پر پابندی لگائی اور اسکی جائداد بحق سرکار ضبط کی پنجاب اسمبلی چوک میں واپڈا ہاؤس کے سامنے موجودہ آرٹس کونسل کی مقبوضہ عمارت دراصل فری میسن کی ملکیت تھی۔ جہاں کئی سالوں سے پراسرار سرگرمیاں جاری تھیں۔پھر ایک مرتبہ اس تنظیم نے پنجاب اسمبلی کے اس قانون کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جس پر عدالت نے فری میسن پر پابندی کے قانون کو کالعدم قرار دیدیا۔ پنجاب حکومت نے ڈویژن بنچ کے روبرو اپیل دائر کی وہ بھی مسترد ہوئی پھر حکومت پنجاب نے سپریم کورٹ میں اپیل کی۔دس سال تک اس کیس کا کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔**حتیٰ** کہ صدر ضیاء الحق کی ہدایت پر حکومت پاکستان نے بذریعہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 56 1993ء میں ازسرنو اس تنظیم پر پابندی

عائد کر کے اسکی تمام جائیداد ضبط کر لی اور تمام فیصلہ جات جو فری میسن کے حق میں صادر ہوئے تھے۔ کالعدم قرار دیدئے گئے۔

ملک میں مارشل لاء ختم ہونے کے موقعہ پر صدر مملکت اور قومی اسمبلی نے آئین کے آٹھویں ترمیمی بل میں مارشل لاء ریگولیشن ۵۶ کو شامل کر کے اس اقدام کو **آئینی** تحفظ دیکر عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ اگرچہ اس تنظیم پر پابندی عائد کی گئی۔ مگر پھر بھی آج تک یہ تنظیم زیر زمین کام کر رہی ہے اور حکومت پاکستان کا کوئی ایسا ادارہ نہیں جسکی جاسوسی اسرائیل تک نہ جاتی ہو۔

۱۸ جون 1980 کو یونائیٹڈ گرینڈ لاج آف انگلینڈ کے لیٹر پیڈ پر اسٹیٹ لائف انشورنس کے اعلیٰ افسر کو ایک خط لکھا گیا جو ہمارے شبہ کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ فری میسن خفیہ طور پر اپنا کام کرا رہی ہے۔ اس خط کا مضمون یہ ہے۔ آپ نے جو خط لکھا ہے اس پر آپ کا بہت بہت شکریہ اسلامائزیشن کے نام آپ کے ہم وطنوں کے استحصال کا عمل یقیناً اس تنظیم کے مفادات کے منافی ہے۔ ان برائیوں کے خلاف آپ نے جو آغاز کیا۔ وہ قابلِ تعریف ہے کیونکہ فری میسن ایک ایسی تنظیم ہے جو ایک برتر وجود میں یقین رکھتی ہے۔ اور وہ مذہب وعقائد اور سیاست کی پرواہ نہیں رکھتی۔ اس خط کے ساتھ ہی تازہ لٹریچر بھیج رہا ہوں جسے آپ اپنی حسب خواہش استعمال کر سکتے ہیں۔ (1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فری مشینریوں پر ہماری تجاویز

1۔ چونکہ یہودیوں کی یہ تنظیم ملت اسلامیہ کیلئے شدید ضرر رساں ثابت ہو چکی ہے پاکستان میں اس پر پابندی ہونے کے بعد بھی کڑی نظر رکھی جائے۔ جہاں کہیں یہ ذرہ بھر سر اٹھائے فوری کچل دیا جائے۔

2۔ تمام فری میسوں سے حلفی تحریر لیجائے کہ ان کا تعلق فری میسن سے نہیں۔

3۔ جیسے انتخابات میں حصہ لینے والے کیلئے کئی پابندیاں ہیں اگر وہ ملوث ہوتا ہے تو نااہل قرار دیا جاتا ہے۔ اگر کسی منتخب نمائندہ لے کا فری میسن سے رابطہ ثابت ہو جائے تو اسے نااہل قرار دیدیا

(1) ڈاکٹر محی الدین، صیہونی سازش، ص58

جائے۔

4۔ کسی قومی مفاد کے حامل عہدہ پر کسی طرح فری میسن کو متعین نہ کیا جائے اسکی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔

5۔ اگر پابندیوں کے باوجود کوئی شخص اس تنظیم سے وابستگی نہ چھوڑے تو پھر اسے ملک بدر کر دیا جائے۔

6۔ تمام اسلامی ممالک میں ایسے ضوابط بنائے جائیں کہ یہ ممالک اس تنظیم کے زہریلے اثرات سے بچ سکیں۔ برطانیہ کے ایک صحافی اسٹیفن نائٹ نے اپنی کتاب ''دی برادر ہڈ'' میں لکھا ہے کہ فری میسن تنظیم کے کارکنوں کی طرف سے بھائی چارگی ،نیکی کے فروغ، حسن واخلاق کے دعوے تو کئے جاتے ہیں مگر دوسری طرف سے یہ تنظیم انتہائی غلط اور ناروا کام بھی انجام دیتی رہتی ہے۔ اسکی حرکتیں صریحاً جرم ہیں۔ اس کے اقدامات عدل وانصاف کے تقاضوں کو بری طرح مجروح کرتے ہیں۔

7۔ فری میسن تنظیم پر نگرانی رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔ دراصل یہ لوگ یہودیت کے ایجنٹ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کی حفاظت فرمائے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

یہودیت اور مسیح موعود

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد **بنی** اسرائیل پر یکے بعد دیگرے ایسے سنگین حالات وارد ہوتے چلے گئے۔ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں بکھیر دیا۔ تو انبیاء **بنی** اسرائیل نے انہیں خوشخبری دی کہ خدا کی طرف سے ایک مسیح آنے والا ہے۔ جو ان کو رسوائی سے بچائے گا۔ ان پیغامات کے بعد یہودی ایک مسیح کے منتظر تھے۔ جو آئے اور انہیں بچائے یہودی ایسے مسیح کے منتظر تھے جو بادشاہ ہو وہ لڑ کر ملک فتح کر لے۔ اور **بنی** اسرائیل کو فلسطین میں جمع کرے۔ مگر جب ان کی توقعات کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح موعود تشریف لائے۔ اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے۔ یہودیوں نے ان کی مسیحیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور انہیں ہلاک

کرنے کے درپے ہوگئے اس وقت سے آج تک یہودی اس مسیح موعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں انہیں دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربیون نے ربیات میں اسکا جو نقشہ بھرا ہوا ہے اس کی خیالی لذت کے سہارے یہودی زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے فرات تک کا علاقہ انہیں واپس دلائے گا۔ اور دنیا کے گوشے گوشے سے بکھرے ہوئے یہودیوں کو واپس لا کر یہیں بسائے گا۔ اس مذہبی پس منظر میں قادیانیوں کے مذہبی راہنما کا دعویٰ یقیناً ان کے لئے دلچسپی کا باعث بنا ہوگا۔ مگر جب اس غبارہ کی ہوا نکل گئی تو یہودیوں نے مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کیلئے قادیانیوں کو اپنا آلۂ کار بنالیا۔ یہودیت کی سرپرستی ہونے سے قادیانیوں کو اتنی قوت ملی کہ وہ دن بدن طاقت پکڑتے جا رہے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فتح دنیا کا خواب

یہودیت کی ہزار کوششوں حیلوں بہانوں اور مکر و فریب کی سیاست کے باوجود دنیا فتح کر لینے کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ)

1۔ یہودی اسرائیلی ریاست کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر آتے ہیں۔ مگر یہاں کی مشکلات کو دیکھ کر پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ امریکہ، روس، چلی، پیراگوئے، فرانس، جرمنی، میں تن آسانی سے رہ سکتے ہیں اسلئے اسرائیل کو ہمیشہ سے افرادی قوت کی کمی رہی اور آئندہ بھی رہے گی۔ بریں بنا انکا خواب پورا نہیں ہوگا۔

2۔ عمر رسیدہ یہودی تو اسرائیلی ریاست میں رہ جاتے ہیں۔ مگر نوجوان نسل باہر جارہی ہے۔

3۔ وہ تمام برائیاں جو یہودی پھیلانا چاہتے ہیں۔ مثلاً بے حیائی، بے ایمانی، باہمی شکوک و شبہات، قتل و غارت، دہشت گردی، یہ سب بری عادات سب سے پہلے ان میں پائی جاتی ہیں۔ اور ایسی قوم کا فتح دنیا کا تصور کرنا دیوانے کی بڑ ہے۔

4۔ یہودیوں کا مکاری سے دنیا پر چھا جانا محال ہے۔ آخر مکر مکر ہی ہے اس کا پردہ چاک ہوئے

بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیسے اس نے افریقہ میں اپنا یرغمالی جہاز چھڑانے کیلئے کیا۔

5۔ یہودیوں کو اسرائیل میں متحد رکھنا، اور ان سے مطلوبہ نتائج کی توقع محال ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودیوں کی عہد شکنی

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ جلوہ فرما ہوئے تو وہاں دو مشہور قبائل اوس، اور خزرج کی دشمنی کو محبت میں بدل دیا۔ ان کے علاوہ بارہ غیر مسلم قبائل اور بارہ یہودی قبائل بھی یثرب کے علاقہ میں رہائش پذیر تھے۔ جنہیں شہریت کے برابر حقوق عطا کئے۔ یہودی قبائل کی دوسرے بارہ قبیلوں سے نہ بنتی تھی۔ مسلمانوں کا ان سے یہ معاہدہ طے پایا کہ مسلمان یہودیوں کے مخالف قبائل کی مدد نہ کریں گے۔ اسی طرح یہود کو پابند کر دیا گیا۔ کہ وہ مسلمانوں کے خلاف باغی قبائل کی مدد نہ کریں گے۔ یہ معاہدہ جات دلیل ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کس طرح یہودیوں پر نوازشات کیں۔ اور برابری کی شہریت میں شریک بنایا۔ مگر یہود کی طرف سے ان معاہدہ جات کی ذرہ بھر پرواہ نہ ہوئی۔ جنگ بدر کے موقع پر یہود کی ہمدردیاں بت پرستوں کے ساتھ تھیں۔ مشرکین مکہ کا یہ لوگ سہارا بنے رہے۔ معرکہ بدر کے بعد یہ لوگ کھلم کھلا قریش اور دوسرے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف جوش دلاتے۔ اور بدلہ لینے پر اکساتے رہے۔ خصوصاً بنی نضیر کے کعب بن اشرف نے تو اپنی اندھی عداوت کو کمینہ پن کی حد تک پہنچا دیا۔ پرانے تعلقات اور ہمسائیگی کے مروجہ معمولات کو یکسر ختم کر دیا تھا۔ یہود کی طرف سے ان کے عناد و غضب نے مسلمانوں کیلئے شدید خطرات پیدا کر دیئے تھے۔ ہر لحہ حملہ کا خطرہ رہتا بلکہ عموماً صحابہ ہتھیار بند ہو کر سوتے کہیں یہود کیطرف سے حملہ ہو جائے تو مقابلہ ہو سکے۔ اگر حضور ﷺ کبھی تھوڑی دیر کیلئے باہر نکلتے اور دیر ہو جاتی تو صحابہ فوراً تلاش کرتے۔ جنگ بدر کا بدلہ لینے کیلئے قریش کو یہود نے ہی بھڑکایا تھا۔ یہود کی شرارت کامیاب ہوگئی۔ اور قریباً بدر کے ایک سال بعد جنگ احد میں مسلمانوں کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ یہود نے معاہدہ شکنی ہی نہیں بلکہ دور مدنی کے ابتدائی ایام میں حضور ﷺ کی دو مرتبہ جان لینے کی کوشش کی۔ جو قدرت نے ناکام کی حضور ﷺ کے زمانہ میں تو یہود کو کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی۔ البتہ خلیفہ اول کے دور میں اپنی صف بندی کر کے سب سے پہلے ابولولو

فیروز یہودی نے عمر فاروقؓ کوشہید کر کے یہود کے دل ٹھنڈے کیئے۔اس کے علاوہ یمن کے یہودی عبداللہ بن سبا نے سازش کر کے حضرت عثمان غنی ،اور حضرت علی المرتضیٰؓ کوشہید کروا کے خلافت راشدہ کا چراغ گل کر کے سکون حاصل کیا۔(العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ ان کی سازشوں سے پناہ دے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسلمانوں کی یہود پر نوازشات

ایک طرف تو یہود کی طرف سے آپ نے خونیں مناظر کا جائزہ لیا۔سیدنا فاروق اعظم ،سیدنا عثمان غنی ،سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتیں انہی کی سازشوں کا نتیجہ ہیں۔اس کے برعکس مسلمانوں نے ان پر کتنے بڑے بڑے احسان کیئے۔وہ تاریخ کے ان مٹ نقوش ہیں مسلمانوں نے ان سے رواداری ،حسن سلوک ،اس وقت کیا جب یہ لوگ مارے مارے پھر رہے تھے۔کرہ ارض کے مختلف گوشوں میں سرگرداں تھے۔خدا ان سے روٹھ چکا تھا۔اس نے اپنی تمام نعمتیں ان سے چھین لیں تھیں۔مسلمانوں کے زیراقتدار یہ رہے۔لیکن انہیں ہمیشہ شہری معاشرتی ،سیاسی حقوق حاصل رہے۔ جب کہ عیسائی حکومتوں میں یہودیوں نے ذلت کے دن گزارے۔اسلامی حکومتوں نے ان سے ہمیشہ اعلیٰ رواداری کا مظاہرہ کیا۔ یہودی مسلمان ریاستوں میں وزراء ،سفراء ،اور مشیر بھی رہے۔اندلس کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔خلافتِ قرطبہ کے دوران یہود خوش حالی کی انتہائی بلندیوں کو چھو رہے تھے۔رواداری کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

1۔ صلاح الدین ایوبی کا طبیب خاص موسیٰ بن میمون نامی یہودی تھا۔

2۔ یہی موسیٰ بن میمون جامعہ ازہر میں ریاضی ،فلکیات ،اور طب کا اعلیٰ استاد رہا۔

3۔ مصر کے فاطمی دور میں یعقوب بن کلش خلیفہ المعزالدین اوراسس کے بیٹے کا وزیر رہا۔

4۔ المقتدر بن ہور نے ابوالفضل بن حدامی کو اپنا معتمد وزیر بنایا۔

5۔ غرناطہ بارلیس بن حون نے یوسف بن نغر یہودی کو حکومت کی اہم ذمہ داریاں سپرد کیں۔

6۔ بہت سے یہودی علماء ناصر اور حکم کے دربار میں قرطبہ سے آتے تھے۔ان کے دور میں قرطبہ میں مدرسہ تلموریہ قائم کیا گیا۔جس کا بانی موسیٰ بن حقوس یہودی تھا۔

7۔ عبدالرحمٰن ناصر کے دور حکومت میں حدای بن شمرت یہودی کو خزانۂ عامرہ کا نگران مقرر کیا گیا۔

8۔ مسلم ہسپانیہ میں کبھی کسی یہودی کو ظلم کا نشانہ نہیں بنایا گیا۔ یہودی اندلس کی تاریخ میں نہایت پرامن پرسکون اور عیش وعشرت سے رہے۔

9۔ شرق میں مسلم حکومتوں کے تحت انہیں تمام قسم کی شہری سہولتیں میسر رہیں۔

10۔ فاطمی حکومت کی بنیاد ہی ذمی رعایا کے مساوی حقوق پر تھی۔

11۔ غلامان مصر (ممالیک) کے عہد اقتدار میں بھی یہ خوش رہے۔

12۔ عثمانی دور میں بھی انہیں کبھی مسلمانوں کیطرف سے قطعی کوئی اذیت نہیں پہنچی۔

13۔ غرضیکہ اسلامی تاریخ کے روشن صفحات آج تک درخشندہ ہیں۔ مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق، بلند حوصلگی، انسانی رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔ افسوس یہود مسلمانوں کی اس فیاضی کا بدلہ نہ چکا سکے۔ الٹ یہ قوم کفران نعمت اور احسان فراموشی پر اتر آئی (العیاذ باللہ)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودی ایک عالمی سائنسدان کی نظر میں

1789ء میں امریکہ کے ایک عالمی شہرت یافتہ سائنسدان نے یہودیوں کے متعلق کہا تھا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ایک زبردست خطرہ ہے۔ اور وہ خطرہ یہودیوں کا ہے اس لئے کہ یہودی جہاں بھی آباد ہوئے انہوں نے وہاں پر تجارتی ایمانداری کا درجہ گھٹا دیا ہے اور اخلاقی معیار پست کر دیا۔ وہ پوری قوم کا اقتصادی گلا گھونٹنے کیلئے بے تاب رہے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے پرتگال اور سپین میں کیا سترہ سو سال سے وہ اپنے نصیب کو رو رہے ہیں۔ اگر یہودیوں کو آئین کی رو سے امریکہ سے نہ نکال دیا گیا۔ تو ایک سو سال بعد ہم پر قبضہ کر لیں گے۔ (1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ڈاکٹر محی الدین، صیہونی سازش، ص 31

علماءِ یہود بارگاہِ نبوت میں

حضورﷺ جب مدینہ منورہ جلوہ فرما ہوئے تو یہودی علماء نے بارگاہ رسالت میں حاضری دی ۔اور آپ سے کئی قسم کے سوالات کئے۔انہیں یہ تو پتہ تھا کہ آخری رسول آنیوالا ہے۔تورات، وانجیل میں بشارتیں پڑھ چکے تھے اور یہ بات بھی کہہ چکے تھے۔یہ وہی نبی معلوم ہوتے ہیں سب سے پہلا یہودی عالم جو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ابو یاسر بن اخطب تھا۔ یہ حیی بن اخطب یہودی کا بھائی تھا۔آپ کا کلام سنا واپس جا کر قوم سے کہا۔

اطیعونی ھذا النبی الذی کنا منتظرین(1)

میری بات مانو جس رسول کے ہم منتظر تھے۔وہ یہی ہے

مگراس کے بھائی حیّ ابن اخطب نے اس کی مخالفت کی اور قوم نے ابو یاسر کی بات پر توجہ نہ دی۔ابن اخطب کو اہمیت دی۔

1۔ سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضورﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کی ایک دینی مدرسہ بیت المدارس میں علماء یہود کا خفیہ اجلاس ہوا۔ جس میں طے ہوا کہ وہ حضورﷺ سے پیچیدہ قسم کے سوالات کریں۔ (2)

2۔ بیہقی نے سیدنا ابو ھریرہ سے نقل کیا ہے۔حضورﷺ نے یہود کے ایک مشہور عالم ابن صوریا سے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ بتا تورات میں شادی شدہ ذاتی کی سزا کا حکم رجم (پتھراؤ کرنا) ہے ابن صوریا نے کہا

اللھم نعم اما و اللہ یا ابا القاسم انھم لیعرفون انك نبی مرسل ولکنھم یحسد ونك ۔(3)

اے اللہ بے شک تورات میں ایسا ہی حکم ہے اور اے ابوالقاسم اللہ کی قسم یہود

---

(1) ابن حجر،فتح الباری،اتیان الیھود النبیﷺ حین قدم المدینۃ،ص272/11

(2) ابن حجر،فتح الباری،اتیان الیھود النبیﷺ حین قدم المدینۃ،ص272/11

(3) البیھقی،السنن الکبریٰ،ص247/8

البیھقی،دلائل النبوۃ،اسئلۃ الیھود وغیرھم ،الرقم2529،ص17/7

آپ کو اچھی پہچانتے ہیں۔ آپ اللہ کے فرستادہ نبی ہیں۔ لیکن آپ پر حسد کرتے ہیں۔

3۔ بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے ایک دفعہ حضور ﷺ سورۃ یوسف کی تلاوت میں مصروف تھے۔ ایک یہودی آیا اس نے پوچھا اے محمدؐ یہ سورۃ آپ کو کس نے تعلیم دی ہے۔ فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔ یہ یہودی حیران ہو گیا۔ اور واپس جا کر کئی یہودی علماء سے یہ بات بتائی۔ کہ محمدؐ جو قرآن پڑھتے ہیں۔ وہ کتاب ایسے معلوم ہوتی ہے۔ جیسے تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یہود کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیکر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور پہچان لیا۔ کہ یہ وہی نبی ہے جس کی بشارت تورات میں دی گئی ہے۔ آپ کے دونوں شانوں میں مہر نبوت کو دیکھا۔ اور سورۃ یوسف کو غور سے سنا۔ بس سبھی کے سبھی اسلام لے آئے۔ (1)

4۔ عبداللہ ابن احمد نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ ایک حبر صحابہ کے ہاں آیا۔ یہ یہود کا عالم تھا۔ صحابہ سے پوچھا تمہارے نبی کہاں ہیں۔ میں ان سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ اتنے میں حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ حبر نے عرض کی آپ ﷺ اپنے پر ہر اترنے والی وحی تو سنائیں۔ حضور ﷺ نے قرآن مقدس کی چند آیات تلاوت فرمائیں حبر سنتے ہی حیران رہ گیا۔ اور کہا اللہ کی قسم یہ وہی کلام ہے جو موسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے۔ (2)

اس طرح کئی ایک علماء یہود حاضر ہوئے۔ اور چہرۂ انور دیکھ کر ایمان لے آئے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت عبداللہ بن سلام کا واقعہ

1۔ عبداللہ بن سلام یہود کے نامور علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا اصلی نام حصین تھا۔ قبول اسلام کے بعد حضور ﷺ نے عبداللہ بن سلام رکھا۔ آپ اپنا واقعہ خود فرماتے ہیں۔ جب حضور ﷺ

(1) البیھقی، دلائل النبوۃ، اسئلۃ الیھود وغیرھم، الرقم 2536، ص 26/7
ابن حجر، فتح الباری، اتیان الیھود النبی ﷺ حین قدالمدینۃ، ص 273/11

(2) البیھقی، دلائل النبوۃ، اسئلۃ الیھود وغیرھم، الرقم 2536، ص 26/7

مدینہ منورہ تشریف لائے اور میں دیکھنے کیلئے حاضر ہوا فرماتے ہیں۔

لما رایت وجہہ عرفت ان وجہہ لیس بوجہ کذاب۔(1)

آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں۔سب سے پہلا کلام جو حضور ﷺ سے میں نے سنا یہ تھا۔

ایھا الناس اطعموا الطعام وافشوا السلام وصلوا الارحام وصلوا بالیل

والناس نیام تدخلوا الجنۃ السلام(2)

(ترجمہ): اے لوگو آدمیوں کو کھانا کھلایا کرو۔آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

اور صلہ رحمی کیا کرو۔اور رات میں نماز پڑھو۔جبکہ لوگ خدا سے غافل سو

رہے ہوں۔تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گے۔

اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔اور دونوں نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

دلائل بیہقی میں عبداللہ بن سلام سے روایت ہے فرماتے ہیں جب آپ مدینہ منورہ آئے میں نے آپ کی آمد کی خبر سنی۔اس وقت میں ایک درخت پر چڑھا ہوا تھا۔میں نے وہیں سے ہی خوشی میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔اس وقت میری پھوپھی خالدہ بنت حارث موجود تھیں۔انہوں نے کہا عبداللہ اگر تو موسیٰ علیہ السلام کی خبر سنتا تو اتنا خوش نہ ہوتا۔میں نے کہا جی ہاں! ایسا ہی ہے۔میں نے کہا! اللہ کی قسم یہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں۔میری پھوپھی نے کہا پیارے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہے۔جن کی ہم خبریں سنتے آرہے ہیں۔میں نے کہا ہاں پھوپھی یہ وہی رسول ﷺ ہے۔عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں۔میں گھر سے نکلا اور سیدھا بارگارہ نبوت میں حاضر ہوا۔اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا۔(3)

(1،2) امام احمد،مسنداحمد،عبداللہ بن سلام،الرقم22688،ص302/48s

الترمذی،سنن الترمذی،الرقم2409،ص25/9

ابن ماجہ، السنن،ماجاء فی قیام اللیل،الرقم1324،ص230/4

الحاکم،المستدرک علی الصحیحین،افشوالشلام،الرقم 4250،ص65/10

الدارمی،سنن دارمی،فی افشاء السلام، الرقم2688،ص214/8

(3) البیھقی،دلائل النبوۃ،الی رجل عبداللہبن سلام فیکم،الرقم3621،ص241/11

ابن حجر،فتح الباری،ھجرۃالنبی ﷺ ص241/11

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور ﷺ قبل اس کے کہ میری قوم کو میرے قبول اسلام کا پتہ چلے آپ مجھے ایک کمرہ میں بٹھا دیں۔ اور یہود آئیں تو ان سے میرے متعلق پوچھیں وہ کیا بتاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا جب یہود کی جماعت آئی تو آپ نے ان پر سلام نہیں فرمایا اور اپنا نبی رسول ہونا بیان کیا۔ یہود نے انکار کیا نہ مانا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن سلام کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ یہود نے کہا! وہ بہتر آدمی ہے۔ بہتر عالم ہے بہت بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر وہی مجھ پر ایمان لے آئے تو پھر میرے نبی برحق ہونے کا یقین کرو گے۔ یہود نے کہا! ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ عبداللہ بن سلام آپ کو مان لے وہ تو بہت بڑا عالم ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا! کہ اگر وہ اسلام لے آئے تو میرے نبی برحق ہونے کا یقین کرو گے یہود نے پھر کہا حاشا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا! اے ابن سلام باہر آ جا عبداللہ ابن سلام باہر آئے تو یہ کلمات زبان پر تھے۔

اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ(1)

اور یہود سے فرمایا! اے گروہ یہود خدا سے ڈرو۔ اللہ کی قسم یہ رسول ﷺ برحق ہیں یہ سنتے ہی یہود نے عبداللہ بن سلام سے کہا! تو جھوٹا ہے تو برے کا برا بیٹا ہے۔

2۔ ایسے ہی حضرت میمون بن یٰمین حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ یہود کے بڑے امراء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ یہود کو بلا بھیجئے۔ اور مجھ کو حاکم بنادیں۔ وہ لوگ میری طرف رجوع کریں گے۔ آپ نے میمون کو چھپا لیا۔ اور یہود کو بلا لیا اور فرمایا! تم اپنے لوگوں میں سے کسی کو میرے اور اپنے درمیان ثالث تسلیم کرلو۔ جو وہ فیصلہ کرے ہم سب کو منظور ہو۔ یہود نے کہا ہم میمون بن حکم کو ثالث بنانے پر راضی ہیں۔ ہمیں اس کا ہر فیصلہ منظور ہوگا۔ آپؐ نے میمون کو آواز دی۔ وہ باہر آ گئے۔ اور

اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ (2)

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، ھجرۃ النبی ﷺ ص 241/11

(2) ابن حجر، فتح الباری، اتیان الیھود النبی ﷺ حین قدالمدینۃ، ص 272/11

کہا مگر یہود نے ماننے سے انکار کر دیا۔

صلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت عبداللہ کے تین سوالات

حضرت عبداللہ ابن سلام فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے تین سوالات کئے ۔ان سوالوں کا جواب بغیر نبی کے کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

سوال نمبر 1۔ یہ تھا کہ علاماتِ قیامت میں سے کیا واقعہ ہوگا۔آپ ﷺ نے میرے اس سوال کے جواب میں فرمایا! قیامت کی سب سے پہلی نشانی ہوگی۔کہ مشرق کی جانب سے ایک آ گ نمودار ہوگی۔ جو لوگوں کو مغرب کی طرف اس طرح ہانک کر لے جائے گی۔جسطرح چرواہا بکریوں کو ہانکتا ہے۔

سوالنمبر 2۔ یہ تھا جنت میں جنتیوں کو سب سے پہلا کھانا کیا دیا جائے گا۔ اور آپ ؐ نے میرے جواب میں فرمایا! جنتیوں کا پہلا کھانا،مچھلی کی کلیجی ہوگی۔یہ غذا نہایت مرغوب اورلذیذ ہوگی۔

سوالنمبر 3۔ اس کی وجہ کیا ہے نسل انسانی میں کوئی بچہ ماں کی شکل پر پیدا ہوتا ہےاور کوئی باپ کی شکل پر تو حضور ﷺ نے میرے جواب میں فرمایا! ماں باپ میں سے جس کا نطفہ رحم مادر میں پہلے جا کر گرے یا زیادہ گرے۔اس کے مشابہہ بچہ پیدا ہوگا۔ان کے جوابات کے ملنے پر میں حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔کہ یہ جواب بجز نبیؐ کے کوئی دوسرا دے ہی نہیں سکتا تھا۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا سلمان فارس سے شام تک

مدینہ منورہ تشریف لانے پر جہاں یہود کے بڑے بڑے امراء اور علماء حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہاں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ فارس کے باشندے تھے۔آپ کا نام سلمان ہے اور ابو عبداللہ کنیت ہے۔شاہان فارس کے خاندان سے تھے۔

(1) ابن کثیر،السیرۃ النبویہ،ص296/2
الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص380/3

آپ فرمایا کرتے تھے! کہ

انا سلمان ابن الاسلام

کہ میں سلمان اسلام کا بیٹا ہوں

یعنی میرے روحانی وجود کا سبب اسلام ہے۔ مشہور ہے حضرت سلمان نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔ آپ کی عمر کے بارہ میں کئی مختلف اقوال ہیں۔ مگر یہ بات متفق علیہ ہے۔ کہ آپ کی عمر اڑھائی سو سال سے زیادہ تھی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سو سال زندہ رہے۔ لیکن اڑھائی سو سال تو یقینی ہیں۔ (1)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنی کہانی اپنی زبانی اس طرح فرماتے ہیں! کہ میں فارس کے علاقہ جیی کا باشندہ تھا۔ میرا والد امیر تھا۔ مجھ سے بہت پیار کرتا تھا۔ میری حفاظت میں کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ گھر سے باہر نہیں رہنے دیتا تھا۔ میرے والد نے مجھے آتش کدہ کا نگران بنا رکھا تھا۔ ہم مجوسی مذہب میں رہ رہے تھے۔ ایک مرتبہ میرے والد نے کسی مجبوری کے تحت مجھے باہر کھیتوں پر بھیج دیا۔ راستہ پر ایک گرجا تھا۔ گزرتے ہوئے میں نے اندر سے کچھ آوازیں سنیں۔ میں نے اندر دیکھا تو کچھ لوگ جو عیسائی تھے نماز میں مصروف تھے ان کا یہ انداز عبادت مجھے اچھا لگا۔ میں نے پوچھا اس دین کا اصل کہاں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شام میں میری اور گرجا والوں کی گفتگو لمبی ہوگئی مجھے واپسی میں دیر ہوگئی۔ میرے والد نے میری تلاش میں لوگ روانہ کر دیئے تھے میرے دیر سے گھر آنے پر والد نے جواب طلبی کی۔ میں نے سچ سچ بتا دیا۔ جو اسے ناگوار گزرا اور کہا کہ سچائی آگ پرستی ہی میں ہے۔ مجھے عیسائیت پسند آ چکی تھی۔ والد نے مجھے زنجیروں سے جکڑ دیا۔ اور باہر جانے پر پابندی لگا دی۔ میں نے خفیہ طور پر عیسائیوں کو کہلا بھیجا۔ جب کوئی قافلہ شام جائے تو مجھے بتایا جائے۔ عیسائیوں نے ایک قافلہ کے جانے کی خبر دی! میں نے موقعہ پا کر بیڑیاں کھلوا دیں اور قافلہ سے جا ملا۔ وہاں پہنچ کر لوگوں سے دریافت کرتا رہا کہ میں کسی کامل عالم کے ہاں بیٹھ کر دین عیسائیت سیکھنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے مجھے ایک بڑے پادری کا پتہ بتا دیا۔ میں وہاں پہنچا اور اسے اپنا سارا واقعہ سنایا! اور اس سے کہا کہ میں آپ

(1) ابن حجر، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص 453/1

کے ہاں رہ کر دین سیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کا دین مجھے پسند ہے۔اس نے مجھے اپنے ہاں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔مگر چند دن قیام کے بعد ہی مجھے پتہ چل گیا یہ پادری پرلے درجے کا حریص تھا۔ طامع تھا لوگوں کی طرف سے دیئے گئے صدقات وخیرات خود جمع کر لیتا اور فقراء میں تقسیم نہ کرتا۔اس کے مرنے پر لوگ آئے اس کی تجہیز وتکفین میں دلچسپی لی میں نے لوگوں کو اس کا جمع شدہ مال دکھا دیا اور اس صورتحال سے آگاہ کر دیا۔اس کی گھریلو زندگی مال کی حرص،صدقات پر بددیانتی،اخلاقی کمزوریاں تفصیل سے کہہ دیں۔ اس پر لوگ سیخ پا ہوگئے اور انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس شخص کو ہرگز دفن نہیں کریں گے۔اس پادری کو سولی پر چڑھایا اور سنگسار کیا اور اسکی جگہ دوسرے پادری کو بٹھا دیا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے تلاش حق میں بہت کچھ مصائب برداشت کئے۔(1)

سلمان کا نام پوچھا جائے تو عبداللہ ہے۔نسبت پوچھی جائے تو ابن اسلام ہے۔دولت پوچھی جائے تو فقر ہے۔دکان انکی مسجد ہے۔کمائی ان کی صبر ہے۔لباس ان کا تقویٰ ہے۔تکیہ انکی بیداری ہے۔ان کے بارہ میں حضورﷺ نے فرمایا! سلمان منا سلمان ہم میں سے ہے۔اگر ان کا ارادہ پوچھو تو وہ خدا اور اسکے رسولﷺ کی رضا چاہتے ہیں۔ اگر یہ پوچھو کہ وہ کہاں جارہے ہیں۔تو سمجھو جنت کی طرف جارہے ہیں۔اگر یہ پوچھو کہ سفر میں ان کا ہادی کون ہے۔تو یقین جان لو ان کے ہادی وراہنما حضور سید عالمﷺ ہیں۔

اذا نحن اولجنا وانت امامنا كفٰى بالمطايا طيب ذكراك حاديا

جب ہم تاریک رات میں چلیں تو ہمارا امام ہو تو اونٹوں کی حدی کیلئے تیرا ذکر پاک ہی کافی ہے۔

وان نحن اضللنا الق ولم تجد وليلاً كفانا نور وجهك هاديا(2)

اگر ہم راستہ گم کر بیٹھیں اور کوئی رہنما نہ مل سکے۔تو تیرے چہرے کا نور ہماری

---

(1) ابن کثیر،السیرۃ النبویہ،ص 297/1

ابو الفتح،عیون الاثر،ص 87/1

(2) الحاتمی،الرسالۃ الموضحۃ فی ذکر سرقات النبیﷺ،ص 7/1

رہنمائی کیلئے کافی ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ شام سے مدینے تک

حریص پادری کی موت اور سنگ ساری کے بعد حضرت سلمان نے تلاش محبوب کا سفر بدستور جاری رکھا۔طامع پادری کی جگہ پر بیٹھنے والا دوسرا عیسائی عالم اچھا تھا۔سلمان فرماتے ہیں!اس کی شب بیداری عبادت گزاری، آہ وزاری، عجز وانکساری نے مجھے متأثر کیا جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا مجھے وصیت کیجئے اور بتائیے۔آپ کے بعد میں کس سے تربیت حاصل کروں۔اس نے مجھے موصل شہر کے ایک مشہور عالم کی طرف راہنمائی کی۔چنانچہ اس کی موت بعد میں موصل چلا گیا۔اور وہاں پر عبادت میں رہا۔اس کی موت کے وقت میں نے اس سے رہنمائی چاہی۔تو اس نے مجھے شہر عموریہ کے ایک عیسائی عالم کے پاس جانے کا کہا۔میں دیر تک وہاں رہا جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں اس سے اپنی ساری سرگزشت سنادی۔اور رہنمائی چاہی۔اس عالم نے مجھے کہا! میری نظر میں اس وقت کوئی رہنما نہیں۔جو صحیح تربیت کر سکے۔البتہ یہ زمانہ نبی آخرالزمان کا ہے۔اس کا ظہور قریب ہے۔جو دین ابراہیمی پر ہوگا۔کھجوروں کی بستی میں قیام پذیر ہوگا۔اگر تم اس تک پہنچ سکو تو ضرور جانا۔اس رسول کی علامات یہ ہوں گی۔

1۔ ایک نخلستانی زمین کیطرف ہجرت کرے گا۔

2۔ صدقہ کا مال نہیں کھائے گا۔

3۔ ہدیہ قبول کرلیں گے۔

4۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

سیدنا سلمان فرماتے ہیں اس دور میں میرے پاس کچھ بکریاں جمع ہوگئی تھیں۔اتفاق سے ایک عرب جانے والا قافلہ مل گیا میں نے کہا اگر تم مجھے ساتھ لے چلو تو یہ ساری بکریاں تمہیں دے دوں گا۔وہ اس پر راضی ہوگئے۔وقت گزرتا گیا جب وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کردیا۔جب اس کے ساتھ آیا تو کھجور کے چند درخت دیکھے میں سمجھا یہ وہی علاقہ ہے

جس کی طرف اشارہ راھب نے کیا تھا۔ ابھی اسی کشمکش میں تھا کہ اس نے مجھے کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اور وہ بندہ مجھے مدینہ لے آیا۔ جونہی میری نظر اس مقدس بستی پر پڑی تو میں پہچان گیا یہی وہ نخلستان ہے۔ جس کا اشارہ عیسائی راھب نے کیا تھا۔

حتی قدمت المدینہ فو اللہ ما ھو الا ان رایتھا فعرفتھا بصفۃ وایقنت انھا ھی البلدۃ التی وصفت لی ۔(1)

(ترجمہ): جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو خدا کی قسم دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اور یقین کر لیا کہ یہی وہ شہر ہے۔ جو مجھ کو بتایا گیا ہے۔

سیدنا سلمان فارسی خود فرماتے ہیں میں تلاش محبوب میں دس مرتبہ سے زیادہ فروخت ہوا۔ لوگوں نے بے توجہگی لا پرواہی سے چند سکوں کے بدلہ خریدا۔ مدینہ منورہ میں اسی یہودی کے پاس رہا۔ جو مجھے خرید لایا تھا۔ فرماتے ہیں! میں اس کے باغ میں کھیتوں میں کام کرتا رہا۔ وقت گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے۔ اور مجھے اپنی مصروفیتوں کے باعث پتہ نہ چل سکا۔ جونہی حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آئے۔ اور بنی عمر بن عوف کے ہاں قیام فرمایا! میں اس وقت درخت پر چڑھا کام کر رہا تھا۔ اور میرا مالک یہودی درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے مالک کا چچازاد بھائی یہودی وہاں آیا اور اس نے میرے مالک سے کہا خدا انصار کا برا کرے۔ قبا میں ایک شخص آیا ہے۔ اور یہ لوگ اسے نبیؑ رسول مانتے ہیں۔ اس کے گرد ہمیشہ بھیڑ رہتی ہے۔ سلمان فرماتے ہیں!

فواللہ ان ھو الا اخذتنی الرعدۃ حتی ظننت انی ساقط علی صاحبی(2)

(ترجمہ): اللہ کی قسم! یہ سننا تھا کہ مجھ کو لرزا اور کپکپی طاری ہوگئی۔ قریب تھا کہ میں مالک پر گر جاتا۔

---

(1) الشامی، سبل الھدی والرشاد، ص107/1
ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص300/1
ابو الفتح، عیون الاثر، ص89/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص301/1
الشامی، سبل الھدی والرشاد، ص107/1
ابو الفتح، عیون الاثر، ص90/1
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص218/1

حضرت سلمان اس کیفیت کو دیکھ کر دونوں یہودی تعجب کر رہے تھے۔ سیدنا سلمان کی زبان سے یہ شعر بے ساختہ جاری تھا۔

لی لا واللہ ما انا منکما　　　اذا علم من آل لیلیٰ بدالیا

(ترجمہ): میرے دوستو! اللہ کی قسم! میں اب تم سے نہیں رہا جبکہ مجھے دیارِ لیلیٰ کا کوئی پہاڑ نظر آ گیا ہے۔

مدت بود کہ مشتاق لقایت بودم　　　لاجرم روئے ترا دیدم داز جار فتم

(ترجمہ): عرصہ سے تیری زیارت کا مشتاق تھا تیری زیارت سے ہی بے خودی کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے

سلمان فرماتے ہیں۔ میں درخت سے نیچے اترا۔ اور ان دونوں یہودیوں سے پوچھا! بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے۔ آیا کون ہے؟ میری اس بات پر میرے مالک کو غصہ آیا اور مجھے تھپڑ رسید کیا۔ اور کہا تم اپنا کام کرو تجھے کیا ہے۔ سیدنا سلمان فرماتے ہیں! دن گزر گیا رات میں کچھ کھجوریں لے کر قبا پہنچا اور عرض کی آپ کو ضرورت ہے یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! میں صدقہ نہیں کھاتا۔ صحابہ سے فرمایا! تم لے لو حضرت سلمان فرماتے ہیں! میں سمجھ گیا ایک علامت تو پوری ہوگئی۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں واپس چلا گیا۔ اور پھر کچھ دنوں کے بعد تحائف لے کر آیا اور عرض کی یہ آپ کیلئے ہدیہ ہے۔ تو آپؐ نے قبول فرمایا! اسطرح حضور ﷺ کی دوسری نشانی بھی مجھ پر عیاں ہوگئی۔ فرماتے ہیں میں پھر واپس چلا گیا۔ دو چار روز بعد حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک جنازہ کیساتھ بقیع میں آئے تھے۔ میں حاضر ہوا۔ صحابہ بیٹھے تھے۔ میں تیسری نشانی دیکھنے کی غرض سے آپ کے پس پشت آیا۔ تو آپؐ جان گئے میں کیا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے پشت مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور اٹھ کر مہر نبوت کو چوما اور رو پڑا آپؐ نے فرمایا سامنے آؤ میں سامنے آیا اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ (1)

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 301/1
الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 107/1
ابو الفتح، عیون الاثر، ص 91/1
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص 219/1

وہ گوہرِ مقصود کہ تھی جسکی تمنا

جھولی میں دیا ڈال تیرے دستِ عطا نے

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باغ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ حسب معمول اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے رہے۔ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا ! اپنے مالک سے کہو کتابت کرے۔یعنی اسے کچھ معاوضہ دے دو۔ وہ تمہیں آزاد کردے۔سیدنا سلمان نے اپنے آقا سے یہ بات کہہ دی۔اس نے کہا اگر تم مجھ سے آزادی چاہتے ہو تو چالیس اوقیہ سونا ادا کردو اور تین سو درخت کھجوروں کے لگا دو۔جب وہ پھل دینے لگ جائیں۔تو تم آزاد ہو۔ حضرت سلمان نے یہ سارا واقعہ حضور ﷺ سے عرض کردیا۔آپ ؐ نے صحابہ سے فرمایا! سلمان کے لئے پودوں سے امداد کرو۔کوئی دس لے آیا کوئی بیس لے آیا۔یہاں تک کہ تعداد پوری ہوگئی۔حضور ﷺ نے حضرت سلمان سے فرمایا! جاؤ گڑھے تیار کرو۔پودے میں خود لگاؤں گا۔گڑھے تیار ہوگئے۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔اور پودے اپنے مبارک ہاتھوں سے گڑھوں میں رکھ دیئے۔اور دعا برکت فرمادی۔ ایک سال نہ گزرنے پایا تھا کہ باغ نے پھل دے دیا۔تین سو پودوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو خشک ہوگیا ہو یا پھل نہ دیا ہو۔درختوں کا قرض اتر گیا۔یہودی مالک کا دوسرا مطالبہ چالیس اوقیہ سونا تھا۔چنانچہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر سونے کی ایک ڈلی پیش کی۔آپ ؐ نے حضرت سلمان کو بلایا اور فرمایا یہ سونا لے جاؤ۔اور اپنے مالک کا قرض چکا دو۔بظاہر وہ ڈلی معمولی معلوم ہوتی تھی۔کہ پوری نہ ہوگی۔عرض کی کہ حضور ﷺ یہ تو سونا تھوڑا ہے۔فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ پورا کردے گا۔ چنانچہ وہ ٹھیک چالیس اوقیہ نکلا اور آپ آزاد ہوگئے اور غزوات میں،سفر میں،حضر میں انہی کاموں میں مصروف رہے۔(1)

---

(1) ابو الفتح،عیون الاثر،ص87/1
ابن کثیر،السیرۃ النبویہ،ص296/2
الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص380/3

اس باغ میں کھجوروں کے دو درخت 1975 تک رہے۔ لوگ احتراماً ان کا پھل شوق سے خریدتے۔ ان کا پھل دوسری کھجوروں کی نسبت لذیذ اور موٹا ہوتا تھا۔ افسوس 1976ء میں یہ پودے کاٹ دیے گئے۔ کہ لوگ ان کا احترام کرتے تھے۔ استاذ گرامی علامہ کاظمی کی معیت میں جب گئے تو وہاں پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی کی قیادت میں ہم سب رو رہے تھے۔ میں نے ان پودوں کی دو گٹھلیاں جامعہ فریدیہ کے صحن میں بو دیں ان دنوں مدینۃ الرسول لکھتے ہوئے یہ خواہش کی تھی کہ اللہ کرے کہ میری زندگی میں یہ پودا پھل دے۔ (الحمدللہ) آج تیئیس سال بعد جلوہ جاناں لکھتے ہوئے خوشی سے پھولے نہیں سما رہا کہ میں نے اس پودے کی کھجوریں کئی مرتبہ کھائیں ہیں۔ (الحمدللہ) یہ پودا اب ہر سال پھل دیتا ہے۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ افسوس ایک پودا جڑ نہ پکڑ سکا۔ الحمدللہ جامعہ کی درسگاہوں کے حصہ میں نخلستان طیبہ کے نام ایک پلاٹ میں کھجوروں کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ جو میں مدینہ منورہ کے مختلف باغات سے کھود کر لایا ہوں۔ واللہ الحمد اب ان کے پھلوں کا منتظر ہوں۔ قاضی سلمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق حضرت سلیمان کا یہ واقعہ 2ھ کا ہے۔ اسکی اہمیت کے پیش نظر ہم نے یہاں ذکر کر دیا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باب سوم

تعمیر مسجد نبوی

تعمیر مسجد نبوی شریف

حضور ﷺ نے یہاں پہنچ کر بھی سب سے پہلا کام جو سرانجام دیا وہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر ہے۔وادیٔ قبا میں قیام کے دوران بھی تعمیر مسجد ہی ہے۔ان دونوں واقعات سے پتا چلتا ہے۔دین میں مسجد کو کس قدر اہمیت ہے جہاں اس وقت مسجد شریف موجود ہے۔یہ جگہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔یہ بچے سہل،اور سہیل نامی رافع بن ابی عمر کے تھے۔جو فوت ہو چکا تھا۔اس وقت یہ دونوں بچے اسد بن زرارہ کی کفالت میں تھے۔ضرورت مسجد شریف کے پیش نظر حضور ﷺ نے **بنی** نجار کو بلایا اور فرمایا!

یا بنی نجار ثامنونی بحائطکم هذا۔

اے **بنی** نجار میرے ساتھ اس جگہ کا سودا کرو

بنی نجار نے جواباً عرض کیا۔

والله لا نطلب ثمنه الا الله۔

اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے طلب کریں گے

دوسری روایت یہ ہے حضور ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلایا۔اور زمین دینے کا فرمایا! ان دونوں نے عرض کی

بل نهبه لك یا رسول الله۔(1)

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کو یہ زمین ہبہ کرتے ہیں۔

حضور ﷺ بلا قیمت لینے سے انکار فرمادیا۔جسمیں کئی حکمتیں تھیں۔چنانچہ اس زمین کی قیمت دس مثقال طے پائی۔جو سیدنا صدیق اکبرؓ نے ادا فرمائی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

وبدہ مثقال آنرا وبخریدہ از مال ابوبکر کہ وقت ہمراہ بردہ بود

زمین کا یہ ٹکڑا دس مثقال کے بدلے خرید لیا گیا۔یہ قیمت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے اس

---

(1) الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص47/12
السمہودی، خلاصۃالوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص100/1

مال سے ادا کی ۔ جو ہجرت کے وقت ساتھ لائے تھے۔ اسی عنوان سے ملتا مضمون سبل الہدیٰ میں بھی ہے۔

انه ﷺ اشتراه من بنی عقراء بعشرۃ دنانیر ذھباً فدفعھا ابوبکر (1)

اس کی قیمت سونے کے دس دینار طے ہوئی اور یہ دس سنہری دینار سیدنا صدیق اکبرؓ نے ادا کیئے۔

ہماری کتاب مدینۃ الرسول کی پروف ریڈنگ میں اسی مقام سے وابستہ ایک غلطی رہ گئی ہے۔" مسجد کی قیمت دس ہزار کی دنانیر کا ذکر ہے لفظ ہزار کی اصلاح نہیں کی جا سکتی۔ مسجد میں اضافہ کی خاطر سیدنا عثمان غنیؓ نے اپنے دور میں ایک خطہ اراضی دس ہزار میں خرید کر ساتھ ملایا تھا۔ یہ میدان کھنڈرات کا نقشہ پیش کرتا تھا۔ گہرے گڑھے تھے۔ پانی رکا رہتا تھا۔ کہیں پرانے مکانات کے نشانات دکھائی دیتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں مشرکین کی قبریں تھیں ۔ چنانچہ تعمیر کرتے وقت درخت کٹوا دیئے گئے ۔ گڑھے بھر دیئے گئے کھنڈرات درست کر دیئے گئے۔ مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں۔ اب حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا!

"ابنوالی عریشاً کعریش موسیٰ" (2)

موسیٰ علیہ السلام کیطرح مجھے ایک چھپر تیار کردو۔

عرض کی گئی حضور ﷺ وہ کیسا چھپر تھا تو فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اونچا اٹھاتے تو چھت کو لگ جاتا تھا۔ تعمیر مسجد شریف کے وقت بھی حضور ﷺ نے اپنے اس نظریہ کو دھرایا جیسے ہی سیدنا عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار سے مال جمع کیا کہ تعمیر کا آغاز کریں تو حضور ﷺ نے پھر ایک مرتبہ یہی فرمایا!

مالی رغبۃ عن اخی عریشی کعریش موسیٰ (3)

---

(1) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 48/12
التیمی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص 197/1

(2) البصری، البدایہ والنھایہ، ص 262/3

(3) التیمی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص 198/1
ابن کثیر ، السیرۃ النبویہ لابن کثیر ، ص 304/2

میں اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے طرز عمل کے خلاف نہیں چلتا۔ مجھے ویسا ہی چھپر کافی ہے۔ جیسا موسیٰ علیہ السلام نے بنایا تھا۔

اس مسجد شریف کی تعمیر میں حضور ﷺ نے خود بڑی دلچسپی لی تھی۔ خود اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ مسجد شریف کی تعمیر کیلئے کچھ اینٹیں بقیع کی طرف سے لائی گئیں مٹی سے بھی بنائی گئی تھی۔ جس جگہ سے مٹی لائی گئی تھی۔ یہ جگہ حضرت ابوایوب انصاری کے کنویں کی طرف تھی۔(1)

اس مسجد کی تعمیر میں ایک شخص کو بہتر خدمات انجام دینے پر محبت سے فرمایا!

رحم الله امرأ احسن صنعته

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو ہر کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہا ہے۔

یہ شخص گارا بنا رہا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا تم یہی کام کرتے رہو۔ بہتر انداز میں کر رہے ہو۔ سامان اکٹھا ہو جانے پر حضور ﷺ خود اینٹیں اٹھانے لگے۔ صحابہ نے جب یہ دیکھا تو سبھی نے یہ کام شروع کر دیا۔ حضور سید عالم ﷺ فرما رہے تھے۔

اللھم ان الاجر اجر الاخرہ فارحم الانصار و المھاجرہ۔(2)

اے اللہ آخرت کا بدلہ ہی بہتر ہے تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

لاعیش الاعیش الاخرہ اللھم فاغفر الانصار والمھاجرہ، (3)

کوئی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی اے اللہ انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

حضور ﷺ کو اسید بن حضیر نے دیکھا آپ ایک بھاری پتھر اٹھائے لا رہے ہیں۔ تو عرض کی

---

(1) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص101/1

(2) البخاری، صحیح البخاری، ھجرۃ النبی ﷺ، الرقم294/12، ص
عبدالرزاق، المصنف، الرقم، ص397/5

(3) البخاری، صحیح البخاری، لا عیش الا عیش الاخرۃ، الرقم5935، ص35/20
امام مسلم، صحیح مسلم، غزوۃ الاحزاب، الرقم 3367، ص298/9
الترمذی، سنن ترمذی، ابی موسی الاشعری، الرقم3791، ص353/12
ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، این یجوز بناء المسجد، الرقم734، ص449/2
امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالک، الرقم11733 ، ص279/24

حضور(ﷺ) یہ مجھے دے دیجئے تو فوراً فرمایا

اذهب فاحتمل غيره فانك لست بأفقر الى الله منى ۔ (1)

فرمایا جاؤتم کوئی اور پتھر اٹھالاؤتم مجھ سے زیادہ اللہ کی رحمت کے محتاج نہیں ہو

اس مقدس تعمیر میں حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں لا رہے تھے۔ اور فرماتے تھے ایک اینٹ میری طرف سے ہے دوسری حضورﷺ کی طرف سے حضورﷺ نے ازراہ شفقت ومحبت ان کے بالوں پر پڑی مٹی کو اپنے ہاتھ مبارک سے جھاڑا۔ اوران کے مستقبل کی اسطرح نشان دہی فرمائی۔

یاابن سمیه تقتلك الفئة الباغیه۔(2)

اے ابن سمیہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

ام سلمہؓ سے ایک روایت اسطرح بھی ہے۔ حضرت عمار دو اینٹیں اٹھائے لا رہے تھے تو حضورﷺ نے ازراہ پیار ومحبت ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا!

للناس اجر ولك اجران (3)

عمار عام لوگوں کو ایک اجر ملے گا۔ اور تجھے دو اجر ملیں گے۔

حضورﷺ کے زمانہ پاک میں اس مسجد شریف کی صورت کچھ اس طرح تھی۔

'كان المسجد على عهد رسول الله ﷺ بلبن و سقفه الجريدة و عمده خشب النخل (4)

حضورﷺ کے دور میں یہ مسجد شریف کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی۔ اسکی چھت کھجور

---

(1) الشامی،سبل الهدیٰ ولرشاد،ص337/3

(2) البخاری، صحیح البخاری،التعاون فی بناء المسجد،الرقم 428،ص234/2
الحاکم،المستدرك علی الصحیحین،ویح عمار،الرقم2605،ص267/6
امام احمد،مسند امام احمد،سعید الخدری،الرقم11429،ص474/23

(3) عبدالرزاق،المصنف ،الرقم20426،ص340/11
البیهقی،دلائل النبوة،ابن سمیة للناس اجر،الرقم810،ص430/2

(4) البخاری، صحیح البخاری،بنیان المسجد،الرقم 427،ص232/2
امام احمد،مسند امام احمد،عبدالله بن عمر،الرقم5865،ص402/12
ابی دائود،السنن ،فی بناء المسجد،الرقم 381،ص37/2

کی شاخوں سے بنی تھی اوراس کے ستون کھجور کے تنے تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائل مسجد نبوی شریف

☆ حضرت سہیلؓ بن سعد فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا!

من دخل مسجدی هذا لم یات الا لخیر یتعلمه او یعلمه فهو بمنزلة المجاهد(1)

جو شخص میری اس مسجد میں نماز، ذکر الٰہی یا بہتری سیکھنے یا سکھانے کی غرض سے داخل ہوا اس کا درجہ مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ ہے۔

☆ عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں حضرت خضرؑ ہر جمعہ کو مسجد حرام مسجد نبویؐ مسجد قبا میں نماز پڑھتے ہیں

☆ حضور سید عالمؐ نے فرمایا!

من صلی فیه اربعین صلوٰة کتب له براة من النار(2)

جس نے مسجد نبویؐ شریف میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں۔اس کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی گئی۔

☆ حضرت سہیل بن حنیف فرماتے ہیں!

ان رسول الله ﷺ قال من خرج علی طهر لا یرید الا الصلوٰة فی مسجدی کان بمنزلة الحج(3)

---

(1) امام احمد،مسنداحمد،مسندابی هریرة رضی الله عنه،الرقم 9051،ص94/19
ابن ماجه، السنن،فضل العلماء والحث علی طلب العلم،الرقم 223،ص263/1
أحمد بن الحسين بن علی موسی الخسرو جردی الخراسانی ،أبوبکر البيهقی (المتوفی:458ھ)
شعب الايمان،من جاء مسجدی هذا،الرقم 1657،ص220/4

(2) امام احمد،مسنداحمد،انس بن مالك،الرقم12123،ص169/25
الطبرانی،المعجم الاوسط،الرقم5602،ص180/12

(3) البيهقی،شعب الايمان،من خرج حتی يأتی هذا لمسجد،الرقم،4032ص224/9

جو پاک صاف ہوکر میری مسجد میں نماز کے ارادہ سے نکلا تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا!

وصلوٰۃ فی مسجدی خمسین الف صلوٰۃ۔ (1)

میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔

☆ بزاز نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو جاتے دیکھا۔ اور پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ اس نے عرض کی بیت المقدس فرمایا!

الصلوۃ ھھنا افضل من الصلوٰۃ ھنالك الف مرۃ(2)

میری اس مسجد کی نماز وہاں کی ہزار نماز سے افضل ہے۔

☆ خلیل بن عبداللہ ازدی روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ ﷺ اقام رھطاً علی زوایا المسجد لیعدل القبلہ فاتاہ جبریل فقال ضع القبلہ وانت تنظر الی الکعبہ۔(3)

حضور ﷺ نے ایک جماعت سے فرمایا مسجد کی سمت قبلہ متعین کرلے تو جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ﷺ آپ سمت قبلہ متعین کریں۔ آپؐ تو کعبہ کو دیکھ رہے ہیں۔

☆ اس مسجد شریف کے ہزاروں فضائل پر بھی ایک فضیلت بھاری ہے۔ یہ مسجد سید الانبیاء کی مسجد ہے۔ اس مسجد میں حضور ﷺ آرام فرما ہیں۔ مسجد نبویؐ شریف کے تمام تر فضائل و کمالات حضور ﷺ کے گرد گھومتے ہیں۔

صد غیرت فردوس مدینے کی زمیں ہے
باعث ہے یہی اس کا تو اس میں مکیں ہے

---

(1) الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم 7207، ص 283/15
ابن ماجہ، السنن، ما جاء فی الصلاۃ فی المسجد، الرقم 1403، ص 333/4
(2) ابن حجر، فتح الباری، ص 191/4
(3) السمهودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 107/1

☆ حضرت ثابتؓ سے ہے میں مسجد میں لیٹا ہوا تھا۔ مجھے کسی نے کنکر مارا میں نے دیکھا تو وہ عمر فاروقؓ تھے۔ مجھے فرمایا! ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔ آپؓ نے فرمایا! تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا طائف سے فرمایا! اگر تم مدینہ منورہ سے ہوتے (یعنی مسافر نہ ہوتے) تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم حضور ﷺ کی مسجد میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسجد نبوی شریف کی اونچائی اور دروازے

☆ حضرت حسنؓ سے ہے۔

لما اراد رسول اللہ ﷺ ان یبنی مسجد المدینۃ اتاہ جبریل فقال ابنہ سبعۃ اذرع طولاً فی السماء۔(2)

جب حضور (ﷺ) نے مسجد نبوی شریف کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو جبریلؑ حاضر ہوئے۔ اور عرض کی حضور ﷺ اس کی اونچائی سات ہاتھ رکھی۔

اس مسجد نبوی شریف میں صدیق اکبرؓ کے نام سے باب ابی بکر رکھا گیا تھا۔(3)

سیدنا ابن عباسؓ سے ہے کہ باب علی بھی تھا۔ روایت کی عبارت اس طرح ہے۔

امر رسول اللہ ﷺ بابواب المسجد سدت الا باب علی ۔ (4)

حضور ﷺ نے مسجد کے تمام دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ سوائے باب

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، رفع الصوت فی المساجد، الرقم 450، ص430/2
البیہقی، السنن الکبریٰ، ص103/10

(2) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص102/1

(3) البخاری، صحیح البخاری، الخوخۃ فی المسجد، الرقم 446، ص268/2
الترمذی، سنن الترمذی، مناقب ابی بکر، الرقم 3611، ص137/12
امام احمد، مسند احمد، ابی سعید الخدری، الرقم 10710، ص255/22

(4) الترمذی، سنن الترمذی، مناقب علی، الرقم 3665، ص194/12
امام احمد، مسند احمد، ابی اسحاق، الرقم 1429، ص439/3
النسائی، السنن الکبری، الرقم 8408، ص112/5

علی کے۔

☆ سعد بن وقاص فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مسجد شریف میں کھلنے والے تمام دروزوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ اور سیدنا علی المرتضٰی کا دروازہ رہنے دیا۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے ہمارے دروازے بند کردئے۔ اور علی المرتضی کا کھلا رہنے دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا!

والله ماسددت شيئاً ولا فتحته ولكن امرت بشيءٍ فاتبعته۔(1)

اللہ کی قسم میں اپنی طرف سے نہ کچھ بند کرتا ہوں۔ اور نہ کھولتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے

باب صدیق کے مقام پر دروازہ صدیقِ اکبر آج بھی موجود ہے۔ مسجد شریف کے اندر کے حصہ سے لکھا ہوا نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

هذا خوخة الصديق ۔(2)

باب علیؓ کے بارہ میں پتہ نہ چل سکا کہ یہ کہاں واقع تھا۔ سیدنا حمزہ کا دروازہ بھی مسجد شریف کی طرف کھلتا تھا۔ جو حکم کے بعد بند کردیا گیا تھا۔ مسجد شریف میں کل بیس دروازے تھے۔ جن کی تفصیل کتب میں موجود ہے۔(3)

☆ ایک دن سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپؐ نے اپنے چچا کو نکال دیا۔ یعنی (دروازہ بند کردیا) اور اپنے دوسرے چچا ابوطالب کے بیٹے علی المرتضی کو ٹھہرا لیا یعنی دروازہ کھلا رہنے دیا فرمایا! علی کو اللہ نے ٹھہرایا ہے۔ میں نے نہ کسی کو نکالا نہ ٹھہرایا ہے۔(4)

وصلى الله تعالى على حبيبه سيّدنا محمدوعلى آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) امام احمد، مسنداحمد، زید بن ارقم، الرقم 18424، ص 284/39
الحاكم، المستدرك على الصحيحين، الرقم 4607، ص 437/10
أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى:321) مشكل الآثار، الرقم 3040، ص 106/8

(2) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفى ﷺ، ص 218/1

(3) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفى ﷺ، ص 218/1

(4) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفى ﷺ، ص 123/1

مسجد نبوی شریف کے تعمیری مراحل

حضور ﷺ کی دو مرتبہ تعمیر کے بعد مندرجہ ذیل خوش نصیبوں کو اس مسجد مقدس کی تعمیر کی سعادت نصیب ہوئی۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے ۱۷ھ میں سعادت حاصل کی۔ ۲۹ھ میں سیدنا عثمان غنیؓ اس نعمت سے نوازے گئے (1)

۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک نے حصہ لیا اور حجرات مقدسہ کو مسجد میں داخل کیا عباس مہدی نے ۱۶۱ھ میں کام شروع کیا۔ اور ۱۶۵ میں ختم کیا۔ اس کے بعد خلیفہ عباسی المعتصم نے تعمیر میں دلچسپی لی۔ اور حضور ﷺ کے تبرکات، چادر، تہبند، جبہ طالیسہ، غلاف کعبہ کا ٹکڑا، مصلی، جھنڈا، اور ہتھیاروں کی حفاظت کیلئے قبہ بنوایا۔ (2)

۷۰۵ھ میں ملک ناصر بن قلادون نے تعمیر کی ۷۲۹ھ میں برامدوں کا اضافہ کیا۔ ۸۳۱ھ ملک اشرف قائتبائی نے مسجد شریف کی تعمیر میں کام کیا۔ ۸۵۳ھ میں خلیفہ ظاہر نے چھتوں کی مرمت میں کام کرایا۔ پھر ملک اشرف قائتبائی نے ۸۷۹ھ میں کام کروایا۔ محراب عثمانی کو وسیع کیا باب جبریل کی جانب دیوار کرائی اذان کیلئے جگہ بنوائی۔ مستنصر الجمالی ایک سے سوزائد انجینئر وں کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ آیا اس تعمیر پر ایک لاکھ بیس دینار خرچ ہوئے تھے۔ حجرہ مبارک کی دیواروں پر گنبد بنوایا۔ باب الرحمۃ کا مینار تعمیر کروایا ۹۷۴ھ میں سلطان سلمان نے مسجد کی زیب وزینت میں حصہ لیا۔ ۹۸۰ سلطان سلیم ثانی نے کام شروع کیا۔ حجرۂ کا گنبد بنوایا۔ آب زر سے گل کاری کرائی اس کے بعد سلطان محمود نے از سر نو گنبد بنوایا سبز رنگ کرایا۔ اسی وقت سے قبہ خضراء کہلایا۔ ۱۲۶۵ھ میں سلطان عبدالمجید نے کام شروع کیا۔ اور ۱۲۷۷ میں شروع کیا۔ باب مجیدی انہیں کے نام سے مشہور ہے۔ مجھے قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین القادری علیہ الرحمہ خلیفہ اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خانؒ نے فرمایا! تعمیر مسجد کے دوران ادب کو خاص ملحوظ رکھا گیا۔ ستون شہر سے باہر دور تیار کئے جاتے تھے۔ کہ آواز پیدا نہ ہو۔ ان کا اضافہ قابل قدر رہا۔ سورۃ احزاب، سورۃ حجرات، سورۃ فتح کی تحریر اپنی مثال

---

(1) السمهودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 128/1

(2) تاریخ المدینہ، ص 125/1

آپ ہے۔ ہر ستون کے نچلے حصہ پر سونے کے کڑے چڑھائے گئے ہیں۔ یہ عمارت تقریباً ۲۹۶ ستونوں پر مشتمل ہے۔اس کے بعد فخری پاشا نے تعمیر میں حصہ لیا۔محراب نبوی اور محراب سلمانی پر کام کیا۔مسجد کے صحن والا کنواں بند کیا۔لوگ اس کنوئیں کے پانی کو آب کوثر کے نام سے یاد کرتے تھے۔اس کے بعد ملک عبدالعزیز نے کڑے چڑھانے میں دلچسپی لی۔۱۳۵۲ھ میں مصری حکومت نے ترمیم و تجدید کا کچھ کام کیا۔ ۱۳۶۸ھ میں سعودی حکومت نے توسیع مسجد کا اعلان کیا۔۱۳۷۰ھ میں دیواریں منہدم کیں۔۱۳۷۲ھ میں جدید سنگ بنیاد رکھا گے ملک فہد کے دور میں اضافہ سے یہ مسجد شریف پوری دنیا کی عبادت گاہوں سے کئی گنا بہتر اعلیٰ اور وسیع ثابت ہوچکی ہے

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عظمت ممبر شریف

مسجد اور ممبر کا جو گہرا تعلق ہے اسی مناسبت سے مسجد نبوی شریف کے ممبر شریف کا ذکر بھی ضروری ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن زیدؓ فرماتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا!

مابین بیتی و ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ(1)

میرے گھر اور میرے ممبر کی درمیان جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

سیدنا ابوھریرہؓ سے ہے حضورﷺ نے فرمایا!

منبری علیٰ حوضی (2)

میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

---

(1) امام مسلم ،صحیح مسلم ،ما بین القبر والمنبر،الرقم2464،ص145/7
امام احمد،مسند امام احمد،ابی ھریرۃ،الرقم8789،ص331/18
عبدالرزاق،المصنف،الرقم5245،ص183/3

(2) امام احمد،مسند امام احمد،ابی ھریرۃ،الرقم8847،ص390/18
الطبرانی،المعجم الاوسط،الرقم6631،ص209/14
البیھقی،السنن الکبریٰ،ص246/5

سیدنا جابرؓ سے ہے

وان منبری علیٰ ترعۃ من ترع الجنۃ (1)

فرمایا میرا منبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

ایک اور مقام پر منبر کی فضیلت اس طرح بھی واقع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

من حلف عندہ علیٰ یمین فاجرہ فیتبوا مقعدہ فی النار۔ (2)

جس شخص نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا!

من حلف عند منبری ھذا یمیناً کاذبۃ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین۔(3)

جس شخص نے میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت تمام انسانوں کی لعنت۔

حضور ﷺ نے منبر کی عظمت کو اسطرح بھی بیان فرمایا!

انہ بعینہ یعاد یوم القیٰمۃ کما یعاد الخلائق۔(4)

منبر کو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جاے گا۔ جس طرح دوسری مخلوق کو۔

---

(1) امام احمد، مسند امام احمد، ابی ھریرہ، الرقم 8364، ص 409/17
البیھقی، السنن الکبریٰ، ص 274/5
النسائی، السنن الکبری، الرقم 4288، ص 488/2
أبو بکر بن أبی شیبۃ ،عبداللہ بن محمد بن ابراھیم بن عثمان بن خواستی العبسی (المتوفی :235ھ) المصنف، الرقم 91، ص 430/7

(2) امام احمد، مسند امام احمد، جابر بن عبد اللہ، الرقم 14179، ص 228/29
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، من حلف علی منبری، الرقم 7919، ص 176/18
ابن حبان، الصحیح، ایجاب دخول النار، الرقم 4445، ص 237/18

(3) النسائی، السنن الکبری، الرقم 6019، ص 492/3
الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم 793، ص 336/1

(4) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 67/1

ان منبر الذی کان فی الدنیا بعینه یکون علیٰ حوضه فی ذالك الیوم (1)

یہی منبر شریف قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگا۔

کان رسول الله ﷺ یخطب یوم الجمعة الی جنب خشبیة مسنداً ظهره الیها فلما کثر الناس قال ابنولی منبرا فبوا له منبرا۔(2)

حضور ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے لکڑی کے ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہوگئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا! میرے لئے منبر بناؤ چنانچہ منبر بنادیا گیا

سیدنا سعد فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک بڑھئی (مستری) تھا۔ میں اور وہ جنگل گئے اور یہ منبر جھاؤ سے کاٹا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے صحابہ نے عرض کی حضور (ﷺ) لوگ زیادہ ہوگئے ہیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو کوئی چیز ایسی بنادیں جس پر آپ کھڑے ہوکر خطبہ دیا کریں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا! جیسے تم چاہو۔ (3)

منبر شریف کی عظمت کے پیشِ نظر لوگ تبرکاً اسے مس بھی کرتے تھے۔

فیدخل الناس ایدیهم الیه یمسحونه بهاتیرکاً یلمس ذالك المقعد الکریم۔(4)

لوگ منبر شریف کو مس بھی کرتے تھے کہ حضور ﷺ کی نشت گاہ تھی۔

منبر شریف کا وہ لٹو جو حضور ﷺ پکڑا کرتے تھے۔ صحابہ اس پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اس

---

(1) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 67/1

(2) امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالك، الرقم 12884، ص 431/26
الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمه احمد، الرقم 1462، ص 423/3
ابن حبان، الصحیح، الرقم 6615، ص 46/27
البیهقی، دلائل النبوة، ابنولیمنبرا، الرقم 826، ص 447/2

(3) امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالك، الرقم
البیهقی، دلائل النبوة، ابنولیمنبرا، الرقم 826، ص 447/2
الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمه احمد، الرقم 1462، ص 423/3

(4) السمهودی، خلاصة الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 113/1

منبر شریف کی تین سیڑھیاں تھیں۔(1)

سیدنا حسان بن ثابتؓ نے اس منبر شریف کے متعلق فرمایا ہے۔

لا تمحی الایات من دار حرمة

بھا منبر لھادی الذی کان یصعد

حرم نبوی شریف کے نشانات نہیں مٹ سکتے۔ وہاں ہادیٔ انور ﷺ کا منبر شریف بھی ہے جس پر آپؐ جلوہ فرما ہوا کرتے تھے۔

نور اضاء علٰی البریة کلھا

من مھتد للنور المبارك یھتد

اس مقدس نور نے سارے جہان کو روشن کیا ہے۔ اور جو شخص اس مقدس نور تک پہنچ گیا۔ اس نے ہدایت حاصل کرلی۔

تاللہ ماحملت انثیٰ ولاوضعت

مثل الرسول بنی الامة الھادی

خدا کی قسم سید عالمؐ کی مثل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

بھا حجرات کان ینزل وسطھا

من اللہ نور یستضاء ویوقد(2)

وہاں حجرات مقدسہ بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا نور جلوہ گر ہے۔ اس نور سے روشنی حاصل کی جاتی رہی۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) امام مسلم ،صحیح مسلم ،جواز الخطوۃ،الرقم،ص

(2) ابن کثیر, السیرۃالنبویہ ، ص556/4

السھیلی،الروض الانف، ص457/4

ابو محمد،سیرۃابن ھشام ،ص666/2

حجراتِ مقدسہ کی تعمیر

مسجد شریف کی تعمیر مکمل ہو جانے کے پر حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کیلئے حجروں کی بنیاد رکھی۔شروع میں صرف دو حجرے تیار کرائے گئے۔ایک حجرہ حضرت سودہ بنت زمعہ کیلئے دوسرا حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کیلئے پھر بعد میں حسب ضرورت تعمیر ہوتی رہی۔حجراتِ مقدسہ کی ضرورت حارثہ بن نعمان انصاریؓ کے مکانات سے پوری ہوتی رہی۔جب ضرورت پیش آتی تو آپ کوئی نہ کوئی مکان حضور ﷺ کی نظر کر دیتے۔ ان کے مکانات مسجد شریف کے پہلو میں ہی تھے۔یہ مقدس حجرے کھجور کی شاخوں کے تھے۔بعض کچی اینٹوں کے دروازوں پر کمبل اور ٹاٹ کے پردے تھے۔یہ مقدس حجرے زہد وقناعت کی تصویر تھے۔اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ تھے۔ان حجروں میں اکثر و بیشتر چراغ نہیں جلتے تھے۔بعض لوگوں کو اس سے غلط فہمی ہو گئی۔کہ حضور ﷺ کے گھروں میں چراغ اس لئے نہیں جلتے تھے۔(1)

کہ غربت وفقر کا دور دورہ تھا۔یہ بھی یاد رہے حضور ﷺ کا فقر اضطراری نہیں تھا۔بلکہ اختیاری تھا۔کہ امت کے غریب افراد کیلئے حوصلہ افزا ثابت ہو اور پھر جس گھر میں سراج منیر قیام پذیر ہو۔وہاں چراغ کی ضرورت بھی کیا ہے۔

ان بیتاً انت ساکنہ غیر محتاج الی سراج

جس گھر میں تو رہتا ہے وہ کسی چراغ کا محتاج نہیں۔

وجھك المائمول حجتنا یوم یاتی الناس بالحجج

تیرا مبارک چہرہ ہمارے لئے کافی حجت ہے جس دن لوگ اپنی حجتیں پیش کریں گے۔

یا بدیع الدل والغنج لك سلطان علی المھج(2)

اے عجیب وغریب ناز وانداز والے تیری سلطنت تو دلوں پر ہے۔

---

(1) السمهودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص، 119/1

(2) داود الانطاکی، تزیین الاسواق فی اخبار العشاق، ص 22/1

سیدنا حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ میں حجروں کی چھت کو ہاتھ لگا لیا کرتا تھا(1)

یہ سارے حجرے سمت مشرق میں تھے۔ غربی جانب کوئی حجرہ شریف نہیں تھا۔ ولید بن عبدالملک کے حکم سے یہ تمام حجرے مسجد نبویؐ شریف میں شامل کر لئے گئے جس وقت ولید کا یہ حکم مدینہ منورہ پہنچا تو اہل مدینہ اس صدمہ سے چیخ اٹھے۔(2)

ابو اسامہ سہیل بن حنیف فرماتے ہیں۔ کاش وہ حجرے رہنے دیئے جاتے۔ تاکہ لوگ دیکھتے کہ جس رسولؐ کے ہاتھ پر خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں ہیں۔ وہ نبی ﷺ وہ رسول ﷺ، وہ محبوب ﷺ کسطرح کے حجروں میں زندگی بسر فرماتے تھے۔(3)

اسی دوران حضور ﷺ نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ مکرمہ روانہ فرمایا۔ تاکہ حضرت فاطمۃ الزہرہ اور حضرت ام کلثوم، اور حضرت سودہ کو لے آئیں اور ان کے ہمراہ ابو بکر صدیقؓ نے عبداللہ بن ابی بکر کو روانہ کیا۔ کہ حضرت عائشہ، حضرت اسماء، اور ام ایمن اور عبدالرحمن بن ابی بکر کو لے آئیں۔ جب زید بن حارثہ سب کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ تو اس وقت آپ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان سے حجروں میں منتقل ہو چکے تھے(4)

صلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبه سیّدنا محمدو علی آله وصحبه بعدد خلقه

مسجد نبوی شریف کا توسیعی خاکہ

یہ مسجد شریف حسب ضرورت بڑھتی رہی۔ صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

---

(1) البیهقی، شعب الایمان، الرقم 10328، ص
البخاری، ادب المفرد، ادخل البیوت ازواج النبی ﷺ، الرقم 464، ص 178/2

(2) السمهودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 131/1
السهیلی، الروض الانف، ص 338/2

(3) السمهودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 131/1
الشامی، سبل الهدی والرشاد، ص 50/12، 349/3

(4) ابن کثیر, السیرۃ النبویه ، ص 279/2
السمهودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 93/1
التیمی، مختصر سیر ۃ الرسول ﷺ، ص 196/1

حضرت عمرؓ نے قبلہ اور غربی جانب میں مسجد شریف کو بڑھایا۔اور کچی اینٹوں سے مسجد شریف کی تعمیر کی۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے اپنے دور میں توسیع بھی فرمائی۔اور کچی اینٹوں کی بجائے منقش پتھروں سے تعمیر کی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جب اس قسم کی حسین تعمیر کا ارادہ فرمایا۔تو صحابہ پر یہ بات شاق گزری کہ مسجد نبویؐ شریف کی سادگی میں تبدل وتغیر کیا جائے۔تو حضرت عثمانؓ نے صحابہ کی یہ رائے معلوم کر کے مسجد شریف میں یہ خطبہ فرمایا!

انکم اکثرتم وانی سمعت النبیﷺ من بنی للہ مسجداً یبتغی بہ وجہہ اللہ بنی اللہ مثلہ فی الجنۃ۔(1)

تم لوگوں نے اکثر چہ مگوئیاں کی ہیں اور میں نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے محض اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل جنت میں ایک محل بنا دیتا ہے۔

عثمان غنیؓ کے دور میں یہ تعمیر 29 ھ ربیع الاول میں شروع ہوئی اور 30 ہجری میں مکمل ہوگئی۔گویا یہ تعمیر دس ماہ میں مکمل ہوئی۔امام مالک سے منقول ہے۔جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی تو کعب احبار نے یہ دعا مانگی یا اللہ یہ تعمیر مکمل نہ ہو۔لوگوں نے پوچھا یہ کیوں فرمایا! بس یہ تعمیر مکمل ہوئی تو آسمان سے فتنہ اتر آیا۔ (2)

حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد شریف 2475 مربع میٹر تھی فاروق اعظم کے دور میں 1105 مربع میٹر، عثمان غنیؓ کے دور میں 496 مربع میٹر ولید بن عبدالملک کے دور میں 2369 مربع میٹر، خلیفہ مہدی کے دور میں 2450 مربع میٹر ملک اشرف کے دور میں 120 مربع میٹر، سلطان عبدالمجید کے دور میں 1293 مربع میٹر سعودی حکومت کے دور میں 6024 مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ ترکوں اور سعودی حکومت کی پہلی تعمیر ملکر مسجد شریف کا کل رقبہ 16327 مربع میٹر بنتا ہے شاہ فہد کی حالیہ تعمیر اس کے علاوہ ہے جس تعمیر نے اس مسجد شریف کو دنیا بھر کی عبادت گاہوں سے بڑا ثابت کر دیا

(1) ابن حجر، فتح الباری، من بنی مسجدا، ص183/2

(2) ابن حجر، فتح الباری، من بنی مسجدا، ص183/2

ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صفہ شریف

مسجد نبوی شریف کے تعمیری ذکر میں صفہ شریف کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔اسی بناپر یہاں ذکر ہے ورنہ واقعہ دوہجری کا ہے جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔صفہ کے معنی سائبان یاسایہ دار جگہ کے ہیں۔اور یہ پہلی دینی درسگاہ ہے۔جو وجود میں آئی۔اس کے پہلے معلم خودسید عالم ﷺ ہیں۔دوہجری میں جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔اور مسجد نبوی شریف کا رخ بیت اللہ شریف کی طرف ہوا تو بیت المقدس کی دیوار اور اس سے ملحقہ جگہ فقراء ومساکین کیلئے مختص کردی گئی جو صفہ کے نام سے مشہور ہوئی(1)

باب جبریل سے حرم انور میں داخل ہوں تو مقام تہجد کے مقابل دائیں طرف یہ جگہ واقع ہے۔اس جگہ کی پیائش 40x40 ہے۔اس جگہ کے بالکل سامنے کا حصہ مقام تہجد کہلاتا ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دینی تعلیم کے حصول تزکیہ نفس کی خاطر صبح وشام یہاں رہتے۔اصحاب صفہ کے فقروفاقہ کا ذکر سیدنا ابوھریرہؓ سے اس طرح آیا ہے۔کہ ان لوگوں کا انحصار فقط تہبند پر تھا۔یا صرف ایک کمبل پروہ بھی اس قدر چھوٹا کہ پنڈلی تک آتا۔کسی کی آدھی پنڈلی تک چادر کے دونوں کونوں کو ہاتھوں سے تھاما کرتے تھے۔کہ ستر نہ کھل جائے۔(2)

حضور ﷺ فرماتے ہیں یہ لوگ اسلام کے مہمان تھے۔اس جگہ کے علاوہ ان کی رہائش کا کوئی دوسرا اہتمام نہ تھا۔حضور ﷺ صدقہ ان پر خرچ فرماتے اور ہدیہ آتا تو اپنے ساتھ انہیں بھی شریک فرمالیا کرتے تھے۔(3)

---

(1) العصامی،سمط النجوم العوالی،ص 258/1

(2) البخاری،صحیح البخاری،نوم الرجال فی المسجد،الرقم 423،ص 224/2

(3) البخاری،صحیح البخاری، کیف کان عیش النبی ﷺ،الرقم 5971،ص 87/20
البیہقی،دلائل النبوۃ،ابواب دعوات النبینا ﷺ،الرقم 2348،ص 258/6
البیہقی،السنن الکبریٰ،ص 446/2

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دودھ کا پیالہ

سیدنا ابوھریرہ فرماتے ہیں ایک رات دودھ کا ایک پیالہ آیا۔ حضور ﷺ نے اصحاب صفہ کو بلایا اور سب کو باری باری پینے کا حکم فرمایا پھر میں نے بتقاضائے بشری محسوس کیا۔ ایک پیالہ کب تک چلے گا مگر حیران ہوا کہ سبھی کے سبھی سیراب ہو گئے۔ حضور ﷺ نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا اب میں اور تو رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور (ﷺ) درست ہے۔ آپؐ کے حکم سے میں نے پینا شروع کیا۔ آپؐ فرماتے رہے اور پیو اور پیو آخر میں نے عرض کی حضور (ﷺ) اب قطعی گنجائش نہیں تو آپؐ نے میرا بچا ہوا دودھ خود نوش فرمایا۔ (1)

اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خانؒ نے اپنے اس کلام میں اسی واقع کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔

کیوں جناب بوھریرہؓ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

سیدنا مجاہد فرماتے ہیں ابوھریرہؓ قسم اٹھا کر فرمایا کرتے تھے۔ بعض اوقات میں بھوک کی شدت سے اپنا پیٹ زمین پر لگا لیا کرتا تھا۔ زمین کی نمی سے بھوک میں قدرے افاقہ ہو جاتا۔ (2)

محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔ شام کے وقت حضور ﷺ اصحاب صفہ کو صحابہ پر تقسیم فرما دیتے۔ ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق اپنے ساتھ لے جاتا اور انہیں کھانا کھلاتا۔ (3)

سیدنا سعدؓ اسی (۸۰) اسی (۸۰) آدمیوں کو ساتھ لے جاتے اور کھانا کھلاتے۔ (4)

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، کیف کان عیش النبی ﷺ، الرقم 5971، ص 87/20
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، الحق اهل الصفه، الرقم 4258، ص 73/10
ابن حبان، الصحیح، الرقم 6644، ص 103/27

2) البیهقی، دلائل النبوۃ، ابواب دعوات النبینا ﷺ، الرقم 2348، ص 258/6
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، الحق اهل الصفه، الرقم 4258، ص 73/10
البیهقی، السنن الکبریٰ، ص 87/7

(3) ابی شیبه، المصنف، ص 255/6

(4) ابی شیبه، المصنف، ص 255/6

سیدنا فضالہ بن عینیہ فرماتے ہیں۔بعض اوقات اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے گر جاتے اور نماز بھی صحیح طرح پوری نہ کر پاتے۔دوسرے دیکھنے والے صحابہ کو دیوانہ محسوس کرتے۔پھر حضورﷺ تشریف لاتے انہیں تسلی دیتے۔اور فرماتے اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کتنا بڑا مقام ہے۔تو تم ہمیشہ اپنے فقر و فاقہ کی تمنا کرو(1)

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اس دینی درسگاہ کے جلیل القدر طالب علم تھے۔اپنا ایک واقعہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن دربار رسالت میں حاضر ہوا۔اور عرض کی حضور (ﷺ) یادداشت کمزور ہے۔آپؐ کے ارشادات گرامی یاد نہیں رہتے۔تو حضورﷺ نے فرمایا!

ابسط رداءك

اپنی چادر پھیلاؤ

میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔اور آپؐ نے اس میں کچھ پھونکا۔یا ہاتھ کے اشارہ سے کچھ ڈالا پھر فرمایا!

ضمه بالقلب۔

اب اسے اپنے سینے سے لگاؤ۔

میں نے وہ چادر اپنے سینے سے لگائی تو میرا بھولنے کا مرض ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا۔

مانسیت بعدہ ابدا(2)

اس کے بعد میں کبھی نہیں بھولا

اصحاب صفہ کے گزر اوقات کا سلسلہ اس طرح چلتا رہا کہ مخیرّ حضرات انگوروں اور کھجوروں کے گچھے لا کر مسجد نبویؐ شریف میں لٹکا دیتے۔اصحاب صفہ ان سے توڑ توڑ کر کھایا کرتے تھے۔سیدنا معاذ بن جبل ان مقدس طلباء میں بحیثیت امیر خدمات سرانجام دیا کرتے تھے۔سیدنا ابوھریرہؓ ایک اور

---

(1) الترمذی،سنن الترمذی، ما جاء فی معیشة اصحاب النبیﷺ، الرقم 2291،ص372/8
ابن حبان،الصحیح،الورع والتوکل،الرقم 725،ص443/3
الطبرانی،المعجم الکبیر،ب4،الرقم 15193،ص246/13

(2) البخاری،صحیح البخاری،حفظ العلم،الرقم 116،ص202/1

واقعہ فرماتے ہیں۔ایک دن میں بھوک کی شدت کے باعث سرراہ بیٹھ گیا۔کہ کوئی کھانے کیلئے ساتھ لے جائے گا۔صدیقِ اکبرؓ گزر گئے۔ مجھے نہ پوچھا اس طرح سیدنا عمر فاروقؓ گزر گئے توجہ نہ فرمائی۔ جب حضور ﷺ گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا! اٹھو میرے ساتھ چلو اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔(1)

انہی لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ایسے لوگ رحمت الٰہی کا خیال کر کے ہنستے ہیں اور خوف خدا سے روتے ہیں۔زمین پر عجز سے چلتے ہیں اکڑتے نہیں۔ایسی نفوس قدسیہ کے بارے میں ہے جو کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا کر دیتا ہے

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اصحاب صفہ کے اسماء گرامی

حضرت ابوھریرہ ابو بشر، کعب بن عمر، عمیر بن عوف، حبیب بن سلمان ثوبان، عبداللہ بن انیس، معاذ بن حارث، جنب بن جنادہ، ثابت دریعہ، عتبہ بن مسعود عدیم بن ساعد، عبداللہ بن عمر، ابولبابہ، سلمان فارسی، سالم بن عمر، خدیفہ بن یمان، مسطح بن اثاثہ، ابودرداء، کاسالم مولی ابوحذیفہ، عبداللہ بن زید، صفوا بن بیضا، عکاشہ بن محض ابوعیس، حجاج بن عمر، خیاب بن اردت مسعود بن ربیع، عبداللہ بن مسعود، مقداد بن عمر، عمار بن یاسر، ابوعبیدہ عامر بن جراح بلال بن رباح، صھیب بن سنان، زید بن خطاب، مجذردین دمار، ابوکبشہ، ابوعبس، اوس بن ثابت، عامر بن فہیرہ، ابودجانہ، ذوالشمالین، ابوالہیثم، رافع بن معلیٰ، سعد بن خیثمہ، عبداللہ بن رواحہ، عاصم بن ثابت، عبداللہ بن جحش، عدیم بن ساعدہ، حاطب بن ابی بلتعہ، ابورویحہ، عباد بن بشر، ابوایوب خالد، عتبان بن مالک، سلامہ بن سلامہ، مقداد، رضی اللہ عنہم ان صحابہ کرام کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الحاکم، المستدرك علی الصحیحین، الحق اهل الصفه، الرقم 4258، ص 73/10
البخاری، صحیح البخاری، کیف کان عیش النبی ﷺ، الرقم 5971، ص 87/20
(2) ابن ماکولا، الاکمال، ص 88/1

مسجد نبوی شریف میں پہلا خطبہ

مسجد نبوی شریف میں حضور ﷺ نے جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اسے اکثر اصحاب سیر نے لکھا ہے۔ ابن ہشام کے حوالہ سے اس کا خلاصہ عرض ہے۔ اے لوگو مرنے سے پہلے سامان سفر تیار کرو۔ اللہ کی قسم ایکدن موت طاری ہوگی۔ پھر تم اپنے مال ومتاع کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے اور پھر اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا جسے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں کسی دربان کی حاجت نہیں کیا تمہارے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا؟ اس نے میرا پیغام نہیں پہنچایا تھا کیا میں نے تمہیں مال ودولت سے نہیں نوازا تھا۔ اب تم بتاؤ تم نے اپنے فائدہ کیلئے کیا کیا ہے۔ اس وقت انسان حیران رہ جائیں گے اور کچھ بھی سمجھائی نہ دے گا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا۔ تو اسے دوزخ کے شعلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ جان لو جو شخص آگ سے بچنا چاہتا ہے۔ اور وہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینے کی ہمت رکھتا ہے تو وہ اللہ کی راہ میں دے کر اپنے کو بچالے اور جو اس کی گنجائش نہ رکھتا ہو وہ لوگوں سے اچھی بات کہہ دیا کرے تا کہ آگ سے بچ سکے۔ کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ہے۔(1)

ہم اسی کے ساتھ ہی ایک اور خطبہ شریف بھی نقل کر دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ اپنے نفس کے شر سے اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جسے اللہ تعالیٰ راستہ سے بھٹکا دے اسے کوئی سیدھی راہ دکھانے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں سب سے اچھا کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتارا وہ اس کو ذہن نشین ہوگئی۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر کے بعد دین اسلام میں داخل کر دیا۔ اور جس نے لوگوں کی بے ہودہ باتیں چھوڑ کر اس کتاب کو راہنما بنالیا۔ وہ شخص ضرور کامیاب ہوگا۔ بامراد ہوگا۔ اور نجات پائے گا۔ اللہ کی کتاب بہترین کتاب ہے۔ تم ان چیزوں کو محبوب

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ 301/2
السھیلی، الروض الانف، ص343/2
الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص331/3
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص500/1

بناؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔تم دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت اختیار کرو۔اللہ کے کلام سے اور اس کی یاد سے غافل نہ رہو۔اپنے دلوں کو سیاہ نہ کرلو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے جو اس نے پیدا کی ہیں۔اور پسند کی ہیں۔نیک باتوں یا حلال وحرام اور بہترین عبادتوں میں سب سے اچھا اور برگزیدہ اور نیک اعمال میں سب سے افضل اپنا ذکر قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔اور جہاں تک ہوسکے اس سے ڈرتے رہو۔اور جو اچھی بات منہ سے نکالو وہ پوری کر دکھاؤ اور اللہ کے فضل وکرم سے ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ۔اللہ تعالیٰ اس سے بہت ناراض ہوتا ہے جو اپنا وعدہ پورا نہ کرے۔تم اللہ کی سلامتی میں رہو۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مؤاخات پہلی حکیمانہ تنظیم تھی

جب مہاجرین وانصار مدینہ منورہ میں اکٹھے رہنے لگے تو ان کی زندگیوں کو بہتر بنانے کیلئے ایک دوسرے کے کام آنے دکھ سکھ میں ساتھ رہنے کیلئے حضورﷺ نے مؤاخات فرمائی۔ بھائی چارہ فرما دیا کہ ایک دوسرے کے مددگار ومعین رہیں کمزور آدمی کو اپنے طاقت ور بھائی کا سہارا رہے۔بیمار کو اپنے تندرست بھائی کا تعاون رہے۔اعلیٰ شخص ادنیٰ سے فائدہ اٹھا سکے۔اور ادنیٰ اعلیٰ کا تعاون حاصل کر سکے۔اسطرح سے حضورؐ نے اپنے حکیمانہ انداز میں امیر،غریب،ادنیٰ،اعلیٰ،کمزور،طاقتور کو اسطرح سے بھائی چارہ کے رشتہ میں اکٹھا کر دیا۔پھر یہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوسکے۔مؤاخات کی یہ سیاسی حکمت دینی تجویز ملکی تدبیر دشمن کی بربادی کا سبب بن گئی۔حضورﷺ نے اس عظیم تجویز کو کچھ ایسے انداز میں پروان چڑھایا۔کہ رشتہ انسلاک نے فخر ومباہات،نخوت وغرور،تفاخر کو چکنا چور کر دیا۔خادم و مخدوم،غلام ومولا،محمود وایاز ایک نظر آنے لگے۔اس حکیمانہ انداز نے سارے امتیاز ختم کر دیئے صرف تقویٰ اور پرہیز گاری کا شرف باقی رکھا۔حافظ ابن عبداللہ فرماتے ہیں یہ بھائی چارہ دومرتبہ قائم ہوا۔

---

(1) ابن کثیر،السیرۃ النبویہ 302/2
السہیلی،الروض الانف، ص334/2
الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص331/3

ایک مرتبہ صرف مہاجرین کے درمیان دوسری مرتبہ مہاجرین وانصار کے درمیان مہاجر کو مہاجر کا بھائی قرار دینے والی مواخات مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ مہاجر اور انصار کو بھائی بھائی قرار دینے والی مواخات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جیسے کہ سیدنا ابن عباس سے ہے حضور ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے درمیان مواخات فرمائی حالانکہ یہ دونوں مہاجرین ہیں۔ حاکم میں، ابن عمرؓ، سے ہے حضور ﷺ نے ابوبکر اور عمر میں مواخات فرمائی۔ آخر میں جب سیدنا علی المرتضی اکیلے رہ گئے تو انہوں نے عرض کی حضور ﷺ آپؐ نے اصحاب میں مواخات فرمادی۔ میرا بھائی کون ہے۔ فرمایا تیرا بھائی میں ہوں۔ یہ مواخات مکہ میں ہوئی تفصیل یہ ہے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مہاجرین میں مؤاخات

ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق، سیدنا حمزہؓ اور زید بن حارثہؓ، عثمان غنیؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ، زبیر بن عوامؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ، عبیدہ بن حارثؓ اور بلال بن رباحؓ اور سالم مولی حذیفہؓ، سعید بن زیدؓ اور طلحہؓ، حضور ﷺ اور علی المرتضیؓ۔(2)

مہاجرین وانصار میں مؤاخات

یہ مؤاخات ہجرت کے پانچ ماہ بعد حضرت انسؓ کی رہائش گاہ پر ہوئی ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنایا گیا۔ یہ مواخات مسجد نبویؐ شریف کی تعمیر کے دوران ہوئی ہے یا تکمیل کے فوراً بعد۔(3)

ان بھائیوں کی تفصیل اسطرح ملتی ہے، پہلا نام مہاجر کا ہے اور دوسرا انصار کا۔ ابوبکر صدیقؓ، اور خارجہ بن زیدؓ، عمر بن خطابؓ، اور عتبان بن مالکؓ، ابوعبیدہ اور سعد بن معاذؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ربیعؓ، زبیر بن عوام اور سلامہؓ بن سلامہ، عثمان بن عفان اور اوس بن ثابتؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ، اور

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص264/1
(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص264/1
(3) ابوالفتح، عیون الاثر، ص264/1

کعب بن مالکؓ، سعید بن زیدؓ، اور ابی بن کعبؓ، مصعب بن عمیر اور ابوایوب خالدؓ، ابوحذیفہ اور عباد بن بشیرؓ، عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن یمانؓ، ابوذر بخاری اور منذر بن عمر، سلمان فارسی اور ابوالدرداءؓ، بلال اور ابوادیحہؓ، حاطب بن ابی بلتعہ اور عویم بن ساعدؓ، ابومرثد اور عبادہ بن صامتؓ، عبداللہ بن جحش اور عاصم بن ثابتؓ، عتبان بن غزوان اور ابودحانہؓ، ابوسلمہ اور سعد بن خیثمہؓ، عثمان بن مظعون اور ابو الہیثم بن تیہانؓ، عبیدہ بن حارث اور عمیر بن حمامؓ طفیل بن حارث اور سفیان خزامیؓ، صفوان بن بیضاء رافع بن معلیؓ، مقداد اور عبداللہ بن رواحہ، ذوالشمالین اور یزید بن حارثؓ، ارقم اور طلحہ بن زیدؓ، زید بن خطاب اور معین بن عدیؓ، عمر بن سراقہ اور سعد بن زیدؓ، عاقل بن بکیر اور مبشر بن منذرؓ، خنیس ابن حذافہ منذر بن محمدؓ، ہبیرہ بن ابی رھم اور عبادہ بن الخشخاشؓ، مسطح ابن اثاثہ اور زید بن مزینؓ، عکاشہ بن محض اور مجذر بن دمارؓ، عامر بن فہیرہ اور حارث بن صمہؓ، مہجع مولی عمر اور سراقہ بن عمر بن عطبہؓ، (1)

بے مثال مظاہرہ

حضور ﷺ کے اس حکیمانہ عمل مواخات میں مہاجرین و انصار نے بے مثال مظاہرہ کیا اور مواخات کا حق ادا کر دیا۔ صحابہ کرام کے مخلصانہ جذبہ کی مثال نہ ممکن ہے۔ مال و دولت سے مہاجرین نے ایثار کیا وہ تو ہے ہی کہ انصار نے مال و دولت، باغ زر، زمین مہاجرین کو دے ڈالے۔ حیرت یہ ہے کہ جس انصاری کی دو بیویاں تھیں۔ اس نے اپنے مہاجر بھائی سے یہ کہا جس بیوی کو تم پسند کرو۔ میں طلاق دے دیتا ہوں۔ عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ کوئی انصاری اپنے درہم و دینار میں اپنے مہاجر بھائی سے زیادہ حقدار نہ سمجھتا تھا۔ (2)

چنانچہ مہاجرین نے انصار کی اس عظیم ہمدردی پر حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ جس قوم پر ہم اترے ہیں۔ ان سے بڑھکر کوئی دوسرا ہمدرد اور غمگسار نہیں ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے تمام اجر انہیں کو مل جائے اور ہم اجر سے محروم رہ جائیں۔ فرمایا نہیں جب تک تم ان کیلئے دعا کرتے رہو۔ یعنی دعا کا

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 266/1

(2) البیہقی، دلائل النبوۃ، ابواب دعوات النبی ﷺ، الرقم 2478، ص 439/6
البخاری، صحیح البخاری، رخاء النبی ﷺ، الرقم 3496، ص 132/12
امام احمد، مسند احمد، انس بن مالک، الرقم 12649، ص 196/26

احسان درہم ودینانیر سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے بلکہ صحیح صورت تو یہ معلوم ہوتی ہے۔کہ اگر تم خزانوں کو ایک پلہ میں رکھ دو اور مخلصانہ دعا کو دوسرے پلہ میں۔تو بھاری پلہ مخلصانہ دعا کا ہی ہوگا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سائل کو صدقہ بھی دیتیں اور ساتھ ہی دعائیں بھی کسی نے پوچھا ام المؤمنین آپ صدقہ کے ساتھ سائل کو دعا بھی دیتی ہیں۔یہ کیوں ہے فرمایا اگر میں اسے دعا نہ دوں تو اس کا احسان مجھ پر زیادہ رہے گا۔اس لئے دعا صدقہ سے بہتر ہے۔کیونکہ وہ مجھے دعا دیتا ہے۔میں دعا کا بدلہ دعا سے چکا دیتی ہوں۔اور صدقہ کا ثواب زائد رہ جاتا ہے۔پھر اس لئے بھی کہ میرا صدقہ خالص ہو کسی کے احسان کے مقابلہ میں نہ ہو۔یہ رشتہ مواخات اس قدر مضبوط تھا جب کوئی انصاری فوت ہو جاتا تو یہ مہاجر اس کی جائیداد کا وارث بن جاتا۔جیسے کہ قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا!

والذین اوونصروا اولئك بعضهم اولیاء بعض۔(1)

وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کو ٹھکانہ دیا اور ان کی مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔(2)

چند دنوں بعد میراث کا حکم تو منسوخ ہو گیا۔اور تمام مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا گیا۔ اور یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی۔

انما المؤمنون اخوۃ۔(3)

ایمان دار بھائی بھائی ہیں

اب مؤاخات کا رشتہ ہمدری، بھلائی کیلئے رہ گیا۔اور میراث نسبی رشتہ داروں کیلئے خاص کردی گئی یہ مؤاخات (بھائی چارہ) اپنی نوعیت کی منفرد اسلامی عالمی اخوت کی اساس تھی۔ایک عظیم امت کے قیام کا مقدمہ تھی۔جو ایک نئی دنیا کی تعمیر کیلئے برپا ہو رہی تھی۔دنیا کو بد**بختی** اور بدنظمی سے نجات دینے کیلئے قائم ہو رہی تھی۔چنانچہ یہ مؤاخات انسانیت کی نئی زندگی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔اس لئے رب قدوس جل مجدہ نے ایک چھوٹے شہر کی اس جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا!

---

(1) الانفال،72:8

(2) الآلوسی،روح المعانی فی تفسیر القران،ص

(3) الحجرات،10:49

الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر۔(1)

اگر یہ نہ کرو گے تو زمین پر بڑا فتنہ پھیل جائے گا۔

یہ مؤاخات پہلے سن ہجری کے اہم واقعات میں سے ایک ہے۔اس بھائی چارہ سے عرصہ سے بگڑے ہوئے تعلقات درست ہو گئے۔قبائل کی خون ریز جنگیں دم توڑ گئیں۔شدید عداوتیں محبتوں میں بدل گئیں ہجرت کر کے آنے والے فرزندان اسلام میں مختلف قسم کے اختلافات موجود تھے۔خطرہ تھا کہیں اسلامی وحدت کو پارہ پارہ نہ کر دیا جائے۔چنانچہ اس عظیم انسانی معاشرے سے ملت کا تحفظ کر دیا گیا اور مہاجرین کی آبرومندانہ آبادکاری کا منصوبہ مکمل کر دیا گیا۔اس بھائی چارہ میں ایک حکمت کو صاحب سبل الہدیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

لیذھب عنھم وحشۃ الغربۃ من مفارقۃ الاھل اوالعیشرہ۔(2)

تاکہ ان کی غریب الوطنی کے احساس کو دور کیا جائے۔اپنے اہل وعیال سے جدائی کے وقت ان کی دل جوئی کی جائے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسری حکیمانہ اور رفاہی تنظیم

چونکہ مدینہ منورہ میں یہودی ایک طاقتور قوم کی حیثیت رہ رہے تھے۔جیسا کہ گذشتہ صفحات پر واقعات درج کر دیئے گئے ہیں۔اور یہ لوگ معاشی لحاظ سے بھی خوش تھے۔صاحب کتاب ہونے کے ناطہ سے علمی حیثیت بھی رکھتے تھے۔انہیں نظرانداز کر کے معاشرہ میں اتحاد پیدا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ضروری تھا کہ اسلام کی اس پہلی ریاست کو امن کے زیور سے آراستہ کرنے کیلئے یہودیوں سے معاہدہ ہو۔اس معاہدے کا متن "الوثائق السیاسیۃ للعہد النبی" کے نام سے مشہور ہے

1۔ یہ تحریری دستاویز اللہ کے نبیؐ ،قریش، یثرب کے اہل ایمان اور لوگوں کے باب میں جوان

---

(1) الانفال,73:8

(2) السہیلی،الروض الانف، ص350/2

الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص367/3

کے اتباع میں ان کے ساتھ شامل ہوں۔اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔

2۔ یہ تمام گروہ دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ایک علیحدہ سیاسی وحدت تصور ہونگے۔

3۔ مہاجرین جو قریش میں سے ہیں اسی طرح دیتوں اور خون بہا وغیرہ کے معاملات میں اپنے قبیلہ کے طے شدہ رواج پر عمل کریں گے۔اپنے قیدیوں کو مناسب فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔اور دوسرے مسلمانوں کیساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کریں گے۔

4۔ بنوعوف بھی اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔اور خون بہا وغیرہ کا طریقہ ان میں حسب سابق قائم رہے گا۔ ہر گروہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔

5۔ بنوساعدہ بھی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے اور خون بہا کا طریقہ ان میں حسب دستور سابق رہے گا۔ہر گروہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔

6۔ بنوحارث بھی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔اور خون بہا کا طریقہ ان میں حسب دستور سابق رہے گا۔ہر گروہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائیگا۔

7۔ بنوجشم بھی اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے۔اور حسب سابق اپنے خون بہا ملکر ادا کریں گے۔ ہر گروہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔

8۔ اور بنونجار اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے حسب دستور اپنا خون بہا ملکر ادا کریں گے۔اور ہر گروہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔

9۔ اور بنوالنبیت اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا حسب سابق ادا کریں گے۔اور ہر گروہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔

10۔ بنوالاوس اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا وغیرہ کا طریقہ ان میں حسب سابق رہے گا ہر گروہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دیکر چھڑائے گا

11۔ اور اہل ایمان اپنے کسی زیر بار قرض دار کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ بلکہ قاعدہ کے مطابق فدیہ، دیت اور تاوان ادا کرنے میں اس کی مدد کریں گے۔

12۔ اور کسی مومن کے آزاد کردہ غلام کو کوئی مومن حلیف نہیں بنائے گا۔

13۔ اور یہ کہ تمام تقویٰ شعار مومنین متحد ہو کر ہر اس شخص کی مخالفت کریں گے جو سرکشی کرے گا۔ گناہ اور ظلم کے ہتھ کنڈوں سے کام لے اور ایمان والوں کے درمیان فساد پھیلائے ایسے شخص کی مخالفت میں ایمان والوں کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے۔ اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

14۔ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو کافر کے عوض قتل نہیں کرے گا۔ اور نہ مومن کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا۔

15۔ اور اللہ کا ذمہ اور پناہ سب کیلئے یکساں ہے۔ ادنیٰ مسلمان بھی کافر کو پناہ دے سکتا ہے۔ اہل ایمان دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں باہم بھائی بھائی اور مددگار و کارساز ہیں۔

16۔ یہودیوں میں جو بھی ہماری اتباع کرے گا۔ تو اسے مدد و مساوات حاصل ہوگی۔ اور ان پر نہ تو ظلم ہوگا اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کی جائے گی۔

17۔ تمام اہل ایمان کی صلح یکساں اور برابر کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی مومن دوسرے مومن کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا۔ اور اسے
مسلمانوں کے درمیان عدل و مساوات کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

18۔ جو لشکر ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوگا اس کے افراد آپس میں باری باری ایک دوسرے کی جانشینی کریں گے۔

19۔ اہل ایمان کفار سے انتقام لینے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

20۔ تمام تقویٰ شعار مسلمان اسلام کے احسن اور مضبوط طریق پر ثابت قدم رہیں گے۔

21۔ اور مدینہ منورہ کا کوئی مشرک قریش کے کسی شخص کو مالی یا جانی یا کسی طرح کی پناہ نہیں دیگا۔ اور نہ مسلمان کے مقابلہ پر اس قریشی کی حمایت و مدد کرے گا۔

22۔ اور جو شخص ناحق کسی مومن کا خون کرے گا۔ اسے مقتول کے عوض بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ الا یہ کہ اس مقتول کا ولی اس کے عوض خون بہا لینے پر رضامند ہو جائے اور تمام اہل ایمان قاتل کے خلاف رہیں گے۔

23۔ کسی ایمان والے کیلئے جو اس دستور العمل کے مندرجات کی تعمیل کا اقرار کر چکا ہے۔ اللہ اور

روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ کہ وہ کوئی نئی بات نکال کر فتنہ انگیزی کے ذمہ دار کی حمایت کرے یا اسے پناہ دے جو ایسے کسی مجرم کی حمایت کرے گا۔ یا اسے پناہ دے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا مستوجب ہوگا۔ اور جہاں اس کی نہ تو توبہ قبول کی جائے گی اور نہ عذاب کے بدلہ میں کوئی فدیہ لیا جائے گا۔

24۔ جب تم مسلمانوں میں کسی قسم کا تنازعہ ہوگا۔ تو اسے اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

25۔ اور یہ کہ جب تک جنگ رہے یہودی اس وقت تک مسلمانوں کے ساتھ ملکر اخراجات برداشت کریں گے۔

26۔ اور یہودی بنی عوف اور ان کے اپنے حلیف سب ملکر مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت متصور ہونگے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہونگے اور مومن اپنے دین پر کار بند رہیں گے۔ البتہ جس نے ظلم کیا عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ تو وہ محض اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔

27۔ اور بنی نجار کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ مراعات ہیں جو بنی عوف کے یہودیوں کیلئے ہیں۔

28۔ اور بنی حارث کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کے یہودیوں کیلئے ہے۔

29۔ اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کیلئے بھی وہی ہے جو یہود بنی عوف کیلئے ہے۔

30۔ بنی الاوس کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کے یہودیوں کیلئے ہے۔

31۔ اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کیلئے ہے۔ البتہ جو عہد شکنی اور ظلم کا مرتکب ہوگا تو خود اس کی ذات اور اس کے گھرانے کے سوا کوئی دوسرا مصیبت میں نہیں پڑے گا۔

32۔ اور جفنہ ثعلبہ کی شاخ ہے اسے بھی وہی حقوق حاصل ہونگے۔ جو اصل کو حاصل ہیں۔

33۔ اور بنی الشطیہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے جو یہود بنی عوف کیلئے ہیں۔ اور ہر ایک پر اس دستاویز کی وفا شعاری لازمی ہے۔

34۔ اور بنی ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو اصل کیلئے ہونگے۔

35۔ اور یہودی قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے۔ جو اصل کے ہیں۔ اور یہ
(1)

کہ ان قبائل میں سے کوئی فرد حضرت محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گا۔ اور کسی مال یا زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ اور ان میں سے کوئی فرد یا جماعت قتل ناحق اور خون ریزی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذمہ داری اسکی ذات اور اس کے اہل وعیال پر ہوگی۔ ورنہ ظلم ہوگا اور اللہ اس کے ساتھ ہے جو اس سے بری الذمہ ہے۔

36۔ اور یہودیوں پر ان کے مصارف کا بار ہوگا۔ اور مسلمانوں پر ان کے مصارف کا اور اس کے صحیفہ والوں کے خلاف جو بھی جنگ کرے گا۔ تو تمام فریق یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ نیز خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے۔ اور ان کا شیوہ وفاداری ہوگا۔ نہ کہ عہد شکنی اور ہر مظلوم کی بہر حال حمایت کی جائے گی۔

37۔ اور یہ کہ جب تک جنگ رہے یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ مل کر مصارف اٹھائیں گے۔

38۔ اور اس صحیفہ والوں کے لئے حدود یثرب کا داخلی علاقہ جوف حرم کی حیثیت رکھے گا۔

39۔ پناہ گزیں پناہ دہندہ کی مانند ہے۔ نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے گا اور نہ وہ خود عہد شکنی کر کے گنہگار بنے۔

40۔ اور کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

41۔ اور اس صحیفہ کے ماننے والوں میں اگر کوئی نئی بات پیدا ہو یا کوئی جھگڑا جس سے کسی کو نقصان اور فساد کا اندیشہ ہو تو اس متنازعہ فیہ امر میں فیصلہ کیلئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اللہ کی تائید اس شخص کے ساتھ ہے جو اس صحیفہ کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور وفا شعاری کے ساتھ تعمیل کرے۔

42۔ اور یثرب پر جو بھی حملہ آور ہو تو اس کے مقابلے میں یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں گے

43۔ ان مسلمانوں میں سے جو اپنے حلیف کے ساتھ صلح کرنے کیلئے یہود کو دعوت دے تو یہود اس سے صلح کرلیں گے۔ اسی طرح اگر وہ (یہود) کسی ایسی صلح کی دعوت دیں تو مسلمان بھی اس دعوت کو قبول کرلیں گے۔ یہ کہ کوئی دین اور مذہب کیلئے جنگ کرے۔

44۔ اور تمام لوگ اپنی اپنی جانب کے علاقہ کی مدافعت کے ذمہ دار ہوں گے اور قبیلہ اوس کے یہودیوں کو خواہ موالی ہوں۔ یا اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے۔ جو اس تحریر کے ماننے والوں کو حاصل ہیں اور وہ بھی اس صحیفہ والوں کیساتھ خالص وفا شعاری کا برتاؤ کریں گے۔ نیز قرارداد کی پابندی کی جائے گی۔ نہ کہ عہد شکنی ہر کام کرنے والا اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا۔ زیادتی کرنے والا اپنے نفس پر زیادتی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ جو اس صحیفہ کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ صداقت اور وفا شعاری کیساتھ تعمیل کرے۔ یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم کو اس کے نتیجہ سے بچانے کیلئے آڑ نہ آئے گا۔ جو جنگ کیلئے نکلے وہ بھی جو گھر میں بیٹھا ہے وہ بھی امن کا حقدار ہوگا۔ اس پر کوئی مواخذہ نہیں البتہ اس سے صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے۔ جو ظلم یا جرم کے مرتکب ہوں۔ اور جو اس نوشتہ کی وفا شعاری اور احتیاط سے تعمیل کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بھی اس کے نگہبان اور خیر اندیش ہیں۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دستوری خلاصہ

☆ مدینہ منورہ میں طے پانے والے اس دستور اس ضابطہ کو مندرجہ ذیل جھلکیوں کے رنگ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

1۔ یہ ایک حسین معاہدہ تھا۔ جو کسی بحث و تمحیص کے بغیر طے پایا گیا۔

2۔ اسلام کی پہلی ریاست مدینہ منورہ کیلئے پایۂ دستور تھا۔ جو مدینہ کے آنے والے حسن و جمال کا پیش خیمہ بنا۔

3۔ یہ دنیا بھر کا سب سے پہلا تحریری دستور تھا جو آج تک اصلی اور حسین شکل میں موجود آ رہا ہے۔

4۔ دستوری انداز سے پتہ چلتا ہے یہ قوت حاکمہ کی طرف سے جاری کردہ فرمان بھی ہے۔

---

(1) محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، ص353/5، مطبوعہ ادارہ فروغ لاہور، (دسمبر 1983ء)

جس کے سامنے سرخم ہو گئے۔

5۔ جانبین کیلئے اس کی پابندی لازم ہے۔

6۔ مہاجرین انصار، یہود، مشرکین، بھی اس کے پابند ہیں۔

7۔ معاہدہ سے لاتعلقی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ اعلان کرے۔

8۔ معاہدہ سے وابستہ رہ کر مخالفت نہیں کر سکتا۔ (اسے اس نفاق کی سزا بھگتنا ہوگی)

9۔ خلاف ورزی کرنے والے پر بغاوت کا مقدمہ ہوگا کوئی حلیف آڑے نہیں آئے گا

10۔ یہودی قبائل نے دستور کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بدر اور خندق میں مشرکین کا ساتھ دیا تھا۔ اور سزا پائی۔

11۔ اس دستور میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور رسول اللہ کی اطاعت کا حکم ہے۔

12۔ اس دستور میں اچھے کاموں پر جزا اور برے کاموں پر سزا کا بھی حکم ہے۔

13۔ اس دستور میں عدل وانصاف کو بار بار دھرا کر عدل کی اہمیت وضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔

14۔ اس دستور میں وضاحت کردی گئی ہے۔ یہود کے مذہب ان کے رسم ورواج میں ریاست مداخلت نہیں کریگی۔

15۔ اس دستور میں ملکی تحفظ کیلئے غیر مسلموں سے معاہدہ ان سے روابط کی گنجائش نکلتی ہے۔

16۔ یہ دستاویز بتاتی ہے اسلام میں مذہبی آزادی کا اصول پختہ ہے۔ کسی پر کوئی مذہب قبول کرنے کیلئے جبر نہیں

17۔ اس دستور میں معاشرہ کے رسم ورواج کو نہیں چھڑایا گیا۔ نجی معاملات میں مداخلت نہیں کی گئی۔ اس منشور سے پہلے عرب حد درجہ کی انفرادیت کا شکار تھے۔ وہ کس قاعدہ وقانون کے پابند نہ تھے۔ کس قوت حاکمہ کے سامنے سر جھکانے کے عادی نہ تھے۔ کوئی اجتماعی نظم وضبط نہ تھا۔ اس منشور نے جاہلانہ اور متکبرانہ رسم ورواج کو ختم کر کے نئے معاشرہ میں مرکزی قیادت قائم کردی۔ جس سے نسلی اور مذہبی لحاظ سے بکھرے لوگ ایک لڑی میں پروئے گئے اور مرکزیت کی دشمن قوتیں اپنی موت آپ مر گئیں۔ اس دستور نے مدینہ منورہ کی آبادی کو شہری مملکت کی صورت میں منظّم کردیا۔ اس آبادی کو اس

قابل عمل دستور نے مرکزیت کا مقام دلایا۔ اسطرح مدینہ منورہ میں ایسا سیاسی نظام چلایا گیا۔ جو بعد میں ایشیا، یورپ، افریقہ کے تین براعظموں پر پھیلی ہوئی ایک وسیع بادشاہت کا صدر مقام بھی بن گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مکمل اختیار کے ساتھ پہلا عربی، معاشرہ حضور ﷺ نے قائم فرمایا۔ پھر حیرت یہ کہ یہ عظیم معاشرہ وجود میں آیا۔ خون ریزی نہیں ہوئی۔ فساد کا نام تک نہیں۔ یہ معاشرہ خالصتاً دین کی بنیاد پر قائم ہوا۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا کہ حضور ﷺ نے قبائل کی خودمختاری پر حسین انداز میں ضرب لگا کر اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا۔ اگرچہ اس معاشرہ میں مسلمان یہود مشرک سبھی تھے۔ مگر یہ صاف طور پر بات نکھر گئی تھی۔ کہ مستقبل میں اس معاشرہ کے غالب حصہ مسلمان ہی ہونگے۔ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ حضور ﷺ کو ابتدائی دنوں میں مدینہ منورہ میں مکمل حکمرانی حاصل نہ تھی۔ بلکہ محض ایک قبیلے کے سردار کی حیثیت تھی۔ ان کا یہ شبہ قطعی غلط اور لغو ہے۔ کیونکہ پھر حضور ﷺ کے مدینہ منورہ داخلے سے قبل ہی جب عقبہ ثانیہ میں ستر سے زائد لوگوں نے اسلام قبول کیا مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی تو حضور ﷺ نے انہیں اسی وقت فرمایا تھا کہ تم ہر حال میں میرا حکم مانو گے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ اور ہر حالت میں میرا فرمان سنو گے(1)

اس مقدس دستاویز میں بھی وضاحت ہے کہ جب کبھی کسی مرحلہ پر جھگڑا پیدا ہوگا تو آخری فیصلہ دربار رسالت سے صادر ہوگا۔ جس کی پابندی ہر فرد پر لازم ہوگی۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اذان کا آغاز

مدینہ منورہ میں اذان کا آغاز اسطرح ہوا اولاً تو اس طرح معمول رہا کہ جب نماز کا وقت ہوتا لوگ خود بخود مسجد شریف میں چلے جاتے۔ اس لئے یہ مسئلہ پیدا ہوگیا کہ نماز کیلئے کوئی علامت بھی ہونی چاہئے۔ جس سے تمام اہل محلّہ بیک وقت آسانی کیساتھ مسجد میں حاضر ہوجایا کریں۔ اس پر کسی نے مشورہ دیا کہ ناقوس بجادیا جایا کرے۔ جیسے عیسائی اپنے گرجہ میں بجایا کرتے تھے۔ آجکل اس کا متبادل

(1) البیهقی، دلائل النبوة، العقبة الثانية، الرقم 704، ص 309/2

گھنٹی بجتی ہے۔مگر حضور ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوجانے کی وجہ سے رد فرمادیا۔کسی نے کہا کہ نماز کا وقت ہوجانے پر بوق بجادیا جایا کرے۔جیسے یہودی اپنی عبادت گاہوں میں بجایا کرتے تھے۔ اسے بھی رد فرمادیا گیا۔کہ یہود کی مشابہت پائی جاتی ہے۔کسی نے کہا نماز کا وقت ہوجانے پر کسی اونچی جگہ پر آگ جلادی جائے۔کہ لوگ دیکھ کر جمع ہوجایا کریں گے۔اسے بھی رد فرمایا گیا۔کہ مجوسیت سے مشابہت ہوتی ہے۔بغیر فیصلہ کے محفل ختم ہوگئی۔اسی اثناء عبداللہ ابن زید نے یہ خواب دیکھی کہ ایک سبز پوش شخص ناقوس ہاتھ میں لئے میری طرف آرہا ہے۔حضرت عبداللہ ابن زید پوچھتے ہیں تم اسے بیچو گے۔اس سبز پوش نے کہا تم نے اسے خرید کر کیا کرنا ہے۔آپ نے فرمایا نماز کیلئے لوگوں کو بلایا کریں گے۔اس سبز پوش نے کہا میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ نہ بتادوں آپ نے پوچھا وہ کیا ہے ضرور بتاؤ۔اس شخص نے کہا اسطرح کہو

الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر ۔ اشهد ان لااله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله۔ اشهد ان محمداً رسول الله، اشهد ان محمداً رسول الله۔ حيى على الصلوه حيى على الصلوه حيى على الفلاح حيى على الفلاح الله اكبر الله اكبر لااله الا الله۔

پھر اسی سبز پوش نے کہا جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس طرح کہو

حيى على الفلاح

کے بعد دو مرتبہ

قد قامت الصلوة

کا اضافہ کیا۔جب صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ ابن زید نے اپنی یہ خواب حضور ﷺ سے بیان کی۔تو آپ نے خواب سنتے ہی فرمایا۔

انها لرؤيا حق (1)

(1) البيهقى،دلائل النبوة،من راى فى منامه،الرقم2946،ص46/8
البيهقى،السنن الكبرىٰ،ص390/1
امام احمد،مسند احمد،عبدالله بن زيد،الرقم15882،ص239/33
ابن حبان ،صحيح ابن حبان،الاذان،الرقم1708،ص355/7

بیشک یہ خواب سچی اور حق ہے۔

حضرت عبداللہ ابن زیدؓ نے اللہ کی طرف سے اس عظیم کرم نوازی پر شکرانہ کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ جسے سنن ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے۔

احمد الله ذوالجلال والاکرام حمداً علی الاذان کثیرًا

میں خداوند ذوالجلال والاکرام کا اذان پر بہت شکر گزار ہوں۔

اذا اتانی بشیر من الله فاکرم به لدیی بشیرا

اللہ کی طرف سے میرے پاس ایک بشارت دینے والا آیا اور کیسا اچھا بشارت دینے والا تھا۔

فی لیال وآتانی بهن ثلاث کلما جائنی ذادتوقیرا(1)

مسلسل تین رات تک خدا کا بشیر آیا اور برابر میری عزت میں اضافہ کرتا رہا۔

حضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ کلمات بلال کو بتادو۔ کہ وہ اذان دے کہ اس کی آواز تم سے بلند ہے۔ جونہی حضرت بلالؓ نے اذان دی تو حضرت عمرؓ چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور عرض کی حضور ﷺ

والذی بعثك بالحق لقد رایت مثل الذی اری۔(2)

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا میں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے جیسا عبداللہ ابن زید کو دکھایا گیا

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا

ولله الحمد

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کی بابت دریافت کیا تو آپ

---

(1) ابن ماجه ،السنن ،بدء الاذان،الرقم 698،ص 403/2

(2) امام احمد،مسنداحمد،عبدالله بن زید،الرقم 15882،ص 239/33
علی بن عمر أبوالحسن الدار قطنی البغدادی،الدار قطنی،ذکر الاقامة،الرقم 947،ص 32/3
ابن خزیمه،الصحیح،الرقم 363،ص 145/2

بتایا ہے میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے(1)

محمد بن یحیی نے بھی اس حدیث کو صحیح بتایا ہے،امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح فرمایا(2)

حافظ علاء الدین فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام راوی شرط پر پورے اترتے ہیں۔

صدیق اکبرؓ نے بھی ایسی ہی خواب دیکھی تھی۔(3)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اذان دعوت حق ہے

اذان کے کلمات نہایت پر معنی، حقیقت سے لبریز اور حق کی زبردست دعوت ہیں۔اللہ اکبر میں خدا تعالٰی کی بڑائی اور کبریائی کا محبوب انداز ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ

میں توحید کا ذکر ہے کفر کی نفی ہے

اشھد ان محمد رسول اللہ

رسالت کا اعلان ہے

اور یہ واضع کرنا ہے کہ اللہ تعالٰی کی عبادت کا طریقہ رسول ﷺ کے ذریعہ سے ہے ہم تک پہنچا ہے۔

حیی علیٰ الصلٰوۃ

میں نماز کی طرف بلانا ہے

اسکی اہمیت کو واضح کرنا ہے اور لوگوں کو بتانا ہے کہ توحید و رسالت کے بعد افضل عبادت نماز ہے

(1) البیہقی،السنن الکبریٰ،ص391/1

(2) الترمذی،سنن ترمذی،ما جاء فی الاذان،الرقم174،ص138/1

(3) عبدالرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی،(المتوفی 911ھ)بیروت،الخائص الکبری،ص223/1

حیی علیٰ الفلاح

میں آخرت کی دائمی کامیابی سرخروئی مراد ہے۔

آخر میں پھر کہہ دیتے ہیں

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ(1)

ہی سب سے اعلیٰ ہے۔ وہی سب سے برتر ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں اور کسی کی بندگی نہیں۔

اذان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ہر نماز پر حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا چرچا کرنا مقصود ہے۔ معراج کی شب نماز کا حکم دیا گیا اور آسمانوں کے نزول وعروج میں آپ کو اذان سنائی گئی۔ آسمان میں فرشتہ نے اذان دی۔(2)

حضور ﷺ نے فرمایا جبریل امین نے آسمان میں اذان دی اور مجھ کو امامت کیلئے آگے کیا اور میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔(3)

پھر جب ہجرت کے بعد اعلام کی ضرورت محسوس ہوئی تو عبداللہ ابن زید کو خواب میں سیکھا دی گئی۔ عبداللہ ابن زید نے جونہی خواب سنائی تو حضور ﷺ نے فوراً تصدیق فرمادی۔ بعض معترضین کہتے ہیں کہ اذان تو عبداللہ ابن زید کی خواب سے ہوئی۔ اور خواب کی بات حتمی نہیں ہوتی۔ جواباً عرض ہے ہم اس کی مشروعیت کے قائل اس لئے ہیں کہ حضور ﷺ نے عبداللہ ابن زید کے خواب کی زبردست تصدیق فرمائی۔

انہا لرؤیا حق۔

اگر عبداللہ ابن زید کی خواب معتبر نہیں تو حضور ﷺ کا اسے حق فرمانا تو معتبر ہے گزشتہ سطور میں یہ گزر گیا ہے کہ یہ خواب صرف عبداللہ ابن زید کو ہی نہیں آئی عمر فاروق نے بھی یہی خواب دیکھی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی یہ مشاہدہ کیا۔ یہی وہ اذان ہے جو رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر سنی تھی۔ اور

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، الاذان، ص396/2

(2) السیوطی، الخصائص الکبری، ص15/1

(3) السیوطی، الخصائص الکبری، ص291/1

جبریل امین کی درخواست پر فرشتوں کو نماز پڑھائی تھی۔

اذان اسلام کا ایک عظیم شعار ہے۔اس کے کلمات مبارکہ میں بے پناہ انوار و برکات جمع ہیں۔اسی باعث شریعت کا حکم ہے کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دی جائے۔کہ توحید و رسالت کا نعرہ سن سکے۔اور

الست بربکم

کے عہد کی تجدید ہو جائے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدو علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رکعات نماز میں اضافہ

اسی سن اول ہجری کے واقعات میں نماز میں تعداد دو رکعات کا بھی اضافہ ہوا ہے۔صاحب مواہب لدنیہ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کو مدینہ منورہ آئے دو ماہ گزر گئے تھے۔کہ اقامت کی نمازوں کی تعداد رکعات میں اضافہ ہوا۔اس سے پہلے مغرب کی تین رکعات کے سوا تمام نمازیں دو دو رکعات تھیں۔اس کے بعد نماز ظہر،نماز عصر،نماز عشاء میں دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا۔اور فجر کی دو رکعتیں بدستور رہیں۔کیونکہ ان میں قراۃ طویل ہے۔صحیح بخاری شریف میں ہے سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دو دو رکعتیں نماز فرض کی گئی۔پھر جب حضورﷺ مدینہ منورہ آئے تو دو اور چار رکعت فرض ہوئیں۔اور سفر کی نماز کو پہلے فریضہ پر برقرار رکھا گیا۔(205)

یہ حدیث نماز قصر کے وجوب میں احناف کی دلیل ہے۔حنفی مذہب میں قصر کا وجوب ہے۔اور شافعی مذہب میں رخصت و اجازت اسی سن اول ہجری میں ایک اور اہم واقعہ پیش آیا۔مدینہ منورہ کے باہر ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔کہ بھیڑیا اس کی بکری لے گیا۔چرواہا اس بھیڑیے کے پیچھے دوڑا اور اس سے اپنی بکری چھڑا لی۔بھیڑیے نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا تھا۔تو نے مجھ سے چھین لیا چرواہا حیران رہ گیا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔بھیڑیے نے کہا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔تعجب تو یہ ہے

(1) البخاری،صحیح البخاری،التاریخ من این ارخو التاریخ،الرقم 3642،ص 323/12

کہ ایک شخص مدینہ کے ریگستانوں میں گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتا ہے۔ اور تو اس کی تصدیق نہیں کرتا اس کے بعد وہ چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا واقعہ سنایا۔(1)

اسی سن اول ہجری کے عاشورہ کا روضہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ سیدنا ابن عباسؓ سے ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے۔ تو یہود کو دیکھا وہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن موسیٰ نے فرعون سے نجات پائی اور تمام فرعونی لشکر دریا میں غرق ہوا تھا۔ اس نعمت کے شکرانہ میں حضرت موسیٰ باقی عمر اس دن روزہ رکھتے رہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا! ہم اپنے بھائی موسیٰؑ کی سنت کو زندہ رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور حکم دے دیا کہ اس دن روزہ رکھا کریں۔(2)

جب ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا۔ تو پھر روزہ عاشورہ رکھنے کا اہتمام باقی نہ رہا۔ آپؐ نے فرمایا! جو چاہے رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔(3)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے زمانہ جاہلیت میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے۔ قریش کا عاشورہ کے روزہ کی پابندی اس لیے کہ وہ اس دن کی عظمت کرتے تھے۔ اور خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا کرتے تھے۔(4)

حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے قریش سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تھا جس کے کفارہ کیلئے یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ عاشورہ کا روضہ باقاعدگی سے رکھا کرتے تھے۔(5)

---

(1) عبدالرزاق، المصنف، الرقم 20808، ص 383/11
امام احمد، مسند احمد، ابی ھریرۃ، الرقم 7718، ص 259/16

(2) البخاری، صحیح البخاری، صیام یوم عاشورہ، الرقم 1865، ص 127/7
البیھقی، سنن الکبریٰ، ص 286/4
ابی شیبہ، المصنف، ص 471/2

(3) البخاری، صحیح البخاری، وجوب صوم رمضان، الرقم 1759، ص 454/6
امام مسلم، صحیح مسلم، صوم یوم عاشورہ، الرقم 1897، ص 459/5
الترمذی، سنن الترمذی، الرخصۃ فی ترک ال سوم، الرقم 684، ص 217/3

(4) البخاری، صحیح البخاری، جعل اللہ الکعبہ البیت الحرام قیاماً، الرقم 1489، ص 7/6

(5) امام مسلم، صحیح مسلم، فی عاشورہ، الرقم 1917، ص 480/5
ابی شیبہ، المصنف، ص 473/2

حضور ﷺ نے چار چیزوں کو باقاعدگی سے ادا فرمایا ہے۔ عاشورہ کا روزہ عشرہ ذی الحجہ کے روزے ایام بیض کے روزے اور فجر کی دو سنتیں۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صرمہ بن انسؓ کا قبول اسلام

حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو صرمہ بن انس اپنی عمر کے آخری حصہ میں تھے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ اہم واقعہ بھی اسی سن اول ہجری کا ہے حضرت صرمہؓ شروع سے توحید کے دلدادہ تھے۔ ایک مرتبہ عیسائیت قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر نصاریٰ کے مشرکانہ نظریات علم میں آنے پر ارادہ ملتوی کر لیا۔ آپ اپنے پہلے دور میں بھی عابد زاہد تھے۔ راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ باریک کپڑا پہننے سے نفرت کرتے تھے۔ جنابت سے غسل کرتے عبادت کیلئے الگ تھلگ جگہ بنا رکھی تھی۔ جس میں کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ اگر کوئی پوچھتا کہ آپ اندر کیا پڑھتے ہیں۔ تو فرماتے

اعبد رب ابراهيم (2)

میں ابراہیمؑ کے رب کی عبادت کرتا ہوں

اسلام قبول کر لینے کے بعد حضرت صرمہ بن انسؓ نے مندرجہ ذیل اشعار بارگاہ رسالت میں نظرانہ پیش کئے۔

فلما اتانا اظهر الله دينه فاصبح مسرور بطيبة راضياً

جب حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کو غلبہ دیا اور آپ مدینہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

---

(1) امام احمد، مسند احمد، حضرت حفصہ، الرقم 25254، ص 414/53
النسائی، سنن الکبری، الرقم 2724، ص 135/2
ابن حبان، صحیح ابن حبان، الخصال التی کان یواظب، الرقم 6529، ص 376/26

(2) السهیلی، الروض الانف، ص 360/2
ابو محمد، سیرۃ ابن هشام، ص 509/1

والقٰی صدیقاً و اطمانت به النوٰی　　　و کان له عوناً من الله بادیا

یہاں آ کر دوست بھی مل گئے اور فرقت وطن کے غم سے بھی اطمینان ہوا اور وہ دوست اللہ کی طرف سے آپ کیلئے مددگار رہا۔

یقص لنا ماقال نوح لقومه　　　وما قال موسیٰ اذا اجاب المنادیا

آپ ہمارے لئے وہ باتیں فرماتے ہیں جو نوحؑ نے اپنی قوم کو فرمائیں اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے بیان کیں۔

فاصبح لایخشی من الناس واحدًا　　　قریباً ولا یخشٰی من الناس نائبا

اور یہاں آ کر ایسے مطمئن ہوئے کہ کسی کا ڈر نہ رہا۔ نہ قریب کا نہ بعید والے کا

بذ لنا له الاموال من حل مالنا　　　وانفسنا عند الوغٰی والتاسیا

ہم نے تمام مال آپ کیلئے نثار کر دیا اور جنگ کے موقع پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔

ونعلم ان الله لاشی غیرہ　　　ونعلم ان الله افضل هادیا

ہمیں اچھی طرح علم ہے کہ اللہ کے سوا حقیقتاً کوئی شے موجود نہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ ہی سب سے اچھی ہدایت دینے والا ہے اور توفیق دینے والا ہے۔

نعادی الذی عادمن الناس کلهم　　　جمیعا وان کان الحبیب مصافیا(1)

ہم ہر اس شخص کے دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہو اگرچہ وہ ہمارا کتنا محبوب و مخلص کیوں نہ ہو۔

وصلی اللّٰه تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

پہلا خوش نصیب بچہ

مدینہ کے یہودنے مسلمانوں کے خلاف یہ بھی پروپیگنڈہ کر رکھا تھا کہ ہم نے جادو کی ذریعہ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویه، ص283/2
السهیلی، الروض الانف، ص365/2
ابو محمد، سیرۃ ابن هشام، ص510/1

مسلمانوں کی عورتوں کو بانجھ بنا دیا ہے۔اب ان کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوگا۔مسلمان بتقاضائے بشری پریشان تھے۔کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کو بیٹا عطا فرمایا۔جو عبداللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔امام بخاریؒ نے اس واقعہ کو بخاری شریف میں نقل کیا ہے۔حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو میں امید سے تھی۔قباء میں قیام کے دوران میرے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے۔میں خوشی خوشی اس بچے کو اٹھائے دربار رسالت میں لے گئی حضور ﷺ نے ازراہ کرم بچے کو اٹھایا اپنی گود میں لٹا لیا۔پھر کھجور منگوائی اسے چبایا نرم کیا پھر بچے کے منہ میں ڈالا۔پھر اپنا لعاب مبارک بچے کے منہ میں ڈالا وہ بچہ کتنا خوش نصیب ہے جس کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن گیا۔گویا حضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو گھٹی دی۔آپ کی پیدائش پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

فلما ولادته كبر المسلمون تكبيرة عظيمة فرحاً بمولده۔(1)

جب حضرت اسماءؓ نے انہیں جنا تو ان کی ولادت پر خوشی سے مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔

وصلى الله تعالى على حبيبه سيّدنا محمدو على آله وصحبه بعدد خلقه

یہود کی ہٹ دھرمی

حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر حق وصداقت تو واضح ہو گئے۔مگر یہود کی ہٹ دھرمی اور معاندانہ رویہ میں فرق نہ آیا۔حالانکہ حضور ﷺ کی آمد سے قبل حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔یہود کے علماء اپنی قوم کو ساتھ لیکر اپنی مصائب ومشکلات میں اللہ کے حضور اسطرح پکارتے۔

اللهم انا نستنصر بحق محمدن النبى الامى

اے اللہ محمد مصطفےٰ جو نبی ہیں ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کبھی اس طرح بھی

---

(1) البخاری،صحیح البخاری،تسمیة المولود،الرقم 5047،ص 118/17
الاصبھانی،معرفة الصحابه،الرقم 3665،ص 448/11

دعا کرتے۔

اللھم ابعث النبی الامی الذی نجدہ فی التوراۃ۔(1)

اے اللہ اس نبی امی کو مبعوث فرما جس کا ذکر ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔

یہ انکی ساری باتیں حضور ﷺ کی آمد سے قبل کی ہیں۔ جب حضور ﷺ جلوہ گر ہوئے تو آنکھیں پھیر لیں اور پرلے درجے کی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔ ام المومنین حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والدین کی لاڈلی بیٹی تھی۔ جب وہ مجھے دیکھتے تو تمام بچوں کو چھوڑ کر مجھ سے محبت کرتے۔ جب حضور ﷺ ہجرت کر کے قباء آئے تو ایک دن میرا باپ اور میرا چچا قباء گئے۔ تمام دن وہیں گزارا۔ رات واپس آئے تو پریشان تھے میں آگے بڑھی تو ان کی طرف سے وہ پہلا پیار نہ ملا گویا مجھے کسی نے دیکھا ہی نہ میں نے سنا میرا چچا ابو یاسر میرے والد سے کہہ رہا تھا۔ یہ وہی ہے میرے والد نے کہا ہاں وہی ہے۔ میرے چچا نے کہا کیا تم نے اسے علامات سے پہچان لیا ہے۔ میرے والد نے کہا ہاں پہچان لیا ہے۔ پھر میرے چچا نے کہا کیا خیال ہے۔ ایمان لائیں یا نہ میرے والد نے کہا جب تک زندہ رہوں گا۔ اس کی دشمنی پر پکا رہوں گا۔(2)

ایسی قسم کی ہٹ دھرمی کا ایک واقعہ قبیلہ بنی نضیر کے ایک فرد کا بھی ہے۔ وہ بھی حضور ﷺ کی محفل پاک سے اٹھ کے آیا تو قوم سے کہا!

اتیت من عند رجل واللہ ازال لہ عدوا(3)

میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جس کا میں ہمیشہ دشمن رہوں گا۔ اگرچہ اکثر یہودی علماء ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ تاہم چند ایک ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی علامات دیکھیں اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الشامی، سبل الھُدی والرشاد، ص 377/3

(2) البیھقی، دلائل النبوۃ، فلما قدم رسول اللہ ﷺ، الرقم 786، ص 403/2

(3) البیھقی، دلائل النبوۃ، وبأ المدینۃ مقدم رسول ﷺ، الرقم 785، ص 402/2

مخیرق کی جاں نثاری

مخیریق یہود کے ایک مشہور عالم تھے۔ اقتصادی حالت بھی بہت بہتر تھی کتب سماویہ میں حضورﷺ کی آمد کا ذکر پڑھ کر انہوں نے حضورﷺ کی نبوت اور صداقت کا اعتراف کرلیا تھا۔ مگر خاندانی تعصب کے سبب اسلام قبول کرنے سے گریزاں تھے۔ یہاں تک کہ احد شریف کا موقعہ آیا تو انہوں نے برملا کہا

یا معشر یہود واللہ انکم لتعلمون ان نصر محمد علیکم لحق(1)

اے گروہ یہود بخدا تم جانتے ہو محمد مصطفٰی کی مدد کرنا تم پر لازم ہے۔

یہود نے بہانہ سازی کر کے کہا آج ہفتہ کا دن ہے۔ اس میں جنگ ہمارے لئے ممنوع ہے مخیریق نے کہا تم بہانہ بنا رہے ہو۔ یہ کہا اور خود مسلح ہو کر میدان جنگ میں حضورﷺ کے ہاں چلے گئے۔ اور وارثوں سے کہا اگر میں جنگ میں مارا جاؤں تو میرا سارا سامان رسول اللہﷺ کے حوالے کردیا جائے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو مخیریق میدان میں اترے اور داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوگئے۔ خبر ملنے پر حضورﷺ نے فرمایا"

لخیرق خیر یہود(2)

مخیّرق تمام یہود سے بہتر ہے

ان کی وصیت کے مطابق ان کا تمام مال حضورﷺ کے سپرد کردیا گیا تھا۔ یہود میں چند گنتی کے آدمی تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ اگرچہ ہر یہودی کے دل میں اسلام کی نفرت تھی۔ مگر چند یہودی ایسے تھے جو ہر مرحلہ پر اسلام دشمنی میں پیش پیش رہے۔ جیسے اخطب کے دونوں بیٹے ابو یاسر ، **حیی**، جدی، سلام بن شکم، کنانہ بن ربیع، کعب بن اشرف، عبداللہ بن صدریہ، ابن سلوبہ۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1،2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ ،ص72/3

ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، ص517/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص277/1

شاس بن قیس کا فتنہ

یہ شخص امت مسلمہ کو فتنہ میں مبتلا کرنے کیلئے کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ مدینہ منورہ حضور ﷺ تشریف لائے تو اوس اور خزرج جو عرصہ سے برسر پیکار تھے۔ حضور ﷺ کی برکت سے وہ شیر وشکر ہو گئے۔ ایک دن اوس اور خزرج کے کچھ افراد اکٹھے بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ شاس کو یہ بات ناگوار گزری کہ یہ قبیلے اکٹھے کیوں ہو گئے اس نے اپنے ایک شریر ساتھی سے کہا جاؤ تم بھی ان میں بیٹھ جاؤ۔ اور کوشش کرنا کوئی موقع آئے تو جنگ بعاث کا واقعہ یاد دلا دینا۔ چنانچہ اس نے جنگ بعاث کے موقع پر پڑھے گئے اشعار پڑھ دیئے۔ جس سے فریقین بھڑک اٹھے اور پھر ایک مرتبہ دور جاہلیت کی یاد تازہ ہو گئی۔ اوس بن قیظی جو قبیلہ اوس کا فرد تھا اور جبار بن سخر جو قبیلہ خزرج کا فرد تھا آپس میں لڑ پڑے اور مرنے مارنے پر تل گئے۔ جونہی یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی آپؐ ایک جماعت لیکر موقع پر پہنچ گئے حضور ﷺ نے وہاں ایک محبت بھرا خطبہ دیا۔ خطبہ شریف یہ ہے۔

یا معشر المسلمین اتقواللہ اتقواللہ من دعوی الجاھلیۃ وانا بین اظھر کم بعد ان ھد'کم اللہ للا سلام و کرمکم بہ وقطع بہ عنکم امر الجاھلیۃ واستنقزکم بہ من الکفر و الّف بین قلوبکم فترجعون الی کنتم علیہ کفاراً(1)

اے مسلمانوں کے گروہ خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو کیا تم جاہلیت کا نعرہ بلند کرنے لگے ہو۔ حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہیں ہدایت دی۔ اور تمہیں اس کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ اور جاہلیت کی کشمکش سے تمہیں نجات دی۔ اور کفر سے تمہیں بچا لیا اور تمہارے دلوں کو رشتہ الفت میں پرو دیا ہے۔ اس کے بعد کیا تم پھر کفر

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص 555/1
ابو الفتح، عیون الاثر، ص 284/1
السھیلی، الروض الانف، ص 415/2

کیطرف لوٹ جانا چاہتے ہو۔

حضور ﷺ کا یہ خطبہ مبارک سنتے ہی اوس وخزرج کے افراد کے دل پگھل گئے۔آنکھیں کھل گئیں احساس ہو گیا بس کیا تھا کہ شرم وحیاء کے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ایک دوسرے سے معذرت شروع کی اپنی اپنی غلطی کا اعتراف کیا یہ ارشاد خداوندی نازل ہوا۔

واعتصموابحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔(1)

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو الگ الگ نہ ہو جاؤ

اور یہ حکم بھی نازل ہوا

یاَیھا الذین امنوا اتقوااللہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔(2)

اے ایمان والواللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان رہو۔

یہود کی خدادشمنی

یہ لوگ حضور ﷺ کے ہی مخالف نہ تھے ضد،حسد،عناد نے انہیں خدائے قدوس جل مجدہ کی ذات پر بھی الزام لگانے تک اکسا دیا۔ایک دفعہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فنحاص یہودی سے فرمایا! کہ ایفنحاص اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو تم جانتے ہو حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ اس کی طرف سے حق لیکر آئے ہیں۔انکی آمد کی بشارتیں توراۃ،انجیل میں موجود ہیں۔ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات پر فنحاص خدادشمنی کا مظاہرہ اس طرح کیا۔

واللہ یا ابابکر ما بنا الی اللہ من فقر وانہ الینا لفقیر (3)

اللہ کی قسم اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم اللہ کے محتاج نہیں۔وہ ہمارا محتاج ہے۔(معاذاللہ)

---

(1) آل عمران،3:103

(2) آل عمران،3:102

(3) ابو محمد،سیرۃ ابن ھشام،ص558/1

ابوالفتح،عیون الاثر،ص226/1

السھیلی،الروض الانف،ص448/2

الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص400/3

ہم اس کے سامنے اس طرح عاجزی نہیں کرتے جیسے وہ ہمارے سامنے کرتا ہے۔ ہم اس سے غنی ہیں وہ ہم سے غنی نہیں۔ اگر وہ ہم سے غنی ہوتا تو ہم سے بطور قرض مال نہ مانگتا۔ صدیق اکبرؓ نے اسے اس توہین آمیز تقریر پر تھپڑ دے مارا۔ اور فرمایا اللہ کی قسم اگر ہمارے اور تمہارے درمیان عہد نہ ہوتا تو تجھے قتل کر دیتا۔ منحاص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سیدنا ابوبکرؓ کی شکایت کی۔ آپ نے سیدنا ابوبکرؓ سے فرمایا تم نے تھپڑ کیوں مارا۔ صدیق اکبرؓ نے سارا ماجرہ سنا دیا۔ منحاص نے اپنے اس گستاخانہ لہجہ کا انکار کر دیا اور صدیق اکبرؓ کو غلط کہا خلاق کائنات جل مجدہ نے صدیق اکبرؓ کی حمایت میں یہ حکم نازل فرمایا۔

لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء۔(1)

بیشک اللہ تعالیٰ نے گستاخوں کی یہ بات سن لی جو انہوں نے کہی اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم غنی ہیں۔

☆ سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے یہود کا ایک گروہ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور کہا کائنات کو تو اللہ تعالیٰ نے بنایا اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ حضور ﷺ یہود کی اس خدا دشمنی پر جلال میں آ گئے۔ تو جھٹ جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی

خفض علیك یا محمد(2)

حضور ﷺ آپ مطمئن ہوں۔

ان کی خرافات کا میں جواب لیکر آیا ہوں۔ انہیں سنایئے تاکہ گمراہی سے بچ سکیں۔

قل ھو اللہ احد ، اللہ الصمد ، لم یلد ، ولم یولد، ولم یکن لہ کفواً احد، (3)

فرما دیں اللہ ایک ہے۔ اللہ صمد ہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ

---

(1) آل عمران،3:181

(2) الحاکم، المستدرك علی الصحیحین، فضائل هذه السورة، الرقم3946، ص228/9

الترمذی، سنن الترمذی، سورة اخلاص، الرقم 3287، ص210/11

امام احمد، مسنداحمد، ابی العالیه، الرقم20272، ص230/43

(3) الاخلاص،112:1.2.3.4

جنا گیا۔اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

یہ سورۃ مبارکہ سننے کے باوجود یہود کی گستاخیاں نہ رکیں۔ پھر کہا اچھا یہ بتادیجئے وہ ہے کیسا اس کے بازو کیسے ہیں۔ان کی اس بے ہودگی پر حضور ﷺ نے ان کی سرزنش کی ۔ پھر جبریل حاضر ہوئے اور آپ کو تسلی دی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

منافقین کی ریشہ دوانیاں

مدینہ منورہ میں یہود نے اسلام کی مخالفت کیلیئے ہر وہ طریقہ اپنایا جس میں کامیابی سمجھی۔ یہود کا ایک طبقہ تو اسلام کا کھلا دشمن تھا۔ جیسے گزشتہ مثالوں سے واضح ہے۔ یہود کا دوسرا طبقہ مار آستین تھا۔ وہ بظاہر تو اسلام لے آیا مگر اندر رہ کر دشمنی انجام دیتا رہا۔ یہ طبقہ جنہیں دوسرے لفظوں میں منافقین کہا جاتا ہے۔ یہ کھلے دشمن سے بھی زیادہ نقصان دیتا تھا۔ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیں۔ چونکہ یہ اتحاد حضور ﷺ نے مواخات بھائی چارہ کی حکیمانہ تجویز پر بنایا تھا۔اور وہ اتنا مضبوط محل بن گیا تھا۔ کہ ان کی نقب زنی بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ مسلمانوں کو بھکانے کیلیئے ان کے چند طریقے تھے۔

1۔ اسلامی احکام پر ایسے لفظوں میں تنقید کرتے کبھی گرفت ہوتی تو حلف اٹھا کر بچ نکلتے۔

2۔ آیات قرانیہ کی غلط تاویلات سے بہکاتے۔

3۔ حضور ﷺ کی ذات والا صفات کو تنقید کا نشانہ بناتے۔

4۔ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو نشانہ بنا کر مذاق کرتے۔

5۔ قریش مکہ سے اندرخانے میل ملاپ رکھ کر نقصان پہنچاتے۔

6۔ زبان سے جانثاری کا دم بھرتے اندر سے منافقین کا کام کرتے۔

مدینہ منورہ کے ایک مشہور منافق زید ابن الاصیت ایک موقعہ پر حضور ﷺ کے خلاف زبان درازی کی۔ واقعہ یہ ہوا ایک مرتبہ حضور ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی تو منافق نے کہا کہ یوں تو محمدؐ دعویٰ کرتے ہیں کہ آسمانوں کی خبریں رکھتے ہیں ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ مگر اپنی اونٹنی کا پتہ نہیں وہ کہاں ہے۔تو

اس کی اس گستاخی پر حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ کی قسم میں اس چیز کو جانتا ہوں جس کا علم مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹنی کے بارہ میں بتا دیا ہے۔ کہ وہ فلاں گھاٹی میں ہے۔ اس کی نکیل اس درخت کی ٹہنی کیساتھ الجھ گئی ہے۔ اور وہ وہاں رکی ہوئی ہے۔ چند مسلمان وہاں پہنچے تو اونٹنی کو اسی حالت میں دیکھا۔(1)

ایک موقع پر حضور ﷺ نے چند منافقین کو دیکھا وہ مسجد میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ تو آپ ؐ نے انہیں مسجد سے نکالنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ابوایوب نے عمر بن قیس ورافع بن ربیعہ کو یکے بعد دیگرے مسجد شریف سے باہر نکال دیا اور عمارہ بن حزم نے زید بن عمر کو گھسیٹ کر باہر نکال دیا۔ زید بن عمر منہ کے بل گرا اور زخمی ہو گیا۔ تو اس نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے زخمی کر دیا۔ حضرت عمارہؓ نے فرمایا اے منافق اللہ تجھے ہدایت کرے۔ وہ عذاب جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے خبردار آج کے بعد رسول اللہ کی مسجد میں مت آنا۔ ابومحمد مسعود بدری نے قیس بن عمر پر گرفت کی اور اسے باہر نکال دیا۔ **بنی** حذرہ کے ایک نوجوان نے حارث بن عمر کو سر کے بالوں سے پکڑ کر نکال دیا۔ حارث نے مسلمان نوجوانوں سے کہا تم نے بڑی سختی کی ہے۔ نوجوان نے کہا اللہ کا دشمن اسی لائق تھا۔ عمر بن عوف کے ایک نوجوان نے اپنے بھائی زدی بن حارث کو مسجد سے نکال دیا

حلاس بن سوید بن صامت بھی اسی گروہ کا سرغنہ تھا۔ جھوٹی قسمیں اٹھا کر بچ نکلنا اس کا معمول بن گیا۔ اسکی اسی بری عادت کا ذکر قرآن مقدس نے اس طرح فرمایا ہے۔(2)

یحلفون باللہ ماقالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر بعد اسلامہم (3)

منافق قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہی تھی۔ اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

منافقین کے ایک اور گروہ کا سرکردہ کارکن نبیل بن حارث بھی تھا۔ اس نے ایک موقع پر حضور ﷺ کے بارہ میں گستاخی کی۔ (معاذ اللہ) محمد ﷺ کانوں کے کچے ہیں۔ ہر شخص کی بات مان

---

(1) البیہقی، دلائل النبوۃ، تسمیۃ غزوۃ تبوک، الرقم 1986، ص 307/5

(2) التوبۃ، 74:9

(3) آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن، ص 293/7

لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اس کی اس گستاخی پر سورۃ توبہ کی یہ آیۃ اتاری۔(1)

ومنهم الذين يوذون النبى ويقولون هواذن (2)

ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو حضور ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کانوں کا کچا ہے اس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا!

من احب ان ينظر الى الشيطان فلينظر الى نبيل ابن الحارث(3)

جو شخص شیطان کو دیکھنا چاہے وہ نبیل بن حارث کو دیکھ لے۔

اسی بدشکل شخص کے بارہ میں ایک مرتبہ جبریل ؑ نے حضور ﷺ سے عرض کی تھی۔ایک فربہ جسم پراگندہ بالوں والا، زرد چہرے والا، سرخ آنکھوں والا، اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے۔اور وہ آپکی محفل میں اکثر بیٹھتا ہے۔وہ آپ کی باتیں جا کر منافقین کو بتاتا ہے۔آپ اس سے محتاط رہیں۔(4)

☆ دشمنان رسول ﷺ کے اس گروہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی سرفہرست شمار کیا جاتا ہے۔اوس وخزرج دونوں اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔وہ مستقبل قریب میں ہی مدینہ منورہ کا رجسٹرڈ سردار بننے والا تھا۔اس کی تاج پوشی ہونے والی تھی۔کہ حضور ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر اس کا نظام دھرے کا دھرارہ گیا۔کہ اس کا سارا قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔بس وہ اسی حسد کی آگ میں جلتا رہا۔اور دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔اس نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ ہم مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔(معاذ اللہ)(5)

حضرت اسامہؓ بن زید فرماتے ہیں ایک موقعہ پر حضور ﷺ سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کیلئے

---

(1) الطبری،جامع البیان فی تفسیر القرآن،ص170/4

(2) التوبۃ،64:9

(3) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص417/3

(4) السھیلی،الروض الانف، ص380/2

ابو محمد،سیرۃ ابن ھشام،ص520/1

الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص417/3

(5) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص91/1

الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص272/3

اپنے گدھے پر سوار عبداللہ ابن ابی کے قریب سے گزرے۔ تو آپؐ کچھ دیر کیلئے ازراہ کرم وہاں رک گئے۔ اور چند آیات قرآن مقدس کی تلاوت فرمائیں۔ عبداللہ بن ابی کو نافرمانیوں سے روکا اس وقت تو عبداللہ خاموش رہا بات نہ کرسکا ہیبتِ نبوت سے گم سم چپ چاپ کھڑا رہا۔ جب حضور ﷺ اپنے ارشادات سے فارغ ہو گئے۔ تو کہنے لگا

یـاهذا انه لا احسن من حدیثك هذا ان كان حق فاجلس فی بیتك فمن جائك فحدثه ۔(1)

جناب آپ کی بات اگرچہ حق ہے مگر انداز گفتگو پسند نہیں۔ (معاذ اللہ) آپ ﷺ اپنے گھر میں رہا کریں جو وہاں آجائے اسے تبلیغ کریں اور جو آپ کے ہاں نہ آئے۔ آپ اس کے ہاں نہ جائیں۔

عبداللہ بن ابی کی اس بات پر عبداللہ ابن رواحہ جلال میں آ گئے اور عرض کی حضور ﷺ

فاتنا فی مجالنا ودورنا وبیوتنا۔ (2)

حضور ﷺ آپؐ ہمارے گھروں میں محفلوں میں بصد شوق تشریف لائیں اور ہمیں عزت بخشیں۔

حضور ﷺ اس سے اٹھ کر آگے سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ پر اس کی گستاخی کا اثر بصورت ناگواری محسوس ہو رہا تھا۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

ہجرت کا پہلا سال ایک نظر میں

سن ایک ہجری کے اہم واقعات میں حضرت اسعد بن زرارہؓ کی وفات بھی ہے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ میں انصار کو جمع کرنے کی کوشش کی اور دین اسلام کی اشاعت میں کوشش

---

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن هشام، ص586/1
السهیلی، الروض الانف، ص21/3

(2) ابو محمد، سیرۃ ابن هشام، ص586/1
السهیلی، الروض الانف، ص21/3

فرمائی اورانہی کی کوشش سے بہت سے انصار حلقہ بگوش اسلام ہوئے انہوں نے گھر گھر جا کے تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا(1)

اسی سال حضرت براء بن معرورؓ نے وفات پائی۔آپ ان پہلے مسلمانوں سے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے کہنے پر عقبہ ثانیہ کی رات میں بیعت کی ۔ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے تہائی مال کی وصیت کی ۔(2)

یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے نقباء میں سے سب سے پہلے وفات پائی۔وہ انصار کے سردار تھے۔حضورﷺ نے صحابہ کرام کی جماعت کیساتھ ان کی قبر کے کنارے نماز پڑھی اوردعا فرمائی۔

اللھم اغفرله وارحمه وارض عنه (3)

اے اللہ اسے معاف کردے اس پر رحم فرما اس سے راضی ہوجا۔

مسجد قباء کی تعمیر، مسجد نبوی شریف کی تعمیر، اذان کی ابتداء، عقد مواخات، نماز کی رکعتوں میں اضافہ، بھیڑیے کا بولنا، عاشورہ کا روزہ، اسد بن زرارہ کی وفات، اسی سال مشرکین کے دوسرداروں، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل یعنی عمر بن عاص فاتح مصر کے والد نے انتقال کیا۔اورنسبتاً اسلام دشمنی میں کمی ہوئی۔(4)

مدینہ منورہ آنے کے ۸ ماہ بعد شوال میں حضرت عائشہؓ سے شادی فرمائی۔عقد کے وقت سیدہ عائشہؓ کی عمر چھ یا سات سال تھی اور رخصتی کے وقت نو سال تھی۔(5)

اس سال میں سیدنا عثمان غنیؓ نے ایک یہودی سے بیر رومہ خرید کر رسول اللہﷺ کے دست

---

(1) أبو الحسن علی بن أبی الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيبانی الجزری،عزالدين ابن الأثير (المتوفى:630ھ)اسد الغابہ،ص44/1

(2) ابن الاثیر،اسد الغابہ،ص108/1

(3) ابن الاثیر،اسد الغابہ،ص109/1

ابن حجر عسقلانی،الاصابہ فی معرفة الصحابہ،ص96/1

الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص372/8

(4) ابوالفتح،عیون الاثر،ص355/2

الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص52/12

(5) الجوزیہ،زادالمعاد،ص102/1

مبارک پر جنت کے ایک چشمے کے عوض فروخت کیا اور مسلمانوں کیلئے وقف کیا۔ اس کنوئیں کے علاوہ باقی تمام کنوؤں کا پانی کھاری تھا۔ مسلمانوں سے یہ یہودی قیمت وصول کرتا تھا۔ تو عثمان غنیؓ نے اسے وقف کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔(1)

☆ صرمہ بن قیس کا قبول اسلام، حضرت عبداللہ ابن زبیر کی ولادت، یہود کی ہٹ دھرمیاں مخیریق کی جانثاری، شاس بن قیس کا فتنہ، یہود کی خدا دشمنی، منافقین کی ریشہ دوانیاں، عبادت کے اہتمام پر خصوصی توجہ، مسجد کی حاضری اور نماز کی پابندی پر نگاہ، پہلے سن ہجری کے اہم واقعات ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تحویل قبلہ

یہ اہم واقعہ دو ہجری میں پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے۔ حضور ﷺ کو مدینہ منورہ میں بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے ہوئے تقریباً ۱۷ مہینے گزر گئے تھے۔ مشرکین یہ شکایت کرتے تھے کہ حضور ﷺ **بنی** اسماعیل ہوکر بیت المقدس کی طرف نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ یہود بطور طعنہ کہا کرتے کہ مسلمان ہماری مخالفت بھی کرتے ہیں۔ اور ہمارے ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر یہود برے ہیں تو ان کا قبلہ کیوں اختیار کرر کھا ہے۔ اور غرور و تکبر سے یہ بھی کہہ دیتے کہ ہماری امداد سے ہی ان کی نمازیں صحیح قرار پاتی ہیں یہ بھی کہہ دیا کرتے جیسے مسلمانوں نے ہمارا قبلہ مان لیا ہے۔ مستقبل قریب میں ہمارے مکمل دین کو بھی مان لیں گے۔ مشرکین و یہود کی ان باتوں پر حضور ﷺ پریشان رہتے۔ آپ کی دلی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہوجائے۔ چنانچہ ۱۵ شعبان یا رجب شریف کو حضرت جبریلؑ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا جبریل میں چاہتا ہوں قبلہ کعبہ ہوجائے۔ جبریلؑ عرض کرتے ہیں آپؐ بلند مقام رکھتے ہیں اللہ کے حضور دعا فرمائیں اس کے بعد جبریلؑ چلے گئے۔(2)

---

(1) امام احمد، مسند امام احمد، عثمان بن عفان، الرقم 481، ص486/1
النسائی، سنن الکبریٰ، الرقم 6433، ص95/4
النسائی، السنن، وقف المساجد، الرقم 3551، ص375/11

(2) البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، ص161/1

حضورﷺ نے نماز ظہر شروع فرمائی۔ آپ انتظار وحی میں بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ چنانچہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام(1)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا چہرہ آسمان کی طرف پھرتا ہے۔ ضرور ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں آپ راضی ہیں آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

چنانچہ آپؐ نے اپنا چہرہ کعبہ کی سمت پھیر لیا۔ حضورﷺ کی اقتداء میں تمام نمازی بھی پھر گئے۔ عباد بن بشر حضورﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے بعد انصار کے محلّہ میں گئے۔ اور وہاں لوگ نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عباد بن بشرؓ نے بلند آواز سے کہا میں اللہ کے نام کی گواہی دیتا ہوں۔ حضورﷺ نے بیت اللہ شریف کی طرف مڑ کر نماز پڑھی ہے۔ یہ سنتے ہی وہاں بھی نمازیوں نے اپنا رخ بدل دیا۔(2)

اسی طرح محلّہ بنی اشہل میں بھی نماز پڑھی جا رہی تھی۔ کہ منادی نے کہا قبلہ بدل گیا اور لوگوں نے اسی وقت منہ کو کعبہ کیطرف کر لیا۔(3)

تحویل قبلہ میں کئی حکمتیں ہیں اور رسولﷺ کی کئی عظمتیں ہیں۔

1۔ کعبہ شریف کو منہ کرنے میں حضورﷺ کی عزت کا اظہار ہے۔ کہ یہ واقعہ حضورﷺ سے رب کے پیار کی یادگار ہے۔

2۔ کعبہ معظّمہ کا قیامت تک قبلہ ہونا حضورﷺ کی رضاء خوشنودی کیلئے ہے۔

---

(1) البقرہ، 144:2

(2) امام احمد ،مسند امام احمد،براء بن عازب،الرقم 17765،ص 452/37
البیھقی ،سنن الکبریٰ،ص 3/2
ابی عوانہ،المستخرج،ابواب المساجد،الرقم 909،ص 57/3

(3) ابی شیبہ،المصنف،ص 369/1

3۔ حضور ﷺ کی وجہ سے کعبہ کو یہ شرف مل گیا کہ قیامت تک مسلمانوں کا قبلہ اور سجدہ گاہ بن گیا۔

4۔ تحویل قبلہ کی ساری صوتحال پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پوری کائنات قانون کی پابند ہے اور قانون رضائے مصطفیٰ کے تابع ہے۔

5۔ تحویل قبلہ میں یہ بھی حکمت تھی کہ رب قدوس جل مجدہ کو تمام جہات سے نسبت ہے۔ پہلے بیت المقدس تھا اب کعبہ ہے۔

6۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کیلئے کسی نہ کسی جہت کا مقرر ہونا انسانیت میں رہا ہے۔

7۔ یہ بھی حکمت ہے کہ کعبہ کو بھی قبلہ ہونے کا شرف ہوا۔ اور حضور ﷺ امام القبلتین ثابت ہوں۔

8۔ قرآن مقدس نے ایک حکمت یہ بھی فرمائی کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون ہمارے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور کون اپنی نفسانی خواہشات کا قیدی بنا رہتا ہے۔

الا لنعلم من یتبع الرسول (1)

9۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے متبعین کیلئے ایک نمایاں علامت قرار دے دی جائے۔ تحویل قبلہ کا واقعہ مسجدِ بنو سلمہ میں پیش آیا بعد میں اس کا نام مسجد قبلتین پڑ گیا۔(2)

تحویل قبلہ کے بعد یہ سوال پیدا ہو گیا کہ آج سے پہلی نمازیں جو پڑھی گئیں ان کا کیا ہو گا۔ تو یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی۔

ما کان اللہ لیضیع ایمانکم (3)

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

---

(1) البقرہ، 143:2

(2) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 308/1

الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص 56/12

(3) البقرہ، 143:2

ایمان سے مراد نماز ہے۔جس سے ایمان اور نماز کے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔تحویل قبلہ کے بعد مسجد نبوی ؐشریف کی تعمیر دوبارہ ہوئی۔اور مسجد قبا شریف کو نہیں بدلا گیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسجدِ قبلتین

یہ مسجد مبارک وادیٔ عقیق میں واقع ہے۔مساجد خمسہ بھی اسی مسجد شریف کے قریب پڑتی ہے۔بئیر رومہ شریف اس کے دائیں جانب واقع ہے۔مدینہ یونیورسٹی کی عمارت بھی یہاں سے دکھائی دیتی ہے۔حضور ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی۔یہ مسجد بنوسلمہ کے نام سے متعارف تھی کہ یہاں پر قبیلہ بنوسلمہ آباد تھا۔ظہر کی دو رکعت ادا فرمائی ہیں۔کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوگیا۔باقی دو رکعتیں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے ادا فرمائیں۔اسی وجہ سے اس کا نام مسجدِ قبلتین ہوا۔بیت المقدس کی طرف قبلہ کا نشان دیوار میں موجود ہے۔ زائرین اس نشان کو بھی مس کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں۔تحویل قبلہ کا واقعہ اس دن پیش آیا جس دن حضور ﷺ ام بشر کی بیمار پرسی کیلئے ان کے ہاں تشریف لے گئے تھے۔(1)

ترک دور میں بنائی گئی اس مسجد کی لمبائی نو میٹر چوڑائی چار میٹر بلندی ساڑھے چار میٹر تھی۔ اب سعودی حکومت نے اس مسجد کو نئے سرے سے حسین انداز میں تعمیر کیا ہے۔اس مسجد کو شاہین الجمالی نے ۸۹۳ھ میں بنایا تھا۔پھر ملکان سلیمان نے ۹۰ ھ میں سعادت حاصل کی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیب ہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تحویلِ قبلہ پر یہود کا سوال

یہودیوں کا ایک وفد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔جس میں یہ لوگ شامل تھے۔رفاعہ بن قیس،قردم ابن عمر،کعب بن اشرف،رافع بن ابی رافع ،حجاج بن عمر،ربیع بن ربیع ،کنانہ بن ربیع،

---

(1) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص 107/1
الشامی،سبل الھدٰی والرشاد،ص 56/12
ابوالفتح،عیون الاثر،ص 308/1

انہوں نے آ کر حضور ﷺ سے عرض کی۔ اے محمد ﷺ! آپ نے اس قبلہ سے کیوں منہ موڑ لیا جس پر آپ اب تک رہے حالانکہ آپ کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین پر ہیں۔ آپ اپنے اس قبلہ سے لوٹ جائیں۔ ہم سب یہودی قبائل آپ کی اتباع کریں گے۔ اور آپکی نبوت کی تصدیق کریں گے۔(1)

یہود کی یہ پیشکش خلوص پر مبنی نہ تھی۔ وہ صرف حضور ﷺ کو آزمانا چاہتے تھے۔ کہ کیا حضور ﷺ اپنے فیصلے پر پکے ہیں۔ ہمارے ایمان لانے کے لالچ میں بدل دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔

وان الذین اوتوالکتٰب لیعلمون انه الحق من ربھم وما اللہ بغافل عما یعملون (2)

بیشک جنہیں کتاب دی گئی ضرور جانتے ہیں کہ یہ حکم ان کے رب کی طرف سے برحق ہے۔ اوراللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے بے خبر نہیں۔

اوراس سے اگلی آیۃ مبارکہ میں بڑے جلال سے فرمایا۔ اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

وصلی اللّٰه تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) السہیلی، الروض الانف، ص409/2
ابو محمد، سیرۃابن ھشام، ص549/1
الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص57/12

(2) البقرہ، 144:2

باب چہارم

فرضیت صیام، زکوٰۃ، جہاد

روزہ کی فرضیت

حضورﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اسی ۲ ہجری میں روزے بھی فرض کر دیئے گئے۔

تفصیل یہ ہے۔اولاً دس شوال ۲ ہجری میں روزہ فرض ہوا۔صرف ایک روزہ عاشورہ کا فرض ہوا۔ پھر یہ منسوخ ہوکر چاند کی تیرہ، چودہ، پندرہ کو روزے فرض کئے گئے۔ پھر یہ بھی منسوخ ہوکر ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔مگر لوگوں کو اختیار تھا جو چاہے روزے رکھے جو چاہے فدیہ دے دے۔ یعنی آدھا صاع فدیہ ادا کر دے۔ پھر یہ اختیار بھی منسوخ ہوگیا۔اور ہر شخص پر روزہ لازم ہوا۔ مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پہلے جو کھالو درست ہے۔مگر سوکر اٹھنے کے بعد کچھ نہیں کھا سکتے تھے۔ پھر حضرت صرمہؓ کا واقعہ پیش آنے پر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دے دیا گیا۔حضرت صرمہؓ کا واقعہ یہ ہوا۔آپ کاشتکار قسم کے آدمی تھے۔روزہ کھولا اور فوراً نیند آ گئی۔کھانا تیار ہو جانے پر اہلیہ نے جگایا اور کھانا پیش کیا۔تو انکار کر دیا کہ اب سوکر اٹھنے کے بعد کھانا ممنوع تھا۔اسی حالت میں دوسرا روزہ ہوگیا۔کام پر چلے گئے۔دوپہر ہوئی تو کام کاج کی محنت سے غشی طاری ہوگئی۔رات سے کھایا ہی کچھ نہیں تھا۔اہلیہ دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور اپنے مقدس شوہر کا پورا واقعہ عرض کیا۔حضورﷺ نے چاہا اس قانون میں تبدیلی واقع ہو۔تو قدرت کی طرف سے حکم نازل ہوگیا۔صبح ظہور فجر تک کھانے کی اجازت دے دی گئی۔(1)

روزہ میں بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں۔روزہ روح کی قوت کا باعث ہے۔روزہ رکھنے سے نفس کی سرکشی ٹوٹتی ہے۔روزہ میں پیاسے بھوکے آدمی کی صورتحال سے آگاہی رہتی ہے۔ان پر جذبۂ رحم پیدا ہوتا ہے۔روزہ سے بھوک برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔روزہ میں بھوک لگتی ہے۔اور بھوک کئی بیماریوں کا علاج ہے۔رمضان کے روزہ سے تراویح و تہجد کی عادت پڑ جاتی ہے۔جو بے پناہ برکتوں کا باعث ہے۔

☆ روزہ ایک خاموش عبادت ہے۔جس کے بے شمار فضائل ہیں۔حدیث قدسی میں رب

---

(1) ابن کثیر،السیرۃ النبویہ،ص378/2

قدوس فرماتا ہے کہ

الصوم لی وانا اجزی به(1)

روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

تمام عبادات میں ریا کا شائبہ موجود ہے۔ مگر روزے کی عبادت خاصی حد تک اس سے محفوظ ہے۔ روزے میں انسان ہمیشہ عابد رہتا ہے۔ کام کر رہا ہو یا سو رہا ہو۔ خاموش ہو یا بول رہا ہو۔ بیٹھا ہو یا چل رہا ہو۔ روزے کی مثال یوں سمجھ لیجئے وضو غسل بندے کو پاک صاف کر کے عبادت کے لائق کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی روزہ روح کو پاک کر کے محبوب کے لائق بنا دیتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب طور پر جاتے تو روزہ رکھ کر جاتے تھے۔ اور تورات کو لینے کیلئے چالیس روزے رکھ کر گئے۔(2)

روزے سے غفلت دور ہوتی ہے۔ اور شہوت ٹوٹتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن قرآن اور رمضان روزہ دار کی شفاعت کریں گے۔(3)

ایک اور حدیث شریف میں ہے تین شخص بہت بدنصیب ہیں۔ ایک وہ جو حضور ﷺ کا نام سنے۔ اور ان پر درود شریف نہ پڑھے۔ اور دوسرا وہ شخص جو ماں باپ کا بڑھاپا پا کر جنت حاصل نہ کر سکے۔ تیسرا وہ شخص جو ماہ رمضان پا کر جہنم سے آزاد نہ ہو سکے۔(4)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، فضل الصیام، الرقم 1946، ص 19/6
امام احمد، مسنداحمد، ابی ہریرۃ، الرقم 6877، ص 418/14
ابن خزیمه، الصحیح، فضائل شهر رمضان، الرقم 1794، ص 140/7

(2) البغوی، معالم التنزیل، ص 275/3

(3) الحاکم، المستدرك علی الصحیحین، فی فضائل القرآن، الرقم 1994، ص 100/5
امام احمد، مسنداحمد، عبدالله بن عمرو، الرقم 6337، ص 375/13
البیهقی، شعب الایمان، الصیام والقرآن یشفعان للعبد، الرقم 1938، ص 6/5

(4) الحاکم، المستدرك علی الصحیحین، لمن ادرك ابواه البکر، الرقم 7365، ص 96/17
الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 1990، ص 349/2
ابن حبان، صحیح ابن حبان، حق الوالدین، الرقم 410، ص 308/2

ماہِ رمضان کی عظمت

ماہِ رمضان میں روزے فرض ہوئے۔ جس سے ماہ رمضان المبارک کی عظمت بھی ظاہر ہے۔ جیسے دنوں میں جمعہ افضل ہے۔ ایسے ہی مہینوں میں رمضان المبارک افضل ہے۔ ماہ رمضان کو ماہ صبر، ماہ مواسات، ماہ وسعت بھی کہا گیا ہے۔ (1)

روزہ میں صبر ہے۔ اس لئے اسے ماہِ صبر بھی کہا گیا ہے۔ چونکہ اس ماہ میں عزیزوں سے عوام سے بھلائی کرنا ہوتی ہے۔ اس لئے اسے ماہِ مواسات بھی کہتے ہیں۔ اس مہینے میں ہر فرد کا رزق کشادہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس ماہ کو ماہِ وسعت بھی کہا گیا ہے۔ رمضان المبارک میں ہر لمحہ عبادت ہوتی ہے۔ جبکہ باقی مہینوں میں خاص دنوں کا تعین ہے۔ رمضان المبارک کو یوں سمجھ لیا جائے جیسے بھٹی گندے لوہے کو صاف کردیتی ہے۔ رمضان گناہگاروں کو پاک صاف کر کے حبِ الٰہی کا سبب بناتا ہے۔ رمضان شریف کی عظمت میں یہ حدیث شریف بھی ملتی ہے۔ رمضان المبارک میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔ (2)

بعض علماء کا یہ قول بھی رمضان پاک کی فضیلت میں دلیل ہے کہ رمضان شریف میں مومن مرجائے تو قبر میں سوالات سے بچ جاتا ہے۔ اس کی عظمت کا باعث یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں شب قدر ہے۔ اس ماہ شریف کا شرف اس سے بھی ہے کہ رمضان شریف میں ابلیس بند کردیا جاتا ہے۔ دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت آراستہ کردی جاتی ہے۔ اور اس کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (3)

اس ماہ میں کوئی اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا باعث شیطان نہیں۔ کہ وہ تو قید ہے۔ اس کا

---

(1) ابن خزیمہ، الصحیح، فضائل شہر رمضان، الرقم، 1780ص 115/7
البیھقی، شعب الایمان، شھر مبارك، الرقم 3455، ص 120/8

(2) ابن خزیمہ، الصحیح، فضائل شہر رمضان، الرقم، 1780ص 115/7
البیھقی، شعب الایمان، شھر مبارك، الرقم 3455، ص 120/8

(3) البخاری، صحیح البخاری، شھر رمضان، الرقم، 1766، ص 465/6
امام مسلم، صحیح مسلم، ضائل شھر رمضان، الرقم 1793، ص 337/5
امام احمد، مسند احمد، مسند ابی ھریرۃ، الرقم 7450، ص 491/15

باعث نفس امارہ ہے۔ حضورﷺ رمضان میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور سائل کو عطا فرماتے تھے۔(1)

ماہ رمضان کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی نمایاں ہے کہ قرآن مقدس میں رمضان کے علاوہ کسی مہینے کا ذکر نہیں۔ ایک اور حدیث شریف سے اس طرح عظمت واضح ہے کہ رمضان شریف میں سحری اور افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ اسی ماہ کو ملا ہے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نمازِ عید

اسی سال ۲ ہجری میں ماہ رمضان المبارک ختم ہونے میں ابھی دو دن باقی تھے۔ کہ صدقۂ فطر اور نماز عید کا حکم نازل ہوا۔(3)

اور یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی(4)

اس شخص نے فلاح پائی جو باطنی نجاستوں سے پاک ہوگیا۔ اللہ کا نام لیا اور عید کی نماز پڑھی۔

مفسرین اس آیت کے تحت فرماتے ہیں فلاح پائی اس شخص نے جس نے صدقۂ فطر دیا اور عید کی نماز ادا کی۔(5)

نماز عید کے موقع زائد تکبیرات کا ہونا عیدگاہ کے راستہ میں تکبیریں کہنا۔ قرآن مقدس کی

---

(1) البیہقی، شعب الایمان، دخل شہر رمضان اطلق کل اسیر، الرقم، ص

(2) ابن حبان، صحیح ابن حبان، وصف الجنۃ، الرقم، ص
الترمذی، سنن الترمذی، صفۃ الجنۃ، الرقم، ص
البیہقی، شعب الایمان، معالجۃ کل ذنب، الرقم، ص

(3) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص379/2
ابوالفتح، عیون الاثر، ص315/1

(4) الاعلی، 14:87

(5) الزمخشری، الکشاف فی تفسیر القرآن، ص87/14

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہیں۔

ولتکبر واللہ علی ماھداکم ولعکم تشکرون(1)

اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی تاکہ تم شکر گزار بنو۔

صدقۂ فطر واجب ہونے میں غریبوں کو خوشیوں میں شریک کرنا اوران سے پیار و محبت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ ہر ذی استطاعت روزہ دار پر سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت اپنے کنبہ کے ہر فرد کی طرف سے عطا کرنا ہے۔(2)

یکم شوال ہجرت کے دوسرے سال عیدالفطر کے موقع پر نماز عید کا اجراء کیا گیا۔(3)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

زکوٰۃ کا حکم

یہ حکم بھی ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا۔(4)

قرآن مقدس میں کئی مقامات پر لفظ صدقہ بھی زکوٰۃ کے معنی میں استعمال ہوا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم (5)

اے نبی کریم ﷺ آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیکر انہیں پاک کریں۔ اوران کا تزکیہ کریں۔

قرآن مقدس میں لفظ زکوٰۃ تیس مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر اکثر ساتھ ساتھ

---

(1) البقرہ،185:2

(2) الترمذی،سنن الترمذی،صدقۃ الفطر ،الرقم 611،ص91/3
النسائی، السنن،الحنطۃ،الرقم،2468 ص266/8

(3) ابن کثیر،السیرۃالنبویہ ،ص379/2

(4) ابن کثیر،السیرۃالنبویہ ،ص379/2

(5) التوبۃ،103:9

ہے۔ غالباً اسی وجہ سے کہ نماز کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ اور زکوٰۃ کا تعلق حقوق العباد سے انسانیت کی تکمیل اسی میں ہے۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں صحیح طریقوں پر ادا ہوں۔ یہ دونوں حکم معاشرہ میں جسمانی اور مالی عبادت کا لازمی جز ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم سابقین انبیاءؑ کی قوموں کیلئے بھی رہا ہے۔ جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کیلئے حکم ہوتا ہے۔

واوحینآ الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتآ الذکوٰۃ(1)

اور ہم نے ان کی جانب وحی کی کہ وہ نیک کام کریں۔ نماز قائم کریں زکوٰۃ دیں۔

ایسے ہی سیدنا اسماعیلؑ کے بارہ میں قرآن حکیم میں ہے۔

وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (2)

وہ اپنے ماننے والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔

تیسری جگہ قرآن مقدس میں موسیٰؑ کا ذکر فرماتے ہوئے ذکر کیا ہے آپ نے بنی اسرائیل سے فرمایا۔

واقیموا الصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ(3)

یہی عنوان چوتھی جگہ پر بھی ملتا ہے۔

وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واتیتم الذکوٰۃ(4)

پانچویں مقام پر یہی عنوان سیدنا عیسیٰؑ کی زبان فیض ترجمان سے اس طرح ملتا ہے۔

واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا(5)

اللہ تعالیٰ نے مجھے تاحیات نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید فرمائی ہے۔

حکم زکوٰۃ اتنا اہم حکم ہے۔ قرآن مقدس کے ان ارشادات کے علاوہ حضور ﷺ کے

---

(1) الانبیاء، 73:21

(2) مریم، 55:19

(3) البقرۃ، 83:2

(4) المائدۃ، 12:5

(5) مریم، 31:19

ارشادات سے بھی واضح دلائل ملتے ہیں۔سیدنا معاذؓ کو جب یمن روانہ فرمایا تو انہیں تاکید فرمائی کہ وہ یمن جا کر لوگوں کو بتائیں کہ ان پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔لہٰذا وہ زکوٰۃ ادا کریں۔(1)

سیدنا ابن عباس کی طویل روایت کے اس عنوان سے متعلق یہ الفاظ ہیں۔

وقد فرض اللہ علیہم صدقۃ توخذ من اغنیائہم فترد علٰی فقرائہم۔(2)

دوسری حدیث شریف میں اس طرح ارشاد ہے۔اس روایت کو بھی ابن عباس نے بیان کیا ہے۔ابوداؤدؒ نے انہی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

قال ان اللہ لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب مابقی من اموالکم۔(3)

اللہ تعالٰی نے زکوٰۃ فرض نہیں کی مگر تمہارے باقی ماندہ مال کو پاک کرنے کیلئے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک اور روایت ملتی ہے۔آپ فرماتی ہیں کہ میں نے سونے کی بالیاں پہنی ہوئی تھیں۔میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول کیا یہ کنز ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جو زکوٰۃ کے نصاب تک پہنچ جائے۔اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں۔(4)

سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ میں زیادتی کرنے والا یعنی جس مقدار میں زکوٰۃ وصول کرنا تھی۔عامل نے زیادہ وصول کر لی۔اس کے روک لینے والے کی طرح ہے۔

---

(1) النسائی، السنن، اخراج الزکوۃ من بلد الی بلد، الرقم 2475، ص 279/8
امام احمد، مسند احمد، عبداللہ بن عباس، الرقم 1967، ص 499/4
النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 2301، ص 30/2

(2) البخاری، صحیح البخاری، اخذ الصدقۃ من الاغنیاء، الرقم 1401، ص 356/5
النسائی، السنن، وجوب الزکوۃ، الرقم 2392، ص 151/8

(3) ابی دائود، السنن، حقوق المال، الرقم 1417، ص 474/4
البیہقی، شعب الایمان، الرقم 3156، ص 307/7
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، الرقم 3239، ص 418/7

(4) ابی دائود، السنن، الکنز ما ھو، الرقم 1337، ص 365/4
البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 140/4

مندرجہ بالا آیات وروایات میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم نمایاں ہے۔اسلام میں مال ودولت پر زکوٰۃ فرض ہونے کی مدت ایک سال ہے۔جس کی دلیل ترمذی شریف کی یہ حدیث ہے۔

قال رسول ﷺ من استفاز مالاً فلا زکوٰۃ فیه حتی یحول علیه الحول(1)

عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جوکوئی مال حاصل کرے اس پر زکوٰۃ نہیں۔یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے۔

فرضیت زکوٰۃ کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ قرآن مقدس میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مشرکین کی صف میں شمار کیا ہے۔ارشاد ہوتا ہے

ویل للمشرکین الذین لایوتون الزکوٰۃ(2)

تباہی ہے ان مشرکوں کیلئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

یہ یاد رہے ادائیگی میں سستی کرنے والا گنہگار ہے۔مگر اس فریضہ یا کسی دوسرے فریضہ کا منکر کافر ہے۔اس فریضہ کی اہمیت اس سے بھی ثابت ہے۔زکوٰۃ نہ دینے والوں سے سیدنا صدیق اکبرؓ نے جنگ کا اعلان فرمایا تھا۔سیدنا صدیق اکبرؓ کے یہ کلمات مبارکہ عظیم جلال کا مظہر ہیں۔فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ مجھے ایک رسی کے دینے سے انکار کریں گے۔جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے۔تو میں ان سے ضرور جہاد کر کے رہوں گا۔(3)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبه سیّدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الترمذی،سنن ترمذی،لا زکوۃ علی المال،الرقم572،ص27/3
البیهقی،السنن الکبریٰ،ص103/4
عبدالرزاق ،المصنف،الرقم7023،ص75/4

(2) الفصلت،41:6.7

(3) البخاری، صحیح البخاری،وجوب الزکوۃ،الرقم1312،ص205/5
امام احمد،مسند امام احمد، عمربن خطاب،الرقم232،ص236/1
النسائی، السنن،وجوب الجهاد،الرقم3040،ص132/10

زکوٰۃ اسلامی ریاست کا اقتصادی نظام ہے

☆ اسلامی نظام حکومت کے فلاحی امور سرانجام دینے یا حقداروں کی کفالت معذوروں کی داد رسی کے لئے زکوٰۃ کا حکم بہترین مدد و معاون ہے۔ زکوٰۃ کے نظام میں خصوصیت یہ ہے کہ یہ حکم صرف صاحب حیثیت اداروں پر لاگو ہوتا ہے۔ اور غریب لوگ غیر مناسب بے جا محاصل کی ادائیگی سے بچے رہتے ہیں۔

☆ نظام زکوٰۃ اتنا بڑا زبردست اور ہمہ گیر وسیع نظام ہے۔ جو ہر دور کے تقاضوں کے مطابق بلا ترمیم حالات کے ساتھ پورا اترتا ہے۔ اس نظام میں کسی علاقہ کی تخصیص نہیں کوئی امتیاز حائل نہیں۔

☆ صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں تقریباً وہی نظام زکوٰۃ رہا جو حضور ﷺ کے دور پاک میں تھا۔ البتہ سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانۂ پاک میں مرکزی بیت المال قائم ہوا۔ جو کہ بحرین سے ملنے والی رقوم تقریباً پانچ لاکھ کو رکھنے کیلئے مرکزی خزانہ ضروری تھا۔ (1)

☆ زکوٰۃ امت مسلمہ کی معاشی اور اقتصادی ترقی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس نظام سے معاشرہ میں دولت کا پھیلاؤ ہوتا ہے۔ روپیہ امیروں سے نکل کر غریبوں کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اور دولت صرف چند ہاتھوں میں نہیں رہ جاتی۔ اس طرح دولت کے انبار سے ایک ہی پشت نہیں بلکہ اس کے پھیلاؤ سے ہزاروں گھر خوشحال ہوتے ہیں۔

☆ سامراجی نظام میں دولت چند ہاتھوں میں رہتی ہے اور دوسروں کے لئے زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جبکہ اسلامی نظام میں اقتصادیات میں یہ تصور ہی نہیں۔

☆ آج کے دنیا بھر کے اقتصادی نظاموں کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ غربت و مسکنت کا بہترین حل معاشی افلاس کا توڑ زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ جسے مسلمان اپنی دلی خوشی سے ادا کرتے ہیں۔ یہ سرکاری ٹیکس کی طرح جبر نہیں رضا ہے۔

☆ قرآن مقدس نے مال داروں کو اس کی ادائیگی پر حسین انداز میں آمادہ کیا ہے۔ ارشاد ہوتا

---

(1) السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص31/1

ہے

والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل و المحرام(1)

اور تمہارے مالوں میں سائلوں اور نادار لوگوں کا حصہ ہے۔

☆ رب قدوس نے یہ فرما کر مومنین کے دلوں میں یہ بات پیدا کردی ہے کہ وہ اپنے زائد مالوں میں غرباء اور فقراء کا حصہ رکھ لیں۔ اور اسی حصہ سے غریبوں حاجت مندوں کی کفالت ہوگی۔

☆ قرآن مقدس میں جو حکم فرمایا ہے اس میں یہی کہا گیا ہے کہ تنگ دستوں، محتاجوں فقراء مساکین اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرو۔ اور معاشرت کا ہر طبقہ اجتماعی طور پر دولت سے فائدہ اٹھائے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فلسفۂ زکوٰۃ

قرآن مقدس نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو راہِ ہدایت قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ھدیً وبشریٰ للمؤمنین الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ(2)

ترجمہ:۔ مؤمنین کے لئے ہدایت اور خوش خبری ہے جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

☆ قرآن مقدس میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو فلاح و کامیابی فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں وہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ اور فلاح پانے والے ہیں۔(3)

سورۃ مومنون میں بھی دھرایا گیا ہے

---

(1) المعارج، 24:70

(2) النمل، 2:27

(3) لقمان، 4.5:31

والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون(1)

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بندے پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔قرآن مقدس ارشادفرماتا ہے۔

ورحمتی وسعت کل شئی فساکتبھا للذین یتقون ویوتون الزکوٰۃ(2)

اور میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے۔میں ان لوگوں کیلئے اسے لکھ دوں گا۔جو خدا سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔اس فلسفہ کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات(3)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے۔اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اور دوسری جگہ پر اسی عنوان کو اسطرح ارشاد فرمایا۔

وما آتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئك ہم المضعفون(4)

اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی رضا کیلئے دیتے ہو۔تو وہ لوگ اپنے مال کو بڑھانے والے ہیں۔

سورۃ سبا شریف میں اسطرح فرمایا جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اسی کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے۔ اور وہ رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

☆ سورۃ توبہ شریف کے اندر زکوٰۃ کی ادائیگی کو مومنین کی صفات میں شمار فرمایا ہے۔مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔نیکی کا حکم دیتے ہیں۔اور برائی سے روکتے ہیں۔اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔(5)

---

(1) المومنون،4:23
(2) الاعراف،156:7
(3) البقرۃ،276:2
(4) الروم،39:30
(5) التوبۃ،71:9

☆ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کا کمایا ہوا مال محفوظ رہے۔قرآن مقدس نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو مال کی حفاظت بھی قرار دیا ہے۔ارشاد ہوا ہے کہ

وانفقوا مما رزقنٰھم سراً وعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور(1)

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔اس میں سے ظاہر طور پر یا چھپ کر خرچ کرتے ہیں۔اور اس تجارت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔جس میں گھاٹا نہیں۔

☆ قرآن مقدس نے زکوٰۃ دینے والوں کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ان پر کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے۔

واقامو الصلوٰۃ اواتوالزکوٰۃ لھم اجر ھم عند ربھم لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون(2)

نماز کو قائم کیا کروز کوٰۃ ادا کرتے رہو ان کیلئے ان کے رب کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔نہ ان کیلئے خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

☆ ایک جگہ پر قرآن مقدس میں زکوٰۃ دینے والوں کیلئے عظیم اجر کی بھی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔ وہی ہیں جنہیں بہت بڑا اجر دیں گے۔(3)

☆ زکوٰۃ دینے والوں کو طہارت تزکیہ،اطمینان اور حضور ﷺ کی دعا ایسی نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھاوصل علیھم ان صلاتك سکن لھم (4)

ان کے مالوں سے خیرات لے لیجئے تا کہ وہ ان کو پاک صاف کرے اور ان کیلئے دعا کریں کہ آپ کی دعا ان کیلئے اطمینان کا باعث ہے۔

---

(1) فاطر،29:35
(2) البقرۃ،277:2
(3) النساء،162:4
(4) التوبۃ،103:9

☆ ایک جگہ پر قرآن مقدس میں زکوٰۃ دینے والوں کو بہشت کا مالک وارث بھی قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون(1)

اولئك ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خلدون(2)

اور جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں وہی لوگ وارث ہونگے وہ فردوس کے وارث ہونگے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے۔

☆ قرآن مقدس نے زکوٰۃ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کا دوست اور رسول ﷺ کا دوست اور ایمانداروں کا دوست بھی قرار دیا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون(3)

بیشک تمہارا دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول ہے۔ اور وہ ایمان والے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرتے ہیں۔

☆ زکوٰۃ دینے والوں سے قرآن مقدس نے جنگ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ فخلوا سبیلھم(4)

اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مستحقینِ زکوٰۃ

زکوٰۃ وصول کرنے کے حقدار لوگوں کا ذکر قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعٰملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم

---

(1) المومنون، 4:23
(2) المومنون، 9.10:23
(3) المائدۃ، 55:5
(4) التوبۃ، 5:9

وفی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃً من اللہ(1)

زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کیلئے ہے۔ جو فقراء، مساکین، اور جو تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے، گردنیں چھڑانے والے، اور قرضہ داروں کو، اور اللہ کی راہ میں، اور مسافر کو، یہ فریضۃ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

ا۔ فقیر وہ نادار شخص ہے۔ جو بنیادی ضروریات زندگی روٹی، کپڑا رہائش سے محروم ہو یا اس کے وسائل اتنے کم ہوں جن سے زندگی گزارنا مشکل ہو۔ قرآن مقدس نے فقیر کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔ ان فقیروں کیلئے جو راہ خدا میں روکے گئے ہیں۔ زمین میں چل نہیں سکتے۔ نادان لوگ انہیں ان کے نہ سوال کرنے کے باعث تونگر سمجھتے ہیں۔ تو انہیں ان کی صورت سے پہچانے گا۔ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔ اور جو تم خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔(2)

یتامیٰ بیوگان محتاج، اپاہج، دینی مدارس کے طلباء مستحقین میں شامل ہیں۔

۲۔ مسکین وہ شخص ہے جس کی آمدن اخراجات کی نسبت کم ہو۔ عزت نفس کی خاطر کسی سے مانگتا نہیں۔ اگرچہ کاروبار تو ہے مگر اس سے گزر اوقات نہیں ہو پاتا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ امام مالک کے نزدیک مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ فقیر سے بھی زیادہ حاجتمند ہو۔ امام شافعی کے نزدیک فقیر وہ شخص ہے۔ جس کا حلال مال اس کی آدھی ضروریات پوری کر سکے۔

۳۔ عامل وہ شخص ہے جسے حکومت نے زکوٰۃ عشر وصول کرنے پر مقرر کر رکھا ہو۔ وہ بھی زکوٰۃ سے اپنی اجرت لے سکتا ہے۔ حنفی مالکی، شافعی، حنبلی، مسلکوں میں متفقہ طور پر عامل وہی ہے جو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہو۔

---

(1) التوبۃ، 60:9

(2) البقرۃ، 273:2

۴۔ مؤلفۃ القلوب وہ شخص ہے جسے اسلام قبول کرنے کیطرف مائل کرنے کیلئے زکوٰۃ دی جائے۔ کہ اس کی دلجوئی ہو اور آسانی سے مسلمانوں کے ضابطۂ حیات کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔ اور اسلامی قوانین پر عمل پیرا ہو سکے۔ دوسرے لفظوں میں اسکا ترجمہ یہ کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ غلاموں کی آزادی: کسی شخص کو کسی کی غلامی سے آزاد کرانے کیلئے بھی زکوٰۃ کی مد سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا یہ طریقہ مروت ہمدردی انسانیت سے پیار کا درس دیتا ہے۔

۶۔ قرض کی ادائیگی کسی مقروض شخص کو قرض سے نجات دلانے کیلئے بھی زکوٰۃ کے فنڈ سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ غارم وہ ہے جو مقروض ہو۔

۷۔ فی سبیل اللہ زکوٰۃ کے مصارف میں ساتواں مصرف فی سبیل اللہ ہے۔ راہ خدا میں خرچ کرنا یہ ایک وسیع مفہوم ہے۔

۸۔ مسافر اس سے مراد ایسا مسافر ہے جس کا زاد راہ ختم ہو گیا ہو۔ یا کم ہو گیا ہو۔ تو ایسے شخص پر زکوٰۃ کے فنڈ سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ یہ سفر حصول علم کیلئے ہو یا حصول معاش کیلئے دینی تبلیغ کیلئے ہو یا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ہو۔ مسافر کا مفہوم بھی اپنے اندر بہت سی وسعت رکھتا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شرح زکوٰۃ

☆ رائج الوقت سکہ دھات ہو یا نوٹ چیک ہو یا ڈرافٹ ہو یہ نقدی کے زمرہ میں آتے ہیں۔ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نقدی ہو تو زکوٰۃ لاگو ہو گی۔ انعامی بانڈز سیونگ سرٹیفیکیٹس سال بھر خرید کر پڑے رہیں تو نقدی کی حیثیت سے ان پر بھی زکوٰۃ ہو گی۔

☆ سونے پر زکوٰۃ اس وقت ہو گی جب ۲۰ مثقال یعنی ساڑھے سات تولے ہو گا۔ اس سے کم پر نہیں۔ یہ زیور ہو یا ڈلی۔(1)

---

(1) عبدالرزاق ،المصنف،الرقم 7077،ص 89/4

ابن ماجہ السنن،زکوۃالورق،الرقم 1781،ص 358/5

چاندی پر زکوٰۃ اس وقت ہوگی جب اس کی مقدار ساڑھے باون تولے ہوگی جس کے پاس اتنی چاندی ہوگی وہ صاحب نصاب کہلائے گا۔اوراس پر زکوٰۃ دیناواجب ہوگا۔(1)

سامان تجارت: پر بھی زکوٰۃ لاگو ہوگی۔جس سامان تجارت پر سال گزر گیا تو اس کی قیمت لگا کر زکوٰۃ دیناہوگی۔(2)

کارخانوں فیکٹریوں سے تیار شدہ مال پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔ جیسے اموال تجارت پر ہے۔مگر کارخانوں فیکٹریوں پرلگائی گئی رقم پرنہیں ہوگی۔اس کارخانہ کی قیمت کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

اونٹ پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں پانچ یااس سے زائد 9 تک ایک بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی۔اس سے چودہ تک ہوجائے تو دو بکریاں۔(3)

گائے بھینس یا بیل ان کی تعداد تیس ہوجائے تو ایک سال کا بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔زکوٰۃ میں دیا جائیگا جب ان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی تو دو سال کا بچھڑا زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔(4)

بکریاں چالیس سے ایک سوبیس تک بکریاں ہوگئیں تو زکوٰۃ میں ایک بکری دیناہوگی۔ایک سو اکیس سے دوسو تک بکریوں میں زکوٰۃ دو بکریاں دینی ہوں گی۔(5)

زمین سے پیدا ہونیوالی فصلوں پر عائد ہونے والی زکوٰۃ کو عشر کہا جاتا ہے۔قرآن مقدس میں اس زکوٰۃ کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

---

(1) عبدالرزاق ،المصنف،الرقم 7077،ص 89/4
ابی شیبہ،المصنف،14/3

(2) عبدالرزاق ،المصنف،الرقم 19278،ص 334/10
ابی شیبہ،المصنف،34/10

(3) الترمذی،سنن الترمذی،زکوۃ الابل والغنم،الرقم 564،ص 13/3
النسائی،السنن،زکوۃ الابل،الرقم 2404،ص 167/8

(4) الترمذی،سنن الترمذی،زکوۃ الغنم،الرقم 565،ص 15/3
الدارمی،السنن،زکوۃ البقر،الرقم 1676،ص 71/5

(5) البخاری،صحیح البخاری،زکوۃ الابل،الرقم 1362،ص 292/5
الترمذی،سنن الترمذی،زکوۃ الغنم والابل،الرقم 564،ص 13/3

واتوا حقه یوم حصادہٖ۔ (1)

اور اللہ کا حق ادا کریں جس دن اس کی فصل کاٹے۔

ہر مسئلہ کی تفصیل ووضاحت کتب فقہ میں موجود ہے۔حسب ضرورت رجوع کریں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قصاص (بدلہ) کا حکم

سرکش مغرور متکبر ظالموں کو ایک دائرہ کار میں محدود رکھنے کیلئے اسلام نے قصاص کا حکم دیا ہے۔ یہ حکم بھی ۲ھ میں نازل ہوا۔اس قانون کے نافذ کرنے کی حکمت کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

ولکم فی القصاص حیٰوۃ یاولی الالباب لعلکم تتقون(2)

اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو تا کہ تم قتل کرنے سے پرہیز کرو۔

اسلام کے اس حکمِ قصاص سے ظالموں کی گردنیں جھک گئیں۔کسی کو بلا وجہ مار ڈالنے سے قاتلوں نے سو بار سوچنا شروع کر دیا۔اس طرح قتل وغارت کی اندھیری دم توڑ گئی۔عدل وانصاف کا چرچہ عروج پکڑ گیا۔اس قصاص کے حکم میں خون بہا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔کہ اگر مقتول کے وارث اپنے مقتول کا خون معاف کر کے خون بہا لینا چاہیں تو انہیں اجازت دے دی گئی ہے۔قصاص کے حکم نے وضاحت کر دی ہے کہ کسی غریب کو معمولی جان سمجھ کر قتل نہیں کیا جائیگا۔اگر ایسا ہو گیا اور کرنے والا رئیس ہے تو اسے بھی معاف نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ اس جان کے بدلہ جان ہوگی۔اس قصاص کے حکم کو قرآن مقدس نے اس طرح ذکر فرمایا ہے۔اے ایمان والو تم پر قصاص لازم کر دیا گیا ہے۔(جو منافق مارے گئے) آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت، پس جس کو معافی

---

(1) الانعام،141:6

(2) البقرۃ،179:2

دی جائے اس کے بھائی کیطرف سے کوئی چیز تو چاہئے کہ طلب کرے (مقتول کا وارث) خون بہا لے۔ دستور کے مطابق (اور قاتل کو چاہئے) کہ اسے ادا کرے اچھی طرح یہ رعائیت ہے تمہارے رب کیطرف سے اور رحمت ہے جس نے زیادتی کی اس کے بعد اس کیلئے دردناک عذاب ہے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدہ فاطمۃ الزہرؓہ کا نکاح

خاتون جنت سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی ۲ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۱۶ یا ۱۸ سال تھی۔ جبکہ سیدنا علی المرتضی کی عمر ۲۱ سال پانچ ماہ تھی سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں بڑے بڑے شرفاء نے درخواست کی مگر ہر مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا میں وحی کا انتظار کرتا ہوں۔ پھر ام ایمن نے حضرت علی المرتضی کو ترغیب دی کہ آپ اس سلسلہ میں پیام دیں۔ آپ نے فرمایا جب پہلے صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ کا پیام رد فرمادیا گیا۔ تو میرا پیغام کیسے قبول ہوگا۔ صحابہ نے کہا آپ مقرب ہیں۔ اور حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے بھی ہیں۔ چنانچہ آپ بصد ادب شرم وحیا سے لبریز بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا فرمایا علیؓ کیسے آنا ہوا۔ عرض کی اس لئے کہ فاطمہؓ کا پیام عرض کروں۔ تو آپؐ پر وحی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ کیفیت دور ہونے پر حضور ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا اے انسؓ جبریل میرے پاس آئے ہیں اور اللہ تعالٰی کا ارشاد سنایا کہ فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کردو۔ جاؤ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ طلحہؓ، زبیرؓ، اور انصار کی جماعت کو بلالاؤ۔ جب یہ سارے حاضر ہوگئے تو حضور ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالٰی کی حمد وثناء کے بعد فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے پڑھ دیا۔ حضرت علی المرتضیؓ نے قبول کیا۔ پھر حضور ﷺ نے کھجوروں کا ایک طباق لیا اور جماعت صحابہ پر بکھیر کرلٹایا۔ اسی وجہ سے فقہا کی ایک جماعت نے کھجور وغیرہ کا بکھیر کرلٹانا عقد نکاح کی ضیافت میں مستحب کیا ہے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البقرۃ،178:2

(2) أبو بکر محمد بن الحسین بن عبداللہ الآجری البغدادی (المتوفی:360)،الشریعۃ،ذکر تزویج فاطمہ ،الرقم1569،ص282/4

محب الدین أحمد بن عبداللہ الطبری (المتوفی:694)ذخائر العقبی،ص31/1

علیؓ وفاطمہؓ حفاظت الٰہیہ میں

ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے نکاح کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے۔اور سیدہ فاطمۃ الزہرۃؓ سے پانی کا پیالہ منگوایا۔پھر اس میں لعاب دہن ڈالا اور وہ پانی سیدہ فاطمہؓ کے منہ پاک پر اور پیٹھ پر چھڑکا دیا اور بارگاہ قدس میں عرض کی اے اللہ میں فاطمہؓ اور فاطمہؓ کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔پھر اس طرح دوسرا پیالہ منگوایا اور لعاب دہن ڈالا اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو بلا کر اس پانی کے چھینٹے حضرت علی المرتضیٰؓ کے سر پر چہرے پر ڈالے۔اور بارگاہ قدس میں عرض کی اے اللہ میں انہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔(1)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں تقریب نکاح کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہرۃؓ کے چند آنسو بہہ گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہؓ رونا کس لئے ہے۔عرض کی حضور (ﷺ) میرا نکاح ایک سادہ غریب نوجوان سے کر دیا گیا ہے۔فرمایا فاطمہؓ تو راضی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر دو شخصوں کو برگزیدہ فرمایا ہے۔ایک تمہارا والد دوسرا تمہارا شوہر(2)

سیدنا ابو ہریرۃؓ کی روایت میں اس طرح ہے۔فاطمہؓ تو راضی نہیں کہ میں نے تیرا نکاح دانا ترین انسان سے کیا ہے۔وہ سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔اور تو میری امت کی عورتوں میں سب سے بہترین ہے۔جیسے حضرت مریمؑ اپنی قوم میں تھیں۔(3)

ام سلیم نے جہیز کا سامان تیار کیا جس میں امور خانہ داری کا سامان تھا۔بان کی چارپائی دو چادریں، دوسوتی کی رضائیاں، چار بالشت کپڑا، دو چاندی کے کنگن، گدا، تکیہ، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور کچھ مشروبات۔حضور ﷺ نے امور خانہ کو اس طرح تقسیم فرمایا کہ گھر کا کام روٹی پکانا، چکی پیسنا، جھاڑو دینا وغیرہ سیدہ فاطمۃ الزہرۃؓ انجام دیں گیں۔اور باہر کے کام اونٹ کو پانی پلانا چارہ ڈالنا، بازار سے سودا سلف لانا، حضرت علیؓ المرتضی انجام دیں گے۔باہر کا کام علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت

---

(1) ابن حبان ،صحیح ابن حبان،وصف تزویج علی،الرقم7070،ص429/28

(2) الاجری،الشریعۃ،ذکر تزویج فاطمہ بعلی،الرقم1568،ص281/4

(3) الزرقانی،المواھب الد نیہ،ص357/2

اسدؓ کریں۔ چنانچہ تقسیم کار کے مطابق سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ بیٹھ کر روٹی پکا تیں، جھاڑو دیتی تھیں، چکی پیستی تھیں، جس سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور (ﷺ) کوئی خادمہ عنایت کر دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو خادمہ سے کہیں زیادہ بہتر ہوں۔ جب تم سونے کا ارادہ کرو تو تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ، چونتیس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سیدنا علیؓ المرتضیٰ فرماتے ہیں میں نے بھی اس وظیفہ کو کبھی نہیں چھوڑا۔ (1)

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ کے جواب میں فرمایا **بیٹی** میں تمہیں کچھ نہیں دونگا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اصحاب صفہ کو نظر انداز کر دوں۔ جبکہ ان کے پیٹ شدت فاقہ سے سکڑ کر رہ گئے ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں جو میں ان پر خرچ کروں۔ میں ان غلاموں کو فروخت کروں گا۔ اور ان کی قیمت سے ان کی ضرورتیں پوری کروں گا علامہ شبلی نے سیدۃ النساء کا جہیز مبارک یہ لکھا ہے۔ بان کی چارپائی، چمڑے کا گدا، جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں، مٹی کے دو گھڑے تقریب نکاح کے بعد اب دوسرا مسئلہ تلاش مکان کا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے ابتدائی چند ایام کرایہ کے مکان میں بسر فرمائے۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے عرض کی۔ حضور ﷺ حارثہ بن نعمان کے پاس کئی مکان ہیں۔ اگر انہیں فرما دیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی مجھے حارثہ نے پہلے کئی مکانات دیئے ہیں۔ اب اسے کہنے میں شرم محسوس کرتا ہوں۔ یہ بات کسی طرح حارثہ نے سن لی اور عرض کی حضور ﷺ میرا ہر مکان آپ کا ہے۔ جو مکان پسند ہو قبول فرمائیں۔ مجھے مسرت ہو گی۔ حضورؐ نے حضرت حارثہؓ کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ سیدّہ اپنے شوہر کے ساتھ اس مکان میں منتقل ہو گئی۔ (2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الزرقانی، المواھب اللدنیہ، ص 367/2

(2) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 119/1

جہاد کا حکم

اسلامی احکام میں سے حکم جہاد بھی ۲ھ میں نازل ہوا۔قرآن مقدس فرماتا ہے

اذن للذین یقاتلون بأنهم ظلموا وان الله علٰی نصر هم لقدیر۔(1)

ان لوگوں کو قتال کی اجازت دیدی گئی ہے کہ ان کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔

اور یقیناً اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے۔

ابن عباس ،ابو ہریرہ،سیدہ عائشہ صدیقہ،زہری،سعید بن جبیر،عروہ بن زبیر،زید بن اسلم،قتادہ،مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں جہاد کی سب سے پہلی یہی آیت مبارکہ ہے(2)

اس حکم سے قبل حضور ﷺ کو قتال کی اجازت نہ تھی۔ دوسری جگہ جہاد کے حکم کو اسطرح ارشاد فرمایا گیا۔

وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولاتعتدوا ان الله لا یحب المعتدین۔(3)

اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت ربیع ابن زید فرماتے ہیں یہ آیۃ جہاد کی پہلی آیت ہے۔فی سبیل اللہ کے ارشاد سے واضح ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کے لئے لڑو مال، دولت اور ذاتی مفاد کے لئے نہیں صرف اور صرف دین اسلام کی سربلندی کیلئے اگر حد سے نہ بڑھنے کا معنی یہ کیا جائے کہ حملہ میں پہل نہ کرو۔تو پھر یہ حکم منسوخ ہے کہ اب پہلے بھی حملہ کی اجازت ہے۔حد سے نہ بڑھنے کا یہ معنی کہ کفار کے بچوں معذوروں،

---

(1) الحج،39:22

(2) الحاکم،المستدرك علی الصحیحین،اول اٰیة نزلت فی القتال،الرقم 2337،ص 487/5
امام احمد،مسنداحمد،عبدالله بن عباس،الرقم 1768،ص 300/4
النسائی،السنن،وجوب الزکوة،الرقم 3035،ص 127/10

(3) البقرة،190:2

عورتوں، ذمیوں کو قتل نہ کرو یہ حکم اب بھی ہے حد سے نہ بڑھنے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ کفار کو قتل کرنے کے بعد انکے ناک، کان کاٹنا حد سے بڑھنا ہے۔ یہ حکم اب بھی ہے کہ شکل کو نہ بگاڑا جائے۔ علامہ اسماعیل حنفی حقی نے روح البیان میں جہاد کے عنوان سے صوفیانہ تصور اس طرح بیان کیا ہے کہ اے روح تو اپنے ساتھی ملائکہ کے ساتھ شریعت کے اسلحہ اور طریقت کی ڈھال کے ذریعہ نفس وشیطان سے جنگ کر جو ہر وقت تیری تباہی میں رہتے ہیں۔ مگر حد سے نہ بڑھنا کہ نفس کے شرعی حقوق مار کر اسے بالکل تباہ کردو۔ بلکہ اسکی سرکشی مٹا کر اسے راہ راست پر لگا دے۔(1)

تیسرے مقام پر جہاد کے عنوان کو اسطرح بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

وقاتلو هم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین للہ۔(2)

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی پرستش ہو۔

جہاد کے عنوان سے غیر مسلم بہت سیخ پا ہیں کہ اسلام قتل کا درس دیتا ہے۔ شاید وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ تمام جہادوں میں مرنے والے کفار کی تعداد ایک ہزار آٹھ ہے۔ جب انسانی ہمدردی کے دعویداروں کے ایک ایک بم سے لاکھوں مر گئے اور زمین بیکار ہوگئی کاش وہ ہیروشیما کی تباہی پر نظر کر لیتے تو اسلام پر یہ بے معنی اعتراض نہ کرتے۔ حکم جہاد کی فرضیت کے سلسلہ میں چند مراحل بھی ذہن میں رہیں تو اچھا ہے۔ اولاً حضور ﷺ پر صرف تبلیغ فرض تھی جنگ کی اجازت نہ تھی۔ حکم تھا

وما علیك الا البلاغ۔(3)

کفار کی سختیاں جھیلنے اور ان سے درگزر کرنے کا حکم

فاعفوا واصفحوا (4)

اسی کی تائید ہے۔

ثانیاً یہ ساری آیات جن میں درگزر خاموشی کا ذکر

---

(1) الخازن، لباب التاویل فی تفسیر القرآن، ص 166/1
(2) البقرۃ، 193:2
(3) الشوریٰ، 48:42
(4) البقرۃ، 109:2

فاقتلوا المشرکین(1)

کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔جس سے آٹھ مہینے جنگ جائز رہی اور چار محترم مہینوں میں حرام۔

ثالثاً: یہ حرمت بھی اس آیۃ سے منسوخ ہو گئی۔

وقاتلوا المشرکین کافۃ(2)

اب حرم شریف کے علاوہ ہر جگہ ہر وقت کافر حربی سے جنگ جائز ہے۔

رابعاً ابتداً جنگ کرنا ممنوع تھی۔حملہ کا جواب دینے کی اجازت تھی۔پھر یہ بھی منسوخ ہو گئی۔

اب ہر طرح کی جنگ جائز ہے۔ابتدائی ہو یا دفاعی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جہاد کے معنی

لغت میں مشقت ومحنت کے ہیں اور شرع شریف میں جہاد جیم کی زیر کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں اپنی طاقت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کرنا ہے۔اگر کسی نے کفار سے قتال تو کیا مگر اس میں رضائے الٰہی نہ تھی تو اس پر دنیا میں احکام تو جہاد کے مرتب ہونگے۔مگر آخرت میں اس کے عظیم اجر سے محرومی ہوگی کہ اگر خیریت سے واپس ہوا تو غنیمت کا حقدار ہوگا۔اگر قتل کیا گیا تو کفن پہنایا جائے گا۔ نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور غسل نہیں دیا جائیگا۔وہ اپنے اس جہاد میں رضائے الٰہی سے محروم رہا ہے۔

جہاد کی کئی قسمیں ہیں۔

1۔ جہاد بالسیف۔تلوار کے ساتھ کفار سے جنگ کرنا۔

2۔ جہاد باللسان، زبان سے حق وصداقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دشمن سے مقابلہ کرنا۔

3۔ جہاد بالمال، اللہ کی راہ میں مال سے جہاد کرنا۔

4۔ جہاد بالرا ی، حق وصداقت پر مبنی رائے کو صاف صاف کہنا۔

---

(1) التوبۃ،5:9

(2) التوبۃ،36:9

5۔ جہاد بالقلم، اسلام کی حقانیت ثابت کرنے اور دشمنان اسلام کو جواب دینے کیلئے اسلام کی حمایت میں کتب ورسائل کی تحریر۔

6۔ شیطان اور نفس سے جہاد کرنا۔ اسے جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

7۔ خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

حضور ﷺ کے ارشاد پاک سے یہ واضح ہے

لا یومن احدکم حتی یکون هواه تبعاً لما جئت به(1)

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا۔ حتی کہ اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے کے مطابق ہو جائیں۔

جب غلبۂ کفار کی وجہ سے سلطان وقت اذن عام دیدے تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ ورنہ فرض کفایہ کے درجہ میں رہتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا

اذا ترکتم الجهاد فسلط الله علیکم ذلة۔(2)

جہاد چھوڑ دینے سے کمزوری اور ذلت مسلط ہو جاتی ہے۔

جہاد کی فرضیت میں قرآن مقدس کا یہ ارشاد بھی واضح حکم ہے۔

کتب علیکم القتال وهو کره لکم ۔ (3)

تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے۔

ایک اور مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

یایها النبی جاهد الکفار والمنافقین۔(4)

اے نبی کریم ﷺ کفار ومنافقین سے جہاد کیجئے۔

---

(1) أبو عبدالله عبيد الله بن محمد بن محمد بن حمدان العكبرى المعروف بأبن بطة العكبرى (المتوفى:387ھ)الابانة الكبرى،الرقم 291،ص 298/1

(2) امام احمد، مسند احمد، عبدالله بن عباس ،الرقم 4765،ص 301/10

(3) البقرة،216:2

(4) التحريم،9:66

حدیث شریف میں جہاد کی اہمیت کو اس طرح بھی واضح فرمایا گیا ہے۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یشهد وان لااله الله وان محمد رسول اللهویقیموا الصلوٰة ویوتوالزکوٰة فان فعلوا ذالك عصموا منی دمائهم واموالهم الا بحق الاسلام و حسابهم علی الله تعالٰی۔ (1)

ابن عمرؓ سے روایت ہے ۔حضورﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہاں تک لوگوں سے جہاد کروں۔ کہ وہ توحید رسالت کو مان لیں۔ نماز پڑھنا ، زکوٰۃ دینا شروع کردیں۔ جب وہ ایسا کرلیں گے۔ تو مجھ سے محفوظ رہیں گے۔ ان کے مال اور جان مگر اسلام کا حق اور ان کا حساب اللہ پر باقی رہے گا۔

یہاں پر امر وجوب کیلئے ہے استحباب کیلئے نہیں اس پر مزید یہ کہ حضورﷺ کا ارشاد گرامی

الجهاد ماض الی یوم القیٰمة ۔ (2)

جہاد قیامت تک جاری ہے۔

اسی عنوان کی زبردست تائید ہے۔ مجاہدین کی فضیلت کو قرآن مقدس نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجراً عظیماً۔(3)

اللہ تعالٰی نے مجاہدین کو جہاد نہ کرنے والوں پر فضیلت بخشی ہے۔ اور اجر عظیم سے نوازا ہے۔

مجاہدین کی فضیلت میں حضورﷺ کے ارشادات کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ سیدنا ابوھریرہؓ سے ہے امام بخاریؒ نے اس طرح نقل کیا ہے۔

---

(1) صحیح البخاری،فان تابوا واقاموالصلاة،الرقم24،ص42/1
سنن ابن ماجه، الکف عمن قال لا اله الا الله،الرقم3917 ،ص412/11
صحیح مسلم،الامر بقتال الناس حتی یقولوا،الرقم 31 ،ص 116/1
سنن الترمذی،سورة الغاشیة،الرقم3264 ،ص172/11

(2) ابی عوانه ،المستخرج ،اثبات الجهاد،الرقم 6059، ص479/14

(3) النساء،95:4

قال ﷺ ان فی الجنة مائة درجة اعدھا اللہ للمجاھدین فی سبیل اللہ۔(1)

جنت میں ایک سو درجات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کررکھے ہیں۔

ایک اور حدیث شریف میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

لغدوہ فی سبیل اللہ اوروحة خیر من الدنیا وما فیھا۔ (2)

اللہ کی راہ میں صبح وشام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شہید کی فضیلت

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ہے جسے امام بخاری ومسلم نے سیدنا انس سے نقل کیا ہے۔

مامن احدٍ یدخل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ مافی الارض من شئی الاالشھید یھمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات مما من الکرامة ۔(3)

کوئی ایسا شخص نہیں جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں آنے کی تمنا

---

(1) البخاری،صحیح البخاری،درجات المجاھدین فی سبیل اللہ،الرقم 2581، ص354/9
امام احمد،مسنداحمد،مسندابی ھریرة،الرقم8067، ص709/17
ابن حبان ،الصحیح،فضل الجھاد،الرقم4694 ، ص227/19

(2) البخاری،صحیح البخاری،الغدوة الروحة فی سبیل اللہ،الرقم2583 ، ص357/9
امام مسلم،صحیح مسلم،الغدوة الروحة فی سبیل اللہ،الرقم3492 ، ص461/9
الترمذی ،السنن ،ماجا فی فضل الغدو والرواح،الرقم1573 ، ص205/6
امام احمد،مسنداحمد،مسندابی ھریرة رضی اللہ عنہ،الرقم10463 ، ص7/22

(3) البخاری،صحیح البخاری،تمنی المجاھد ان یرجع،الرقم2606 ، ص396/9
امام مسلم،صحیح مسلم،فضل الشھادة فی سبیل اللہ،الرقم3489 ، ص457/9
امام احمد،مسند احمد،مسند انس بن مالک،الرقم12309، ص355/25

کرے۔ مگر تمنا کرے گا دنیا میں جائے اور دس مرتبہ شہید ہو۔

کہ اس نے شہادت کے درجہ کو دیکھ لیا ہے۔ اور اس کی عظمت کو معلوم کر چکا ہے۔

☆ جیسے فوجی بادشاہ کو پیارا ہوتا ہے۔ ایسے ہی شہید خدا کو پیارا ہوتا ہے۔

☆ شہید قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔

☆ شہید موت سے پہلے جنت دیکھ لیتا ہے۔

☆ شہید گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

☆ شہید کا گوشت خون زمین نہیں کھا سکتی۔

☆ شہید کی نیند وضو نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔

☆ شہید کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ شہید فقہی وہ مسلمان جو ظلماً ہتھیار سے مارا جائے یا زخمی ہو جائے اور پھر جان دے دے۔ یہ شخص شہید فقہی ہے اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔ انہیں خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا جائے گا۔

2۔ شہید حکمی ہے اس پر اگرچہ فقہ کے یہ احکام تو جاری نہیں ہونگے مگر آخرت میں انہیں درجہ شہادت کا دے دیا جائے گا۔ جیسے جل کر یا ڈوب کر مرنے والا یا جیسے عورت دردزہ سے مرگئی ہو۔ شہید کی زندگی کو قرآن مقدس نے کئی مقامات پر درج فرمایا۔

ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

(1)

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے انہیں مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں۔ مگر تمہیں شعور نہیں۔

دوسری جگہ اسی عنوان کو اس طرح فرمایا گیا ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون۔

(2)

---

(1) البقرۃ، 154:2

(2) آل عمران، 169:3

جواللہ کی راہ میں شہید کردیے گئے انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو۔ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں۔

تیسری جگہ بھی یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا اوماتو لیرز قنھم اللہ رزقاً حسناً۔(1)

جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور شہید ہوگئے۔ یا طبعی موت سے چل بسے انہیں اللہ تعالیٰ بہتر رزق دے گا۔

اگرچہ اسلام میں جہاد کا حکم بظاہر تو کڑوی دوا ہے۔ مگر سبھی لوگ جانتے پہنچانتے ہیں کہ کڑوی دوا میں شفا بھی ہوتی ہے۔ جیسے وفادار غلام اپنے آقا کے ہاتھ سے کڑوی دوائی بخوشی پی لیتا ہے۔ اور شفایاب ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی ایمانداروں کی بات ہے۔ وہ اپنے رب قدوس جل مجدہ کے حکم جہاد کو بھی بصد عجز و نیاز قبول کر کے اپنی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مجاہدین کے لئے ہدایات

قرآن مقدس نے مجاہدین کیلئے کئی ہدایات وآداب کا ذکر فرمایا ہے۔ جو مجاہدین کی جماعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیئے۔

0۔ جہاد میں ثابت قدمی کو اپناؤ

0۔ اپنی کثرت ساز وسامان پر ناز نہ کرو۔

0۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

0۔ ہر حال میں خدائے ذوالجلال پر بھروسہ رکھو۔

0۔ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

---

(1) الحج58:22

0۔ بلندی پر چڑھو تو اللہ اکبر کہو پستی میں اترو تو سبحان اللہ کہو۔

0۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ ہوا اکھڑ جائے گی۔،

0۔ فتح نصیب ہو جائے تو امیر لشکر مجاہدین کی صفوں میں حمد وثناء کرے۔

0۔ تکبر وغرور سے نہ چلو جیسے بدر کے موقع پر کفار تکبر وغرور میں آئے تھے۔

0۔ فتح کے بعد بطور فخر وغرور اپنی فتح کا ذکر نہ کرو

0۔ حضور ﷺ جب جہاد سے واپس آتے تو خدائے قدوس کی حمد وثناء میں رطب اللسان ہوتے۔

0۔ جہاد کیلئے نکلو تو ساتھ میں لہو لہب کا سامان نہ ہو عجز وانکساری اللہ کے حضور کثرت سے ہو۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک اعتراض کا جواب

جہاد اور مجاہدین کے الفاظ سے غیر مسلم بڑبڑاتے ہیں کہ جہاد کا حکم غیر مسلموں کو تباہ کرنے کا حکم ہے۔ یہ تصور قطعی غلط ہے رب قدوس یہ نہیں چاہتا کہ تمام کفار کو ہلاک کر دیا جائے۔ بلکہ اسلام میں جہاد کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام دنیا میں حاکم بن کر رہے۔ اور مسلمان عزت کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور امن وعافیت کے ساتھ اطاعت الٰہیہ میں رہ سکیں۔ اسلام کفار کے وجود کا دشمن نہیں بلکہ ان کے کبر وغرور کا مخالف ہے۔ اس سے اسلام کو خطرہ ہے۔ تمام دنیا کی مہذب قومیں اس ضابطے کو تسلیم کرتی ہیں کہ اپنی جان وعزت کی حفاظت کیلئے جنگ کرنا اس کا فطری حق ہے۔ اور تمام قومیں بھی کچھ کرتی آرہی ہیں کر رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ بغیر کسی امتیاز کے اس قوم کا تعلق کس سے ہے۔ مگر حیرت ہے کفار یہی حق اسلام کے لئے تسلیم نہیں کرتے نا معلوم جس کام کو وہ خود کرتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے وہ حق کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ حیرت ہے دشمنان اسلام اپنے لئے تو ہر جائز وناجائز طریقے سے اقتدار کے خواستگار ہیں۔ مگر جو عدل وانصاف کیلئے جہاد کا حکم دیتا ہے۔ اس کے خلاف ہیں۔ وہ جنگ جس کا مقصد امن وعافیت ہو حق وصداقت کا بول بالا ہو۔ برائی بے حیائی کا خاتمہ ہو ایسی جنگ کے ساتھ شریک نہیں۔ حالانکہ مخلوق خدا کیلئے یہ امن کی ضمانت ہے۔ دشمنان اسلام مسئلہ جہاد کو سمجھنے کیلئے اس مثال پر غور کریں۔ اگر جسم پر پھوڑا نکل آئے۔ تو اس کے علاج کا پہلا مرحلہ مرہم ہے۔ کہ اس کے

لگانے سے خراب مادہ نکل جائے اگر مرہم کا لگانا بے سود رہا اور پھوڑا شدید نوعیت کا ہے تو دوسرا علاج یہ ہے اسے نشتر سے چیرا دے دیا جائے۔ کہ خراب مادہ خارج ہو جائے۔ اور جسم محفوظ رہ جائے۔ اگر پھوڑا اس علاج کو بھی چیر گیا اور اس پھوڑے کا زہر آگے سیرایت کر رہا ہے۔ تو آخری علاج یہ ہے کہ وہ عضو کاٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ باقی جسم اس کے زہر سے محفوظ رہ سکے۔ ایسے ہی سمجھ لیا جائے انسانیت کے وجود پر کفر ایک زہریلا پھوڑا ہے اولاً تو اس کا علاج واضح نصیحت سے کیا جائے کہ لوگ حق پر آ جائیں۔ اگر یہ پھوڑا واضح نصیحت کے مرہم کو چیر گیا تو اس پر جزیہ اور استرقاق کا نشتر جلایا جائے گا۔ کہ انسانیت کا وجود اس سے نجات حاصل کر سکے۔ اگر کفر کا یہ پھوڑا جزیہ کے نشتر سے بھی نہ درست ہوا اور خطرہ ہے کہ یہ زہر پورے عضو کو بیکار کر دے گی۔ تو ضروری ہو جاتا ہے کہ سارا عضو کاٹ دیا جائے تاکہ انسانیت کے باقی اعضاء محفوظ رہ سکیں۔ بس یہ جہاد ہے جس سے کسی بھی سلیم العقل انسان کو انکار نہیں۔ اگر مال و دولت کے چوروں ڈاکوؤں کیلئے سزائیں دینا جائز ہیں اور حکومت کے باغیوں کو تختہ دار پر لٹکانا درست ہے۔ تو اسی طرح ایمان کے چوروں کا قتل کیوں جائز نہیں۔ جب کوئی ایسی حکومت اپنے باغی کا وجود پسند نہیں کرتی اور اسے سزا دیتی ہے۔ تو اسلام کے لئے یہ حق کیوں نہیں مانا جاتا۔ کہ وہ اپنے باغیوں کو اپنے وفاداروں سے سزا دلائے اور قزاقوں کا قلع قمع کرائے۔ بعض لوگ اسلام کے حکم جہاد پر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ چلو کفار حملہ کریں تو تم بھی جواب دو۔ جب وہ کچھ کہتے ہی نہیں تو ان کے ساتھ جہاد کیوں۔ یاد رہے ایک وقت تھا کہ کفار سے جنگ کی اجازت ہی نہ تھی۔ پھر وقت آیا دفاع کا حکم دے دیا گیا۔ پھر حکم ملا کہ دشمن کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اب اسلام میں ابتدائی اور دفاعی دونوں جنگوں کا حکم ہے۔ یہ اعتراض تو بالکل ایسے ہے جیسے کوئی کہے کہ تم سانپ کیوں مارتے ہو۔ اس نے تمہیں ڈسا تھوڑا ہے۔ وہ تو آرام سے اپنے بل کیطرف جا رہا ہے۔ جیسے یہ کہنا غلط ہے ویسے ہی کفار کے سلسلہ میں ابتدائی حملہ کا غلط کہنا بھی بے معنی ہے۔ سانپ جان کا دشمن ہے ڈسے یا نہ ڈسے اسے ہلاک کر دو۔ ایسے ہی کافر ایمان کا دشمن ہے۔ حملہ کرے یا نہ کرے۔ اسے سبق سکھا دو۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غضب الٰہی کا ظہور

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے انعامات میں سے سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اس نے انسانیت کیلئے انبیاء و مرسلین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین کو بھیجا۔ انسان کبھی بھی اس نعمت کے شکریہ کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اگر انبیاءؑ تشریف نہ لاتے تو ہمیں خدا کی پہچان کیسے ہوتی۔ نیکی برائی کا امتیاز کیسے ہوتا۔ خدا کی رضا اور عدم رضا سے واقفیت کیسے ہوتی۔ دین و دنیا کے اصول و ضوابط کون بتاتا۔ غرضیکہ نور نبوت کے بغیر عقل بے کار تھی۔ جیسے میری آنکھ کا نور تنہا بیکار ہے۔ جب تک سورج کی روشنی کی چمک نہ ہو۔ آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ ایسے ہی سمجھیں عقل کس قدر ہی روشن کیوں نہ ہو۔ مگر جب تک اسے نورِ نبوت کی رہنمائی نہ ہو۔ قطعی بیکار ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاءؑ سے وفاداری کی ان کے حکموں کی اطاعت کی خدائے ذوالجلال نے ان پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیے۔ اور جن لوگوں نے اس کے رسولوں کی مخالفت کی ان پر عذاب مسلط ہوا۔ ایمانداروں کو بچا لیا گیا۔ اور منکرین کو برباد و غرق کر دیا۔ کسی کو غرق کرایا گیا تو کسی کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ کسی پر آسمان سے پتھر برسائے گئے۔ تو کسی پر زلزلہ بھیجا گیا۔ کسی پر تند و تیز ہوائیں مسط کر دیں گئیں۔ کسی کو بندروں کی شکلوں میں بدل دیا گیا۔ یہ درست ہے کہ منکرین نبوت پر یہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آئے۔ مگر اس کا ظہور تو مختلف مخلوق کے پردہ سے ہے۔ کبھی دریا کو حکم دیا ڈبونے کا، کبھی زمین کو ہڑپ کرنے کا ساری مخلوق خدا کی لشکری ہے۔ جس سے چاہے جو چاہے کام لے لے۔ مچھر سے ہلاکتِ نمرود کا کام لے لیا۔ چڑیوں سے ہاتھیوں کو مروا دیا۔ پانی سے قوم نوح کا صفایا کروا دیا۔ عذاب الٰہی کا ظہور کبھی فرشتوں سے کبھی انسانوں سے خدا تعالیٰ جل مجدہ کا اپنے اور اپنے انبیاءؑ کے باغیوں کو ہلاک کرنا عین مصلحت ہے۔ یہ سارا نظام تو منکریں سمجھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے جو کام لے لے مگر جب اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ذریعے اپنے گستاخوں کو سزا دیتا ہے۔ تو اس پر اعتراض نامعلوم کیوں۔ مومنین کا کفار کو قتل کرنا بھی تو دراصل خدائے قدوس کا ہی فعل ہے۔ قرآن مقدس غزوہ بدر کے سلسلہ میں فرماتا ہے۔

فلم تقتلواهم ولكن قتلهم الله۔(1)

---

(1) الانفال،8:17

تم نے تو نہیں مارا بلکہ اللہ تعالی نے انہیں ہلاک کیا

نامعلوم بائبل کے پڑھنے والے تورات وانجیل کے گرویدہ لوگ حضرت یوشع بن نون ، حضرت داؤد، حضرت سلیمانؑ کے جہادوں کو کیوں نظرانداز کردیتے ہیں۔اور اسلام میں جہاد پر طعن شروع کردیتے ہیں۔عیسیٰؑ اپنے نزول آسمان کے بعد قیامت تک جہاد فرمائیں گے۔ابتدائے افرینش سے ہر دور میں یہ ضروری رہا ہے کہ خدا کے دین کو بلند رکھنے اور باغیوں کی سرکوبی کیلئے جہاد کرتے رہو وہی جہاد آج بھی جاری ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باب پنجم

غزوات

غزوۂ بدر

یہ عظیم جنگ بھی سن ۲ ہجری میں واقع ہوئی۔حضور ﷺ نے کل انیس جہاد فرمائے۔جن میں خود تشریف لے گئے جس غزوہ میں با قاعدہ جنگ ہوئی وہ غزوہ بدر ہے باقی غزوات معمولی جنگوں یا صلح پر ختم ہوتے رہے۔بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ جنگ بدر میں مسلمانوں نے پہل کی ہے حالانکہ ایسا قطعاً نہیں۔بعض ارباب کتب سیر نے تو اس جنگ کو بھی اقدامی لکھا ہے۔جس کی تردید کی ضرورت نہیں کہ اسلام میں دونوں اقدامی اور دفاعی جنگوں کا وجود ملتا ہے دراصل کفار مسلمانوں کے مدینہ منورہ میں امن سے رہنے سے نالاں تھے۔کہ انہیں سکون کیوں مل گیا۔وہاں کی پذیرائی دکھ دہ تھی۔چنانچہ مسلمانوں کے خلاف تدبیریں شروع کردیں۔ابوسفیان تجارتی قافلہ لیکر شام روانہ ہوا۔اور یہ فیصلہ کیا کہ اس تجارت سے جتنا نفع ملے گا وہ سب مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوگا۔اتفاقاً ایسا ہوا کہ اس تجارت سے ابوسفیان کو خاصہ نفع ہاتھ آیا۔اس کی اس بدنیتی کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچ چکی تھی۔جب یہ قافلہ مدینہ منورہ کے راستے سے گزرنے لگا تو اس کو روکنے کا منصوبہ بنالیا گا۔اب یہ منصوبہ دفاعی ہے۔ابتدائی نہیں اگرچہ ابتدائی بھی ہوتا تو جائز تھا۔اس قافلہ کو روکنے کیلئے کل 313 تین سو تیرہ صحابہ نکلے ان میں 77 ستتر مہاجرین تھے۔اور 236 انصار تھے۔مہاجرین کے علمبردار سیدنا علی المرتضیٰ تھے اور انصار کے سعد بن عبادہ تھے۔ اس لشکر کا کل سامان حرب یہ تھا۔آٹھ تلواریں، چھ زرہیں،اور ستر اونٹ اس قافلہ کے سپہ سالار خود حضور سید دو عالم ﷺ تھے۔یہ لشکر بارہ 12 رمضان مبارک کو مدینہ منورہ سے چلا۔

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

اس جنگ میں بوجہ مجبوری شریک نہ ہوسکنے والوں میں سے سیدنا عثمان غنیؓ بھی تھے۔کہ ان کی اہلیہ سیدہ رقیہؓ بیمار تھیں۔حضرت طلحہؓ اور سعید بن زیدؓ بھی شامل نہ ہوسکے تھے۔کہ انہیں حضور ﷺ نے مشرکین کی تلاش کیلئے بھیجا ہوا تھا۔اسی طرح انصار سے پانچ افراد تھے۔سواریوں کی کمی کے باعث صحابہ باری باری سوار ہوکر سفر طے کرتے رہے۔حضور ﷺ پیدل چلتے تو صحابہ عرض کرتے حضورؐ آپ

سوار ہوجائیں۔ آپؐ فرماتے میں تم سے کمزور نہیں اور ثواب سے بے نیاز بھی نہیں ۔ ابو سفیان کو جب یہ پتہ چلا کہ مسلمان قافلہ روک رہے ہیں اور ناکہ بندی کررہے ہیں۔تو اس نے ضمضم بن عمر کو مکہ مکرمہ ابوجہل کی طرف بھیجا کہ وہ دوڑ کر آئے۔ابوجہل نے یہ خبر سنتے ہی اپنی قمیض پھاڑ ڈالی۔ اور اپنے اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی۔ یہ صورتحال اس زمانہ میں انتہائی خوف کی علامت ہوا کرتی تھی۔ابو جہل غصے سے آگ بگولا تھا۔اس نے پورے مکہ مکرمہ میں اعلان کروادیا کہ تمام نوجوان مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے آئیں۔ابولہب نے اپنی جگہ پر عاص بن ہشام کو بھیج دیا۔اس موقع پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔امیہ بن خلف چپ چپ منہ چھپائے پھر رہا تھا۔جنگ میں جانے سے کنی کترا رہا تھا۔ اس کی بیوی کریمہ بنت معمر نے پوچھا تو آج بزدل کیوں ہے۔منہ کیون چھپا رہا ہے۔جنگ میں کیوں نہیں جاتا؟ وہ بولا کریمہ بات یہ ہے میرے ایک دوست سعد بن معاذ نے خبر دی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ امیہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا اور اس کی بات جھوٹی نہیں ہوتی۔امیہ نے نہ آنے کے لاکھ بہانے بنائے۔مگر ابوجہل نے زبردستی ساتھ کھینچ لیا۔(1)

ابوجہل نے 950 افراد کی فوج تیار کرکے ابوسفیان کی مدد کیلئے مکہ سے سفر شروع کردیا۔ ابوجہل کے لشکر میں عتبہ بن ربیعہ بڑا تھا۔ ان کے پاس سات سو سے بھی زائد گھوڑے تھے۔اسلحہ وافر تھا۔تکبر وغرور کی کمی نہ تھی۔لہو ولعب اور شراب کے مٹکے ساتھ تھے۔گانے بجانے کیلئے فاحشہ عورتیں ساتھ تھیں۔ابوسفیان نے قافلہ کی بچت اسی میں سمجھی کہ مشہور راستہ سے ہٹ کر سمندری راستہ اختیار کیا جائے۔ابوجہل کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ ابوسفیان نے راستہ بدل کے قافلہ بچالیا ہے۔اور اب جنگ کی ضرورت بھی نہیں۔مگر تکبر وغرور کا بھرا ہوا تھا۔اس نے ایسے جنگ پر آمادہ رکھا کہ اب رک جانا بزدلی ہے۔ہتھیار پہن کر لڑے بغیر ہتھیار اتار دینا بہادروں کا شیوہ نہیں۔جن روایات میں یہ ہے کہ کفار کی تعداد 1000 تھی۔ان کی مطابقت یوں ہے۔وقت روانگی تعداد 900 اور بوقت جنگ 1000 ہوگئی تھی۔صحابہ کو حالات کا پتہ چلا تو بتقاضائے بشری پریشانی ہوئی مگر حوصلہ نہیں ہارے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البیہقی، دلائل النبوۃ، جماع ابواب غزوہ بدر، الرقم 871، ص 500/2

(2) البیہقی، دلائل النبوۃ، هذا ابو سفیان قافلا بتجارۃ، الرقم 874، ص 4/3

جانثاروں سے مشورہ

اس انتہائی کٹھن مرحلہ پر حضور ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ سے اس سلسلہ میں مشورہ فرمایا کہ اب دشمن سر پر آ گیا ہے۔ مسلح ہے غیض وغضب سے بھرا ہے۔ کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے۔ فرمایا جنگ ہوگی تو میرا ساتھ دو گے سب سے پہلے حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے اور عرض کی حضورؐ فیصلہ تو آپؐ نے ہی فرمانا ہے۔ ہم تو باوفاؤں کی جماعت ہیں۔ جنگ کیا سمندر میں کود جانے کو بھی تیار ہیں۔ قریش سے جنگ تو کوئی بات ہی نہیں ہمیں دیووں سے بھی لڑنا پڑا تو لڑیں گے۔ سیدنا مقدادؓ نے عرض کی حضورؐ ہم موسیٰؑ کی قوم **بنی** اسرائیل کی طرح نہیں کہ اپنے پیغمبر سے یہ کہیں کہ تو جا اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس تقریب کے بعد حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور وہاں سے چل کر میدانِ بدر کے اس کنارے پر قیام فرمایا جو مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ اور کفار نے اپنا ڈیرہ اس کے مقابل کنارہ پر جما لیا۔ اس جگہ کو بدر کہنے کی ایک وجہ یہ ہے یہاں سے قریب بدر نامی گاؤں تھا۔ جسے بدر بن مخلہ نے آباد کیا تھا۔ اسی جگہ پر بدر بن حارث نے کنواں کھودوایا تھا۔ اسی باعث اس کنویں کا نام چاہ بدر مشہور ہو گیا۔ اور **بستی** کا نام قریہ بدر مشہور ہوا۔ ایک وجہ اور بھی کہی گئی ہے۔ اس کنویں میں چاند کا پورا عکس پڑتا تھا۔ تو اسی باعث بدر مشہور ہو گیا۔(1)

اتفاق ایسا ہوا مسلمانوں کا کنارہ ریتلہ تھا جہاں چلنا مشکل تھا۔ پانی کم تھا۔ کفار کا کنارہ مٹی والا تھا وہاں کنواں کھود لیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو دشواری پیش آئی تو قدرت نے بدر کی طرف بارش نازل فرمائی۔ یہ ٹکراؤ کچھ عجیب منظر پیدا کر رہا تھا۔ اسلام اور کفر کی ٹکر تھی۔ یا مسلمانوں اور کافروں کی۔ ایمان وتغیاں کا مقابلہ تھا یا رحمٰن وشیطان کا۔ سعادت وشقاوت کی ایسی جنگ اس سے قبل چشمِ فلک نے بھی نہیں دیکھی۔ ایک طرف سید الانبیاء ﷺ کی قیادت میں صحابہ سراپا عجز و نیاز بارگاہ قدس میں سربسجود ہیں تو دوسری طرف کفار نشہ میں چور کبر وغرور سے بھرپور سرکشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البیہقی ،دلائل النبوۃ،ھذا ابو سفیان قافلا بتجارۃ،الرقم 874 ، ص 4/3

(2) البیہقی ،دلائل النبوۃ،ھذا ابو سفیان قافلا بتجارۃ،الرقم 874 ، ص 4/3

جنگِ بدر کے بکھرے موتی

جنگ بدر میں کئی ایک حیران کن واقعات کا ظہور ہوا جنہیں تاریخ نے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

☆ حضور ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے قبل میدانِ بدر میں خط کھینچ کر ہر مرنے والے کی جگہ مقرر کردی تھی۔(1)

☆ صفیں درست کرتے ہوئے سواد ذرا آگے بڑھے ہوئے تھے۔تو حضور ﷺ نے اپنی چھڑی مبارک ان کے سینے پر لگا کر فرمایا سواد سیدھے ہو جاؤ قطار درست کرو۔اسی وقت حضرت سواد نے عرض کی حضورؐ آپ کی بارگاہ سراپا انصاف ہے۔آپ نے مجھے چھڑی ماری ہے۔میں بھی بدلہ چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے سینہ مبارک کھول دیا اور عکاشہ کو چھڑی پکڑا دی کہ بدلہ لے لے۔سواد چھڑی پھینک کر الم نشرح کے سینے سے چمٹ گئے اور چومنے لگے۔عرض کی حضورؐ یہ میرا آخری وقت ہے۔شہید ہو جاؤں گا مناسب سمجھا کہ آخری وقت اپنا جسم آپؐ کے جسم مبارک سے لگا دوں کہ فیض حاصل کرسکوں۔(2)

☆ مسلمان مجاہدین میں دو ننھے بچوں معوذ بن عفرا اور معاذ بن عفرا نے عبدالرحمان بن عوف سے پوچھا ابو جہل کہاں ہے۔آپ نے پوچھا تم کیا کرو گے۔انہوں نے جواب دیا۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری
کو سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

اتفاقاً ابو جہل سامنے آ گیا یہ دونوں جھپٹے اور اسے جہنم رسید کر دیا۔(3)

---

(1) امام مسلم،صحیح مسلم،غزوہ بدر،الرقم 3330 ، ص 247/9
امام احمد،مسند احمد،مسند انس بن مالك،الرقم 13207 ، ص 254/27
النسائی،السنن ،ارواح المئو منین ،الرقم 2047، ص 214/7

(2) الاصبهانی،معرفۃ الصحابہ لابی نعیم،من اسمہ سفیان،الرقم 3133 ، ص 71/10

(3) البخاری،صحیح البخاری،من لم یخمس الاسلاب،الرقم 2908 ، ص 393/10
امام مسلم،صحیح مسلم،استحقاق القاتل سلب القتیل،الرقم 3296 ، ص 196/9
امام احمد،مسند احمد،حدیث عبدالرحمن بن عوف،الرقم 1583 ، ص 95/4

☆ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے حضرت معاذ کے کندھے پر وار کر کے بازو کاٹ دیا۔مگر بازو لٹکتا رہا۔ یہ لٹکتا ہوا بازو جنگ میں آڑے آ رہا تھا۔اس لئے آپ نے اسے اپنے پاؤں کے نیچے دیکر کندھے کو جھٹکا دیکر توڑ ڈالا پھر یہ کٹا ہوا بازو لیکر دربار رسالت ؐ میں پیش ہو گئے۔حضور سید عالمؐ نے اس کٹے ہوئے کندھے پر لعاب دہن لگا کر بازو چپکا دیا۔ہاتھ بالکل درست ہو گیا۔آپ خلافت عثمانی تک زندہ رہے اور ہاتھ مضبوط رہا۔(1)

☆ ہر صحابی کے ہاتھ سے اس کا رشتہ دار کافر مارا گیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ نے اپنے والد جراح کو معصب بن عمر نے اپنے بھائی عبداللہ کو حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو حضرت علیؓ نے ربیعہ کے بیٹوں کو قتل کیا۔حضرت صدیقِ اکبرؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو للکارا۔حضورؐ نے روک دیا کہ انہوں نے ایک دن صحابی ہونا تھا۔(2)

☆ اسی جنگ میں چودہ صحابی شہید ہوئے چھ مہاجر اور آٹھ انصار ستر کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔(3)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے میدان جنگ میں ابو جہل کو سسکیاں لیتے دیکھا اور کہا تو تو بہادر تھا۔اب رو کیوں رہا ہے موت سے کیوں ڈرتا ہے۔کہا افسوس اس کا ہے کہ مجھے محمد ﷺ کے چھوٹے چھوٹے دو بچوں نے مارا ہے۔کاش کوئی بڑا مارتا۔چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔اس جنگ میں کفار کے چوبیس بڑے بڑے آدمی ہلاک ہوئے۔(4)

☆ مقتولینِ کفار کی لاشیں بدر کے کنویں میں ڈال دی گئیں۔حضورؐ نے ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا اے فلاں اے فلاں تم نے میرے رب کے وعدہ کو سچا پا لیا۔حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں

---

(1) الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص50/4
ابوا لفتح،عیون الاثر،ص342/1

(2) البصری،البدایہ والنھایہ،ص356/3

(3) البصری،البدایہ والنھایہ،ص52/4

(4) البخاری،صحیح البخاری،قتل ابی جھل ،الرقم3667 ، ص360/12
امام مسلم ،صحیح مسلم ،قتل ابی جھل ،الرقم3358 ، ص286/9
ابو عوانہ،المستخرج ،بیان محاربہ النبیﷺ،الرقم 5448، ص295/13
اللبیھقی،دلائل النبوۃ،من ینظر ماصنع ابو جھل،الرقم 944،ص 84/3

حضورؐ آپ بے جان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا عمرؓ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔(1)

☆ اس جنگ میں صحابہ کے شانہ بہ شانہ فرشتے بھی لڑتے رہے رہا یہ اشکال کہ فرشتہ تو ایک ہی کافی تھا۔ اتنی بڑی تعداد میں کیا حکمت ہے۔ تو غالباً فرشتوں کو اعزاز دینا مقصود تھا کہ انہوں نے حضورﷺ کی کمان میں جنگ لڑی ہے۔

☆ اسی خیمہ جنگ میں حضورﷺ پر نیند طاری ہوئی پھر بیدار ہو گئے تو چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ فرمایا ابوبکر مدد آ گئی۔ جبریلؑ اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے آ گئے ہیں اور ان کے دونوں سامنے والے دانتوں پر گرد جمی ہوئی ہے۔(2)

☆ اسلام اور کفر کے دونوں لشکروں کے تصادم کے وقت حضورﷺ نے مٹھی ریت کی لیکر کفار کے منہ پر ماری اور کہا

شاهت الوجوه

ان کے چہرے مسخ ہوں۔

بس اسپر وہ شکست کا شکار ہو گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہی کام حضورﷺ نے حنین کے معرکہ میں بھی کیا تھا۔(3)

☆ ابن اسحاق فرماتے ہیں لڑتے لڑتے حضرت عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ تو آپ بارگاہ رسالتﷺ میں حاضر ہوئے اور اپنی تلوار ٹوٹ جانے کا شکوہ کیا۔ حضورؐ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی دی کہ جاؤ جنگ کرو۔ وہ لکڑی عکاشہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ آپؓ نے قتال کیا اس تلوار کا نام ''عون'' رکھا یہ تلوار برابر آپؓ کے ساتھ رہی کئی غزوات میں اسی سے کام لیا جب شہید ہوئے تو یہ تلوار ان کے

---

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، عرض مقعد المیت، الرقم 5121، ص37/14
امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 13551، ص99/28
ابن حبان، الصحیح ، الاخبار عن مصارع من قتل، الرقم 6606، ص28/27

(2) اللبیهقی، دلائل النبوة، اللهم انك ان تهلك هذه العصابة، الرقم 939، ص78/3

(3) امام احمد، مسند احمد، حدیث ابو عبد الرحمن الفهدی، الرقم21430 ، ص449/45
ابن حبان ، الصحیح، ذکر ما اکرم الله عزوجل، الرقم 6629، ص73/27
الطبرانی، المعجم الکبیر، باب5، الرقم 3057، ص335/3

ہاتھ میں تھی۔(1)

☆ معرکہ کے بعض خصائص میں ایک یہ بھی ہے کہ تین ہزار فرشتوں نے فوجی بن کر شمولیت کی ہے۔ جنگ بدر کے علاوہ فرشتوں نے اس طرح کسی جنگ میں باقاعدہ شمولیت نہیں کی اگرچہ حضرت سعد نے احد کے دن بھی حضور ﷺ کی دائیں جانب دو فرشتوں کو دیکھا ہے۔

☆ بدر میں فرشتوں کا نزول مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہے قرآن مقدس فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بألف من الملٰئکۃ مردفین۔(2)

جب تم اپنے رب سے التجا کر رہے تھے۔تو اس نے تمہاری دعا قبول کی بیشک میں تمہاری مدد پے در پے ہزار فرشتوں سے کرنے والا ہوں۔

سورۃ آل عمران شریف میں اسطرح ہے۔

ان یکفیکم ان یمدکم ثلٰثۃ الاف من الملئکۃ منزلین۔(3)

یہ کفایت نہیں کرتا کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتوں کو اتار کر تمہاری مدد فرمائے۔

بدر میں نزول فرشتوں کی تائید میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت بھی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک شخص نے کہا کہ وہ بدر کی ایک پہاڑی پر چڑھا یکا یک ہم نے دیکھا کہ ایک بادل ہمارے قریب ہوا جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز آ رہی تھی اور کوئی کہہ رہا تھا۔

اقدم حیزوم(4)

حیزون آگے بڑھ

یہ سن کر میرا ساتھی ڈر گیا اور فوت ہو گیا۔علماء فرماتے ہیں حیزون حضرت جبریلؑ کے گھوڑے

---

(1) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص52/4
ابوا لفتح،عیون الاثر،ص637/1
السھیلی،الروض الانف،ص81/3

(2) الانفال،9:8

(3) اٰل عمران،124:3

(4) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص39/4

کا نام ہے۔ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ جبریلؑ پانچ سو فرشتوں کیساتھ اور میکائیل بھی پانچ سو فرشتوں کیساتھ انسانی شکل وصورت میں گھوڑوں پر سوار اترے اسی طرح حضرت عباسؓ سے دوسری روایت ہے۔کہ ایک انصاری نے بھی یہی کلمات اقدم یا حیزون سنے انصاری نے ایک کوڑے لگنے کی آواز سنی ان لمحوں میں ایک کافر مرا ہوا پڑا تھا۔انصاری نے یہ واقعہ حضورؐ سے عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی۔اہل مدینہ نے بدر کی جنگ کے بعد لڑنے والے صحابہ کو مبارک دی تو انہوں نے کہا ہمیں مبارک کا ہے کی۔یہ فتح ہماری قوت سے نہ تھی بلکہ ہم نے تو کافروں کو گرے پڑے دیکھا سر جسم سے الگ ہیں۔صحابہ کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو باذن الٰہی کافروں کو ہلاک کر رہے تھے۔(1)

مواہب میں تقی الدین سبکی روایت کرتے ہیں کسی نے مجھ سے پوچھا کہ حضورؐ کیساتھ ملائکہ کثیر تعداد میں مسلمانوں کی مدد میں آنے میں۔حکمت کیا تھی، شیخ فرماتے ہیں میں نے جواب دیا تاکہ یہ کام حضورؐ اور صحابہ کا ہو اور فرشتے بطور کمک ہوں اس ضمن میں میرا جواب گزر چکا ہے کہ ممکن ہے۔فرشتوں کی درخواست پر کثیر تعداد بھیجی گئی ہو کہ وہ یہ اعزاز حاصل کرلیں۔کہ میدان بدر میں حضورؐ کی کمان میں کام کرتے رہے۔اس سوال کا بنیادی تعلق یہ ہے کہ وہ تدبیرات الٰہیہ ترتیب اسباب اور اللہ تعالیٰ کی غیر متناہی حکمتوں کی طرف سے صرف نظر نہ کریں۔ورنہ وہ اس طرح کیوں نہیں کہتے کہ حضورؐ کو جہاد وقتال کی ضرورت ہی کب تھی۔اللہ تعالیٰ خود قادر ہے۔کہ اپنے قہر وجلال سے تمام کافروں کو ہلاک کردیا۔اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی لامتناہی حکمتیں ضبط وحصر اور گنتی وشمار کی حد سے باہر ہیں۔اس جنگ میں کفار مشرکین کی امداد کیلئے ابلیس لعین اپنا لشکر لے کر آیا اس لئے حق تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں کی امداد کیلئے جبریل ومیکائیل کی سرگردگی میں فرشتوں کو نازل فرمایا چونکہ شیطان خود سراقہ بن مالک کی شکل میں تھا اور اس کے لشکر کے لوگ **بنی** مدلج کے مردوں کی شکل میں تھے۔اسی وجہ سے فرشتے بھی مردوں کی شکل میں نمودار ہوئے۔(2)

---

(1) امام مسلم،صحیح مسلم،امداد الملئکۃ فی غزوۃ بدر،الرقم 3309، ص214/9
اللبیھقی،دلائل النبوۃ،فاستقبل نبی اللہ ﷺ،الرقم 900، ص34/3
ابن حبان،الصحیح،التقلید والجرس لدواب،الرقم 4880، ص101/20
(2) اللبیھقی،دلائل النبوۃل،فمکث رسول اللہ ﷺ،الرقم 971، ص113/3

یہاں پر اگر یہ کہہ دیا جائے تو حرج نہیں کہ آسمانی فرشتے زمینی فرشتوں کی مدد کیلئے آئے۔ صحابہ کرام اگرچہ صورتاً انسان تھے۔مگر معناً فرشتے تھے۔ بدر کے دن فرشتے عمامے باندھے اترے تھے۔ان کے شملے کندھوں کے درمیان تھے ان عماموں کے رنگوں کے بارے میں مختلف روایات ہیں ۔سبز بھی تھے، سیاہ بھی تھے، زرد بھی تھے ممکن ہے آسمان سے اترنے والے مختلف گروپوں کے مختلف رنگ ہوں فرشتے مسلمانوں کے دلوں میں حوصلہ ہمت اور ثابت قدمی القا کرتے تھے (1)

جیسے شیطان لوگوں کے دلوں میں وہم ڈال سکتا ہے۔فرشتے نیک تخیلات پیدا کر سکتے ہیں اسی طرح فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کیا فرشتوں کے نزول میں کئی حکمتیں تھیں۔

☆ فرشتوں کا نزول خیر و برکت کا باعث بنا۔

☆ فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں میں استقامت پیدا کرنے کی خدمات انجام دیں۔

☆ مسلمانوں کی حمایت میں فرشتے اترے۔

☆ فرشتوں کو مسلمانوں کا معین و مددگار بنایا۔

☆ فرشتوں کے باعث کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔

☆ فرشتوں کو حکم تھا ان کی گردنیں ماردو اور پورے کاٹ دو۔

☆ فرشتوں اور بندوں کے مقتولین الگ الگ پہچانے جاتے تھے۔

☆ ابن عباس فرماتے ہیں محاذ جنگ میں یہ آواز سنی گئی اے حیزون آگے بڑھ حیزون جبریلؑ کے گھوڑے کا نام ہے۔ جب حضورؐ سے یہ بات عرض کی گئی تو آپؐ نے فرمایا یہ تیسرے آسمان کی امداد تھی۔ (2)

ابن عباس فرماتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جبریلؑ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے جنگ میں آراستہ ہیں سہیل بن حنیف سے ہے کہ بدر کے دن صحابی کی تلوار کا اشارہ ہی ہوتا تھا کہ کافر مرجاتا سہل

---

(1) الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص44/4

(2) امام مسلم،صحیح مسلم،امدادالملئکۃ فی غزوۃ بدر،الرقم3309 ، ص214/9
ابن حبان،صحیح ،التقلید والجرس،الرقم4880 ، ص101/20
اللبیھقی،دلائل النبوۃ،فاستقبل نبی اللہ ﷺ،الرقم900 ، ص34/3

بن سعد فرماتے ہیں ابوسعید نے مجھے کہا کہ اگر تو بدر میں ہوتا تو تجھے فرشتوں کے مقامات دکھاتا۔(1)

وصلی اللّٰه تعالٰی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

قیدیوں سے حسن سلوک

بدترین دشمن مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں مگر پھر بھی ان سے حسن سلوک کیا جارہا ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرمایا اور ساتھ ہی یہ فرمایا

استوصوا بالاُساریٰ خیراً (2)

قیدیوں سے حسن سلوک کرنا۔

چنانچہ صحابہ کرام کا یہ حال تھا جن کے پاس قیدی تھے وہ پہلے قیدیوں کو کھانا کھلاتے پھر خود کھاتے اگر کھانا نہ بچتا تو خود کھجور پر اکتفا کرتے۔

مصعب بن عمیرؓ کے حقیقی بھائی ابوعزیز بن عمیر بھی قیدیوں میں تھے۔ وہ اپنی کہانی اپنی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے جس گھر میں رہا ان کا یہ حال تھا کہ صبح وشام جو کچھ کھانا تیار ہوتا۔ وہ مجھے کھلا دیا کرتے اور خود کھجوروں پر اکتفا کرتے۔ مجھے شرم آتی کہ میں قیدی ہو کر کھانا کھا رہا ہوں۔ اور وہ گھر کے مالک ہو کر کھجور پر گزر کر رہے ہیں میں اسرار کرتا کہ آپ گھر والے کھانا کھائیں مجھے کھجوریں دے دیں تو وہ جواب دیتے کہ ہمیں حضور ﷺ نے قیدیوں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے بھلا ہم اس کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں حسن سلوک یہی ہے کہ آپ کھانا کھائیں۔(3)

حضور سید دو عالم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ ان سے کیا کیا جائے سیدنا عمر فاروقؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ دیا ہے کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ حضورؐ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا اور صحابہ کو پھر حسن سلوک کی طرف اس طرح توجہ دلائی۔

ان الله قد امکنکم منهم و انما هم اخوانکم بالامس۔(4)

---

(1) البیهقی، دلائل النبوة، اللهم انك ان تهلك هذه العصابه، الرقم 939 ، ص 78/3

(2) الطبرانی، المعجم الکبیر، باب 5، الرقم 18410، ص 248/16

(3) الاصبهانی، معرفة الصحابه، ابو عزیز بن عمیر العبدی، الرقم ، 6298 ص 365/20

(4) امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 13066 ، ص 113/27

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر غلبہ بخشا ہے اور یہ کل تمہارے بھائی تھے۔

ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میری رائے ہے کہ ان سے فدیہ لیکر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ یہ لوگ آپ ہی کی قوم کے ہیں عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی ہدایت دے دے اور پھر یہی لوگ کافروں کے مقابلہ میں ہمارے مددگار ہوں۔ حضورؐ نے اسی رائے کو پسند فرمایا۔(1)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا عمرؓ تیری شان حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی سی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم کے حق میں بددعا کی تھی۔ نوح علیہا لسلام نے عرض کی تھی کہ

رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا۔(2)

اے اللہ روئے زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑ

موسیٰؑ نے عرض کی تھی کہ

ربنا اطمس علیٰ اموالھم۔ (3)

اے اللہ ان کے مالوں کو مٹا دے۔

حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا اے ابوبکرؓ تیری شان حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ کی سی ہے۔ جنہوں نے اپنی اپنی قوم کیلئے دعائیں کیں تھیں۔

فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم۔(4)

جس نے میری پیروی وہ مجھ سے وابستہ ہے جس نے میری نافرمانی کی تو بڑی مغفرت والا ہے اور بڑی رحمت والا ہے۔

سیدنا عیسیٰؑ قیامت کو یہ فرمائیں گے۔

ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم۔(5)

---

(1) ابی شیبہ، مصنف، ص 673/7

(2) نوح، 26:71

(3) یونس، 88:10

(4) ابراھیم، 36:14

(5) المائدۃ، 118:5

اے اللہ اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اگر معاف کر دے تو
تو بڑی غالب حکمت والا ہے

حضور ﷺ کی شان رحمت نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔(1)

آپ صحابہؓ سے مشورہ فرما ہی رہے تھے کہ جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی حضورؐ آپ صحابہ کو ان کے قتل کرنے اور ان سے فدیہ لیکر چھوڑنے کا اختیار دے دیں۔حضورؐ نے اختیار دیا تو صحابہ نے فدیہ لیکر چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اور حضورؐ نے اس کی منظوری دے دی۔(2)

یہ وقت دشمن پر سختی کا تھا مگر پھر بھی یہاں رحمت کا غلبہ نظر آ رہا ہے حالانکہ اسلام مجرمین کے قتل کا حکم دیتا ہے مگر پھر بھی یہاں پر شفقت کا پہلو نمایاں ہے۔(الحمد للہ) اسلام سنگدلی، بے رحمی، فسادات سے پاک ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فدیہ کیا تھا

کسی کافر کو آزاد کر دینے کیلئے فدیہ کیا تھا تو وہ حسب حیثیت طے ہوا تھا۔ایک ہزار سے چار ہزار درھم تک تھا۔جو غریب تھے فدیہ ادا کرنے کے قابل نہ تھے۔انہیں کسی قسم کا معاوضہ لئے بغیر چھوڑ دیا گیا تھا۔(3)

جو لوگ قیدیوں میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ان سے یہ طے پایا کہ وہ دس ۱۰ دس ۱۰ بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور آزاد ہو جائیں۔یہی ان کا فدیہ ہے۔حضرت زید بن ثابتؓ نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔(4)

---

(1) الحاکم ،المستدرک علی الصحیحین،ما تقولون فی هئولاء،الرقم 4271 ، ص87/10
ابی شیبہ،مصنف ،ص476/8

(2) الحاکم ،المستدرک علی الصحیحین،والاصل من کتاب اللہ،الرقم 2570، ص224/6

(3) البیهقی،السنن الکبریٰ،ص68/9

(4) البیهقی،السنن الکبریٰ،ص322/16

ابوعزہ عمر بن عبداللہ بھی مساکین میں سے تھے اور فدیہ دینے کی طاقت نہ تھی۔ حضورؐ سے اپنی غربت کی کہانی سنائی اور چاہا کہ ان پر احسان کرا دیا جائے تو آپؐ نے انہیں بھی فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا۔ مگر ایک شرط عائد کی کہ اسلام کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کریں جو انہوں نے مان لی۔ اسی طرح مطلب بن حطب اور صیفی ابن ابی رفاعہ بلا فدیہ رہا ہوئے۔(1)

جونہی کفار کی شکست کی خبر مکہ مکرمہ میں پہنچی تو تہلکہ مچ گیا۔ ابولہب نے ابوسفیان سے پوچھا جنگِ بدر کا کیا بنا تو ابوسفیان نے کہا

والله ماهو الا ان لقينا القوم فمنحنا هم اكتافنا يغعون السلاح مناحيث شاء لقينا رجالاً بيضاً على خيل بلق بين السماء و الارض(2)

اللہ کی قسم کوئی خبر نہیں ہم ایک ایسی قوم کے مقابل ہوئے اور اپنے کندھے ان کے سپرد کر دیے جس طرح چاہتے تھے وہ ہم میں ہتھیار چلاتے تھے۔ اللہ کی قسم سفید مرد گھوڑوں پر سوار زمین و آسمان کے درمیان معلق ہمارے مقابل تھے۔

ابورافع کہتے ہیں میں نے کہا

والله تلك الملئكة

اللہ کی قسم یہ فرشتے تھے۔

ابولہب اس خبر پر شدید برہم ہوا۔ ایک ہفتہ گزرنے پر وہ شدید قسم کی طاعون میں مبتلا ہوا اور مر گیا لاش اس قدر بدبودار ہو چکی تھی کہ کوئی قریب سے نہیں گزر سکتا تھا۔ تین دن بعد بیٹوں نے شرم کے مارے ایک گڑھا کھدا کر لاٹھیوں سے گھسیٹ کر لاش کو دبا دیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ جب کبھی ابولہب کے گڑھے کے قریب سے گزرتیں تو کپڑے سے

(1) الشامی، سبل الهدیٰ والرشاد، ص72/4
السهيلی، الروض الانف، ص111/3
ابو محمد، سيرة ابن هشام، ص659/1

(2) الطبرانی، المعجم الكبير، الرقم 907، ص392
الحاكم، المستدرك على الصحيحين، ذكر اسلام عباس، الرقم 5411، ص332/12
البيهقی، دلائل النبوة، كنا آل العباس قد دخلنا، الرقم 1007، ص154/3

منہ ڈھانپ لیتی تھیں۔(1)

جیسا کہ حضور ﷺ جب دیار ثمود سے گزرتے تو چہرۂ انور کو کپڑے سے چھپا لیتے۔اور سواری کو تیز کر دیتے۔حضور علیہ السلام کے اسی عمل کے پیش نظر ہی سیدہ عائشہ صدیقہؓ منہ ڈھانپ لیا کرتی تھیں۔جونہی اہل مکہ کو شکست کی خبر ملی تو مکہ مکرمہ میں نوحہ شروع ہو گیا۔مسلسل ایک ماہ تک رونے پیٹنے کا سلسلہ جاری رہا۔ایک ماہ بعد منادی کرادی گئی کہ کوئی شخص گریہ زاری نہ کرے کہ مسلمان اس حالت کی خبر پا کر خوش ہونگے اور نہ ہی کوئی فدیہ دے ورنہ وہ فدیہ کی قیمت بڑھا دیں گے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چند رہائی پانے والوں کے نام

☆ جن چند افراد نے فدیہ دے کر رہائی حاصل کی۔ان میں ابو وراعہ بھی ہیں۔ان کے بیٹے حطب ابن ابی وراعہ رات کے وقت قریش سے چھپ کر مکہ مکرمہ سے نکلے اور مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے باپ کو ۴ ہزار درھم دے کر رہا کرایا اگرچہ کفار کا اعلان تھا کہ کوئی فدیہ دے کر قیدیوں کو نہ چھڑائے مگر اس پر عمل نہ ہوا اور آہستہ آہستہ ہر کوئی اپنے اپنے رشتہ دار کو چوری چھپے رہا کراتا رہا۔(3)

☆ انہیں قیدیوں میں سھیل بن عمر بھی تھے۔جو نہایت دانشمند اور فصیح تھے۔عام محفلوں میں حضور ﷺ اور اسلام کے خلاف تقریریں کرتے اشعار سناتے حضرت عمر فاروقؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے سھیل کے نچلے دو دانت توڑ دوں کہ آپ کے خلاف زبان نہ کھول سکے۔حضور ﷺ نے حسن سلوک کا مظاہرہ فرمایا فاروقؓ اعظم کو ایسا کرنے سے روک دیا اور فرمایا بعید نہیں کہ کبھی تمہیں ان کے ذریعہ سے خوشی مل جائے۔(4)

☆ چنانچہ صلح حدیبیہ میں ان کی کوششوں سے صلح کا معاملہ آگے بڑھا جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مبین

(1،2) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص67/4
ابوالفتح،عیون الاثر،ص350/1

(3) الطبرانی،المعجم الکبیر للطبرانی،قطعۃ من المفقود،ص366/18

(4) الحاکم،المستدرک علی الصحیحین للحاکم،سھیل بن عمرو،الرقم 5229،ص131/12
الاصبھانی،معرفۃ الصحابۃ،الرقم 2947 ، ص274/9

فرمایااور یہ فتح مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئی۔

☆ مسلمانوں کی قید سے رہائی پا جانے والوں میں عمرو بن ابوسفیان بھی تھا۔ابوسفیان سے کہا گیا اپنے بیٹے کو فدیہ دے کر چھڑالو تو اس نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرا بیٹا حنظلہ تو قتل ہوگیا اور دوسرے عمر کا فدیہ دوں۔جب تک چاہیں قید رکھیں۔اتفاق سے اسی دن سعد بن انصاری عمرہ کیلئے آئے تو ابوسفیان نے انہیں اپنے بیٹے کے بدلے میں گرفتار کرلیا۔انصار کی درخواست پر حضور ﷺ نے ابوسفیان کے بیٹے عمر کو دے کر حضرت سعد کو چھڑالیا۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابوالعاص کا فدیہ

☆ جنگِ بدر کے قیدیوں میں حضور ﷺ کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے۔ابوالعاص کے نکاح میں حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ تھیں۔حضرت خدیجہؓ الکبریٰ ابوالعاص کی خالہ تھیں۔ابوالعاص سے شفقت رکھتی تھیں۔حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کی درخواست پر ہی یہ نکاح ہوا تھا۔ابوالعاص مالدار دیانت دار اور بڑے تاجر تھے۔قریش نے ابوالعاص پر دباؤ ڈالا کہ تو محمد ﷺ کی **بیٹی** کو طلاق دیدے۔تیری شادی بہتر جگہ کردی جائیگی۔مگر ابوالعاص نے انکار کردیا اور کہا زینب جیسی شریف خاتون کے مقابلہ میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا۔(2)

ابوالعاص کی بیوی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابوالعاص کو رہا کرانے کیلئے بطور فدیہ اپنا ہار بھیجا۔ جو حضرت خدیجہؓ نے شادی کے وقت انہیں دیا تھا۔حضور ﷺ اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور صحابہ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ہار واپس کردو اور اس قیدی کو چھوڑ دو۔اسی وقت تسلیم ورضائے کے کشتگاں صدق وصفا کے پیکر صحابہ نے عمل کیا ہار واپس کردیا اور ابوالعاص کو چھوڑ دیا۔ابوالعاص سے یہ وعدہ لیا کہ مکہ مکرمہ جا کر زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیں۔(3)

---

(1) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص
السھیلی،الروض الانف،ص

(2) الطبرانی،المعجم الکبیر، ب 5،الرقم 18482،ص 282/16

(3) امام احمد،مسنداحمد،فی فداء الاسیر بالمال،الرقم ، ص
الحاکم،المستدرک علی الصحیحین،ذکر بنات رسول ﷺ،الرقم ، ص

چنانچہ ابوالعاص نے حسب وعدہ حضرت زینبؓ کو اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ جب کنانہ پہلے دن حضرت زینبؓ کو لے کر مکہ سے نکلا تو قریش نے شدید مزاحمت کی کہ اسمیں قریش کی ذلت ہے۔ اگر چہ ہمیں محمد ﷺ کی **بیٹی** کے مدینہ جانے پر اعتراض نہیں مگر ایسے کھلے جانا رسوائی ہے۔ کنانہ اب تم واپس مکہ چلو اور رات کو لے کر سفر کرو چنانچہ کنانہ نے یہ شرط منظور کر لی اور تین دن بعد رات کو سفر کیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حارثہؓ کو اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ فلاں جگہ جا کر رک جانا جب زینبؓ آ جائیں تو انہیں ہمراہ لے آنا۔ یہ لوگ اس جگہ میں پہنچے ہی تھے کہ کنانہ حضرت زینبؓ کو لیکر وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ حضرت زید اپنے ساتھی انصاری کے ساتھ حضرت زینبؓ کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور جنگ بدر کے ایک ماہ بعد حضرت زینبؓ مدینہ منورہ پہنچ گئیں اور ابو العاص مکہ میں مقیم رہے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابوالعاص سے تجدید نکاح

فتح مکہ سے قبل ابوالعاص تجارت کی غرض سے شام روانہ ہوئے شام سے واپسی پر مسلمانوں کے ایک دستہ نے انہیں گھیر لیا اور سارا مال و متاع ضبط کر لیا۔ ابوالعاص چھپ کر مدینہ منورہ حضرت زینبؓ کے ہاں پہنچ گئے حضور ﷺ صبح نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت زینب نے عورتوں کی طرف سے آواز دی لوگو میں نے ابوالعاص کو پناہ دیدی ہے۔ حضور ﷺ نے صبح نماز سے فارغ ہونے پر لوگوں سے پوچھا

ایھا الناس ھل سمعتم ما سمعت قالو نعم۔

لوگو کیا تم نے سنا جو کچھ میں نے سنا ہے سب نے عرض کی جی (اعلان) سنا ہے۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا

یجیر علی المسلمین ادناھم۔

---

(1) الطبرانی، المعجم الکبیر، ب 5، الرقم 18483، ص 282/16

مسلمانوں میں سے کوئی بھی پناہ دے سکتا ہے۔

یہ فرما کر اپنی **بیٹی** حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ **بیٹی** اس کا اکرام واحترام کرنا مگر تو اس پر حلال نہیں کہ تو مسلمان ہے وہ مشرک ہے۔ صحابہ سے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ابوالعاص کا ہم سے کیا تعلق ہے۔ اگر مناسب جانو تو اس کا مال واپس کر دو ورنہ وہ اللہ کا عطیہ جو اس نے تمہیں دیا اور تم ہی اس کے حقدار ہو۔ یہ سنتے ہی صحابہ نے سارا مال ومتاع واپس کر دیا۔ اور ابوالعاص سارا مال لیکر واپس مکہ مکرمہ چلے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر سامان تجارت میں جو جو شریک تھے۔ سب کو ان کا مال واپس کیا اور ان سے پوچھا

هل بقى لاحدٍ منكم عندى۔

تم میں سے کسی کا مال میرے پاس رہ تو نہیں گیا

سب نے جواب دیا۔

لا فجزاك الله خير الجزا۔

نہیں اللہ تجھے جزا دے

ابوالعاص تو معتمد شخص ہے۔ وفادار ہے کریم ہے۔ تو اس کے جواب میں ابوالعاص نے

اشهد ان لااله الا الله وان محمداً عبده ورسوله۔(373)

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے ہیں اور رسول ہیں۔

ابوالعاص نے کہا میں اس سے قبل اسلام نہیں لایا کہ تم کہیں یہ کہدو کہ میں نے مال ودولت سنبھالنے کیلئے اسلام قبول کیا ہے۔ اب میں نے تمہارا مال تمہیں پہنچا دیا اب میں ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔ پھر آپ مدینہ منورہ چلے آئے تو حضور ﷺ نے پھر حضرت زینبؓ کو ان کی زوجیت میں دیدیا۔ دوبارہ نکاح کیا گیا اکثر فقہا ومحدثین نے اسے ہی معتبر مانا ہے۔

وصلى الله تعالى على حبيبه سيّدنا محمدوعلى آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الطبرانی،المعجم الکبیر، ب 5،الرقم 18483،ص282/16

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ

بدر کے قیدیوں میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس بھی تھے۔ انہیں حضرت کعب بن عمر نے گرفتار کیا تھا۔حضرت عباس طاقتور تھے جبکہ کعب بن عمر کمزور تھے۔حضور ﷺ نے ابوالیسر کعب بن عمر سے پوچھا تو نے انہیں گرفتار کیسے کیا تو ابوالیسر کعب نے عرض کی حضور ایک شخص نے میری امداد کی جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا نہ بعد میں اور وہ اس شکل کا آدمی تھا۔تو آپ نے فرمایا

لقد اعانك عليه ملك كريم (1)

بے شک ایک عزت والے فرشتے نے تیری مدد کی۔

یہی روایت معجم طبرانی میں بھی ہے۔حضرت عباس کی بندش ذرا سخت تھی جس کے باعث آپ کراہنے لگے حضور ﷺ پریشان ہوگئے بند ڈھیلے کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس قدر رعائت دوسروں کو بھی دے دی جائے انصار نے عرض کی حضور ﷺ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں آپؐ نے فرمایا

والله لاتذرن منه درهما (2)

خدا کی قسم اس سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

حضرت عباس سے جب فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے اپنی ناداری کا ذکر کیا اور معذرت کی حضور ﷺ نے فرمایا چچا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور تمہاری بیوی ام فضل نے دفن کیا تھا۔تم نے کہا تھا اگر میں میدان جنگ میں مارا جاؤں تو اس مال سے گھر کا کام چلانا حضرت عباس یہ بات سنتے ہی حیران ہوگئے اور عرض کی میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں میرے اور ام فضل کے علاوہ کوئی بھی نہ جانتا تھا۔(3)

---

(1) امام احمد،مسنداحمد،مسند عبداللہ بن العباس،الرقم 3140، ص173/7

(2) ابن حبان،صحیح ،ا لتقلید والجرس لدواب،الرقم 4881 ، ص103/20
اللبیھقی،دلائل النبوۃ،الرقم1003 ، ص149/3
الطبرانی،المعجم الاوسط،الرقم4780 ، ص336/10

(3) امام احمد،مسنداحمد،مسند عبداللہ بن العباس،الرقم
الحاکم ،المستدرک علی الصحیحین ،ذکر اسلا م عباس،الرقم5418 ، ص339/12

آپ سے چار ہزار درہم فدیہ لیا گیا۔اس قدر فدیہ پر حضرت عباس نے عرض کی آپ نے مجھ سے زیادہ فدیہ اس لیے لیا ہے کہ میں قریبی ہوں۔قرابت کا تقاضا تو ہے کہ فدیہ کم ہوتو قرآن مقدس کا یہ حکم نازل ہو

یـاَیھـاَالـنبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یوتکم خیرا مماَ اخذ منکم(1)

اے نبی آپ ان قیدیوں سے کہہ دیں جو آپ کے قبضہ میں ہیں تم اس فدیہ پر افسوس نہ کرو اگر اللہ نے تمھارے دلوں میں کچھ بھلائی دیکھی تو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے کہیں زیادہ دے گا۔

حضرت عباس فرمایا کرتے تھے کاش اس وقت مجھ سے کئی گنا زیادہ فدیہ لے لیا جاتا اللہ تعالی نے جتنا مجھ سے لیا اس سے زیادہ مجھے دیا سو اوقیہ (چار ہزار درہم) کے بدلہ میں سو غلام عطا فرمائے(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نوفل بن حارث کا فدیہ

جنگ بدر کے قیدیوں میں نوفل بن حارث بھی تھے جب حضورﷺ نے ان سے فدیہ کا مطالبہ فرمایا تو انہوں نے بھی حضرت عباس کی طرح غربت کی شکائت کی تو حضورﷺ نے فرمایا نوفل وہ نیزے کہاں ہیں جو تم جدہ میں چھوڑ آئے ہو نوفل نے جھٹ کہا بخدا اللہ کے بعد میرے سوا کسی کو علم نے تھا میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں چنانچہ نوفل نے وہ نیزے فدیہ میں دیکر رہائی حاصل کی۔ان نیزوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔پھر حضورﷺ نے نوفل بن حارث اور حضرت عباس کے درمیان دوستی قائم فرمادی۔اور فرمایا زمانہ جاہلت میں بھی یہ دونوں دوست تھے اور تجارت میں بھی

---

(1) الانفال،70:8

(2) الطبری ،جامع البیان فی تفسیر القرآن،ص74/14

شریک رہے تھے۔(1)

فقیر کہتا ہے شائد دونوں کے قبول اسلام کی وجہ بھی ایک جیسی ہی **بنی** تھی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وہب بن عمیر کا قبول اسلام

وہب بن عمیر جو اسلام کے شدید دشمنوں میں شمار ہوتا تھا وہ بھی قیدیوں میں تھا۔ایک دن وہب کا باپ عمیر اور صفوان دونوں حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔کہ صفوان نے مقتولین بدر کا قصہ چھیڑ دیا۔عمیر نے کہا میرے بچوں کی حفاظت کا اہتمام ہو جاتا تو میں خود مدینہ جا کر محمد کو قتل کرآتا۔عمیر نے کہا قریش کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی کا مزہ نہیں رہا۔صفوان نے کہا گھر بار کی فکر مت کر۔میں ذمہ دار ہوں تو جا۔محمد کے قتل کا فریضہ ادا کر۔اسی وقت عمیر نے تلوار اٹھائی اور مدینہ روانہ ہو گیا۔جونہی اس نے مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر اونٹ بٹھایا تو سیدنا عمر فاروقؓ نے اس کی بدنیتی کو بھانپ لیا۔اور پکڑ کر حضور ﷺ کے سامنے لے گئے۔حضور ﷺ نے عمر فاروقؓ کو اسے چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔صفوان سے پوچھا تم آئے کیسے۔عرض کی اپنے قیدی کو چھڑانے آیا ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا سچ بولو کیا تو اور صفوان نے حطیم کے اندر بیٹھ کر میرے قتل کا منصوبہ نہیں بنایا تھا اور تم اسی غرض سے نہیں آئے۔کیا تو نے میرے قتل کا ذمہ نہیں لیا تھا۔عمیر نے تیرے اہل وعیال کی خبر گیری کا وعدہ نہیں کیا تھا۔جونہی عمیر نے نگاہ نبوت کے جوہر دیکھے۔جھٹ کہہ اٹھا

اشھد انك رسول اللّٰہ ان ھذا الحدیث کان بینی وبین صفوان فی الحجر حطیم لم یطلع علیہ احد غیری وغیرہ فاخبرك اللّٰہ فامنت باللّٰہ وبرسولہ (2)

میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔اس واقعہ کا میرے اور

---

(1) الحاکم،المستدرك علی الصحیحین،مناقب نوفل بن الحارث،الرقم ، ص

(2) البیھقی،دلائل النبوۃ،الرقم 1009، ص156/3

الطبرانی،المعجم الکبیر،الرقم13586 ، ص451/11

الاصبھانی،معرفۃ الصحابہ،الرقم4704 ، ص67/15

صفوان کے بغیر کسی کو علم نہ تھا۔اللہ نے آپ کو یہ بتا دیا۔پس میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا۔

ایک روایت میں یہ عنوان اس طرح ہے

واللہ انی اعلم مااتاك بہ الا اللہ فالحمد للہ الذی ھدانی لاسلام ثم تشھد (1)

اللہ کی قسم میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا آپ کو کسی نے اس واقعہ کی خبر نہیں دی۔شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اس پر حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ اور قرآن پڑھاؤ۔اس کے قیدی چھوڑ دو۔چنانچہ اسی وقت قیدی عمیر کے حوالے کر دیے گئے۔عمیر نے عرض کی حضور میں نے اللہ کے نور کو بجھانے کی بہت کوشش کی اور مسلمانوں کو بیحد ستایا تنگ کیا۔اب مجھے اجازت فرمائیں میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤں۔اور اللہ کے دشمنوں کو ستاؤں تا کہ پہلے کا بدل بن جائے۔(پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتے تھے) آپ نے اجازت فرما دی۔عمیر جب مدینہ منورہ سے واپس روانہ ہوئے تو صفوان لوگوں سے کہتا پھرتا تھا چند دنوں میں تمہیں عظیم خوش خبری سناؤں گا۔کہ تم بدر کے صدمہ کو بھول جاؤ گئے۔جونہی اسے عمیر کے قبول اسلام کی خبر پہنچی تو آگ بگولہ ہو گیا۔اور کہا اللہ کی قسم عمیر سے کبھی نہیں ملوں گا۔اور نہ اسے فائدہ پہنچاؤں گا۔آپ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مجاہدین بدر کے فضائل

☆ جنگ بدر میں شامل ہونے والے مجاہدین کا مقام بہت بڑا ہے۔حاطب ابن ابی بلتعہ کے مشہور واقعہ میں حضرت عمر فاروقؓ نے حاطب کے متعلق سخت رویہ اختیار کیا۔تو حضور ﷺ نے فرمایا

(1) الطبرانی،المعجم الکبیر،الرقم 13586 ، ص 451/11

ان للہ اطلع فی اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد وجبت لکم الجنتہ(1)

بیشک اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور کہا جو چاہو کرو جنت تمہارے لئے واجب ہو چکی ہے۔

اعملو ماشتم

کی اجازت کا معنی گناہوں کی اجازت دینا نہیں بلکہ ان کی سچائی اخلاص اور قرب خداوندی کو ظاہر کرنا ہے۔ مرتے دم تک ان کے قدم پھسلنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ معصیت و نافرمانی کی ان کے دلوں میں کہیں گنجائش ہی نہیں۔ اگر بالفرض کہیں ایک لمحہ کے لیے صدور ہو تو فوراً توبہ و استغفار سے ازالہ ہو جاتا ہے۔

☆ سیدنا جابرؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا

لن یدخل النار احد شھد بدراً (2)

جو شخص بدر میں حاضر ہوا وہ جہنم میں ہرگز نہ جائے گا۔

☆ حضرت رافعؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ جبریلؑ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ اہل بدر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ سب سے افضل اور بہتر ہیں۔ جبریلؑ نے عرض کی اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں (3)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، فضل من شھد بدر، الرقم 3684 ، ص 378/12
امام مسلم، صحیح مسلم، فضائل اھل بدر، الرقم 4550 ، ص 291/12
ابی دائود، السنن، فی حکم الجاسوس اذا کان مسلماً، الرقم 2279 ، ص 245/7
امام احمد، مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، الرقم 566 ، ص 72/2

(2) ابی شیبہ، مصنف ، ص 483/8
الطبرانی، المعجم الاوسط، اسمہ علی، الرقم 3965 ، ص 18/9

(3) البخاری، صحیح البخاری، شھود الملئکۃ بدراء، الرقم 3692، ص 387/12
البیھقی ، دلائل النبوۃ، سئل جبریل النبی ﷺ، الرقم 1012، ص 160/3
امام احمد، مسند احمد، رافع بن خدیج، الرق 15260، ص 459/31
ابن ماجہ، السنن ، فضل اھل بدر، الرقم 156، ص 188/1

بدری صحابہ کے اسماء گرامی

علماء ومحدثین نے مجاہدین بدر کے اسماء گرامی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ دوانی فرماتے ہیں ہم نے مشائخ سے سنا ہے کہ اہل بدر کے ذکر کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

حضور ﷺ	سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ	سیدنا عمر بن الخطابؓ
سیدنا عثمان بن عفانؓ	سیدنا علی بن ابی طالبؓ	سیدنا حمزہؓ
سیدنا ابو کبشہ فارسی	سیدنا ابو مرثد کنعانؓ	سیدنا مرثد بن ابی مرثدؓ
سیدنا عبیدہ بن حارثؓ	سیدنا طفیل بن حارثؓ	سیدنا حصین بن حارثؓ
سیدنا مسطحؓ	سیدنا ابو حذیفہؓ	سیدنا سالم مولی ابی حذیفہؓ
سیدنا صبیحؓ	سیدنا عبداللہ بن جحشؓ	سیدنا عکاشہ بن محصنؓ
سیدنا شجاع بن وہبؓ	سیدنا عقبہ بن وہبؓ	سیدنا یزید بن رقیشؓ
سیدنا ابو سنان بن محصنؓ	سیدنا سنانؓ	سیدنا محرز بن نضلہؓ
سیدنا ربیع بن اکثمؓ	سیدنا ثقف بن عمرؓ	سیدنا مالک بن عمرؓ
سیدنا مدلج بن عمرؓ	سیدنا سویدؓ	سیدنا عتبہ بن غزوانؓ
سیدنا خبابؓ	سیدنا زبیر بن عوامؓ	سیدنا حاطب بن ابی بلتعہؓ
سیدنا سعد کلبیؓ	سیدنا عمیر بن ابی وقاصؓ	سیدنا سویبط بن سعدؓ
سیدنا عبدالرحمان بن عوفؓ	سیدنا ابی وقاصؓ	سیدنا مقداد بن عمرؓ
سیدنا مسعود بن ربیعہؓ	سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ	سیدنا ذوالشمالین
سیدنا خباب بن ارتؓ	سیدنا بلال بن ریاحؓ	سیدنا عامر بن فہیرہؓ
سیدنا صہیب بن سنانؓ	سیدنا طلحہ بن عبیدؓ	سیدنا ابو سلمہؓ
سیدنا شماس بن عثمانؓ	سیدنا ارقم بن ارقمؓ	سیدنا عمار بن یاسرؓ
سیدنا معتب بن عوفؓ	سیدنا زید بن خطابؓ	سیدنا مہجعؓ

سیدنا عمر بن سراقہؓ	سیدنا عبداللہ بن سراقہؓ	سیدنا واقد بن عبداللہؓ
سیدنا خولی بن ابی خولیؓ	سیدنا مالک بن ابی خولیؓ	سیدنا عامر بن ربیعہؓ
سیدنا عامر بن بکیرؓ	سیدنا عاقل بن بکیرؓ	سیدنا خالد بن بکیرؓ
سیدنا ایاس بن بکیرؓ	سیدنا سعید بن زیدؓ	سیدنا عثمان بن مظعونؓ
سیدنا سائب بن عثمانؓ	سیدنا قدامہ بن مظعونؓ	سیدنا عبداللہ بن مظعونؓ
سیدنا معمر بن حارثؓ	سیدنا خنیس بن حذافہؓ	سیدنا ابوسیرہ بن ابی وھمؓ
سیدنا عبداللہ بن مخرمہؓ	سیدنا عبداللہ بن سہیلؓ	سیدنا عمر بن عوفؓ
سیدنا سعد بن خولہؓ	سیدنا ابوعبیدہ عامرؓ	سیدنا عمرو بن حارثؓ
سیدنا سہیل بن وہبؓ	سیدنا صفوان بن وہبؓ	سیدنا عمر بن ابی سرحؓ
سیدنا وہب بن سعدؓ	سیدنا حاطب بن عمرؓ	سیدنا عیاض بن ابی زہیرؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (یہ تمام صحابہ کرام مہاجرین میں سے تھے)(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انصار بدریین کے اسماء گرامی

سیدنا سعد بن معاذؓ	سیدنا عمر بن معاذؓ	سیدنا حارث بن اوسؓ
سیدنا حارث بن انسؓ	سیدنا سعد بن زیدؓ	سیدنا سلمہ بن سلامہؓ
سیدنا عباد بن بشرؓ	سیدنا سلمہ بن رقشؓ	سیدنا رافع بن یزیدؓ
سیدنا حارث بن خزیمہؓ	سیدنا محمد بن مسلمہؓ	سیدنا مسلمہ بن اسلمؓ
سیدنا ابوالہیثمؓ	سیدنا عبید بن تیہانؓ	سیدنا عبداللہ بن سہلؓ
سیدنا قتادہ بن نعمانؓ	سیدنا عبید بن اوسؓ	سیدنا نصر بن حارثؓ

(1) ابن حجر، فتح الباری، سمی اھل بدر، ص 357/11
ابو محمد، سیرت ابن ھشام، حضر بدرا من المسلمین، ص 677/1

سیدنا معتب بن عبیدؓ
سیدنا ابوعیس بن جبیرؓ
سیدنا معتب بن قشیرؓ
سیدنا مبشر بن منذرؓ
سیدنا خویم بن ساعدہؓ
سیدنا ثعلبہ بن حاطبؓ
سیدنا حاطب بن عمرؓ
سیدنا معن بن عدیؓ
سیدنا ربیع بن رافعؓ
سیدنا ابوضیاح بن ثابتؓ
سیدنا حارث بن نعمانؓ
سیدنا ابوعقیلؓ
سیدنا حارث بن عرفجہؓ
سیدنا مالک بن نمیلہؓ
سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ
سیدنا سماک بن سعدؓ
سیدنا عبداللہ بن عیسؓ
سیدنا عبداللہ بن زیدؓ
سیدنا تمیم بن بقاءؓ
سیدنا عبداللہ بن عرفطہؓ
سیدنا اوس بن خولیؓ
سیدنا رفاعہ بن عمرؓ
سیدنا عامر بن بکیرؓ

سیدنا عبداللہ بن طارقؓ
سیدنا ابوبردہؓ
سیدنا عمر بن معبدؓ
سیدنا رفاعہ بن عبدالمنذرؓ
سیدنا رافع بن عنجدہؓ
سیدنا ابولبابہؓ
سیدنا عاصم بن عدیؓ
سیدنا ثابت بن اقرمؓ
سیدنا عبداللہ بن حمیرؓ
سیدنا ابوحنہ بن ثابتؓ
سیدنا خوات بن جبیرؓ
سیدنا سعد بن خثیمہؓ
سیدنا تمیمؓ
سیدنا نعمان بن عصرؓ
سیدنا خلاد بن سویدؓ
سیدنا سبیع بن قیسؓ
سیدنا یزید بن حارثؓ
سیدنا حریث بن زیدؓ
سیدنا عبداللہ بن عمیرؓ
سیدنا عبداللہ بن ربیعؓ
سیدنا زید بن وریعہؓ
سیدنا عامر بن سلمہؓ
سیدنا نوفل بن عبداللہؓ

سیدنا مسعود بن سعدؓ
سیدنا عاصم بن ثابتؓ
سیدنا سہل بن حنیفؓ
سیدنا معبد بن عبیدؓ
سیدنا عبید بن ابی عبیدؓ
سیدنا حارث بن حاطبؓ
سیدنا انیس بن قتادہؓ
سیدنا عبداللہ بن سلمہؓ
سیدنا عاصم بن قیسؓ
سیدنا سالم بن عمیرؓ
سیدنا منذر بن محمدؓ
سیدنا منذر بن قدامہؓ
سیدنا جبیر بن عتیکؓ
سیدنا خارجہ بن زیدؓ
سیدنا بشیر بن سعدؓ
سیدنا عباد بن قیسؓ
سیدنا خبیب بن اسافؓ
سیدنا سفیان بن بشرؓ
سیدنا زید بن مزینؓ
سیدنا عبداللہ بن عبداللہؓ
سیدنا عقبہ بن وہبؓ
سیدنا معبد بن عبادؓ
سیدنا عبادہ بن صامتؓ

سیدنا اوس بن صامتؓ
سیدنا نعمان بن مالکؓ
سیدنا ثابت بن ہزالؓ
سیدنا مالک بن رہشمؓ
سیدنا ربیع بن ایاسؓ
سیدنا ورقہ بن ایاسؓ
سیدنا عمر بن ایاسؓ
سیدنا مجذر بن زیادؓ
سیدنا عابد بن خشخاشؓ
سیدنا نجاب بن ثعلبہؓ
سیدنا عبداللہ بن ثعلبہؓ
سیدنا عتبہ بن ربیعہؓ
سیدنا ابودجانہؓ
سیدنا منذر بن عمرؓ
سیدنا ابواسید مالک بن ربیعہؓ
سیدنا مالک بن مسعودؓ
سیدنا عبدربہؓ
سیدنا کعب بن حمارؓ
سیدنا حمزہ بن عمرؓ
سیدنا زیاد بن عمرؓ
سیدنا ابوعمیسؓ
سیدنا عبداللہ عامرؓ
سیدنا فراش بن سلمہؓ
سیدنا خباب بن منذرؓ
سیدنا عمیر بن حمامؓ
سیدنا عبداللہ بن عمرؓ
سیدنا معاذ بن عمرؓ
سیدنا معوذ بن عمرؓ
سیدنا خلد بن عمرؓ
سیدنا عقبہ بن عامرؓ
سیدنا حبیب بن اسودؓ
سیدنا ثابت بن ثعلبہؓ
سیدنا عمیر بن حارثؓ
سیدنا بشر بن براؓ
سیدنا طفیل بن مالکؓ
سیدنا طفیل بن نعمانؓ
سیدنا سنان بن معنؓ
سیدنا عبداللہ بن عدیؓ
سیدنا عتبہ بن عبداللہؓ
سیدنا جبار بن صخرؓ
سیدنا عبداللہ بن حمیرؓ
سیدنا یزید بن منذرؓ
سیدنا معقل بن منذرؓ
سیدنا عبداللہ بن نعمانؓ
سیدنا ضحاک بن حارثہؓ
سیدنا سواد بن زریقؓ
سیدنا معبد بن قیسؓ
سیدنا عبداللہ بن قیسؓ
سیدنا عبداللہ بن منافؓ
سیدنا جابر بن عبداللہؓ
سیدنا خلید بن قیسؓ
سیدنا نعمان بن سنانؓ
سیدنا ابومنذر یزید بن عامرؓ
سیدنا سلیم بن عمرؓ
سیدنا قطبہ بن عامرؓ
سیدنا عنترہؓ
سیدنا عیسی بن عامرؓ
سیدنا ثعلبہ بن غنمہؓ
سیدنا ابوالیسر کعبؓ
سیدنا سہل بن قیسؓ
سیدنا عمر بن طلقؓ
سیدنا معاذ بن جبلؓ
سیدنا قیس بن محضؓ
سیدنا حارث بن قیسؓ
سیدنا جبیر بن ایاسؓ
سیدنا اشغب بن عثمانؓ
سیدنا عقبہ بن عثمانؓ
سیدنا زکوان بن عبدقیسؓ
سیدنا مسعود بن خلدہؓ

سیدنا عباد بن قیسؓ	سیدنا اسعد بن یزیدؓ	سیدنا خاکہ بن بشرؓ
سیدنا معاذ بن ماعصؓ	سیدنا عائذ بن ماعصؓ	سیدنا مسعود بن سعدؓ
سیدنا رفاعہ بن رافعؓ	سیدنا خلاد بن رافعؓ	سیدنا عبید بن زیدؓ
سیدنا زیاد بن لبیدؓ	سیدنا فروہ بن عمرؓ	سیدنا خالد بن قیسؓ
سیدنا جبلہ بن ثعلبہؓ	سیدنا عطیہ بن نویرہؓ	سیدنا خلیفہ بن عدیؓ
سیدنا عمارہ خزمؓ	سیدنا سراقہ بن کعبؓ	سیدنا حارثہ بن نعمانؓ
سیدنا سلیم بن قیسؓ	سیدنا سہیل بن رافعؓ	سیدنا عدی بن زغباؓ
سیدنا مسعود بن اوسؓ	سیدنا ابوخزیمہؓ	سیدنا رافع بن حارثؓ
سیدنا عوف بن حارثؓ	سیدنا معوذ بن حارثؓ	سیدنا معاذ بن حارثؓ
سیدنا نعمان بن عمرؓ	سیدنا عامر بن مخلدؓ	سیدنا عبداللہ بن قیسؓ
سیدنا عصیمہ اشجعیؓ	سیدنا وریعہ بن عمرؓ	سیدنا ابوالحمراؓ
سیدنا ثعلبہ بن عمرؓ	سیدنا سہل بن عتیکؓ	سیدنا حارثہ بن صمہؓ
سیدنا ابی بن کعبؓ	سیدنا انس بن معاذؓ	سیدنا اوس بن ثابتؓ
سیدنا ابوشیخ بن ثابتؓ	سیدنا ابوطلحہ بن سہلؓ	سیدنا حارثہ بن سراقہؓ
سیدنا عمر بن ثعلبہؓ	سیدنا سلیط بن قیسؓ	سیدنا ابوسلیط بن عمرؓ
سیدنا ثابت بن خنساءؓ	سیدنا عامر بن امیہؓ	سیدنا محرز بن عامرؓ
سیدنا سوار بن غزیہؓ	سیدنا ابوزید قیسؓ	سیدنا ابوالاعود بن حارثؓ
سیدنا سلیم بن ملحانؓ	سیدنا حرام بن ملحانؓ	سیدنا قیس بن ابی صعصہؓ
سیدنا عبداللہ بن کعبؓ	سیدنا عصیمہ اسدیؓ	سیدنا ابوداؤد ضمیر بن عامرؓ
سیدنا سراقہ بن عمرؓ	سیدنا قیس بن مخلدؓ	سیدنا نعمان بن عبدؓ
سیدنا سماک بن عبدؓ	سیدنا سلیم بن حارثؓ	سیدنا جابر بن خالدؓ
سیدنا سعد بن سہیلؓ	سیدنا کعب بن زیدؓ	سیدنا بجیر بن ابی بجیرؓ
سیدنا عتبان بن مالکؓ	سیدنا نبیل بن حریرہؓ	سیدنا عصمہ بن الحصینؓ

سیدنا بلال بن المعلیٰؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شہداء بدر کے اسماء گرامی

سیدنا صفوان بن بیضاؓ۔ یہ میدان بدر میں طعمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (2)

سیدنا مہجع بن صالحؓ۔ کے بارے میں سعید بن مسیّب فرماتے ہیں شہادت کے وقت ان کی زبان پر یہ کلمات تھے

انا مھجع والی ربی ارجع (3)

میں مہجع ہوں اور اپنے رب کی طرف لوٹنے والا ہوں۔

سیدنا عاقل بن بکیرؓ۔ چونتیس سال کی عمر میں شہید ہوئے دارارقم میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ اسلام لانے سے پہلے ان کا نام غافل تھا۔ پھر حضور ﷺ نے عاقل رکھا۔ (4)

سیدنا ذوشمالینؓ۔ بعض نے لکھا ہے۔ ذوشمالین اور زوالیدین ایک ہی شخص کے دونام ہیں۔ مگر جمہور محدثین کے نزدیک یہ دوالگ الگ شخصوں کے نام ہیں۔ (5)

سیدنا عمیر بن ابی وقاصؓ یہ سعد بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی ہیں۔ جنگ بدر کے موقع پر ان کی عمر سولہ سال تھی۔ جب لوگ جنگ کے لئے اکٹھے ہوئے تو یہ چھپ رہے تھے۔ حضرت سعد نے پوچھا ایسا کیوں کرر ہے ہو۔ عرض کی میں چھوٹا ہوں۔ ڈر لگتا ہے۔ کہیں حضور ﷺ مسترد نہ کردیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں جہاد کروں۔ جب حضور ﷺ نے فوجیوں کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش

---

(1) سیرت ابن ھشام، الانصار ومعھم، ص685/1

ابن حجر، فتح الباری، سمی اھل بدر، ص357/11

(2) أبو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی بالولاء، البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (المتوفی:230) الطبقات الکبری، ص416/3

(3) ابی شیبہ، المصنف، ص478/8

الھندی، کنز العمال، الرقم29985، ص409/10

(4) أبو الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی الجزری، عزالدین ابن الأثیر (المتوفی:630ھ) اسدالغابہ، ص54/2

(5) ابن الأثیر، اسدالغابہ، ص342/1

کئے گئے۔آپؓ نے عمر تھوڑی ہونے کے باعث واپس چلے جانے کا حکم دیا۔تو یہ رو پڑے۔آپؐ نے ان کے پیار و محبت کو دیکھ کر اجازت فرمادی۔جنگ میں شامل ہوئے اور جام شہادت نوش کیا۔(1)

سیدنا عبید بن حارثؓ۔میدان جنگ میں ان کا پاؤں کٹ گیا تھا۔مقام صفراء پہنچ کر وفات پائی۔حضور ﷺ کے حکم سے وہیں دفن کر دیئے گئے۔ایک موقع پر حضور ﷺ صحابہؓ کرام کے ساتھ مقام صفراء سے گزرے تو صحابہؓ نے عرض کی حضور ﷺ یہاں خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔فرمایا ہاں۔یہاں ابو معاویہؓ۔عبید بن حارثؓ کی قبر ہے۔(2)

سیدنا یزید بن حارثؓ۔نے بھی میدان بدر میں جام شہادت نوش فرمایا۔(3)

سیدنا میسرہ بن عبدالمنذرؓ۔کا نام بھی شہداء بدر میں آتا ہے۔(4)

سیدنا سعد بن خیثمہ انصاریؓ۔بھی شہداء بدر میں شامل ہیں۔انہیں شہید ابن شہید کہا جائے تو بے جا نہیں۔خود بدر میں اور والد گرامی حضرت خیثمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ایک موقع پر حضور ﷺ نے حضرت سعد کو **بنی** عمر کا نقیب بھی بنایا تھا۔حضور ﷺ نے جب ابوسفیان کا تجارتی قافلہ روکنے کا حکم دیا۔تو خیثمہ نے سعد سے کہا تم گھر ٹھہرو اور مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جانے دو۔تو اس پر حضرت سعد نے انکار کر دیا۔اور بڑی محبت بھری بات کی۔

لو کان غیر الجنته اثر تك به انی ارجوالشهادت فی وجهی (5)

جنت کے سوا اگر کوئی اور معاملہ ہوتا تو ضرور ایثار کرتا۔اور آپ کو اپنی جان پر ترجیح دیتا۔لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی امید رکھتا ہوں۔

---

(1) ابن حجر العسقلانی،الاصابة فی معرفة الصحابه،ذکر فی اسمه عمیر،ص320/2
ابن الاثیر، اسدالغابه،ص376/2
ابن سعد،الطبقات الکبری،ص149/3

(2) ابن سعد،الطبقات الکبری،ص52/3

(3) ابن سعد،الطبقات الکبری،ص533/3
ابن الاثیر، اسدالغابه،ص394/1

(4) ابن سعد،الطبقات الکبری،ص456/3
ابن الاثیر، اسدالغابه،ص368/1

(5) ابن حجر العسقلانی،الاصابة فی معرفة الصحابه،ذکر فی اسمه سعد،ص426/1
ابن سعد،الطبقات الکبری،ص481/3

اس پر باپ اور بیٹے کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ حضرت سعدؓ کامیاب ہو گئے۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ میدان بدر کی طرف گئے۔

سیدنا عمیر بن حمام انصاریؓ۔ یہ بھی میدان بدر میں شہید ہوئے۔ سیدنا انسؓ سے ہے۔ حضور ﷺ نے میدان بدر میں فرمایا لوگوں جنت کے لئے اٹھو جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ فوراً حضرت عمیرؓ نے کہا

بخ بخ

واہ واہ

حضور ﷺ نے فرمایا عمیر تجھے کس چیز نے

بخ بخ

کہنے پر آمادہ کیا۔ عمیرؓ نے عرض کی حضور (ﷺ) اللہ کی قسم اور کچھ بھی نہیں صرف یہی تمنا ہے کہ شائد میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا

انك من اهلها (1)

بیشک تو جنتی ہے۔

اس بشارت کے بعد حضرت عمیرؓ نے کھجوریں کھانا شروع کیں۔ مگر فوراً پھینک دیں اور یہ کہا اگر ان کے کھانے میں مصروف ہو گیا۔ تو کیا خبر دیر ہو جائے۔ فوراً جنگ کی طرف چلے گئے۔ اور قتال میں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ روایت ہے کہ عمیر نے تلوار لی اور یہ کلمات پڑے۔

رکضا الی الله بغیر زاد الا التقی وعمل المعاد والصبر فی الله علی الجهاد

اللہ کی طرف بغیر توشہ کے دوڑو مگر تقوی اور عمل آخرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ساتھ لو۔

---

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، ثبوت الجنة للشهيد، الرقم 3520، ص 500/9
امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 11949، ص 495/24
ابی عوانه، المستخرج، بيان ثواب الشهيد، الرقم 5931، ص 328/14

وکل زاد عرضۃ الفناأہ غیر التقی والبر والر شأد(1)

اور ہر توشہ کوفنا ہے۔ مگر تقوی اور بھلائی اور رشد کا توشہ نہ خراب ہوسکتا ہے نہ فنا۔

سیدنا رافع بن معلیٰ انصاریؓ۔ بھی شہداء بدر میں سے ہیں۔ یہ عکرمہ بن ابی جہل کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سیدنا حارثہ بن سراقہؓ یہ دونوں باپ بیٹا شہید ہیں۔ حضرت حارثہ غزوہ بدر میں اور حضرت سراقہ غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔(2)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ غزوہ بدر سے واپس آئے تو حضرت حارثہ کی والدہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور ﷺ آپ جانتے ہیں مجھے حارثہ سے شدید محبت تھی۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک جنت نہیں اس کے لئے بہت سی جنتیں ہیں بلاشبہ وہ جنت الفردوس میں ہے۔(3)

سیدنا عوف بن حارث انصاریؓ اور حضرت معوذ بن حارث انصاری یہ دونوں بھائی ہیں والدہ کا نام عفرا ہے۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں بدر میں جو شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان پر تجلی فرمائی اور اپنے دیدار سے نوازا اور فرمایا میرے بندو اور کیا چاہتے ہو عرض کی یا اللہ ہماری روحیں پھر جسموں میں لوٹا دی جائیں تا کہ پھر تیری راہ میں قتل ہو جائیں۔(4)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشأد،ص45/4
ابن کثیر،السیرۃ النبویہ ،ص422/2

(2) ابو محمد،سیرۃ ابن ھشأم،من استشھد یوم بدر،ص707/1

(3) البخأری،صحیح البخأری،فضل من شھد بدرا، الرقم3683،ص377/12
امأم احمد،مسنداحمد،مسند انس بن مألك،الرقم13287،ص334/27
ابن حبأن ،صحیح ،الرقم7515،ص310/30
النسأئی،السنن الکبریٰ،الرقم8231،ص64/5

(4) الزرقأنی،المواھب الدنیہ،ص445/1

حضرت عبیدہ کی جانثاری

اسی جنگ بدر میں عتبہ نے وار کر کے حضرت عبیدہ کے پیر کاٹ دیئے۔ سیدنا علی المرتضی اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما دونوں نے حضرت عبیدہ کو اٹھایا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ عبیدہ کی پنڈلی سے خون جاری تھا۔ حضور ﷺ سے عرض کی کیا میں شہید ہوں آپؐ نے فرمایا ہاں تو شہید ہے۔ تو اس پر حضرت عبیدہؓ نے کہا کاش ابو طالب ہوتے تو وہ یقین کرتے کہ ان کے اس شعر کے حقدار ہم زیادہ ہیں۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ   ونذ ھل عن ابناء نا والحلائل

ہم محمد ﷺ کو اس وقت دشمنوں کے حوالے کر سکتے ہیں جب ہم سب ان سے پہلے قتل کر دیئے جائیں اور اپنی اولاد اور بیویوں سے بے خبر ہو جائیں۔

فان یقطعو رجلی فانی مسلم   ارجی بہ عیشاً من اللہ عالیاً

اگر کافروں نے میرا پیر کاٹ دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے صلہ میں بہت ہی مفید عیش کا امیدوار ہوں۔

والبسنی الرحمن من فضل منہ   باسامن الاسلام عظی المساویاً

اللہ نے اپنی مہربانی سے مجھے اسلام کا لباس پہنایا جس نے تمام برائیوں کو ڈھانپ لیا۔(1)

معلوم ہوتا ہے اصل لباس تقوی کا ہی ہے۔ اسلام کا ہی ہے۔ یہ لباس نہ ہو تو آدمی برہنہ ہے۔ ظاہری طور پر اگرچہ اس برہنگی کو محسوس نہ کیا جائے مگر حقیقتاً صاحب نظر لوگوں پر یہ برہنگی واضح ہوتی ہے۔ حضرت لبیدؓ کا ایک شعر بھی اسی عنوان کی تائید کرتا ہے۔

---

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص23/2
السھیلی، الروض الانف، ص198/3

الحمد للہ اذلم یأتنیأجلی حتی اکتسیت من الاسلام سربالا

اس شعر میں بھی حضرت لبید نے اپنے قبول اسلام پر خدا کی حمد بیان کی ہے کہ اس نے اسلام کے لباس سے مزین فرمایا ہے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حق گوئی

عتبہ اور شیبہ جنگ بدر میں جانا نہیں چاہتے تھے۔ابوجہل کی طعنہ زنی سے بادل ناخواستہ تیار ہو گئے۔ان کے ایک غلام تھے۔حضرت عداسؓ جو عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام لا چکے تھے۔انہوں نے عتبہ اور شیبہ کی منت سماجت کی۔کہ بدر میں نہ جائیں۔اور یہ کہا

ابی وامی انتما واللہ انہ لرسول اللہ وماتسا قان الا مصارعکما

میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔خدا کی قسم محمد ﷺ برحق اللہ کے رسول ہیں۔اور تم اپنی قتل گاہوں کی طرف ہانکے جا رہے ہو۔

عاص بن شیبہ نے عداس سے کہا وہ واقعی رسول ہیں۔عداس کانپ اٹھے اور کہا

ای واللہ انہ رسول اللہ الی الناس کافۃ (2)

ہاں خدا کی قسم وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔جو تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

ابوجہل کی طرف سے دیئے گئے طعنوں کو دور کرنے کے لئے عتبہ اور شیبہ میدان جنگ میں کودے۔اور قتل ہو گئے۔ان کے مارے جانے کے بعد پھر میدان جنگ بھڑک اٹھا۔حضور ﷺ اپنی قلیل تعداد اور کفار کی کثرت کو دیکھتے بارگاہ قدس میں سربسجود ہوتے تھے۔عجز وانکساری کی حالت طاری تھی دعا میں بے خودی کا یہ عالم تھا کہ چادر بار بار کندھوں سے گر جاتی تھی۔سیدنا علی مرتضی نے آپ کو سجدے میں گرے پڑے دیکھا اور

---

(1) السہیلی،الروض الانف،ص347/4

(2) ابن حجر العسقلانی،الاصابۃفی معرفۃ الصحابہ،ص242/2

یاحیی یاقیوم

پڑھتے سنا اور حضور ﷺ کی زبان مبارک پر یہ انقلابی دعا تھی

اللھم انجزلی ماوعدتنی اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض(1)

اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے پورا فرمادے اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہیں ہوگی۔

اس دعا کے الفاظ مبارکہ سے دو باتیں واضح ہورہی ہیں۔ایک تو مسلمانوں کو ہلاکت سے بچانے کی دعا ہے۔اوردوسری روئے زمین پر خدائے قدوس کی عبادت پھیلنے کی درخواست ہے۔یہ دعا دیر تک جاری رہی۔سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کی

حسبك فقدالحجت علی ربك (2)

حضور ﷺ بس کافی ہے۔آپ نے اپنے رب سے بہت عاجزی سے دعا کرلی ہے۔

اس دعا اور صدیق اکبرؓ کی التجا پر یہی کہا جاسکتا ہے۔کہ سیدنا صدیق اکبرؓ مقام امید کے پیش نظر عرض کررہے ہیں۔اور محبوب پاک ﷺ مقام خوف میں عجزوانکساری کررہے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک خواب کی تعبیر

واقعہ بدر کے دنوں حضور ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھی تھی۔کہ ایک آدمی اونٹ پرسوار آیا ہے اورابطح میں اونٹ بٹھا کر یہ اعلان کررہا ہے

الا انفرویاآل مدر عصارعکم فی ثلاث (3)

(1،2) امام مسلم،صحیح مسلم،امداد الملئکۃ فی غزوۃ بدر،الرقم3309،ص214/9
الترمذی،السنن،من سورۃ الانفال،الرقم3006،ص246/10
امام احمد،مسنداحمد،مسند عمر بن الخطاب،الرقم216،ص220/1

(3) الحاکم،المستدرك علی الصحیحین ،عاتکہ بنت عبد المطلب،الرقم4264،ص80/10
الطبرانی ،المعجم الکبیر،باب،5الرقم20314،ص77/18

اے اہل غدر اپنے مقتل کی طرف تین دن میں نکل جاؤ

چونکہ نے اہل مکہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے غدر کیا تھا اس لئے خواب میں اہل غدر کہا گیا ہے۔لوگ اس اعلان کرنے والے کے گرد جمع ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد حرام شریف میں چلا گیا اور یہی اعلان کیا۔ پھر وہی شخص جبل ابی قبیس پر چڑھا اور وہی اعلان کیا اور وہاں سے ایک پتھر پھینکا جب وہ پتھر پہاڑ کے دامن میں پہنچا تو چور چور ہو گیا۔اس کے ذرات مکہ کے ہر گھر میں پہنچ گئے۔ عاتکہ نے بیدار ہوتے ہی یہ خواب حضرت عباسؓ کو بتائی اور کہا بھائی تیری قوم پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔حضرت عباسؓ نے یہی خواب ولید بن عتبہ کو سنائی آہستہ آہستہ یہ بات پورے مکہ مکرمہ میں پھیل گئی۔ابوجہل نے بھی سنی تو حضرت عباسؓ سے کہا اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کے دعوے کرنے لگیں ہیں۔ عاتکہ کی خواب پر تبصرہ ہوا۔ یہ لوگ جب وادی بدر میں پہنچے۔تو عاتکہ کی خواب کی تعبیر کفر کی شکست کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔عاتکہ بن عبدالمطلب کے اسلام لانے میں اختلاف ہے۔فرماتے ہیں کہ عاتکہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فتح بدر کا اشارہ

جنگ شروع ہونے سے پہلے جہیم بن صلت نے خواب دیکھی ایک گھوڑ سوار شخص یہ اعلان کرتا ہے عتبہ شیبہ ابوالحکم (ابوجہل) امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے۔اس کے بعد دوسرا منظر دیکھا۔ کسی شخص نے اونٹ کو زخمی کر دیا ہے اور وہ اونٹ لشکر کے تمام خیموں میں بھاگا اس کے خون کے چھینٹے ہر خیمہ پر پڑے۔اس خواب سے جہیم بن صلت نے کفار کی شکست تعبیر کی۔ابوجہل کو جب اس خواب کی اطلاع ملی تو سخت برہم ہوا اور کہا دیکھیں گے جیتتا کون ہے اور ہارتا کون ہے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) السہیلی،الروض الانف،ص61/3

ابن کثیر،السیرۃ النبویہ،ص399/2

ابوالفتح،عیون الاثر،ص331/1

عیدین کا حکم

بدر سے واپسی پر شوال المکرّم ۲ھ کی یکم کو آپ نے نماز عید الفطر پڑھائی۔ یہ پہلی عید الفطر تھی۔(1)

عیدین کے فضائل میں بہت احادیث وارد ہیں۔ ابن ماجہ میں ابو امامہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا عیدین کی راتوں میں قیام کرنے والے کا دل نہیں مرے گا۔(2)

حضرت انسؓ سے ہے حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ سال میں دو دن خوشی کرتے تھے۔ فرمایا یہ کیا دن ہیں۔ لوگوں نے عرض کی حضور ہم زمانہ جاہلیت میں دو دن خوشی کرتے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ نے اس کے بدلے میں تمہیں اس سے بہتر دو دن دیئے ہیں۔ وہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن ہیں۔(3)

حضور ﷺ نے عید کی نماز دو رکعت پڑھی نہ اس سے قبل نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔(4)

سیدنا جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کے ساتھ بارہا عید کی نماز پڑھی نہ اذان ہوئی نہ اقامت ہوئی۔(5)

اسی ۲ھ میں جب حضور ﷺ غزوہ بنی قینقاع سے واپس تشریف لائے تو نماز عید قرباں ادا فرمائی۔ اور اغنیاء صحابہؓ کے ساتھ قربانی کی۔ زرقانی نے لکھا ہے آپؐ غزوہ سویق سے واپس ہوئے

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ ، ص379/2

(2) ابن ماجہ، السنن ،فیمن قام فی لیلتی العیدین، الرقم 1772، ص344/5
البیہقی، شعب الایمان، فی قام لیلتی العیدین، الرقم 3556، ص225/8

(3) ابی دائود، السنن، صلاۃ العیدین، الرقم 959، ص353/3
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، قد ابدلکم بھما خیرا م، الرقم 1041، ص101/3

(4) البخاری، صحیح البخاری، التحریض علی الصدقہ، الرقم 1341، ص254/5

(5) ابی دائود، السنن، ترک الاذان فی العید، الرقم 969، ص368/3
امام مسلم، صحیح مسلم، صلاۃ العیدین، الرقم 1470، ص401/4
النسائی، السنن، ترک الاذان للعیدین، الرقم 1544، ص496/5

اور 10 ذوالحجہ کو دو رکعت نماز عید ادا فرمائی اور دو مینڈھے قربانی کیئے۔ اور مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی عید بقر تھی۔ (1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عصماء کا قتل

عصماء نامی ایک یہودی عورت تھی۔ شاعرہ تھی۔ حضور ﷺ کی توہین میں شعر لکھنا اور لوگوں کو سنانا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ اسلام دشمنی کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑتی تھی۔ ابھی حضور ﷺ بدر سے واپس نہیں آئے تھے۔ کہ اس نے حضور ﷺ کے خلاف اشعار کہے۔ حضرت عمیر بن عدیؓ نے منت مانی تھی کہ اگر حضور ﷺ بدر سے بعافیت واپس آ گئے تو یہ عصماء کو قتل کر دیں گئے۔ بدر کی فتح کے بعد حضور ﷺ کی واپسی پر عمیرؓ نے رات کو عصماء کے گھر داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔ اور صبح کو حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور واقعہ کی اطلاع دی اور عرض کی حضورؐ مجھ پر گرفت تو نہیں آپؐ نے فرمایا نہیں گرفت نہیں فرمایا اس بارے میں دو بھیڑیں بھی نہ ٹکرائیں گی یعنی یہ ایسا فعل ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ معلوم ہوتا ہے گستاخ رسول کے قتل پر اجر مرتب ہوتا ہے گرفت نہیں۔ حماد بن سلمہ فرماتے ہیں یہ گستاخ عورت اپنے اس قبیح فعل کے علاوہ اپنی ماہواری کے خون آلود کپڑے مسجد میں لا کر ڈالا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ حضرت عمیرؓ کے جذبہ پر حیرت ہے آپ نابینا بھی تھے اور ایسی حالت میں عصماء کو اس کے گھر جا کر جگہ معلوم کر کے اس کے بچوں کو الگ کر کے قتل کیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں اس نابینا کو دیکھو تو سہی کہ کس طرح چھپ کر روانہ ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا اسے نابینا نہ کہو یہ تو بصیر ہے (بینا ہے) اگرچہ ظاہراً نابینا ہے مگر دل کے بینا ہیں۔ (2)

سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ عمیر بیمار ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا

---

(1) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 315/1

(2) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، عمیر بن عدی، ص 27/2

انطلقوا بنا الی البصیر الذی فی بنی واقف نعودہ (1)

ہمیں اس بینا کے گھر لے چلو جو بنی واقف میں رہتا ہے اس کی بیمار پرسی کریں گے۔

اسے سریہ عمیر بن عدی بھی کہا جاتا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابوعفک یہودی کی موت

اسی ۲ء شوال المکرّم میں حضور ﷺ نے حضرت سالم بن عمیرؓ کو ابوعفک کے قتل کے لئے روانہ فرمایا ابوعفک یہودی تھا۔ اس کی عمر 120 سال کے لگ بھگ تھی۔ حضور ﷺ کے خلاف اشعار کہا کرتا تھا۔ جب اس کی گستاخیاں حد سے گزر گئیں۔ تو حضور نے فرمایا

من لی بھذا لخبیث (2)

کون ہے جو میرے لئے اس خبیث کو ٹھکانے لگا دے۔

حضرت سالمؓ اٹھے اور عرض کی حضور ﷺ میں حاضر ہوں۔ عرض کی حضور ﷺ ابوعفک کو قتل کرونگا یا خود مر جاؤں گا۔ فوراً حضرت سالمؓ نے تلوار لی اور دشمن کی طرف چل پڑے۔ گرمی کی رات تھی۔ ابوعفک محوخواب تھا۔ آپؓ نے جاتے ہی زوردار وار کیا ابوعفک نے ایک زوردار چیخ ماری۔ لوگ آئے مگر وہ اس وقت تک مر چکا تھا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہء بنی قینقاع ۲ھ

یہ غزوہ ۱۵ شوال المکرّم ۲ھ میں ہوا۔ یہ لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کے خاندان سے تھے۔ حضور ﷺ ان کے ہاں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے اور سب کو جمع کر کے یہ خطبہ فرمایا

(1) ابن حجر العسقلانی، الاصابۃفی معرفۃ الصحابہ، ص319/2

(2) ابن سعد، الطبقات الکبرٰی، ص 480/3

یامعشر یہود احذرو من اللہ مثل مأنزل بقریش من الزحمۃ واسلموا
فأنکم قد عرفتم انی نبی مرسل تجدون ذالک فی کتأبکم (1)
اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو جیسے بدر میں قریش پر خدا کا عذاب نازل ہوا۔ کہیں تم
پر نہ ہو اسلام لے آؤ کہ تم جانتے ہو میں اللہ کا نبی ہوں اس کا رسول ہوں جسے تم
اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

حضور ﷺ کے اس خطاب سے مشتعل ہو گئے اور کہا آپ قریش پر بھولے پھر رہے ہیں وہ نا تجربہ کار لوگ تھے آپ سے مار کھا گئے۔ جب ہم سے واسطہ پڑا تو آپ کو پتہ چل جائے گا جنگ شے کیا ہے۔ انہیں لوگوں سے معاہدہ امن بھی ہوا تھا۔ مگر سب سے پہلے بنی قینقاع نے عہد شکنی کی اور سختی و درشتی سے حضور ﷺ سے پیش آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے اس باغیانہ رویہ کے پیش نظر ان پر خروج کا فیصلہ کیا۔ یہ لوگ مدینہ شریف کے مضافات میں رہتے تھے۔ آپؐ نے مدینہ منورہ میں نظم و ضبط کے لئے اپنے پیچھے ابولبابہ انصاری کو مقرر فرمایا اور خود بنی قینقاع سے جنگ کے لئے تشریف لے گئے۔ جونہی انہوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو قلعہ میں پناہ لے لی۔ اور حضور ﷺ نے ۱۵ شوال سے ذیقعدہ تک ان کا محاصرہ رکھا۔ بایں ہمہ یہ لوگ سات سو کی تعداد میں تھے۔ تین سو کا دستہ زرہ پوش تھا بے پناہ اسلحہ تھا۔ تلواریں کمانیں بکثرت موجود تھیں۔ مگر ہیبت و دبدبہ نبوت کی تاب نہ لا سکے۔ مقابلہ کے لئے ایک دن بھی قلعہ سے نیچے نہ آئے۔ سولہویں دن یہ خود قلعہ سے اترے اور اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آپؐ نے سب کی مشکیں باندھنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ آئے۔ مال غنیمت سے ایک خمس آپؐ نے لیا اور چار خمس مجاہدین میں تقسیم فرمائے۔ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا خمس تھا۔ جو حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں بنی قینقاع سے میرے قریبی اور حلیفانہ تعلقات تھے ان کی بدعہدی کو دیکھ کر میں نے ان سے قطع تعلقی کر لی۔ اور حضور ﷺ سے عرض کی حضور میں آپ کے دشمنوں سے بری اور بیزار ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 385/1
الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص 179/4

طرف آ تا ہوں اللہ اوراس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا دوست بناتا ہوں۔حضرت عبادہؓ کے اس اعلان سے یہ بات واضح ہورہی ہے۔کہ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ایمان کے دشمنوں سے لاتعلقی اور بیزاری بھی ضروری ہے۔خدا کے محبوبوں سے پیار اور خدا کے دشمنوں سے بیزاری دونوں اصل ایمان کے ترجمان ہیں

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ قرقرۃ الکدر

یہ غزوہ بھی اسی ۲ھ میں واقع ہوا جب آپؐ غزوہ بدر سے واپس ہوئے تو پتہ چلا کہ سلیم اور غطفان دونوں قبیلے اکٹھے ہوکر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ بدر کی شکست کا بدلہ لے سکیں۔حضور ﷺ نے ان کے مقابلہ کے لیے دوسو آدمیوں کا ایک دستہ مقرر فرمایا اور روانہ ہوئے جب آپ چشمہ کدر پر پہنچے تو پتہ چلا کہ دشمنان اسلام حضور ﷺ کے چلنے کی خبر پا کر پہلے منتشر ہو گئے ہیں۔آپؐ وہاں چشمہ پر تین دن ٹھہرے اور بغیر جنگ ہوئے واپس آ گئے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ سویق

یہ غزوہ بھی ۲ھ میں واقع ہوا۔بدر کی شکست کے بعد قریش نے اپنی شکست کے زخم مندمل کرنے کے لئے ایک اور جنگ کا فیصلہ کیا۔ابوسفیان نے قسم کھائی کہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو بدر کا جواب دیں گئے۔اس نے یہ قسم کھائی جب تک حملہ نہ کرلوں جنابت کا غسل نہیں کروں گا۔اس قسم پوری کرنے کے لئے دوسو آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی مدینہ منورہ کے قریب مقام عریض میں ایک باغ میں رکے وہاں پر دو آدمیوں کو قتل کیا باغ کے درخت جلا ڈالے اور بھاگ گئے کہ حملہ کرنے کی قسم پوری ہوگئی ان کی اس حرکت کی خبر جب بارگاہ نبوت میں پہنچی تو حضور ﷺ نے دوسو

---

(1) ابوالفتح،عیون الأثر،ص391/1
ابن سعد،الطبقات الکبریٰ،ص31/2
السہیلی،الروض الأنف،ص219/3

آدمیوں کو قریش کے اس لشکر کے تعاقب کا فرمایا مگر کوئی قابو نہ آ سکا۔ یہ لوگ دور جا چکے تھے۔قریش بھاگتے بھاگتے اپنے ساتھ لایا ہوا سامان چھوڑ گئے اس سامان میں ستو کے تھیلے تھے جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے اسی وجہ سے غزوہ کا نام غزوہ سویق پڑ گیا۔سویق کا معنی ہے ستو۔یعنی ستو والا۔(1)

سال ذوالحجہ میں حضرت عثمان بن مظعونؓ فوت ہوئے تھے اور اسی سال حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت واقع ہوئی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ غطفان

یہ غزوہ ۳ھ میں پیش آیا۔حضورﷺ سے عرض کی گئی حضور(ﷺ) **بنی** غطفان ذی امر کے مقام پر اکٹھے ہو رہے ہیں اور ان کی نیتوں میں بھلائی نہیں وہ مسلمانوں کے علاقہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔رعثو بن حارث اس شرارت کی قیادت کر رہا ہے۔حضورﷺ نے ان کے جواب کے لئے چار سو مجاہدین کا دستہ تیار فرمایا۔حضورﷺ نے اپنی نیابت حضرت عثمان بن عفانؓ کے سپرد کی۔کفار کے ایک شخص جبار بن ثعلبہ کو مسلمانوں نے قابو کر کے بارگاہ رسالتؐ میں پیش کیا اس نے عرض کی حضور یہ قوم آپ سے مقابلہ نہیں کرے گی آپ کو دیکھ کر فرار ہو جائے گی۔ جبار نے عرض کی حضور میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں جبار بن ثعلبہ کے قبول اسلام کے بعد انہیں سیدنا بلال کے سپرد کیا کہ انہیں اسلام کی تعلیم دیں۔جبار بن ثعلبہ اسلامی لشکر کو لے کر کفار کے چشموں پر گیا تو وہ خبر پاتے ہی فرار ہو گئے اور غاروں میں چھپ گئے۔حضورﷺ نے ذی امر نامی چشمے پر خیمے نصب کر دیئے۔اس روز بارش بھی تیز ہوئی کپڑے بھیگ گئے حضورﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے۔ صحابہ کرامؓ اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔کفار نے حضورﷺ کو تنہا آرام کرتے دیکھا تو اپنے قائد سے کہا کہ وہ حضور پر حملہ کر کے شہید کر دے۔رعثور کبر و غرور سے آیا اور سر مبارک کے قریب آ کر کہا

(1) البیھقی،دلائل النبوۃ،فا ستخرج علیھم النبی ﷺ،الرقم 1027،ص 180/3

یا محمد من یمنعك منی الیوم (2)

آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا

تو حضور ﷺ نے جھٹ فرمایا اللہ حضور ﷺ کے اس جواب سے وہ ہیبت زدہ ہو گیا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی۔ حضور ﷺ نے وہی تلوار اٹھائی اور فرمایا اب تو بتا تجھے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی بچانے والا نہیں میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں میں وعدہ کرتا ہوں اب لشکر لے کر آپ پر چڑھائی نہیں کرونگا۔ حضور ﷺ نے تلوار واپس فرمادی اور وہ اپنی قوم کی طرف چلا گیا۔ قوم نے جب اسے بجھا بجھا دیکھا چہرے کا رنگ فق ہے لوگ سمجھ گئے اسے تیر محبت لگ گیا ہے قوم نے پوچھا بتا تو سہی ہوا کیا رعثور نے کہا جونہی میں نے تلوار اٹھائی کہ حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں تو ایک قدآور شخص نے مجھے مار کر نیچے گرا دیا میں سمجھ گیا یہ فرشتہ ہے میں تو ان کی رسالت پر ایمان لا چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی قوم بھاگ گئی۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کعب بن اشرف کا قتل

یہ واقعہ ۳ھ میں پیش آیا۔ یوں تو سارے یہود اسلام کے دشمن تھے۔ مگر یہ شخص کعب بن اشرف سب سے آگے تھا۔ پرلے درجے کا متعصب تھا۔ حضور کے خلاف شعر کہتا تھا۔ قریش کو جنگ پر ابھارتا تھا۔ یہ پیدائشی طور پر مدینہ کا باشندہ نہیں تھا اس نے اپنے قبیلہ میں سے کسی کو قتل کر دیا اور پھر وہاں سے جان بچانے کے لئے یثرب آ گیا اور **بنی** نضیر کا حلیف بن گیا۔ یہودی علماء اس سے وظائف لیا کرتے تھے اپنے وقت کا مالدار تھا ایک دن اس نے یہودی علماء سے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے جس کا انتظار تھا۔ علماء نے کہا جی ہاں وہی ہے یہ برہم ہو گیا اور رقم کی ادائیگی سے معذرت کر دی یہودی علماء اپنے جواب پر نادم تھے کہ وظیفے بند کروا بیٹھے تھے پھر دوبارہ آئے اور کہا ہمیں افسوس ہے آپ کو جواب غلط دے دیا اکابر علماء نے کہا یہ وہ نہیں ہے اس پر کعب خوش ہو گیا اور دوبارہ ماہانہ وظائف جاری کر دیئے

(1) البیہقی، دلائل النبوۃ، غزوۃ غطفان، الرقم 1032، ص 186/3

بدر میں قریش کی شکست سے یہ سخت پریشان تھا۔قریش زخمیوں کی عیادت کے لئے مکہ مکرمہ بھی گیا۔ مرنے والے قریش پر اس نے نوحہ بھی کیا حضورﷺ نے اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بارگاہ قدس سے بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمیں ابن اشرف کے شر سے محفوظ فرما۔حضورﷺ کو اسے قتل کرنے کا حکم ملا۔حضورﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو فرمایا کہ کعب کو قتل کرنے کے لئے کسی کو مقرر کردو ایک روایت میں اس طرح ہے آپﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ابن اشرف کے شر سے محفوظ رکھے کہ اس کی دشمنی واضح ہو چکی ہے۔وہ اسلام کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا ہے۔(1)

امام بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے حضورﷺ نے کعب کے بارے میں فرمایا کون ہے جو کعب کو قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔اس پر محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کی حضور آپ پسند فرماتے ہیں تو میں اسکو قتل کردوں فرمایا ہاں پھر محمد بن سلمہ عرض کرتے ہیں حضور (ﷺ) اس کام کے لئے اگر کوئی حیلہ بنانا پڑے اسے فریب دیا جائے یا کوئی بظاہر شکایت معلوم ہو تو ایسا کرنے کی اجازت ہے فرمایا ہاں جو چاہو کرو۔اس کے بعد حضرت محمد بن سلمہ کعب کے پاس گئے اور کہا دیکھو یہ شخص (محمدﷺ) ہم سے صدقات لیتے ہیں۔احکام شرعیہ پر عمل کرانے کے لئے دباؤ ڈال رکھا ہے۔محمد بن مسلمہ نے یہ بھی کہا کہ اس نے تجارت کے راستے بند کر رکھے ہیں۔ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔حضرت محمد بن مسلمہ کی ایسی گفتگو سے خوش ہوا اور کہا ابھی کیا تم آگے دیکھو گے یہ شخص کیا کرتا ہے۔حضرت محمد بن مسلمہ،حضرت معاذ،ابو نائلہ نے کہا کعب ہمیں ضرورت پڑ گئی ہے کہ کچھ غلہ قرض دو کعب نے کہا غلہ قرض دینے سے اعتراض نہیں مگر کچھ گروی رکھ دو صحابہؓ نے کہا گروی کیا رکھیں کعب نے کہا اپنی خواتین گروی رکھ دو حضرت محمد بن مسلمہ نے معذرت کر دی پھر کہا اچھا بچے گروی رکھ دو حضرت محمد بن مسلمہ نے اس سے بھی معذرت کی پھر کہا اچھا اپنے ہتھیار گروی رکھ دو حضرت محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں اچھا ہتھیار ہم کل رات کو لے کر آئیں گے۔چنانچہ اگلے دن حضرت محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ رات کو آئے اور اسے آواز دی کہ نیچے آئے اس نے چاہا کہ یہ اوپر آجائیں کعب نیچے آنے لگا تو اس کی بیوی نے روکا نیچے نہ جاؤ خطرہ ہے کہا کوئی خطرہ نہیں یہ لوگ اپنے ہی ہیں کعب کو محمد بن مسلمہ اور

(1) البصری،البدایہ والنھایہ،ص7/4
السھیلی،الروض الانف،ص230/3

ابو نائلہ سے رضاعی نسبت بھی تھی عورت کے بار بار روکنے کے باوجود کعب نہ مانا اور کہا کسی بزرگ شخصیت کو نیزہ مارنے کے لیے بھی بلایا جائے تو اسے جانا چاہے اس کی بیوی نے کہا کہ بلانے والے کی آواز سے خون ٹپکتا محسوس ہوتا ہے بیوی نے کہا

انی لا عرف فی صوت الشر (1)

میں آواز میں شر محسوس کرتی ہوں

جونہی کعب چادر میں لپٹا ہوا نیچے آیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا آج جیسی خوشبو کبھی نہیں دیکھی اور اس کے بالوں کو پکڑ کر سونگھنا شروع کیا کعب نے کہا میں نے عرب کی ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جو خوشبو کو بے حد پسند کرتی ہے محمد بن مسلمہ نے ابو نائلہ سے اشارہ کیا انہوں نے تلوار مار کر گردن اڑا دی۔ جب صحابہؓ اسے قتل کر کے واپس آئے تو مدینہ منورہ میں نعرہ تکبیر بلند کیا اس وقت حضور ﷺ نماز تہجد میں مصروف تھے۔ جب تکبر سنی تو جواب میں آپؐ نے بھی تکبیر بلند کی صحابہؓ بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کعب کا سر حضور ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ یہ پہلا سر ہے جو اسلام میں کاٹا گیا۔ حافظ عراقی فرماتے ہیں

جاؤ براسہ فاقدموہ   قال لہم افلحت الوجوہ

صحابہ نے کعب کا سر حضور ﷺ کے قدموں میں لا ڈالا تو حضور ﷺ نے فرمایا چہرے کامیاب ہو گئے تو صحابہ نے عرض کی

وجہك یارسول اللہ(2)

سب سے پہلے آپ کا چہرہ یارسول اللہ حضور ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا حضرت حارث بن اوس کو اپنے ہی ساتھیوں کی تلوار سے رات کی تاریکی میں زخم لگ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا وہ اسی وقت درست ہو گیا۔

حضور ﷺ نے اسلام کی سربلندی کے لئے جو کچھ کیا وہ عین حق تھا اور رضاء الٰہی کے مطابق

---

(1) البخاری، الصحیح، قتل کعب بن اشرف، الرقم 3731، ص 429/12
امام مسلم، صحیح مسلم، قتل کعب بن اشرف، الرقم 3359، ص 288/9
(2) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 33/2

تھا کعب کے قتل سے اسلام کو یہ فائدہ ہوا کہ تمام یہودی دب گئے اور ان پر ہیبت چھا گئی گھروں سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اس قتل سے مسلمانوں کو اپنے رب قدوس کے نام کے سر بلند کرنے کا کھلا موقع مل گیا۔ موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سمیت تمام انبیاء نے خدا کے دشمنوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے اگر انبیاء سابقین علیہم السلام کے ایسے واقعات سے ان پر اعتراض نہیں تو حضور ﷺ پر کیوں ہے۔ مخالفین کا یہ اعتراض ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی دلیل ہے۔ کعب ابن اشرف کے قتل کی وجوہ یہ تھیں۔

- ☆ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ کلمات کہنا۔
- ☆ دعوت کے بہانے حضور ﷺ کے قتل کی سازش کرنا۔
- ☆ اسلام کے خلاف گندی زبان استعمال کرنا۔
- ☆ دھوکہ دہی اور عہد توڑنا۔
- ☆ لوگوں کو آپؐ کے خلاف جنگ پر ابھارنا۔
- ☆ آپ کی ہجو میں شعر کہنا۔
- ☆ غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان خواتین کا ذکر کرنا۔

یہ تھیں وہ وجوہ جن کے باعث کعب بن اشرف کا قتل ضروری ہو چکا تھا۔ اس کا گھناؤنا کردار اس کی موت کا باعث بنا اگر یہ پرامن رہتا مندرجہ بالا وجوہ کا سبب نہ بنتا تو یہ صورت حال نہ **بنتی**۔ مندرجہ بالا تمام وجوہ میں سب بڑی وجہ کعب کا حضور ﷺ کی توہین کرنا ہے۔(1)

قرآن مقدس کا یہ ارشاد

ولتسمعن من الذين اوتوالكتب من قبلكم ومن الذين اشركو اذى كيثرا(2)

اور ضرور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی سنو گے۔

کعب بن اشرف کے حق میں نازل ہوئی۔

(1) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص25/6

(2) آل عمران، 186:3

عباد بن بشرؓ نے اس قتل کعب پر ایک تفصیلی نظم لکھی ہے جس کا انداز بڑا دلچسپ ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سریہ زید بن حارثہ

بدر شریف میں کفار کی شکست کے بعد قریش مکہ اس قدر مرعوب ہو گئے کہ تجارت کے لئے شام جانے کا متعارف راستہ بھی چھوڑ دیا۔ قریش کا ایک قافلہ ابو سفیان، صفوان بن امیہ، خویطب بن امیہ، عبداللہ بن ابی ربیعہ کی نگرانی میں براستہ عراق روانہ ہوا۔ حضور ﷺ نے انہیں روکنے کے لئے ایک سو صحابہؓ کی جماعت مقرر فرمائی۔ صحابہؓ نے اس تجارتی قافلہ پر حملہ کیا اور کامیاب ہو گئے۔ قافلہ کے سبھی لوگ بھاگ گئے۔ صرف ابن حیان عجلی گرفتار ہوئے جو مدینہ منورہ جا کر مسلمان ہو گئے اس قافلہ سے مال غنیمت قریباً ایک لاکھ درہم ہاتھ آیا۔ حضور ﷺ نے اس مال غنیمت سے خمس (پانچواں حصہ) نکالا جو بیس ہزار درہم تھا اور بقیہ مال مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔ (1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابورافع کا قتل

یہ اہم واقعہ بھی ۳ھ میں پیش آیا۔ یہ خیبر کے قریب ایک بستی میں رہتا تھا۔ حضور ﷺ اور اسلام کے خلاف ہمیشہ بولتا رہتا۔ دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ کعب بن اشرف کا ساتھی تھا اس کی مدد میں ہمیشہ مصروف رہتا۔ غزوہ احزاب میں قریش مکہ کو مسلمانوں پر چڑھالانے میں بھی پیش پیش تھا۔ مالدار ہونے کے لحاظ سے سب سے زیادہ رقم اسلام کے خلاف یہی خرچ کرتا تھا۔ (2)

کعب بن اشرف کے قاتل محمد بن مسلمہ اور آپ کے ساتھی قبیلہ اوس کے تھے۔ اس قبیلے کا اہم پلہ دوسرا قبیلہ خزرج تھا۔ انہیں احساس ہوا اس کے لوگوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر کے حضور ﷺ کو خوش کر لیا ہے۔ اور یہ بہت بڑی سعادت ہے جو ان کے حصہ میں آ گئی ہمیں یہی چاہے کہ

(1) ابن سعد، الطبقات الکبرٰی، ص

(2) ابن حجر، فتح الباری، قتل ابی رافع، ص 370/11

کوئی ایسا اقدام کر کے سعادت حاصل کریں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا گستاخ زمانہ ابورافع یہودی کو قتل کیا جائے یہ سارے لوگ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور ابورافع کے قتل کی اجازت چاہی۔ تو حضور ﷺ نے اجازت فرمادی۔(1)

حضور ﷺ نے عبداللہ بن عتبہ مسعود بن سنان عبداللہ بن انیس ابوقتادہ حارث بن ربعی اور خزاعی بن اسود کو ابورافع کے قتل پر مامور فرمایا۔ عبداللہ بن عتبہ کو امیر بنادیا اور حکم فرمایا دیکھنا کسی بچے اور عورت کو قتل مت کرنا۔(2)

امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں اس واقعہ کو براء بن عازبؓ سے اس طرح بیان فرمایا ہے شام کے وقت یہ لوگ خیبر پہنچے ابورافع کے قلعہ پر پہنچ کر عبداللہ بن عتبہ نے کہا تم یہاں انتظار کرو میں قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں آپؓ قلعہ کے دروازے کے قریب جاکر اس طرح بیٹھ گئے کہ دوسرے کو محسوس ہو یہ کوئی شخص پیشاب پاخانہ کے لئے بیٹھا ہے۔ قلعہ کے دربان نے دیکھا تو کہا ذرا جلدی کرو بھائی میں دروازہ بند کرنے والا ہوں۔ آپؓ جلدی سے اٹھے اور قلعہ کے اندر آ گئے اس نے دروازہ بند کردیا اور قلعہ کی چابیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں۔ حضرت عبداللہ دیر تک خاموش اور چھپ کر بیٹھے رہے ابورافع قلعہ کے بالا خانہ میں تھا۔ عبداللہ بن عتبہ فرماتے ہیں جب ابورافع سو گیا تو میں چابیاں لے کر بالا خانہ گیا۔ کئی دروازے کھولتے ہوئے گیا جو دروازہ کھولتا اسے اندر سے بند کر کے آگے پھر جاتا اگر پتہ بھی چل جائے تو میں اپنا کام کرسکوں۔ آپؓ فرماتے ہیں میں نے اسے دو تین وار کر کے قتل کر دیا۔ پہلے وار پر وہ چیخا تو میں آواز بدل کر ہمدری کے لہجہ میں پوچھا کہ ابورافع کیا ہے اس نے کہا کسی شخص نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے میں نے پھر دوسرا وار کر کے جہنم رسید کر دیا۔ واپسی پر ایک ایک دروازہ کھولتا آیا۔ آخری دروازہ پر پہنچا تو مجھے محسوس ہوا کھلا میدان آ گیا ہے وہاں سے میں گرا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پگڑی اتار کر پنڈلی کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا اور کہا تم چلو حضور ﷺ کو خوشخبری سناؤ۔ میں یہیں بیٹھتا ہوں ابورافع کی موت کی خبر سن کر آؤں گا۔ چنانچہ قلعہ سے اعلان ہو گیا کہ ابورافع مر گیا ہے۔ تو میں بھی وہاں سے چلا تو بارگاہ رسالتؐ میں حاضر

(1) الطبری، تاریخ الطبری، ص 182/2

(2) ابن حجر، فتح الباری، قتل ابی رافع، ص 370/11

ہوکر سارا واقعہ عرض کر دیا اپنی پنڈلی کے ٹوٹنے کا بھی عرض کر دیا تو فرمایا اپنی پنڈلی آگے پھیلاؤ میں نے اپنی ٹانگ آگے کر دی تو حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔(1)

حافظ عراقی نے اس واقعہ کو اپنے چند اشعار میں اس طرح ذکر کیا ہے

فبعثه لابن عتبك معه قوم من الخزرج کے تمنعه

حضور ﷺ نے ابو رافع کے قتل کے لئے خزرج کے افراد ابن عتبہ کی کمان میں بھیجے۔

لخيبر لابن ابى الحقيق لقتله اعين بالتوفيق

خیبر کے قریب رہنے والے ابی الحقیق کے قتل کے لئے جس کی مدد کی گئی

وصلى الله تعالى على حبيبه سيّدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

غزوہ احد

یہ اہم غزوہ بھی ۳ھ میں پیش آیا۔ بدر کی ذلت آمیز شکست کے بعد صفوان بن امیہ حویطب بن عبد عزی حارث بن ہشام عکرمہ بن ابی جہل ابوسفیان بن حرب عبداللہ بن ربیعہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے قریش کو اکسانے لگے اور جنگ کا فیصلہ کر لیا۔ کہ بدر کی شکست نے انہیں رسوا کر کے رکھ دیا تھا۔ یہ شکست ان پر بڑا داغ تھی۔ قریش کی سیاسی حالت تباہ ہوگئی تھی۔ ستر کی تعداد میں بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابوسفیان اپنا قافلہ لے کر مکہ پہنچ گیا تھا۔ قریش کے ایک وفد نے کہا ہمیں اپنی رسوائی کا بدلہ لینا چاہیے۔ ابوسفیان مان گیا۔ عمر بن عاص نے مختلف قبائل میں جا جا کر اور تقریریں کر کر کے اس جنگ کے لئے تین ہزار تجربہ کار افراد جمع کئے۔ گانے بجانے کے لئے عورتیں ساتھ ہیں کہ مردوں کو غیرت دلائیں اور جنگ میں پیٹھ نہ پھیریں۔ اس لشکر کفار کی قیادت ابوسفیان بن حرب نے خود کی۔

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، قتل ابی رافع، الرقم 3733، ص 432/12
البیہقی، دلائل النبوۃ، الرقم 1387، ص 93/4
البیہقی، السنن الکبری، ص 80/9

قریش کے اس لشکر میں تین ہزار افراد تین ہزار اونٹ دو سو گھوڑے اور سات سو زرہ پوش شامل تھے۔ (1)

حضور ﷺ نے قریش کی مدافعت کے لئے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا حالات کا جائزہ لینے کے لئے سیدنا انسؓ کو روانہ فرمایا۔ سیدنا سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن خضیرؓ کو پہرہ پر مقرر فرمایا۔ دوران مشورہ یہ مسئلہ بھی سامنے آیا کہ جنگ مدینہ منورہ کے اندر لڑی جائے کہ باہر جا کر۔ سیدنا حمزہؓ نے فرمایا

لا اطعم الیوم حتی اقاتلهم بسیفی خارج المدینة المنورة (2)

میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمن سے اپنی تلوار کے ساتھ مقابلہ نہ کرلوں۔

اس موقعہ پر صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ جذبات ایمان کی مضبوطی کا باعث ہیں سیدنا نعمان بن مالک نے حلف اٹھا کر یہ بات کہی یارسول اللہ ہمیں جنت سے محروم نہ فرمائیں۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں خدا وحدہ لاشریک ہے میں جنگ سے بھاگوں گا نہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت نعمانؓ کے محبت بھرے کلمات اور پاکیزہ جذبات کو پسند فرمایا۔ صحابہؓ کی اس محفل میں آخر فیصلہ یہ ہوا کہ جنگ شہر سے باہر جا کر لڑی جائے۔ صحابہؓ کے چہروں پر خوشی نمایاں ہے۔ شوق شہادت کا غلبہ ہے۔ محبوب کے قدموں پر نثار ہونے کا وقت سامنے ہے۔ ان جانثاروں کی قیادت حضور ﷺ نے فرمائی۔ یہ مقدس لشکر جمعہ کے دن ۱۱ شوال المکرّم کو نماز عصر کے بعد روانہ ہوا۔ اس مقدس لشکر میں کچھ نوعمر مجاہد بھی تھے جنہیں حضور ﷺ نے واپس جانے کا حکم فرما دیا۔ واپس جانے والوں میں ابوسعید خدری اسید بن ظہیر زید بن ثابت عرابہ بن اوس اسامہ بن زید زید بن ارقم براابن عازب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الطبری، تاریخ الطبری، ص192/2
الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص182/4
(2) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص185/4

عجیب منظر

احد شریف کی تیاری کے وقت کئی ایک عجیب مناظر کا ظہور ہوا۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت رافع بن خدیج نوعمر تھے لشکر میں شامل ہو گئے۔ تحقیقات کے دوران یہ اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہو کر اپنے کو قد آور نوجوان سپاہی ثابت کرنا چاہتے تھے چنانچہ ان کی یہ ترکیب کامیاب ہو گئی اور لشکر میں چلے گئے۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ جو انہی کے ہم عمر تھے افسوس سے اپنے والد گرامی کو شکایت کرتے ہیں کہ رافع چلا گیا ہے اور میں رہ گیا ہوں حالانکہ میں اس سے طاقتور ہوں اگر کشتی کر لی جائے تو میں اسے پچھاڑ سکتا ہوں حضرت سمرہ کے والد گرامی نے اپنے بیٹے کے یہ جذبات حضور ﷺ تک پہنچائے اور ساتھ ہی درخواست کی حضور ﷺ میرے بیٹے کو محروم نہ کیا جائے اس درخواست پر حضرت رافع اور سمرہ کی کشتی کرائی گئی تو واقعی حضرت سمرہ نے حضرت رافع کو پچھاڑ دیا۔ آپؐ نے دونوں نوعمر مجاہدوں کے جذبات کی اس قدر قدر کی کہ دونوں کو لشکر میں شامل ہونے کی اجازت فرما دی۔(1)

بچے بوڑھے چھوٹے بڑے بیمار تندرست سبھی کے سبھی جانیں نثار کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں جونہی یہ مقدس لشکر احد شریف پہنچا تو عبداللہ بن ابی منافق اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس چلا گیا۔ اس کی رائے مانی نہیں گئی تھی۔ اب لشکر کفار سے جنگ کرنے کے لئے سات سو نوجوان باقی رہ گئے تھے۔ احد شریف کے قریب نماز صبح کا وقت ہو گیا۔ سیدنا بلالؓ نے اذان پڑھی تکبیر کہی حضور ﷺ نے امامت فرمائی۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک دستہ کا تقرر

آغاز جنگ سے قبل حضور ﷺ نے پچاس تیراندازوں کا ایک دستہ درہ پر مقرر فرمایا کہ یہ درہ جبل احد کے پیچھے سے آنے کا خطرہ بن سکتا تھا اسی باعث وہاں اہتمام فرمایا اور حکم دیا کہ تم نے کسی

(1) الطبری، تأریخ الطبری، ص191/2

(2) الشامی، سبل الهُدیٰ والرشاد، ص188/4

حالت میں بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹنا۔ اگر اسلامی لشکر کامیاب بھی ہو جائے تو یہیں ٹھہرنا ہے کفار غالب ہوں تو بھی یہیں رکنا ہے اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا سیدنا عبداللہ بن جبیرؓ اس دستہ کے لئے امیر مقرر کئے گئے تھے۔ زبیرؓ کی روایت میں ہے اگر یہ بھی دیکھو کہ پرندے ہمیں اچک رہے ہیں تو بھی اس جگہ سے نہ ہلنا۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم اس جگہ کھڑے رہو اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو اگر ہم کو قتل ہوتے بھی دیکھو تو نہیں آنا غنیمت حاصل کرتے دیکھو تو بھی نہ آنا۔ ایک بار لڑائی کے اختتام پر صحابہ وہاں سے ہٹ گئے اور یہی وہ لغزش تھی جو شکست کا باعث بن گئی ۔(1)

کفار کے اس شیطانی لشکر میں مندرجہ ذیل خواتین بھی شامل تھیں جو گانے بجانے اور حوصلہ دلانے کے لئے ساتھ لائی گئی تھیں۔

ھندہ بنت عتبہ۔ ام حکیم۔ فاطمہ بنت ولید۔ برزہ بنت مسعود۔ ریطہ بنت شیبہ۔ سلامہ بنت سعد۔ خناس بنت مالک۔ عمرہ بنت علقمہ۔ خناس اور عمرہ کی علاوہ باقی سبھی اسلام لے آئی تھیں۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مقابلہ کا ابتدائی منظر

جنگ کے آغاز میں جب ایک کے مقابلے میں ایک آنا شروع ہوا تو نقشہ یہ تھا اس اختصار کی تفصیل آئندہ صفات میں موجود ہے۔

☆ صواب نامی بہادر حضرت سعدؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

☆ ارطات بن شرحبیل سیدنا علی مرتضی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

☆ جلاب حضرت طلحہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، غزوۃ احد، الرقم 3737، ص 437/12
البیھقی، دلائل النبوۃ، لا تبرحو فی مکأنکم، الرقم 1136، ص 305/3

(2) السھیلی، الروض الانف، ص 243/3
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص 61/2

☆ کلاب بن طلحہ حضرت زبیرؓ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔

☆ حارث بن طلحہ حضرت زبیرؓ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔

☆ مسافع بن طلحہ سیدنا عاصم بن ثابتؓ کے ہاتھوں مرا۔

☆ عثمان بن ابی طلحہ سیدنا حمزہ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔

☆ طلحہ بن ابی طلحہ سیدنا علی المرتضی کے ہاتھوں برباد ہوا۔

☆ شریح بن کازر بھی کسی صحابی کی تلوار سے ہلاک ہوا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو دجانہ کو تلوار عطا کی اور فرمایا ابو دجانہ تلوار کا پہلا حق یہ ہے کہ مسلمان کو ہلاک نہ کرے دوسرا حق یہ ہے میدان جنگ سے اسے لے کر بھاگنا نہیں ابو دجانہ عرض کرتے ہیں حضور ﷺ ایسا ہی ہوگا۔(1)

حضرت ابو دجانہؓ حضور ﷺ کی دی ہوئی تلوار لیکر میدان جنگ میں آئے اور تلوار کو لہرا کر یہ رجز پڑھا۔

انا الذی عاهدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل

میں وہی ہوں جس سے حضور ﷺ نے اس وقت وعدہ لیا تھا جب ہم نخلستان کے قریب تھے

ان لا اقوم الدهر فی الکیول اضرب بسیف الله والرسول(2)

عہد یہ ہے میں کبھی بھی پچھلی صف میں کھڑا نہیں ہوں گا دشمنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے قتل کرتا رہوں گا۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے ابو دجانہ کو فخر سے چلتے دیکھا تو فرمایا ایسا چلنا جائز نہیں مگر ایسے جنگ کے موقع پر حضرت ابو دجانہ حضور ﷺ کے لئے ڈھال کا کام کرتے رہے جس طرف سے

---

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 11788، ص 334/24
البیهقی، دلائل النبوة، من یأخذ هذا السیف، الرقم 1082، ص 247/3
الحاکم، المستدرك علی الصحیحین، ذکر مناقب ابو دجانه، الرقم 5008، ص 374/11

(2) البیهقی، السنن الکبرٰی للبیهقی، ص 155/9
الاصبهانی، معرفة الصحابه، الرقم 5972، ص 182/19

حضورﷺ پر تیر کا اندیشہ ہوتا آپ فوراً آگے آجاتے ان پر آنے والا تیر اپنی پیٹھ پر لیتے عامر نامی تکبر وغرور سے میدان میں نکلا اور کہا اے گروہ اوس مجھے پہچانئے میں ابو عامر ہوں اس کا خیال تھا کہ اس کی اس بڑھک کے ساتھ مسلمان لشکر کے قدم اکھڑ جائیں گے مگر ایسا نہ ہوا جاں نثاروں نے جواب دیا اے بدمعاش دور ہوجا اولاً اس نے تیر برسائے جب ترکش خالی ہوئی تو پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ عورتیں گانے بجانے سے مردوں کو مہمیز لگاتی رہی۔ابوسفیان کی بیوی ہندہ سب سے پیش پیش تھی اور کہتی تھی۔

ویحاً بنی عبد الدار

ویحاً وحماتہ الادبار

ضرباً بکل تبار (1)

اے عبدالدار کے بیٹو واہ واہ اے پشتوں کی حفاظت کرنے والو واہ واہ تیز تلوار سے دشمن پر ضرب لگاتے چلو۔

نحن بنات طارق　　　نمشی علی النمارق

ہم معزز لوگوں کی بیٹیاں ہیں ہم نرم قالینوں پر چلتی ہیں

الدر فی المخانق　　　والمسك فی المفارق

موتی ہمارے گلوں میں ہیں اور کستوری ہماری مانگوں میں ہے

ان تقبلوا لغانق　　　اوتدبرو نفارق　　　فراق غیر وامق(2)

اگر تم آگے بڑھ کر حملہ کرو گے تو ہم تمہیں پیار دیں گی اگر تم پیٹھ پھیرو گے تو ہماری تمہاری علیحدگی ہوجائے گی اور اس علیحدگی پر ہمیں کوئی افسوس نہیں ہوگا۔

کفار کے تابڑ توڑ حملوں کے وقت حضورﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات طیبات نکل رہے تھے

---

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن هشام، ص66/2

الشامی، سبل الهُدی والرشاد، ص191/4

(2) البیهقی، دلائل النبوۃ للبیهقی، من یأخذ هذا السیف، الرقم1082، ص247/3

الحاکم، المستدرك علی الصحیحین، ذکر ابو دجانه، الرقم5008، ص374/11

اللھم بك اجول وبك اصول وفيك اقاتل حسبی اللہ ونعم الوکیل(1)

اے اللہ تیری طاقت کے ساتھ حملہ کرتا ہوں اور بڑی قوت کے ساتھ ہلہ بولتا ہوں اور تیری رضا کے لیے ان سے جنگ کرتا ہوں اللہ مجھے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابودجانہ کی جنگی مہارت

دشمن سے گھمسان کی جنگ میں جدھر کودتے دشمن کو تہ تیغ کرتے جاتے جو سامنے آتا مار کھا جاتا۔حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں جنگ احد میں ایک کافر نے کہا مسلمان ہمارے سامنے اس طرح اکٹھے ہوگئے ہیں جیسے بکریوں بھیڑوں کو ذبح کرنے کے لئے اکٹھا کیا جاتا ہے میں دیکھ رہا تھا ان سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے ایک مسلمان مجاہد بھی پر تول رہا ہے اچانک دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے کافر مسلمان مجاہد سے کہیں زیادہ باہمت نظر آتا تھا مسلمانوں نے اللہ کا نام لیتے اس پر زور دار حملہ کیا اس کا جسم چیر کر رکھ دیا کافر کو جہنم رسید کرنے کے بعد مجاہد مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا اور مجھے مخاطب ہو کر کہا

کیف تری یا کعب انا ابو دجانہ (2)

اے کعب حیران کیوں ہے مین ابودجانہ ہوں

حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں میں نے ابودجانہ کو دیکھا اس کی تلوار کی زد میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ آتی تھی مگر آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ایک موقع پر میں نے ابودجانہ سے کہا تیرے جنگی کارنامے تو بڑے عظیم ہیں مگر مجھے تیری یہ بات پسند نہیں آتی کہ تو ہندہ کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ تو بدترین دشمن تھی۔آپ ؓ نے جواب فرمایا

(1) الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص

(2) البیھقی،دلائل النبوۃللبیھقی،رایت البارحۃ فی منامی،الرقم1069،ص231/3

وکرھت ان اضرب بسیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امراتہ لاناً صرلھا (1)

میں نے یہ پسند نہ کیا حضور ﷺ کی تلوار سے ایک ایسی عورت کو قتل کروں جس کا کوئی مددگار ہی نہ تھا

اس انتہائی سخت معرکہ میں کفار کثیر لشکر۔کثیر سامان مشہور جنگی مہارت کے باوجود جم نہ سکے ۔سیدنا طلحہ بن عبداللہ۔سیدنا ابودجانہ۔سیدنا حمزہ۔سیدنا علی بن ابی طالب۔سیدنا انس بن نضر۔سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہم نے قریش کے بڑے بڑے ستونوں کو گرادیا اوران کے چھکے چھڑا دیئے۔ حضور ﷺ نے جو درہ پر پچاس تیرانداز بٹھائے تھے ان کی تیر افگنی نے انہیں ہر موقعہ پر پسپا کیا اور بھاگنے پر مجبور کیا حضرت معصب بن عمیرؓ زوردار مقابلہ کرتے رہے اچانک دشمن نے پوری قوت کا مظاہرہ کیا کہ معصب کو شہید کیا جائے کہ وہ پورے لشکر کے علمبر دار تھے تا کہ ان کی شہادت سے مسلمانوں کا جھنڈا سرنگوں ہو جائے کفار کے اچانک اور شدید حملہ سے آپؓ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپؓ نے اسلامی جھنڈا بائیں ہاتھ میں تھام لیا گرنے نہیں دیا اور پڑھا

وما محمد الا رسول

پھر دشمن کے دوسرے بھرپور وار سے بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا مگر پھر بھی جھنڈا گرنے نہیں دیا دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے سینے سے چمٹا لیا اس حد تک لڑے کہ جام شہادت نوش فرمایا(2)

آپ کو شہید کرنے والے کافر نے سمجھا تھا کہ یہ محمد ہیں اور وہ خوشی خوشی واپس لوٹا اور کہا

قتلت محمداً (3)

میں نے محمد کو شہید کر دیا ہے۔اس اعلان باطل سے کفار کے حوصلے بلند ہوئے اس وقت

(1) محمد بن عمر الواقدی،المغازی،ص 259/1
الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص 193/4
(2) الواقدی،المغازی،ص 239/1
الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص 219/4
(3) السھیلی،الروض الانف،ص 258/3
ابو الفتح،عیون الاثر،ص 415/1
ابن کثیر،السیرۃ النبویۃ،ص 39/3

حضور ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضی سے فرمایا علی جھنڈا تم اٹھا لو آپؓ نے جھنڈا اٹھایا اور یہ نعرہ لگایا انا ابو القصم میں باطل کی پشت توڑنے والا ہوں (1)۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

علی مرتضی کا حملہ

اسی دوران کفار کے سربراہ طلحہ بن طلحہ نے للکارا اور کہا

ھل من مبارز (2)

ہے کوئی مقابلہ کرنے والا

اس نے یہ بھی کہا اے محمد تمہارا خیال ہے تمہارے مقتول جنت میں ہوں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں۔ اگر مسلمانوں کا یہ دعوی صحیح ہے تو مقابلہ کے لئے کیوں نہیں آتے کافر کی اس بکواس پر شیر خدا سیدنا علی المرتضی میدان جنگ میں آ گئے کافر کو سنبھلنے ہی نہ دیا اور ایک ہی وار سے ڈھیر کر دیا ایک لمحہ میں وہ کبر وغرور کا پتلہ خون میں لت پت تڑپ رہا تھا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے سے دوسرا وار کر کے اسے جہنم رسید کرنا چاہا کہ اس کی شرم گاہ ننگی ہوگئی تھی اور حیدر کرار کی غیرت نے اسے ایسی حالت میں ہلاک کرنا پسند نہ کیا مگر کچھ دیر بعد ہی اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

طلحہ کے بعد اس کے بھائی ابوشیبہ نے کفر کا جھنڈا سنبھالا ہی تھا کہ سیدنا حمزہ کی تلوار کا شکار ہو گیا اس کی ہلاکت کے بعد ابوسعد نے کفر کا جھنڈا اٹھایا تو حضرت سعد بن وقاصؓ نے چند لمحوں میں اس کا م تمام کر دیا۔ حضرت سعد کا تیر اس کے گلے پر لگا اس کی زبان باہر لٹک گئی اس کی موت کے بعد مسافع بن طلحہ نے کفر کا جھنڈا اٹھایا تو حضرت عاصم بن ثابت نے جھپٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ مسافع کے بعد کفر کی قیادت حارث بن طلحہ نے کی یہ بھی حضرت عاصم کے ہاتھوں مرا۔ حارث کی ماں کو پتہ

---

(1) السہیلی، الروض الانف، ص258/3
ابومحمد، سیرۃ ابن ھشام، ص73/2

(2) السہیلی، الروض الانف، ص258/3
ابومحمد، سیرۃ ابن ھشام، ص73/2

چلا تو وہ غصہ میں چیختی آئی اور کہا جو میرے بیٹے کے قاتل کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام دوں گی۔اس موت کے بعد کفر کا جھنڈا کلاب نے اٹھایا تو اسے حضرت زبیرؓ بن عوام نے آن واحد میں قتل کر دیا اس کے بعد جلاس بن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا تو اسے حضرت طلحہ بن عبداللہ نے ہلاک کر دیا۔اس کے بعد کفر کا جھنڈا ارطاتہ بن شرجیل نے سنبھالا جسے سیدنا علی المرتضی نے جہنم رسید کیا پھر شریح بن قازر نے جھنڈا اٹھا مگر تھوڑی دیر بعد ہی یہ بھی قتل کر دیا گیا اس کے بعد ابوزید بن عمیر نے جھنڈا اٹھایا تو اسے قزمان نے قتل کر دیا پھر قاسط بن شرجیل آگے بڑھا تو وہ بھی قزمان کے ہاتھوں مارا گیا۔(1)

آخر میں صواب نامی نے آگے بڑھ کر کفر کا جھنڈا اٹھا لوگوں نے کہا کہ خیال کرنا شرمندگی نہ ہو پہلے بہت کچھ رسوائی ہوگئی ہے صوابی نے کفر کی نمائندگی کرتے ہوئے میدان جنگ کو گرم رکھا مجاہدین کے حملہ سے صوابی کا ہاتھ کٹ گیا تو اس نے دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا وہ بھی کٹ گیا تو اس نے جھنڈے کو سینے اور گردن سے دبوچ لیا اور لوگوں سے کہا بتاؤ میں نے لاج رکھ لی ہے یا نہیں سب نے کہا تو نے لاج رکھ لی ہے اس پر قزمان نے تیر مار کر اسے بھی ہلاک کر دیا اس پر کفار کے حوصلے پست ہو گئے۔میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا حواس باختہ ہو گئے سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلے مجاہدین نے جی بھر کر دشمن تہ تیغ کئے (2)

حضورﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تو نے اپنی تعریف سنی جو رضوان فرشتہ کر رہا ہے وہ کہہ رہا ہے

لا فتی الا علی

علی عظیم بہادر ہے اور اس کی تلوار عظیم تلوار ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) السہیلی،الروض الانف،ص258/3
ابو محمد،سیرۃ ابن ھشام،ص73/2

(2) ابن کثیر،السیرۃ النبویۃ،ص43/3
ابو محمد،سیرۃ ابن ھشام،ص77/2
ابو الفتح،عیون الاثر،ص416/1

دشمن بھاگنے کا منظر

حضرت براء بن عازب نے دشمن بھاگ نکلنے کا منظر کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ ہم نے قریش کی خواتین کو بھاگتے دیکھا ہے ان کی پنڈلیاں ننگی تھیں ان کی پازیبیں دکھائی دیتی تھیں مکہ کے سورما عورتوں کی فکر سے بے نیاز ہو کر بھاگ رہے تھے انہیں اپنی فکر تھی خواتین کی پرواہ نہ تھی کفار کی خواتین میں ایک عمرہ بنت علقمہ قدآور جوان خاتون تھی جو مردوں کو بھڑکانے کے لئے مختلف اشعار کہتی گیت گاتی طعن وطنز کرتی تھی یہ خاتون اپنے مردوں سے کہہ رہی تھی اے بے غیرتو تمہاری حمیت کہاں گئی۔ بے غیرتو بھاگ نکلنے سے بہتر ہے جانیں دے دو۔ بھاگ جانے والے کو تو ڈوب مرنا چاہیے بے غیرتو اگر تم نہیں لڑ سکتے تو جاؤ خیموں میں بچوں کو سنبھالو کھانا پکاؤ ہم اپنے بتوں پر جانیں نثار کریں گی۔ صوابی کے قتل ہو جانے کے بعد جھنڈا زمین پر ہی پڑا تھا یہ خاتون عمرہ بن علقمہ آگے بڑھی اور جھنڈا تھام لیا عمرہ کی اس ہمت شجاعت اور بہادری نے قریش کے اندر ایک تازہ روح پھونک دی اور کفار پلٹ پلٹ کر واپس آنے لگے اور پھر اکٹھے ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ اب اس مرتبہ اسلامی صفوں میں نظم وضبط نہ رہا اس وقت عینین کی پہاڑی کو تیر اندازوں سے خالی پا کر خالد بن ولید نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تیر اندازوں کے دستہ کے امیر حضرت عبداللہ اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کے شدید سیلاب کو روکنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اور ایک ایک کر کے جانیں دے دیں۔ (1)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے چچا سیدنا حمزہؓ بھی اس جنگ احد میں شہید ہوئے۔ قریش کا سورما بہادر سباع بن عبداللہ جو جنگی مہارت میں مشہور تھا آپؓ کی مقابلہ میں ہلاک ہوا اس واقعہ سے آپؓ کی ہمت شہہ زوری کا چرچا ہو گیا اور دشمن جی ہار گیا۔ میدان بدر میں جبیر کا چچا طعمہ بن عدی بھی سیدنا حمزہؓ کے

(1) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص195/4

ہاتھوں مارا گیا جبیر نے بدلہ لینے کے لئے اپنے غلام وحشی بن حرب کو کہا تھا اگر تو حمزہؓ کو قتل کر دے تو تجھے آزاد کر دیا جائے گا وحشی نے اس لالچ میں بہت ہاتھ پاؤں مارے اور ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا جونہی سیدنا حمزہؓ وہاں سے گزرے تو اس نے نیزہ مارا جو شہادت کا سبب بنا۔(1)

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور ﷺ نے سیدنا حمزہؓ کے بارے میں فرمایا

سیدالشھدا عنداللہ یوم القیمہ (2)

حمزہؓ اللہ کے ہاں سیدالشھداء ہیں

حمزہؓ کا نام آسمانوں پر اسداللہ واسدالرسول (خدا اور رسول کا شیر) رکھا گیا ہے۔ سیدنا حمزہؓ حضور ﷺ کے چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی۔ حضور ﷺ کی دودھ کی ماں ثوبیہ نے بھی حضرت حمزہؓ کو دودھ پلایا تھا۔ سیدنا ابن عباس سے ہے نبی کریم سے عرض کی گئی حضور آپ حضرت حمزہؓ کی بیٹی سے نکاح فرمائیں تو کیسا ہے آپ نے فرمایا وہ میری رضائی بھتیجی ہے۔(3)

سیدنا حمزہؓ کے قاتل وحشی کا اپنا بیان ہے میں مکہ مکرمہ میں آیا تو آزاد کر دیا گیا۔ قتل حمزہ سے میرا مقصد آزاد ہونا تھا حمزہ سے دشمنی نہ تھی۔ وحشی کہتے ہیں میں نے آمنا سامنا کر کے مقابلہ نہیں کیا نہ ہی یہ میری ہمت پڑتی تھی میں نے تو ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر یہ کام کیا تھا جونہی حضرت حمزہؓ کو میرا نیزہ لگا تو انہوں نے میری طرف دیکھا بس اس دیکھنے کی مجھ پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ وہاں رہ نہ سکا بھاگ گیا۔(4)

---

(1) الشامی، سبل الھُدی والرشاد، ص216/4
الواقدی، المغازی، ص289/1

(2) الواقدی، المغازی، ص289/1

(3) البخاری، صحیح البخاری، الشھادۃ علی الانساب والرضاع، الرقم2451، ص124/9
امام مسلم، صحیح مسلم، تحریم ابنۃالاخ من الرضاعۃ، الرقم2623، ص338/7
امام احمد، مسنداحمد، مسند عبداللہ بن العباس، الرقم3067، ص100/7
النسائی، السنن، تحریم بنت الاخ من الرضاعۃ، الرقم3252، ص442/10

(4) البخاری، صحیح البخاری، قتل حمزۃ، الرقم3764، ص471/12
امام احمد، مسنداحمد، حدیث وحشی الحبشی، الرقم15491، ص298/32
البیھقی، دلائل النبوۃ، انت وحشی قلت نعم، الرقم1094، ص259/3

جب شہید ہونے کا یقین ہو گیا تو واپس آیا اور سینہ چیر کر دل کلیجہ نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا اس نے دل وجگر کے ٹکرے کر کے اپنے گلے کا ہار بنایا خوشی کی اور انعام میں اپنا سارا زیور سونا چاندی میرے سپرد کر دیا اور ساتھ ہی کہا وحشی مکہ پہنچ کر تجھے سونے کی دس اشرفیاں اور دونگی پھر ہندہ نے مجھے کہا حمزہؓ کی لاش پر لے چلو میں لے گیا تو اس نے ناک کان اور ہاتھ پاؤں کاٹ لئے اور مکہ مکرمہ ساتھ لے آئی ہندہ کو

اکلۃ الاکباد(1)

جگر کھانے والی بھی کہا گیا ہے۔

حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور قبول اسلام کی درخواست کی وحشی کہتے ہیں میں فتح مکہ کے بعد طائف چلا گیا اہل طائف کے قبول اسلام کے بعد میں سخت پریشان ہو گیا خیال آیا کہ میں یمن یا شام چلا جاؤں تو کسی نے کہا کہ اسلام قبول کرنے والے کو نبی کچھ نہیں کہتا اس کے اس مشورہ پر میں مدینہ آیا تو صحابہؓ نے عرض کی حضور(ﷺ) آپ کے عم محترم سیدنا حمزہؓ کا قاتل وحشی آ گیا ہے تو حضور نے کمال ہمت اور حوصلہ سے فرمایا

دعوہ فاسلام رجل واحد احب الی من قتل الف کافر(2)

اسے بلاؤ ایک آدمی کا قبول اسلام ہزار کافر کے قتل سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

اندازہ کریں محبوب پاک کی رحمت کا چچا کے قاتل کو معاف کیا جا رہا ہے اسلام کی محبت کو صحابہؓ کے دلوں میں اجاگر فرمایا جا رہا ہے۔حضور ﷺ نے وحشی سے قتل کا واقعہ سنا تو آپ نے فرمایا میرے سامنے نہ بیٹھا کرنا تجھے دیکھ کر میرا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔آپ کے اس ارشاد کے بعد وحشی ہمیشہ پیچھے بیٹھتے تھے حضور ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔وحشی ہمیشہ اس انتظار میں رہے کبھی کسی طریقہ سے قتل حمزہؓ کا کفارہ ادا ہو۔جب صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا آپ نے

(1) الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص218/4
ابو محمد،سیرۃ ابن ھشام،ص91/2

(2) الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص217/4
السھیلی،الروض الانف،ص253/3

اس کے خلاف جنگ لڑی تو یہ مسیلمہ کذاب حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا اس کے بعد حضرت وحشی بڑے فخر سے کہا کرتے تھے بہترین انسان (حضرت حمزہؓ) کے قتل کے بعد بدترین انسان (مسیلمہ) کو قتل کر کے کفارہ ادا کیا ہے۔

حضرت وحشی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا شکر ہے میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا نہیں گیا ورنہ ذلت کی موت مرتا کہ کفر کی موت ذلت کی موت ہے۔ حضرت وحشی کا اپنا بیان ہے ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے دربار گوھر بار میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا وحشی تو نے ہی میرے چچا کو قتل کیا تھا نہ۔ میں عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ

الحمدللہ الذی اکرمہ بیدی ولم یھنی بیدہ(1)

اللہ کا شکر ہے حضرت حمزہؓ کو میرے ہاتھوں شہادت نصیب ہوئی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا گیا

اگر حضرت وحشی حمزہؓ کے ہاتھوں مارے جاتے تو یقیناً ذلت کی موت تھی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا وحشی جاؤ اللہ کی راہ میں لڑو جیسے اس کی راہ سے روکنے کے لئے لڑا کرتے تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دردناک منظر

جنگ ختم ہونے پر سید الشھداء کی لاش مبارک کی تلاش ہوئی۔ حضور ﷺ صحابہؓ سے بار بار فرما رہے تھے چچا کا کیا ہوا۔ حارثہ بن صمت نے تلاش کی مگر ناکامی ہوئی حیدر کرار سیدنا علی المرتضی نے تلاش میں کامیابی حاصل کر کے حضور ﷺ سے عرض کر دی حضور ﷺ بہ نفس نفیس لاش پر تشریف لائے لاش دیکھ کر آپ دم بخود ہیں۔ پیٹ چاک ہے دل انور نکال لیا گیا ہے چہرہ پاک مسخ ہے ناک کان کاٹ لے گئے ہیں ظالموں اور مجرموں قاتلوں اور ڈکیتوں کو معاف کر دینے والے رسول ﷺ اپنے مقدس اور پیارے چچا کی لاش مبارک کی بے حرمتی پر قدرت کے فیصلوں پر رضا کا اظہار فرما رہے ہیں مگر بہ تقاضا انسانی مقدس آنکھوں میں آنسوؤں کی موسلا دھار جھڑی لگی ہوئی ہے محبوب پاک کی اس حالت

(1) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص217/4

درد کیف کو دیکھ کر حاضرین بے خود ہیں مقدس لاش مثلہ ہے ہچکی بندھ چکی ہے حضور ﷺ نے اپنے مقدس چچا کی لاش مبارک کو مخاطب ہو کر فرمایا

رحمته الله عليك فانك كنت كما علمتك فعولاً للخيرات وصولاً للرحيم (1)

آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں جس طرح مجھے علم ہے بیشک آپ بھلائیاں کرنے والے تھے صلہ رحمی کرنے والے تھے

یہیں پر آپ نے فرمایا مبارک ہو ابھی ابھی مجھے جبریل نے خبر دی ہے حمزہ اللہ اور رسول کا شیر ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے مشرکین پر غلبہ ملا تو ستر مقتولین کا اس سے بھی برا مثلہ کرونگا تو فوراً جبریل سورہ نحل شریف کی یہ آیت لے کر حاضر ہوئے

ولئن صبرتم لهو خير للصابرين (2)

اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر ہی بہتر ہے

چنانچہ حضور ﷺ نے صبر فرمایا اور صحابہؓ کو مثلہ کرنے سے روک دیا۔

وصلى اللّٰه تعالى على حبيبه سيّدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

جنت کی خوشبو

اسی جنگ احد میں کام آنے والوں میں سیدنا انس بن نضرؓ بھی ہیں یہ میدان بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے تو اس کا شدید صدمہ تھا اور فرمایا کرتے تھے اے اللہ اگر تو نے مجھے پھر کبھی موقعہ دیا تو تو دیکھے گا کہ میں اسلام کی سر بلندی کے لئے کیا خدمات سرانجام دیتا ہوں چنانچہ احد شریف کا معرکہ پیش آ گیا اسلامی لشکر میں بھگدڑ کی کیفیت پیدا ہو گئی تو بارگاہ قدس میں عرض کی اے اللہ جو کچھ مسلمانوں سے سرزد ہوا معذرت خواہ ہوں اور مشرکین سے لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں فرماتے ہیں میرا گذر چند مسلمان

(1) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 426/1
الشامی، سبل الھدی والرشاد، ص 223/4
(2) النحل، 126:16

مجاہدین پر ہوا تو وہ پریشان بیٹھے تھے میں نے پوچھا ایسا کیوں ہے انہوں نے کہا حضور ﷺ شہید ہوگئے ہیں اب ہم کیا کر سکتے میں نے انہیں کہا

ما تصنعون بالحیواۃ بعدہ (1)

حضور ﷺ کے بعد زندہ رہ کر تم کرو گے کیا

اس کے بعد حضرت انسؓ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہوگئی انہوں نے کہا انسؓ فکر نہ کر میں تمہارے ساتھ ہوں آپؓ فوراً دشمن کے لشکر میں گھس گئے اور بار بار وجدانی کیفیت میں فرماتے تھے

واھاً الریح الجنتہ ورب النضر انی لاجد ریح الجنتہ دون احد(2)

واہ واہ مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے نضر کے رب کی قسم میں جنت کی مہک جبل احد کی طرف سے محسوس کر رہا ہوں۔

پھر آپ دشمن سے اس حد تک لڑتے رہے کہ جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بھتیجے فرماتے ہیں ان کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے زخم ۸۰ سے زائد تھے مشرکین نے انتقام میں ان کے اعضا بھی کاٹ دیئے مثلہ بنایا اور فخر کیا ان کی مقدس لاش زخموں سے اس قدر چور چور تھی کہ پہچانی نہ جاتی تھی ان کی بہن نے انگلی کے ایک پورے کی نشانی سے بمشکل پہچانا۔(3)

فائدہ۔ حضرت انسؓ نے زمین پر ہوتے ہوئے آسمانوں سے جنت کی خوشبو محسوس کی جیسے بیماری والا خوشبو سے محروم مگر تندرست محسوس کر لیتا ہے ایسے ہی گناہوں کی بیماری سے بچا ہوا جنت کی خوشبو پا لیتا ہے۔

---

(1) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص215/4
الجوزیہ، زادالمعاد، ص180/3
التیمی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، غزوہ احد، ص245/1

(2) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص215/4
التیمی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، غزوہ احد، ص245/1

(3) السھیلی، الروض الانف، ص267/3
الواقدی، المغازی، ص280/1

بوئے جاناں سوئے جانم میرسد بوئے یار مہربانم میرسد

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدو علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جنت کے ساتھی

اسلامی لشکر میں جب بھگدڑ کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو حضور ﷺ نے چاہا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ڈیرہ جمائیں جس میں کئی حکمتیں تھیں۔

☆ دشمن اوپر آکر حملہ کریں تو اوپر سے دفاع آسان ہوگا۔

☆ بلندی پر حضور ﷺ کو دیکھ کر تمام صحابہؓ اکٹھے ہوجائیں۔

☆ حضور ﷺ اپنے کو دکھا کر اپنے قتل کی تردید فرمانا چاہتے تھے۔

☆ اوپر سے نیچے حملہ کرنا آسان ہوسکے گا۔

☆ اوپر بیٹھ کر نچلے مجاہدین کی نگرانی کی جاسکتی ہے۔

☆ مجاہدین کے جنگی کارناموں کا جائزہ لینے میں آسانی ہوسکے گی۔

کفار نے حضور ﷺ کے اوپر چڑھنے کی شدید مزاحمت کی مشرکین نے تعاقب کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا

الا احد بھٰؤلاء

کون ہے جوان کی مزاحمت کرے

پہاڑی پر چڑھنے کے وقت حضور ﷺ کے پاس صرف گیارہ انصاری مجاہدین تھے ایک انصاری نے لبیک کہا حضور (ﷺ) میں مزاحمت کرتا ہوں یہ انصاری لڑتے لڑتے شہید ہوگئے اس طرح یکے بعد دیگرے گیارہ جلیل القدر انصاری کام آئے آخر حضور ﷺ کے پاس صرف حضرت طلحہؓ اکیلے رہ گئے جتنی دیر تک گیارہ انصار نے دشمن کو روکے رکھا اتنی دیر تنہا حضرت طلحہؓ نے روکے رکھا تنہا حضرت طلحہؓ نے انہیں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھنے دیا آخر دم تک لڑتے رہے انگلیاں کٹ گئیں ہاتھ شل ہوگئے ان تمام شہداء کو حضور ﷺ نے قیامت کے دن جنت میں اپنے ساتھی بننے کی

خوشخبری سنائی۔(1)

ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا

من رجل یشری لنا

کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان کا سودا کرے

تو زیاد بن شکن سامنے آ گئے اور دشمنوں کو حضور ﷺ سے دور رکھنے کے لئے دیر تک لڑتے رہے آپ کے ہلاک کن حملوں سے دشمن تو بکھر گئے مگر آپ کا جسم انور زخموں سے چور چور ہو گیا آپ انہیں زخموں سے بے بس ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے جان نثار صحابی کی حالت زار کا مشاہدہ فرمایا اور حکم دیا

ادنوہ منی(2)

اسے میرے قریب لاؤ

جونہی انہیں قریب لایا گیا انہوں نے اپنا چہرہ محبوب کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے سپرد کر دی۔

پائے رسول پر ہو میرا سر جھکا ہوا
ایسے میں آ اجل تو کہاں جا کے مر گئی

اس عظیم معرکہ میں سیدنا علی المرتضی نے حملہ کر کے عکرمہ بن ابی جہل کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت دجانہؓ کی تلوار نے دشمن کو خون میں لت پت کیا۔

حضرت سعدؓ خدا کا غضب بن کر کفار پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت حباب نے مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیئے۔ حضرت طلحہؓ تو محبوب پاک ؐ کے قدموں میں بیٹھ گئے تمام تیر سامنے رکھ لے اور دشمن کو ٹھیک ٹھیک نشانہ لگاتے رہے۔ حضور ﷺ نے ان کی کامیاب تیر اندازی کو دیکھ کر فرمایا جن کے پاس تیر ہیں وہ طلحہ کو دے دیں حضور ﷺ اپنا سر مبارک اونچا کر کے میدان کا جائزہ لیتے تو حضرت طلحہؓ عرض

---

(1) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص202/4
ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ص51/3

(2) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص203/4

کرتے یارسول اللہ

لاتشرف یصیبك سهم (1)

حضور ﷺ اپنا سراونچانہ فرمائیں مبادا تیر لگ جائے

ایسے شدید ماحول میں بھی صحابہ کرام پرسکون تھے، اطمینان تھا، راحت تھی۔ اس عنوان کو قرآن مقدس میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے

ثم انزل علیکم من بعد الغم نعاسا (2)

پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد راحت اتاری۔

گذشتہ سطور سے آپ نے اندازہ لگالیا کہ یہ جنگ کس طرح لڑی گئی۔ جاں نثاروں نے کتنی کاوش سے مراحل سر کئے تھوڑوں نے کس طرح بہتوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دشمنوں کی طرف سے حضور ﷺ کی شہادت کے پروپیگنڈہ نے جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ تیرانداز دستہ نے کامیابی کے شوق میں اپنی جگہ خالی کردی جونہی خالد بن ولید کو موقع ملا انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے فتح کو شکست میں بدل دیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام عمارہ کی جاں نثاری

صحابیات میں سے جنہوں نے غزوہ احد میں حصہ لیا ان میں سرفہرست نام حضرت ام عمارہؓ کا ملتا ہے۔ آپؓ نے کئی کفار کو قتل کیا کفار پر ہیبت چھا گئی۔ کوئی حضور ﷺ پر حملہ آور ہوتا تو حضرت ام عمارہؓ انہیں اپنی ہمت سے پیچھے دھکیل دیتیں اور جب موقع ملتا تو انہیں جہنم رسید کرتیں جب ابن قمیہ حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو اس بہادر خاتون نے اس کا راستہ روکا حضرت ام عمارہؓ نے اس پر کئی تابڑ توڑ حملے کئے مگر وہ محفوظ رہا کہ اس نے اپنے جسم پر دو زرہیں پہن رکھی تھیں اس نے اپنی قوت کے ساتھ حضرت ام عمارہؓ پر حملہ کیا ان کو گہرا زخم لگا وہ زخم تو بچ گیا تھا مگر اس کا گڑھا باقی رہا

(1) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص204/4

(2) آل عمران، 154:3

۔حضورﷺ نے ام عمارہؓ کی جاں نثاری کو دیکھ کر فرمایا ام عمارہؓ کا مقام بہت اونچا ہے فرمایا میں جدھر بھی دیکھتا تھا ام عمارہؓ لڑتی دکھائی دیتیں تھیں (1)

ایک دن ام عمارہؓ نے حضورﷺ کو عرض کی حضورﷺ دعا فرمائیں اللہ ہمیں جنت میں آپ کا ساتھ دے تو حضورﷺ نے فوراً بارگاہ قدس میں دعا کی

اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنتہ

اے اللہ ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے

جونہی حضرت ام عمارہؓ نے حضورﷺ سے یہ دعا سنی تو فوراً بول اٹھی

ما ابالی ما اصابنی من امرالدنیا (2)

اب مجھے کوئی پرواہ نہیں دنیا میں مجھے کیسی بھی مصیبت آئے۔

جنگ کے آغاز میں ام عمارہؓ مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی تو آپؓ نے تلوار پکڑ کر پورا حصہ لیا آپؓ کو جنگ میں تیرہ زخم لگے تھے سیدنا صدیق اکبرؓ کے خلافت کے دور میں جب مسیلمہ کذاب سے جنگ لڑی گئی تو آپؓ بھی مجاہدین میں شریک تھیں سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور میں کچھ گرم چادریں آئیں ایک چادر بڑی تھی اور اعلیٰ قسم کی تھی کسی نے کہا حضورﷺ آپ یہ چادر اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کی اہلیہ کو دے دیں تو بہتر ہوگا۔ خلیفۃ المسلمین سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا اس کی حقدار ام عمارہؓ ہے جس نے میدان احد میں حضورﷺ کے دفاع کرنے کا حق ادا کیا۔ (3)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت حنظلہ کی شہادت

آپؓ بھی اس جنگ میں اسلام کے کام آئے۔ اسود بن شداد نے چھپ کر آپؓ پر حملہ کیا تھا۔ سیدنا حنظلہ اس پر بجلی کی طرح کڑ کے اسود کے دوسرے حملے سے آپؓ شہید ہو گئے۔ حضورﷺ کی

---

(1) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص201/4

(2) الواقدی، المغازی، ص269/1

(3) الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص202/4

بارگاہ میں جب خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے زمین و آسمان کے درمیان بارش کے پانی سے چاندی کے تھالوں میں فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں۔ ابو اسیدؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت حنظلہ کے پاس گئے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا مگر انہیں کیوں دیا گیا اس کی تفصیل یہ ہے جب حضور ﷺ کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ حضور ﷺ جنگ کے لئے بلا رہے ہیں تو یہ اپنے گھر اہلیہ کے پاس تھے حضور ﷺ کے حکم پر فوراً باہر آ گئے انہیں غسل کی ضرورت تھی مگر تعمیل حکم میں دیر ہو جانے کے ڈر سے اسی حالت جنابت میں حاضر ہو گئے اسی باعث انہیں فرشتوں نے غسل دیا۔ (1)

آپؓ کے جنگ میں آنے کے بعد ان کی اہلیہ نے انہیں اپنے خاندان کے کئی افراد سے ذکر کر دیا تھا کہ حنظلہ جنگ پر چلے گئے ہیں انہیں غسل جنابت کی ضرورت تھی یہ بات اس لئے بتا دی کہ کل کو بچہ کی پیدائش کی صورت میں کوئی الزام نہ لگا دے۔ سیدنا حنظلہؓ کی اہلیہ نے فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا ہے آسمان کھل گیا ہے اور حنظلہؓ اس میں داخل ہو گئے ہیں اور پھر آسمان کا دروازہ بند ہو گیا میں سمجھ گئی حنظلہؓ شہید ہو جائیں گے۔ اللہ نے حضرت حنظلہؓ کے ہاں بیٹا پیدا فرمایا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا جب اہل مدینہ نے یزید کے خلاف تحریک شروع کی تو یہی عبداللہ بن حنظلہؓ اہل مدینہ کے لشکر کے قائد تھے۔ (2)

فرشتوں کے غسل دینے کے باعث ہی انہیں غسیل الملئکہ کا لقب دیا گیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا طلحہ ایک نظر میں

☆ جب حضور ﷺ کا سر اقدس زخمی ہوا حضرت علیؓ نے ہاتھ پکڑا سیدنا طلحہؓ نے کمر مبارک کو سہارا دیا سیدہ فاطمہؓ نے خون دھویا کمزوری کے باعث پہاڑی پر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہؓ نے اپنے کندھے پیش کئے حضور ﷺ نے ان کندھوں پر قدم رکھے اور اوپر چڑھ گئے۔

---

(1) السهيلي، الروض الانف، ص 258/3

(2) الشامي، سبل الهُدى والرشاد، ص 213/4

☆ ان کی عقیدت کو دیکھ کر آپ نے فرمایا

اوجب طلحہ(1)

طلحہؓ نے اپنے اوپر جنت لازم کر لی۔

☆ قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں حضرت طلحہؓ کا وہ ہاتھ جو حضورﷺ کیلئے دفاع کرتا رہا اس پر ۳۹ زخم لگے مگر پیچھے نہیں ہٹے تھے۔(2)

☆ سیدنا صدیق اکبرؓ نے غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

کان ذالك اليوم كله لطلحه(3)

یہ سارا دن تو طلحہؓ ہی کا تھا۔

☆ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں ہم نے احد کے دن سیدنا طلحہؓ کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم دیکھے تھے۔(4)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں طلحہ حضورﷺ کو اپنی ڈھال سے چھپا لیتے تھے آپ نے اس دن لڑتے لڑتے دو کمانیں توڑ ڈالیں۔(5)

☆ حضورﷺ محاذ جنگ کا مشاہدہ کرنے کے لئے سر اٹھاتے تو یہ عرض کرتے حضورﷺ سر نیچے فرمالیں مبادا تیر لگ جائے گا۔(6)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الترمذی،سنن الترمذی،مناقب طلحہ بن عبیداللہ،الرقم3671،ص201/12
امام احمد،مسنداحمد،مسند زبیر بن عوام،الرقم1343،ص352/3
(2) البخاری،،صحیح البخاری،ذکر طلحہ بن عبیداللہ ،الرقم3445،ص62/12
امام احمد،مسنداحمد،مسند طلحہ بن عبید،الرقم1313،ص321/3
ابن ماجہ،السنن ،فضل طلحہ بن عبیداللہ،الرقم125،ص143/1
(3) ابن حجر،فتح الباری ،اذھمت طائفتان،ص393/11
(4) الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص200/4
(5) البخاری،صحیح البخاری،اذھمت طائفتان،الرقم3757،ص458/12
(6) البخاری،صحیح البخاری،اذھمت طائفتان،الرقم3757،ص458/12

جنتی باپ بیٹا

احد شریف میں صحابہ کی جانثاری کے اہم واقعات میں حضرت ابوسعد خیثمہ کا واقعہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی حضور میں غزوۂ بدر سے محروم رہ گیا تھا کہ قرعہ میں میرے بیٹے کا نام نکل آیا تھا۔ وہ شریک ہوا اور شہادت سے سرفراز ہوا۔ کل میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے۔ وہ جنت کی سیر کر رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا

الحق بنا ترا فقنا فی الجنۃ وقد وجدت ما وعدنی ربی حقاً (1)

ابا جان آپ بھی آ جائیں۔ ہم دونوں جنت میں اکٹھے رہیں گے میں نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا ہے۔

حضورؐ اس خواب کے بعد میں بے چین ہوں۔ چاہتا ہوں جتنی جلدی ہو سکے بیٹے سے جنت میں جا ملوں۔ حضورؐ دعا فرمائیں مجھے شہادت نصیب ہو اور جنت میں بیٹے کا ساتھ نصیب ہو۔ حضورؐ نے دعا فرمائی آپ جنگ میں بڑی جانثاری سے لڑے اور شہید ہوئے اور باپ بیٹا جنت میں ساتھی بن گئے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انوکھی دعا

سیدنا عبداللہ بن جحش بھی اسی جنگ میں اسلام کے کام آئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔ احد کے دن عبداللہ بن جحش نے مجھے کہا ذرا بات سنو آئیں میں دعا کرتا ہوں۔ آپ اس پر آمین کہتے جائیں۔ پھر آپ دعا مانگیں میں آمین کہتا جاؤں گا۔ یہ وقت قبولیت کا ہے۔ دعائیں قبول ہوں گی۔ سیدنا سعد فرماتے ہیں پہلے میں نے دعا مانگی جس پر حضرت عبداللہ بن جحش نے آمین کہی۔ میری دعا یہ تھی۔ یا اللہ کبھی دشمن کے مقابلہ میں مجھے قوت دینا غلبہ سے نوازنا میں اس سے خوب جنگ

---

(1) الجوزیہ، زادالمعاد، ص180/3

الشامی، سبل الھُدیٰ والرشاد، ص219/4

کروں۔اسے قتل کر کے اس کے ساز وسامان پر قبضہ کروں۔میری دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش آمین کرتے رہے۔پھر عبداللہ بن جحش نے یہ حیران کن اور انوکھی دعا کی۔یااللہ میرے مقابلہ میں طاقتور کافر بھیج جو جنگ لڑنے کا ماہر ہو اور پھر میں اس سے خوب لڑوں۔آخر وہ مجھے قتل کر دے اور میری ناک کاٹ دے میرے کان کاٹ دے۔مجھے مثلہ بنا دے۔قیامت کے دن میں اسی حالت میں بارگاہ قدوس میں حاضر ہوں۔تو میرا رب قدوس مجھ سے پوچھے

فیما جزع انفك واذنك یا عبدی۔

میرے بندے تیری ناک تیرے کان کس جرم میں کاٹے گئے تو عرض کروں۔

فیك وفی رسولك۔ (1)

تیری محبت میں تیرے محبوب کے عشق میں

تو میرا خدا فرمائے تو نے سچ کہا۔حضرت سعدؓ فرماتے ہیں۔ہماری دعاؤں کے بعد وہی کچھ ہوا جو کچھ ہم نے مانگا تھا۔حضرت سعدؓ فرماتے ہیں عبداللہ بن جحش کی دعا مجھ سے کہیں زیادہ بہتر تھی۔حضرت عبداللہؓ اور سیدنا حمزہؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔حضور ﷺ سے عرض کی حضور تلوار بے کار ہو گئی ہے۔کیا کروں آپ نے کھجور کی ایک چھڑی تھما دی۔چھڑی دشمنوں کو ڈھیر کرتی رہی اور اپنے جوہر دکھاتی رہی۔انکی شہادت کے بعد یہ چھڑی جس نے تلوار کا کام کیا آپ کی نسل میں بطور تبرک منتقل ہوتی رہی۔خلیفہ معتصم بن ہارون نے اس تلوار کو دوسو 200 دینار میں خریدا۔میدانِ بدر میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تھی انہیں بھی ایسی ہی ایک تلوار بخشی تھی۔حضرت عکاشہؓ کی تلوار کا نام ''العون'' مشہور ہوا۔حضرت عبداللہ کی تلوار کا نام ''العرجون''(2)

وصلی اللّٰه تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الشامی،سبل الھُدی والرشاد،ص219/4

(2) ابوالفتح،عیون الاثر،ص427/1

خدا کی ہمکلامی کا شرف

سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ بھی اسی مقدس غزوہ میں شہید ہوئے۔ان کی لاش کومثلہ بنایا گیا۔اسی حالت میں حضورﷺ کے سامنے لاش رکھی گئی۔آپ پران کی حالت کا اس طرح گہرا اثر ہوا کہ پیار اور محبت کے آنسو جاری ہیں۔بہن فاطمہؓ نے چہرہ دیکھنے کی اجازت چاہی تو حضورؐ نے اجازت نہ دی۔غالباً اس لئے کہ چہرہ مسخ کر دیا گیا تھا۔حضور نے آپ کی بہن فاطمہؓ کوصبر کی تلقین کی اور فرمایا فاطمہؓ تیرے بھائی پرفرشتے سایہ کررہے ہیں۔(1)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے حضرت جابرؓ نے حضور سے عرض کی حضور میرے والد شہید ہوگئے ہیں۔مجھ پرقرض کا بوجھ کافی ہے۔حضور نے فرمایا جابر میں تجھے تیرے باپ کی خوشخبری نہ سناؤں۔عرض کی فرمائیں۔آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ بے پردہ بات نہیں کی۔تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمایا پھر بے پردہ کلام کیا اور پوچھا میرے بندے تیری کوئی خواہش ہے۔تیرے باپ نے کہا یا اللہ مجھے پھر دنیا میں بھیج دے۔پھر لڑوں اور پھر مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسانہیں ہوسکتا کہ مقدر ہو چکا ہے۔مرنے کے بعد پھر دوبارہ واپسی نہیں۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عمر بن جموح کی شہادت

حضرت عمر بن جموحؓ بھی اسی غزوۂ احد میں اسلام کے کام آئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ان کے پاؤں میں لنگڑاہٹ تھی۔بیٹوں سے کہا میں بھی احد میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔بیٹوں نے کہا آپ معذور ہیں آرام کریں۔معذوروں پر جہاد نہیں۔بچوں کی اس بات پر مطمئن نہ ہوئے اور دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی حضور مجھے میرے بچے جہاد میں شامل نہیں ہونے دیتے اور پھر ساتھ یہ

---

(1) البخاری،صحیح البخاری،الدخول علی المیت بعد الموت،الرقم1167،ص465/4
امام مسلم،صحیح مسلم،فضائل عبد اللہ بن عمر،الرقم4518،ص249/12
امام احمد،مسنداحمد،مسند جابر بن عبد اللہ،الرقم13672،ص221/28

(2) الشامی،سبل الھُدیٰ والرشاد،ص251/4

قسم بھی اٹھادی اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں میں اسی لنگڑاہٹ کیساتھ جنت میں جاؤں گا۔الفاظ یہ ہیں

والله انی لارجوان ابطأء بعرجتی هذه فی الجنة (1)

حضورؐ نے فرمایا! تم معذور ہو تم پر جہاد نہیں۔ بچوں سے فرمایا! تم نہ روکو ہوسکتا ہے انہیں شہادت نصیب ہو۔

ان کی شہادت کے بعد ورثاء نے کوشش کی انہیں مدینہ منورہ میں دفن کیا جائے۔مگر اونٹنی نہ چلتی تھی۔ یہ ماجرا حضور ﷺ سے عرض کیا گیا۔آپؐ نے فرمایا! گھر سے آتے انہوں نے کوئی بات کہی تھی۔عرض کی گئی یہ کہا تھا۔

اللھم لا تردنی الیٰ اھلی۔

اللہ مجھے واپس گھر نہ لانا۔

حضور ﷺ نے فرمایا!

لقد رایت بطأء عرجتہ فی الجنۃ۔(2)

میں نے اسے لنگ کے ساتھ جنت میں دیکھا ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ اور عمر بن جموحؓ دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سعد بن ربیع کی وصّیت

حضرت سعد بن ربیعؓ بھی اسی مقدس غزوۂ احد میں کام آئے۔حضورؐ نے فرمایا! ربیعؓ کا پتا کرو اس کا کیا حال ہے۔حضرت زید بن ثابتؓ نے پتا کیا وہ زخموں سے چور پڑے تھے۔ ان کے جسم پر ستر زخم تھے۔حضرت زیدؓ نے انہیں حضورؐ کا سلام پہنچایا اور حال پوچھا۔آپ نے جواب میں حضورؐ کو سلام کہلا بھیجا فرمایا! حضورؐ سے عرض کرنا میں جنت کی مہک پا رہا ہوں۔ پھر فرمایا! میری قوم سے بھی میرا پیغام

(1) السھیلی،الروض الانف،ص276/3
ابومحمد،سیرۃ ابن ھشام،ص90/2

(2) الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص214/4
ابوالفتح،عیون الاثر،ص423/1

دینا اگر تمہارے ہوتے ہوئے حضورﷺ کی کوئی تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

نعرہ بازی

اس غزوۂ شریف میں جانبین کی طرف سے نعرہ بازی بھی ہوئی جو اس طرح تھی۔

ابوسفیان نے کہا

اعل هبل اعل هبل۔

اے ھبل تو بلند ہو اے ھبل تو بلند ہو

(ھبل بت کا نام ہے)۔

عمر فاروقؓ نے فرمایا:

اللہ اعلیٰ واجل۔

اللہ ہی بلند و بالا ہے۔

ابوسفیانؓ نے کہا:

ان لنا عزی ولا عزی لکم

ہمارے پاس عزہ ہے تمہارے پاس عزہ نہیں۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم۔

اللہ ہمارا والی ہے مولیٰ ہے تمہارا والی نہیں۔

ابوسفیانؓ نے کہا

:یوم بیوم بدر والحرب سجال۔

یہ دن بدر کا جواب ہے جنگ ڈول کی مانند ہے کبھی کسی کے پاس کبھی کسی کے پاس۔

(1) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص

فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

لا سواء قتلانا فی الجنة وقتلاکم فی النار۔(1)

ہم تم برابر نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہیں تمہارے دوزخ میں۔

ابوسفیانؓ نے کہا:

یا عمرؓ قتلنا محمداً ﷺ۔

اے عمرؓ ہم نے محمد ﷺ کو قتل کردیا

اس جھوٹی خبر نے صحابہ کو پریشان کیا۔اتفاق سے حضرت کعبؓ نے حضور ﷺ کو دیکھ لیا اور خوشخبری سنائی۔حضور ﷺ اپنی زرہ حضرت کعبؓ کو دی اور ان کی زرہ خود پہن لی۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

اللھم لا وانه یسمع کلامك۔(2)

خدا کی قسم ہرگز نہیں وہ تو تیری باتیں سن رہے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبه سیّدنا محمدو علی آله وصحبه بعدد خلقه

سعد بن وقاصؓ کا شرف

اسی جنگ میں سیدنا سعد بن وقاصؓ کو ایک بہت بڑے شرف سے نوازا گیا۔ایک موقع پر آپ نے اپنے تمام تیر حضرت سعد بن وقاصؓ کے سپرد کردیے اور فرمایا!

ارم فداك ابی وامی۔(3)

اے سعدؓ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تیراندازی کرو۔

---

(1) امام احمد،مسنداحمد،مسند عبداللّٰه بن مسعود،الرقم4182،ص217/19
ابی شیبه،المصنف،ص492/8
الطبرانی،المعجم الکبیر،ب3،ص174/9

(2) ابومحمد،سیرۃابن هشام،ص93/2
ابن کثیر،السیرۃ النبویه ،ص75/3

(3) البخاری،صحیح البخاری،اذهمت طائفتان منکم،الرقم3749،ص450/12
البیهقی،دلائل النبوۃ،ارم فداك امی وابی ،الرقم1092،ص257/3

سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں۔سعد بن وقاصؓ کے بغیر حضورؐ نے کسی کو یہ الفاظ نہیں فرمائے سیدنا سعدؓ تیراندازی میں زبردست ماہر تھے۔احد شریف کے دن آپ نے ایک ہزار تیر چلائے۔(1) مقدس کمان جس سے تیر پھینکتے رہے۔1979ء تک سیدنا ابوایوبؓ کے مکان میں بطور تبرک محفوظ رہی اور عوام وخواص زیارت سے سکون قلبی حاصل کرتے رہے۔ مجھے بھی زیارت نصیب ہوئی۔ جب 1980 میں حاضر ہوا تو محروم لوٹا۔یہ مکان گرادیا گیا تھا۔تبرکات اٹھالئے گئے تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

سیدنا قتادہؓ کی آنکھ

اسی جنگ کے موقعہ پر حضور ﷺ کے ایک جاں باز صحابی سیدنا قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ پر تیر لگا اور آنکھ لٹک گئی۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی حفاظت کرتے پیش آیا۔حضور ﷺ پر جتنے تیر آتے آپ اپنے سینے پر لیتے۔سیدنا قتادہؓ اس لٹکتی ہوئی آنکھ کو لیکر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔حضور ﷺ اس دردناک منظر کو دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور دعا فرمائی اے اللہ جس طرح قتادہؓ نے تیرے نبی ﷺ کی حفاظت کی ہے۔اسی طرح تو قتادہؓ کے چہرے کی حفاظت فرما اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت بنادے۔دعا کیساتھ ہی اس لٹکتے ڈیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔آنکھ پہلے سے زیادہ روشن ہوگئی۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

ایک خاتون کا عشقِ رسول (ﷺ)

جہاں مردوں نے جانثاری اور عشقِ رسول (ﷺ) کے ان مٹ واقعات ثبت کئے ہیں۔ وہاں خواتین کی جانثاری کا مظاہرہ بھی حیران کن ہے۔غزوہ احد شریف ختم ہونے پر صحابہ واپس لوٹے تو

(1) البخاری،صحیح البخاری،قول الرجل فداك امی وابی،الرقم5716،ص166/19
امام مسلم،صحیح مسلم،فضل سعد بن ابی وقاص ،الرقم4429،ص139/12
الترمذی،السنن ،مناقب سعد بن ابی وقاص ،الرقم3686،ص219/12

(2) الشامی،سبل الهدٰی والرشاد،ص17/10
السهیلی،الروض الانف،ص271/3

لوگ اپنے اپنے اقربا کو دیکھنے مدینہ منورہ سے باہر آ گئے۔سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں ایک بوڑھی خاتون بھی مدینہ منورہ سے باہر آ گئیں۔ان کے شوہر یا باپ شہید ہو گئے تھے۔صحابہ نے ان سے ازراہ ہمدردی کہا اللہ کو ایسے ہی منظور تھا تو فوراً بولیں۔پہلے یہ بتاؤ رسول ﷺ کا کیا حال ہے۔ان کی زیارت کراؤ تا کہ دل مطمئن ہو۔اتنے میں محبوب پاک ﷺ بھی تشریف لے آئے صحابہ نے شوق سے کہا بی بی وہ دیکھو محبوب ﷺ آ گئے۔خاتون نے بے تابانہ زیارت کے ساتھ ہی یہ کلمات کہے

كل مصيبة بعدك جلل۔(1)

انکی زیارت کے بعد کوئی غم نہیں رہ گیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صحابیات کا کردار

اس معرکہ میں جہاں صحابہ نے جانبازی کی مثالیں قائم کیں۔خواتین بھی شانہ بشانہ کام کرتی رہیں۔ سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ احد کے دن میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اپنی والدہ ام سلیمؓ کو دیکھا وہ مشکیزہ میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں اور پیاسوں کو پلاتی تھیں۔(2)

سیدنا ابوسعید خدریؓ کی والدہ ام سلیط بھی کام میں مصروف رہیں۔ربیعؓ بنت معوذ فرماتی ہیں کہ وہ غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی کی خدمات سرانجام دیتی تھیں۔(3)

ام عمارہؓ نے جب ابن قمیہ کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ پر حملہ کی جرأت کر رہا تھا تو آگے بڑھ کر ڈھال بن گئیں۔خواتین پر جہاد فرض نہ ہونے کے باوجود خواتین نے غزوۂ احد میں جانبازی کی مثالیں قائم کیں۔(4)

---

(1) السهيلى،الروض الانف،ص285/3
ابوالفتح،عيون الاثر،ص430/1

(2) البخارى،صحيح البخارى،غزوة النساء مع الرجال،الرقم2667،ص500/9
امام مسلم،صحيح مسلم،غزوة النساء مع الرجال،الرقم3376،ص310/9

(3) الشامى،سبل الهُدى والرشاد،ص220/4

(4) الشامى،سبل الهُدى والرشاد،ص201/4

سیدہ عائشہؓ نے ایک موقعہ پر عرض کی حضور ﷺ جہاد افضل عبادت ہے خواتین بھی شامل ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا! خواتین کا جہاد حج مبرور ہے۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی

علی النساء جہاد۔

کیا عورتوں پر جہاد ہے۔

فرمایا! ہاں

لا قتال فیه الحج والعمرہ۔ (1)

ایسا جہاد جس میں قتال نہیں۔ وہ حج اور عمرہ ہے۔

میدانِ احد میں خواتین کی حاضری اس جنگ کی شدت اور اسلام پر شدید حملے کی دلیل ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ ایسے حالات میں خواتین بھی پیچھے نہ رہیں۔

وصلی اللّٰه تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

شہداء احد کے اسماء گرامی

اس مقدس غزوۂ احد میں ۷۰ ستر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔ بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلبؓ، عمر بن ثابتؓ، سعد بن ربیعؓ، مصعب بن عمیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، سعد بن ربیعؓ، عبداللہ ابن جحشؓ، عبداللہ ابن عمرؓ، نعمان بن مالکؓ، سہیل بن قیسؓ، خارجہ بن یزیدؓ، حضرت خیثمہؓ، عمر بن جموحؓ، (2)

بے سروسامانی کا عالم تھا۔ ایک چادر میں دو کو کفن ایک قبر میں دو کو دفن کیا جاتا تھا۔ جس کے متعلق یہ معلوم ہوتا یہ حافظ قرآن یا قرآن اس کو زیادہ یاد ہے۔ اسے پہلے لحد میں اتارا جاتا انہیں غسل دیے بغیر دفن کیا گیا ہر ایک کو قبر میں رکھتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا!

انا شہید علی ہولاء یوم القیٰمة۔ (3)

---

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند السابق، الرقم 24158، ص 315/51
ابن ماجه، السنن، الحج جہاد النساء الرقم 2892، ص 451/8

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 312/3
ابو محمد، سیرة ابن ہشام، ص 126/2

(3) البخاری، صحیح البخاری، من یقدم فی اللحد، الرقم 1261، ص 130/5

قیامت کے دن میں ان کے حق میں گواہی دونگا

سیدنا عبادہ بن ابی صالح فرماتے ہیں۔

ان رسول اللہ ﷺ کان یاتی قبور الشہداء باحد علیٰ راس کل حول یقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ (1)

حضور شہداء احد کی قبروں پر ہر سال تشریف لاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے صبر کیا آخرت کا گھر اچھا گھر ہے۔

سیدنا (ابوجعفر) فرماتے ہیں۔

ان فاطمۃ بنت رسول ﷺ کانت تزور قبر حمزہؓ ترمہ و تصلحہ۔ (2)

سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ حضرت حمزہؓ کی قبر پر آتیں۔ اسکی مرمت کرتیں اور درست کرتیں۔

اسی عنوان کو حاکم نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے اسطرح بیان کیا ہے۔

ان فاطمۃ کانت تزور قبر حمزہ کل جمعۃ تبکی و تصلی۔ (3)

سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ حضرت حمزہؓ کی قبر پر جمعہ کو آتیں۔ وہاں آنسو بہاتیں اور نماز پڑھتیں

آپ کا یہ معمول آپ کے وصال تک رہا سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کا سیدنا حمزہؓ کی قبر کے پاس نماز پڑھنا بتاتا ہے۔ اہل اللہ کی قبور کے نزدیک نماز پڑھنا خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔ شہداء احد کی زیارت کا عمل جو حضور نے خود شروع فرمایا۔ خلفاء کرام نے بھی اسے جاری رکھا سیدنا امیر معاویہؓ جب حج پر آتے تو آپ بھی حاضری دیتے۔ (4)

---

(1) البیہقی، دلائل النبوۃ، السلام علیکم بما صبرتم، الرقم 1198، ص 370/3
عبد الرزاق، المصنف، الرقم 6716، ص 573/3

(2) السمہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 265/1

(3) عبد الرزاق، المصنف، الرقم 6713، ص 572/3
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، تزور قبر عمہا، الرقم 1345، ص 424/3

(4) الشامی، سبل الہدیٰ والرشاد، ص 252/4
ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 89/3

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حیات شہداء

شہیدوں کی حیات اورانہیں مردہ نہ کہنے کا حکم قرآن مقدس میں اسطرح ہے۔

ولا تقولو المن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون۔

(1)

اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کومردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔تمہیں شعور نہیں۔

دوسری جگہ پرارشادگرامی اسطرح ہے۔

لاتحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتاً۔(2)

خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کومردہ گمان بھی نہ کرو۔

☆ سیدنا عبداللہ بن ابی مروہؓ فرماتے ہیں۔

ان النبیﷺ زار قبور الشہداء باحد فقال اللھم ان عبدك ونبیك لیشھد ان ھولاء شھداء اللھم من زارھم اوسلم علیھم الی یوم القیٰمۃ ردوا علیہ۔ (3)

حضورﷺ شہداءاحد کے ہاں تشریف لے گئے اورفرمایااے اللہ تیرابندہ تیرا نبی گواہی دیتا ہے یہ شہید ہیں قیامت تک ہر سلام کہنے والے کو جواب دیتے رہیں گے۔

☆ حضرت عفافؓ نے اپنی خالہ سے اس طرح روایت کی ہے۔

انہا زارت الشہداء فسلمت علیھم فسمعت ردالسلام وقالو واللہ انا

---

(1) البقرۃ،154:2

(2) اٰل عمران،169:3

(3) البیہقی،دلائل النبوۃ،اللھم ان عبدك ونبیك،الرقم1200،ص372/3

الحاکم،المستدرك علی الصحیحین،اللھم ان عبدك ونبیك،الرقم 4288 ،ص104/10

نعرفك كما يعرف بعضنا بعضاً۔(1)

عفافؓ کہتے ہیں ان کی خالہ نے بتایا کہ وہ شہداء احد کی زیارت کو گئیں اور شہداء کو سلام کیا اور ان سے جواب سنا اور یہ بھی سنا اللہ کی قسم ہم تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں۔ جیسے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔

☆

كانت فاطمة الخزاعيه تقول رايتني وغابت الشمس بقبور الشهداء معى اخت لى فقلت بها تسلم علٰى قبر حمزه فوقفنا علٰى قبره فقلنا السلام عليك يا عم رسول الله فسمعت كلاماً ردعلينا و عليكم السلام ورحمة الله وما قريناً احد من الناس۔(2)

☆ زندگی روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہے۔(3)

ان الله تعالٰى يعطى بارواحهم قوة الاجساد۔

اللہ تعالٰی ان کے روحوں کو جسموں کی قوت دیتا ہے۔

ينصرون اولياء هم ويد مرون اعداء هم ۔(4)

وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اپنے دشمنوں کو تباہ کرتے ہیں۔

اس بیسویں صدی کا واقعہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن جابر اور دوسرے شہداء کی قبروں تک دریائے دجلہ کا پانی آ گیا انہیں دوسری جگہ منتقل کیا گیا تو لاشیں صحیح سالم تھیں۔ ۱۳ صدیاں گزرنے پر بھی خراب نہیں۔

شہداء جنگ احد کے ۴۶ سال بعد کسی وجہ سے بعض شہداء کی قبریں کھولی گئیں تو وہ شہداء تروتازہ اپنے کفنوں میں تھے۔ زخم پر ہاتھ رکھنے سے خون تازہ بہتا تھا۔ سیدنا معاویہؓ کے زمانہ میں نہر

(1) الحاكم، المستدرك على الصحيحين، اللهم ان عبدك ونبيك، الرقم 4288، ص 104/10

(2) البيهقى، دلائل النبوة، لقد رايتني وقد غابت الشمس، الرقم 1204، ص 376/3

(3) الآلوسى، روح المعانى فى تفسير القرآن، ص 64/2

(4) ابوالحسنات پیر محمد کرم شاہ الازهرى، ضياء القران فى تفسير القران، ص 108/1، ضياء القران پبليكيشنز، لاهور، (1995ء)

کھودی گئی اور شہداء کو قبروں سے باہر لایا گیا ان کے جسم تروتازہ تھے۔ حضرت امیر حمزہؓ کے پاؤں سے تروتازہ خون بہنے لگا۔ واقدی فاطمہ خزاعیہ سے روایت کرتے ہیں فاطمہؓ اپنی بہن کے ساتھ شہداء احد کی قبروں پر گئیں۔ سورج غروب ہو چکا تھا میں نے بہن سے کہا آؤ حضرت حمزہؓ کے مزار پر سلام کرلیں ہم نے السلام علیکم کہا تو قبر سے جواب ملا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور ہمارے قریب کوئی نہ تھا۔ (1)

☆ عمر بن علیؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے والد گرامی مجھے جمعہ کے دن شہداء احد کی قبور کی زیارت کیلئے لے گئے وہاں پہنچ کر میرے والد گرامی نے بلند آواز سے کہا'

'سلام علیکم فنعم عقبی الدار'

تم نے صبر کیا تم پر سلام ہو۔

تو جواب ملا

وعلیکم السلام یا ابا عبداللہ (2)

اے ابو عبداللہ تم پر سلام ہو۔

میرے والد نے مجھے کہا وعلیکم السلام تو نے مجھے کہا ہے۔ میں نے کہ نہیں پھر ایک مرتبہ میرے والد نے مجھے اپنے پاس کھڑا کر کے سلام کہا پھر بھی جواب ملا۔ اس پر میرے والد نے شکر ادا کیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جبل احد شریف

یہ پہاڑ شریف مدینہ منورہ کے مقدس پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ چونکہ یہ غزوہ اسی کے دامن میں واقع ہوا۔ اسی لئے غزوۂ احد مشہور ہوا۔ اس پہاڑ کے متعلق حضور کا ارشاد گرامی ہے۔

ھذا جبل یحبنا نحبہ۔ (3)

یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔

---

(1) البیہقی، دلائل النبوۃ، لقد رایتنی وقد غابت الشمس، الرقم 1204، ص 376/3

(2) البیہقی، دلائل النبوۃ للبیہقی، السلام علیکم بما صبر تم، الرقم 979، ص 122/3

(3) البخاری، صحیح البخاری، احد یحبنا ونحبہ، الرقم 3774، ص 485/12
الترمذی، السنن، فضل المدینۃ، الرقم 3857، ص 430/12
امام مسلم، صحیح مسلم، احد جبل یحبنا ونحبہ، الرقم 2467، ص 149/7

☆ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب ہم خیبر سے واپس آئے تو حضور ﷺ نے احد کے متعلق یہی کلمات فرمائے اور احد ھم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے۔(1)

☆ سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا!

فاذا مررتم به فکلو من شجرۃ من عضاھۃ(2)

جب اس (پہاڑ) کے قریب سے گزرو تو اس کے پھلوں سے کچھ نہ کچھ کھاؤ۔

اگر چہ کوئی عام گھاس ہی کیوں نہ ہو۔

☆ انس بن مالکؓ کی (اہلیہ) حضرت زینبؓ اپنے بچوں سے فرمایا کرتی تھیں۔ جب کبھی تم احد سے گزرو تو میرے لئے وہاں سے کچھ نہ کچھ ضرور لایا کرو۔(3)

☆ یہ مقدس پہاڑ ہے۔ جس پر حضور ﷺ تشریف لائے سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمر فاروقؓ سیدنا عثمان غنیؓ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ جونہی محبوب ﷺ نے اس پر قدم رکھا تو وہ حرکت میں آیا۔ آپ نے فرمایا!

اسکن یا احد فلیس علیك الا نبی و صدیق وشھیدان۔ (4)

ٹھہر جا تجھ پر نبی ہے صدیقؓ ہے دو شہید ہیں۔ پہاڑ نے فوراً حکم مانا اور حرکت سے رک گیا۔

☆ اس مقدس پہاڑ پر سیدنا ہارون علیہ السلام کا مزار پر انوار بھی ہے۔(5)

مجھے 1966 میں اس جگہ کی زیارت نصیب ہوئی ان دنوں سخت پابندیاں نہ تھیں۔

ابن نجار نے احد شریف پر ایک مسجد کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس میں حضورؐ نے نماز پڑھائی تھی۔

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، فضل الخدمۃ فی الغزو، الرقم 2675، ص 14/10
امام مسلم، صحیح مسلم، احد یحبنا ونحبہ، الرقم 2466، ص 148/7

(2) عبد الرزاق، المصنف، الرقم 17172، ص 269/9
الطبرانی، المعجم الاوسط، اسمہ احمد، الرقم 1977، ص 437/4

(3) عبد الرزاق، المصنف، الرقم 17172، ص 269/9

(4) البخاری، صحیح البخاری، مناقب عمر بن الخطاب، الرقم 3410، ص 19/12
ابو یعلی، مسند ابو یعلی، اثبت احد، الرقم 7352، ص 330/15

(5) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 71/1

احد شریف کے دامن میں ایک چھوٹی سی غار کی بھی زیارت ہوئی۔ جس کے اوپر والے پتھر میں انسانی سر کے برابر گول نشان ہے۔ ہمیں بتایا گیا جنگ احد کے دن حضور ﷺ یہاں آرام کیلئے بیٹھے تو سر مبارک کے اوپر کا پتھر نرم ہو گیا اور سر مبارک کا نشان پڑ گیا۔(1)

اس مقدس جنگ سے مندرجہ ذیل دینی مسائل کا استنباط بھی کیا گیا ہے۔

☆ بوقت ضرورت ایک قبر میں دو تین شہدا کو دفن کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس جنگ میں ہوا۔(2)

☆ میدان جنگ میں اپنی شہادت کی دعا مانگی جاسکتی ہے جیسے کہ عبداللہ بن جحش نے دعا کی تھی۔(3)

☆ خواتین بھی بوقت ضرورت جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں جیسے کہ اس غزوہ میں عملاً ہوا ہے۔(4)

☆ نابالغ بچے جو مشکلات جنگ کو برداشت کرسکیں۔ وہ فوج میں لئے جاسکتے ہیں جیسے کہ اس جنگ میں عملاً ہوا ہے۔(5)

☆ میدان جنگ کا انتخاب کرنا ارباب اقتدار کا کام ہے جیسے اس جنگ میں مدینہ منورہ سے باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا گیا۔(6)

☆ جنگ لڑنے کا فیصلہ ہو جانے کے بعد کسی قسم کی کمزوری نہ دکھائی جائے سازوسامان کے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

☆ شہداء کو وہیں دفن کیا جائے جہاں پر ان کی شہادت واقع ہوئی۔ جیسے کہ اس مقدس غزوہ میں عملاً ہوا ہے۔(7)

☆ جنگ کا اعلان ہو جانے کے بعد بغیر جنگ کئے اعلان واپس لینا اسلامی حمیت کے منافی

(1) السمهودی،خلاصة الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص246/1
(2) الشامی ،سبل الهُدی والرشاد،ص219/4
(3) الشامی ،سبل الهُدی والرشاد،ص219/4
(4) الشامی ،سبل الهُدی والرشاد،ص201/4
(5) الطبری،تاریخ الطبری،ص191/2
(6) الشامی ،سبل الهُدی والرشاد،ص185/4
(7) البخاری،صحیح البخاری،من یقدم فی اللحد،الرقم1261،ص130/5

ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چند حکمتیں

اللہ رب العزت جل مجدہ نے غزوہ احد شریف کے سلسلہ میں ساٹھ آیات نازل فرمائیں بعض آیات میں غزوہ احد میں مسلمانوں کی شکست کی حکمتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ ماننے اور ہمت ہارنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ شہادت کے مشتاق محبوبین کو شہادت کی نعمت عظمٰی سے نوازا جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ مخلص وغیر مخلص کچے اور پکے جھوٹے اور سچے کا امتیاز ہو جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ اس شکست سے مجاہدین کو غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرنے کا موقع دیا جائے اور دشمن کو مٹایا جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ لوگوں کو سنت االہیہ کا پتہ چل جائے کہ وہ دنوں کو لوگوں کے اندر پھیرتا رہتا ہے کبھی کسی کے مفاد میں کبھی کسی کے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ احد میں شکست کھا کر شکستہ دل ہو کر بارگاہ قدس میں آہ وزاری کے ساتھ رجوع کریں تا کہ بارگاہ قدس سے سربلندی نصیب ہو۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ اگر ہمیشہ دوستوں کو ہی فتح ملتی رہے تو خطرہ ہے۔ وہ کبھی کبر وغرور کا شکار نہ ہو جائیں۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ بلند مقامات حاصل کرنے کیلئے ریاضت ومجاہدہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر ریاضت ومحنت کے حصول درجات کا تصور باندھ لینا مناسب نہیں۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ مسلمانوں کے دل مال غنیمت کے خیال سے پاک صاف ہو جائیں کہ 50 تیراندازوں نے اسی خیال میں درہ چھوڑا تھا۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ فتح کو شکست سے بدل دیا کہ آئندہ سے صحابہ کے دل میں دنیا کے فوت

(1)

ہو جانے کا کوئی غم نہ ہوتا کہ دنیا کا ہونا اور نہ ہونا ان کی نظروں میں برابر ہو جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ مسلمانوں تم حضور کے قتل کی جھوٹی خبر سن کر پریشان ہو گئے اور تمہارے قدم ڈگمگا گئے۔آئندہ آپ کے وصال کے بعد ایسا نہ ہو ثابت قدمی ہمت، استقامت سے بعد میں بھی اپنی خدمات سرانجام دیتے رہنا۔

☆ احد کی اس ہزیمت کے بعد بھی صحابہ کرامؓ نے اپنے رب قدوس پر بھروسہ توکل قائم رکھا۔ جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی۔

فما و ھنوا مما اصابھم فی سبیل اللہ۔(1)

انہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مشکلات آئیں نہ تو وہ ان سے کمزور ہوئے نہ سست ہوئے۔

یہ بھی حکمت تھی کہ انہیں صبر واستقامت کے بلند مقام پر فائز کیا جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ درہ چھوڑنے کی لغزش سرزد ہو جانے کے بعد صحابہ کرام کو معافی نامہ کا اعزاز بھی دینا تھا۔ارشاد فرمایا!

لقد عفا عنکم واللہ ذوفضل علی المومنین۔(2)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ لغزش معاف فرمادی اور اللہ تعالیٰ ایمانداروں پر بڑا ہی فضل والا ہے۔

☆ اس ہزیمت کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں نیا جوش وولولہ نیا جذبہ موجزن ہوا اور وصال کے بعد بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکرا گئے اور کامیاب ہوئے منکرین زکوٰۃ مرتدین اور جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے بہت ہی جلد اپنی موت مر گئے۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد قبیلۂ ہمدان مرتد ہونے لگا تو حضرت عبداللہ بن مالکؓ نے قبیلہ کے افراد کو جمع کر کے ایک زبردست خطبہ دیا جس کے دو شعر درج ذیل ہیں۔

---

(1) آل عمران،146:3

(2) آل عمران،152:3

لعمری لئن مات النبی محمداً فما مات یا ابن القیل رب محمد

قسم ہے میری زندگی کی اگر حضور ﷺ وفات پا گئے تو آپ کا پروردگار زندہ ہے

دعاہ الیہ ربہ فاجابہ فیاخیر غور بی فیاخیر ونجد(1)

ان کے رب نے انہیں اپنے پاس بلانے کی دعوت دی آپ نے اپنے

رب کی دعوت کو قبول کرلیا۔

حضور ﷺ (غور ونجد) بلندی و پستی کے رہنے والوں میں سب سے افضل و بہتر تھے۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صحابہ دشمنی کا جواب

جنگ احد کے سلسہ میں بعض وہ لوگ جنہیں صحابہ کرام سے دلی عداوت ہے وہ صحابہ کرام پر فرار، بزدلی کا الزام لگا کر اپنا جی ٹھنڈا کر لیتے ہیں۔ کاش وہ حقیقت پسندانہ نظروں سے اس معرکہ کا مطالعہ کرتے اور صحابہ کرام کی جانبازیوں کو دیکھتے تو ایسا گھٹیا اعتراض کبھی نہ کرتے یہ ساری بے اصل کوششیں سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمر فاروقؓ کو بدنام کرنے کیلئے ہیں۔(معاذ اللہ) حقیقت پسند لوگوں کیلئے یہ عبارت کافی ہے۔

وثبت معہ خسۃ عشر رجلاً سبعۃ من المہاجرین ھم ابوبکر و عمر عبدالرحمان وعلی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔(2)

اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سیدنا عمرؓ سیدنا علی المرتضیٰؓ اپنے باقی ۱۲ ساتھیوں سمیت حضور ﷺ سے کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی الگ نہیں ہوئے اور ثابت قدم رہے۔

وثبت رسول اللہ ﷺ ما یزول یرمی عن قومہ و ثبت معہ عصابۃ من اصحابہ سبعۃ من المہاجرین فیہم ابو بکر الصدیق۔(3)

---

(1) ابن حجر،الاصابۃ فی معرفۃالصحابہ،ص168/2
الشامی ،سبل الھدیٰ والرشاد،ص292/12

(2) الواقدی،المغازی،ص240/1

(3) ابوالفتح،عیون الاثر،ص417/1

حضورﷺ اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے اور دشمن پر تیر اندازی فرماتے رہے صحابہ کا ایک گروہ بھی حضورﷺ کے ساتھ وابستہ رہا جن میں سات افراد مہاجرین سے تھے ان میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ شامل تھے۔

☆

حافظوا علی رسول اللہ ﷺ والتفو حولہ و ھم ابوبکر و عمر و علی و ابودجانہ و غیر ھم۔(1)

صحابہ نے شدید سنگین حالات میں حضورﷺ کی حفاظت کی اور آپؐ کے گرد گھیرا بنائے رکھا۔ وہ ابوبکرؓ تھے وہ عمرؓ تھے وہ علیؓ تھے وہ ابودجانہؓ تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمر فاروقؓ پر زبان کھولنے والوں کیلئے یہ عبارت کافی ہے۔

ومن حولہ ابوبکر و عمر و علی بن ابی طالب و زبیر ابن العوام و رھط غیر ھم۔ (2)

حضورﷺ کے گرد حفاظت کرنے والے ابوبکرؓ و علیؓ زبیر بن عوام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کچھ دوسرے افراد تھے۔ جب خالد بن ولیدؓ نے حملہ کیا تو سیدنا عمر فاروقؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس وقت انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

☆

ونھضو معہ نحو الشعب فیھم ابوبکر و عمر و علی ابن ابی طالب و غیر ھم (3)

حضورﷺ کے ساتھ جانے والے ابوبکرؓ عمرؓ، علیؓ، زبیر حارثؓ تھے۔

یہ عبارت بھی ہمارے موقف کی دلیل ہے۔

نھض معھم نحو الشعب معہ ابوبکر و عمر و علی و طلحۃ و زبیر و

---

(1) الواقدی، المغازی، ص240/1

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص417/1

(3) ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص83/2

السھیلی، الروض الانف، ص268/3

غیر ھم۔ (1)

حضور ﷺ کے ساتھ شعیب کی طرف سے جانے والوں میں حضرت ابوبکرؓ، عمر، علی، طلحہ، زبیر وغیرھم تھے۔

ان میں جو ناموس مصطفٰے ﷺ کے تحفظ اسلام کی بقاء کیلئے کام آئے وہ شہید کہلائے۔ قوم اور وطن کیلئے لڑنے والا شہید نہیں۔ کتنے ہی جوہر کیوں نہ دکھائے۔ جیسے قزمان نامی ایک شخص کا ذکر موجود ہے۔ یہ بے پناہ صلاحیتوں کے ساتھ لڑا اور آٹھ مشرکین کو قتل کیا۔ صحابہ نے اسے اس کی ہمت محنت، جانبازی پر مبارکبادی سے کہا!

واللہ ان قاتلت الا عن قومی۔ (2)

اللہ کی قسم میں اللہ اور رسول ﷺ کیلئے قتال نہیں کیا بلکہ صرف قوم کی وجہ سے۔

اسے شدید زخم لگے اور برداشت نہ کرسکا تو خودکشی کرلی ایسا شخص شہید قوم تو کہلاتا ہے۔ مگر شہید اسلام نہیں۔ شہید وہ ہے جو اسلام کی سربلندی کیلئے جہاد کرے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت سیدۃ حفصہؓ کا نکاح

اسی سن ۳ ہجری میں سیدۃ حفصہؓ کو شرف ملا کہ آپ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں اور ام المومنین بنیں۔ اس سے قبل آپ حضرت خنیسؓ بن حدافہ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت خنیسؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپ اولین صحابہ میں شامل تھے۔ حضرت خنیسؓ جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ اس طرح بدری صحابہ میں بھی آپ کا نام شامل ہے۔ غزوۂ احد شریف میں شامل ہوئے شدید زخمی ہوئے۔ مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ ان کی وفات سے سیدۃ حفصہؓ بیوہ ہوگئیں۔ جوانی کے عالم میں کسی خاتون کا بیوہ ہونا والدین کیلئے خصوصاً عظیم صدمہ ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے کچھ مہینے یہ دکھ برداشت کیا۔ اور صبر

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 420/1
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص 83/2

(2) السھیلی، الروض الانف، ص 381/2
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص 524/1

سے کام لیا۔اور خیال پیدا ہوا کہ اٹھارہ ۱۸ برس کی عمر میں بیوہ ہونے والی بیٹی کا کسی موزوں جگہ نکاح کردیا جائے۔ فاروق اعظمؓ نے سیدنا ابوبکر سے عرض کی میں آپ کو اپنی بیٹی حفصہؓ کا رشتہ پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ قبول کرلیں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔ کہ میری بیٹی اتنے عظیم شخص کے نکاح میں ہوگی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فاروق اعظمؓ کے جواب میں مکمل خاموشی اختیار کی۔ پھر آپ نے سیدنا عثمانؓ سے بھی پیشکش کی۔ حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضرت رقیہؓ کا وصال ہو چکا تھا۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے بھی معذرت کرلی۔ شدید پریشانی ہوئی کہ دو دوستوں نے درخواست قبول نہ کی۔ پھر آپ ان دونوں دوستوں کی شکایت لیکر دربار نبی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور (ﷺ) حفصہؓ جیسی پارسا پرہیزگار خاتون کا رشتہ نہ ہونے سے پریشانی ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے جانثار صحابی عمر فاروقؓ کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر فرمایا حفصہؓ سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہوگا۔ اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہؓ سے افضل و اعلیٰ ہے۔(1)

یہ سن کر فاروق اعظمؓ وفورِ محبت میں اٹھے کہ یہ خبر اپنی پریشان حال بچی اور اپنے دوستوں کو سنائیں۔ سب سے پہلے آپ کی ملاقات سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہوئی۔ صدیق اکبرؓ نے اس حسین وجمیل اطلاع پر مبارک دی اور فرمایا!

لاتجد علی یا عمر فان رسول اللہ ﷺ ذکر حفصۃ فلم اکن لافشی سر رسول اللہ ﷺ۔ ولو ترکہا تزوجتہا۔ (2)

اے عمر ناراضگی نہ کرنا حضور ﷺ نے آپ کی بچی کا ایک موقعہ پر ذکر فرمایا تھا میں آپ کے اس راز کو افشا نہیں کرسکتا تھا۔ اگر حضورؐ نکاح نہ فرماتے تو میں ضرور کرتا

سیدہ حفصہؓ آٹھ برس تک حضور ﷺ کی زوجیت میں رہی۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ نے اس حجرہ میں زندگی بسر کی۔ آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت حفصہؓ

---

(1) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص184/11

(2) البخاری، صحیح البخاری، شھود الملئکۃ بدرا، الرقم 3704، ص399/12
البیھقی، دلائل النبوۃ، اتیت عثمان معرضت علیہ، الرقم 1019، ص169/3
ابو یعلیٰ، مسند ابو یعلیٰ، تزوج حفضۃ خیر من عثمان، الرقم 6، ص8/1

کوطلاق دے دی۔ جبریلؑ حاضر ہوئے عرض کی۔

ارجع حفصة فانہا صوامہ قوامة وانہا زوجتك فی الجنة۔(1)

حفصہؓ سے رجوع فرمائیں وہ بڑی روزہ دار ہے۔ عبادت گزار ہے۔ اور جنت میں آپ کی بیوی ہے۔

آپ سے کل روایات ساٹھ ہیں۔ متفق علیہ ۴، صحیح مسلم میں ۶، دیگر کتب احادیث میں ۵۰، کل تعداد ۶۰ ہے۔ سیدنا مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوۂ حمراء الاسد

یہ غزوہ بھی سن ۳ ہجری میں واقع ہوا۔ قریش احد سے فارغ ہو کر واپس لوٹے مقام ردحاء پر ٹھہرے تو خیال آیا کہ مسلمان زخموں سے چور ہیں اور کچھ نامور لوگ شہید ہو گئے ہیں۔ کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ اسی حالت میں مدینہ منورہ پر حملہ کر کے معاملہ صاف کر دیا جائے۔ ان کی یہ تجویز بارگاہ رسالت ﷺ تک پہنچی کہ دشمن دوبارہ حملہ کی سوچ رہا ہے۔ آپ نے سیدنا بلالؓ کو بھیجا کہ تمام مدینہ منورہ میں اعلان کر دیں کہ دوبارہ جنگ کیلئے تیار ہو جائیں اور صرف وہی لوگ جائیں۔ جو جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ باوجود اس کے کہ اسلامی فوج تھک چکی تھی۔ دشمن سے ہزیمت کا شکار ہو چکی تھی۔ مگر جونہی محبوب پاک ﷺ کا پیغام نشر ہوا پورا مدینہ منورہ جنگ کیلئے تیار ہو گیا اور خروج فرمایا مدینہ منورہ سے دس ۱۰ میل کے فاصلہ پر مقام حمراء الاسد ہے۔ حمراء الاسد میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ معبد خزاعی نامی ایک شخص بطور ہمدردی حضور ﷺ سے ملا اور پھر بعد میں ابوسفیان کے پاس گیا۔ ابوسفیان نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ذکر کیا۔ معبد نے کہا اس مرتبہ تمہارا حملہ بری طرح ناکام ہو جائے گا۔ کہ محمدؐ بڑی عظیم فوج کیساتھ تیار ہو کر تمہارے تعاقب کیلئے مدینہ سے نکل آئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ابوسفیان

---

(1) الاصبہانی، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، حفصہ بنت عمر، الرقم 6770، ص 278/22
الطبرانی، المعجم الکبیر، باب 5، الرقم 18827، ص 27/17
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ذکر حضرت حفصہ، الرقم 6836، ص 487/15

(2) سعید ایوب، زوجات النبی ﷺ، ص 54/1

نے واپس جانے کا فیصلہ کرلیا۔حضور ﷺ نے تین روز یہاں قیام فرمایا اور جمعہ کے روز واپس مدینہ منورہ چلے گئے۔(1)

اسی کے متعلق یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی۔

الذین استجابوا للہ والرسول من بعدما اصابہم القرح۔ (2)

جن لوگوں نے اللہ اوراس کے رسول کی بات کو مانا اس کے بعد کہ

انہیں زخم پہنچ چکے تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت زینبؓ کا نکاح

اسی سن ۳ ہجری میں ہی سیدہ زینب بنت خزیمہ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ان کے پہلے شوہر طفیل بن حارث نے طلاق دے دی تھی۔پھر ان کے بھائی عبیدہ بن حارث نے ان سے نکاح کیا۔حضرت عبیدہؓ نے غزوہ بدر میں شہادت پائی۔آپ تنہائی اور بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں کہ حضور ﷺ نے انہیں اپنی زوجیت سے سرفراز فرمایا۔ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی اہلیہ تھیں۔ان کی شہادت کے بعد حضور ﷺ نے انہیں نکاح سے نوازا۔حضرت عبداللہ بن جحشؓ کا دردناک واقعہ شروع میں گزر گیا ہے۔سیدہ زینبؓ نے حضور ﷺ کے نکاح میں صرف آٹھ ماہ گزارے اور پھر وصال ہوگیا۔نماز جنازہ حضور ﷺ نے خود پڑھائی۔جنت البقیع میں مدفون ہیں۔آپ ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں۔ایک روایت کی مطابق آپ حضور ﷺ کے نکاح میں تین ماہ رہئیں۔(3)

حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ بھی اسی سن تین ہجری میں۔حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں۔(4)

---

(1) آلوسی،روح المعانی فی تفسیر القرآن،ص317/3

(2) آل عمران،172:3

(3) سعید ایوب،زوجات النبی ﷺ،ص56/1

(4) السمہودی،خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ،ص96/1

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا امام حسنؓ کی ولادت مبارکہ

اسی سن تین ۳ ہجری میں ۱۵ رمضان المبارک کوسیدنا علی المرتضی کے گھر سیدنا امام حسنؓ پیدا ہوئے۔ ان کی شکل وشباہت حضورﷺ سے ملتی تھی۔(1)

آپ کے ولادت باسعادت کے موقع پر اسماء بنت عمیس اور ام احسن سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کی خدمت کیلئے حاضر تھیں۔ان دونوں خواتین نے آیۃ کرسی اور پچھلی دونوں سورتیں پڑھ کر سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو دم کیا اور دعا کی۔امام حسنؓ کے جسم پاک پر کسی قسم کی الائش ونجاست نہ تھی۔حضورﷺ نے ولادت کے ساتویں دن ۲ دو دنبے بطور عقیقہ ذبح کیے۔اور آپ کے سر کے بال منڈوائے گئے۔بالوں کی مقدار کے مطابق چاندی صدقہ کی گئی۔بالوں کا وزن ایک درہم کے برابر تھا۔دائیہ کو ایک دینار اور دنبے کی ایک ران عنائیت فرمائی۔سر منڈوانے کے بعد حضورﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنے مقدس نواسہ کے سر پر خوشبو لگائی تھی۔ساتویں دن ہی ختنہ کیا گیا۔(2)

حضورﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے فرمایا! ماسمتیموہ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے۔عرض کی ہم نے اس بچے کا نام حرب رکھا ہے۔حضورﷺ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسنؓ ہے اور کنیت ابو محمد تجویز فرمائی۔(3)

حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں۔حضورؐ نے مجھے فرمایا بچہ میرے پاس لاؤ میں ایک سفید چادر میں لپیٹ کر لے گئی تو حضورؐ نے مجھ سے لے لیا اور دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی۔ایک روایت میں ہے۔جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ خدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے علیؓ کا تعلق آپ سے ایسے ہے جیسے ہارون کا تعلق موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔آپ اس بیٹے کا نام وہ رکھیں جو ہارون کے بیٹے کا نام تھا۔حضورﷺ نے فرمایا! ہارون

---

(1) البخاری،صحیح البخاری،مناقب الحسن والحسین،الرقم 3469،ص 94/12

(2) ابی دائود،السنن،فی العقیقۃ،الرقم 2454،ص 16/8

(3) امام احمد،مسند احمد،علی بن ابی طالب،الرقم 907،ص 413/2

کے بیٹے کا نام کیا تھا۔ جبریلؑ نے عرض کی شبیر حضور ﷺ نے فرمایا میری زبان تو عربی ہے۔ جبریل نے عرض کی ان کا نام حسنؓ رکھ دیجیے۔ (1)

آپ کی ولادت سے قبل حضرت ام فضل نے خواب دیکھی تھی کہ حضور ﷺ کا ایک عضوان کے گھر ہے۔ آپ نے تعبیر فرمائی تم نے خواب ٹھیک دیکھا فاطمہؓ بچہ جنے گی اور تم اس کو اپنے بیٹے قثم کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ چنانچہ حضرت حسنؓ پیدا ہوئے اور حضرت ام فضلؓ نے دودھ پلایا۔(2)

امام عالی مقام حضرت حسنؓ نے بیس مرتبہ مدینہ منورہ سے پیدل چل کر حج کیے اور فرماتے تھے اپنے رب کے حضور سواری پر جانے سے شرم آتی ہے۔ دو مرتبہ اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ شریعت مطہرہ کے دو قانون بھی سن تین ۳ ہجری میں نافذ ہوئے۔ وہ قوانین یہ ہیں۔

☆ اب تک مسلمان مشرک عورتوں سے نکاح کرتے تھے۔ اس کی ممانعت نہ تھی۔ اسی سال سن تین ۳ ہجری میں اس کی ممانعت نازل ہوئی۔

لا تنکحوا المشرکت حتی یومن۔(3)

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ ایمان نہ لے آئیں۔

☆ قانون وراثت بھی سن تین ۳ ہجری میں نازل ہوا۔ اب تک وراثت میں ذوی الارحام کا کوئی حصہ نہ تھا۔ ان کے حقوق کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سریہ ابی سلمہ

سن ۴ ہجری میں یہ سریہ ہوا حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ خویلد کے بیٹے طلحہ اور مسلمہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آپ نے ابو سلمہ بن عبد الاسدؓ کو مقابلہ کیلئے تیار کیا اور

---

(1) محب الدین أحمد بن عبداللہ الطبری (المتوفی:694) ذخائر العقبی، ص120/1

(2) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، فضائل ابی عبد اللہ الحسین، الرقم4805، ص135/11

البیہقی، دلائل النبوۃ، اخبار النبی ﷺ، الرقم2805، ص368/7

(3) البقرہ، 221:2

آپ کو ڈیڑھ سو جانباز صحابہ کا دستہ بھی دیا۔ یہ صحابہ مہاجرین وانصار دونوں جماعتوں سے وابستہ تھے۔ جب کفار کو اس تیاری کا پتہ چلا تو فوراً منتشر ہو گئے۔ صحابہ بہت سا مال غنیمت لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ خمس نکالنے کے بعد ہر شخص کو سات سات اونٹ اور بکریاں حصہ میں آئیں۔(1)

طلحہ بن خویلد کے بارے میں لکھا گیا وہ مشرف بہ اسلام ہوا۔ لیکن حضور ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کے مقابلہ کیلئے سیدنا خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ مگر یہ بھاگ کر شام کو چلا گیا اور تائب ہو کر اسلام لے آیا اور مسلمانوں کے ساتھ جنگوں میں شریک رہا۔ سن ۱۲ ہجری میں معرکہ نہاوند میں شہید ہو گئے۔ ان کا دوسرا بھائی سلمہ مسلمان نہیں ہوا تھا۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عبداللہ بن انیسؓ کو عصا دیا

سن ۴ ھ محرم الحرام شریف میں حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ خالد بن سفیان ہذلی مسلمانوں سے جنگ لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ حضورؐ نے اس کے جواب کیلئے عبداللہ بن انیسؓ کو روانہ فرمایا۔ اسی باعث یہ سریہ عبداللہ بن انیسؓ کہلاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن انیسؓ نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر غار میں چھپ گئے۔ موقع پا کر وہاں سے نکلے۔ رات چلتے دن چھپ جاتے کہ راز نہ کھلے کیونکہ خالد بن سفیان کا سر ان کے پاس تھا۔ ۲۳ محرم شریف کو مدینہ منورہ پہنچے اور خالد کا سر حضورؐ کے دربار گوہر پاک میں پیش کر دیا۔ آپ خوش ہوئے اور ایک عصا انعام دیا اور فرمایا۔

تخصر بہذہ فی الجنۃ فأن المتخصر بن فی الجنۃ قلیل۔(3)

اس عصا کو پکڑ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا لیکر چلنے والا کوئی شاذ و نادر ہی ہو گا

اور فرمایا یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت کے دن ایک نشانی ہے۔ حضرت عبداللہ نے پوری زندگی اس عصا کو جان کے ساتھ رکھا۔ موت کے وقت وصیت کی کہ میرا عصا کفن میں رکھ دیا

---

(1) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص50/2

(2) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص50/2

(3) ابو الفتح، عیون الأثر، ص10/2

جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عبداللہ بن انیسؓ کے مدینہ منورہ پہنچے کے بعد حضور ﷺ نے فرما دیا تھا کہ عبداللہ نے خالد کو قتل کر دیا ہے اور وہ اس کا سر لیکر آ رہا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رجیعؓ کے دردناک واقعات

یہ دردناک واقعہ بھی سن ۴ ہجری میں پیش آیا۔ قبیلہ عضل اور قارہ کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی ہمارے قبائل میں اسلام پھیل رہا ہے۔ کچھ قراء ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ انہیں اسلام کی طرف مانوس کریں اور ہمیں بھی قرآن پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے ان کی اس درخواست پر مندرجہ ذیل جلیل القدر صحابہ کو روانہ فرمایا۔ عاصم بن ثابتؓ، مرثد ابن ابیؓ، عبداللہ بن طارق، خبیب بن عدیؓ زید بن وثنہؓ، خالد بن البکیرؓ، معتب بن عبیدؓ، اس وفد پر حضرت عاصم ثابتؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ جونہی وفد مقام رجیع پر پہنچا تو قریش نے بدعہدی کر کے دوسو ۲۰۰ تیر اندازوں کو ان پر حملہ کر کے شہید کر دینے کا اشارہ کر دیا۔ جب یہ تیر انداز قریب پہنچے تو سیدنا عاصم بن ثابتؓ اپنے ساتھیوں سمیت ٹیلے پر چڑھ گئے۔ بنولحیان نے کہا تم نیچے آ جاؤ۔ ہم تمہیں پناہ دے دیں گے۔ مگر صحابہ نے انکار کر دیا اور کہا ہم کفار کی پناہ پسند نہیں کرتے۔ حضرت عاصمؓ نے دعا مانگی۔

اللهم اخبر عنا رسولك۔

اے اللہ ہمارے رسول ﷺ کو ہمارے حال کی خبر دے دیجئے۔

حضرت عاصمؓ کی دعا قبول ہوئی۔ جبریلؑ حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو خبر دی سیدنا عاصمؓ نے اس جگہ پر ایک دعا اور مانگی۔

اللهم انی احمی لك اليوم دينك فاحم لی لحمی۔ (1)

اے اللہ میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں تو میرے گوشت کی کافروں سے حفاظت فرما

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، غزوۃ الرجیع، ص 420/11

اب حضرت عاصمؓ اوران کے سات رفقاء کی کفار سے شدید جنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت عاصمؓ شہید ہو گئے لڑتے وقت سیدنا عاصمؓ کی زبان پر مندرجہ ذیل الفاظ تھے۔

ماعلتی وانا جلد قابل ۔ والقوس فیھا اوترعنابل

میرے لئے کیا عذر ہے۔ جب میں طاقتور رہوں اور میرا ترکش تیروں سے پڑے کمان مظبوط ہے اوراس کا حلیہ صیح ہے۔

الموت حق و الحیوٰۃ باطل و کل ماحم الالہ نازل(1)

موت حق ہے حیات باطل ہے۔قدرت کا ہر فیصلہ ہوکر رہے گا۔

سیدنا عاصمؓ نے میدان احد میں سلافا کے دو بیٹوں کو جہنم رسید کیا تھا۔اس پر سلافا نے قسم اٹھائی تھی کہ عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔آپ کی شہادت پر ہذیل نے بڑھ کر سر کاٹنا چاہا تو دیکھا شہد کی مکھیوں نے سر کا محاصرہ کرر کھا ہے۔سارا دن مکھیاں پہرہ دیتی رہیں اوررات کو سیلاب کا ایک ریلا آپ کے جسم کو بہا کر لے گیا اسی طرح دشمن سر کاٹنے میں ناکام رہا۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تین صحابہ دشمن کی قید میں

سیدنا خبیب بن عدی، عبداللہ بن طارق، زید بن وثنہ، دشمن کی طرف سے وعدہ امن پر ٹیلے سے اتر آئے۔مشرکین نے گرفتار لیا۔سیدنا عبداللہ بن طارق نے فرمایا تمہاری طرف سے یہ پہلا دھوکہ ہورہا ہے۔نامعلوم آگے کیا کروگے۔آپ نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کردیا۔اسی بناء پر انہیں وہیں شہید کردیا گیا۔سیدنا عمیر اور سیدنا عزیزؓ کو لیجا کر قید کردیا۔صفوان نے فوری طور پر حضرت زید کو قتل کرنے کے لئے فیصلہ دیا۔آپ کی شہادت کا منظر دیکھنے کیلئے ایک خاصا اجتماع ہوگیا۔ان تماشبینوں میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا جب حضرت زیدؓ کو قتل کیلئے میدان میں لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا زید کیا خیال ہے۔اگر تجھے چھوڑ دیا جائے اور تیرے بدلے میں محمدﷺ کو قتل کرایا جائے تو کیسا

---

(1) البیہقی،دلائل النبوۃ،جمع الاحزاب،الرقم1228،ص404/3

(2) الشامی ،سبل الھُدی والرشاد،ص41/6

ہے۔ فوراً سیدنا زیدؓ نے غیرت ایمانی سے جواب فرمایا اللہ کی قسم قتل تو بڑی بات ہے۔ مجھے تو حضورؐ کو کانٹا چبھنا بھی گوارا نہیں۔ ابو سفیان نے کہا دیکھو لوگ اپنی محبت میں کس قدر پختہ ہیں۔ نسطاس نامی شخص نے حضرت زیدؓ کو شہید کیا۔(1)

ابن عقبہ لکھتے ہیں آپ کو تلوار سے شہید نہیں کیا تھا بلکہ تیروں سے چھلنی کر دیا تا کہ درد و کرب سے پریشان ہو کر اسلام چھوڑ دے۔ مگر جوں جوں انہیں تیر لگتے یادِ محبوب مزید رنگ لاتی۔ پیار و محبت کا جذبہ مزید موجزن ہوتا۔ عشق و مستی کی موجیں ٹکرا ٹکرا کر کفر کے محلات کو گرا رہی تھیں۔ ایک وقت آیا سیدنا زیدؓ کے قاتل نسطاس نامی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اب تینوں قیدیوں میں سے صرف ایک سیدنا خبیبؓ قید میں ہیں۔ ایک موقع پر حارث کی **بیٹی** زینبؓ نے دیکھا اس کا بچہ حضرت خبیبؓ کی گود میں ہے۔ حضرت خبیبؓ کے پاس تیز دھار استرا بھی ہے تو گھبرا گئی کہ خبیبؓ بچے کو ذبح نہ کر دے۔ تو آپ نے فوراً محسوس کر لیا کہ یہ گھبرا گئی ہے۔ حضرت خبیبؓ نے فرمایا پریشان نہ ہو ہم دھوکہ نہیں دیتے۔ بچے کو ہرگز قتل نہیں کروں گا۔ حضرت خبیبؓ کے کردار سے سارا گھر شدید متاثر تھا۔ مگر برا ہو حسد کا جو چین نہیں لینے دیتا تھا۔ زینبؓ عموماً کہا کرتی تھیں۔

ما رایت اسیراً قط خیراً من خبیب ، لقد رایتہ یاکل عنباً وما بمکۃ یومئذٍ ثمرۃ وانہ لموثق فی الحدید وما کان الا رزق رزقہ اللہ۔ (2)

میں نے کوئی قیدی خبیبؓ سے بہتر نہیں دیکھا میں نے انہیں انگور کھاتے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکہ مکرمہ میں پھل کا نام و نشان نہ تھا۔ اور وہ بیڑیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ کہیں جا کر لا بھی نہیں سکتے تھے۔ یہ رزق انہیں اللہ کی طرف سے آتا ہے۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص172/2

(2) البیھقی، دلائل النبوۃ للبیھقی، بعث رسول اللہ ﷺ، الرقم1222، ص398/3
ابن حجر، فتح الباری ، غزوۃ الرجیع، ص420/11

حضرت خبیبؓ کی شہادت

ایک وقت آیا کہ حارث کے بیٹوں نے سیدنا خبیبؓ کے قتل کا فیصلہ کرلیا کہ اپنے باپ حارث بن عامر کا بدلہ لے سکیں۔ آپ کو حرم سے باہر تنعیم میں لایا گیا دیکھنے والوں کی کمی نہ تھی آپ نے کفار سے فرمایا مجھے تھوڑی سی مہلت دو تا کہ میں نماز ادا کرسکوں۔ وقت ملنے پر آپ نے نہایت مختصر وقت میں دو رکعت ادا کیں اور کفار سے فرمایا کہ میں نے نماز جلدی اس لئے پڑھی کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ میں قتل سے ڈر کر نماز لمبی پڑھ رہا ہوں۔ نماز کے بعد آپ نے یہ دعا فرمائی۔

اللھم احصھم عدداً واقتلھم بددا ولا تبق منھم احدا۔ (1)

اے اللہ انہیں ایک ایک کر کے مار اور کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

بوقت شہادت حضرت خبیبؓ کی زبان پر یہ الفاظ موجود تھے۔

مالی ابالی حین اقتل مسلماً علی ایّ شق کان للہ مصرعی

جب مسلمان مارا جاؤں تو مجھے کسی قسم کی پرواہ نہیں۔ خواہ کسی کروٹ پر مروں۔ جبکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

وذالك فی ذات الالہ وان یشاء یبارك علیٰ اوصال شلو ممزع (2)

اور یہ محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے پارہ پارہ کئے ہوئے جوڑوں پر برکت نازل فرمادے۔

اس کے بعد سیدنا خبیبؓ کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

موسیٰ بن عقبہ لکھتے ہیں حضرت زیدؓ اور حضرت خبیبؓ کو ایک ہی دن شہید کیا گیا تھا۔ اسی دن حضورؐ نے فرمایا تھا۔

وعلیکما و علیك السلام خبیب قتلتہ قریش (3)

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، غزوۃ الرجیع، ص420/11

(2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص124/3

(3) البیھقی، دلائل النبوۃ، علیکما وعلیك السلام، الرقم1224، ص400/3
ابن حجر، فتح الباری، غزوۃ الرجیع، ص420/11

تم دونوں پر یا اے خبیبؓ تجھ پر سلام ہو خبیبؓ کو قریش نے قتل کر دیا۔

آپ کو شہید کرنے کے بعد ایک لکڑی پر لٹکا دیا گیا۔ آپ کافی عرصہ اس کے ساتھ لٹکے رہے۔ چالیس آدمی پہرہ دیتے رہے۔ مسلمان لاش لے نہ جائیں۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیرؓ اور مقداد کو روانہ کیا کہ لاش لائیں۔ ان دونوں نے موقعہ پا کر لاش حاصل کر لی۔ اور گھوڑے پر رکھ کر گھر لے آئے۔ چالیس دن گزر جانے کے بعد بھی لاش تروتازہ تھی اور کسی قسم کا نقص پیدا نہیں ہوا تھا۔ مشرکین جاگے تو لاش تلاش کرنے لگے بھاگ دوڑ کی۔ صحابہ کو لاش لیجاتے پکڑ لیا۔ حضرت زبیرؓ نے لاش مبارک کو زمین پر رکھا تو زمین شق ہوئی اور لاش نگل لی۔ اسی وجہ سے حضرت خبیبؓ بلیع الارض کہلائے۔(1)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ عمر بن امیہ ضمری کو بھیجا تا کہ خبیبؓ کے جسم کو لکڑی سے نیچے اتار لائیں۔ مطابقت یوں ہو سکتی ہے۔ کہ تینوں کو حکم دیا گیا۔ حضرت خبیبؓ کی شہادت کے وقت تماش بینوں میں ایک سعید بن عامر بھی تھے۔ جو بعد میں اسلام لائے اور دور فاروقی میں حمص کے گورنر بنا دیے گئے تھے۔(2)

سعید بن عامر کی غشی

سیدنا فاروق اعظمؓ کے خلیفہ مقرر ہونے پر سعید بن عامر نے انہیں خط لکھا جس میں ہدایات و گزارشات تھیں۔ آپ نے اس تحریر سے متاثر ہو کر انہیں علاقہ حمص کا گورنر بنا دیا۔ ایک موقعہ پر حمص سے ملاقات کے لئے وفد آیا تو آپ نے پوچھا تمہارا حکمران کیسا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں ان سے چار شکایات ہیں۔ آپ نے گورنر حمص سعید بن عامر کو بلا لیا اور وفد سے فرمایا تمہاری کون سی شکایت ہے اور سعید بن عامر سے فرمایا ان کے جوابات دو۔

وفد: دفتر میں دیر سے آتے ہیں۔

---

(1) ابن کثیر، السیرة النبویه، ص131/3
السهیلی، الروض الانف، ص366/3
(2) ابن کثیر، السیرة النبویه، ص131/3

سعید: میرے پاس کوئی خادم نہیں جو ناشتہ تیار کرے بچوں کو کھلاتے ہی دیر ہو جاتی ہے۔

وفد: رات کو کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے ضرورت مند پریشان ہوتے ہیں۔

سعید: دن قوم کی خدمت کیلئے اور رات کو عبادت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

وفد: ہفتہ میں ایک دن پورا چھٹی کرتے ہیں۔ دفتر نہیں آتے۔

سعید: کپڑے صاف کرنے کیلئے کوئی خادم نہیں خود صاف کرتا ہوں۔ دوسرا جوڑا نہیں ہے کہ پہن کر آیا کروں۔ صاف کر کے خشک کر کے کام لیتا ہوں۔

وفد: انہیں غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ آنیوالے لوگ پریشان ہوتے ہیں یہ علاج کروائیں۔

سعید: خبیبؓ کے قتل کے دن میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ میں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان سے پوچھا گیا تھا۔

اتحب ان محمداً مکانك ۔ (1)

تو اسے پسند کرتا ہے۔ محمد ﷺ تیری جگہ قتل کر دیئے جائیں

تو انہوں نے فرمایا ہر گز نہیں میں تو ان کے پاؤں میں کانٹا چبھنا بھی پسند نہیں کرتا۔

حضرت زیدؓ کے الفاظ بھی ایسے ہی ہیں۔ حضرت خبیبؓ نے اس وقت نعرہ لگایا تھا۔ میں اس دن ان کی مدد نہ کر سکتا تھا۔ کہ اس وقت مشرک تھا۔ جب یہ خیال آتا ہے کہ میرا یہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا تو غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت خبیبؓ کیے آخری اشعار

قد جمع الاحزاب حولی والبوا

قبائلہم واستجمعو کل جمع

کفار کے تمام گروہ میرے ارد گرد اکٹھے ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص 172/2

تمام قبائل کو یہاں اکٹھا کر لیا ہے۔

وقد جمعو ابناء هم و نساء هم

وقربت من جذع طويل ممنع

انہوں نے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی جمع کر لیا ہے۔ اور مجھے سولی پر چڑھانے کیلئے ایک مضبوط تنے کے پاس لے آئے ہیں۔

الی اللہ اشکوا غربتی ثم کربتی

وما ارصد الاحزاب لی عندمصرعی

میں اپنی غربت و مصیبت کا شکوہ صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور جب یہ میری لاش سولی سے گر پڑے گی تو اس کے ساتھ یہ کیا سلوک کریں گے۔ یہ صورتحال بھی اپنے رب کے سپرد کرتا ہوں۔

فذا العرش صبرنی علی ما یرادبی

فقد بضعوا لحمی وقد یأش مطمعی

اے عرش کے مالک ان مشکلات پر مجھے صبر عطا فرما انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور میری امید مایوسی میں بدل گئی۔

وذالك فی ذات الالٰه وان یشاء

یبارك علی اوصال شلوٍ ممنوع

یہ معاملہ اللہ کے ذمے ہے اگر وہ کرم فرمائے تو میرے کٹے اعضاء پر درجات نازل فرمادے۔

فلست ابالی حین اقتل مسلماً

علٰی ایّ جنبٍ کان فی اللہ مضجعی

اگر میں مسلمان ہونے کی پاداش میں قتل کیا گیا تو کوئی پرواہ نہیں لاش کس بھی پہلو پر گرے۔ (1)

فلست بمبدٍ للعدو تخشعاً

ولا جزعاً انی الی اللہ مرجعی(1)

میں دشمن کے سامنے کسی پریشانی کا اظہار ہرگز نہیں کرونگا۔ مجھے

پریشانی کا ہے کی میں تو اپنے رب کے پاس جارہا ہوں۔

حق وصداقت پر نثار ہونے کا ایسا جذبہ صرف اور صرف خدام اسلام میں ہی پایا جاسکتا ہے۔
سیدنا خبیبؓ کی شہادت سے یہ بھی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ قتل کے وقت نماز پڑھنا اس عظیم شہید کی اتباع ہے۔

☆ سیدنا خبیبؓ کو قید میں انگور کھاتے دیکھا گیا۔ آپ کی یہ کرامت سیدہ مریمؑ کی کرامت کے مشابہہ ہے کہ انہیں محراب میں بے موسا رزق دیا جاتا ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کہاں سے تو آپ نے جواب دیا اللہ کی طرف سے ہے۔

☆ آپکی شہادت سے یہ بھی سبق ملتا ہے اگر کوئی مسلمان کافروں کی قید میں ہو اور اس کے پاس کفار کے بچے کسی طرح ان کے قریب ہوں تو اپنی قید کی پاداش میں ان کے بچوں کو قتل نہ کریں۔ جیسے حضرت خبیبؓ نے عملاً کیا۔ بچہ قریب آیا تیز دھار آلہ موجود تھا۔ بچے کی ماں گھبرا گئی تو آپ نے فرمایا پریشان نہ ہوں بچے کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

زید بن حارثہؓ کی شہادت

سیدنا خبیبؓ کی سی شہادت کا واقعہ زید بن حارثہؓ کا بھی ہے جیسے سیدنا خبیبؓ نے قتل کے موقعہ پر کفار سے نماز کی مہلت مانگی ویسے ہی حضرت زید بن حارثہؓ طائف سے واپس ہوئے تو آپ نے سفر کیلئے کرایہ پر خچر حاصل کی۔ مالک بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک ویرانے سے گزرے تو مالک کی نیت خراب ہوگئی اور حضرت زید کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا جو چاہو کرلینا مگر مجھے دو رکعت نماز

---

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص176/2
السھیلی، الروض الانف، ص372/3

ادا کرنے دو۔ خچر کے مالک نے کہا پہلے بھی کئی لوگوں نے نمازیں پڑھیں ہیں۔ انہیں تو نمازوں کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ تمہیں کیا پہنچے گا۔ اس نے مہلت دے دی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو خچر کا مالک قتل کیلئے آگے بڑھا۔ حضرت زیدؓ نے اسے آگے بڑھتے دیکھا تو کہا

یاارحم الراحمین

اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے

حضرت زیدؓ کی زبان سے جونہی الفاظ نکلے تو دشمن نے غائب س ایک آواز سنی۔

لا تقتلہ۔

اسے قتل نہ کرو۔

کافر اس آواز پر حیرت زدہ ہو گیا کہ یہ ناگہانی آواز کہاں سے آئی ہے۔ دائیں بائیں دیکھا جب کوئی نظر نہ آیا تو اس نے دوبارہ قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زیدؓ نے پھر وہی وظیفہ پڑھا اس شخص نے پھر اسی طرح کی آواز سنی کہ اسے قتل نہ کرو۔ یہ صورتحال تین مرتبہ پیش آئی۔ تیسری مرتبہ جب زیدؓ نے پڑھا

یا ارحم الراحمین

تو ایک شخص غائب سے نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اس نے حضرت زیدؓ سے کہا جب تم نے پہلی بار

یاارحم الراحمین

کہا تو میں ساتویں آسمان پر تھا۔ جب دوسری مرتبہ کہا تو میں آسمان دنیا پر تھا۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو تمہارے پاس پہنچ گیا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے۔(1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) السھیلی، الروض الانف، ص366/3

الشامی، سبل الھدی والرشاد، ص47/6

ابو معلق انصاریؓ کی حفاظت

جیسے حضرت زید بن حارثہؓ کی قدرت نے حفاظت کی حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں سے کروائی۔ ایسے ہی حضرت ابو معلق انصاریؓ کی کرامت کا واقعہ بھی کتب سیرت میں درج ہے۔ آپ بڑے عابد وزاہد تاجر تھے۔ ایک موقعہ پر سفر میں مسلح چور سے واسطہ پڑ گیا اس نے سارا مال سپرد کر دینے کی دھمکی دی اور کہا مال رکھ دو۔ میں تمہیں قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا! تجھے مال کی ضرورت ہے مال لے لو۔ وہ نہ مانا اور کہا بس میں نے تجھے قتل کرنا ہے۔ ابو معلقؓ فرماتے ہیں۔ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو چور نے کہا جتنی چاہو نماز پڑھ لو۔ ابو معلقؓ نے وضو کیا۔ نماز پڑھ کر یہ دعا مانگی۔

یا ودود یا ذالعرش العظیم یا فعال لما یرید اسئلك بعزتك التی لا ترام وملكك الذی لا یضام وبنو الذی ملاء ارکان عرشك ان تکفینی شر هذا اللص یا مغیث اغثنی۔(1)

آپ نے یہ دعا متعدد مرتبہ پڑھی اچانک ایک جوان نیزہ لیئے چور کی طرف بڑھا اور اسے قتل کر دیا۔ جناب ابو معلقؓ اس سوار سے پوچھتے ہیں تم کون ہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری مدد کیلئے بھیجا ہے۔ میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں تیری دعا پر تیری مدد کو آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قتل پر مامور کیا ہے۔ تجھے خوشخبری ہو جو آدمی وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

دھوکہ دہی کا دوسرا واقعہ

اسی سن ۴ ہجری میں کفار کی طرف سے دھوکہ دہی کا دوسرا واقعہ پیش آیا۔ جو قصہ بیر معونہ کے نام سے مشہور ہے یہاں ابو براء نے درخواست کی آپ چند مبلغین اہل نجد کی طرف روانہ فرمائیں تو امید ہے کہ اسلام مزید پھیل جائے گا۔ آپ نے فرمایا مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا کوئی

(1) ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص248/3
ابن حجر العسقلانی، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ص402/3

خطرہ نہیں میں ضامن ہوں۔تو حضور ﷺ نے مبلغین روانہ فرمادئے۔منذر بن ساعدی کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔ یہ صحابہ اصحاب صفہ کی خدمات انجام دیتے تھے۔رات درس قرآن اور تہجد میں گزارتے تھے۔عامر بن طفیل نے ان مبلغین کو شہید کرنے کی غرض سے **بنی** سلیم سے امداد مانگی۔عصیہ رحل اور زکوان قبائل کی مدد سے ان اصحابہ کو بلا وجہ شہید کر دیا گیا۔ان میں سے صرف کعب بن زید انصاری بچ نکلے کہ کفار انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔آپ میں حیات باقی تھی۔ ہوش میں آ گئے اور دیر تک زندہ رہے۔ یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔منذر بن محمد اور عمر بن امیہ ضمریؓ بھی بچ گئے تھے کہ یہ موقعہ پر موجود نہ تھے۔یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ان کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔(1)

عامر بن طفیل نے لوگوں سے پوچھا۔

من الرجل منهم مما قتل رايته رفع بين السماء الارض۔

بتاؤ مسلمانوں میں وہ آدمی کون ہے جو قتل ہوا تو میں نے اس کا جنازہ زمین آسمان کے درمیان دیکھا

لوگوں نے کہا

هو عامر بن فهيره (2)

وہ عامر بن فہیرہ تھے۔

جبار بن سلمٰی جس نے عامر بن فہیرہ کو قتل کیا وہ خود کہتے ہیں۔ جب میں نے عامر بن فہیرہ کو قتل کیا تو اس کی زبان سے یہ لفظ نکلے۔

فزت واللہ۔

اللہ کی قسم مراد کو پہنچ گیا۔

یہ کہتے ہیں میں حیران ہوا کہ یہ کس مراد کو پہنچے ہیں۔تو میں نے یہ واقعہ ضحاک بن سفیان سے بیان کیا۔انہوں نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ جنت کو پالیا ہے۔ میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔

---

(1) الطبری، التاریخ، ص 219/2
ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 47/3

(2) الطبری، التاریخ، ص 221/2

ودعانی الیٰ ذالك ماریت من عامر بن فہیرۃ من رفعه الی السماء۔(1)

اور میرے اسلام لانے کے باعث یہ ہوا کہ میں نے عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔

حضرت ضحاکؓ نے یہ واقعہ لکھ کر حضور ﷺ کے ہاں بھیج دیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا!

ان الملئکة وارت جثته و انزل فی علیین (2)

فرشتوں نے ان کے جسم کو چھپالیا اور وہ مقام علیین میں اتارے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کی لاش کو فرشتوں کو چھپالیا اور مشرکین نہ دیکھ سکے کہ وہ لاش کہاں ہے۔ حضرت موسیٰ بن عقبہ راوی ہیں کہ عروہ بن زبیر یہ کہتے تھے کہ عامر بن فہیرہ کی لاش کہیں نہیں ملی۔ لوگوں کا خیال ہے فرشتوں نے ان کی لاش کو آسمانوں پر چھپالیا۔ (3)

ان مبلغین کی شہادت کی خبر سے حضور ﷺ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپؐ مسلسل ایک مہینہ یا چالیس دن تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے جس میں ان کیلئے ہلاکت کی دعا فرماتے رہے۔ صحابہ کرام سے فرمایا تمہارے بھائیوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ ہم اپنے رب سے ملے ہیں ہم اس سے راضی ہیں۔ وہ ہم سے راضی ہے۔(4)

نوٹ:۔ بعض کتب سیر کے انداز تحریر سے محسوس ہوتا ہے کہ واقعہ رجیع اور واقعہ بیر معونہ ایک ہی ہے۔ مگر ایسا نہیں البتہ یہ دونوں واقعات اسی ۴ ہجری میں پیش آئے۔

وصلی اللّٰه تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

غزوۂ بنی نضیر

یہ غزوہ بھی اسی ۴ ہجری میں پیش آیا واقعہ یوں ہوا حضرت عمر بن امیہ ضمری جب بیر معونہ

(1،2) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص52/2

(3) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص231/3

(4) البخاری، صحیح البخاری، غزوۃ الرجیع، الرقم3718، ص493/12

امام مسلم، صحیح مسلم، استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ، الرقم1085، ص436/3

امام احمد، مسنداحمد، مسند انس بن مالك، الرقم11621، ص167/24

البیہقی، دلائل النبوۃ، ماوجد رسول اللہ ﷺ، الرقم1239، ص418/3

سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں دو مشرکین سے ملاقات ہوگئی۔ اکٹھا سفر جاری رکھا ایک باغ میں آرام کیلئے ٹھہر گئے۔ جب دونوں مشرک سوگئے تو آپ نے اپنے شہید بھائیوں کا بدلہ لینے کیلئے ان دونوں کو قتل کردیا۔ یہ دونوں مشرک قبیلہ بنو عامر کے تھے۔ اور قبیلہ بنی عامر کے سردار عامر بن طفیل نے ستر (۷۰) مبلغین کو شہید کیا تھا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ان لوگوں سے عہد و پیمان کر رکھا تھا۔ مگر اس عہد و پیمان کا عمر بن امیہ کو علم نہ تھا۔ مدینہ منورہ حاضر ہو کر یہ سارا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں سے تو ہمارا عہد و پیمان تھا۔ اب خون بہادیں گے۔ چنانچہ آپ نے دونوں کا خون بہادیا۔ چونکہ بنی نضیر بھی بنی عامر کے حلیف تھے اسی باعث دیت کا کچھ حصہ بنی نضیر کے ذمہ بھی آتا تھا۔ اس سلسلہ میں حضور ﷺ بنی نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ، سیدنا زبیرؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا عبدالرحمان بن عوفؓ، سیدنا سعد بن معاذؓ، سیدنا اسید بن حضیرؓ، اور سیدنا سعد بن معاذؓ بھی تھے۔ آپ جا کر ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ بنو نضیر نے خون بہا میں شرکت کا وعدہ تو کیا مگر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ بھی کیا۔ ایک شقی نے کہا کہ دیوار کے اوپر سے پتھر گراؤ تا کہ آپ کو لگے اور زندگی ختم ہو جائے۔ سلام بن مشکم نے کہا۔

لا تفعلوا واللہ لیخبرہ ربہ۔ (1)

ایسا ہرگز نہ کرو اللہ کی قسم اس کا رب اسے اطلاع دے دے گا۔

چنانچہ جبریلؑ حاضر ہوئے اور بنو نضیر کی خفیہ سازش کی خبر حضور ﷺ کو دے دی اور آپ وہاں سے اٹھ کر مدینہ منورہ آگئے اور یہود اپنی اس خفیہ سازش کی ناکامی پر شرمسار ہوئے۔ کنانہ بن حویرا یہودی نے کہا تمہیں پتا ہے وہ کیوں چلے گئے اس کے رب نے اسے بتادیا تھا کہ تم نے ان سے غداری کی ہے۔ اللہ کی قسم وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

☆ جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو صحابہ پریشان ہوگئے۔ حضور ﷺ سے جب صحابہ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے یہود کی غداری کا واقعہ سنایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا، حضور ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتومؓ کو مدینہ منورہ کا ناظم مقرر فرمایا اور خود فوج لیکر بنو نضیر کے ہاں تشریف لے گئے جب

(1) ابن حجر، فتح الباری، النضیر، ص 358/11

اسلامی فوج نے محاصرہ کیا تو بنونضیر نے بھاگ کر اپنے دروازے بند کر کے اپنی جان بچائی۔ بنونضیر کو اپنے مضبوط قلعہ پر فخر تھا۔ عبداللہ ابن ابی کی خفیہ حمایت پر ناز تھا۔ بایں ہمہ انہیں مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ بنونضیر نے یہاں پر ایک اور خفیہ سازش کی۔ حضور ﷺ سے پیغام دیا آپ ہمارے تین علماء کو مطمئن کر دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے اور علماء سے کہا تم اپنے کپڑوں میں خنجر چھپا کر جانا اور جاتے ہی حملہ کر دینا۔ حضور ﷺ کو ان کی سازش کی خبر ہوگئی کفار کی ان غداریوں کی وجہ سے ان پر حملہ کا فیصلہ ہوا تھا۔ صحابہ نے مسلسل پندرہ دن تک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ ان کے باغات کو کاٹنے اور درختوں کو جلانے کا حکم دیا۔ اس آدھے ماہ میں انہیں جرأت نہ ہوسکی کہ وہ مقابلہ کیلئے آئیں۔ آخر بنونضیر نے ناکام ہوکر امن کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں دس دن کی مہلت ہے۔ مدینہ منورہ خالی کر دو۔ بال بچے اور سامان جتنا چاہو لے جاؤ کوئی رکاوٹ نہیں اس کھلی اجازت پر بنونضیر نے جی بھر کر سامان اٹھایا یہاں تک کہ دروازے بھی اکھاڑ کر ساتھ لیگئے۔ ان میں سے کچھ شام چلے گئے اور کچھ خیبر جا کر آباد ہوئے۔ ان یہود کے امراء سلام بن ابی حقیق، کنانہ بن ربیع، حی ابن اخطب خیبر میں مقیم ہوگئے ان کے مدینہ منورہ چھوڑ جانے کے بعد یہود کا بچا کھچا مال سامان اکٹھا کروایا۔ انصار کو جمع فرما کر ان کے احسانات کا ذکر کیا جو انہوں نے مہاجرین سے کیے تھے اور فرمایا اے گروہ انصار اگر تم چاہو تو میں یہ سارا مال انصار اور مہاجرین میں برابر تقسیم کر دوں اور حسب سابق مہاجرین تمہارے ساتھ رہیں اور اگر چاہو تو سارا مہاجرین میں تقسیم کر دوں۔ انصار نے بڑی خوشدلی سے عرض کی حضور ﷺ سارا سامان مہاجرین میں تقسیم کر دیں۔ اور مہاجرین حسب سابق ہمارے ساتھ رہیں۔ (1)

حضور ﷺ نے انصار کا یہ محبت بھرا جواب سن کر فرمایا!

اللھم ارحم الانصار، وابناء الانصار، ۔

اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر رحم فرما۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا!

جزاکم اللہ خیرا یا معشر الانصار مثلنا و مثلکم کما قال الغنویٰ۔

---

(1) ابن حجر، فتح الباری، النضیر، ص 358/11

ہماری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے غنوی شاعر نے کہا!

ے جزی اللہ عنا جعفراً حین ازلقت

بنا نعلنا فی المواطیئن فزلت

اللہ تعالیٰ جعفر کو جزا دے جب ہمارا قدم پھسلا اور اس کو لغزش ہوئی۔

ے ابو ان یملونا ولوان آمنا

تلاقی الذی یلقون منا لملت (1)

تو ہماری اعانت اور مدد سے اکتاتے نہیں اگر ہماری ماں کو بھی ایسی صورت پیش ہوتی تو شاید وہ بھی اکتا جاتی۔حضور ﷺ نے بنونضیر کا سارا مال مہاجرین میں تقسیم فرما دیا۔انصار میں سے صرف دو شخصوں ابودجانہ اور سھل کو دیا گیا۔ان کی مالی حالت بہتر نہ تھی۔بنونضیر سے یامین بن عمیر ابوسعید بن رہب اسلام لے آئے تھے۔ان کے مال کو نہیں چھیڑا گیا۔وہ بدستور اپنے مال کے مالک رہے۔سورۃ الحشر اسی غزوہ بنونضیر میں نازل ہوئی۔سیدنا عبداللہ ابن عباس اس سورت کو سورۃ بنی نضیر کہا کرتے تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قریشِ مکہ کا بنونضیر کو خط

قریش نے یہودیوں کی اسلام دشمنی سے فائدہ اٹھانے کیلئے انہیں مسلمانوں سے جنگ پر اکسایا اور دھمکیاں دیں صاحب سبل الہدی نے اپنی کتاب میں قریش کے خط کا اقتباس نقل کیا ہے۔

انکم اھل الحلقۃ والحصون وانکم لتقاتلن صاحبنا اولنفعلن کذاوکذا

ولا یحول بین خدم نساء کم شی۔(2)

اے بنونضیر تم اپنے پاس وافر اسلحہ رکھتے ہو اور تم مضبوط قلعوں کے

---

(1) الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص325/4

ابوالفتح،عیون الاثر،ص27/2

(2) الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص317/4

مالک ہو۔ ہمارا ایک آدمی حضور ﷺ تمہارے پاس آ گیا ہے اس کے ساتھ جنگ کرو اور وہاں سے نکال دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنانے میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکے گی۔

بنونضیر نے قریش کے اس دھمکی آمیز خط کے پیش نظر ہی جنگ لڑنے کا منصوبہ بنایا تھا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سلام بن مشکم کی حق گوئی

عبداللہ بن ابی منافق نے بھی بنونضیر کو اسلام کے خلاف لڑنے پر آمادہ کیا اور انہیں پیغام بھیجا کہ ڈٹے رہو مسلمان تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ حملہ کی کوشش کریں گے۔ تم اپنے مورچوں میں رہو۔ میں اور میری قوم کے دو ہزار جوان تمہارے شانہ شانہ لڑیں گے قبیلہ غطفان کے لوگوں سے بھی بات ہو چکی ہے وہ بھی تمہاری مدد کو پہنچ رہے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کو پیغام بھیجا کہ وہ بھی مدد کریں۔ مگر اس نے دوٹوک جواب دیدیا۔

لن ینقض رجل والامنا العہد۔

ہم میں سے کوئی آدمی عہد نہیں توڑے گا۔

سلام بن مشکم نے حی سے کہا اے حیّ عبداللہ بن ابی کے جھوٹے وعدوں پر اعتماد نہ کرو۔ وہ تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ وقت پر نہیں پہنچے گا۔ تمہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں بلا کر خود پیچھے بیٹھ جائے گا۔ اس نے پہلے بنوقینقاع کے ساتھ ایسا کیا ہے۔ حیّ بچو عبداللہ کے چکمے میں نہ آؤ۔

فو اللہ انك تعلم و نعلم معك انه لرسول الله وان صفته عدنا وانا لن نتبعه و حسدنا فتعال فلنقبل ما اعطانا من الامن و نحزج من بلادہ۔(1)

اللہ کی قسم تو بھی جانتا ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ان کی صفات ہماری کتاب میں موجود ہیں ہم محض حسد کی وجہ سے ان کی پیروی

(1) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص320/4

نہیں کرر ہے۔آؤ ہم ان کی امن وسلامتی کی پیشکش قبول کرلیں اوران کے شہر سے چلے جائیں۔

سلام بن مشکم نے حیّ سے کہا عبداللہ کا دو ہزار جوانوں کے ساتھ ہماری مدد کو آنا محض دھوکہ ہے۔حیّ نے کہا۔

تأبی نفسی الا عدوۃ محمد۔

میرا نفس تو انکار کرتا ہے کہ محمد ﷺ سے صلح کروں۔

میں تو عداوت کرتا رہوں گا اوران سے جنگ لڑوں گا۔سلام بن مشکم نے جواباً کہا

فھـوواللہ جلاء نافی ارضنا وزھاب اموالنا و شرفنا وسبی زمریاتنا مع قتل مقاتلتنا۔ (1)

اللہ کی قسم تمہاری یہ روش اپنے شہر سے جلا وطنی کا سبب بنی اور ہماری عزت ہمارے مال تباہ ہونے کا باعث ہوگی۔ ہماری اولاد کو قید کر دیا جائیگا۔ ہمارے نوجوان قتل کر دیے جائیں گے۔

سلام کی کوششوں کے باوجود حیّ پر کسی قسم کا اثر نہ ہوا اور جنگ کے لئے ہی اڑا رہا۔ بنی نضیر کے ایک اور سردار ابی الحقیق کے بیٹے ساموک نے کہا اے حیّ تم بڑے منحوس ہو تم سارے قبیلے کا بیڑا غرق کرو گے۔حیّ کے بعض حامیوں نے ساموک کو تھپڑ رسید کئے اور حیّ کی حمایت کا اعلان کیا۔ بنو نضیر نے اپنی جاہلانہ ضد پر اڑ کر مار کھائی اور جلا وطنی قبول کر لی۔ اور آخر حیّ کا تکبر و غرور خاک میں مل گیا۔ یہود کی جلا وطنی پر اسلام کا یہ عظیم مرکز مدینہ منورہ بد کرداروں عہد شکنوں، دھوکے بازوں اور غداروں سے پاک ہو گیا۔ان کے چھوڑے ہوئے اسلحہ میں پچاس زرہیں، پچاس خود، تین سو چالیس تلواریں تھیں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الشامی،سبل الھدیٰ والرشاد،ص321/4

مال فئی اور مال غنیمت

کفار سے لشکر اسلام کو ملنے والے مال کی دو صورتیں ہیں۔

1۔ جو مال کفار سے بغیر جنگ کے حاصل ہو کفار نے شکست تسلیم کر لی ہو وہ مال فئی کہلاتا ہے۔ مال کی اس قسم کا ذکر رب قدوس جل مجدہ نے سورۃ الحشر کی اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے۔

ما آفاء الله علیٰ رسوله من اهل القریٰ۔ (1)

جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر بستی والوں سے پلٹا دیا ہے وہ اللہ کا ہے اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ اور رشتے داروں یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں کیلئے ہے۔

فئی کا مال مجاہدین میں تقسیم نہیں ہوگا۔ بلکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقسیم فرمائیں گے۔

2۔ جو مال کفار سے جنگ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ وہ مال غنیمت کہلاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مقدس کی اصطلاح میں موجود ہے۔

واعلموا انما غنمتم من شی۔ (2)

جان لو جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کا پانچواں حصہ رسول ؐ کیلئے رشتہ داروں کیلئے اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔ اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہونگے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمد و علی آله وصحبه بعدد خلقه

ایفاءِ عہد صفت الٰہی ہے

بنی نضیر نے عہد شکنی کر کے باغیانہ راستہ اختیار کر لیا تھا۔ انکی یہی قبیح حرکت انکی رسوائی کا سبب بن گئی۔ جیسے گذشتہ سطور میں آپ نے پڑھا بنی نضیر کے اچھے انسانوں نے انہیں عہد شکنی سے روکا

(1) الحشر، 7:59

(2) الانفال، 41:8

تھا کہ یہ بری عادت ہے۔مگر وہ باز نہ آئے۔ جیسے عہد شکنی بغاوت ہے ایسے ہی ایفاءِ عہد بلند پایہ سعادت ہے۔عہد کی پابندی صفت الٰہی ہے۔قرآن مقدس نے فرمایا!

لایخلف اللہ المیعاد(1)

اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

قرآن مقدس نے سورۃ الرعد،سورۃ الروم،سورۃ الحج،سورۃ آل عمران سورۃ البقرہ میں اسی عنوان کو متعدد مرتبہ بیان فرمایا ہے تاکہ انسان بھی اپنے اندر اس عظیم صفت کو پیدا کرے اور اس کے ذہن میں حساب کے دن جزا سزا کا تصور بھی پختہ رہے۔وہ لوگ جو اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں۔ قرآن مقدس نے ان کی اس خوبی کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

والموفون بعہد ہم اذا عاہدو۔(2)

پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو عہد کریں تو اسے پورا کریں۔

ایمانداروں کی خاص صفات میں اس صفت کو نمایاں طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

الذین ہم لاما ناتہم وعہدھم راعون۔(3)

وہ جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں۔

سورۃ **بنی** اسرائیل میں اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اوفوبا لعہد ان العہد کان مسئولا۔(4)

عہد کو پورا کرو کہ روز محشر عہد کی باز پرس ہوگی۔

سورۃ الرعد شریف میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

الذین یوفون بعہد اللہ ولا ینقضون المیثاق۔(5)

اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا عہد پورا کرتے ہیں اور مضبوط کرنے کے بعد

---

(1) الزمر،20:39
(2) البقرۃ،177:2
(3) المومنون،8:23
(4) الاسراء،34:17
(5) الرعد،20:13

توڑتے نہیں۔

یہود اگرچہ اسلام سے بہت دور تھے تاہم ان کے پسندیدہ لوگوں میں یہی صفت پائی جاتی تھی جو نقض عہد سے روکتے رہے مگر **بنی** نضیر باز نہ آئے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایفاءِ عہد اور نبوت

اس عنوان پر کچھ لکھتے یا کہتے ہوئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں عہد کی پابندی کو کیا اسلوب بخشا ایفاءِ عہد، دیانت، امانت حضور ﷺ کی وہ صفات تھیں جو اس عظیم رعنائی سے جلوہ گر ہوئیں کہ کفار کو بھی " الصادق الامین " کہنا پڑا امام حافظ ابن حجر نے بیہقی کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ایک بوڑھی خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تو حضور ﷺ نے اس سے ازراہ کرم اسکی صحت اس کے حالات کا پوچھا وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی حضور ﷺ آپ نے اس بڑھیا کی طرف بڑی توجہ فرمائی فرمایا عائشہ صدیقہ یہ بوڑھی خاتون خدیجہ الکبریٰ کے زمانہ میں ہمارے ہاں آیا کرتی تھیں اور حسن عہد ایمان سے ہے۔یعنی اپنے میل ملاپ والوں سے حسن سلوک ایمان کی نشانی ہے۔(1)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ اپنے ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

لا دین لمن لا عہد لہ۔(2)

جس میں عہد نہیں اسمیں ایمان نہیں

حضور ﷺ کی اس صفت ایفاء کے دشمن بھی معترف تھے۔قیصر روم نے اپنے دربار میں ابو سفیان سے کئی سوالات کئے تھے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ کبھی محمد نے بدعہدی بھی کی ہے۔ابوسفیان کو

---

(1) اللبیہقی،شعب الایمان،فی المکافا با الصنائع،الرقم8826،ص123/19

(2) امام احمد،مسنداحمد،مسند انس بن مالک،الرقم11935،ص481/24

للبیہقی،شعب الایمان،لا ایمان عن لا امانۃ لہ،الرقم4184،ص383/9

الطبرانی،المعجم الکبیر،باب3 ،الرقم11367،ص413/9

مجبوراً کہنا پڑا تھا۔کبھی نہیں کی۔(1)

وحشی جنہوں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔خوف زدہ رہتے تھے۔اہل طائف نے مدینہ منورہ بھیجنے کیلئے ایک وفد ترتیب دیا۔جس میں ان کا نام بھی تھا۔گھبرا رہے تھے کہ میں نہیں جاؤں گا۔خطرہ ہے خود کفار نے یقین دلایا کہ وحشی بے خطر جاؤ کام کرو۔محمد ﷺ سفیروں کو قتل نہیں کرتے چنانچہ وہ اس اعتماد پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔(2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شراب نوشی کی حرمت

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ تحریم خمر (حرمت شراب) کا حکم بھی اسی سن ۴ ہجری میں اسی غزوہ میں نازل ہوا۔(3)

قرآن مقدس کے اسلوب بیان سے محسوس ہوتا ہے۔شراب کے سلسلہ میں کئی دور ہیں۔پہلا دور یہ ہے جس میں شراب کے استعمال کی عام اجازت تھی۔اور اس پر قطعی کوئی پابندی نہ تھی۔اس دور میں شراب کو بھی ایک نعمت الٰہیہ سمجھ کے استعمال کیا جاتا تھا۔قرآن مقدس کی اس آیۃ کریمہ میں بھی اسی دور کی نشاندھی پائی جاتی ہے۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکراً ورزقاً حسناً۔(4)

تم پر اللہ کے احسانات اور انعامات میں سے ایک یہ ہے کہ تم کھجور اور انگور سے اپنے لئے شراب اور عمدہ رزق بناتے ہو۔

اس دور میں چونکہ شراب کی حرمت نہ تھی اس لئے مسلمانوں میں اس کا استعمال عام تھا۔دوسری مباح اشیاء کی طرح اس کے استعمال پر بھی کوئی قدغن نہ تھی۔یہ استعمال حالات اوقات کی قیود سے بالکل آزاد تھا۔اس کیلئے نہ کوئی خاص وقت مقرر تھا نہ کوئی حالت اس کیلئے مخصوص تھی۔جو کوئی جس

---

(1) البخاری، صحیح البخاری، دعاالنبی ﷺ، الرقم 2723، ص93/10

(2) السھیلی، الروض الانف، ص253/3

(3) ابوالفتح، عیون الاثر، ص

(4) النحل، 67:16

وقت چاہتا تھا استعمال کر لیتا تھا۔اس پر کسی قسم کی کوئی سرزنش نہ تھی۔

دوسرا دور یہ ہے چونکہ شراب میں نشہ ہے۔اور نشہ کی حالت میں کبھی کسی وقت ایسی صورت کا ہوجانا بھی ممکن ہے کہ اپنی دینی بنیادی متاثر ہوں۔خدا پناہ کہیں معاشرہ میں بگاڑ ہوجائے یا کبھی کسی حالت میں دین کے ضروری اعمال مختل ہونے شروع ہوجائیں جن پر دین کی عمارت استوار کیجا سکتی ہے۔چنانچہ اس دور کا ایک واقعہ یہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کسی تقریب میں شامل ہوئے اور شراب نوشی کے بعد نماز مغرب پڑھی۔چونکہ سکر کی حالت پیدا ہوچکی تھی۔اسلئے قراۃ میں ان سے فرو گزاشت ہوگئی۔جس میں نماز کا فاسد ہونا یقینی تھا۔لہٰذا ضرورت تھی کہ اوقات نماز میں شراب نوشی پر پابندی عائد ہوتا کہ دین کے بنیادی عمل میں خلل واقع نہ ہو۔یہاں سے دوسرے دور کی ابتداء ہوئی اور نماز کے اوقات میں شراب نوشی کو ممنوع قرار دیدیا گیا۔(1)

ارشاد ہوتا ہے۔

یا ایھا الذین آمنو الا تقربو الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون (2)

اے ایمان والو نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ تمہیں یہ علم نہ ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ رہے ہو۔

اس واقعہ کو ابوداؤد شریف میں سیدنا علی المرتضیٰؓ کی نسبت سے اسطرح بیان کیا گیا ہے۔

عن علی بن ابنی طالب ان رجلاً من الانصار دعاہ و عبدالرحمان ابن عوفٍ فسقاًھما قبل ان تحرم الخمر فامھما علی فی المغرب فقراء قل یا یھا الکافرون فخلط فیھا فنزلت لا تقربو الصلوٰۃ۔ (3)

سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے اور میرے ساتھی عبدالرحمان بن عوف کو ایک انصاری نے دعوت پر بلایا اور شراب پلائی اس وقت تک شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔میں

---

(1) ابی دائود، السنن، فی تحریم الخمر، الرقم 3186، ص 92/10

(2) النساء، 43:4

(3) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، شاھدہ حدیث ھشام، الرقم 7328، ص 56/17

نے شراب پی کر نماز مغرب پڑھی اور

قل یاایہاالکافرون

کی تلاوت کی اس میں سکر کی وجہ سے مجھ سے غلطی ہوئی۔اس پر یہ آیۃ نازل ہوئی کہ مسلمانو! ایسی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو۔ جب تک تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ تم کیا پڑھ رہے ہو۔اس آیۃ مبارکہ کے بعد نماز کے علاوہ باقی اوقات میں شراب کا استعمال جائز رہا صرف نماز کے وقت ممنوع قرار دیا گیا۔اس ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ یا تو نماز کے اوقات میں شراب کا استعمال ہی نہ کیا جائے اگر کیا جائے تو نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے ۔اس کے بعد نماز پڑھنے کے وقت حضور ﷺ اعلان فرماتے ہیں۔

فکان رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلوٰۃ ینادی الا لایقربن الصلوٰۃ سکران۔ (1)

جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اعلان فرمادیتے جو لوگ سکر یا نشے کی حالت میں ہوں وہ ہرگز نماز نہ پڑھیں۔

اس دور میں شراب نوشی کا دروازہ ایک خاص وقت کے لئے بند کر دیا گیا۔ یہاں تک وہ کہ دونوں دور گزر گئے۔

تیسرا دور۔چونکہ شراب نوشی فساد اور خباثت پر مشتمل ہے اس لئے بے شمار خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔اسی وجہ سے حدیث شریف میں شراب کو ام الخبائث قرار دیا گیا ہے۔(2)

اس لئے کہ اگر برائیوں سے بچنے اور فواحش ومنکرات سے الگ تھلگ رہنے کیلئے ان کے پاس کوئی شے ہے تو وہ عقل سلیم ہے اور شراب کے استعمال سے عقل سلیم کا بہترین ہتھیار متاثر ہوجاتا

(1) ابی دائود،السنن ،فی تحریم الخمر ،الرقم3185،ص91/10
البیہقی،السنن الکبریٰ،ص389/1
امام احمد،مسنداحمد،مسند عمر بن خطاب،الرقم355،ص359/1

(2) ابن حبان،الصحیح ،آداب الشرب،الرقم5438،ص232/22
النسائی،السنن النسائی،ذکر الا ثام،الرقم5572،ص144/17
عبدالرزاق،المصنف ،الرقم17060،ص236/9

ہے۔ پھر یہ جوھر باقی نہ رہا تو قوائے عقلیہ یقیناً بے کار ہوجاتی ہیں۔ حیوانی اور بہیمی قوتیں غلبہ پا جاتی ہیں۔ ملکیت کے اثرات ناپید ہوجاتے ہیں اور انسانیت کی صفات حمیدہ مردہ ہوجاتی ہیں۔ نماز کے وقت تو ممنوع تھا مگر علاوہ ازیں استعمال عام تھا۔ چنانچہ عام محافل ومجالس میں چند ایک ایسے واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ سے لوگوں نے حضور ﷺ سے اس سلسلہ میں حتمی فیصلہ چاہا۔ چونکہ ان واقعات کے ظہور سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہورہا تھا۔ حضور ﷺ نے بارگاہ قدس میں عرض کی۔

اللھم بین لنا فی الخمر بیاناً شافیاً۔(1)

اے اللہ شراب کے بارہ میں کوئی جامع حکم نازل فرما۔

اس سے شراب نوشی کے تیسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ چنانچہ شراب کے مفید اور مضر دونوں پہلوؤں کو واضح کرنے کیلئے یہ حکم نازل فرمایا گیا۔

ویسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ (2)

شراب اور جوئے کے بارے میں لوگ آپ سے پوچھتے ہیں آپ فرمائیں ان دونوں میں لوگوں کے لئے ایک عظیم گناہ بھی ہے اور چند فائدے بھی مگر فائدے کی نسبت گناہ بہت بڑا ہے۔

معنی یہ ہے کہ فوری طور پر اگرچہ شراب نوشی میں کچھ لذت حاصل ہوتی ہے۔ یا جوئے میں چند روپے مل جاتے ہیں مگر یہ فائدے حقیر ہیں ناپائیدار ہیں۔ یہ سبھی کو معلوم ہے کہ شرب نوشی اور خمار بازی میں وہ ساری خرابیاں موجود ہیں جو شرف انسانیت کو تباہ کردیتی ہیں۔ غور کیا جائے تو تمام فسادات کی جڑ یہی قبیح عادت ہے۔ اس آیۃ کریمہ میں اگرچہ جوئے اور شراب نوشی کو گناہ فرمایا گیا ہے نفع کا بھی ذکر ہے اور نقصان کا بھی۔ مگر پھر بھی اس میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ملتا۔ بعض لوگ عارضی نفع کو دیکھ کر

---

(1) امام احمد، مسنداحمد، مسند عمر بن خطاب، الرقم 355، ص 359/1
ابی داؤد، السنن، فی تحریم الخمر، الرقم 3185، ص 91/10
النسائی، السنن النسائی، تحریم الخمر، الرقم 5445، ص 473/16

(2) البقرۃ، 219:2

شراب نوشی کو عار نہ سمجھتے۔اس طرح شراب نوشی سے معاشرہ قطعی طور پر پاک نہ ہو سکا اور اس کا رواج بدستور رہا۔ چنانچہ اسی دور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ سیدنا عتبان بن مالک نے سعد بن ابی وقاص اور چند دوسرے ساتھیوں کو بلا کر شراب پلائی جب ان پر نشہ کی حالت طاری ہوگئی تو ایک صاحب نے زمانہ جاہلیت کے وہ اشعار پڑھنے شروع کر دیے جو کبھی ان کے جھگڑوں کے دوران کہے گئے تھے۔اس پر فریقین آپس میں الجھ گئے۔ جھگڑا ہو جانے پر سیدنا سعد ابن وقاص کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ جب یہ خبر حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچی تو آپؐ نے ایک بلیغ خطبہ فرمایا کہ لوگو اللہ تعالیٰ کو شراب نوشی ناپسند ہے۔ اس کا قطعی حکم نازل ہو چکا ہے۔ لہٰذا جس کے پاس شراب ہے وہ ختم کر دے اس کے بعد سورۃ المائدہ شریف کی یہ آیۃ نازل ہوئی جس میں شراب کے بارہ میں حتمی فیصلہ فرما دیا گیا ہے۔(1)

ارشاد ہوتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔(2)

اے ایمان والو شراب نوشی جوہ بازی یہ بت اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ان سے پرہیز کرو۔امید ہے تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

شراب نوشی کے بارے میں یہ آخری حکم ہے۔اس کے نزول سے شراب کے سابقہ تمام احکام منسوخ ہو گئے اور تمام امت مسلمہ پر شراب نوشی قیامت تک حرام قرار دے دی گئی۔سیدنا عبداللہ بن ابن عباسؓ فرماتے ہیں سورۃ المائدہ کی اس آیۃ مبارکہ نے تمام پہلے حکم منسوخ کر دیئے۔(3)

یہ ہے وہ آخری فتویٰ جو قرآن مقدس نے صادر فرمایا۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) امام مسلم،صحیح مسلم،سعد بن ابی وقاص،الرقم4432،ص142/12
البیہقی،السنن الکبریٰ،ص285/8

(2) المائدۃ،90:5

(3) ابی دائود،السنن،فی تحریم الخمر،الرقم3187،ص93/10

حرمت شراب کا حکیمانہ انداز

شراب کی حرمت کے سلسلہ میں ایسا حکیمانہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ پہلے سورۃ البقرہ کی آیت نازل ہوئی جس میں شراب نوشی کے بارہ میں اظہار ناپسندیدگی کر کے چھوڑ دیا گیا۔ تا کہ لوگوں کے ذہن اس کی حرمت قبول کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اس کے بعد شراب کے مفاسد کو عملی زندگی میں واقعات کی صورت میں ظاہر کیا گیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوگئی اور رفتہ رفتہ بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ عام ذہنوں میں یہ بات آنے لگی کہ شراب کو حرام اور اس کا استعمال ممنوع قرار دے دیا جائے۔ اس پر جب سورۃ المائدہ کی آخری آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے پوچھا گیا۔

فھل انتم منتھون۔(1)

کیا شراب نوشی سے باز رہو گے

تو سب نے ایک آواز میں کہا۔

انتھینا یا ربنا۔(2)

اے ہمارے رب ہم رک گئے۔

ویسے تو اسلام کے ہر قانون میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ مگر تحریم شراب کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ انتہائی حکیمانہ ہے قانون بننے والا تھا۔ وہ اپنی تدریجی شان ارتقاء کے ساتھ آخری مرحلہ پر پہنچ کر مکمل ہو گیا۔ شرعی قوانین کے نفاذ کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ ان کے نفاذ سے لوگوں کی اصلاح ہو اور معاشرہ ہر قسم کے خسارے سے پاک ہو جائے اور یہ مقصد جب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ قانون کے نفاذ کیلئے ایسا راستہ اختیار کیا جائے جس سے قانون پر آسانی سے عمل کیا جا سکے۔ خدانخواستہ اگر پہلے ہی دن جنگ سے شراب نوشی پر پابندی عائد کر دی جاتی۔ جو آخری دن عائد کی گئی تو نا معلوم اس حکم کی

---

(1) المائدۃ،5:91

(2) امام احمد، مسند احمد، مسند عمر بن خطاب، الرقم 355، ص1/359
النسائی، السنن النسائی، تحریم الخمر، الرقم 5445، ص16/473
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین ، والوحد الثالث، الرقم 7332، ص17/62

تکمیل میں کس قدر دشواریاں پیدا ہوتیں اور کتنے ہی لوگ وفاداری کی بجائے در پردہ خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے۔اس قانون میں یہی تدریجی ارتقاء ہی مفید تدبیر تھی۔جس کی بدولت سب کچھ چھوڑ نا آسان ہوگیا۔جیسے سیدنا انسؓ فرماتے ہیں میں ابو عبیدہؓ،ابوطلحہؓ،اورابی بن کعب کوشراب پلا رہا تھا کہ اچانک آواز آئی کہ شراب حرام ہوگئی ہے۔یہ سن کر ابوطلحہؓ نے فوراً کہا کہ انسؓ اٹھواور شراب کے سارے مٹکے توڑ دو۔(1)

میں اٹھا اور شراب کے سارے مٹکے توڑ دیئے۔ اس کے بعد شراب کے بارے میں معاشرے کو قطعی طور پر پاک رکھنے کی غرض سے کسی قسم کی نرمی نہیں برتی گئی۔ بلکہ سختی کیساتھ حکم امتناعی پر قائم رہے۔ایسے انتظامات ہوتے رہے۔یہاں تک کہ ان برتنوں کا استعمال بھی ناجائز قرار دے دیا گیا۔جن میں شراب بنائی جاتی تھی۔(2)

اس موقعہ پر بعض لوگوں نے سوال کیا حضور ﷺ ہم یہ شراب یہودیوں کو تحفہ کیوں نہ دیدیں۔ آپؐ نے فرمایا! جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس کے تحفہ دینے سے بھی روک دیا ہے۔ بعض نے پوچھا حضور (ﷺ) ہم شراب کو سرکہ میں کیوں نہ بدل دیں۔ آپ نے اس سے بھی منع فرمادیا اور حکم یہ دیا کہ شراب کو بہادو۔(3)

ایک نے عرض کی حضور (ﷺ) شراب کو بطور دوائی تو استعمال کرلیں فرمایا ہرگز نہیں وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔(4)

---

(1) البخاری،صحیح البخاری،صب الخمر فی الطریق،الرقم2284،ص349/8
ابی دائود،السنن،فی تحریم الخمر،الرقم3188،ص94/10
الدارمی،السنن الدارمی،فی تحریم الخمر،الرقم2142،ص299/6

(2) ابی دائود،السنن،فی الاوعیہ،الرقم3207،ص119/10
امام مسلم،صحیح مسلم،النھی عن الانتباذ،الرقم3697،ص221/10
النسائی،السنن النسائی،تحریم کل شراب السکر،الرقم5496،ص46/17

(3) ابی دائود،السنن ابی دائود،ما جا فی الخمر تخللالرقم3190،ص98/10

(4) ابی دائود،السنن ابی دائود،فی ا لرجل یتداوی،الرقم3357،ص342/10
الترمذی،سنن الترمذی،ما جاء فی الدواء ،الرقم1961،ص349/7
ابن ماجه،السنن ابن ماجه،ما انزل الله داء،الرقم3429،ص236/10

غرضیکہ شراب کے سلسلہ میں جس قدر سوال پیش ہوتے رہے۔ حضور ﷺ نے ان سب میں سختی سے کام لیا۔ درج ذیل ارشادات سے آپ اندازہ لگالیں کہ حضور ﷺ کو اس سے کس قدر نفرت تھی اور آپ ﷺ نے کیسے سخت الفاظ کیساتھ اس کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس کا اندازہ آپ درج ذیل احادیث طیبہ سے لگا سکتے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شراب کی تجارت بھی حرام ہے

شریعت مطہرہ کی نظر میں شراب اسقدر قابل نفرت تھی کہ اسکی تجارت بھی حرام قرار دیدی گئی ہے۔ جو شخص تجارت کرے وہ حرام کا مرتکب ہورہا ہے۔ خدا کیطرف سے اس پر لعنت برستی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں سیدنا حضرت انسؓ کے حوالہ سے یہ روایت ذکر کی گئی ہے۔

لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرۃ عاصر ھا و معتصر ھا وشاربھا و حاملھا والمحمولۃ الیہ و ساقیھا و بائعھا واکل ثمنھا والمشتری لھا والمشتری لہ(1)

حضور ﷺ نے شراب کے معاملہ میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ شراب کشید کرنے والے پر شراب کشید کروانے والے پر پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اٹھانے والے پر اور جس کیلئے اٹھا کر لیجائی جارہی ہے۔ بیچنے والے پر اور اس کی قیمت اٹھانے والے پر خریدنے والے پر اور جس کیلئے خرید کی جارہی ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الترمذی ،سنن الترمذی،النھی ان یتخذالخمر ،الرقم1216،ص108/5
ابن ماجہ،السنن ،لعنۃالخمر علی عشرۃ،الرقم3372،ص156/10
البیھقی،شعب الایمان،فی لمطاعم والمشارب،الرقم5326،ص49/12

شرابی جنت سے محروم ہے

☆

عــن ابن عمرؓ "قال قال رسول اللہ ﷺ من مات وھو یشرب الخمر لم یشر بھا فی الآخرۃ" (1)

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص شراب نوشی کی حالت میں مر گیا تو آخر میں اسے شراب (طہور) جنت میں نہیں ملے گی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شرابی کی نماز مقبول نہیں

☆

عــن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ من شرب مسکراً لم تقبل لہ صلوٰۃ و فی روایۃ صلوٰۃ اربعین صباحاً۔ (2)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نشہ آور چیز پی لی تو اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔

☆

عــن ابــن عــمــرؓ قــال رسول اللہ ﷺ ثلثۃ قد حرم اللہ

---

(1) الترمذی، السنن، ما جا فی شارب الخمر، الرقم 1784، ص 61/7
ابن ماجہ، السنن ابن ماجہ، من شرب الخمر فی الدنیا، الرقم 3365، ص 145/10
امام مسلم، صحیح مسلم، عقوبۃ من شرب الخمر، الرقم 3738، ص 264/10

(2) امام احمد، مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر، الرقم 6355، ص 393/13
ابن ماجہ، السنن، من شرب الخمر لم تقبل الصلوٰۃ، الرقم 3368، ص 150/10
البیہقی، شعب الایمان، فی لمطاعم والمشارب، الرقم 5338، ص 61/12

علیھم الجنۃ من الخمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اھلہ الخبث(1)

ابن عمرؓ سے ہے حضورﷺ نے فرمایا تین آدمیوں پراللہ تعالیٰ نے جنت کوحرام کیا ہے۔شراب نوشی پر ماں باپ کے نافرمان پر بے غیرت آدمی پر جو اپنی بیوی کو زنا کاری میں مبتلا دیکھ کر نہ روکے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شراب اور بت پرست

☆

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہﷺ قال مد من الخمر ان مات لقی اللہ کعادوثن(2)

ابن عباسؓ سے ہے حضورﷺ نے فرمایا ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی ہوگی جیسے بت پرست آدمی کی انتہائی قہر وغضب کی صورت ہے۔

☆

عن ابی موسیٰؓ انہ کان یقول ما ابالی شربت الخمر عبدت ھذہ الساریہ من دون اللہ تعالٰی(3)

ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں میرے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ میں شراب پیوں یا

---

(1) امام احمد،مسند احمد،مسند عبداللہ بن عمر،الرقم5904،ص441/12
النسائی،سنن النسائی،المنان بما اعطی،الرقم2515،ص342/8
الطبری،تھذیب الاثار،ثلثہ لا ینظر اللہ الیھم،الرقم1551،ص290/4

(2) امام احمد،مسند احمد،مسند عبداللہ بن عباس،الرقم2325،ص357/5
ابن ماجہ،السنن ،مدمن الخمر،الرقم3366،ص147/10
الاصبھانی،معرفۃ الصحابہ لابی نعیم،اسمہ عبداللہ ،الرقم4206،ص278/13

(3) النسائی،السنن،الروایات المغلظات ،الرقم5569،ص139/17
ابی شیبہ،المصنف ،ص509/5
النسائی،السنن الکبریٰ،الرقم5173،ص228/3

خدا کے سوا اس ستون (درخت) کی پرستش کروں۔

یعنی یہ دونوں کام میرے نزدیک ایک جیسے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

الخمر

خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ اور مجازاً گندم، جو، کشمش، کھجور اور شہد کی شرابوں کے لئے بولا جاتا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے حرمت کے اس حکم میں تمام ان چیزوں کو بھی شسامل فرمایا ہے جن سے نشہ پیدا ہو۔ چنانچہ مختلف احادیث طیبہ میں ارشادات موجود ہیں۔

کل مسکر خمر و کل مسکر حرام(1)

ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

ایک اور انداز میں بھی یہی مضمون ملتا ہے۔

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام(2)

جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

حضور ﷺ کے ان ارشادات عالیہ پر ذرا غور کیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ دینی نقطۂ نگاہ سے مومن کے لئے شراب نوشی کا انجام کس قدر خطرناک ہے اور اس سے مومن اپنے لئے کس قدر تباہی کا سامان بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے پناہ دے۔ (آمین)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابی دائود، السنن ،النھی عن المسکر، الرقم 3194، ص 104/10
النسائی، السنن ،اثبات اسم الخمر لکل مسکر ،الرقم 5488، ص 37/17
امام مسلم ،صحیح مسلم ،بیان ان کل مسکر خمر ،الرقم 3734، ص 259/10
الترمذی، السنن، ما جاء فی الشارب الخمر ،الرقم 1784، ص 61/7

(2) ابی دائود، السنن ،النھی عن المسکر ،الرقم 3196، ص 106/10
الترمذی، السنن، ما اسکر کثیرہ فقلیلہ، الرقم 1788، ص 67/7
النسائی، السنن، تحریم کل شراب اسکر ،الرقم 5513، ص 65/17
ابن ماجہ، السنن، ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ،الرقم 3383، ص 171/10
امام احمد، مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر، الرقم 5390، ص 427/11

فاطمہ بنت اسدؓ کا وصال

اسی سن ۴ ہجری میں سیدنا علی المرتضیٰؓ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسدؓ بن ہاشم نے وفات پائی۔

☆ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ کو حضرت فاطمہ بن اسدؓ کی موت کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ ہم اپنی ماں کے پاس چلتے ہیں۔ صحابہ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب آپ گھر کے دروازہ پر پہنچے تو اپنی قمیص دے کر فرمایا۔ اس کو غسل کے بعد یہ کفن پہنا دینا۔ جنازہ باہر آیا تو آپ ﷺ نے کندھا دیا اور سارے راستے پر کندھا دیتے رہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ابو طالبؓ کے بعد مجھ سے ان جیسا کسی نے سلوک نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کی وفات پر مجھے اطلاع دی جائے۔ وصال پر اطلاع عرض کی گئی تو آپ نے حکم دیا بقیع میں قبر کھودی جائے لحد بنائی جائے۔ قبر تیار ہو جانے پر حضور ﷺ قبر شریف میں خود اترے اور لحد میں لیٹے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔ کس قدر خوش نصیب ہیں۔ فاطمہ بنت اسدؓ جن کی قبر میں محبوب پاک ﷺ لیٹے اور قرآن پاک پڑھا۔ سب سے پہلی خوش قسمت قبر حضور ﷺ کی قبر مبارک ہے۔ جسے یہ شرف حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے اس میں آرام فرما ہیں۔(594)

دوسری قبر سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی ہے۔ جس میں حضور ﷺ اترے۔

تیسری قبر سیدہ خدیجہؓ کے صاحبزادہ کی ہے جو حضور ﷺ کے زیر تربیت تھے۔

چوتھی قبر سیدہ فاطمۃ بنت اسدؓ کی ہے۔ جس میں حضور ﷺ اترے اور لحد میں لیٹ کر دیکھا۔

پانچویں قبر عبداللہ مزنی کی ہے جس میں حضور ﷺ اترے انہیں ذوالبجارین بھی کہتے ہیں۔

چھٹی قبر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی والدہ ماجدہ ام رومان کی ہے جس میں حضور ﷺ

---

(1) الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص287/11

اترے۔ (1)

☆ حضور ﷺ کے نواسہ حضرت عبداللہ، عثمان بن عفانؓ کے صاحبزادہ کا وصال بھی اسی سن ۴ ہجری میں ہوا۔

☆ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ بھی اسی ۴ ہجری میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔ اسی سال سن ۴ ہجری کو سیدنا ابوعبداللہ امام حسین ابن علیؓ پیدا ہوئے تھے۔ (2)

وصلی اللہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

سیدہ ام سلمہؓ کا نکاح

اسی سال ۴ ھ سیدہ ام سلمہؓ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ (3)

آپ ﷺ کا پہلا نکاح ابوسلمہ مخزومیؓ سے تھا۔ انہیں ہجرت حبشہ کا شرف بھی حاصل ہے اور ہجرت مدینہ کا بھی۔ آپ کے پہلے شوہر ابوسلمہؓ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ آپ کے شوہر ابو سلمہؓ کو غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شمولیت کا شرف بھی حاصل ہے۔ غزوۂ احد میں ان کے بازو پر زخم آیا۔ ایک مرتبہ تو یہ زخم اچھا ہو گیا۔ مگر پھر ہرا ہو گیا۔ اسی زخم کے صدمہ سے انتقال فرمایا۔ (4)

آپ فرماتی ہیں ایک مرتبہ میرے شوہر ابوسلمہؓ نے گھر آ کر حضور ﷺ کا ارشاد مجھے سنایا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ

انا للہ وانا الیه راجعون

پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ دعا یہ ہے۔

اللھم عندك احتسب مصیبتی هذه اللھم اخلفنی فیھا بخیر منھا (5)

اے اللہ میں تجھ سے اس مصیبت میں جزا کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے اس سے بہتر

---

(1) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفی ﷺ، ص 257/1

(2،3) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 356/2

(4) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 386/2

(5) امام احمد، مسند احمد، ام سلمہ زوج النبی ﷺ، الرقم 25474، ص 136/54
الحاکم، المستدرك علی الصحیحین، ام المؤمنین ام سلمہ، الرقم 6841، ص 493/15
النسائی، السنن الکبری، الرقم 10909، ص 264/6

عطا فرمادے۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے اپنے شوہر ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد کثرت سے یہی دعا پڑھنا شروع کردی مگر ساتھ ہی ذہن میں یہ بات بھی آجاتی کہ ابو سلمہؓ سے بہتر شوہر کیسے مل سکے گا۔ مگر حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کو نہ چھوڑا۔ پڑھتی رہی کہ عقیدہ تو یہی تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے منہ سے نکلے الفاظ غلط ثابت نہیں ہوسکتے۔ عدت گزرتے ہی مجھے حضور ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح مل گیا جو پوری کائنات میں سب سے بہتر ہیں۔ افضل ہیں سب سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے برتر ہیں۔ نکاح سے پہلے حضور ﷺ اور حضرت ام سلمہؓ کے درمیان گفتگو بھی ہوئی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ میری عمر زیادہ ہے۔

حضور ﷺ: میری عمر تم سے بھی زیادہ ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: میں عیال دار ہوں۔ یتیم بچے بھی میرے ساتھ ہیں۔

حضور ﷺ: تمہاری عیال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عیال ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ میں کچھ غیور سی ہوں۔ کہیں کوئی بات نہ ہوجائے جو آپ ﷺ کے ملال کا باعث بنے۔

حضور ﷺ: میں دعا کروں گا ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوگی۔ (1)

اسی سن ۴ ہجری میں نکاح میں آئیں۔ 84 برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (2)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) امام احمد، مسند احمد، ام سلمہ زوج النبی ﷺ، الرقم 25474، ص 136/54

ابی یعلی، المسند، ازا اصابت احدکم، الرقم 6756، ص 191/14

(2) ابن حجر العسقلانی، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص 71/4

سعید ایوب، زوجات النبی ﷺ، ص 64/1

غزوۂ بدر صغریٰ

اسی سن ۴ ہجری میں غزوہ بدر صغریٰ واقعہ ہوا۔اس کی تفصیل یہ ہے۔ابوسفیان نے جنگ احد سے واپسی پر مسلمانوں سے کہا تھا کہ ہم آئندہ سال بدر میں تم سے ملیں گے۔ کفار چاہتے تھے کہ جسطرح انہیں جنگ بدر میں شکست ہوئی تھی۔ وہ بھی مسلمانوں کو اسی میدان میں اسی طرح شکست دیں۔ابوسفیان کو صحابہ نے ہاں میں جواب دیدیا۔ چنانچہ ابوسفیان نے آئندہ سال کیلئے کام شروع کر دیا اور قریش کو جنگ کی ترغیب دی۔مگر ابوسفیان کا سارا کام بددلی سے تھا۔اندر سے ڈر چکا تھا۔مگر شرم کے مارے ہاتھ پاؤں مارتا تھا کہ لوگ بزدل نہ کہیں۔نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ منورہ سے مکہ آئے اور قریش کو شوکت اسلام سے آگاہ کیا اور کہا اے قریش تمہارے ساتھ لڑنے کیلئے پورا مدینہ منورہ فوج سے بھرا پڑا ہے۔ابوسفیان نے نعیم بن مسعود سے کہا کہ ہم نے احد میں محمد ﷺ سے بدر کا وعدہ کیا تھا۔ مگر ان دنوں سخت قحط سالی ہے۔جانوروں کو چارہ نہیں مل رہا۔تم واپس جا کر مسلمانوں کو مرعوب کر دو کہ وہ میدان چھوڑ جائیں۔اور ہم شرمسار نہ ہوں تجھے اس خدمت کے بدلہ میں ۳۰ اونٹ انعام دیں گے۔ نعیم مدینہ پہنچا اور غلط بیانی سے صحابہ میں خوف پیدا کیا۔کفار کی بزدلی پر پردہ ڈالا اور ان کی بہادری کے گن گائے۔مسلمانوں نے اس کی غلط بیانی سے کچھ پستی کا مظاہرہ کیا۔اور باہر نہ نکلنے کا سوچنے لگے۔ صحابہ کے اس سوچ بچار کی خبر جب حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ صحابہ باہر جانا نہیں چاہتے صدیق اکبرؓ نے حاضری پر عرض کی حضور ﷺ ہم سب باہر نکلیں گے تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں جنگ کیلئے ضرور نکلوں گا۔خواہ اس غزوہ میں میرے ساتھ کوئی بھی نہ جائے۔حضور ﷺ کے اس ارشاد پر صحابہ کے حوصلے بلند ہوگئے۔وسوسہ چلا گیا۔شوکت غالب ہوگئی۔پھر حضور ﷺ نے عبداللہ بن رواح کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور علم سیدنا علی المرتضیٰ کو دیا اور آپ پندرہ سو جوانوں کیساتھ روانہ ہوئے۔ بدر میں جا اترے آٹھ روز تک وہاں قیام فرمایا کفار آئے ہی نہیں۔ابوسفیان دو ہزار فوجیوں کیساتھ جنگ کیلئے مکہ سے روانہ ہوا تھا۔مگر مرالظہر ان پر پہنچ کر یہ بہانا بناتے ہوئے واپس ہوگیا کہ قحط سالی ہے۔جانوروں کیلئے چارہ نہیں۔لوگوں کیلئے دودھ میسر نہیں۔دراصل اس پر اسلام کا رعب و دبدبہ چھا

چکا تھا اور وہیں سے ہی واپس مکہ چلا گیا۔صفوان ابن امیہ نے ابوسفیان سے کہا یہ کیا کر رہے ہو۔تم نے محمد ﷺ اوران کے اصحاب سے جنگ کا وعدہ کیا ہے اور اگر جنگ نہ لڑو گے تو مسلمان دلیر ہو جائیں گے۔(1)

اس موقعہ پر سیدنا عبداللہ بن رواح نے اس غزوہ کے بارے میں چند اشعار فرمائے جو یہ ہیں۔

وعدنا ابا سفیان بدرا ولم نجد　　سمیعاً وصدقاً وما کان وافیاً

ہم نے ابوسفیان کے ساتھ بدر میں آنے کا وعدہ کیا تھا۔لیکن ہم نے اسے سچا نہ پایا۔وہ وعدہ پورا کرنے والا تھا ہی نہیں۔

و اقسم لو وافیتنا فلقیتنا　　لا بت زمیماً وافتقدت المو الیا

اللہ کی قسم اگر تو اس دن ہمارے سامنے آتا اور جنگ کرتا تو وطن لوٹنے پر تیری خدمت کی جاتی۔

عصیتم رسول اللہ اف لدینکم　　وامر کم السئی الذی کان عادیاً

تم نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔تف ہے تمہارے دین پر اور تمہاری سرکشی پر۔

مالی فان عنفتمونی لقائل　　فدی لرسول اللہ اھلی و مالیاً(2)

مجھے کہا اگر تم مجھے برا کہو بے شک میں کہوں گا میرا مال،عیال سب کچھ اللہ کے رسول پر قربان ہوں۔

اس کے بعد وہ خندق کی جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الشامی،سبل الھدی والرشاد،ص33714
الواقدی،المغازی،ص384/1

(2) السھیلی،الروض الانف،ص411/3
ابو محمد،سیرۃابن ھشام،ص210/2

غزوۂ ذات الرقاع

یہ غزوہ بھی اسی سال سن ۴ ہجری میں پیش آیا۔ تفصیل یہ ہے۔ غزوۂ بنونضیر کے بعد حضور ﷺ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ آپ کو یہ خبر دے دی گئی کہ **بنی** محارب اور **بنی** ثعلبہ (جو قبیلہ غطفان کی دو شاخیں ہیں)۔ جنگ لڑنے کیلئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ تو ان کے جواب کیلئے حضور ﷺ ۴۰۰ چار سو صحابہ کو لیکر نجد پہنچے۔ کپڑے کا وہ ٹکڑا جس سے پیوند لگایا جائے اسے رقعہ کہتے ہیں۔ اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے کی وجوہ یہ ہیں۔

1۔ اس وادی کے پہاڑ میں سیاہ و سفید دھاریاں تھیں۔ محسوس ہوتا کہ مختلف رنگوں کے کپڑے جوڑے گئے ہیں۔ اس سے شہرت ہوگئی۔

2۔ اس علاقہ کی پتھریلی زمین میں صحابہ کے پاؤں زخمی ہوگئے تھے اور انہوں نے اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے لپیٹ لئے تھے۔ اس لئے اسے اس نام سے شہرت ہوگئی۔ بعض کتب سیرت نے اس غزوہ کو سن ٦ ہجری میں بتایا ہے۔ میں نے اپنی معلومات کے پیش نظر سن ۴ ہجری کا ذکر کیا ہے۔

3۔ بعض نے کہا کہ اس وادی میں ایک درخت تھا جس کا نام ''ذات الرقاع'' تھا۔ اس کے باعث اس کا نام مشہور ہوگیا۔

4۔ مسلمانوں نے اپنے جھنڈوں پر پیوند لگائے ہوئے تھے۔ اسی باعث اس کا یہ نام مشہور ہوگیا تھا۔

صحابہ کی چار سو ۴۰۰ افراد پر مشتمل جماعت یہاں پہنچ تو گئی مگر حکیمانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے انہوں نے حملہ میں پہل نہ کی کہ مدینہ منورہ یہاں سے دور تھا۔ لوگوں کے کمک کے پہنچے میں دشواری ہوسکتی تھی۔ دشمن نے بھی حملہ کرنا مناسب نہ جانا کہ وہ صحابہ کی ایمانی قوت کا اندازہ کرچکا تھا۔ اس کے بعد خود حضور ﷺ یہاں تشریف لے آئے۔ جنگ تک نوبت نہ پہنچی۔ حضور ﷺ نے صلوٰۃ الخوف یہاں پڑھائی۔ (1)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 29/2

ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 160/3

ہیبت نبوی ﷺ

اسی دوران ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا جس سے نبوت کی ہیبت اور دشمن کی بزدلی کا پتہ چلتا ہے۔ قبیلہ **بنی** محارب کے ایک شخص غورث نامی نے اپنی قوم کے سرداروں سے کہا کہ میں اپنی ہمت وقوت کے بل بوتے پر محمد ﷺ کا کام تمام کرسکتا ہوں۔ سب نے اس پیشکش پر خوشی کا اظہار کیا اور کئی قسم کے انعامات کا ذکر کیا۔ چنانچہ یہ متکبر مغرور سرکش بد بخت غورث رسول اللہ ﷺ کے قتل کے ارادہ سے روانہ ہوا اور مسلمانوں کی قیام گاہ تک پہنچا۔ دیکھا حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اور تلوار آپؐ کے پہلو میں رکھی ہوئی ہے۔ غورث نے منافقانہ رنگ ڈھنگ اختیار کرتے ہوئے بڑے ادب واحترام کا مظاہرہ کیا اور ادب سے بیٹھ گیا عرض کی حضور ﷺ یہ تلوار دیکھ سکتا ہوں فرمایا کیوں نہیں ضرور دیکھو۔ چنانچہ اس نے تلوار اٹھائی اور نیام سے نکال کر لہرائی اور قتل کا ارادہ کیا اور کہا

"اما تخافنی"

اے محمد ﷺ آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگ رہا۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھ سے ہرگز خائف نہیں ہوں۔ میرا اللہ میرا حافظ ہے۔

اس نے پھر پوچھ

اما تخافنی وفی یدی السیف

کیا آپ اب بھی خوف زدہ نہیں۔ حالانکہ میرے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔

حضور ﷺ نے بڑے پر اعتماد لہجہ میں ارشاد فرمایا۔

بل یمنعنی اللہ منك(1)

میرا اللہ مجھے تیرے شر سے بچائے گا۔

حضور ﷺ کے اس پر اعتماد جواب پر وہ اس قدر ہیبت زدہ ہوا اور مرعوب ہوا کہ چپکے سے

---

(1) السہیلی، الروض الانف، ص402/3
ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص162/3

تلوار آپ کے سامنے رکھ دی اور چلا گیا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نماز میں عجیب حالت

اس سفر کا ایک اور اہم واقعہ بھی سنیں واپسی پر ایک جگہ اسلامی لشکر نے پڑاؤ کیا۔ حضور ﷺ نے رات پہرہ دینے کیلئے عمار بن یاسر اور عباد بن بشیر کی ڈیوٹی لگائی۔ پہلے حصہ میں حضرت عباد بن بشیر نے ڈیوٹی دی۔ آپ نے وضو کر کے نماز شروع کر دی دشمن نے آپ کو تیر مارا جو نشانہ پر لگا۔ آپ نے وہ تیر نکال کر پھینک دیا اور نماز جاری رکھی۔ دوسرا تیر لگا جسم میں پیوست ہوا۔ وہ بھی نکال دیا اور نماز جاری رکھی۔ تیسرا تیر لگنے پر آپ نے رکوع وسجدہ کر کے نماز مکمل کر لی اور حضرت عمارؓ کو جگایا حضرت عمارؓ حیران ہو گئے کہ آپ خون سے لت پت ہیں۔ بشیر بن عباد نے پورا واقعہ سنا دیا۔ عمارؓ فرماتے ہیں تو نے مجھے پہلے تیر لگنے کے وقت کیوں نہ جگایا تو جواباً کہا مجھے نماز میں تلاوت قرآن پاک سے ایسا سرور آ رہا تھا کہ میں کسی قیمت اس سرور کو ختم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اب میں نے آپ کو اس لئے جگایا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں زیادہ خون بہہ جانے سے میری موت واقعہ ہو جائے اور مورچہ خالی رہ جائے۔ اس لئے میں نے نماز مختصر کر کے آپ سے کہا ہے مورچہ سنبھال لیں حضرت بشیر بن عبادؓ کی یہ بہادرانہ صورت دیکھ کر دشمن پر ایسا ڈر طاری ہوا کہ وہ بھاگ گیا۔ (606)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اونٹ کی تیز رفتاری

اس غزوۂ ذات الرقاع کا ایک اور عجیب واقعہ کتب سیرت میں ملتا ہے۔ سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں بھی اس غزوہ میں شامل ہوا واپسی پر میرا اونٹ کمزور و لاغر اور سست ہو گیا تھا۔ میں سب سے پیچھے آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اچانک حضور ﷺ پیچھے سے تشریف لائے اور میرے اونٹ کی سست رفتاری کی وجہ پوچھی میں نے عرض کی حضور ﷺ تھکاوٹ کی وجہ سے سست چل رہا ہے۔ حضور ﷺ نے

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص164/3
ابو محمد، سیرۃ ابن ھشام، ص207/2

فرمایا اسے بٹھاؤ میں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ حضور ﷺ نے بھی اپنا اونٹ بٹھا دیا اور میرے ہاتھ سے چھڑی لی جس سے میں اونٹ چلا رہا تھا۔ آپؐ نے دو تین مرتبہ اس چھڑی سے میرے اونٹ کو کچو کے دیے اور پھر فرمایا لو اب سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا۔ اب وہی اونٹ تھا جو ہوا سے باتیں کرنے لگا اس کی تیز رفتاری کا مقابلہ کرنے کیلئے پورے قافلہ میں کوئی اونٹ نہ تھا۔ اب وہی میرا اونٹ حضور ﷺ کے تیز رفتار اونٹ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور ہم آپس میں باتیں کرنے لگے۔

حضور ﷺ۔ جابر تم نے شادی کر لی ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ۔ جی حضور ﷺ شادی کر لی ہے۔

حضور ﷺ۔ کسی کنواری سے کی ہے یا بیوہ سے۔

جابر رضی اللہ عنہ۔ یا رسول اللہ بیوہ سے شادی کی ہے۔ جنگ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تھے۔ میری چھوٹی چھوٹی بہنیں تھیں۔ میں نے پسند کیا کہ کوئی ایسی بیوی لاؤں جو تجربہ بھی رکھتی ہو اور میری بہنوں کی سرپرستی بھی کر سکے۔

حضور ﷺ۔ تو نے بہت اچھا کیا تیرا فیصلہ درست ہے اور فرمایا جب ہم صرار (گاؤں) ٹھہریں گے۔ تو قیام کے دوران گھر تیری اطلاع ہو جائے گی تیری بیوی پردے بستر غلاف تکیے صاف کرے گی اور وہاں تمہارا استقبال کریگی۔

جابر رضی اللہ عنہ۔ غریب آدمی ہوں بستر پردے کہاں سے آئے۔

حضور ﷺ۔ فرمایا فکر نہ کر سب کچھ ہوگا۔ غربت کوچ کر جائے گی حالات بہتر ہوں گے۔

حضرت جابرؓ نے گھر پہنچ کر یہ باتیں بیوی کو بتائیں تو وہ خوش ہوئیں (1)

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) امام احمد، مسند احمد، جابر بن عبد اللہ، الرقم 14495، ص 44/30
البیهقی، دلائل النبوة، خرجنا مع رسول اللہ ﷺ، الرقم 1279، ص 464/3

رجم کا حکم

اسی سال ایک مرد نے یہودی عورت سے زنا کیا۔اس پر حضور ﷺ نے اپنی شریعت کے مطابق دونوں کو رجم (پتھر مار مار کر ہلاک کرنے کا حکم) فرمایا انہوں نے کہا ہم یہودی ہیں توریت میں حکم یہ نہیں ہے۔ہمیں تورات کے مطابق سزا دیجائے۔حضور ﷺ نے فرمایا تم غلط کہہ رہے ہو توریت میں بھی زانی کی سزا رجم ہے۔عبداللہ بن سلام جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔اسلام لا چکے تھے انہوں نے انہیں جھٹلایا اور حضور ﷺ کی تصدیق کی حضور ﷺ کے حکم سے توریت لائی گئی تو آپ نے توریت سے رجم کرنے کا حکم دکھا دیا۔عبداللہ بن سلام نے یہ حکم پڑھ کر سنایا اور وہ مرد وعورت سنگسار کیئے گئے۔اسی واقعہ کی بنا پر حضور ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم فرمایا کہ وہ توریت کے خط کے سیکھیں ایسا نہ ہو یہودی اپنے رسائل وکتب میں تبدیلی پیدا کرلیں۔(1)

بعض لوگوں کو اس حکم پر اعتراض ہے کہ رجم اسلامی تعزیرات سے نہیں۔(معاذ اللہ) کہ قرآن شریف میں اس کا صراحۃ حکم نہیں ملتا۔یہ استدلال کمزور ہے بلکہ اس کے برعکس رجم کے اسلامی حکم ہونے پر واضح دلائل ملتے ہیں۔اگرچہ قرآن مقدس کی صریح آیات میں اس کا ذکر نہیں ملتا مگر بہت احادیث صحیحہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔نفس رجم کے بارہ میں وہ احادیث متواتر ہیں۔خود حضور ﷺ نے رجم کی سزا دی ہے۔(2)

پھر خلفاء راشدین نے اس پر عمل کیا ہے۔تمام صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے۔تابعین، آئمہ مجتہدین اور امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ رجم اسلامی سزا ہے اور کتاب سنت کے خلاف نہیں چند افراد کا اعتراض کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

☆ حضور ﷺ کی پوری زندگی ''واجب الاطاعۃ'' ہے اور حضور ﷺ نے رجم کیا ہے جیسے مندرجہ بالا سطور میں گزر کیا۔قانون کا سرچشمہ صرف حضور ﷺ کی ذات ہے۔مرکز اطاعت آپ کا وجود ہے۔

---

(1) البیہقی، دلائل النبوۃ، اسئلۃ الیہود، الرقم 2528، ص 16/7
عبدالرزاق، المصنف، الرقم 13330، ص 316/3

(2) الترمذی، السنن، فی درء الحد عن المعترف، الرقم 1348، ص 329/5
البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 228/8

قرآن مقدس فرماتا ہے۔

ما اتاکم الرسول فخذوہ ۔ (1)

جو کچھ تمہیں حضور ﷺ دیں اسے لے لو جس سے روکیں رک جاؤ۔

نبوت ورسالت کے منصب کا تقاضا یہی ہے کہ نبی ورسول کے ہر قول وعمل کو شرعی دلیل قرار دیا جائے۔اس کے بغیر کتاب وحکمت کا سمجھنا اوراس پر عمل کرنا کسی طرح ممکن ہی نہیں۔قرآن مقدس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اورحج کا حکم ملتا ہے۔مگراس پر عمل ارشادات نبوت کے بغیر ناممکن ہے۔

☆ عمر فاروقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا میں تمہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔جو شخص سمجھ لے اسے یادرکھےاور جہاں تک ہوسکے آگے پہنچائے۔بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔اس میں رجم کی آیۃ بھی تھی۔ہم نے وہ آیۃ پڑھی اوراسے سمجھا اور اسے یادرکھا۔رسول ﷺ اور پھر ہم نے بھی رجم کیا مجھے خوف ہے زمانہ گزرجانے کے بعد کوئی کہدے کہ قرآن میں رجم کا ذکر نہیں تو اللہ کے فریضہ کو ترک کرکے گنہگار ہوجائے۔اللہ کی کتاب میں رجم حق ہے۔ ہراس آزاد مردعورت پر جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا بشرطیکہ شرعی گواہ قائم ہوجائیں۔(2)

آیت رجم کا نزول اوراس کا منسوخ التلاوۃ ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔رجم کے معنی تو اتر اور قطعیت کے ساتھ موجود ہیں۔سیدنا ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ، نے محصن کو زنا کی سزا میں رجم کیا ہے کوڑے نہیں مارے۔ابراہیم نخعی، زہری، اوزاعی، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، امام مالک امام شافعی احمد بن حنبل نے سبھی کا یہی موقف ہے سیدنا ابوذرؓ سے منقول ہے شادی شدہ بوڑھے کی سزا سو کوڑے اور رجم ہے۔اگر وہ جوان ہے تو کوڑے نہیں صرف رجم ہے۔

☆ حضرت سلمہ بن سھیل نے کہا میں نے شعبی سے سنا ہے وہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے حدیث بیان کرتے تھے۔جب انہوں نے جمعہ کے دن شراحہ نامی عورت کو رجم کیا تو فرمایا میں نے اس کے

---

(1) الحشر، 7:59

(2) البخاری، صحیح البخاری، الاعتراف بالزنا، الرقم 6327، ص 104/4

بارے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا ہے۔(1)

بہر حال رجم کو غیر اسلامی سزا کہنا حکم رسالت سے روگردانی ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ دومۃ الجندل ۵ھ

اس غزوہ کے واقع ہونے کا پس منظر یہ ہے کہ دومۃ الجندل اور اس کے گردونواح میں ڈاکوؤں نے قبضہ جمایا ہوا تھا ہر آنے جانے والے کو لوٹ لیتے۔ تجارتی قافلوں پر حملہ کر کے لوٹ لیتے۔ ان کے مقابلہ کی کسی کو ہمت نہ تھی۔ ان رہزنوں کے حوصلے اتنے بلند ہو چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ پر بھی حملہ کرنے کی باتیں کرنے لگے تھے۔ قبل اس کے کہ وہ مدینہ منورہ پر یلغار کر کے اپنا مقصد حاصل کریں۔ حضور ﷺ نے ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ حضور ﷺ نے سبا ابن عرفطہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ مدینہ منورہ سے یہ جگہ پندرہ دن کی مسافت پر ہے۔(2)

کفار اس لشکر کی خبر سنتے ہی بکھر گئے اور میدان چھوڑ گئے۔ دومۃ الجندل سے دمشق پانچ دن کا راستہ ہے۔(3)

☆ اس غزوہ کے وقوع کا ایک باعث یہ تھا کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ قیصر روم کو بھی عرب میں ہونے والے اسلامی حالات سے کسی نہ کسی طرح آگاہ کیا جائے۔ اس سفر میں بنو عذرہ قبیلہ کا ایک شخص اسلامی لشکر کی نمائندگی کر رہا تھا۔ حضور ﷺ دن کو آرام کرتے اور سفر رات کو فرماتے غالباً اس لئے کہ گرمی کا موسم تھا دن کی دھوپ لو تپش سے بچ کر آرام کرتے۔ ٹھنڈی رات سفر کیلئے مفید ہوتی ہے۔ پھر دشمن سے بچ کر چلنا بھی جنگی حربہ ہے کہ دشمن کو اپنے معاملات سے بے خبر رکھا جائے۔ جب حضور ﷺ قریب پہنچ گئے تو خادم نے عرض کی حضور (ﷺ) آپ رک جائیں میں جا کر خبر لاتا ہوں۔

---

(1) امام احمد، مسند احمد، علی بن ابی طالب، الرقم 931، ص 437/2

(2) الجوزیہ، زاد المعاد، ص 223/3

(3) الجوزیہ، زاد المعاد، ص 223/3

وہ تنہا آگے گیا تو اس قبیلہ کی بھیڑ بکریاں تنہا پھر رہی تھیں۔صحابہ نے ان پر قبضہ کرلیا اور حضور ﷺ بیس ربیع الثانی کو واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔(1)

☆ اس سفر کے دوران حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ نے وفات پائی۔حضور ﷺ نے ان کی قبر پر نماز پڑھی۔(2)

حضرت سعد نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں۔میرا خیال ہے کہ وہ مہلت پاتیں تو کچھ مال صدقہ کرتیں۔اگر میں صدقہ کروں تو ثواب پہنچے گا۔فرمایا یقیناً پہنچے گا پھر عرض کی صدقہ کون سا اچھا ہے۔فرمایاً پانی اس پر حضرت سعد نے ایک کنواں بنوایا اس پر اپنی ماں کا نام تحریر کرکے وقف کردیا۔فرمایا

هذه لام سعد(3)

یہ کنواں ام سعد کیلئے ہے۔

معلوم ہوا صدقہ وخیرات کا ثواب پہنچتا ہے۔بعض نے شیخ عزالدین کو موت کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو فرمایا دنیا میں تو فتوی اس کے خلاف تھا۔مگر آج پتہ چلا ثواب پہنچتا ہے۔

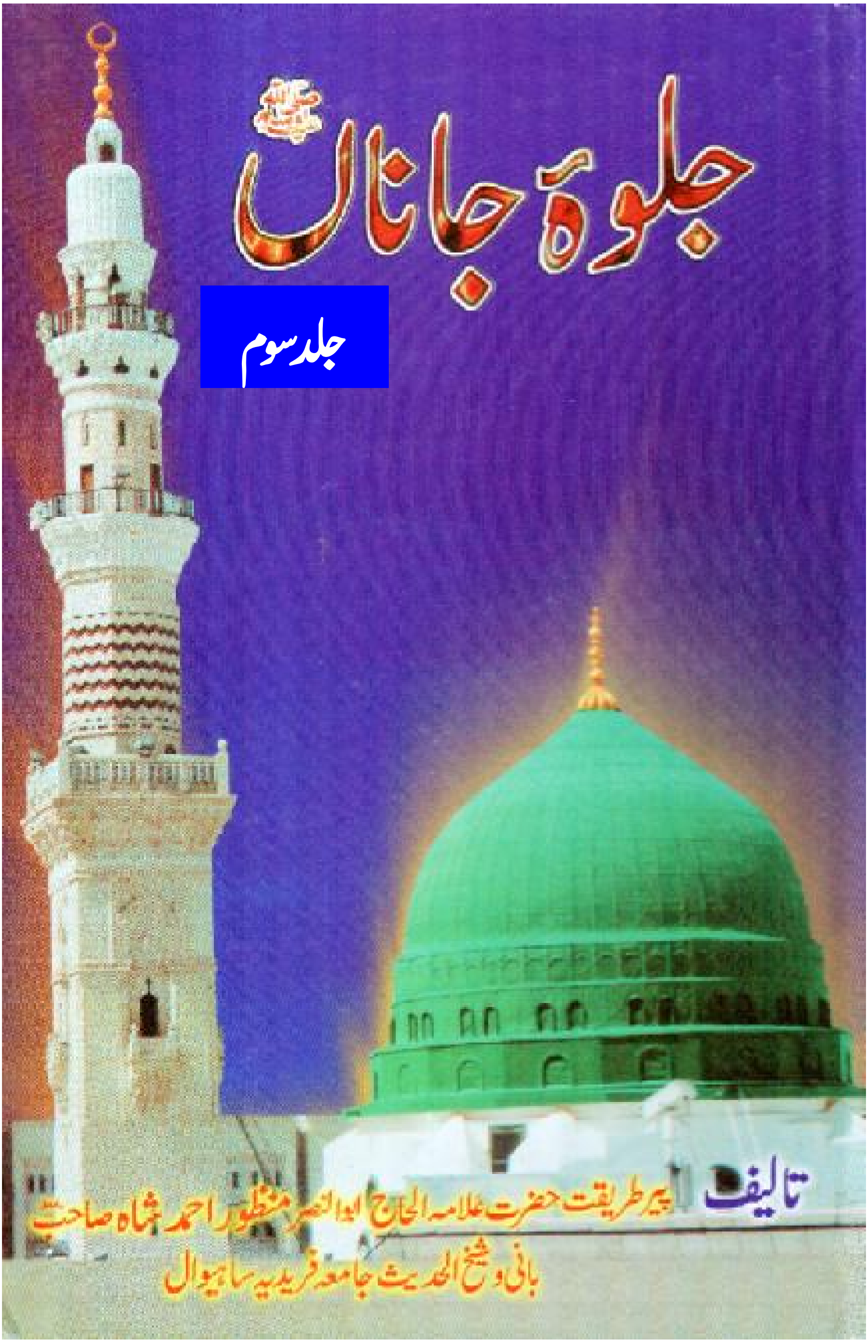
وصلی اللّٰہ تعالی علی حبیبه سیّدنا محمدوعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) ابن کثیر،السیرۃ النبویہ،ص177/3
الشامی،سبل الهدیٰ والرشاد،ص342/4

(2) ابن کثیر،السیرۃ النبویہ،ص178/3

(3) امام احمد،مسند احمد،سعد بن عبادة،الرقم22725،ص367/48
النسائی،السنن،الاختلاف علی سفیان،الرقم3606،ص440/11
ابی دائود،السنن،فی فضل سقی الماء،الرقم1431،ص497/4



جلوۂ جاناں ﷺ
جلد سوم
تالیف
پیر طریقت حضرت علامہ الحاج ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب
بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

فہرست

پہلا باب

غزوۂ تبوک کے متعلق کچھ باتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پچاس ارشادات گرامی

تبوک پہنچ کر حضور ﷺ نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر مجاہدین کی طرف متوجہ ہو کر ایک فصیح و بلیغ اور طویل خطبہ فرمایا جو پچاس ارشادات پر مشتمل ہے۔ چاہتا ہوں کہ اس خطبہ پاک کے ذکر سے بھی ’’جلوۂ جاناں‘‘ میں مزید حسن پیدا ہوگا۔

☆ تمام باتوں میں بہتر بات اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا ذکر ہے۔

☆ تمام قصوں میں بہتر قرآن حکیم ہے۔

☆ بہترین کام وہ ہے جو پوری لگن سے اور ٹھوس ارادے سے کیا جائے۔

☆ بدترین کام وہ ہے جو دین میں خود سے بنایا جائے۔

☆ تمام راہوں میں سب سے بہتر راہ انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے۔

☆ سب سے عزت والی موت شہید کی ہے۔

☆ سب سے بڑا اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔

☆ بہتر کام وہ ہے جو نفع دے۔

☆ بہتر ہدایت وہ ہے جس پر عمل کیا جائے۔

☆ بدترین اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے۔

☆ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔)

☆ جو چیز کم ہو مگر کافی ہو وہ اس سے بہتر ہے کہ ہو زیادہ مگر غافل کرنے والی ہو

☆ بدترین معذرت موت کے وقت کی معذرت ہے۔

☆ بدترین ندامت قیامت کے دن ہوگی۔

☆ بعض لوگ جمعہ میں دیر سے آتے ہیں ان میں بعض وہ بھی ہیں جو خدا کا ذکر لاتعلقی سے کرتے ہیں۔

☆ بڑے گناہوں میں جھوٹی زبان بھی ہے۔

☆ دل کی تونگری سب سے اچھی ہے۔

☆ اصل کارآمد شے تقویٰ ہے۔

☆ دانائیوں کا مرکز اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔

☆ دلوں کی پسندیدہ شے یقین ہے۔

☆ شک کفر کا ایک جزو ہے۔

☆ میت پر چیخنا چلانا جاہلیت کا کام ہے۔

☆ خیانت دوزخ کی آگ ہے۔

☆ شراب کا پینا دوزخ کی آگ سے داغے جانے کے مترادف ہے۔

☆ برے شعر ابلیس کی طرف سے ہیں۔

☆ شراب تمام گناہوں کی اصل ہے۔

☆ سب سے بری خوراک یتیم کا مال ہے۔

☆ سعادت مند انسان وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

☆ بدنصیب انسان وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی برا لکھدیا گیا ہو۔

☆ تم میں سے ہر ایک کو چار ہاتھ کے گڑھے میں جانا ہے۔

☆ معاملہ آخرت پر منحصر ہوگا۔

☆ عمل کا مدار انجام کار پر ہوگا۔

☆ سب سے برا خواب جھوٹا خواب ہے۔

☆ مومن کو گالی دینا فسق ہے اس سے لڑنا کفر ہے۔

☆ اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) خدا کی نافرمانی ہے۔

☆ اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں قسم کھائے گا اللہ تعالیٰ اسے جھٹلا دے گا۔

☆ جو دوسروں کو معاف کریگا اسے معاف کردیا جائے گا۔

☆ جو دوسروں کو بخش دے گا اسے بخش دیا جائے گا۔
☆ جو غصہ پی جائے گا اللہ تعالی اسے اجر دے گا۔
☆ جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ تعالی اسے اجر دے گا۔
☆ جو سنی سنائی باتیں پھیلائے گا اللہ تعالی اسے رسوا کرے گا۔
☆ جو شخص مصنوعی صبر ظاہر کرے گا اللہ اس کی تکلیف کو بڑھا دے گا۔
☆ جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دے گا۔
☆ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عبداللہ ذوالبجادین کی بلند بختی

یہ جلیل القدر صحابی بنی تبوک کی طرف روانہ ہونے لگے تو دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے لئے شہادت کی دعا تو فرمادیں اللہ تعالی مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ حضور ﷺ نے ان کی اس درخواست پر فرمایا سامنے والے درخت کا چھلکا لاؤ۔ چھلکا لایا گیا آپ نے اسے حضرت عبداللہ ذوالبجادین کے بازو سے باندھ دیا اور فرمایا

انی احرم دمہ علی الکفار (1)

میں اس کے خون کو کفار پر حرام کرتا ہوں

اس ارشاد پر حضرت عبداللہ ذوالبجادین تڑپ کر عرض کرتے ہیں حضور میں نے شہادت کیلئے دعا کی درخواست کی تھی آپ میری حفاظت کی دعا فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلو گے اور دوران سفر بخار ہو گیا اور فوت ہو گئے تو بھی شہید ہو گے چنانچہ زبان رسالت سے نکلے ہوئے کلمات طیبات ایسے پورے ہوئے کہ راستہ میں انہیں بخار ہو گیا اور اسی تکلیف سے فوت ہو گئے۔ حضرت بلال المزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ذوالبجارین کے جنازہ میں

(1) محمد بن احمد ابن سید الناس الیعمری الربعی ابوالفتح فتح الدین (المتوفی 734ھ)، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیرۃ، ص 261/2

شامل تھا حضرت بلال حبشی (مؤذن) رضی اللہ عنہ نے شمع اٹھا رکھی تھی قبر تیار ہو جانے پر خود حضور ﷺ قبر شریف میں اترے، بلال بن حارث مزنی فرماتے ہیں میں نے دیکھا سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما عبداللہ بن ذوالبجادین کے مقدس جسم کو ہاتھوں پر لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا رہے ہیں کہ حضور انور اس جسم کو قبر میں اتاریں چنانچہ حضور ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو لحد شریف میں رکھا اور دائیں پہلو پر لٹایا۔ پھر بارگاہ قدس میں دعا فرمائی،

اللھم انی قد امیت عنه راضیا فارض عنه (1)

اے اللہ میں آج شام تک تیرے اس بندے سے راضی تھا۔

تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ روح پرور اور محبت بھرا منظر دیکھ کر تمنا کرتے ہیں

یا لیتنی کنت صاحب اللحد (1)

کاش اس قبر میں دفن میں ہوتا تمنا کا پس منظر واضح ہے۔

۱۔ جہاد کے سفر میں موت ہے

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے چھلکا باندھ کر حفاظت کی دعا فرمائی۔

۳۔ تبوک کا سفر ہے۔

۴۔ جنازہ میں صحابہ کے ساتھ حضور خود شامل ہیں

---

(1) محمدبن احمدابن سیدالناس الیعمری الربعی ابوالفتح فتح الدین(المتوفی734ھ)،عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیرۃ، ص 261/2
ابو الفداء اسماعیل بن عمر کثیر القرشی الدمشقی، (المتوفی774ھ)،السیرۃ النبویۃلابن کثیر،ص33/4
محمدبن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی942ھ)،سبل الهدی والرشاد فی سیرت خیرالعباد،ص460/5
ابو القاسم عبدالرحمن بن عبدالله بن احمد السهیلی(المتوفی581ھ)،الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ،ص302/4
محمد بن ابی بکربن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ(المتوفی 751ھ)زادالمعاد فی هدی خیرالعباد،ص471/3
ابو الحسن علی بن ابی الکرممحمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحدالشیبانی الجزری ، عزالدین ابن الاثیر،(المتوفی630ھ)،اسد الغابۃ،ص104/2
جمال الدینابو الفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی(المتوفی597ھ)المنتظم فی تاریخ الامم والملوك،ص408/1
ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصریثم الدمشقی، (المتوفی774ھ) البدایۃوالنهایۃ،ص23/5

۵۔نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی۔

۶۔ابوبکر و عمر نے اپنے مبارک ہاتھوں سے جسم کو تھام رکھا تھا۔

۷۔حضور اکرم ﷺ خود قبر میں اترے ہیں۔

۸۔حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں لٹایا ہے۔

اس محبت بھرے روح پرور منظر پر فرشتے بھی عش عش کر اٹھے ہوں گے اور مبارک بادیوں کے تحائف پیش کئے ہوں گے۔ کہ عبداللہ تیرا نصیب ہے، تیرا مقدر ہے تیرا بلند بخت ہے تجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کھانے میں برکت

حضور ﷺ نے بیس روز تک تبوک میں قیام فرمایا مگر بزدل دشمن قیصر روم کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوسکی حالانکہ قیصر کی دھمکیاں، نظریات سب کے سب اسلام دشمنی تھی، قیصر کے سامنے نہ آنے کی وجہ سے تبوک کے قرب و جوار کے بسنے والے خاندانوں میں چھوٹی موٹی ریاستوں سے صلح کے معاہدے طے ہوگئے اور سب نے جزیہ کا ادا کرنا منظور کرلیا یہ وہ ہیبت تھی جو چھاگئی۔اسلامی فوج میں حضور ﷺ کی صدارت میں باقاعدہ مجلس مشاورت ہوئی کہ اب سفر کس طرف کرنا چاہئے کئی قسم کی تجاویز کے بعد یہ طے ہوا کہ واپسی مدینہ منورہ کی طرف ہو۔ پھر حالات کا جائزہ لے کر نئی صورت اختیار کریں گے۔ بارگاہ قدس سے حضور ﷺ کو مدینہ منورہ واپسی کا حکم مل گیا

فیہا محیاك و مماتك و منہا تبعث(1)

اسی شہر مدینہ منورہ میں تیری زندگی بسر ہوگی اسی میں آپ کی وفات ہوگی

اور وہیں سے ہی آپ کو اُٹھایا جائے گا اس ارشاد خداوندی کے مطابق واپس مدینہ منورہ

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص462/5
السهیلی الروض الانف ،ص291/4
احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسر و جردی الخراسانی ، ابوبکر
البیهقی،(المتوفی458ھ)دلائل النبوۃ،الرقم2005،ص335/5

روانگی ہوگئی۔ جبریل علیہ السلام حاضر ہوکر عرض کرتے حضور اللہ کی بارگاہ سے آپ یہ دعا مانگیں۔

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و اجعل لی منلدنك سلطانا نصیرا (1)

اے میرے اللہ جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے تو مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور اپنی طرف سے مجھے وہ نصرت عطا فرما جو مدد کرنے والی ہو۔

جب حضور ﷺ یہاں سے روانہ ہوئے ہیں تو سامان خوراک کی قلت سے فاقہ کشی میں مبتلا تھے۔ یہاں تک کہ صحابہ نے سواری کے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت مانگی۔ سیدنا فاروق اعظم نے اونٹوں کو ذبح کرنے سے روکا کہ مجاہدین کا سفر آسانی سے طے ہو سکے۔ فاروق اعظم عرض کرتے ہیں حضور لوگوں سے حکم فرمائیں جو کچھ کسی کے پاس تھوڑا زیادہ ہے لے آئے اور آپ اس پر دعا فرما دیں اللہ تعالی اس میں برکت فرما دے گا۔ حضور ﷺ نے فاروق اعظم کی تجویز سے اتفاق فرمایا دسترخوان لگا دیا گیا۔ صحابہ کو حسب استطاعت لانے کا حکم دیدیا گیا۔ چنانچہ جس کے پاس جو کچھ تھا اس نے پیش کر دیا ایک ایک مٹھی آٹا بھی لایا گیا چند کھجوریں بھی لائی گئیں، روٹی کے ٹکڑے بھی حاضر کئے گئے، ستو بھی پیش کئے گئے۔ یہ سارا سامان اکٹھا کر دیا گیا۔ سید عالم ﷺ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز پڑھ کر ہاتھ پھیلا کر دعا فرمائی ''اے اللہ اس طعام میں برکت فرما'' سیدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں حضور خود دسترخوان پر بیٹھ گئے اور سبھی کو کھانے کا حکم دیدیا فرمایا جو چاہو کھاؤ جو چاہو لے جاؤ یہ سننا تھا مجاہدین نے دامن بھر لئے بوریاں بھر لیں تھیلے پر کر لیئے۔ لشکر میں تمام برتن بھر گئے تمام صحابہ نے پیٹ بھر کر کھایا۔ ایک صحابی فرماتے ہیں میں نے اس دسترخوان پر روٹی کا ایک ٹکڑا رکھا تھا اور مٹھی بھر کھجور وہ سارا دسترخوان بھر گیا میں نے وہاں سے دو بوریاں بھر لیں اور مدینہ منورہ پہنچنے تک یہ کھانا ختم نہ ہوا۔ (2)

صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص462/5
السھیلی الروض الانف، ص291/4
البیھقی، دلائل النبوۃ، الرقم 2005، ص335/5

(2) ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی، (المتوفی 303ھ) السنن الکبریٰ، الرقم 8793، ص245/5
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 58/5
ابن الاثیر، اسد الغابة، ص222/3

خصائص کبریٰ

یوں تو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے بے شمار خصائص عطاء ہوئیں۔ جن میں کوئی نبی، کوئی رسول آپ کا شریک نہیں۔ حضور ﷺ اپنے معمول کے مطابق اسی وادی تبوک میں ایک رات بیدار رہوئے۔ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد صحابہ کرام سے متوجہ ہو کر فرمایا آج رات اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے مجھے چند ایسے انعامات سے نوازا ہے جو اس سے پہلے کسی کو نہیں دیئے گئے پھر یہ فرمایا۔

☆ تمام انبیاء علیہم السلام کسی نہ کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے مگر مجھے اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے تمام انسانیت کی راہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا اور ساری کائنات کیلئے رسول بنایا۔ انی ارسلت الی الخلق کافہ میں پوری کائنات کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

☆ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے مجھ پر مال غنیمت کو حلال فرمایا جبکہ مجھ سے پہلے مال غنیمت کا استعمال جائز نہ تھا۔

☆ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے مجھ پر یہ بھی کرم فرمایا کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں مجھے تیمّم کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے میرے لئے پوری روئے زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا ہے جہاں نماز کا وقت آ گیا قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھ لی مجھ سے پہلے تمام امتیں اپنی اپنی عبادت گاہوں میں نماز پڑھا کرتی تھیں

۔

☆ حضور ﷺ نے اسی مقام پر فرمایا

ھی ما ھی ھی ما ھی ھی ما ھی (1)

---

(1) ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ھلال بن اسد الشیبانی ، (المتوفی241ھ)مسند الامام احمد بن حنبل،الرقم6771،ص309/14
ابوجعفر احمد بن محمدبن سلامۃ بن عبدالملك بن سلمۃ الازدی الحجر المصری المعروف بالطحاوی،(المتوفی321ھ)مشکل الاثار،الرقم3850،ص47/10
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص456/5
محمد بن عمر بن واقد السھمی ،الواقدی، (المتوفی207ھ)المغازی،ص1021/1
الواقدی، المغازی، ص 411/1

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ نہ سمجھ پائے تو عرض کی حضور یہ کیا ہے
فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سوال کروں ہر نبی نے اپنے رب قدوس سے سوال کیا ہے اور یہ سوال میں نے تمہارے لئے کیا اور تمام ان لوگوں کیلیئے کیا جولا الہ الا اللہ پر یقین رکھتے ہیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شامیوں سے صلح نامہ

اسی وادی تبوک میں ایک اور اہم مسئلہ بھی پیش آیا وہ شام کی سرحد پر واقع ایک شہر ازرح ہے۔وہاں کے شہریوں کے لیے حضور ﷺ نے صلح نامہ تحریر فرمایا جس میں انہیں اللہ تعالی ورسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان دی گئی۔اوران پر یہ لازم قرار دیدیا گیا تھا۔کہ وہ ہر سال رجب شریف کے مہینہ مین سو(۱۰۰) دینار بطور جزیہ ادا کیا کریں اسی طرح اسی موقعہ پر شہر مقنا کے باشدوں سے بھی مصالحت ہوئی کہ وہ اپنے باغات سے پھلوں کا چوتھا حصہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔اورانہیں امان ہے۔(1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وبائی امراض پر نصیحت

اس سفر تبوک کے موقعہ پر حضور ﷺ نے وبائی امراض کے پھوٹ پڑنے پر جو اپنی امت کو تحفظ کی ہدایت کی وہ یہ ہے۔

اذا وقع الطاعون بأرض وانتم فیھا فلا تخرجوا منھا واذا کنتم بغیر ھا فلا تقدموا الیہ۔(2)

اگر کہیں طاعون کی وباء پھوٹ پڑے تو تم وہاں سے نکل کر نہ جاؤ۔اگر کہیں طاعون واقع ہو تو اس خطہ میں داخل نہ ہو۔

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص462/5
السھیلی الروض الانف ،ص291/4449/5
(2) الصالحی ، سبل الھدی والرشاد،ص449/5
ابن الاثیر ، اسد الغابۃ،ص307/1

انگلیاں ہیں فیض پر

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات ہم حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کو واپسی کا سفر کررہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابوقتادہ خیال رکھنا میرے پاس برتن میں پانی تھا تکان کے باعث سب سوگئے نماز صبح میں دیر ہوگئی، حضور ﷺ اٹھے اور اس پانی سے وضو فرمایا اور کچھ پانی بچ گیا ابو قتادہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے فرمایا

احتفظ بمائی الادوات والرکوۃ فان لھا شأنا (1)

(ابوقتادہ) برتن اور پیالہ والے پانی کو محفوظ رکھنا،

حضور ﷺ نے طلوع آفتاب کے بعد صبح کی نماز پڑھائی اور پھر سفر شروع کیا کچھ مسافت کے بعد ایک ایسی جگہ پر پڑاؤ کیا گیا جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ لشکریوں کی حالت خستہ تھی پیاس کی شدت نے سواروں کو اور سواریوں کو بری طرح نڈھال کردیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کی پریشان کن حالت کو دیکھا تو حضرت ابوقتادہ سے فرمایا ابوقتادہ وہ پانی والا برتن لاؤ، چنانچہ اس برتن والا پانی پیالے میں انڈیل دیا گیا۔ اور حضور نے ﷺ اپنی مبارک انگلیاں اس پیالے میں رکھ دیں بس ہاتھ مبارک کا رکھنا تھا انگلیوں سے چشمے ابل پڑے پانی بہنے لگا جونہی لوگوں کو پتہ چلا دوڑے آئے پانی پیا سیراب ہو گئے فوج کے علاوہ اونٹ، گھوڑے بھی سیراب ہوگئے پانی پھر بھی بچا رہا اس وقت اس پیالے سے پانی پینے والے کون کون تھے، ۱۲ ہزار اونٹ تھے، ۱۲ ہزار گھوڑے تھے، اور تیس ہزار مجاہدین تھے۔ حضور ﷺ کے اس عظیم معجزہ کا ظہور بھی اسی سفر تبوک میں ہوا۔

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے اسی معجزہ کا اس طرح ذکر فرمایا۔

؎ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

سفر کرتے ہوئے یہ مقدس لشکر جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچا اور اس مقدس شہر کی عمارتیں دکھائی دینے

---

(1) الوقدی، المغازی، ص 1040/1

لگیں تو حضور ﷺ نے فرمایا ھذہ طابہ یہ پاکیزہ شہر ہے۔مدینہ منورہ کے اسماء حسنہ میں سے طابہ بھی اسم پاک ہے۔صاحب وفاء الوفاء علامہ نورالدین سمہودی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ کے بہت سے اسماء شمار فرمائے ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں۔

ارض اللہ ، اکالۃ البلدان، اکالۃ القریٰ ، الایمان ،البلد ، بیت الرسول،جزیرۃ العرب ،الحصینہ،الجنۃ،الحبیبہ،الحرم ،حسنہ طبیہ ،طابہ ،العاصہ ،الضرر، حرم ا لرسول الخیرہ ،الدار ،دار الابرار دار الایمان ، قبۃ الاسلام ،سیدۃ البلدان ،الشافیہ ، الصراء ،العروضألغرا ،غلبہ،القاصہ ،قریۃ الانصار ،المبارکہ ،الموء منہ،قلب الایمان المحبوبہ ،المحفوفہ ،مدینۃ الرسول،المرحومہ ، المرزوقہ،مضجع الرسول المقر، مہاجرالرسول ، مقدسہ الموفیہ ،ذات النخل ،دار الفتح،الناجیہ المکینہ،المقدسہ ،المطیہ ،المسلمہ ،المسکینہ ، المقدسہ ، المختارہ المحبّہ ،ارض الھجرہ۔ (1)

وفاء الوفاء شریف ص ۱۱ سے ۲۴ تک ان اسماء حسنہ کی تشریح اور تفصیل مطلوب ہو تو میری کتاب مدینۃ الرسول صہ ۳۹ ج ۱ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) سلیمان بن احمد ایوب بن مطیر اللخلمی اشامی ، ابو القاسم الطبرانی (المتوفی360ھ)، المعجم الکبیرص58/20
سلیمان بن احمد ایوب بن مطیر اللخلمی اشامی ، ابو القاسم الطبرانی (المتوفی360ھ)،المعجم الاوسطص354/12

جبل احد ہم سے پیار کرتا ہے

اسی مقدس سفر تبوک سے مدینہ منورہ کی واپسی پر جب حضور ﷺ کی نگاہ احد مبارک پہاڑ پر پڑی تو فرمایا

هذا احد جبل يحبنا و نحبه (1)

یہ احد ایک پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے تین میل دور شمال میں واقع ہے تبوک سے واپسی پر راستے میں پڑتا ہے ابو حمید ساعدی فرماتے ہیں حضور ﷺ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر احد کو یہ اعزاز بخشا ہے۔ ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے احد کے متعلق یہ فرمایا تو میں بھی ساتھ تھا، ابو قلابہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ احد کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد غزوہ تبوک سے واپسی پر ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم خیبر سے واپس آرہے تھے تو حضور ﷺ نے احد کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے، مطابقت واضح ہے کہ تبوک اور خیبر دونوں سفروں سے واپسی پر یہ کلمات فرمائے ہوں گے۔ دونوں روایات میں اثبات ہے تردید تو کسی کی نہیں، طبرانی نے کبیر اوسط میں اسے بیان فراتے ہوئے یہ اصافہ کیا ہے۔ احد جنت کے دروازہ پر ہے۔ اور غیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے۔ ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے یہ جہنم کے دروازے پر ہے۔

اس مقدس پہاڑ کی عظمت اس طرح بھی ثابت ہے سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں۔،،

---

(1) محمد بن اسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي
البخاري ، الجامع الصحيح المختصر ، باب ، حوض الثمر ، الرقم 1387 ، ص 333/5
البخاري ، الجامع الصحيح ، فصل الخدمة في الغزو ، الرقم 2675 ، ص 41/10
مالك بن انس بن مالك بن عامر الاصبحي المدني (المتوفى 179
موطأ مالك برواية محمد بن الحسن اشيباني ، باب ، ماجاء في تحريم ا
لمدينة ، الرقم 1382 ، ص 350/5
أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النسابوري (المتوفى :261ه)
عنوان الكتاب بصحيح مسلم ، باب فضل المدينة ، دعاء النبي ، الرقم 2428 ، ص 102/7
المسلم ، الجامع الصحيح ، باب احد جبل يحبنا ونحبه ، الرقم 2466 ، ص 148/7
المسلم ، الجامع الصحيح ، باب احد جبل يحبنا ونحبه ، الرقم 2468 ، ص 150/7

فاذا مررتم فکلوا من شجر ہ وعضاھۃ ،،(1)

جب اس (احد) کے قریب سے گزروتو اس کے پھلوں سے کچھ نہ کچھ کھاؤ اگر چہ کوئی عام گھاس ہی کیوں نہ ہو۔

سیدنا انس بن مالک کی اہلیہ حضرت زینب اپنے بچوں سے فرمایا کرتی تھیں، جب تمہارا گزرا حد شریف سے ہوتو میرے لئے وہاں سے کچھ نہ کچھ تحفہ لے آیا کرو۔یہی وہ مقدس پہاڑ ہے جس پر حضورﷺ بمع صحابہ صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم تشریف لائے، جونہی محبوب پاک نے اس پر قدم جمایا اسے وجد آیا۔آپ نے فرمایا،،

اسکن احد فلیس علیك الانبی و صدیق و شھیدان ،،(2)

ٹھہر جا تجھ پر نبی ہے صدیق ہے۔دوشہید ہیں۔

پہاڑ نے فوراحکم مانا اور ہلنے سے رک گیا، اس حدیث پاک میں لفظ شہیدان پر غور کریں کہ نگاہ نبوت نے کتنا عرصہ پہلے دیکھ لیا تھا، کہ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما شہید ہوں گے۔اسی مقدس پہاڑ پر سیدنا ہارون علیہ السلام کا مزار شریف ہے۔۱۹۶۶ء میں مجھے بھی مزار شریف کی زیارت کا شرف ملا ہے ان دنوں وہاں جانے پر اتنی سختی نہ تھی جتنی آج کل کی جارہی ہے۔اسی مقدس پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹے سے غار کی زیارت ہوئی جس کے اوپر والے پتھر میں انسانی سر کے برابر پتھر کے اندر گول نشان ہے ہمیں وہاں بتایا گیا کہ جنگ احد کے دوران حضورﷺ ذرا آرام کرنے کیلئے یہاں بیٹھے تھے۔تو سر مبارک کے اوپر کا پتھر نرم ہوگیا۔اور سر مبارک کا نشان پڑ گیا۔(3)

صحیح بخاری شریف میں حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں مجھے یاد

---

(1) لصالحی، سبل الھدی والرشاد،ص243/4
عمر بن شبۃ(واسمہ زید)بن عبیدۃ بن المنیری البصری ،أبوزید (المتوفی:262)
تأریخ المدینۃ لابن شبۃ،ص84/1

(2) البخاری،الجامع الصحیح،باب مناقب عثمان بن عفان، الرقم3423،ص33/12
أبو عبدالرحمن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی ،النسائی (المتوفی:303ھ)
السنن الکبری ،ص43/5
البیھقی ، دلائل النبوۃ ،باب جماع ابواب اخبار النبی ،الرقم2630،ص151/7

(3) ابن کثیر، البدایہ والنھایۃ،ص319/6

ہے جب حضورﷺ تبوک سے واپس آئے تو میں بچوں کے ساتھ نبی کریمﷺ کے استقبال کے لئے حاضر ہوا تھا۔تو حضورﷺ کے استقبال میں یہ شعر پڑھے گئے۔

طلع البدر علینا من ثنیة الوداع

وجب الشکر علینا مادعا لله داع(1)

یہی وہ مقدس اشعار ہیں جو ہجرت کے موقعہ پر مدینہ منورہ داخلہ پر پڑھے گئے تھے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بارگاہ رسالت میں نعتیہ کلام

اسی مقدس سفر غزوہ تبوک سے واپسی پر جب محبوب پاکﷺ نے مدینہ منورہ کے قریب پڑاؤ فرمایا تو استقبال کرنے والوں نے بارگاہ رسالت میں چند نعتیہ اشعار پیش کئے ان اشعار کو امام احمد، امام بخاری نے حضرت جابر اور حضرت ابوقتادہ سے روایت کیا ہے۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض فضائت بنورك الافق

اے اللہ کے رسولﷺ جب آپ کی ولادت ہوئی تو پوری زمین روشن ہوگئی اور آسمان کے کنارے بھی چمکنے لگے۔

فحن فی ذالك ایضاء وفی النور وسبل الرشاد ،نخترق

اور ہم اسی نور اور روشنی میں ہدایت کی راہیں طے کر رہے ہیں

وورِدت نا ر الخلیل مکتتما فی صلبہ انت کیف یحترق (2)

آپ خلیل علیہ السلام کیلئے جلتی آگ میں تشریف لے گئے ان کی پیٹھ میں آپ کا نور تھا آگ کی کیا مجال تھی کہ انہیں جلاسکتی

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البیهقی ، دلائل النبوة ، باب لما قدم علیه السلام المدینة جعل النساء،ص364/2
ابن کثیر ، سیرة ،ص269/2
الصالحی ، سبل الهدی والرشاد،ص271/3

(2) المسعودی ، مروج الذهب،باب القول بتاسخ لارواح،ص220/1

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

یہ سفر تبوک سے رہ گئے تھے آپ اکثر و بیشتر غزوات میں شریک رہے غزوہ تبوک سے محروم رہنے کا واقعہ خود اس طرح فرماتے ہیں میں صحت کے لحاظ سے تنومند تھا اونٹنیاں دو تھیں۔ ساتھ چلنے کے لئے کوئی خاص رکاوٹ نہ تھی حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کی روشنی مین صحابہ کرام نے تیاری شروع کر دی میں نے تیاری کا احساس کر لیا اشیاء ضرورت کی فراہمی کیلیئے گیا۔ مصروفیت کے سبب جنگ کی تیاری کا موقعہ نہ مل سکا خیال کیا چلو آج نہیں تو کل کرلونگا، اگلا دن بھی اسی سوچ و فکر میں گزر گیا کوئی نہیں کل چلا جاؤنگا سواری موجود ہے اسلامی لشکر سے جا کر مل جاؤنگا۔ فرماتے ہیں اسی کشمکش میں کئی دن گزر گئے اب خیال پیدا ہو گیا لشکر تو دور جا چکا ہے۔ اب ملنا مشکل ہے تو جہاد میں جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اب صورت یہ تھی فرماتے ہیں مدنیہ کے بازاروں میں مجھے کوئی سچا مسلمان نظر نہ آتا تھا۔ وہ تو سبھی حضور ﷺ کی اتباع میں تبوک روانہ ہو گئے تھے۔ منافق پھر رہے ہیں یا لنگڑے لولے نابینا، بیمار معذور، دکھائی دیتے ہیں۔ سیدنا کعب فرماتے ہیں لشکر جب تبوک پہنچ گیا تو میں چیک ہو گیا حضور ﷺ نے ایک دن فرمایا ما فعل کعب بن مالک کعب بن مالک نے کیا کیا ہے کسی ساتھی نے ذرا لا پرواہی کا مظاہرہ کرتے کہہ دیا حضور وہ تو اپنے لباس مین مگن رہتا ہے۔ لباس کی ریل پیل نے اسے جہاد سے محروم رکھا ہے۔

حبسه برداه و نظره فی عطفیه(1)

حضور ﷺ اس کی چادر نے جو اس نے کندھوں پر ڈال رکھی ہے اس کے دیکھنے سے روکا ہے۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا تو نے بہت غلط بات کی ہے کعب تو ایسا نہیں معاذ عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول میں تو حضرت کعب کے بارہ میں اچھا خیال رکھتا ہوں۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے سیدنا کعب فرماتے ہیں دن گزرتے گئے یہاں تک کہ محبوب کریم ﷺ نے تبوک سے واپسی فرمائی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح،باب وعلی الثلاثۃ الزین خلفو،الرقم4309،ص248/14
أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل هلال بن أسد الشيباني (المتوفى:241ھ)
مسند الامام أحمد بن حنبل،باب كعب بن مالك، الرقم25922،ص157/55
الطبراني ، المعجم الكبير،ص377/13

سچائی نجات ہے جھوٹ ہلاکت

سیدنا کعب فرماتے ہیں حضور ﷺ کی واپسی پر میں اندوہ غم سے نڈھال تھا کہ اب عذر کیا پیش کرونگا معذرت خواہی کے کئی جوڑ توڑ سامنے آئے مگر دل مطمئن نہ ہوتا ڈر لگ رہا تھا حضور کے غضب سے اپنے کو بچاؤں گا کیسے بہت سے لوگوں نے حیلے بہانے بنانے کے مشورے دیئے، مگر حضور ﷺ کا یہ ارشاد دل میں دماغ میں چھا گیا کہ

الصدق ينجي والكذب يهلك ۔(1)

سچائی نجات ہے جھوٹ ہلاکت ہے۔

میں نے فیصلہ کرلیا کہ بارگاہ رسالت میں صورت حال صحیح صحیح عرض کردونگا۔ حضرت کعب فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نماز چاشت اور ضروریات گھر سے فارغ ہوکر باہر تشریف فرما ہوئے تو تبوک سے پیچھے رہ جانے والے لوگ آرہے تھے۔ اپنا کوئی نہ کوئی عذر پیش کرتے حضور ﷺ منظور فرماتے اوران کیلئے دعا مغفرت فرمادیتے ان کی خفیہ نیتوں کو اللہ کے سپرد فرمادیتے سیدنا کعب فرماتے ہیں میں بھی حاضر ہوا سلام عرض کیا حضور ﷺ مجھے دیکھ کر مسکرادیے مگر اس مسکراہٹ میں ناراضگی کے آثار نمایاں تھے۔ حضور ﷺ نے مجھے آگے بلایا میں حاضر ہوا سامنے بیٹھ گیا آپ نے مجھ سے رخ انور پھیرلیا۔ میں نے عرض کی حضور اللہ کی قسم نہ میں منافق ہوں نہ میرے دل میں کسی قسم کا شک ہے نہ ہی میں نے اپنا عقیدہ بدلا ہے۔ فرمایا پھر تم ساتھ کیوں نہیں گئے۔ کیا تمہارے پاس سواری نہ تھی عرض کی حضور سب کچھ تھا حضور اگر میں اس وقت آپ کے سامنے کوئی غلط بیانی کربھی دوں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر آگاہ فرمادے گا۔ اور آپ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اب اگر میں سچی بات عرض کردوں تو آپ ناراض ہوں گے۔ لیکن امید ہے میری سچائی پر اللہ رحم فرمائے گا اور مجھے معاف کردے گا اب میں نے اپنی ساری کہانی کے انداز میں بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کردی۔ اور عرض کی حضور میری اس غیر حاضری کیلئے میرے پاس کوئی عذر نہیں میری اس درخواست پر حضور ﷺ نے فرمایا

---

(1) البخاری، الجامع الصحيح، باب وعلى الثلاثة الزين خلفو، الرقم4309، ص248/14
أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل هلال بن أسد الشيباني (المتوفى:241ه)
مسند الامام أحمد بن حنبل، باب كعب بن مالك، الرقم25922، ص157/55
الطبراني ، المعجم الكبير، ص377/13

اما ھذا فقد صدق البتہ(1)

اس شخص نے سچی بات کہہ دی ہے۔

فرمایا کعب اب تم گھر چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالی جل مجدہ کا کوئی حکم نازل ہو میں اٹھا اور گھر کی طرف چل پڑا کچھ لوگوں نے مجھے کہا کعب تو بھی کوئی عذر کر دیتا تو تجھے معافی مل جاتی۔ میرے دوست احباب مجھے سخت درشت کہتے رہے کہ تو نے غلطی کی ان لوگوں کے شدید اصرار پر ایک لمحہ کیلئے میرے دل میں بھی یہ بات آ گئی کہ واپس جا کر کوئی عذر بنالوں۔ مگر الحمدللہ اللہ تعالی اسی لمحہ پھر استقامت نصیب فرمائی۔ پھر سچائی کا ہی غلبہ سامنے آ گیا۔ اور فیصلہ کر لیا کہ غلط عذر کر کے دو گناہ اکٹھے نہیں کرونگا۔ ایک تو گناہ ہو گیا کہ تبوک میں نہیں جا سکا اور دوسرا گناہ غلط عذر کر کے نامہ اعمال میں لکھوادوں ایسا نہیں کرونگا۔ سیدنا کعب فرماتے ہیں محبوب پاک ﷺ کی ذرا عدم توجہی نے مجھ پر کھلی دنیا تنگ کر دی تھی۔ لوگ اجنبی محسوس ہو رہے تھے کہ کوئی ملتا ہی نہیں تھا۔ شہر کے در و دیوار سونے سونے دکھائی دیتے تھے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں، مجھے شدید اندیشہ یہ لگا رہتا تھا کہ کہیں اسی حالت میں موت نہ آ جائے۔ اور حضور ﷺ جنازہ پڑھانے سے انکار فرمادیں۔ سیدنا کعب فرماتے ہیں میں نماز کے بعد حضور ﷺ کی محفل شریف میں بیٹھتا تھا۔ حاضر ہوتا تو سلام عرض کرتا۔ میں ترچھی نظروں سے زیارت کا شرف حاصل کرتا کھل کر سامنے دیکھنے کی ہمت نہ پڑتی جب میں اپنی نظریں جھکا لیتا تو حضور ﷺ کرم فرماتے اور مجھے دیکھ لیتے۔ جب میں متوجہ ہوتا تو حضور رخ انور پھیر لیتے۔ بس حضور کا رخ پھرنا تھا کہ کعب سے کائنات نے منہ موڑ لیا لوگوں میں بے رخی دیکھتا ہوں کوئی بات کرنا پسند نہیں کرتا کعب فرماتے ہیں دوسرے لوگوں کی تو بات چھوڑیں میرے چچا زاد بھائی ابو قتادہ نے میرے سلام کا جواب ہی نہ دیا میں نے کہا ابو قتادہ تم جانتے ہو میں رسول اللہ کا شیدائی ہوں ابو قتادہ خاموش رہے یہی سوال میں نے دوبارہ، سہ بارہ کیا وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر سوال کیا تم نہیں جانتے میں رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں اب انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرماتے ہیں میں روتا روتا واپس آ گیا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب وعلی الثلاثۃ الزین خلفو، الرقم4309، ص248/14
أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل ھلال بن أسد الشیبانی (المتوفی:241ھ)
مسند الامام أحمد بن حنبل، باب کعب بن مالك، الرقم25922، ص157/55
الطبرانی ، المعجم الکبیر، ص377/13

شدید آزمائش

سیدنا کعب فرماتے ہیں ہر لمحہ میری حالت غیر ہورہی تھی۔ چچازاد بھائی ابوقتادہ کی بے رخی سے شدید صدمہ پہنچا تھا۔اس سے بھی بڑھ کر مجھے ایک اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑا اسی حالت میں مدینہ منورہ کے بازار میں جارہا تھا کہ اچانک شام کا ایک تاجر بازار میں ملا اس نے کہا میں نے کعب بن مالک سے ملنا ہے اس کا گھر کون سا ہے؟ لوگوں نے اسے میری طرف اشارہ کردیا اور کہا یہی کعب بن مالک ہے جسے تلاش کررہے ہو چنانچہ وہ شامی تاجر میرے پاس آیا اور غسان کے بادشاہ کا خط مجھے دیا۔ حضرت کعب فرماتے ہیں میں نے وہ خط کھولا تو اس میں یہ لکھا تھا، مجھے پتہ چلا ہے کعب تیرا مالک تجھ سے ناراض ہو گیا اور تجھے اپنی نظروں سے دور کردیا ہے مجھے تکلیف ہوئی کہ تجھ جیسے لائق، ہنرمند، باوفا۔سلیقہ شعار اور وفادار غلام کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا ۔اگر تو چاہے تو میرے پاس آجا تجھے تیرے مقام کی مناسبت سے تیری دلجوئی کریں گے۔،،کعب فرماتے ہین،۔خط پڑھتے ہی مجھے شدید صدمہ ہوا کہ کفار میرے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ میں اپنے آقا کو چھوڑ دونگا ہرگز نہیں، میں نے اس خط کا جواب نہ دیا اور اسے تنور میں جلادیا اور سیدھا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا عرض کی یارسول اللہ ﷺ اب کرم فرمائیں میری بدقسمتی ہے کفار مجھ سے امیدیں رکھتے ہیں کہ میں آپ کو چھوڑ دونگا۔انہیں یہ جرأت اس وقت ہوئی جب آپ نے مجھ سے رخ پھیرلیا۔حضور میں آپ کا ہوں، کیا کفار مجھے اپنے پھلدے میں پھنسالیں گے؟ ہرگز نہیں حضور ہرگز نہیں میں تو آپ کا ہی غلام بے دام ہوں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسرا حکم

حضرت کعب فرماتے ہیں چالیس دن بعد میں نے دیکھا حضور ﷺ کا قاصد خزیمہ بن ثابت میری طرف آرہا ہے۔ میں نے پوچھا کیسے آنا ہوا۔قاصد نے کہا حضور ﷺ کا حکم ہے کہ تم اپنی بیوی کو الگ رہو۔ میں نے پوچھا کیا حضور نے مجھے طلاق دینے کا حکم دیا ہے قاصد نے کہا نہیں صرف الگ تھلگ رہو کعب فرماتے ہیں میں نے اپنی بیوی کو بلایا اور اسے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور اس حد تک وہیں رہو کہ اللہ تعالی میرے اس معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمادے، سیدنا کعب فرماتے ہیں مجھے میرے اہل خانہ

نے مشورہ دیا تم حضور ﷺ کو اپنی بیماری یا کسی عذر کا ذکر کر دو تو حضور ﷺ تمہیں بیوی رکھنے کی اجازت دیدیں گے کہ تمہیں اس کی خدمت کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم اس سلسلہ میں حضور ﷺ سے کوئی بات نہیں کرونگا میں خود جوان ہوں گھر کا کام کاج کر سکتا ہوں اس کے بعد مزید دس راتیں گذر گئیں پچاس راتیں مکمل ہونے پر رات کے تیسرے حصہ میں میری توبہ کی قبولیت کا حکم نازل ہو گیا ام سلمہ عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ کعب کو یہ خوشخبری نہ سناؤں فرمایا چپکے رہو لوگوں کو پتہ چل گیا تو آنا شروع ہو جائیں گے۔ اور انہیں ساری رات سونے نہیں دیں گے۔ سیدنا کعب فرماتے ہیں پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا تھا میں اپنی جان سے بیزار تھا کشادہ زمین مجھے تنگ دکھائی دے رہی تھی۔ میں نے سنا سلع پہاڑی کی چوٹی سے کوئی آواز دے رہا ہے اللہ تعالی نے کعب بن مالک کی توبہ قبول کر لی اے کعب تجھے مبارک ہو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبول توبہ کا حسین منظر

ابن عقبہ کہتے ہین جب سلع پہاڑی سے قبول توبہ کا اعلان کیا گیا تو حضرت کعب خود فرماتے ہیں میں اسی وقت سجدہ میں گر گیا خوشی سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی حضور ﷺ نے نماز فجر کے بعد قبول توبہ کا اعلان خود فرمایا لوگوں میں عجیب قسم کا ذوق تھا قطار در قطار مبارک کیلئے آرہے تھے حضرت کعب فرماتے سب سے پہلی آواز جو میرے کانوں مین پڑی وہ حمزہ اسلمی کی تھی جنہوں نے مجھے گھر آکر خوشخبری سنائی میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میں نے اس خوشی میں حمزہ اسلمی کو دو چادریں بطور انعام دے دیں اس وقت میرے پاس تھا بھی یہی کچھ اور میں نے اپنے لئے دو چادریں حضرت ابو قتادہ سے مانگ کر لیں اور انہیں پہنا سیدنا کعب فرماتے ہیں توبہ کی قبولیت کا مژدہ سننے کے بعد میں بارگاہ رسالت میں حاضری کے لئے چلا۔ لوگ مجھے راستہ میں ملتے رہے اور مبارک بادیاں دیتے رہے۔ یہاں تک کہ میں مسجد شریف کے اندر داخل ہو گیا وہاں میرے آقا و مولیٰ ﷺ تشریف فرما تھے۔ ارد گرد صحابہ حاضر تھے سیدنا کعب فرماتے ہیں مجھے دیکھ کر طلحہ بن عبید اللہ اٹھے میرے ساتھ مصافحہ کیا گلے ملے مبارکباد دی۔ پھر میں نے حضور ﷺ سے سلام عرض کیا حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا

ابشر بخير یوم مر علیك منذ ولدتك امك ۔(1)

کعب تجھے مبارک ہو جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے۔

تیری زندگی میں اس سے بہتر کوئی دن نہیں گذرا ، میں نے عرض کی حضور یہ ارشاد آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے فرمایا یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے حضرت کعب فرماتے ہیں حضور ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ انور چمک جاتا ہم یہ حسین منظر دیکھ کر حضور ﷺ کی کیفیت کا اندازہ لگا لیا کرتے تھے۔میں بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور توبہ قبول ہونے کی خوشی میں اپنی ساری جائیداد اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کرتا ہوں فرمایا نہیں پھر عرض کی تیسرا حصہ خیرات کردوں فرمایا ہاں عرض کی حضور خیبر میں جو میرا مال ہے وہ میں رکھ لیتا ہوں باقی سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیرات کرتا ہوں پھر میں نے عرض کی سچ کی برکت سے اللہ تعالی نے مجھے اس آزمائش میں کامیاب فرمایا اب میں وعدہ کرتا ہوں جب تک زندہ رہا سچائی پر آنچ نہیں آنے دونگا اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی میری مدد کرتا رہے گا اس توبہ کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی۔

لقد تاب الله علی النبی والمهاجرین والانصار الذین اتبعوه فی ساعة العسره ،(2)

اللہ تعالی نے یقیناً رحمت فرمائی اپنے نبی پاک اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل وقت میں اپنے نبی کی پیروی کی تھی۔

حضرت کعب فرماتے ہیں ایمان کی دولت کے بعد مجھ پر جو اللہ کا بہت بڑا انعام ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے حضور سچ بولا اگر میں نے جھوٹ بولا ہوتا تو میں بھی انہیں کی طرح برباد ہو جاتا جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔حضرت کعب فرماتے ہیں میں نے توبہ کی خوشخبری سننے پر حضور ﷺ

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح،باب وعلی الثلاثة الذین خلفو،الرقم4309،ص248/14
أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل هلال بن أسد الشيباني (المتوفى:241ھ)
مسند الامام أحمد بن حنبل،باب کعب بن مالك، الرقم25922،ص157/55
الطبرانی ، المعجم الکبیر،ص377/13

(2) التوبہ،117;9

کے مقدس ہاتھوں کو بوسہ دیا۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ہلال بن امیہ

غزوہ تبوک میں نہ جانے والوں میں حضرت کعب کے دوسرے ساتھی ہلال بن امیہ تھے یہ اپنا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں جب تبوک کی روانگی کا وقت آیا تو میرے اہل وعیال ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے جب وہ اکھٹے ہو گئے تو میں نے سوچا اس سال ان کے ہاں ٹھہر جاؤں تو کوئی حرج نہیں مگر پھر شرمندگی نے مجھے پریشان کیا اور میری زبان سے یہ فقرہ نکلا۔

اللھم لك علی ان لا ارجع الی اھلی ومالی ۔ (1)

اے اللہ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں جس مال اسباب کی وجہ سے تبوک کی سعادت سے محروم رہا اب میں لوٹ کر ان کے پاس ہرگز نا جاؤنگا۔

ان کیلئے بھی وہی حکم تھا جو حضرت کعب کیلئے تھا کہ اپنی بیوی سے الگ رہیں۔ حضرت کعب فرماتے ہیں بلال بن امیہ کی بیوی خولہ بنت عاصمہ نے جب یہ حکم سنا تو دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور میرا شوہر بلال بن امیہ بہت بوڑھا ہے اس کے پاس کوئی خادم نہیں ہے۔ بینائی جواب دے چکی ہے کیا میں اس کی خدمت کے لئے اس کے پاس رہ سکتی ہوں فرمایا ہاں رہ سکتی ہے خولہ عرض کرتی ہیں حضور جس دن سے آپ نے اس سے رخ پھیرا ہے اللہ کی قسم اس کا رونا بند ہی نہیں ہوتا آج تک زار وقطار رو رہا ہے۔ ما بہ حرکتہ اللہ کی قسم اسے تو کسی چیز کی ہوش ہی نہیں بلال بن امیہ کو سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے قبول توبہ کی بشارت دی بلال اسی درد فراق میں بے حد کمزور ہو گئے تھے کئی دن تک کھانا نہ کھاتے تھے صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ رونے کے بغیر کوئی دوسرا کام نہ تھا قبول توبہ کی بشارت حضرت کعب کے ساتھ ہی انہیں دیگئی تھی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح، باب وعلی الثلاثۃ الزین خلفو، الرقم 4309، ص 248/14
أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل ھلال بن أسد الشیبانی (المتوفی: 241ھ)
مسند الامام أحمد بن حنبل، باب کعب بن مالك، الرقم 25922، ص 157/55
الطبرانی ، المعجم الکبیر، ص 377/13

مرارہ بن ربیع

غزوہ تبوک میں رہ جانے والوں میں یہ بھی ایک تھے حضرت کعب اور بلال بن امیہ کے تیسرے ساتھی یہ بھی تھے اپنے شریک سفر نہ ہونے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں ان کا ایک باغ تھا پھل پک چکا تھا بہار دکھا رہا تھا۔ مرارہ فرماتے ہیں۔ میں نے خیال کیا اگر تبوک نہ بھی جاسکا تو کوئی حرج نہیں تمام غزوات میں شریک ہوتا رہا ہوں ایک سے رہ گیا تو حرج نہیں۔ فرماتے ہیں پھر مجھے اپنی غلطی کی شدت سے احساس ہوا اور میں نے اپنے نفس کو ملامت کی تو نے کس قدر غلطی کی محبوب کریم ﷺ کے ساتھ سفر تبوک پر نہ گیا۔ اس قلبی کے اضطراب ہونے پر یہ دعا کی۔

اللهم انی اشهد ك انی قد صدقت به فی سبيلك ۔(1)

اے اللہ میں تجھے اس بات پر گواہ بناتا ہوں جس مال و دولت نے مجھے تیرے حبیب سے پیچھے رکھا اس کو تیری راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

آسمانوں سے قبول توبہ کا حکم ان تینوں بزرگوں کیلئے کعب بن مالک۔ بلال بن امیہ۔ مرارہ بن ربیع کیلئے اترا تھا جس آدمی نے حضرت مرارہ بن ربیع کو خوشخبری سنائی وہ سلکان بن سلامہ کہتے تھے سورہ توبہ شریف قبول توبہ کے ذکر میں ان تینوں کی طرف اشارہ ہے۔

وعلى الثلثه الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت و ضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجاء من الله الا اليه ثم تاب عليهم ليتوبواان الله هوالتواب الرحيم۔(2)

اوران تینوں پر بھی بہار رحمت فرمائی جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ زمین کھلی ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی ان کی جانیں بھی ان پر بوجھ بن گئی تھیں انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ تعالی کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں۔ تب اللہ تعالی نے ان پر کرم فرمایا تا کہ وہ بھی رجوع کریں بے شک

(1) البخاری ، الجامع الصحيح، باب وعلى الثلاثة الزين خلفو، الرقم 4309، ص 248/14
أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل هلال بن أسد الشيباني (المتوفى:241ھ)
مسند الامام أحمد بن حنبل، باب كعب بن مالك، الرقم 25922، ص 157/55
الطبراني ، المعجم الكبير، ص 377/13

(2) التوبہ، 118;9

اللہ تعالی ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اور بھی کئی لوگ رہ گئے تھے۔مگر یہ تینوں ساتھی محل عتاب بنے خطاب بھی انہیں فرمایا اور درگزر وعفو کے حقدار بھی یہی تھے۔

مسجد ضرار

۹ ھ میں تبوک میں بیس دن قیام کے بعد جب حضور ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس سال کا ایک اہم واقعہ یہ ہوا جب حضور ﷺ مقام ادان تک پہنچے یہاں سے مدینہ منورہ صرف گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کا سفر رہ جاتا ہے۔حضور ﷺ نے مالک بن اخشم اور معن بن عدی کو بھیجا کہ جائیں مسجد ضرار کو گرادیں اور جلا دیں یہ مسجد منافقین نے بنائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف اس میں باتیں ہوتی رہیں۔مشورے ہوسکیں،تبوک روانگی سے قبل منافقین نے درخواست کی تھی کہ حضور آپ ہماری مسجد میں چلیں اور نماز ادا فرمائیں تاکہ برکت ہو آپ نے فرمایا تھا اس وقت تو مدینہ سے تبوک جا رہا ہوں واپسی پر دیکھا جائے گا واپسی پر اس کے گرانے اور جلانے کا حکم دے دیا گیا۔قرآن مقدس نے اس مسجد کا ذکر اس طرح فرمایا ہے

”والذین اتخذوا مسجدا ضرارا کفرا و تفریقاً بین المومنین وارصاً دالمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشھد انھم لکاذبون لا تقم فیہ ابدا۔“(1)

جن لوگوں نے مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کفر کرنے اور ایمان داروں میں تفرقہ ڈالنے اور اس شخص کی قیام گاہ کیلئے جو پہلے ہی اللہ اور اس کے رسول سے برسر پیکار ہے اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہماری نیت درست ہے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔

آپ اس مسجد میں جا کر کبھی کھڑے نہ ہوں۔اس سے اگلی آیہ کریمہ میں مسجد قبا کی فضیلت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔چونکہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالی پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے

(1) التوبہ9;107

۔اسی موقعہ پر حضور ﷺ نے بنو سلیم یہودی کے مکان کو بھی جلا دینے کا بھی حکم فرمایا تھا جس میں منافقین جمع ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت طلحہؓ نے چند آدمیوں کے ساتھ جا کر اس مکان کو بھی جلا دیا تھا۔(1)

☆ وہ جگہ جس میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں ہوں اس لائق نہیں کہ اسے آباد رکھا جائے بلکہ ضروری ہے کہ برباد کر دیا جائے جیسے مسجد ضرار اور بنو سلیم کے مکان کا حشر ہوا۔

☆ کافر و منافق کی قسم غیر معتبر ہے جیسے مسجد ضرار کے سلسلہ میں انہیں جھوٹا کہا گیا ہے۔

☆ مسجد کے آداب مسجد کے احکام اسی مسجد سے وابستہ ہیں جس میں اسلام کی حمایت اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے چرچے ہوتے ہوں اور ان کی ناموس کا تحفظ ہو

یہ مسجد ضرار دراصل مسجد قباء کی مخالفت میں تعمیر کی گئی تھی۔ اس مسجد کا ''موہری'' شخص ابو عامر تھا یہ ہمیشہ سے کفار کے ساتھ مل کر اسلام کی مخالفت کرتا رہا اس ابو عامر نے ہوازن کی شکست کے بعد اپنے دوستوں کی حوصلہ افزائی کیلئے یہ پیغام بھی بھیجا تھا کہ میں قیصر روم کے پاس جا رہا ہوں۔ وہاں سے پورا مسلح لشکر آ کر مدینہ منورہ پر حملہ کرے گا۔ مدینہ برباد کر دے گا صحابہ کو قید کر کے شام لے جائے گا اور اسلام کا یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اسی ابو عامر کے حکم سے یہ مسجد تیار کی گئی تھی جسے گرا دیا گیا اور جلا دیا گیا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنایا گیا

اسی ۹ھ کے اہم واقعات میں یہ بھی اسلامی تاریخ کا ایک بڑا اہم واقعہ ہے اسی سال آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تھا تین سو افراد آپ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ بیس اونٹ قربانی کے لئے ساتھ تھے اور یہ حکم تھا کہ حج میں پہنچ کر سورہ برات کی چالیس آیات جو عہد توڑنے والوں کے حق میں نازل ہوئیں وہ اعلان کر دیں۔ احکام یہ تھے

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 430/9
ابو الفتح ،عیون الاثر، 212/3

☆ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔

☆ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا۔

☆ مشرکین بیت اللہ شریف کا برہنہ طواف نہ کریں۔

☆ جس سے حضور ﷺ نے جو عہد کیا ہے وہ پورا کر دیا جائے گا۔

☆ جن سے کوئی عہد نہیں انہیں چار ماہ کی مہلت ہے

☆ اگر اس نے مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا تو قتل کر دیا جائے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد حضور ﷺ نے بہتر خیال فرمایا کہ حج کے موقعہ پر نقض عہد جو اعلان کیا جائے تو بہتر ہے یہ اعلان خاندان سے کوئی شخص کرے کہ اہل عرب ایسے اعلانات کو اہمیت خاندانی نسبت سے زیادہ دیتے ہیں تو آپ نے سیدنا علی المرتضٰی کو اپنی اونٹنی پر سوار کر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے روانہ فرمایا کہ سورہ برأت کی آیات موسم حج میں تم سناؤ۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضور ﷺ کی اونٹنی کی آواز سنی تو گمان ہوا کہ حضور ﷺ خود تشرف لے آئے ہیں دیکھا تو سیدنا علی المرتضٰی تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً حیدر کرار سے سوال کیا، کیا آپ امیر بنا کر بھیجے گئے ہیں یا تابع؟ تو سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا نہیں امیر تو آپ ہی ہیں میں تو تابع بن کر آیا ہوں۔ اور فقط سورہ برأت کی آیات سنانے کے لئے آیا ہوں چنانچہ لوگوں کو حج ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی کروایا خطبے بھی آپ نے ہی پڑھے امامت کا فریضہ بھی آپ ہی ادا کرتے رہے۔ سیدنا علی المرتضٰی نے سورہ برأت کی آیات یوم النحر میں جمرہ عقبہ کے قریب کھڑے ہو کر سنائیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضٰی کے تعاون کے لئے ایک گروپ مقرر کر دیا جو بار بار یہ اعلان کرتا رہے ایک حدیث شریف میں ہے۔ سیدنا علی المرتضٰی جب مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر راستہ میں ذوالحلیفہ کے مقام پر صدیق اکبر سے ملے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا شائد میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہو گیا ہے فوراً مدینہ منورہ واپس ہوئے اور عرض کی حضور کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے فرمایا نہیں۔

☆ تُو تو میرا یار غار ہے۔

☆ تُو تو غار ثور کا بھی ساتھی ہے۔

☆ حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوگا۔

علی المرتضٰی کو اعلان کرنے کے لئے بھیج رہا ہوں کہ عرب ایسے اعلانات میں گھر کے افراد کو اہمیت دیتے ہیں۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد ثقیف کا قبول اسلام

اسی ۹ھ میں تبوک سے واپسی پر حضور ﷺ کی بارگاہ میں مختلف سمتوں سے وفود کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔لوگ حاضر ہوتے اسلام قبول کرتے ان وفود کا آنا اور حلقہ بگوش اسلام ہونا

یدخلون فی دین اللہ افواجاً ۔ (2)

کی واضح دلیل ہے۔اور کھلی تفسیر ہے یہ پانچ رکنی وفد تبوک کی واپسی پر عبد یالیل کی قیادت میں حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اس وفد کی آمد سے مسلمانوں میں بہت خوشی کی لہر دوڑ گئی۔سب سے پہلے اس وفد کو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے دیکھا وہ دوڑے کہ رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائیں سیدنا صدیق اکبرؓ کو پتہ چلا تو آپ نے حضرت مغیرہ سے فرمایا مجھے اجازت دو میں یہ خبر حضور ﷺ کو میں سناؤں۔مغیرہ کی اجازت سے صدیق اکبر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے ۔اور اس وفد کی آمد کا ذکر کیا حضور ﷺ نے اس وفد کا خیمہ مسجد شریف میں لگوادیا۔حضرت خالد بن سعید کو انکی دیکھ بھال کے لئے مقرر فرمادیا حضرت خالد خود اسوقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلا دیتے۔

معلوم ہوا کہ مہمان نوازی کے آداب میں ہے کہ صاحب خانہ مہمانوں سے پہلے کھانا نہ کھائے۔اگر کسی نے وفد سے کوئی بات کرنا ہوتی تو حضرت خالد کے ذریعہ سے کرتا۔اس وفد نے حضرت خالد کے ذریعہ سے قبول اسلام کے لئے کچھ عجیب سی شرائط پیش کیں۔(یادرہے یہ اُس سرکش قبیلہ کے افراد ہیں جسے بارہ افراد کا اسلامی لشکر مسخر نہ کرسکا تھا حضور ﷺ کی دعائیں کھینچ لائیں ہیں)

---

(1) الوقدی،المغازی،ص1077/1

(2) النصر2;110

ا۔نماز معاف کر دی جائے۔

۲۔لات جو ہمارا بت ہے اسے تین سال تک نہ توڑا جائے۔ب

۳۔ہمارے بت خود ہم سے نہ تڑوائے جائیں۔

حضور ﷺ نے پہلی دو شرائط کو ماننے سے انکار فرما دیا اور فرمایا

لا خیر فی الدین لا صلوۃ فیہ۔(1)

اس دین میں کوئی بہتری نہیں جس میں نماز نہ ہو۔

تیسری شرط میں نرمی فرما دی پورے وفد نے اسلام قبول کیا اور وطن واپس آ گئے۔صدیق اکبرؓ کے اشارہ سے حضور ﷺ نے اس وفد کا امیر عثمان بن ابی العاص کو مقرر فرمایا انہیں اسلامی مسائل سیکھنے میں دلچسپی تھی۔اس وفد کے ساتھ ہی مغیرہ بن شعبہ کو روانہ فرمایا کہ لات کو توڑ دیں۔جب حضرت مغیرہ وہاں پہنچے اور بت توڑنے کا اعلان ہوا تو علاقہ کی خواتین، مرد، بوڑھے، بچے، یہ منظر دیکھنے کے لئے آئے۔انہیں خیال تھا کہ جونہی ان کے خدا لات کو توڑا جائے گا توڑنے والے پر لات کا قہر نازل ہوگا اور وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو جائے گا۔چنانچہ حضرت مغیرہ نے لات کو توڑ دیا بت خانہ میں پڑا ہوا سارا مال لے لیا اس مال سے قارب بن اسود کا قرض ادا کیا گیا بچا ہوا مال دربار رسالت میں پیش کیا گیا آپ نے اسی وقت مسلمانوں میں تقسیم کا حکم فرما دیا اور اللہ تعالی کا شکر ادا کیا کہ اس نے اسلام کی مدد کی۔(2)

لات کے خزانہ کے مال سے قارب کے قرض کی ادائیگی سے وہاں کے لوگوں پر اسلامی جذبات کا گہرا اثر ہوا۔اس وفد میں عثمان بن ابی العاص سب سے چھوٹے تھے۔جب یہ وفد کہیں جاتا تو حضرت عثمان بن ابی العاص کو اپنے سامان کی حفاظت کیلئے چھوڑ جاتا جب وفد کے یہ لوگ واپس

---

(1) ابو الفتح ، عیون الاثر، ص272/2
ابن کثیر سیرۃ، ص55/4
الصالح ، سبل الهدی والرشاد، ص296/6

(2) ابو الفتح ، عیون الاثر، ص272/2
ابن کثیر سیرۃ، 417/8
الصالح ، سبل الهدی والرشاد، ص265/8

آجاتے تو پھر حضور کے ہاں حاضری دیتے حضرت عثمان بن ابی العاص فرماتے ہیں میں نے ایک دن حضور سے عرض کی حضور قرآن پاک یاد کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں قرآن پاک میرے دل میں ٹھہرتا نہیں۔فرماتے ہیں حضورﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا

"یا شیطان اخرج من صدر عثمان"(1)

اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا

عثمان فرماتے ہیں اس کے بعد میں کبھی بھی نہیں بھولا عثمان فرماتے ہیں میں نے حضورﷺ سے یہ دعا بھی کروائی تھی کہ اللہ مجھے دین کی سمجھ عطا فرمائے۔حضورﷺ نے فرمایا تو نے ایسی شئے مانگی ہے جو کسی دوسرے نے نہیں مانگی۔ یہ وفد جب واپس وطن لوٹا تو عبد یالیل نے کہا تم اپنے اسلام کی خبر کسی کو نہ دینا ضرورت ہوئی تو میں خود بات کرلوں گا۔قائد وفد نے واپسی پر اپنے اچھے تاثرات کا ذکر نہ کیا مگر وطن کے جہاندیدہ تجربہ کار لوگوں نے کہا ہم اسلام لانے کے حق میں نہیں تو تب وفد کے ترجمان نے صحیح صورت حال بتائی اور کہا حضورﷺ نے جو کچھ ہمیں بتایا ہم نے مان لیا ہے۔تمام شرائط ہم نے تسلیم کرلی ہیں۔اسوقت تک ہم نے جو راز رکھا تو صرف اسی لئے کہ تمہارے دماغوں سے غرور ختم ہوجائے ۔اور تم بھی سچے دل سے رسول اللہﷺ پر ایمان لے آؤ۔چنانچہ قبیلہ بنو ثقیف کے تمام افراد حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اہل ہوازن بارگاہ رسالت میں

اسی ۹ ھ کے اہم واقعات میں بارگاہ رسالت میں اہل ہوازن کی حاضری بھی ہے کہ یا یہ کہہ لیجیے فتح مکہ کے بعد حاضری دینے والے وفود میں یہ پہلا ایک اہم وفد ہے۔گزشتہ صفحات میں بھی اس واقعہ کا اجمالاً ذکر ہوا ہے۔ یہاں پر تفصیل درج ذیل ہے۔یہ وفد حاضر ہوا اور اپنی دلی آراء کو اس انداز سے پیش کیا۔

---

(1) البیہقی،دلائل النبوۃ،باب تعلیم النبی ،الرقم2055،ص394/5
البیہقی،دلائل النبوۃ،باب تعلیم النبی ،الرقم2056،ص394/5
لابی نعیم الاصبحانی،معرفۃالصحابہ ،باب من اسم عثمان،الرقم4400،ص88/16

امنن علینا رسول اللہ فی کرم

فانك المرء نرجوه و ننتظر(1)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول اپنے کرم ومہربانی سے ہم پر احسان فرمائیں بے شک آپ ایسے شخص ہیں جس سے مہربانی اور کرم کی امید کرتے ہیں۔

امنن علی بیضہ قد عاقها قدر

فی العالمین شملها فی دهرها غیر (1)

ترجمہ: اس قبیلہ پر احسان فرمائیں جس کی حاجتوں کو قضاوقدر نے روک دیا ہے تغیرات زمانہ سے اس کا شیرازہ بکھر گیا ہے،۔

یاخیر طفل ومولود و منتخب

فی العالمین اذا ماحصل البشر(1)

ترجمہ: اے بہترین مولود مسعوداور کائنات عالم کے بہترین انتخاب

ان لم تدر کهم نعما تنشر

یاارجع الناس حلما حین تختبر(1)

ترجمہ: اگر آپ کا کرم انکی دستگیری نہیں کرے گا تو ہلاک ہوجائیں گئے اور وہ ذات جس کا حلم اور بردباری میں سب سے پلہ بھاری ہے۔امتحان کے وقت اس کا حکم ظاہر ہوجاتا ہے۔ہم پر احسان فرمائیں۔

امنن علی نسوة قد کنت ترضعیها

اذفوك تملئوه من محضها الدر(1)

ترجمہ: ان خواتین پر احسان فرمائیں جن کا آپ دودھ پیتے تھےاوران کے خالص دودھ سے آپ اپنے منہ کو بھرتے تھے۔

---

(1) سھیلی ، الروض الانف ، ص262/4

الوقدی،المغأزی، ص950/1

الصالحی، سبل الھدی والرشأد، ص392/5

لا تجعلنا کمن شالت لغامته

واستبق منا فانا معشر ز هز(1)

ترجمہ: ہمیں ان لوگوں کی طرح نہ کیجئے جن کے قدم اکھڑ گئے ہوں اور اپنے جود و کرم کو ہمیشہ کیلئے ہم شرفا کا گروہ ہیں کسی کے احسان کو فراموش نہیں کرتے۔

انا لنشکر للنعماء اذا کفرت

وعندنا بعد ھذا الیوم مدخر(1)

ترجمہ: بیشک ہم انعام اور احسان کے بہت ممنون ہوتے ہیں جبکہ لوگ اس کی ناشکری کریں۔

فالبس العفو من قد کنت ترضعہ

من امھا تك ان العفو مشتھرا(1)

ترجمہ: آپ ان ماؤں کو اپنے دامن عفو میں چھپالیں جن کا آپ نے دودھ پیا ہے آپ کا عفو تو بہت مشہور ہے۔

یا خیر من مرحت کمت الجیادبہ

عندالفرح اذا ما مستو قد انشزر(1)

ترجمہ: اے وہ ذات جس کی سواری سے کمیت گھوڑے خوشی میں آجاتے ہیں جبکہ لڑائی کی آگ بھڑ کائی جائے۔

انا نومل عفوامنك تلبسہ

ھذا البریہ اذ تعفووتنصر (1)

ترجمہ: ہم آپ سے ایسے کرم کی امید لگائے ہیں جو ان سب کو اپنے اندر چھپالے۔

فاغفر عفاالله مما انت مراھبہ

یوم القیمۃ اذ یھدی لك الظفر(1)

---

(1) سہیلی ، الروض الانف ، ص262/4

الوقدی،المغازی، ص950/1

الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص392/5

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ ہم کو معاف کریں اللہ تعالی آپ کو قیامت کے اندیشوں سے محفوظ رکھے گا اور آپ کو کامیابی عطا فرمائے گا۔

اس سے مزید اشعار اور درخواستیں دیکھنا مطلوب ہوں تو۔ کا مطالعہ مفید رہے گا۔ حضور ﷺ نے ہوازن کے اس وفد کی اس طرح پزیرائی فرمائی کہ یہ لوگ اپنے چھ ہزار قیدیوں کو لے کر واپس گئے

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مکتوب گرامی اہل بخران کے نام

اسی ۹ھ میں حضور ﷺ نے اہل بخران کے نام مکتوب گرامی لکھا جس میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دے دی گئی تھی اس گرامی نامہ کا متن یہ ہے۔

بسم انہ ابرھیم واسحق ،یعقوب من محمد النبی رسول اللہ الی اسقف بخران و اهل بخران ان اسلمتم فانی احمد الیکم الہ ابراهیم و اسحق و یعقوب اما بعد فانی ادعوکم الی عبادۃ اللہ من عبادۃ العباد و ادعوکم الی ولایۃ اللہ من ولایۃ العباد فان ابیتم فالجزیۃ فان ابیتم فقد اذنتکم بحرب واسلام۔(1)

ترجمہ: ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے رب کے نام سے میں اس خط کا آغاز کر رہا ہوں ۔اس کے بعد میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ بتوں کی پرستش چھوڑ کر اللہ تعالی کی عبادت کرو اور بندوں کی دوستی چھوڑ کر اللہ تعالی کی دوستی کو پسند کرو اگر تم اس دعوت کو قبول نہ کرو تو پھر جزیہ ادا کرو اگر تم جزیہ ادا کرنے سے بھی انکار کرو تو پھر جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ والسلام

جب یہ گرامی نامہ وہاں کے مذہبی پیشوا کو ملا تو یہ زوردار مضمون پڑھ کر پریشان ہو گیا اور اپنے علاقہ کے نامی گرامی آدمی شرجیل کو بلایا مشکل معاملات میں اس سے مشورہ لیا جاتا تھا، بخران کے مشہور لوگ اسکی قیادت کے زبردست قائل تھے وہاں کے مشاہیر ، الاہیم ،السید، ابوحارثہ العاقب اس کی فراست دانشمندی کے قائل تھے شرجیل نے جب یہ گرامی نامہ پڑھا تو کہا ہو سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام

(1) البیہقی، دلائل النبوۃ ، باب وفد نجران ،ص485/5

کی اولاد سے ہونے والا نبی یہی ہو۔میں نبوت کے معاملہ میں مشورہ نہیں دے سکتا۔اس پر بڑے مذہبی راہنمانے یکے بعد دیگرے ایک ہی جیسے مشورے سن کر نجران کے عام لوگوں کو بلایا اور وہ گرامی نامہ سنایا سبھی نے متفقہ طور پر یہ بات طے کی کہ ایک وفد تشکیل دیا جائے ۔جو مدینہ منورہ جاکر حالات کا جائزہ لےاور واپسی پر چشم دید حالات بتائے۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

وفد نجران بارگاہ رسالت میں

اہل نجران نے یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تیار کیا اس وفد کی سربراہی عبدالمسیح ،الایہم اور ابو حارثہ کے سپرد کی ان تینوں میں ابو حارثہ انعام یافتہ عالم تھا تورۃ ،انجیل سے اچھی طرح واقف تھا جونہی یہ وفد مدینہ منورہ کے قریب پہنچا انہوں نے اپنا سفر کا لباس اتارا اور فاخرانہ ریشمی لباس پہن کر مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کردی ،صحابہ نے روکنا چاہا تو حضور ﷺ نے منع فرمادیا جب یہ لوگ اپنی طرز پر نماز پڑھنے سے فارغ ہوئے تو دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا حضور ﷺ خاموش رہے انہوں نے بات کرنا چاہی تو بھی حضور ﷺ نے التفات نہ فرمایا اس وفد نے سیدنا عثمان سے شکوہ کیا کہ تمہارے رسول نے ہمیں خط بھیج کر بلایا ہے۔مگر اب توجہ نہیں فرمارہے یہی بات اس وفد نے سیدنا علی المرتضی سے کہی ۔سیدنا عثمان ،سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہما سے وفد کی پہلے سے آشنائی تھی ۔سیدنا علی المرتضی نے فرمایا۔یہ متکبرانہ انداز ۔یہ فاخرانہ لباس بارگاہ رسالت میں حاضری کیلئے موزوں نہیں آپ کو لوگ عجزوانکساری کا انداز اختیار کریں چنانچہ وفد نے جب سادگی اختیار کی اور حاضری دی تو حضور ﷺ نے انہیں مرحبا فرمایا گفتگو شروع ہوئی اور وآپ نے اس وفد کو قبول اسلام کی دعوت دی ۔ابو حارثہ جو اس وفد میں توراۃ ،انجیل کا ماہر جانا جاتا تھا۔اس نے کہا اگر ہم یہ دعوت مان لیں تو سارے اولیٰ اعزازات ہم سے چھین لئے جائیں گے ۔اس لئے ہم اس دعوت پر عمل کرنے کو تیار نہیں ۔اسی محفل میں ایک نجرانی نے سیدنا عیسی علیہ السلام کے بارگاہ میں کہا وہ ابن اللہ ہے خدا کا بیٹا ہے کہ اس کا باپ نہیں ۔دوسرے نے کہا وہ خدا ہے اس نے مردوں کو زندہ کیا ،بیماروں کو شفادی ان کی گفتگو سن کر حضور ﷺ نے جواباً فرمایا ،عیسیٰ علیہ اسلام عبداللہ

ہیں کلمہ کن سے پیدا کئے گئے ہیں اور خدا کے بیٹے نہیں۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد پر سارا وفد تلملا اٹھا اور حضور ﷺ سے بے معنی سوالات شروع کر دیئے وفد کے بے تکے اور جاہلانہ سوالات پر حضور ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی (کہ جاہلوں کا بہترین جواب خاموشی ہے۔)(1) جبریل علیہ السلام قرآن مقدس کی یہ آیہ کریمہ لے کر حاضر ہو گئے۔

لقد کفر الذین قالو ان اللہ ھو المسیح ابن مریم،،(2)

وہ کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہے،

دوسری آیہ مبارکہ مین اس طرح ارشاد ہوتا ہے۔

لقد کفرالذین قالو ان اللہ ثالث ثلثہ (3)

بے شک وہ کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا اللہ تینوں کا تیسرا ہے

قرآن مقدس نے سورۃ المائدہ میں ان کے باطل نظریات کی کھلی کھلی تردید فرمائی۔ اس وفد کے ارکان نے حضور ﷺ سے یہ بھی سوال کیا کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں آپ نے قرآن مقدس کی یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔

ان مثـل عیسـی عـنـد اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن

فیکون الحق من ربك فلاتکن من الممترین،،(4)

بے شک عیسی علیہ السلام کی مثال اللہ تعالی کے نزدیک آدم علیہ السلام کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا اور پھر فرمایا ہو جا تو ہو گیا یہ حقیقت ہے جو تیرے رب کی طرف سے بیان کی گئی ہے (عیسی انسان ہین) اے سننے والے تو شک کرنے والوں سے نہ ہو جا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن قیم ، زاد المعاد ، ص594/3

(2) المائدہ 5 :17

(3) المائدہ 37:5

(4) آل عمران ،60,59;3

دعوت مباہلہ

یہ وفد جب اپنی ضد پر اڑا رہا اور بے معنی سوالات ، بے تکے اشکالات سے باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو حکم فرمایا کہ محبوب آپ انہیں مباہلہ کی دعوت دیدیں چنانچہ سورۃ ال عمران شریف کی یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء كم ونساء نا ونساء كم وانفسنا وا نفسكم ثم نبتهل فجعل لعنة الله على الكٰذبين ،(1)

جو شخص علم آجانے کے بعد بھی آپ سے جھگڑا کرے تو کہہ دیجئے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اپنے کو بھی اور تمہیں بھی پھر اللہ کے حضور عاجزی کریں اور پھر جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں ،،

حضور ﷺ سے عرض کرنے لگے ہمیں مباہلہ کرنے کیلئے کچھ سوچنے کا وقت دیدیں حضور ﷺ نے مہلت دے دی تمام ارکان وفد نے باہمی مشورہ کے بعد فیصلہ کیا ان سے مباہلہ نہ کیا جائے کہ جو قوم رسول سے مباہلہ کرتی ہے وہ برباد ہو جاتی ہے۔ بہتر ہے ضد چھوڑ دی جائے اور اسے رسول مان لیا جائے۔ اگر ایمان لانا پسند نہیں تو پھر صلح کرلو اور واپس وطن چلے جاؤ دوسرے دن حضور ﷺ سیدنا علی المرتضیٰ ، سیدہ فاطمۃ الزہرا حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے ان مقدس چہروں پر انوار وتجلیات دیکھتے ہی وفد کے مذہبی رہنما ابو حارثہ نے چلا کر کہا لوگو یہ ایسے چہرے ہیں اگر انہوں نے پہاڑ کو کہہ دیا کہ یہاں سے ہٹ جا تو وہ فوراً اپنی جگہ چھوڑ دے گا ، اور ان کے حکم کو مان لے گا اور کہا وفد سے میرا مشورہ ہے اس سے مباہلہ نہ کیا جائے ورنہ ہماری ہلاکت یقینی ہے۔ وفد نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اگر یہ لوگ مجھ سے مباہلہ کرتے تو اسی وقت ان کی شکلیں مسخ ہو جاتیں اور انہیں ایسا تباہ وبرباد کر دیا جاتا کہ نام ونشان تک نہ رہتا آخر اس وفد نے مصلحت کی درخواست پیش کی جو حضور ﷺ نے قبول فرمائی مصالحت اس فیصلہ پر ہوئی۔

(1) آل عمران ،61;3

۱۔اہل نجران سالانہ دو ہزار جوڑے بطور جزیہ ادا کیا کریں گے۔

۲۔اہل نجران پر آپ کے قاصد کی ایک مہینہ تک مہمانی لازم ہوگی۔

۳۔یمن میں کوئی شورش ہوئی تو اہل نجران پر ۳۰ زرہیں ۔۳۰ گھوڑے اور ۳۰ اونٹ دینے لازم ہونگے جو بعد میں واپس کر دیئے جائیں گے۔

۴۔اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کے مال و جان کا ذمہ دار ہے۔

۵۔ظالم اور مظلوم کے درمیان انصاف کیا جائیگا۔

۶۔سود کھانے والوں سے ہم بری ہونگے۔

۷۔کسی کے جرم میں دوسرے کو نہیں پکڑا جائیگا۔ (1)

چنانچہ حضور ﷺ نے یہ صلح نامہ لکھ کر ان کے سپرد کر دیا اور وہ وطن واپس لوٹ گئے یہ صلح نامہ اور اسکی شرائط پوری تفصیلات کے ساتھ متعدد کتب سیرت میں پائی جاتی ہیں ۔واپسی پر اس وفد نے درخواست کی کہ ان کے ساتھ کسی کو روانہ کیا جائے تو آپ نے عبیدہ بن جراح کو ساتھ روانہ فرمایا اور فرمایا یہ امت کا امین ہے۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بحث کا خلاصہ

اس وفد نے جو حضور ﷺ سے مختلف عنوانات پر باتیں کیں انہیں ذہن میں رکھنے کیلئے بحث کا خلاصہ آسان انداز میں پیش کر رہا ہوں۔

وفد نجران اگر عیسی علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں تو ان کا باپ کون ہے؟

حضور ﷺ تم جانتے ہو بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔

وفد نجران کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔

حضور ﷺ اگر عیسی علیہ السلام بیٹے ہیں تو خدا کے مماثل ہونے چاہیں حالانکہ وہ تو بے مثل ہے

---

(1) ابن قیم ،زادالمعاد، 549/3

(2) ابن قیم ،زادالمعاد، 549/3

لیس کمثلہ شی ء(1)

تم نہیں جانتے ہمارا رب حی لا یموت ہے۔

وان عیسی یأتی علیہ الموت (2)

اور عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت آنے والی ہے۔

حضور ﷺ کے ارشاد گرامی یاتی علیہ الموت اس پر موت آنے والی ہے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید ہوگئی کہ وہ صلیب پر چڑھا دیئے گئے۔ موت وارد ہوئی قبر میں دفن ہوئے پھر آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں اس سے کچھ زیادہ معلوم ہے تو بتاؤ

وفد بخران نہیں بالکل ایسی ہی بات ہے خدا حی قیوم ہے۔

حضور ﷺ تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے عیسی علیہ السلام کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا۔ وفد بخرانجی ہاں بالکل معلوم ہے اور ایسا ہی ہے۔ حضور ﷺ تم اچھی طرح جانتے ہو حضرت مریم حاملہ ہوئیں اور عیسی علیہ السلام کو جنم دیا۔ وفد بخرانجی ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔

حضور ﷺ کیا عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں تم نہیں جانتے کہ وہ کھاتے پیتے تھے بول و براز کرتے تھے۔ وفد بخران جی ہاں بالکل درست ہے عیسی علیہ السلام ایسے ہی تھے۔

حضور ﷺ تو پھر وہ خدا کیسے ہوگئے جبکہ خدا کھانے پینے، بول و براز سے پاک ہے۔ اس پر وفد خاموش ہوگیا ان پر حق تو ظاہر ہوگیا مگر برا ہو ضد کا۔ برا ہو عناد کا جس نے بخران کے وفد کو اسلام قبول کرنے سے روکے رکھا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک اشکال کا جواب

ابھی وفد نجران کے سلسلہ میں آپ نے پڑھا کہ ان سے جزیہ پر مصالحت ہوگئی اور شرائط طے پا گئیں جس سے واضح ہے یہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے۔ اس لئے ان سے جزیہ وصول کیا جاتا ہے

---

(1) الشوریٰ 11:42

(2) ابن قیم، زادالمعاد، 549/3

دوسری طرف روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو نجران کی طرف صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا اور صدقہ تو مسلمان سے ہی لیا جاتا ہے۔ جواباً تحریر ہے نجران مین دو گروپ بن گئے تھے ایک وہ جو اسلام لے آیا تھا اور دوسرے گروپ پر جزیہ پر صلح ہوئی تھی سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوجانے والے گروپ سے صدقات وصول کرنے پر مقرر کئے گئے تھے ورنہ ایک ہی وقت میں ایک ہی جماعت سے صدقہ بھی اور جزیہ بھی ایسا ہرگز نہیں۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص243/2

دوسرا باب

وفود کی آمد

کرز بن علقمہ کا قبول اسلام

عیسائیوں کا یہ وفد جب وطن واپس پہنچا تو لوگوں نے اس کا استقبال کیا وفد کے لیڈر نے مصالحت والی تحریر لوگوں کو پڑھائی اس موقعہ پر کرز بن علقمہ کی زبان سے حضور ﷺ کے خلاف کچھ کلمات سرزد ہو گئے وفد کے قائد ابو حارثہ نے کہا غلط بات مت کہہ وہ نبی ہے جس کا انتظار تھا تو کرز نے کہا تو اگر سچ کہتا ہے تو پھر تو مسلمان ہونے کا اعلان کیوں نہیں کرتا ابو حارثہ نے کہا میرے اعلان نہ کرنے میں حکمت ہے اگر اعلان کر دوں تو رومی بادشاہوں کے تحائف و وظائف وہ سارے ہم پر بند ہو جائیں گے یہ خاموشی تو صرف اس لئے ہے کرز نے کہا اللہ کی قسم میں تو مدینہ منورہ جا کر یہ سامان کھولوں گا۔ آپ نہائت شوق سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے وہیں پر ہی رہ گئے۔ چند دنوں بعد اسی وفد کے دوسرے راہنماء ایہم اور عبد المسیح بھی حاضر ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا حضور ﷺ ان دونوں کو سیدنا ابو ایوب انصاری کے مکان میں ٹھہرایا۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فروہ بن عمر جزامی کا قبول اسلام

یہ واقعہ بھی ۹ھ میں ہوا۔ فروہ ہرقل کی طرف سے شام کا گورنر تھا۔ حضور ﷺ نے اسے خط لکھا کہ اسلام قبول کرے تو اس نے فوراً ارشاد گرامی کی تعمیل کی اور مسلمان ہو گیا۔ قاصد کو بہت سے تحائف دے کر واپس کیا رومیوں کو جب ان کے قبول اسلام کی خبر ملی تو انہیں پھانسی دینے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ فروہ کو جب پھانسی کی طرف لے جا رہے تھے تو یہ بڑے مزے سے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

بلغ سراة مسلمين بأنني مسلم لربي اعظمي ومقامي(1)

ترجمہ: مسلمانوں کے سرداروں کو یہ بتادو میں مسلمان ہوں میری ہڈیاں اور جائے قیام اللہ کے مطیع ہیں۔

قیصر روم نے فروہ سے کہا کہ توبہ کرکے اپنے دین میں واپس آجاؤ۔ تمہیں معاف کردیا جائے گا او گورنری پر بحال کردیا جائے گا مگر اس نے صاف صاف کہا یہ جان دی جاسکتی ہے مگر مصطفیٰ ﷺ سے منہ نہیں پھیرا جاسکتا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

وفد حارث کی حاضری

حارث بن کعب کے قبیلہ کی ہدائت کیلئے حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو روانہ فرمایا تھا جب حضرت خالد بن ولید واپس آئے تو ان کا وفد بھی ساتھ ہی واپس آیا اس وفد نے بارگاہ رسالت میں حاضری دی تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم دور جاہلیت میں کسی قبیلہ سے جنگ لڑتے تھے تو ان پر فتح کیسے حاصل کرتے تھے وفد نے جواب دیا کہ ہم متحد رہتے تھے اختلاف سے بچتے تھے۔ اور کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے حضور ﷺ نے انکی تائید فرمائی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

ابن کثیر، السیرة، ص 168/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 391/6

السھیلی، الروض الانف، ص 368/4
ابن ھشام، السیرة، ص 591/2

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 297/2

وفد بنی فزارہ کی حاضری

غزوہ تبوک کی واپسی پر بنی فزارہ کے ۱۴ آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے حالات دریافت کئے تو انہوں نے عرض کی کہ حضور قحط سالی شدت کی ہے مشکل میں مبتلا ہیں۔ اونٹ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکے ہیں زمین خشک ہوگئی ہے بچے بھوک سے مر رہے ہیں ہمارے حق میں دعا فرمائیں بارش ہو حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے دعا فرمائی ''اے اللہ اپنے شہروں کو اور مویشیوں کی سیراب فرما اپنی رحمت کو اپنی مخلوق پر پھیلا دے قحط سالی سے تباہ شہروں کو پھر سے آباد فرمادے فریاد رسی کرنے والی بارش عطا فرما'' حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور بنی فزارہ کی قحط سالی ختم ہوگئی۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

وفد بنی اسد بارگاہ رسالت میں

اسی ۹ھ ء میں تبوک کے بعد قبیلہ بنی اسد کے دس آدمی دربار رسالت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے ایک نے عرض کی حضور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں آپ کے بلائے بغیر ہم حاضر ہوگئے ہیں اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی

يمنون عليك ان اسلمو قل لاتمنوا على اسلامكم بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان ان كنتم صادقين۔ (2)

ترجمہ: آپ پر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اپنے اسلام لانے کا مجھ پر احسان نہ جتائیں بلکہ اللہ تعالٰی نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہیں ایمان کی توفیق دی اگر تم سچے ہو۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت ہنارہ است

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد،ص 146/12
ابن کثیر السیرۃ، ص 117/4

(2) الحجرات : 49 : 17

یہ احسان نہ جتا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے اس کا احسان جان کہ اس نے تجھے خدمت کے لئے رکھ لیا ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے مختلف قسم کے سوالات پیش کئے کسی نے کہا کہانت کیسی ہے تو آپ نے روک دیا۔(1)

رمل کے متعلق فرمایا کہ اس کی تعلیم اللہ کے ایک نبی کو دی گئی جس کے خطوط اس سے مطابقت رکھتے ہوں جائز ورنہ نہیں صیافہ سے منع فرمایا۔ دور جاہلیت میں پرندوں کی آواز سے فال لیتے تھے اسے بھی منع فرمایا رمل سے بھی بچنا بہتر بلکہ ضروری ہے کہ ہمارے پاس ان خطوط سے مطابقت کی کوئی صورت نہیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد ہذیم کی حاضری

قبیلہ ہذیم کا وفد جب مسجد نبوی شریف میں پہنچا تو حضور ﷺ نماز جنازہ میں مصروف تھے وہ الگ بیٹھ گئے جب حضور ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کیا تم مسلمان نہیں عرض کی جی مسلمان ہیں فرمایا جنازہ میں شامل کیوں نہ ہوئے عرض کی ہم نے خیال کیا کہ پہلے بیعت ہولیں سب لوگوں نے بیعت کی ان میں ایک جو سب سے چھوٹا تھا اسے سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ پھر وہ نوجوان حاضر ہوا اور بیعت کی وفد نے کہا حضور یہ چھوٹا ہمارا خادم ہے فرمایا قوم کا چھوٹا بڑوں کا خادم ہی ہوتا ہے۔ اللہ اسے برکت دے چنانچہ آپکی دعا سے یہ چھوٹا سب سے زیادہ عالم قرآن بنا اور پھر حضور ﷺ نے اسے ہی

---

(1) ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن شہاب الدین بن محمد الزرقانی (1122ھ)
شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ

امیر مقرر فرمایا۔حضور ﷺ کے حکم سے چلتے وقت حضرت بلال نے وفد کو تحائف دیئے جب یہ وفد واپس وطن پہنچا تو اس قبیلہ کے سبھی لوگ مسلمان ہو گئے۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد نجیب کی حاضری

(یہ لفظ تجیب ہے یا نجیب)اس قبیلہ کے ۱۳ افراد دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنے علاقہ سے اکھٹے کئے گئے صدقات پیش کئے۔حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ یہ تمام صدقات اپنے علاقہ کے فقراء میں بانٹ دو۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس وفد کی تعریف فرمائی۔حضور ﷺ نے فرمایا ہاں جسے اللہ تعالی ہدائت دیدے۔چند دن ٹھہرنے کے بعد انہوں نے اجازت چاہی حضور ﷺ نے فرمایا جلدی کا ہے کی ہے عرض کی ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے فیوض و برکات جلد از جلد لوگوں تک پہنچ جائیں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے انکی مہمان نوازی کی تھی رخصت ہوتے وقت انہیں انعامات سے نوازا اور پوچھا کہ کوئی باقی رہ تو نہیں گیا عرض کی ایک نوجوان بچہ باقی ہے فرمایا اس کو بلاؤ وہ آیا تو اس نے عرض کی حضور آپ نے میرے سارے قبیلہ کے تمام مسائل حل فرمادیئے ہیں ایک درخواست میری بھی قبول فرمائیں میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی میری مغفرت کرے آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ واجعل غناہ فی قلبہ۔(2)

ترجمہ:اے اللہ اسکو بخش دے اس پر رحم فرما اور اس کے دل کو غنی بنا:ایک سال بعد جب لوگ حج کے لئے آئے تو حضور ﷺ نے اس بچے کا حال دریافت فرمایا،لوگوں نے عرض کی حضور اس نوجوان کا

---

(1) ابن کثیر ، البدایۃولانہایۃ،ص108/5
ابوالفتح، عیون الاثر ،ص302/2
الصالحی ،سبل الھدی والرشاد ، ص 285/6
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 179/4
(2) ابن کثیر ، السیرۃ ،ص 166/4

عجیب حال ہے ہم نے اس سے بڑھ کر کوئی عابد زاہد نہیں دیکھا، مال دولت اس کی نگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب بعض اہل ایمان یمن اسلام سے روگردانی کرنے لگے تو اسی نوجوان نے لوگوں میں وعظ کیا اور مسلمان سلامت رہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس نوجوان کا حال معلوم کرتے رہتے تھے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

طارق بن عبداللہ کی حاضری

طارق بن عبداللہ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ بازار میں تھا کہ ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا

قولو الا الہ الا اللہ ۔

ایک اور شخص اسے پتھر مار رہا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ شخص کون ہے جسے پتھر مارے جا رہے ہیں اور وہ کون ہے جو پتھر مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے

ایھا الناس انہ کذاب فلاتصدقوہ ۔ (1)

اے لوگو یہ جھوٹا ہے اس کی بات نہ ماننا لوگوں نے بتایا جو لا الہ الا اللہ کا درس دے رہا ہے ۔ یہ بنی ہاشم کا ایک نوجوان ہے اور جو پتھر مار رہا ہے یہ اس کا چچا ابولہب ہے۔ طارق بن عبداللہ کہتے ہیں جب لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ہم مدینہ کی کھجوریں لینے کیلئے ایک باغ میں گئے تو ایک شخص ملا جس نے دو پرانی چادریں پہن رکھی تھیں اسنے ہم سے پوچھا کہ

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح، باب ماجاء فی العلم وقولہ تعالٰی وقل رب الرقم 61،ص 111/1

النسائی ، السنن، باب وجوب الصیام الرقم 2065،ص 238/7
ابن ماجہ ، السنن باب فرض الصلوٰۃ الخمس والمحافظۃ الرقم 1392 ،ص 318/4
احمد ،مسندباب مسند انس بن مالک الرقم 12285 ،ص 304/25

کہاں سے آرہے ہوتو ہم نے کہا کہ ربذہ سے آرہے ہیں اور مدینہ کی کھجوریں لینے کا ارادہ ہے۔ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا اس نے پوچھا کہ اس اونٹ کو کتنی کھجوروں کے بدلے میں فروخت کرو گے ہم نے بتایا کہ اس کا معاوضہ اتنا لیں گے اس شخص نے اتنی کھجوروں میں ہی منظور کرلیا اور اونٹ لیکر چلا گیا ہم نے سوچا کہ بغیر جان پہچان کے اونٹ سپرد کردیا ہے اور کھجوریں بھی نہیں لیں۔ ان سب سے ایک خاتون نے کہا میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے اللہ کی قسم ایسا چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا تم گھبراؤ نہیں میں ذمہ دار ہوں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص آیا اس نے سلام کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ کا قاصد ہوں آپ نے یہ کھجوریں بھیجی ہیں اور انہیں تول لو کیا ٹھیک ہیں ہم نے وہ کھجوریں تولیں تو درست تھیں۔ اگلے دن ہی یہ وفد شہر مدینہ منورہ پہنچا تو حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما تھے اور صدقہ و خیرات کے عنوان سے خطبہ فرما رہے تھے کہ لوگو صدقہ و خیرات کرو اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ماں، باپ، بہن، بھائی اور قریبی رشتہ داروں کا خاص خیال رکھو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ضمام بن ثعلبہ کی حاضری

اسی ۹ھ میں بنو سعدی کی طرف سے ضمام بن ثعلبہ حاضر ہوئے اونٹ مسجد کے دروازہ پر باندھ دیا اور بارگاہ رسالت میں چلے گئے۔ حضرت ضمام اور حضور ﷺ کے درمیان اس طرح باتیں ہوئیں۔

ضمام۔ لوگو تم میں محمد کون ہے؟

صحابہ۔ یہ شخص جو تکیہ لگائے آرام فرما ہیں۔

ضمام۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے میں کچھ سوال کرتا ہوں ناراض نہ ہونا۔

حضور ﷺ پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔

ضمام۔ آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

حضور ﷺ ہاں مجھ کو اس نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

ضمام۔ کیا اللہ نے دن رات میں پانچ نمازوں کا اور سال میں روزوں کا حکم دیا ہے

حضور ﷺ ہاں دیا ہے۔

ضمام۔ کیا مالداروں سے زکوۃ وصدقات لے کر فقراء کو دینے کا حکم دیا ہے؟

حضور ﷺ ہاں دیا ہے،

ضمام۔ آپ جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے ہیں میں اس سب پر ایمان لایا میں اپنی قوم کا قاصد ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ مسلم شریف کی روائت میں اضافہ ہے اسنے کہا میں اس میں کوئی کمی زیادتی نہیں کرونگا۔

رسول اللہ ﷺ مگر اس نے سچ کہا ہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

ضمام بن ثعلبہ جب واپس پہنچے تو قوم کو جمع کر کے جو خطبہ دیا اس کا پہلا حصہ یہ ہے۔ لات اور عزی بہت برے ہیں، قوم نے ضمام سے کہا بتوں کو ایسا نہ کہیں تم کوڑھی نہ ہو جاؤ۔ حضرت ضمام نے کہا افسوس تم لات ومنات سے امیدیں رکھتے ہو جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اللہ تعالی نے اپنا رسول بھیجا ہے کتاب بھیجی ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں اور میں آپ کی طرف سے یہ احکام لایا ہوں اس تقریر کا یہ اثر تھا کہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے وہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے ہم نے ضمام جیسا کوئی قاصد نہیں دیکھا اس سے کسی کو افضل نہیں پایا۔

(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبیلہ مزینہ کی حاضری

قبیلہ مزینہ کے چار سو آدمی دربار رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جاتے وقت انہوں نے عرض کی حضور ہمارے پاس زادراہ نہیں ہمیں کچھ عطا فرمائیں آپ نے سیدنا عمر سے

(1) احمد، مسند باب حدیث نعمان بن مقرن الرقم 22629، ص 255/48

فرمایا انہیں کچھ دو عرض کی قافلہ بڑا ہے کھجوریں تھوڑی ہیں فرمایا جاؤ انہیں دو فاروق اعظم گھر لے گئے سبھی نے اپنی ضرورت کے مطابق کھجوریں لے لیں مگر اصل ڈھیر میں کمی پیدا نہ ہوئی۔(1)

حضرت عبداللہ مزنی فرماتے ہیں سب سے پہلا وفد دربار رسالت میں آیا ہے یہ مزینہ کا ہی وفد ہے۔

وفد ہمدان بارگاہ رسالت میں

یمن کے قبائل سے ہمدان ایک بڑا قبیلہ ہے۔حضور ﷺ نے شروع میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو انکی طرف بطور سفیر بھیجا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قریبا چھ ماہ تک تبلیغ کرتے رہے۔مگر ان پر اثر نہ ہوسکا۔پھر آپ نے سیدنا علی المرتضی کو بھیجا آپ نے وہاں جا کر قبیلہ کے سب افراد کو اکٹھا کیا حضور ﷺ کا والا نامہ سنایا، دعوت اسلام دی تب یہ ایک ہی آن میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچائی حضور ﷺ نے خوشی کا اظہار کیا اور سجدۂ شکر ادا کیا اور متعدد مرتبہ فرمایا السلام علی ھمدان جب یہ وفد یمن سے مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے یمن کی منقش چادریں پہنی ہوئی تھیں عدن کے عمامے سجائے ہوئے تھے اونٹوں پر سوار بڑی شان وشوکت سے حاضر ہوے۔نہایت فصیح و بلیغ انداز میں گفتگو کی عجز وانکساری سے درخواستیں پیش کیں۔(2)

اہل یمن میں نیاز مندی عجز وانکساری کا پہلو آج بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے مجھے یمن میں جا کر دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے سعودیہ میں یمنیوں کی متعدد محفلوں میں بھی گیا ہوں۔

یہ وفد ۱۲۰ آدمیوں پر مشتمل تھا۔اس وفد میں مالک بن نمط ایک شخص شامل تھا جو بلا کا شاعر تھا اس نے بارگاہ رسالت میں چند اشعار بھی نذر کئے حضور ﷺ نے وفد ہمدان کی تعریف میں کلمات بھی

---

(1) البیھقی،السنن الکبری،ص 369/2
البیھقی ، دلائل النبوۃ باب بعث رسول اللہ الرقم 2132،
ص 492/5

(2) ابن کثیرۃ ،السیرۃ،ص 189/4
السھیلی، الروض الانف، ص 370/4

فرمائے،

نعم الحی الهمدان وما اسراعها الی النصر

ہمدان بہتر قبیلہ ہے مدد کرنے کیلئے تیزی سے آگے بڑھتا ہے۔(1)

صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

وفد بنی الحارث کی حاضری

بنی حارث بخران کا ایک معزز خاندان تھا۔ان کی طرف بھی حضور ﷺ نے خالد بن ولید کو بھیجا کہ تین دن تک دعوت اسلام دیں۔ اسلام قبول کرلیں تو بہتر ورنہ جنگ کریں انہوں نے دعوت سنتے ہی اسلام قبول کرلیا سیدنا خالد بن ولید نے قرب وجوار میں مبلغین بھیج کر لوگوں کو دعوت اسلام دی اور سب نے برضا وخوشی یہ دعوت قبول کر لی۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ خوشخبری بارگاہ رسالت میں پہنچائی تو حضور ﷺ نے جوابا فرمایا کہ ان کا ایک وفد لے کر آؤ۔ چنانچہ سیدنا خالد بن ولید وفد لے کر حاضر ہوئے اس وفد میں قیس بن حصین۔ یزید بن محجل شامل تھے۔ جب یہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا

من هولاء القوم الذین کانهم رجال الهند ،،(2)

یہ کون لوگ ہیں گویا ہندوستان کے باسی ہیں۔

وفد نے عرض کی حضور ہم بنو حارث میں سے ہیں گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں ہم مانتے ہیں اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔حضور ﷺ نے ان پر قیس بن حصین کو مقرر فرمایا۔

صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الصالحی ، سبل الهدی والرشاد، ص 262/6

(2) ابوالفتح، عیون الاثر ، ص 285/2
ابن کثیر، السیرة، ص 221/4

قبیلہ ازدشنوء کی حاضری

اس وفد کے سر براہ صرر بن عبداللہ ازدی تھے۔حضور ﷺ نے انہیں امیر مقرر فرمایا تھا انہیں حکم تھا کہ مشرکین سے جنگ کریں چنانچہ انہوں نے جرش شہر کا محاصرہ کیا یہ محاصرہ ایک مہینہ تک رہا جب محاصرہ ختم کر کے اسلامی لشکر واپس ہوا تو جرش والوں کو غلط فہمی ہوگئی کہ اسلامی لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا ہے یہ لوگ اسلامی لشکر کے تعاقب میں نکلے،شکر نامی پہاڑ پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا مسلمانوں نے پوری قوت سے حملہ کیا اور جرش کے باشندوں کو جہنم رسید کیا اہل جرش نے جاسوسی کیلئے کچھ آدمی مدینہ منورہ بھیجے تھے۔ایک دن حضور ﷺ نے ان سے پوچھا شکر نامی پہاڑ کس علاقہ میں ہے انہوں نے کہا وہ ہمارے علاقہ میں ہے اس کا نام کشر ہے فرمایا نہیں شکر ہے انہوں نے عرض کی حضور آپ اس پہاڑ کا کیوں پوچھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا وہاں پر اونٹ ذبح کئے جارہے ہیں۔سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور کے ارشاد کا مفہوم بتایا کہ وہاں پر تمہاری قوم لڑ رہی ہے۔حضور ﷺ سے دعا کی درخواست کرو اور نجات پاؤ چنانچہ جاسوسوں نے فوراً دعا کی درخواست کی تو حضور ﷺ نے بارگاہ قدس میں دعا مانگی وفد حضور سے اجازت لے کر واپس وطن پہنچا تو پتہ چلا کہ جس دن حضور ﷺ نے فرمایا اونٹ ذبح کئے جارہے ہیں ان کے بہت سے لوگ ہلاک ہو چکے تھے پھر اہل جرش مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا حضور ﷺ نے اس وفد کو فرمایا۔

مرحباً بکم احسن الناس وجوھاً انتم منی وانا منکم ۔(1)

اے لوگوں سے زیادہ حسین چہرے والو۔جی آیاں نوں،،تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

اس وفد کے بارہ میں مشہور سیرت نگار ابو زہرہ نے اس طرح لکھا ہے۔یہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی ہم ایماندار ہیں اس پر حضور مسکرائے اور فرمایا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے انہوں نے عرض کی یہ حقیقتیں ہیں۔اللہ پر۔فرشتوں پر،رسولوں پر۔

---

(1) ابوالفتح ، عیون الاثر، ص394/4
ابن کثیر،السیرۃ ، ص144/4
السھیلی ، الروض الانف ، ص 366/4
ابن کثیر، البدایۃوالنھایۃ، ص 87/5
زادالمعاد ،ص 539/3

کتابوں پر۔قیامت پراور قدر پر ایمان خدا کے بغیر کوئی معبود نہیں۔نماز کا پڑھنا۔زکوۃ ادا کرنا،رمضان کے روزے رکھنا،حج بیت اللہ،خوشحالی میں شکر،دکھ پر صبر۔اللہ پر راضی۔ثابت قدمی۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھی صفات پیدا کریں ذخیرہ اندوزی سے بچیں،بلاضرورت مکان نہ بنائیں اللہ سے ڈرو،آخرت میں رغبت رکھو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد بنی طے کی حاضری

قبیلہ بنی طے کا یہ وفد جو پندرہ افراد پر مشتمل تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وفد کا سربراہ زید الخیل تھا یہ شخص اپنے حسن وجمال،مال وثروت وسخاوت واخلاق،فصاحت بلاغت میں سب سے ممتاز تھا بڑا قد آور جوان تھا جب یہ وفد دربار رسالت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا اس اللہ کیلئے حمد ہے جو تمہیں دشوار گزار وادیوں سے بخیریت یہاں لے آیا۔اور تمہارے دلوں میں جذبہ ایمان پیدا فرمادیا حضور ﷺ نے اس امیر قافلہ وفد کے سردار زید الخیل کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تم کون ہو اس نے عرض کی میں زید الخیل ہوں میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالی کے بغیر کوئی دوسرا معبود نہیں حضور ﷺ نے اس قد آور امیر وفد سے فرمایا تم زید الخیل نہیں زید الخیر ہو۔حضور ﷺ نے اس وفد کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی سارے وفد نے اسلام قبول کرلیا۔اور سبھی نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہمیشہ اس پر ثابت قدم رہے واپسی پر حضور ﷺ نے وفد کے ہر رکن کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور دو جاگیریں عطا فرمائیں اور ایک سند تحریر فرمادی،

حضور ﷺ نے ان کے حق میں یہ بات بھی فرمائی جوان کیلئے بہت بڑا اعزاز تھا،،عرب کے امیروں میں سے جس کی تعریف بھی میرے سامنے کی گئی جب ملاقات ہوئی تو میں نے اسے تعریف سے کم پایا سوائے زید الخیر کے کہ اسکی جو تعریف میں نے سنی تھی ملاقات پر اس سے زیادہ پایا،،(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی ، سبل الهدی والرشاد، ص 326/6
السهیلی ، الروض الانف ، ص 378/4
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 98/4
ابن هشام ، السیرۃ ، ص600/2

وفد کندہ کی حاضری

کندہ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے ۸۰/ افراد کا یہ وفد بارگاہ رسالت میں پہنچا اشعث بن قیس اس وفد کا امیر تھا جب یہ وفد پہنچا تو اس وفد نے ریشمی لباس پہن رکھا تھا حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم مسلمان نہیں عرض کی مسلمان ہیں تو فرمایا یہ ریشم کا لباس کیسا؟ انہوں نے فورا ریشمی کپڑے پھاڑ دیئے ۔انہوں نے حضور ﷺ کو ایسے سلام پیش کیا جیسے دور جاہلیت میں بادشاہوں کو سلام پیش کیا جاتا تھا۔

حضور ﷺ نے انہیں فرمایا میں بادشاہ نہیں میں محمد بن عبداللہ ہوں۔

وفد : حضور ﷺ ہم آپ کو نام سے بلانے کی ہمت نہیں رکھتے کوئی لقب فرمادیجئے،

حضور ﷺ: میں ابوالقاسم ہوں۔

وفد : اے ابوالقاسم ہم نے ایک چیز چھپا رکھی ہے بتایئے وہ کیا ہے؟

حضور ﷺ: ایسی باتیں کاہنوں سے پوچھی جاتی ہیں۔

وفد : ہمیں کیسے پتہ چلے آپ اللہ کے رسول ہیں؟

حضور ﷺ: پتھر گواہی دیں گے میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ کنکروں نے تسبیح پڑھی اور گواہی دی۔

وفد: پتھروں کی گواہی سن کر وفد بول اٹھا **نشہد انك رسول الله** ہم گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ: اللہ نے مجھ پر کتاب اتاری ہے جس میں باطل کسی سمت سے بھی نہیں آسکتا۔

وفد : وہ کلام پاک ہمیں بھی سنائیں کیا ہے؟

حضور ﷺ: حضور ﷺ نے انہیں سورۃ الصافات کی آیات سنائیں دوران تلاوت محبوب پاک کی مقدس آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے حضور نے فرمایا تم اسلام قبول کرو گے۔

وفد : کیوں نہیں یقیناً قبول کریں گے۔

اس وفد نے نہائت فاخرانہ لباس پہن رکھا تھا۔ جو حضور ﷺ نے پسند نہ فرمایا، یہ وفد مسلمان ہوا۔اس وفد کا قائد اشعث حضور ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔لیکن دور صدیقی میں ہی توبہ کر کے از سر نو مسلمان ہوا۔ اور قادسیہ کی جنگ میں جوہر دکھائے ۔ فتح عراق کے معرکوں میں کام کیا

۔جنگ صفین میں سیدنا علی المرتضیٰ کے لشکر میں شامل رہا امام حسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔(1)

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد بنی حنیفہ کی حاضری

۹ ھ کے اہم واقعات میں اس وفد کی حاضری بھی ہے اس وفد میں شریک مسیلمہ کذاب بھی تھا مسیلمہ کذاب اپنے تکبر وسرکشی کے باعث خود حاضر نہ ہوا۔ حضور ﷺ خود تشریف لے گئے۔ ثابت بن قیس آپ کے ساتھ تھے۔ مسیلمہ کذاب نے کہا اگر آپ مجھے خلافت دیں تو بیعت کرنے کو تیار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو یہ چھڑی مانگے تو بھی نہ دونگا۔ تو قدرت کے فیصلوں سے ذرا بھر بھی تجاوز نہیں کرسکتا۔ غالبا تو ہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے حضرت عباس فرماتے ہیں میں نے ابو ہریرہ سے پوچھا آپ کو خواب کیا آئی تھی تو فرمایا میں نے خواب میں سونے کے دو کنگن دیکھے جو میرے ہاتھوں پر رکھ دئے گئے پھر مجھے کہا گیا پھونک مارو میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔ جس کی تعبیر یہ کی گئی کہ دو جھوٹے نبوت کے دعویدار ہوں گے۔ چنانچہ ایک مسیلمہ کذاب ہوا دوسرا اسود عنسی۔ اسود عنسی آپ کی زندگی میں قتل ہوا۔ اور مسیلمہ صدیق اکبر کے دور میں ہلاک ہوا۔ مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ کو ایک خط بھی بھیجا تھا جس کا عنوان یہ تھا۔

”من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ ،امابعد فانی قد اشرکت معك فی الامر وان منانصف الارض ولقریش نصفھا ولکن قریش لاینصفون اماما،،

ترجمہ: مسیلمہ خدا کے رسول کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف میں تیرے کام میں شریک کردیا گیا ہوں آدھی زمین کا مالک میں ہوں آدھی کے مالک قریش ہیں مگر قریش انصاف نہیں کرتے حضور ﷺ نے اس کا جواب یہ لکھا۔

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 503/9
ابن کثیر ، البدایۃ والنھایۃ،ص 173/6
ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 246/3

”من محمد رسول الله الى مسیلمه کذاب اما بعد فالسلام علی من اتبع الھدی ،فأن الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبہ للمتقین،،(1)

ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام اس پر سلام ہو جو ہدایت کی اتباع کرے بے شک زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں سے جسے چاہے عطا فرمائے اچھا انجام خدا سے ڈرنے والوں کا ہی ہے۔

یہ بنو حنیفہ یمامہ کے علاقہ میں قیام پذیر تھے یہ وفد سترہ افراد پر مشتمل تھا مسیلمہ نے غلط پروپیگنڈہ کر دیا تھا کہ اسے حضور نے اپنا خلیفہ نامزد کر دیا ہے اس پروپیگنڈہ سے کئی لوگ متأثر ہوئے اور اپنی عاقبت خراب کر لی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں یہ حضرت وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابو مسلم خولانی کو آگ نہ جلا سکی

نبوت کے دوسرے جھوٹے دعویدار اسود عنسی نے ابو مسلم خولانی کو بلایا او کہا کیا تم میری نبوت کا اقرار کرتے ہو تو آپ نے فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا پھر اسود نے پوچھا تم محمد رسول اللہ کو مانتے ہو حضرت ابو مسلم خولانی نے محبت میں جواب دیا ہاں میں انہیں نبی مانتا ہوں اسود عنسی نے یہی سوال تین مرتبہ کیا ابو مسلم خولانی نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا کہ حضور کو نبی مانتا ہوں اس پر اسود عنسی نے آگ بھڑکائی جس کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے تھے اور ابو مسلم خولانی کو باندھ کر آگ میں پھینک دیا گیا تو لوگ حیران رہ گئے کہ آگ نے ذرہ بھر اثر نہیں کیا۔ اور ابو خولانی آگ میں زندہ سلامت ہیں ۔اسود کے مشیروں نے اسود سے کہا اسے جلاوطن کر دو ورنہ یہ لوگوں کو خراب کرے گا۔ چنانچہ حضرت ابو مسلم خولانی نے مدینہ منورہ کا رخ کر لیا یہ کتنی اچھی جلاوطنی تھی جس نے ابو مسلم خولانی کو مدینہ منورہ پہنچا

---

(1) الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 124/9
ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 179/1
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص 340/6

دیا مومن کیلئے ایسی جلاوطنی عظیم نعمت ہے۔عظیم فضل ہے عظیم اعزاز ہے۔مسجد نبوی کے دروازہ میں اپنا اونٹ روکا اور خود مسجد میں داخل ہو گئے۔نماز ادا کی نماز سے فارغ ہوئے تو سیدنا فاروق اعظم سے اس طرح گفتگو ہوئی۔

فاروق اعظم آپ کون ہیں؟

ابومسلم خولانی میں اہل یمن سے ہوں۔

فاروق اعظم ہمارے اس بھائی کا کیا حال ہے جسے اسود نے آگ میں ڈالا تھا

ابومسلم خولانی وہ تو میں ہی ہوں۔

فاروق اعظم بخدا آپ ہی ہیں۔

ابومسلم خولانی بخدا وہ میں ہی ہوں۔

سیدنا فاروق اعظم نے سینے سے لگا لیا آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے انہیں اپنے ساتھ لے کر صدیق اکبر کی بارگاہ میں گئے اور بٹھایا پھر فرمایا اللہ کا شکر ہے اس شخص کی زیارت ہوئی جسے سیدنا خلیل علیہ السلام کی طرح آگ میں ڈالا گیا مگر آگ نے کچھ اثر نہ کیا۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

اسود عنسی کا قتل

اسود عنسی نے دعویٰ کیا تو حضور ﷺ نے فیروز دیلمی کو چند صحابہ کے ساتھ اس کے قتل کیلئے روانہ کیا عبدالرحمان ثانی نے اس کے بارہ میں یہ اشعار کہے۔

لعمری و ما عمری علی بهیّن لقد حرعت عنس لقتل الاسود

ترجمہ: قسم ہے میری زندگی کی اور میری قسم کوئی معمولی قسم نہیں قبیلہ عنس اسود عنسی کے قتل سے گھبرا اُٹھا۔

وقال رسول الله ﷺ سیروا الی قتله علی جز موعود و اسعد اسعد

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے قتل کیلئے جاؤ اور بہترین وعدہ اور خوش نصیبی کی خبر

(1) ابن قیم ، زادالمعاد، ص525/3

دی۔

نسرنا الیہ فی فوارس بہمۃ علی حین امر من وصاۃ محمد (1)

ترجمہ: ہم چند سوار اس کے قتل کیلئے روانہ ہوگئے تاکہ آپ کے حکم اور وصیت کی تعمیل ہو

حضرت عروہ فرماتے ہیں اسود عنسی حضور ﷺ کے وصال سے ایک دن پہلے مارا گیا۔ حضور ﷺ نے اس کی موت کی خبر دیدی تھی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عامر بن صعصعہ کا انجام

اسی ۹ ھ میں تبوک سے واپسی کے بعد عامر بن صعصعہ عامر بن طفیل، اربد بن قیس حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ چرب زبانی سے کام لیتے ہوئے کہا انت سیدنا آپ ہمارے آقا ہیں۔ آپ نے فرمایا دینی بات کہو بناوٹ اچھی نہیں۔ عامر نے کہا حضور آپ مجھے اپنا دوست بنالیں۔ آپ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہ لائے یہ نہیں ہوسکتا۔

عامر بن طفیل حضور آپ مجھے اپنا دوست بنالیں

حضور ﷺ دوست بنانے کیلئے ایمان شرط ہے۔

عامر بن طفیل اگر مسلمان ہوجاؤں تو دیں گے کیا؟

حضور ﷺ تمام مسلمانوں کے برابر تیرے حقوق ہوں گے

عامر بن طفیل اپنے بعد مجھے حکومت وخلافت عطا کردیں۔

حضور ﷺ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوسکتا

عامر بن طفیل آپ دیہات پر حکمران ہوں اور میں شہروں میں

حضور ﷺ ایسا نہیں ہوسکتا

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 124/9
ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 179/1
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص 340/6

عامر بن طفیل   ایسا نہیں کرتے تو میں غطفان کو لے کر چڑھائی کردونگا۔

حضور ﷺ   اللہ تجھے ایسا کرنے کی طاقت نہیں دے گا۔

گفتگو کے بعد جب یہ واپس ہو گئے تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ ان کے شر سے مجھے بچالے۔ عامر نے اربد سے کہا یار گفتگو کے دوران تو حملہ کر کے ان کی زندگی گل کر سکتا تھا تو نے ایسا کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا حملہ کی کوشش کی تھی ایک مرتبہ تو مجھے اپنے اور ان کے درمیان لوہے کی دیوار نظر آئی تو حوصلہ پست ہو گیا دوسری مرتبہ کوشش کی تو ایک مست اونٹ دکھائی دیا جو میرے سر کو نگلنا چاہتا ہے میں پھر رک گیا۔ جب یہ وفد واپس ہوا تو عامر بن طفیل راستہ میں طاعون سے ہلاک ہو گیا اسی طرح چند دن گذرنے کے بعد اربد پر آسمانی بجلی گری اور ہلاک ہو گیا اس وفد کے باقی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد بہراء

قبیلہ بہراء کے ۱۳ افراد دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ مقداد بن اسود کے مکان پر ٹھہرے۔ حضرت مقداد نے ان کیلئے کھانا تیار کرایا ان مہمانوں نے بڑی خوشدلی سے کھانا کھایا حضرت مقداد نے یہ کھانا حضور کے ہاں بھی پیش کیا آپ کی باندی سدرہ لے کر گئی۔ آپ نے بھی وہ کھانا کھایا اہل بیت کو بھی کھلایا اور پیالہ واپس فرمادیا جب تک مہمان رہے اسی پیالہ سے کھاتے رہے۔ ایک دن مہمانوں نے بطور تعجب کہا اے مقداد ہم نے تو سنا ہے مدینہ والوں کی خوراک سادہ ہوتی ہے آپ کا کھانا تو بڑا عمدہ، بڑا لذیذ ہے۔ مقداد فرماتے ہیں یہ سب کچھ حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کی برکت ہے یہ خبر جب اور لوگوں تک پہنچی تو ان کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوا یہ وفد چند دن ٹھہر کر واپس یمن چلا گیا واپس جاتے ہوئے حضور ﷺ نے انہیں زادراہ دیا، انعام سے نوازا۔ (2)

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران انہوں نے اسلامی احکام سیکھے قرآن کریم کی کئی سورتیں یاد

---

(1) ابن قیم ، زادالمعاد، ص 525/3

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 308/2

الصالحی ، سبل الھدی والرشاد ، ص 284/6

ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 554/3

کیں ۔حضرت مقداد کے کھانے میں برکت کی بات جو بھی سنتا لطف اندوز ہوتا اور حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبیلہ عذرہ کی حاضری

یمن کے قبیلہ عذرہ کا ایک وفد بھی دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا یہ وفد ۱۲ آدمیوں پر مشتمل تھا آپ نے اس وفد کو خوش آمدید فرمایا:

ارکان وفد حضور آپ ہمیں کس طرف بلاتے ہیں ویل دعوت کیا ہے؟

حضور ﷺ میں ایک خدا وحدہ لاشریک کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اسی کی عبادت کرو اور مجھے اللہ کا رسول مانو،

ارکان وفد آپ کی طرف سے اہم باتیں کیا ہیں؟

حضور ﷺ اللہ کی وحدانیت میری رسالت، آخرت پر ایمان۔

ارکان وفد حضور ہم دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اللہ ایک ہے آپ اس کے رسول ہیں اور ہم آپ کے مددگار ہیں حضور کیا ہرقل کے بارہ میں آپ پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟

حضور ﷺ ہاں! عنقریب شام فتح ہوگا اور ہرقل وہاں سے بھاگ جائیگا۔

ارکان وفد کوئی اور نصیحت فرمائیں۔

حضور ﷺ کاہنوں سے سوالات نہ کیا کرنا ان کا ذبیحہ کھانے سے بچنا تم پر فقط قربانی ہے چلتے وقت آپ نے انہیں تحائف دیئے زادراہ دیا۔ (1)

---

(1) ابوالفتح ، عیون الاثر، ص 309/2
الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 382/6
السھیلی، الروض الانف ، ص 136/3
ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 559/3

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد بلی کی حاضری

۹ ھ میں یہ بھی واقعہ پیش آیا۔وفد بلی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وفد کا سردار ابو الخبیب تھا اس نے عرض کی حضور مجھے مہمان نوازی کا بڑا شوق ہے کیا میرے لئے کوئی اجر وثواب ہے فرمایا ہاں اجر ہے غنی وفقیر پر تو جو کچھ بھی خرچ کرے اجر ہے۔وفد نے عرض کی حضور مہمانی کی مدت کتنی ہے فرمایا تین دن اس کے بعد صدقہ ہے مہمان کو جائز نہیں کہ میزبان کو تنگی میں ڈالے۔تین دن ٹھہر کر یہ لوگ چلے گئے۔چلتے وقت حضور ﷺ نے انہیں بھی تحائف دئے۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بنی مرہ بارگاہ رسالت میں

اسی ۹ ھ میں تبوک کے بعد بنی مرہ کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وفد کی قیادت حارث بن عوف نے کی دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں حضور ہم بھی آپ کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں لوی بن غالب کی اولاد سے ہیں۔حضور مسکرائے اور گھر بار کی خیریت پوچھی وفد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قحط سالی کی وجہ سے حالات بہتر نہیں آپ نے اسی وقت بارش کیلئے دعا فرمائی اللہ تعالی نے دعا قبول فرمائی جب یہ لوگ وطن واپس پہنچے تو پتہ چلا اسی دن بارش ہوگئی تھی جس دن دعا ہوئی تھی وہیں واپسی پر ہر رکن کو دس دس اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور وفد کے سردار حارث کو ۱۲ اوقیہ۔ (2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد،ص 443/9
ابوالفتح ، عیون الاثر ، ص 311/2
ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 172/4

(2) ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ،ص 103/5
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 443/9
ابن کثیر، السیرۃ ، ص172/4
ابوالفتح، عیون الاثر ، ص 311/2

وفد خولان کی حاضری

خولان یمن کے ایک مشہور قبیلہ کا نام ہے اس کے وفد میں دس افراد شامل تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں حضور ہم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں ہم دور دراز سے سفر طے کر کے آئے ہیں ہمیں شوق زیارت کھینچ لایا فرمایا تمہارا سفر قبول ہے ہر قدم پر نیکی ہے۔ جو میری زیارت کیلئے مدینہ آیا وہ میری امان میں ہوگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے خولان کے بت کے متعلق دریافت فرمایا وفد نے عرض کی الحمد للہ آپکی ہدایت بت پرستی کا نعم البدل بن گئی۔ حضور ﷺ نے انہیں اسلام کے احکام سے روشناس کرایا۔ ہدایات دیں اور یہ نصیحتیں کیں، عہد کو پورا کرنا، امانتوں کو ادا کرنا، پڑوسیوں کا خیال رکھنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، ان کی واپسی پر انہیں ۱۲ اوقیہ چاندی عطا فرمائی انہوں نے واپس ہوکر سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ عم انس نامی بت کو توڑا۔ (1)

اس وفد کے سردار نے یہ بھی کہا حضور جو لوگ ہم پیچھے چھوڑ آئے ہیں وہ بھی سارے ایمان لا چکے ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد محارب کی حاضری

کسی وقت یہ قبیلہ مخالفت میں سب سے پیش پیش تھا۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا یہ لوگ اپنے پچھلوں کے بھی مکمل طور پر نمائندہ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی مہمان نوازی کا فریضہ حضرت بلال کے سپرد کیا وہ ہی انہیں صبح شام کھانا پہنچاتے ایک دن حضور ﷺ نے اس وفد کے ایک شخص کو غور سے دیکھا اس نے کہا حضور ﷺ میرے بارے میں کسی شک میں ہیں؟۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں کہیں دیکھا ہے۔ وہ شخص بولا جی ہاں آپ نے مجھے عکاظ کے میلہ میں دیکھا تھا میری اور آپکی گفتگو بھی ہوئی تھی اور میں نے آپ سے سخت لہجہ میں بات کی تھی یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ تمام قبائل کے پاس باری باری جا رہے تھے پھر اس شخص نے کہا اس وقت مجھ سے زیادہ اسلام کے مخالف کوئی نہ تھا

---

(1) الصالحی ، سبل الهدی والرشاد، ص 311/6
ابو الفتح ، عیون الاثر، ص 3111/2
ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 574/3

آج اللہ کے فضل سے میں اسلام سے وابستہ ہوں۔ میں خدا کی حمد کرتا ہوں اور حضور کی رسالت کو تسلیم کرتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا دل اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اس شخص (محاربی) نے عرض کی حضور اس وقت جو میں نے گستاخی کی، بدکلامی کی، اس کیلئے میری مغفرت کی دعا فرمادیں حضور ﷺ نے فرمایا اسلام سابقہ سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد صدا کی حاضری

زیاد بن حارث صدائی فرماتے ہیں میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا مجھے پتہ چلا حضور ﷺ نے میرے قبیلہ کی اصلاح کیلئے لشکر بھیجا ہے۔ میں نے عرض کی حضور میں ساری قوم کا نمائندہ ہوں آپ لشکر واپس بلالیں میری قوم ایمان لے آئے گی حضور نے مجھے فرمایا جاؤ لشکر سے کہو واپس آجائے میں نے عرض کی حضور میرا اونٹ بیمار ہے چل نہیں سکتا کسی اور کو حکم فرمادیں چنانچہ دوسرا آدمی گیا اور لشکر کو واپس لے آیا۔ زیاد بن حارث کہتے ہیں میں نے سب قوم کو خط لکھا تو ساری قوم مدینہ منورہ حاضر ہوگئی۔ یہ لوگ پندرہ نفوس پر مشتمل تھے۔ سعد بن عبادہ نے ان کی رہائش وخوراک کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ یہ وفد حضرت سعد کے ہاں ٹھہرا رہا حضرت سعد نے پورے وفد کو نیا لباس دیا تحائف دیئے، چنانچہ سب نے اسلام قبول کرلیا۔ حضور ﷺ نے زیاد کی عزت افزائی کیلئے یہ کلمات بھی فرمائے۔

یا اخا صداء انك لمطاع فی قومك ۔(2)

اے صدا تو اپنی قوم میں سردار ہے۔

---

(1) ابن کثیر ، البدایۃ والنھایۃ، ص 104/5
ابوالفتح، عیون الاثر ، ص 313/4
ابن کثیر ، السیرۃ ، ص172/4

(2) ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 161/4
ابوالفتح، عیون الاثر ، ص 315/2
الصالحی ، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 349/6
ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 580/3

صدا نے عرض کی حضور اللہ کا فضل ہے۔قوم ہدایت پر آ گئی ہے۔اور اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔حضور پاک نے فرمایا صدا میں تجھے تیری قوم کا امیر بنا تا ہوں چنانچہ اپ نے میری امارت کیلئے ایک حکم نامہ تحریر فرمایا۔میں نے عرض کی حضور مجھے ان کے صدقات وصول کرنے کے اختیارات بھی تفویض فرمائیں تو آپ نے اس ضمن میں ایک الگ حکم لکھدیا۔زیاد بن حارث کہتے ہیں میں ساری رات حضور ﷺ کے ساتھ سفر کرتا رہا صبح کو میں نے اذان دی حضور ﷺ نے مجھ سے پانی طلب فرمایا میں نے برتن میں ڈال کر پیش کیا یہ پانی مقدار میں بالکل تھوڑا تھا حضور نے اپنی ہتھیلی اس پانی میں رکھی تو انگلیوں سے پانی کے چشمے ابلنے لگے پانی اتنا کثیر ہوا کہ سارے لشکر نے اپنی تمام ضرورتیں پوری کر لیں حضرت بلال نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اذان کہے وہی اقامت کہے صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور میں ان سرکاری عہدیداروں سے مستعفی ہونا چاہتا ہوں میں امارت کو پسند نہیں کرتا حضور نے فرمایا تیری مرضی ہے چنانچہ حضرت صدائی نے استعفیٰ دے دیا یہ وفد واپس آ کر اسلام کیلئے زبردست مبلغ ثابت ہوا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد غسان

یہ وفد تین ارکان پر مشتمل تھا حاضر ہوا اسلام قبول کیا وفد نے کہا حضور ہم اپنی قوم کے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے وہ اسلام لائے یا نہ لائے۔جب واپس ہونے لگے تو حضور ﷺ نے اپنی کریمانہ عادت شریفہ کے پیش نظر وفد کو انعامات وتحائف دئے۔اس وفد نے واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا مگر قوم نے انکار کر دیا ان تین ساتھیوں نے یہ نہ بتایا کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں ان تینوں میں سے دو ساتھی تو کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئے۔تیسرے ساتھی کو سیدنا فاروق اعظم کا زمانہ نصیب ہوا اس تیسرے ساتھی نے حضرت ابو عبیدہ سے ملاقات کی اور اپنی اسلام لانے کی داستان سنائی، حضرت ابو عبیدہ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ (1)

---

(1) الصالحی ، سبل الهدی والرشاد، ص 391/6
ابو الفتح ، عیون الاثر، ص 316/2

وفدسلامان

یہ وفد قبیلہ سلامان کا تھا سات افراد پر مشتمل تھا حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوا۔ مدینہ منورہ سے باہر ایک نماز جنازہ میں انہیں حضور کی ملاقات اس طرح ہوئی۔

وفد — السلام علیك یا رسول الله

اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو

حضور ﷺ — و علیکم من انتم

آپ پر بھی ہو تم کون ہو

وفد — ہم قبیلہ سلامان سے وابستہ ہیں اور بیعت کے ارادہ سے آئے ہیں۔

حضور ﷺ ثوبان انہیں مہمان خانہ میں ٹھہراؤ کھانا کھلاؤ۔ نماز ظہر کے بعد

حضور تشریف لائے تو انھوں نے بیعت کی رخصت ہوتے وقت

حضور ﷺ نے تحائف عطا فرمائے۔

وفد — ما افضل الاعمال ؟

سب سے افضل عمل کونسا ہے۔

حضور ﷺ — الصلوۃ فی وقتہا۔

وقت پر نماز ادا کرنا

حضور ﷺ کے پیار اور انس سے ان کی اجنبیت ختم ہوگئی۔

وفد — حضور ہمارے علاقہ میں قحط سالی شدید ہے عرصہ دراز سے بارش نہیں ہوئی۔

حضور ﷺ — اللھم اسقھم الغیث فی دارھم،

اے اللہ ان کے ہاں باران رحمت عطا فرما

ایک شخص نے عرض کی حضور اپنے مقدس ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائیں اس میں بڑی برکت ہے

حضورﷺ مسکرائے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ یہ وفد تین دن تک حضور کا مہمان رہا۔ حضورﷺ نے جاتے وقت انہیں پانچ پانچ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی۔ ساتھ ہی حضور نے معذرت کے انداز میں فرمایا یہ تحائف قلیل ہیں انہوں نے کہا حضور یہ تو بہت زیادہ ہیں جب یہ واپس پہنچے تو بارش کا دور دورہ تھا۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد بنی عبس

بنی عبس کے تین آدمی حضورﷺ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے اور عرض کی اسلام بغیر ہجرت کے معتبر اور مقبول نہیں تو پھر ہمارے مال و مویشی میں کیا برکت ہو سکتی ہے ہم سب کو بیچ دیں اور ہجرت کر کے آپکی خدمت میں حاضر ہو جائیں حضورﷺ نے فرمایا

اتقو اللہ حیث کنتم فلن یفتکم اللہ من اعمالکم شیاء۔(2)

اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے اعمال کے اجر میں کمی نہیں فرمائے گا۔

حضورﷺ نے ان سے خالد بن سنان کے متعلق دریافت فرمایا کیا اس کی اولاد ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک بچی تھی وہ فوت ہو گئی اس کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔

یاد رہے حضورﷺ کے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے جانے کے بعد اسلام میں یہ شرط عائد تھی کہ اگر کسی نے اپنے کو مسلم کہلانا ہے اور حلقہ بگوش اسلام رہنا ہے تو اس پر ہجرت لازم کر دی گئی تھی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر ، ص 317/2
الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 345/6
ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 580/3
الاصابۃفی معرفۃ الصحابۃ ، ص 209/1

(2) 28 الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 375/6
ابوالفتح، عیون الاثر ، ص 318/2
ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 580/3
ابن سعد ، الطبقات الکبرٰی ، ص 296/1

وفد غامد کا قبول اسلام

یہ وفد دس ارکان پر مشتمل تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اپنی رہائش کیلئے بقیع میں خیمہ لگایا وہاں سامان رکھا ایک کو سامان کی حفاظت کیلئے بٹھا دیا اور باقی زیارت کیلئے چلے آئے۔ حضور ﷺ نے انہیں احکام سکھائے حضور نے انہیں بتایا جس نوجوان کو تم سامان کی حفاظت کیلئے چھوڑ آئے تھے وہ سو گیا تو تمہارے سامان سے ایک تھیلا چوری ہو گیا ان میں سے ایک نے کہا حضور وہ تھیلا تو میرا تھا میرے بغیر کسی کے پاس تھیلا نہ تھا حضور نے اسے تسلی دلائی فکر نہ کر تیرا تھیلا مل گیا۔ جب یہ لوگ اپنی قیام گاہ تک پہنچے تو اس بچے نے تھیلا گم ہونے اور پھر اس کے مل جانے کا سارا واقعہ سنایا جس سے یہ لوگ متأثر ہوئے کہ حضور ﷺ نے اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا تھا درست نکلا اس پر ان سب نے کہا **نشھد انہ رسول اللہ**۔ ہم گواہی دیتے ہیں وہ اللہ کا رسول ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کو فرمایا انہیں قرآن سکھاؤ چلتے وقت حضور ﷺ نے انہیں تحائف عطا فرمائے۔ (1)

وفد نخع امد زرارہ کی خواب

نخع یمن کا ایک مشہور قبیلہ ہے یہ وفد دو ارکان پر مشتمل تھا بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا یہ لوگ سیدنا معاذ بن جبل کے ہاتھوں مسلمان ہو چکے تھے اس وفد میں ایک شخص زرارہ بن عمر بھی تھا انہوں نے ایک خواب دیکھی جو بارگاہ رسالت میں عرض کی

آپ نے اس کی تعبیر فرمائی خواب یہ تھی کہ زمین سے آگ نمودار ہوتی ہے جو میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔ اور وہ آگ یہ پکار رہی ہے۔

لظّٰی لظّٰی بصیر و اعمی اطعمونی اکلکم اھلکم ومالکم ، (2)

میں آگ ہوں میں آگ ہوں کوئی بینا اور نابینا مجھ کو کھانے کو دو میں تم کو کھاؤں گی تمہارے اہل وعیال کو کھاؤں گی۔

حضور ﷺ نے تعبیر فرمائی یہ فتنہ ہے۔ کہ لوگ اپنے امام اور خلیفہ کو قتل کریں گے مومن کا قتل

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابۃ ، ص202/3
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 586/3

(2) ابن الاثیر، اسد الغابۃ ،ص 380/1
ابوالفتح ، عیون الاثر ، ص 320/2
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 380/3

پانی پینے سے زیادہ لذیذ سمجھیں گے اگر تیرا بیٹا پہلے مر گیا تو تو اس فتنہ کو پالے گا اور اگر تو پہلے مر گیا تو تیرا بیٹا اس فتنہ کو پالے گا۔ زرارہ عرض کرتے ہیں حضور دعا فرمائیں میں یہ فتنہ نہ دیکھوں آپ نے ان کیلئے دعا فرمادی زرارہ کا انتقال ہو گیا ان کے بعد سیدنا عثمان غنی کی شہادت کا فتنہ پیش آیا زرارہ کا بیٹا باغیوں کے ساتھ تھا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

وفد بنی المنتفق

یہ وفد نماز صبح کے بعد دربار رسالت میں حاضر ہوا اس دن حضور ﷺ نے صحابہ کو ایک طویل خطبہ فرمایا تھا جس میں حشر نشر جنت، دوزخ کے حالات بیان فرمائے خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے ان لوگوں سے بیعت لی اور واپس ہوئے۔ (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

وائل بن حجر کی حاضری

وائل کہتے ہیں جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تو میں ایک سلطنت کا حکمران تھا تمام قسم کی آسائشوں کو چھوڑ کر میں دربار رسالت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی حضور تمام ساز و سامان، مال و متاع، تخت و حکومت اللہ اور اس کے رسول کی رضا کیلئے چھوڑ آیا ہوں وائل کہتے ہیں جب مدینہ منورہ آیا تو صحابہ نے مجھے بتایا کہ وائل تیری آمد سے تین دن پہلے حضور ﷺ نے تیری آمد کی اطلاع دیدی تھی۔ میں نے بارگاہ رسالت میں سلام کیا حضور نے جواب فرمایا اپنی چادر بچھا کر مجھے اوپر بٹھا دیا پھر حضور ﷺ منبر پر تشریف لائے اور یہ خطبہ فرمایا ''اے لوگو یہ وائل دور دراز علاقہ حضر موت سے آیا ہے اسے کسی نے مجبور نہیں کیا یہ صرف اللہ کی رضا کا طلبگار ہے خدا کا دین سیکھنے کیلئے آیا ہے وائل کہتے ہیں حضور کے اس ارشاد پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں صرف اور صرف رضاء الٰہی کیلئے حاضر ہوا ہوں حضور نے

---

(1) الصالحی ، سبل الهدی والرشاد ، ص 412/7
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 587/3
تاریخ مدنیة ، 515/2

فرمایاہاں تو سچ کہہ رہا ہے۔حضور نے فرمایا اس سے حسن سلوک کرنا یہ اپنا ملک چھوڑ کر آیا ہے۔

وائل بن حجر حضور میرے ملک والوں نے مجھ سے سلطنت چھین لی ہے۔

حضور ﷺ فکرمت کریں تجھے اس سے بڑی سلطنت دے دوں گا۔

طبرانی اور ابو نعیم کہتے ہیں حضور ﷺ نے وائل کو اپنے ساتھ بستر پر بٹھایا اور بارگاہ قدس میں یہ دعا فرمائی اے اللہ وائل اور اسکی اولاد در اولاد کو برکتوں سے نواز۔وائل حضرت معاویہ کے مکان میں مرہ کے علاقہ میں مقیم رہے۔حضور ﷺ کے حکم کے مطابق وائل اور حضرت معاویہ وہاں سے چل پڑے شدت کی گرمی تھی وائل

اونٹ پر سوار تھے حضرت معاویہ پیدل تھے۔راستہ میں یہ گفتگو ہوئی۔

امیر معاویہ　　　اردفنی خلفك

وائل مجھے بھی اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھالو (گرمی شدت کی ہے)

وائل بن حجر　　　لست من ارداف الملوك۔(1)

تم ان لوگوں سے نہیں جو بادشاہوں کے پیچھے سوار ہوتے ہیں۔

امیر معاویہ　　　چلو آپ مجھے جوتے دیدیں کہ میں پہن لوں گرمی شدت کی ہے

پاؤں جل رہے ہیں آپ تو سوار ہیں۔

وائل بن حجر　　　میں نے جوتے پہن لئے ہیں اب اتار کر نہیں دے سکتا۔

امیر معاویہ　　　گرم سنگریزوں نے میرے پاؤں جلا دیئے ہیں۔

وائل بن حجر　　　میری اونٹنی کے سائے میں چلتے چلو یہی کافی ہے۔

اس گفتگو سے آپ نے اندازہ لگالیا کہ وائل کے ذہن میں کسقدر اپنا تفوق تھا جسے نگاہ نبوت نے ختم کر دیا اور بالآخر وائل اسلام کے فقیروں میں شامل ہوئے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی ، سبل الهدی والرشاد، ص 35/9

ابن الاثیر ، اسد الغابة ، ص 102/3

ابن کثیر ،البداية والنهاية ، ص 94/5

ابوذرعة ، تاریخ دمشق ، ص386/62

واثلہ بن اسقع کی حاضری

واثلہ فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے میں بھی پیچھے کھڑا ہو گیا آپ نماز سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے اور یہ گفتگو ہوئی۔

حضور ﷺ ماحاجتک۔ آپ کیسے آئے؟

واثلہ بن اسقع اسلام قبول کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔

حضور ﷺ بہت بہتر ہے تم ہجرت کا ارادہ رکھتے ہو؟

واثلہ بن اسقع حضور کونسی ہجرت؟

حضور ﷺ اسلام قبول کرنے کے بعد یہاں ٹھہرو گے یا چلے جاؤ گے؟

واثلہ بن اسقع حضور جو میرے لئے مفید ہو۔

حضور ﷺ ہمیشہ یہاں رہنے والی ہجرت ہی بہتر ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا،

عليك بالطاعة في عسرك ويسرك و نشطك و كرمك(1)

،تم ہر حالت میں اطاعت گزار رہنا۔ تنگدستی ہو یا خوشحالی، خوشی کی حالت ہو یا ناپسندیدگی کی،

واثلہ بن اسقع حضور اطاعت گزار رہونگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھی کہو جتنی طاقت ہوگی اطاعت کرونگا۔

واثلہ بن اسقع عرض کرتے ہیں جتنی طاقت ہوگی اطاعت کرونگا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے بیعت لی۔

اہل یمن کی حاضری

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسی قوم آرہی ہے جن کے دل عجز وانکساری سے لبریز ہونگے کچھ دیر بعد یہ قوم مدینہ منورہ یہ کہتے ہوئے داخل ہوئی۔

---

(1) الصالحی، سبل الهدى والرشاد، ص 433/6
مختصر تاریخ دمشق، ص 494/2

غدا نلقی الاحبۃ　　　　محمدا و حزبہ

کل ہم دوستوں سے ملیں گے یعنی محمد ﷺ اور ان کے صحابہ سے۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جاء اهل یمن هم ارق افئدة و اضعف قلوبا والایمان والحکمة یمانیه۔(1)

ترجمہ: یمنی لوگ آتے ہیں ان کے دل بڑے نرم ہیں ان کا ایمان بھی یمنیوں کا ہے اور حکمت بھی انہیں کا حصہ ہے۔ صحیح بخاری میں ہے **بنی** تمیم کے لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں خوشخبری تو بنی تمیم نے کہا حضور آپ نے بشارت دی ہے تو کچھ مال و دولت بھی دیجئے ان کی اس بات پر حضور ﷺ کے چہرہ انور پر خفگی کے آثار پیدا ہو گئے کچھ دیر بعد یمنی آئے اور آپ نے فرمایا میں نے بنو تمیم کو بشارت دی ہے انہوں نے قبول نہ کی اب تمہیں بشارت دیتا ہوں انہوں نے بصد شوق بشارت قبول کی۔ یہ گفتگو ہوئی تھی۔

اہل یمن　　　　حضور ہمیں فرمائیں کائنات کی ابتداء کیسے ہوئی؟

حضور ﷺ پہلے صرف اللہ کی ذات مقدسہ تھی کوئی دوسری شی موجود نہ تھی اس کا عرش پانی پر تھا اس نے ہر شی کو لوح و محفوظ پر تحریر کر دیا ہے یمنیوں سے حضور ﷺ کے پیار کا پس منظر یہ ہے۔ اوس وخزرج دونوں قبیلے یمن کے تھے انہی قبائل نے ہی شروع اسلام میں وفا و محبت کا مظاہرہ کیا تھا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن سعد الطبقات الکبریٰ، ص 348/1
الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 273/6
ابن قیم، زادالمعاد، ص 539/3
ابن الجوزی، المنتظم، ص 377/1

طفیل بن عمر کی حاضری

حضور ﷺ کے مکی دور میں طفیل بن عمر مکہ مکرمہ آئے۔ تو اہل مکہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ طفیل بن عمر مسلمان ہو گیا تو اسلام مزید مضبوط ہو جائے گا اس لئے انہوں نے طفیل بن عمر دوسی پر اپنا اثر ورسوخ جمایا اور کہا طفیل خیال کرنا یہاں پر مکہ میں ایک زبردست جادوگر ہے جو ایک ہی نگاہ میں بہن بھائی، باپ بیٹے، میاں بیوی میں دشمنی پیدا کر دیتا ہے۔ اور طفیل کا اس طرف آنا جانا بھی بند کر دیا جس طرف رسول اللہ ﷺ کا گذر ہوتا تھا طفیل بن عمر نے ایک دن حرم شریف میں حضور ﷺ کی زبان پاک سے تلاوت قرآن پاک سنی اور حیران رہ گیا طفیل نے اپنے دل میں کہا طفیل تو تو ایک فصیح و بلیغ شاعر ہے حق و باطل کو سمجھ سکتا ہے۔ صحیح اور غلط پر رائے قائم کر سکتا ہے۔ تجھے یہ کلام سننا چاہئے۔ طفیل کہتے ہیں جب حضور ﷺ حرم شریف سے فارغ ہو کر گھر چلے گئے تو میں پیچھے گھر پہنچ گیا دستک دی حضور تشریف لائے میں نے عرض کی حضور اہل مکہ نے مجھے آپ کا کلام سننے سے بہت روکا مگر اتفاق سے آپ کی آواز میرے کانوں میں پڑ گئی میں حاضر ہو گیا آپ مجھے اپنی دعوت دیں چنانچہ ان کی درخواست پر حضور ﷺ نے اسے چند آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا تو طفیل نے عرض کی حضور میں اسلام قبول کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور میرے حق میں دعا فرما دیں ۔چنانچہ حضور ﷺ نے دعا فرما دی۔

اللھم اجعل لہ آیہ۔

اے اللہ اس کیلئے کوئی نشان بنا دے،

حضرت طفیل بن عمر فرماتے ہیں جب میں واپس قوم میں پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان سے روشنی نکلنے لگی میں نے اللہ کے حضور عرض کی یا اللہ یہ نشانی میرے منہ کے علاوہ کسی اور جگہ ظاہر فرما دے کہیں کفار یہ کہہ دیں کہ بتوں کو چھوڑنے کی وجہ سے چہرہ بگڑا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ وہ روشنی اللہ تعالی نے میرے عصا میں منتقل کر دی۔ طفیل فرماتے ہیں سارے قبیلے سے پہلے میری ملاقات میرے والد گرامی سے ہوئی تو میں نے اپنے قبول اسلام کا ذکر کر دیا۔ اسی محبت میں میرے باپ نے کہہ دیا بیٹے میرا دین بھی وہ ہے جو تیرا ہے۔ والد نے غسل کیا نیا لباس پہنا اور بیٹے سے اسلامی تعلمیات سیکھیں اور

حلقہ بگوش اسلام ہو گئے پھر ملاقات بیٹے سے ہوئی اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔اسی طرح بیوی بھی متأثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئی پھر طفیل بن عمر نے عام لوگوں کو دین کی طرف بلایا تو سوچ میں پڑ گئے طفیل بن عمر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے حضور قبیلہ دوس کے نہ ماننے والے افراد کیلئے بد دعا فرما دیں حضور ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا

اللھم اھد دوسا الی الاسلام (1)

اے اللہ قبیلہ دوس کو قبول اسلام کی توفیق عطا فرما۔

پھر حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جاؤ دوس کو اسلام کی دعوت دو آپ نے وطن واپس پہنچ کر تبلیغ کا فریضہ انجام دیا پھر وہاں سے ستر افراد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اس وقت حضور ﷺ خیبر تشریف لے گئے تھے۔حضور ﷺ نے مال غنیمت سے ان سب کو حصہ مرحمت فرمایا پھر قدرت نے حضرت طفیل بن عمر سے دین کا کام اس طرح لیا۔

☆ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے خلاف ہمیشہ برسر پیکار رہے۔

☆ طلیحہ اسدی کو شکست انہیں کے ہاتھوں ہوئی۔

☆ یمامہ کی جنگ میں یہی طفیل بن عمر مسیلمہ سے ٹکرائے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

☆ ان کے نوجوان بیٹے جنگ یرموک میں شامل ہوئے اور شہید ہوئے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) السہیلی ، الروض الانف ، ص 168/2
ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 545/3
ابن کثیر ، البدیہ والنہایۃ ، ص 310/6
الصالحی ، سبل الھدی والرشاد ، ص 337/6
ابوذرعۃ ،تاریخ مشق، ص 17/25

وفد رفاعہ کا قبول اسلام

رفاعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے چہرہ انور کی زیارت کرتے ہی حق پہچان گئے اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے حضور ﷺ نے انہیں اپنا گرامی نامہ بھی عطا فرمایا جس میں یہ تحریر تھا۔

''یہ مکتوب محمد رسول اللہ نے رفاعہ کیلئے لکھا ہے۔ میں اسے امیر بنا کر بھیج رہا ہوں جو ان کی دعوت قبول کرلے گا اللہ اور اس کے رسول کے گروہ میں شامل ہو جائے گا۔ جو انکار کرے اسے دو ماہ کی مہلت دی جائے گی رفاعہ واپس آئے اور پیغام حق سنایا تو سبھی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے'' (1)

وفد عروہ المرادی

عرب کے ایک مشہور قبیلہ مراد کا ایک وفد عروہ کی سربراہی میں حضور ﷺ کے دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ عروہ شاہی دربار کا ایک فرد تھا اس نے تاج وتخت کو ٹھکرا کر دامن مصطفے میں پناہ لی تھی۔ مدینہ منورہ پہنچ گیا عروہ کے قبیلہ مراد کو قبیلہ ہمدان کے ہاتھوں بری طرح ذلت آمیز شکست ہوئی تھی حضور ﷺ نے ان سے پوچھا عروہ تیرے قبیلہ کو جو قبیلہ مراد سے سخت شکست ہوئی تھی اس سے تجھے تکلیف پہنچی عرض کی یارسول اللہ یقیناً ایسا ہوا یہ ایک فطری تقاضا تھا کہ قوم دکھ میں تھی اور اس پر مجھے تکلیف ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا حوصلہ کر اس تکلیف کی وجہ سے اسلام میں تیرا درجہ بلند ہوگا۔ حضور ﷺ نے عروہ کو اپنی قوم کا والی مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ خالد بن ولید کو بھیجا کہ صدقات جمع کرنے میں ان کی اعانت کریں حضور ﷺ کے وصال مبارک تک یہ دونوں سپرد کی گئی خدمات انجام دیتے رہے۔ (2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن سعد، الطبقاۃ الکبرٰی، ص 354/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 307/6
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 373/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 88/2

(2) ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 115/3
الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ص 250/2

وفد بنی زبید کا قبول اسلام

اس وفد میں عمر بن معدیکرب بھی شامل تھا ایک دن عمر بن معدیکرب نے اپنے بھتیجے قیس مرادی سے کہا کہ پتہ چلا ہے قریش میں کسی شخص نے نبوت کا دعوی کر رکھا ہے چلو اس سے ملیں اس کی گفتگو سنیں باتیں بہتر ہوں گی تو مان لیں گے ورنہ واپس آ جائیں گے قیس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا چنانچہ عمر بن معدیکرب اکیلے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ جونہی وہاں پہنچے اور زیارت کی تو جھٹ دل نے گواہی دیدی کہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اسلام قبول کیا اور صحابہ میں شامل ہو گئے۔ اس وقت تو قیس نے اسلام سے انکار کر دیا تھا مگر بعد میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔(1)

جارود کا قبول اسلام

جارود نامی ایک شخص جو کتب سماوی کا بڑا فاضل تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اس نے اپنے علمی جواہر پارے اسطرح پیش کئے۔

یا نبی الھدی اتاك رجال قطعت فد فدا او الافا

اے اللہ کے رسول ہدایت کے نبی یہ لوگ دور دراز کے جنگلات کو طے کر کے حاضر ہوئے ہیں۔

لا تتقی وقع یوم عبوس اوجل القلب ذکرہ ثم ھا لا

وہ اس دن کے واقع ہونے سے نہیں ڈرتے جس کا ذکر دل کو خوف زدہ کر دیتا ہے۔

جارود نے کہا حضور پہلے میں عیسائی تھا اب نصرانیت چھوڑ کر اسلام قبول کرتا ہوں میرے گناہوں کی بخشش کا ذمہ اٹھائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا

انا ضامن ان قد ھداك الی ما ھو خیر منہ۔

ہاں میں ذمہ داری اٹھاتا ہوں اللہ نے تجھے ہدایت دی تو نے وہ دین اختیار کیا جو تیرے پہلے دین سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

---

(1) ابن سعد الطبقاۃ الکبریٰ، ص 328/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 387/6

جارود کے اسلام قبول کرنے کے اثر سے باقی لوگ بھی جھٹ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے حضور اور جارود کے درمیان اس طرح گفتگو ہوئی۔

جارود　　بم بعثك ربك يا محمد؟(1)

آپ کے رب نے آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟

حضور ﷺ میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ معبودان باطل سے اپنا تعلق منقطع کروں مجھے حکم ہے میں بروقت نماز پڑھوں مال کی زکوۃ دوں۔ حج کرو۔ مجھے بتایا گیا ہے جو شخص نیک اعمال کرتا ہے۔ اس کا فائدہ اسے ملتا ہے اور برے کام کرنے والے کا بوجھ اس کی گردن پر ہوگا۔ میرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

جارود　　آپ نبی ہیں تو بتائیں میرے دل میں کیا ہے؟

حضور ﷺ تم نے تین باتیں دل میں چھپا رکھی ہیں۔

ا۔　　دور جاہلیت میں قتل ہونے والوں کا حکم کیا ہے؟

۲۔　　دور جاہلیت کے معاہدوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۳۔　　دور جاہلیت کے عطیات کا کیا حکم ہے؟

حضور ﷺ نے ان تینوں سوالات کا ذکر فرمانے کے بعد جوابات بھی دیئے۔

ا۔　　دور جاہلیت کے مقتولین کا خون معاف ہے قصاص نہیں لیا جائے گا۔

۲۔　　دور جاہلیت کی قسمیں بھی مردود ہیں۔

۳۔　　بہترین عطیہ یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کو اونٹ پر سوار کرو اسے بکری کا دودھ پلاؤ

سلمہ　　یہ جارود کے ساتھی تھے انہوں نے عرض کیا حضور میرے سوالات کیا ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا تم یہ پوچھنا چاہتے ہو۔

ا۔　　بتوں کی پرستش کا کیا حکم ہے؟

۲۔　　یوم سباسب کی حقیقت کیا ہے؟

---

(1)　　الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 303/6

۳۔ مساوات کیا ہے؟

حضور ﷺ نے ساتھ ہی جواب دے دیا۔

۱۔ بتوں کی پرستش جہنم کا ایندھن ہے تم داخل ہو گے۔

۲۔ یوم سباسب کی جگہ تمہیں لیلۃ القدر عطا کر دی گئی اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

۳۔ چھوٹے بڑے امیر غریب کی تفریق نہیں تمام اہل ایمان کا خون برابر ہے۔ (سبھی قانون میں برابر ہیں)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفد عبدالقیس کیلئے دعا

ایک دن حضور ﷺ صحابہ میں جلوہ فرما تھے اور مصروف گفتگو تھے اسی دوران آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ادھر سے ایک وفد آرہا ہے۔ جو تمام وفود سے بہتر ہے۔ کسی مجبوری کے بغیر انہوں نے طویل راستہ اختیار کیا ہے۔ ان کے جانور سفر کے باعث لاغر ہو گئے ہیں ان کے پاس زادراہ ختم ہو گیا ہے پھر دعا فرمائی۔

اللھم اغفر لعبد القیس

اے اللہ عبدالقیس کے وفد کو بخش دے

یہ سنتے ہی سیدنا فاروق اعظم اٹھ کر باہر چلے گئے کہ اس مقدس وفد کا استقبال کریں ملاقات ہوگئی یہ افراد تیرہ، بیس یا چالیس تھے۔ فاروق اعظم نے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم عبدالقیس کے قبیلہ کے لوگ ہیں۔ اب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں وہی کلمات مبارکہ سنائے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں ارشاد فرمائے تھے۔ فاروق اعظم انہیں لے کر دربار نبوت میں حاضر ہو گئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا یہ ہے وہ محبوب کریم ﷺ جن کیلئے آپ آئے ہیں۔

بس وفد کی بے خودی، بے تابی اور ذوق ووجدان کا یہ عالم تھا اپنی سواریوں سے چھلانگیں لگا لگا کر اتر رہے تھے۔ اور دوڑ دوڑ کر حاضری دے رہے تھے۔ جو بھی حاضر ہوتا وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ

چومتا اور قدم مبارک کو بوسہ دیتا۔ حضور ﷺ نے اپنے ان جاں نثاروں کو مزید اعزاز بخشا اور فرمایا۔

مرحباً بالقوم غیر خزایا ولا ندامی

اے قوم "جی آیاں نوں" تم کبھی رسوا نہ ہو اور نہ شرمسار۔

فرمی القوم بأنفسهم عن رکائبهم بباب المسجد و تبادروا یقبلون یده و رجله۔ (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

ابو تمیم اور نعیم کا قبول اسلام

ابو تمیم داری اور ان کا بھائی نعیم کچھ مزید افراد کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے جمال جہاں آرا کی زیارت سے بہرہ یاب ہوتے ہی کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور ہمیں کوئی خطہ عطا فرمایا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

سلوا حیث شئتم

جہاں سے چاہو لے لو۔

مختلف تجاویز کے بعد یہ لوگ اس پر متفق ہو گئے کہ حضور ﷺ سے بیت جیرون کے علاقہ سے خطہ لینے کی درخواست کر دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اسی عنوان کی درخواست پیش کر دی۔ جو شرف قبولیت سے نوازی گئی۔ اور حضور ﷺ نے چمڑے کا ٹکڑا منگوا کر اس پر دستاویز لکھ دی جس کے مقدس الفاظ یہ ہیں۔

"ھذا کتاب ذکر فیه ما وھب محمد رسول اللہ ﷺ للداریین اذا اعطاہ اللہ الارض وھب لھم بیت عینون و حبرون و المرطوم و بیت ابراھیم الی الابد"(2)

یہ وہ تحریر ہے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ نے جو جاگیر داریین کو عطا فرمائی اس کا ذکر ہے

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 368/6

ابن کثیر، البدایة والنھایة، ص 56/5

(2) ابوذرعه، تاریخ دمشق، ص 65/11

۔جب اللہ تعالی رسول اکرم ﷺ کو یہ سرزمین عطا فرمائے گا تو حضور دارین کو بیت یمنون، جیرون، مرطوم، اور بیت ابراہیم کے علاقے عطا فرمائیں گے۔اور یہ عطیہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگا۔اس دستاویز پر سیدنا عباس بن مطلب، خزیمہ بن قبس، شرجیل بن حسنہ نے بطور گواہ دستخط ثبت کئے تھے۔ یہ دستاویز دے کر انہیں واپس وطن بھیج دیا۔ یہ وفد پھر ایک مرتبہ مدینہ منورہ آیا اور اس دستاویز کی تجدید کیلئے درخواست کی حضور نے تجدید فرمادی اس دوسری تجدیدی دستاویز پر صدیق اکبر فاروق اعظم، عثمان غنی علی المرتضی رضی اللہ عنہم نے بطور گواہ دستخط ثبت فرمائے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کافر کے جنازہ میں شرکت کی ممانعت

اسی ۹ھ میں مدینہ منورہ کا مشہور منافق عبداللہ بن ابی مرا۔اس نے مرتے وقت وصیت کی اس کی نماز جنازہ حضور ﷺ پڑھائیں اور قبر میں اتاریں۔اس نے یہ بھی تمنا کی کہ حضور ﷺ اپنی قمیض مجھے دیدیں۔آدمی بارگاہ رسالت میں پہنچا عبداللہ بن ابی کی درخواست پیش کی وہ اپنے کفن کیلئے قمیص چاہتا ہے۔حضور ﷺ نے اوپر والی قمیص مرحمت فرمائی اس نے پھر گزارش کی کہ وہ قمیص دیجئے جو جسم اطہر کو مس کرتی ہے۔سیدنا فاروق اعظم حاضر تھے عرض کی یارسول اللہ اس گندے آدمی کیلئے قمیص مبارک کیوں؟ حضور ﷺ نے فرمایاان

قمیصی لا یغنی عنہ من اللہ شیأ، فلعل اللہ ان یدخل بہ الفاً فی الاسلام (1)۔

عمر منافق کو میری قمیص فائدہ نہیں دے گی ہوسکتا ہے۔اللہ تعالی اس سے ہزاروں کو اسلام سے نوازے۔

چنانچہ حضور ﷺ کے اس عظیم کرم اور حسن اخلاق سے متاثر ہوکر ایک ہزار آدمی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔عمر فاروق عرض کرتے ہیں حضور آپ اس کی نماز جنازہ پڑھانا چاہتے ہیں یہ تو ایسا ہے

(1) حمد بن علی بن حجر ابولفضل العسقلانی الشافعیی
فتح الباری سرح صحیح البخاری، باب قولہ استغفرلھم اولاتستغفرلھم ، ص 109/13

ایسا ہے۔اس نے فلاں دن یا کیا فلاں دن یہ کیا فرمایا چھوڑ و ایسی باتوں کو مجھے اختیار دیدیا گیا ہے اسکی مغفرت طلب کروں یہ نہ کروں اگر میں یہ جانتا کہ میں ستر بار سے زیادہ اس کیلئے مغفرت طلب کروں گا تو اللہ تعالی اسے معاف فرمادے گا تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ مغفرت طلب کرنا اس پر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوگئی۔

” ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ و رسولہ و ماتوا وھم فسقون“(1)

نہ انکی نماز جنازہ پڑھیں جو مر جائے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔اور وہ اس حالت میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے کبھی کسی منافق کیلئے نہ مغفرت کی دعا کی، نہ قبر پر تشریف لے گئے۔نہ جنازہ میں شمولیت کی اس سے معلوم ہوا کفار و منافقین و مشرکین کیلئے دعا مغفرت منع ہے۔نہرو اور گاندھی کی موت پر بعض کانگریسی مسلمانوں کا قرآن پڑھنا دعا کرنا اسلام و قرآن کی توہین تھی۔

(والعیاذ باللہ)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سوالات و جوابات

ایک موقعہ پر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور سوالات عرض کئے رسول اللہ ﷺ نے جوابات سے نوازا۔آقا و غلام کا یہ انداز گفتگو ہدیہ ناظرین ہے۔

سیدنا ابوذرؓ: حضور، اللہ تعالی کے نزدیک کون سے اعمال بہتر و پسندیدہ ہیں۔

حضور ﷺ : اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد۔

سیدنا ابوذرؓ:

ایّ المومنین اکملھم ایمانا۔

کس مومن کا ایمان زیادہ مکمل ہے۔

---

(1) التوبۃ :9: 84

حضورﷺ :

احسنہم خلقاً،

جواخلاق حسنہ سے آراستہ ہے وہ زیادہ مکمل ہے۔

سیدنا ابوذرؓ:

ای المسلمین افضل ؟

مسلمانوں میں افضل کون ہے۔

حضورﷺ :

من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ،

جس کی زبان اور ہاتھ سے

مسلمان محفوظ رہیں۔

سیدنا ابوذرؓ: ہجرت کونسی بہتر ہے؟

حضورﷺ :

من ہجر السوء

جس نے برائی چھوڑی۔

سیدنا ابوذرؓ: حضور ! قرآن میں سب سے افضل آیہ مبارکہ کونسی ہے؟

حضورﷺ : آیۃ الکرسی

سیدنا ابوذرؓ: حضور کل انبیاء علیہم السلام کی تعدد کتنی ہے؟

حضورﷺ : ایک لاکھ چوبیس ہزار

سیدنا ابوذرؓ: حضور ان میں رسول کتنے ہیں؟

حضورﷺ : ۳۱۳۔

سیدنا ابوذرؓ: حضور کوئی وصیت فرمائیں۔

حضورﷺ : تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

سیدنا ابوذرؓ: حضور کچھ مزید فرمائیں۔

حضور ﷺ: خاموشی اختیار کرو۔ زیادہ ہنسنے سے بچو، زیادہ ہنسی دلوں کو مردہ کر دیتی ہے

سیدنا ابوذرؓ: حضور کچھ اور فرمائیں۔

حضور ﷺ: مسکینوں سے محبت کرو ان کے پاس بیٹھا کرو،

سیدنا ابوذرؓ: حضور کچھ اور فرمادیں۔

حضور ﷺ: سچ کہا کرو وہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو۔

سیدنا ابوذرؓ: حضور کچھ اور فرمائیں۔

حضور ﷺ: دین کے معاملہ میں کسی کی ناراضگی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ (1)

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شاہ حبشہ کا انتقال

اسی ۹ ھ میں شاہ حبشہ کا انتقال ہوا ان کی موت کی خبر حضور ﷺ نے اس طرح دی آج تمہارے بھائی مرد صالح اصحمہ نے وفات پائی اٹھو نماز جنازہ پڑھو اور استغفار کرو۔ صحابہ اُٹھے صفیں درست ہوئیں اور عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی غائبانہ نماز جنازہ امام ابوحنیفہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں جائز نہیں، امام شافعی، امام احمد جواز کے قائل ہیں۔ (2)

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بنی البکا کا قبول اسلام

اسی ۹ ھ میں بنی البکا کا وفد حاضر ہوا ان میں معونہ بن عبادہ بن البکا تھے۔ جن کی عمر ۱۰۰ سال ہو گئی تھی انکے ساتھ ان کا بیٹا بشیر نامی بھی تھا۔ معونہ نے عرض کی حضور میرے سینے پر ہاتھ پھیر دیں

---

(1) ابن حبان، الصحیح باب ماجاء فی الطاعات وثوابھا، الرقم 362، ص 312/2

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 524/3

البیھقی، السنن الکبریٰ، ص 50/4

البیھقی، دلائل النبوۃ، الرقم 1756، ص 38/5

ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 316/4

تا کہ میرے ساتھ حسن سلوک ہو۔حضور ﷺ نے انکے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اسے چند بکریاں بھی عنائت فرمائیں۔اس کیلئے دعا برکت فرمائی اس کے بعد جب کبھی علاقہ میں قحط ہوتا تو اللہ تعالی انہیں محفوظ فرماتا۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

لعان کا حکم

اسی ۹ ھ میں لعان کا حکم نازل ہوا۔واقعہ یوں ہوا۔امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی ہے کہ بلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سمحا کے ساتھ تہمت لگائی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم گواہ لاؤ۔یا پھر حد قذف لگوانا قبول کرو۔عرض کی یا رسول اللہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھتا ہے تو اتنی گنجائش کہاں کہ دو گواہوں کو لاتا پھرے۔حضور ﷺ نے پھر فرمایا گواہ لاؤ یا حد لگواؤ انہوں نے عرض کی حضور اللہ کی قسم میں سچا ہوں اور امید کرتا ہوں اللہ تعالی اس سلسلہ میں کوئی حکم نازل فرمادے اور میں حد سے بچ جاؤں۔تو جبریل علیہ السلام یہ آیہ مبارکہ لے کر حاضر ہوئے۔

والذین یرمون ازواجھم (2)

(آخر تک) لعان تلاعن، ملاعنت کے معنی ایکدوسرے پر لعنت کرنے کے ہیں۔جب مرد اپنی بیوی پر تہمت لگالے اور چار گواہوں کے ذریعہ ثابت نہ کر سکے اور عورت چار بار اقرار نہ کرے تو اس صورت میں حکم الہی یہ ہے شوہر چار مرتبہ شہادت دے اور قسم اٹھائے کہ وہ سچا ہے۔اور پانچویں مرتبہ یہ کہے اگر جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔پھر اس کے بعد چار مرتبہ عورت شہادت دے اور قسم کھائے کہ یہ مرد جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں مرتبہ کہے خدا کا غضب ہو اس عورت پر اگر یہ مرد سچوں میں

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 524/3
البیہقی، السنن الکبرٰی، ص 50/4
البیہقی، دلائل النبوۃ، الرقم 1756، ص 38/5
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 316/4

(2) النور 6:24

سے ہو جب یہ مرد عورت دونوں لعان کر چکیں تو قاضی وقت ان دونوں میں تفریق کردے گا۔(احناف کا مسلک یہی ہے۔) اگر مرد شہادت نہ دے اور قسم نہ اٹھائے تو اس پر حد قذف ہوگی اگر عورت شہادت نہ دے اور قسم نہ اٹھائے تو اس پر حد زنا ثابت ہو جاتی ہے۔

عورتوں سے لعان کے بارہ میں تفصیل سورہ نور میں موجود ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سود کی حرمت

اسی ۹ھ میں سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔ اگر ۸ھ کے آخر میں ہے تو پھر وضاحت اور فیصلہ ۹ھ میں ہوا جیسے کہ اہل نجران سے جو معاہدات صلح ہوئے ان میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ سود نہ لیں گے۔

یہ سود خواری بھی ان بری عادات میں سے ایک تھی جو عرب والوں کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی اس وجہ سے اس کے احکام بھی نہایت تدریج سے اترے۔ قریش تاجر پیشہ لوگ تھے مالدار تھے، دولت کی ریل پیل تھی۔ غریبوں کو سود کی بھاری شرح پر قرض پیشے جب تک ادائیگی نہ ہوتی رقم ہر سال بڑھتی رہتی۔ موطا امام مالک باب الرباء۔ حضور ﷺ کے چچا سودی کاروبار میں مشہور تھے۔ مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد تاجروں کے اس کاروبار اور رواج کو دیکھا تو پہلے چاندی اور سونے کے ادھار خرید و فروخت کو منع فرمایا(1) اس کے بعد دوگنے اور چوگنے سود لینے کی ممانعت آئی جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے۔

" تأكلو الربوا اضعافا مضاعفه " (2)

دوگنا چوگنا سود نہ کھایا کرو۔

سود خوروں کی مذمت اس طرح بھی وارد ہے۔

" الذين يأكلون الربوا لا يقومون الا كما يقوم الذي يتخبطه

---

(1) البخاری، الجامع الصحيح باب بيع الورق بالذهب نسيئة، الرقم 2021، ص 403/7
المسلم، الجامع الصحيح باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً، الرقم 2968، ص 256/8
(2) آل عمران : 3: 130

الشیطان من المس “ (1)

جولوگ سود کھاتے ہیں وہ اسطرح کھڑے ہوں گے جس طرح شیطان کسی کو چھو کر مخبوط بنا دیتا ہے۔

قالوا انما البیع مثل الربوا و احل اللہ البیع و حرم الربوا۔ (2)

اس لئے کہ انہوں نے یہ کہا کہ بیع اور سود کا معاملہ ایک سا ہی ہے۔اللہ تعالی نے بیع کو تو حلال کیا اور سود کو حرام کر دیا۔پھر کچھ وقفہ کے بعد یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

یایھا الذین امنوا اتقو اللہ وذروا ما بقی من الربوا ن کنتم مومنین ۔ (3)

ایمان والو خدا سے ڈرو اور سود جو باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر سچے ایمان دار ہو۔

فان لم تفعلو فأذنوا بحرب من اللہ و رسولہ،(4)

اگر نہ کرو تو خدا اور سول سے جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سود کی حرمت کا حکم اسلامی احکام کی سب سے آخری شق ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سود لینے کی خرابیاں

☆ سود سے تجارت بند ہو جانیکا شدید خطرہ ہے۔جب سود خوار کو بلا محنت رقم ملے گی تو وہ محنت کیوں کرے؟ اس لئے سود لینا منع کر دیا گیا ہے۔

☆ سود سے جذبات محبت ختم ہو جاتے ہیں کہ وہ مقروض کی بربادی پر خوش ہوتا ہے

☆ قرض خواہ چاہتا ہے اس کی رقم دیر تک مقروض کے پاس رہے کہ سود ملتا

---

(1) البقرۃ: 2: 275

(2) البقرۃ 2: 275

(3) البقرۃ:2:278

(4) البقرۃ:2:279

رہے یہ انسان دشمنی ہے۔

☆ سود میں دوسرے کا مال بلاعوض لیا جاتا ہے۔ جو ظلم ہے۔ دس دے کر بیس لئے گئے دس تو اس کے تھے۔ دس کا دوسرا نوٹ بلاعوض ہوا جو جرم ہے۔

☆ سود سے ہزاروں گھر لٹ جاتے ہیں جبکہ سود لینے والے دولتمند کا گھر بھرتا ہے

☆ سودخوار صدقہ وخیرات سے جی چراتا ہے کہ اس کا محبوب مشغلہ پیسے بنانا ہے خرچ کرنا نہیں۔

☆ سودخوار قرض حسنہ دینے کی اہم نیکی سے محروم رہ جاتا ہے۔

☆ سودخوار کو خدائے قدوس نے اعلان جنگ کر رکھا ہے۔

☆ عبداللہ ابن عباس نے سود لینے کو ماں کے ساتھ زنا سے بھی بدتر فرمایا ہے۔

☆ سودخوار کی زندگی، بخل، زر پرستی، جمع مال، خودغرضی، ایسی صفات میں گھر کر برباد ہوجاتی ہے۔

☆ سودخوار کا ربط انسانوں سے محض نفع اندوزی کیلئے ہوتا ہے۔ جو معاشرہ کو کمزور کر دیتا ہے۔

☆ جیسے سودی لین دین گھروں میں خرابی پیدا کرتا ہے۔ ایسے ہی ملکوں کے کاروبار میں بربادی اور مخالفت کا باعث بنتا ہے۔

☆ جیسے جنگ عظیم میں انگلستان نے امریکہ سے قرض لیا۔ انگلستان چاہتا تھا کہ امریکہ بلاسود قرض دے مگر امریکہ نہ مانا۔ امریکہ کے اس رویہ سے برطانیہ میں امریکہ کے متعلق شدید نفرت پیدا ہوگئی۔ برطانیہ کے مشہور ماہر معاشیات لارڈ کینز نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ ”میں ساری عمر اس دکھ کو نہ بھولوں گا کہ امریکہ نے ہمیں بلاسود قرض نہ دیا۔

چرچل نے کہا امریکہ نے بنئے پن کا ثبوت دیا ہے۔

☆ سودخور اپنی رقم زیادہ سے زیادہ بلاک کرتا ہے کہ زیادہ سود لے سکے اس سے کھلی مارکیٹ میں اشیاء ناپید ہوجاتی ہیں۔

☆ سودی کاروبار سوسائٹی کے معاشی عمل میں زبردست رکاوٹ بنتا ہے کہ سرمایہ کو عوامی، معاشی ذرائع کیلئے استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔

☆ سودخور کا سرمایہ اس حد تک بے کار پڑا رہتا ہے جب تک اسے اسکی مرضی کی شرح سود نہ مل سکے۔ سرمایہ کا اس طرح منجمد رہنا ملکی ترقی کے منافی ہے اور مہنگائی میں اضافہ کا باعث ہے۔

☆ سودخوار اپنے مال سے زیادہ نفع کمانے کیلئے ہر بری صورت کو پسند کر لیتا ہے جو ملکی تباہی ہے۔

☆ سود پر لی گئی رقم سے خریدے گئے مال کی مارکیٹ کمزور ہوگئی تو یہ شخص مصیبتوں میں پھنس گیا، مارکیٹ کی ابتری اور سودی رقم کا بدستور بڑھنا ہے

☆ سودی لین دین سے امداد باہمی کے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔

☆ سوسائٹی کے اندر دولت کی آزادانہ گردش رک جاتی ہے جس سے سوسائٹی برباد ہو جاتی ہے۔

☆ سودی کاروبار یا سرمایہ وادی نظام اسلامی نظام معیشت کی ضد ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کنانہ اور سید عالم ﷺ کا مکالمہ

اسی ۹ ھ میں وفود کی آمد کا سلسلہ خاصہ رہا اگرچہ پہلے اور بعد میں بھی وفود آتے رہے ہیں ۔تا ہم یہ سال خصوصاً اکثریت کی بنا پر متعارف ہو گیا۔ وفود کے ارکان سوالات کرتے حضور ﷺ جوابات سے نوازتے۔ کنانہ بن عبیدہ وہ صرف بت پرست ہی نہیں جاہل بھی تھا۔ اس کے بے تکے سوالات اور حضور ﷺ کے حکمت بھرے جوابات بھی پڑھیں۔

کنانہ جہاں تک زنا کا مسئلہ ہے ہم لوگ اکثر مجرد اور غیر شادی شدہ رہتے ہیں اس لئے یہ ہمارے لئے ضروری ہے۔

حضورا وہ تم پر حرام ہے قرآن مقدس کا ارشاد ہے

ولا تقربوا لزنیٰ انه کان فاحشة و مقتا وساء سبیلا ۔ (1)

(سورہ اسرا) زنا کے قریب بھی نہ جانا

کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

کنانه سود کے بارے میں جو آپ کہتے ہیں ہمارا تو سارا مال

سود ہی سود ہے۔

یاایہا الذین امنو اتقو الله وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم

مومنین (2)

حضور ﷺ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا

ہے اس کو چھوڑ دو۔

کنانہ جہاں تک شراب کا تعلق ہے۔ وہ تو ہماری زمین کا نچوڑ ہے اس کے

استعمال سے ہم مجبور ہیں۔

حضور ﷺ ایمان والو شراب، جوا، بت اور پاسے یہ سب ناپاک کام شیطانی اعمال

ہیں، ان سے بچو کہ نجات پاؤ۔

کنانہ ربہ بُت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

حضور ﷺ اس کو توڑ ڈالو (وہ بت ہی تو ہے)

کنانہ اگر ربہ کو معلوم ہو جائے کہ آپ اسے توڑنا چاہتے ہیں تو وہ تو اپنے سب

پجاریوں کو ختم کر دے۔

عمر فاروق کنانہ تم برباد ہو کس قدر جاہل ہو وہ ایک پتھر کے سوا ہے کیا؟

کنانہ فاروق آپ چپ رہیں ہم آپ کے پاس نہیں آئے (پھر اس نے حضور

سے مخاطب ہو کر کہا) آپ اس کو توڑ ڈالیں ہم نہیں توڑ سکتے۔

---

(1) الانعام: 6: 151

(2) البقرۃ: 2: 278

حضور ﷺ میں کسی آدمی کو بھیج دونگا جو یہ کام کردے گا۔ آپ نے اس وفد کی واپسی پر عثمان بن ابی العاص کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جریر بن عبداللہ کی حاضری

اسی ۹ھ میں جہاں اور بہت سے وفود حاضر ہوئے وفد بجیلہ بھی آیا اس کی قیادت جریر بن عبداللہ بجیلی فرما رہے تھے۔ یہ وفد ڈیڑھ سو افراد پر مشتمل تھا۔ اس وفد کے آنے سے پہلے حضور ﷺ نے انکی آمد کی خبر دے دی تھی۔ کہ تمہارے پاس ایک ایسا شخص آ رہا ہے۔ جس کے چہرے پر فرشتہ نے ہاتھ پھیرا ہے۔ یہ جریر کے حسن و جمال کی طرف اشارہ تھا جریر بڑے بارعب، قدآور، حسن و جمال کے مرقع تھے۔ عمر فاروق فرماتے ہیں میں نے جریر بن عبداللہ سے زیادہ حسین وجمیل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ سوا اس کے کہ میں نے حُسنِ یوسف علیہ السلام سنا ہوا ہے۔ حضرت جریر کو یوسف امت کہتے ہیں یہ اور ان کے ڈیڑھ سو ساتھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عدی بن حاتم کا قبول اسلام

اسی ۹ھ عدی کی حاضری ہوئی عدی بن حاتم خود کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ سے شدید نفرت تھی کہ میں عیسائی مذہب پر تھا اور قوم کا سردار تھا قوم انہیں غنیمت کا ایک حصہ دیا کرتی تھی یہ کہا کرتے تھے میں سچے دین پر ہوں اور یہ علاقہ کے بادشاہ بھی تھے۔ یہ کہتے ہیں میں نے اپنے داروغہ سے تاکید کر رکھی تھی کہ دو عمدہ اونٹ جو تیز رفتار بھی ہوں۔ ہر وقت تیار رکھا کرے اور جب اس علاقہ میں مسلمانوں کی آمد کی خبر ملے تو مجھے جھٹ بتایا جائے۔ ایک دن داروغہ نے کہا بادشاہ کچھ دور سے جھنڈے نظر آتے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے مسلمانوں کی فوج ہے اب آپ نے جو کرنا ہے کہ گذریں یہ خبر

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 402/6

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 311/6

مدارج النبوۃ، ص 233/2

سنتے ہی عدی نے اپنے بال بچوں کو لیا اور ضروری سامان باندھا اور شام چلے گئے۔ شام کے اس سفر کرنے میں یہی نفرت کا پہلو نمایاں نظر آرہا ہے کہ مسلمانوں کو دیکھنا ہی پسند نہیں فرماتے ان کی بہن حاتم کی بیٹی قبیلہ بنی طے کی بغاوت کے وقت گرفتار ہوگئی تھی۔ اور پھر حضور ﷺ سے عرض کی حضور میں حاتم کی بیٹی ہوں۔ مجھ پر رحم فرمایا جائے حضور ﷺ نے درخواست منظور فرمائی اور چھوڑ دیا۔ آزاد ہونے کے بعد یہ اپنے بھائی عدی کے پیچھے شام گئیں اور اپنی رہائی کی ساری داستان سنائی عدی فرماتے ہیں ان کی بہن بہت دانا اور عقلمند تھی دونوں بہن بھائی میں یہ بات ہوئی۔

بھائی　　رسول اللہ کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟

بہن　　میری رائے ہے آپ جلد ان کے پاس حاضر ہو جائیں اگر وہ نبی ہیں تو وقت ضائع کیوں کیا جائے۔ اگر بادشاہ ہیں تو بھی بہتر کہ رسوائی نہیں ہوگی۔

عدی کہتے ہیں میں بہن کے مشورہ پر مدینہ منورہ آگیا۔ حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضور سے سلام کیا۔ فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی عدی بن حاتم ہوں۔ حضور ﷺ مجھے اپنے ساتھ لے کر گھر چلے گئے۔ راستہ میں ایک نحیف کمزور غریب بڑھیا ملی اس نے حضور ﷺ کو ٹھہرالیا آپ دیر تک اس کے پاس کھڑے رہے وہ اپنی لمبی داستان سناتی رہی میں نے دل میں کہا یہ شخص بادشاہ تو ہر گز نہیں کہ عجز و نیاز بادشاہوں میں کہاں ہے، پھر حضور ﷺ گھر پہنچے اور چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے میرے سامنے ڈال کر فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے عرض کی کہ آپ بیٹھیں۔ فرمایا نہیں تم بیٹھو میں گدے پر بیٹھ گیا اور خود حضور ﷺ زمین پر بیٹھ گئے پھر دوسری مرتبہ میرے دل نے گواہی دی یہ شخص بادشاہ ہر گز نہیں۔

حضور ﷺ　　عدی تم رکوسی عیسائی ہو (رکوسی عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے)

عدی　　جی ہاں

حضور ﷺ　　تم اپنی قوم سے غنیمت اور پیداوار کا حصہ لیتے ہو۔

عدی　　جی ہاں ایسا ہی کرتا ہوں۔

حضور ﷺ　　ایسا کرنا تو تمہارے دین (عیسائیت) میں جائز نہیں۔

عدی　　جی ہاں ہے تو ایسا ہی مگر کرتا ہوں۔ عدی کہتے ہیں میں نے پھر سوچا کہ یہ

شخص جو میرے گھر کی باتیں بتا رہے ہیں بادشاہ نہیں نبی ہے یہ سب کچھ
جانتا ہے اس سے کچھ مخفی نہیں۔

حضور ﷺ (الف) عدی تم مسلمان اس لئے نہیں ہو رہے کہ مسلمان غریب ہیں۔
بخدا ان میں اس قدر مال ہوگا کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

(ب) عدی تم اس لئے مسلمان نہیں ہو رہے کہ مسلمانوں کی مقدار تھوڑی ہے
اور دشمن بہت ہیں وہ وقت بہت جلد آ رہا ہے۔ جب تو سن لے گا اکیلی
عورت قادسیہ سے چلے گی اور مکہ حج کرے گی اور اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔

(ج) عدی تم اس لئے مسلمان نہیں ہو رہے کہ حکومت آجکل دوسروں کے پاس
ہے اللہ کی قسم وہ وقت قریب آ رہا ہے جب تو سن لے گا کہ بابل کا
سفید محل مسلمانوں کے ہاتھ ہوگا۔

(د) عدی بتا تجھے لا الہ الا اللہ کہنے میں تامل کیا ہے دیر کیوں ہے

(ر) عدی بتا تجھے اللہ اکبر کہنے میں عذر کیا ہے کیا اللہ سے بھی کوئی بڑا ہے۔

عدی کہتے ہیں میں حضور ﷺ کے ان ارشادات کے بعد میں مسلمان ہو گیا۔ فرماتے ہیں میرے اسلام قبول کرنے سے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر خوشی تھی۔ عدی کہتے ہیں کہ ابھی دو سال نہیں گذرے تھے کہ بابل کے محلات فتح ہو گئے اور ایک بڑھیا کو قادسیہ سے مکہ آتے بھی دیکھ لیا۔ عدی 120 سال کی عمر میں ٦٧ھ میں فوت ہو گئے۔ (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابوالفتح ، عیون الاثر ، ص 286/2
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 124/4
السیھلی، الروض الانف ، ص 360/4
ابن قیم ، زادالمعاد ، ص 450/3

تاریخی مکتوب گرامی

۱۰ھ میں اہل نجران کو ایک تاریخی اور تفصیلی مکتوب گرامی لکھا گیا جس میں اسلامی احکام دینی امور پر تبصرہ تھا۔ اس مکتوب گرامی کو عمر بن حزم لے کر گئے تھے ابن ہشام نے تفصیل سے لکھا اختصار کے پیش نظر مکتوب گرامی کا اردو ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

اس مکتوب گرامی میں جہاں عوام کیلئے نصائح ہیں وہاں عمر بن حزم کیلئے ہدایات بھی ہیں کہ دینی نظام کو کیسے چلایا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ یہ اللہ اور اس کے رسول کا فرمان ہے۔

☆ اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرنا

☆ یہ عہدنامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے عمر بن حزم کیلئے ہے جب انہیں یمن بھیجا اور فرمایا۔

☆ تمام امور میں تقوی اور پرہیزگاری کو ملحوظ رکھیں۔

☆ اللہ تعالی پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے

☆ حق کو مضبوطی سے پکڑیں لوگوں کو خیر کا حکم دیں۔ خیر کی بشارت سنائیں۔

☆ لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیں، معانی سمجھائیں۔

☆ کوئی شخص قرآن مجید کو بے وضو ہاتھ نہ لگائے۔

☆ اے عمر بن حزم لوگوں کو نفع نقصان واضح بتایا جائے۔

☆ حق کی راہوں پر چلنے کیلئے نرمی کی جائے۔

☆ ظالموں پر سختی کی جائے کہ اللہ تعالی نے ظلم کو حرام کیا ہے اور منع کیا ہے۔

☆ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔

☆ اے عمر لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور جہنم کی آگ سے ڈرانا۔

☆ لوگوں کو اپنے سے مانوس بنانا کہ دین سیکھ سکیں۔

☆ لوگوں کو احکام حج عمرہ ان کے فرائض واجبات سکھائے جائیں۔

☆ نماز کے متعلق مسائل بتائے جائیں،

☆ کوئی شخص چھوٹے کپڑے کو پشت پر ڈال کر نماز نہ پڑھے بلکہ کھلا ہو کہ دونوں کنارے دونوں کندھوں کو ڈھانپ لیں۔

☆ ایسا کپڑا نہ پہنا جائے جس سے شرمگاہ کھلی رہے۔

☆ کوئی شخص گردن کے پیچھے بالوں کا جوڑا نہ باندھے۔

☆ جنگ کے دوران قبیلہ، لڑائی، خاندان کا نعرہ نہ لگایا جائے۔

☆ ایک خدا کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے۔

☆ خدا کو چھوڑ کر قبیلوں کی طرف بلانے والوں سے جنگ کی جائے یہاں تک کہ ان کا نعرہ دین کی طرف ہو جائے اور قبیلہ وطن خاندان کے نعروں سے رک جائیں۔

☆ لوگوں کو وضو کرنے اور نماز کو اپنے وقت میں پڑھنے کے احکام سمجھائے جائیں۔

☆ نماز پورے خشوع وخضوع سے ادا کی جائے صبح کی نماز جلدی اور ظہر کی نماز زوال کے بعد پڑھیں۔

☆ مغرب کی نماز رات کے آتے ہی پڑھیں تاخیر نہ ہو کہ ستارے نکل آئیں

☆ عشاء کی نماز رات کے پہلے ثلث میں پڑھیں۔

☆ جمعہ کی اذان ہو تو فورا مسجد پہنچیں جمعہ ہو جانے سے پہلے غسل کریں۔

☆ مال غنیمت سے اللہ کا حق خمس نکال لیں۔

☆ زمین کی پیداوار سے صدقہ وصول کیا جائے۔

☆ جس زمین کو چشمہ یا بارش سے سیراب کیا گیا اس میں عشر واجب ہے۔

☆ جس زمین کو کنوئیں سے پانی دیا گیا ہے اس میں نصف عشر ہے۔

(بیسواں حصہ)

☆ دس اونٹوں میں دو بکریاں اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں واجب ہیں۔

☆ تیس گائیوں میں ایک گائے اور چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوۃ واجب ہے یہ اللہ تعالی نے ایمانداروں پر فرض کیا ہے۔اگر کوئی زیادہ دے دے تو وہ اس کیلئے بہتر ہوگا

☆ جو یہودی عیسائی سچے دل سے اسلام قبول کرے وہ مومن ہے اس کے حقوق وہی ہیں جو ایک مسلمان مومن کے ہیں۔

☆ اپنی یہودیت یا نصرانیت پر قائم رہے اور اسلامی ریاست کا رعایا بننا منظور کرے اس پر جزیہ دینا لازم ہوگا۔

☆ جو جزیہ ادا کرے وہ اللہ اور رسول کی ذمہ داری میں رہے گا اس کی جان مال محفوظ رہیں گے۔

☆ جزیہ کا انکار کرنے والا اللہ اس کے رسول اور سب ایمانداروں کا دشمن ہے

☆ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا علی المرتضی یمن میں

اسی سال ۱۰ ھ میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمیوں پر امیر مقرر کر کے یمن بھیجا گیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔روانہ فرماتے ہوئے حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے علی المرتضی کے سر پر عمامہ باندھا اس عمامہ شریف کے تین پیچ تھے۔عمامہ شریف کا ایک کنارہ جس کی لمبائی ایک ہاتھ کے برابر تھی۔سامنے لٹکایا اور ایک بالشت کی لمبائی کے برابر پیچھے لڑکایا۔اور فرمایا سیدھے کسی طرف مائل نہ ہونا وہاں پہنچ کر جنگ میں پہل نہ کرنا دعوت اسلام دینا مان جائیں تو بہتر آپ نے وہاں پہنچ کر مقام قناۃ میں خیمہ نصب کیا ایک جماعت نے مقابلہ کیا پتھر برسائے شیر خدا نے انہیں اسلام پیش کیا انہوں نے انکار کیا تو آپ نے جنگ لڑی۔دشمن کے بیس آدمی مارے گئے پھر انہوں نے اسلام

قبول کیا اور وعدہ کیا۔ خدا کے احکام مانیں گے صدقات ادا کریں گے۔ حضور ﷺ مدینہ منورہ سے حج کیلئے روانہ ہوئے۔ تو سیدنا علی المرتضی یمن سے سیدھے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ حج میں شریک ہوئے۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الزرقانی، شرح زرقانی، ص61,62/5

تیسرا باب

حجۃ الوداع

حجۃ الوداع

اسی سال ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کا عظیم واقعہ پیش آیا۔آپ نے گزشتہ صفحات میں پڑھ لیا اسلام میں حج ۹ھ میں فرض ہوا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنایا تین سو صحابہ ساتھ تھے۔آپ کے پیچھے سیدنا علی المرتضیٰ بھیجے گئے آپ نے اعلان فرمائے ذکر گزر گیا ہے۔حضور ﷺ نے سفر حج دس ہجری میں اختیار فرمایا۔(۹ھ ہجری کو آپ دعوت اسلام وتعلیم احکام میں مصروف ہونے کے باعث حج پر نہ آسکے)۔حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا۔اور وہ اسی ۱۰ ہجری میں ہے اس مبارک حج کو کئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔حجۃ الاسلام، حجۃ الوداع، حجۃ التمام، حجۃ البلاغ، تمام ناموں سے زیادہ مشہور نام یہی حجۃ الوداع پڑا کہ ان دنوں اپنے کئی خطبات میں حضور ﷺ نے فرمادیا تھا کہ اس مقام پر میری تم سے یہ آخری ملاقات ہے چونکہ حضور ﷺ نے اپنی امت کو الوداع کہا بعد الوداع مشہور ہوگیا۔حجۃ التمام اس لئے کہا جاتا ہے کہ رب قدوس جل مجدہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ پر تمام انعامات پورے فرمادئے۔جیسے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا۔

و اتممت علیکم نعمتی (1)

میں نے تم پر اپنی نعمتیں پوری کردی ہیں۔

حجۃ البلاغ اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے دین متین کی تبلیغ کے تمام حق ادا کردیئے حجۃ الاسلام اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسلام کی پسندیدگی کا کھلم کھلا اعلان اسی موقع پر کیا گیا جسے قرآن مقدس نے فرمایا۔

’ ورضیت لکم الاسلام دینا ‘‘(2)

میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

اگر پانچواں نام حجۃ الاکمال بھی کہہ دیا جائے تو حرج نہیں کہ دین کی تکمیل کا اعلان بھی اسی موقعہ پر ہوا ہے۔جیسے کہ قرآن مقدس فرماتا ہے۔

---

(1) المائدۃ : 3:5

(2) المائدۃ : 3:5

” الیوم اکملت لکم دینکم “(1)

آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع کہنے کو پسند نہ فرماتے تھے۔ غالباً اس وجہ سے کہ اس نام سے حضور ﷺ کی جدائی کا تصور آ جاتا ہے۔ جو درد کا سبب بنتا ہے۔ جونہی مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں یہ پتہ چلا کہ حضور ﷺ حج پر روانہ ہو رہے ہیں دیوانوں کا ہجوم بڑھتا چلا گیا۔ اجتماع کتنا تھا ۔ نوے ہزار، ایک لاکھ چودہ ہزار، ایک لاکھ پچیس ہزار آخری تعداد کا قول زیادہ صحیح ہے۔ حضور ﷺ کے حج و عمرہ کے سلسلہ میں کئی اقوال ملتے ہیں ان سب اقوال بیان کرنے کی بجائے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہی نقل کرتا ہوں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے چار عمرے ادا فرمائے حج (2) کتنے ادا فرمائے اس سلسلہ میں بھی اقوال مختلف ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد۔ سیدنا سفیان ثوری ہجرت سے پہلے کئی حجوں کے قائل ہیں۔ ابن اثیر بھی اسی کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے ہجرت سے پہلے اہل عرب تو حج پڑھتے ہوں اور حضور ﷺ نے نہ پڑھا ہو۔ حج کا پڑھنا تو ظہور اسلام سے بھی پہلے سے ہے بلکہ اسلام کے تمام پرنسپل لا ظہور اسلام سے قبل ہیں۔ نماز، روزہ، زکوۃ کے احکام یہ سابقین انبیاء علیہم السلام پر بھی تھے۔ قرآن مقدس سے متعدد حوالہ جات سے ثابت ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی

’ نحن معشر الانبیاء ابونا واحد امہا تنا شئ “(3)

ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کا باپ ایک ہے مائیں مختلف“

---

(1) المائدۃ : 3:5

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 1655،ص 281/6

البخاری ، الجامع الصحیح ، الرقم 3922،ص 149/13

المسلم ، الجامع الصحیح ، الرقم 21/97،ص 321/6

ابو داؤد، السنن ، الرقم 1703،ص 356/5

الترمذی، السنن ، الرقم 745،ص 320/3

الاحمد ، المسند ، الرقم 17886،ص 73/38

(3) قاضی عیاض ، الشفاء، ص 208/1

مختصر تاریخ دمشق، ص 455/4

اس کی تشریح میں قریباً ہے سبھی محدثین نے لکھا ہے اس ارشاد سے مراد ہے ہم سب انبیاء علیہم السلام کا دین دین اسلام ہی ہے۔اور شریعتیں مختلف ہیں نماز کی رکعتوں اسکی ادائیگی میں اختلاف رہا۔ زکوۃ واجب رہی مگر شرح میں فرق رہا۔روزہ واجب رہا مگر افطاری سحری اور کئی باتوں میں اختلاف رہا ایسے ہی حج ہمیشہ سے آرہا ہے۔مگر ادائیگی کے اصول وقواعد میں قدرے اختلاف رہا جیسے آج بھی دین واحد اسلام کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے مختلف مکاتیب فکر کے اندر احکام کی ادائیگی میں اختلاف موجود ہے۔ابن اثیر فرماتے ہیں حضور ﷺ حج سے قبل ہر سال حج ادا فرماتے تھے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فلسفہ ٔ حج

اسلام نے مختلف لوگوں کو ملت واحد بنا کر ان کے درمیان اتفاق، پیار، محبت، اور ایک دوسرے سے مانوس رہنے کیلئے کئی ایک اصول فرمائے جنہیں ملت اسلامیہ نے رسمی طور پر تو اپنا رکھا ہے۔مگر ان کی روح سے استفادہ نہیں کررہی اگر اس کی روح سے محرومی نہ ہوتی تو آج امریکہ اور یورپی مما لک کا قبضہ نہ ہوتا بلکہ اسلامی غلبہ ہوتا۔

☆ اہل محلّہ میں اتحاد قائم رکھنے اور جذبات محبت پیدا کرنے کیلئے پنجگانہ نمازوں کے وقت مسجد میں اکٹھے ہونے کا حکم فرمایا۔

☆ محلّہ اور شہر میں قریبی تعلقات قائم رکھنے اور جذبات محبت بڑھانے کیلئے ہفتہ میں ایک جمعہ کے اجتماع کی حاضری کو لازم قرار دیا۔

☆ شہر اور قرب وجوار کے دیہات میں موانست کو فروغ دینے کیلئے سال میں دومرتبہ عیدالضحیٰ اور عیدالفطر کی تقریبات کو سنت قرار دے کر جذبہ محبت کے فروغ کا سبب بنایا۔

☆ اسلام کے عالمی رابطہ کو مضبوط رکھنے کیلئے زندگی میں ایک مرتبہ حج کو فرض قرار دیا گیا

☆ اس فریضۃ کی ادائیگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلام کا غلغلہ ہو۔

☆ یہ بھی ہے کہ مسلمان بحری، بری، ہوائی ذرائع سے یہاں پہنچ کر اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد روحانی مفاد کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ عالمگیر منڈیوں میں نمائشوں کے قیام سے جو مقصد ایوان تجارت حاصل کر سکتا ہے وہ سب کچھ یہاں بھی ہے۔

☆ عظیم کانفرنسوں سے جو کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔سالانہ جلسوں سے جو کچھ لیا جا سکتا ہے۔وہ سب کچھ یہاں بھی ہے۔

☆ شاہی دربار منعقد کر کے جن مقاصد کو حل کیا جا سکتا ہے۔وہ بھی یہاں ہے

☆ عام لوگوں کو بلا کر ملک کے استحکام کیلئے جو ٹریننگ دی جا سکتی ہے۔وہ بھی یہاں دکھائی دیتی ہے۔

☆ کوئی بڑا اجتماع کر کے فیصلہ کن باتیں کی جاتی ہیں تو وہ بھی یہاں ہے۔

☆ حج کا حکم دے کر قدرت نے اپنے محبوب کو انکی سالہا سال کی محنت شاقہ کا ثمرہ بھی دکھانا مقصود تھا کہ کس طرح جوق در جوق لوگ تیرے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔

☆ دور دراز سے لوگوں کو بلا کر اس مقدس مقام کی عظمت کو چار چاند لگانا بھی مقصود تھا۔

☆ آثار قدیمہ کے متلاشی لوگوں کو مختلف زبانوں کے محققین کو یا اقوام عالم کے مورخین کو اور علم جغرافیہ کے ماہرین کو جو کچھ مطلوب ہوتا ہے وہ سبھی کچھ یہاں بھرا پڑا دکھائی دیتا ہے۔

☆ کوئی بادشاہ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے اتنا اجتماع نہیں کر سکتا جتنا حج میں انفرادی خرچ پر ہو جاتا ہے۔

☆ مقدس مقامات کی زیارت سے اللہ والوں کی محبت بڑھتی ہے۔عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

☆ دور دراز کے سفر سے تجربہ پیدا ہوتا ہے۔جو زندگی کے کئی موڑوں پر کام آتا ہے۔

☆ حج کی ادائیگی سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔اگر حج کے بعد دل سخت ہے تو توبہ واستغفار کی شدید ضرورت ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائل حج

☆ حج کی ادائیگی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی معافی ہو جاتی ہے۔حقوق العباد کی معافی کا یہ معنی ہے کہ ادائے حقوق میں جو کوتاہیاں ہیں جیسے وعدہ کی خلاف ورزی وغیرہ معاف ہو جاتی ہے۔

☆ حضور ﷺ فرماتے ہیں حج وعمرہ ملا کر کرو۔یہ دونوں فقر اور گناہ کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی سونے چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔(1)

☆ حج وعمرہ میں بندے خدا کے ہاں موجود ہوتے ہیں اور ہر میزبان اپنے مہمان کو نوازتا ہے۔یہاں خود خدا میزبان ہے۔

☆ کچھ عبادات مالی ہیں اور کچھ بدنی۔حج عبادت مالی بھی ہے اور بدنی بھی مال بھی خرچ ہوتا ہے اور محنت بھی کرنا پڑتی ہے۔

☆ اسلام کی تمام عبادات میں اطاعت غالب ہے عقل کو دخل ہے مگر حج میں حضرت عشق کا تسلط ہے احرام باندھنا دیوانہ وار طواف کرنا جنگلات میں گھومنا، لاکھوں جانوروں کا ذبح کرنا، کنکریاں مارنا سبھی مظاہر عشق ہیں۔

---

(1)الترمذی ، السنن، الرقم 738،ص 308/3
النسائی، السنن، الرقم 2583،ص 448/8
النسائی ، السنن ، الرقم 2584،ص449/8
الاحمد ،المسند ، الرقم 162،ص 166/1
النسائی ، السنن الکبریٰ،الرقم 3611،ص322/2

☆ چھوٹی اسناد مڈل، میٹرک، ایف اے وغیرہ کی اسناد کہیں بھی پہنچ سکتی ہیں۔ مگر ایم اے ڈاکٹریٹ کیلئے یونیورسٹی جانا پڑتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ صدقات یہ چھوٹی اسناد ہیں حج بیت اللہ بڑی سند ہے۔

☆ حج محبت الٰہی کا بہترین زینہ ہے اور عشق الٰہی کا مظہر ہے کہ حج میں احرام کی حالت میں بعض حلال چیزیں بھی حاجی پر حرام ہو جاتی ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حج کا مختصر طریقہ

☆ میقات سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا جائے۔ (میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے بغیر احرام کے حاجی کا گزرنا ممنوع ہے) مختلف ملکوں کے مختلف میقات ہیں۔

☆ غسل یا وضو کر کے مردان سلی دو چادریں پہنے ایک تہبند کے طور پر دوسری اوپر کیلئے عورت اپنے بطنی لباس میں رہے گی۔ صرف منہ نہیں ڈھانپے گی۔

☆ دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھ کر تلبیہ پڑھا جائے احرام بندھ گیا۔

☆ مکہ مکرمہ پہنچ کر کعبہ شریف کا طواف کیا جائے کعبہ شریف کے گرد سات پھیرے دینے کا نام طواف ہے۔

☆ طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سات چکر پورے کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ (عمرہ ہو گیا)

☆ صفا مروہ کے پھیرے اس طرح ہیں۔ صفا سے مروہ تک ایک پھر مروہ سے صفا تک دو اس طرح سعی مروہ پر ختم ہو گی۔

☆ حج کا احرام بھی اسی طرح ہے جیسے عمرہ کا باندھا گیا۔ ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے ہی احرام باندھ کر طواف قدوم اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر کے نماز ظہر تک منی پہنچ جائے کہ وہاں پانچ نمازوں کی سعادت حاصل کر سکے۔

☆ اگر کوئی شخص طواف قدوم نہ کر سکا اور سعی نہ کر سکا تو بھی احرام ہو گیا حج میں

نقص نہیں ہوگا۔

☆ واپسی پر طواف زیارت کے ساتھ سعی کرنا لازم ہوگا۔

☆ ۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد عرفات کو روانہ ہو سارا دن عبادت عجز و انکساری آہ وزاری میں گذارے۔

☆ مسجد نمرہ شریف میں جماعت سے شامل ہو وہاں ظہر و عصر ایک ساتھ ہونگی یہ بھی ایسے ہی پڑھے۔

☆ اپنے خیمے میں نماز پڑھے تو الگ الگ اپنے اپنے وقت میں نمازیں ادا کرے۔ احناف کا یہی موقف ہے۔

☆ مغرب کی نماز ادا کیئے بغیر غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کیلئے روانہ ہو۔

☆ مغرب وعشاء مزدلفہ میں ادا ہوں گی۔ پہلے مغرب پھر عشاء رات عبادت میں گذارے تو کرم بالائے کرم۔

☆ دس ذی الحجہ کو نماز فجر کے بعد مزدلفہ سے منی روانہ ہو۔ یہیں سے شیطانوں کو مارنے کیلئے کنکر چن لئے جائیں نہ ہو سکے تو جہاں سے بھی لیں درست ہے

☆ دس ذی الحجہ کو منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا کام جمرہ عقبہ (آخری شیطان) کو سات کنکر مارنا ہے۔

☆ دوسرا کام قربانی کا جانور ذبح کرنا ہے خود کرے یا کسی سے کروالے۔

☆ تیسرا کام سر منڈوا کر احرام کھولنا ہے۔

☆ چوتھا کام دس کو یا بارہ ذی الحجہ کو شام تک طواف زیارت کرنا ہے۔

☆ ۱۱،۱۲ ذی الحجہ دونوں دن بعد دوپہر تینوں شیطانوں کو سات سات کنکر مارنا ہے طریقہ یہ ہے پہلے پہلے جمرہ کو پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو۔ خدا قبول فرمائے تو حج ہو گیا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ سے روانگی کا منظر

جوں ہی حضور ﷺ کے سفر حج کی خبریں پھیلیں تو پورے خطہ عرب سے جوق در جوق قافلے پہنچنا شروع ہو گئے۔ مدینہ منورہ قافلوں کی آمد سے اپنی بساط سے کہیں زیادہ پھیل گیا دور سے آنے والے مہمانوں کیلئے کھلے میدان میں خیمے لگا دئے گئے۔ مدینہ منورہ کی گلیوں میں شدید بھیڑ ہے۔ ۲۵ ذی قعدہ کو ہفتہ کے دن حضور ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں نماز ظہر پڑھائی۔ سب حاضرین نے ایک اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔ حضور ﷺ نے اپنے بعد مدینہ منورہ کیلئے ابو دجانہ کو نائب مقرر فرمایا امہات المومنین اس مقدس سفر میں ساتھ تھیں۔ جب یہ قافلہ ذوالحلیفہ پہنچا تو حضور ﷺ نے سبھی کو وہاں رکنے کا حکم فرمایا۔ نماز عصر یہاں ذوالحلیفہ ادا فرمائی۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ رات یہیں قیام رہا۔ مدینہ منورہ کی طرف سے حج پر جانے والوں کیلئے میقات ذوالحلیفہ ہے۔ یہاں پر حضور ﷺ نے احرام کیلئے غسل فرمایا سر مبارک میں تیل لگایا۔ کنگھی شریف استعمال فرمائی۔ خوشبو لگائی۔ (یاد رہے احرام کی نیت کرنے کے بعد خوشبو کا استعمال جائز نہیں) پھر احرام کی چادریں زیب تن فرمائیں۔ دو رکعت نماز ادا کی حج وعمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھا) اسے قران کہتے ہیں) تلبیہ پڑھا، تلبیہ یہ ہے۔

لبيك اللهم لبيك لبيك لاشريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك
والملك لا شريك لك، (1)

ترجمہ : حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں میں حاضر ہوں تمام نعمتیں تیری عطا کردہ ہیں۔ تمام ملکوں کا تو بادشاہ ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

---

(1) البخاری ، الجامع الصحيح، الرقم 1448،ص 448/5
المسلم،الجامع الصحيح، الرقم 2029،ص 112/6
ابوداؤد، السنن، الرقم 1547،ص 147/5
الترمذی، السنن، الرقم 755،ص336/3
النسائی ، السنن، الرقم 2697،ص 110/9
ابن ماجه ، السنن، الرقم 2909،ص475/8

احرام باندھنے کے بعد حضور ﷺ اپنی مقدس اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے تو پھر تلبیہ پڑھا۔ حضور ﷺ تلبیہ شریف کو بار بار دہراتے رہے۔ دور تک دکھائی دینے والا انسانوں کا عظیم سمندر اپنے محبوب ﷺ کی قیادت میں تلبیہ بلند کرتا ہوا کعبہ انور کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عشق و محبت سے بھرے ہوئے اس قافلے کو نا معلوم زمین و آسمان کی مخلوقات کس انداز سے دیکھ رہی ہونگی۔ اس عظیم قافلے کے تلبیہ نے فرش و عرش پر کیا کیف پیدا کیا ہوگا۔ یہ مقدس قافلہ مسلسل ۸ دن سفر کر کے مکہ مکرمہ کے قریب مقام ذی طویٰ پر پہنچا اور وہاں پر قیام کیا کہ صبح کو تازہ دم ہو کر بارگاہ قدس میں حاضری دیں کعبہ کا طواف کریں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

زیارت کعبہ

۴ ذی الحجہ اتوار کو حضور ﷺ اپنے رفقاء و خدام کے ساتھ مسجد حرام میں پہنچ گئے۔ کعبہ شریف کی زیارت فرماتے ہوئے یہ الفاظ مبارکہ پڑھے۔

اللھم زد بیتك ھذا تشریفاً و تعظیماً و مھابة ۔(1)

اے اللہ اپنے گھر کے شرف کو عزت کو اسکی عظمت کو اسکی ہیبت کو اور زیادہ بڑھا۔

پھر حضور ﷺ نے طواف شروع فرمایا حجر اسود کو بوسہ دیا، طواف کرتے کعبہ شریف حضور ﷺ کی بائیں جانب تھا۔ طواف سے فارغ ہو کر حضور ﷺ نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا فرمائے۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر حضور ﷺ حجر اسود کی طرف تشریف لے گئے پھر اسے بوسہ دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ صفا و مروہ کی طرف تشریف لے گئے اور سات چکر لگانے کے بعد احرام نہیں کھولا۔ (کہ قران تھا) حضور ﷺ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے۔ جب تک حج کر کے قربانی کا جانور ذبح نہ کیا جائے احرام برقرار رہتا ہے۔ ۸ ذی الحجہ کو حضور ﷺ مکہ مکرمہ سے چل کر منی تشریف لائے صحابہ

---

(1) الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 2984، ص 299/3
الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم 6311، ص 389/13
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 462/8
ابن قیم، زادالمعاد، ص 206/2

ساتھ تھے۔حضورﷺ نے رات منی میں بسر فرمائی صبح تک قیام فرمایا۔سورج طلوع ہو جانے پر عرفات روانہ ہوئے۔مسجد نمرہ شریف کے قریب حضورﷺ کیلئے خیمہ نصب کیا گیا تھا۔یہ جگہ عرفات کے شرقی جانب واقع ہے۔حضورﷺ نے اس حجۃ الوداع میں جو تاریخ ساز خطبہ فرمایا ہدیہ قارئین ہے

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

خطبہ عرفات کے پچیس ارشادات

اعلان جدائی

☆ حمد و ثناء کے بعد جو پہلی بات ارشاد فرمائی یہ تھی۔

" فانی لاأدری لعلی لاالقاکم بعدعامی ھذا نجتمع فی ھذ المجلس ابدا"(1)

ترجمہ: اے لوگو میرا خیال ہے میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔یہ اعلان جدائی تھا نہ معلوم اس اعلان سے عشاق پر کیا گزری ہوگی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عزتوں کا پاس

" ان دمآء کم و اموالکم و اعراضکم حرام علیکم کحرمۃ لو حکم ھذا فی شھر کم ھذا فی بلدکم ھذا"(2)

---

(1) السیھلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن ھشام ، السیرۃ، ص603/2
الواقدی،المغازی، ص 1111/1
الطبری، التاریخ ، ص 402/2

(2) البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 65،ص118/1
الترمذی، السنن ، الرقم 2085،ص58/8
ابن ماجہ ، السنن، الرقم 3046،ص173/9
الاحمد ، المسند ، الرقم 19493،ص352/41
النسائی ، السنن الکبریٰ ، الرقم 4092،ص442/2

ترجمہ: تمہاری جانیں، تمہارے مال تم پر عزت وحرمت والے ہیں یہ اسطرح ہے جسطرح تمہارا آج کا دن حرمت والا ہے۔ جس طرح یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ اور جس طرح یہ شہر حرمت والا ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قیامت کو جواب دہی

و انکم ستلقون ایکم فیسئلکم عن اعمالکم (1)

ترجمہ: بے شک تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

امانت کی ادائیگی

وقد بلغت و من کانت عندہ امانۃ فلیردھا لمن ائتمنہ علیہا۔(2)

(ترجمۃ) سن لو اللہ تعالیٰ کا پیغام میں نے پہنچا دیا اور جس شخص کے پاس کسی نے امانت رکھی ہو اس پر لازم ہے وہ اس کی امانت اس کے مالک تک پہنچائے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سود کی معافی

فان کل ربا موضوع ولکن لکم روس اموالکم ولا تظلمون

ولا تظلمون قضی اللہ انہ لا ربوا۔ (3)

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص468/8
السیہلی، الروض الانف، ص 383/4
(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 468/8
(3) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 469/8
السیہلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن ھشام، السیرۃ، ص 603/2

ترجمہ : سارا سود معاف ہے لیکن تمہارے لئے اصل زر ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ سود نہیں''

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت عباس کی سودی رقم

وان اول ربا اضع ربا عباس بن مطلب فانہ موضوع کلہ۔(1)

سب سے پہلے جس سود کو کالعدم قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ گویا اس ضابطہ کا آغاز اپنے چچا سے فرمایا گیا کہ لوگوں پر حق وانصاف واضح ہو جائے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قتل کی معافی

الاان کل شی من امر الجاھلیہ موضوع ، و ان اول دم اضع من دمائنا دم ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب و کان مسترضعا فی بنی سعد بن بکر و قتلہ ھذیل۔ (2)

ترجمہ: زمانہ جاہلیت کی ہر چیز کو میں کالعدم قرار دیتا ہوں اور تمام خونوں میں سے جو خون میں معاف کر رہا ہوں وہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حارث کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے جو اس وقت بنو سعد کے ہاں شیر خوار بچہ تھا۔ اور ہذیل قبیلہ نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ (یہاں اپنے چچا کے بیٹے کے خون کو معاف کر

---

(1) الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 469/8
السیھلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص 603/2
الطبری ، تاریخ الرسل والملوك ، ص 93/2

(2) الطبری ، التاریخ ،ص 402/2
الطبری ، التاریخ الرسل والملوك، ص 93/2
السیھلی، الروض الانف ، ص 383/4
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص 603/2

کے بھی گھر سے آغاز کیا گیا ہے

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شیطان سے بچو

"ایہا الناس الشیطان قد ئیس ان یعبد بأرضکم هذه ابدا

ولکنہ ان یطع فیما سوی ذالك فقد رضی بما تحقرون من اعمالکم

فاحزروه علی دینکم " (1)

ترجمہ: اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ اس زمین میں کبھی اسکی عبادت کی جائے گی۔ لیکن اسے یہ امید ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہ کرانے میں کامیاب ہوجائے گا۔ اس لئے تم اس سے بچے رہنا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عورتوں سے حسن سلوک

ایہا الناس اتقو اللہ و استوصوا بالنساء خیر ا فانہن عندکم

عوان لا یملکن لانفسہن شیأو لکم انما اخذتموہن بأمانہ اللہ و

استحللتم فروجہن بکلمۃ اللہ و لکم علیہن حق و لہن علیکم حق

ولکم علیہن ان لا توطین فرشکم احدا تکرھونہ وعلیہن ان لایأتین

بفاحشہ مبینہ و ان فعلن فان اللہ قد اذن لکم ان تہاجروھن فی

---

(1) السیہلی ، الروض الانف ،ص 383/4
ابن ہشام ، السیرۃ ، ص 603/2
الطبری ، التاریخ ، ص 402/2
ابو ذرعہ ، تاریخ دمشق، ص 403/45
الصالحی ، سبل الہدی والرشاد ، ص 469/8

المضاجع و تضربوهن ضربا غیر مبرج فان انتہین فلہن علیکم رزقہن و کسوتہن بالمعروف فاعقلوہ۔ (1)

ترجمہ: اے لوگو اللہ تعالی سے ڈرتے رہا کرو۔ میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی، حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمہارے تابع ہیں۔ وہ اپنے بارے میں کسی اختیار کی مالک نہیں۔ اور یہ تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے امانت ہیں۔ اور اللہ کے نام کے ساتھ وہ تم پر حلال ہوتی ہیں۔ تمہارے ان کے ذمہ حقوق ہیں۔ اور انکے تم پر بھی حقوق ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر کی حرمت کو برقرار رکھیں۔ اور ان پر یہ لازم ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں اگر ان سے بے حیائی سرزد ہو تو پھر اللہ تعالی نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم انہیں اپنی خوابگاہوں سے دور کرو۔ اور انہیں بطور سزا تم مار سکتے ہو۔ لیکن ضرب شدید نہ ہو۔ اگر وہ باز آجائیں تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم ان کے خوردونوش کا مناسب انتظام کرو۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کتاب وسنت پر عمل

ایہا الناس اسمعوا قولی خائی قد بلغت و قد ترکت فیکم مالن تضلوا بعدی ابدا ان اعتصمتم بہ امرین کتاب اللہ عز و جل و سنۃ نبیبیہ ﷺ "(2)

ترجمہ: اے لوگو متوجہ ہو جاؤ میں نے اللہ تعالی کا پیغام تم کو پہنچا دیا ہے اور میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑ

---

(1) السیہلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن ہشام، السیرۃ، ص 603/2
الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 469/8
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 93/2

(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 469/2
السیہلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن ہشام، السیرۃ، ص 603/2
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 93/2

کر جا رہا ہوں اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اللہ تعالی کی کتاب قرآن مقدس اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بھائی چارے کا حکم

ایھا الناس اسمعوا قولی و اعقلوہ تعلمن ان کل مسلم اخ مسلم و ان المسلمین اخوۃ " (1)

ترجمۃ: اے لوگو! میری بات غور سے سنو۔ اور اس کو سمجھو تمہیں یہ چیز معلوم ہونی چاہئے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو

"فلا یحل لا مرءٍ من اخیہ الا ما اعطاہ عن طیب نفس و لا تظلمن انفسکم " (2)

ترجمہ: کسی آدمی کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے مال سے بغیر اس کی رضا مندی کے لے تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص469/8
السیھلی، الروض الانف ، ص 383/4
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص 603/2

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص469/8
السیھلی، الروض الانف ، ص 383/4
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص 603/2

بری نیت فقر لاتی ہے

”و مــن تــکــن الدنیا نیته یجعل الله فقره بین عینیه و یشتت

علیه ضیعته ولا یأتیه منها الا ما کتب له “(1)

ترجمۃ: جس کی نیت طلب دنیا ہو اللہ تعالی اس کے فقر و افلاس کو اس کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے۔ اور اس کے پیشہ کی آمدن منتشر ہو جاتی ہے۔

نیک نیتی غناء لاتی ہے

ومــن تــکــن الاخــره نیتــه یــجعل الله غناه فی قلبه و یکفیه

ضیعته و تأتیه الدنیا و هی راغم“ (2)

ترجمۃ: جس کی مشیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالی اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے۔ اور اس کا پیشہ اس کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اور دنیا اس کے پاس ناک گھسیٹتی ہوئی آتی ہے۔

صلی الله تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

مبلغ کیلئے دعا

فـرحــم الــله امرا سمع مقالتی حتی یبلغه غیره فرب حامل

فقه و لیس بفقیه و رب جاهل فقه الی من هو افقه منه۔(3)

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص469/8
السیهلی، الروض الانف ، ص 383/4
ابن هشام ، السیرة ، ص 603/2

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص469/8
السیهلی، الروض الانف ، ص 383/4
ابن هشام ، السیرة ، ص 603/2

(3) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص469/8
الاصبهانی ، التاریخ ، ص 336/1

ترجمہ: اللہ تعالی اس شخص پر رحم فرمائے جس نے میری بات کو سنا اور دوسروں تک پہنچایا بسا اوقات وہ آدمی جو فقہ کے کسی مسئلے کا جاننے والا ہوتا ہے۔ وہ خود فقیہ نہیں ہوتا اور بسا اوقات حامل فقہ کسی ایسے شخص کو بات پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غلاموں سے محبت

ارقاء کم ارقاء کم اطعموھم مما تاکلون و اکسوھم مما تلبسون فان جاء بذنب لا تریدون ان تغفروہ فبیعوا عباد اللہ ولا تعذبوھم " (1)

ترجمہ: تمہارے غلام، تمہارے غلام جو تم کھاتے ہو اس سے انہیں بھی کھلاؤ، جو تم خود پہنتے ہو اس سے انہیں بھی پہناؤ اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے جسے تم معاف کرنا پسند نہیں کرتے تو ان کو بیچ دو۔ سزا نہ دو۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پڑوسی سے پیار

اوصیکم بالجار حتی اکثر فقلنا انہ سیورثہ(2)

ترجمۃ: پڑوسی کے بارہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں' راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے اس ارشاد کو بار بار دہرایا۔ یہاں تک کہ ہمیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ حضور ﷺ پڑوسی کو وارث نہ بنا دیں۔

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابۃ ، ص 125/3
الصالحی، سبل الھدی والرشاد ،ص 470/8
مختصر تاریخ دمشق، ص 473/4
الذھبی، التاریخ ، ص 375/1

(2) الصالحی، سبل الھدی ولرشاد، ص 470/8
السیھلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص 603/2

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وارث کیلئے وصیت

”ایھا الناس ان اللہ قد ادی لکل ذی حق حقہ و انہ لا یجوز وصیۃ لوارث (1)“

ترجمہ: اللہ تعالی نے ہر حق دار کو اس کا حق دیدیا ہے کسی وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں اس لئے کہ وارث کا حق قدرت نے خود متعین کر دیا ہے۔ جس قدر اللہ تعالی کو اپنی مخلوق سے محبت ہے دوسرے کسی کو نہیں ہو سکتی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بچہ نکاح والے کا ہوگا

اس خطبہ عرفات میں فرمایا:

”الولد للفراش وللعاھر الحجر“ (2)

بیٹا بستر والے کا ہوتا ہے یعنی خاوند کا۔ اور زانی کیلئے پتھر (یعنی سنگساری) یہ بچہ نکاح والے کا ہی کہلائے گا وہی اس کا باپ ہے اس کی جائیداد کا وارث ہوگا۔ اُس بچہ کی اولاد اس کی نسل کہلائے گی۔ زانی کیلئے تو شرعی سزا ہوگی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 470/8
ابن کثیر، السیرۃ، ص 342/4
السیھلی، الروض الانف، ص 483/4
ابن ھشام، السیرۃ، ص 605/2
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 190/5

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 470/8
السیھلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن کثیر، البدیۃ والنھایۃ، ص 190/5
ابن ھشام، السیرۃ، ص 605/2

نسب بدلنے والے پر لعنت

ومن ادعی الی غیر ابیه او تولی غیر موالیه فعلیه لعنة الله و

الملائکة والناس اجمعین۔ لا یقبل الله منه صرفا و لا عدلا۔(1)

ترجمہ: جوشخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بغیر کسی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ تعالی کی فرشتوں کی، اور سارے لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بدلہ اور کوئی مال قبول نہ کریگا۔

صلی الله تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

مستعار شیٔ اور قرضہ واپس کئے جائیں

اسی خطبہ میں فرمایا

العاریة موداہ والنحله مردودة والدین مقضی والزعیم غارم" (2)

ترجمہ: جو چیز کسی سے مانگ کر لو اسے واپس کرو عطیہ واپس ہونا چاہئے۔ (متبادل تحفہ کے طور پر) قرضہ لازمی طور پر ادا کرنا چاہئے اور جو ضامن ہو اس پر اسکی ضمانت ضروری ہے۔

صلی الله تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

میرے متعلق کیا جواب دو گے

قوم کو متوجہ فرما کر دریافت فرمایا: "

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 470/8
السیهلی، الروض الانف، ص 383/4
ابن کثیر، البدیة والنهایة، ص 190/5
ابن هشام، السیرة، ص 605/2

(2) ابن شیبه، تاریخ المدینة، ص 531/2
ابن کثیر، السیرة، ص 396/4
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 470/8
ابن کثیر، البدیة والنهایة، ص 217/5

و انتم تسعون عنی وما انتم قائلون قاموا نشهد انك بلغت وادیت و

نصحت " (1)

ترجمہ: تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے انہوں نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ

آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اخلاص محبت سے ادا کیا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

میرے بعد نبی ہے نہ کوئی امت

ایھا الناس انه لانبی بعدی ولا امة بعدکم "(2)

لوگو نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی امت پیدا ہونے والی ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دینی احکام ادا کرو

اسی خطبہ مقدسہ میں ارشاد فرمایا:

الا فاعبدوا ربکم و صلوا خمسکم و صوموا شهرکم و ادّوا زکوة

اموالکم طیبة بها انفسکم ، وتحجون بیت ربکم و اطیعو ولات

امرکم تدخلو جنة ربکم۔(3)

ترجمہ: لوگو اچھی طرح سن لو۔ اپنے رب کی عبادت کرو، پنجگانہ نماز ادا کرو، سال بھر میں ایک مہینہ

رمضان کے روزے رکھو۔ مالوں کی زکوۃ، خوشدلی سے ادا کرو۔ خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔ اپنے حکمرانوں کی

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد ، ص 470/8
ابن کثیر ، السیرة ، ص 293/4
الواقدی، المغازی ص 1103/1
الذهبی، التاریخ ، ص 359/1
ابن کثیر، البدایة والنهایة ، ص 166/5

(2) المجروحین ، ص 331/1

(3) السیهلی، الروض الانف، ص 383/4

اطاعت کرو جسکی جزا یہ ہے کہ اپنے رب کی جنت میں جاؤ گے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اے اللہ گواہ ہوجا

خطبہ عرفات شریف کے ارشادات فرمانے کے بعد اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر پھر لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا۔''

اللھم اشھد ۔ اللھم اشھد شھدت مراہ۔(1)

ترجمہ: اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا (یہ بندے کس طرح میرے حق میں گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے تیرے احکام پہنچا دیئے)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عجز وانکساری کا عالم

عرفات شریف کا یہ سارا دن جس طرح عجز وانکساری اور آہ وزاری سے گذرا وہ درج ذیل چند ایک دعاؤں سے واضح ہورہا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے میدان عرفات میں بارگاہ قدس میں اس طرح دعا کی۔

اللھم انك تسمع كلامي و ترىٰ مكاني و تعلم سري و علانيني لا يخفى عليك شئ من امري ان البائس الفقير، المسغيث، المستحبير، الوجل، الشفق، المفر، المعترف بذنبه، اسئلك مسئلة المسكين وابتهل عليك ابتيال المذنب الذليل، وادعوك دعاء الخائف الضرير من خضعت لك رقبّة و فاضت لك عبرته و ذل جسده و رغم انفه لك اللهم لا تجعلني بدعائك رب شقياً و كن بي رؤفاً رحيماً يا

(1) المسلم ، الجامع الصحيح، الرقم 2137، ص 245/6
ابو داؤد، السنن، الرقم 1628، ص 558/5
ابن ماجه، السنن، الرقم 3065، ص 200/9

خیر المسئولین و یاأ خیر المعطین۔ (1)

ترجمۃ :اے اللہ تو میری باتیں سنتا ہے میری قیام گاہ کو دیکھ رہا ہے۔میرے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے۔ میرے حال میں سے کوئی چیز تجھ سے مخفی نہیں ۔ میں غمزدہ ہوں، میں فقیر ہوں، میں تیرے حضور فریادی ہوں ، میں ڈرنے والا ہوں، پناہ مانگنے والا ہوں، خوف زدہ ہوں،اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں میں تجھ سے ایک مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ایک گنہگار ضعیف کمزور کی طرح عاجزی کرتا ہوں اور تیرے حضور اس طرح دعا کرتا ہوں جیسے ایک ڈرنے والا نابینا دعا مانگتا ہے جس کی گردن تیرے لئے جھک گئی ہے۔جس کے آنسو تیرے ڈر سے بہہ رہے ہیں ۔جس کا جسم عاجزی کر رہا ہے۔ جس کی ناک تیری بارگاہ میں خاک آلود ہے۔اے میرے اللہ مجھے شقی نہ بنانا اور میری دعا قبول کرنا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک کرنا اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے۔اور اُن سب سے بہتر جو عطا کرتے ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسری دعا

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے میدان عرفات میں یہ دعا بھی پڑھی۔

لاالٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد بیدہ الخیر و ھو علی کل شی قدیر۔ اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی صدری نورا و فی سمعی نورا و فی بصری نورا اللھم اشرح لی صدری و یسرلی امری و اعوذبك من وساوس الصدور و شتأت الامر و فتنۃ القبر، اللھم انی

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد ،ص471/8
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 217/2
ابن کثیر، السیرۃ ،ص 350/4

اعـوذبك من شر مايلج فی الليل و شرما يلج فی النهار و شرّ ما تهب به الرياح و من شرّ بوائق الدهر" (1)

ترجمہ: اللہ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں سارے ملک ساری تعریفیں اسی کیلئے ہیں تمام بھلائیاں بہتریاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ میرے دل میں نور کردے، میرے سینے میں نور کردے میرے کانوں میں نور کردے، میری آنکھوں میں نور کردے اے اللہ میرے سینے کو کھول دے اور میرے کام آسان فرما اے اللہ میں سینے کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں حالات کے پراگندہ ہونے سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ جو فتنہ رات میں داخل ہوتا اور دن میں داخل ہوتا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ ہوائیں چلتی ہیں اور زمانہ، تباہیوں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

امت کیلئے دعاء مغفرت

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عرفہ کی رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حضور ﷺ نے امت کی مغفرت اور اس پر رحمت کیلئے دعا فرمائی اور دیر تک بارگاہ قدس میں دعا کرتے رہے یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالی نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے جن کیلئے آپ نے مغفرت مانگی ہے انہیں معاف کر دیا گیا ہے۔اس دعا میں وہ لوگ شامل نہیں جنہوں نے ایک دوسرے پر ظلم کئے ہیں۔مظلوم کا حق، ظالم سے ضرور لونگا۔وہ گناہ جو میرے اور تیرے درمیان اور میرے بندوں کے درمیان تھے وہ میں نے معاف کردیے ہیں۔حضور ﷺ نے عرض کی اے اللہ تو اس بات پر قادر ہے کہ مظلوم کو اس کے حق کے بدلے میں جنت میں سے کوئی قطعہ دے دے اور اس ظالم کو بخش دے مگر اس رات اس دعا کی قبولیت واضح نہ ہوئی۔جب مزدلفہ پہنچے تو پھر اپنی امت

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 471/8
ابن کثیر، السیرة، ص 350/4
الطبری، التاریخ، ص 576/1

کیلئے دعاء مغفرت فرمائی جو قبول فرمائی گئی۔ دعا قبول فرمائے جانے کے بعد حضور ﷺ سے صدیق اکبر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں آپ تو کبھی ایسے اوقات میں ہنسا نہیں کرتے تھے آج آپ کو کس چیز نے ہنسا دیا ہے۔ اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری دعا قبول ہونے پر شیطان کو بڑا صدمہ ہوا ہے۔ وہ اپنے سر میں مٹی ڈال رہا ہے اور کہہ رہا ہے میں برباد ہو گیا میں تباہ ہو گیا شیطان کی اس حالت کو دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابن موفق کی خواب

صاحب تاریخ الخمیس نے ابن موفق کی ایک خواب نقل کی ہے ابن موفق کہتے ہیں انہوں نے عرفہ کی رات خواب دیکھی یکے بعد دیگرے دو فرشتے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے پوچھا تمہیں معلوم ہے اس سال کتنے لوگوں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا دوسرے نے کہا مجھے معلوم نہیں پہلے نے کہا اس سال چھ لاکھ افراد نے حج کیا ہے۔ پھر دوسرے نے پوچھا تجھے یہ معلوم ہے حج قبول کتنے لوگوں کا ہوا پہلے فرشتے نے کہا صرف چھ کا پس یہ دونوں فرشتے آسمان پر چلے گئے۔ ابن موفق کہتے ہیں میں سوچتا رہا چھ لاکھ سے صرف چھ۔ فرماتے ہیں مجھے پھر نیند آ گئی۔ وہی دو فرشتے پھر آ گئے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا تمہیں معلوم ہے اس رات اللہ تعالی نے کیا فیصلہ فرمایا دوسرے نے کہا مجھے علم نہیں پھر پہلے نے کہا ان چھ مقبولین کو ایک ایک لاکھ حاجی دے دئے گئے ہیں اور ایک کے صدقہ ایک لاکھ کا حج ہو گیا اور چھ کے صدقہ سے چھ لاکھ کا حج قبول ہو گیا۔ (2)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن کثیر ، السیرۃ، ص350/4
تہذیب الکمال، ص 251/14

(2) لصالحی، سبل الهدیٰ والرشاد ، ص 471/8
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 217/2
ابو ذرعہ ، تاریخ دمشق، ص 148/1
ابن کثیر، السیرۃ ،ص 351/4

عرفات کہلانے کی وجہ

یہ میدان میدان عرفات غالباً اس لئے کہلایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جدائی کی ملاقات اس میدان میں ہوئی۔ اسی تعارف کے باعث ہی عرفات کہا جاتا ہے یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ اس میدان میں بندے کو خدائی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے عرفات مشہور ہوا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ بندے کو اس میدان میں اپنی پہچان کا موقعہ ملتا ہے۔ اسی میدان میں انسانیت کا زبردست منشور فرمایا جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں کردیا گیا ہے۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مزدلفہ میں قیام

غروب آفتاب کے بعد تاریکی پھیل گئی تو حضور ﷺ نے مزدلفہ روانگی فرمائی حضرت اسامہ بن زید کو حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھالیا حضرت اسامہ لوگوں سے بار بار کہتے رہے آرام سے چلو آرام سے چلو۔ حضور ﷺ تلبیہ پڑھتے رہے سفر کرتے گئے۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کو ساتھ ساتھ پڑھا۔ اذان ایک ہوئی اور تکبیریں دو ہوئیں۔ کچھ دیر آرام فرمایا صبح صادق کے بعد نماز صبح ادا فرمائی۔ مشعر حرام پہنچ کر قبلہ رخ ہوکر دعا فرمائی۔ تسبیح وتہلیل میں مصروف رہے سراپا عجز و نیاز تھے۔ دعاؤں میں عجز وانکساری کا رنگ غالب تھا۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ، ص 36/1
مختصر تاریخ دمشق، ص 474/7

(2) الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد ،ص473/8
ابن قیم ، ذادالمعاد، ص 233/2
ابو الفتح،عیون الاثر ، ص 348/2
ابن کثیر ، السیرۃ ،ص 294/4

منیٰ کی طرف روانگی

اچھی طرح سفیدی پھیل جانے کے بعد حضور ﷺ منیٰ کیلئے روانہ ہوئے حضرت فضل بن عباس کو اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار کیا۔ جب حضور ﷺ بطن محسر پہنچے تو آپ نے اپنی اونٹنی کو تیز کیا حضور ﷺ جب کبھی ایسی وادی سے گذرتے جہاں پر عذاب اترا ہوتا تو حضور ﷺ وہاں سے جلدی گذر جاتے وادی محسر بھی ایسی ہی جگہ ہے۔ یہاں پر ابرہہ کا لشکر برباد کیا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ ختم فرمایا۔ اور حاضرین میں تشریف لائے حاضرین کو اطمینان سے بیٹھنے کا حکم دیا۔ دائیں جانب اشارہ کر کے فرمایا سارے مہاجرین یہاں بیٹھیں اور بائیں جانب اشارہ کر کے فرمایا انصار ادھر بیٹھ جائیں۔ پھر تمام حاضرین سے فرمایا سب لوگ دائیں بائیں بیٹھ جائیں پھر آپ نے تمام حاضرین کو ایک جامع خطاب سے نوازا جس میں مناسک حج کو بیان فرمایا۔ قدرت نے آپ کی آواز میں یہ قوت پیدا کر دی تھی کہ قریبا سوالاکھ افراد اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے کھڑے آرام سے سن رہے تھے۔ عمر بن خارجہ رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑے تھے۔ اونٹنی کے منہ سے گرنے والا لعاب ان کے کندھوں کے درمیان سے بہہ رہا تھا آپ اپنی عصبا اونٹنی پر سوار تھے اور یہ خطبہ فرمایا۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

خطبہ منیٰ

فرمایا اے لوگو غور سے سنو زمانہ گردش کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گیا ہے جب وہ شروع ہوا تھا جس دن زمین و آسمان کو پیدا کیا گیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار عزت والے ہیں تین تو لگاتار ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام اور رجب، جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

حضور ﷺ حاضرین سے متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم سمجھتے ہو آج کونسا دن ہے؟

---

(1) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 348/2
ابن کثیر، السیرۃ، ص 294/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 473/8

حاضرین کرام　　　اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں حضور کچھ دیر خاموش رہے

صحابہ سمجھے شائد نام بدلنا چاہتے ہیں۔

حضور ﷺ　یہ یوم نحر نہیں؟

حاضرین کرام　　　جی ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)

حضور ﷺ　یہ کونسا مہینہ ہے؟

حاضرین کرام اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں حضور کچھ دیر خاموش رہے

صحابہ نے سمجھا شاید نام بدلنا چاہتے ہیں۔

حضور ﷺ　کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں؟

حاضرین کرام　　　جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

حضور ﷺ　یہ کونسا شہر ہے؟

حاضرین کرام: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں حضور خاموش ہو گئے صحابہ نے گماں کیا شائد نام بدلنا چاہتے ہیں۔

حضور ﷺ　کیا یہ شہر مکہ نہیں؟

حاضرین کرام: بے شک یہ وہی شہر ہے۔ پھر فرمایا تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح یہ حرمت والا دن اس حرمت والے شہر میں اس حرمت والے مہینے میں عزت وشرف کا مالک ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا اچھی طرح سن لو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ۔ غور سے سنو جو یہاں موجود ہے میرا یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں شائد جس کو تم میرا پیغام پہنچاؤ۔ وہ میرے اس پیغام کو تم سے زیادہ سمجھنے والا ہو اور یاد رکھنے والا ہو پھر فرمایا بتاؤ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

حاضرین کرام:　　　حضور بے شک پہنچا دیا پھر حضور ﷺ نے بارگاہ قدس میں عرض کی اے میرے اللہ گواہ رہنا۔

---

(1)　البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 5124، ص 243/17

البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 6893، ص 455/22

الاحمد، المسند، الرقم 19492، ص 351/41

ابن حبان، الصحیح، الرقم 6074، ص 485/24

المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 3179، ص 32/9

قربان گاہ کو نوازا

حضور ﷺ خطبہ منیٰ سے فارغ ہوئے تو قربان گاہ تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ قربانی کیلئے اپنے ساتھ سو اونٹ لائے تھے۔ تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح فرمائے اپنی عمر مبارک کے ہر سال کے بدلہ ایک اونٹ ذبح فرمایا باقی ۳۷ اونٹ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں سیدنا علی المرتضی نے ذبح کئے۔ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق گوشت کھال سامان غربا میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ بھی حکم فرمایا کہ قربانی کے جانور کے گوشت کو ذبح کرنے والے کو بطور اجرت نہ دیا جائے۔ حضور ﷺ جب چھری لے کر ذبح کرنے کیلئے نکلے تو اونٹ ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر گردن رکھ دیتا کہ حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں ذبح ہو۔ حضور سید عالم ﷺ نے امہات المومنین کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔ (1)

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

بالوں کا تبرک

قربانی سے فراغت کے بعد معمر بن عبداللہ (حجام) حاضر ہوئے تمام حاضرین کا ایک عظیم انبوہ تھا جو اس انتظار میں تھا کہ سر منڈوانے کے بعد بالوں کا تبرک حاصل کرے۔ حضور ﷺ نے معمر بن عبداللہ کو فرمایا تجھے اللہ کے رسول نے اجازت دی کہ تو استرا ہاتھ میں لے کر سر مبارک کے قریب کھڑا ہے معمر عرض کرتے ہیں حضور یہ میرا نصیب ہے میرا بخت ہے اللہ کا مجھ پر کرم ہے کہ یہ سعادت نصیب ہوئی پھر حجام کو اپنے سر انور کے دائیں طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے حلق شروع کرو چنانچہ اس حصہ کے حلق کے بال مبارک ان لوگوں کو تقسیم کر دیئے گئے۔ جو اس نعمت کے منتظر کھڑے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے سر مبارک کی بائیں جانب اشارہ فرمایا۔ اور سیدنا ابوطلحہ سے فرمایا کہ ان بالوں کو لوگوں میں بانٹ دو یا یہ مقدس بال حضرت ابوطلحہ کی بیوی ام سلیم کو دیئے اور بانٹنے کا حکم دیا۔ سیدنا ابوطلحہ

---

(1) المسلم ، الجامع الصحيح، الرقم 2137،ص 245/6
ابوداؤد، السنن، الرقم 1628،ص 258/5
ابن ماجه ، السنن، الرقم 3065،ص 200/9
الصالحی، سبل الهدی ولرشاد، ص 95/11

نے تقسیم فرمائے کسی کو ایک کسی کو دو ملے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حجام کے ذریعہ مبارک پیشانی کے بال حاصل کر لئے۔ انہیں ہمیشہ اپنی ٹوپی میں رکھا کرتے تھے۔ جس میدان میں یہ ٹوپی پہن کر جاتے کامیاب ہوتے۔ خود فرماتے ہیں جس دن حضور نے حلق کروایا۔ میں نے پیشانی مبارک کے بال لے کر ٹوپی میں رکھ لئے۔ جب کبھی بھی کسی جنگ میں یہ ٹوپی پہن کر گیا اللہ تعالی نے مجھے فتح دی۔ (1)

حضور ﷺ نے اپنا مقدس سر منڈوایا اور سر منڈوانے والوں کیلئے تین دفعہ دعا فرمائی۔

اللھم اغفر للمحلقین(2)

اے اللہ حلق کرانے والوں کو بخش دے۔

لوگوں نے عرض کی حضور ترشوانے والوں کیلئے بھی دعا فرمائیں۔ تو حضور ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا

اللھم اغفر للمقصرین (3)

اے اللہ بال ترشوانے والوں کو بھی بخش دے۔ پھر حضور ﷺ نے احرام کی پابندیوں کے بعد خوشبو لگا کی قمیض پہنی اور عبداللہ بن حذافہ سلیمی سے اعلان کروایا کہ یہ دن کھانے پینے اور ذکر کرنے کے ہیں انہوں نے پورے منیٰ میں یہ اعلان کر دیا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 57/5
الواقدی، المغازی، ص 614/1
الصالحی، سبل الهدی الرشاد، ص 477/8
الصالحی، سبل الهدی الرشاد، ص 16/2
قاضی عیاض ، الشفاء، ص 56/2
ابن الاثیر، اسد الغابة ، ص 313/1

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد ، ص 478/8
ابن الاثیر، اسد الغابة، ص 459/2

(3) الذهبی، التاریخ ، ص 270/1
مختصر تاریخ دمشق ، ص 200/7

طواف زیارت

احرام کھولنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے حضور ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضور ﷺ نے اپنے پیچھے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو بٹھایا ہوا تھا۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ نے طواف زیارت فرمایا یہ طواف حج کا اہم رکن ہے۔ ۱۲ ذوالحجہ شام تک کرنا ضروری ہے رہ گیا تو حج رہ گیا اگر عورت اپنی ماہانہ بیماری کیوجہ سے رہ گئی تو وہ پاک صاف ہو کر کسی وقت بھی کر سکتی ہے۔ اس طواف کو طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔ طواف صدر بھی کہہ لیتے ہیں۔ طواف سے فارغ ہو کر حضور ﷺ واپس منیٰ شریف آ گئے نماز ظہر منیٰ میں ادا فرمائی۔ یا نماز ظہر مکہ مکرمہ میں ہی پڑھی۔ گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو دوپہر کے بعد نماز ظہر سے پہلے رمیٰ فرماتے جس کی ترتیب یہ ہوئی پہلے جمرہ اولی کو کنکر مارتے پھر جمرہ ثانیہ کو پھر جمرہ ثالثہ کو گیارہ ذوالحجہ کو سورہ النصر نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے جمرہ عقبہ کے قریب ایک اور فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا۔ جس کی پوری تفصیل کتب سیرت میں موجود ہے۔ اس خطبہ کے ارشادات خطبہ عرفات اور دوسرے خطبہ منیٰ کے ارشادات سے ملتے جلتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس خطبہ شریف کا وہ حصہ جو پہلے خطبات میں نہیں اسی کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں کہ اختصار رہے۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تیسرا خطبہ

حجۃ الوداع کے خطبہ کے بعد دوسرا خطبہ، خطبہ منیٰ ہے جس کا ذکر ابھی گذرا تیسرا خطبہ مقام عقبہ پر فرمایا اما بعد

" ایھا الناس الا و ان ربکم واحد الا وانّ اباکم واحد الا لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۔ (2)

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 468/8
السیھلی، الروض الانف، ص 383/4

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 482/8
ابن قیم ،ذادالمعاد، ص 144/5

ترجمہ: لوگو اچھی طرح سن لو تمہارا پروردگار ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے آگاہ ہو جاؤ عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے۔ نہ گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر سوائے تقوی کے۔ اللہ تعالی کے حضور تم میں معزز و محترم وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ اور پھر فرمایا ''الاھل بلغت ''میں نے خدا کے احکام تمہیں پہنچا دیئے۔ سب نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ پھر فرمایا جو یہاں موجود ہیں وہ ساری باتیں ان تک پہنچا دیں جو موجود نہیں۔ بسا اوقات جسے بعد میں پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ عقل مند ہوگا۔ پھر آپ نے وہی کلمات طیبات ارشاد فرمائے جنہیں ابھی خطبہ منیٰ اور اس سے پہلے خطبہ عرفات میں فرمایا تھا۔ اس خطبہ سے فارغ ہو کر حضور ﷺ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ نماز ظہر اور عصر وادی ابطح میں ادا فرمائی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں آپ نے وادی محصب میں نزول فرمایا۔ جناب ابو رافع نے یہاں پر انتظام کر رکھا تھا۔ حضور ﷺ کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ اور وہاں سحری کے وقت طواف الوداع فرمایا۔ یہ طواف حاجیوں کیلئے واجب ہے کہ وطن روانہ ہونے سے قبل طواف الوداع کریں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بیمار پرسی اور دعا

واپسی پر حضور ﷺ نے حضرت سعد بن وقاص کو شرف زیارت بخشا آپ کو حج کے بعد درد کی تکلیف ہو گئی تھی۔ محبوب کریم ﷺ ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے۔ حضرت سعد عرض کرتے ہیں حضور مجھے تکلیف ہے میری دولت کافی ہے وارث صرف ایک بچی ہے۔ دو حصے خیرات کر دوں فرمایا نہیں پھر سعد عرض کرتے ہیں کل جائداد کا آدھا حصہ صدقہ دے دوں فرمایا نہیں۔ فرمایا تیسرا حصہ دے دے اور وہ بھی بہت کافی ہے۔ اور پھر حضور ﷺ نے انہیں فرمایا گر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں اس حالت میں چھوڑو کہ وہ تنگ دست ہوں اور لوگوں سے مانگتے رہیں۔ جو کچھ اللہ کی رضا کیلئے دو گے اللہ تعالی اس کا اجر دے گا۔ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضور دوستوں کو پیچھے چھوڑ جاؤں گا فرمایا

نہیں تم صحت یاب ہو گے۔ان شاءاللہ (تمہاری موت کا وقت ابھی نہیں آیا) (1)

زندہ رہو گے جبتک کام کرو گے تمہارا درجہ بلند ہوگا بہت سے لوگ تم سے نفع حاصل کریں گے اور کئی لوگوں کو نقصان ہوگا اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت سعد کیلئے یہ دعا فرمائی۔

" اللھم امض لا صحابی ھجرتھم ولا تردھم علی اعقابھم " (2)

اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو جاری رکھ وہ واپس نہ لوٹا دیے جائیں۔

حضرت سعد کے گھر کو شرف بخشنے اور ان کیلئے دعا فرمانے کے بعد حضور ﷺ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مقام ادحا پر کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی آپ نے انہیں سلام فرمایا ور پوچھا تم کون ہو انہوں نے عرض کی ہم مسلمان ہیں انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ایک عورت نے پوچھا چھوٹا بچہ حج کر سکتا ہے۔فرمایا ہاں کر سکتا ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ذوالحلیفہ میں قیام

حج سے واپسی پر مقام ذوالحلیفہ پر پہنچ کر رات وہاں بسر فرمائی یہ وہی مقام ہے جہاں سے احرام باندھ کر روانگی فرمائی تھی۔نماز صبح ادا کرنے کے بعد حضور ﷺ جو مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوئے جونہی مدینہ منورہ نظر آیا۔تو آپ نے تکبیر بلند فرمائی۔

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابۃ ، ص 427/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 485/8
ابن کثیر، البدیۃ والنھایۃ ، ص 81/8
الواقدی، المغاذی، ص 1116/1
مختصر تاریخ دمشق، ص 279/3

(2) ابن الاثیر، اسد الغابۃ ، ص 427/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 485/8
ابن کثیر، البدیۃ والنھایۃ ، ص 81/8
الواقدی، المغاذی، ص 1116/1
مختصر تاریخ دمشق، ص 279/3

لاالـه الاالـله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد و هو على كل شى

قدير (1)

ترجمہ: اللہ تعالی کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اس کیلئے ہے۔تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں وہ ہر شئی پر طاقت رکھتا ہے۔

آئبـون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق وعده و

نصر عبده و هزم الاحزاب وحده ۔ (2)

ترجمہ: ہم لوٹ کر آنے والے ہیں ہم مڑ کر آنے والے ہیں ہم عبادت کرنے والے ہیں اللہ تعالی نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور کفر کے لشکروں کو اکیلے شکست دی۔ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ کے ایک کھلے میدان میں پہنچے جہاں قافلے رکتے میں تو فرمایا رات یہیں بسر کرو آدھی رات گھروں کو نہ جاؤ پھر صبح کی نماز مدینہ منورہ میں ادا فرمائی۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) ابوالفتح ، عیون الاثر، ص 350/2
ابن کثیر، السیرۃ ،ص 223/3
الصالحی، سبل الھدی والرشاد،ص 424/7
ابن قیم ، ذادالمعاد، ص 274/2
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص 133/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص 485/8
ابن کثیر ، البدایۃ والنھایۃ ، ص 227/5

(2) ابوالفتح ، عیون الاثر، ص 350/2
ابن کثیر، السیرۃ ،ص 223/3
الصالحی، سبل الھدی والرشاد،ص 424/7
ابن قیم ، ذادالمعاد، ص 274/2
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص 133/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص 485/8
ابن کثیر ، البدایۃ والنھایۃ ، ص 227/5

غدیرخم میں خطبہ

عرفات، منیٰ، غصبہ کے خطابات کے بعد مقام غدیرخم پر چوتھا خطبہ ہے جوارشادفرمایا ہے پس منظر یہ ہے حج شریف سے واپسی پر راستہ میں بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضی کے بارہ میں کوئی شکایت عرض کی تو آپ نے یہ خطبہ فرمایا " میں بشر ہوں ہوسکتا ہے مستقبل قریب میں میرے رب کی طرف سے قاصد مجھے بلانے کیلئے آجائے اور میں اس دعوت کو قبول کرلوں اشارہ تھا کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے پھر آپ نے اہل بیت کی محبت پر خطبہ فرمایا اور سیدنا علی المرتضی کے بارے میں فرمایا

" من كنت مولاه فعلی مولاه "(1)

جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضی کو مبارک دی۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت بریدہ اسلمی بھی مطمئن ہو گئے اور تمام قسم کے شکوے ختم ہو گئے نفرت محبت میں بدل گئی کدورت زائل ہو گئی اس خطبہ کا خلاصہ یہ تھا کہ سیدنا علی المرتضی اللہ تعالی کے محبوب و مقبول بندے ہیں اور میرے اہل بیت سے محبت ایمان ہے۔ اوران سے نفرت وبغض ایمان کے منافی ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شیعہ علماء کی غلط فہمی

اس حدیث شریف سے شیعہ علماء نے سیدنا علی المرتضی کی خلافت پر استدلال کیا ہے جو صحیح

---

(1) الترمذی، السنن، الرقم 3646،ص 175/12
ابن ماجه ، السنن، الرقم 118،ص 134/1
الاحمد ، المسند ، الرقم 606،ص 112/2
الطبرانی ، المعجم الكبير، الرقم 4955،ص 138/5
الحاكم ، المستدرك ، الرقم 6333،ص 375/14

نہیں۔

☆ اس حدیث شریف میں محبت علی المرتضی کا تو ذکر ہے خلافت کا نہیں

☆ کسی سے محبت کا ہونا خلافت کی دلیل نہیں بن سکتا

☆ اگر محبت کو معیار خلافت بنایا جائے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا کو یہ منصب مل جانا چاہیئے تھا۔

☆ امام حسن و حسین کو حضور کے وصال کے بعد فورا یہ مقام مل جانا چاہیئے تھا۔

☆ محبت اور قرابت کو معیار خلافت بنایا جائے تو پہلے سیدہ فاطمہ پھر سیدنا حسن کا پھر سیدنا حسین پھر سیدنا علی المرتضی کا نام آتا ہے۔شیعہ کے معیار محبت پر بھی علی المرتضی چوتھے نمبر پر ہیں اور شیعوں کے موقف میں سیدنا علی المرتضی چوتھے نمبر پر آتے ہیں نہ معلوم شکوہ کا ہے کا ہے۔

☆ شیعہ علماء کا مؤقف ہے خلافت علی کو ثابت کرنے کیلیئے دلیل قطعی اور حدیث متواتر کا ہونا ضروری ہے اور یہ روایت نہ دلیل قطعی ہے نہ حدیث متواتر۔

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ ص ۴۰۲، ج ۲ میں واضح لکھا ہے کہ مشترک لفظ ہیں کسی ایک معنیٰ کو متعین کرنے کیلیئے دلیل کی ضرورت ہے اور شیعہ سنی اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی ہم سب کے محبوب ہیں لہذا یہاں پر مولیٰ کا معنی خلیفہ نہیں، مددگار ہے، محبوب ہے۔

☆ اس خطبہ کے قریبا دو ماہ بعد حضور ﷺ کا وصال ہو گیا اور سقیفہ بنو ساعدہ میں خلافت کے مسئلہ پر زبردست ہنگامہ خیز تقاریر ہوئی ہیں کسی ایک نے بھی اس حدیث کو خلافت علی کیلیئے بطور استدلال پیش نہیں کیا۔

☆ خود سیدنا علی المرتضی نے بھی کسی مقام پر یہ روایت اپنے حق میں بطور دلیل پیش نہیں کی ہے۔

☆ غدیر خم کے خطبہ میں حضور ﷺ نے اہل بیت کی محبت کا درس دیا ہے۔ان کی دشمنی سے روکا ہے نہ کہ امامت وخلافت کے مسئلہ کو فرمایا ہے لغت اور شریعت دونوں میں لفظ ومولی کو امام کے معنی میں مستعمل نہیں۔

☆ خطبہ محبت کو خطبہ امامت وخلافت سمجھنا عقل وفکر سے دور کی بات دکھائی دیتی ہے

☆ لفظ مولیٰ مشترک ہے یہ کئی معانی میں مستعمل ہے اور لفظ مشترک اپنے تمام معانی پر بہ یک وقت دلالت نہیں کرتا اس کیلئے کسی ایک معنی کا تعین ضروری ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ کسی ایک معنی میں خاص ہو اور باقی تمام معانی نظر انداز کر دیئے جائیں۔ کیا دلیل ہے کہ اس سے مراد خلافت ہے اور باقی تمام معانی چھوڑ دیئے جائیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

علامہ ابن کثیر کی تقریر

مناسب سمجھتا ہوں کہ غدیر خم کے خطبہ پر ''سیرت النبویہ '' کے مولف علامہ ابن کثیر کے نظریات، تاثرات بھی یہاں ذکر ہو جائیں تا کہ قارئین کرام مزید وسعت نظری سے اس عنوان پر غور کر سکیں۔

''ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ اتوار کے دن حضور ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے فضل و کمال، امانت و دیانت، عدل و انصاف، کے بارہ میں کھلی بشارت بھی اس شہادت کے بعد اگر کسی غلط فہمی کے سبب کسی کے دل میں کوئی وسوسہ تھا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا حضرت بریدہ بن حصیب فرماتے ہیں مجھے بھی اس سلسلہ میں شکوہ تھا جو حضور ﷺ کے ارشادات کے بعد ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا اور سیدنا علی المرتضی کی محبت پیدا ہو گئی۔ فقط مولی کئی معانی میں مستعمل ہے۔ المولیٰ، المالک، الصمد، التابع، المحب، المنعم، الناصر، الرب، الولی، ابن الاخت، اشریک، النزیل، ابن العم، الحلیف، الجار، القریب، الصاحب، المعتق، العبد، اس موقعہ و مقام کی مناسبت سے یہاں پر مولی کے معنی محبت کرنیوالا، سچا، ساتھی مددگار کے موزوں اور مناسب ہیں شیعہ علماء کا اس مقام پر لفظ مولیٰ کو بمعنی اولیٰ استعمال کرنا حق و انصاف سے ہٹی ہوئی بات ہے جس کیلئے قطعا کوئی دلیل میسر نہیں نیز سورہ آل عمران میں لفظ اولی وارد ہے۔

'' ان اولیٰ الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذ النبی والذین آمنوا

(1)

(1) آل عمران 3: 68

بے شک ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک تر لوگ وہ تھے جنہوں نے ان کی پیروی کی نیز یہ نبی کریم اور جو اس نبی پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار رہے۔اس آیہ کریمہ میں لفظ اولیٰ موجود ہے جو قرب اور اتباع کے معنی میں استعمال ہے نہ کہ امامت وخلافت کے معنی میں۔

سیدنا حسن مثنیٰ کا خطاب

اسی غدیر خم کے خطبہ من کنت مولاہ کے بارہ میں کسی نے سیدنا حسن مثنیٰ سے سوال کیا کہ اس ارشاد نبوی ﷺ کا کیا مفہوم ہے۔تو آپ نے فرمایا اگر اس سے مراد سیدنا علی المرتضیٰ کی خلافت ہوتی تو ارشاد یوں ہوتا۔

”یایھا الناس ھذا وال بعدی والقائم علیکم بعدی فاسمعوہ و اطیعوہ“

(1)

ترجمہ: اے لوگو میرے بعد یہ (علی المرتضیٰ) تمہارے والی ہوں گے ان کا حکم سننا انکی اطاعت بجالانا اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ کو اپنا خلیفہ بنایا ہوتا اور آپ نے اس کا مطالبہ کرنے سے اجتناب کیا ہوتا تو یہ حضرت علی کی سب سے بڑی غلطی ہوتی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جبریل علیہ السلام کی نیازمندی

حجۃ الوداع کے کچھ دن بعد سیدنا جبریل علیہ السلام ایک غیر معروف شکل میں سفید لباس پہنے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے نہائیت ادب واحترام سے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور ایمان، اسلام اور احسان کے عنوانات سے سوالات کئے علامات قیامت دریافت کیں۔حضور ﷺ نے ان سوالات کے جوابات فرمائے اور وہ چلے گئے تو فرمایا یہ جبریل تھے جو تمہیں دین کی تعلیم کیلئے آئے تھے سوالات وجوابات اس طرح ہوئے۔

جبریل امین اخبرنی عن الاسلام (حضور مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں)

---

(1) علی بن ابراھیم بن احمد الحلبی، ابو الفرج، (المتوفی 1044ھ)، السیرۃ الحلبیہ

حضور ﷺ

ان تشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ و تقیم الصلوۃ و توتی الزکوۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا۔

ترجمہ: اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالی کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں۔ تو نماز ادا کرے، زکوۃ دے، رمضان کے روزے رکھے، اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ نو وارد نے کہا آپ نے سچ فرمایا، صحابہ حیران ہیں کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔

جبریل امین

اخبرنی عن الایمان ۔

(مجھے ایمان کے بارے میں آگاہ فرمائیں)

حضور ﷺ

ان تومن با للہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ ۔

ترجمہ: تو ایمان لائے اللہ تعالی پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، تقدیر پر خیر ہو یا شر" اس نے پھر کہا آپ نے سچ فرمایا۔

جبریل امین اخبرنی عن الاحسان (ارشاد فرمائیں احسان کیا ہے)

حضور ﷺ

ان تعبداللہ کانك تراہ فان لم تکن ترا ہ فانہ یراك۔

ترجمہ: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو تو یوں سمجھو گویا تم اللہ تعالی کی زیارت کر رہے ہو۔ اگر یہ کیفیت نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو یقین جانو کہ

اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

جبریل امین

اخبرنی عن الساعۃ ،

قیامت کے بارے میں فرمائیں وہ کب قائم ہوگی۔

حضور ﷺ

ما المسئول عنہا باعلم من السائل ،

ترجمہ: مسئول (محمد رسول اللہ ﷺ) سائل (جبریل امین) سے زیادہ نہیں جانتے یعنی قیامت کے علم کے بارے میں دونوں کو پتہ ہے کہ قدرت کا راز ہے۔

جبریل امین

اخبرنی عن اماراتہا ،

قیامت کی نشانیوں کے بارے میں مجھے بتائیے

حضور ﷺ

ان تلد الامۃ ربتہا،

ایک نشانی یہ ہے کہ کنیز اپنی مالکہ کو جنے گی۔

ان تری الحفاۃ العراۃ یتطاولون فی البنیان ،(1)

دوسری نشانی یہ ہے کہ تو

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح ، الرقم 48،ص 87/1
البخاری الجامع الصحیح، الرقم 4404،ص 452/14
المسلم ، الجامع الصحیح، الرقم 10،ص 88/1
ابن ماجہ ، السنن، الرقم 63،ص 73/1
ابن ماجہ ، السنن ، الرقم 4034، ص 53/12
الاحمد ، المسند ، الرقم 9137،ص 180/19
ابن حبان ، الصحیح، الرقم 159،ص 311/1

دیکھے گا وہ لوگ جنہیں جوتا بھی میسر نہیں جسم پر لباس سے محروم ہیں وہ
اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کریں گے۔ پھر حضور ﷺ نے سورۃ لقمان
شریف کی یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی۔

ان اللہ عندہ علم الساعۃ، (1)

اگرچہ جبریل علیہ السلام ایک اجنبی کی صورت میں حاضر ہوئے سائل کی
شکل میں پیش ہوئے پھر نبی محبوب پاک ﷺ نے صحابہ سے فرمادیا یہ
جبریل تھے جو تمہیں دین سکھانے کیلئے آئے تھے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت واے شناسم

تو جس رنگ میں چاہے آجا میں تیرے چہرے مہرے سے پہچانتا ہوں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سریہ اسامہ بن زید ۱۱ ھ

اسی ۱۱ ھ میں حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رومیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے مقام آبنی کی طرف لشکر کشی کی تیاری کریں۔ حضور ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں جتنے سریے روانہ فرمائے ان میں یہ آخری تھا۔ بھیجی گئی فوجوں میں یہ فوج آخری تھی۔ حضور ﷺ نے اس لشکر پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا مہاجرین وانصار میں سے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔ اپنی تکلیف کے باوجود آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے نشان بنا کر اسامہ کو دیا۔ اور یہ فرمایا

اغز باسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ (2)

اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور اللہ سے کفر کرنے والوں سے قتال کر۔

---

(1) لقمان 31: 34

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 352/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 248/6
ابن الجوزی، المنتظم، ص 416/1

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضور کے ہاتھ سے بنایا گیا نشان بریدہ اسلمی کے سپرد کیا اور فوج کو مقام جرف پر جمع کیا چونکہ ان دنوں حضور ﷺ کی طبیعت مبارک ناساز تھی اس وجہ سے سیدنا علی المرتضی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما تو آپ کی تیمارداری کیلئے واپس مدینہ منورہ آگئے۔اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر آپ کو ملنے آتے تھے۔غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب عبداللہ بن رواحہ، زید بن حارثہ شہید ہو گئے تھے۔اگر چہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کو رومیوں سے محفوظ لے آئے تھے مگر رومیوں کو مکمل طور پر شکست دینے کا خیال ہمیشہ رہا آپ چاہتے تھے کہ رومیوں کی یہ غلط فہمی دور کی جائے کہ وہ مسلمانوں کو شکست دے سکتے ہیں۔ان وجوہ کے پیش نظر یہ سریہ بھیجا گیا تھا۔حضور ﷺ نے حضرت اسامہ کو یہ ہدایات دے کر روانہ فرمایا تھا۔اس جگہ جنگ کیلئے جاؤ جہاں رومیوں نے تمہارے والد حضرت زید کو شہید کیا تھا۔

گھوڑوں کے ساتھ اس جگہ کو روند ڈالو۔صبح سویرے حملہ کرنا۔فتح کی صورت میں وہاں زیادہ نہ ٹھہرنا۔اپنے جاسوس اپنے آگے روانہ کرنا۔راستہ سے واقف لوگوں کو ساتھ لے جانا کچھ لوگوں کو یہ خیال ہو گیا کہ بڑے بڑے صحابہ کے ہوتے ہوئے ۲۰ سال کے اسامہ کو کمان دی گئی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا لوگو تم نے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا اللہ کی قسم زید بھی اس منصب کا حقدار تھا اور اسامہ بھی ہے۔پھر حضور ﷺ منبر سے اتر کر گھر تشریف لے گئے یہ ہفتہ کا دن تھا۔ربیع الاول کی دس تاریخ اگلے اتوار کے دن حضرت اسامہ سلام کیلئے حاضر ہوئے تو آپ تکلیف میں تھے۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جھک کر سر کو بوسہ دیا۔پھر دعائیہ کلمات کہے اور واپس چلے گئے۔(1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابو الفتح ، عیون الاثر ، ص 352/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص 248/6
ابن الجوزی، المنتظم ، ص 416/1

چوتھا باب

حج سے واپسی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت

سفر آخرت کا اشارہ

اسی ۱۱ ھ میں حجۃ الوداع کے بعد حضور ﷺ نے اپنے سفر آخرت کا ذکر متعدد مقامات پر فرمایا خطبہ حجۃ الوداع میں بھی یہ اشارہ واضح تھا۔ محرم اور صفر کے مہینے مدینہ منورہ میں گذر گئے ایک دن آپ نے مسجد نبوی شریف میں منبر مبارک پر یہ خطبہ فرمایا۔

انی بین ایدیکم فرط وان علیکم شہید و ان موعدکم الحوض
و ان لا نظر الیہ من مقامی ھذا و انی قد اعطیت و مفاتیح خزائن الارض
و انی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا
ان تنافسو فیھا و تھلکو فی ھلك من کان قبلکم۔(1)

ترجمہ: میں تمہارا پیش رو ہوں یعنی تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہی دوں گا۔ میری تمہاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔ اور میں یہاں سے بیٹھا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے یہ ڈر ضرور ہے کہ تم دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہو گے۔ اور ہلاک ہو جاؤ گے۔ جس طرح تم سے پہلی قومیں برباد ہوئی تھیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جنت البقیع میں سلام

حضور ﷺ کے ایک غلام ابو مولیہبہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے آدھی رات انہیں یاد فرمایا جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے مولیہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں جنت

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 1258،ص 124/5
البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 3776،ص 487/12
البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 6102،ص 253/20
المسلم ، الجامع الصحیح، الرقم 4248،ص 415/11
الاحمد ، المسند ، الرقم 16756،ص 366/35
قاضی عیاض ، الشفاء، ص 169/1

البقیع کے مدفون لوگوں کیلئے دعاء مغفرت کروں تم میرے ساتھ چلو حضور ﷺ نے وہاں تشریف لے جا کر اس طرح سلام فرمایا۔

السلام علیک یا اھل المقابر لیھن لکم ما اصبحتم فیہ مما اصبح الناس فیہ اقلبت الفتن، کقطع اللیل المطعم یتبع آخرھا اولیاء والا خرہ شر من الاولیٰ۔(1)

ترجمہ: اے قبروں کے مکینوں تم پر سلامتی ہو۔ جس حالت میں تم ہو وہ تمہیں مبارک ہو کیونکہ تمہاری حالت اس حالت سے بہتر ہے جس میں آج کل لوگ مبتلا ہیں۔ اندھیری رات کی طرح فتنوں کی تاریکی چھا رہی ہے۔ اگلے فتنے کے پیچھے دوسرا فتنہ ہے۔ اور دوسرے کے پیچھے تیسرا، اور بعد والا فتنہ پہلے سے زیادہ شدید ہے۔ حضرت مولیہبہ فرماتے ہیں اس کے بعد حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے مولیہبہ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ پھر طویل زندگی اور پھر جنت۔ میں نے طویل آسائشوں کو مسترد کر دیا ہے اور دونوں کی ملاقات اور جنت کی ابدی بہاروں کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ طویل زندگی کے بعد جنت قبول فرماتے فرمایا اے مولیہبہ ایسا نہیں ہو سکتا میں نے اپنے لئے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو چن لیا ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سر درد اور بخار کی تکلیف

اسی ۱۱ھ ۲۹ صفر کو حضور ﷺ ایک صحابی کے جنازہ پڑھنے کیلئے جنت البقیع میں تشریف لے گئے اس جلیل القدر اور خوش قسمت صحابی کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو سر درد کی

---

(1) الاحمد ، المسند ،الرقم 15425،ص 202/32
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 233/12
ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 443/4
الاصبھانی، معرفۃ الصحابۃ ، الرقم 6337 ،ص 42/21
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص243/5

تکلیف ہوئی اور شدت کا بخار ہو گیا۔ بخار کی شدت کا یہ عالم تھا جس کپڑے سے اپنا سر مبارک باندھ رکھا تھا بخار کی حرارت سے وہ بھی گرم ہو گیا۔اس بیماری کی حالت میں حضور ﷺ مسجد نبوی شریف میں تشریف لاتے اور خود نماز پڑھاتے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اقتداء میں نماز پڑھتے ۔ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں حضور جب جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو میرے سر میں شدید درد تھی اور میں نے کہا ہائے سر درد ہے۔تو حضور ﷺ نے فرمایا

بل انا واللہ یا عائشہ وارساہ،(1)

اے عائشہ میرے سر میں بھی شدید درد ہے۔ سر درد کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا اس دن حضور ﷺ سیدہ میمونہ کے حجرہ میں تشریف فرما تھے

تکلیف کے باوجود امہات المؤمنین کے حجروں میں قیام کی باری کا خاص خیال فرماتے تھے، مکان بدلنے کی تکلیف کے باعث اُن سے فرمایا اگر تم اجازت دے دو تو میں عائشہ کے حجرہ دن گزار لوں انہوں نے خوشی سے اجازت دے دی تو اب حضرت میمونہ کے حجرہ سے منتقل ہو کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔

علالت کی وجہ سے کمزوری ہو چکی تھی ۔ آپ حضرت فضل بن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے کندھوں کا سہارا لے کر آتے کمزوری کے باعث قدم مبارک زمین پر گھسٹتے آ رہے تھے۔ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ بیماری کے دوران فرمایا کرتے تھے اے عائشہ میں اس زہریلے کھانے کی تکلیف محسوس کرتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔اس زہر کی وجہ سے میرے دل کی رگ کٹ رہی ہے۔اسی وقت حضور ﷺ نے صحابہ کو جمع فرمایا ان سے محبت بھری باتیں کیں " لوگو اللہ تم کو اپنی رحمت میں رکھے۔تمہاری شکستہ دلی دور فرمائے، تمہیں رزق سے نوازے تمہاری مدد کرے تمہیں بلند مراتب بخشے، تمہیں امن وامان میں رکھے۔اے لوگو میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا

---

(1) النسائی، السنن الکبریٰ ، الرقم 7080،ص 396/3
البیہقی، دلائل النبوۃ ، الرقم 3096،ص253/4
ابو الفتح، عیون الاثر ، ص 229/2
السہیلی، الروض الانف ،ص 425/4
ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 445/4

ہوں اور اللہ ہی کو تمہارا خلیفہ بناتا ہوں اور تمہیں اس سے ڈراتا ہوں کیونکہ میں نذیر ہوں دیکھنا اللہ کی بستیوں میں اوراس کے بندوں کے ساتھ غرور ونخوت اختیار نہ کرنا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مال دنیا سے بے رغبتی

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں انہیں تکلیف کے دنوں میں آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا عائشہ اس سونے کو کیا کیا؟ ام المومنین اٹھیں اور سونے کی وہ اشرفیاں جو پانچ سے ۹ تک تھیں پیش کردیں آپ نے وہ اشرفیاں ہاتھ میں لیں اور الٹ پلٹ کرفرمایا،

ما ظن محمد باللہ عز و جل لولقیہ وھذہ عندہ،(1)

ترجمہ: جب اللہ تعالٰی کے ساتھ اس حالت میں ملاقات ہوگی کہ یہ اشرفیاں اس کے پاس ہیں تو کیا حال ہوگا جاؤ ان سب کو اللہ کی راہ میں خیرات کردو۔

یہی کیفیت ایک اورجگہ اس طرح ملتی ہے۔حضور ﷺ نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوگئے تو اچانک واپس چلے گئے کچھ دیر بعد آ کر فرمایا مجھے خیال آ گیا تھا کہ گھر میں کچھ اشرفیاں پڑی ہیں اب تقسیم کرآیا ہوں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دار آخرت کا ذکر

اسی تکلیف کے دوران میں حضور ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں صحابہ کو جمع فرما کر آخرت کا ذکراسطرح فرمایا۔

---

(1)الاحمد، المسند ، الرقم 23089،ص 245/49
الاحمد، المسند ، الرقم 24317،ص 474/91
ابن حبان ، الصحیح، الرقم 716،ص 424/3
ابن حبان ، الصحیح، الرقم 3281،ص 425/13
الطبری، التھذیب الاثار، الرقم 2486،ص 470/5

تلك الدار الآخرہ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا

والعاقبۃ للمتقین (1)

ترجمہ: وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اسے ان لوگوں کیلئے تیار کر رکھا ہے جو ملک میں برتری اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور (نیک) انجام تو پرہیزگاروں کا ہی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی۔

" لیس فی جھنم مثوی للمتکبرین "(2)

کیا غرور کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ میں نہیں۔ ان ارشادات میں بھی سفر آخرت کا واضح اشارہ دیا جا رہا ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صحابہ سے آخری خطاب

انہیں تکلیف کے دنوں حضور ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر جو ارشادات فرمائے مختلف روایات واحادیث پر نظر کرنے سے محسوس ہوتا ہے۔ وہ صحابہ سے آخری خطاب تھا۔ سر انور کو کپڑے سے باندھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

ان عبدا من عبادالله خیرہ اللہ بین الدنیا و بین ما عندہ

فاختار ما عند اللہ ۔(3)

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اللہ تعالٰی نے دنیا اور اللہ کے پاس جو چیز ہے کسی ایک کا

(1) القصص 28: 83

(2) الزمر 39: 60

(3) البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 446، ص 248/2

البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 3381، ص 487/11

ابن حجر، فتح الباری، الرقم 466، ص 271/3

ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 454/4

السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص 16/1

ابن کثیر ، البدایۃ والنھایۃ، ص 249/5

اختیار کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔ تو اس نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کر لیا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد گرامی کا مفہوم سمجھ لیا کہ دراصل یہ آپ نے اپنے لئے فرمایا ہے۔ اور پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی حضور ہماری جانیں اور اولاد سب آپ پر فدا ہیں۔ اس سے پتہ چل رہا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کس قدر حضور ﷺ کے ارشادات کو سمجھتے تھے یہ آپ کی علمی قوت اور زبردست ذہانت کی کھلی کھلی دلیل ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انصار سے حسن سلوک کی وصیت

انہیں بیماری کے ایام میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عباس رضی اللہ عنہما ایک بار انصار کی محفل سے گزرے تو انہیں پریشان اور روتا ہوا پایا پوچھا کیا معاملہ ہے رو کیوں رہے ہو انہوں نے کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت و محبت یاد آ رہی ہے۔ انصار کی یہ بات بارگاہ رسالت میں پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے سر مبارک چادر مبارک سے لپیٹا ہوا تھا منبر پر تشریف لائے خدا کی حمد وثنا کی جو اسکی شان کے لائق تھی پھر فرمایا لوگو میں تمہیں انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ جسم وجاں کی طرح ہیں میرے معتمد اور راز دار ہیں انہوں نے اپنی ذمہ داری کو خوب خوب نبھایا ہے۔ ان کا جو دوسروں پر حق ہے وہ باقی ہے اس لئے ان کے اچھے اور صالح لوگوں کی بات قبول کرنا اور ان میں سے جو لوگ قصوروار ہوں ان سے درگذر کرنا۔ امام بخاری نے حضور ﷺ کے ان کلمات کو نقل کیا ہے۔

اقبلوا من محسنهم و تجاوزوا عن مسيئهم (1)

ترجمہ: اُنکے اچھوں کی بات مانو اور قصوروار وں کو معاف کر دو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الاحمد ، المسند ، الرقم 13040، ص 89/27
الطبرانی ، المعجم الکبیر، الرقم 43، ص 19/1
الاصبهانی ، معرفة الصحابة ،الرقم 2781، ص 10/9
الاصبهانی، معرفة الصحابة ، الرقم 2846، ص 14/9

غلاموں سے حسن سلوک کی وصیت

انہیں مرض کے دنوں میں عموماً جو بات آپ کی زبان پر جاری رہتی یہ تھی۔

" الصلوۃ وما ملکت ایمانکم " (1)

لوگو نماز کا خیال رکھنا اور اپنے غلاموں کا۔ ان کلمات کو حضور ﷺ بار بار دہراتے رہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تکلیف کے ان دنوں حضور ﷺ نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں آپ پر معوذتین پڑھ کر دم کرتی رہی اسی وقت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں پیلو کی تازہ شاخ تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں دیکھا اور حضرت عائشہ صدیقہ نے خیال کیا شائد حضور ﷺ اس کی ضرورت محسوس فرما رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے وہ شاخ حضرت عبدالرحمٰن سے لے کر اسے جھاڑ کر مسواک کر کے حضور ﷺ کو پیش کر دی۔ آپ نے اسے بہت اچھی طرح استعمال فرمایا جیسے آپ کبھی فرمایا کرتے تھے۔

یہود و نصاریٰ پر لعنت

اسی حالت مرض میں آپ نے فرمایا

" لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد" (2)

یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا (

---

(1) ان ماجہ ، السنن ، الرقم 1614،ص 116/5
ابن ماجہ ، السنن ، الرقم 2689،ص 165/8
الاحمد، المسند ، الرقم 11725، ص 271/24
النسائی، السنن الکبریٰ ، الرقم 7094،ص258/4
البیھقی، دلائل النبوۃ ، الرقم 3134،ص 302/8

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 1301،ص 190/5
المسلم ، الجامع الصحیح ، الرقم 823،ص 123/3
المسلم ، الجامع الصحیح ، الرقم825،ص125/3
النسائی، السنن ، الرقم 2020،ص 176/7
الاحمد ، المسند ، الرقم 10298،ص 342/21

آپ مسلمانوں کواس سے خبردار فرمارہے تھے)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ ''قبروں کو مساجد بنانے سے مراد یہ ہے کہ قبروں کی طرف سجدہ کرتے ہیں اگر یہ سجدہ صاحب قبر کی عبادت کی نیت سے تو یقینی شرک جلی ہے۔ کہ کھلی بت پرستی ہے اگر عبادت کی نیت نہیں اور سجدہ قبر کی طرف ہے کہ برکت حاصل ہو تو بھی ناجائز ممنوع ہے۔ اس میں شرک خفی پایا جاتا ہے۔ کسی نبی یا ولی کی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، سجدہ کرنا حرام ہے، ملت اسلامیہ اس پر متفق ہے۔ اگر کسی نبی یا ولی کے مزار شریف کے قریب مسجد تیار کر دی ہے کہ صاحب قبر کے قرب سے برکت ہو تو کوئی حرج نہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی اس طرح تبصرہ فرماتے ہیں۔

مما كانت اليهود والنصارى يسجدون بقبور الانبياء تعظيما و يجعلون قبله يتوجهون فى الصلوة نحوها واتخذو ها اوثانا لعنهم ، وضع المسلمين عن مثل ذالك و امر من اتخذ مسجدا فى جوار صالح قصصه التبرك فلا يدخل فى ذالك الوعيد۔(1)

ترجمہ: یہود ونصاری اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ اوران کو نماز میں قبلہ بنایا کرتے تھے۔ اوران کو بت تصور کرتے تھے اس لئے حضور ﷺ نے اپنی اُمت کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن کسی مرد صالح کے پڑوس میں مسجد تعمیر کرنا اور بطور برکت اس میں نماز پڑھنا اس وعید میں داخل نہیں۔ علامہ بدر الدین بھی اسی طرح فرماتے ہیں۔ پتہ چلا نبی، ولی کی قبر کو سجدہ کرنا اور ہے ان کے مزارات پر حاضری دینا ایصال ثواب کرنا ناجائز نہیں۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

خطبہ مساوات

انہی بیماری کے ایام کا ایک واقعہ حضرت فضل بن عباس اسطرح فرماتے ہیں۔ ایک دن حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اے فضل اعلان کر دو کہ سب لوگ جمع ہو جائیں۔ میں نے منادی کر دی لوگ مسجد نبوی

---

(1) ابن حجر ، فتح البارى، الرقم 409،ص148/2

شریف میں آ گئے۔آپ نے اپنی تکلیف اور بیماری کے باوجود منبر پر بیٹھ کر یہ خطبہ دیا۔

" ایھا الناس من کنت جلاته ظھرا فیذظھری فلیستقدمنوء و من کنت
شتمت له عرضا فھذا عرضی فلیستقدمنی ، و من اخذت له مالا فھذا
مالی فلیاخد منه و لا یخشی الشھناء مرفھی لیست من شانی "(1)

ترجمہ: اے لوگو اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کبھی کوئی درہ مارا ہے تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے۔وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے اگر کسی کو میں نے گالی دی ہے تو میری عزت حاضر ہے وہ بدلہ لے سکتا ہے۔اگر میں نے کسی کا مال چھینا ہے تو میرا مال حاضر ہے وہ اس سے اپنا حق لے سکتا ہے تم میں سے کوئی یہ فکر نہ کرے کہ اگر کسی نے مجھ سے انتقام لیا تو میں اس سے ناراض ہو جاؤ نگا یہ میری شان نہیں۔میں پسند کرتا ہوں اگر کسی کا مجھ پر حق ہے تو وہ لے لے یا معاف کر دے تا کہ میں اللہ کے حضور اس حالت میں حاضری دوں کہ میرے ذمہ کسی کا کچھ نہ ہو۔ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی حضور میں نے آپ سے تین درہم لینے ہیں۔آپ نے فرمایا میں تجھے جھٹلاتا نہیں یہ بتا دے کس کام کیلئے لئے تھے۔اس نے عرض کی حضور آپ نے ایک سائل کو دینے کیلئے لئے تھے آپ نے حضرت فضل بن عباس کو حکم دیا انہیں تین درہم ادا کر دو انہوں نے ادا کر دئے۔پھر فرمایا اگر کسی نے بیت المال سے کچھ لیا ہے تو وہ لوٹا دے ایک نے عرض کی میرے ذمہ بیت المال کی رقم تین درہم ہیں آپ نے فرمایا تم نے یہ تین درہم کیوں لئے تھے عرض کی ضرورت تھی مفلس تھا۔آپ نے حضرت فضل کو حکم دیا یہ تین درہم اس سے لے کر بیت المال میں جمع کر دو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

(1) اطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 15119،ص 206/13
الطبرانی، المعجم الاوسط ، الرقم 2730،ص 186/6
البیھقی، دلائل النبوۃ ، الرقم 3107،ص 270/8
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 242/12

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت

انہی بیماری کے ایام میں حضور ﷺ خود نماز پڑھاتے رہے۔ وصال سے چار دن پہلے نماز مغرب خود پڑھائی اور نماز عشاء پر تکلیف زیادہ ہوگئی تو خود مسجد شریف نہ جا سکے۔ لوگوں سے اس طرح باتیں ہوئیں۔

حضور ﷺ کیا لوگوں نے نماز عشاء پڑھ لی ہے؟

حاضرین یارسول اللہ ﷺ وہ سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ اچھا میرے لئے ٹب میں پانی رکھو۔

صحابہ نے حکم کی تعمیل کی آپ نے اس سے غسل فرمایا پھر مسجد شریف میں جانے کا ارادہ فرمایا تو غشی سی طاری ہوگئی۔ افاقہ کے بعد پھر فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ عرض کی نہیں یارسول اللہ وہ سب لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ غسل فرماتے مسجد شریف جانے کا ارادہ فرماتے غشی سی طاری ہو جاتی۔ آخر یہ حکم فرمایا،

”مر ابا بکر فلیصل بالناس“

ابوبکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ایکدن مسجد شریف نہ تشریف لے جا سکے تو بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

”مر ابا بکر لیصل بالناس“ (1)

ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بیماری دیکھی اور

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 624، ص 58/3
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 637، ص 78/3
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 641، ص 82/3
المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 633، 634، ص 397/2
الترمذی، السنن، الرقم 3605، ص 131/12
النسائی، السنن، الرقم 824، ص 341/3
ابن ماجه، السنن، الرقم 1222، ص 96/4
الاحمد، المسند، الرقم 18869، ص 186/40

کمزوری محسوس کی تو آپ شدید پریشان ہوئے اور اپنے دلی غم و دکھ کا اس طرح اظہار فرمایا۔ ہائے میری امیدوں کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ میری پیٹھ ٹوٹ گئی، ہائے کس کے سامنے فریاد کروں کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اگر جنا تھا تو آج سے پہلے مرگیا ہوتا۔ اپنے آقا و مولیٰ کی یہ بیماری نہ دیکھتا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنے آقا و مولیٰ کے حکم کی تعمیل کیلئے مسجد شریف آئے سیدنا ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یا ابا بکر ان رسول اللہ ﷺ یأمرن ان تتقدم "(1)

اے ابوبکر تجھے حضور ﷺ حکم فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیغام سنا اور مصلیٰ پر حضور ﷺ کو نہ پا کر غش کھا کر گر گئے۔ اس منظر سے متاثر ہو کر لوگ بھی رونے لگے۔ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا سے پوچھا یہ رونے کی آواز کیا ہے۔ عرض کی حضور صحابہ آپ کو مسجد شریف میں نہ پا کر بے خود رونے لگے۔ تو آپ نے سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت ابن عباس کو بلایا اور ان دونوں کے کندھوں سے سہارا لے کر مسجد تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی۔ اور فرمایا لوگو میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا اس کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ تم پر میرے قائم مقام ہوگا۔ میں تو اب اس دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

امامت صدیق کا دوبارہ حکم

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ ابو بکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں تو میں نے عرض کی حضور وہ تو بڑے نرم دل کے آدمی ہیں آپ کے مصلیٰ پر

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 624، ص 58/3
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 637، ص 78/3
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 641، ص 82/3
المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 633، 634، ص 397/2
الترمذی، السنن، الرقم 3605، ص 131/12
النسائی، السنن، الرقم 824، ص 341/3
ابن ماجہ، السنن، الرقم 1222، ص 96/4
الاحمد، المسند، الرقم 18869، ص 186/40

کھڑے ہو کر وہ قرأت بھی نہیں کر سکیں گے۔ اگر آپ عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کو نماز پڑھانے کا فرما دیں تو بہتر ہو گا۔ حضور ﷺ نے پھر وہی ارشاد دہرایا

" مرو ابا بكر فليصل الناس"

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے خیال کیا میری درخواست کو شرف نہیں بخشا گیا تو میں نے اپنے ساتھ حضرت حفصہ کو بلا لیا کہ وہ بھی میری تائید میں عرض کریں۔ چنانچہ انہوں نے بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی درخواست دہرائی تو آپ نے جلال کے رنگ میں فرمایا

انكن صواحب يوسف مرو ابابكر فليصل بالناس "(1)

تم زنان یوسف ہو ابوبکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے نماز پڑھائی اور حضور ﷺ نے ان کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت علی المرتضی نے فرمایا جب حضور ﷺ نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کیلئے آگے کھڑا کیا میں بھی موقع پر موجود تھا غائب نہیں تھا۔ صحت مند تھا بیمار نہیں تھا اگر حضور چاہتے تو مجھے بھی آگے کھڑا کر دیتے مگر ایسا نہیں کیا اس لئے جس ہستی کو اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے دین کیلئے پسند کیا ہم بھی پسند کرتے ہیں۔

یہاں پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد گرامی کی امامت پر اعتراض کیوں کیا اس کا جواب امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں اس طرح دیا ہے۔" کہ اپنے والد کی امامت سے اس لئے اعتراض کرتی تھی میں چاہتی تھی کہ وہ امامت اور امارت سے الگ

---

(1) البخاری، الجامع الصحيح، الرقم 624،ص 58/3
البخاری، الجامع الصحيح، الرقم 637،ص 78/3
البخاری، الجامع الصحيح، الرقم 641،ص 82/3
المسلم، الجامع الصحيح، الرقم 633،634،ص 397/2
الترمذی، السنن،الرقم 3605،ص 131/12
النسائی ، السنن، الرقم 824،ص341/3
ابن ماجہ ، السنن،الرقم 1222،ص96/4
الاحمد ، المسند، الرقم 18869،ص 186/40

رہیں۔کہ ایسے حالات میں حمائت بھی ہوتی ہے مخالفت بھی ہوتی ہے۔مگر چونکہ آپ کا فیصلہ یہی ہے کہ ابوبکر امام بنیں تو میں دعا کرتی ہوں کہ میرے والد محفوظ رہیں، امن میں رہیں۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا میں نے یہ عہدہ خلافت اس لئے قبول کیا کہ لوگ فتنہ سے بچ سکیں۔اندازہ کریں باپ اور بیٹی کا کس قدر استغناء ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے راز داری

علالت کے انہی ایام میں ایک دن حضور ﷺ کی بارگاہ میں تمام امہات المومنین حاضر ہوئیں۔ اسی دوران سیدہ فاطمہ الزہرہ آئیں۔حضور ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کو خوش آمدید فرمایا اور ان سے آہستگی میں کوئی بات فرمائی تو آپ رونے لگیں پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی تو آپ ہنس پڑیں۔تھوڑی دیر بعد جب سیدہ فاطمۃ الزہرا واپس جانے لگیں۔تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت فاطمۃ الزہرا نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ میں رسول اللہ کا راز افشا نہیں کر سکتی۔ وصال کے بعد پھر ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کا واسطہ دے کر پوچھا وہ کیا معاملہ تھا کہ آپ پہلے روئیں اور پھر ہنسیں۔آپ حضور سیدہ فاطمۃ الزہرا نے اس طرح فرمایا میں روئی اس لئے تھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا فاطمہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔تم اللہ تعالی سے ڈرتی رہنا۔مصیبت پر صبر کرنا میں تمہارے لئے بہتر پیشرو ہوں یہ خبر سن کر میں رونے لگی کہ حضور ﷺ سے جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے۔اور جب حضور ﷺ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی فرمائی تو یہ فرمایا تھا۔

”انک اول اھل بیتی لحوقا بی “(1)

اے فاطمہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 327/10
ابن جوزی، المنتظم، ص 423/1
الاحمد، المسند، الرقم 25209،ص 368/53
البیھقی، دلائل النبوۃ، الرقم 2648،ص 176/7

اور پھر فرمایا اے فاطمہ تو اس پر راضی نہیں کہ تجھے تمام ایماندار خواتین کی سردار بنا دیا جائے یا فرمایا کہ اس امت کی تمام خواتین کی سردار بنا دیا جائے۔اس خوشخبری پر میں ہنسی تھی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قرض ادا کرنے کا حکم

وصال سے قبل حضور ﷺ نے جو ارشادات فرمائے ان میں بطور خاص یہ بھی ملتا ہے۔کہ سیدنا علی المرتضٰی کو بلوایا اور فرمایا علی میں نے فلاں یہودی سے اتنے درہم قرض لیا تھا تا کہ اسامہ کے لشکر کی تیاری میں صرف کروں تم وہ رقم یہودی کو ادا کرنا دیکھنا کہیں بھول نہ جانا،سیدنا علی المرتضی نے عرض کی حضور یاد رکھوں گا۔تعمیل حکم ہوگی۔کچھ اور بھی فرمانا چاہتے ہیں تو فرما دیں حضور ﷺ نے پھر ایک مرتبہ فرمایا

" الصلوۃ و ماملکت ایدیھم "(1)

نماز کی پابندی کرنا اور غلاموں سے حسن سلوک کرتے رہنا۔

اسی موقعہ پر حضور ﷺ نے سیدنا علی المرتضی سے یہ بھی فرمایا حوض کوثر پر سب سے پہلے تو میرے پاس پہنچے گا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سوالات وجوابات

اسی مرض کے دوران صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ سے چند سوالات کئے اور حضور ﷺ نے جوابات فرمائے۔

صحابہ کرام: متی اجلک یا رسول اللہ ﷺ حضور آپ ہمیں چھوڑ دیں گے؟

---

(1) ان ماجہ ، السنن ، الرقم 1614،ص 116/5
ابن ماجہ ، السنن ، الرقم 2689،ص 165/8
الاحمد، المسند ، الرقم 11725، ص 271/24
النسائی، السنن الکبرٰی ، الرقم 7094،ص258/4
البیھقی، دلائل النبوۃ ، الرقم 3134،ص 302/8

حضور ﷺ :

ودنا الفراق المنقلب الی اللہ و الی جنۃ المأوی و الی سدرۃ المنتھی و الی الرفیق الاعلی و الکاس الاوفی و الحوض المصفی۔

ترجمہ: میں عنقریب اللہ کے حضور اس کی جنت الماویٰ میں سدرۃ المنتہی کے پاس جانے والا ہوں وہی عمدہ رفیق ہے۔ وہی عمدہ ساتھی ہے حوض کوثر میرا منتظر ہے۔ چھلکتا پیالہ میرا انتظار کر رہا ہے۔

صحابہ کرام:

قلنا یا رسول اللہ من یغسلک؟

حضور آپ کو غسل کون دے گا۔

حضور ﷺ :

رجال اھلی الادنی فالادنی ،

میرے قریب ترین اہل خانہ (یہ کام انجام دیں گے۔)

صحابہ کرام:

فیم نکفنک یا رسول اللہ

حضور ہم آپ کو کس قسم کے کپڑے کا کفن دیں۔

حضور ﷺ :

فی ثیابی ھذہ ان شئتم ادنی ثیاب مصرا دفی حلۃ یمانیہ۔

میرے انہیں کپڑوں کا یا مصری پارچہ جات کا یا یمنی چادروں کا۔

صحابہ کرام: حضور آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے؟ یہ کہہ کر صحابہ کرام پر رقت طاری

(1)

(2)

(3)

(4)

ہوگئی۔سب رونے لگے حضور ﷺ کی چشمان مقدس میں بھی آنسو آ گئے۔

فرمایا صبر کرو اللہ تم پر رحم فرمائے ورتمہیں جزائے خیر دے صحابہ سنو،

اذا انتم غسلتمونی و کفنتمونی فضعونی علی سریری هذا علی شفیر قبری فی بیتی هذا ثم اخرجو عنی ساعه فان اول من یصلی علی حبیبی و خلیلی جبریل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملك الموت مع جنود من الملئكة ثم ادخلوا علی فوجا فوجا فصلو علی و سلمو تسلیما۔ولا توزونی ویبداه الصلوة علی رجال اهل بیتی ثم نسائهم ثم انتم بعد اقرؤ السلام علی من ناب عنی من اصحابی و اقرؤ السلام علی من یبقی علی اتنی من یومی هذا الی یوم القیامه۔

ترجمہ: صحابہ جب تم غسل دے کر مجھے کفن پہنا چکو تو اسی مکان میں میری چارپائی میری قبر کے پاس رکھ کر تھوڑی دیر ہٹ جانا اس لئے کہ سب سے پہلے میرے دوست جبریل پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت تمام دوسرے فرشتوں کے ساتھ درود بھیجیں گے پھر تم جماعت در جماعت ہو کر مجھ پر درود بھیجنا (جھوٹی تعریف اور نوحہ) کے ساتھ مجھے تکلیف نہ دیں۔سب سے پہلے میرے اہلبیت مرد درود شریف کی ابتداء کریں اور پھر خواتین اس کے بعد تمام لوگ اور پھر میرے وہ صحابہ جو اس وقت موجود نہیں۔مجھ پر سلام بھیجیں اور آج کے دن سے قیامت تک جو لوگ میرے لائے ہوئے دین پر برقرار رہیں وہ سب مجھ پر درود و سلام پڑھیں۔

صحابہ کرام:

من یدخلك قبرك۔

حضور آپ کو قبر میں کون اتارے؟

حضور ﷺ :

(1)

(2)

(3)

(4)

اھلی مع الملئکہ کثیرہ یرونکم من حیث لا ترونھم (1)

میرے وہ اہل جن کے ساتھ بڑی تعداد میں فرشتے ہوں گے وہ فرشتے تمہیں دیکھیں گے تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عظمت صدیق کا دوسرا پہلو

گذشتہ سطور میں گذر گیا کہ حضور ﷺ نے اپنی علالت کے دوران صدیق اکبر کو حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں یہ ارشاد انکی عظمت کا درخشندہ پہلو ہے۔ جس کا جواب نہیں مل سکتا۔ جب امہات المومنین نے متفقہ طور پر عمر فاروق کا ذکر کیا تو آپ نے یہ فرما کر چپ کرادیا کہ تم زنان یوسف ہو۔ اسی علالت کے زمانہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔

او قال رسول اللہ ﷺ فی مرضہ سدو ھذہ الابواب الشوارح الی المسجد الا باب ابی بکر ثانی لا اعلم رجال احسن یدا سندی فی الصحابہ من ابی بکر۔ (2)

ترجمہ: مسجد میں آمدورفت کے تمام دروازے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے بند کردو کیونکہ تمام صحابہ میں میرے نزدیک ابوبکر ہی سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ میری مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیاں بند کردو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 253/12
ابن کثیر، السیرۃ، ص 502/4
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 274/5

(2) علی بن عبداللہ بن احمد الحسنی السمھودی (المتوفی: 911ھ) خلاصۃ الوفا بأخبار دار المصطفٰی، ص 122/1

ایک اور اعزاز

اسی علالت کے دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک اور اعزاز نصیب ہوا ہے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جاء ابو بکر فقال یا رسول اللہ ﷺ ائذن فأمرضك و اکون الذی اقوم علیك قال یا ابا بکر ان لم احمل ازواجی و بناتی و اهل بیتی زادت مصیبتی علیهم عظیما و قد وقع اجرك علی الله۔ (1)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ایک دن سیدنا صدیق اکبر حاضر ہوئے اور عرض کی حضور مجھے تیمار داری کا موقعہ عنائت فرمائیں اور خدمت میں رہنے کی اجازت بخشیں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر اگر ازواج مطہرات، اولاد اور اہل بیت سے اپنی تیمارداری کا بوجھ ہٹادوں تو ان پر میری وجہ سے عظیم تر مشکلات آئیں گی۔ اور اے ابوبکر آپ کا اجر تو اللہ تعالی کے ذمہ لازم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اپنی صحت و عافیت کیلئے دعائیں فرمائی ہیں مگر اس علالت میں جو آخری علالت تھی۔ لم یدع بالشفاء، شفاء کیلئے دعا نہیں فرمائی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

خدائے قدوس نے بیمار پرسی فرمائی

مرض کے ان دنوں حضرت جبریل علیہ السلام بھی حاضری دیتے رہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان جبریل اتی النبی ﷺ فی مرضه الذی قبض فیه فقال ان الله تعالی یقرئك السلام و یقول کیف تجدك اجدنی یا امین اله و مرجعا من هذا معك، قال هذا

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 236/12
ابن الجوزی، المنتظم، ص 420/1

ملک الموت وھذا اخر عھدی باالدنیا بعدک ، (1)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیماری کے ایام میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا حضور اللہ تعالی نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور بیمار پرسی کی ہے۔آپ نے جوابا فرمایا اے اللہ کے امین میں علیل ہوں یا یہ فرمایا جبریل میں اپنے کو تکلیف میں پا رہا ہوں، پھر دوسرے دن جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد اللہ تعالی نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور بیمار پرسی کی ہے آپ نے جوابا فرمایا اے اللہ کے امین میں خود کو علیل پاتا ہوں، پھر تیسرے دن جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد اللہ تعالی نے آپ کو سلام کیا ہے اور بیمار پرسی کی ہے۔فرمایا اے امین میں دردمند ہوں، جبریل علیہ السلام کے ساتھ ملک الموت بھی تھے۔حضور ﷺ نے جبریل سے فرمایا یہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ ملک الموت ہیں، دنیا میں یہ میری آخری آمد ہے،آپ کے بعد کسی کے پاس نہیں آؤں گا،

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حدیث قرطاس

وصال سے چار دن پہلے ایک اور اہم واقعہ پیش آیا ہے جسے واقعہ قرطاس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،مرض کی شدت میں حضور ﷺ نے فرمایا

ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلو بعدہ،(2)

میرے پاس کاغذ لے آؤ میں تمہیں لکھ دوں کہ بعد میں گمراہی نہ ہو،حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور کو تکلیف ہے،اس وقت لکھنے یا لکھوانے میں تکلیف ہوگی،ایسا نہ کیا جائے ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے،اس بات پر اہل مجلس میں اختلاف ہو گیا ایک گروہ نے کہا کہ کاغذ لا یا جائے اور لکھوا لیا

---

(1) ابن الجوزی، المنتظم،ص 424/1
عبدالرحمن بن اسحاق البغدادی النھاونی الزجاجی ، ابو القاسم (المتوفی337ھ)
تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام، ص 161/1
مختصر تاریخ دمشق، ص 291/1

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص 227/9
ابوالفتح، عیون الاثر ، ص 274/5

جائے، دوسرے نے حضرت عمر کی حمایت کی۔ لکھوا لینے کے حق میں بولنے والوں نے یہ بھی کہا حضور کا یہ فرمانا معاذ اللہ غلط تو نہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں، اس پر حضور نے زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا میرے منہ سے حق کے بغیر کچھ نہیں نکلتا یاد رہے سیدنا عمر فاروق کی زبان سے کوئی ایسا فقرہ نہیں نکلا جس کا مفہوم یہ ہو کہ حضور شدت بیماری کے باعث کوئی بات کہہ رہے ہیں، (معاذ اللہ) یہ ان لوگوں کی طرف سے جو آپ کی رائے کے مخالف تھے، اورانہوں نے۔۔۔ بطور استفہام کہا ہے، معاذ اللہ وہ بھی خود اس کے قائل نہ تھے، اس بات پر جب مجلس میں اختلاف نے زور پکڑا اور آوازیں بلند ہوئیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا ''قوموا عنی'' جاؤ چلے جاؤ نبی کے پاس شور اور اختلاف مناسب نہیں، اس تکلیف کے دوران میں تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

۱۔ مشرکین کو جزیرۃ عرب سے نکال دو یہاں کوئی مشرک نہ رہے۔

۲۔ وفود کو رخصت کرتے وقت تحائف دیا کرو۔

۳۔ تیسری بات قرآن پر عمل کرنا تھا یا اسامہ کے لشکر کو روانہ کرنا تھا یا یہ تھا کہ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا یا یہ تھا کہ نماز کی پابندی کرنا اور غلاموں کا خیال رکھنا راوی بھول گیا کہ کیا فرمایا تھا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غلط فہمی

اس واقعہ قرطاس سے شیعہ علماء کو نہ معلوم غلط فہمی کیوں اور کیسے ہوگئی کہ یہ تحریر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارہ میں لکھی جانا تھی۔

☆ یہ ایک ذہنی اندازہ ہے جس کا قطعی کوئی ثبوت نہیں بلکہ اسکے برعکس یہ تحریر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں زیادہ سمجھی جاسکتی ہے۔

۲۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا کہ صدیق اکبرؓ کے حق میں کچھ لکھ دیں کہ بعد میں اختلاف نہ ہو مگر ارادہ ملتوی فرمادیا کہ وصیت کی

ضرورت نہیں کہ قوم خود فیصلہ کرلے گی۔(1)

رہا یہ سوال کہ حضرت عمر فاروقؓ کی وجہ سے حضور ﷺ ناراض ہوئے اور حاضرین کو مجلس سے اٹھا دیا۔

۳۔حضور ﷺ حضرت عمرؓ کی وجہ سے ناراض نہیں ہوئے بلکہ اختلاف اور بلند آوازوں کے باعث ناراضگی محسوس فرمائی یہ آوازیں سبھی کی تھیں نہ کہ تنہا فاروق اعظمؓ کی آواز تھی۔

۴۔قوموا عنی جاؤ چلے جاؤ یہ ارشاد سبھی حاضرین کے لیے ہے نہ کہ تنہا فاروق اعظم کے لیے کہ تو نکل جا۔رہا یہ بے معنی سا سوال کہ عمر فاروقؓ نے کاغذ نہ لا کر نافرمانی کی یہ غلط ہے آپ کا کاغذ نہ لانے کا مشورہ دینا محض اور محض محبت کی بنا پر ہے کہ آپ کو تکلیف ہوگی۔یہ انکار ایسے ہی ہے جیسے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور ﷺ کے نام پاک کے ساتھ رسول اللہ کے لفظ پر کفار کو اعتراض ہوا کہ آپ رسول اللہ کی بجائے ابن عبداللہ لکھیں سہیل اس بارے اڑ گیا کہ رسول اللہ کا لفظ ختم کیا جائے حضور ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے فرمایا علی یہ کاٹ دو اور ابن عبداللہ لکھ دو۔سیدنا علی المرتضیٰؓ نے صاف صاف معذرت کر لی تھی کہ حضور ﷺ علی سے ایسا نہیں ہو سکے گا یہ انکار یہ محبت سراسر محبت عشق اور وارفتگی ہے ایسے ہی اس حدیث میں عمر فاروقؓ کا کہنا عشق و محبت پر مبنی ہے۔(2)

دعاءشفاء

اس مرض کے آخری دنوں جب نقاہت ہوئی تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر جسم مبارک پر پھیر رہی تھیں اور اپنی زبان مبارک سے دعا شریف کے وہی کلمات دہراتی رہیں جو حضور ﷺ عموماً پڑھا کرتے تھے۔

اذهب البأس رب الناس واشف انت الشافي لاشفا الا شفائك شفاء لا

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص276/6
ابوالفتح، عیون الاثر، ص 325/3

(2) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ،ص410/10
الصالحی ،سبل الهدی والرشاد، ص 192/4

يغادر سقما(1)

ترجمہ :رب کائنات اس تکلیف کو دور فرما دے اے شفا دینے والے مجھے شفا دے تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں ایسی شفا دے جو بیماری کا مکمل خاتمہ کر دے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

درجات کی بلندی

اس تکلیف کے ہر لمحہ میں حضور ﷺ کو خدائے ذوالجلال کا قرب بڑھتا دکھائی دیتا ہے اور ہر لمحہ اپنی مقدس نگاہیں اپنے رب قدوس جل جلالہ کی ذات والا صفات پر لگائے ہیں مختلف کلمات دعائیں زبان پاک پر جاری ہیں یہ ہر لمحہ قرآن مقدس کی آیۃ کریمہ

"وللآخرۃ خیر لك من الاولی"(2)

کے کلمات مبارکہ عجیب سوز پیدا کر رہے ہیں وہ تو معصوم ہیں کس گناہ کی معافی ان لمحات میں درجات کی بلندی کا تصور حضور ﷺ کے اس اشارے سے بھی نمایاں ہوتا ہے۔

"کل یوم لا ازداد فیه قرباً من اللہ فلا بورك لی فی کل طلوع شمسه"

ہر وہ دن جس میں اللہ تعالی سے پہلے سے زیادہ قرب حاصل نہ کروں اس روز سے سورج کے طلوع ہونے میں میرے لیے کوئی برکت نہ ہو۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن قیم ، زادالمعاد، ص 475/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 22/10
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 481/2
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص 82/8
مختصر تاریخ دمشق، ص 296/1

(2) الضحی 93: 4

آخری زیارت

پیر کا دن ہے صبح کو حضور ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور دیکھا سبھی لوگ صبح کی نماز میں مشغول ہیں صحابہ کو دیکھ کر خوش ہوئے چہرہ مسکرا اُٹھا وہ محبوب پاک جنکی زیارت کے بغیر صحابہ کرام کا ایک پل گزارنا بھی مشکل تھا آج کی زیارت کے بعد وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پردہ فرمانے والے ہیں حضور ﷺ کی اس آخری زیارت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ اسطرح بیان فرماتے ہیں۔

عن انس بن مالك انصاری رضی اللہ عنہ كان تبع النبی ﷺ اصحبه ان ابا بكر كان يصلی بهم فی وجع النبی ﷺ توفی فيه حتی اذا كان يوم الاثنين وهم صفوف فی الصلوة فكشف النبی ﷺ ستر الحجرة ينظر الينا وهو قائم كان وجهه ورقة المصحف ثمه تبسم يضحك فهمنا ان نفتتن من الفرح برؤية النبی ﷺ فكص ابو بكر علی عقبيه ليصل الصف وظن ان النبی ﷺ خارج الی الصلوة فاشار الينا النبی ﷺ ان اتمو اصلو تكم وارخی الستر فتوفی من يومه۔(1)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (آپ حضور ﷺ کے خادم خاص تھے) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بیماری کے ایام میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے چناچہ پیر کے دن صبح کو لوگ فجر کی نماز کیلیے صف بستہ تھے تو اتنے میں حضور ﷺ نے اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور کھڑی جماعت کو دیکھنے لگے اس وقت حضور ﷺ کا چہرہ مبارک قرآن کے اوراق کی طرح معلوم ہوتا تھا جماعت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے (غالبا اس لیے کہ جو پودا لگایا تھا وہ اب تناور درخت بن چکا ہے) آپکی زیارت کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم نماز توڑ ڈالیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا شائد حضور ﷺ نماز میں تشریف لا رہے ہیں اس لیے وہ ذرا پیچھے ہٹ کر صف میں ملنا چاہتے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا نماز پوری کرو پھر آپ نے

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 639، ص 80/3
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 1130، ص 403/4
ابن حبان، الصحیح، الرقم 1559، ص 190/6

پردہ گرا دیا، بخاری شریف کے یہ الفاظ اس منظر کو اور زیادہ حسین انداز میں پیش کر رہے ہیں۔

فلما وضح لنا وجہ نبی اللہ ﷺ ماںظرنا منظرا قط اعجب الینا من وجہ النبی ﷺ (1)

ترجمہ: جب حضور ﷺ نے پردہ اٹھایا تو اس قدر حسین منظر تھا کہ صحابہ نے اس سے پہلے کبھی ایسا حسین منظر نہیں دیکھا تھا۔

بخاری کے یہ الفاظ فهممنا ان تفتتن کی جگہ امام مسلم کی روائت کے الفاظ میں اور زیادہ محبت ووارفتگی کی منظر کشی پائی جاتی ہے

فبھتنا ونحن فی الصلوۃ (2)

حضور ﷺ کے دیدار پرانوار کی خوشی میں نماز کی طرف ہماری توجہ نہ رہ سکی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

محبوب کی زیارت نماز کی روح ہے

وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو دنیاو مافیہا سے بے نیاز ہوتے اور نماز سے ذرا بھر توجہ ہٹنے کو نماز میں فساد قرار دیتے خشوع خضوع کے معانی سمجھتے شیر خدا علی المرتضیٰؓ کے جسم انور میں تیر پیوست ہو گیا نکالنے سے شدید تکلیف ہوتی ہے فیصلہ ہوا جب نماز میں مشغول ہوں تو کھینچ لیا جائے ایسا ہی ہوا کہ تیر نکال لیا گیا انہیں احساس تک نہ ہوا یہ تھا خشوع یہ تھا صحابہ کا خضوع مگر اس آخری ''جلوہ جاناں'' سے عجیب سی صورت نظر آ رہی ہے۔

٦۔ صحابہ کرام نے محبوب پاک کو نماز کی حالت میں دیکھا ہے مگر نماز میں فرق نہیں آیا ہے خوشی سے نماز ٹوٹنے کا بھی خطرہ ہو رہا ہے مگر خشوع خضوع میں کمی نہیں۔ جناب ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضور نے اشارہ سے وہیں ٹھہرے رہنے کا اشارہ فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اشارہ دیکھا اس پر عمل کیا نماز سے باہر حضور ﷺ کے اشارے کا لقمہ لیا ہے مگر نماز مکمل ہے

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 640،ص 81/3

(2) المسلم ، الجامع الصحیح، الرقم 636،ص 400/2

صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھاتے اور پھر لٹکاتے اچھی طرح دیکھا ہے مگر نماز مکمل ہے (1) یہاں پر ڈاکٹر محمد علامہ اقبال مرحوم کا وہ شعر یاد آرہا ہے جو انہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں کہا ہے

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
انہی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام عین نماز میں کھڑے جمال محبوب پاک سے لطف اندوز ہو رہے تھے اور نماز ان کیلئے معراج بنی ہوئی تھی اسی مفہوم کو سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری نے اس طرح فرمایا آنکس کہ درنماز نہ بیند جمال دوست "فتوی ہمی دھم کہ نماز اوقضا کند ترجمہ: نماز پڑھتے جو جمال محبوب سے محروم ہے میں فتوی دیتا ہوں وہ نماز دوبارہ پڑھے۔ حضور ﷺ کے کرم اور صحابہ کرام کی بے تابانہ زیارت سے حضور ﷺ کے اس ارشاد کی حسین منظر کشی محسوس ہوتی ہے،

صلِّ کأنك تراہ (2)

ایسے نماز پڑھ گویا کہ تو زیارت محبوب میں مگن ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 639، ص 80/3
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 1130، ص 403/4
ابن حبان، الصحیح، الرقم 1559، ص 190/6

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 48، ص 87/1
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 4404، ص 452/14
المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 9، ص 87/1
ابو داؤد، السنن، الرقم 4075، ص 306/12
الترمذی، السنن، الرقم 2535، ص 192/9
النسائی، السنن، الرقم 4904، ص 174/15
ابن ماجہ، السنن، الرقم 62، ص 72/1

پردہ ڈال لیا

محبوب پاک ﷺ اپنی کمزوری کے باعث زیادہ دیر تک کھڑے نہ ہو سکے تو اپنے حجرہ کا پردہ ڈال لیا اور اندر واپس چلے گئے (ہم مجرموں سے ہمیشہ کے لئے ہی پردہ ڈال لیا) حضور ﷺ کا پردہ اٹھا کر دیکھنا یہ چہرہ انور کی آخری جلوہ افروزی تھی اور صحابہ کرام کے لیے جمال نبوت کی آخری زیارت تھی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ حجرہ مبارکہ کی طرف گئے حضور ﷺ آرام فرما ہیں سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا میں محسوس کرتی ہوں کہ اب افاقہ ہے صدیق اکبرؓ حضور ﷺ سے اجازت لے کر کچھ دیر کیلیے گھر چلے گے۔

جب دوسرے لوگوں کو خبر ملی کہ حضور ﷺ کو علالت سے اِفاقہ ہے تو وہ بھی اپنے گھر کو واپس ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ص ۳۰۲ ج ۴) مطمئن ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ اب آرام سے ہیں مگر اس کے بعد جلد ہی پھر تکلیف شروع ہوگئی بخار کی شدت نزع کی تکلیف کا یہ عالم تھا۔

”وعنده قدح فيه ماء فكلما وجد سكرة اخذ مِن ذالك الماء ومس به وجهه ويقول اللهم اعنى علىٰ سكرة الموت “(1)

ترجمہ: آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا درد سے بے تاب ہو کر بار بار ہاتھ مبارک اس پیالہ میں ڈالتے اور منہ پر پھیر لیتے اور بار بار فرماتے اے اللہ سکرات موت پر میری مدد فرما یہ کلمات طیبات بھی آتے ہیں

”لاالہ الا اللہ ان للموت سکرات “

اے اللہ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں بے شک موت کی بڑی سختیاں ہیں۔

---

(1) الصالحی ، سبل الهدى والرشاد، ص 253/11
ابن الجوزی، المنتظم، ص 425/1
الصالحی، سبل الهدى والرشاد، ص253/11
ابن الجوزی، المنتظم ،ص 424/1
مختصر تأریخ دمشق، ص 291/1

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اعزاز

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب حضور ﷺ پر تکلیف شروع ہوئی تو آپ کا سر مبارک میری آغوش میں تھا۔ آپ اس واقعہ کو بطور فخر فرمایا کرتی تھیں اللہ تعالی نے آخر وقت میں میرا آب دہن حضور ﷺ کے آب دہن سے ملا دیا۔ (کہ آپ نے مسواک کو چبا کر حضور ﷺ کو پیش کیا تھا) اور بطور فخر فرماتی تھیں حضور ﷺ کا وصال میرے حجرہ میں ہوا۔ یہ بھی فرماتی تھیں کہ حضور ﷺ کا جب وصال ہوا تو سر مبارک میری آغوش میں تھا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے بار بار آپ کی زبان پاک سے یہ کلمات سنے کسی پیغمبر کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کا مقام جنت میں اسے دکھا نہ دیا جائے اور اس کو اختیار نہ دیا جائے کہ دنیا و آخرت میں سے جسے چاہے اختیار کرے۔(1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ملک الموت کی حاضری

محبوب پاک ﷺ کے وصال سے کچھ دیر قبل ملک الموت عزرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ "استاذن علیہ ملک الموت فوقف بین یدیہ ﷺ فقال یارسول اللہ ﷺ یا احمد ان اللہ تعالی ارسلنی الیك و امرنی ان اطیعك فی کل ما تامر نی ان امرتنی ان اقبض نفسك فقبضتها و ان امرتنی ان اتر کہا تر کتہا قال او تفعل یا ملك الموت قال بذالك امرت ان اطیعك جی کل ما امرتنی قال جبریلؑ ان اللہ قد یشتاق الیك قال فامض یا ملك الموت" (2)

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 261/11
ابن الجوزی، المنتظم، ص 424/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 550/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 263/12
ابن الجوزی، المنتظم، ص 224/1
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 196/1

ترجمہ: ملک الموت اجازت لے کر دولت کدہ پر آئے اور سامنے حاضر ہو کر عرض کی یا احمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس روانہ کر کے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں اگر اجازت دیں تو روح قبض کرلوں اگر منع فرمائیں تو روح کو رہنے دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت کیا تم ایسا ہی کرو گے۔ ملک الموت نے عرض کی حضور (ﷺ) مجھے آپ کا حکم ماننے کا کہا گیا ہے آپ جو فرمائیں گے ویسے ہی ہو گا اس موقع پر جبریل امین علیہ السلام بھی حاضر تھے انہوں نے عرض کی حضور (ﷺ) اللہ تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے تو آپ نے فرمایا اے ملک الموت تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دنیا میں یہ میری آخری آمد تھی کیونکہ دنیا میں مجھے صرف آپ ہی سے ضرورت پڑتی تھی اب میں دنیا میں کسی آدمی کے پاس نہیں آؤں گا۔

الرفیق الاعلی

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ماثبت بالسنہ میں سہیل کا ایک بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا کلمہ جو فرمایا وہ یہ تھا ''اللہ اکبر'' اس وقت آپ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے اور زندگی کے آخری لمحات میں جو حکم فرمایا یہ تھا

''الرفیق الاعلی'' (1)

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں اس وقت آپ نے ہاتھ اٹھایا یا انگلی چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں پر حرکت محسوس کی تو آپ نے کان لگا کر سنا تو آپ فرما رہے تھے ان انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ہمراہ جنہیں تو نے انعام سے نوازا اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اے اللہ رفیق اعلیٰ۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں جس وقت آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلے تو میں سمجھ گئی

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 4104، ص 370/13
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 5872، ص 430/19
المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 4476، ص 194/12
الاحمد، المسند، الرقم 23442، ص 98/50

کہ اب آپ ہم میں نہیں رہیں گے آپ قرب خداوندی کو اختیار کررہے ہیں آپکی زبان پاک سے یہ الفاظ نکلے۔

''اللھم فی الرفیق الاعلیٰ''(1)

اور روح مبارک عالم بالا کو پرواز کر گئی اور اٹھا ہوا ہاتھ مبارک نیچے گر گیا۔

یہ خبر پھیلتے ہی مدینہ منورہ میں کہرام برپا ہو گیا عشاق و خدام کی زبان حال کچھ اس طرح پائی جاتی تھی۔

''و کنت اریٰ کا لموت من بین ساعۃ فکیف کان موعدہ الحشر ''(2)

ترجمہ: میں تو ایک گھڑی کی جدائی کو موت سمجھتا تھا اس کی جدائی کا کیا پوچھنا جہاں ملاقات کا وعدہ حشر کے بعد ہو۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ میں کہرام برپا ہو گیا

اس خبر کا پھیلنا تھا کہ مدینہ منورہ کا ہر بندہ محوِ غم ہے صحابہ کرام کے حواس اڑ گئے پریشانی میں کچھ سوجھتا نہیں عثمان غنیؓ پر شدید سکتہ کا عالم طاری ہے دیوار سے پشت لگائے مغموم بیٹھے ہیں ان میں بات تک کرنے کی ہمت نہیں۔ سیدنا علی المرتضٰی زار و قطار رو رہے ہیں غشی پر غشی کی کیفیت طاری ہے۔ امہات المؤمنین پر جو غم کے بادل چھائے ان کا تصور ہی دل دہلا دیتا ہے۔ ابن عباس شدید پریشانی میں مدہوش سے نظر آتے ہیں۔ عمر فاروق کی حیرانگی تو یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کہتے ہیں جو کہتے ہیں حضور فوت ہو گئے غلط کہہ رہے ہیں۔ وہ تو اپنے رب کے پاس گئے ہیں اور جلد واپس آ جائیں گے جیسے موسیٰؑ طور پر گئے اور پھر واپس آ گئے۔ اللہ کی قسم وہ ضرور واپس آئیں گے اور

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 4104،ص370/13
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم5872،ص 430/19
المسلم ، الجامع الصحیح، الرقم 4476،ص 194/12
الاحمد ، المسند ، الرقم 23442،ص 98/50

(2) ابن کثیر، السیرۃ ، ص 467/4
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 113/2

منافقوں کا قلع قمع کر دیں گے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کو جب وصال کی خبر ملی گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ منورہ آئے (آپ کا ایک گھر شہر سے کچھ باہر تھا) مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر اترے اور انتہائی حزن و غم کی حالت میں سیدہ عائشہ صدیقہ سے اجازے لے کر اندر گئے۔ حضور ﷺ اپنے بستر مبارک پر تھے اور تمام امہات المومنین گرد بیٹھی تھیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آمد پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم نے پردہ کر لیا۔ صدیق اکبرؓ نے چہرہ انور سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور تین مرتبہ فرمایا ''واخــلیــلاہ'' ہائے دوست اور پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو دو مرتبہ موت کا مزہ نہیں چکھائے گا آپ کے اس فرمان سے ان لوگوں کی تردید مطلوب تھی جو کہتے تھے حضور ﷺ دوبارہ پھر زندہ ہوں گے اور منافقین کے ہاتھ پیر کاٹیں گے، صدیق اکبرؓ کا مفہوم یہ تھا کہ اگر آپ دوبارہ زندہ ہوں گے تو پھر موت بھی دوبارہ ہوگی آپ کا مفہوم یہ تھا کہ آپ پر مکمل موت آچکی ہے اب دنیا میں دوبارہ موت نہیں آئے گی اور اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائیگا جیسے بنی اسرائیل کے دور میں ہوا کہ کچھ لوگ موت سے ڈر کر گھروں سے بھاگ گئے اور پھر ایک جگہ پہنچ کر غضب الہیٰ سے مر گئے پھر اپنے نبی کی دعا سے زندہ ہوئے اور پھر اپنے وقت پر مرے تو ان لوگوں نے دنیا میں دو مرتبہ موت کا مزہ چکھا قرآن مقدس نے ان کے قصہ کو بیان فرمایا ہے۔

'الــم تــر الی الذین خرجو ن دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتو ثم احیاھم (1)

۔ترجمہ؛ کیا تو نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے گھروں سے نکل پڑے تھے تو اللہ نے انہیں مرنے کا حکم فرمایا اور وہ مر گئے پھر انہیں زندہ کیا یا جیسے حضرت عزیرؑ کا واقعہ قرآن مقدس بیان کرتا ہے۔

''او کالذی مر علی قریہ فاماتہ اللہ مائۃعام ثم بعثہ''۔(2)

---

(1) لبقرۃ 2: 243

(2) البقرۃ 2:269

صدیق اکبرؓ نے اس سلسلہ میں ایک پر مغز، تحقیقی اور جاندار خطبہ دیا، اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ لوگو! جو شخص تم سے اللہ کی عبادت کرتا تھا جان لو اللہ زندہ ہے اس پر موت نہیں آ سکتی۔ بالفرض اگر کوئی حضور کی عبادت کرتا تھا تو جان لو کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔ حضور اللہ کے رسول ہیں پہلے بھی بہت سے رسول گذر گئے اگر حضور کا انتقال ہو جائے تو کیا تم یہ اسلام سے واپس ہو جاؤ گے اور جس نے ایسا کیا وہ خدا کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ شکر گزاروں کو انعام دیگا۔ آپ کے اس خطبہ پر عوام میں ایک دم خاموشی پیدا ہو گئی اور آہ و فغاں میں نرمی پیدا ہوئی۔ (1)

فرشتے نے تعزیت کی

روح انور کے پرواز کرنے کے بعد کاشانہ اقدس کے ایک کونے
سے یہ آواز سنی گئی ۔ السلام علیکم اهل البیت ورحمة الله وبرکاته
کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة (2)

ترجمہ؛ اے نبی کے گھر والو تم پر سلام ہو اللہ کی رحمت ہو برکت ہو ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ قیامت کے دن تمہیں تمہاری نیکیوں کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ تم جان لو اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ اور خوشی لے۔ اللہ تعالی پر اعتماد رکھو وہ تمہیں اس طرف لوٹائے گا آہ و فغاں مت کرو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم رہا والسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ یہ آواز تعزیت کرنے والے فرشتے کی تھی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

خضر علیہ السلام نے تعزیت کی

وصال کے بعد مچے ہوئے کہرام میں صحابہ کی محفل میں ایک جسیم اور حسین شخص آیا وہ مردوں کے پاس جا کر رویا اس کے بعد اس نے صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر کہا بلا شبہ ہر مصیبت کے بعد اللہ تعا

(1) ابن کثیر، البدایة والنهایة ، ص 304/11
(2) ابو الفتح، عیون الاثر ، ص 432/2
الصالحی ، سبل الهدی والرشاد ، ص 340/12
ابن الجوزی ، المنتظم ، ص 424/1

لی کے ہاں ایک درجہ ہے ہر فائت کا بدل ہے اور سالک خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بعد میں ہر مصیبت میں خدا کی طرف متوجہ رہو۔ وہی شخص مصیبت زدہ ہے جو صبر نہ کر سکے یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا سیدنا صدیق اکبر، سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہم نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے جو تعزیت کے لئے آئے تھے۔ (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صدیق اکبر کے تأثرات غم

عظیم ترین ہمت کا مظاہرہ کرنے کے باوجود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے پر قابو نہ رکھ سکے ۔ زاروقطار روتے ہوئے کہتے ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ حیات اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ رہے۔ آپ کی وفات سے وحی ختم ہوگئی جو کسی اور نبی کی وفات پر ختم نہیں ہوئی تھی آپ تو سب سے بالاتر ہیں۔ اور گریہ وزاری سے مستغنی ہیں۔ آپ کی وفات سے لوگ تسلی حاصل کریں گے ہم سب آپ کے رنج والم میں برابر ہیں۔ آپ نے اپنی موت کو خود اختیار کیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ کی موت کیلئے اپنی جانیں قربان کر دیتے اگر آپ ہمیں زیادہ رونے سے منع نہ فرماتے تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی ختم کر ڈالتے دو چیزیں ایسی ہیں جن کا ہٹانا اور مٹانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ ایک فراق کا غم اور دوسرا غم سے جسم کا لاغر ہونا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے حلیف ہیں ۔ اے اللہ ہمارا یہ حال ہمارے نبی پاک کو پہنچا دے، اور اے پیارے محبوب پاک ہم خدام وعشاق کو بارگاہ خداوندی میں یاد رکھنا اگر آپ اپنے فیض صحبت سے ہمارے دلوں میں اطمینان وسکون چھوڑ کر نہ جاتے تو ہم اس وحشت فراق کو ہرگز برداشت نہ کر سکتے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابو الفتح، عیون الاثر ، ص 432/2
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ،ص340/12
مختصر تاریخ دمشق ، ص 293/1

فاروق اعظم کے تأثرات غم

علامہ بوصیری کے قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں ابوالعباس قصاب نے لکھا ہے جب صدیق اکبر کے پرمغز خطاب سے عمر فاروق کو اطمینان ہوا تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کیا اور انتہائی گریہ وزاری سے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کھجور کا وہ ستون جس پر سہارا دے کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے لوگوں کے فیصلے کے مطابق جب آپ نے منبر بنوالیا۔

تسمعهم فحن الجزع بغراقك حتى جعلت يدك عليه فسكن فامتاك اوفى بالحنين عليك حين فارقتهم بابى انت و امى يا رسول الله لقد بلغ من فضيلتك عندالله ان جعل طاعتك طاعته فقال من يطع الرسول فقد اطاع الله بابى انت و امى يارسول الله لقد بلغ من فضيلتك عنده ان بعثك اخر الانبياء و ذكرك فى او لهم فقال الله تعالى لقد اخذنا من النبين ميثاقهم ومنك ومن نوح۔(1)

(ترجمہ) آپ نے سنا وہ ستون آپ کی جدائی میں رونے لگا تھا پھر آپ نے ازراہ کرم اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو اس کا رونا بند ہوا تھا اس واقعہ کے پیش نظر بھی آپ کی امت آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنے کی زیادہ مستحق ہے یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کے نزدیک آپ کا درجہ بہت بلند ہے۔ جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اس نے اپنی اطاعت بنادیا اور صاف فرمادیا۔

من يطع الرسول فقد اطاع الله (2)

ترجمہ: جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں اللہ کے نزدیک آپ کا درجہ بہت بلند ہے جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے

---

(1) قاضی عیاض ، الشفاء ، ص 22/1

(2) النساء 80:4

آپ کوتمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمایا لیکن آپ کی اولیت کو اس طرح بیان فرمایا۔

لقد اخذنا من النبیین میثاقھم (1)

ہم نے نبیوں سے پکا وعدہ لیا۔

یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کے نزدیک آپ کا رتبہ بہت بلند ہے جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ دوزخی بھی تمنا کریں گے کہ کاش آپ کی اطاعت کرتے جسے قرآن مقدس نے فرمایا۔

یا لیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول(2)

کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول اللہ کا حکم مانا ہوتا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ہاتف غیبی کے تأثرات غم

ابن عساکر نے ابوذویب ہذلی کے ذریعہ لکھا ہے جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی اطلاع ملی تو تمام قبیلہ پریشان ہوگیا اور ساری رات جاگتے کاٹی اس غم میں آ گئی صبح کو معمولی غنودگی طاری ہوئی تو میں نے ہاتف غیبی سے یہ اشعار سنے

خطب اجل اناخ بالا سلام بین النخل مقعد الاطام

(ترجمہ) یہ نہایت حادثہ ہے کہ باغات اور پختہ نشت گاہوں میں اسلام بیٹھ گیا۔

قبض النبی محمد فعیوننا تبدی اللموع علیہ بالاسجام(3)

ترجمہ: مصطفٰی علیہ اسلام نے وصال فرمایا صدمہ سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے فرماتے ہیں زائر نیند سے بیدار ہوا پھر میری نظر آسمان پر گئی جہاں سعد ذابح ستارہ دکھائی دیا اس سے مجھے معلوم ہوگیا آپ کی روح پرواز کرگئی چنانچہ میں تیزی سے مدینہ منورہ آیا تو مدینہ والوں کو دھاڑیں مار مار کر اس طرح

---

(1) الاحزاب 7:33

(2) الاحزاب 66:33

(3) الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ص 559/12

السھیلی، الاروض الانف، ص 457/4

روتے دیکھا جیسے حاجی احرام کی حالت میں لبیک پڑھتے ہیں میں نے لوگوں سے پوچھا کیا معاملہ ہے کیوں رو رہے ہو تو کسی نے کہا محمد مصطفی ﷺ وصال فرما گئے۔

عزرائیل علیہ السلام کے تأثرات غم

اخرج ابو نعیم صعد عن علی قال لما قبض رسول الله ﷺ صعد ملك الموت باكيا الى السماء والذی بعثه بالحق لقد سمعت صوتا ینادی من السماء یامحمد اکل مصائب تهون عند هذه المصائب (1)۔

۔ترجمہ: ابونعیم نے سیدنا علی المرتضی کے ذریعہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد عزرائیل علیہ السلام روتے ہوئے آسمان پر چڑھ گئے پھر سیدنا علی المرتضی فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے خود اپنے کانوں سے منادی کو کہتے ہوئے سنا ہے یا محمد تمام مصائب، تمام مشکلات سے آپ کی جدائی بڑی ہے اس صدمہ کے مقابلہ میں تمام معمولی ہیں۔

صلی الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

سیدہ فاطمہ الزہرا کے تأثرات غم

جائت فاطمه فقالت كيف طابت انفسكم ان تحثو على رسول الله ﷺ (2)

حضور ﷺ کی تدفین کے بعد حضرت فاطمہ الزہرا نے فرمایا تمہارے دلوں نے کس طرح قبول کر لیا کہ تم رسول اللہ پر مٹی ڈالو، دوسری روایت میں اس طرح آپ نے حضرت علی المرتضی سے پوچھا کہ حضور ﷺ کو دفن کر دیا گیا حضرت علی المرتضی نے جواب دیا ہاں تو پھر آپ نے فرمایا۔ ابوالحسن آپ نے کیسے گوارہ کر لیا ہے کہ حضور پر مٹی ڈالو، کیا آپ نبی رحمت نہیں۔ حضرت علی المرتضی نے فرمایا

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 265/12

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 4103، ص 368/13

البیهقی، السنن الکبریٰ، ص 410/3

ابن حبان، الصحیح، الرقم 6748، ص 289/27

بے شک نبی رحمت ہیں۔مگر حکم الٰہی کو ٹالا نہیں جاسکتا۔اس پر حضرت فاطمہ الزہرا نے گریہ وزاری کی ہا ئے اباجان اے اللہ کے رسول اے نبی رحمت، اب وحی نہیں آئے گی اب جبریل کی آمد ختم ہوگئی اے اللہ میری روح کو حضور کی روح سے ملادے آپ کی زیارت کرنے والوں کو قیامت کے دن آپ کی سفارش سے محروم نہ رکھ۔ایک اور روایت اس طرح ہے۔سیدہ فاطمہ الزہرا نے حضور ﷺ کے مزار پر انوار کی مٹی سونگھی اور یہ اشعار پڑھے۔

ماذا علی من شم تربه احمد ان لا یسئم مدی الزمان نموالیا

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کے مزار کی مٹی سونگھ لی اس کے کیا کہنا، وہ آئندہ کبھی بھی کسی قسم کی خوشبو کی ضرورت محسوس نہیں کریگا۔

صبت علی المصائب لو الینا صبت علی الایام یصرف لیالیا

ترجمہ: (حضور کے وصال سے) مجھ پر جو مصائب آئے ہیں اگر یہ مصیبتیں دن پر پڑتیں تو دن رات میں بدل جاتا۔(سیاہ ہوجاتا)

وقد عاشت فاطمه بعده ﷺ سته

ا شهر فما ضحکت تلك المدة(1)

حضور ﷺ کے بعد سیدہ فاطمہ الزہرا چھ ماہ بقید حیات رہیں اس عرصہ میں آپ کبھی نہیں ہنسیں۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہے

مررت علی باب فاطمه الزهرا کانت تندب النبی ﷺ یامن لم یشبع من

خبز شعیر یا من اختار الحصیر علی السریر یامن لم یتم اللیل کله

من خوف السعیر۔(2)

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 289/12
ابوالفتح، عیون الاثر ،ص434/2
ابن الضیاء،تاریخ مکة المشرفةوالمسجد الحرام، ص 163/1
الصالحی، سبل الهدی والرشاد ، ص 337/12

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 289/12
ابوالفتح، عیون الاثر ،ص434/2
الصالحی، سبل الهدی والرشاد ، ص 337/12

اے وہ نبی کریم ﷺ جو کی روٹی کھا کر بھی آپ شکم سیر نہ ہوئے اے وہ نبی پاک ﷺ آپ نے چار پائی کے عوض چٹائی کو پسند کیا اے نبی پاک ﷺ دوزخ کے خوف سے آپ کبھی رات بھر نہیں سوئے۔ سیدہ فاطمہ الزہرا کے یہ کلمات غم میں بھی ملتے ہیں

یا من اجاب ربا من جنۃ الفردوس ،واہ یا ابتاہ الی جبریل ننعاہ۔(1)

ترجمہ: ہائے ابا جان جنہوں نے رب کے بلانے پر لبیک کہا، ہائے ابا جان جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے ہائے ابا ہم جبریل کو آپ کی موت کی خبر بتاتے ہیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تاریک ترین دن

دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے جس دن حضور ﷺ مدنیہ منورہ تشریف لائے وہ دن بہترین دن تھا وہ نہایت روشن دن تھا اور جس دن آپ نے ہمیں داغ مفارقت دیا یہ دن نہائیت تاریک تھا۔ دارمی کی اسی روایت کو مختلف الفاظ سے اس طرح بیان کیا ہے۔ جس دن حضور تشریف لائے۔ مدینہ منورہ کی ہر چیز روشن ہو گئے اور جس دن آپ نے ملک الموت کو لبیک کہا اس دن ہر چیز تاریک ہو گئی اور بعض لوگوں کی یہ کیفیت ہو گئی کہ ابھی ہم نے ہاتھوں کی مٹی بھی نہ جھاڑی تھی کہ ان کے دل پھر گئے (2)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک عرب کے تأثرات غم

ابوالجوزا فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بھائی کو جب کسی مشکل میں دیکھتا تو یہ کہا کرتا

اصبر بکل مصیبۃ و تجلد   واعلم بأن المرء غیر مخلد

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 289/12
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 550/4

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 289/12
ابوالفتح، عیون الاثر ،ص 252/1

ترجمہ: تکلیف پر صبر کرو اور یقین کرو کسی کو ہمیشہ رہنا نہیں ہے۔

واصبر کما صبر الکرام فانہا نوب تنوب الیوم تکشف فی غد

ترجمہ: بزرگوں کی طرح صبر کر مصیبت آج ہے کل چلی جائے گی۔

واذااتتك مصیبة تشجی بھا فاصبر مصائب باالنبی محمد

ترجمہ: جب کبھی مصیبت میں غمگین ہو جاؤ تو رسول اللہ کی تکالیف پر غم کر کے برداشت کر لیا کرو۔

تذکرت لما فرق الدھر بیننا فعزیت نفسی باالنبی محمد(1)

ترجمہ: مجھے وہ وقت یاد ہے جب زمانہ نے ہم میں جدائی ڈال دی اور اس وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے پیش نظر اپنے نفس کو کہا موت تو ہماری راہ ہے جو آج نہیں تو کل جان بحق ہو جائے گا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت بلال کے تأثرات غم

ان بلالا لما کان یوذن بعد وفاته ﷺ فاذا قال اشھد ان محمدا

رسول الله ارتج المسجد بالبکاء فلما دفن ترك بلال الاذان

ترجمہ: حضور ﷺ کے وصال کے بعد بلال اذان دیتے اور اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے تو آپ کے گریہ وزاری س ساری مسجد گونج اُٹھتی تھی پھر حضرت بلال نے اذان پڑھنا چھوڑ دی کہ حضور ﷺ کے فراق سے نڈھال ہو جاتے تھے۔ فراق محبوب میں صحابہ کے تأثرات کے سلسلہ میں یہ شعر بڑا برمحل ہے۔

لو ذاق طعم الفراق رضوی مکان من وجدہ یمیل

ترجمہ: اگر رضوی پہاڑ بھی اس فراق سے دوچار ہوتا تو وہ یقیناً اپنی جگہ سے ٹل جاتا۔

قد حملونی عذاب شوق یعجز عن حملة الحدید(2)

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص273/12

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص233/12

ترجمہ: مجھ پر شوق کا اس قدر غلبہ ہے اگر لوہے پر پڑتا تو وہ بھی برداشت نہ کرسکتا۔

حضرت صفیہ کے تأثرات غم

الا یا رسول اللہ کنت رجائنا　　　وکنت بنا برا ولم تك جافیا

ترجمہ: اے اللہ کے محبوب آپ ہماری اُمید تھے آپ ہمارے محسن تھے آپ نے کبھی قطع رحمی نہیں کی۔

وکنت رحیما هادیا ومعلما　　　لبیك علیك الیوم من کان باکیا

ترجمہ: آپ مہربان تھے آپ ہادی تھے آپ معلم تھے آج آپ پر جتنا رویا جائے کم ہے۔

لعمرك مابقی النبی لفقده　　　ولکن لما اخشی من الهجر آتیا

ترجمہ: آپ کی قسم میں اکیلی ہی نہیں رو رہی آپکی جدائی میں پورا جہاں گریہ وزاری کر رہا ہے۔

کان علی قلبی لزکر محمد　　　وما خفت من بعدالنبی المکاویا

ترجمہ: اور مجھے آپ کے فراق نے خوف زدہ کر دیا ہے کہ خدانخواستہ آئندہ آپ سے نہ مل سکوں۔

انا طم صل اللہ رب محمد　　　علی حدث امسٰی بیثرب ثاویا

ترجمہ: اے محمد اللہ جو آپ کا بھی رب ہے وہ آپ پر اس صورت میں بھی رحمتیں نازل کرے جبکہ آپ نے سرزمین مدینہ کے اندر قیام گاہ بنالی ہے۔

فدی لرسول اللہ امی و خالتی　　　وعمی و خالی ثم نفسی ومالیا

ترجمہ: اے اللہ کے رسول میری ماں، خالہ، چچا، ماموں اور میری جان ومال آپ پر قربان۔

فلو ان رب الناس ابقی محمد　　　سررنا ولکن امره کان ماضیا

ترجمہ: اگر اللہ آپ کو باقی رکھتا تو ہم خوش ہوتے لیکن قدرت کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں

علیك من اللہ السلام تحیه　　　وادخلت جنات من العدن راضیا (1)

ترجمہ: اللہ کی طرف سے آپ پر سلام ہو تحیہ، اور آپ جنت کے باغوں میں خوش وخرم رہیں۔

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص86/11
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص284/12
ذخائر العقبیٰ، ص252/1

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت ابوسفیان کے تأثراتِ غم

آپ حضور علیہ السلام کے چچازاد بھائی بھی ہیں۔ فراق محبوب میں آپ نے اپنے تأثرات کو اس طرح بیان کیا ہے۔

ارقت فبت ھم لا یزول　　دلیل فی المصیبۃ فیہ طویل

ترجمہ: میری نیند اڑ گئی ہے اور میرا غم لازوال ہو گیا ہے۔ دراصل مصیبت زدہ کی رات بڑی لمبی ہوتی ہے۔

اسعدنی البکاء وذاک فینا　　باصیب المسلمون بہ قلیل

ترجمہ: میرے رونے کے ساتھ جو مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اسکی نسبت میری تکلیف کم ہے۔

لقد عظمت مصیبتنا وجلت　　عشیۃ قیل ولقد قبض الرسول

ہمارا دکھ اس رات بڑھ گیا جب یہ خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔

و اصحت ارضنا ھما عراھا　　تکا ربنا جوانبھا، تمیل

ترجمہ: اس زمین پر جو سانحہ رونما ہوا ہے اس سانحہ کے باعث عنقریب زمین کے کنارے جھک پڑیں گے۔

فقد نا الوحی والتنزیل فینا　　یروح بہ و یغد و جبرئیل

ترجمہ: جبریل کی صبح وشام کی آمد اور وحی کو ہم کھو چکے ہیں۔

وزاک احق ماسالت علیہ　　نفوس الناس او کانت تسیل

ترجمہ: جن پر یہ سانحہ پڑا ہے یقیناً ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہہ جائیں گے۔

نبی کان یحلو الشک عنا　　بما یوحی الیہ وما یقول

اے نبی پاک آپ وحی کے ذریعہ سے ہمارے تمام شک وشبہات دور کر دیا کرتے تھے

ویھدینا فلا نخشی ضلالا　　علینا والرسول لنا دلیل

ترجمہ: اے محبوب آپ ہمیں ہدایت کرتے تھے جس کی وجہ سے ہمیں کسی گمراہی کا ڈر نہ تھا اور آپ

ہمارے راہنما تھے۔

ابیك سید کل قبر   فقیه سید الناس الرسول(1)

ترجمہ: آپ کے والد ماجد کا مزار تمام مزاروں کا سردار ہے کہ اس میں کائنات کے سردار آرام کر رہے ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تأثرات غم

☆ افسوس وہ نبی جس نے فقر کو غناء پر اور درویشی کو تونگری پر اختیار کیا۔

☆ صد افسوس وہ دین پرور راہبر جو اپنی گنہگار امت کے گناہوں کو بخشوانے کے لئے ساری ساری رات بے چینی میں گزار دیا کرتا تھا۔

☆ صد افسوس وہ آقا و مولی جس نے تیری جرأت واستقامت کے ساتھ مجاہدہ کیا

☆ صد افسوس وہ رسول جس نے ممنوع چیزوں کی طرف کبھی نگاہ التفات نہ کی کفار کی ایذاء رسانیوں کے باعث جس کا قلب منیر کبھی متأثر نہ ہوا اور ان کو دعوت حق دینے میں کبھی بیزاری اور تھکاوٹ کا اظہار نہ کیا۔

☆ صد افسوس وہ نبی جس نے مفلسوں اور محتاجوں کے لیے اپنے انعام واحسان اور فضل وسخاوت کا دروازہ کبھی بند نہ کیا۔

☆ وہ نبی کریم ﷺ جن کے موتیوں جیسے دانت پتھر مار کر توڑے گئے۔

☆ وہ نبی کریم ﷺ جن کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا۔

☆ وہ رسول کریم ﷺ جس نے دو روز لگاتار جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی،

---

(1) ابن کثیر، البدایة والنهایة، ص 303/5
ابن الاثیر، اسد الغابة، ص 188/3
السهیلی، الروض الانف، ص 457/4
ابو الفتح، عیون الاثر، ص 435/2

☆ صد افسوس آج وہ کریم آقا دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (1)

انا للہ و انا الیہ راجعون

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تأثرات غم کے سلسلہ میں ابن کثیر کی روایت کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جس سے غم کا اظہار اس طرح ہے۔

ان رسول اللہ قبض فی حجری ثم وضعت انه علی وسادۃ وقمت القدم مع النساء اضرب وجھی ،،(2)

حضور ﷺ نے میری گود میں وصال فرمایا تو میں نے حضور ﷺ کا سر مبارک تکیہ پر رکھدیا اور میں دوسری عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو گئی اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارنے لگی۔ (اشرالنبو یہ ابن کثیر ص ۴۷۷ ج ۴)

کچھ لوگوں نے اس عبارت کے نتیجہ میں کہا کہ آپ نے بے صبری کا مظاہرہ کیا اپنا منہ پیٹا ، ماتم کیا، قارئین کرام یہ ذہن میں رکھ لیں اس ساری کہانی کا دارومدار اس روایت کے راوی یعقوب پر ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں اس کے راوی یعقوب کے متعلق اس طرح لکھا ہے۔

قال عبداللہ بن احمد بن ابیه حرقاً حدیثه منذ دھر (3)

عبداللہ بن احمد نے کہا اس یعقوب کی حدیثوں کو تو ہم نے عرصہ دراز سے نظر آتش کر دیا ہے

---

(1) السھیلی ، الروض الانف ، ص 440/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 266/12
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص 654/2
ابن کثیر،البدایۃ والنھایۃ ، ص 261/5
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 477/4

(2) السھیلی ، الروض الانف ، ص 440/4
ابن ھشام ، السیرۃ ، ص 654/2
ابن کثیر،البدایۃ والنھایۃ ، ص 261/5
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 477/4

(3) ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی(المتوفی852ھ)
تھذیب التھذیب، ص 397/11

یہ شخص بڑے جھوٹوں میں سے تھا اور خود حدیثیں گھڑا کرتا تھا یعقوب کی اتنی واضح تردید کے بعد اسکی روایت کو اہمیت دے کر جوابات دینا وقت ضائع کرنا ہے جو کسی طرح مناسب نہیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صدیق اکبرؓ کے تأثرات غم (بصورت نظم)

ورعنا الوحیی اذادلیت عنا　　فورعنا من اللہ الکلام

ترجمہ: اے اللہ کے رسول جب سے آپ ہم جدا ہوئے تب سے وحی الٰہی نے بھی ہمیں چھوڑ دیا۔

سوی ماقد ترکت لنا رھینا　　تضمنہ القراطیس الکرام

ترجمہ: البتہ وہ کلام ہم میں موجود ہے جو آپ مکرم کاغذوں میں ہمارے پاس چھوڑ گئے ہیں۔

لما رایت بیننا مستنجدا　　ضاقت علی بعرضھن الدور

ترجمہ: میں نے جب محبوب کو ساکت پایا تو پورا گھر وسعتوں کے باوجود تنگ نظر آیا۔

فارقاع قلبی عند ذلك بھلکتہ　　ولعظم منی ما حییت کسیر

ترجمہ: میرا دل اُسوقت مرجانا چاہتا تھا اب میری ہڈیاں ہمیشہ ٹوٹی رہیں گی۔

عتیق ویحك ان حبك قد توی　　فابصر عنك لی بقیت یسیر

ترجمہ: افسوس تیرا محبوب جدا ہو گیا اب ساری زندگی صبر کرنا پڑے گا۔

یا لیتنی من قبل مھلك صاحبی غیبت فی جدث علی ضحور

ترجمہ: کاد میں پہلے ہی مرجاتا اور مجھ پر بھاری پتھر کھ دیئے جاتے۔

فتحدثن بدائع من بعدہ　　یعنی بھن جوانح وصدور(1)

ترجمہ: آپ کے بعد وہ حادثات رونما ہونگے جن سے پسلیاں اور سینے چکنا چور ہو جائیں گے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 277/12

حضرت حسان بن ثابت کے تاثراتِ غم

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ دربارِ رسالت کے ممتاز محبوب اور مقبول شاعر تھے کبھی شاہانِ حمیر اور غسان کی مدح سرائی شغل تھا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد اسلام قبول کیا اور حضور اکرم ﷺ کی شان مبارک میں لاجواب قصیدے لکھے۔ آپ کی ہجو کرنے والے قریش کے شاعروں کے مُنہ میں لگام دے دی۔ ایک موقعہ پر حضرت حسان نے بارگاہ رسالت پر چند اشعار پیش کئے تو آپ نے فرمایا

"ھذا اشد علیھم من وقع النبل"(1)

آپ کی شاعری تو کفار پر تیراندازی سے بھی زیادہ گراں ہے۔ ایک موقع پر کفار نے ہجویاں کی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ تم میں سے کون انہیں جواب دے گا حضرت کعب بن عاکف کھڑے ہوئے پھر کعب بن رواحہ اٹھے ان کے بعد حضرت حسان کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

اھجو انت یاحسان فانہ سیعینك روح القدس(2)

ترجمہ: اے حسان کفار کی ہجو کرو جبریل امین تمہاری مدد کریں گے۔

آپ اپنے دور کے شعراء میں سب پر غالب تھے اور دربار رسالت کے محبوب شاعر تھے۔ ان کے حق میں دعا تھی

"اللہ ایدہ بروح القدس" (3)

اے اللہ جبریل امین کے زریعے حسان کی مدد فرما۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو بھی شدید صدمہ ہوا آپ نے اپنے فراق وغم کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے۔

حال عینیك لا تنام کأنما　　　کحلت مآ قیھا لکحل الارمك

---

(1) مختصر تأریخ دمشق،ص 370/6
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 178/4
(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص350/9
(3) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص150/9
مختصر تأریخ دمشق،ص370/2

ترجمہ: تیری آنکھ کا کیا حال ہے وہ سوئی ہی نہیں گویا اس کے گوشوں میں آشوب چشم والے آدمی کا سرمہ ڈالا گیا ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اپنے آپکو مخاطب کر کے کہتے ہیں حسان تجھے کیا ہو گیا ہے کہ ہر لحہ روتا ہی رہتا ہے۔ تجھے نیند نہیں آتی یوں لگتا ہے کہ تیری آنکھوں میں آشوب چشم کا سرمہ ڈال دیا گیا ہے۔ آنکھیں اس تکلیف کی وجہ سے سوتی نہیں۔

جزعاً علی المھدی اصبح ثاویاً یاخیر من وطئی الحصٰی لاتبعد

ترجمہ: اس ہدایت یافتہ محبوب کی وفات کی وجہ سے آنکھ نہیں سوتی اے زمین پر چلنے والوں میں بہترین ذات خدا کرے آپ ہم سے کبھی جدا نہ ہوں۔

اس شعر میں حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی بے تابی اور بے چینی کا ذکر اس طرح فرمایا ہے میری نیند اڑنے کی وجہ کوئی آشوب چشم کا سرمہ نہیں بلکہ محبوب کریم علیہ السلام کی جدائی ہے اور آنکھوں کو تکلیف یہ ہے کہ انہیں حضور ﷺ کا دیدار نہیں ہو رہا۔ اس شعر میں آپ نے دعا بھی کی ہے کہ حضور ہم سے کبھی دور نہ ہوں اس دوری کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محبوب دل سے دور نہ ہوں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن ہم حضور سے دور نہ ہوں۔

جنبی یقیک التر ب لھفی لیتنی غیبت قبلک فی بقیع الغرقد

ترجمہ: میرا پہلو آپکو مٹی سے بچائے ہائے افسوس کاش میں آپ سے پہلے بقیع الغرقد میں دفن کر دیا جاتا۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ فراق محبوب کو برداشت نہیں کر رہے ہیں اور رو رو کر اپنا حال برا کر لیا ہے۔ جسم نڈھال ہو گیا ہے اپنی زندگی پر افسوس کر رہے ہیں کاش میں آپکے دفن ہونے سے پہلے ہی دفن کر دیا جاتا آپ سے پہلے مجھے موت آلیتی اور مجھے آپکے فراق کا غم دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

بأبی وامی من شھدت وفاتہ فی یوم الا ثنین النبی المھتدی

ترجمہ: میرے ماں باپ اس ہدایت یافتہ ہستی پر قربان ہوں جن کی وفات پر میں پیر کو حاضر ہوا تھا۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالی عنہ حضور اکرم ﷺ سے اپنے پیار کو اس انداز میں پیش کر رہے ہیں کہ حضور میں تو فدا ہو چکا ہوں میرے ماں باپ بھی آپ پر قربان ہوں۔

وظللت بعد وفاته متلبدا　　　متلـدا یالیتنی لم

اولد

ترجمہ: اور آپ کے وصال کے بعد میں حیران ہوں کہ کمزور ہو گیا ہوں پریشان ہوں کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ فراق میں گزرنے والی اپنی زندگی پر افسوس کر رہے ہیں کہ وہ کیا زندگی ہے جو حضور کے بغیر گزرے یہ زندگی ہر لحہ بے چینی کی ہے دکھ پریشانی کی ہے نہ دن کو سکون ملتا ہے نہ رات کو چین اسی وجہ سے کہہ رہے ہیں کاش پیدا ہی نہ ہوتا۔

اقیم بعدك بالمدینه بینهم　　یالیتنی صبحت سم الاسود

ترجمہ: اور کیا میں آپکے بعد اہل مدینہ میں رہ سکوں گا کاش مجھے صبح ہی صبح کالے سانپ کا زہر پلا دیا جاتا۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالی عنہ اپنی اس زندگی میں شدید گھٹن محسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب میں مدینہ میں کیسے رہوں گا۔ حضور ﷺ کی زیارت سے محروم ہوں صحابہ نظر آتے ہیں تو وہ بھی افسردہ ہیں مدینہ منورہ کی ہر شے انہی کی یاد دلاتی ہے اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہوں اس دکھ سے بچنے کا ایک ہی حل ہے کہ مجھے کوئی زہریلا سانپ ڈسے اور موت آجائے۔

اوحل امر اللہ فینا عاجلا　　فی روحة من یومنا اوفی غد

ترجمہ: یا پھر حکم الہی جلدی نازل ہو جائے آج ہی شام کے وقت یا کہ کل صبح کو۔

کشتہ عشق رسول حضرت حسان فرماتے ہیں اب صدمات برداشت کرنیکی ہمت نہیں اگر زندہ رہے تو صدمات اور بڑھتے جائیں گے آتش فراق میں مزید جلنا پڑے گا بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہے آج ہی شام کے وقت موت آجائے یا کل صبح کو اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔

فقوم ساعتنا فلقی طیبا　　محض ضرائبه کریم المهتدی

ترجمہ: پھر ہماری قیامت قائم ہو جاتی اور ہم ایسے مقدس شخصیت سے جا ملتے جو خالص عادت والی ہے

اور کریم الاصل ہے۔

اس شعر میں سیدنا حسان رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر ایک مرتبہ اس جدائی کو نا قابل برداشت بیان کیا اور کہا کہ جب تک حضور سے ملاقات نہیں ہو جاتی۔ سکون نہیں مل سکتا اس لیے فرما رہے ہیں کہ محبوب کی جدائی اس صورت میں ختم ہو سکتی ہے کہ قیامت قائم ہو جائے اور پھر حضور سے جا ملیں۔

یا ابن امنة المبارك ذكرها ولدته محصنة بسعد الا سعد

ترجمہ: اے آمنہ کے لال آپکا ذکر بابرکت ہے۔ جب آپکو ایک پاک دامنہ خاتون نے مبارک وقت میں جنا۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالی عنہ نے اس شعر میں سیدہ آمنہ کو ہدیۂ تبریک پیش کیا ہے اور آپکی ولادت باسعادت کا احسن انداز میں ذکر کیا ہے آپ کے اس شعر کے دوسرے مصرعہ سے حضور ﷺ کی آمد کے موقعہ شریعت مطہرہ کے دائرہ کے اندر رہ کر محافل و مجالس میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کا اشارہ موجود ہے۔

نور اضاء على البرية كلها من يهد للنور المبارك يهتدى

ترجمہ: آپ ایسا نور ہیں جس نے کائنات منور کر دی جس انسان کی بھی نور مبارک کی طرف راہنمائی کی جائے وہ راہ پالیتا ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں آپ پوری کائنات کے راہنما ہیں جو بھی آپ سے نور حاصل کرنا چاہے وہ آسانی سے کر سکتا ہے۔

یارب فاجمعنا معاً و نبینا فی جنة تثنی عیون الحسّد

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے نبی پاک کو جنت میں اکٹھا کر دے جو جنت حاسدوں کی آنکھوں کو دھندلا دیتی ہے۔

حضرت حسان درخواست کر رہے ہیں یا اللہ جس طرح ہم دنیا میں اکٹھے چلتے پھرتے تھے اور ہمیں آپ کی صحبت میسر تھی آپ کی صحبت سے سکون تھا چین تھا اور حاسد ہمیں اکٹھے دیکھ کر جل جاتے تھے اے اللہ کل قیامت کو بھی ہمیں اکٹھا کرنا تا کہ حاسد جل جائیں۔

فی جنة الفردوس فاکتبهالنا یا ذالجلال وذالعلاء والسودد

ترجمہ:اے ہمارے رب قدوس ہمیں جنت میں جمع فرمانااور جنت ہمارے لیے لکھ دے۔
سیدنا حسان بارگاہ قدس میں دعا گو ہیں کہ قیامت کے دن ہمیں حضورﷺ کا ساتھ نصیب فرما۔

والله اسمع مابقيت بهالك الا بكيت على النبی محمد

ترجمہ: اللہ کی قسم جب تک میں زندہ ہوں کسی مرنے والے کی خبر نہیں سنوں گا مگر اپنے نبی پاک ﷺ پر روؤں گا۔

سیدنا حسان فرماتے ہیں آپ کی وفات کا صدمہ اتنا بھاری ہے کہ ہر کسی کی وفات کے ساتھ آپ کی یاد آیا کرے گی اور کثرت سے آنسو بہاؤں گا۔میرا رونا اس میت پر نہیں ہوگا۔ بلکہ حضورﷺ کی جدائی اور فراق میں روؤں گا۔

یا ویح انصار النبی ورهطه بعد المغيب فی سواء الملحد

ترجمہ: ہائے افسوس حضورﷺ کے انصار اور آپ کے گروہ کی لحد میں چھپانے کے بعد۔حضرت حسان رضی اللہ اپنے صدمہ اور دکھ کے ساتھ انصار اور دوسرے مومنین کی تکلیف وصدمہ کا بھی ذکر کرتے ہیں انصار اور مہاجرین کو فرقت کے صدمے ہونے پر ان سے بھی اظہار افسوس ہے اور اپنی ان سے محبت کا ذکر ہے اپنی رحم لی کا ذکر ہے کہ وہ بھی میری طرح قابل رحم ہیں۔

ضاقت با لا نصار البلاد فاصبحوا سودا وجو ههم کلون الاثمار

ترجمہ: تمام شہر انصار پر تنگ ہو گئے ان کے چہرے (اثمد کے رنگ کی طرح) فراق میں سیاہ ہو گئے۔سیدنا حسانؓ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد تمام صحابہ کے صدمہ کا ذکر کیا ہے کہ فراق وغم سے صحابہ کے چہرے سیاہ ہو گئے تھے۔

ولقد ولدنا وفينا قبره وفضول نعمة بنالم يجحد

ترجمہ: ہم نے آپ کو جنا اور ہم میں ہی آپ کی قبر ہے آپ کے احسانات بہت زیادہ ہیں جنکا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

چونکہ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے والد گرامی قبیلہ نجار کے نواسے تھے اسی باعث حضرت حسان عرض کر رہے ہیں کہ آپ ہم میں پیدا ہوئے حضرت حسان کے لئے یہ عظیم سعادت تھی کہ حضور ﷺ کے ننہال سے انکے والد محترم کا رشتہ تھا۔

والله اكرمنا به وهدى به انصاره فی کل ساعة مشهد

ترجمہ: اللہ تعالی نے آپ کے ہی ذریعہ سے ہمیں عزت بخشی اور آپ ہی کے ذریعہ جنگ کی ہر گھڑی

میں آپ کے انصار کی راہنمائی کی۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالی عنہ کھلے لفظوں اعتراف کر رہے ہیں کہ اللہ تعالی نے جو ہمیں عزت بخشی تو وہ حضور ﷺ کے صدقے سے ہی ہے۔ مہاجرین وانصار کو آپ ہی سے راہنمائی ملی۔

کنت السود لنا ظری فعمی علیك الناظر

من شاء بعدك فلیمت فعلیك کنت احاذر

ترجمہ: محبوب پاک آپ ہماری آنکھوں کی روشنی تھے اب آپ کے دیدار سے آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ آپ کے بعد اب جو چاہے مرے مجھے کوئی پرواہ نہیں مجھے تو آپ ہی کی رحلت کا خوف دامن گیر تھا۔

صلی اللہ ومن یحف بعرشہ الطیبون علی المبارك احمد

ترجمہ: اللہ تعالی رحمت کرے اور عرش کو گھیرنے والے فرشتے اور پاکباز بندے حضور ﷺ پر درود شریف بھیجیں۔

سیدنا حسانؓ اپنی ایک مصیبت بھری خواہش کا اظہار کر رہے ہیں، کہ اے اللہ تو اپنے محبوب پر رحمتوں کا نزول فرما اور تیرے فرشتے اور تیرے نیک بندے تیرے محبوب پر درود بھیجیں۔

فرحت نصاری یثرب ویهودها

لما توارى فی الضریح الملحد(1)

ترجمہ: مدینہ کے یہود ونصاری خوش ہوئے جب آپ لحد میں چھپ گئے۔

حضرت حسان نے یہود ونصاری پر تنقید کی ہے حضور کے وصال پر وہ خوش ہوئے کہ اب دین اسلام ختم ہوجائے گا مگر انکی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی۔ حضور ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام موجود ہیں جو آپ کے اس نظام مقدس کو چلاتے رہیں گے۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ بعد خلقہ

---

(1) السهیلی، الروض الانف، ص 458/4
ابن هشام، السیرة، ص 679/2
ابن هشام، السیرة، ص 448/1

پانچواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجہیز و تکفین اور خلافت کا انتخاب

انتخاب خلیفہ

اس واقعہ پر بعض لوگوں نے صدیق اکبر، عمر فاروق اور صحابہ پر بے جا اعتراضات کئے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے خلیفہ بننے کے لیے اجتماع کیا حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ دراصل عین غم کے موقع پر ایک شخص نے محفل میں آ کر بتایا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار جمع ہو چکے ہیں اور وہ سعد بن عبادہ کو اپنا امیر بنانے کا فیصلہ کر چکے ہیں اس خبر پر سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر بن خطاب وہاں گئے اور اہل مجلس کو متوجہ کر کے حضرت سعد سے فرمایا کہ سعد تیری موجودگی میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ "خلافت کے حق دار قریش ہیں نیک لوگ قریش کے نیک لوگوں کے فرمانبردار ہوں گے اور بدکار لوگ قریش کے بدکاروں کے تابعدار ہوں گے"

اس استدلال سے قبل انصار نے اپنے حق میں دلائل دیئے اور قریش نے اپنے حق میں آخر حضرت سعد نے اس حدیث کے جواب میں کہا

"صدقت یا ابابکر نحن الوزراء وانتم الا مراء" (1)

تم امراء ہو اور ہم تمہارے وزیر۔ حضرت سعد نے اپنا موقف بدل لیا اور اپنی دست برداری کا اعلان کر دیا۔ آپکے اس اعلان پر سبھی انصار اور سبھی مہاجرین نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی جن لوگوں نے سقیفہ میں بیعت نہ کی انہوں نے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو کر یہ شرف حاصل کیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ مدینہ منورہ کا ایک تاریخی مقام ہے تاریخ اسلام کا یہ اہم واقعہ اس سے وابستہ ہے۔ یہ جگہ بنو ساعدہ کی ملکیت تھی بعض نے کہا کہ یہ جگہ اندرون شہر بنی حسین کے محلات کے جنوب میں واقعہ ہے۔ بعض اسے بیر بضا کے قریب بتاتے ہیں مشہور مؤرخ مطری نے اسے ترجیح دی ہے شامی دروازہ کے باہر مشہور شاہراہ السحیمی پر واقع ہے کسی وقت پاکستانی شفاخانہ یہیں تھا۔ اس جگہ پر اب بھی باغیچہ موجود ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (المتوفی 748ھ)
میزان الاعتدال فی نقد الرجال ، ص 518/4

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی انتخابی تقریر

حضرت سعد بن عبادہ نے حمد وثنا کے بعد اپنی انتخابی تقریر میں استحقاق خلافت پر مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے۔

☆ ہم انصار دین اسلام کے مددگار ہیں اور لشکر اسلام ہیں۔
☆ اے گروہ قریش تم اقلیت میں ہو اور ہم اکثریت ہیں۔
☆ اے قریش تم ہم میں آ کر پناہ گزین ہوئے ہو خلافت ہمارا حق ہے۔
☆ انصار کو اسلام میں وہ سبقت حاصل ہے جو کسی کو نہیں۔
☆ حضور ﷺ کی تیرہ برس کی تبلیغ پر بہت کم لوگ اسلام لائے۔
☆ ان لوگوں میں حضور کی حفاظت کرنے کی ہمت بھی نہ تھی۔
☆ دین کی سربلندی اور فروغ کا باعث انصار بنے ہیں۔
☆ اللہ تعالیٰ نے انصار کے ذریعہ اپنے دین کی مدد کروائی۔
☆ انصار کو شرف ہے انہوں نے حضور ﷺ کی حفاظت کی۔
☆ جہاد کرنے کا شرف انصار کو ملا کہ فرض یہاں ہوا۔
☆ انصار کی ہیبت وشوکت سے دشمنوں کی گردنیں جھک گئیں۔
☆ حضور ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو انصار پر راضی تھے۔
☆ اے انصار حضور ﷺ کی آنکھیں تم سے ٹھنڈی تھیں۔
☆ منصب خلافت تمہارا ہی حق ہے۔ اسے حاصل کرو۔ (1)

یہ تقریر بڑی مقبول ہوئی مگر مہاجرین نے اعتراض کیا کہ ہمارا حق ہے ہم پہلے غلاموں میں سے ہیں ایک تجویز یہ پیش کی گئی کہ انصار ومہاجرین دونوں میں سے ایک ایک امیر منتخب کرلیا جائے

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 494/4
السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص 26/1
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص 296/5
مختصر تاریخ دمشق، ص 285/4

حضرت سعد یہ بات نہ مانے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جوابی تقریر

حمد وثنا کے بعد

☆ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو توفیق بخشی وہ سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ کی تصدیق کی۔

☆ مہاجرین نے دشمنوں کی طرف سے سخت تکلیفیں برداشت کیں اور صبر کیا۔

☆ مہاجرین نے کسی حالت میں حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

☆ مہاجرین ہی حضور ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور خاندان ہیں۔

☆ انہیں ہی خلافت کا حق پہنچتا ہے۔

☆ اے انصار تمہاری فضیلت کا انکار نہیں مگر مہاجرین کے بعد۔

☆ اے انصار تم بے شک صاحب فضل ہو مگر قریش حسب ونسب کے لحاظ سے تم سے پہلے ہیں خلافت انہیں کا حق ہے۔

☆ اے انصار تم جانتے ہو پورے عرب میں جو فضیلت قریش کو ہے کسی کو نہیں۔

☆ عرب بغیر قریش کسی کی امارت پر متفق نہیں ہوں گے اتفاق کے بغیر نظام مملکت نہیں چل سکے گا۔

☆ اے انصار خدا سے ڈرو اور تفرقہ پیدا نہ کرو۔

حباب بن منذر نے دو امیر بنانے کی تجویز کی تو آپ نے فرمایا۔

☆ دو امیروں کے انتخاب پر دین نہیں رہ سکے گا تفرقہ پڑ جائے گا امن برباد ہو گا

(1)
(2)
(3)
(4)

فتنہ اٹھے گا کیا تم نے سنا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا نزاع نہ کرو بزدل ہو جاؤ گے

☆ اے انصار ہم امیر ہوں گے تم وزیر۔

حضرت زید بن ثابت نے فرمایا حضور ﷺ مہاجرین میں تھے لہذا خلیفہ مہاجرین سے ہوگا

اس پر ہنگامی تقریریں ختم ہوئیں۔ حضرت زید نے صدیق اکبر کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی (1)

ان ہنگامی اور انتخابی تقاریر کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت آمیز اور حکیمانہ انداز میں اس اضطرابی کیفیت پر قابو پایا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی انتخابی تقریر

حمد ثناء کے بعد

☆ اے گروہ انصار تم نہیں جانتے ثانی اثنین کون ہے؟ وہ ابوبکر ہی ہیں۔

☆ قرآن مقدس نے لصاحبہ انہیں کے حق میں فرمایا۔

☆ لاتحزن فرما کر تسلی انہیں کو دی گئی ہے۔

☆ ان اللہ معنا میں صرف انہیں کا اعزاز ہے ورنہ علم اور احاطہ کے لحاظ سے تو معیت عام ہے۔

☆ ان لا تنصروہ فقد نصرہ اللہ ہیں ابوبکر کے علاوہ سبھی کو تہدید ہے۔

☆ ہجرت کے نازک موقعہ پر ابوبکر کو ہی معیت نصیب ہے۔

☆ فانزل اللہ سکینتہ انہیں کے لیئے ہی ہے۔ (2)

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 316/12
ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 394/4
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص 269/5

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص258/11
ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 242/2
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص 223/3
الواقدی، المغازی، ص 1061/1

☆ عمر فاروق نے صدیق اکبر سے کہا آپ ہاتھ بڑھائیں کہ میں بیعت کروں چنانچہ حضرت عمر اور ابو عبیدہ نے بیعت کا آغاز کیا اور لوگوں نے بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔

اس کے بعد پھر سیدنا ابو بکر منبر پر آ گئے اور حکیمانہ خطبہ دیا جسے حافظ ابو بکر البیہقی نے ابو سعید خدری سے روائت کیا ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حکیمانہ انداز

وصعد ابوبکر المنبر ونظر فی وجوہ القوم ولم یرا الزبیر قال دعا بـا الـزبیـر فجاء قال ابن عمة رسو ل اللہ ﷺ وحواریہ اردت ان تشق عـصـا المسلمین قال لا تثریب یا خلیفة رسول اللہ ﷺ وقام فبایعہ ثـمـہ نظر فی وجوہ القوم ولم یر علیا فدعا بعلی بن ابی طالب فجاء قال یـا ابـن عـم رسـول وختـنـہ علی ابنتہ علی ابنتیہ اردت ان تشق عصا المسلمین قال لا تثریب یا خلیفہ رسول اللہ وبایعہ۔(1)

سیدنا ابوبکر رضـی الـلـہ عـنـہ منبر پر تشریف لائے اور حاضرین کا جائزہ لیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دکھائی نہ دیئے تو انہیں بلانے کے لیئے آدمی بھیجا جب وہ آئے تو فرمایا اے اللہ کے رسول کے پھوپھی کے بیٹے اور اللہ کے رسول کے حواری کیا آپ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔(حضرت زبیر نے عرض کی) اے اللہ کے رسول کے خلیفہ ناراض نہ ہوں یہ کہہ کر اٹھے اور بیعت کر لی حاضرین پر دوبارہ نظر ڈالی سیدنا علی المرتضی نظر نہ آئے تو آپ کی خدمت میں آدمی بھیجا کہ بلا لائے آپ پیغام سنتے ہی فوراً تشریف لے آئے۔ابو بکر صدیق نے فرمایا اے اللہ کے رسول کے چچا کے فرزند اور حضور کے پیارے داماد کیا آپ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔آپ نے

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص316/12
ابن کثیر ، السیرۃ ، ص 494/4
السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص 26/1
ابن کثیر، البدایة والنهایة ،ص 279/5

جواب میں کہا اے اللہ تعالی کے رسول کے خلیفہ اس تاخیر پر ناراض نہ ہوں یہ کہہ کر اٹھے اور صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کی۔امام ابن کثیر نے کہا وھذا حق یہی حق ہے۔سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ایک لمحہ کے لیئے ہی صدیق اکبر سے الگ نہیں ہوئے۔ساری نمازیں آپ کی اقتداء میں ادا کرتے رہے اور جب مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میدان میں نکلے تو حضرت علی المرتضی آپ کے ساتھ تھے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شیعہ علماء کی زیادتی

ناسخ التواریخ کے حوالہ سے شیعہ علماء کا رطب ویابس اکٹھا کر کے سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق کے بارہ غلط تاثرات پھیلانا انصاف ودیانت سے بہت دور ہے۔اور تحقیق کے خلاف ہے۔ ابن جریر کی جس روایت پر شیعہ علماء کا سارا تانا بانا موقوف ہے اس روایت کے پہلے راوی ہشام بن محمد بن سائب ہیں۔ان کے متعلق حافظ شمس الدین ذہبی اپنی کتاب میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں۔

"قال احمد بن حنبل انما کان صاحب تسمیر ونسب ماظننت ان احـد ایحدث عنہ قال الدار قطنی وغیرہ متروك ،قال ابن عساکر ھو رافضی ،لیس بثقفہ" (1)

ترجمہ:امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ قصہ گو تھا،محض نسب بیان کرنے والا تھا،میں یہ خیال نہیں کرتا کہ کوئی اس سے روائت کرتا ہے۔دار قطنی کہتے ہیں وہ متروک ہے ابن عساکر کی رائے یہ ہے کہ وہ رافضی ہے،غیر ثقہ ہے،ابن ہشام کے استاذ ابومحنف ان کے بارہ میں بھی علماء نے لکھا ہے۔

"وقد کا ن شیعیا وھو ضعیف عند الائمہ"(2)

وہ شیعہ تھا اور آئمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔اب جب یہ ثابت ہوگیا کہ ابن ہشام غیر معتبر بندہ ہے،شیعہ مسلک کا آدمی ہے۔آئمہ فن کے نزدیک ضعیف ہے تو اب اسکی روائیت پر بحث کرنا جوابی

---

(1) الذہبی،میزان الاعتدال، ص 304/4

(2) الذہبی،میزان الاعتدال، ص 304/4

دلائل دینا وقت کا ضائع کرنا ہے۔

بہر حال میں اپنی کتاب کو ان بے معنی اعتراضات غیر معقول دلائل سے پاک ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ ابن ہشام کا غیر معتبر ہونا، رافضی ہونا، امام حنبل کا انہیں محض قصہ گو فرمانا، دار قطنی کا متروک کہنا ان کے تمام اعتراضات کا جواب ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بیعت کے بعد پہلی تقریر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس انتخابی معرکہ میں سرخروئی کے بعد جو پہلا خطاب کیا ہے وہ نہیں کہ عظیم اعزاز مل جانے کے بعد کس قدر فروتنی ہے۔ کس قدر نیاز مندی ہے اور کس قدر عجز وانکساری ہے۔

اما بعد ایها الناس فانی قد ولیت علیکم ولست بخیر کم فان احسنت فاعینونی وان اسأت فقومونی ۔الصدق امانه والکذب خیانه والضعیف فیکم قوی عندی حتی ازیح علته انشاء اللہ تعالٰی والقوی فیکم ضعیف فی اخذ منه الحق انشاء اللہ تعالٰی لا ید ع قوم الجهاد فی سبیل اللہ الا ضربهم اللہ با الذل ولا تشیع فی قوم قط الفا حشه الا عمهم اللہ بالبلاء ۔اطیعونی اطعت اللہ ورسوله فاذا عصیت اللہ ورسوله فلا اطاعته علیکم قوموا الی صلواتکم یرحمکم اللہ وهذا اسناد صحیح (1)

ترجمہ: اے لوگو میں تمہارا والی اور تمہارا امیر بنایا گیا ہوں اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر کوئی برا کام کروں تو مجھ کو ٹھیک کر دینا صداقت امانت ہے اور جھوٹ

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 317/12
ابن کثیر، السیرة، ص496/4
ابن کثیر، البدایة والنهایة، ص270/5
السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص 27/1

خیانت ہے اور جو شخص تم میں ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تا آنکہ اسکی تکلیف کو دور نہ کروں انشاءاللہ اور جو تم میں قوی ہے میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں۔ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے اللہ اس قوم کو ذلیل کرتا ہے۔ اور جس قوم میں برائی اور بے حیائی عام ہو جاتی ہے تو ساری قوم پر بلا و مصیبت آ جاتی ہے تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور رسول کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت نہیں اب نماز کے لیے اٹھو اللہ تم پر رحم فرمائے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تقریر کا دوسرا حصہ

موسی بن عقبہ نے مغازی میں اور حاکم نے مستدرک میں عبدالرحمان بن عوف سے یہ بھی نقل کیا کہ آپ نے اسی خطبہ میں یہ کلمات بھی فرمائے ہیں۔

واللہ ماکنت حریصاً علی الامارۃ یوماً ولیلۃ قط ولاکنت راغباً ولا سالتھا اللہ فی سرو علانیہ ولکننی اشفقت من الفتنۃ ومالی من الامارہ من راحۃ لقد قلدت اجر اعظیماً مالی بہ من طاقۃ ولایدالا بتقویۃ اللہ (1)

ترجمہ: اللہ کی قسم میں خلافت و امارت کا کبھی خواہش مند نہیں ہوا نہ دن میں نہ رات میں اور نہ کبھی اس کی طرف مائل ہوا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے میں نے کبھی خفیہ یا اعلانیہ دعا مانگی البتہ مجھے یہ ڈر رہا کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے اس لئے میں نے بادل نخواستہ یہ منصب قبول کر لیا ہے۔ اور مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں میری گردن پر ایک عظیم بوجھ ڈالا گیا ہے جس کے اٹھانے کی اپنے اندر طاقت نہیں پاتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الحاکم، المستدرک، الرقم 4396، ص 214/10

تقریر کا تیسرا حصہ

قال ایھا الناس ان کنتم ظننتم انی اخذت خلافتکم رغبۃ فیھا
او ارادۃ فیھا واستیشار علیکم وعلی المسلمین فلا وانوی نفسی بیدہ
ما اخذ تھا رغبۃ فیھا ولا استیشارا علیکم ولا علی احد من المسلمین
فلا حرصت علیھا قط ولا سالت اللہ سرا ولا علانیۃ ولقد امرا عظیما لا
طاقۃ لی بہ الا ان یعین اللہ ولو ردت انھا الی ای اصحاب رسول اللہ علی
ان یعدل فیھا فبھی علیکم ولا بیعۃ لکم عندی فار فعو منی احببتم فانما
انا رجل منکم۔(1)

ترجمہ: اے لوگو! اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ میں نے یہ خلافت اس لئے قبول کی ہے کہ میں خلافت میں راغب تھا یا میں مسلمانوں میں اپنی برتری چاہتا تھا تو قسم ہے خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے اس ارادہ سے خلافت کو قبول نہیں کیا۔ خدا کی قسم میں نے امارات اور خلافت کے دن اور رات کبھی کسی ساعت میں کبھی حرص نہیں کی اور نہ ہی کبھی ظاہر و باطن میں اس سلسہ میں دعا مانگی۔ میری خواہش تو یہ تھی کہ میری جگہ یہ منصب کسی اور کے سپرد کر دیا جائے جو مسلمانوں میں عدل کرے اور اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تمہاری امارت و خلافت تم کو واپس ہے اور جو بیعت تم میرے ہاتھ پر کر چکے وہ سب ختم اب جسے چاہو امارت و خلافت سپرد کر دو میں بھی تمہارے اندر ایک فرد ہوں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک موقعہ پر خلافت سے دستبرداری کا ارادہ فرمایا اور لوگوں کو بلا کر اس طرح خطاب کیا اور

(1) علاؤالدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری اشاذلی الهندی(المتوفی975ھ)
کنزالعمال فی سنن الاقوال ولافعال، ص 615/5

ایھا النـاس قد اقتکم بیعتکم فبایعو من احببتم کل ذالك یقوم الیه

علی ابن ابی طالب فیقول لا و الله لا نقبلك من ذالذیو خرك وقد قدمك

رسول اللهﷺ۔ (1)

ترجمہ: اے لوگومیں تمہاری بیعت واپس کرتاہوں جس سے چاہو بیعت کرلو بار بار کہنے پر ہر مرتبہ حضرت علی کھڑے ہوتے اورفرماتے اللہ کی قسم یہ ہرگزنہیں ہوسکتا ہم نہ آپ کوواپس کریں گےاور نہ آپسے واپس لیں گےکون ہےوہ جوآپ کو پیچھے ہٹائے جبکہ رسول اللہﷺ نے آپ کوآگے کیا ہے۔

صلی الله تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

سنی،شیعہ اختلاف

مسلئہ خلافت پرسنی شیعہ اختلاف کا منشاء کیا ہے وہ چند ایک سطروں میں ہی پیش کرتا ہوں بات آسانی سے سمجھ آجائے گی ۔شیعہ کے نزدیک خلافت کا دارومدارقرابت پر ہے اسی وجہ سے حضورﷺ کے بعد خلافت حضرت علی کوملنی چاہئے تھی کہ وہ حضور کے چچازاد بھائی بھی ہیں اور داماد بھی اہلسنت کا مئوقف ہے جوشخص سب سے زیادہ خدااور مصطفٰی کےقریب ہوگا وہ خلیفہ ہوگا اگرخلافت کامدارقرابت نبی پرمانا جائےتو آپ کے بعد یاتو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے یا پھر حضورﷺ کی اپنی بیٹی فاطمۃ الزاہرا کہ حضرت علی المرتضی کی نسبت قرابت نبی ان میں زیادہ ہے ۔حضرت فاطمہ خلیفہ ہوتیں۔ انکی طرف سے کوئی مردکام انجام دیتا رہتا۔ان کے بعدان کے بڑے بیٹےحسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ان کے بعدحسین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے چوتھی جگہ پرکہیں حضرت علی المرتضی کانام آتا ہے۔اگرداماد ہونے کے رشتہ کوآگےلایا جائےتو پھرانکی نسبت سیدناعثمان رضی اللہ عنہ زیادہ حق دار بنتے ہیں کہ انکے نکاح میں حضورکی دو بیٹیاں آئیں اسی باعث انہیں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔رہا شیعہ کا یہ اعتراض کہ رقیہ اورام کلثوم،حضرت خدیجۃ الکبری کے پہلے شوہر سے تھیں تو یہ

---

(1) علاؤالدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری اشاذلی الھندی(المتوفی975ھ) کنزالعمال فی سنن الاقوال ولافعال، ص 615/5

بات غلط ہے کہ کافی کلینی کی یہ عبارت ان کا جواب ہے۔

"فولد له منها قبل مبعثه القاسم وزینب وام کلثوم بعد المبعث الطیب ،والطاھر،والفاطمه" (1)

حضور ﷺ کے ہاں حضرت خدیجہ کے بطن سے اعلان نبوت سے قبل قاسم، زینب، اورام کلثوم پیدا ہوئے ۔اعلان نبوت کے بعد طیب، طاہر اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہم

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غسل شریف

جب لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر بیعت سے فارغ ہو گئے اس طرح امیر کا انتخاب کے اس اسلامی ریاست کے تحفظ کا اہتمام ہوگیا تو غسل شریف اور تجہیز وتکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔

"سئل ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کیف کان غسل النبی ﷺ قال ضرب العباس کلة له من ثیاب یمانیة صفاف وصارت سنة فینا ثم اذن لرجال من بنی ھاشم فعد د بین الحیطان والکلة ثم دخل العباس ودعا علیا والفضیل ابا سفیان ابن الحاث واسامة بن زید فلما اجتمعوفی الکلة القی علیھم النعاس وعلی من وراء الکلة فی البیت فأد اھم من مناد انتھو به وھو یقول لا تغسلو النبی ﷺ فقال العباس لاندع منه بصوت" (2)

ترجمہ: ابن عباس سے پوچھا گیا رسول اللہ ﷺ کو غسل کس طرح دیا گیا جواب میں فرمایا کہ والد ماجد حضرت عباس نے یمنی کپڑے کا ایک پردہ

---

(1) مختصر تاریخ دمشق، ص 300/1
مختصر تاریخ دمشق، ص306/1
(2) مختصر تاریخ دمشق، ص 300/1
مختصر تاریخ دمشق، ص306/1

ڈالا اور یہ پردہ ڈالنے کی رسم تمام نیک لوگوں میں عام ہوگئی پھر ہاشمیوں سے کہا آپ دیوار اور پردہ کے درمیان سے ہٹ جایئے پھر والد ماجد پردہ کے اندر گئے جہاں حضرت علی، حضرت فضیل، ابوسفیان بن حارث اور اسامہ بن زید کو بلایا جب یہ سب لوگ اندر چلے گئے تو ان پر اور پردہ کے باہر والوں اور سب گھر والوں پر نیند طاری ہوگئی اتنے میں ندا غیبی نے متنبہ کیا اور کہا رسول اللہ ﷺ کو غسل نہ دو کیونکہ آپ بالکل پاکیزہ ہیں تو حضرت عباس نے فرمایا کہ اس غیبی آواز پر ہم سنت نبوی کو ترک نہیں کر سکتے' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔

''قالت عائشه رضي الله تعالى عنها ارادو غسل رسول الله ﷺ اختلفو فيه فقالو والله ماندري هل نجر ثيابه اولا فسمعوا صوتاً ان اغسلو النبي ﷺ ثيابه ما ثبت با السنه زكر غسله السيرة النبويه لا۔

(1)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہدائت کی ہے آپ نے فرمایا جب حضور ﷺ کے غسل دینے کا وقت آیا تو صحابہ نے کہا کہ حضور ﷺ کو غسل کس طرح دیا جائے کیا جس طرح دوسری میتوں کو کپڑے اتار کر غسل دیا جاتا ہے۔ اس طرح دیا جائے یا کہ کپڑوں سمیت تو سبھی نے غیبی آواز سنی کہ حضور کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ چنانچہ حضور ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) مختصر تاریخ دمشق، ص 300/1
مختصر تاریخ دمشق، ص 306/1

غسل مبارک کا شرف

غسل دینے کا شرف سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ،فضیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا غسل دیتے ہوئے سیدنا علی المرتضی نے فرمایا

"بابی وامی طیبا حیا ومیتا'

'میرے ماں باپ قربان جائیں آپ زندگی میں بھی طیب وطاہر تھے اور وصال کے بعد بھی طیب و پاکیزہ ہیں۔حضور ﷺ کے غسل شریف کے لیے قبا شریف کے قریب واقع "بیر غرس" سے پانی لایا گیا جس کے بارہ میں فرمایا

نعم البئر ،بئر،غرس هی من عیون الجنه وماء ھا،اطیب المیاہ،(1)

غرس کا کنواں بہترین کنواں ہے یہ جنت کے چشموں سے بہترین چشمہ ہے اسکا پانی نہائیت پاکیزہ صاف ستھرا ہے آپ نے فرمایا تھا کہ میرے انتقال کے بعد بئر غرس سے سات مشکیزوں سے مجھے غسل دیا جائے۔حضور ﷺ اس کنویں کا پانی نوش فرماتے تھے۔

الحمداللہ آج سے چالیس سال قبل مجھے جب پہلی حاضری نصیب ہوئی تو ترکوں کی تعمیر کردہ مسجد قبا شریف کے سامنے اس کنویں کی زیارت نصیب ہوئی وللہ الحمد۔جب سب لوگ غسل کے لیے اکٹھے ہوگئے تو عوس بن خولی انصاری نے دروازہ کے باہر سے پکار کر کہا کہ علی خدا کے لیے مجھے بھی موقعہ دو چنانچہ حضرت علی مرتضی نے انہیں اندر بلا لیا مگر غسل دینے میں حصہ نہ لے سکے یا پانی پکڑاتے رہے۔آپ کے غسل کے پانی میں بیری کے پتے ملائے گئے تھے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر آپ کی قمیض کے نیچے ہاتھ ڈال کر جسم پاک کو ملا آپکو پہلی مرتبہ سادہ پانی سے اور دوسری مرتبہ بیری کے پتوں سے ملے ہوئے پانی سے اور تیسری مرتبہ کافور ملے ہوئے پانی سے

---

(1) ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 282/5
الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص 229/7

غسل دیا گیا۔

شواہد النبوہ میں ہے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی زبردست قوت حافظہ میں فلسفہ کیا ہے تو فرمایا

"کما غسلت النبی ﷺ اجتمع ماء فی جفوفہ فرفعتہ بلسانی فھذا سبب قوۃ حفظی"

ترجمہ: آپ نے فرمایا میں نے جب حضور ﷺ کو غسل دیا تو آپ کی پلکوں میں جو پانی رہ جاتا ہے میں اسے اپنی زبان سے چوس لیتا اور میری دانست میں اسی برکت میں قوت حافظہ عطا ہوئی ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کفن مبارک

غسل شریف کے بعد آپ کے جسم اطہر کو خشک کیا گیا پھر آپ کو تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔

'عن عائشۃ' رضی اللہ عنھا قالت کفن النبی ﷺ فی ثلثۃ اثوب بیض سحو لیۃ بلاد من الیمن"(1)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا یہ کپڑے یمن کی ایک بستی سحول کے بنے ہوئے تھے۔ لیس فیھا قمیص ولا عمامۃ، ان کپڑوں میں قمیص اور عمامہ نہ تھے۔

نوٹ: آج کل کفن میں مردوں کو ٹوپی پہنا دیتے ہیں پگڑی بندھا دیتے ہیں یہ سب خلاف سنت ہے اور بری بدعت ہے اللہ پناہ دے۔

اس طرح بعض علاقوں میں خواتین کو شلوار پہنانے کا رواج زور پکڑ گیا ہے یہ بھی قبیح بدعت

---

(1) ابن الجوزی، المنتظم، ص 427/1
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 326/12

ہے اللہ تعالی سنت کی مخالفت سے بچائے کفن مبارک کے سلسلہ میں جو مختلف روایات ملتی ہیں ان سب میں مضبوط زیادہ صحیح یہی روائیت ہے جو حضور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملتی ہے بعض کو غلط فہمی ہوگئی کہ حضور ﷺ کو قمیض میں غسل دیا گیا تھا۔لہذا میت کو قمیض پہنائی جائے یہ صحیح نہیں کہ کفن پہناتے وقت وہ قمیض مبارک اتالی گئی تھی

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبر مبارک

شیخ زین الدین مراغی نے اپنی کتاب تحقیق النصرہ میں لکھا ہے۔

طلحہ او کان لی المدینہ حفاران احدھما یلحد والا خر لا یلحد ودعا العباس رجلین فقال لیذھب احد کما الی ابی عبیدہ ابن الجراح وھو کان یلحد لا ھل مکۃ ولیذھب الا خر الی ابی طلحہ الانصاری وھو کان یلحد لا ھل المدینۃ ثمہ قال العباس اللھم خیر لرسولك ،فذھبنا فلم یجد صاحب ابی عبیدہ ابا عبیدہ ووجد صاحب ابی طلحہ فلحد لرسول اللہ ﷺ(1)

ترجمہ: مدینہ شریف میں دو شخص قبر کھودنے کا کام کرتے تھے ایک لحد بناتے تھے اور دوسرے بغیر لحد کے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے دونوں آدمیوں کو بلایا اور فرمایا تم میں سے ایک ابوعبیدہ کو بلا لائے اور دوسرا ابوطلحہ انصاری کو وہ دونوں گئے حضرت عباس نے دعا کی (یا اللہ تو خود پسند فرما کہ کون قبر بنائے یا کون سی طرز کی قبر بنے) ابوعبیدہ تو نہ مل سکے حضرت ابوطلحہ انصاری مل گئے تو انہوں نے لحد والی قبر تیار کی

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ ، ص519/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص334/12
السھیلی، الروض الانف ، ص 451/4
ابن ھشام ، السیرۃ، ص 662/2

قبر شریف میں حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم اترے سب سے زیادہ قبر میں حضرت قثم ٹھہرے رہے سب سے آخر میں قبر سے باہر اٹھے، شفران اور عوس بن خولی بھی حضرت علی کی اجازت سے قبر شریف میں اترے، شیخ محقق نے اپنی تحقیق کے بعد کہا قبر شریف میں صرف علی ،عباس، قثم، فضل رضی اللہ عنہم ہی اترے شیخ محقق نے ماثبت با السنہ میں یہ بھی کہا کہ قبر شریف کے اندر شفران نے ایک چادر بچھادی تھی اور کہا اس چادر کو اب کوئی دوسرا استعمال نہیں کر سکے گا اور وہ قبر میں ہی رہ گئی تھی۔ قبر شریف بند کرنے کے بعد قبر شریف پر بلال بن ریاح نے سرہانے سے پائنتی تک ایک مشک پانی چھڑکا تھا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نماز جنازہ

☆ امام محمد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نماز جنازہ لوگوں نے فرداً فرداً پڑھی۔ نماز جنازہ کسی امام کے ساتھ باجماعت نہیں پڑھی گئی۔ مسلمان گروہ در گروہ آتے نماز پڑھتے اور چلے جاتے کہ حضرت فرما رہے تھے جنازہ کے پاس سے چلتے جایئے شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت باالسنۃ میں لکھا ہے۔ آپ کے جنازہ پر سب سے پہلے حضرت علی وعباس وبنو ہاشم نے نماز پڑھی پھر مہاجرین نے پھر انصار نے پھر دوسرے لوگوں نے فرداً فرداً نماز پڑھی۔

اس کے بعد خواتین اور آخر میں بچوں نے نماز پڑھی۔ شیخ محقق نے ایک روائت یہ بھی نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ سب سے پہلے مجھ پر میرا رب صلوۃ پڑھے گا پھر جبریل، میکائیل ،اسرفیل، یکے بعد دیگرے پھر ملک الموت اپنے لشکر سمیت پھر دوسرے فرشتے گروہ در گروہ آ آ کر صلوٰۃ ودرود پڑھیں گے اس صلوٰۃ ودرود کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام فرشتے دعا مانگیں گے اور چلے جائیں گے۔

☆ شیخ محقق نے ابن جنون کے حوالہ سے ایک اور بات نقل کی ہے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ پر کتنی مرتبہ صلوٰۃ پڑھی گئی تو جواب دیا بہتر ہزار اس پر کسی نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہوا جواباً فرمایا ان کتابوں کے ذریعہ پتہ چلا جو امام مالک کی خود نوشت تھیں۔ شیخ محقق نے کتاب الفائق کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ نماز پڑھنے والے آدمیوں کی تعداد ۳۰ ہزار تھی وہ فرشتے جو دعا مانگنے آئے تھے انکی تعداد ساٹھ ہزار

تھی۔شیخ محقق نے اس ضمن میں ایک روائت یہ بھی نقل کی ہے کہ۔لوگوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے پوچھا نماز جنازہ میں کیا پڑھیں تو انہوں نے فرمایا حضرت علی المرتضی سے پوچھو جب حضرت علی سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔

ان اللہ ملائکته یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوصلوعلیه وسلمو تسلیماً ۔ لبیك اللھم ربنا وسعدیك صلوۃ اللہ البر الرحیم والملئکة المقربون والنبی والصدیقین والشھداء والصالحین،وما سبح لك من شیءیا رب العالمین علی محمد بن عبداللہ الخاتم النبین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیك السراج المنیر وعلیه السلام"(1)

ترجمہ:بے شک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے حضور ﷺ پر صلوۃ بھیجتے ہیں اے ایمان والوتم بھی آپ پر درود وسلام بھیجو اے اللہ ہم حاضر ہیں اور اے ہمارے رب تو ہی ہمارا مددگار رہے"اللہ تعالی جو پاک ہے اور مہربان ہے اس کی اور اسکے فرشتوں کی تمام نبیوں کی،صدیقوں کی،شہیدوں کی صالح لوگوں کی اور اے اللہ جو شے تجھ پر تسبیح بیان کرتی ہے ان سب کی طرف سے حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ جو خاتم النبین ہیں رسولوں کے سردار ہیں۔متقین لوگوں کے امام ہیں،خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں شاہد ہیں بشارت دینے والے ہیں۔تیرے ہی حکم سے بہتری کی طرف بلانے والے روشن چراغ ہیں۔ان پر سلام ہوالبدایہ والنہایہ میں دوسری ایک اور دعا بھی لکھی گئی ہے نماز جنازہ میں جو دعا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھی اور لوگوں نے اس پر آمین کہی یہ ہے۔

"اللھم انا نشھد انه قد بلغ ما انزل علیه ونصح لا مته وجاھد فی سبیل اللہ حتی اعزاللہ دینه وتمت کلمة وآمن به وحدہ به وحدہ ولا شریك له فا جعلنا الینا ممن یتبع القول الذی انزل معه واجمع بیننا وبینه حتی

(1) ابن کثیر، السیرۃ ، ص 528/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص330/12
الذھبی،تاریخ السلام، ص 159/1
ابن کثیر،البدایة والنھایة ، ص 286/5

تصرفه بنا فانه كان با لمؤمنين رؤ فا رحيما لا نبتغي با لا يمان به بد لا ولا نشتري به ثمنا قليلا"(1)

ترجمہ: اے اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے محبوب ﷺ نے وہ پیغام پہنچا دیا جو تونے آپ پر نازل کیا تھا اور اپنی امت کو نصیحت کر دی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس دین کو عزت عطا فرمائی اور آپ کی دعوت درجہ کمال تک پہنچی اور تیری ذات کے ساتھ ایمان لائے جو وحدہ لا شریک ہے اے ہمارے معبود برحق ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم اس قول کی پیروی کریں جو تونے ان پر نازل فرمایا اور قیامت کے دن ہمیں حضور کے ساتھ اکٹھا کرا اور حضور کو ہماری پہچان کرا اور ہمیں حضور ﷺ سے روشناس کرا بے شک تیرا محبوب مومنین سے روف ورحیم تھا۔

ہم آپ پر جو ایمان لائے ہیں اسے کسی قیمت پر تبدیل کرنے کے لیے تیار نہیں اور اس کے بدلے میں کوئی، قیمتی چیز لینے کو تیار نہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس دعا پر لوگ آمین کہہ رہے تھے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تاریخ وصال

اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کا وصال پیر کے دن ہوا۔ ربیع الاول شریف میں ہو اگر ماہ ربیع الاول شریف کی تاریخ کیا تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ پیر کے دن، ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ تھی، مگر اس پر اشکال ہے۔ حجۃ الوداع میں آپ کا وقوف عرفات سبھی کے نزدیک جمعہ کے دن تھا لہذا نویں ذی الحج کو جمعہ تھا اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ پنجشنبہ (جمعرات) کو تھی تو ایسی صورت میں سال آئندہ میں دوشنبہ کو بارہویں ربیع الاول نہیں ہو سکتی۔ خواہ تینوں مہینے ذی الحج، محرم، صفر تیس تیس دن کے مانے جائیں یا انتیس انتیس کے یا بعض انتیس کے یا بعض تیس کے۔ اسی اشکال کی بنا پر بعض نے تاریخ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 528/4
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 330/12
الذهبی، تاریخ السلام، ص 159/1
ابن کثیر، البدایۃ والنهایۃ، ص 286/5

وصال ۱۳ ربیع الاول بتائی ہے اور بعض نے چودہ ربیع الاول ۔مزید تحقیق کیلئے فتاوی مولا نا عبدالحیی لکھنوی کی جلد سوم کا مطالعہ مفید رہے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی امید ہے کہ سوموار کو فوت ہونگا چنانچہ آپ کا وصال بھی سوموار کو ہی ہوا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمفر ماتے ہیں مسلمانوں تمہارے نبی کریم ﷺ کی پیدائش ہی سوموار کے دن ہوئی اور آپ کی بعثت بھی سوموار کو ہوئی ۔مکہ مکرمہ سے ہجرت بھی سوموار کو ہوئی مکہ مکرمہ کی فتح بھی سوموار کو ہوئی ،سورۃ المائدہ کی آیہ کریمہ

الیو م اکملت لکم دینکم (1)

بھی سوموار کو نازل ہوئی ۔اور حضور ﷺ نے اسی دن (سوموار) کوالرفیق الاعلی کی طرف رحلت فرمائی ۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدت امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کی بیماری کے دنوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سترہ نمازیں پڑھائیں بعض حضرات نے بیس بتائی ہیں مگر البدایہ والنہایہ میں اسطرح ہے۔

قال الذی ھری عن ابی ابکر بن ابی سرۃ ان ابا بکر صلی بھم سبع عشرہ صلاۃ۔(2)

سیدنا حسن بصری کی ایک روائت میں اسطرح ہے۔وفی مراسیل الحسن البصری ان رسول اللہ ﷺ مرض عشرۃ ایام صلی ابا بکر با الناس تسعۃ ایام ثم خرج

---

(1) المائدہ 3:5

(2) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ، ص 356/5

ابن کثیر،السیرۃ ، ص 466/4

الطبری ، تأریخ الرسل ولملوک،ص 114/4

الذھبی ، تأریخ الاسلام،ص 396/2

رسول اللہ ﷺ فی الیوم العاشر یہادی بین رجلین اسامۃ والفضل بن عباس حتی صلی خلف ابی بکر۔(1)

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ دس دن بیمار رہے جن میں سے نو دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں پھر حضور ﷺ دسویں دن اسامہ اور فضل بن عباس کے سہارے تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔

یاخیر من دفنت فی اقرب اعظمہ
فطاب من طیبھن القاع و الا کم
نفسی الفداء لقبر انت ساکتہ
فیہ العفاف و فیہ الجود والکرم

ترجمہ:اے وہ ذات گرامی جو مدفونین میں سب سے بہتر ہیں جنکی خوشبو سے پوری دنیا مہک گئی۔اے اللہ کے محبوب میری روح اس قبر پر قربان جس میں آپ جلوہ گر ہیں اس قبر میں جود بھی ہے، درگزر بھی، بخشش بھی ہے۔

انت الشفیع الذی ترجی شفاعتہ
علی الصراط ماذلت القدم
وصاحباك لا انسا ھما ابدا
منی السلام علیکم ماجری القلم(2)

ترجمہ:آپ شفیع ہیں جب پل صراط پر ڈگمگائیں تو آپ کی شفاعت کے امیدوار ہیں آپ کے دونوں ساتھی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم مجھے ہمیشہ یاد ہیں رہتی دنیا تک میری طرف سے آپ کو سلام ہے

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) السھیلی، الروض الانف ، ص 432/4
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ، ص266/4
(2) الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 380/12
الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص390/12
ابن الضیاء ، تاریخ مکۃ المشرقۃ والمسجدالحرام ،ص 177/1

ترکہ کی فہرست

ماترك رسول الله ﷺ عند موته درهما ولا دينار اولا عبدا ولا آمة ولا شيئا الا بغلته البضا وسلاحه وارضا جعلها صدقه وفي خلاصة السير ترك رسول الله ﷺ يوما مات ثوبي حيره وازارا يمينا وثوبين صحاريين وقميصا سحوليا كساء ابيض وفلا نس صفار الدطيبة قلثار او اربقا و ازا طوله خمسة اشبار وملحفة مورمسة ۔ قال رسول الله ﷺ نحن معشر الانبياء لا نورث ماتر كنا صدقة۔(1)

ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنے وصال کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار اور نہ غلام نہ لونڈی، اور نہ کوئی شے مگر ایک سفید خچر، اور ہتھیار اور کچھ زمین جس کو اپنی زندگی میں ہی مسلمانوں کے لیے وقف کر گئے تھے۔ یہ روائت ام المومنین حضرت جویریہ کے بھائی عمر بن حارث نے بیان کی ہے جسے امام بخاری نے کتاب الوصایا میں اور شیخ محقق عبدالحق علیہ الرحمہ نے ماثبت بالسنہ میں نقل کیا۔ شہنشاہ کائنات کے ترکہ کی فہرست آپ نے پڑھی پوری زندگی فقیرانہ ہے۔ مالک کونین ہیں مگر ماحول درویشانہ ہے عرش نشیں ہیں مگر بستر بوریا ہے۔

مندرجہ بالا روائت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا ماترکنا صدقہ ہم گروہ انبیاء کے مال میں میراث نہیں ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سب کا سب خدا کی راہ میں صدقہ وخیرات ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے ترکہ میں میراث نہ ہونے کی حکمتیں واضح ہیں۔

☆ انبیاء علیہم السلام امت کے حق میں روحانی باپ ہیں لہذا ان کا مال امت کے تمام افراد کے لیئے وقف ہوگا کسی ایک فرد یا چند افراد کے لیئے مخصوص نہیں ہوگا۔

---

(1) الصالحی ، سبل الهدی والرشاد، ص371/12
ابن الاثیر، اسد الغابة ، ص343/2
البیهقی، دلائل النبوة ،الرقم 3257،ص 440/8
الحاکم ، المستدرك، الرقم 1475،ص 57/4

☆ لوگوں کو معلوم ہو کہ انبیاء علیہم السلام نے جو دعوت حق کے لیئے جو محنتیں اور مشقتیں کیں وہ صرف اور صرف رضاء الٰہی کے لیئے تھیں۔

☆ انبیاء علیہم السلام ہر وقت بارگاہ قدس میں مقیم ہوتے ہیں۔اور مالک حقیقی کی ملکیت ہر وقت انکی نظروں میں رہتی ہے اسی لیئے اپنے آپ کو کسی شے کا مالک بھی نہیں سمجھتے۔عوام کی نظروں سے چونکہ مالک حقیقی کی ملکیت اوجھل ہے اسی لیےوہ اپنے کو مالک سمجھ بیٹھے ہیں مگر انبیاء علیہ السلام تو اپنے آپ کو مالک مجازی بھی نہیں خیال کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہر وقت قدرت کے دستر خوان پر متنفع ہو رہے ہیں۔

اسی وجہ سے ان اموال میں انبیاء کرام پر زکواۃ بھی واجب نہیں ہوتی اور نہ وفات کے بعد ان میں میراث اور وصیت جاری ہوتی ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چھ مقدس قبریں

☆ پہلی قبر مبارک خود حضور ﷺ کی قبر مبارک ہے جسے عرصہ دراز سے جسم مصطفی ﷺ کو چومنے کا شرف حاصل ہے۔

حضور ﷺ کی قبر مبارک کی عظمت بیان کرتے ہوئے علامہ نورالدین سمہودی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب وفاء الوفاء میں اسطرح لکھا ہے۔

قد انعقد الا جماع علی تفضیل ماضم الا عضاء الشریفہ حتی علی الکعبہ۔(1)

ترجمہ:اس بات پر اجماع ہے کہ زمین کا جو حصہ حضور ﷺ کے اعضاء مقدسہ کو لیے ہے وہ کعبہ انور پر بھی فضیلت رکھتا ہے۔

---

(1) ابن الضیاء ، تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجدالحرام ،ص170/1
السسمہودی ،خلاصۃ الوفاء،ص30/1

قبرانور کی فضیلت بیان کرتے ہوئے علامہ سمہودی علیہ الرحمہ نے ایک اور بات بھی نقل کی ہے کہ۔

عن العبدی من المالکیۃ المشی الی المدینہ لزیارۃ قبر النبی ﷺ افضل من الکعبۃ، (1)

ترجمہ: عبدی مالکی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی قبرانور کی زیارت کے لیئے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کرنا کعبہ سے افضل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے قبرانور کی فضیلت میں ایک اور روائت بھی نقل کی ہے۔

الحبیب لا یختار لحبیبہ الا ما ہو احب و اکرم عندہ ۔(2)

ترجمہ: حبیب اپنے حبیب کیلیئے وہی شے پسند کرتا ہے جو سب سے زیادہ محترم و معزز ہو معلوم ہوا حضور ﷺ کے لیے اس مبارک جگہ کا انتخاب اللہ تعالی کے حضور معزز ہے محترم ہے۔

☆ دوسری قبر سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی ہے اس میں خود حضور ﷺ اترے تھے۔

☆ تیسری قبر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادہ کی ہے جو حضور ﷺ کے زیر تربیت تھے۔

☆ چوتھی قبر عبداللہ مزنی کی ہے جو تبوک میں فوت ہوئے انکی قبر، تجہیز و تکفین حضور ﷺ کی نگرانی میں ہوئی

☆ پانچویں قبر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ام رومان کی ہے۔

☆ چھٹی قبر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی

---

(1) ابن الضیاء ، تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجدالحرام ،ص170/1
السسمہودی ،خلاصۃ الوفاء،ص30/1

(2) الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 236/12
ابن الجوزی، المنتظم ،ص26/4

ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبر شریف کی زیارت

حضور ﷺ کے مزار پرانوار کی زیارت، عبادات میں سے سب سے افضل عبادت ہے۔

زیارۃ قبر النبی ﷺ من او کد المستحبات وافضل القربات قریبۃ من الواجب حق من کان قدرۃ۔(1)

ترجمہ: حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت اہم ترین مستحبات میں سے ہے اور عبادات میں سے سب سے افضل عبادت ہے ۔اور جس شخص کے لئے حاضری کی گنجائش ہو اس پر واجب کے قریب ہے۔

☆ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"من وجد سعۃ ولم یقدم علیی فقد جفانی"(2)

جس کو ہمت طاقت ہو اور میری زیارت نہ کرے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا ایک اور حدیث پاک میں اس طرح ہے۔

مامن احد امتی لہ سعۃ ولم یز رنی لیس لہ عذر عند اللہ (3)

ترجمہ: میرا کوئی امتی جس کے لیے ہمت وقدرت ہو اور میری زیارت نہ کرے تو اللہ تعالی کے حضور اس کا کوئی عذر قبول نہیں۔

☆ حافظ ابو علی بن سکن سے اس طرح ہے۔

من جاء نی زائر الا یھمہ الا زیارتی کا ن حقاً علی ان اکون لہ شفیعاً یوم القیمۃ۔(4)

---

(1) ابن الضیاء ، تاریخ مکۃ المشرقۃ والمسجدالحرام ،ص169/1

(2) ابو الحامدمحمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی 505ھ)
احیاء علوم الدین ، فی زیارۃالمدینۃ،ص 270/1

(3) بشارۃ المحبوب بتکفیرالذنوب ،ص 34/

(4) الغزالی، احیاء علوم الدین ، ص 270/1
بشارۃ المحبوب بتکفیرالذنوب ،ص 34/1

ترجمہ: جس نے میری زیارت کی اور اس کا مقصود صرف میری زیارت ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسکی شفاعت کروں۔

☆ ایک اور حدیث شریف میں بھی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

من زار قبری وجبت له شفاعتی (1)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگی

☆ ایک اور حدیث میں اس طرح ہے۔

من زارنی بعد مماتی فکأنما زارنی فی حیاتی (2)

ترجمہ: جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا حیات ظاہری میں زیارت کی

: شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنہ میں فرماتے ہیں اس عنوان پر احادیث کا بہت ذخیرہ موجود ہے

۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبرانور پر حاضری

☆ حضرت ابراہیم بن یسار فرماتے ہیں میں حج کے لیے گیا اور مدینہ منورہ میں دربار پرانوار پر حاضری دی قبرانور پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا فرماتے ہیں میں نے قبرانور سے سنا وعلیکم السلام۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سلام کا جواب

سلیمان بن سحیم فرماتے ہیں مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ آپ کے ہاں حاضری دیتے ہیں اور آپ پر سلام پیش کرتے ہیں آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں فرمایا ہاں میں جواب بھی دیتا ہوں یہ عنوان قرآن مقدس کی ایک آیہ مبارکہ سے

(1) البیہقی، شعب الایمان، الرقم 4000، ص192/9

(2) البیہقی، السنن الکبرٰی، ص 246/5

زیادہ حسین اور نکھرا ہوا ملتا ہے۔

''اذا جاء ك الذين يومنون باياتنا فقل سلام عليكم''(1)

جب ایمان دار تیرے حضور حاضر ہوں تو آپ انہیں خود سلام فرمائیں

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبر انور سے سلام

ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ روائت کی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑ گیا لوگ پریشان ہو گئے بارش نہ ہوئی ایک آدمی پریشانی میں حضور ﷺ کے دربار پرانوار میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ امت پریشان ہے باران رحمت کا نزول ہو۔ تو اسے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے فرمایا جاؤ عمر فاروق سے میرا اسلام کہہ دو اور ساتھ ہی بارش کی اطلاع بھی فرما دی۔ وہ آدمی خوشی خوشی خلیفۃ المسلمین کے پاس حاضر ہوا اور سارے واقعہ کی خبر دی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف سے سلام ملنے پر یاد حبیب میں جی بھر روئے۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبر انور سے حکم جاری کیا

امام ابوبکر بن مقری فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں خود اور ابو شیخ حرم نبوی میں حاضر تھے۔ ابوبکر فرماتے ہیں ہمیں شدت کی بھوک محسوس ہوئی اور اسی حالت میں سارا دن گزر گیا جب عشاء کا وقت ہوا تو میں حضور ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور اپنی بھوک و پیاس کی شدت کا ذکر کر دیا اور اپنی ساری کہانی سنا کر واپس آ گیا تھوڑی دیر بعد ایک علوی نوجوان پہنچا جس کے ساتھ دو غلام تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کا سامان وافر تھا ہم سب نے پیٹ بھر کر کھایا فارغ ہونے پر اس علوی نوجوان نے کہا تم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں کھانے کا شکوہ عرض کیا تھا لہذا حضور ﷺ نے آپ کے لیے میری ڈیوٹی

(1) الانعام 6:54

(2) السمهودی، خلاصة الوفاء، ص 49/1

لگادی ہے کہ یہ ساماں آپ تک پہنچاؤں۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غرناطہ کا بیمار بچ گیا

ابو محمد الاشبیلی فرماتے ہیں ہم غرناطہ میں ایک ایسے بیمار کے ہاں ٹھہرے جسے تمام اطباء نے لا علاج قرار دے دیا تھا۔اس بیمار کے ایک خادم نے حضور ﷺ کے دربار میں ایک عریضہ لکھا جس میں اسنے اپنے آقا کی بیماری کا ذکر کیا تھا۔اور شفا کی درخواست کی تھی ابو محمد فرماتے ہیں جونہی یہ قاصد غرناطہ سے مدینہ منورہ پہنچا اور یہ خط دربار رسالت میں پڑھا بیمار کو غرناطہ میں شفا مل گئی۔(2)

ابن نفیس کو بچی نے کھانا کھلایا

ابن نفیس فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ میں تین دن تک بھوکا رہا بالآخر حضور ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور بھوک کی شکایت عرض کی واپس آ کر بھوک سے نڈھال لیٹ گیا تھوڑی دیر بعد ایک بچی نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے مجھے جگایا اور اپنے ساتھ گھر چلنے کو کہا میں ساتھ ہو لیا اس نے گھر لے جا کر مجھے گندم کی روٹی گھی اور کھجوریں پیش کیں ساتھ ہی بتایا خواب میں مجھے میرے نانا جان حضور ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں کھانا کھلایا جائے تمہیں جب بھی بھوک محسوس ہوا کرے آ جایا کرو۔(3)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبر انور سے کھجوروں کا عطیہ

غالباً ۱۹۶۵ء کی بات ہے حرم نبوی میں حاضری تھی حضرت پیر سید حیدر علی شاہ علیہ الرحمہ بھی وہاں موجود تھے مختلف مسائل پر باتیں ہو رہی تھیں۔تو حضور ﷺ کے کرم و فضل کا واقعہ چل نکلا تو انہوں نے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ محدث علی پوری کا واقعہ سنایا جب وہ مدینہ منورہ

---

(1) السمہودی، خلاصۃ الوفاء، ص 49/1

(2) السمہودی، خلاصۃ الوفاء، ص 50/1

(3) السمہودی، خلاصۃ الوفاء، ص 49/1

حاضری دیتے تو ان کے لیے روضہ انور کی جالی شریف کا دروازہ کھول دیا جاتا، جالی شریف اور روضہ انور کی دیوار مبارک کے درمیاں حاضر ہو کر صلوۃ وسلام عرض کرتے آپ کو ایک مرتبہ پوری رات اندر گذارنے کا موقعہ مل گیا صبح ہوئی تو خدام سے پوچھا گیا کہ رات کو کسی کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا ایک نے عرض کی حضور مجھے آدھی رات کے قریب شدید بھوک لگی اور بے تابانا انداز میں اپنی شدت کی بھوک کا ذکر کیا حضور ﷺ کے دربار میں درخواست عرض کرنا تھی میری جھولی میں کھجوریں گریں جو میں نے وہیں پیٹ بھر کر کھالیں حضرت پیر صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا یار وہ تو بہت بڑا تبرک تھا کچھ میرے لیئے بھی بچالیتا آخر تیرا پیر تھا اس نے عرض کی حضور اللہ کی قسم اس وقت آپ یاد ہی نہیں آئے ورنہ بچا لیتا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

آداب زیارت

واذا خرج الزائر توجہ الی المدینۃ الطیبۃ یکثر من الصلوۃ علی النبی ﷺ فی الطریق لا نہ لا عبادۃ افضل منہا بعد الفرائض فاذاوقع بصرہ علی شجرۃ المدینۃ وحرمہا فلیز دو فی الصلوۃ والسلام علی النبی ﷺ ولیسئل اللہ تعالی ان ینفقہ بز یارتہ ویسعدہ فی الدنیا والاخرہ(1)

ترجمہ: جب کوئی زائر گھر سے چلے اور مدینہ منورہ کی جانب متوجہ ہو تو اسے لازمی ہے کہ دوران راہ رسول اللہ ﷺ پر بے شمار درود شریف پڑھتا جائے کیونکہ اس راہ کے مسافر کے لیئے فرض عبادات کے بعد درود شریف پڑھنا ہی افضل عبادت ہے۔ زائر کی نگاہ جب مدینہ منورہ کے کسی درخت پر پڑے یا اسے حرم پاک نظر آئے تو بے اختیار درود شریف پڑھے اور دل میں اللہ تعالی سے دعا مانگے کہ اس بابرکت زیارت سے اسے فائدہ ہو اور دنیا وآخرت میں سعادت مندی حاصل ہو اور پھر یہ دعا پڑھے۔

---

(1) ابن الضیاء تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام، ص173/1

اللھم ان ھذا حرم رسولك فاجعله لی وقایة من النار واماناً من العذاب وسوء الحساب۔(1)

ترجمہ: اے اللہ یہ تیرے رسول اللہ ﷺ کا حرم محترم ہے اسے میرے لیئے جہنم کی آگ سے پناہ گاہ بنادے۔عذاب آخرت اور میرے حساب سے امن گاہ بنادے۔

ہو سکے تو زائر مدینہ منورہ میں داخلہ سے پہلے غسل کرے اچھا لباس پہنے خوشبو لگائے اور آسانی کے ساتھ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات کرے یہ مستحب ہے پھر یہ دعا پڑھتا ہوا داخل ہو۔

بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ رب اد خلنی مدخل صدق واخر جنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطاناً نصیرا۔(2)

ترجمہ: اللہ تعالی کے نام سے شروع کرتا ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کی ملت پر ہوں اے اللہ مقام صداقت میں مجھے داخل کر اور مجھے اپنے لطف وکرم سے غالب اور مددگار بنادے۔پھر مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر پہنچنے کے بعد اپنا دایاں پاؤں دروازہ میں رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

"اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك وفضلك" (3)

اے اللہ میرے گناہ معاف کردے اور مجھ پر اپنے فضل وکرم کے دروازے کھول دے۔

- تحیۃ المسجد ادا کرے ہو سکے تو ریاض الجنہ میں ورنہ جہاں ممکن ہو۔
- اس مقدس ومبارک جگہ نصیب ہو جانے پر سجدہ شکر بجالائے۔
- ☆ پرخلوص دعا مانگے کہ اس کی زیارت قبول ہو اور مزید نعمتوں کے حصول کی درخواست کرے۔
- ☆ چہرہ انور کی طرف منہ کرے اور قبلہ شریف کیطرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو پھر انتہائی عجز وانکساری

---

(1) ابن الضیاء تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام ،ص 173/1

(2) ابن الضیاء تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام ،ص 173/1

(3) الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 338/12
الصالحی ، سبل الھدی والرشاد، ص 447/12
قاضی عیاض ،الشفاء ص 81/2
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 332/2

اورآہستہ آہستہ آواز سے اطمینان کیساتھ بارگاہ رسالت میں اس طرح سلام عرض کرے۔

السلام علیکم یا سید المرسلین ،السلام علیك یا خاتم النبین

،السلام علیك یاقائد الغر المحجلین،اسلام علیك یا من ارسله الله

رحمة للعالمین ، السلام علیك وعلی اهل بیتك وازواجك

واصحابك اجمعین السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته،(1)

ترجمہ:اے رسولوں کے سردار آپ پرسلام ہو،اے نبیوں کے خاتم آپ پرسلام ہو،اے حسینوں کے آقا ومولیٰ ﷺ آپ پرسلام ہواے رسول آپ پرسلام ہو آپ کواللہ تعالی نے تمام جہانوں کیلئے رسول بنا کر روانہ فرمایا ہے۔آپ پرسلام ہو آپ کے اہل بیت پراز واج مطہرات اورتمام صحابہ پرسلام ہو۔

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اشهد ان لا اله الا

الله واشهد انك عبده ورسوله وآمینه وخیرته من خلقه واشهد انك

قد بلغه الرسالة وادیت الا مانة وجاهدت فی سبیل الله حق جهاده و

عبدت ربك حتی اتاك الیقین فجزاك الله عنا یارسول الله افضل

ماجزی نبیا عن امته۔(2)

ترجمہ:اے نبی پاک آپ پرسلام ہواوراللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوتی رہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبودنہیں اور گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں امین ہیں اور اسکی مخلوق میں بہتر و برتر ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی امانت کا حق ادا کیا اور اللہ کی راہ میں پوری طرح جہاد فرمایا اور وصال تک اپنے رب کی عبادت کی ہماری درخواست ہے اللہ تعالی آپ کو وہ بہترین جزا مرحمت فرمائے جو کسی نبی کو اسکی امت کی طرف سے جزا دیتا ہے

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما

صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید، اللهم بارك

---

(1) السمهودی، خلاصة الوفاء، ص 50/1

(2) السمهودی، خلاصة الوفاء، ص 50/1

علــى مــحــمــد وعــلـى آل محمد كما بارکت علی ابراهیم وعلی آل

ابــراهيــم انك حــمـيــد مــجـيــد،الــلهم انك قلت وقولك الحق ولو انهم

اذظــلموا انفسهم جاؤك فاستغفرو الله واستغفر لهم الرسول لوجدو

الله توابا رحیما۔(1)

ترجمہ

اے اللہ تعالی درود انعامات ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر انکی آل پر ایسے نازل فرما جیسے تونے درود انعامات سے حضرت ابراہیم اور انکی آل کو نوازا۔اے اللہ یقیناً تو ہی برتر ہے لائق حمد ہے اے اللہ برکتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جیسے کہ تونے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل پر برکتیں نازل فرمائیں اے اللہ تو ہی لائق حمد ہے اے اللہ تونے ہی فرمایا ہے اور تیرا ہی فرمان حق ہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اگر وہ آپ کے حضور آجائیں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالی سے معافی مانگ لیں اور آپ انکے لیے دعا مغفرت فرمائیں تو وہ اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔زائر کو چاہیے کہ بارگاہ رسالت میں دعا کرتے بخل سے کام نہ لے بلکہ احباب، دوست رشتہ دار والدین اعزاء واقربا سبھی کیلئے دعا کرے کیونکہ آپ کی بارگاہ میں دعا قبول ہوتی ہے۔

جلوۂ جاناں

☆ صحیح مسلم شریف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

”من رانی فی المنام فقد رء ی الحق“(2)

جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً میرا ہی دیدار کیا۔

☆ مواہب للدینہ نے اسطرح نقل کیا ہے۔

(1) السمهودی، خلاصة الوفاء، ص 50/1

(2) الاحمد ، المسند،الرقم 21558،ص99/46

"ان من خصائص النبی ﷺ ان من رآہ فی المنام فقد رآہ حقاً"

حضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہ جس نے خواب میں آپ کا دیدار کیا تو اس نے حقیقتاً آپ کا ہی جمال جہاں آراء دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

☆ یہی عنوان تیسری جگہ پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اسطرح ہے

"من رآنی فی المنام فقد رآنی لا ینبغی الشیطان ان یتشبہ بی"(1)

او کما قال ﷺ جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً میرا ہی دیدار کیا کہ میری شباہت اختیار کرنا شیطان کے بس سے باہر ہے۔امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ کے حوالہ سے لا یتمثل فی صورتی کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

☆ چوتھی جگہ پر یہی عنوان حضرت ابو سعید کے ذریعہ سے اس طرح ملتا ہے جسے امام بخاری نے نقل کیا ہے۔

"ومن رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتکوننی"(1)

جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا شیطان میری شباہت اختیار نہیں کر سکتا۔

☆ پانچویں جگہ پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ طاقتور الفاظ نقل ہیں "لا یتراء بی" شیطان میں اتنی قوت ہی نہیں کہ وہ میری شباہت اختیار کر سکے، اگر چہ شیطان کو مختلف صورتیں بدل لینے کا اختیار ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی صورت اختیار کرنا اسکی طاقت سے باہر ہے۔

☆ چھٹی جگہ حاکم نے عاصم بن کلیب کے حوالہ سے انکے والد کی زبانی یہ روائت کی ہے کہ میں

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 107،ص 189/1
البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 5729،ص 185/19
البخاری ، الجامع الصحیح، الرقم 6479،ص 350/21
المسلم ،الجامع الصحیح، الرقم 4207،ص 360/11
المسلم ، الجامع الصحیح، الرقم 4207،ص 361/11
ابودؤد،السنن، الرقم 4369،ص 211/13
الترمذی ،السنن،الرقم 2202،ص 236/8
ابن ماجہ ،الصحیح،الرقم 3890،ص 375/11
الاحمد ، المسند،الرقم 2394 ،ص 426/5

نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کا خواب میں دیدار کیا ہے انہوں نے کہا اچھا کیفیت بیان کرو، چنانچہ میں نے حضور ﷺ کی صورت کو حضرت حسن بن علی کی صورت کے مشابہ بتایا جس پر حضرت عباس نے فرمایا تم نے یقیناً حضور ﷺ کا جمال دیکھا ہے۔

☆ ساتویں جگہ پر قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا یہ فرمان والا شان کہ "جس نے مجھے دیکھا اس نے میرا ہی دیدار کیا" اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ جس نے آپ کی ظاہری حیات طیبہ کی شکل میں دیکھا تو آپ کو ہی دیکھا مگر کسی دوسری شکل میں زیارت ہو تو اسکی تاویل کی جائے ایسا نہیں بلکہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا جس شکل میں دیکھا آپ ہی ہیں امام نووی نے بھی اسطرح لکھا کسی نے آپ کو جانی پہچانی شکل میں دیکھا تو بھی آپ ہی ہیں اور اگر انجانی شکل پاک میں دیکھا تو بھی آپ ہی ہیں۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض کا قول منافی دیدار نہیں بلکہ اُنکے قول سے یہ صاف ظاہر ہے دونوں حالتوں میں دیدار سے مراد دیدار حقیقی ہے۔

☆ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے یہ بھی فرمایا ہے جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت آپ کی متعارف شکل میں ہوگی تو حضور ﷺ کی زیارت ہے ورنہ تعبیر ہوگی ایسا کہنے والے لوگ اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہیں وہ فرماتے ہیں اگر یہ زیارت حالات دنیا کے مطابق نہیں تب بھی وہ حضور ﷺ کی زیارت ہی ہوگی کہ شیطان کو کسی طرح بھی طاقت نہیں کہ وہ کسی معمولی طریقہ سے ہی آپ کے مشابہ ہو سکے اگر خدانخواستہ ایسا مان لیا جائے تو حضور ﷺ کے اس صریح کلمہ کی خلاف ورزی ہوگی کہ شیطان میری مثل اختیار نہیں کر سکتا چونکہ حضور ﷺ کا حکم کبھی کسی حالت میں غلط نہیں ہو سکتا لہٰذا زیارت جس انداز میں بھی ہوگی آپ کی ہوگی جس طرح حضور بیداری میں شیطان کے حربہ، تصرف سے محفوظ ہیں ایسے ہی خواب میں بھی محفوظ ہیں، خاص ابوبکر طیب، قرطبی، حافظ ابن حجر ہیثمی ایسے جلیل القدر لوگوں کا مؤقف یہی ہے۔

(1)
(2)
(3)
(4)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخ

اسی مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور حضور ﷺ کی برزخی حیات طیبہ پر بھی چند سطور لکھ دی جائیں۔ وہ اپنے وصال کے بعد اپنی قبور میں کس طرح تشریف فرما ہیں۔ تو اس سلسلہ میں یاد رہے کہ اہلسنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں جو مقدس صفت تمام انبیاء علیہم السلام میں موجود ہوگی۔ سید الانبیاء میں بطریق افضل واعلی اور درجہ کمال میں ہوگی کہ حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کو جامع ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات انہیں کے کمالات میں ضم ہیں۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یوسف علیہ السلام کا حسن، عیسی علیہ السلام کی پھونک، موسی علیہ السلام کا ید بیضا حسینوں کے جتنے بھی کمالات ہیں حضور وہ آپ اپنے اندر رکھتے ہیں۔

☆ انبیاء علیہم السلام کی برزخی حیات اگر چہ بظاہر محسوس نہیں ہوتی مگر یقیناً وہ انکی حیات حسی ہے جسمانی ہے اگر انبیاء علیہم السلام کی برزخی حیات مقدسہ کو بھی عام روحانی حیات مانا جائے تو اس صورت میں نبی اور غیر نبی کی برزخی حیات میں کوئی فرق نہیں رہتا یہ حیات تو عام ایمانداروں کی بھی ہے کہ وہ اپنی قبر پر آنے والے کا سلام سنتے ہیں جواب دیتے ہیں نبی کی حیات میں واضح فرق مانا جانا ضروری ہے۔ ورنہ امتیاز نبوت ختم ہو کر مقام نبوت مجروح ہوگا۔ اگر انبیاء کی حیات بھی صرف اتنی ہی مانی جائے کہ وہ قبر پر آنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں تو یہ نظریہ انتہائی کمزور ہے کہ ایسی حیات سبھی کے لیے ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

”مامن احد یمر بقبر اخیہ المؤ من کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم الاعرفہ

(1)
(2)
(3)
(4)

ورد علیہ السلام رواہ ابن عبد البر صححہ ابو محمد عبد الحق"(1)

ترجمہ: جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر سے گذرے جس کو مرنے سے پہلے وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ بھی اسکو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اس حدیث کو ابن عبد البر نے روائت کیا ہے اور اسے شیخ عبد الحق نے صحیح بتایا ہے۔

دوسری حدیث میں اسطرح ہے

"قال ﷺ ان المیت یعرف من یغسلہ ویحملہ ویدلیہ فی قبرہ "(2)

حضور ﷺ نے فرمایا میت اپنے غسل دینے والے کو، جنازہ اٹھانے والے کو، قبر میں رکھنے والے کو پہچانتی ہے۔

تیسری حدیث شریف میں ہے

"اذا مررتم بقبور فقولو السلام علیکم یا اھل القبور"(3)

جب تم قبرستان سے گزرو تو کہو کہ اے اہل قبور تم پر سلام ہو تم پہلے آ گئے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں اور انشاءاللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں

یہ حیات تو عام مومنین کی حیات جیسی ہے نبی کی حیات کا عقیدہ یہ رکھا جائے وہ اپنے جسم انور کے ساتھ حیات حسی کے ساتھ جلوہ فرما ہیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انبیاء علیہم السلام قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

☆ ابو یعلی نے اپنی مسند سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے

---

(1) السمہودی، خلاصۃ الوفاء، ص 448/1

(2) شرح الزرقانی، ص 369/7

(3) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 385/8

(4)

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال الا نبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔(1)

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے حضور ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

☆ شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن فرمایا ہے شیخ مناوی فیض القدیر میں فرماتے ہیں ھذا حدیث صحیح (علامہ سیوطی علیہ الرحمہ مرقاۃ اصعود حاشیہ سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی حیات کے بارہ میں احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہیں فرماتے ہیں۔

حیات النبی ﷺ فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الدلا لۃ فی ذالك وتواترت بہ الاخبار الدالۃ علی ذالك۔(2)

ترجمہ: حضور ﷺ کی حیات اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات اپنی اپنی قبر میں علم قطعی اور یقینی سے معلوم ہے اس لیے کہ حیات انبیاء دلائل سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ اس پر شاہد ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نبی کا جسم زمین پر حرام ہے

☆ حضور ﷺ نے فرمایا "اکثر والصلوۃ علی یوم الجمعہ" جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔

صحابہ نے عرض کی حضور

---

(1) ابو یعلیٰ، المسند، الرقم 3331، ص 445/7
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 357/12
ابن الضیاء تاریخ مکۃ المشرفۃ ولمجسد الحرام، ص 171/7
السمھودی، خلاصۃ الوفاء، ص 43/1

(2) ابو یعلیٰ، المسند، الرقم 3331، ص 45/7
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 357/12

"كيف تعرض صلواتنا عليك وقد ارمت فقال ان الله تعالى حرم على

الارض ان تاكل اجساد الانبياء"(1)

ترجمہ: حضور صلوۃ وسلام آپ پر کیسے پیش ہوگا حالانکہ وفات کے بعد آپ کا جسم پاک تو مل چکا ہوگا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسم کو کھائے۔اس حدیث کو ابوداؤد نے روائت کیا، امام بیہقی فرماتے ہیں اس حدیث کے اور بھی شواہد ہیں اور حدیث صحیح ہے۔

صحابہ کرام کے اس سوال سے اور حضور ﷺ کے جواب سے واضح دلیل ہے کہ حیات سے مراد جسمانی حیات ہے روحانی حیات مراد نہیں اگر صرف روح پر درود شریف کا پڑھا جانا مراد ہوتا تو صحابہ یہ عرض نہ کرتے کہ حضور وفات کے بعد تو آپ کا جسم بوسیدہ ہو جائے گا۔اور پھر حضور ﷺ کا یہ جواب فرمانا کہ اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھائے یہ سارا عنوان بے معنی ہو جائے گا۔

☆ سنن ابن ماجہ میں ابوالدردا سے روائت ہے صحابہ کرام کے اسی سوال پر فرمایا۔

"ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فبى الله حى يرزق"(2)

اللہ تعالی نے زمین کو حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے اللہ کا ہر نبی قبر میں زندہ ہے۔اور اللہ تعالی کیطرف سے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

اونچی آواز سے تکلیف

☆ شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں صدیق اکبر، عمر فاروق رضی اللہ عنہما مسجد

---

(1) ابوداؤد ، السنن، الرقم 883،ص239/3
ابوداؤد، السنن،الرقم 1308،ص325/4

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد ، ص 133/3
حلیۃ الاولیاء، ص 325/1
فیض القدیر ، ص111/2

نبوی شریف میں اونچی آواز سے بات کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔اور جو شخص اونچی آواز سے بات کرتا اسے فرماتے

"لقد اذیت رسول اللہ فی قبرہ"(1)

تو نے آواز بلند کر کے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی ہے۔اس سے واضح ہے حضور ﷺ اپنی قبر انور میں جسم انور کے ساتھ زندہ ہیں جیسے قرآن مقدس کا یہ ارشاد آپ کی ظاہر زندگی میں ہے۔

"لا ترفعو ااصو اتکم فوق صوت النبی"(2)

اپنی آوازوں کو حضور کی آواز پر اونچا مت کرو ایسے ہی یہ حکم بعد از وصال بھی ہے۔

آواز سے تکلیف دلیل حیات ہے

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا اگر کوئی مسجد نبوی شریف کے متصل مکان کی دیوار میں کیل ٹھونکتا تو آپ ادھر کہلا بھیجتیں حضور ﷺ کو کیل ٹھونکنے کی آواز سے تکلیف نہ پہنچائیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قرب و بعد کا تعلق حیات جسمانی سے ہے

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا

"من صلی علی عند قبر سمعتہ ومن صلی علی غائباً ابلغتہ"(3)

ترجمہ: جو شخص میری قبر کے قریب مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اسے میں خود سنتا ہوں اور دور دراز سے مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔اس حدیث شریف میں جو قرب و بعد کا ذکر فرمایا گیا ہے ظاہر ہے یہ قرب اور بعد حیات جسمانی کے لحاظ سے ہی ہوسکتا ہے۔ورنہ حیات روحانی کے لیے تو یہ قرب و بعد کا کوی مسئلہ نہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) لصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص361/12

(2) الحجرات 2:49

(3) الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص358/12

قاضی عیاض ، الشفاء، ص 79/2

حضور قبر میں زندہ ہیں

المعتمد انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کسائر

الانبیاء فی قبورھم ھم احیاء عند ربھم (1)

ترجمہ: وہ عقیدہ جس پر سلف صالحین کا اعتماد ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسے دوسرے انبیاء علیہم السلام اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انبیاء کی آمد جسمانی تھی

معراج کی رات حضور ﷺ کی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات روح اور جسم دونوں کے ساتھ تھی اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی مسجد اقصی میں حاضری روح اور جسم دونوں سے ہے۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

آہٹ سے تکلیف

ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے کواڑ بنوائے تو یہ حکم دیا کہ یہ دروازے مدینہ منورہ سے باہر تیار کئے جائیں تاکہ ان کے بنانے کی آواز مسجد نبوی شریف میں نہ آئے اور اس آواز کی وجہ سے حضور ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔(3)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبر شریف سے اذان

ابونعیم نے سعید بن مسیّب سے روائت کی ہے جن دنوں یزیدی فوج مسجد نبوی شریف میں

---

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص444/12

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص448/12

(3) شرح الزرقانی، ص 227/1

داخل ہوئی اوراس کے ظلم وتشدد کے باعث کوئی مسجد نبوی میں نہ رہا حضرت سعید نے اپنے کومجذوب سا ظاہر کیا حضرت سعید فرماتے ہیں ان دنوں جب نماز کا وقت آتا تو میں قبر مبارک سے اذان سنتا اس کے مطابق نماز ادا کرتا، تین دن تک مسجد شریف میں نماز نہیں ہوئی اور میں قبر مبارک سے اذان سن کر نماز پڑھتا تھا۔(1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جسمانی حیات

واما ادلة حیات الانبیاء فمقتضاها حیات الا بدان کحالة الدنیا مع الا ستغناء عن الغذاء(2)

حیات انبیاء علیہم السلام کے تمام دلائل کا مقتضی یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے ابدان اوراجسام مقدسہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قبروں میں نماز

عن یوسف بن عطیہ قال

"سمعت ثابت البنائی یقول الحمید الطویل هل بلغك ان احد یصلی فی قبره الا الانبیاء قالا لاء۔(3)

ترجمہ: یوسف بن عطیہ سے روائت ہے میں نے ثابت بنائی کوحمید طویل سے کہتے ہوئے سنا کہ کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث پہنچی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی قبر میں نماز پڑھتا ہے انہوں نے

---

(1) شرح الزرقانی، ص 364/7

(2) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص365/12

(3) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص367/12
ابن کثیر، السیرة النبوة، ص 105/1
حلیة الولیاء، ص 354/1

جواب دیا کہ نہیں یہ حدیث شریف انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کی واضح دلیل ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا

امام بیہقی نے واقعہ معراج میں حضرت ابوہریرہ سے روائت کی ہے

”وقد رائیتنی فی جماعۃ من الا نبیاء فاذا موسی قائم ویصلی“(1)

میں نے اپنے آپ کو بھی انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا پھر موسی علیہ السلام کو وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انبیاء کی ارواح لوٹادی جاتی ہیں

قال الامام البیہقی فی کتاب الاعتقاد الا نبیاء علیہم السلام

بعد قبض ردت الیھم ارواحھم احیاء عند ربھم۔(2)

ترجمہ: امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کی ایک مرتبہ روح قبض کے بعد پھر ان کی روحیں انکے بدنوں میں واپس کردی جاتی ہیں استدلال کے طور پر یونہی کہا جا سکتا ہے مومن کی روح کو اس کے اچھے کاموں کے صلہ میں اعلی علیین کے بہترین مقام پر رکھا جاتا ہے کہ پوری کائنات کے اعلی ترین مقامات حضور ﷺ کے جسم انور سے کم درجہ رکھتے ہیں لہذا پھر جسم میں لوٹادی گئی ہے۔ وہ اپنے رب قدوس کے پاس شہداء کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر زندہ ہیں اور شہداء کے بارہ میں جمہور علماء کا مئوقف یہ ہے۔

،ذھب کثیر من السلف الی انہا حقیقۃ با لروح والجسد ولکنا لا ند رکھا۔ (3)

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص361/12
ابوذرعۃ، تاریخ دمشق، ص 472/7
ابن اسحاق، السیرۃ، ص 105/1

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص113/1

(3) شھاب الدین محمود ابن عبداللہ الحسینی الالوسی، تفسیر آلوسی، ص64/2

بہت سے علماء کا مئوقف یہ ہے کہ شہداء کی حیات جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہے مگر ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے ۔ اگر نبی کی حیات شہید کی حیات سے کم ہو تو نبوت کی عظمت شہید سے کم ہو گی جو قطعا درست نہیں ہے اور جب شہید کی حیات کیلیے جسم اور روح دونوں کا ہونا ثابت ہے تو نبی کی حیات شہید سے کہیں ارفع واعلی جسمانی ہو گی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شہید کی حیات نبی کا صدقہ ہے

شہید کو یہ مرتبہ حیات نبی کی شریعت کی حفاظت کے صلہ میں ملا ہے اور شہید کا جتنا اجر ہے قیامت تک حضور ﷺ کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہے گا لہذا حضور ﷺ کی حیات تمام شہداء کی حیات سے ارفع و اعلی اور قوی ہو گی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حلفیہ بیان

عن ابن مسعود قال لان احلف تسعا ان رسول اللہ ﷺ قتل احب الی من ان احلف واحدة انه لم یقتل و ذالك ان اللہ تعالٰی اتخذہ نبیاً واتخذہ شہیدا۔(1)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نو مرتبہ یہ قسم کھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ (خیبر کی زہر کے باعث) مقتول ہوئے یہ بہتر ہے کہ میں ایک مرتبہ قسم کھاؤں کہ نبی کریم ﷺ مقتول نہیں ہوئے اس لیئے کہ اللہ تعالی نے آپ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) شرح الزرقانی، ص 364/7

نبی کی حیات شہید سے اعلیٰ ہے

علامہ خفافی فرماتے ہیں

"الانبیاء والشھداء احیاء وحیات الا نبیاء اقوی من الشھداء"(1)

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام اور شہداء یہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں لیکن انبیاء کی حیات شہداء کی حیات سے قوی ہے۔

"لا شک فی حیاتہ ﷺ بعد وفاتہ و کذا سائر الا نبیاء علیھم السلام احیاء فی قبورھم حیاتھم اکمل من حیات الشھداء" (2)

حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی حیات میں کوئی شک شبہ نہیں اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے مضبوط وقوی ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

میرا علم موت کے بعد بھی حیات کی طرح ہے

امام بیہقی نے حیات الانبیاء میں اور اصبہانی نے ترغیب میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ روائت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

"ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیات"(3)

بے شک موت کے بعد میرا علم ایسا ہی ہے جیسا حیات میں میرا علم ہے۔ جس سے ظاہر ہے حضور ﷺ کے علم وفضل اور کمالات نبوت پر موت اثر انداز نہیں ہوئی اور آپ کی صفات حسب سابق حیات سے ہی وابستہ ہیں

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص365/12

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص365/12

(3) الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص358/12

عالم امثال میں زیارت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"لما دخلت المدينة المنوره وزرت الروضة المقدسه على صاحبها الصلوة والسلام رايت روحه ﷺ ظاهره بارزة ولانى عالم الارواح فقط بل فى الامثال" (1)

ترجمہ: جب میں مدینہ منورہ داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک کو ظاہر اور عیاں دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالم امثال میں ان آنکھوں سے قریب۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

توجہ الی الخلق

یہی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں

"لم يزل ﷺ ولا يزال متوجها الى الخلق مقبلا اليهم بوجهه"(2)

حضور ﷺ ہمیشہ مخلوق کیطرف متوجہ ہیں انکی طرف اپنا رخ انور فرمائے ہوئے ہیں مخلوق کیطرف رخ انور فرمانا ان کے حیات جسمانی کی دلیل ہے۔

یہی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اسی مضمون سے کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں

"لما كان وجهه ﷺ الى الخلق كان قريبا جدا من ان يرتفع انسان اليه بجهد فيغيثه ويفيض عليه من بركاته"(3)

ترجمہ: جس وقت آپ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو آپ نہائت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کریں اسے برکات سے نوازیں۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) فیوض الحرمین، ص 27
(2) فیوض الحرمین، ص 30
(3) فیوض الحرمین، ص 30

حضور ا کا خاصہ

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے حضور ﷺ کی جسمانی حیات کے بارہ میں اسی کتاب فیوض الحرمین میں ایک جگہ پر واضح فرمایا

”فتفطنت ان له خاصة من تقويم روحه بصورة جسده عليه الصلوة والسلام ان الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم ۔(1)

ترجمہ: مجھے معلوم ہوا روح کو جسم کی صورت میں قائم کرنا حضور ﷺ کا خاصہ ہے یہی وہ بات ہے جس کی طرف آپ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام مرتے نہیں اور وہ اپنی قبور میں نماز پڑھا کرتے ہیں اور حج کیا کرتے ہیں۔

علامہ شوکانی اپنی تفسیر القدیر میں زیر آیہ

” لا تحسبن الذين قتلوافي سبيل الله امواتا“(2)

شہید کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں“

عندالجمهور رانهم احياء حيات محققة “

جمہور اہلسنت کے نزدیک شہداء کرام اپنی حیات حقیقیہ کیساتھ زندہ ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے جب شہید اپنی حیات حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہیں۔ تو انبیاء بطریق اولی واعلی اپنی حیات حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہوں گے

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

ہر نبی شہید ہوتا ہے

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے فرمایا

”ومامن نبی الا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة(3)

---

(1) فیوض الحرمین، ص 28

(2) آل عمرآن 169:3

(3) السیوطی،انبیاء از کیا،ص 148

ترجمہ: ہر نبی نے وصف نبوت کے ساتھ شہادت بھی جمع کر لی ہے۔آپ نے حیات انبیاء علیہم السلام پر یہ دلیل بنائی ہے۔کہ شہید کی حیات حقیقی کو مان لیا جاتا ہے تو نبی کی حیات حقیقی پر کیوں خاموشی ہے، جبکہ ہر نبی کیساتھ صفت شہادت بھی ہے اگر یہ وصف شہادت نہ بھی ہوتا تو بھی نبی کی حیات یقینی ہے کہ وصف نبوت وصف شہادت سے اعلی ہے اور وصف شہادت صفت نبوت کا صدقہ ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فیض رسانی دلیل حیات ہے

حضور سید عالم ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کے بارہ میں پوری ملت کا اتفاق ہے کہ آپ کائنات کے ہر فرد ہر ذرہ کیلیئے رحمت ہیں اور فیض رساں ہیں یہ امر بھی مصدقہ ہے کہ ممکنات کی اصل حضور ﷺ کی ذات والا صفات ہے جیسے درخت کی تمام شاخیں تمام پتے جڑ سے پانی کا فیض حاصل کرتے ہیں اسی طرح کائنات کا ہر فرد اپنے اپنے ظرف اور حیثیت کے مطابق حضور ﷺ سے فیض حاصل کرتا ہے اور آپ ہر ذرہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں لہذا کائنات بھر کو اتنا بڑا فیض پہنچانے کے لیئے اس ذات والا صفات کا فیض رساں ہونا اور ذی حیات ہونا بڑا ہی ضروری ہے۔

شہید کی موت حیات ہے

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ اپنے وصال کے وقت فرماتے تھے عائشہ میں خیبر والے زہریلے کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں اب وہ وقت آ پہنچا ہے اس زہر کے اثر سے میری رگ منقطع ہوگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔(1) امام بخاری نے ،بیہقی نے اسی سند سے روایت کی لے زہر خورانی سے واقع ہونے والی موت حیات ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) السیوطی،انبیاء از کیا،ص149

حضور اشہید ہی ہیں

قرآن مقدس نے انعام یافتہ لوگوں کے چار طبقات کا ذکر فرمایا ہے انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے تمام انبیاء کے کمالات حضور میں موجود ہیں ایسے ہی تمام صدیقین، تمام شہداء، تمام صالحین کے کمالات میں انکی حیات جسمانی کا آپ پڑھ چکے ہیں لہذا حضور ﷺ کی حیات جسمانی میں شک کرنے سے دین کی عمارت منہدم ہوگی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

امہات المؤمنین بیوہ نہیں ہوئیں

رب قدوس جل مجدہ کا حکم

"ولاتنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا"(1)

نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے ان کے بعد کبھی نکاح نہ کرو۔ آپ کی حیات جسمانی کی واضح دلیل ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی ان کی بیویاں ازواج ہی رہیں ورنہ خاوند کی موت نکاح توڑ دیتی ہے۔ پھر مسلمانوں کو ان سے نکاح حرام قرار دیدیا۔ اس لئے کہ وہ بیوہ نہیں ہوئیں ان کے شوہر رسول اللہ زندہ ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ سمجھنا کہ حضور کی ازواج مطہرات سے نکاح اس لئے حرام ہے کہ وہ قوم کی مائیں ہیں یہ صحیح نہیں کہ حضور ﷺ کی بیویاں احترام میں مائیں ہیں احکام شرعیہ میں نہیں کیونکہ انکی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنیں نہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حیاء

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تک میرے حجرے میں حضور ﷺ اور صدیق اکبر مدفون رہے تو میں بے حجاب اندر چلی جاتی کہ ایک والد ہیں دوسرے شوہر ہیں مگر جب جناب عمر فاروق دفن ہوئے تو میں پھر بغیر حجاب کے اندر نہ جاتی، حضرت عمر سے حیا کرتی

---

(1) الاحزاب 53:33

ہوں اس سے عمر فاروق اعظم کا بجسد عنصری ہونا ثابت ہو رہا ہے تو نبوت کا درجہ تو ولائت سے کہیں زیادہ آ گے ہے۔(1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انبیاء کی موت پردہ ہے

انبیاء علیہم السلام پر بھی موت طاری ہوئی مگر وہ موت دائمی نہیں بلکہ عارضی ہے عام ایمانداروں کی موت حیات کو زائل کرتی ہے۔مگر انبیاء علیہم السلام کی موت حیات چھپاتی ہے جسطرح بادل سے سورج کی روشنی چھپ جاتی ہے ایسے موت کے پردہ سے انبیاء علیہم السلام کی حیات چھپ جاتی ہے ختم نہیں ہوتی۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چراغ پر سرپوشی

چراغ کی روشنی جانے میں دوصورتیں ہیں۔پہلی صورت تو یہ ہے کہ تیل ہی ختم ہو جائے دوسری صورت یہ ہے کہ تیل تو ختم نہیں ہوا البتہ چراغ کے اوپر سرپوش رکھ دیا گیا ہے۔دونوں صورتوں میں فرق واضح ہے۔پہلی صورت میں روشنی قطعا ختم ہوگئی ہے کہ تیل ختم ہو گیا ہے دوسری صورت میں روشنی ختم نہیں ہوئی ایک دائرہ میں رہ گئی ہے ایسے ہی (انبیاء علیہم السلام) کی حیات پر موت کا پردہ آیا ہے جس سے انکی حیات ختم نہیں ہوئی بدستور موجود ہے البتہ نور مستور ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نبی کی موت گوشہ نشینی ہے

انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں مستور ہو جانا ایسے ہے جیسے کوئی عابد وزاہد چلہ کرنے کے لئے

---

(1) الاحمد ، المسند,الرقم 24480،ص 137/52
مشکاۃ المصابیح، ص 198/1

گوشہ تنہائی میں چلا جائے اور گوشہ نشینی اختیار کرے۔

انبیاء کے مال میں وراثت نہیں

انبیاء علیہم السلام کے مالوں میں وراثت کا جاری نہ ہونا بھی انکی حیات پر شاہد ہے۔اس امر کی واضح دلیل ہے کہ انکی ارواح طیبہ کا تعلق ان کے اجساد مقدسہ سے بدستور قائم ہے موت کو بعد بھی روحوں کے جسموں سے اسی طرح کا رابطہ ہے جیسے موت سے پہلے تھا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں

نبی کی نینداور غیر نبی کی نیند میں واضح فرق ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں

"تنام عیناي ولا ینام قلبي"(1)

میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا اس کے برعکس غیر نبی کے سونے کی یہ حالت قطعی نہیں ایسے ہی نبی کی موت اور غیر نبی میں واضح فرق ہے غیر نبی کی موت حیات زائل کرتی ہے اور نبی کی موت حیات کو صرف چھپانے کا کام کرتی ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نبی کی خواب بھی وحی ہوتی ہے

عام ایمانداروں کو خواب میں علم ادراک اور شعور میں تعطل پیدا ہو جاتا ہے مگر نبی کی خواب میں اور بیداری کی وحی میں کوئی فرق نہیں انکی خواب بھی بیداری کی وحی کی طرح ہی ہے جیسے قرآن

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح،الرقم3304،ص404/11
البخاری، الجامع الصحیح،الرقم1079،ص319/4
البخاری، الجامع الصحیح،الرقم1874،ص138/7
المسلم ، الجامع الصحیح،الرقم1219،ص89/4
ابوداؤد، السنن، الرقم 1143،ص 4/ 111
الترمذی، السنن، الرقم403،ص234/2

مقدس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا:

''انی ریأیت فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تریٰ''(1)

جناب خلیل علیہ السلام سیدنا اسماعیل سے فرماتے ہیں میں خواب دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں آپ بتائیں کیا خیال ہے۔ جناب اسماعیل علیہ السلام نے جواباً عرض کی'

'یابت افعل ماتؤمر''(2)

اباجی جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے وہ کر گزریئے جس سے پتہ چلا نبی کی خواب وحی ہے۔ خدا کا حکم ہے اگر نبی کی خواب وحی نہ ہوتی تو ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کے ذبح پر کبھی اقدام نہ کرتے کیونکہ قتل ولد حرام ہے۔ جب نبی اور غیر نبی کی نیند کا اتنا بڑا فرق ہے تو نبی اور غیر نبی کی موت کو یکساں قرار کیوں دیا جائے۔ امتیاز یوں ہوگا کہ غیر نبی کی روح جسم سے نکل کر رابطہ رکھے اور نبی کی روح جسم میں رہ کر حیات ثابت کرے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انبیاء کا امتیاز

امام رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر کبیر میں ''ان اللہ اصطفیٰ آدم'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام قوائے جسمانیہ اور روحانیہ میں تمام عالم سے ممتاز ہوتے ہیں اور سب سے الگ تھلگ مقام رکھتے ہیں۔(3)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انبیاء کے اجسام لطیف ہوتے ہیں

انبیاء علیہم السلام روحانی اور جسمانی حیثیت سے عام انسانوں سے بہت بلند و بالا ہوتے ہیں ،قرب خداوندی میں مقربین فرشتوں سے بھی بہت آگے ہوتے ہیں انکے اجسام مقدسہ کو ایسا لطیف بنایا

---

(1) الصافات 102:37

(2) الصافات 102:37

(3) تفسیر رازی، ص 17/2

ہے ان سے بہنے والا پسینہ مشک وعنبر کی مہک سے کہیں زیادہ معطر ہوتا ہے۔ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں

"قلت یارسول اللہ انك تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرك

ماأری اشیاء الاانی رائحۃ الیك قال نحن معشر الانبیاء تنبت اجسادنا

علی ارواح اھل الجنۃ فماخرج منھا شی ابتلعتہ الارض"(1)

ترجمہ: ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ بیت الخلا جاتے ہیں اور آپ کے بعد میں جاتی ہوں تو وہاں کوئی چیز مجھ کو نظر نہیں آتی الا یہ کہ مشک کی خوشبو پاتی ہوں آپ نے فرمایا ہم گر وہ انبیاء کی خاص شان ہے۔ہمارے اجسام کی پیدائش اور نشو ونما اہل جنت کی ارواح کے طور پر ہوتی ہے جو چیز بھی انبیاء کے بدن سے نکلتی ہے زمین اسکونگل لیتی ہے۔یعنی انبیاء کے اجسام اہل جنت کی ارواح کی طرح نظیف اور لطیف ہوتے ہیں ان کے جسموں سے جو چیز نکلتی ہے مشک وعنبر کی طرح معطر ہوتی ہے۔چونکہ انبیاء کے اجسام مبارکہ کہ اہل جنت کی طرز پر ہوتے ہیں لہذا وہ وفات کے بعد گلنے اور پرانے ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔

جس طرح اہل جنت کے اجسام تغیر وتبدل سے محفوظ ہونگے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ بھی وفات کے بعد محفوظ ہوجاتے ہیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

محدثین کا فیصلہ

امام قرطبی انبیاء علیہم السلام کی حیات قدسہ کے دلائل کے بعد فرماتے ہیں تمام دلائل سے اس امر کا یقینی اور قطعی علم ہوجاتا ہے

۔"ان موت الانبیاء انما ھوراجع الی ان غیر عنا بحیث لا ندرکھم ان

کانو موجودین لایارھم احدمن نوعنا"(2)

---

(1) الخصائص الکبریٰ، ص 121/1

(2) شرح الزرقانی ،ص 369/7

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کی موت کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیئے گئے ہیں کہ ہم ان کا ادراک اور احساس نہیں کر سکتے اگرچہ وہ موجود اور زندہ ہیں۔ علامہ سبکی، شیخ سیوطی، علامہ ابن زرقانی، علامہ ابن قیم کے نزدیک بھی یہی نظریہ مختار ہے کہ وہ بلاشبہ زندہ ہیں امام بیہقی فرماتے ہیں انبیاء کی موت صرف اور صرف عدم احساس کا درجہ رکھتی ہے

علامہ مناوی فیض القدیر میں مزے دار بات لکھتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں موت نیند کے معنی میں ہے کہ لفظ موت نیند کے معنی میں وارد ہے جیسے حدیث شریف میں ہے۔

" الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیه النشور"(1)

اس حدیث شریف میں احیانا سے مراد جگانا ہے۔ اور اماتنا سے مراد سلانا ہے یہی نظریہ شیخ ابن علان مکی کا ہے انہوں نے اپنے اس نظریہ کو شرح کتاب الاذکار ص ۲۸۷، ج ۱ میں وضاحت سے درج کیا ہے اس عنوان پر بہت سے بزرگوں نے بہت کچھ لکھا ہے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

ایں سخن را نیست ہرگز اختتام   ختم کن واللہ اعلم بالسلام

صلی الله تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

اہل بیت کرام

عام طور پر اہل بیت کا اطلاق حضور ﷺ کی اولاد اطہار پر کیا جاتا ہے اور ایک مخصوص طبقہ اس پر شدت سے مصر ہے کہ اہلبیت میں صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں، اس مخصوص نظریہ پر زور دینے کا غالباً مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو اس اعزاز سے محروم کر دیا جائے حالانکہ ازواج مطہرات سے اہل بیت کا ثبوت ہونے پر بہت سی آیات واحادیث وارد ہیں قرآن مقدس فرماتا ہے۔

"واذ غدوت من اهلك تبوء المومنين مقاعد للقتال" (2)

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 526/7
ابن قیم، زادالمعاد، ص 149/1

(2) آل عمرآن 121:3

ترجمہ: اے محبوب کریم جب آپ صبح کو اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو جنگ کے لیئے مورچوں پر قائم کرتے۔

جنگ احد کے موقعہ پر حضور دسید عالم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر سے احد شریف کی طرف نکلے تو یہ حکم ہوا، یہاں لفظ اہل حضرت عائشہ صدیقہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ معلوم ہوا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اہلبیت سے ہیں۔

☆ دوسری جگہ قرآن مقدس نے لفظ اہل کا اسطرح ذکر فرمایا ہے

"فجینه و اهله من الکرب العظیم (1)

اس آیہ مبارکہ میں طوفان نوح سے محفوظ رہنے والوں کا ذکر ہے۔ کہ ہم نے اسے اور اس کے اہل کو بڑی مصیبت سے نجات دی یہاں پر نوح علیہ السلام کے سب مومن بیوی بچوں کو ان کی اہل فرمایا گیا ہے۔

☆ ایک مقام پر قرآن مقدس نے لفظ ویل کو اسطرح بیان فرمایا

"فقال لا هله امکثو انی انست نارا"(2)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ حضرت صفور لے کر آ رہے ہیں دردزہ شروع ہوا بچے کی ولادت کا وقت ہے تو فرمایا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے یہاں بھی لفظ اہل بیوی پر استعمال ہے۔

☆ ایک اور مقام پر لفظ اہلبیت کا استعمال واضح اور کھلا ازواج مطہرات پر استعمال ہے قرآن مقدس فرماتا ہے

"انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا"(3)

ترجمہ: اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم کو ہر ناپاکی سے دور رکھے اور تمہیں اچھی طرح پاک اور صاف کر دے اس سارے رکوع میں ازواج مطہرات سے خطاب ہو رہا ہے اس آیہ

(1) الانبیاء 76:21
(2) طحه 10:20
(3) الاحزاب 33:33

کریمہ سے پہلے اور پیچھے سبھی جگہ ازواج مطہرات کا ذکر ہے اگر اس آیہ مبارکہ میں صرف سیدہ فاطمہ حسنین کریمین ہی شامل ہوں اور ازواج مطہرات کو خارج سمجھا جائے تو عنوان اور مفہوم میں شدید بے ترتیبی ہوگی۔ جو قرآن مقدس کے حسن و جمال اور فصاحت و بلاغت کے صریح خلاف ہے۔

قرآن مقدس میں اسی لفظ اہل بیت کو سورۂ ہود شریف میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

'قالو اتعجبین من امر اللله رحمتو بر کاته علیکم اهل البیت انه حمید مجید"(1)

ترجمہ: فرشتوں نے کہا کیا اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں گھر والو بے شک اللہ تعالیٰ عزت والا ہے اور خوبیوں والا ہے۔

جب فرشتوں نے حضرت سارہ کو بچے کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر تعجب کیا کہ بچہ کیسے ہوگا کہ وہ خود بھی بوڑھی ہو چکی ہیں اور ان کے شوہر سیدنا ابراہیمؑ بھی، تو فرشتوں نے کہا اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو گھر والو تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، یہاں پر فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت سارہ کو اہلبیت فرمایا ہے۔

☆ لفظ اہل کا استعمال بیوی کے لیئے ایک حدیث شریف میں بھی ہے۔ جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو حضور سید عالم ﷺ نے منبر پر خطاب فرمایا

"ماعلمت علی اهلی الاخیرا"(2)

'میں اپنے گھر والوں میں بہتری ہی بہتری جانتا ہوں یہاں پر بھی لفظ اہل بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

ازواج مطہرات کو اہل بیت میں شامل کرنے پر صرف ایک ہی اشکال وارد ہوسکتا ہے کہ اگر

---

(1) هود 11: 73

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 3826، ص 44/13

البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 4381، ص 402/14

البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 6821، ص 358/22

المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 4947 ص 347/13

الاحمد، المسند، الرقم 24444، ص 101/52

ابن حبان، الصحیح، الرقم 7224، ص 235/29

ایسا ہی ہے تو حضور ﷺ نے اپنے کمبل مبارک میں صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو کیوں لیا جبکہ حضرت ام سلمہ نے عرض کی تھی حضور مجھے بھی کمبل میں لے لیا جائے تو فرمای

انت علی خیر (1)

تو بہتری پر ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں کہیں ازواج کے اہل بیت ہونے کی نفی نہیں بلکہ حضرت ام سلمہ سے ارشاد ہے ام سلمہ تُو تو پہلے ہی بہتری پر ہے حضرت فاطمہ، حسنین کریمین، حیدر کرار رضی اللہ عنہما کو کمبل میں لیا گیا کہ ان کے متعلق شُبہ ہوسکتا تھا کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ نکاح کر دینے کے بعد کہیں حضور کے اہلبیت سے خارج تو نہیں ہو گئیں۔ کہ نکاح کے بعد لڑکی دوسرے خاندان کا فرد شمار ہونے لگتی ہے ازواج مطہرات کے متعلق ایسا کسی قسم کا شبہ نہیں پایا جاسکتا۔

حضور ﷺ کے اہل بیت کی تین صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔

☆ پہلی صورت میں حضرت صاحب زادگان طیب، طاہر، قاسم، ابراہیم رضوان اللہ علیہم اجمعین آتے ہیں جو گھر میں پیدا ہوئے گھر ہی وصال ہوگیا۔

☆ دوسری صورت میں حضور ﷺ کی صاحبزادیاں سیدہ فاطمہ، زینب، کلثوم، رقیہ رضی اللہ عنہا آتی ہیں جو گھر پیدا ہوئیں باہر چلی گئیں۔

☆ تیسری صورت میں ازواج مطہرات میں جو پیدا باہر ہوئیں مگر گھر آئیں اور اہل بیت کہلائیں۔

---

(1) الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 2598، ص 88/3
الاحمد، المسند، الرقم 25521، ص 183/54
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 13/11

چھٹا باب

فضائل

امہات المؤمنین

رضوان اللہ علیہن

امہات المؤمنین

حضورﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد گیارہ ہے دو نے حضورﷺ کی حیات طیبہ میں انتقال کیا۔ایک حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور دوسری حضرت زینب بنت خزیمہ۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے حضورﷺ کی ظاہری حیات میں انتقال کیا باقی ۹ ازواج مطہرات حضورﷺ کے وصال کے وقت موجود تھیں۔

☆ امہات المؤمنین کا عظیم الشان لقب انہیں ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص ہے جو آپ کی زوجیت میں رہیں۔حضورﷺ کے وفات شریف کے بعد کسی بھی شخص کا ان سے نکاح کرنا ناجائز وحرام ہے اس عنوان کو قرآن مقدس نے اسطرح ارشاد فرمایا

"وان تنکحو ازواجه من بعده ابدا" (1)

تمہارے لئے کبھی جائز نہیں کہ آپ کے بعد آپکی بیویوں سے نکاح کرو،اس حکم خداوندی میں یہ بھی فلسفہ معلوم ہورہا ہے کہ جب وہ امہات المؤمنین کے عظیم لقب سے نوازی گئیں تو کسی اور کی زوجیت میں جانا انکی شان کے خلاف ہے۔

☆ چونکہ ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں تو ظاہر ہے حضورﷺ باپ ہوئے جیسے حضورﷺ نے خود بھی ارشاد فرمایا،

"انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم دینکم " (2)

میں تمہارے لئے باپ کے مرتبہ میں ہوں تمہیں تمہارا دین سکھاتا ہوں جب حضورﷺ باپ ٹھہرے تو باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا ناجائز قرار دے دیا گیا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

"ولاتنکحوا ما نکح ابائو کم"(3)

تم ان عورتوں کو نکاح میں مت لاؤ جنہیں تمہارے آباؤ اجداد نکاح میں لاچکے ہیں اس عمل کو قرآن

---

(1) الاحزاب 33: 53

(2) ابو داؤد ، السنن ،الرقم 7،ص 12/1

(3) النساء 4: 22

(4)

مقدس نے بڑی نفرت سے ذکر فرمایا ہے۔

'انه کان فاحشة ومقتا وساء سبیلا ''(1)

بے شک یہ نہایت بے حیائی ہے اور خدا کے غضب کا سبب ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں کو دیکھا وہ جھنڈا اٹھائے جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا ماموں کہاں کا ارادہ ہے تو جواب دیا ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے اور حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسکی گردن اڑادوں اور اس کے تمام مال پر قبضہ کرلوں (رواہ عبدالرزاق وابن شیبہ) جب جسمانی باپ کی منکوحہ کو اپنے نکاح میں لانا قبیح جرم ہے تو روحانی باپ کی منکوحہ سے ایسا کرنا کہیں زیادہ بدترین جرم ہوگا۔

☆ شریعت مطہرہ نے جسمانی باپ اور اپنے روحانی باپ حضور ﷺ کی بیویوں سے نکاح کو ناجائز فرمادیا کہ کہیں باپ کے دل میں کبھی کسی وجہ سے کدورت نہ پیدا ہو جائے کہ اگر عورت اپنے دوسرے شوہر کے سامنے پہلے شوہر کے کمالات بیان کرے تو دوسرے کو ناگوار گذرے گا اللہ تعالی یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص حضور ﷺ کے کمالات سننے سے کبیدہ خاطر ہو اور اس کی کبیدہ خاطری اسکی ہلاکت کا باعث بن جائیگی۔

☆ امہات المؤمنین سے نکاح نہ کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے جو دین کے احکام لوگوں تک پہنچیں وہ براہ راست حضور ﷺ کے حوالہ سے پہنچیں اگر درمیان میں کسی اور شوہر کا ذکر ہوگا تو سند مضبوط نہ رہے گی اور مخالفین کو لب کشائی کا موقعہ ملے گا۔

☆ آیہ تطہیر دراصل امہات المؤمنین کے حق میں نازل ہوئی اس آیہ کریمہ کا سیاق وسباق اس پر واضح شاہد ہے کو آیہ کریمہ کے شروع سے آخر تک ازواج مطہرات کو ہی خطاب ہے حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضٰی، حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس میں داخل فرمایا اور دعا فرمادی اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں انہیں پاک فرما یہ ایسے ہی ہے

---

(1) النسآء 4: 22

جیسے قرآن مقدس نے مسجد قبا شریف کے متعلق ارشاد فرمایا

"مسجد اسس علی التقویٰ" (1)

دراصل یہ آیہ مبارکہ مسجد قبا کے بارہ میں نازل ہوئی ہے مگر حضور ﷺ نے مسجد نبوی کو بھی اس میں شمار فرمایا ہے کہ اس کی بنیاد بھی تقویٰ پر ہے پرہیز گاری پر ہے ایسے ہی یہ آیہ مبارکہ دراصل ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی مگر حضور ﷺ نے ان افراد مقدسہ کو بھی اہلبیت میں شمار فرمایا چونکہ ازواج مطہرات تو پہلے ہی اہلبیت میں شمار ہیں اس لیئے انہیں شامل کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی پھر لفظ اہل کا پہلا مصداق تو بیوی ہے،

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ازواج مطہرات کا انتخاب

"عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ ﷺ ما تزوجت شیأ من نسائی ولا زوجت شیئاً من بنات الا بوحی عن ربی عزوجل اخرجہ عبد المالك بن محمد النیشاپوری لسندہ "(2)

ترجمہ: ابوسعید اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنا اور اپنی کسی بیٹی کا نکاح اُسوقت تک نہ کیا جب تک جبریل علیہ السلام اللہ تعالٰی جل مجدہ کی طرف سے وحی لے کر میرے پاس نہیں آ گئے، اس روایت کو نیساپوری نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپ حضور ﷺ کی پہلی بیوی ہیں پہلی مسلمان ہیں کوئی مرد یا عورت آپ سے پہلے اسلام

---

(1) التوبۃ 9: 108

(2) ابو الفتح ،عیون الاثر ، ص 381/2

نہیں لایا آپ کو یہ شرف اولیت حاصل ہے ان کے والد کا نام خویلد تھا خاندان قریش سے وابستہ ہیں قسی پر پہنچ کر حضور ﷺ سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔(1)

چونکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے سید عالم ﷺ کے نکاح میں آنا تھا قدرت نے بعثت نبوی سے پہلے جاہلیت کے رسم ورواج سے پاک صاف رکھا تھا آپ کے پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ بن زرارہ تھا آپ کے ہاں ان سے ہند اور ہالہ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جو دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے اور دونوں صحابی ہیں ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ کے نکاح میں آئیں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ہند تھا یہ بھی اسلام لائیں اور صحابیت سے مشرف ہوئیں۔(2)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے شوہر عتیق کا جب انتقال ہوا تو آپ کی شرافت، عزت، شہرت طہارت، پاکیزگی کے باعث قریش کے بہت سے لوگوں نے ان سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا مگر آپ نے کوئی فیصلہ نہ دیا۔ حضور ﷺ کی دیانت، شرافت کا شہرہ سن کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مال سے تجارت کرنے کی پیش کش کی جو حضور ﷺ نے اپنے چچا کے مشورہ سے قبول فرمالی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ہاتف غیبی کا اعلان

حضور ﷺ کی بعثت کا زمانہ جوں جوں قریب آرہا تھا اور آپ کی آمد کا چرچا توراۃ، انجیل، زبور کے ماہرین کی زبانوں پر آچکا تھا کہ آخر الزماں نبی کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ حیران کن واقعات کا ظہور، کاہنوں کی خبریں، پادریوں کے خطابات اور سفر شام کے واقعات، میسرہ کی شہادت، بحیرا راہب

---

(1) ابو الفتح ،عیون الاثر ، ص59/1
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 414/1
السہیلی، الروض الانف ، ص321/1

(2) شرح الزرقانی، ص /374
ابو الفتح ،عیون الاثر ، ص59/1
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 414/1

کے قصہ، ورقہ بن نوفل کے علمی تجزیہ نے پہلے ہی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو ذات نبوی سے قریب کر دیا تھا، اسی دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ مکہ مکرمہ میں خواتین عید کے دن جمع ہوئیں حضرت خدیجہ بھی ان میں شامل تھیں، انہوں نے ایک شخص کو دیکھا اور اسے یہ کہتے سنا۔

''انه سيكون فى بلد كن نبى يقال له احمد فمن استطاعت منكن ان تكون زوجته فتفعل فحصبنه الا خديجه فاغضت على قوله''(1)

ترجمہ: اے عورتو تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام احمد ہوگا جو عورت تم میں سے اس کی بیوی بن سکے تو وہ ضرور اسکو کر گذرے سب خواتین نے اس اعلان کرنے والے کو پتھر مارے مگر حضرت خدیجہ نے کوئی سنگریزہ نہیں مارا بلکہ سن کر خاموش ہوگئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تو اس عظیم واقعہ سے پہلے ہی متاثر ہو چکی تھیں تو آپ نے نفیسہ بنت مہنۃ کے ذریعہ حضور ﷺ کو پیغام نکاح بھجوایا جو آپ نے اپنے چچا کے مشورہ سے قبول فرمالیا۔ اس پیغام کی تفصیل نفیسہ نے اسطرح بیان کی کہ وہ حضور کے ہاں حاضر ہوئیں اور پوچھا آپ نکاح کیوں نہیں فرماتے تو حضور ﷺ نے فرمایا مجھے میرے مالی حالات اجازت نہیں دیتے، نفیسہ نے عرض کی اگر کوئی خاتون آپ کی یہ تمام ضروریات کی کفیل ہو جائے تو آپ نے پوچھا وہ کون خاتون ہے جو ایسا چاہتی ہے تو نفیسہ نے عرض کی وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں حضور ﷺ نے اپنے چچا کے مشورہ اور اجازت سے یہ پیشکش قبول فرمالی۔ حضرت خدیجہ کے والد خویلد فوت ہو چکے تھے اُن کے چچا عمر بن رسید نکاح کے وقت موجود تھے، جناب ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا، تفصیل کتاب کے پہلے حصہ میں گزر گئی ہے) نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی جبکہ حضور ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی تقریب نکاح کے اختتام پر مذکور ورقہ بن نوفل نے ایک تقریر بھی کی جو زرقانی میں اسی مقام پچر مزکور ہے، ایجاب وقبول کے بعد حضرت خدیجہ نے ایک گائے ذبح کرائی اور کھانا تیار کروا کر مہمانوں کو کھلایا۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) شرح زرقانی، ص 365/4

بعثت نبوی کے لئے بے چینی

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کو حضور ﷺ کے اعلان نبوت کا کس قدر بے چینی سے انتظار تھا درج ذیل واقعہ سے معلوم کریں۔

ایک دن حضور ﷺ حضرت خدیجہ کے پاس گئے تو دیکھتے ہی بے خودی سے حضور کے ساتھ لپٹ گئیں اور عرض کی۔

"بابی و امی ماافعل هذا شی ولکنی ارجو ان تکون انت النبی الذی ستبعث وجان تکن هو فاعرف حقی منزلتی وادع الله الذی یبعثك لی قالت فقال لها والله لئن کنت آناهو قد اصطعنت عندی مالا اضیعه ابداوان یکن غیری فان الله الذی تطیعنی لایضعك ابدا"(1)

ترجمہ: میرے ماں باپ آپ پر جدا ہوں اس جعل سے (آپ کو لپٹنے سے) میری غرض صرف یہی ہے کہ مجھے امید ہے کہ شائد آپ ہی وہ نبی ہوں جو عنقریب مبعوث ہونے والے ہیں اگر آپ وہ نبی ہوئے تو بعثت کے بعد میرے حق کو یاد رکھیں اور جو خدا آپ کو نبوت سے سرفراز فرمائے اس سے میرے لئے دعا فرمائیں آپ نے جواب دیا اگر وہ نبی میں ہی ہوا تو جان لے کہ تو نے جو میرے ساتھ وہ احسان کیا ہے جسے میں کبھی نہیں بھول سکتا اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا سمجھ لے کہ جس خدا کے لیئے تو یہ عمل کر رہی ہے وہ کبھی تیرے عمل کو ضائع نہیں کرے گا۔

زبیر بن بکار راوی ہیں کہ حضرت خدیجہ اسی بے چینی میں بار بار ورقہ بن نوفل کے پاس جاتیں اور پوچھتیں تو ورقہ یہ جواب دیتے

"ماأراه الا نبی هذه الامة الذی بشر به موسیٰ عیسیٰ"

میرا گمان ہے یہ وہی نبی ہے جن کی حضرت موسیٰ اور عیسیٰ نے بشارت دی ہے۔ ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ کی اس بے چینی کو اپنے ایک قصیدہ میں اسطرح بیان کیا ہے۔

---

(1) عسقلانی، فتح البارى، ص 129/11

هذی خدیجه تاتینی لا خبر ھا وما لنا بخفی الغیب من خیر

ترجمہ: خدیجہ بار بار پوچھتی ہیں کہ اسے بتاؤں اور مجھے غیب کی خبر نہیں۔

بان احمد یاتیه فیخبره جبریل انك مبعوث الی البشر

ترجمہ: کہ جبریل آپ کے پاس اللہ کا پیغام لائیں گے کہ آپ لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

فقلت لعل الذی ترجین ینجزه

لك الاله فارجی الخیر و انتظری (1)

ترجمہ: ورقہ کہتے ہیں میں نے خدیجہ سے کہا عجب نہیں کہ جس کی تو امید کرتی ہے اللہ اس کو پورا کر دے تو اللہ سے خیر کی امید لگائے رکھ اور اسکی منتظر رہ۔

نوٹ: جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضور ﷺ کے اعلان نبوت کی بے چینی سے منتظر تھیں ایسے ہی ورقہ بن نوفل کو شدید اشتیاق تھا کہ وہ تو توراۃ، انجیل کی عبارات کو پڑھ چکے تھے۔

صلی الله تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

فضائل خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

☆ انکی زندگی تک حضور ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

☆ پہلی وحی قرآنی کا ذکر حضور ﷺ نے سب سے پہلے انہیں فرمایا۔

☆ حضور ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے انہوں نے خواب دیکھی تھی کہ سورج ان کے گھر اتر آیا اور پورا گھر روشن ہو گیا ورقہ بن نوفل نے تعبیر بتائی کہ سید المرسلین تم سے نکاح کریں گے (2)

---

(1) الحاکم، المستدرك، الرقم 4177، ص488/9

البیهقی، دلائل النبوة، الرقم 452، ص15/2

الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 236/2

ابن کثیر، السیرة، ص 401/1

السهیلی، الروض الانف، ص 229/1

(2) السهیلی، الروض الانف، ص321/1

الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص351/1

☆ حافظ ابن قیم کہتے ہیں خدیجۃ الکبریٰ کو اللہ تعالیٰ کا سلام بھیجنا ایسی خصوصیت ہے، جس میں کوئی دوسرا انکا شریک نہیں۔ انکی ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا جیسی عظیم بیٹی ان کے بطن سے ہوئیں۔

☆ تمام رؤساء عرب کو نظر انداز کر کے حضور ﷺ کا انتخاب ان کے علم، عقل، سوچ کی زبردست دلیل ہے۔

☆ تمام امہات المومنین سے سب سے زیادہ حضور ﷺ کے ساتھ شریک حیات رہیں۔

☆ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ دربار نبی میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی حضور خدیجہ الکبری دسترخوان لا رہی ہیں جب آئیں تو انہیں اللہ تعالی کی طرف سے اور پھر میری طرف سے سلام پہنچا دیں اور ان کو جنت کے ایک محل کی بشارت دے دیں جو ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا اس میں نہ شور ہوگا اور نہ قسم کی مشقت اور تکلیف ہوگی۔(1)

☆ حضرت جبریل سے یہ سلام سن کر ام المومنین نے جواب دیا ان

اللہ ھو السلام وعلی جبریل علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔(2)

بے شک اللہ تعالی کہ وہ خود ہی قدوس اور سلام ہے (یعنی اللہ پر کیا سلام بھیجا جائے) اے جبریل آپ پر سلام ہو اور اسکی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ علماء اس پر متفق ہیں کہ خواتین میں سب سے افضل یہ تین مقدس خواتین ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت فاطمہ الزہرا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں ایک اور روایت میں آسیہ حضرت مریم کا بھی ذکر ہے۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ الکبریٰ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں قبیلہ بنونجار سے ان کا تعلق تھا لوی بن غالب پر پہنچ کر آپ کا سلسلہ حضور ﷺ سے

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 1666، ص300/6

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 1666، ص300/6

مل جاتا ہے۔شروع اسلام میں ہی یہ ایمان لے آئی تھیں حضرت خدیجہ کے وصال کے بعد حضور ﷺ پریشان رہتے تھے۔ایک دن خولہ بنت حکیم نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور آپ خدیجہ الکبریٰ کے انتقال سے پریشان رہتے ہیں تو فرمایا ہاں بچوں کی پرورش گھر کا انتظام ان کے ذریعہ اچھا انجام پا رہا تھا عرض کی اگر فرمائیں تو دوسرے نکاح کے لئے کہیں پیغام دوں تو فرمایا مناسب ہے۔خواتین ہی ایسا کام بہتر طور پر انجام دے سکتی ہیں

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کس جگہ پیغام دینے کا خیال رکھتی ہو عرض کی کسی کنواری سے نکاح پسند فرمائیں تو صدیق اکبر کی بیٹی عائشہ بہت موزوں ہے۔اگر کسی بیوہ کو پسند فرمائیں تو سودہ بنت زمعہ موزوں ہے وہ اسلام بھی لاچکی ہیں فرمایا دونوں جگہ پیغام دے دو چنانچہ اولاً خولہ سودہ بنت زمعہ کے پاس گئیں اور پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے پسند ہے۔مگر میرے والد سے اس کا ذکر ضرور کر لو چنانچہ خولہ نے جا کر حضرت سودہ کے والد سے ذکر کیا انہوں نے کہا کہ اگر یہ نکاح سودہ پسند کریں تو مجھ کو کوئی اعتراض نہیں ہے خولہ نے کہا کہ وہ پسند کرتی ہیں تو اس کے بعد حضور ﷺ تشریف لے گئے اور نکاح پڑھا گیا۔

حضرت سودہ کا ایک بھائی عبداللہ ابن زمعہ کو اس نکاح سے صدمہ ہوا اور سر میں مٹی ڈالی مگر جب مشرف با اسلام ہوئے تو اپنی اس حرکت پر شرمسار ہوئے جب کبھی خیال آتا تو افسوس کرتے انہوں اس وقت ایسا کیوں کیا فرماتے ہیں اس دن میں بڑا ہی نادان تھا جس روز میں نے حضور ﷺ کے اس نکاح کو ناپسند کیا تھا اور سر میں مٹی ڈالی۔

اس نکاح میں حق مہر ۴۰۰ درہم تھا۔(1)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھ کو الگ نہ فرمائیں میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی ازواج سے اٹھوں تو آپ نے رجوع فرمالیا۔

---

(1) شرح الزرقانی، ص 49/2

آپ اچھے لمبے قد کی خاتون تھیں طبیعت میں بے تکلفی بھی تھی مزاج میں ظرافت بھی تھی کبھی کبھی خوش طبعی میں حضور ﷺ کو ہنساتیں سیدنا عمر فاروق کے زمانہ میں ان کا وصال ہوا۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت سودہ کے قریب ہوا زرقانی کے مطابق حضرت سودہ کے نکاح کے بعد حضرت عائشہ آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں آپ سیدنا صدیق اکبر کی صاحب زادی ہیں آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام رومان ہے۔ام رومان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب آپ ۶ ھجری میں فوت ہوئیں تو آپ ﷺ آپ کو قبر میں رکھنے کے لئے خود قبر میں اترے اوردعا فرمائی (2)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شوال ۱۰ ھ کو حضور ﷺ کے عقد میں آئیں خولہ بنت حکیم نے ہی پیغام نکاح دیا تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خولہ سے فرمایا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر کے لئے عائشہ کا پیغام بھیجا تھا جس کو میں منظور کر چکا ہوں یہ کہہ کر ابوبکر صدیق سیدھے مطعم کے گھر پہنچے خولہ کے پیغام کا ذکر کیا تو مطعم اور اس کی بیوی نے متفقہ طور پر انکار کر دیا ابوبکر صدیق سمجھ گئے کہ اب وعدہ کی ذمہ داری ختم ہو گئی ہے۔آپ سیدھے خولہ کے گھر گئے اور خولہ سے کہا مجھے منظور ہے حضور ﷺ جب چاہیں تشریف لائیں چنانچہ آپ تشریف لائے اور نکاح ہو گیا چار سو درہم حق مہر مقرر ہوا آپ کی عمر مبارک نو سال اور کچھ ماہ تھی جب حضور ﷺ کے گھر آئیں ۹ سال تک حضور ﷺ کی زوجیت میں رہیں حضور ﷺ کے وصال کے بعد اڑتالیس سال تک آپ زندہ رہیں ۵۷ ھ میں مدینہ

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص49/9
ابو الفتح ،عیون الاثر ، ص 381/2
(2) ابو الفتح ،عیون الاثر ، ص 381/2
ابن کثیر ، السیرۃ ،ص 140/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص47/9
ابن کثیر، البھدایۃ والنھایۃ،ص 161/3

منورہ میں آپ کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے ساتھ دفن ہوئیں وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ٦٦ سال تھی حضرت ابوھریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بحیثیت فقیہہ

آپ نے نوعمری میں ہی وسیع علم حاصل کرلیا تھا حضورﷺ کے انتقال کے بعد اکابر صحابہ کو جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو ام المؤمنین سے رجوع کرتے اور فیصلہ لیتے عہد صحابہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا علم تفقہ اور تاریخ دانی مسلم تھی یہاں تک کہا گیا کہ احکام شرعیہ کا چوتھائی حصہ حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں صحابہ کو جب کبھی کوئی مسئلہ پیش آتا تو فوراً اُسکا حل حضرت عائشہ صدیقہ سے چاہتے زہری فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ کے علم کا تمام ام المؤمنین کے علم سے موازنہ کیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم سب سے زیادہ ہوگا۔(2)

سیدنا امیر معاویہ فرماتے ہیں فصاحت و بلاغت میں میں نے کسی خطیب کو کسی ادیب کو حضرت عائشہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا عرب کی تاریخ اور واقعات زبانی یاد تھے اشعار بکثرت یاد تھے جب کوئی بات چل نکلتی تو آپ فوراً کوئی نہ کوئی شعر سنا دیتیں۔

کتب احادیث میں آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار تین سو بارہ ہے، بخاری میں ۵۴، بخاری و مسلم میں ۱۷۴ صرف مسلم میں ۶۴ دوسری کتب میں ۲۰۱۷ یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ بڑے بڑے صحابہ سے بھی یہ تعداد نہیں ملتی سیدنا عمر فاروق سے ۵۳۷، سیدنا علی المرتضٰی سے ۵۸۴۶، عبداللہ بن مسعود سے ۸۰۰۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابو الفتح ،عیون الاثر ، ص 381/2
ابن کثیر ، السیرۃ ،ص 140/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 47/9
ابن کثیر، البھدایۃ والنھایۃ،ص 161/3

(2) الترمذی ، السنن، الرقم 3818،ص 386/12

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بحیثیت زاہدہ

جیسے آپ اپنے علم میں یکتا تھیں ایسے ہی آپ کے زہد کا بھی جواب ہی نہیں ام درہ فرماتی ہیں ایک مرتبہ آپ کے پاس دو لاکھ درہم پہنچا آپ نے شام تک سارا تقسیم کر دیا شام کو کھانا منگایا تو روٹی اور زیتون کا تیل تھا حضرت عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ روازنہ ستر ستر ہزار درہم تقسیم فرماتیں زہد ایک ایسا وصف ہے جو تمام بھلائیوں کی جڑ ہے جیسے حبّ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ایسے زہد تمام دینی مذہبی رعنائیوں کا مرکز ہے اور سنگ بنیاد ہے حضرت عروہ کہتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ حضرت عائشہ کے لباس پر پیوند لگا ہوا تھا ام درہ کہتی ہیں ایک دن جو کی روٹی زیتون کے تیل سے نوش فرمائی تو میں نے عرض کی اگر آپ ایک درہم کا گوشت منگوا لیتیں تو فرمایا تم نے یاد ہی نہیں کرایا انہیں کما لات اور خوبیوں کی وجہ سے آپ ﷺ ان سے محبت فرمایا کرتے تھے بعض لوگ غلط کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ان سے پیار کنواری ہونے کی وجہ سے تھا یہ حضور کی ذات پر الزام ہے (العیاذ باللہ) اگر عائشہ صدیقہ سے یہ پیار کنواری ہونے کی وجہ سے ہوتا تو آپ کبھی خدیجہ کو یاد نہ فرماتے حالانکہ آپ حضرت خدیجہ کی رشتہ دار خواتین اور انکی سہیلیوں کو تلاش کرتے ان میں تحائف بھیجتے جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں آپ نے کسی سے نکاح نہیں فرمایا اور پھر ایک حضرت عائشہ صدیقہ کے علاوہ باقی سب ازواج مطہرات بیوہ تھیں یہ سارے نکاح حضرت عائشہ صدیقہ کے ہوتے ہوئے فرمائے حضور ﷺ چاہتے تھے خواتین کے ذریعہ خواتین تک اسلام پہنچایا جا سکے تمام امہات المومنین مدرسہ بنات الاسلام کی بہتریان معلمات تھیں لاجواب اساتذہ تھیں جن سے ملت اسلامیہ کی خواتین تک اسلام پہنچا۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

☆ آپ فرمایا کرتیں کہ میرے سوا کسی باکرہ سے حضور ﷺ نے نکاح نہیں فرمایا

☆ نکاح سے پیشتر فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا اور آپ کو دکھا کر کہا یہ آپ کی بیوی ہیں اللہ کا حکم ہے کہ آپ ان سے نکاح کریں۔

☆ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ سب سے زیادہ مجھ سے محبت فرمایا کرتے تھے۔

☆ فرمایا کرتیں کہ جو شخص حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھا میں اسکی بیٹی ہوں

☆ فرماتی ہیں کہ مجھ پر الزام لگا تھا اور میری برات کے لئے قرآن مقدس کی آیات کا نزول ہوا۔

☆ فرماتی ہیں میں نے جبریل کو دیکھا میرے بغیر ازواج مطہرات میں سے کسی نے نہیں دیکھا۔

☆ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ لحاف میں سوتی تو جبرئیل وحی لے آتے وحی کی یہ صورت کہیں اور نہیں۔

☆ تمام ازواج مطہرات کے ہاں حضور ﷺ ایک ایک دن ٹھہرتے میرے ہاں دو دن یہ ایک دن تو حضرت عائشہ کا اپنا اور دوسرا حضرت سودہ کا جو آپ نے حضرت عائشہ کو ہبہ کیا تھا۔

☆ فرماتی ہیں وصال کے وقت آپ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔

☆ فرماتی ہیں کہ وفات کے بعد حضور ﷺ میرے حجرہ میں مدفون ہوئے (1)

☆ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں مردوں میں بہت لوگ کمال کو پہنچے مگر خواتین میں مریم آسیہ خدیجہ، عائشہ، کے سوا کوئی کمال کو نہیں پہنچیں حضرت عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ان روایات کو امام بخاری نے کتاب المناقب فضل عائشہ میں بیان کیا ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 3606، ص 283/2
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 4688، ص 14/16
المسلم ، الجامع الصحیح، الرقم 4468، ص 186/12
الاحمد ، المسند، الرقم 23012، ص 168/49
البیہقی، دلائل النبوۃ ،الرقم 687، ص 284/2

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں ان کا پہلا نکاح حذافہ سہمی سے ہوا مدینہ منورہ کی ہجرت کا شرف نہیں ملا ہے۔غزوہ بدر کے بعد حضرت خنیس کا انتقال ہو گیا۔ (1)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہ کے بیوہ ہو جانے پر سیدنا عمر فاروق پریشان رہتے ایک مرتبہ آپ نے حضرت عثمان غنی سے فرمایا اگر آپ پسند فرمائیں تو میں حفصہ کو آپ کے نکاح میں دے دوں حضرت عثمان نے کہا سوچ کر جواب دوں گا پھر ایک ملاقات پر حضرت عثمان نے معذرت کر لی پھر یہی پیش کش حضرت سیدنا صدیق اکبر سے کی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا سیدنا عمر فاروق فرماتے ہیں کہ اس خاموشی سے مجھ کو محسوس ہوا چند دن گزرے تھے کہ حضور ﷺ نے اپنے لئے پیغام نکاح بجھوایا اور میں نے آپ سے حفصہ کا نکاح کر دیا بعد ازاں ایک موقعہ پر ابو بکر اور عثمان سے ملاقات ہوئی تو حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ میں نے تیرے سوال کے جواب میں حفصہ کے سلسلہ میں خاموشی اختیار کی تھی تم مجھ سے ناراض تو ہو گے مگر میری یہ خاموشی اس لئے تھی کہ حضور ﷺ کا اپنا خیال تھا کہ حفصہ کو پیغام نکاح دیا جائے میں نے یہ پسند نہ کیا کہ آپ کا راز فاش کروں ۳ھ میں یہ نکاح ہوا ان کے فضائل میں ایک بڑی بات یہ ملتی ہے حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر ان کو طلاق دے دی تھی تو جبرائیل حاضر ہوئے عرض کی

ارجع حفصہ انہا صوامہ قوامہ وانہا زاجتك فی الجنہ (2)

---

(1) شرح الزرقانی ، ص 185/2
ابو الفتح،عیون الاثر ،ص 384/2
ابن کثیر، السیرۃ، ص 584/4
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 19/1
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ،ص 315/5

(2) شرح الزرقانی ، ص 185/2
ابو الفتح،عیون الاثر ،ص 384/2
ابن کثیر، السیرۃ، ص 584/4
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 19/1
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ،ص 315/5

حفصہ سے رجوع فرمالیں وہ بڑی روزہ رکھنے والی ہے وہ بڑی عبادت گزار ہے اور جنت ،میں آپ کی بیوی ہے ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں آپ نے وفات پائی حضرت امیر معاویہ کا زمانہ خلافت تھا مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی عمر ۶۰ سال تھی۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

آپ بہت بڑی سخی اور فیاض تھیں آپ کو ام المساکین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا یہ خزیمہ بن حارث بلالی کی بیٹی تھیں ان کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش سے ہوا حضرت عبداللہ بن جحش غزوہ احد میں شہید ہوئے عدت گزرنے کے بعد حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تین ماہ بعد وصال ہوا انہیں یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی آپ کو ازواج النبی ﷺ کے قبہ میں دفن کیا گیا یہ قبہ اور باقی کئی قبے اس حکومت نے گرا دیئے ماں کی طرف سے حضرت زینب حضرت میمونہ کی بہن تھیں۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ ابو امیہ قریشی کی بیٹی تھیں ان کا پہلا نکاح اپنے چچا زاد بھائی ابو سلمہ سے ہوا تھا انہیں کے ساتھ ہی مشرف با اسلام ہوئی تھیں انہیں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت ہوئی اس کا تفصیلی واقعہ ہجرت کے عنوان میں گذر چکا ہے تاہم قارئین کو دوسری مرتبہ سعادت دلانے کے لئے پھر اختصار سے درج ہے۔حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بدریین میں شامل ہیں غزوہ احد میں انہیں زخم لگا ۴ھ

---

(1) ابو الفتح،عیون الاثر،ص 385/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 205/11
ابن قیم ،زادالمعاد، ص 102/1
ابن کثیر،البدایۃوالنھایۃ،ص316/5

میں حضور ﷺ نے انہیں ایک سریہ میں امیر بنا کر بھیجا ایک ماہ بعد جب واپس ہوئے تو غزوہ احد والا زخم ازسرنو پھر کھل گیا اسی زخم سے ان کی موت واقع ہوئی

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں ایک مرتبہ میرے شوہر نے مجھے حضور ﷺ کی حدیث شریف سنائی اور کہا یہ حدیث شریف مجھے خزانوں سے بہتر ہے۔حدیث شریف یہ تھی حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے

اللھم عندك احتسب مصيبتى هذه اللهم اخلفنى فيها بخير منها

(1)

ترجمہ : اے اللہ میں تجھ سے اپنی اس مصیبت میں اجر کی امید رکھتا ہوں اے اللہ تو مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلے سے بہتر اجر عطا فرمائے گا حضرت ابوسلمہ فرماتی ہیں ام سلمہ کے وصال کے بعد مجھ کو یہ حدیث یاد آئی اور میں نے اس دعا کو پڑھنا شروع کر دیا اور خیال گزرا کہ ابوسلمہ سے اچھا شوہر کیسے مل سکتا ہے۔مگر چونکہ حضور ﷺ کا فرمان تھا اس لئے میں نے اس وظیفہ کو جاری رکھا اس دعا کا نتیجہ یہ نکلا کہ میری عدت گزرنے کے بعد حضور ﷺ کی طرف سے مجھے نکاح کا پیغام ملا۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی معذرت

حضرت ام سلمہ نے حضور ﷺ کے پیغام نکاح کے جواب میں مندرجہ ذیل عذر پیش کئے

ام سلمہؓ حضور میری عمر زیادہ ہے

حضور ﷺ میری عمر تم سے زیادہ ہے

ام سلمہؓ حضور میں عیال دار ہوں میرے یتیم بچے میرے ساتھ ہیں

حضور ﷺ تمہاری عیال اللہ اور اس کے رسول کی عیال ہے۔

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص85/12
ابن الاثیر، اسد الغابة، ص 190/3
ابن الجوزی، المنتظم،ص 338/1

ام سلمہؓ میں بہت غیور ہوں ایسا نہ ہو میری وجہ سے کوئی ناگواری پیش آئے
حضور ﷺ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ جذبہ غیرت تم سے ختم ہو جائے گا یعنی نازک مزاجی اور شک کا مادہ جس کا تم اندیشہ کرتی ہو ختم ہو جائیگا چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور ایسا ہی ہوا۔

۴ھ میں آپ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں، حضور ﷺ نے مہر میں کچھ سامان بھی دیا جس کی قیمت دس درہم تھی ابن اسحاق کی روایت کے مطابق سامان میں ایک بستر بھی جس کی پلیٹ ایک پیالہ اور ایک چکی دی۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں آپکا سن وفات ۵۸ھ بتایا ہے جبکہ واقدی نے ۵۹ھ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں جن کا انتقال ہوا وہ حضرت ام سلمہ ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی آپ کی عمر ۸۴ برس تھی آپ کے پہلے شوہر کے دونوں بیٹوں عبداللہ بن عبداللہ بن وہب نے قبر میں اتارا جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

آپ صاحب فضل و کمال تھیں صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب حضور ﷺ نے صحابہ کو حلق کرانے کا حکم دیا تو صحابہ میں ذرا تامل پیدا ہوا ام المومنین ام سلمہ نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور آپ پہلے حلق کرائیں پھر آپ کو دیکھ کر سب حلق کرائیں گے چنانچہ ایسا ہی صحابہ نے کیا جانور بھی ذبح کئے اور حلق بھی کروائے (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت جحش آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں آپ کی زوجیت میں آنے سے پہلے حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں یہ نکاح حضور ﷺ کی خواہش کے مطابق ہوا تھا آپ چاہتے تھے کہ زید کا نکاح زینب بنت جحش سے ہو جائے مگر زینب اور اس کے بھائی

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 85/12
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 190/3
ابن الجوزی، المنتظم، ص 338/1
ابو الفتح، عیون الاثر، ص 386/2

نے انکار کر دیا تھا اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی

ما کان لمومن ولا مومنۃ اذاقضی اللہ و رسولہ ان یکون لھم الخیرۃ

(1)

ترجمہ: کسی ایمان دار مرد اور عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس امر میں اللہ اور اس کا رسول فیصلہ دیں تو اس پر راضی نہ ہوں چنانچہ اس حکم کے بعد حضرت زینب اور ان کا بھائی عبداللہ راضی ہو گئے

☆حضورﷺ چاہتے تھے کہ کوئی شخص اپنے جائز حقوق انسانیت سے محروم نہ ہو

☆حضورﷺ چاہتے تھے کہ حضرت زینب اور حضرت زید کے نکاح سے عظیم مثال قائم کر دیں۔

☆حضورﷺ چاہتے تھے کہ غلامی کے عارضی خطاب کی حقارت ہمیشہ کے لئے دفن فرما دیں۔

☆حضورﷺ چاہتے تھے کہ اس نظام کے ساتھ عالم انسانیت پر واضح ہو جائے کہ اسلام کالے گورے عربی عجمی غلام آقا میں امتیاز کا قائل نہیں ہے قائل ہے تا صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ نکاح تو ہو گیا مگر حضرت سیدہ زینب کی نگاہ میں حضرت زید کا مقام پیدا نہ ہوسکا حضرت زید گاہے بگاہے بارگاہ رسالت میں حضرت زینب کا شکوہ کیا کرتے تھے طلاق دینے کا ارادہ کرتے تو حضورﷺ منع فرما دیتے معاملہ چلتا رہا آخر کار ایک دن حضرت زید نے طلاق دے دی اس پر حضرت زینب کے خاندان کو دکھ ہوا ظاہر ہے ہونا ہی تھا کہ وہ تو پہلے ہی اس حق میں نہ تھے سیدہ زینب کی دلجوئی اور پورے خاندان کے اطمینان کا صرف ایک یہی راستہ تھا۔ کہ حضورﷺ حضرت زینب سے نکاح فرما لیں چنانچہ عدت گزرنے کے بعد حضورﷺ نے پیغام نکاح بھیجا جسے حضرت زینب نے استخارہ کے بعد قبول کر لیا چنانچہ آسمان سے یہ اعلان ہو

---

(1) الاحزاب 36: 423

ا فلماقضیٰ زیدمنہا وطرا زوجناکہا(1)

ترجمہ: جب زید اپنی ضرورت پوری کر چکے اور انہیں طلاق دی تو اے محبوب ہم نے تیرا نکاح زینب سے کر دیا یہ نکاح ۵ ھ میں ہوا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

عن عائشہ رضی اللہ عنہا کانت زینب بنت جحش تسامینی فی المنزلہ عند رسول اللہ وما رایت امراۃقط خیر ا فی الدین من زینب واتقیٰ منہ واصدق حدیثا واوصل للرحم واعظم صدقہ واشد تبذلا لنفسہا فی العمل الذی تتصدق بہ وتتقرب بہ الی اللہ عزوجل ۔(2)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں زینب بنت جحش مرتبہ میں میرے مقابل تھیں حضور ﷺ کے نزدیک وہ میری ہم پلہ تھیں میں نے ان سے زیادہ کسی کو دیندار اور خدا سے ڈرنے والی اور سب سے زیادہ سچ بولنے والی اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی اور سب سے زیادہ خیرات کرنے والی نہیں دیکھی اور نہ ہی ان سے زیادہ محنت کرکے صدقہ کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والی عورت کو دیکھا۔

---

(1) ابو الفتح، عیون الاثر،ص237/2
ابن کثیر ،السیرۃ ،ص277/3
الصالحی،سبل الھدی والرشاد، 339/10
السھیلی، الروض الانف، ص291/2
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 357/3
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ،ص119/7

(2) ابوالفتح ،عیون الاثر، ص 387/2
الصالحی،سبل الھدی والرشاد،ص202/11
الذھبی،تاریخ الاسلام، ص400/1

☆ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بطور فخر کہا کرتیں کہ تمہار نکاح تمہارے اولیاء نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر کیا (ترمذی) یہ فخر دراصل تحدیث نعمت ہے۔انتہائی محبت میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا ذکر فرماتی تھیں۔

☆ آپ فرمایا کرتیں کہ حضور ﷺ میرے اور آپ کے جدامجد ایک ہی ہیں کہ آپ کی پھوپھی زاد بہن ہوں۔

☆ حضور ﷺ کے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر فرمایا

☆ اس سلسلہ میں جبرئیل امین خادم رہے

☆ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ پر منافقین نے الزام لگایا تو حضور ﷺ نے اس سلسلہ میں حضرت زینب سے دریافت کیا تو آپ نے عرض کی

یارسول اللہ احمیٰ سمعی و بصری واللہ ما علمت علیہا الاخیرا(1)

حضور میں اپنے کان اور آنکھ کو محفوظ رکھتی ہوں اللہ کی قسم عائشہ کے بارہ میں بھلائی اور خیر کے سوا کچھ نہیں جانتی۔

یعنی حضور جو چیز میری آنکھ نے نہیں دیکھی کان نے نہیں سنی وہ میں اپنی زبان پر کیسے لاسکتی ہوں اب تک میرا علم اور یقین انکی بابت سوائے خیر کے اور کچھ نہیں۔حضرت زینب کے اس جواب پر غور کریں کتنا صاف ستھرا اور سلجھا ہوا ہے۔اگر ان کے دل میں ذرہ بھر بھی میل ہوتا تو اس موقعہ پر حضرت عائشہ کے بارہ میں کچھ بھی کہہ سکتی تھیں کہ حضرت عائشہ سوکن تھیں اور یہ بھی حضرت زینب جانتی تھیں کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ کے قریب ہیں اگر چاہتیں تو کوئی اشارہ کنایہ کر دیتیں مگر آپ کے علم وفضل، ورع، پرہیز گاری نے ایسا کہنے کی اجازت نہ دی چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی آپ کمال تقویٰ کا اظہار یوں فرمایا

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 2467، ص 148/9
البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 3826، ص 44/13
ابن کثیر، السیرۃ، ص 284/3
ابن الجوزی، المنتظم، ص 345/1

فعصمها اللہ بالورع (1)

اللہ تعالیٰ نے ورع اور پرہیز گاری کے سبب زینب بنت جحش کو اس فتنہ سے محفوظ رکھا۔

☆ ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے ان کے بارہ میں فرمایا **انہا اواھہ** بے شک یہ بڑی اواہ ہیں کسی نے عرض کی حضور اواہ کے کیا معانی ہیں فرمایا خشوع و خضوع کرنے والی عجز کرنے والی اور پھر رسول ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی

ان ابرھیم لحیم اواہ منیب (2)

بے شک ابراہیمؑ بڑے بردبار اور نرم دل اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

☆ ایک موقعہ پر حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے تو حضرت مصروف عبادت تھیں آپ نے فرمایا **انہا اواہ** بے شک یہ بڑی نرم دل ہیں۔

☆ ام المومنین حضرت ام سلمہ حضرت زینب کے متعلق فرماتی ہیں

کانت صالحہ صوامہ قوامہ تتصدق علی السالکین۔ (3)

بڑی نیک اور بڑی روزہ رکھنے والی جو کماتی مساکین پر خرچ کر دیتیں حضرت زینب کے زہد کا یہ عالم تھا حضرت عمرؓ نے پہلی مرتبہ سالانہ وظیفہ بھیجا تو آپ نے سمجھا یہ وظیفہ تمام ازواج مطہرات کا ہے اور فرمایا اللہ مغفرت فرمائے میری نسبت تقسیم کرنے پر وہ زیادہ قادر ہیں لوگوں نے کہا یہ سارا آپ کا ہے تو اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا غالباً اس وجہ سے کہ وہ اجنبی ہے غیر محرم ہے اور برزہ بنت رافع سے فرمایا کہ تم تقسیم کر دو وہ تقسیم کرتی رہیں جب برائے نام باقی رہ گیا تو برزہ نے عرض کی امی حضور ہمارا بھی کچھ حق ہے فرمایا اچھا باقی تم لے لو۔

☆ یہ سارا وظیفہ تقسیم کرنے کے بعد دعا کی کہ یا اللہ اس سال کے بعد عمر کا سالانہ وظیفہ مجھ کو نہ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 284/3
الذھبی، تاریخ الاسلام، ص 237/1
ابن کثیر، البداھۃ ولنھایۃ، ص 159/4
ابن شیبہ، تاریخ مدینۃ، ص 317/1
(2) ھود 11: 75
(3) مختصر تاریخ دمشق، ص 249/1

پائے چنانچہ ایک سال بعد وصال ہو گیا۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت زینب کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم تھا جو صرف ایک سال لئے اور بار بار فرماتیں یا اللہ یہ مال آئندہ سال میرے پاس نہ آئے یہ بڑا فتنہ ہے یہ کہہ کر سارا مال مسکینوں میں تقسیم کر دیا جب یہ خبر سیدنا فاروق کو ملی تو انہوں نے ایک ہزار درہم اور بھیجا اور ساتھ یہ بھی کہلوا بھیجا وہ ۱۲ ہزار تو آپ نے تقسیم کر دیئے یہ ایک ہزار آپ کے لئے ہے حضرت زینب نے وہ ایک ہزار وصول کیا اور ساتھ ہی تقسیم کر دیا۔

☆ حضرت عمرہ کہتی ہیں جب حضرت زینب کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ نے فرمایا

ذهبت حميده معتبده مفزع اليتامىٰ(1)

فسوس بہت سی خوبیوں کی مالک عبادت گزار یتامی اور مساکین کی پناہ گاہ خاتون گذر گئی آپکا انتقال ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا حضرت عمر فاروقؓ نے نماز جنازہ پڑھائی عمر مبارک ۵۰ سال تھی یا ۵۳ برس۔

صلى الله تعالىٰ على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

تقریب ولیمہ

چونکہ یہ نکاح ایک زبردست خصوصیت کا حامل ہے کہ یہ نکاح آسمانوں پر ہوا اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنی خاص عنایت سے فرمایا آیات نازل ہوئیں اسی لئے حضور ﷺ نے اس نکاح کے ولیمہ میں خاص اہتمام بھی فرمایا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس قدر حضور ﷺ نے حضرت زینب کے نکاح میں ولیمہ کا اہتمام فرمایا کسی بھی ام المؤمنین کی تقریب میں ایسا نہیں ہوا۔ بکری ذبح فرمائی لوگوں کو بلایا حاضرین گوشت روٹی سے بڑے اطمینان سے فارغ ہوئے مگر تین آدمی بیٹھے باتیں کرتے رہے آپ نے فرمایا تو کچھ نہ مگر محفل سے چلے گئے کہ وہ سمجھ جائیں حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ کو مبارک دی آپ یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں گئے اور سب کو سلام

(1) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص 302/11

کہاسب نے آپ کومبارک باددی آخروہ تین آدمی بھی چلے گئے قرآن مقدس کی چند آیات کا نزول ہوا ۔جن میں ایک آیہ مبارکہ یہ ہے۔

''اذا طعمتم فانتشروا ولا مستأ نسین لحدیث ان ذالکم کا ن یو ذی

النبی فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق واذا سألتمو ھن متاعاً

فاسئلو ھن من وراء حجاب ذالکم اطھر لقلوبکم وقلو بھن۔''(1)

ترجمہ: جب کھانے سے فارغ ہوجاؤ تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں مت لگ جاؤ اس سے خدا کے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے۔اور وہ کہنے سے شرماتے ہیں اور اللہ تعالی کو حق بات کہنے سے کوئی حجاب نہیں اگر تم بیبیوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اس میں تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی صفائی ہے۔

اس آیہ کریمہ میں آداب محفل کے ساتھ پردہ کا حکم بھی فرمایا گیا ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے چند سطور حجاب کے متعلق بھی لکھ دی جائیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پردہ کا فلسفہ

تمام دینوں میں زنا بدترین جرم رہا ہے کہ یہ عمل عزت اور ناموس کے لیئے کھلا چیلنج ہے تمام تر برے اخلاق، بری عادات کا سرچشمہ ہے جس قدر اسلام نے اس قبیح حرکت سے بچنے کا اہتمام کیا ہے دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتا لوگوں نے اسے برا تو کہا ہے مگر بچنے کی تدابیر نہیں کیں چو نکہ یہ فعل مردوں،عورتوں کے ایک دوسرے کو دیکھنے پر منحصر ہے۔اس پر اسلام نے پابندی لگا دی اور مندرجہ ذیل ضوابط وقواعد کو نافذ کر کے اس سے بچنے کا حکم دیا۔

مردوں کو حکم دیا ہے کہ کسی غیر عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں

،قل للمئو منین یغضو ا من ابصارھم یحفظو افرو جھم۔(2)

ترجمہ: ایمانداروں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

---

(1) الاحزاب 33:53

(2) النور 24: 30

فاذا سالتمو ھن متا عا فاسئلو ھن من وراء اصحاب (1)

جب کچھ مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو سوال کا یہ طریقہ تمہارے اوران کے دلوں کی طہارت کا بہترین ذریعہ ہے۔

☆ اس قبیح عمل کو روکنے کے لیئے یہ بھی فرمایا

”ولا تبر جن تبرج الجا ھلیہ الاولی“(2)

گھروں میں ٹھہری رہو اور زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ جاؤ۔

☆ اس جرم کی رکاوٹ کیلیئے یہ بھی فرمایا

”لا تخضعن با اقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض“(3)

اگر غیر محرم سے بات کرنا پڑے تو نزاکت ونرمی سے بات نہ ہو کہ مبادا اس کے دل میں بیماری ہو اور وہ تم سے طمع لگائے۔

☆ شریعت مطہرہ نے غیر محرم عورت سے مرد کے مصافحہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے کہ زنا کے قبیح عمل کی طرف قدم نہ اٹھے۔

☆ شریعت مطہرہ نے یہاں تک اہتمام کیا ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے مل کر کسی غیر محرم کا تصور کرے تو بھی جرم ہے۔

☆ غیر محرم عورت کے تصور سے لذت لینے کو منع فرمایا گیا۔

☆ غیر محرم عورت سے بدن دبوانا منع فرمایا گیا ہے کہ یہ عمل زنا کی طرف لے جا سکتا ہے۔

☆ جوان عورت کا غیر محرم مرد کو سلام کہنا بھی نا جائز کہا گیا ہے کہ اس سے بھی آگے عمل بڑھ سکتا ہے۔

☆ شریعت مطہرہ نے اس ضمن میں ایسی احتیاط کی ہے کہ عورت کو حج کے

---

(1) الاحزاب 53:33

(2) الاحزاب 33:33

(3) الاحزاب 32:33

دوران اونچی آواز سے تلبیہ کی اجازت بھی نہیں دی۔

☆ اس فلسفہ کے پیش نظر عورت کو غیر محرم مردوں کے سامنے اونچی آواز سے تلاوت کرنا منع فرما دیا گیا ہے۔

☆ اسی فلسفہ کے پیش نظر عورت کو اذان اسکی تکبیر اسکی امامت ممنوع قرار دی گئی ہے کہ ان سب معاملات میں پردہ داری نہیں اور پردہ داری کا نہ ہونا اس قبیح عمل کیطرف لے جاسکتا ہے

☆ غیر محرم عورت کا ذکر حصول لذت کیلیئے کرنا بھی منع فرما دیا گیا ہے۔

☆ آپ خود اندازہ کریں زنا کی برائی سے بچنے کے لیئے اسلام نے کس قدر حسین وجمیل تدابیر بیان فرمائی ہیں۔

☆ غیر محرم مردوں، عورتوں کو مل کر بیٹھنے، چلنے، بے حجابات گفتگو کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص لکڑی اکٹھی کر کے اس پر تیل ڈال کر آگ لگا کر پھر چیختا ہے کہ سامان جل گیا ہے۔ یہ مثال غیروں کی ہے کہ وہ زنا کے مواقع بہم پہنچاتے ہیں باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں عمل ہونے پر برا بھی کہتے ہیں۔ اسلام نے زنا کے اسباب مہیا کرنے پر اسی لیے پابندی لگا دی ہے، آگ لکڑی، تیل نہ اکھٹے ہوں نہ آگ لگے۔ اسی بنا پر لڑکوں اور لڑکیوں کے مخلوط نظام تعلیم کی اسلام نے حوصلہ شکنی کی ہے۔

☆ پردہ کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ زنا سے حفاظت ہو۔

☆ عفت مآب خواتین کا چہرہ بدمعاش کی پلید نظروں سے محفوظ رہے۔

☆ زنا کے باعث حسب نسب پر کسی قسم کا داغ نہ لگ جائے۔

☆ مرد عورت کا دل ناپاک وسوسوں سے محفوظ رہ سکے۔

☆ حدیث شریف میں ہے کہ

"النساء حبالة الشيطان "(1)

---

(1) لغزالی، حیاء علوم الدین، ص 301/2

عورتیں شیطان کا

جال ہیں جس کے ذریعہ وہ لوگوں کا شکار کرتا ہے۔

☆ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا قول ہے

"امش وراء الا سد ولا تمش وراء المرائۃ"(1)

شیر کے پیچھے چل لینا مگر عورت کے پیچھے نہ چلنا۔یعنی شیر کے پیچھے چلنا اتنا خطرناک نہیں جتنا عورت کے پیچھے چلنا ہے۔

☆ بعض حکماء نے کہا کہ عورتوں کے اختلاط سے بچو۔عورت کی نظر تیر ہے اس کی بات زہر قاتل ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر عیسائیوں کا شور

حضور سیدہ زینب کے نکاح پر عیسائیوں نے حضور ﷺ کی مخالفت میں زور لگایا اور کہا دیکھیں محمد ﷺ نے منہ بولے بیٹے زید کی مطلقہ سے نکاح کر لیا بس اتنی سی بات پر جو منہ میں آیا کہہ دیا۔

جواب

☆ کیا کوئی پڑھا لکھا عیسائی یہ بتا سکے گا کہ تورات انجیل زبور نے کسی مقام پر منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا قرار دیا ہو۔

☆ انجیل نے کسی مقام پر عیسٰی علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ متبنّی کے قواعد وضوابط بھی وہی ہیں جو حقیقی بیٹے کو ہوتے ہیں۔جب نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر شور کا ہے کا دراصل عیسائیوں کو رنج اس بات کا ہے کہ حضور ﷺ کے اس نکاح کے ساتھ حضرت مسیح کے ابن اللہ کے باطل نظریہ کو شدید نقصان پہنچا ہے جب ایک انسان کو دوسرے انسان کا بیٹا کہنا اس صورت جائز نہیں کہ انکے درمیان خونی رشتہ نہ ہو تو انسان کو خدا کا بیٹا کہنا کس طرح جائز اور درست ہو سکتا ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) لغزالی،حیاء علوم الدین، ص 301/2

ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ بنی المصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں آپ کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا یہ غزوہ مریسیع میں مارا گیا تھا۔ اسی غزوہ میں حضرت جویریہ گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا چار سو درھم حق مہر مقرر ہوا تھا۔ ۵ھ میں نکاح میں آئیں آپ نے عمر ۶۵ سال پائی۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔(1)

آپ عابدہ، زاہدہ تھیں عبادت کے لئے گھر میں ایک جگہ خاص کر رکھی تھی۔ عبداللہ بن عباس نے حضرت جویریہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو میں مصروف عبادت تھی آپ واپس چلے گئے۔ دوپہر کے قریب پھر تشریف لائے تو میں اسی طرح مصروف عبادت تھی فرمایا جویریہ اس وقت سے اب تک اسی حالت میں ہو میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ فرمایا میں تمہیں کچھ کلمات بتاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو۔ کلمات طیبات یہ ہیں۔

سبحان اللہ عدد خلقہ 3 بار سبحان اللہ رضا نفسہ 3 بار ، سبحان اللہ زنۃ عرشہ 3 بار ، سبحان اللہ مداد کلماتہ 3 بار مسلم شریف، ابوداؤد کی روایت میں ہے آپ نے یہ فرمایا کہ میں نے تیرے بعد چار کلمے تین بار کہے اگر ان کو تیری تسبیحوں کے ساتھ تولا جائے تو جو تو نے آج اسے اس وقت تک پڑھی ہیں تو ان چار کلمات کا وزن بڑھ جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

(1) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 79/2
ابن کثیر، السیرۃ ، ص 297/3
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 354/4
السھیلی، الروض الانف، ص 13/4
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 102/1

سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه بعدد خلقه

ام المومنین حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ ابوسفیان بن حرب کی بیٹی تھیں اصل نام رملہ تھا ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ رکھا گیا اسی باعث ام حبیبہ کنیت رکھی گئی۔ان کے پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش تھے۔دونوں میاں بیوی شروع میں ہی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے،عبیداللہ بن جحش تو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا مگر ام حبیبہ برابر اسلام پر پکی رہیں۔ام حبیبہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر عبیداللہ کے عیسائی ہونے پر اُسے خواب میں دیکھا شکل انتہائی بھدی تھی۔میں پریشان ہوگئی صبح پتہ چلا وہ مرتد ہو گیا ہے فرماتی ہیں میں نے یہ خواب اسے سنائی مگر اس پر اثر نہ ہوا آپ فرماتی ہیں کہ عبیداللہ کے مرتد ہونے کے بعد خواب میں کسی شخص کو یہ کہتے سنا یا ام المومنین کہہ رہا ہے میں گھبرائی عدت ختم ہونے پر مجھے حضور ﷺ کا پیغام نکاح مل گیا۔(2)

(ان دنوں آپ حبشہ میں مقیم تھے)

حضور ﷺ نے عمر بن امیہ ضمری کے ذریعہ شاہ حبشہ کو کہلا بھیجا کہ اگر ام حبیبہ مجھ سے نکاح کرنا پسند کریں تو تم بطور وکیل نکاح پڑھوا کر میرے پاس بھیج دو۔نجاشی نے اپنی باندی ابر ہہ کو ام حبیبہ کے پاس بھیجا اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام بھجوایا پیغام سنتے ہی ام حبیبہ نے اسے منظور کیا اور خالد بن سعید کو اپنا وکیل مقرر کیا اس عظیم خوشخبری پر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کے کنگن، پیروں کی پازیب، انگوٹھیاں ابرہہ کو دے دیے۔شام کو نجاشی نے حضرت جعفر اور تمام مسلمانوں کو جمع کر کے خود خطبہ

---

(1) شرح الزرقانی ، ص 428/4
ابن قیم ، زادالمعاد، ص 1/1

(2) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 389/2
ابن کثیر، السیرۃ، ص 548/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص193/11
السہیلی، الروض الانف، ص379/1

نکاح پڑھوایا۔

’’الحمد اللہ الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار الشهد ان لا اله الا الله وان محمد عبده ورسوله وانه الذى بشر به عيسى بن مريم صلى عليها وسلم اما بعد فان رسول الله ﷺ كتب الىّ ان از وجه ام حبيبه بنت ابى سفيان فاحببت الى مادعا اليه رسول الله ﷺ وقد اصدقتها اربع مائه دينا‘‘(1)

ترجمہ: خدائے قدوس وجبار غالب وعزیز کی حمد ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندہ اور رسول برحق ہیں اور آپ وہی نبی ہیں جن کی عیسی علیہ السلام نے خبر دی تھی ان دونوں پر خدا کی رحمتیں ہوں، امابعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے کردوں میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کردیا ہے اور چارسو دینار مہر مقرر کیا ہے۔

اس وقت وہ چارسو دینار ام حبیبہ کے وکیل خالد بن سعید کے حوالے کردئے گئے اس کے بعد خالد بن سعید نے خطبہ دیا۔

صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه بعدد خلقه

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا خطبہ

الحمد الله احمده واستعينه واستغفره واشهد ان لا اله الاالله وحده لا شريك له واشهد ان محمد اعبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشر كون اما بعد لقد احببت مادعا الى مادعا رسول الله ﷺ وزوجته ام حبيبه بنت ابى

(1) الصالحی، سبل الهدى والرشاد، ص195/11
ابن كثير، السيرة،ص 275/3
ابن الاثير، اسدالغابة،ص 353/3
ابن كثير، البدايةوالنهاية ، ص 164/4

سفیان فبارك الله لرسول الله ﷺ (1)

ترجمہ: اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں اور اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور برحق رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدائت دی اور دین حق دے کر روانہ فرمایا ہے تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہو۔ امابعد میں نے حضور ﷺ کے پیام کو قبول کیا اور آپ سے ام حبیبہ کا نکاح کر دیا اللہ تعالی مبارک فرمائے تقریب کے اختتام پر لوگوں نے جانے کا ارادہ کیا تو نجاشی نے سبھی کو بٹھایا اور کہا انبیاء کی سنت ہے کہ نکاح کے بعد ولیمہ بھی دیا جاتا ہے چنانچہ سبھی کو کھانا کھلایا حق مہر جب ام حبیبہ کو پہنچا تو آپ نے ابرہہ کو بلا کر پچاس دینار دئے۔ ابرہہ نے یہ پچاس دینار اور وہ زیور جو حضرت ام حبیبہ نے انہیں خوشی میں دیا تھا یہ دونوں واپس کر دئے اور کہا کہ بادشاہ نے مجھے تاکید کی ہے کہ کچھ نہ لوں آپ یقین کریں میں حضور ﷺ پر ایمان لا چکی ہوں بادشاہ نے اپنی تمام بیگمات کو حکم دیا کہ سبھی ام حبیبہ کو خوشبو کے تحائف بھجوائیں۔ دوسرے دن ابرہہ بہت سا عنبر لے کر آئیں اور ام حبیبہ کو پیش کیا اُم حبیبہ فرماتی ہیں وہ تمام خوشبوئیں میں اپنے ساتھ رسول اللہ کی خدمت میں لائی۔ ابرہہ نے کہا اے ام حبیبہ میری ایک درخواست ہے کہ حضور ﷺ کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ اور عرض کرنا میں آپ کے دین میں داخل ہو چکی ہوں۔ دیکھنا کہیں میری درخواست بھول نہ جانا۔ چنانچہ جب ام حبیبہ مدینہ منورہ حاضر ہوئیں تو آپ نے حبشہ کے سارے واقعات سنائے حضور ﷺ مسکراتے رہے آخر میں ابرہہ کا سلام پیش کیا آپ نے بھی فرمایا وعلیہا السلام۔

یہ نکاح ۷ھ میں ہوا تھا۔ آپ حبشہ سے شرجیل بن حسنہ صحابی کے ساتھ مدینہ منورہ آئیں ۔۴۷ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ سے کل روایات جو ملتی ہیں انکی تعداد ۶۵ ہے متفق علیہ ۲، صحیح مسلم ۱ اور دیگر کتب احادیث ۶۲۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں ام حبیبہ نے انتقال کے وقت مجھے بلایا اور کہا سوکنوں میں جو کچھ پیش آتا ہے آپ جانتی ہیں مجھے معاف فرما دیں میں نے کہا معاف ہے انہوں نے کہا عائشہ

(1) شرح الزرقانی، ص405/4

آپ نے مجھے خوش کر دیا اللہ آپ کو خوش کرے۔ پھر ام سلمہ کو بلایا اسی طرح گفتگو کی۔ (1)

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عشق رسول کا مظاہرہ

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کمالات وفضائل کی چھوٹی سی جھلک اس واقعہ سے بھی ملتی ہے جب آپ کے والد ابوسفیان صلح حدیبیہ کے عہد کی تجدید کے لیے مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی کے گھر گئے کہ ام حبیبہ سے مل لیں آخر بیٹی ہے ابوسفیان حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو ام حبیبہ نے فوراً اس بستر کو تہہ کر کے رکھ دیا ابوسفیان نے کہا بیٹی کیا یہ بستر میرے لائق نہ تھا۔ بیٹی نے باپ سے کہا نہیں بابا یہ بات نہیں بات یہ ہے کہ یہ بستر عرش نشیں آقا کا بستر ہے اور تو نجس ہے اس اہل نہیں ابوسفیان نے کہا بیٹی تو ہم سے دور رو کر بگڑ گئی ہے۔ (2)

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

آپ قبیلہ بنی نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں جو حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھا ان کا پہلا نکاح سلام بن شکم سے ہوا تھا طلاق کے بعد یہ کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں کنانہ خیبر میں مارا گیا یہ گرفتار ہو گئیں۔ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا یہی کچھ حق مہر بنا مقام صہبا پر عروسی ہوئی یہیں ولیمہ ہوا۔ (3)

---

(1) الصالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ص 224/2
ابوالفتح، عیون الاثر، ص 179/2

(2) الصالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ص206/5
ابن قیم ، زادالمعاد، ص347/3
الصالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ص196/11
الواقدی، المغازی، ص 793/1

(3) شرح الزرقانی، ص154/1
ابوالفتح،عیون الاثر، ص 391/2
الصالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ص381/7

ولیمہ کی صورت یہ تھی کہ دستر خوان بچھا دیا گیا تھا۔ حضرت انس سے فرمایا اعلان کر دو جو کچھ کسی کے پاس ہے وہ لے آئے چنانچہ کوئی کھجوریں لایا کوئی ستو لایا کوئی گھی لایا، سبھی نے مل کر کھایا۔

مقام صہبا میں تین دن تک قیام رہا حضرت صفیہ باپردہ رہیں صہباء سے روانگی کے وقت حضرت صفیہ کو اونٹ پر بٹھایا اور اپنی عبا سے پردہ فرمایا یہ انداز ان کے ام المومنین ہونے کا نشان تھا۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شاہ یثرب کی تمنا

ایک دن حضور ﷺ نے حضرت صفیہ کی آنکھ پر ایک سبز نشان دیکھا تو پوچھا یہ سبزی کیسی ہے عرض کی ایک دن میں اپنے شوہر کی گود میں سو رہی تھی کہ چاند میری گود میں آ گرا میں نے خواب اپنے شوہر کو بتا دی تو اس نے مجھے زور سے طمانچہ مارا اور کہا اچھا تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے۔ یہ اشارہ حضور ﷺ کی طرف تھا۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ میں نزول

حضور ﷺ جب خیبر سے واپس ہوئے تو آپ نے حضرت صفیہ کو حضرت حارثہ بن نعمان کے مکان پر ٹھہرایا مدینہ منورہ کی خواتین حضور ﷺ کی نئی اہلیہ کو دیکھنے آئیں۔ ان میں حضرت اماں جی عائشہ صدیقہ بھی نقاب اوڑھ کر شامل ہوئیں مگر حضور ﷺ نے پہچان لیا حضور ﷺ نے واپس گھر پہنچ کر فرمایا عائشہ کیا دیکھا تو جواباً عرض کی جی ہاں یہودیہ کو دیکھ آئی ہوں آپ نے فرمایا ایسا مت کہو وہ اسلام

---

(1) شرح الزرقانی، ص 154/1
ابو الفتح، عیون الاثر، ص 391/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 381/7

(2) شرح الزرقانی، ص 273/3

لے آئی ہیں اور اس کا اسلام نہائت اچھا اسلام ہے۔(1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضور(ا) نے خود جواب سکھایا

ایک دفعہ حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے پایا پوچھا کہ صفیہ رونے کا باعث کیا ہے؟ عرض کی حضور عائشہ اور حفصہ مجھے چھیڑتی ہیں اور کہتی ہیں ہم رسول اللہ کی نظر میں زیادہ محبوب ہیں کہ آپ کی بیویاں ہونے کے ساتھ ساتھ ابوبکر اور عمر کی بیٹیاں بھی ہیں۔ جو آپ کے بہترین احباب میں ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا صفیہ رونے کی کونسی بات ہے تو نے انہیں کیوں نہ جواب دیا کہ میں ہارون نبی کی بیٹی ہوں، موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں تم مجھ سے بہتر کیسے ہوسکتی ہو۔(2)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے ایک دن حضور ﷺ سے عرض کی حضور آپ کو صفیہ سے اسقدر ہے (محبت ہے) وہ تو اتنی ہی اتنی ہے (کوتاہ قد) حضور نے فرمایا عائشہ تو نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو سارے سمندر کو مکدر کر دے۔

حضور ﷺ کے وصال کے موقعہ پر ازواج مطہرات حضور کے قریب اکٹھی ہوئیں تو حضرت صفیہ نے کہا یا رسول اللہ میری تمنا ہے یہ تکلیف آپ کے بدلہ میں مجھے ہو جائے۔ تو باقی امہات المؤمنین نے ایک دوسری کو اشارہ کیا حضور ﷺ نے دیکھ لیا اور فرمایا

"واللہ انہا لصادقه"(3)

اللہ کی قسم یہ جو سچ کہہ رہی ہے۔(بناوٹ نہیں)

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 586/4
شرح الزرقانی، ص 154/1
ابوالفتح، عیون الاثر، ص 391/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 397/9
السھیلی، الروض الانف، ص 498/4

(2) زوجات النبی، ص 106/1

(3) زوجات النبی، ص 106/1

سعید بن مسیّب فرماتے ہیں جب حضرت صفیہ مدینہ منورہ آئیں تو آپ نے اپنے کانوں کے بندے حضرت فاطمہ الزہرا کو نذرانہ دے دئے۔

ایک موقعہ پر آپ کی شکائت عمر فاروق کو پہنچی کہ صفیہ ہفتہ کے دن کو بہت محبوب جانتی ہیں (یہ دن یہود کا تہوار تھا) عمر فاروق کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا جب اللہ تعالی نے مجھے ہفتہ کے بدلہ میں جمعہ کا دن دیا ہے اسی دن سے کبھی ہفتہ کو پسند نہیں کیا، رہا معاملہ یہود کا تو وہ میرے قرابتداروں میں ہیں ان سے صلہ رحمی کرتی ہوں شکایت کرنے والی باندی تھی آپ نے اس کنیز سے پوچھا سچ سچ بتاؤ تمہیں کس نے اکسایا تھا۔ اسنے کہا مجھے شیطان نے اکسایا تھا کہ آپ کی یہ شکایت فاروق اعظم سے کروں، حضرت صفیہ نے اس کنیز کو فوراً آزاد فرمایا کہ اس نے سچائی سے کام لیا۔

سنہ ۵۰ھ میں وصال ہو جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔(1)

آپ سے دس احادیث روایت ہیں۔ متفق علیہ (۱) دیگر کتب احادیث (۹) کل تعداد ۱۰

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ حارث کی بیٹی ہیں آپ ۷ھ میں جب حضور ﷺ عمرہ حدیبیہ کی قضا کے لیئے تشریف لائے تو آپ کی زوجیت میں آئیں ابن سعد فرماتے ہیں امہات المومنین ہیں یہ آخری ام المؤمنین تھیں ۔۔انکے پہلے شوہر کا نام ابواہم تھا۔ ان کے انتقال کے بعد انہیں ام المؤمنین ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ حق مہر ۵۰۰ درہم مقرر ہوا۔ جب حضور ﷺ کا انہیں نکاح کا پیغام ملا تو انہوں نے اپنے وکیل کے طور پر حضرت عباس کو مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت عباس نے حضور ﷺ سے حضرت میمونہ کا نکاح کر دیا۔ نکاح کے وقت حضور ﷺ نے احرام باندھ رکھا تھا جس سے پتہ چلتا ہے احرام کی حالت میں ایجاب وقبول جرم نہیں ۔ ممانعت ازواجی تعلقات کی ہے اور وہ یہاں نہیں۔ ۵۱ھ میں مقام سرف میں انتقال فرمایا وہیں دفن ہیں یہ جگہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے بائیں جانب برلب سڑک واقع ہے ہمیشہ حاضری کے موقعہ پر سلام کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے نماز

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص217/11
ابو الفتح، عیون الاثر، ص391/2

جنازہ پڑھائی حضرت عبداللہ ابن عباس، یزید بن رقم، عبداللہ بن شداد، عبیداللہ خولانی نے قبر میں اتارا۔(1)ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے کل ٧٦ احادیث روایت ہیں ۔متفق علیہ(٧)، صحیح مسلم(١)، بخاری(١)، دیگر کتب احادیث(٦٧) کل ٧٦ ہوئیں۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

امہات المومنین رضی اللہ عنہم کا اجمالی خاکہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سن نکاح	حضور کی عمر	زوجہ کی عمر	کل عمر	سن وفات	قبر شریف	مدت خدمت
١	خدیجۃ الکبریٰؓ	١۵ قبل	٢۵	۴٠	٦۵	١٠ نبوت	مکہ مکرمہ	٢۵
٢	حضرت سودہؓ	١٠نبوت	۵٠	۵٠	٧٢	١٩ھ	مدینہ منورہ	١۴
٣	حضرت عائشہؓ	١٠نبوت	۵۴	٩	٦٣	۵٧	مدینہ منورہ	٩
۴	حضرت حفصہؓ	٣ھ	۵۵	٢٢	۵٩	۴١	مدینہ منورہ	٨
۵	حضرت زینبؓ	٣ھ	۵۵	٣٠	٣٠	٣	مدینہ منورہ	٣ماہ
٦	حضرت ام سلمہؓ	۴ھ	۵٦	٢٦	٨٠	۵٩	مدینہ منورہ	٧
٧	حضرت زینب بنت جحشؓ	۵ھ	۵٧	٣٦	۵١	٢٠	مدینہ منورہ	٦
٨	حضرت جویریہؓ	۵ھ	۵٧	٢٠	٧١	۵٦	مدینہ منورہ	٦
٩	حضرت ام حبیبہؓ	٦ھ	۵٧	٣٦	٧٢	۴۴	مدینہ منورہ	٦
١٠	حضرت صفیہؓ	٧ھ	۵٩	١٧	۵٠	۵٠	مدینہ منورہ	۴/٣
١١	حضرت میمونہؓ	٧ھ	۵٩	٣٦	٨٠	۵١	مقام سرف	۴/٣

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص158/2
ابن کثیر، السیرۃ، ص439/3
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص202/5
ابن قیم ، زادالمعاد، ص102/1

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تعداد ازواج کے اعتراض کا علمی جائزہ

حضور ﷺ کی ذات والاصفات پر دشمنان اسلام کو جب کوئی کسی قسم کا دھبہ دکھائی نہ دے سکا تو ازواج مطہرات پر اعتراض کر دیا کہ اتنی تعداد میں ان کی گیارہ بیویاں کیوں تھیں۔ ہندوستان کے مشہور پنڈت راجپال نے اسی عنوان پر ایک کتاب ''رنگیلا رسول'' لکھ ڈالی۔ جس میں اس نے بڑی گندی زبان استعمال کی اور ہرزہ سرائی سے اس کتاب کے اوراق سیاہ کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں اس گستاخی پر پورے ہندوستان میں شدید احتجاج ہوا۔ مسلمانوں کا خون کھول اٹھا ایک نوعمر جوان کشتہ عشق مصطفیٰ ﷺ غازی علم الدین شہید علیہ الرحمہ نے اسے جہنم رسید کیا تھا۔ درج ذیل سطور میں ہم تینوں مذاہب کے راہنماؤں کی بیویوں کا ذکر کرتے ہیں تا کہ اعتراض سے ہر مذہب والا اپنے گھر کا بھی جائزہ لے سکے اور کمزور مکان میں رہ کر قلعہ والوں کو پتھر مارنے سے بچے۔ اس عنوان پر میں اپنی کتاب مدینۃ الرسول کی عبارت ہی کافی سمجھتا ہوں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ہندو مذہب

رام چندر جی کے مہاراجہ امرت کی چار بیویاں تھیں پٹ رانی، کوشلیا، رانی سمترا، رانی کیکی، سری کرشن جی کی سینکڑوں بیویاں تھیں۔ لالہ جیت والے نے اپنی کتاب کرشن چرتر میں ۱۸ بیویاں تسلیم کی ہیں۔ ہمارے مدعا کے لیئے یہ ۱۸ کی تعداد کافی ہے۔ اگر ہندوؤں کو کرشن کی ۱۸ بیویوں پر اعتراض نہیں تو حضور ﷺ کی ۱۱ بیویوں پر کیوں؟

یہود و نصاریٰ

اب اس تعداد ازواج کے مسئلہ کو منہاج نبوت پر دیکھ لینا چاہیے۔ عیسائی یہودی مسلمان سبھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کے قائل ہیں بلکہ ہندو بھی ابراہیم علیہ السلام کو اپنا راہنما تسلیم کرتے ہیں۔ ''برہمن'' کا لفظ ابراہیم سے ہی لیتے ہیں یہود و نصاریٰ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ مانتے ہیں

سیدنا یعقوب علیہ السلام کی عظمت کے دونوں قائل ہیں۔موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود کا نظریہ یہ ہے ''انکی مانند کوئی نہیں اب درج ذیل سطور میں تعداد ازواج کے اس عامیانہ اعتراض کا علمی جائزہ لیں''۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابراہیم علیہ السلام کی بیویاں

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا	کتاب پیدائش ۱۶/۴
حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا	کتاب پیدائش ۱۸/۵
قتورہ خاتون رضی اللہ عنہا	کتاب پیدائش ۲۵/۱

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یعقوب علیہ السلام کی بیویاں

لیاہ	کتاب پیدائش ۲۹/۲۳
زلفہ	کتاب پیدائش ۲۹/۲۳
راحیل	کتاب پیدائش ۲۹/۲۸
بلہ	کتاب پیدائش ۲۹/۲۹

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

موسیٰ علیہ السلام کی بیویاں

صفورہ خاتون	خروج ۲/۳۱
حبیشہ	خروج ۲/۳۱
قینی	قافیوں ۱/۱۴
حباب	قافیوں ۴/۱۶

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی بیویاں

اختوعم	سموئیل۲۳/۲۶
ابی جیلی	سموئیل۲۳/۲۶
میکل	سموئیل۲۷/ ۱۸
مکلہ	۲سموئیل۱۰/۳
حجیت	۲سموئیل۳
ایطال	۲سموئیل۳
عجرہ	۲سموئیل۳
بنت سبع	۲سموئیل۳.۲۶/۱۱
ابی شاگ	۲سموئیل۳.۲۶/۱۱

داؤد علیہ السلام کی بیویوں اور باندیوں کی تعداد ۱۹ تھی، جو بائبل میں مذکور ہیں بائبل میں آپ کی ایک سو بیویوں کا ذکر ملتا ہے۔

بائبل میں سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویوں کا ذکر ملتا ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہے انبیاء علیہم السلام کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں تھیں ان انبیاء علیہ السلام کی کثرت ازواج پر کسی عیسائی یہودی کو اعتراض کی کبھی نہ سوجھی، ہندو مذہب کو نظر انداز کرتے ہیں کہ انکا مذہب الہامی نہیں، توراۃ انجیل میں کسی جگہ پر تعداد ازواج کی مخالفت کا ذکر نہیں ملتا انبیاء علیہم السلام میں صرف حضرت یحیٰی۔ حضرت عیسی علیہم السلام گذرے ہیں جو ازواجی زندگی سے الگ تھلگ رہے۔

تعداد ازواج کے جواز پر عقلی دلائل

☆ اسلام نے تعداد ازواج کی اجازت دی مگر حد مقرر کر دی ہے کہ چار سے زیادہ نہ ہوں۔

☆ نکاح کی غرض پاکدامنی ہے، عفت ہے، اگر ایک عورت سے یہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے اور مزید عورتیں رکھنے اور ان کے حقوق ادا کرنے پر قدرت ہے تو چار تک رکھنے میں کیا ممانعت ہے۔

☆ اگر کسی امیر کے گھر چار غریب خواتین امن کی زندگی گذارنے لگ جائیں تو کیا قباحت

ہے؟

☆ اگر ایک بیوی معذور ہو گئی اور گھر کا نظام درست رکھنے کے لیئے دوسرا، تیسرا، چوتھا نکاح کرنا پڑا تو کیا جرم ہے۔

☆ ایک بیوی نا اہل نکلی یا معذور ہوئی تو اسے طلاق دے کر دوسری شادی کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ اسے طلاق نہ دے اور دوسری شادی کر لے۔

☆ آج بھی دنیا میں مردوں کی قلت ہے اور خواتین کی کثرت۔ اگر خواتین کو کھپانے اور ان کو سر چھپانے کے لیئے ایک شوہر کے ہاں متعدد بیویاں ہوں تو خرابی نہیں بلکہ اصلاح ہے۔

☆ تعداد ازواج کے منکرین سے سوال کیا جا سکتا ہے اگر ملک میں عورتوں کی بہتات ہو اور مرد کم ہوں تو عورتوں کی ضروریات اور ان کے فطری جذبات کی تکمیل کے لیئے ان کے پاس کیا حل ہے؟

☆ حیرت ہے تعداد ازواج کے منکرین جائز و حلال طریقے سے تو قائل نہیں ہوتے مگر اپنی ہوا و حرص کی تکمیل کے لیئے سینکڑوں خواتین دوست بنا لیتے ہیں۔

☆ برطانیہ میں دو بڑوں کی جنگ سے قبل ۱۲ لاکھ ستر ہزار سے زائد خواتین ایسی تھیں جن کے لیئے ایک مرد کے لیئے ایک بیوی کے ضابطہ سے مرد مہیا نہیں ہو سکتا تھا اگر لاکھوں خواتین مردوں سے زیادہ ہوں تو ان کے جذبات کی تسکین کا مسئلہ صرف اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ مرد کئی نکاح کرے ورنہ دوسرا راستہ زنا کا ہوگا۔

☆ حضور ﷺ نے گیارہ ازواج مطہرات کو اس لئے نوازا تھا کہ آپ کی سیرت طیبہ کے تمام پہلو نہائت اعتماد کے ساتھ ایک ہی جماعت کے ذریعہ قوم تک پہنچ جائیں اور خواتین کی ایک معتمد جماعت خواتین کی تربیت کر سکے۔

☆ حضور ﷺ کا گیارہ کو نوازنا خدا پناہ حظ نفس کیلیئے نہیں تھا۔ سوائے ایک نکاح کے باقی سارے کے سارے بیوگان سے ہوئے ہیں۔

☆ حضور ﷺ کی زندگی پر عیش و عشرت کا الزام کس قدر جھوٹا ہے شائد معترضین نہیں جانتے کہ شاہ کونین ہو کر بھی کھجور کے گدے پر گزارہ ہے۔ کیا انہوں نے نہ پڑھا کہ محبوب کا دن جہاد میں رات مصلی پر گزری ہے ایسے حالات میں عیش کا اعتراض بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

☆ عورت کی معذوری یا بیماری کی حالت میں شوہر اپنے جذبات کی تکمیل کے لیئے دو ہی راستے اختیار کر سکتا ہے۔ زنا یا نکاح تو زنا کی بے حیائی سے بچنے کے لیئے دوسرا نکاح ہی بہتر ہے۔

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

متعدد خاوندوں کی قباحت

متعدد ازواج پر اعتراض سے خواتین کا ایک گمراہ طبقہ بھی سامنے آیا ہے۔ جنہوں نے کہا ہے اگر مرد کو چار بیویاں کرنے کا حق ہے تو عورت کو متعدد شوہر بنانے سے کیوں محروم رکھا جاتا ہے۔ جوابا تحریر ہے کہ یہ آزاد خیال خواتین مندرجہ ذیل قباحتوں پر نظر کریں مسئلہ حل ہو جائے گا۔

۱: اولاد کی حفاظت ناقص رہے گی کہ کوئی شوہر ذمہ داری اٹھانے کو تیار نہیں ہو گا

۲: اولاد پر جھگڑا ہو سکے گا اچھی صحت مند اولاد کو ہر ایک شوہر چاہے گا بیمار کا کوئی وارث نہیں بنے گا۔

۳: متعدد خاوندوں کی اطاعت کا مسئلہ عورت کے لئے نہائت مشکل ہو جائے گا کہ وہ کس کی مانے کس کی نہ مانے۔

۴: ایک ہی وقت میں سبھی خدمت کے لیئے چاہتے ہیں تو وہ کیا کرے گی۔

۵: ایک مظلوم عورت پر چند حکمران اس کی رسوائی کا باعث بنیں گے۔

۶: متعدد خاوندوں میں اپنی ایک بیوی پر آئے دن جھگڑے کا احتمال ہے۔

۷: نسل نہ چل سکے گی کہ یہ خبر نہیں ہو گی کہ یہ بچہ کس کا حمل ہے۔

۸: اولاد بڑی ہو کر رسواء ہو گی کہ اس کے باپ کا علم ہی نہیں کونسا ہے۔

۹: ایسی اولاد کی بیاہ، شادی میں شدید رکاوٹیں پیدا ہونگی کہ ان کی نسل مشکوک ہے

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ساتواں باب

کنیزائیں

ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی کنیزاؤں میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی سرفہرست دکھائی دیتا ہے یہ آپ کی ام ولد ہیں حضور سید عالم ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ انہیں کے بطن اطہر سے ہیں۔ حضرت ماریہ قبطیہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے آپ کو بطور نذر بھیجا تھا۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت ۱۶ھ میں وصال فرمایا۔ اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا

یہ بنو قریظہ سے تھیں اسیر ہو کر آئیں اور بطور کنیزہ آپ کے حضور رہیں۔
۱۰ھ میں وصال ہوا۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نفیسہ رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کی کنیز ہیں ایک موقعہ پر حضور ﷺ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر کسی باعث ناراض ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب راضی ہو گئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اس خوشی میں اپنی باندی نفیسہ آپ کو ہبہ کر دی تھی۔ آپ کے علاوہ ایک اور بھی کنیز تھیں

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص603/4
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص 326/5
ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 311/1

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص388/2
ابن کثیر، السیرۃ، ص 606/4
الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ص220/11
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 355/3
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص349/5

جن کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صاجزادگان

حضور ﷺ کے صاجزادگان کی تعداد کے سلسہ میں اختلاف پایا جاتا ہے تاہم معتبر اور مستند روایات کی روشنی میں تین صاجزادے ہیں۔ قاسم، عبداللہ، ابراہیم (رضی اللہ عنہم) جناب عبداللہ کو طیب اور طاہر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرت ابرہیم رضی اللہ عنہم کے علاوہ تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے تھیں اور کسی بیوی سے آپ کی اولاد نہیں۔ جتنے صاجزادے پیدا ہوئے یہ سب بچپن میں ہی داغ مفارقت دے گئے اسی وجہ سے ان کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض ارباب سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے صاجزادے چھ تھے۔ پانچویں اور چھٹے صاجزادے کا نام طیب اور مطہر تھا۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کی اولاد اطہار میں سب سے پہلے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، دو سال زندہ رہے اور بعثت نبوی سے پہلے ہی انتقال فرما گئے انہیں کی نسبت سے حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔(3)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 606/4
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص219/11
ابن کثیر، البدایۃوالنھایۃ، ص327/5
الذھبی، تاریخ الاسلام، ص 164/1
الزرقانی، شرح الزرقانی، ص 463/4
(2) ابن کثیر، البدایۃوالنھایۃ، ص329/5
(3) ابن کثیر، البدایۃوالنھایۃ، ص329/5

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی حضرت زینب ہیں اعلان نبوت سے دس سال پہلے آپ کی ولادت ہوئی، اسلام لائیں اور بدر کے بعد ہجرت کی آپ کا نکاح آپ کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے ہوا ۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا ایک لڑکا علی نامی، ایک لڑکی امامہ آپ کی یادگار چھوڑی۔ آپ کے صاحبزادے علی کے بارے میں روایات مختلف ملتی ہیں۔ مشہور روایت یہی ہے کہ علی بلوغ سے پہلے انتقال کر گئے، دوسرا قول یہ ہے کہ معرکہ یرموک میں شہید ہوئے۔

حضور ﷺ آپ کی بیٹی امامہ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے امامہ بھی آپ سے بہت مانوس تھیں بعض مرتبہ حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھتیں تو اوپر چڑھ جاتیں تو حضور آہستہ سے انہیں اتار دیتے۔

حضور ﷺ کو اپنی نواسی امامہ سے کس قدر پیار تھا ابن سعد کی ایک روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ایک وقت حضور ﷺ کے حضور ایک سنہری ہار آیا تمام ازواج مطہرات اس وقت موجود تھیں آپ نے فرمایا میں یہ ہار اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ امہات المومنین نے خیال کیا کہ یہ ہار حضرت عائشہ کو دے دیا جائے گا۔ مگر آپ نے اس وقت اپنی نواسی امامہ کو بلایا یہ اس وقت مٹی سے کھیل رہی تھیں۔ امامہ حاضر ہوئیں پہلے تو انکی آنکھوں سے مٹی جھاڑی پھر وہ ہار انکے گلے ڈال دیا (ابن سعد ابو یعلی بن عائشہ) حضرت فاطمۃ الزہرا کے وصال کے بعد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت امامہ سے نکاح فرمایا سیدنا علی المرتضی کی شہادت کے بعد حضرت امامہ نے مغیرہ بن نوفل سے نکاح فرمایا۔ (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الزرقانی، شرح الزرقانی، ص338/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص31/11
السھیلی، الروض الانف، ص 103/3
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص367/3

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی یہ صاحبزادی حضرت رقیہ ابولہب کے بیٹے عتبہ بن ابی لہب سے منسوب تھیں اور آپ کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم عتیبہ بن ابولہب سے منسوب تھیں نکاح ہوا تھا عروسی نہیں ہوئی تھی جب قران مقدس کی یہ آیات کریمہ

تبت یدا ابی لھب وتب (1)

نازل ہوئیں تو ابولہب شدید غصہ میں آیا کہ اس حکم میں اس کی ہلاکت کا ذکر ہے اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر انتقام لینے کا یہ منصوبہ بنایا کہ دونوں بیٹوں کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور کہا اگر تم محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو میرے تمہارے تعلقات ختم ہو جائیں گے اور اب میرا تمہارے ساتھ بیٹھنا اٹھنا حرام ہے۔ چنانچہ ابولہب کے دونوں بیٹوں نے دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت رقیہ کا نکاح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ سیدنا عثمان نے جب حبشہ کی ہجرت کی تو حضرت رقیہ آپ کے ساتھ تھیں۔ کئی دنوں تک حضور ﷺ کو انکی کسی قسم کی خبر نہ ملی تو حضور ﷺ سے ایک خاتون نے کہا میں نے عثمان اور رقیہ کو دیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی ان دونوں کے ساتھ ہو۔ عثمان لوط علیہ السلام کے بعد پہلا شخص ہے جس نے اپنے اہل سمیت ہجرت کی، حبشہ میں ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ یہ بچہ بلوغ سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ بیمار تھیں اس مجبوری کے باعث سیدنا عثمان جہاد بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ جس دن بدر میں اللہ تعالی نے اسلام کو فتح دی اور مشرکین مارکھا گئے اسی دن حضرت زید بن حارثہ خوشخبری لائے اسی موقعہ پر حضرت رقیہ نے انتقال فرمایا۔ حضرت رقیہ کی بیماری کی وجہ سے حضرت اسامہ بن زید بھی میدان بدر میں حصہ نہ لے سکے تھے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ (2)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) السورۃ مسد، 1:111

(2) لصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 33/11
السھیلی، الروض الانف، ص 103/3
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 379/3
ابن الجوزی، المنتظم، ص 309/1

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے منسوب تھیں اس نے بھی اپنے باپ کے کہنے پر طلاق دے دی تھی۔ اس نے صرف طلاق پر اکتفا نہیں کیا بلکہ باپ کی خوشنودی کے لیئے حضورﷺ سے جھگڑا بھی کیا اور کہا میں آپ کے دین کا منکر ہوں۔ میں نے آپ کی بیٹی کو طلاق دیدی ہے میں اسے پسند نہیں وہ مجھے پسند نہیں کرتی اس نے حضورﷺ پر حملہ کر کے پیراہن بھی چاک کر دیا اس کی اس بدتمیزی پر حضورﷺ نے یہ بددعا فرمائی یا اللہ اس پر کوئی درندہ مسلط فرما۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب عتیبہ قریش کے قافلے کے ساتھ تجارتی سفر پر تھا۔ یہ قافلہ مقام ورقا میں ٹھہرا ابولہب بھی ساتھ تھا چنانچہ رات کو ایک شیر آیا وہ قافلہ والوں کو دیکھتا جاتا اور سونگھتا جاتا۔ جب یہ شیر عتیبہ پر پہنچا تو اس نے عتیبہ کا سر چبا لیا اور وہ وہیں مر گیا پھر شیر ایسا غائب ہوا کہ بسیار کوشش کے باوجود اس کا پتہ نہ چل سکا کہ کہاں گیا۔ (1)

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد ۳ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ چھ سال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزارے۔ آپ سے حضرت عثمان کی اولاد نہیں ہوئی۔ ۹ھ میں انتقال فرمایا۔ حضورﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ سیدنا علی المرتضی حضرت فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید نے آپ کو قبر میں اتارا حضورﷺ اپنی لخت جگر کی قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ (2)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 458/3
ابن الجوزی، المنتظم، ص 407/1
مختصر تاریخ دمشق، ص 238/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 544/2
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 411/1
السھیلی، الروض الانف، ص 147/4
ابن ھشام، السیرۃ، ص 396/2

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

آپ کا اسم گرامی فاطمہ ہے بتول اور زہرا لقب تھے۔آپ اپنے فضل وکمال کی وجہ سے دنیا کی خواتین سے منقطع تھیں اسی بنا پر آپ کو بتول کہا گیا بتول بتل سے ہے جس کا معنی قطع کا آتا ہے یا اس لیئے بتول کہا جاتا ہے کہ آپ ماسوی اللہ سے منقطع تھیں۔نورانیت صفائی پاکیزگی کی بنا پر آپ زہرا کہلاتی تھیں۔اعلان نبوت کے پہلے سال پیدا ہوئیں ابن جوزی کا خیال ہے آپ اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے پیدا ہوئیں۔آپ حضور ﷺ کی تمام صاحبزادیوں سے چھوٹی تھیں۔

سنہ ۲ھ میں سیدنا علی المرتضی سے نکاح ہوا۔اس وقت آپ کی عمر مبارک پندرہ سال سے کچھ ماہ اوپر تھی۔آپ کے بطن اطہر سے سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے پانچ بچے ہوئے۔سیدنا حسن رضی اللہ عنہ،سیدنا حسین رضی اللہ عنہ،سیدنا محسن رضی اللہ عنہ،سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا،سیدہ زینب رضی اللہ عنہا،حضرت محسن بچپن میں ہی انتقال فرما گئے۔حضرت ام کلثوم سے سیدنا عمر بن خطاب کا نکاح ہوا اولاد نہیں ہوئی۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔

حضور ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد آپ نے انتقال فرمایا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔سیدنا علی المرتضٰی، سیدنا عباس، سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔(1)

علامہ اقبال کا نذرانہ عقیدت

علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے حضرت فاطمہ کے حضور اس طرح نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول مادراں را اسوۂ کامل بتول

ترجمہ:سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا میدان تسلیم ورضا کا مرکزی نقطہ ہیں اور ماؤں کے لیئے حسین اور مکمل ترین نمونہ ہیں۔

---

(1) ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص 459/3

بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت　　　　با یہودی چادر خود را فروخت

ترجمہ: اک محتاج کے لیئے وہ ایسی بے خود ہو گئیں کہ اس کی مدد کے لیئے ایک یہودی کے پاس اپنی چادر فروخت کر کے اسکی مدد کی۔

نوری و ہم آتشی فرماں برش　　　　گم رضائش در رضاء شوہرش

ترجمہ: نوری خاکی سبھی ان کے تابع فرمان تھے ۔انہوں نے اپنے مقدس شوہر علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی رضا میں اپنی رضا گم کر رکھی تھی۔

آں ادب پروردہ صبر و رضا　　　　آسیا گرداں ولب قرآن سرا

ترجمہ: وہ صبر و رضا کے عنوان سے ایسی تربیت یافتہ تھیں کہ چکی چلاتے بھی زبان پر قرآن مقدس کی تلاوت جاری رہتی تھی۔

گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز　　　　گوہر افشاندے بداماں نیاز

ترجمہ: بارگاہ قدس میں انکی آہ زاری تکیہ سے بے نیاز تھی۔وہ اپنے آنسوؤں کے مقدس قطرے جائے نماز پر گرایا کرتی تھیں۔(ساری رات مصلی پر بسر ہوتی تھی)

اشک او بر چید جبریل امین　　　　ہم چو شبنم ریخت بر عرش بریں

ترجمہ: ان کے آنسوؤں کے مقدس قطرے جبریل امین علیہ السلام زمین سے چنتے اور عرش پر سجا دیتے تھے۔

رشتہء آئین حق زنجیر پاست　　　　پاس فرمان جناب مصطفیٰ است

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے فرمان مقدس کا پاس ہے اور شریعت مطہرہ کی زنجیر میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہے۔

ورنہ گرد تربتش گردیدمے　　　　سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے

ترجمہ: اگر مندرجہ بالا چیزوں کا احساس اور پابندی نہ ہوتی تو میں انکی قبر کا طواف کرتا اور اپنے سجدے ان کی قبر پر نچھاور کرتا۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1)　　علامہ اقبال ، کلیات اقبال

سیدہ کا بچپن

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فطری طور پر ہی نہایت ذہین، صاحب ورع وتقوی تھیں۔ تنہائی پسند تھیں بچپن میں کبھی کھیل کود میں دلچسپی نہ لی۔ حضرت سیدہ بچپن سے سید الانبیاء ﷺ کی عادات مبارکہ کو دیکھا کرتیں اور دل پر نقش جمالیا کرتیں۔ جب حضور ﷺ باہر سے تشریف لاتے تو بلند آواز سے السلام علیکم فرماتے پھر چند لمحہ توقف کے بعد گھر داخل ہوتے تو سیدہ آپ کی آواز مبارکہ سن کر دروازہ تک آجاتیں اور انگلی پکڑ کر ساتھ لاتیں۔ حضور ﷺ اپنی نشست گاہ پر بیٹھ کر حضرت فاطمۃ الزہرا کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتے اور نہایت پیار ومحبت سے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیتے، بچپن میں آپ کی زبان سے کئی سوالات کا سرزد ہونا آپ کی فطانت کی دلیل ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدہ نے بچپن میں اپنی والدہ ماجدہ سے پوچھا امی جان اللہ تعالی ہمیں نظر بھی آسکتا ہے، حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا بیٹی اگر ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھیں عبادت کریں، شرک سے بچیں، اس کے بندوں کی بھلائی سوچیں، اس کے رسول پر ایمان لائیں تو قیامت کے دن ضرور اس کا دیدار کریں گے۔ حضور ﷺ گھر تشریف لاتے تو حضرت سیدہ کو موٹی موٹی دین کی باتیں سمجھاتے جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو حضرت خدیجۃ پوچھتیں بیٹی آج آپ نے اپنے ابا جان سے کیا کیا سیکھا تو آپ سب کچھ بتادیتیں۔ (1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بچپن میں حضور ا کی حمائت کی

امام محمد بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں سیدہ فاطمۃ الزہرا کے بچپن کا واقعہ بیان کیا ہے جس سے آپ کی ہمت آپ کے بلند حوصلے کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو کفار مکہ کو شرارت سوجھی ابوجہل نے کہا کوئی ہے ایسا جو فلاں قبیلہ

---

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص90/3
الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص13/11
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص316/1
ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص403/3

میں جائے، وہاں اونٹ ذبح ہوا ہے اس کی اوجھ لائے اور جب محمد سجدے میں جائیں تو پیٹھ پر رکھ دے۔ بد بخت ابو معیط نے کہا یہ کام میں کرونگا۔ چنانچہ یہ بد بخت دوڑا اور اونٹ کی ساری اوجھ لے آیا اور حضور ﷺ سجدہ میں گئے تو پیٹھ مبارک پر رکھدی۔ کفار اس منظر سے خوش ہوئے ہنسی مذاق میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط نے یہ خبر حضور ﷺ کے گھر پہنچائی سیدہ فاطمہ سن کر بے چین ہوگئیں دوڑتی ہوئی کعبہ پہنچیں اور حضور ﷺ کی گردن مبارکہ سے اوجھ ہٹائی اور غضب ناک لہجہ میں فرمایا شریرو خدا تمہیں سزا دے گا اور بد دعائیں دیں اس نازک مرحلہ پر بچپن میں سیدہ نے حضور ﷺ کا ساتھ دیا اور کفار سے سخت درشت فرمایا۔ بخاری و مسلم میں ہے۔ حضور ﷺ نے بھی ان بد بختوں کے لیئے بد دعا فرمائی اور ایک ایک کی ہلاکت کا ذکر فرمایا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم جس نے حضور ﷺ کو سچا رسول بنا کر بھیجا جن جن کی ہلاکت کا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا وہ میدان بدر میں رسوائی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے اور انکی لاشیں گھسیٹ کر کنوئیں میں پھینک دی گئیں۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدہ نے ابوجہل کو تھپڑ مارا

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے یہ روائت نقل کی ہے حضور ﷺ کی بعثت کے ابتدائی ایام میں ابوجہل نے حضرت سیدہ کو تھپڑ مارا آپ روتی ہوئی حضور کے پاس حاضر ہوئیں اور ابوجہل کی شکائت کی آپ نے فرمایا جاؤ ابوسفیان کو ابوجہل کی اس حرکت سے آگاہ کرو۔ آپ ابوسفیان کے پاس آئیں اور ساری بات سنائی جناب ابوسفیان نے ننھی فاطمۃ الزہرا کی انگلی پکڑی اور سیدھے ابوجہل کے ہاں چلے گئے۔ ابوجہل بیٹھا تھا ابوسفیان نے کہا بیٹی جس طرح ابوجہل نے تمہیں مارا تھا تم بھی اسی طرح مارو اگر کوئی بات کرے گا تو میں سنبھال لونگا حضرت سیدہ نے

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 2717، ص 83/10
البیہقی، السنن الکبرٰی، ص 7/9
البیہقی، دلائل النبوۃ، الرقم 582، ص 165/2

زور سے ابوجہل کے منہ پر تھپڑ رسید کیا اور پھر گھر جا کر حضور ﷺ سے یہ ساری بات سنائی حضور ﷺ نے ابوسفیان کے لیئے دعا فرمائی "الٰہی ابوسفیان کا یہ حسن سلوک ضائع نہ ہو" آپ کی اسی دعا کا نتیجہ تھا ابو سفیان اسلام کی نعمت سے نوازے گئے۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائل وکمالات

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل وکمالات کی فہرست بہت طویل ہے۔

تاہم اختصار سے چند باتیں ہدیہ قارئین ہیں۔

☆ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ فاطمہ رفتار میں گفتار میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین نمونہ تھیں۔(2)

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں طور وطریق کی خوبی، اخلاق وکردار کی پاکیزگی، نشست وبرخاست میں فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہہ تھیں۔

☆ ام لمؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں پھر کان میں کچھ فرمایا تو وہ مسکرا دیں۔حضور سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے رونے کے بعد ہنسنے کا سبب پوچھا، تو فاطمہ نے کہا میں ابا جان کا راز فاش نہیں کروں گی۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد میں نے کہا فاطمہ میرا تم پر جو حق ہے اس کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں اس دن رونے اور ہنسنے کا راز کیا تھا۔تو سیدہ فاطمہ نے جوابا کہا رونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اپنی جلدی وفات کی خبر دی تھی اور ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ آپ نے فرمایا فاطمہ تمہیں یہ پسند نہیں تم دنیا کی خواتین کی سردار ہو۔

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے فاطمہ کے والد رسول اللہ ﷺ کے سوا فاطمہ سے زیادہ سچا اور صاف گو کسی کو نہیں دیکھا(3)

---

(1) الزرقانی، شرح الزرقانی، ص 15/4

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص54/11
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 72/2
الذھبی، تاریخ الاسلام، ص 149/1

(3) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص54/11
ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ص 72/2

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عجز وانکساری کا منظر

سیدنا حسن بن علی فرماتے ہیں میں اپنی والدہ ماجدہ کو گھریلو کام کاج کے بعد ہر وقت مصروف عبادت پاتا تھا۔ بارگاہ قدس میں ان کا گریہ، آہ وزاری اکثر وبیشتر رہتا۔ خضوع وخشوع سے تمام لوگوں کیلئے دعا مانگا کرتی تھیں۔ ساری ساری رات مصروف عبادت رہتیں۔ (مدارج النبوۃ) حضرت خواجہ حسن بصری نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عبادت کا یہ حال لکھا ہے کہ بیماری میں بھی عبادت ترک نہ فرماتی تھیں۔ آپ کی عجز وانکساری، آہ وزاری لوگوں کو حیرت میں ڈالتی تھی۔ حضرت حسن فرماتے ہیں۔ میں نے ایک دن اماں جی سے عرض کی اماں جی آپ نے ساری دنیا کے لئے دعا کی ہے اپنے لئے کچھ نہیں مانگا فرمایا بیٹے پہلا حق باہر والوں کا ہے۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تفقہ فی الدین

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا زبردست فقیہہ بھی تھیں۔ دین میں تفقہ سے سرفراز تھیں اگرچہ آپ سے بہت زیادہ روایات نہیں مگر جلیل القدر لوگوں نے آپ سے روایت لی ہے آپ سے روایت کرنے والوں میں سیدنا علی المرتضی، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ۔ سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین، حضرت انس بن مالک، حضرت ام ہانی، حضرت سلمہ، ام رافع شامل ہیں۔ امام دار قطنی نے حضرت فاطمۃ الزہرا سے مروی احادیث پر مشتمل ایک کتاب تیار کی تھی، جس کا نام مسند فاطمہ رکھا تھا۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اُنکے ہاں گوشت تناول فرمایا نماز کا وقت آ گیا۔ حضور ﷺ اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا نے کسی موقعہ سن رکھا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی شئی کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی۔ ابا حضور وضو فرمالیجئے۔ آپ نے فرمایا

---

(1) مدارج النبوۃ، ص 240/2

بیٹی وضو کی ضرورت نہیں تمام اچھے کھانے آگ پر ہی تو پکتے ہیں۔

مسند احمد میں ایک روایت ہے ایک مرتبہ سیدہ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو قربانی کا گوشت پیش کیا آپ نے وہ گوشت استعمال نہ فرمایا کہ ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے قربانی دینے والے کو قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ بعد میں حضور ﷺ نے اجازت دے دی تھی مگر اس اجازت کی خبر سیدنا علی المرتضی تک نہ پہنچ سکی تھی۔ حضرت علی المرتضی کے معذرت کرنے پر سیدہ فاطمہ نے فرمایا اس کھانے میں ہرج نہیں حضور ﷺ نے اُس کی اجازت دے دی ہے۔

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ بیٹی بتاؤ عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے۔ سیدہ نے جواباً عرض کی ابا حضور عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سخاوت کا منظر

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو ایثار و سخاوت کا منظر پیش فرمایا وہ لا جواب ہے ایک موقعہ پر قبیلہ بنو سلیم کا ایک بوڑھا مسلمان ہوا اور اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور بنو سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب میں ہی ہوں۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کی مدد کرو ۔ حضرت سعد بن عبادہ نے اونٹنی دی ۔ حضرت علی المرتضی نے عمامہ پیش کیا ۔ حضرت سلمان فارسی خوراک کا اہتمام کرنے لگے۔ سیدہ فاطمہ سے عرض کی اور پورا واقعہ سنایا۔ خاتون جنت آبدیدہ ہو گئیں اور فرمایا اے سلمان بچے بھوکے سو گئے ہیں گھر فاقہ ہے۔ مگر سائل کو خالی نہیں جانے دونگی۔ میری یہ چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس کے عوض بنو سلیم کے اس مسکین کو سامان خوراک لے دو۔ حضرت سلمان اعرابی کو لے کر شمعون کے پاس گئے اور سارا واقعہ سنایا۔ شمعون حیرت زدہ ہو گیا اور کہا دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو خود بھوکے رہ جاتے ہیں اور دوسروں کو کھلا دیتے ہیں۔ شمعون نے بے

---

(1) الاحمد ، المسند، الرقم 25211، ص 370/53

اختیار رکھا سلمان خدا کی قسم یہی وہ لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا میں فاطمہ کے باپ پر ایمان لے آیا ہوں شمعون نے حضرت سلمان کو غلہ بھی دیا اور وہ چادر بھی واپس کر دی۔ سیدہ نے غلہ پیس کر کھانا بنایا اور اس محتاج کو کھلایا۔(1)

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک باغ کی خدمت کی اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کئے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے کچھ جَو پیس کر آٹا بنایا، کھانا تیار کیا، عین کھانے کے وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنی بھوک، تنگدستی کا اظہار کیا۔ حضرت سیدہ نے سارے کا سارا کھانا اس مسکین کو دے دیا۔ پھر کچھ جو پیس کر کھانا تیار کیا عین کھانے کے وقت ایک یتیم نے اپنی بھوک اور مسکنت کی صدادی حضرت سیدہ نے یہ پکا ہوا کھانا اسے دیدیا پھر تیسری مرتبہ کھانا تیار کیا تو ایک قیدی نے اللہ کی راہ پر مانگا یہ کھانا اس کو دیدیا اور خود تمام اہل خانہ نے سارا دن فاقہ میں کاٹا اللہ تعالی جل مجدہ کو حضور سیدہ کی یہ صفت مبارکہ پسند آئی اور اس گھرانے کی عظمت میں یہ آیہ نازل ہوئی۔

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما واسیرا(2)

۔(الدہر) ترجمہ: اور وہ اللہ کی راہ مین مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت سیدہ سے کسی نے سوال کیا چالیس اونٹوں کی زکوۃ کیا ہوگی حضرت سیدہ نے فرمایا تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دیدوں۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایک دن کے فاقہ کے بعد ہمیں کھانا میسر ہوا۔ ہم سب گھر والوں نے اپنا اپنا حصہ کھالیا۔ ابھی امی حضور سیدہ فاطمۃ الزہرا نے اپنے حصہ پر ہاتھ ہی رکھا تھا کہ کسی سائل نے صدادی رسول اللہ کی بیٹی میں دو دن سے بھوکا ہوں۔ امی حضور نے مجھے فرمایا حسن اسے دو میری خیر ہے میں ایک دن کے فاقہ سے ہوں اور دو دن کے فاقہ سے ہے۔(3)

---

(1) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص351/5
ابن کثیر، السیرۃ، ص649/4

(2) الدھر 76: 8

(3) ابن الاثیر، اسدالغابۃ، ص 403/3

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

روحانی تربیت

حضور ﷺ نے اپنی اس بیٹی کی دینی، مذہبی۔ روحانی تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی، ایک موقعہ پر حضور ﷺ کے پاس مال غنیمت میں کچھ لونڈیاں آئیں۔ سیدنا علی المرتضی نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ آپ حضور کے ہاں حاضر ہو کر ایک لونڈی مانگ لیں۔ آپ کو چکی پیسنے کی زحمت نہ ہو گی، آپ کے ہاتھوں پر چکی پیستے پیستے آبلے پڑ گئے ہیں۔ حضور سیدہ فاطمۃ الزہرا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں مگر شرم وحیاء کے باعث یہ مطالبہ نہ کر سکیں۔ گھر واپس آ کر سیدنا علی المرتضی سے عرض کی میں شرم کے مارے سوال نہیں کر سکی آپ بھی میرے ساتھ چلیں، چنانچہ دونوں میاں بیوی بارگار رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک لونڈی کے حصول کی درخواست پیش کر دی، حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ میں تمہیں لونڈی نہیں دے سکتا کہ ابھی اصحاب صفہ کا تسلی بخش انتظام کرنا ہے میں انہیں کیسے بھول جاؤں جنہوں نے گھر بار چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کیا، حضور ﷺ کا فرمان سن کر دونوں میاں بیوی واپس گھر آ گئے اور پھر ایک موقعہ پر سیدہ فاطمۃ الزہرا نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سے اپنی درخواست کا اظہار کر دیا اور انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کر دی۔ چنانچہ اگلے دن حضور ﷺ حضرت سیدہ کے گھر گئے اور پوچھا فاطمہ تم کل میرے ہاں گئی تھیں کیا بات کرنا تھی۔ سیدنا علی المرتضی نے تفصیل سے عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی بدر کے شہیدوں کے یتیم تم سے پہلے مدد کے حقدار ہیں۔ پھر فرمایا فاطمہ میں تجھے اس سے بہتر تحفہ تم کو بتاتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ، الحمد للہ۔ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اور سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳۴ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لئے لونڈی اور غلام سے بڑھ کر ثابت ہو گا۔ حضرت سیدہ نے عرض کی میں اللہ اور اللہ کے رسول سے اسی حال میں راضی ہوں۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود النیسابوری (المتوفی 307ھ)
المنتقٰی من السنن من المسندا، ص 23/1

پردہ کا احساس

ایک دفعہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں۔حضور ﷺ بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔آپ کے ساتھ حضرت عمران بن حصین بھی تھے۔دروازے پر پہنچ کر اجازت چاہی۔آپ کا یہ عمل تعلیم امت کے لیے تھا ورنہ بیٹی ہیں اپنا گھر ہے پردہ نہیں۔حضور سیدہ فاطمہ نے عرض کی ابا حضور تشریف لائیں،حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی میرے ساتھ عمران بن حصین بھی ہیں،عرض کی ابا حضور میرے پاس پردہ کرنے کے لیے دوسرا کپڑا نہیں۔حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک دی کہ اس سے پردہ کرلو۔حضور ﷺ نے حال پوچھا عرض کی حضور تکلیف ہے،فرمایا اے لخت جگر مصائب پر صبر کرو شکستہ دل نہ ہو تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔(1)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شرم وحیاء

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شرم وحیاء کے واقعات سے بھی کتب بھری پڑی ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ سیدہ کے گھر تشریف لے گئے تو ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم بھی ساتھ چلتے گئے۔حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے پردہ فرمالیا اور فرمایا عبداللہ ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں مگر تو ایسی نہیں کہ خواہ مخواہ غیر مرد پر نظر پڑے۔(2)

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

خدمت خلق

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل وکمالات میں جذبہ خدمت خلق بھی نمایاں نظر آتا ہے آپ ہر لمحہ اپنے قرب وجوار میں بسنے والوں کے دکھ سکھ میں شریک نظر آتیں آپ کے پڑوس

---

(1) الصالحی، سبل الھدی والرشاد، ص 201/10
الغزالی، احیاء علوم الدین ، ص 296/3
الذھبی، تاریخ الاسلام، ص 373/1
(2) الزھبی،الکبائر،ص 67/1

میں ایک یہودی مسلمان ہوگیا تو اس کے خاندان نے اس سے بائیکاٹ کرلیا۔قضاء الٰہی سے اس کی بیوی فوت ہوگئی ۔رشتہ داروں میں سے کوئی اس کے قریب نہ آیا میت پڑی تھی اور وہ پریشان تھا۔حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کو اسکی اس پریشانی کا علم ہوا تو آپ نے رات کے اندھیرے میں اپنی چادر اوڑھ لی اپنے ساتھ لونڈی فضہ کو لیا اور اس کی پریشانی میں میت کی تجہیز وتکفین میں اسکے ساتھ کا تعاون کیا۔ (1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مزاج شناسی

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی مزاج شناسی میں بہت آگے تھیں۔آپ کی رضا،عدم رضا، پسندیدگی، ناپسندیدگی کو فورا بھانپ جاتی تھیں۔ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے کچھ رقم دی تو آپ نے اس رقم سے گھر کے دروازہ کا پردہ لیا اور چاندی کے دو کنگن بنوائے۔حضور ﷺ ایک سفر سے گھر تشریف لائے تو حسب معمول سیدہ سے ملنے گئے پردہ اور کنگن دیکھتے ہی بغیر بیٹھے واپس تشریف لے آئے ،حضرت سیدہ فاطمہ فورا بھانپ گئیں کہ گھر میں تشریف نہ رکھنے کی وجہ یہ پردہ اور کنگن ہی ہوسکتے ہی یہ دونوں چیزیں صاحبزادگان کے سپرد کیں اور فرمایا جاؤ نانا جان کے پاس لے جاؤ اور عرض کرو آپ جس طرح چاہیں یہ صرف فرمالیں۔آپ نے صاحبزادگان کو بٹھایا اور صحابہ سے فرمایا ان کنگنوں کو اصحاب صفہ پر خرچ کرو اور پھر دعا فرمائی کہ اللہ میری بیٹی فاطمہ کو اپنے فضل وکرم سے نواز۔اس پردے کے بدلے میں جنت کے کپڑے عطا فرما ان کنگنوں کے بدلے میں جنت کے زیور عطا فرما۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) مؤلف منشی تاج الدین،سیرت خاتون جنت ،

(2) سلمان،منصورپوری،سیرت سیدۃ فاطمۃ الزہرا،ص 138/1

سیدہ نگاہ نبوت میں

حضور ﷺ کی نگاہ مقدس میں حضرت فاطمۃ الزہرا کس قدر پیاری تھیں۔متعدد روایات سے یہ عنوان ظاہر ہے۔

ام لمومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔جب فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ کھڑے ہو جاتے اور پیار سے پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے (1)۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ سے ملاقات فرماتے۔ (2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

محبت کا منظر

سیدہ فاطمۃ الزہرا کو جو حضور ﷺ سے پیار تھا اس عظیم عنوان پر ہزاروں واقعات دستیاب ہیں۔ابو ثعلبہ خشنی فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ باہر سے تشریف لائے۔آپ کا معمول تھا باہر سے آتے سیدہ فاطمۃ الزہرا کے گھر تشریف لے جاتے۔حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالی تو سفر کی تھکان چہرۂ انور پر مشقت کے آثار دیکھ کر رونے لگیں اور حضور ﷺ کا سر انور چوما۔حضور ﷺ نے سیدہ سے فرمایا اس قدر رونا کیوں ہے،عرض کی حضور آپ کی مشقت اور سفر کے مصائب ایسا گریہ ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی پریشان نہ ہو اللہ تعالی نے مجھے ایسے کام کے لیے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ نہ رہے گا کوئی مکان نہ بچے گا مگر وہاں تک اسلام پھیلے گا (3)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابو داؤد ،السنن، الرقم 4540،ص443/13

(2) عبدالحق دهلوی، مدارج النبوة،

(3) قاضی خان، کنزالعمال،الرقم1446،ص304/1

مختصر تاریخ دمشق،ص273/1

سفر کا ساتھ

۱۰ھ میں جب حضور ﷺ حجۃ الوداع کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا بھی آپ کے ساتھ تھیں ان دنوں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ یمن گئے ہوئے تھے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے ساتھ عمرہ فرمایا اور آپ کے حکم سے احرام کھولا اسی وقت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ یمن سے مکہ مکرمہ پہنچے، حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے سیدہ رضی اللہ عنہا سے احرام کھولنے کا سبب پوچھا تو عرض کیا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صلہ رحمی

اسلام میں صلہ رحمی کے مسئلہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے حضور سیدہ نے اپنی زندگی میں صلہ رحمی کا بھی عجیب منظر پیش کیا ہے۔ اپنے تمام اعزاء، اقرباء سے حسن سلوک ان سے احسان ومروت میں کبھی کمی نہ آنے دی اپنی خوشدامن۔ حضرت علی المرتضی کی والدہ فاطمہ بنت اسد سے حقیقی ماں کی طرح پیش آتی تھیں اور دل وجان سے ان کی خدمت کرتیں، حضرت فاطمہ بنت اسد کا اپنا بیان ہے ،جس قدر میری خدمت فاطمہ نے کی ہے شاید ہی کسی بہو نے اپنی ساس کی اتنی خدمت کی ہو۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا کی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ھ میں فوت ہوئیں۔ حضور ﷺ مدینہ منورہ سے باہر تھے(2)

آپ واپس تشریف لائے تو حضرت رقیہ کی قبر پر تشریف لے گئے حضرت فاطمۃ الزہرا ساتھ گئیں اور قبر شریف دیکھ کر رونے لگیں۔ حضور ﷺ حضرت فاطمہ کے آنسو پونچھتے تھے اور تسلی دیتے تھے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چچا حضرت جعفر بن ابی طالب نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو ان کی شہادت سن کر سیدہ کو سخت صدمہ ہوا۔ واعماہ واعماہ، (ہائے میرے چچا، ہائے میرے چچا)

(1) ابن قیم ،زادالمعاد،ص 101/2

(2) الصالحی، سبل الھدی والرشاد ، ص59/12

ابن کثیر، السیرۃ، ص 582/4

ابو الفتح، عیون الاثر،ص 364/2

فرماتی ہوئی دربار رسالت میں حاضر ہوئیں حضور ﷺ نے تسلی دی اور صبر کی تلقین فرمائی، اور فرمایا بیٹی زبان سے کچھ نہ کہنا اور سینہ کوبی نہ کرنا پھر فرمایا فاطمہ جعفر کے بچوں کے لیے کھانا تیار کرو کہ جعفر کے گھر والے پریشان ہیں۔(1)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رضائی بہن بھائی

حضور ﷺ کے رضائی بہن بھائیوں کی تفصیل کچھ اس طرح ملتی ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ☆ انیسہ ☆ حدیقہ

☆ خذا ز شیماء کے لقب سے مشہور تھیں ☆ حضرت حمزۃ

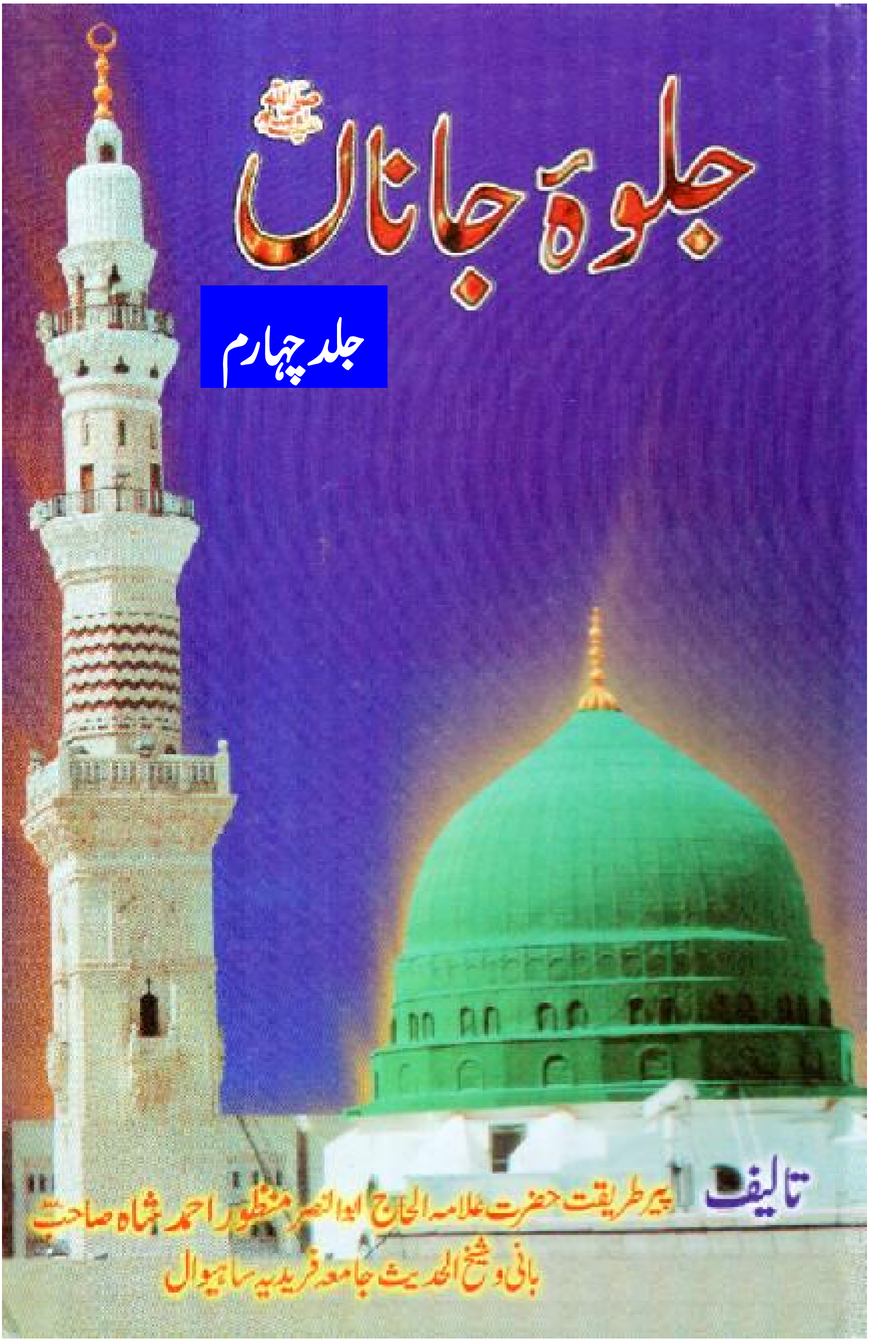
آپ حضور علیہ السلام کے چچا بھی ہیں اور ثوبیہ کے دودھ پینے کی نسبت سے رضائی بھائی بھی ہیں۔(2)

صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) حمد بن اسحاق بن جعفربن وھب بن واضح الیعقوبی، التأریخ، ص 130/1

(2) ابن ھشام ، السیرۃ، ص 162/1


جلوۂ جاناں ﷺ
جلد چہارم
تالیف
پیر طریقت حضرت علامہ الحاج ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب
بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

فہرست مضامین

پہلا باب

ضرورت اسلام

نظام اسلام

نظام اسلام سے قبل دنیا کے مختلف علاقوں کی صورت حال اور خصوصاً عرب کے حالات کا جائزہ لینے سے یہ بات بالکل واضح دکھائی دیتی ہے کہ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کا زمانہ انتہائی پر آشوب دور تھا، معاشرہ کی قدریں پامال ہو چکی تھیں اخلاق و روحانیت کا تصور تک نہ تھا عدل وانصاف کی جگہ پر مطلق انصافی، جبر وظلم نے لے رکھا تھا حکومت کا تمام تر انحصار طاقت پر تھا سیاسی طور پر یہ تصور مظبوط ہو چکا تھا کہ بہترین سیاست یہ ہے مخالف کو تمام تر اختیارات سے محروم کر دیا جائے خصوصاً جزیرۂ عرب کا حال تو قطعی طور پر گیا گزرا تھا یہ ایک ایسا خطہ تھا جہاں نہ تو کوئی حکومت تھی نہ ہی عدل وانصاف کی روشنی، اتحاد مفقود تھا، وحدت ملی کا نام ونشان ہی نہ تھا ہر طرف قتل وغارت کے نہ ختم ہونے والے واقعات رونما تھے ان حالات میں کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ یہاں پر بھی کوئی نظام کامیاب ہوسکتا ہے جس سے دنیا کی حالت بدل جائے، لوگ انسانیت کو سمجھنے لگیں مگر دنیا نے دیکھا کہ ایسا نظام آیا جس نے انسانیت کو خدا کے سوا ہر قسم کی غلامی سے نجات دلائی۔ امن وانصاف کا جھنڈا لہرایا اور لوگوں نے دیکھا جہاں پر فتن وفسادات رونما رہتے تھے وہاں ایک نظم وضبط پیدا ہوا، قانون بنا، امن چھایا، یہ نظام اسلام ہے، جو حضور سید عالم ﷺ کے ہاتھوں برپا ہوا، اس نظام کو نافذ کرنا کوئی آسان مسئلہ نہ تھا اسکے سامنے ناقابل تسخیر پہاڑ تھے، یہ وہ نظام اسلام ہی تھا جس نے موت سے زندگی کو جنم دیا، بکھرے شیرازے کو نظم دیا، کمزوروں کو طاقت بخشی یہ شرف صرف اور صرف حضور سید عالم ﷺ کو ہی ملا کہ آپ ﷺ انتہائی ناسازگار ماحول میں انتہائی کامیاب انقلاب انتہائی مختصر وقت میں برپا کیا، اس عظیم اور روحانی انقلاب نے ریاستی نظام کو کامیابی بخشی یہ ایک عالم گیر اور ہمہ گیر نظام ریاست تھا جو دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا پر چھا گیا اس نظام کی بنیاد قوم، وطن، بادشاہت یا پاپائیت کی بجائے اسلام کے نام پر رکھی گئی یہ نظام زندگی کا کوئی ایک حصہ نہیں بلکہ پوری زندگی ہے، یہ نظام دنیا آخرت کی تمام منزلوں میں کار آمد ہے جیسا کہ حضور ﷺ کے ارشاد گرامی سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے حضور ﷺ نے اس ابتدائی دور میں باہر سے آنے والے ایک وفد کو مخاطب کر کے فرمایا

فـأن تـقبلومنی ماجئتکم بہ فھو حظکم فی الدنیا

والاخرہ او کما قال ﷺ۔(1)

اگر تم میرا لایا ہوا نظام قبول کرلو تو وہ تمہاری دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور جگہ پر اسی سے ملتا جلتا ارشاد ملتا ہے

کـلـمۃ ان انتـم تـکـلـمتم بہا ملکتم بہا العرب

ودانت لکم بہا العجم ۔(2)

ایک کلمہ ہے اگر اسے پسند کرلو تو سارا عرب تمہارے تابع ہوجائے گا اور پورا عجم تمہارے پیچھے چلے گا۔ معززین عرب سمجھدار لوگ یہ بات بھانپ گئے تھے کہ حضور ﷺ کا لایا ہوا یہ نظام بہت بڑے انقلاب کا باعث بنے گا۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نظام اسلام کے مقاصد

نظام اسلام کے سلسلہ میں کچھ لکھنے میں اولاً یہ بات ذہن میں ہے کہ اس مقدس نظام کے کچھ مقاصد ہیں، ان میں ایک مقصد ہدایت بھی ہے، قرآن مقدس نے ارشاد فرمایا" جو لوگ حضور ﷺ پر اتاری گئی کتاب اور پہلے انبیاء علیہم السلام پر اتاری گئی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں

اولـئک عـلــی ھـدی مـن ربھــم و اولـئک ھـم

المفلحون (3)

(1) المولف محمد بن محمد بن احمد ابن سیدالناس الیعمری ابوالفتح ،فتح الدین ،المتوفی ، 734
عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل،ص 141/1
ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیرالقرشی الدمشقی ،المتوفی ، 774
الکتاب السیرۃ النبویہ لابن کثیر،ص 479/1

(2) ابـومحمد عبدالرحمن بن محمدبن ادریس بن المنذر التمیمی ،الحنظلی الرازی ،ابن ابی حاتم المتوفی ،327ھجر ی ،تفسیر ابن حاتم ،قولہ تعالی ولسجدواللہ عدوا،ص 486/26

(3) البقرہ 5;2

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہ کامیاب ہونے والے ہیں اسلام ہی وہ مقدس نظام ہے جو بندے کیلئے ہدایت کی تمام تر راہیں کھولتا ہے اور کامیاب بناتا ہے اس آیہ مقدسہ میں ایسے لوگوں کو مفلحون فرمایا گیا کہ وہ کامیاب ہونے والے ہیں، فلاح کے معنی ظفر اور کامیابی کے ہیں، فلاح کا معنی کسی شی کو پھاڑنے کا بھی ہے، کسان کو بھی فلاح کہتے ہیں کہ وہ ہل چلا کر زمین کو پھاڑتا ہے جیسے ہل چلانے سے زمین کی مخفی صلاحیتیں ظہور میں آجاتی ہیں ایسے ہی اس مقدس نظام پر عمل کرنے سے انسان کی چھپی ہوئی صلاحیتیں اپنے عروج کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔ نظام اسلام کے اہم مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بندے کو خدا کی معرفت ہو اور وہ دلائل و یقین سے جان لے کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اس کا مالک ہے، رب ہے، خالق ہے، اور یہ صورت حال علمی یقین، عینی مشاہدہ اور حق الیقین سے حاصل ہوتی ہے۔

بندے کا اپنے رب قدوس تک پہنچنے کا مکمل راستہ یہ تینوں مراتب ہیں، علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین اور یہ تینوں درجات نظام اسلام میں مکمل طور پر پائے جاتے ہیں جس کا زبردست تعلق وحیِ الٰہی سے ہے۔

نظام اسلام کے اہم مقاصد میں ایک یہ بھی ہے کہ کائنات سے جہالت دور ہو اور علم کا فروغ ہو یہ اسلام کو شرف حاصل ہے کہ اس کا پہلا حکم ہی پڑھنے اور علم سے متعلق ہے جیسے ارشاد ہوتا ہے

اقرأ باسم ربك الذی خلق (1)

اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا۔ اس عنوان پر اسی کتاب جلوۂ جاناں کے پہلے حصہ میں صفحہ 384 پر ''امت مسلمہ کا علمی مقام'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔ جس میں میں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ لکھی پڑھی قوم امت مسلمہ ہے۔ ایک مقام پر قرآن مقدس نے عزت، برتری اور بلندی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ چیزیں ان لوگوں کو حاصل ہیں جو ایمان لائے اور علم دیئے گئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ویرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوالعلم

(1) العلق 1;96

درجات (1)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند فرماتا ہے جو تم میں ایمان لائے اور وہ جنہیں علم دیا گیا"۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے یہ دونوں انعام و اکرام دونوں نعمتیں، دونوں دولتیں، نظام اسلام میں موجود ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ضرورتِ اسلام

اسلام کے عنوان پر کچھ لکھنے سے پہلے مناسب ہے کہ اس پر چند حروف لکھے جائیں کہ دین کی ضرورت کیا تھی اگر یہ دینی نظام نہ بھی ہوتا تو نقصان کیا تھا؟ درج ذیل سطور میں اس مجبوری اور ضرورت کے چند دلائل کا مطالعہ کریں۔

پہلی ضرورت

انسان کی تخلیق دو چیزوں جسم اور روح سے ہے۔ جسم کا تعلق زمین سے ہے اسی باعث جسم کی ساری ضروریات زمین سے ہی تعلق رکھتی ہیں، روح کا تعلق عالم بالا سے ہے اسی وجہ سے اس کی ضرورت اور غذا کا تعلق بھی آسمانوں سے ہی ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ وہی ہے جسے اسلام اور دین کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسری ضرورت

جیسے جسم کیلئے خوراک کی ضرورت ہے ایسے روح کیلئے بھی خوراک کی ضرورت ہے چونکہ روح کا تعلق عالم بالا سے ہے اس لئے اس کی خوراک کا نظام بھی عالم بالا سے ہی کیا گیا ہے وہ دین ہے، وہ اسلام ہے، وہ وحی الٰہی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تیسری ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فکر اور دل و دماغ سے مزین فرما کر عزت و وقار کا تاج

---

(1) المجادلہ 11;58

پہنایا ہے ارشاد ہوتا ہے

ولقد کرمنا بنی آدم(1)

اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی (سورہ بنی اسرائیل) اب ضروری تھا کہ اسے اپنے عزت و وقار کو برقرار رکھنے اور اپنے مقام کا تحفظ کر کے شیطانی مکروفریب سے بچنے کیلئے اسے ایک ضابطہ حیات دیا جائے، جس سے انسان حق و باطل کا امتیاز کر سکے وہ ضابطہ دین اسلام ہے جو انسان کے ہر مرحلہ پر اس کی راہنمائی کرتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چوتھی ضرورت

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے انسانی فطرت کے اندر کئی چیزیں ودیعت رکھی ہیں جن کی ضرورت انسان ہر وقت محسوس کرتا ہے، کھانا، پینا اور ازدواجی زندگی، ایسے ہی ہر انسان کے اندر ایک اور شی بھی رکھی ہے جسے ذوق الٰہی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ جذبہ محبت ہر دور میں رہا کسی وقت میں کوئی دور انسانی اس سے خالی نہیں۔ عام مکاتب فکر کی عبادت گاہیں اس کی واضح دلیل ہیں، نہائیت ضروری تھا کہ اس ذوق الٰہی کی تکمیل فطری کیلئے ایسا ضابطہ ہو جو اٹکل، اندازے، تخمینے سے بالکل پاک ہو وہ دین اسلام ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پانچویں ضرورت

کائنات کے اندر دو چیزیں پائی جاتی ہیں۔ پہلی شی حسّیات ہے اور دوسری شی معقولات۔ انسان کو ہر وقت دونوں کی ضرورت محسوس رہتی ہے، مثلاً ظاہری محسوسات میں آنکھ کا نور اور سورج کا نور دونوں کا ہونا ضروری ہے، آنکھ کا نور ہو، سورج کا نہ ہو تو کام نہ چل سکے گا، ایسے ہی سورج کا نور رہو اور آنکھ کا نہ ہو تو بھی کام نہ چل سکے گا۔ ایسے ہی معقولات کے اندر دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے، نور داخلی عقل اور نور خارجی وحی الٰہی، اسی وحی الٰہی کا دوسرا نام دین ہے، اسلام ہے۔ اس لئے شدید ضرورت تھی

---

(1) الاسراء 70;17

کہ یہ نظام ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چھٹی ضرورت

جیسے اس جہان کثیف میں کچھ چیزیں نقصان دہ ہیں اور کچھ نفع بخش ایسے ہی عالم لطیف میں بعض اشیاء مضر ہیں، بعض نفع بخش، کفر نقصان دینے والی شئی ہے اور ایمان نفع بخش۔ ایمان کی حقیقت کو جاننے کے لئے کسی جامع ضابطہ کی ضرورت تھی وہ جامع ضابطہ اسلام ہے جس کے بغیر انسانیت ناقص ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ساتویں ضرورت

ہر انسان کی طبعیت میں ایک ایسا جذبہ رکھا گیا ہے کہ وہ اپنے جیسے انسان کے سامنے سر جھکانے میں جھجھک محسوس کرتا ہے اگر کسی مرحلہ پر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کی انتہائی مجبوری ہوگی۔ انسان اسی کا تابع فرمان ہوگا جس کے متعلق اس کا نظریہ اور یقین ہوگا کہ وہ قادر ہے، توانا ہے، عظیم ہے اس کے انکار سے اسے نقصان ہوگا اس ذات پر ایمان لانے کے لئے کسی راستہ کی شدید ضرورت تھی وہ راستہ دین اسلام ہے جو سیدھی راہ ہے اور منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ بوعلی سینا کا ایک مشہور واقعہ ہے ان کا ایک شاگردان کے علم وفضل سے شدید متاثر تھا اور بعض مرتبہ ان کے مرتبہ میں کوتاہی کر جاتا۔ ایک مرتبہ شدید سردی میں شیخ نے انہیں وضو کے لئے پانی لانے کا کہا تو معذرت کر دی کہ سردی ہے۔ اسی شدید سردی میں مؤذن نے جب آذان دی تو شیخ نے شاگرد سے کہا دیکھو تم مجھے بہت بڑا اعلیٰ اولی مانتے ہو مگر میرے حکم بجالانے میں تم نے سردی کا بہانہ تراشا، اس مؤذن کو دیکھو یہ ایسی سردی میں آیا وضو کیا مینار پر چڑھا اور اذان دی۔ جانتے ہو اس پر کون سا ضابطہ مسلط ہے جس نے اسے محمد عربی ﷺ کی رسالت کا اعلان کرنے کا پابند کر دیا ہے۔ وہ ایمان ہے اسلام ہے اور رسول اللہ ﷺ سے گہری عقیدت ہے۔

آٹھویں ضرورت

انسان کی فطرت کچھ اس طرح ترتیب دی گئی ہے کہ جس ذات کے بارہ میں اس کے دل میں احساس، عظمت، قدر ومنزلت پیدا ہو جائے وہ اس کے خلاف نہ کچھ سننا چاہتا ہے اور نہ دیکھنا چاہتا ہے اور اس کے ہر حکم کی اتباع اور فرمانبرداری کو اپنا مشن بنالیتا ہے شدید ضرورت تھی کہ مجھے اپنے خالق ومالک رب قدوس جل مجدہٗ کے بارہ میں ایسے جذبات پیدا ہوں اور ایسے جذبات پیدا کرنے کے لئے مجھے ایک ضابطہ، طریقہ علم کی ضرورت تھی وہ ضابطہ وہ طریقہ وہ علم اسلام ہے جب بندے میں یہ صفات پیدا ہو جائیں تو زمین پر چلتا پھرتا مظہر خدا نظر آتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نویں ضرورت

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی صفات مقدسہ میں ایک صفت ربوبیت ہے کہ وہ ہر شئے کو اس کے کمال تک پہنچاتا ہے وہ رب العلمین ہے اس نے ہر شئے کیلئے اس کی تربیت اس کے عروج اس کے کمال کا اہتمام کررکھا ہے جسم انسان میں ایک اہم شئے روح بھی ہے اس کی تکمیل جسمانی خوراک سے نہیں بلکہ اخلاق حسنہ سے اور اخلاق حسنہ کا وجود اسلامی تعلیمات، نظریات کے بغیر ممکن نہیں ضرورت تھی کہ یہ ضابطہ آئے جس کا نام اسلام ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دسویں ضرورت

جب کوئی بیمار ہو جائے تو اس کا علاج اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کررکھا ہے۔ ایلوپیتھی، ہومیو، دیسی ادویات کام آتی ہیں۔ ضروری تھا کہ روح بیمار ہو جائے تو اس کا علاج بھی کیا جائے، روح کی بیماری کا علاج تعلیمات اسلام پر عمل ہے ضروری تھا کہ اسلامی قواعد وضوابط ہوں اور وہ اپنائے جائیں کہ روح بیماری سے نجات پا سکے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

گیارہویں ضرورت

اسلام سے پہلے جس قدر مذاہب آئے وہ سب کے سب قومی اور محدود ضروریات کے

مطابق تھے ان کا پیغام اپنے اندر عالمگیر حیثیت نہیں رکھتا تھا جیسے قرآن مقدس کے متعدد ارشادات سے نمایاں ہے حضرت شعیب علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد ہے

" والی مدین اخاھم شعیبا"(1)

مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب آئے" اس ارشاد سے بھی مدین کی طرف بعثت ہے جو صرف ایک گاؤں، حلقہ، علاقہ ہے۔ یا جیسے نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے

"لقد ارسلنا نوحا الی قومہ "(2)

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، یا جیسے صالح علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد ہے

"الی ثمود اخاھم شعیبا"(3)

قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح نبی بن کر آئے یہ بھی نبوت کا محدود دائرہ ہے۔ یہی انداز بیاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے ملتا ہے۔

" ولقد ارسلنا موسی بآیاتنا ان اخرج قومك من

الظلمت الی النور "(4)

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو نکالے ، اندھیروں سے نور کی طرف، یہی انداز سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ملتا ہے

"رسولا الی بنی اسرائیل "(5)

وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے۔ تمام مذاہب کے محدود ہونے کے یہ دلائل تو قرآن مقدس سے ملتے ہیں اس عنوان کو مزید یوں بھی نکھارا جا سکتا ہے کہ کسی مذہب نے اپنے عالمگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مسیحیت کو لیجیے تو انجیل متی باب ۵ کا یہ درس بڑا کھلا اور واضح ہے عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے "میں صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لئے آیا ہوں" پہلے انبیاء علیہم السلام کا

(1) الاعراف 7;85 وھود 11;84 والعنکبوت 29;36
(2) الاعراف 7;59
(3) الاعراف 7;59
(4) ابراھیم 14;5
(5) آل عمران 3;49

مختلف علاقوں اور قوموں کی طرف آنا اس وقت کی عین ضرورت کے مطابق تھا مگر جب رسل و رسائل اور ذرائع آمدورفت کی وجہ سے انسانیت دوردراز تک پھیل گئی تو شدید ضرورت تھی کہ دین بھی عالمگیر ہو شریعت بھی مکمل ہو جو بنی نوع انسان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرے اللہ تعالی کا احسان ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں بغیر اسلام کے دنیا کا کوئی بھی مذہب انسانی مسائل و تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے حضور ﷺ کے علاوہ کسی بھی نبی نے پوری دنیا کے لئے اپنی نبوت و رسالت کا دعوی نہیں کیا حضور ﷺ ہی ہیں جنہوں نے اعلان فرمایا

" انی ارسلت الی الخلق کافۃ "(1)

میں پوری مخلوق کا رسول ہوں دنیا بھر کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک ضابطہ کی ضرورت تھی وہ دین اسلام ہے۔اس دین کے مکمل و اکمل ہونے کا اعلان ہوتا ہے

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

ورضیت لکم الاسلام دینا"(2)

آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے دین اسلام تمہارے لئے پسند کیا ہے۔

بارہویں ضرورت

اسلام سے پہلے تمام مذاہب اختلاف و انتشار کا شکار ہو چکے تھے اب ضروری تھا کہ تمام مذہبی اختلافات کا فیصلہ ہوتا اللہ تعالی جل مجدہ نے اس فیصلہ کے لئے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا جیسے

---

(1) ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری المتوفی 261ھجری
الکتاب الصحیح المسلم ،الرقم812،ص109/3
محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن الضحاک الترمذی ابوعیسی المتوفی 279ھجری
الکتاب السنن الترمذی ،ماجاء فی الغنیمۃ ،الرقم1474،ص46/6
احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسرو جردی الخراسانی ابوبکر البیہقی ،المتوفی 458
دلائل النبوۃ ،باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ ﷺ الرقم2293،ص88/6

(2) المائدہ 3;5

قرآن مقدس سے واضح ہے، ارشاد ہوتا ہے

"وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفو فیہ "(1)

اور ہم نے تجھ پر کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ تو ان کیلئے وہ باتیں کھول کر بیان کرے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ میں عقیدہ رکھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے تو قرآن مقدس نے تردید فرمادی۔

وقالو اتخذالرحمن ولدا لقد جئتم شیئاً ادا"(2)

اور انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے بے شک تم نے ایک بہت بری بات کہی"۔ عیسائیوں کے ایک طبقہ رومن کیتھولک نے تین خداؤں کے ساتھ حضرت مریم کو بھی معبودیت میں ساتھ ملا لیا اور اپنے بڑے پوپ کو خطاؤں سے پاک مانا پروٹسنٹ نے باپ بیٹا روح القدس کو خدائی کا درجہ دیا یہ طبقہ پوپ کو گناہوں سے پاک نہیں مانتا یہ کھلے اختلافات تھے۔ جنکی تردید میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے متعدد احکام نازل فرمائے۔ قرآن مقدس نے عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کی تردید اس طرح فرمائی۔

ولا تقولوا ثلثۃ انتھو خیرلکم انما اللہ الہ واحد،

(3)

اور مت کہو کہ خدا تین ہیں اس عقیدے سے باز آجاؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور صرف ایک ہی معبود ہے اس طرح عیسی علیہ السلام اور حضرت مریم کے خدا ہونے کی تردید فرمائی۔ عقیدہ کفارہ کی تردید اس طرح فرمائی۔

" ولا تزروازرۃ وزری اخری"(4)

کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ ہندوؤں کے مشرکانہ عقیدہ کی تردید اس طرح فرمائی۔

---

(1) النحل 64;16

(2) مریم 89,88;19

(3) النساء 171;4

(4) الانعام 164;6

الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا(1)

"یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کا رد فرمایا ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا گناہ معاف نہیں کر سکتا۔قرآن مقدس نے فرمایا۔

غافر الذنب وقابل التوب ،(2)

اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ ہندوؤں کا یہ ہی عقیدہ ہے۔روح اور مادہ دونوں ازلی وابدی ہیں قرآن مقدس نے رب العلمین فرما کر واضح فرما دیا کہ روح اور مادہ کا بھی رب اللہ ہی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تیرہویں ضرورت

سابقہ کتب سماوی میں انبیاء علیہم السلام کے بارہ بہت سی غلط باتیں لکھ دی گئیں یہ ان کتابوں میں تحریف تھی۔مثلاً بائبل میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارہ جھوٹ کی نسبت کی گئی، حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیٹیوں سے فعل شنیع کے مرتکب ہوئے۔(معاذ اللہ) ہارون علیہ السلام نے بچھڑے کا بت بنایا، حضرت داؤد علیہ السلام نے ادریاہ کی بی بیوں سے زیادتی کی، سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کیلئے بتوں کی پوجا کی (معاذ اللہ) انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ سے ان غلط اور بے جا الزامات کا ہٹانا بھی ضروری تھا۔وہ نظریہ، وہ ضابطہ جس نے انبیاء کی عفت وپاکیزگی کا اعلان کیا وہ اسلام ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چودہویں ضرورت

چونکہ انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں محدود تھیں۔اور صرف قومی سطح کی تھیں بریں بنا ہر قوم، ہر گروہ اپنے ہی دائرہ میں رہ کر اسے ہی حق مانتا اور اس نعمت کو اپنے ہی لئے مخصوص سمجھتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر

---

(1) آل عمران 64;3

(2) غافر 3;40

قوم میں تنگ نظری اور تعصب کا مرض پیدا ہو گیا ضرورت تھی کہ ایسا نظام آئے جو تمام انبیاء علیہم السلام کے نظاموں کی تصدیق کرے ان پر ایمان لانے کو ضروری قرار دے وہ مقدس نظام جس نے لوگوں کو تنگ نظری سے نکالا۔ سابقہ کتب پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا وہ اسلام ہے۔ آج اگر کوئی شخص پہلی کتب کو نہیں مانتا تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوسکتا۔ قرآن مقدس پہلی کتب کی تصدیق دو طرح سے فرماتا ہے۔ ایک تو اس طرح کہ وہ آسمانی کتابیں اللہ کی طرف سے تھیں دوسری اس طرح کہ ان میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر تھا قرآن مقدس نے ان خبروں کو پورا کر کے ان کتابوں کو سچا ٹھہرایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پندرہویں ضرورت

اسلام کی آمد سے قبل کے مذاہب میں خدائے قدوس جل مجدہ کے بارہ میں نظریات غلط تھے۔ ہندومت میں کروڑوں معبود بن چکے تھے۔ بدھوں میں خدائے قدوس کی ہستی کا تصور توہمات میں دب کر رہ گیا تھا۔ زرتشت مذہب میں خالق خیر اور خالق شر کے تصور سے کئی معبود مانے جاتے تھے۔ یہود نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا۔ عیسائیوں نے عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا اور تثلیث کا عقیدہ اپنا کر شرک وکفر میں پھنس گئے۔ ضرورت تھی کہ کوئی ایسا نظام ہو جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور وحدانیت کا حسین انداز میں ذکر کرے اور گم گشتہ راہ لوگوں کو توحید خداوندی کے بارہ میں سیدھی راہ پر قائم کردے وہ دین، دین اسلام ہے۔ جس نے بھولی بھٹکی انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کا درس دیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سولہویں ضرورت

اسلام سے پہلے مذاہب میں افراط وتفریط یعنی حد سے بڑھ جانا یا حد سے گر جانا اس کا تصور عام پایا جاتا تھا۔ یہود میں جذبہ انتقام وافر تھا۔ اور عیسائیت میں جذبہ نرم دلی اور رحم عام تھا عیسائی تعلیم کی رُو سے اگر کوئی ایک تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کردو۔ حد سے زیادہ غضب حد سے زیادہ نرمی یہ دونوں چیزیں تکمیل انسانیت کیلئے رکاوٹ تھیں۔ ضروری تھا کہ دین ایسا ہو جو افراط وتفریط

سے پاک ہو۔ جس میں اعتدال ہو میانہ روی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم فرمایا اور اسے ایسا راستہ عطا فرمایا۔ جس میں انسانی قوتوں کی نشوونما اعتدال پر ہوتی ہے اور انسانیت پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے وہ راستہ وہ دین دین اسلام ہے وللہ الحمد۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سترہویں ضرورت

اسلام سے قبل قوموں میں قومی اور لسانی تعصّبات، مال ودولت کی کمی اور زیادتی، رنگ اور نسل کے امتیاز نے دنیا کو جنگ وجدل کی آگ کی بھٹی میں جھونک رکھا تھا۔ انہیں تفریقات کی بنا پر ایک دوسرے سے الجھاؤ رہتا تھا۔ ضرورت تھی کہ انسانیت کے اس طوفان نفرت میں کوئی ایسا ضابطہ ہو جس سے یہ فتن وفسادات ختم ہوں۔ اور انسانیت امن کی راہ پر چل سکے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم فرمایا اور اپنے آخری رسول ﷺ کو بھیج کر اس تفریق ونفرت کو ختم کر دیا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے واضح اور کھلا اعلان فرمایا

لافضل لعربی علیٰ عجمی ولا لعجمی علی عربی

ولاالا بیض علیٰ اسود ولا لاسود علیٰ ابیض الا

باللتقوی۔(1)

کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے نہ کسی گورے کو کالے پر نہ کسی کالے کو گورے پر فضیلت ہاں فضیلت ہے تو صرف تقوی کیوجہ سے ہے قرآن مقدس نے اِسی عنوان کو اسطرح ارشاد فرمایا

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم (2)

اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ افضل وہی ہے جو متقی زیادہ ہے اس آیہ کریمہ اور خطبہ حجۃ الوداع سے تعصّبات ونفرت افراط وتفریط کا نظریہ ختم ہو جاتا ہے اور پھر اسلام نے انسانی اتحاد و یگانگت اپنی

(1) الاحمد ،المسند ،رجل من اصحاب النبی ﷺ ،الرقم22391،ص478/47
سلیماً ن بن احمد بن ایوب بن مطیر الخمی الشامی ابوالقاسم الطبرانی المتوفی 360
الکتاب المعجم الکبیر ،ص360/12

(2) الحجرات 13;49

عبادات کے رنگ میں پیش کر کے یہی سبق سکھایا ہے پنجگانہ نماز باجماعت جمعہ کی حاضری ۔ حج کا اجتماع کھلے دلائل ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اٹھارہویں ضرورت

دنیا کے 2 دو بڑے مذاہب یہودیت اور مسیحیت ہیں اور یہ دونوں اپنے آپ کو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی ذوات قدسیہ سے وابستہ کہتے ہیں مگر یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے شدید دشمن ہیں عیسیٰ علیہ السلام پر یہود نے اور موسیٰ علیہ السلام پر عیسائیوں نے بے جا باتیں کہیں حالانکہ یہ دونوں نبی برحق ہیں صاحب کتاب ہیں ضرورت تھی کوئی ایسا ضابطہ ہو جو دونوں کی نبوت کا تحفظ کرے وہ ضابطہ اسلام ہے کہ مسلمانوں کو تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے ارشار ہوتا ہے

لانفرق بین احدمن رُسلہ(1)

ِہم خدا کے رسولوں کے درمیان اُن کے نبی ماننے میں کوئی تفریق نہیں کرتے اسی عنوان کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ پر اسطرح ارشاد فرمایا ہے

ومن یکفر باﷲ وملٰکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم

الاخر فقد ضل ضلالاً بعیدا(2)

اور جو شخص خدا اس کے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا انکار کرتا ہے وہ گمراہی میں دور نکل گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام کا فلسفہء عروج

اسلام کے تیزی سے ترقی کرنے اور بڑھنے کی کئی وجوہ نظر آتی ہیں تاہم واضح طور پر یہ صورت نمایاں دکھائی دیتی ہے کہ عقائد ونظریات پہلے وجود میں آئے اور اسلامی ریاست کے خدوخال

---

(1) البقرہ2;285

(2) النساء4;136

بعد میں، مغربی تہذیب میں یہ بات دکھائی نہیں دیتی وہاں پہلے سوسائٹی ہے پہلے ریاست ہے پھر نظریات ابھرتے ہیں، مگر حضور ﷺ کے لائے ہوئے نظام حیات میں عقائد ونظریات کا وجود پہلے دکھائی دیتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی نمایاں ہے کہ حضور ﷺ نے اس نظام حیات کو پھیلانے کے لئے زبان رنگ ونسل اور قومیت کو بنیاد کے طور پر استعمال نہیں فرمایا، ورنہ اُس وقت اور آج بھی لوگ ان چیزوں کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے بنیادی حیثیت میں دیکھتے ہیں اور فخر کرتے ہیں، ان امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے جزوی معاشرہ کا پرتو پڑ سکتا ہے مگر حضور ﷺ نے تو عالمگیر رسول کی حیثیت سے عالمگیر معاشرہ کا قیام فرمانا تھا اور یہ چیزیں وحدت انسانیت میں رکاوٹیں تھیں کہ انسان مختلف طبقات میں بٹے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور یہ اختلاف انسانوں کے اندر نفرت کی دیواریں ہیں، جو وحدت انسانی کو پارہ پارہ کرتی ہیں اور پھر یہ بات بھی ذہن میں رہے حضور ﷺ نے سوسائٹی کی بنیاد مادیت کی بجائے روحانیت پر رکھی ہے، اگرچہ زندگی گزارنے کے لئے مادیت کا بھی ایک خاصہ حصہ ہے مگر اصل نشانہ آخرت کی کامیابی ہے اور اسلام نے یہ درس عام دیا ہے کہ دنیا کے مال ومتاع کو زندگی کا مقصد نہ بنالیا جائے کہ یہ چیزیں انسان کی روحانی اقدار کو پامال کرتی ہیں حضور ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جس نے ان ہدایات کو تسلیم کیا وہ ایماندار کہلایا خواہ اس کی زبان، رنگ، نسل کچھ ہی کیوں نہ ہو اور جس نے اس محبت بھری آواز پر لبیک نہ کہا وہ ایمان سے خارج ہوا۔ خاندانی طور پر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو یہی نظام حیات تھا جس سے انسانیت کو امت واحدہ کی شکل میں جوڑا جا سکتا تھا، اسلام کے فلسفہ عروج میں ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ دنیا کی رسوائی وذلت سے یہ حالات پیدا ہو گئے تھے جنھوں نے لوگوں کو تبدیلی حالات پر آمادہ کیا جتنے زیادہ حالات خراب تھے اسی قدر لوگوں کے ذہنوں میں تلاش حق کا احساس بڑھتا گیا اور حیات بخش ضابطہ حیات کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہوتے گئے، قبول حق کے لئے تڑپ اس قدر بڑھ چکی تھی کہ لوگ گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور تلاش حق میں سرگرداں ہو گئے، سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سرگذشت اس سلسلہ میں دلیل کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے، کئی راہبوں کے دروازوں کی خاک چھانی، خدمات انجام دیں آخر ایک راہب نے آپ کو محبوب پاک کی خدمت میں حاضری کا اشارہ دیا کہ ان کا نظام تیری پیاس بجھا سکے گا (1)

(1) ابن ھشام، السیرۃ، سلیمان الرجل، ص 221/1

اس تلاش اور پیاس کی یہ صورت تھی کہ ورقہ بن نوفل، زید بن عمر، عثمان بن حویرث، عبیداللہ بن جحش نے اپنی بت پرست قوم کو بہکی ہوئی قوم کہا انکی بت پرستی کے دوران الگ تھلگ بیٹھ کر ان کی گمراہی کا ذکر کرتے تھے (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دین اسلام

مناسب سمجھا کہ اس چوتھے حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کے بارہ میں کچھ لکھا جائے۔ دین اسلام کا ذکر قرآن مقدس کی سورہ آل عمران میں اسطرح ہے

ان الدین عنداللہ الاسلام (2)

بے شک اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ دین دین اسلام ہی ہے اسی سورہ آل عمران شریف میں دوسری جگہ دین اسلام کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (3)

جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا لفظ دین کا ذکر قرآن مقدس سورۃ البینہ میں بھی اسطرح موجود ہے

وما امروا الا لیعبداللہ مخلصین لہ الدین (4)

لوگوں کو ایسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام دینوں کو چھوڑ کر خالص اسلام کے متبع ہو کر اللہ تعالی کی عبادت کریں قرآن مقدس نے سورہ التوبہ میں بھی دین کی عظمت کو اسطرح بیان فرمایا ہے؛

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ

علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (5)

---

(1) عبدالملک بن ھشام بن ایوب الحمیری المعافری ابومحمد جمال الدین المتوفی 213 السیرۃ النبویۃ ،عبداللہ بن جحش ،ص 222/1

(2) آل عمران 19;3

(3) آل عمران 85;3

(4) البینہ 5;98

(5) التوبہ 33;9

وہ اللہ تعالی جس نے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہدایت کیساتھ اور سچے دین کے ساتھ اس لیے بھیجا کہ وہ سارے دینوں پر غالب آ جائے اگر چہ کفار و مشرکین کو یہ اچھا نہ ہی لگے۔ اسی دین اسلام کی عظمت کو قرآن مقدس نے ایک اور جگہ سورہ انفال میں اسطرح بیان فرمایا

وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنه ویکون والدین کله
لله(1)

کفار سے جنگ کرو تا کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دنیا میں صرف اللہ کا دین دین اسلام ہی رہ جائے قرآن مقدس کی مندرجہ بالا آیات مقدسہ سے دین اسلام کی عظمت و ہیبت کا واضح طور پر پتہ چلتا ہے اسلام کی آمد سے پہلے ادیان اپنے اپنے وقت میں حق تھے اب کوئی انہیں مانے تو قبول نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے ہمارا دین دین اسلام کسی شخصیت کی طرف منسوب نہیں جیسے یہودی یہودا کی طرف عیسائی حضرت مسیح کی طرف بدھا بدھ کی طرف اسلام ان سب پر محیط اور جامع ہے۔ اسلام کا معنی ہے گردن بہ اطاعت نہادن، بندگی کیلئے گردن کو جھکا دینا اسلام ہے تابع فرمان ہونے کو اسلام کہا جاتا ہے اب آپ خود اندازہ کرلیں پوری کائنات پر غور کریں چاند تارے عرش کرسی لوح وقلم زمین وآسمان غرضیکہ کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے تابع حکم نہ ہو۔ لہٰذا کائنات کی ہر شے میں اسلام کی حقیقت نمایاں ہورہی ہے جو اسلام کے قائل نہیں وہ بھی اس فلسفہ تسلیم کی روشنی میں اسلام میں ہیں مگر ان کو اس پر اجر و جزا نہیں ہوگی کہ وہ خوشی سے نہیں مجبوری سے ہیں دکھ سکھ رنج وغم موت وحیات کے سلسلہ میں وہ اپنے رب کے تابع ہیں وہ لوگ بھی حضور ﷺ کی امت ہیں مگر امت دعوت کہ حضور ﷺ نے اپنے دین اسلام کی طرف بلایا وہ نہ آئے سزا پا گئے مار کھا گئے اور ہم اسلام کے ماننے والے بھی امت ہیں مگر امت اجابت ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے بلانے پر لبیک کہا اور دامن رحمت میں آ گئے اور جزا کے حقدار ٹھہرے لفظ اسلام پر بھی غور کرنے سے اس دین کی عظمت کا احساس ہوتا ہے اسلام میں لفظ سلم پایا جاتا ہے جس کا معنیٰ ہے سلامتی کا عافیت کا بچ نکلنے کا ہے اسی لفظ سے سلم

(1) الانفال 39;8

بھی ہے جس کا معنیٰ سیڑھی ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے اگر کوئی خدا تک پہنچنا چاہتا ہے تو وہاں تک جانے کی سیڑھی صرف اسلام ہی ہے۔اسی سے لفظ لمس بھی ہے جس کا معنیٰ تلاش ہے تو کہا جا سکتا ہے اگر کسی کو محبوب کی تلاش مطلوب ہے تو وہ اسی راہ پر ہی ملے گا۔اسی سے لفظ املس بھی ہے جس کا ایک معنیٰ نرمی کا آتا ہے تو کہا جا سکتا ہے یہی وہ دین ہے جسمیں درگزر ہے نرمی ہے معافی ہے اس معنیٰ پر غور کرنے کیلئے صلیبی جنگوں کے واقعات پڑھ لیں جب عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسلمانون کے ساتھ کس قدر ظالمانہ رویہ اختیار کیا، تاریخ کے اوراق گواہ ہیں اور جب صلاح الدین ایوبی نے قبضہ لیا تو کس قدر شفقت ومحبت کا مظاہرہ کیا۔حضور سید عالم ﷺ نے فتح مکہ پر کس قدر محبت وشفقت کا مظاہرہ فرمایا تمام مجرموں سے فرمایا

ازھبواانتم الطلقاء لاتثریب علیکم الیوم۔(1)

جاؤ تم آزاد ہو تم پر کسی قسم کی گرفت نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انسان کی تکمیل دین سے ہے

لفظ دین کئی معانی میں مشترک ہے عبادت، جزاء، اطاعت، حساب، ملت، تقویٰ، غلبہ، حال ،عبودیت طریقہ اور اسلام پر دین کا اطلاق ہوتا ہے انسانی وجود جسم اور روح دونوں سے بنا ہے جسم کی تمام ضروریات زمین سے وابستہ ہیں کہ میرے جسم کو زمین سے تعلق ہے یہاں کی خوراک رہائش، علاج ایسے امور سے جسم کو فائدہ پہنچتا ہے رہا روح کا مسئلہ وہ یہاں کی شے ہی نہیں وہ عالم بالا کی شے ہے جسم اور روح دونوں الگ الگ ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں ہر شے اپنی ملکی غذا پسند کرتی ہے روح کی بھی یہی حالت ہے وہ جسم کی خوراک، لباس ادویات سے الگ تھلگ ہے ہاں اس کے ملک کی خوراک آئے گی تو شوق سے استعمال کرلے گی یہ خوراک جو عالم بالا سے اسے ملے گی یہ کلام الٰہی ہے ارشادات ربانی ہیں احکام خداوندی میں یہی ارشادات واحکام دین کہلاتے ہیں اور یہ طریقہ ہر دور میں رہا کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے رب کی طرف سے دیئے گئے احکام اپنی امتوں کو پہنچائے اور ان پر عمل کرانے کی

(1) ابوالفتح ،عیون الاثر ،ص199/2
ابن کثیر ،السیرۃ النبویۃ ،ص570/3

کوشش کرتے رہے یہی نظام حیات دین کہلاتا ہے اب اگر میں صرف جسم کے معاملات وحالات پر ہی توجہ دیتا ہوں اور روح کی خوراک حاصل کرنے سے بے نیاز ہوں تو اپنے کو کامل مومن نہیں کہلاسکتا جیسے میرے ذمہ لازم ہے اپنے جسم کی حفاظت کروں بیمار ہوں تو علاج کروں بھوکا ہوں تو کھاؤں، پیاسا ہوں تو پیوں اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے میں اپنے روح کی حفاظت کروں اسکی ضروریات پوری کروں بیمار ہوں تو علاج کروں میری روح کی حفاظت کیلئے ضروری ہے کہ عالم بالا کی خوراک استعمال کروں اگر میں نے جسم کو پالا اور روح کو بھوکا رکھا تو پرلے درجے کی ناانصافی ہوگی ظلم ہوگا میری روح کا علاج وحی الٰہی کی اتباع ہے اور یہی دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے ہمیں وہ دین عطا ہوا جو اسلام کے نام سے متعارف ہے اس دین کی خوبیاں کمالات آئندہ صفحات میں آئیں گے انشاء اللہ العزیز اب مجھے اپنے کو کامل انسان بنانے کیلئے میری شدید مجبوری ہے کہ میں دین کو مانوں اگر میرے اندر دین کو ماننے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے تو میں انسان کامل بن سکتا ہوں نہیں تو ارشاد خداوندی

اولئك كالانعام بل هم اضل۔ (1)

ایسے لوگ جو دین سے دور ہیں اور احکام الٰہی کی پرواہ نہیں کرتے وہ تو چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اگر میں اپنی روح کو دینی خوراک نہیں دیتا اور اسے یاد الٰہی سے دور رکھتا ہوں تو روح مرجائے گی یہ کیسے پتہ چلے روح زندہ کس کی ہے اور مردہ کس کی تو دیکھ لیں اگر خدا کی نافرمانی کرنے پر آپ خوش ہیں اور فخر کرتے ہیں تو سمجھ لیں روح مر چکی ہے اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کرنے سے آپ خوش ہیں تو اللہ کا شکر کریں اسکی روح زندہ ہے احکام الٰہی پر عمل کرنے کا نام ہی دین پر چلنا ہے۔

وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه بعدد خلقه

(1) الاعراف 179;7

دوسراباب

اسلام کی جامعیت

عالمگیرنسخہ

اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں بے شمار بیماریاں پھیل چکی تھیں۔اگر چہ ان کا علاج ہوتا رہا مگر وہ علاج جزوی تھا کہ علاج کرنے والے اطباء انبیاء علیہم السلام بھیجے ہی محدود خطوں کیلئے گئے تھے۔ جیسے قرآن مقدس نوح علیہ السلام کے بارہ میں فرماتا ہے۔

لقد ارسلنا نوحا الی قومہ(1)

ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا واضح ہے کہ قوم ایک محدود خطہ میں تھی یا جیسے سیدنا موسی علیہ السلام کو حکم ملتا ہے

اخرج قومك من الظلمات الی النور(2)

اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں یہاں بھی بنی اسرائیل کے ایک بہت بڑے طبیب کا ذکر ہے مگر وہ صرف اپنی قوم کا ہی ہے۔

اسی طرح حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے

والی مدین اخاھم شعیبا (3)

اور مدین کی طرف ان کا بھائی شعیب آیا یہاں بھی وہی محدود علاج ہے محدود خطہ کا ذکر ہے یا جیسے قوم عاد کی طرف ایک معالج بھیجنے کا ذکر ہے

والی عاد اخاھم ھودا قوم(4)

عاد کی طرف ان کا بھائی ہود آیا وہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے معالج سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس طرح ملتا ہے(رسولا الی بنی اسرائیل)(5)

جس سے واضح ہے کہ آپ نبی صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کا پیغام لائے اور انہیں کی

---

(1) الاعراف 59:7

(2) ابراھیم 5:14

(3) الاعراف 85:7

(4) الھود 50:11

(5) آل عمران 49:3

اصلاح فرمائی انجیل کی روشنی میں آپ کا ارشاد اسوقت یہی ملتا ہے ''میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کیلئے بھیجا گیا ہوں'' آپکی اصلاحی تحریک اور بیماروں کو بچانے کا دائرہ صرف بنی اسرائیل تک ہی محدود تھا مگر فساد شرقاغربا پھیل چکا ہے تمام مذاہب فساد کا شکار ہو چکے تھے لوگ باطل عقائد کی دلدل میں پھنس چکے تھے آسمانی کتب تحریف کا نشانہ بن چکی تھیں عالم کے اس نقشے کو خود قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا

ظهر الفساد فی البر والبحر (1)

خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا تھا اب دنیا کو شدید ضرورت تھی کہ کوئی عالمگیر طبیب آئے اور عالمگیر نسخہ لائے جس کے استعمال سے صدیوں کے بیمار بچ سکیں۔ اور موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا بیمار شفاء یاب ہو کر اصلاح کا کام کریں۔ اللہ رب العزت جل مجدہ کی رحمت کاملہ موجزن ہوئی کہ کائنات بھر کے طبیب اعظم پیارے رسول اللہ ﷺ کائنات بھر کے علاج واصلاح کیلئے جلوہ گر ہوئے رب قدوس جل جلالہ نے اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا

وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا (2)

اور ہم نے تجھے تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اس عالمگیر رسول ﷺ کی عالمگیری کا ذکر دوسری جگہ پر اس طرح بھی ملتا ہے

وهو الذی ارسل رسوله باالهدیٰ ودین الحق لیظهره

علی الدین کله ولو کره المشرکون (3)

وہی ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک برا منائیں رسول اللہ ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت اسی وقت ہی نمایاں ہوگی جب تمام مذاہب عالم کے ساتھ اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کر کے ثابت کیا جائے کہ اسلام ہی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور تمام انسانی مسائل کا حل صرف اور صرف اسلام ہی پیش کرتا ہے چنانچہ حضور سید عالم ﷺ

---

(1) الروم 41:30

(2) السباء 28:34

(3) التوبہ 33:9

نے تمام مذاہب عالم کے غلط عقائد ونظریات اورفسادات کی اصلاح کی اوراس پوری انسانیت کیلئے ایک عالمگیرنسخہ قرآن مقدس پیش فرمایااس عنوان کوقرآن مقدس نے اسطرح بیان فرمایا ہے

" وما انزلنا عليك الكتاب الا لتبين لهم الذى

اختلفوا فيه "(1)

ہم نے تجھ پر کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ تو ان کیلئے وہ باتیں کھول کر بیان کرے جن میں اختلاف کرتے ہیں۔الحمدللہ یہ عالمگیرنسخہ اسلام ہے اس عالمگیرنسخہ کے بارہ میں قرآن مقدس کا ارشادملتا ہے۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى

ورضيت لكم الاسلام دينا (2)

آج میں نے تمہارادین تمہارے لئے مکمل کردیااورتم پراپنی نعمت کوپورا کردیااورتمہارادین اسلام ہونے پر میں راضی ہوں اس عالمگیرنسخہ کے عالمگیر ہونے پرقرآں مقدس کا یہ ارشادواضح دلیل ہے مافرطنافی الکتاب من شئی اس کتاب میں ہر چیز بیان کردی گئی ہے۔

وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه بعدد خلقه

نسخہ کی عظمت

کسی بھی نسخہ کی عظمت کوجاننے کیلئے

ایک پہلو یہ ہے کہ یہ نسخہ کس طبیب کا ہے

دوسراپہلو یہ ہے کہ اس نسخہ سےلوگوں کو بیماری سے فائدہ کس قدر پہنچا ہے

تیسراپہلو یہ ہے کہ یہ نسخہ بیماروں میں مقبول کس قدر رہا

چوتھاپہلو یہ ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے بیمار تیزی سے شفاپاتا ہے یادیر سے

پانچواں پہلو یہ ہے کہ اس نسخہ کواستعمال کرکے بچ جانے والےلوگ کون کون ہیں

(1) النحل 64:16

(2) المائدہ 3:5

اسی عنوان پر جب نسخہ اسلام کے لانے والے پر نگاہ جاتی ہے تو وہ طبیب اعظم پیارے آقا ﷺ ہیں جنکی عظمت، ہیبت، نبوت کا جواب اولین وآخرین میں نہیں ہے اور پھر یہ طبیب اعظم کسی گاؤں، خطہ یا علاقہ کیلئے نہیں پوری کائنات کیلئے ہیں جیسے خود ارشاد فرمایا

انی ارسلت الی الخلق کافۃ(1)

میں پوری کائنات کیلئے بھیجا گیا ہوں اور جب دوسرا پہلو دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ۲۳ سال کے مختصر ترین عرصہ میں کس قدر کثیر مقدار میں لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور صحت یاب ہوئے حضور ﷺ کے حجۃ الوداع کے خطبہ میں قریبا سوا لاکھ بندہ تھا جو شفا سے نوازا گیا تھا نسخہ کی مقبولیت کے تیسرے پہلو کو دیکھیں تو بندہ ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ ایران، عراق، شام، مصر، فارس، حبش غرض دنیا کا کوئی ایسا خطہ دکھائی نہیں دیتا جہاں یہ نسخہ پہنچا نہیں یا وہاں پہنچ کر مقبول نہیں ہوا اس کے چوتھے پہلو پر نگاہ کریں کہ بیمار جلد صحت یاب ہوتا ہے یا دیر سے تو تاریخ اسلام ایسے ہزاروں واقعات بتاتی ہے کہ جونہی بیماروں نے طبیب اعظم کے چہرہ انور کو ہی دیکھا تو جھٹ دامن سے لپٹ گئے اور بیماری سے نجات پا گئے، بلکہ بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ دور دراز علاقوں میں رہنے والے مریضوں نے طبیب اعظم کا نام سنتے ہی شفا پالی۔

اس نسخہ کیمیا کے پانچویں پہلو کو دیکھیں کہ بچ جانے والے کون کون لوگ ہیں تو ایسی فہرست میں اولین لوگ جنہوں نے مکہ مکرمہ میں نسخہ استعمال کیا، سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضی، حضرت جعفر، حضرت طلحہ، خالد بن سعید، سعد بن وقاص، عفیف کندی، عمر بن عتبہ، عمار وصہیب، عبداللہ بن مسعود، حضرت حصین، زبیر بن عوام، سیدنا عبدالرحمان بن عوف، سیدنا حمزہ، ضمار بن ثعلبہ ازدی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم ہیں۔ غرضیکہ نسخہ کی عظمت کے پانچوں پہلو اس قدر شاندار اور نمایاں طور پر واضح ہیں کہ کسی عقل مند آدمی کو انکار کی گنجائش نہیں اگرچہ طبیب اعظم ﷺ پردہ میں تشریف لے گئے مگر ان کا لایا ہوا نسخہ اس وقت تک کامیاب ہے اور قیامت تک اس سے

---

(1) الترمزی، السنن، ماجاء فی الغنیمۃ، الرقم 1474، ص46/6
الاحمد، المسند، مسند ابی ھریرۃ، الرقم 8969، ص12/19
المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 812، ص109/3

لوگ فیضیاب ہوتے رہیں گے۔امریکہ اس نسخہ کا سخت دشمن ہے مگر سب سے زیادہ لوگ اسی خطہ میں فیض یاب ہورہے ہیں۔امریکہ کے صدر بُش نے خود بارہا اقرار کیا ہے کہ اسلام ساری دنیا سے زیادہ امریکہ میں پھیل رہا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نسخہ کی جامعیت

اس مقدس نسخہ دین اسلام کی عالمگیری پر نگاہ کریں تو واضح ہوتا ہے اس طبیب اعظم ﷺ کے بعد کوئی دوسرا طبیب نہیں آئے گا اور اس شفادہندہ نسخہ کے بعد کوئی دوسرا نسخہ شفا نہیں دے سکے گا۔

اس طبیب اعظم ﷺ کے آخری ہونے کو قرآن مقدس نے اس طرح بیان فرمایا۔

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (1)

اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

قرآن مقدس کی اسی تشریح کو اپنی زبان فیض ترجمان سے اس طرح فرمایا

’’ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ‘‘(2)

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔دوسرے مقام پر اس طرح ارشاد ملتا ہے۔

ان النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ۔(2)

بے شک نبوت ورسالت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ کوئی رسول ۔ایک تیسرے مقام پر حضور ﷺ نے اپنی عالمگیری حیثیت کو ایک مثال دے کر واضح فرمایا ’’میری اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا ہو اور اس کو ہر لحاظ سے خوبصورت کیا ہو، وہاں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو،لوگ اس مکان کے گرد گھومنے لگیں اور تعجب کرنے لگیں اور کہنے لگیں کہ یہ آخری اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

حضور سید عالم ﷺ کی یہ عالمگیری حیثیت واضح کرتی ہے کہ یہ مقدس نسخہ اسلام بھی عالمگیر

(1) الاحزاب 40:33

(2) الترمزی ،السنن ،ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات ،الرقم2198،ص230/8

ہے۔ جیسے حضور ﷺ کے بعد کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہی نہیں ایسے ہی اسلام کے بعد انسانوں کی اصلاح کیلئے کسی دوسرے نسخہ کی ضرورت ہی نہیں۔ اسلام کی موجودگی میں نئے احکام الٰہیہ کے نازل ہونے کی گنجائش ہی نہیں کہ قرآن مقدس نے دین اسلام کو اکمل قرار دیدیا ہے۔ جو شخص نبوت کے جاری ہونے کا قائل ہے وہ دراصل اسلام کو کامل دین نہیں سمجھتا۔ بس دین اسلام کامل ہو چکا اب زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی راہنمائی دین نہ کرتا ہو۔ حضور ﷺ کے بعد نبی آ جانے کے عقیدہ سے صرف امت اسلامیہ کا اتحاد ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ اسلام کا ہی تختہ الٹتا ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور شرف انسانیت

اسلام ہی وہ مقدس دین ہے جس نے شرف انسانیت کو قائم رکھتے ہوئے بارگاہ قدس تک پہنچنے کے قواعد وضوابط بیان فرمائے اور پریشان حال انسانیت کو بام عروج تک پہنچایا۔ عیسائیت میں خدا تک پہنچنے کیلئے رھبانیت کو فروغ دیا گیا کہ گھر بار چھوڑ کر بیوی بچوں ماں باپ سے منہ موڑ کر جنگل میں ڈیرہ جمائے ریاضت میں مصروف رہے خدا مل جائے گا۔ اسلام نے اس ضابطہ رُھبانیت کو مسترد کر دیا اور ماں باپ، بہن بھائی رشتہ داروں میں رہ کر ان کے حقوق ادا کر کے خدا تک پہنچنے کے اصول بتائے۔ عیسائیوں کی طرح روما کے آسمانی گرجا کے سایۂ میں لاکھوں انسانوں کو دنیا سے الگ تھلگ رہنے کا درس دیا جاتا ہے، آریہ مذہب میں بھی یہی کچھ ملتا ہے کہ جنگلوں، پہاڑوں اور غاروں میں زندگی گزار دی جائے، یہی ریاضت ہے، یہی عبادت ہے، اسی حالت، اسی کسمپرسی میں لوگ موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، کوئی ازدواجی تصور نظر نہیں آتا۔ جوگیوں، سنیاسیوں کی زندگی میں کہیں شرف انسانیت دکھائی نہیں دیتا، دھونی لگا کر اسی دھویں میں مست ومحو رہ کر گزر کرنا، لمبی لمبی لٹیں لٹکا کر زہد وتقویٰ کا تصور دینا کہ یہ لوگ خدا رسیدہ ہیں، لنگوٹے پہن کر آگ کے بیچ جلا کر اپنے مصنوعی خداؤں کو یاد کرنا سو فیصد شرف انسانیت کے خلاف ہے۔

ہندوؤں کے بعض انتہائی گئے گزرے تصورات میں جوان بچیوں کو پتھر کی مورتی کے ساتھ بیاہ دینے کی گھناؤنی رسم میں شرف انسانیت کی بربادی ہے۔ اسلام ہی وہ مہذب ومقدس دین ہے جس

نے گھر رہ کر والدین، بچوں، عزیزوں، رشتہ داروں کے حقوق ادا کر کے خدا تک پہنچنے کا راستہ دکھایا۔ اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا میں رہ کر دین کی آبیاری کرنے اور اس مبارک پودا سے پھل حاصل کرنے اور پھر اسے استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا، دین و دنیا کو قائم رکھنے کیلئے دعا سکھائی

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ ۔(1)

اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں بہتری عطا فرما۔ اسلام ہی وہ دین ہے جو نیکی اور پرہیز گاری سے مدد کا حکم دیتا ہے گناہوں اور برائیوں کے تعاون سے روکتا ہے، لوگوں میں حالات کو سازگار اور ماحول کو خوشگوار رکھنے کیلئے وعدوں کی پابندی کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے وفائی سے روکتا ہے کہ شرف انسانیت کو ضعف نہ پہنچے۔ اسلام ہی وہ دین ہے جو والدین اور ان کے ذریعہ سے پیدا ہونے والے رشتہ داروں کے حقوق پورے کرنے اور ان سے حسن سلوک کا درس دیتا ہے یہی مقدس دین ہے جو بدامنی، جھگڑے ،فسادات سے روک کر انسانیت میں امن ورواداری کے اصول بتا تا ہے، اسلام ہی وہ دین ہے جس نے اپنے نیک بندوں کی بے شمار صفات میں چند ایک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔ دنیا پر عجز وانکساری سے رہتے ہیں، جاہلوں سے جھگڑتے نہیں ان کیلئے سلامتی وامن کی دعا کرتے ہیں۔ فضول خرچی سے بچتے ہیں نیک کام پر خرچ کرنے میں تنگ دلی سے کام نہیں لیتے جھوٹ سے جھوٹی گواہی سے بہت دور رہتے ہیں سچ کہنے میں ڈر محسوس نہیں کرتے، سچ چھپانے کو قبیح گناہ سمجھتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین رحمت ہے

یہی مقدس دین ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی صفات رحمان ورحیم میں ایک اہم نظام لپٹا دکھائی دیتا ہے، کمزور پر رحم فرماتا ہے، گرے لوگوں کو رحم سے نوازتا ہے۔ ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کی

---

(1) البقرۃ 201:2

الیس اللہ ارحم بعبادہ من الام بولد ھا او کما

قال ﷺ(1)

کیا اللہ تعالیٰ کا پیارا اپنے بندوں سے اس پیار سے زیادہ نہیں جو ماں کو اپنے بچے سے ہوتا ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں یہ بات بالکل درست ہے۔ اسلام نے دوسروں پر رحم کرنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے

" ارحمو امن فی الارض یرحمکم من فی السماء او

کما قال ﷺ (2)

تم زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا اسی عنوان پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ملتا ہے

"لایرحم من لایرحم "(3)

جو خود کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے بہت سے اسماء حسنیٰ اسی جلوۂ رحمت کا منظر پیش کرتے ہیں، مصائب و مشکلات کو وہ دور فرماتا ہے تو یہی جلوہ رحمت دکھائی دیتا ہے، لوگوں کے گناہوں کا معاف کرنا بھی جلوۂ رحمت ہے، حق کے متلاشی کو منزل مقصود پر پہنچانا بھی رحمت ہے کسی کی غربت کو دور کر کے اُسے بے نیاز بنا دینا بھی رحمت ہے، کسی کو انعامات سے نوازنا بھی رحمت ہے، روح اور جسم کیلئے الگ الگ غذاؤں کا دینا بھی رحمت ہے، مجرموں کی توبہ قبول کر کے معاف کر دینا بھی رحمت ہے، وہ لوگوں کا محافظ ہے رقیب ہے، یہ بھی رحمت ہے۔ لوگوں کی دعاؤں کو قبول کرنا بھی رحمت ہے، اپنی مخلوق سے پیار کرنا بھی رحمت ہے، وہ کریم ہے دیتا ہے، معاوضہ کی اسے ضرورت نہیں یہ بھی رحمت ہے، وُدّ عربوں میں محبت کی اعلیٰ قسم سمجھی جاتی ہے اور وہ ودود ہے۔

---

(1) المولف سلیمان بن احمد بن ایوب بن میر الخیمی الشامی ابوالقاسم الطبرانی المتوفی 307ھجری
الکتاب المعجم الاوسط ،من اسمہ اسحاق ،الرقم 3129،ص 87/7

(2) الطبرانی ،المعجم الاوسط ،الرقم 1067،ص 344/19
الطبرانی ،المعجم الکبیر ،قطعۃ من المفقود ،الرقم 1460،ص 108/20

(3) الطبرانی ،المعجم الاوسط ،من لایرحم لایرحم ،الرقم 1064،ص 204/3
ابویعلی احمدبن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن حلال الطبرانی المتوفی 307،
الکتاب مسند ابی یعلی ،من لایرحم لایرحم ،الرقم 5759،ص 147/12

اللہ تعالی جل مجدہ کی تمام صفات مقدسہ قرآن مقدس نے نہایت ہی واضح اور حسین انداز میں بیان فرمائیں ،مگر صفت محبت کا ذکر اکثر وبیشتر ملتا ہے۔مثلاً سورۂ بقرہ میں ارشاد ملتا ہے''اللہ تعالی احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''(1)

سورۂ توبہ میں یہ ارشاد ملتا ہے''اللہ تعالی پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے''(2)

سورۂ آل عمران میں اس طرح ہے

"واللہ یحب الصابرین "(3)

اللہ تعالی صابروں سے پیار کرتا ہے سورۂ توبہ میں اسطرح ہے

''ان اللہ یحب المتقین "(4)

اللہ تعالی پرہیزگاروں سے محبت فرماتا ہے۔مندرجہ بالا آیات مبارکہ سے ان صفات کا ذکر ہے اگر بندہ اپنے اندر یہ صفات پیدا کرلے تو اللہ تعالی اس سے محبت فرماتا ہے۔کچھ ایسی قبیح عادات بھی ہیں اگر وہ بندے میں آجائیں تو اللہ تعالی اس بندے سے محبت نہیں فرماتا۔جیسے متعدد ارشادات خداوندی میں ہے۔

''اللہ تعالی ظالم سے محبت نہیں کرتا'' (5)

''فضول خرچ کو پسند نہیں کرتا''(6)

''اکڑباز کو پسند نہیں فرماتا''(7)

''فسادی کو پسند نہیں فرماتا''(8)

---

(1) التوبہ 108;9
(2) آل عمران 146:3
(3) التوبہ 4:9
(4) الشوریٰ 40;42
(5) الانعام 141;6
(6) النحل 23;16
(7) المائدہ 64;5
(8) الانفال 58;8

”خیانت کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا“(1)

”حدود الٰہیہ کو توڑنے والے کو پسند نہیں فرماتا(2)

متعدد احادیث طیبہ سے اسلام کے دین رحمت ومحبت ہونے کے واضح ارشادات ملتے ہیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت اس طرح نقل کی ہے

لاتدخلو الجنۃ حتیٰ تومنوا ۔ (3)

جب تک ایمان نہیں جنت نہیں

ولا تومنو حتیٰ تحابو او کما قال ﷺ۔(3)

جب تک آپس میں محبت نہیں ہوگی ایمان نہیں ایک اور حدیث شریف میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے اس حدیث شریف کو امام بخاری نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ ایمانداروں کی مثال ایک جسم کی سی ہے جو کئی اعضاء کا مجموعہ ہے پھر اگر ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ درد آنکھ کو ہے مگر تمام جسم پریشان ہے درد دانت کو ہے تکلیف سارے جسم کو ہے یہ ارشاد گرامی دین اسلام کے رحمت ومحبت ہونے کی واضح دلیل ہے ۔ پیار ومحبت کا یہی عنوان ابوداؤد شریف کی ایک دوسری روایت سے اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نبی تو نہیں شہید بھی نہیں مگر ان کا مقام بارگاہ قدس میں بلند ہے ان کی اس عظمت کے پیش نظر نبی اور شہید بھی انہیں پیار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ فرمائیں وہ کون سا گروہ ہے تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کی محبتیں، پیار، اُنس صرف اللہ رب العزت کے لئے ہے دنیا کی کوئی شے باعث نہیں ان کے چہرے روشن ہوں گے جب لوگ غم وپریشانی میں ہوں گے یہ بے خوف ہوں گے۔

یہی عنوان دوسری حدیث شریف میں اس طرح ملتا ہے اس حدیث شریف کو امام مسلم نے ابوہریرہ کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جل مجدہ فرمائے گا

---

(1) الانفال 58:8

(2) البقرہ 190:2

(3) لمولف ابوداود سلیمان بن العشعث بن لسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الاذدی لسجستانی المتوفی 275 الکتاب السنن ابی داود ،فی افشاء الاسلام ،الرقم 4519،ص 409/13
الترمذی ،السنن ،الرقم 2434،ص 50/9

اين المتحابون لجلالي ۔

جن کی محبت میرے لئے تھی وہ کہاں ہیں

اليوم اُظلهم فی ظلی ۔

میں انہیں آج اپنے سائے میں جگہ دوں گا

يوم لا ظل الاظلی۔(1)

جب میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ۔ایک اور حدیث شریف میں یہی مضمون محبت کو اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے اس حدیث شریف کو مالک نے ابی ادریس خولانی سے انہوں نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری محبت ان لوگوں کیلئے لازم ہوگئی ہے جن کی محبت میرے لئے ہے اور مل جل کی رہنا میرے لئے ہے اور ان کا خرچ کرنا میرے لئے ہے اسلام نے پیار ومحبت کے جذبہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ دنیا بھر کے انسان اس انداز پیار کا جواب دینے سے قاصر ہیں مسلم شریف میں یہی انداز محبت اس طرح بیان ہے

من ستر مسلماً ستره الله فی الدنيا والاخره ۔(2)

جس کسی نے مسلمان کی پردہ پوشی کی کہ اسکے گناہ غلطی کو چھپایا اللہ تعالیٰ اسکے عیبوں پر قیامت کو پردہ ڈالے گا۔

والله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخيه ۔ (3)

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔

اسلام دین علم ہے

اسلام ہی وہ دین ہے جس نے انسانوں کو علم سکھایا، پڑھایا اور اس پاکیزہ راہ پر چلایا۔اسلام کی علمی شمع اس وقت بھی روشن تھی جب پوری دنیا جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی، علم

(1) المسلم ،الصحيح ،فی فضل الحب فی السه ،الرقم4655،ص433/12

(2) المسلم ،الصحيح ،فی فضل لاجتماع ،الرقم4867،ص 212/13

(3) المسلم ،الصحيح ،فی فضل لاجتماع ،الرقم4867،ص 212/13

پھیلانے کیلئے ہزاروں درسگاہیں تھیں، درسگاہوں میں اس کثرت سے طلبہ ہوتے تھے کہ کسی بھی درسگاہ کو دیکھ کر کسی بڑے شہر آباد ہونے کا تصور ہوتا تھا، مختلف علوم پر تحقیقات ہوتی تھیں۔

محمود غزنوی کی شاہی ہیبت کو کون نہیں جانتا، اس کے دربار میں چار سو سے زائد علماء محققین ہمہ وقت مصروف تحقیق رہتے تھے۔ بغداد کی مشہور درسگاہ مدرسہ نظامیہ میں بیک وقت طلبہ کی تعداد سات ہزار سے زائد ہوتی تھی جس سے مسلمانوں کے علمی شغف کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس ادارہ کے ایک ہال میں پانچ سے دس ہزار تک انسانوں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ یہاں پر صرف قرآن وحدیث فقہ وتفسیر ہی نہیں پڑھائی جاتی تھی بلکہ فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور دوسرے بے شمار علوم بھی مختلف زبانوں میں پڑھائے ،سکھائے جاتے تھے۔ قرطبہ، غرناطہ کے کتب خانوں میں چار چار لاکھ کتب کا ذخیرہ موجود رہتا تھا ۔قرطبہ کی ایک درسگاہ میں چھ لاکھ سے زائد کتب کا ذخیرہ تھا یہ اسلام کی برکت ہی تھی کہ مسلمانوں نے حیران کن آلات تیار کر کے علمی میدان میں دنیا کو شکست دے دی، قرطبہ کے ایک مسلمان سائنسدان ابن فرناس نے عینک، مصر کے ایک مسلمان بادشاہ محمد الکامل نے جرمن کے ایک بادشاہ کو ایک کلاک بطور تحفہ دیا جس پر ایک چاند اور ایک سورج بنا ہوا تھا جو آسمانی چاند اور سورج کے مطابق حرکت کرتے تھے، ترکستان کے ایک شہر میں حکم نامی سائنسدان نے چاند بنایا تھا جو رات کو سو مربع میل پر روشنی کرتا تھا تاریخ شاہد ہے غیر مسلموں نے سپین کے دینی مدارس سے علم، فن، تہذیب، تمدن، اخلاق سب کچھ سیکھا اور پھر مسلمان اساتذہ کی شاگردی پر فخر کیا مسلمانوں نے کاشتکاری کے حسین ترین کارنامے یورپ والوں کو سکھائے اور زراعت میں اپنا علمی سکہ جمایا اور دنیا بھر کے غیر مسلموں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا غیر مسلم مسلمانوں میں دریا کے دھارے کی طرح بہتے علوم پر رشک کرتے اور کڑھتے تھے، ایک پادری دکھ سے کہتا ہے افسوس میرے ہم مذہب لوگ مسلمانوں کے علوم، کلام اور فلسفہ میں دلچسپی رکھتے ہیں اور عربی زبان کے علاوہ وہ کچھ نہ جانتے ہیں، نہ سمجھتے ہیں، ولیم دوم عربی میں گفتگو کا ماہر تھا۔

فریڈرک نے اپنے دور میں سلطنت کے طول وعرض میں عربی کی تعلیم لازمی قرار دیدی تھی ،برطانیہ کے فاتح ولیم کے ساتھ یہود کی ایک بہت بڑی تعداد آئی تھی جو عربی کے ماہر تھے اور انہوں نے انگلینڈ میں عربی سکول کھولے۔(1)

(1) دی ایج آف فیتھ بحوالہ ضیاء النبی ،جلد دوم

جرمن کے مشہور فلسفی البرتوس اور اٹلی کے مشہور پادری طامس کی ساری تالیفات مسلمان علماء، فارابی، سینا، اور الکندی کے گرد گھومتی دکھائی دیتی ہیں۔فرانس کے بادشاہ لوئی نے اپنے دور میں پورے ملک کے کونے کونے میں ابن رشد کے فلسفہ کو فروغ دیا۔

مغربی ممالک ہمیشہ اسلام کے نظام حیات سے متاثر رہے ہیں وہ زندگی کا کوئی بھی میدان کیوں نہ ہو، وہ تجارت ہے یا تہذیب، علم ہے یا صحت، صنعت ہے یا زراعت۔ وِل آیوران لکھتا ہے اندلسی مسلمانوں نے چاول، گنا، انار، کپاس، ریشم، کیلا، سنگترہ، لیموں اور کھجور کاشت کر کے قرطبہ، غرناطہ کو دنیا کا باغیچہ بنادیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین حفاظت ہے

اسلام ہی وہ مقدس دین جو انسان کو اس کے ہر عضو کی حفاظت کا حکم دیتا ہے اور اس کے طیب وطاہر رہنے کے اصول بتاتا ہے مثلاً انسانی جسم کا ایک اہم حصہ زبان ہے جس کی حرکت سے ایمان وکفر کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، اسلام نے اس اہم حصہ کے متعلق بہت سی ہدایات وارشادات سے نوازا ہے، اس عظیم حصہ کو برباد کرنے والی بہت سی بیماریاں ہیں جو عام انسانوں میں پائی جاتی ہیں اور اس آدمی کو یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ بیمار ہے اور تباہ ہو رہا ہے۔اسلام چاہتا ہے کہ زبان تمام بیماریوں سے محفوظ رہے اس عظیم حصہ کی مرکزی بیماری کلمات کفریہ ہیں، جن کے استعمال سے بندہ دائرہ اسلام سے نکل کر کفر کی گھٹاٹوپ وادیوں میں چلا جاتا ہے، پھر ان وادیوں سے نکلنا اس کے لئے پہاڑ سے دودھ کی نہر نکالنے کی طرح انتہائی مشکل ہو جاتا ہے اس اندھیرے کے ہوتے ہوئے اس پر کسی قسم کی روشنیاں اثر انداز نہیں ہوتیں یہ ایسے ہی سمجھا جائے جیسے رات میں ہزاروں بلب جلانے سے رات جائے گی نہیں البتہ ایک تھوڑی سی عارضی روشنی ضرور ہوگی رات اپنی جگہ پر قائم ہے، ستارے بھی لاکھوں ہوتے ہیں مگر رات جاتی نہیں، چاند بھی جگمگاتا ہے مگر رات قائم ہے، ہاں اس کے جانے کی صرف اور صرف یہی ایک صورت ہے کہ سورج نکل آئے ،ایسے اس کفر کی سیاہ رات جانے کے لئے ضروری ہے کہ ایمان کا آفتاب نکلے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام کے آٹھ قومی تحفظات

کچھ لوگوں نے اسلامی سزاؤں پر ہرزہ سرائی کی ہے یہ بہتان ہے دراصل یہ سزائیں قومی تحفظات ہیں، اسلام چونکہ امن وسلامتی کا دین ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کے اپنے اجتماعی نظام حیات میں کوئی ایسا کام ہو جس سے قوم کے اجتماعی نظام حیات کو نقصان پہنچے اسی بناء پر اس نے بُری حرکات کا سختی سے نوٹس لیا ہے اور اُن حرکات کی سزائیں مقرر کی ہیں کہ فتنہ مزید پھیلنے کی بجائے فوری ختم ہو جائے اور قوم اس کے مضر اثرات سے محفوظ رہ سکے مثلا

ارتداد

کسی شخص کا اسلام سے باغی ہو کر کفر میں چلا جانا ارتداد ہے اور یہ بندہ مرتد کہلاتا ہے اگر اس فتنے کا نوٹس نہ لیا جائے تو یہ فتنہ پوری قوم میں سرایت کرتا جائے گا جس سے قوم کی اجتماعیت بٹ جائے گی اور ملک میں دھڑے بندی، فتن وفسادات کی آگ بھڑک اُٹھے گی، تو اسلام نے اس خطرہ کا انسداد اسطرح کیا ہے کہ اسلام سے پھر جانے والے کی سزا قتل مقرر کردی ہے حضور ا نے اس خطرناک مہلک فتنہ کا انسداد اسطرح فرما کر قومی تحفظ فرمایا، ارشاد فرمایا

من بدل دینه فاقتلوه(1)

جس نے اپنا دین بدل لیا (مرتد ہو گیا) اس کو قتل کردو، قرآن مقدس نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا

ومن یرتدد منكم عن دینه فیمت وهو كافر فاولئك
حبطت اعمالهم فی الدنیا والآخرة واولئك اصحاب
النار (2)

تم میں سے جو بھی دین اسلام سے پھر جائے اور اس کی موت کفر کی حالت میں ہو تو ان لوگوں کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہی لوگ جہنمی ہیں، اسلام کا یہ حکم قومی تحفظ ہے۔

وصلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) المولف محمد بن اسماعیل ابوعبدالله البخاری الجحفی،
الکتاب، الجامع الصحیح، لایعذب بعذاب الله، الرقم 2794، ص211/10
ابوداود، السنن، فی من ارتد، الرقم 3787، ص428/11

(2) البقرہ 217:2

بغاوت

یہ بھی ایک خطرناک فتنہ ہے، جس سے نظام حکومت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور قومی تحفظ پر ضربِ کاری لگتی ہے اگر بغاوت کو ملک میں جائز قرار دیدیا جائے ،تو واضح ہے کہ ملک میں بدامنی، اضطراب اور پریشانی کی لہر دوڑ جائے گی جس کی اجازت اسلام نہیں دیتا اس لئے اسلامی حکومت سے بغاوت کرنے والے کی سزا بھی قتل مقرر کردی ہے قرآن مقدس نے بغاوت کی سزا کو اسطرح ارشاد فرمایا ہے

فان بغت احداھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی

حتی تفئ الی امر اللہ (1)

اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو پھر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے اور (لڑائی بند نہ کرے) اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی اس سلسلہ میں واضح ملتا ہے،

من اعطیٰ امام صفقۃ یدہ فلیطعہ ما استطاع فان

جاء آخر ینازعہ فاضربوا عنق الآخر او کما قال

ﷺ (2)

جس نے اپنا ہاتھ امام وقت کے ہاتھ میں دے دیا اور دل سے اس کی امامت تسلیم کرلی تو اسے چاہئے جہاں تک ہوسکے امام کی اطاعت کرے اگر کوئی دوسرا شخص امام کے مدمقابل ہوجائے تو اس کی گردن ماردو،

اسلام امن قائم رکھنے کیلئے ہر اس فتنے کو دباتا ہے جس سے ملک وقوم میں بدامنی پھیلنے کا خطرہ ہو، اسلام کا یہ حکم بھی قومی تحفظ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الحجرات 9:49

(2) المسلم ،الجامع الصحیح ،فی وجوب الوفاء ،الرقم 3431،ص 380/9

ابی داود ،السنن ،ذکر الفتن ودلائلھا ،الرقم 3707،ص 319/11

زنا

یہ بھی ایک شدید قبیح اور برا کام ہے جس پر کنٹرول کرنا، قیام امن کیلئے شدید ضروری ہے، قرآن مقدس نے اسی برے فعل کا ذکر اسطرح فرمایا

انه کان فاحشة و ساء سبیلا (1)

وہ کھلی بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔ اس سے بچنے کا حکم اسطرح ملتا ہے

لا تقربوا الزناء (1)

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، ایسی حرکات، ایسے اشارے جس سے زنا کیلئے راہیں ہموار ہوں ان سے بھی بچو، اگر چہ تورات، انجیل زبور میں بھی زنا کی مذمت ملتی ہے مگر جس حسین انداز میں اسلام نے اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اس کا جواب نہیں۔ تورات وانجیل کے پڑھنے والے مغربی ممالک میں مردوں، عورتوں، طلبہ، طالبات کا بلا روک ٹوک کاموں میں شریک ہونا، بے تکلف گفتگو کرنا، ہنسی مذاق کی پرواہ نہ کرنا، یہ سب کچھ پایا جاتا ہے اور یہ ساری باتیں زنا کیلئے راہیں ہموار کرتی ہیں، قربان جائیں اسلامی تعلیمات پر کہ اسلام نے

لا تقربو الزناء (1)

کا حکم دے کر ان ساری غیر شرعی حرکات سے بھی روک دیا ہے، اگر زنا جیسی قبیح حرکت پر کنٹرول نہ کیا جائے تو خاندانی نظام کو شدید دھچکہ لگتا ہے جو چاہے کسی کی بیوی کو اپنی بیوی بنالے، حسب ونسب کا معاملہ خراب ہو جائے گا بے حیائی کو فروغ ہوگا، جرائم بڑھیں گے۔ اسلام نے اس قبیح حرکت کی سزا مقرر کر دی ہے کہ ملک امن کا گہوارہ بنا رہے، اگر زانی کنوارہ ہے تو اس کو کوڑے مارے جائیں گے اور ملک بدر کر دیا جائے گا اگر زانی شادی شدہ ہے تو اس کو سنگسار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اسلام کا یہ حکم بھی قومی تحفظ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الاسراء 32:17

چوری

اس بُرے کام سے بھی ملک میں بدامنی پھیلتی ہے اس لئے اسلام نے اس قبیح حرکت کا بھی سختی سے نوٹس لیا ہے اگر چوری کے عمل کو سختی سے نہ کچلا جائے تو ہر شخص دوسرے کے ہر کام میں شریک بن جائے گا اور مالک بن بیٹھے گا جو سراسر زیادتی ہے چوری پر چشم پوشی کی صورت میں ہر طاقت ور ہر کمزور پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کرے گا اور کمزور محض بیچارے ہو کر رہ جائیں گے اور ملک میں کسی کی ملکیت کا تحفظ نہ ہو سکے گا اور کسی کی زیادتی سے جائیداد کے بچاؤ کا کوئی پہلو نہ رہے گا جب یہ نظام ہی درست نہ رہے گا تو ملکی امن کس طرح قائم رہ سکے گا، اسی بناء پر اسلام نے چوری کے سدّ باب کیلئے اس کی شدید سزا مقرر کردی ہے جس کے لاگو کرنے سے خاصی حد تک ملک میں امن قائم ہو جاتا ہے۔

قرآن مقدس نے اس بری حرکت کی سزا کا ذکر اسطرح فرمایا،

السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا

نکالا من الله(1)

جو مرد عورت چوری کرے ان کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کے کردار کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے، اسلام کا یہ حکم بھی قومی تحفظ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه وسلم

قتل وزخم

یہ دونوں جرم ایسے ہیں جس سے افراد کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور جماعت وحکومت کے دونوں نظاموں کو بھی۔ نظام حکومت میں خرابی اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ حکومت کا مقصد ملک میں امن قائم رکھنا ہے اور قتل سے امن نہیں بلکہ بدامنی ہے، جماعتی نظام کا مقصد یہ ہے کہ افراد کی جانی، مالی حفاظت کی جائے قتل اور زخمی کرنے میں یہ دونوں باتیں نہیں، اگر قتل کرنے اور کسی کو زخمی کرنے کا نوٹس نہ لیا جائے تو غریب ہمیشہ مار کھاتا رہے گا، زخموں کو چاٹتا رہے گا طاقتور لوگ اکڑ جائیں گے لوگ کاموں میں مصروف رہنے کی بجائے اپنی جانوں کو بچانے کی فکر میں رہیں گے اور ملک کا کاروباری

---

(1) المائدہ 38:5

نظام معطل رہے گا اسی لئے شریعت مطہرہ نے جماعت کی حفاظت کیلئے قتل عمدہ میں قصاص اور قتل خطاء میں دیت مقرر کی ہے تا کہ افراد کی حفاظت ہو جائے اور جماعت کے اندر کسی قسم کی گڑ بڑ پیدا نہ ہو اور ملک میں اطمینان وسکون کا دور چلتا رہے، قرآن مقدس نے اس عنوان کو اسطرح ذکر فرمایا ہے

یا یھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص (1)

اے ایمان والو! تم پر (مقتولین کے بارے میں) قصاص فرض کر دیا گیا ہے، دوسری جگہ حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی اسطرح ملتا ہے

من قتل له قتلا فاهله بين خيرتين ان احبو ا فالقود

، وان احبو فالقتل او كما قال ﷺ (2)

جس کا کوئی ذاتی قتل کیا جائے تو مقتول کے وارثوں کو اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو بدلہ لے لیں اور چاہیں تو خون بہا (دیت) لے لیں اگر کسی نے کسی کو بے خبری، بلا ارادہ قتل کر دیا تو قرآن مقدس نے اس کا کفارہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔

من قتل مومنا خطأ فتحرير رقبة مومنه ودية

مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا (3)

جو کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا بھی ہے جو مقتول کے وارثوں کے سپرد کر دیا جائے مگر یہ کہ وہ وارث اس خون بہا کو معاف کر دیں، پوری تفصیل اسی مقام پر قرآن مقدس نے بیان کر دی ہے، اسلام کا یہ حکم بھی قومی تحفظ ہے۔

وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه بعدد خلقه

تہمت

ملک کو بدامنی کا شکار بنانے کیلئے ایک قبیح حرکت تہمت بھی ہے جو خاندانوں کو بھی برباد کرتی

---

(1) البقرة 2:178

(2) البیہقی، معرفۃ السنن، ولد الدم، ص184/13

(3) النساء 4:92

ہے اور حکومتی نظام امن کو بھی اس لئے اسلام نے اس قبیح حرکت کرنے والے افراد کو سزا سنائی ہے کہ وہ اس سے بچیں، اسلام نے تہمت کی دو سزائیں مقرر کی ہیں ایک یہ کہ تہمت کا ارتکاب کرنے والے بندے کی شہادت قبول نہ کی جائے گا ی دوسری یہ کہ اسے ۸۰ درّے لگائے جائیں گے قرآن مقدس نے سورہ نور شریف میں اسطرح ارشاد فرمایا

والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتو بأربعة

شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولا تقبلوا لهم

شهادة ابدا اولئك هم الفاسقون (1)

جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر اپنی بات کی تصدیق کیلئے چار گواہ پیش نہیں کرتے تو تم انہیں ان کے اس برے کام پر سختی سے مارو اور انہیں ہمیشہ کیلئے مردود الشہادۃ بنا دو، ان کی گواہی کبھی نہ مانے جائے گی یہ لوگ فاسق ہیں، اسلام کا یہ حکم بھی قومی تحفظ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

شراب نوشی

ریاست کے امن کو برباد کرنے والے کاموں میں ایک کام شراب نوشی بھی ہے جس سے عقل وشعور مفلوج ہو جاتے ہیں، بے حیائی اور بدتمیزی کو فروغ ملتا ہے، جب عقل وشعور ہی نہ رہے تو اب جو چاہے جیسا چاہے کرے اس بندے کا یہ انداز ملک میں بدامنی پیدا کرنا، قتل وغارت کو فروغ دینا ہے، اس کی یہ قبیح حرکت اس کی صحت کو تباہ و برباد کردے گی نسل بھی تباہ ہو گی حکومتی نظام بھی متاثر ہو گا لوگوں کیلئے ان کے مال، جان کی حفاظت کا مسئلہ بھی پیدا ہو جائے گا، بریں بناء اسلام نے شراب نوشی کو حرام قرار دے دیا اور اس کی سزا بھی مقرر کر دی تا کہ ملک امن و عافیت کا گہوارہ بنا رہے اور ایک دوسرے کے حقوق سلب نہ ہوں اس لئے کہ شرابی اپنی بدمستی میں کسی کے حق کا خیال نہیں کرتا اس کے اس انداز سے نظام کی تباہی اور قوم کا نقصان ہے اسلام نے قیام امن، قومی تحفظ اور اس بندے کی خیر خواہی، آخرت کی بہتری کیلئے اس کی سزا مقرر کی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

---

(1) النور 4:24

من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فاجلدوه(1)

جو شخص شراب پئے اسے درّے لگاؤ اگر پھر پئے تو پھر سزا دو، اسی درے کی تعیین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام کے اجماع سے ہوئی، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ شراب نوش کو ۸۰ درے لگائے جائیں اسلام کا یہ حکم بھی قومی تحفظ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

اللہ اور رسول اللہ سے جنگ

اگر اس امر پر کنٹرول نہ کیا جائے کہ جو چاہے جیسے چاہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو روندتا پھرے تو اس کی ایسی مجرمانہ حرکات سے ریاست میں سخت بدامنی ہوگی، ایمانداروں کے جذبات کو ٹھیس لگے گی، بدکرداروں کے حوصلے بلند ہوں گے، یہ عمل لوگوں کے دلوں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کم کرنے کا پیش خیمہ بنے گا، اسلامی ریاست کے اندر لوگوں کے دو دھڑے بن جائیں گے جن کی آپس میں دشمنی کے باعث اسلامی ریاست مشکلات ومصائب کا شکار ہو جائے گی، اسلام نے اس قبیح حرکت کے سدّ باب کیلئے چار سزائیں مقرر کی ہیں،

۱۔ صرف قتل

۲۔ قتل اور سلب

۳۔ ہاتھ اور پاؤں کا کاٹنا

۴۔ شہر بدر کرنا

اس ضمن میں قرآن مقدس کا اعلان کھلی دلیل ہے

، انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ و یسعون
فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم
وارجلھم من خلاف او ینفو من الارض(2)

یہی سزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے کی

(1) ابوداود ،السنن ،اذاتتابع فی شرب الخمر ،الرقم 3888،ص 65/12

(2) المائدہ 33:5

کوشش کرتے ہیں، (ان کی سزا یہ ہے) کہ ان کو قتل کیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں یا وطن سے دور کر دیا جائے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنا، زمین میں فساد پھیلانا، یہ دو لفظ ایسے جامع ہیں جس میں کفار کے حملے ان کی اسلام کے خلاف سازشیں، ارتداد کا فتنہ، رہزنی، ڈکیتی، ناحق قتل، تہمت، مجرمانہ سازشیں غلط پروپیگنڈا ایسے سب جرائم شامل ہیں۔ ان میں ہر جرم ایسا ہے جس کا ارتکاب کرنے والا ان چار سزاؤں میں سے کسی نہ کسی کا ضرور مستحق ٹھہرتا ہے۔ اسلام کا یہ حکم بھی قومی تحفظ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

اسلام اور امن وسلامتی

یہی مقدس دین ہے جس کا نام لینے سے فوراً ذہن امن وسلامتی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

اسلام کا ایک معنی

ادخلوا فی السلم (1)

بھی ہے۔ جیسے کہ امام راغب اصفہانی نے نقل فرمایا ہے۔ یعنی امن وسلامتی اور صلح آشتی میں داخل ہو جانا اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں ایک نام السلام بھی ہے۔ امن وامان بخشنے والا تکلیفوں اور مصیبتوں سے بچانے والا سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میں نے آپ کا پہلا خطبہ سنا جس میں آپ نے فرمایا

افشوا السلام بینکم (2)

آپس میں امن وسلامتی کا پیغام عام کرو چنانچہ اسلامی اداب میں سلامتی کی دعا اسقدر عام ہے کہ کوئی جانتا ہو یا نہ اسے بھی اسلام علیکم کہا جاتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

تقراء السلام علی من عرفت ومن لم تعرف (3)

---

(1) البقرۃ 2:208

(2) ابن راھویہ، المسند، ص 372/1

اصبھانی، اخبار اصبھانی، من اسمہ محمد، الرقم 1632، ص 403/8

(3) البخاری، الجامع الصحیح، باب اطعام الطعام من الاسلام، الرقم 11، ص 19/11

پہچان والے اورناواقف سبھی کوسلام کہوتفسیر المنار میں علامہ رشید مصری لکھتے ہیں خیر مقدمی کیلئے مسلمانوں کا سلام اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ ان کا دین امن وسلامتی کا دین ہے۔دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ عربوں کا دور جاہلیت کس قدر بدامنی کا دور تھا کس قدر جنگوں کا دور تھا اسلام کی آمد سے قبل عربوں کی باہمی عداوتیں تاریخ انسانی کا ایک سیاہ دور تھا اوس اور خزرج کی جنگوں کو کون نہیں جانتا بات بات پر جھگڑا فتنہ کھڑا ہو جاتا تھا۔ان بھائیوں میں جنگ پھیلتے پھیلتے نسلوں تک پھیل گئی۔یہاں تک کہ دونوں قبیلوں کی دشمنی صرف سمیہ کے معاملہ میں ایک سو سال تک چلی گئی ان کے درمیان چھوٹی بڑی جنگوں کی تعداد ایک ہزار سات سو تک جا پہنچتی ہے۔(1)

حضوسید عالم ﷺ کی ذات بابرکات نے ان جنگوں کو ختم کرنے کیلئے عملی قدم اٹھایا معاہدہ حلف الفضول میں حضور ﷺ کا شریک ہونا قیام امن کیلئے ایک زبردست عملی اقدام تھا۔چنانچہ عبداللہ بن جدعان نے اہل مکہ کو اپنے گھر بلایا اور یہ فیصلہ کرایا کہ کسی غریب پر ظلم نہیں ہونے دیا جائے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق ضرور دلایا جائے گا۔سہیلی نے الروض الانف میں تفصیل لکھی ہے کہ یہ حلف ہوا تھا ہم سب مل کر مٹھی بن جائیں گے اور یہ ہاتھ ظالم کے خلاف اٹھا رہے گا۔جب تک ظالم مظلوم کو حق ادا کر دے۔حضور سید عالم ﷺ نے امن وسلامتی کیلئے عملی اقدامات فرمائے مظلوموں کی مدد کی اپنے اثر ورسوخ سے لوگوں کو امن پہنچایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ میں قیام امن

مدینہ منوہ پہنچ کر حضور انے سب سے پہلے جس کام پر توجہ دی وہ امن وسلامتی کا مسئلہ ہی ہے ۔مہاجرین وانصار کے درمیان مواخات بھائی چارہ پیدا کرنا قیام امن کیلئے ہی تھا اور یہ نظام امن اس قدر کامیاب ہوا کہ انصار نے اپنی جانیں بھی پیش کر دیں اسی قیام امن کے سلسلہ میں دوسرا کام میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے یہ یہود سے معاہدہ تھا کہ شہر میں امن وسکون کی فضا برقرار رہے۔اس عظیم معاہدہ کی ایک ایک شق قیام امن وسلامتی پر دلالت کرتی ہے۔

(1) ابن کثیر ،السیرۃ ،ص199/3

1۔ مدینہ منورہ کے اندر کشت وخون کو حرام سمجھا جائے گا۔

2۔ مظلوم کی ہر حال میں مدد کی جائے گی (یعنی ظالم کی مخالفت کی جائے گی)

3۔ تمام جھگڑوں کا آخری فیصلہ خود حضور ﷺ فرمایا کریں گے۔

4۔ یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل ہو گی اور ان کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہو گی۔

5۔ مدینہ منورہ پر کوئی حملہ ہوا تو دونوں فریق (مسلمان، یہودی) اکٹھے مدافعت کریں گے۔

6۔ خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے رائج ہے وہی قائم رہے گا۔

اس میثاق کی بہت سی اہم شقیں ہیں جس کی تفصیل کتب سیرت میں ملتی ہے۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صلح حدیبیہ اور امن

حضور ﷺ کی قیادت میں ۱۴سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمرہ کیلئے مکہ مکرمہ جانا اور وہاں پر قریش مکہ کا مزاحم ہونا اور پھر انتہائی تکلیف دہ شرائط پر صلح کرنے کیلئے مجبور کرنا کس قدر دکھ دہ مسئلہ تھا مگر حضور ﷺ نے قیام امن کی خاطر یہ سب کچھ قبول فرمالیا حالانکہ کفار کی طرف سے شرائط پر بعض صحابہ کرام نے ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا مگر محبوب علیہ السلام نے انہیں خاموش رہنے کی تلقین فرما کر۔ اس انتہائی مشکل مرحلہ کو طے فرمالیا یہ سارا معاملہ بتاتا ہے حضور ﷺ کے پیش نظر جنگ نہیں امن ہے، جھگڑا نہیں اتفاق ہے تاریخ اسلام کا یہ عظیم واقعہ بتاتا ہے اسلام کس قدر اپنے دامن میں امن وسلامتی لئے ہوئے ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابوالفتح ،عیون الاثر ،ص181/2

ابن کثیر ،السیرۃ ،ص324/3

فتح مکہ اور سلامتی

تاریخ اسلام کا یہ عظیم واقعہ کس قدر سلامتی امن اور محبت کا درس دیتا ہے مر الظہران کے مقام پر جب ابوسفیان حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو حضرت عباس نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور ابوسفیان اپنی قوم کا لیڈر رہے اسے کوئی اعزاز بخشیں تو حضور ﷺ نے فرمایا

من دخل دار ابی سفیان فھو امن

جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو گیا اسے امان ہے عرض کی گئی حضور یہ گھر تو چھوٹا سا ہے امن مختصر ہو گا تو فرمایا

من القی السلام فھو امن

جس نے ہتھیار ڈال دیئے اسلامی لشکر اسے بھی کچھ نہیں کہے گا۔ اس امن وسلامتی کیلئے مزید ارشاد فرمایا

من اغلق الباب فھو امن(1)

جس نے دروازہ بھی بند کر لیا اسے امان ہے چنانچہ اہل مکہ نے اس پیغام امن وسلامتی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ابوداؤد شریف میں ہے

فتفرق الناس الی دارھم والی المسجد (2)

لوگ پناہ لینے کیلئے مسجد حرام یا اپنے گھروں میں چلے گئے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ دس ہزار پر مشتمل لشکر اسلام کس قدر امن پیار اور سلامتی کی فضا میں مکہ مکرمہ داخل ہوا ہے ورنہ بادشاہوں کا انداز فتح لوگوں سے مخفی نہیں قرآن مقدس فرماتا ہے۔

ان الملوك اذا دخلو اقرية افسدوھا(3)

جب لوگ (فاتحانہ) داخل ہوتے ہیں تو فساد برپا کرتے ہیں۔ عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں مگر محبوب کا انداز داخلہ لاجواب ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابن ھشام ،السیرۃ،ص46/4

(2) ابوداود ،السنن، کتاب الخراج ،ص71/3

(3) النحل 34;27

انگریز مؤرخ شروڈار

مسٹر لارڈ ولیم ڈاڈا نے فتح مکہ کے عنوان پر تبصرہ کرتے لکھا ہے" محمد اپنے دائرہ حکومت میں پورے اختیارات رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی دشمنوں کے مقابلے میں آپ نے ہمیشہ نرمی اور انصاف سے کام لیا ہے آپ کے ابنائے وطن نے جس طرح آپ کے حقوق کے خلاف سرکشی کی وہ ایک ظالم حکمران کیلئے کافی وجہ ہوسکتی تھی کہ وہ ان سب کو تباہ کردیتا لیکن انہوں نے سوائے چند مجرموں کے سب کو معافی دیدی اور تمام واقعات استہزاًاور اہانت پر خاک ڈال دی آپ کا وہ کمال جو آپ نے فتح مکہ کے بعد منافقوں کے حق میں ظاہر کیا اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بربریت اور درگزر

حضور سید عالم ﷺ کا فتح مکہ کے موقعہ پر دشمنوں سے حسن سلوک اُن کے جرائم پر چشم پوشی

اذھبوا انتم الطلقاء (1)

جاؤ تم آزاد ہو کا اعلان اپنے بدترین دشمنوں سے درگذر کی مثال کائنات بھر کے حکمرانوں اور سلاطین سے نہیں مل سکتی۔ چند ایک اشارے ذہن میں رہ جائیں تو موازنہ آسان ہو جائے گا۔

قبار کے زمانہ ۵۰۱ء تا ۵۳۱ء میں جب حکومت ایران کے اشارہ سے حیرہ کے بادشاہ منذر نے شام پر چڑھائی کی تو اُس نے انطاکیہ میں چار سو راہبات کو پکڑ کر عزیٰ بت پر بھینٹ چڑھا دیا۔

خسرو پرویز نے جب قیصر مارلیس کا بدلہ لینے کے بہانے سلطنت روم کے خلاف اعلان جنگ کیا تو اپنی حدود ملکیت میں عیسائیوں کے گرجوں کو مسمار کرادیا تھا۔ صلیب پرستوں کو آتش پرستی پر مجبور کردیا تھا

بازنطینی امپائر ای اے فورڈ نے لکھا ہے ۶۱۵ء میں جب اس نے بیت المقدس کو فتح کیا تو

---

(1) الصالحی ،سبل الھدی والرشاد ،ص230/5

المولف محمد بن ابی بکربن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیہ ،المتوفی 751ھجر ی

الکتاب ،زادالمعاد فی ھدی خیر العباد ،ص108/3

وہاں کے بطریق اعظم ذکریا کو گرفتار کیا۔ سینٹ مالٹا کے عظیم گرجاؤں کو آگ لگا دی تین سال کی مذہبی یادگاریں نذر آتش کردیں، قیمتی سامان لوٹ لیا اور نوے ہزار عیسائیوں کو قتل اور قید کیا۔

پھر اس کے جواب میں جب ہرقل نے شمالی ایران پر حملہ کیا تو مجوسیوں کے آتشکدوں کو برباد کیا۔ زرتشت کے وطن ارسیا کو پیوند خاک کیا اور مجوسی مذہب کی توہین و تذلیل میں کوئی کسر نہ چھوڑی، پھر ۷۵ء میں جب ٹیٹوس رومی نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو سینکڑوں خواتین کی عزت برباد کی گئی۔ ہزاروں آدمی گرفتار کر کے مزدور بنا لئے۔ ہزاروں کو گرفتار کر کے جلاوطن کیا گیا دوران جنگ ۲۷ ہزار افراد گرفتار کئے گئے، جن میں سے ۱۱ رہزار افراد بھوک کی وجہ سے مر گئے، اس میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان کی مجموعی تعداد ایک لاکھ تینتیس ہزار سات سو انچاس بتائی جاتی ہے

یہ ہے مہذب قوموں کی داستان۔ ان سطور سے پہلے آپ نے سید عالم ﷺ کی فتوحات کو پڑھا، کوئی بھی آدمی عدل وانصاف سے اس وحشت و بربریت اور اُس عفو و درگزر کو دیکھے تو یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ حق وصداقت امن و عافیت کا پہلو اسلام کے سائے میں ہی ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے چند سالوں میں دنیا پر چھا گئی۔ اور حضور ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں زیادہ سے زیادہ ۷۵۹ افراد جنگوں میں کام آئے اور یہ نظام اسلام قریباً ۱۲ لاکھ مربع میل پر چھا گیا اور کثیر تعداد میں اولاد آدم اسلامی نظام حیات کے سائے میں آ گئی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اسلام اپنے حق و صداقت کے بل بوتے پر دنیا پر پھیل رہا ہے اور اس سے پہلی مذہبی تحریکیں دم توڑ رہی ہیں یہ نظام اسلام سب سے پیچھے آ کر سب سے آگے دکھائی دے رہا ہے امریکہ کے صدر بش نے خود اعتراف کیا ہے، اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور رزق حلال

اسلامی اصولوں پر پابندی کرنے کے سلسلہ میں عموماً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے فرائض کو تو پابندی سے ادا کر لیا جاتا ہے۔ مگر رزق حلال کے عنوان سے پرواہ نہیں کی جاتی۔ جو تمام عبادات کو عروج پر لیجانے اور رنگ چڑھانے میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن مقدس نے اس ضمن میں انبیاء علیہم

السلام کو بھی اسطرح خطاب فرمایا۔

یاایھا الرسل کلو من الطیبات واعملو صالحا (1)

اے گروہ انبیاء پاک چیزیں کھاؤ اور عمل صالح کرو۔اس ارشاد گرامی سے رزق حلال کی اہمیت کا پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس قدر ضروری ہے۔انبیاء علیہم السلام کو خطاب اس لئے ہے کہ وہ دوسروں کیلئے نمونہ ثابت ہوں اس کے بعد پھر یہی حکم ایمانداروں کو ہے۔

یا ایھا الذین امنوا کلو من طیبت ما رزقنا کم (2)

اے ایمان والو پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حلال روزی کمانا فرض کے بعد ایک فرض ہے بندے پر لازم ہے کہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے رزق حلال کا اہتمام کرے۔رزق حلال کی تلاش میں بہت محنت ہمت سے کام لینا پڑتا ہے۔اگر یہ رزق حلال ایک جگہ حاصل نہیں تو چاہیے ایسی جگہ،موقع ،عمل تلاش کرے کہ رزق حلال میسر آسکے۔ طبرانی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیہقی نے شعب الایمان حضور ﷺ کے اس ارشاد کو نقل کیا ہے۔مسلمانو! روئے زمین کے پوشیدہ مقامات میں روزی تلاش کرو۔اس ارشاد گرامی کی روشنی میں آغاز اسلام میں مسلمانوں نے اپنی تجارت کو اس قدر وسعت دی کہ تقریباً پوری دنیا کو اپنی تجارتی منڈی بنالیا۔انڈونیشا فلپائن وغیرہ ممالک میں تو اشاعت اسلام کا فریضہ تاجروں کے ذریعہ سے ہی پھیلا۔

آج اس دور میں دیکھا جائے تو بھی یہ عمل دکھائی دیتا ہے۔کتنے پاکستانی لوگ ہیں جو بیرون ممالک پہنچ کر اپنے تجارتی کاروبار کو فروغ دے رہے ہیں۔اپنے لئے اور پھر اس طرح سے ملک کیلئے بھی بہتری کا باعث بنے ہوئے ہیں۔اپنی اور اپنے اہل وعیال کے معاشی ضروریات پوری کرنے کیلئے کسب معاش فرض ہے۔زیادہ کی جائے تو مستحب ہے البتہ نیت یہ ہونی چاہیے کہ زائد رقم حاجتمندوں میں صرف ہوگی۔رزق حاصل کرنے کا ذریعہ ناجائز وحرام ہو تو وہ رزق حرام ہے جس سے بچا جانا بڑا ہی ضروری ہے۔رزق حرام سے پلا ہوا جسم جنت کی نعمت سے محروم رہے گا اور رزق حلال سے پلا ہوا جسم

---

(1) المومنون 51:53

(2) البقرہ 172:2

جنت کے انعامات سے نوازا جائیگا۔حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من اکل حلالاً اربعین ایاما اجری الله تعالی علی
لسانه ینابیع الحکمته او کما قال ﷺ ۔(1)

جس شخص نے (تجربہ کے طور پر ہی سہی) چالیس دن تک حلال کھایا اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر حکمت و دانائی کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ نے بھی اپنے عمل خاص سے کمانے کی مختلف صورتوں کو شرف بخشا ہے۔ ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام نے معماری کو نوازا، نوح علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام نے بڑھئی کے کام کو شرف بخشا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے ذرہ سازی فرمائی، الیسع علیہ السلام کھیتی باڑی فرماتے تھے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام رنگ سازی فرماتے تھے۔ حضور سید عالم ﷺ نے گلہ بانی کو عزت بخشی اور تجارت کو نوازا۔ معاش کا وہ طریقہ جس میں محنت سے کام لینا پڑے اسکی تائید میں ارشاد ملتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ۔ شاہ عبد العزیزؒ نے آیہ کریمہ

کلوا من طیبات ما رزقنکم (2)

کی تفسیر میں لکھا ہے سب سے بہتر کسب جہاد ہے۔ پھر تجارت اس کے بعد زراعت لوگوں نے معاش کی کئی صورتیں بنا رکھی ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ ناکہ لگا کر مسافروں کو لوٹنا بھی معاش بنا لیا گیا ہے اگر گن پوائنٹ پر طاقت کے ذریعہ اس طرح کمانا ہے تو یہ طریقہ تو بھیڑیا بھی اختیار کرتا ہے۔ شیر، چیتا بھی اسی راہ پر چل رہا ہے تو یہ صفت انسانی تو نہیں۔

درندوں کی صفت ہے ایسا کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ سوچیں کہیں انسانیت کو چھوڑ کر درندوں کی صفت تو نہیں اپنا رہے اگر قوت اور سینہ زوری قتل وغارت سے کمانا ہے تو انسان و حیوان میں فرق کیا رہ گیا۔ معاش کی ایک صورت یہ بھی اپنائی جا رہی ہے۔ قتل وغارت اور مار پیٹ کر کمانے کی

---

(1) ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی، المتوفی 505 ہجری
احیاء علوم الدین، فضیلة الحلال ومذمة الحرام، ص 436/1

(2) البقرہ 57:2

ہمت تو نہیں مگر رات کی تاریکی میں نقب لگا کر کسی کا مال چرا کر گزر اوقات کی جاتی ہے۔تو یہ کام تو بلی کتا چوہا بھی کرتے ہیں جب دیکھتے ہیں مالک غافل ہے تو کام کر جاتے ہیں۔انسان اشرف المخلوقات ہے ،اسے امتیاز چاہیے تاج خلافت اس کے سر پر رکھا گیا ہے۔اسے چاہیے کہ رزق حاصل کرنے کیلئے عقل وفکر فہم وادراک سے کام لے، طاقت کا غلط استعمال نہ کرے سفلی جذبات کو انصاف کے تقاضوں پر غالب نہ آنے دے رزق کمانے کی ایک تیسری صورت یہ بھی اختیار کی جا رہی ہے کہ تندرست وتوانا ہونے کے باوجود بھیک مانگ کر گزر اوقات کرتا ہے۔

کمائی کی یہ صورت بھی اسلامی روح کے منافی ہے اسلام کسی صحت مند شخص کو اجازت نہیں دیتا کہ دست سوال دراز کرے یا کسی کی کمائی بیٹھے بٹھائے کھاتا رہے۔حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور امداد چاہی تو حضور ﷺ نے اسے کلہاڑی خرید کردے دی اور ہدایت فرمائی کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچا کرو اس نے اس پر عمل کیا۔قدرت نے اسے خود کفیل بنا دیا اس کا گزر اوقات بہتر ہو گیا (ابوداؤد ترمذی کتاب الصدقات) حضور ﷺ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا'' یہ اچھا ہے یا قیامت میں چہرہ پر گدائی کا داغ لگا کر جانا'' حضور ﷺ کریم ہیں رحیم ہیں مگر آپ کو گدائی کا عمل ناپسند تھا۔حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا'' جو شخص لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لا دلائے اور بیچ کر اپنی آبرو بچائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے الفاروق میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ذلیل پیشہ بھی لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے۔(1)

اسی مقام پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہل علم کیلئے یہ ارشاد بھی ملتا ہے ''مسلمانوں پر اپنا بوجھ نہ ڈالو'' یعنی علم پڑھانے کا معاوضہ کم سے کم ضروریات کے مطابق حاصل کرو۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔'' جس شخص نے حلال کھایا سنت کے طریقہ پر عمل کیا اور اس کی زیادتی سے لوگ امن میں رہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔(2)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی ملتا ہے'' میں رزق حلال کی طلب میں مرنے کو جہاد میں مرنے سے زیادہ پسند کرتا ہوں''۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الفاروق ،ص492

(2) الترمزی ،السنن ، ص69/2

حرام کی مذمت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص لمبا سفر کر کے گرد وغبار میں اٹا ہوا آتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ربی ربی کہتا ہے مگر اس کا کھانا پینا لباس اور نشوونما سب حرام کی کمائی سے ہوتو اسکی دعا کہاں قبول ہوگی (ترمذی شریف صہ 75 ج 2) اِسی ضمن میں دوسرا ارشاد گرامی عظیم راہنمائی کرتا ہے فرمایا کوئی شخص حرام مال کمائے پھر اُس سے صدقہ وخیرات دے تو یہ صدقہ قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ اپنی ذات پر اور گھر والوں پر خرچ کرے تو برکت نہیں ہوگی اگر وہ (یہ حرام مال) چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ بنے گا،(مشکوٰۃ شریف باب الکسب وطلب الحلال) سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد ہے حرام مال سے صدقہ دینے والا اس شخص کی طرح ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے حرام خور آدمی اپنا سکون برباد کر لیتا ہے صدقہ وخیرات کر کے یا اس سے مال جمع کر کے محض ایک خانہ پُری کرتا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں جیسے پیشاب کا ایک قطرہ بھرے ٹب کو برباد کر دیتا ہے،حرام کی تھوڑی سی ملاوٹ بھی حلال کو برباد کر دیتی ہے ۔حرام کھانے کا ایک واضح تصور یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ تعالی نے تم پر حرام کر دیں ہیں اُنہیں نہ کھاؤ شراب حرام ہے،مت پیئو۔سود حرام ہے مت کھاؤ وغیرہ وغیرہ مگر دوسرا پہلو جو حرام خوری کا ہے اُسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ شے حلال ہے مگر اُسے غلط انداز سے لیا جاتا ہے جو اُسے حرام کر دیتا ہے۔بکری حلال ہے،مگر جب اُسے چوری دھوکہ فریب سے لیا جائے گا تو اس کا کھانا حرام ہو جائے گا۔زیادہ تر حرام خوری کی صورتیں ایسی ہی ہیں جن سے بچنا ضروری ہے کسی دوسرے کا حق مارنا حرام ہے مگر احساس نہیں کیا جاتا قرآن مقدس نے وضاحت فرمائی

ولاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل (1)

ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ کسی کا حق غصب کرنے کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے فرمایا''جو کسی کی زمین میں سے ایک بالشت بھر بھی ٹکڑا ظلم سے غصب کریگا وہ خدا کے سامنے اس حالت میں لایا جائے گا کہ اللہ تعالی اس پر غضبناک ہو''دھوکہ دہی کے ہزاروں واقعات آئے دن دکھائی دیتے ہیں جو سب کے سب حرام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عنوان پر اسطرح

(1) البقرہ 2:188

ارشاد ہے

من غش فلیس منا ۔(1)

دکاندار طبقہ اشیاء میں ملاوٹ کر کے حرام کا مرتکب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چھوٹے دکاندار دہی دودھ گھی میں ملاوٹ سے حرام کے مرتکب ہو جاتے ہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور ایفائے عہد

ہمارے معاشرہ میں جہاں اور بے شمار بگاڑ، نقائص اور خامیاں پائی جاتی ہیں وہاں ایک زبردست خامی، بدعہدی، بے وفائی بھی ہے۔ جس کا مشاہدہ ہم آپس کے معاملات میں کرتے رہتے ہیں ۔ اسلامی زندگی گزارنے کیلئے دوسری اعلیٰ صفات کے ساتھ عہد کی پابندی بھی ہے ۔ جس سے انسانی زندگی میں ایک خاص انداز کا نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ پکے وعدہ کو بھی عہد کہا جاتا ہے۔ ذمہ داری کے معنی میں بھی عہد کا لفظ آجاتا ہے، اسی مسئلہ کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ زبانی کلامی بات ہو تو وعدہ ہے، گواہ بنالئے جائیں تو عہد تحریر بھی ہو جائے تو میثاق کے الفاظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مقدس نے ایمانداروں کی اوصاف میں ایفاء عہد کا بھی ذکر فرمایا ہے

۔ والموفون بعهدهم اذا عاهدوا (2)

(وہ نیک لوگ ہیں) جب عہد کریں تو وفا کریں۔ قرآن مقدس نے دوسرے مقام پر ایماندار لوگوں کی صفات کا ذکر اس طرح بھی فرمایا ہے۔

والذین هم لاماناتهم وعهدهم راعون (3)

وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیں، عہد کی پابندی صفات الٰہیہ میں سے ایک صفت ہے۔ قرآن مقدس سورہ الزمر میں ارشاد ہوتا ہے۔

---

(1) ابوداود ،السنن ،النهی عن الغشی ،الرقم2995،ص313/9

(2) البقرہ 177:2

(3) المومنون 8:23

لا یخلف المیعاد(1)

اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا وعدہ کی پابندی کے مسئلہ کو متعدد مقامات پر ذکر فرمانا اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔سورہ بنی اسرائیل شریف میں ارشاد ہے،

واوفو بالعھد ان العھد کان مسئولا (2)

عہد کو پورا کرو کہ قیامت کے دن عہد کی جواب طلبی ہوگی۔انسان کے معاہدوں میں سب سے پہلا وعدہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے ہے جب اس نے فرمایا

الست بربکم (3)

کیا میں تمہارا رب نہیں،ہم سب نے کہا

بلی(3)

' ہاں یا اللہ تو ہمارا رب ہے۔اب ہمیں دیکھنا چاہئے کیا اللہ تعالیٰ سے کئے گئے اس وعدہ کو نبھا رہے ہیں یہ عہد وہ ازلی عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے لیا تھا کہ وہ اس کی بندگی کریں گے اور اس کے بغیر کسی کی عبادت نہیں کریں گے،اب ہمیں دیکھنا ہے کیا واقعی ہی ہم اس کی عبادت کرر ہے ہیں یا اپنے نظریات وخواہشات اور نفسانی تقاضوں کو ہی سب کچھ مان رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے اس پہلے وعدہ سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو رب ماننا انسانی فطرت و طبیعت کے اندر داخل ہے،قرآن مقدس سورہ الرعد میں اس ایفاء عہد کو اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے۔

الذین یوفون بعھد اللہ ولا ینقضون المیثاق (4)

اور وہ اللہ کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اُسے مضبوط کرنے کے بعد توڑ نہیں ڈالتے ، ایمانداروں کی صفات میں اس صفت کو خاص اہمیت حاصل ہے،ایمانداروں کی اس صفت عہد کی اہمیت

---

(1) آل عمران 9:3

(2) الاسراء 34:17

(3) الاعراف 172:7

(4) الرعد 20;13

حضور ﷺ کے اس ارشاد سے مزید واضح ہے۔

لا دین لمن لا عہدلہ (1)

جس میں عہد نہیں اس میں ایمان نہیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بخاری شریف کتاب الادب میں ایک باب باندھا ہے، جس کا عنوان ہے (حسن العہد من الایمان) حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے بیہقی کے حوالہ سے ایک روایت بیان کی ہے ایک بڑھیا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تو حضور ﷺ نے اس سے اس کی خیریت پوچھی اور توجہ دی اس کے چلے جانے پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور یہ کون بی بی تھی جس پر آپ نے اس قدر توجہ فرمائی تو آپ نے فرمایا عائشہ یہ خدیجہ کے زمانہ میں ہمارے ہاں آیا کرتی تھی اور حسن عہد ایمان سے ہے یعنی اپنے ملنے جلنے والوں سے اچھا سلوک رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔(2)

حضور ﷺ کے بدترین مخالفین کو نبوت پر تو اعتراض تھا مگر آپ کی صفت وفاء عہد کے زبردست قائل تھے۔امام بخاری علیہ الرحمہ نے قیصر روم کے دربار میں مکہ مکرمہ کے تاجروں کے واقعہ کو بیان فرمایا ہے، قیصر روم نے تاجروں کے وفد کے لیڈر ابوسفیان سے کئی ایک سوالات کئے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ کبھی محمد ﷺ نے بدعہدی بھی کی ہے۔ابوسفیان کو مجبوراً یہ جواب دینا پڑا کہ نہیں (3)

اسلام کی تاریخ میں حضرت وحشی کا واقعہ اس سلسلہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے، حضرت وحشی نے سیدنا حمزہ کو شہید کیا تھا اور پھر اسلام کے ڈر سے پریشان رہتے تھے کہ شائد اُن کا حشر کیا ہو، طائف والوں نے مدینہ منورہ بھیجنے کیلئے ایک وفد تیار کیا جس میں وحشی کا نام بھی تھا جناب وحشی کو ڈر تھا کہ وہ مدینہ منورہ کو گئے تو اُن سے حمزہ کا انتقام لیا جائے گا مگر خود دشمنوں نے حضرت وحشی کو یقین دلایا کہ تم بے خوف ہو جاؤ، قطعی خطرہ محسوس نہ کرو محمد ﷺ سفیروں کو قتل نہیں کرتے، چنانچہ وہ اسی اعتماد پر مدینہ منورہ گئے، دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے (4)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البیہقی، السنن الکبری، ص288/6

(2) البیہقی، شعب الایمان، الرقم8826، ص123/19

(3) البخاری، الجامع الصحیح، دعا النبی، الرقم2723، ص93/10

(4) البخاری، الجامع الصحیح، قصہ غزوہ بدر، ص345/12

اسلام اور عدل

دنیا میں رہ کر ہمیں اولاد والدین رشتہ داروں اور دوسرے انسانوں سے زندگی گذارنے کے لئے اسلام نے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے معاملات میں مساوات کا خیال رکھنا عدل کہلاتا ہے اسی وجہ سے تنازعات میں برابری کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کو عدالت کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے اسماء گرامی میں ایک نام پاک عادل بھی ہے عدل ایک ایسا عمل ہے جس کا حکم رب قدوس نے اس طرح فرمایا ہے

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (1)

بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے اس آیہ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا حکم مجھ پر لازم کر دیا گیا ہے مخلوق خدا کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم بھی دے دیا گیا ہے۔

عدل کو توازن مساوات اور برابری کے معنٰی میں لیا جائے تو غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے اس پوری کائنات کا نظام ہی عدل سے چل رہا ہے ہمارے اجسام میں چاروں عناصر کام کر رہے ہیں اگر ان عناصر میں کمی بیشی ہو جائے تو سارے جسم کا نظام بگڑ کر رہ جاتا ہے جسم میں سردی معیار سے بڑھ گئی تو بیماری، گرمی زیادتی اختیار کر گئی تو بیماری غرضیکہ اس کارخانہ ہستی کا وجود لحہ بہ لحہ توازن اعتدال کا تقاضا کرتا ہے اس نظام عدل کو اگر اپنے جسم پر دیکھا جائے تو مزید صورت حال واضح ہو جاتی ہے انسانی دونوں ہاتھ برابر ہوں تو جسم کا حسن ہے ایک کٹ جائے یا چھوٹا ہو جائے تو حسن ادھورا ہو جاتا ہے دونوں آنکھوں میں اعتدال توازن ضروری ہے اگر ایک آنکھ بڑی ہو جائے اور ایک چھوٹی ہو جائے تو آنکھوں کا حسن ختم ہو گیا اگر دونوں پاؤں برابر ہیں تو چال میں حسن ہے رفتار درست ہے، خدانخواستہ ایک پاؤں کٹ گیا یا چھوٹا ہو گیا لنگڑاہٹ سے انسانی جسم ادھورا ہو گیا۔ عدل وانصاف کے اس عنوان کو قرآن مقدس نے ایک مقام پر اس طرح بیان فرمایا ہے

وانزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط (2)

---

(1) النحل 90;16

(2) الحدید 25:57

ہم نے رسولوں کیساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اسلام نے نظام عدل کو مجھ سے ہی شروع فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

ان لنفسك عليك حق (1)

بے شک تیری جان کا تجھ پر حق ہے مجھے چاہیئے اپنے سے بھی انصاف کروں، ابوداؤد شریف کتاب الادب کی ایک روایت اس عنوان کی تائید کرتی ہے

لاتشدد وعلیٰ انفسکم فیشدد علیکم (2)

اپنے پر سختی نہ کرو کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر سختی کی جائے گی قرآن مقدس نے اس عنوان عدل کو سورۃ النساء میں اس طرح ذکر فرمایا ہے

واذا حكمتم بين الناس ان تحكموا

بالعدل (3)

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے کرو سورۃ المائدہ شریف میں عدل کرنے والوں کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا گیا

ان الله يحب المقسطين (4)

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے عدل اسلام کا ایک ایسا جامع ضابطہ ہے جو ہر جگہ ہر لمحہ جاری ہے مگر عوام اپنی کم علمی کی بنا پر صرف عدالتی نظام میں ہی انصاف کو عدل سمجھتے ہیں چونکہ جھگڑوں اور تنازعات میں گواہوں کا بھی اہم کردار ہے کہ عینی شاہد کی گواہی پر ہی جج فیصلہ دے گا۔ قرآن مقدس نے اس عدل وانصاف کے ضابطہ کو مزید حسین بنانے کے لئے گواہوں کو بھی حکم دیا ہے

يآ يهاالذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله

ولوعلى انفسكم (5)

---

(1) ابوداود ،السنن ،الرقم 1162،ص 131/4

(2) ابی داود،السنن ،باب فی الحسد ،الرقم 4258،ص 57/13

(3) النساء 4؛ 58

(4) المائدہ 5 : 42

(5) النساء 4: 135

اے ایمان والو انصاف کے علمبر دار بنو اور خدا کے واسطے گواہ بنو اگر چہ تمہاری گواہی کی زد میں تمہارے والدین، تمہارے قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ عدل کرنے والوں کی عظمت کو حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر اس طرح بیان فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ جل مجدہ سات افراد کو اپنے قرب خاص سے نوازے گا اور سایہ مرحمت بخشے گا، ان میں پہلے درجہ پر امام عادل ہے (1)

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص نے حضور ﷺ سے اس طرح روایت کی ہے "عدل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے" (2)

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا عادل حاکم کا ایک دن زاہد کی ساٹھ 60 سالہ عبادت سے بہتر ہے۔ (3)

اسلام نے بہر حال عدل کا حکم دیا ہے اپنا ہو یا پرایا دوست ہو یا دشمن رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار سبھی کے ساتھ عدل کرنا لازم ہے قرآن مقدس نے اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا

لایجرمنکم شنأن قوم ان صدو کم عن المسجد
الحرام ان تعتدو (4)

جس گروہ نے تمہارے لئے مسجد حرام کا راستہ روکا ہے تو اس پر تمہارا غصہ تمہیں اتنا مشتعل نہ کردے کہ تم ان پر زیادتیاں کرنے لگ جاؤ"، یہی زیادتی نہ کرنے کا عنوان دوسری جگہ پر اس طرح ملتا ہے

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان
اللہ لایحب المعتدین (5)

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، فضل من ترک الفواحش، الرقم 6308، ص 74/21
البیہقی، السنن الکبری، ص 65/3
(2) النسائی، السنن، فضل الحاکم العدل فی حکمہ، الرقم 5283، ص 208/16
البیہقی، السنن الکبری، ص 460/3
(3) البیہقی، شعب الایمان، فضل الامام العادل وما جاء فیہ، الرقم 7128، ص 430/15
البیہقی، السنن الکبری، ص 162/8
(4) المائدہ 2:5
(5) البقرہ 190:2

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو، اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دشمن سے جنگ کرنے کا حکم تو ملتا ہے مگر جنگ ختم ہوتے ہی فوراً عدل حرکت میں آجاتا ہے، کسی دشمن قیدی سے ظلم یا زیادتی کی اجازت نہیں، جنگ بدر کا واقعہ مشہور ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ قیدی ہیں، رسی سختی سے باندھی گئی تھی کراہنے کی آواز آئی تو حضور ﷺ کے حکم سے ان کی رسیوں کے بند ڈھیلے کر دیئے گئے اور یہی سہولت تمام قیدیوں کو دی گئی تھی یہ دلیل ہے کہ اسلام زیادتی کا قائل نہیں ،عدل کا حکم دیتا ہے اور دشمن کے مال یا آبرو کے نقصان کا قائل نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اسلامی لشکر کو شام کی طرف روانہ فرمایا تو مندرجہ ذیل ہدایات دے کر بھیجا جو جنگ میں بھی عدل وانصاف کی واضح دلیل ہے۔

1 جو لوگ اطاعت کریں ان کی جان مال کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح مسلمان کی جان مال کا۔

2 جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے آبادیاں برباد نہ کی جائیں۔

3 پھلدار درخت نہ کاٹا جائے کھیت نہ جلائے جائیں۔

4 بچے، بوڑھے اور عورتیں قتل نہ کی جائیں۔

عدل وانصاف کا یہ انداز اسلام کے بغیر دنیا بھر میں کسی جگہ نہیں پایا جاتا اس کے برعکس تاریخ شاہد ہے جرمن فوجیں فرانس میں داخل ہوگئیں، فرانس نے ہتھیار ڈال دیے تھے مگر پھر بھی فرانس کو تباہی کا نشانہ بنایا گیا تھا اور اسے بری طرح لوٹا گیا، برباد کیا گیا اس کے مقابلہ میں اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے، خلافت راشدہ کے پہلے دس 10 سالہ دور میں جب قریباً 25 لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا گیا تھا مگر عصمت دری کا ایک بھی مقدمہ درج نہیں۔ دشمن کی کسی جھونپڑی کی بربادی کا ذکر نہیں ملتا، کسی خطہ میں دشمن کے مال و جان کی بربادی کا ذکر نہیں ملتا، جس سے پتہ چلتا ہے اسلام امن کا دین ہے، عدل کا دین ہے۔

اسلام نے ہمیں اپنی زندگی کے اخراجات میں بھی عدل کا حکم دیا ہے نہ بخل کو جائز قرار دیا ہے اور نہ ہی فضول خرچی کی حمایت کی، فضول خرچی کی اس طرح مذمت فرمائی

لاتبذرو تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (1)

فضول خرچی نہ کرو، مال ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ بُخل اور فضول خرچی کی درمیانی راہ عدل وانصاف کی راہ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کمی کرنا بھی خلاف عدل ہے

مومن کو چاہیئے کہ زندگی کے کسی مرحلہ، کاروبار کے کسی موقعہ پر عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ یہ اُصول قرآن مقدس کے اس ارشاد سے ملتا ہے۔

ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون

واذا کالوھم اوزنوھم یخسرون (2)

ناپ تول کرنے والوں کیلئے خرابی ہے جب لوگوں سے ناپ تول کر لیں تو پورا پورا لیں اور جب ان کو ناپ تول کر دیں تو کم دیں۔ کاروباری لوگوں کا یہ طریقہ بھی خلاف عدل ہے۔ جسے قرآن مقدس نے نفرت کے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ نماز کی ادائیگی میں رکوع وسجود کو پورا نہ کرنا یا اپنی ڈیوٹی، ذمہ داری کے دوران کام کی بجائے دوستوں سے میل جول، گفتگو میں وقت ضائع کرنا اور کام نہ کرنا اسی تطفیف کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس قسم کے مجرمین کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ویل "تباہی" کا لفظ استعمال فرمایا۔

حضور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارہ میں حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی عدل کے سلسلہ میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بخاری شریف کتاب الحدود میں یہ واقعہ موجود ہے، خاندان قریش کے ایک معزز خاندان بنی مخزوم کی ایک خاتون فاطمہ نامی سے چوری کا جُرم سرزد ہو گیا لوگوں نے چاہا معاملہ ختم ہو جائے، راز نہ کھلے کہ قبیلہ کی بدنامی ہو گی انہوں نے حضرت اسامہ بن زید سے بارگاہ

---

(1) الاسراء 27:17

(2) المطففین 2؛83

رسالت میں سفارش کروائی تو حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ بنی اسرائیل اسی وجہ سے برباد ہو گئے وہ غرباء پر حد جاری کرتے اور امراء کو چھوڑ دیتے۔ اللہ کی قسم میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اُسے بھی سزا ملتی (1)

حضور سید عالم ﷺ کے عدل وانصاف کا اثر تھا کہ مسلمان تو مسلمان یہودی بھی اپنے مقدمات حضور ﷺ کی عدالت عالیہ میں پیش کرتے اور اپنی شریعت کے مطابق فیصلہ کرواتے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عدل کے چند واقعات

☆ حضور ﷺ کے بعد خلافت راشدہ میں عدل وانصاف کے نہائیت معیاری فیصلے ملتے ہیں جو رہتی دنیا تک روشن ودرخشاں رہیں گے۔ غسان کا بادشاہ جبلہ اسلام لایا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے ایک مرتبہ دوران طواف جبلہ کے کپڑے پر کسی غریب بدو کا پاؤں آ گیا۔ جبلہ نے غصہ سے طمانچہ مارا جس سے اس کا دانت ٹوٹ گیا۔ غریب بدو نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کردی۔ جبلہ سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کرلیا، خلیفۃ المسلمین نے غریب بدو سے کہا تم اس سے بدلہ لے لو جبلہ کو یہ بات پسند نہ آئی اور کہا اس آدمی کو جبلہ کے برابر کس نے کردیا کہ یہ بدلہ لینے کا حقدار ہو گیا ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اسلام نے۔ جبلہ نے قصاص کیلئے مہلت مانگی اور ایک روز بھاگ گیا اور مرتد ہو گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی ذرہ پرواہ نہ ہوئی اور نہ ہی اس سے اسلام کو نقصان پہنچا۔ (2)

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بے شمار واقعات عدل میں ایک واقعہ اپنے بیٹے ابو شحمہ کا بھی ملتا ہے۔ جب شکایت کی گئی کہ آپ کے بیٹے ابو شحمہ نے شراب نوشی کی ہے، تو جھٹ سزا کا حکم جاری کیا گیا سزا لگی اور اسی دوران موت واقع ہوگئی آپ کے عادلانہ نظام کا واقعہ رومی قاصد کی زبان سے بھی ملتا ہے۔ جب رومی قاصد آپ کی تلاش میں نکلا تو اس نے دیکھا خلیفۃ المسلمین ایک درخت

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،ذکر اسامہ بن زید ،الرقم 3453،ص 74/12

(2) جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی ،المتوفی 597 الکتاب المنتظم فی التاریخ الامم والملوک ،ص 163/2

کے نیچے پتھر پر سر رکھ کر آرام کر رہے ہیں، آپ کے اس عمل کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ جس شخص سے ساری دنیا کانپتی ہے وہ کس حالت میں محوِ خواب ہے پھر اُس نے آپ کے بارہ میں یہ الفاظ کہے، "اے عمر تم عدل کرتے ہو اور تمہیں پتھروں پر نیند آ جاتی ہے۔ اور ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں انہیں نہائیت آرام دہ بستروں پر بھی نیند نہیں آتی۔(1)

☆ ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ زرہ کی چوری کے مقدمہ میں مدعی کی حیثیت سے قاضی شریح رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین کو بحیثیت جسٹس فرمایا، ابوتراب اپنے فریق کے برابر بیٹھے، قاضی صاحب نے محسوس کیا کہ شاید علی المرتضٰی کو یہ بات ناگوار گزری ہے، جو انہیں کہا گیا ہے کہ اپنے فریق کے برابر بیٹھ جاؤ۔ سیدنا علی المرتضٰی نے فرمایا مجھے یہ بات بری نہیں لگی کہ آپ نے مجھے فریق مقابل کے ساتھ بٹھانے کا کہا، ناگوار یہ گزری ہے کہ آپ نے مجھے میری کنیت کے ساتھ بلایا اور اس طرح میرے فریق کے مقابلہ میں میری عزت افزائی کی ہے یہ میرے فریق کے ساتھ ناانصافی ہے۔(2)

اجتماعی عدل کے بنیادی اُصول

اسلام میں اجتماعی عدل کیلیئے تین اصول نمایاں ہیں۔

(۱)۔ ملک میں کسی بھی رہنے والے کی معیشت کا تحفظ ہو اُسے رزق حاصل کرنے کے لئے مساوی مواقع ملیں کہ وہ اپنی زندگی میں رہنے سہنے کی سہولتیں حاصل کر سکے اس ضابطہ کے تحت حکمران طبقہ کو اقربا پروری سے روک دیا گیا ہے اور ہر ایک کو معاشی میدان میں بڑھنے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ اسلام میں سب کو حصول رزق کے مساوی برابر مواقع ملتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی اپنا مقام پیدا کر لیں۔

(۲)۔ ملک میں رہنے والے ہر شخص کا ضمیر آزاد ہو۔ کسی پر کسی قسم کا جبر و تشدد نہ کیا جائے اور اسے مجبور کر کے اسلام کے عقائد اپنانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ قرآن مقدس نے فرمایا

---

(1) المولف ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی الجزری عزالدین ابن الاثیر المتوفی 630
الکتاب اسد الغابہ ،عبدالرحمن ،ص207/2

(2) المولف عبدالرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون وابوزید ولی الدین الحزرمی المتوفی 808ھجری
الکتاب مقدمہ ابن خلدون ،ص12/3

لا اکراہ فی الدین (1)

دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں بلکہ سیاسی معاملات میں بھی دل ودماغ کی آزادی سے رائے اور حق اختلاف جائز ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ انصاری انتخاب خلیفہ کے موقعہ پر اپنے ایک مؤقف پر آخر دم تک ڈٹے رہے تھے اور حاضرین میں سے کسی نے بھی انہیں اپنا مؤقف چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ کسی مسئلہ پر ضمیر کی آزادی کے مطابق آواز بلند کرنے کو کبھی بُرا نہیں سمجھا گیا۔

ایک موقعہ پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تقریر فرما رہے تھے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان کے عدل پر ایک اعتراض کیا اور بھرے مجمع میں کہا کہ انہوں نے اپنے حق سے زیادہ کپڑا لے کر قمیص بنا لی ہے آپ نے ان کی آواز کو دبایا نہیں بلکہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرمایا، آپ جواب دیں حضرت عبداللہ نے حاضرین کو بتایا کہ انہوں نے اپنے حصہ کا کپڑا اپنے والد کو دے دیا تھا کہ آپ کا کرتہ اچھی طرح بن سکے (2)

(3) مساوات: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے خطبہ میں اس اصول کو اس طرح واضح فرمایا کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر نہ کسی گورے کو کالے پر ۔فضیلت صرف تقوٰی کی بنا پر ہے تم سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی بھر اِس مسئلہ عدل وانصاف کو اپنی ذات والا صفات پر بھی لاگو رکھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی پابند رہنے کی ہدایات فرماتے رہے۔ ہاں عدل کے ساتھ دوسری صورت احسان کی بھی ہے جیسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ایک چور کا مقدمہ پیش ہوا اُس نے ایک سوئے ہوئے آدمی سے چادر اُتاری تھی حکم ہوا شرعی قانون کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے چادر کے مالک کو رحم آ گیا اس نے عرض کی حضور میری چادر بتیس درہم کی ہے اس تھوڑی سی رقم کے بدلہ میں مسلمان کا ہاتھ کٹوانا پسند نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے ہی یہ کیوں نہ کر دیا تھا۔(3)

عدل واحسان کے عنوان کو اسطرح سمویا جاسکتا ہے جب جرم معاشرے کے خلاف ہو تو رحم

(1) البقرہ 256:2

(2) الاحمد، المسند، الرقم 22391، ص 478/47

(3) النسائی، السنن، الرجل یتجاوز للسارق، الرقم 4795، ص 45/15

نہیں ہوتا عمومی مفاد ہوتو چاہیے کہ عدل ہو مگر جب معاملہ اپنی ذات کا ہوتو اُسے اختیار ہے عدل کرے یا درگذر، اُسے پورا اختیار ہے مگر عفو بہتر ہے۔اگر کسی نے آپ سے قرض لیا ہے اور ادا کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے اور اُس وعدہ پر اُس نے ادا نہیں کیا تو آپ اُسے عدالت میں لیجا سکتے ہیں کہ وعدہ خلافی اسکی طرف سے ہوئی ہے ہاں اگر اُسے مزید کچھ دن مہلت دیدیں یا سارا قرض معاف کر دیں تو یہ احسان ہوگا۔

اسلام اور مساوات

ہمارے معاشرہ میں لڑائی جھگڑا کی صورتیں اکثر و بیشتر چھوٹے اور بڑے ہونے امیر و غریب کے فرق اپنی اونچائی اور دوسرے کی ذات کو ملحوظ رکھتے پیش آتی ہیں اسلام نے ان تمام مشکلات کا حل مساوات اور یکسانگی میں مضمر رکھا ہے قرآن مقدس نے اچھائی برائی کو مال ، مکان، زمین تجارت جائیداد کے پیش نظر نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا بیان فرمایا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (1)

خدائے قدوس جل مجدہ کے ہاں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔قرآن مقدس کے اس ضابطہ نے دور جاہلیت کے تصورات کو نیست و نابود کر دیا کہ کسی انسان کا امتیاز اس کے مال و دولت کے پیش نظر نہیں بلکہ تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے،حضور سید عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں (جو انسانیت کا عظیم منشور ہے) میں فرمایا ''کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں تم سب آدم علیہ السلام کے بیٹے ہو (2)

فتح مکہ مکرمہ کے بعد دہلیز کعبہ پر دیئے گئے خطبہ پاک سے بھی اس عنوان کی خوشبو پھیلتی ہے،سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو کعبہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم بھی سنایا ہے کہ تقویٰ و پرہیزگاری کی بناء پر ایک غریب حبشی کو اعزاز ہے۔(3)

کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے جبکہ دوسرے بڑے بڑے قریش اس اعزاز سے محروم

---

(1) النساء 4: 13

(2) الاحمد ،المسند ،الرقم 22391،ص 478/47

(3) ابن کثیر ،السیرۃ ،ص 438/3

رہے۔مساوات و یکسانگی کا حسین ترین اصول پوری کائنات پر محیط دکھائی دیتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے نظام قدرت میں مساوات کے اصول کو زبردست پذیرائی ہے بادل برستا ہے تو اچھی بری جگہوں پر بلا امتیاز برس جاتا ہے چاند سورج اپنی کرنیں بکھیرتے ہیں تو ہر اچھے برے امیر غریب پر یکساں ہوتی ہیں البتہ اس نظام قدرت سے استفادہ ہر شئے اپنی اپنی بساط کے مطابق کرتی ہے۔سورج کی دھوپ میں کپڑے کچی اینٹیں پختہ اینٹ پتھر لوہا رکھ دیئے جائیں چند منٹ بعد انہیں ہاتھ لگایا جائے تو ہر شئی کی گرمی میں واضح فرق محسوس ہوگا۔لوہے میں سب سے زیادہ گرمی ہوگی یہ فرق سورج نے نہیں کیا انکی اپنی اپنی بساط اور اپنے اپنے ظرف کے پیش نظر ہے خاندانی فخر کو اسلام نے اس حد تک قدموں کے نیچے روندا ہے کہ وہ ازراہ مذاق بھی کسی پر برتری کو پسند نہیں کرتا۔ایک موقعہ پر سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی نے کسی شخص کو بلایا،''او عجمی خاتون کے بیٹے'' حضور سید عالم ﷺ نے اسے پسند نہ فرمایا اور حضرت ابوذر غفاری کو کو تنبیہی کلمات میں فرمایا''تم میں ابھی جاہلیت کی بو پائی جاتی ہے''(1)

غزوہ بدر شریف میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے کراہنے کی آواز پر ان کے بند ڈھیلے کرنے کا حکم دیا تو ساتھ فرمایا تمام قیدیوں کو بھی یہ رعایت دے دی جائے کہ عدل و مساوات کا اصول داغدار نہ ہو۔بعض انصار نے درخواست کی کہ حضرت عباس کو قرابت داری کی بنا پر زر فدیہ معاف کر دیا جائے تو فرمایا نہیں ایک درہم بھی معاف نہیں ہوگا یہاں بھی وہی عمل مساوات(2)

اس عمل مساوات کو سیدنا انس رضی اللہ تعالی کا ایک ارشاد گرامی بھی واضح کرتا ہے،آپ فرماتے ہیں حضور ﷺ میرے ہاں تشریف لائے دودھ نوش فرمانے کے بعد ترتیب مجلس کے لحاظ سے یہ دودھ دائیں طرف بیٹھے ایک بدوی کو عطا فرمایا حالانکہ بائیں جانب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور سامنے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی بیٹھے تھے۔(3)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں حضور ﷺ خود کام کاج میں پورا حصہ لیتے۔ایک مرتبہ سفر میں جانے کی تقسیم میں حضور ﷺ نے لکڑیاں لانا اپنے حصہ میں لیا عرض کی گئی حضور آپ تکلیف نہ

(1) البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الادب،ص893/2

(2) السھیلی،الروض الانف،غزوہ بدر،ص47/3

(3) البخاری،الجامع الصحیح،شرب البن،الرقم5179،ص322/17

فرمائیں ہم یہ کام بھی کر دیں گے تو فرمایا مجھے پسند نہیں کہ میں خود کو تم سے ممتاز کروں۔(1)

جنگ مصر کی فتح کی خوشخبری سننے کے لئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی روزانہ بے تابانہ شہر سے باہر آتے ایک دن اونٹنی سوار آیا اس سے پوچھا کہ مصر کی کیا خبر ہے اس نے فتح کی خوشخبری سنائی خوش ہوئے اسے پتہ نہ تھا یہ کون ہے آپ اس کی اونٹنی کے پیچھے شہر تک دوڑتے گئے اس سوار نے شہر میں آکر پتہ کیا کہ امیر المؤمنین کہاں ہیں انہیں خبر بتائی جائے لوگوں نے کہا یہی تو ہیں جو تیرے پیچھے دوڑتے آرہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر اس اونچ نیچ کو ختم کرنے کے لئے تنبیہی کلمات اس طرح فرمائے۔ بدترین دعوت ہے وہ ہے جس میں امیر لوگ تو مدعو ہوں مگر غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غیر مسلموں میں عدم مساوات

مساوات کا عمل عیسائیت سمیت دنیا بھر کے مذاہب میں کہیں نظر نہیں آتا برطانیہ کے جھنڈے میں سکاٹ لینڈ، آئر لینڈ شامل ہیں مگر ان خطوں کا کوئی فرد وزیر اعظم نہیں بن سکتا۔ رومن ،کیتھولک، پروٹسٹنٹ۔ دو بڑے مذہبی طبقے برطانیہ میں موجود ہیں مگر کیتھولک فرقہ وزارت عظمی نہیں لے سکتا۔ عیسائیت میں دیسی، ولائتی عیسائیوں میں اتنا بڑا نمایاں فرق ہے، پاکستانی، ہندوستانی یا ایشیاء کے کسی ملک کا عیسائی پوپ کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ امریکہ کی قریباً بیس ریاستوں میں سیاہ آبادی کو اجازت نہیں کہ سفید آبادی کے ساتھ ایک بھی سکول میں تعلیم حاصل کر سکے۔ فلوریڈا کی ریاست نے تو نصاب تعلیم میں بھی امتیاز ضروری سمجھا اور وہاں کے گوروں اور کالوں کو پڑھائی جانے والی کتابیں تک مختلف ہیں۔ امریکہ کی تمام ریاستوں میں کسی سفید فام کا کسی حبشی عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا ۔مزدوروں کے میدان عمل میں امتیاز کی یہ حالت ہے کہ کارخانہ میں کسی حبشی کا کسی گورے کے ساتھ ایک میز پر بیٹھنا تو درکنار وہ ان دروازوں میں سے داخل بھی نہیں ہو سکتا جو سفید فاموں کے آنے جانے

(1) الزرقانی ،الشرح الزرقانی ،ص356/4

(2) الجزری ،اسد الغابہ ،ص112/1

کے لئے مخصوص ہیں۔

سماجی لحاظ سے نسلی امتیاز کا یہ حال ہے کہ قریباً چودہ ریاستوں میں ریل کے سفر کے دوران قانوناً حبشیوں کو گوروں سے علیحدہ بیٹھنا پڑتا ہے۔ ریل گاڑیوں، بسوں ٹیلی فونوں کے کمروں میں حبشیوں کے لئے علیحدہ انتظامات ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ دماغی امراض کے ہسپتالوں میں سفید پاگلوں کو سیاہ پاگلوں پر امتیاز حاصل ہے۔

اس سے بھی عجیب وغریب وہ اعلان ہے جو واشنگٹن کے کتوں کے مقبرے نے کیا ہے کہ وہ آئندہ اپنے قبرستان میں ان کتوں کو دفن نہیں ہونے دیں گے جن کے مالک سیاہ فام ہوں گے۔ واشنگٹن کے وائٹ ہاؤس کے عین بالمقابل ایک ایسا محلّہ آباد ہے جس میں اڑھائی لاکھ حبشی رہتے ہیں مگر ان کی زندگی اس طرح گزر رہی ہے جس طرح چوپائے اپنے باڑوں میں زندگی گزارتے ہیں۔ اسی دارالحکومت میں سفید فام اور سیاہ فام لوگوں کے مدارس، ہسپتال، سیرگاہیں، ہوٹل، ریسٹورینٹ بالکل الگ الگ ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں امریکہ کے مشہور کولمبیا میں فرقہ وارانہ فسادات صرف اس بات پر شروع ہو گئے تھے کہ ایک حبشی عورت نے ایک گورے دکاندار سے تلخ گفتگو کی تھی جسے گورے برداشت نہ کر سکے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلامی مساوات کی چند جھلکیاں

قانون کے کٹہرے میں سبھی یکساں دکھائی دیں، قواعد وقوانین میں سب برابر نظر آئیں۔ گذشتہ سطور میں آپ نے پڑھا یہ صورت حال غیر مسلم اقوام میں ناپید ہے۔ اس مساوات کی جھلک تاریخ اسلام میں موجود ہے جو رہتی دنیا تک رہے گی۔ حبش سے بلال روم، صہیب فارس سے سلمان دنیا بھر کے مقتداء مانے گئے۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی پر مقدمہ ہوا اور آپ مدعی کی حیثیت سے قاضی کی عدالت میں گئے حالانکہ آپ خلیفہ وقت ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے گورنر مصر عمرو بن عاص کی شکایت کی گئی تو آپ نے فوراً محمد بن مسلمہ کو حساب آڈٹ کرنے کا حکم دیا اور فوراً تعمیل ہوئی گورنر صاحب سے قطعی رعایت نہیں کی گئی۔

☆ دربار فاروقی میں مصر کے گورنر عیاض بن غنم کی شکایت آئی کہ انہوں نے خلیفہ وقت

(فاروق اعظم) کے حکم کی نافرمانی کی ہے آپ کو عدالت میں بلایا گیا ان کے آنے سے پہلے ایک موٹا جبہ اور چند بکریاں منگوائی گئیں جونہی گورنر صاحب آئے تو فرمایا جاؤ یہ جبہ پہن لو، ڈنڈا پکڑ واور بکریاں چراؤ تمہارا باپ عیاض یہی کام کرتا تھا۔(1)

☆ حج کے موقعہ پر فاروق اعظم کے دربار میں مصر کے ایک گورنر کی شکایت کی گئی کہ انہوں نے کسی کو بلا وجہ مارا ہے شکایت سنتے ہی گورنر کو بلایا گیا اور فرمایا کہ آپ بھی اسی طرح مار کھانے کیلئے تیار ہو جائیں گورنر صاحب نے کانپتے ہوئے تیاری کی تو شکایت کرنے والے کو رحم آ گیا اور اس نے معاف کیا تو سزا معاف ہوئی۔

☆ سعید بن عمر رضی اللہ عنہ ایک علاقہ کے گورنر ہیں ان کے متعلق یہ شکایات ملیں

(1) رات کو نماز مغرب کے بعد دروازہ بند کر لیتے ہیں لوگ ملاقات نہیں کر سکتے۔

(2) دفتر دیر سے پہنچتے ہیں سائلین پریشان ہوتے ہیں۔

(3) ہفتہ میں ایک دن چھٹی کرتے ہیں جس سے لوگ پریشان ہوتے ہیں۔

(4) بعض اوقات دفتر میں بے ہوش ہو جاتے ہیں تو سارا دفتری نظام درہم برہم ہو جاتا ہے یہ اپنا علاج کرائیں۔ خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر صاحب کو طلب کر لیا اور ان اعتراضات کے جوابات دینے کا حکم دیا گورنر صاحب نے مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے لوگوں کو جوابات دئے جو حسب ذیل ہیں اور مساوات کی عظیم مثال ہے۔

(1) رات دروازہ بند رکھتا ہوں کہ دن بندوں کے لئے ہے اور رات خدا کی عبادت کیلئے ہے۔

(2) دفتر اسلئے دیر سے پہنچتا ہوں کہ بچوں کیلئے ناشتا خود تیار کرنا ہوتا ہے ملازم نہیں۔

(3) ہفتہ میں ایک دن چھٹی اسلئے کرتا ہوں کہ اپنے کپڑے خود دھوتا ہوں کپڑوں کا جوڑا ایک ہی ہے۔

(4) بے ہوش ہونے کی وجہ کوئی بیماری نہیں بلکہ جب کبھی سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی دردناک موت یاد آتی ہے تو یہ حالت ہو جاتی ہے اب لوگ مطمئن ہوئے۔ خلیفہ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیم کو حکم دیا کہ گورنر سعید بن عمر کے علاقہ میں زکوۃ مستحقین کی فہرست بنا کر لاؤ کہ انہیں بیت المال

---

(1) ابن جوزی ،المنتظم ،ذکر ولایۃ الخلافۃ ،ص 462/1

سے سامان دیا جائے جب امیر المومنین کو فہرست دی گئی تو سر فہرست مستحقین زکوٰۃ میں علاقہ کے گورنر حضرت سعید بن عمر کا اسم گرامی تھا یہ چند ایک واقعات مساوات میں ہیں اسلامی تاریخ ایسے بلکہ اس سے بڑے بڑے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

☆ اسلامی مساوات کا وہ عظیم ترین واقعہ جو حضور سید عالم ﷺ نے اپنی ذات گرامی پر لاگو کر کے دکھایا وہ تنہا لاکھوں پر بھاری ہے، غزوہ بدر کے موقعہ پر حضور ﷺ صحابہ کی صفوں کو درست فرما رہے تھے ایک صحابی سواد بن غربہ صف میں ذرا آگے تھے تو حضور ﷺ نے اپنی چھڑی مبارک ان کے سینے پر ہلکی سی لگا کر پیچھے ہٹنے کا حکم فرمایا۔ فوراً حضرت سواد نے عرض کی حضور آپ عدل وانصاف کے مرکز ہیں آپ نے مجھے چھڑی ماری ہے میں بھی اس طرح آپ کو مارنا چاہتا ہوں۔ صحابہ کرام پریشان ہو گئے سواد کیا کر رہا ہے کیا کہہ رہے ہو حضور ﷺ سے ایسی بات حضور ﷺ نے صحابہ کو خاموش کرایا اور وہی چھڑی ان کے ہاتھ تھما دی کہ تم بدلہ لے لو سواد عرض کرتے ہیں حضور اس وقت میرا سینہ ننگا تھا کرتہ نہ تھا وہی صورت چاہیے حضور ﷺ نے اپنا سینہ مبارک ننگا کر کے بدلہ لینے کو فرمایا تو سواد جھٹ سینہ سے لپٹ گئے اور بوسے لئے پھر عرض کی میری کیا مجال بدلہ کی بات کروں اصل تمنا یہ تھی کہ شہادت نصیب ہو گی تو دنیا سے جاتے وقت سینۂ اطہر کو بوسہ دے لوں جو میری عافیت کی بہتری کا باعث ہو گا۔ سوشلزم میں مساوات کے دعویدار سوشلزم کی پوری تاریخ میں کوئی ایک ہی اس قسم کا واقعہ بتائیں جبکہ اسلامی تاریخ میں ہزاروں واقعات پھیلے پڑے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور تجارت

انسان کو زندگی گذارنے اپنے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے زندگی میں کوئی مصروفیت چاہیئے جس سے وہ رزق حلال کے ذریعہ اپنا معاش چلا سکے ان کاموں میں ایک کام تجارت بھی ہے تجارت کا مفہوم یہ نہ لیا جائے کہ لاکھوں کا کاروبار ہو تو تجارت، سینکڑوں کا ہو تو وہ تجارت نہیں، خرید وفروخت کا جو بھی کام ہو جتنا بھی ہو تجارت کے زمرہ میں شمار ہو گا۔

حضور سید عالم ﷺ نے آغاز عمر میں پیشہ تجارت کو اختیار فرما کر اسے سرفرازی بخشی

،بکریاں چرا کر گلہ بانی کو نوازا، مزدوری فرما کر مزدور کا سر اونچا کیا اگر تاجر ایمان و دیانت سے یہ پیشہ چلاتا ہے تو اس کا مقام و مرتبہ کہاں تک جا پہنچتا ہے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء (1)

سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

تجارت کو دیانتداری اور ایمانداری سے نبھانے کے لئے حضور سید عالم ا کا یہ ارشاد گرامی بڑی راہنمائی فرماتا ہے حضور ﷺ نے بازار سے گذرتے غلہ کے ایک ڈھیر کو دیکھا تو آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا اور اندر سے تہہ میں نمی محسوس کی دریافت فرمایا یہ کیا بات ہے، عرض کی گئی حضور بارش کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے، تو فرمایا نمی والے حصہ کو اوپر کیوں نہیں کر دیتے کہ لوگ دیکھ لیں اور فرمایا

من غشنا فلیس منا(2)

یہاں پر یہ بات یاد رہے دکاندار نے اس جنس کو خود گیلا نہیں کیا، صرف اسکے گیلے حصہ کو چھپایا ہے مگر یہ لغزش بھی گوارا نہ ہوئی۔ ایسا کرنے والا مسلمان کے درجہ سے ہی گر جاتا ہے، جو دکاندار جان بوجھ کر ایسا اقدام کرے وہ کس قدر قوی مجرم ہوگا۔

اس حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ پر غور کیا جائے

من غش

جس نے ہمیں دھوکہ دیا

فلیس منا

وہ ہم میں سے نہیں۔ اس دکاندار نے حضور ﷺ کو تو کوئی دھوکہ نہیں دیا پھر کیسے فرمایا جس نے ہمیں دھوکہ دیا معلوم ہوا ملت اسلامیہ کے کسی فرد کو دھوکہ دینا حضور ﷺ سے بغاوت کے مترادف ہوگا گاہک کو سودا دینے میں دھوکہ زبان سے بھی دیا جا سکتا ہے اور ناپ تول میں ہاتھ سے بھی حضور سید عالم ﷺ نے مسلمان کی تعریف ایسی فرمائی کہ یہ ساری چیزیں اس میں آجاتی ہیں فرمایا

---

(1) الترمزی ،السنن، ماجاء فی التجار ،الرقم1130،ص471/4

(2) المسلم ،الجامع الصحیح ،قول النبی ﷺ ،الرقم146،ص266/1

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ(1)

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اگر کوئی مسلمان زبان یا ہاتھ سے دھوکہ دیتا ہے تو یا در ہے وہ حقیقی اسلام کے درجہ سے گر جاتا ہے حضور سید عالم کا معمول مبارک تھا۔

جب تاجر طبقہ سے بیعت لیتے تو انہیں ہدایت فرماتے۔ خریداروں سے اپنا معاملہ اچھا رکھیں۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب کوئی شی بیچتے تو گاہک کو صاف صاف اس شی کے نقائص بھی بتا دیتے۔ اور فرماتے اب تیری مرضی ہے لے یا نہ لے۔ لوگوں نے کہا آپ اس طرح تو گاہک کو خریداری سے متنفر کر دیتے ہیں، کام کیسے چلے گا۔ تو آپ نے فرمایا۔

انا بایعنا رسول اللہ ﷺ علی النصح لکل مسلم (2)

ہم حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک پر یہ عہد کر چکے ہیں کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کا خیال کریں گے۔

تجارت کے اسی عنوان کو حضور سید عالم ﷺ نے دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا۔

لایحل لاحد ان یبیع بیعاً الا ان یبین آفتہ ولا یحل

لمن یعلم ذالک الاتبیینہ او کما قال ﷺ (3)

کسی کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ بغیر نقص بتائے اور عیب ظاہر کئے بیچ ڈالے۔ اسی طرح کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ عیوب پر پردہ ڈالے۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ تین سو روپے میں بیچ دیا خریدار تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اسے بلایا اور پوچھا تو نے یہ اونٹ کس لئے خریدا ہے سواری کے لئے یا گوشت کیلئے اس نے کہا جی سواری کیلئے۔ تو آپ نے اسکی قیمت میں ایک سو درہم کم کر دیئے۔ کہ چلنے میں اونٹ کے پاؤں میں نقص ہے۔ جب ساتھی نے اعتراض کیا کہ یہ آپ نے کیا کیا تو فوراً یہی حدیث شریف پڑھ کر سنا دی۔ جسے زندگی کے ہر مرحلہ پر دیانت انصاف کی شدید ضرورت ہے۔ تجارت میں بھی اسی اصول وضابطہ کو ملحوظ رکھنا بے حد ضروری ہے تجارت میں بے ایمانی کرنے پر سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم پر آگ برسا دی گئی تھی۔ عموماً تاجر طبقہ مال بیچنے کیلئے مال کی بے جا تعریف میں

(1) المسلم، الجامع الصحیح، بیان التفاضل، الرقم 58، ص 149/1

(2) المسلم، الجامع الصحیح، باب البیان ان الدین، الرقم 84، ص 184/1
النسائی، السنن، باب البیعت علی النصح، ص 37/13

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، ص 77/3

لگا رہتا ہے۔ جو شرعاً نا جائز حرام ہے تاجر کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ قیامت کے دن ایک ایک لفظ کا حساب دینا ہوگا یہ معاملہ تجارت میں ہو یا کسی اور عام گفتگو میں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ متکبر، اپنے عطیہ پر احسان جتانے والا جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا۔(1)

زیادہ اچھی صورت یہ ہے مال کی جائز تعریف بھی ضرورت سے زیادہ نہ کی جائے۔ کہ چیز کی اچھائی برائی خود بخود ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ بعض اوقات تاجر طبقہ زیادہ نفع کمانے کی غرض سے اپنے مال کو چھپا دیتے ہیں کہ جنس مہنگی ہوگی تو سودا کیا جائے گا۔ شریعت مطہرہ نے تاجر کے اس عمل کو بھی جائز قرار نہیں دیا کہ قوم جنس کو ترس رہی ہے بھوکی ہے اور یہ زیادہ نفع کمانے کی غرض سے چھپائے بیٹھا ہے۔ ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے اس ضمن میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے۔

المحتکر ملعون(2)

ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے ایک اور حدیث شریف میں ایسا کرنے والے کو خطا کار فرمایا گیا ہے۔ عوام اور قوم کو ضرورت کے موقع پر ذخیرہ اندوزی کو حرام فرمایا گیا۔ امام محمد غزالیؒ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ آپ نے ایک موقعہ پر ایسے شخص کی جنس کو نذر آتش کرا دیا تھا۔

تعلیمات غزالی ص ۴۵۸ شغل تجارت میں تاجر اور خریدار کے درمیان لین دین کے مسئلہ پر ایفائے عہد کے اصول کو مدنظر رکھنا بھی شدید ضروری ہے۔ کہ وعدہ کی خلاف ورزی سے دونوں کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع ہو سکتی ہے۔ کہ قوم وملت کیلئے قطعی معتبر نہیں خریدار رقم کی ادائیگی کا وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔ حضور سید عالم ﷺ نے منافق کی تین نشانیاں بیان فرمائیں۔ جب بولے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے امانت رکھی جائے تو خیانت کرے(3)

---

(1) البانی ،مشکوۃ المصابیح ،ص243

(2) ابن ماجه ،السنن، باب النهی عن الحکرة ،الرقم2990،ص 305/9

(3) المسلم ،الجامع الصحیح ـ خصال المنافق ،الرقم89،ص191/1
البخاری ،الجامع الصحیح ،علامة المنافق ،الرقم 32،ص58/1

اس سلسلہ میں حضور سید عالم ﷺ کا وہ واقعہ جسے سیدنا عبداللہ بن ابی الحمسا نے ذکر کیا ہے بہت بڑا راہنما ضابطہ ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں اعلان نبوت سے پہلے میں اور حضور ﷺ عمل تجارت میں شریک تھے میں نے کسی بات پر حضور سے عرض کی آپ ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں اتفاق ایسا ہوا مجھے واپس جانے کا وعدہ یاد نہ رہا۔ تین دن تک بھولا رہا تیسرے دن جب یاد آیا تو وعدہ گاہ پر پہنچا تو حیرت ہوئی کہ حضور ﷺ اسی جگہ پر انتظار فرما رہے تھے(1)

حضرت سائب رضی اللہ عنہ تجارت میں حضور ﷺ کے معاملہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ میرے شریک تجارت تھے کتنے اچھے شریک تھے نہ کھینچا تانی کرتے نہ جھگڑا کرتے۔(2)

حضور سید عالم ﷺ کی انہیں اوصاف مقدسہ سے ہی متاثر ہو کر عرب زمین کی عظیم تاجرہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے حضور ﷺ کو شریک تجارت کیا اور پھر آپ اس قدر شدید متاثر ہوئیں۔ کہ آپ کے شریک حیات بننے کی درخواست خود کی اور نکاح میں آئیں۔ کاروباری لائن میں خصوصاً ایفائے عہد بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر تاجر اور خریدار میں یہ صفت نہ ہو تو دونوں طرفوں میں کاروباری معاملات ٹھپ ہو جائیں گے۔ مقدمہ بازی تک نوبت پہنچے گی کاروبار کا سخت نقصان ہوگا۔ تجارتی لائن میں ''نفع کم بکری زیادہ'' کا ضابطہ نہائیت مفید رہتا ہے۔ دکانداری کو فروغ ملتا ہے خریدار متوجہ ہوتے ہیں۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ بازار سے گزرتے تو لوگوں سے فرماتے ''تھوڑا نفع واپس نہ کرو کہ کم نفع زیادہ بکری کا سبب بنتا ہے'(3)

ایک مرتبہ کسی نے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کی امیری کا سبب کیا ہے تو آپ نے فرمایا میں کاروبار میں تھوڑے نفع کو واپس نہیں کرتا۔ معمولی فائدہ پر بھی مال بیچ دیتا ہوں فرماتے ہیں۔ ایک دن میں نے ایک ہزار اونٹ اصل قیمت پر ہی بیچ دیئے صرف ہر ایک اونٹ کی ایک رسی بچی تو وہ ہزار رسی ہزار درہم میں بک گئی اس طرح مجھے ہزار درہم بچ گیا۔ اگرچہ ایفائے عہد، سچائی

---

(1) ابوداود ،السنن، فی الصلوۃ ،الرقم 4344،ص 180/13

(2) ابی داود ،السنن، فی کراھیۃ المراء ،الرقم 4196،ص 463/12

(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،ص 82/2

دیانت داری ہر مسلمان کیلئے لازم ہے مگر تاجر کیلئے تو بہت ہی ضروری ہے کہ عام آدمیوں کی نسبت اس کا تعلق مخلوق خدا سے زیادہ ہے۔ لہذا اشاعت دین میں فائدہ زیادہ ہوگا۔ انڈونیشیا، تھائی لینڈ، فلپائن میں اسلام تاجروں کے حسن اخلاق سے پھیلا ایسے ہی تاجروں کے متعلق فرمایا۔ کہ قیامت کے دن نبیوں اور صدیقوں کے ساتھ ہوں گے۔ تاجر کو چاہیے کہ خریدار کو پوری دیانتداری سے اچھا صاف صحیح مال دے اور خریدار پر لازم ہے کہ اس کی ادائیگی میں وعدہ کی خلاف ورزی، جعلی نوٹ کی ادائیگی ایسی باتوں سے بچے۔ کاروبار میں تاجر اور خریدار کو چاہئے کہ تحریر کر لیں اس طرح فریقین میں غلط فہمی پیدا نہیں ہوگی تحریر گواہ ہے دونوں میں سے کوئی بھی کسی کو گمراہ نہ کر سکے گا کہ تحریر موجود ہے قرآن مقدس نے بھی اس ضابطہ کو ارشاد فرمایا

اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ(1)

جب تم لین دین کا معاملہ کرو تو لکھ لیا کرو اکثر طور پر لکھا نہیں جاتا جو کسی وقت بھی جھگڑے کا باعث بن جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور کاشتکاری

ان دنوں جب جلوۂ جاناں کا یہ چوتھا حصہ تحریر کر رہا تھا تو عزیز بیٹے چوہدری محمد اسلم فریدی (آف مانچسٹر) کے کولڈ سٹور کے افتتاح پر زراعت کے عنوان پر کی گئی باتیں یاد آ گئیں یہ افتتاح ایک بڑے جلسے کی صورت میں ساہیوال کے پڑوس میں تھا، اس میں علاقہ کے ہزاروں کاشتکار، زمیندار شامل ہوئے۔ اس خطاب کا خلاصہ یہ تھا جسے وہاں دلچسپی سے سنا گیا، مناسب سمجھا کہ اس حصہ میں اس عنوان کا اضافہ کر دیا جائے، کہ پاکستان کی معیشت کا خاصہ انحصار کاشتکاری پر ہے، خصوصاً پنجاب تو کاشتکاری میں نمایاں طور پر صف اول میں آتا ہے اور پھر جامعہ فریدیہ سے وابستہ افراد کی خاصی تعداد بھی اسی پیشہ سے تعلق رکھتی ہے۔

انسانی زندگی میں کاشتکاری، حرفت اور صنعت کو جو مقام حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ کوئی

(1) البقرہ 2:282

بھی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک ان معاملات میں گامزن نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے آج پوری دنیا میں تمام ممالک اپنے اپنے نظام کو بہتر بنانے کیلئے انہیں راہوں پر چلنے کو کامیابی بتا رہے ہیں، دنیاوی ترقی، کاروباری عظمت اور ملکی شان وشوکت میں بلند مقام حاصل کرنے کیلئے لوگوں نے تجارت ،صنعت اور حرفت کو بہت ترجیح دی مگر حقیقت یہ ہے کہ ان سب سے بڑا مقام زراعت کا ہے اور یہ قدرت کا کرم ہے اور حسنِ اتفاق ہے کہ پاکستان کی ترقی، کامیابی اور بہتری کا زیادہ تر انحصار کاشتکاری پر ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری زندگی کو خوشگوار بنانے اور حیات انسانی کو سنوارنے میں پہلا مقام زراعت کا ہی دکھائی دیتا ہے، اسلام نے بھی اسی محکمے کو فروغ دیا ہے اور زمینداروں کو اس میں دلچسپی لینے کیلئے مختلف ارشادات سے نوازا ہے، اس ضمن میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی اسطرح درج ہے

ما من مسلم یغرس غرساً او یزرع زرعاً فیاکل منه انسان او بهیمه الا کان له حسنات الی یوم القیامة (1)

جو مسلمان زمین میں درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور پھر اس سے انسان یا جانور کھاتے ہیں تو (اس کسان کو) قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔

اسلام نے زمیندار کو اس کام پر اس انداز میں آمادہ کیا ہے کہ وہ زمیندارہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت بھی سنوارتا رہے، صاحب المدخل نے اسی مقام پر ایک دوسری حدیث پاک بھی درج کی ہے جو اسلام اور زراعت کے تعلق کو مزید گہرا ثابت کرتی ہے، حضور سید عالم فرماتے

ان الملائکة تستغفر للزارع او للغارس مادام زرعه اخضر (2)

جب تک کھیتی ہری رہتی ہے فرشتے اس کے مالک زمیندار، کاشتکار کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں اندازہ

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،فضل الزرع والفرس اذا اکل منه،الرقم2152،ص118/8
المسلم ،الجامع الصحیح ،فضل الفرس والزرع ،الرقم2904،ص180/8
(2) المدخل ،فصل فی صفة الفلاحة,ص473/3

کریں زمیندار کی عظمت کو اسلام نے کس طرح حسین انداز میں بیان فرمایا ہے: صاحب کتاب المدخل نے اسی مقام پر دوسری بات کہی ہے اگر کھیتی باڑی شرعی طریقوں کے مطابق کی جائے تو یہ طریقہ زندگی میں کمائی کے تمام ذرائع سے بہتر، افضل اور کامیاب رہتا ہے۔

وھی اکبر الکنوز المخبأۃ فی الارض(1)

زمین کے مخفی خزانوں میں سب سے بڑا خزانہ یہی ہے، دوسرے خزانے ختم ہو جاتے ہیں مگر یہ خزانہ ختم ہونے والا نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

توکل اور کسان

بندے کا اپنے رب پر توکل، بھروسہ ایک بلند اعلیٰ اور عظیم روحانی مقام ہے جس کا ذکر قرآن مقدس میں کئی مقامات پر ملتا ہے، ارشاد ہوتا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کیلئے کافی ہے۔ اس طرح دوسرے مقام پر ملتا ہے۔

و علی اللہ فلیتوکل المتوکلون (2)

بھروسہ کرنے والوں کو چاہئے وہ خدا پر ہی بھروسہ کریں، امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں اس عنوان پر شاندار تبصرہ فرمایا ہے۔ اس ضمن میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد بڑی اہمیت کا حامل ہے، یمن کے کچھ لوگ آپ سے ملے تو آپ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہم متوکل ہیں تو آپ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو، متوکل وہ ہے

من القی حبۃ فی الارض و توکل علی اللہ(3)

متوکل وہ ہے جس نے زمین میں دانہ ڈالا اور پھر اللہ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاتا ہے

اب ہم جب کسان کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور اس کے ساتھ یقین سے بھری ہوئی نظر آتی ہے وہ اپنی کمائی سے ہزاروں روپیہ کا قیمتی بیج خرید کر زمین میں ڈال دیتا ہے

---

(1) المدخل ۔فصل فی صفۃ الفلاحہ ،ص472/3

(2) الطلاق 3:65

(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،وان العبد لایستغنی ،ص173/3

حالانکہ وہ جانتا ہے کہ جس زمین کے سپرد اس نے اپنے ہزاروں روپیہ کا بیج کر دیا ہے وہ تو لوہا، لکڑی سب کو کھا جاتی ہے تو یہ حقیر سا دانہ اس کی گرفت سے کیسے بچ سکتا ہے، مگر اس کا یقین ہے اس کا توکل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے خبردار! زمیندار کے بیج کو کھانا نہیں، اُگانا ہے، یہ اس کا توکل ہی ہے کہ غلہ بکھیر کر بظاہر ضائع کر کے قدرت کا کرشمہ دیکھنے کا منتظر رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے توکل، بھروسہ کو اس طرح رنگ دیتا ہے کہ وہی زمین خوبصورت کھیتی اُگاتی ہے جسے دیکھ کر یہ باغ باغ ہو جاتا ہے اور عجز و انکساری سے اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ کیا یہ روحانیت کا بلند مقام نہیں، اگر خدانخواستہ کسی خرابی کی وجہ سے کھیتی اچھی نہ ہوئی تو نہائیت، حوصلہ ہمت سے صبر کرتا ہے اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے کیا یہ روحانیت کا بلند مقام نہیں وہ سمجھتا ہے اگر اس صدمے پر وہ صبر نہیں کرے گا تو اس کی آخرت بھی برباد ہوگی، گویا زراعت ایک ریاضت بھی ہے، محنت بھی ہے، خدا سے قرب کا ذریعہ بھی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کسان سے مخلوق کی وابستگی

اندازہ کریں کسان کی سادہ زندگی کے ساتھ کتنی زندگیاں وابستہ ہوتی ہیں جہاں کسان کی محنت پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے وہاں پر لاکھوں پرندوں اور جانوروں کی زندگیاں بھی اسی کے طفیل رونق حاصل کرتی ہیں ان گنت کیڑے مکوڑے، زمین پر رہنے والے لا تعداد حشرات الارض اس کسان کی صبح و شام خیر مناتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اگر انسان کو معلوم ہو جائے کہ اس کی کھیتی سے فائدہ اٹھانے والی مخلوق کی تعداد کتنی ہے تو سر پکڑ کر بیٹھ جائے بظاہر تو کھیتی باڑی کا آخرت سے تعلق بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ انسان نے اپنی زندگی سنوارنے کیلئے کیا ہے مگر جب انسان اخلاص کے ساتھ، نیت کی بہتری کے ساتھ، خدمت خلق کے جذبہ کے ساتھ اپنے اہل وعیال کی پرورش کیلئے یہ خدمات سرانجام دیتا ہے تو پھر اسے قدم قدم پر رحمت و برکت کا ساتھ ہوتا ہے کہ اسلام کے اندر نیت کو بہت بڑا دخل ہے اگر ان باتوں پر نظر رکھ کر کاشت کرتا ہے اور اس کے پیش نظر امداد باہمی اور انسانی بھلائی کا نظریہ ہے تو پھر وہ اس ارشاد گرامی کا مصداق ٹھہرتا ہے

اللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ(1)

کوئی بندہ جب اپنے کسی بھائی کی مدد میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

اسلام نے رزق حلال کمانے پر زور دیا ہے وہ طریقہ تجارت ہو یا زراعت حضور ا کا ارشاد گرامی ہے

"طلب الحلال فریضۃ علی کل مسلم بعد الفریضۃ "(2)

فرائض کے بعد حلال کمائی کا طلب کرنا بھی فرض ہے۔صاحب کتاب المدخل نے اسی مقام پر ایک دوسری حدیث شریف بھی نقل کی ہے'

'احل ما ا کل الرجل من کسب یدہ"(3)

نسان کا سب سے حلال کھانا وہ ہے جو ہاتھ سے کما کر کھائے۔حلال کمائی کے اثرات اور فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"من اکل الحلال اربعین ایاما نور اللہ وجھہ واجری ینا بیع الحکمۃ من قلب علی لسانہ او کما قال ﷺ '(4)

'جو شخص چالیس دن تک حلال کمائی کھائے گا اللہ تعالی اس کے چہرے کو منور کرے گا اور حکمت کے چشمے اس کے قلب سے جاری کر دے گا جو اس کی زبان سے ظاہر ہوں گے اس کے برعکس حرام کمائی کی مذمت فرمائی گئی ہے۔ارشاد ہوتا ہے'

'کل لحم نبت من حرام فا لنار اولٰی بہ"(5)

حرام روزی سے پیدا ہونے والا گوشت جہنم کا زیادہ حق دار ہے۔اب حلال رزق کی اہمیت کے پیش نظر

---

(1) المسلم ،الجامع الصحیح ،فضل الاجتماع ،الرقم4867،ص 212/13

(2) الطبرانی المعجم الکبیر ،الرقم9851،ص400/8

(3) الطبرانی ،المعجم الکبیر ،قطعۃ من المفقود ،الرقم95،ص36/19

(4) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،باب فضیلۃ الحلال ،ص 436/1

(5) یوسف 67;12

غور کریں تو کاشتکاری، زراعت اس کی زیادہ حق دار ہے کہ اسے ہاتھ کی کمائی سے تعبیر کیا جائے اس طرح سے ایک عام آدمی بھی ان مبارک احادیث کا مصداق بن سکتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کھیتی کو حج پر ترجیح دی

صاحب المدخل نے اپنی اس کتاب میں ایک بزرگ کا ایک عظیم واقعہ نقل کیا ہے جس سے کھیتی باڑی کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔فرماتے ہیں ایک شخص حج کے دن اپنے شیخ کے باغ میں گیا اور انہیں اپنے کام میں مصروف پایا اچانک ایک بدلی کی شکل نمودار ہوئی اور اس کے شیخ کے پاس سے گزری تھوڑی دیر بعد جب وہ حالت ختم ہوئی تو اس نے اپنے شیخ سے پوچھا حضرت یہ کیا معاملہ تھا؟ فرمایا یہ فلاں علاقہ کا قطب تھا جو آیا اور مجھے حج پر جانے کا کہا کہ آج یوم عرفہ ہے چلیں میدان عرفات میں وقوف کریں،تو خادم نے کہا پھر آپ نے کیا جواب دیا؟ شیخ نے فرمایا، میں نے اس قطب سے معذرت کر لی کہ میں نے آج پہلے سے نیت کر لی ہے کہ آج رات کے فلاں حصہ میں کھیتی کرونگا اس واقعہ سے اندازہ کریں اس شیخ کی نگاہ میں کھیتی باڑی کی کتنی اہمیت ہے کے عرفات میں جانے سے معذرت کر لی اور اپنی کھیتی باڑی میں مصروف رہے اگر زراعت غیر ضروری ہوتی تو وقوف عرفہ جیسی عظیم دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔جلیل القدر امام عارف باللہ ابن الحاج نے اپنے استاد ابو محمد کا ایک مقولہ اس کتاب المدخل میں نقل کیا ہے۔

”اعلموا ان الھمم قد تقاصرت عن العبادات

فعلیکم بالزراعۃ“

لوگ عبادت سے غافل ہو گئے ہیں لہذا اس نازک دور میں تم کھیتی باڑی میں لگ جاؤ

”تحصل الاجور الکثیر“(1)

کثیر نفع حاصل ہوگا،تم چاہو یا نہ چاہو۔اس مقولہ سے ان کی نگاہ میں کاشتکاری کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

(1) المدخل ،فصل فی حقہ الفلا ،ص474/3

کاشتکار کی نوافل سے بے نیازی

یہی صاحب المدخل اسی مقام پر ایک درویش کا واقعہ نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ افریقہ میں قحط پڑ گیا لوگوں نے نماز استسقاء کی ضرورت محسوس کی کہ یہ عمل بارش کی طلب کے لئے اسلام میں کیا جاتا ہے۔ یہ دو رکعت نماز پڑھنا خدا کی رحمت کو ندا دیتا ہے لوگوں نے ایک شخص کو اس وقت کے ایک صاحب دل بزرگ کے ہاں روانہ کیا کہ انہیں درخواست کی جائے وہ بھی نماز میں شامل ہوں اور دعا فرمائیں کہ بارش عطا ہو۔ یہ شخص ان بزرگوں کے گھر پہنچا معلوم کیا پتہ چلا وہ تو باہر اپنے کھیتوں میں کام کرنے گئے ہیں یہ شخص ان کے پیچھے کھیتوں میں چلا گیا اور لوگوں کی درخواست پیش کر دی کہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ شامل ہوں یہ بزرگ خاموشی سے اپنا کام کرتے رہے کچھ دیر بعد اس شخص نے پھر درخواست کی حضور میں واپس جا کر لوگوں کو جواب کیا دوں؟ تو آپ نے فرمایا، اگر میری ایک سانس بھی اللہ کے ذکر سے خالی گئی تو میں اپنے آپ کو برباد کر لوں گا جو شخص اسے بہتر جانتا ہے اسے کھیتی کرنی چاہیے۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس زمیندار کاشتکار بزرگ نے نماز استسقاء میں شامل ہونے سے معذرت کر لی ہے اور اپنے کھیتی باڑی کے عمل کو جاری رکھا ہے جس سے اس بزرگ کی نظر میں کاشتکاری کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔ اسلامی تاریخ پر غور کیا جائے تو ہر دور میں ہر طبقہ اور ہر پیشہ کے لوگ کھیتوں میں ہل چلاتے اور حیات انسانی کو سنوارتے نظر آئیں گے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں وہ لوگ جن کے پاس زمینیں تھیں وہ ان زمینوں میں نہائیت محنت اور دلچسپی سے کام کرتے دکھائی دیتے تھے اور جن کے پاس باغات تھے وہ ان باغوں میں پھل چنتے نظر آئیں گے۔ قیس بن ابی جعفر فرماتے ہیں "تمام مہاجرین تہائی اور چوتھائی پر کھیتوں میں کام کیا کرتے تھے اور کھیتی کرنے والے حضرت علی، حضرت سعد بن مالک اور حضرت عبداللہ بن مسعود قاسم، عروہ سے اس سلسلہ میں جو روایت ہے اس میں آل ابوبکر، آل عمر، آل عثمان، آل علی اور ابن سیرین کا بھی ذکر ہے۔" (1)

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک موقعہ پر یزید ابن سلمہ کو پودے لگاتے دیکھا تو فرمایا شاباش بہت اچھا کر رہے ہو اب دوسروں کی محتاجی تو نہیں رہی، روایت کے الفاظ اس طرح ہیں '

(1) تیسیر اصول، ص445

’اصبت استغن الناس‘‘(1)

تم نے اچھا کیا دوسروں کے دست نگر تو نہیں رہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں مدینہ منورہ کے کاشتکار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول تھا کہ کھیتی باڑی بھی کرتے تھے اور باری باری حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہو کر دینی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ درس میں حاضر ہونے والے جا کر اپنے کاشت کار بھائیوں کو وہ ارشاد سنا دیا کرتے تھے اس طرح کاشتکاروں کو دربار گوہر بار میں حاضری بھی ہوتی رہتی اور دینی تعلیم کا سلسلہ بھی نہ رکتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

سحری اور کاشت کاری

ذریعہ معاش کے تمام کام طلوع آفتاب کے بعد ہی شروع ہوتے ہیں بازاروں میں تجارت دن چڑھے شروع ہوتی ہے منڈیوں میں کاروبار کا حال بھی یہی ہے۔ صنعت وحرفت کے مرکزی اداروں، کارخانوں، فیکٹریوں کا بھی یہی انداز ہے مزدور دن چڑھے کارخانہ جاتا ہے، دفاتر کی صورت حال بھی کچھ ایسی ہی ہے تمام آفیسر ملازمین مقررہ وقت پر ہی پہنچتے ہیں مگر زراعت کا مسئلہ اس سے بالکل مختلف ہے، دیہاتی زمیندار سحری کے وقت ہی کھیتوں میں کام کرنے کیلئے نکل جاتا ہے، میں نے اپنی دیہاتی زندگی میں تو اسے نہایت اچھی طرح دیکھا ہے اگرچہ آج زمانہ ترقی کر گیا، بیلوں سے ہل چلانا قریباً قریباً ختم ہو گیا پھر بھی لوگ ٹریکٹروں کو لئے صبح صبح ہی کام کرتے ہیں، سحری کا وہ مبارک وقت ہے جب دعائیں قبول ہوتی ہیں، صبح صبح جاگنے اور کھیتوں میں جا کر اپنے کام کے ساتھ اللہ اللہ کرنے کی سعادت بھی زمیندار کو ہی نصیب ہے، زمیندار کا نقصان ہو جانے پر بھی زمیندار کو عظیم اجر ملتا ہے وہ بھی صدقہ شمار ہو جاتا ہے، حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

عن جابر رضی اللہ عنہ ما سرق منہ لہ صدقۃ (2)

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، باب فی فضل الکسب، ص410/1

(2) البانی، مشکوۃ، فضل الصدقۃ، الرقم 1901، ص428/1

جو کچھ اس میں سے چرایا گیا وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہوگا۔ صاحب مشکوۃ شریف نے اسی مقام پر اس حدیث کو بھی نقل کیا ہے

من احیا ارضاً میتة فلهٗ فیها اجر و ما اکلت منه

العافیة منه فهو له صدقه (1)

جس نے کسی بنجر زمین کو کاشت کے قابل بنادیا اس کیلئے اس میں اجر ہے اور اس سے جتنا کسی جاندار نے کھایا وہ اس کے حق میں صدقہ ہوگا اس حدیث شریف سے اندازہ کریں کہ زمیندار میں کاشتکار کا صدقہ خیرات کسقدر ہوتا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے اسے صدقہ، خیرات کا ثواب ملتا رہتا ہے، کسی بنجر زمین کو قابل کاشت بنانا اسلام میں نہایت مستحسن اقدام ہے جس کا اندازہ صاحب کشف الظنون کی اس عبارت سے ہوتا ہے

لو علم عباد الله رضاء الله فی احیاء الارض لم

یبق فی وجه الارض خراب (2)

اگر انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ بنجر زمین کو آباد کرنے پر اللہ تعالیٰ کس قدر خوش ہوتا ہے تو اس زمین پر کوئی بھی ویرانہ باقی نہ رہے۔

وصلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

کاشتکار کی دعا

ایک سیدھے سادھے کاشتکار مسلمان کا جو اللہ تعالیٰ کے حضور مقام ہے وہ قابل فخر ہے، دعا قبول ہونے میں ایک بڑی رکاوٹ رزق حرام بھی ہے، اللہ کا شکر ہے کاشتکار خاصی حد تک رزق حرام کی بیماری سے بچا ہوتا ہے جب کوئی کسان اپنے اس معاش کو اخلاص، خدا خوفی اور خدمت خلق کے جذبہ سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول بھی فرماتا ہے صاحب المدخل نے اپنی اسی کتاب کے ص ۲۷ ج ۳ میں ایک کاشتکار کی دعا کا ذکر اسطرح کیا ہے۔

مشہور شہر نالس کے ملحقہ گاؤں کا ایک نوجوان جذام کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اس کے لواحقین

---

(1) البانی، مشکوۃ، فضل الصدقة، الرقم 1916، ص 431/1

(2) محاضرات اسلامیه، ص 145

اسے علاقہ کے ایک مشہور طبیب کے پاس لے گئے اس نے دیکھتے ہی کہا اس مرض کا علاج میں نہیں کر سکتا آپ لوگ اسے عیسیٰ علیہ السلام کے کسی حواری کے پاس لے جائیں وہ لوگ ناامید ہوکر واپس جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں ایک سادہ لوح کاشتکار ملا جو اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا اس کاشتکار نے ان سے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو وارثوں نے ساری بات بتا دی کہ یہ مریض ہے اس کا علاج عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی حواری ہی کر سکتا ہے ہم ایسے حواری کی تلاش میں ہیں اس پر وہ سادہ لوح کسان اپنا کام بند کر کے جذبات محبت میں کہتا ہے کیا حضور ا کا کوئی خادم یہ کام نہیں کر سکتا، لاؤ وہ مریض چنانچہ مریض کو کسان کے سامنے بٹھا دیا گیا اس نے مریض کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، بس کیا تھا یہ پرانا اور مہلک مرض دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحات میں ختم ہو گیا اور وہ لڑکا تندرست ہو گیا(1)

معلوم ہوا کہ کاشتکاری میں خدا شناسی بھی ہے اور خدا آشنائی بھی ہے۔

محاضرات اسلامیہ صہ ۱۴۵ میں اسی عنوان کی اہمیت پر عالم اسلام کے مشہور فلسفی ابن حزم اندلسی کی یہ تحریر کاشتکاری کی عظمت کو مزید بلند کر رہی ہے فرماتے ہیں

اعلموا ان اللّذة والسلامة والعز والاجر فی اصحاب

فلاحة الارض(2)

زندگی کی حقیقی لذت، عزت اور اجر کھیتی کرنے والوں میں پائی جاتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور محنت

آج ہمارے معاشرے میں ایک بڑی خرابی یہ بھی پیدا ہو چکی ہے کہ فیکٹری کا مالک اپنے مزدور کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے کہ یہ سب لوگ اس کے غلام ہیں، کارندے ہیں اور ان سے حسن سلوک کی بجائے زیادتیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

اور یہ بات بھول جاتا ہے کہ جس خدائے قدوس کا بندہ یہ مالک خود ہے اسی کا ہی بندہ وہ

---

(1) المدخل، ص473/3

(2) محاضرات اسلامیہ، ص145

مزدور بھی ہے وہی خدا ہے جس نے اس کو امیر بنا دیا اور اسے اس سے مالی حیثیت میں کم درجہ میں رکھا ،سرکش دولت مند قدرت کے اس ضابطہ کو بھول جاتا ہے

اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر (1)

اللہ تعالٰی جسے چاہتا ہے رزق کی فراخی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم دیتا ہے اس ارشاد گرامی کا یہ مطلب نہ سمجھ لیا جائے کہ رزق حاصل کرنے کے لئے کسی محنت کوشش کا کوئی تعلق نہیں انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ نے اپنی اپنی قوموں کے سامنے خود محنت کر کے دکھائی کہ آنے والی نسلوں کے محنت کشوں کو یہ شرف انسانیت حاصل رہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے ہم پیشہ ہیں اور انہیں یہ احساس رہے کہ محنت میں عظمت ہے مزدوروں محنت کشوں کا بارگاہ رسالت میں کس قدر مقام تھا اس سے واضح ہے حضور سید عالم ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا جس کے ہاتھوں میں محنت مزدوری کرتے کرتے گانٹھیں پڑ گئی تھیں تو ارشاد فرمایا

یہ وہ ہاتھ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پیارا ہے، دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ فرمایا یہ گانٹھیں اس کے جنت میں جانے کے لئے کافی ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کو محنت کشوں مزدوروں سے کس قدر پیار تھا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے واضح ہوتا ہے ایک درزی نے حضور ﷺ کی ضیافت کا اہتمام کیا اور کھانے کی دعوت دی سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا درزی نے روٹی اور شوربا دستر خواں پر رکھا اس شوربے میں کدو کے ٹکڑے تھے میں نے دیکھا حضور ﷺ پیالے میں سے کدو ڈھونڈ کر تناول فرماتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اسی دن سے کدو کو پسند کرنے لگے (2)

اسلام نے جو محنتی اور مزدور کو معاشرے میں مقام دیا ہے اس کا کسی نظام میں جواب نہیں ملتا کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ کارل مارکس (مشہور یہودی) کی تعلیم میں مزدور کو اجاگر کیا گیا ہے یہ محض کہانی ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں کارخانہ دار اور مزدور کے درمیان جو صورت حال جھگڑا پیدا کرتی ہے وہ مزدور کو مزدوری دینے کا مسئلہ ہے اسلام نے اس کی جلد ادائیگی کو کس قدر اہمیت دی ہے وہ حضور ﷺ کے اس

---

(1) الرعد 13:26

(2) البخاری ،الجامع الصحیح ،ذکر الخیاط ،الرقم 1950،ص 270/7

ارشاد سے واضح ہے "مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو"(1)

حضور سید عالم ﷺ کے اس مختصر ارشاد میں کس قدر جامعیت ہے صلح اتفاق اور پیار و محبت کا کس قدر اہم پیغام ہے جو دنیا کے کسی نظام میں نظر نہیں آتا پھر مزدور کو مزدوری ادا نہ کرنے کے سلسلہ میں کارخانہ دار کو شدید وعید فرمائی گئی ہے جو مزدور کی اہمیت، اس سے پیار کو اجاگر کر رہی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن میں تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا ایک اس شخص سے جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر اس کو توڑ ڈالا، دوسرا اس شخص سے جس نے آزاد انسان کو بیچ ڈالا، تیسرا اس شخص سے جس نے مزدور سے پورا پورا کام لیا اور پھر مزدوری نہ دی(2)

مزدور اور کارخانہ دار کے درمیان جھگڑا نہ پیدا ہونے کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل صورتیں پیش نظر رہیں تو کافی حد تک امن رہ سکتا ہے۔

1 اجرت جلد ادا کی جائے

2 اجرت طے کر کے کام شروع کیا جائے

3 معاوضہ معقول ہو

4 وقت کا تعین ہو کہ مزدور نے کس وقت سے کس وقت تک کام کرنا ہے

5 مزدور بھی اپنی دیانتداری سے اور محنت سے کام کرے وقت ضائع نہ کرے

6 مزدور پر مناسب نگرانی کا اہتمام کر لیا جائے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں محنت کی عظمت

اگرچہ مزدور کی زندگی بڑی کٹھن ہے دکھ بھری ہے کہ اس میں محکومیت ہے مالک کا دباؤ برداشت کرنا ہے، اس کے حکموں کی تعمیل ہے، محنتی کو ملازمت سے ہٹا دیئے جانے کا خطرہ، ہر لحہ دامن گیر ہے، تاہم مزدوری اور محنت کرنے والے کیلئے کچھ خوشخبریاں بھی ہیں جن میں پہلی خوشخبری تو یہ ہے

---

(1) ابن ماجہ ،السنن ،اجر الاجراء ،الرقم 2434،ص 294/7

البیہقی ،السنن الکبری ،ص 120/6

(2) ابن ماجہ ،السنن، اجر الاجر اء،الرقم 2433،ص 293/7

کہ محنت مزدوری کو انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنایا ہے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی آٹھ سال تک بکریاں چرائی ہیں،(1)

قرآن مقدس میں سیدنا شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا مقولہ درج ہے

۔ ان ربی یدعوك لیجزیك اجر سقیت لنا(2)

میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تا کہ آپ کو ہمارے جانوروں کو پانی پلانے کی اجرت دیں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہیں بنا کر اپنا گذر اوقات فرماتے تھے(3)

،خود حضور سید عالم ﷺ کی پاکیزہ زندگی میں محنت و مزدوری کے واقعات ملتے ہیں ان امور و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ مزدور اور محنتی شخص کو یہ شرف انسانیت حاصل ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی سنت پر عمل پیرا ہے اور یہ سعادت اس کا تاج سکندری ہے، حضور ﷺ کی نگاہ پاک میں محنت، مزدوری کرنے والے کا کس قدر مقام ہے وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے ایک صحابی کے ہاتھ محنت مزدوری کرتے کرتے کھردرے ہوگئے، گانٹھیں پڑگئین، حضور ﷺ نے دیکھ کر فرمایا

تلك ید یحبھا اللہ و رسولہ

یہ وہ ہاتھ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو پیارا ہے، حضور سید عالم ﷺ نے خود کام کر کے محنت کر کے ،مزدور کی عظمت کو چار چاند لگائے ، مزدوری کا مقام بلند کر دیا، مسجد نبوی شریف کی تعمیر میں خود حضور ﷺ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے یہ محنت اور مزدوری کو شرف بخشنا تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور ﷺ کو اس طرح کام کرتے دیکھ کر یہ شعر پڑھتے تھے۔

نحن قعدنا والرسول یحمل ؎

لذالك العمل المضلل (4)

ہم بیٹھے رہیں اور رسول اللہ ﷺ کام کریں یہ تو بڑی گمراہی ہے

---

(1) القصص 27:28

(2) القصص 25:28

(3) السباء 11:34

(4) ابوالفتح ،عیون الاثر ،ص257/1

ابن کثیر ،السیرۃ ،ص306/2

خندق کھودنے میں حضور ﷺ نے بھرپور حصہ لیا جس سے پتہ چلتا ہے، آپ نے محنت کو کس قدر شرف بخشا ہے، آپ کا ایک محنتی غریب صحابی کے گھر کھانا کھانے کیلئے جانا کس قدر اہم واقعہ ہے، بخاری شریف باب الخیاط میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ساتھ تھا، رازی نے شوربا پیش کیا جس میں کدو تھا، انس فرماتے ہیں میں نے دیکھا حضور ﷺ کدو کے ٹکڑے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تناول فرما رہے ہیں، اُسی دن سے میں کدو کو پسند کرنے لگا۔(1)

حضور ﷺ نے محنت کش کے کھانے کو محبت سے پسند فرمایا، یہ بھی محنت کش کی عظمت کی دلیل ہے، اسی سلسلہ میں محنت کی عظمت ایک اور حدیث شریف سے بہت نمایاں ہے، حضور ﷺ نے اپنے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے ایک محنتی کی بیوی ام سیف کے سپرد فرمایا تھا، وہ دودھ پلانے کا فریضہ انجام دیتی تھیں، یہ محنتی صحابی لوہے کا کاروبار کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین جب حضور ﷺ تشریف لے جاتے تو میں بھی ساتھ ہوتا تھا، گھر میں دھواں بھرا ہوتا تھا، حضور ﷺ نفرت نہ فرماتے اسی جگہ بیٹھ جاتے، آج کل مالک اور مزدور میں آئے دن، جھگڑا رہتا ہے، مالک اپنی منوانا چاہتا ہے، مزدور اپنا حق جتوا تا ہے، اس ضمن میں اگر چند ایک باتیں طے کر لی جائیں تو معاملہ ختم ہوسکتا ہے، پہلی بات تو یہ ہو کہ کام ختم ہوتے ہی مزدوری ادا کر دی جائے، مزدور جو کئی کئی دن تک مالک کے دھکے کھاتے ہیں، جھگڑا کرتے ہیں اور بدامنی پیدا ہوتی ہے، یہ تصادم ختم ہو جائے گا۔ ابن ماجہ شریف ص ۱۷۸ میں مزدوری کو جلد ادا کرنے کا ارشاد اس طرح ملتا ہے، مزدور کی اُجرت کو اس کا پسینہ ختم ہونے سے پہلے ادا کر دو،(2)

حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی، صلح، محبت کی طرف ایک واضح ضابطہ ہے جسے اپنایا جانا چاہئے۔ مزدور کو مزدوری دینے کے سلسلہ میں بخاری شریف کتاب الاجارہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اسطرح بھی ملتا ہے، آپ نے فرمایا میں قیامت کے دن تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا، ایک وہ جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر توڑ ڈالا، دسرا وہ جس نے آزاد انسان کو

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،ذکر الخیاط ،الرقم1950،ص270/7

(2) الاحمد ،المسند،مسند انس بن مالك ،الرقم 12544ص91/26

ابن ابی شیبة ،المصنف ،ص267/3

بیچ دیا، تیسرا وہ جو شخص جس نے مزدور کو مزدوری پر لگایا اور مزدوری نہ دی (1)

اسلام نے مزدور کی اہمیت کو بیان کیا ہے اس ضمن میں اگر یہ تین اصول اپنائے جائیں تو مالک اور مزدور کی تلخی ختم ہوسکتی ہے،

(۱) اُجرت جلد دی جائے

(۲) اُجرت مناسب ہو

(۳) اُجرت طے ہو۔

شہروں میں تو عموماً مزدور کو اجرت مل ہی جاتی ہے مگر دیہات میں زمیندار طبقہ اس شدید جرم کا مرتکب بنا رہتا ہے کہ وہ مزدور اس کی رعایا میں شامل ہے لہذا اس سے جو چاہے کام لے، مزدوری دے یا نہ دے (خدا پناہ) یہ غریب پر زیادتی ہے، ظلم ہے۔ جہاں اسلام نے مزدور کے حقوق کا یقین فرمایا اور اس کی عظمت کو بڑھایا ہے، وہاں پر مزدور کیلئے بھی چند پابندیاں عائد کی ہیں۔

(۱) مالک کے ساتھ پرخلوص تعاون کرے۔

(۲) مزدور محنتی بھی ہو

(۳) کام کو پوری دیانتداری سے کرے

اگر مزدور کام میں سستی کرتا ہے، وقت ٹالتا ہے یا اس مزدوری کے دوران اپنے کام میں لگا رہتا ہے تو یہ صورتیں اس کی روزی کو حرام بنا دیں گی۔

سیدنا ابراہیم ادھم علیہ الرحمہ مزدوری کرتے تو کئی مرتبہ مزدوری لینے سے انکار کر دیتے کہ کہیں اُن سے کام کرنے میں سستی نہ ہوگئی ہو، مزدور کے فرائض میں ایک یہ بھی ہے کہ مالک کے ساتھ معاملات میں امن، پیار کو بھی فروغ دے، پوری دیانتداری اور انصاف سے کام کرے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین محبت ہے

اسلامی معاشرہ کے خصائص میں ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے

---

(1) ابن ماجہ ،السنن، اجر الاجراء ،الرقم 2434،ص 294/7

پیار محبت کا درس دیتا ہے جس سے معاشرہ میں اصلاح نمودار ہوتی ہے اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی جسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے

لیس منا من لم یرحم صیغرنا ولم یوقر کبیرنا

ولم یامر بالمعروف ولم ینہ عن المنکر (1)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی تعظیم نہ کرے اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے نہ روکے وہ ہم میں سے نہیں۔ اندازہ کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کس قدر پیار و محبت کا درس دے رہا ہے، بڑوں کو پابند کیا جا رہا ہے کہ چھوٹوں پر رحم کریں، چھوٹوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ بڑوں کی تعظیم کریں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے خود رک جائیں اور دوسروں کو روکیں اگر ہم میں یہ عادات پیدا ہو جائیں تو اسلام کی عظمت، ایمان کی تکمیل کے واضح نشانات ہیں۔

اسی پیار و محبت کے عنوان سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ملتی ہے

واللہ لایومن واللہ لایومن واللہ لایومن قیل من یا

رسول اللہ قال الذی لایامن جارہ بوائقہ (2)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی قسم ایمان والا نہیں ہوگا، اللہ کی قسم ایمان والا نہیں ہوگا، اللہ کی قسم ایمان والا نہیں ہوگا، عرض کی گئی یا رسول اللہ کون؟ فرمایا وہ شخص جس کا پڑوسی اُسکی شرارتوں سے ڈرتا ہو۔ پڑوسی سے حسن سلوک کا حکم درس محبت ہے، ایمان دار کی شان اسطرح بیان کی گئی ہے کہ اِس کے پڑوسی اس کے شر سے بچے رہیں، امن میں رہیں اس کے حسن سلوک کے باعث اطمینان کی زندگی گزار سکیں، پڑوسی سے محبت اور اُس سے حسن سلوک کا ذکر ایک دوسرے ارشاد میں اسطرح ہے

---

(1) ابوداود، السنن، فی الرحمۃ، الرقم 4292، ص 105/13

الترمزی، السنن، باب رحمت الصبیان، الرقم 1842، ص 155/7

(2) الاحمد، المسند، مسند ابی ہریرہ، الرقم 7539، ص 80/16

البیہقی، شعب الایمان، فعل یقول العطس فی جواب التشبیت، الرقم 9212، ص 22/20

قال ماzال جبریل یوصینی بالجار حتیٰ ظننت انه

سیورثه(1)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل (علیہ السلام) مجھے ہمیشہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک، پیار و محبت کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسکو جائیداد میں وارث بنادیں گے۔

اِس ارشاد میں یہ بھی واضح ہورہا ہے کہ پڑوسی سے حسن سلوک ہمدردی کا حکم ہے یہ پڑوسی کسی نظریہ کا ہی کیوں نہ ہو، اس سے زیادتی نہ کی جائے، اس کا حق نہ مارا جائے اس کے دکھ میں حسب استطاعت ہاتھ بٹایا جائے، اس دور میں جب ہر طرف جنگ ہی جنگ کا منظر دکھائی دیتا ہے، اس فتنے کو صرف اور صرف اسلام کے اُصولوں کے پیش نظر ہی حل کیا جاسکتا ہے، بڑے بڑے شہروں میں تو یہ حال ہے کئی کئی سالوں تک پڑوسی کو پڑوسی کا تعارف بھی نہیں ہوتا، ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کا تصور ہی نہیں ہوتا، اسلام اجنبیت کو پیار میں بدلتا ہے اور پیار و محبت سے رہنے کا حکم دیتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے ایک ارشاد اسطرح ملتا ہے ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ فلاں عورت نمازیں پڑھتی ہے، روزے رکھتی ہے مگر اپنی زبان درازی سے پڑسیوں کو تنگ کرتی ہے،

قال ھی فی النار

فرمایا وہ دوزخی ہے پھر عرض کی گئی حضور فلاں عورت نماز، روزہ، صدقہ، زکوٰۃ میں کمی کرتی ہے مگر پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی

قال ھی فی الجنۃ(2)

فرمایا وہ جنتی ہے۔ان روایات سے کس قدر پیار و محبت سے رہنے کا درس ملتا ہے ایسا حسین انداز معاشرہ اسلام کے بغیر کہیں نہیں ملتا۔

محبت کے عنوان پر پوری ملت اسلامیہ متفق ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا فرض ہے کچھ لوگ کہتے ہیں محبت کا معنی اطاعت و بندگی ہے، اطاعت کا ہونا محبت ہے یہ

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الوصاۃ بالجار، الرقم5555، ص430/18

ابوداود، السنن، فی حق الجوار، الرقم4485، ص365/13

(2) الاحمد، المسند، مسند ابی ھریرہ، الرقم9298، ص341/19

الحاکم، المستدرک، حدیث عبداللہ بن عمر، الرقم7412، ص151/17

مفہوم اس لئے کمزور ہے کہ اطاعت تو محبت کے تابع ہے کسی سے محبت ہوگی تو اسکی اطاعت ہو سکے گی، محبت کا وجود اطاعت سے پہلے لازمی ہے۔اس محبت کے عنوان پر قرآن حکیم کا ارشاد واضح ہے جو محبت کے وجود پر دلیل ہے

یحبہم ویحبونہ(1)

اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ کے بہت سے ارشادات گرامی سے واضح ہے

لایؤمن احدکم حتی یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما (2)

کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا حتی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس کے نزدیک ان کے ماسویٰ سے محبوب تر نہ ہوں، دوسری حدیث شریف میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

لایؤمن العبد حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین(3)

بندہ مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے گھر والوں اور مال اور سب لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

اسی محبت کے عنوان کو قرآن مقدس نے بہت واضح طور پر اس طرح ارشاد فرمایا

قل ان کان آباؤکم(4)

کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں خاندان، مال اور تجارت جسکے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور رہائش گاہیں جنہیں پسند کرتے ہو اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو عذاب کا انتظار کرو۔

---

(1) المائدہ 54:5

(2) الاحمد، المسند، مسند انس بن مالك، الرقم12676، ص223/26

(3) المسلم، الجامع الصحیح، باب فی الوجوب محبة الرسول، الرقم62، ص155/1

النسائی، السنن، علامة الایمان، الرقم4928، ص212/15

(4) التوبہ 24:9

حضور ﷺ کی زبان مبارک سے اس طرح دعا بھی ملتی ہے

اللھم ارزقنی حبك وحب من احبك

اے اللہ مجھے اپنی محبت کا رزق عطا فرما اور اسکی محبت عطا فرما جس نے تجھے محبوب جانا

وحب مایقربنی الی حبك (1)

اور اس عمل کی محبت عطا کر جو مجھے تیرے قریب کر دے۔ایک دیہاتی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ قیامت کب ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا کچھ تیار کیا ہے؟ عرض کی حضور بہت سی نمازیں اور بہت سے روزے تو جمع نہیں ہو سکے مگر مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے تو فرمایا

المرء مع من احب (2)

آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کی۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مسلمانوں کو کبھی اتنا خوش ہوتے نہ دیکھا جتنا حضور ﷺ کے اس ارشاد پر خوش ہوئے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیا یہ مزہ اسے دنیا سے الگ تھلگ کر دیتا ہے۔(3)

حضرت عبدالواحد زید فرماتے ہیں میرا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو برف میں سوتا تھا میں نے پوچھا تجھے سردی نہیں لگتی اس نے کہا جو شخص محبت الٰہی میں گرم رہتا ہے اسے سردی محسوس ہی نہیں ہوتی۔سیدنا سری سقطی فرماتے ہیں قیامت کے دن جن لوگوں پر محبت الٰہی غالب نہ ہوگی،انہیں ان کے انبیاء علیہم السلام کے ناموں سے پکارا جائے گا،اے قومِ موسیٰ،اے قومِ عیسیٰ،اے امت محمد (ﷺ) مگر جن لوگوں پر محبت الٰہی کا غلبہ ہوگا انہیں اس طرح بلایا جائے اے اولیاءاللہ،خدائے پاک کی طرف چلو اور اس وقت ان کی خوشی کی انتہا نہ ہوگی،دل خوشی کے مارے سینوں سے باہر آنا چاہیں گے۔

ہرم بن حیان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مومن جب اپنے رب کو پہچانتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے اور جب محبت کرتا ہے تو بس اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے،اسی کی طرف متوجہ رہتا ہے اور جب توجہ کا

---

(1) ابن ابی شیبة ،المصنف ،الرقم78،ص90/7

(2) البخاری ،الجامع الصحیح ،علامة حب الله، الرقم5702،ص145/19

المسلم ،الجامع الصحیح ،المرء مع من احب ،الرقم4779،ص95/13

(3) البخاری ،الجامع الصحیح ،حب الرسول ،الرقم14،ص24/1

لطف اٹھاتا ہے، وہ اپنے جسم کے لحاظ سے تو دنیا میں رہتا ہے مگر روح کے لحاظ سے آخرت سے وابستہ رہتا ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا بندے کے لئے بہت بڑا مقام ہے جب اسکی رضا میں سب امیدیں مل جاتی ہیں تو اسکی محبت کا عالم تو اور بڑا مقام ہوگا اور پھر محبت جب مدہوش کردیتی ہے تو پھر مودت کا عالم کیا ہوگا، مودت غیر اللہ کو بھلا دیتی ہے پھر اس سے آگے اس کے لطف وکرم کا دروازہ ہے اس کا عالم کیا ہوگا۔ یہی حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں ایک رائی کے برابر محبت میرے نزدیک ستر برس کی اُس عبادت سے بہت آگے ہے جس میں محبت نہ ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عنوان محبت پر حرف آخر

قلب سلیم کی حسین ترین صفت محبت پر حرف آخر کے طور پر اس حدیث شریف کو پیش کیا جاسکتا ہے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

لایومن احد کم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ

وولدہ والناس اجمعین او کما قال ﷺ ۔(1)

"کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ یہ ارشاد گرامی واضح کررہا ہے کہ حضور ﷺ کی محبت ایمان کی اصل ہے یہ تو ایمان ہے ورنہ ایمان ہے ہی نہیں۔

اگر صرف خدائے قدوس جل مجدہ پر ایمان لانے سے بندہ کو مومن کہا جائے تو تمام ہندو ،سکھ، عیسائی، یہودی مومن کہلانے کے حقدار ہوں گے کہ خدائے قدوس کو تو وہ بھی کسی نہ کسی طرح مانتے ہیں۔

حضور ﷺ کی محبت ایمانیات میں مرکزی حیثیت کی حامل ہے امام قسطلانی نے اس عنوان پر نہائت جامع بیان ارشاد فرمایا۔

؎ شراب عشق احمد کی عجب پر کیف مستی ہے

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،حب الرسول ،الرقم 14،ص 24/1

کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے

دوسرے مقام پر یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

"والذی نفسی بیدہ لایومن احدکم حتی اکون

احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (1)

اس ارشاد گرامی میں قسم اٹھا کر بیان ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ یہی عنوان محبت تیسری جگہ اس طرح ملتا ہے

"حتی اکون احب الیہ من اہلہ ومالہ والناس

اجمعین" (2)

"جب تک میں اس کے گھر والوں سے اور اس کے مال اور تمام لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں"۔ یہی عنوان محبت ایک اور مقام پر اس طرح ملتا ہے فاطمہ بنت عتبہ سے روایت ہے

"واللہ لایکون احدکم مومناً حتی اکون احب الیہ

من ولدہ ووالدہ"(3)

"اللہ کی قسم تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں" یہی عنوان محبت ایک اور مقام پر اس طرح درج ہے

"لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ

واھلی احب الیہ من اھلہ و عترتی احب الیہ من

عترتہ"(4)

اس حدیث کو عبدالرحمان بن ابی لیلی نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے "تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے خود اس کی ذات سے پیارا نہ ہو جاؤں اور جب تک میرا خاندان اسے اپنے خاندان

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 6142، ص 314/20

(2) المسلم، الجامع الصحیح، فی وجوب محبت الرسول، الرقم 62، ص 155/1

(3) کنزالاعمال، ص 34/1

(4) کنزالاعمال، ص 34/1

سے زیادہ پیارا نہ ہو جائے۔"

کتب احادیث کے مطالعہ سے ایسی بے شمار روایات مل سکتی ہیں جن سے یہ بات واضح اور کھلی ہے کہ ایمانیات کے اندر حضور ﷺ سے محبت اور پیار کو مرکزیت حاصل ہے ۔لاکھ عبادات ہوں مگر دل حضور ﷺ کی محبت سے خالی ہوگا تو سب کچھ بے کار خدائے قدوس پر ایمان اور اس سے محبت بھی اُسی وقت مفید ہوگی جب رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ایمان ہوگا اوران سے محبت ہوگی۔یہی عنوان محبت ایک اور حدیث شریف سے یوں ملتا ہے ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالی عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی! یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے تو حضور ﷺ نے جواباً فرمایا تو گواہی دے کہ اللہ تعالی جل مجدہ لاشریک ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے عبد اور رسول ہیں ۔اور یہ کہہ کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے ان کے سوا زیادہ محبوب ہیں اگر تو اس طرح ہوا،تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہوگی جیسے سخت گرمی میں پیاسے کے لئے (دل میں) پانی کی محبت داخل ہوتی ہے۔ (1)

یہی مقدس عنوان ایک اور مقام پر اس طرح ملتا ہے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

"لن یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من نفسہ"(2)

تم میں سے ہرگز کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) کنز الاعمال،ص 78/1

(2) الاحمد،المسند،حدیث عبداللہ بن ھشام،الرقم 17355،ص 487/36

محبت کی جھلکیاں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی عنوان محبت کے ساتھ چند ایک واقعات محبت بھی ذکر ہو جائیں۔ ہر صحابی مستقل اور ایک مکمل داستان عشق تھا۔

محبوب ترین چہرہ

مسلم شریف کتاب الجہاد والسیر میں ایک جلیل القدر صحابی حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالی عنہ کی زندگی کا ایک واقعہ اس طرح درج ہے۔ اسلام سے قبل انہیں بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو آپ نے انہیں مسجد نبوی شریف کے ستون سے باندھنے کا حکم فرمایا۔ شرف ملاقات نصیب ہوا تو حضور ﷺ نے انہیں چھوڑ دینے کا حکم فرمایا یہ قریب ہی کے ایک باغ میں گئے غسل کیا اور پھر حاضر ہو کر اسلام قبول کیا جن الفاظ سے انہوں نے بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا وہ ملاحظہ ہوں، عرض کرتے ہیں

”یــا محمــد واللہ ما کان علی الارض وجہ ابغض الیّ

مــن وجھــك فقد اصبح وجھــك احب الوجوہ کلھا

الیّ الی آخر ‘(1)

‘ اے پیارے محمد ﷺ مجھے رب قدوس کی قسم ہے روئے زمین پر مجھے آپ سے زیادہ ناپسند کوئی شئے نہ تھی مگر اب (قبول اسلام کے بعد) آپ کے چہرۂ انور سے بڑھ کر کوئی شئے محبوب نہیں آپ کے دین سے زیادہ پسندیدہ کوئی دین نہیں، آپکے شہر سے زیادہ پیارا کوئی شہر نہیں ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

آنکھوں کی ضرورت بھی نہیں

قسطلانی المواہب اللدنیہ میں سیدنا عبداللہ ابن زید رضی اللہ تعالی عنہ کے انداز محبت عقیدت کا اس طرح ذکر ملتا ہے۔ آپ باہر اپنے کھیتوں میں کام پر تھے کسی نے خبر دی عبداللہ! حضور ﷺ کا

---

(1) ابوالفتح ،عیون الاثر ،ص64/2

الصالحی ،سبل الھدی والرشاد ،ص72/6

وصال ہو گیا ہے فوراً بے خود ہوئے اور ہاتھ سے درانتی گر گئی بارگاہ قدس میں دعا عرض کی

"اللھم اذھب بصری حتی لا اریٰ احداً بعد حبیبی محمد ﷺ"(1)

اے اللہ میری بینائی ختم کردے کہ میں اب حضور ﷺ کے بعد کسی کو دیکھ ہی نہ سکوں۔ لوگوں نے ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کیا تو فرمایا اب مجھے ان کی ضرورت ہی نہ تھی، یہ محبوب پاک کی ذات کے لئے تھیں وہ نہیں رہے تو ان کی ضرورت بھی نہیں، کسی کو فرماتے یہ دونوں آنکھیں میرے دل کے دروازے تھے جن سے محبوب کریم (ﷺ) دل میں تشریف لے جاتے۔ اب ڈر لگا کہیں ان دروازوں سے کوئی اور اندر نہ چلا جائے اس لئے خود ہی دعا کر دی تھی کہ یا اللہ بینائی ختم کردے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کفن کی تمنا

بخاری شریف کتاب الادب میں ایک صحابی کا واقعہ درج ہے کسی خاتون نے بارگاہ رسالت میں ایک چادر پیش کی جسے حضور ﷺ نے قبول فرما کر پہن لیا اور صحابہ میں تشریف لائے ایک صحابی نے اس حسین چادر کو دیکھا اور عرض کی یہ مجھے عطا فرما دیجیے اس کی یہ درخواست صحابہ کرام کو پسند نہ آئی اور اس سے کہا تجھے اچھی طرح پتہ ہے۔ حضور ﷺ کو اس چادر کی ضرورت بھی تھی تو نے پھر کیوں مطالبہ کیا۔ تجھے یہ بھی پتہ ہے کہ حضور ﷺ کسی کے سوال کو مسترد بھی نہیں فرماتے، اس جلیل القدر صحابی نے جواب دیا میں نے چادر کا سوال اس لئے کیا

"رجوت برکتھا حین لبسھا النبی ﷺ لعلی اکفن فیھا"(2)

میں نے اس بابرکت چادر کا مطالبہ اس لئے کیا ہے کہ مجھے اس چادر میں کفنایا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) قسطلانی، ص94/2

(2) البخاری، الجامع الصحیح، حسن الخلق، الرقم 5576، ص462/18

باپ کا قتل

مدینہ منورہ کے مشہور منافق عبداللہ بن ابی نے حضور ﷺ کو ابن ابی کبشر کے الفاظ سے یاد کیا (جو گالی تھی) اس کے لئے عبیداللہ بن عبداللہ نے (جو حضور کے جاں نثار صحابی تھے) بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور اجازت فرمائیں تو اپنے باپ کو قتل کر کے اس کا سر آپ کو پیش کر دوں۔ فرمایا نہیں وہ تیرا باپ ہے اس سے نیکی کر حسن سلوک سے پیش آ، یہ محبت رسول ﷺ تھی جس نے باپ کا قتل کرنا بھی آسان کر دیا کہ وہ دشمن رسول تھا۔

اسی مقام پر حضور ﷺ کی کمال رحمت، کمال حوصلہ کا بھی اندازہ کریں اپنے دشمن کو قتل کرنے سے روکا جا رہا ہے۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جنون بلالی

سیرت حلبیہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ عشق و محبت اسطرح درج ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ شدید پریشان رہے، سکون نہ تھا اسی اضطراب میں آپ شام چلے گئے۔ اور وہاں پر حلب شہر میں ٹھہر گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے فرمایا، مدینے کب آؤ گئے۔ بس بیدار ہوئے تو مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئے۔ اہل مدینہ کو علم ہو گیا تھا، بلال آ رہے ہیں۔ استقبال ہوا اور فتگی کا عجیب عالم تھا، گویا تصور تھا۔

؎ ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی بتاتی ہے تجلی نقش پا کی

قبر انور پر حاضری دی اور عرض کی حضور غلام حاضر ہو گیا ہے۔ بے خود ہو کر گر گئے ہوش میں آئے تو ان سے درخواست کی گئی۔ کہ اذان تو پڑھ دیں، تو معذرت فرمائی کہ اب کیسے پڑھ سکوں گا۔ حضور انور ﷺ کا جمال اقدس تو سامنے ہے نہیں۔ کسی نے مشورہ دیا حسنین کریمین کی سفارش کرواؤ۔ چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا بلال وہی اذان سناؤ جو حضور ﷺ کو سنایا کرتے تھے۔ اب انکار نہ ہو سکا جب آپ نے

---

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 82/2

اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ

کہا تو پورا مدینہ منورہ گونج گیا۔ جب

اشھد ان محمد رسول اللہ

کہا تو لوگ دیوانہ وار روتے ہوئے گھروں سے باہر آ گئے اور کہا اللہ کے رسول ﷺ آ گئے۔ (کہ اذان میں وہی درد تھا، وہی کیف تھا، وہی جنون تھا، وہی وارفتگی تھی۔ جو حضور ﷺ کی زیارت کے وقت ہوتی تھی۔ اب اس مرتبہ فراق اور تڑپ میں مزید اضافہ تھا) جس قدر فراق اور رونا اس دن تھا۔ پھر اس کے بعد یہ عالم کبھی مدینہ منورہ میں نہیں دیکھا گیا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فراق حنّانہ

حضور ﷺ سے انسانوں کا پیار و محبت تو ہے ہی لکڑی کے جس ستون سے ٹیک لگا کر حضور ﷺ وعظ فرماتے تھے۔ جب آپ کیلئے منبر تیار کر کے لایا گیا۔ اور حضور ﷺ اس لکڑی کے ستون سے ہٹ کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ تو یہ ستون فراق محبوب میں رویا۔ بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

فصاحت النخلہ صیاح الصبیی ثم نزل النبی ﷺ

فضمھا الیہ۔ (2)

کھجور کا تنا بچوں کی طرح رویا تو حضور رحمتہ للعالمین نے منبر سے اتر کر اسے اپنی آغوش رحمت میں لیا۔ تو اس پر سسکیاں لیتے ہوئے چپ ہو گیا۔ سنن دارمی کے یہ الفاظ میں

فلما اتخذ المنبر تحوّل الیہ فحن الجذع۔

جب حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے تو یہ ستون رویا۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے۔

---

(1) سیرت حلبیہ، ص308/2

(2) البخاری، الجامع الصحیح، النجار، الرقم1953، ص275/2

البیہقی، السنن الکبری، ص195/3

فسمعنا لذالك الجذع صوتاً۔(1)

ہم نے اس تنے کے رونے کی آواز سنی۔

دردومحبت کے اس حیران کن واقعہ کو میں نے اپنی کتاب مدینۃ الرسول میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اس عنوان پر اس کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا۔مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں نہایت محبت بھرے انداز میں ارشاد فرمایا ہے۔حضور ﷺ نے اس ستون سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا۔

مسندت من بودم از من تاختی　　　بر سر منبر تو مسند ساختی

حضور پہلے تو آپ مجھ سے ٹیک لگاتے تھے پھر آپ نے منبر شریف کو اپنا مسند بنا لیا۔حضور ﷺ نے اس سے فرمایا اگر تو چاہے تو تجھے کھجور کا درخت بنا دیا جائے۔یا پھر تجھے جنت کا درخت بنا دیا جائے۔اس نے عرض کی حضور مجھے وہی پہلا اعزاز ہی بخشا جائے، پھر اس ستون کو دفن کر دیا گیا تاکہ قیامت کے دن انسانوں کی طرح اٹھایا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چہرہ نبوی ورق قرآن ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور ﷺ سے پیار ومحبت تھا یہ ایک طویل داستان ہے۔دنیا بھر کے کسی راہنما کے ساتھ اس کے وابستگان کی یہ کیفیت نہیں۔حجامت بنوائی ہے تو ایک ایک بال حاصل کرنے میں ٹوٹ پڑے ہیں۔وضو فرمایا تو پانی کے ایک ایک قطرہ کیلئے ہنگامہ ہے۔تھوک مبارک ڈالا جاتا ہے تو جنون محبت کا یہ عالم ہے وہ زمین پر نہیں گرتا بلکہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہے اور پھر اسے تبرک کے طور پر چہرہ پر ملا جا رہا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔وصال کے دنوں ایک دن حضور ﷺ نے اپنے اندر افاقہ محسوس فرمایا۔تو اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور جماعت کو ملاحظہ فرمایا۔اس وقت صدیق اکبرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے

---

(1)　الدارمی،السنن، باب ما أقرء النبی،الرقم32،ص38/1

ہیں۔

کأنّ وجهه ورقة مصحف ثم تبسم ۔

گویا آپ کا چہرہ انور قرآن مقدس کا ورق ہو پھر مسکرائے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے محبوب کے انداز محبت کا عالم یہ تھا۔

فهممنا أن نفتتن من الفرح۔(1)

حضور ﷺ کی زیارت کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم نماز چھوڑ بیٹھتے۔سیدنا انس فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کی ہمیں زیارت نصیب ہوئی۔ایسا حسین ترین منظر ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس عظیم واقعہ کو بہت سے محدثین کرام نے نقل کیا ہے۔حیرت ہے صحابہ میں وارفتگی بھی ہے، زیارت کا منظر بھی ہے، نماز چھوڑ بیٹھنے کا خطرہ بھی ہے۔حضور ﷺ کے صحت مند ہونے کی عظیم خوشی بھی ہے، حضور ﷺ کے پردہ اٹھانے پر صحابہ کا احساس بھی ہے کہ تشریف لا کر نماز پڑھائیں گے۔پورے کے پورے صحابہ حضور کی طرف متوجہ بھی ہیں۔

فأشار إليهم أتمّوا صلواتكم (2)۔

تو حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا۔آپ لوگ اپنی نماز پوری کر لیں۔حضور ﷺ نماز میں شامل نہیں باہر ہیں، ہدایت دی جا رہی ہے، اپنی نماز پوری کر لیں۔صحابہ کرام نے اس ہدایت پر عمل کیا ہے، اتنا کچھ کرنے اور ہونے کے باوجود نماز میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا، صحابہ کی نماز مکمل ہے اکمل ہے۔

دراصل نماز کی روح ہے ہی یہی کہ نماز میں جمال محبوب نصیب ہو حدیث شریف میں نماز پڑھنے کا انداز بھی یہی فرمایا گیا ہے۔

صلّ كأنك تراه ۔

نماز ایسے پڑھ گویا محبوب کا مشاہدہ کر رہا ہے۔اس عنوان کو حضور خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے اس طرح فرمایا ہے۔

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،العلم والفضل ،الرقم 639،ص 80/3
المسلم ،الجامع الصحیح ،باب استخلاف الامام،الرقم 636،ص 400/2

(2) البخاری ،الجامع الصحیح ،،العلم والفضل ،الرقم 639،ص 80/3
المسلم ،الجامع الصحیح ،باب استخلاف الامام،الرقم 636،ص 400/2

آنکس کہ درنماز بیند جمال دوست　　فتویٰ ہمیں وہم کہ نماز او قضا کند

جو شخص نماز پڑھتے جمال محبوب سے محروم رہا میرا فتوی ہے وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین صدق ہے

صدق کو اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے اسلام وہ دین ہے جس میں صدق ہی صدق ہے اور ہر معاملہ میں صدق کو ترجیح دیتا ہے۔نبوت کا مقام بڑا بلند و بالا مقام ہے مگر پھر بھی رب قدوس جل مجدہ اپنے جلیل القدر نبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مقدس ذکر کو اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔

و اذکر فی الکتاب ابراھیم انه کان صدیقاً نبیاً(1)

ابراہیم علیہ السلام صدیق تھے، نبی تھے،نبوت کے ساتھ صداقت کا ذکر صدق کے مقام کو مزید بلندیوں تک لے جاتا ہے۔

اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

انه کان صادق الوعد و کان رسولا نبیاً(2)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام وعدہ کے سچے تھے،رسول تھے، نبی تھے۔یہاں بھی رسالت و نبوت کی عظیم صفات کے ساتھ صفت صداقت کا ذکر اس مقام صدق کو بلند و بالا کر رہا ہے تیسری جگہ پر یہی عنوان سیدنا ادریس علیہ السلام کی ذات گرامی کے ساتھ اس طرح ذکر ہے،

واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقاً نبیاً(3)

یہاں پر بھی ادریس علیہ السلام کی نبوت کے ساتھ ان کے صدیق ہونے کا ذکر ہے جس سے صداقت کی عظمت نمایاں ہو رہی ہے۔اسی صدق کے عنوان پر حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ملتا ہے۔

---

(1) مریم 41:19

(2) مریم 54:19

(3) مریم 56:19

ان الصدق یهدی الی البر والبر یهدی الی الجنة (1)

بیشک صدق سے نیکی کی راہ ملتی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص میں یہ چار صفات ہونگی وہ ہمیشہ نفع میں ہے، اسے کبھی خسارہ نہیں ہوگا۔

☆ پہلی صفت صدق ہے کہ یہ صفت انسان کے تمام احوال پر حاوی ہے، یہ بندہ قول میں سچا ہو، عمل میں سچا ہو، کردار میں سچا ہو۔

☆ دوسری صفت حیا ہے حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

الحیاء شعبة من الایمان (2)

حیا ایمان کا حصہ ہے۔

☆ تیسری صفت اخلاق حسنہ ہے جو حضور ﷺ کی بے شمار صفات حسنہ میں ایک خاص مقام رکھتی ہے اسی صفت مقدسہ کا ذکر قرآن حکیم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے

انك لعلی خلق عظیم (3)

محبوب آپ بہت بڑے خلق کے مالک ہیں۔

☆ چوتھی صفت شکر ہے، حضور سید عالم ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت سے پوچھا تم کیا ہو؟ عرض کی حضور ہم ایماندار ہیں، فرمایا تمہارے ایمان کی نشانی کیا ہے عرض کی حضور دکھوں پر صبر کرتے ہیں، سکھوں پر شکر کرتے ہیں، قدرت کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں فرمایا تم مکمل ایماندار ہو۔ (4)

ابو عبداللہ رملی کہتے ہیں کہ میں نے منصور دینوری کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا مجھے اللہ تعالی نے بخش دیا ہے اور مجھ پر رحم فرمایا ہے،

---

(1) المولف مالك بن انس بن مالك بن عامر الصبحی المدنی ،المتوفی179
الکتاب موطامالك ،ص130/6
البخاری ،الجامع الصحیح ،قوله تعالی یاأیهاالذین امنو ،الرقم5629،ص45/19

(2) النسائی ،السنن، ذکرشعب الایمان ،الرقم4920،ص201/15
ابن ماجه ،السنن، باب فی الایمان ،الرقم57،ص67/1

(3) القلم 4:68

(4) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلة الرضا،ص436/3

جو مجھے امید نہ تھی وہ عطا فرمایا، میں نے پوچھا کہ سب سے بہتر شے جس سے بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ کیا ہے؟ منصور دینوری نے جواب دیا وہ صدق ہے جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل کر لیتا ہے اور سب سے بُری شئی جھوٹ ہے۔(1)

ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر خدام کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا لوگو بہتری چاہتے ہو تو صدق کو اپنی سواری بنا لو اور حکم خداوندی کو تلوار اور اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب، یہ تمہاری بہتری و کامیابی کیلئے کافی ہے۔(2)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اس عنوان پر محمد علی کتانی کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے دین کو تین ارکان پر مبنی پایا۔ پہلا رکن صدق ہے، دوسرا رکن عدل ہے، تیسرا رکن حق ہے"(3)

اگر ان تینوں امور کو فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا جائے تو اسلام کے تمام معاملات میں کامیابی ہے، فرائض و واجبات ساتھ نہ ہوں تو نہ صدق ہے، نہ عدل، نہ ہی حق۔ حق وصداقت اور عدل کا تقاضا تھا کہ دین کے فرائض واجبات بھی ساتھ ہوں۔ سبھی صوفیاء کرام اس بات پر متفق ہیں اگر بندہ اپنے اسلام کو خواہشاتِ بد سے بچا لے، اپنے عمل کو سچائی کے زیور سے آراستہ کر لے اور اپنے پیٹ کو رزق حرام سے محفوظ کر لے تو اس کے یہ عمل دارین میں اس کی کامیابی کی ضمانت ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صدق کے کئی درجات ہیں

پہلا درجہ صدق فی القول ہے کہ گفتگو میں سچائی ہو یہ بھی یاد رہے وعدہ کی خلاف ورزی بھی صدق کے خلاف ہے۔ صدق کی ساری اقسام میں مشہور اور زیادہ واضح یہی قسم ہے، جو شخص اپنی زبان کی حفاظت کرے گا اور ہر شے کو اس کے حال کے مطابق بیان کرے گا وہ صادق کہلائے گا۔ اگر کوئی

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقۃ الصدق ،ص474/3

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقۃ الصدق ،ص474/3

(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقۃ الصدق ،ص474/3

آدمی زبان سے جھوٹ نہیں بولتا مگر غلط اشارہ کرتا ہے صادق وہ بھی نہیں کہ اس نے اشارے سے سچ کے خلاف کہدیا ہے

صدق کا دوسرا درجہ صدق فی النیۃ ہے کہ نیت سچی ہو، جب نیت میں سچائی نہ رہی تو یہ بندہ سچا نہیں ہوگا جھوٹا ہوگا۔ جیسے ایک مشہور حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عالم سے پوچھے گا تو دنیا میں کیا کرتا رہا؟ وہ کہے گا دین کا کام کرتا رہا، حکم ہوگا تو جھوٹا ہے تیرا ارادہ دین کی خدمت نہ تھا بلکہ عالم کہلوانا تھا، جو دنیا میں ہو گیا۔ اس حدیث شریف میں اس کے عمل کی تردید نہیں کی گئی کہ تو نے کچھ کیا ہی نہیں بلکہ اس کے ارادہ کی بنا پر اسے جھوٹا کہا گیا۔(1)

اس کی ایک دلیل قرآن مقدس کا ارشاد ہے۔ منافقین نے حضور ﷺ کے بارہ میں کہا

قالوا نشهد انك لرسول الله(2)

انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں بات تو صحیح کہی کہ حضور ﷺ واقعی ہی اللہ کے رسول ہیں مگر قرآن مقدس نے انکی اس بات کی تردید فرمائی۔

والله يشهد ان المنافقين لكذبون(2)

اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے بیشک منافقین جھوٹے ہیں کہ ان کے دلوں میں ارادے غلط تھے دلی طور پر حضور ﷺ کے رسول اللہ ہونے کے قائل نہ تھے اسی واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ سچا ہونے کیلئے مخلص ہونا بھی ضروری ہے اگر بظاہر سچا ہے اور اخلاص نہیں تو اپنے دعوی میں سچا نہیں۔

صدق کا تیسرا درجہ صدق فی العزم ہے ارادہ میں ٹھوس ہونا ہے جو ارادہ کر لیا ہے اس پر پکا ہوا گر اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق عطا کیا تو یہ کار خیر انجام دونگا۔ مسجد بنوا دونگا مدرسہ چلاؤنگا اللہ تعالیٰ اس کی خواہش کو پورا فرمائے۔ اسے رزق حلال سے نوازے تو اب اپنے ارادے اور فیصلہ کو عملی جامہ پہنائے اگر اس ارادہ میں کمزوری ثابت ہوگئی تو یہ تردد ہے شک ہے کمزوری ہے اور صدق کے خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں صادق اور صدیق وہی ہوگا جو اپنے عزم کو پورا کر دکھائے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنے چچا انس بن زفر کا واقعہ فرماتے ہیں کہ وہ کسی باعث جنگ بدر

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقۃ الصدق ،ص474/3

(2) المنافقون 1;63

میں شریک نہ ہوسکے یہ غیر حاضری انہیں بڑی شاق گزری اور افسوس کیا کاش میں جنگ میں ہوتا اور لڑتا اللہ کی قسم اگر پھر کبھی مجھے موقعہ ملا تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں اس کی راہ میں کیا کرتا ہوں کیسے لڑتا ہوں چنانچہ آئندہ سال جنگ احد آ گئی جنگ احد میں شامل ہو گئے (1)

حضرت سعد بن معاذ نے پوچھا کہاں تو جواب دیا کہ مجھے جنت کی ہوا احد کی طرف سے آ رہی ہے۔ پھر آپ نے کفار کے مقابلہ میں خوب جان بازی کا مظاہرہ کیا کہ آپ کے جسم پاک پر اسی (۸۰) سے زیادہ تلوار اور نیزہ کے زخم تھے، آپکی بہن فرماتی ہیں میں اپنے بھائی کو زخموں کی کثرت کی وجہ سے پہچان نہ سکی البتہ انگلی کے پوروں سے پہچانا تب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔(2)

رجال صدقوا ما عاهدوا الله

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو وعدہ اللہ سے کیا تھا (ارادہ کیا تھا) وہ سچ کر دکھایا حضور سید عالم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان کے پاس کھڑے ہو کر بھی یہی آیہ کریمہ تلاوت فرمائی ۔

صدق کا چوتھا درجہ صدق فی العمل ہے۔ کہ انسان کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے اگر اس کے خلاف ہے تو یہ انداز صدق کے خلاف ہے اور یہ صورت حال اکثر و بیشتر ہم پر طاری رہتی ہے کھڑے نماز میں ہیں مگر دل بازار میں ہے۔ اگر میرا دل بھی نماز میں ہی حاضر ہے تو ہر عمل کی صداقت کا یہ درجہ بلند ترین مقام کے حامل اہل اللہ کا ہے اگر خدانخواستہ میرے ساتھ یہ معاملہ نہیں تو فریضہ نماز کی ادائیگی تو ہو گی مگر میرے عمل کی صداقت مجروح ہو گی

عطیہ بن عبدالغافر فرماتے ہیں جب ایمان دار کا باطن ظاہر سے موافق ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے باعث فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے یہ میرا بندہ سچا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ بندہ ظاہر عجز و نیاز سے کھڑا ہے مگر اُس کے دل میں غیض و غضب کی آگ بھڑک رہی ہے اور منصوبے بھی بن رہے ہیں کہ کس وقت انتقام لے یہ بھی سچائی نہیں کہ ظاہر و باطن ایک نہیں (3)

زید بن حارث فرماتے ہیں جب آدمی کا ظاہر و باطن برابر ہو جائے تو یہ عدل کی صورت ہے اگر باطن

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقة الصدق ،ص476/3

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقة الصدق ،ص476/3

(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقة الصدق ،ص477/3

افضل ہوتو اس کا نام افضل ہے اگر ظاہر باطن سے اچھا ہو تو اس کا کام ظلم ہے صدق کا پانچواں درجہ صدق فی الدین ہے کہ دین کے ہر معاملہ میں ہر مقام پر صدق کو اہمیت دیجائے اور ہر لحہ صدق کو ہی مرکز ومحور بنایا جائے وہ مسئلہ خوف ہو یا امید تعظیم ہو یا زُہد ہو یا توکل غرضیکہ ہر مرحلے پر صدق کو ترجیح دے مثلاً خوف الٰہی کا مسئلہ ہے جیسے ہر شخص اپنے ایمان کے لحاظ سے قیامت کے دن کا ڈر وہاں کے حالات سے خوف پر پل صراط دوزخ کا مرحلہ حساب کتاب کی سختی ایسے مسائل سے ڈرتا ہے، خوف رکھتا ہے مگر یہ خوف صرف زبانی الفاظ ہیں جو کہہ دیتا ہے اگر یہ خوف اس پر حقیقتاً طاری ہو جائے تو رنگ بدل جاتا ہے اعضاء لرزنا شروع کر دیتے ہیں خوشی غمی میں بدل جاتی ہے حواس پراگندہ ہو جاتے ہیں بعض اوقات ڈر کے مارے وطن چھوڑ دیا جاتا ہے گھر بار سے نفرت ہو جاتی ہے۔ 1947 میں ہم نے ہندوستان چھوڑا، اچھے بھلے گھروں کو خیر باد کہا جن گھروں کو محبت سے بنایا تھا اُن سے نفرت ہونے لگی کہ دشمن کا ڈر مسلط تھا، سکھوں کی مارلوٹ سے خائف تھے ایسے ہی اگر آخرت کا حقیقی ڈر مسلط ہو تو جسمانی انقلاب کا ہونا بھی ضروری ہے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ظاہر و باطن یکساں نہیں ہیں ۔اس مقام میں صادق آدمی بہت کم ہیں صحیح صورت تو یہ ہے صدق کے درجات بہت زیادہ ہیں جیسے جیسے بندے کا روحانی مقام بڑھتا جاتا ہے صدق کے درجات حاصل کرتا جاتا ہے یا یہ کہہ لیجے جیسے جیسے صدق کے درجات حاصل کرتا جاتا ہے روحانیت کے مقامات پر فائز ہوتا جاتا ہے ۔حضرت ابوبکر وراق فرماتے ہیں صدق کی تین قسمیں بہت بڑی ہیں اور مشہور ہیں توحید میں صدق، اطاعت میں صدق، معرفت میں صدق۔

صدق توحید تو عام ایمانداروں کیلئے ہے، جیسے قرآن مقدس کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے

والذین آمنو باللہ و رسلہ اولئك هم الصدیقون (1)

جولوگ اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی صدیق ہیں، اور صدق اطاعت اہل علم کیلئے ہے اور صدق معرفت اہل ولایت کیلئے ہے یہ اقسام بھی پچھلی اقسام میں شامل ہو جاتی ہیں، حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں صدق مجاہدے کا نام ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر کسی دوسرے کو پسند نہ کرے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الحدید 19;57

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بسم اللہ الرحمن الرحیم ،ص479/3

اسلام اور سچائی

جب علم اور عمل دونوں کسی شخص کے اندر کارفرما ہوں، تو اسے سچائی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس انسان کو سچا کہا جاتا ہے یا دوسرے لفظوں میں اس عنوان کو یوں سمجھ لیا جائے کہ جب دل اور زبان اکٹھے ہوں تو سچائی ہے یا یوں سمجھ لیا جائے جب ظاہر و باطن اکٹھے ہوں تو اسے سچائی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کے بارہ میں قرآن مقدس نے فرمایا

الذی جاء بالصدق وصدّق به (1)

نبی کریم ﷺ صدق لے کر آئے اور اس کی تصدیق بھی فرمائی۔ یہ بھی یاد رہے کہ سچائی اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور اسکے رسول ﷺ کی صفات مبارکہ میں سے ہے، سورۃ آل عمران شریف میں ہے

قل صدق الله (2)

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا، سورۃ احزاب شریف میں اس طرح ہے

صدق الله ورسوله(3)

اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے رسول پاک ﷺ نے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا

رجال صدقوا ما عاهدوالله (4)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کئے تھے وہ سچ کر دکھائے، سچائی کی عظمت حدیث پاک میں اس طرح بھی درج ذیل ہے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد شریف میں اس طرح ذکر ہے

ان الصدق يهدى الى البر وان البر يهدى الى الجنة(5)

---

(1) الزمر 39;33

(2) آل عمران 3;95

(3) الفتح 48;27

(4) الاحزاب 33;23

(5) البخاری ،الجامع الصحیح ،قوله تعالى يآايها الذين امنوا،الرقم 5629،ص 45/19
المسلم ،الجامع الصحیح ،قبح الكذب وحسن الصدق،الرقم 4719،ص 14/13

سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی۔اس طویل حدیث شریف کے اگلے کلمات مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے انسان سچ بولنے لگتا ہے اور سچ کو عادت بنا تا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔جھوٹ گناہوں کی راہ دکھاتا ہے اور گناہ دوزخ کی راہ دکھاتا ہے انسان جھوٹ بولنے لگتا ہے اور جھوٹ کو عادت بنالیتا ہے حتی کہ اللہ تعالی کے ہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

اس عنوان پر سنن نسائی شریف کی روایت اس طرح ملتی ہے امام حسن علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ نے حضور ﷺ سے کون سی بات سیکھی ہے آپ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے یہ ارشاد سنا، سیکھا اور یاد رکھا

دع مـا یـریبك الی مالا یریبك فان الصدق الطمأنیة والکذب ریبه (1)

جو چیز شک پیدا کرے، چھوڑ دے اور جس میں کوئی شک نہ ہو وہ لے لے، اس لئے صدق طمانیت کا نام ہے اور کذب شک کو کہتے ہیں۔اسی عنوان کی تائید میں رب قدوس جل مجدہ کا یہ ارشاد واضح ملتا ہے ایمان والوں کو حکم ملتا ہے

کونوا مع الصٰد قین (2)

سچ والوں کا ساتھ دو۔

اسی لفظ صدق سے صادق، صدیق، صدوق کے الفاظ ہیں۔صدیق وہ بلند ترین نام ہے کہ یہ خطاب انبیاء علیہم السلام کو بھی دیا گیا ہے۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس مقدس لقب سے نوازا گیا ہے قرآن مقدس فرماتا ہے

''انه کان صدیقاً نبیا'(3)

'بے شک وہ صدیق تھے نبی تھے۔

کچھ لوگوں نے سیدنا عیسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر الزام لگایا اور گمراہ ہو گئے۔رب

---

(1) النسائی ،السنن، الحکم بأنفاق اهل العلم ،الرقم 5303،ص 237/16
البیهقی ،السنن الکبری ،ص 115/10

(2) التوبه 119;9

(3) مریم 56;19

قدوس جل مجدہ نے نبی کی ماں کی پاکیزگی کو اس طرح بیان فرمایا

"و امہ صدیقۃ"(1)

اسکی والدہ صدیقہ تھیں، اسلام اور عیسائیت میں فرق سمجھتے جائیں۔ انجیل نے حضرت مریم پر الزام لگایا اور قرآن مقدس نے انہیں طیبہ، طاہرہ قرار دیا قرآن مقدس نے حضور ﷺ کی امت کے برگزیدہ افراد کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا۔

"اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم

اجرھم ونورھم"(2)

یہی لوگ تو صدیق اور شہید ہیں اپنے رب کے پاس ہیں ان کے لئے اجر بھی اور نور بھی۔ سچائی کے بارہ میں یہ انداز، یہ اسلوب، یہ تائید اسلام کے بغیر کسی دین میں نہیں ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں حاکم کی ذمہ داریاں

حاکم اور محکوم دونوں کے آپس میں حقوق وفرائض ہیں، دونوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے حق کی رعائت کریں، اور اپنا اپنا فریضہ نبھائیں۔ حاکم پر لازم ہے کہ رعیّت کے ساتھ عدل و انصاف سے چلے اور ایسا کرنا اس کے دینی فرائض میں ہی نہیں بلکہ اس کے ملک کی کامیابی کیلئے بھی ضروری ہے۔ اسلام نے عدل وانصاف کو ریاست میں اسقدر اہمیت دی ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا حکمران بھی اس قانون کی گرفت سے بچ نہیں سکتا، اگر وہ حکمران قانون شکنی کرتا ہے تو اسلام اُسے کٹہرے میں لا کھڑا کرتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق جیسے عظیم القدر جرنیل مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے زید بن ثابت کی عدالت میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں،

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قاضی شریح کی عدالت میں دعویٰ پیش کرتے ہیں اور بحیثیت مدعی حاضر ہوتے ہیں، مگر ان کا مقدمہ خارج ہو گیا کہ اس کیس میں سیدنا علی المرتضیٰ کے گواہوں میں ایک غلام قنبر

(1) المائدہ 75;5

(2) الحدید 19;57

تھےاور دوسرے گواہ حضرت حسن کے بیٹے تھے، قاضی شریح کے مقدمہ خارج کرنے پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ذرا بھر بُرا نہ منایا کہ قاضی صاحب نے اصول کے مطابق کیا تھا۔تاریخ اسلام میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ وقت کے حاکم نے مقدمہ پیش کیا مگر بعض قانونی وجوہ پر وہ مسترد کر دیا گیا اور حاکم وقت نے برا نہ منایا اسلام کے نکتہ نگاہ سے کوئی بھی بڑے سے بڑا حکمران اسلامی عدالت میں عدل توڑنے کی صورت میں مجرم کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔اسلامی قانون کی راہ میں کسی بھی سربراہ مملکت کا مرتبہ عام انسان سے بلند نہیں، اصل تقاضا عدل ہے کہ عدل کو ہر وقت اور ہر جگہ جاری رکھا جائے، عدل کی ضرورت صرف عدالت میں ہی نہیں بلکہ ہر لمحہ جب بھی کسی سے واسطہ پڑے ضروری ہے کہ اُس سے جو بھی معاملہ ہو عدل سے انصاف سے ہو۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حاکم کی دوسری ذمہ داری

حکمران طبقہ کا رعایا سے دوسرا اہم فریضہ ہے کہ عدل وانصاف کے ساتھ عوام سے پیار و محبت کے اصول کو بھی اپنائے، تلخی اور ترشی سے بچے، قرآن مقدس نے اس ارشاد کو اسطرح بیان فرمایا ہے

وقولوا للناس حسنا(2)

لوگوں سے بھلی بات کہو، اگرچہ حکم سبھی کیلئے ہے کہ ہر شخص دوسرے سے اچھی بھلی، بہتر بات کہے، تاہم حاکم کیلئے بطور خاص ہوگا کہ اسطرح سے عوام نزدیک ہوں گے اور نظام حکومت بہتر چلے گا، تاجر طبقہ جانتا ہے کہ مالی منفعت کیلئے مال دولت کا خرچ کرنا بڑا ضروری ہے ورنہ بغیر مالی معاملات کے نفع حاصل کرنا مشکل ہے۔

مگر اخلاق، محبت، پیار اسلام کے ایسے حسین ضابطے ہیں کہ بغیر مالی بھاگ دوڑ کے ان سے بہت سا نفع حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے اور یہ انداز انسانیت کا ایک خصوصی انداز ہے جو خاص کر حاکم کیلئے بڑا ضروری ہے، خلفاء راشدین کے نظام حکومت میں یہ اُصول خصوصا حاوی رہا۔

---

(1) ابن جوزی ،مختصر تأریخ دمشق ،شریح بن الحارث بن القیس ،ص452/3

(2) البقرہ 83;2

اس عنوان کو حضورﷺ نے ایک مقام پر اس طرح بھی ارشاد فرمایا ہے

الکلمة الطیبة صدقه (1)

محبت بھری نرم گفتگو بھی ایک صدقہ ہے، حاکم کیلئے یہ انداز محبت اختیار کرنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ درخواست گذار کو حاکم کے رویہ پر اعتماد ہو جاتا ہے کہ فیصلہ درست ہوگا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ درخواست گذار کو حوصلہ اور جرأت سے اپنا مقصد بیان کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ فیصلہ خلاف ہونے کی صورت میں درخواست گذار کے دل میں بدگمانی پیدا نہیں ہوگی کہ حاکم نے دوسرے کی رعایت کی ہے، حکمران سخت ودرشت ہوگا تو رعایا کو اسے مسائل بیان کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوگی، اس حاکم کے کبر وغرور اور سرکشی سے لوگ نالاں ہوں گے اور حق ملنے سے محروم رہیں گے، سائل کو نرم مزاجی اور حوصلہ سے جواب دینے کا ایک اہم واقعہ سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کا ملتا ہے جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ لوگوں سے انداز گفتگو کس طرح اختیار کیا جائے ،آپ کو ایک شخص نے سخت گالی دی تو آپ کے غلام نے اُسے روکا آپ نے غلام کو اس پر سختی کرنے سے منع فرمایا اور گالی دینے والے سے فرمایا جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں تو اُس سے بھی برا ہوں کوئی کام ہے تو بتاؤ وہ سائل ضرورت مند تھا محتاج تھا، آپ نے اس کی محتاجی کو دیکھ کر بہت کچھ عطا کیا، جو کچھ اسوقت موجود تھا، سب کچھ دیدیا وہ شخص شرمندہ ہوا اور روتا ہوا بار بار کہتا تھا، میں گواہی دیتا ہوں یہ فرزند رسول ہے، حاکم کو رعایا سے سلوک کرتے وقت یہ بھی سامنے رکھنا چاہیئے

الخلق عیال الله (2)

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرتا ہے، سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں قیامت کے دن ندا آئے گی جس نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنی ہے وہ آئے، اس وقت صرف وہی لوگ سامنے آئیں گے جو لوگوں کے طعن وتشنیع اور سخت ودرشت باتوں پر غصہ پی کر معاف کرتے تھے۔

وصلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، طیب الکلام ص444/18
الاحمد ،المسند ،مسند ابی هریرة ،الرقم8514،ص56/8

(2) الطبرانی ،المعجم الاوسط ،باب المیم من اسمه محمد ،الرقم9599،ص277/12
ابویعلی ،المسند ،الخلق عیال الله فأصبح الی الله ،الرقم3226،ص340/1

حاکم کی تیسری ذمہ داری

کسی بھی حکمران کیلئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ لوگوں کو انصاف پہنچائے، خوش اخلاقی سے پیش آئے بلکہ اُسے اپنے رزق کو حلال کرنے کیلئے یہ بھی بڑا ہی ضروری ہے کہ جتنے وقت کیلئے کام کر کے وہ تنخواہ وصول کرتا ہے، اتنا وقت دے اور اپنی اس ذمہ داری کا احساس کرے اگر یہ ملازم وقت کا پابند نہیں، کام پر گیا یا نہ گیا، پورا کام کیا یا نہ کیا، سارا وقت ملنے والوں سے خوش گپیوں میں گزار دیا، عوام بیٹھے، انتظار کر رہے ہیں کہ حاکم چائے سے فارغ ہو تو کیس پیش کریں اس طرح سے وہ لوگوں کا وقت ضائع کرتا ہے۔ تو وہ اپنے فرائض کو صحیح نہیں نبھا رہا اور اپنے رزق کو حلال نہیں کر رہا اسلام نے وقت کی پابندی اصولوں کی اطاعت کا خصوصاً لحاظ کیا ہے، اسلام ہی وہ دین ہے جس نے وقت کی پابندی کو عبادت کی بنیاد قرار دیا ہے، اسلام ہی وہ دین ہے جس کے احکام و عبادت وقت کے ساتھ ہی صحیح انجام ہوتے ہیں، سحری، افطاری میں وقت کی پابندی نہ ہو تو روزہ گیا ایسے ہی نماز کا معاملہ ہے، ہمارے ہاں اکثر و بیشتر ملازمین میں عادت بن چکی ہے حاضری لگائی اور پھر اپنے ذاتی کاموں میں یا پھر دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے، چائے کا دور عموماً چلتا رہتا ہے، حکمران، ملازم کی یہ صورت حال قطعی ناجائز ہے، جو اس کے حلال رزق کو حرام میں بدل دیتی ہے۔

حضرت لقمان سے پوچھا گیا آپ کو یہ عالی مقام یہ بلند مرتبہ کیسے نصیب ہوا، فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد تین چیزیں ایسی ہیں جن پر ہمیشگی کی کوشش کرتا ہوں، بے کار باتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں، امانت میں خیانت نہیں ہونے دیتا، سچائی کو کبھی نہیں چھوڑا، احساس ذمہ داری ایک اہم فریضہ ہے، اہم ذمہ داری ہے جو حاکم میں ہونی ضروری ہے، ذمہ داریوں کے احساس اور بے کاری سے بچنے کے عنوان کو حضور سید عالم ﷺ نے ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے" آدمی کے اسلام کی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ بیکار باتوں کا مشغلہ ترک کر دے۔(1)

ایک شخص نے حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں عرض کی حضور میں قوم کا سردار ہوں، قوم سے کیا کہوں، فرمایا ہر چھوٹے بڑے سے سلام کیا کر اور غیر ضروری باتیں کرنا چھوڑ دے، بحوالہ ابن

(1) المالك، الموطأ، فی حسن الخلق، الرقم 1402، ص 381/5
ابن ماجه، السنن، كف اللسان، الرقم 3966، ص 472/9

ابی الدنیا حقوق ص ۳۵۷) حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی آدمی سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی نشانی یہ ہے کہ وہ اُسے بے کار باتوں کے مشغلہ میں الجھا دے، ان واقعات وروایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام ہماری زندگی کا کوئی لمحہ بے کار اور بلا مقصد نہیں دیکھنا چاہتا اسلام کے خلاف لوگوں نے اسلام کے اس ضابطہ ''وقت کی پابندی'' ، احساس فرض شناسی کو خوب پہنچانا اور عمل کیا جس کے بدلہ میں خوب خوب فائدہ دکھایا اور نفع حاصل کیا، کیمیائے سعادت ص ۳۱۷ پر اسی ضمن میں ایک روایت درج ہے ''جس شخص نے دس آدمیوں پر بھی حکومت کی ہوگی اُسے بھی قیامت کے دن پابند زنجیر لایا جائے گا اگر نیک ثابت ہوگا تو احتساب کے بعد اُسے چھوڑ دیا جائے گا،

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حاکم کی کس قدر پابندیاں، فرائض اور ذمہ داریاں ہیں، حاکم کو سیدھا اور صحیح لائن پر چلانے کیلئے ہر وقت موت کا تصور، حشر کا ڈر، قیامت کے دن اپنے احتساب کا خطرہ ایسے اعمال ہیں جو اُسے بچا سکتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں رعایا کی ذمہ داریاں

جس طرح حاکم کو اسلام نے رعایا کے سلسلہ میں کئی احکام کا پابند بنایا ہے ایسے ہی رعایا کو حاکم کے سلسلہ میں کئی مسائل واحکام میں پابند کیا ہے کہ وہ اصولوں کا پابند ہو۔

پہلی ذمہ داری

رعایا کی پہلی ذمہ داری حکمران طبقہ کے سلسلہ میں یہ ہے کہ وہ ان کی اطاعت کرے، قرآن مقدس نے ایمانداروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد اپنے حکمرانوں کی اطاعت کریں، (1)

مگر اس حکم میں یہ ضروری ہے کہ یہ اطاعت خلاف اسلام، خلاف شریعت نہ ہو، اگر حاکم کا کوئی ایسا حکم ہو جس میں خدا کی نافرمانی ہے تو وہ ہرگز نہ مانا جائے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ملتا ہے،

---

(1) آل عمران 3;32

لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق (1)

خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں، اسلامی ضابطہ کے مطابق حاکم کا ہر وہ حکم جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے متصادم ہو گا وہ ٹھکرا دیا جائے گا، اسی ضمن میں حضور سید عالم ﷺ کا ایک اور ارشاد اس طرح ملتا ہے

لا طاعة فی معصیة انما للطاعة فی المعروف (2)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت معروف میں ہے (یعنی کسی صحیح کام میں)، شریعت اور اسلام کے خلاف کوئی کام صحیح نہیں کہلا سکتا بلکہ ظالم، بدکردار، فاسق، فاجر حکمران کے خلاف تو حق بات کہنا بہت بڑا جہاد ہے، جس کا بہت بڑا ثواب ہے، جیسے حضور ﷺ کے ارشاد گرامی سے واضح ہے ،

افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائز(3)

بہترین جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دی جائے۔

اس ضمن میں امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کا اسوۂ ملت اسلامیہ کیلئے مشعل راہ ہے کہ آپ نے یزید کی امارت کے خلاف آواز بلند فرمائی حالانکہ یزید کلمہ پڑھتا تھا، نماز پڑھتا تھا، مگر چونکہ خلاف اسلام حرکات کا عادی ہو گیا تھا، شریعت کا باغی بن گیا تھا تو امام عالی مقام نے علم جہاد بلند فرمایا اور اس کی حکومت کو ظالمانہ حکومت قرار دیا، میدان کربلا کے ذرات آج بھی امام عالی مقام کے مجاہدانہ کردار کی گواہی دے رہے ہیں۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ سے پوچھا گیا، حضور تمام شہیدوں میں افضل شہید کون ہے؟ تو فرمایا جو بادشاہ سے احتساب کرے اور اس میں مارا جائے(4)

وصلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،فی امر الامراء ،ص481/2

(2) المسلم ،الجامع الصحیح ،وجوب الطاعة الامراء ،الرقم3424،ص371/9
ابی داود ،السنن، فی طاعة ،الرقم2256،ص210/7

(3) ابی داود ،السنن، الامر والنهی ،الرقم3781،ص419/11

(4) ابن ماجه ،السنن، الامر بالمعروف والنهی عن المنکر ،الرقم4001،ص15/12

دوسری ذمہ داری

رعایا کی دوسری ذمہ داری یہ ہے چونکہ وہ اسلامی حکمران ہے جس کی اطاعت کو اسلام نے لازم قرار دیا ہے، اب ضروری ہے کہ اسکی عظمت کا بھی اعتراف ہو کہ اس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بعد تیسری جگہ پر ارشاد فرمایا گیا ہے، اطاعت کے ان درجات کو پیش نظر رکھنا ہوگا ،اگراچھے اسلامی طرز کے حکمران کی اس عظمت کا اعتراف نہ ہوگا تو یہ طریقہ عوام کے اندر جذبات، بغاوت پیدا کرنے کا باعث بنے گا اور خوش وخرم آباد ملک کو بربادی کی طرف دھکیل دے گا جس سے جانیں بھی متاثر ہونگی، تجارت بھی اور ملکی ہیبت بھی اور یہ صورت حال گھروں میں والدین کے خلاف بھی جذبات بھڑکا دے گی، اولاد اپنے والدین کے باغیانہ کارناموں سے متاثر ہوکر انہیں کے خلاف ہوں گے۔ مشکوۃ شریف میں زیاد کی روایت درج ہے کہ وہ ابوبکرہ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے ساتھ بیٹھے تھے اور وہ اس وقت باریک لباس پہنے خطبہ دے رہے تھے، تو اسے دیکھ کر ابو بلال نے کہا ذرا ہمارے امیر کا لباس تو دیکھو جیسا فاسق لوگوں کا ہوتا ہے اس پر ابوبکرہ نے فوراً اٹھ کر کہا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے جس نے خدا کے مقرر کردہ حاکم کی بے عزتی کی اللہ تعالیٰ اس کی بے عزتی کرے گا۔(1)

اس روایت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اسلامی حاکم سے کوئی معمولی لغزش، سرزد ہوجائے تو اسکی بے عزتی نہ کی جائے بلکہ درگزر کیا جائے اور کسی تہذیب اور حسین طریقہ سے اُسے اس معمولی خامی پر مطلع کردیا جائے، رعیت کی دوسری ذمہ داری اسلامی حکمران کا عزت واحترام کرنا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تیسری ذمہ داری

رعایا کے فرائض میں ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ حکام کو رشوت دینے سے بچیں، یہ بیماری حکمران طبقہ کو گھن کی طرح برباد کردیتی ہے اور اس میں عام لوگوں کو دخل ہے، یہ بیماری دلوں کو برباد کردیتی ہے اس سے حکمرانوں کے دلوں کو خرید لیا جاتا ہے، اگر عوام اس پر کنٹرول کریں اور حکام کو بری عادتیں نہ ڈالیں تو معاشرہ کی بہترین اصلاح ہوسکتی ہے، اگر عوام اپنے حقوق کے حصول کیلئے اپنی

(1) البانی ،مشکوۃ ،کتاب الامارۃ والقضاء ،الرقم3695،ص341/2
الترمزی ،السنن، ماجاء فی الخلفاء ،الرقم2150،ص164/8

باری کا انتظار کریں، اپنے حق پر تلے رہیں تو حکام طبقہ کو یہ گندی عادت نہیں پڑے گی، حضور سید عالم ﷺ نے اس گندی عادت کے مرتکب لوگوں کیلئے فرمایا

الراشي والمرتشي كلاهما في النار (1)

رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي (2)

حضور ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے (خدا پناہ) یہ بیماری حکمران اور ملازمین طبقہ کے رزق کو حرام بنا دیتی ہے جبکہ رزق حلال کے سلسلہ میں یہ ارشاد ملتا ہے حلال روزی کما نا فرض کے بعد ایک فرض ہے۔

مشکوۃ شریف دوسری حدیث شریف میں یہی عنوان اس طرح ہے، حلال روزی کا تلاش کرنا بھی جہاد ہے۔ کام نکلوانے کیلئے تحائف بھی اسی زمرہ (رشوت) میں آتے ہیں۔ (3)

وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه بعدد خلقه

چوتھی ذمہ داری

رعایا کے فرائض میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ حکمران طبقہ کو ناجائز سفارشات سے مجبور نہ کریں اگر کسی بندہ کا مطالبہ حق ہے جائز ہے اور وہ براہ راست حاکم تک نہیں پہنچ سکتا تو کسی سے اپنے جائز مطالبہ کی سفارش کروالیتا ہے تو وہ یقیناً ناجائز سفارش کے زمرہ میں نہیں آتا، اس سفارش کے مسئلہ کو قرآن مقدس نے سورہ النساء میں بڑی وضاحت سے ارشاد فرمایا ہے جس کے بعد قطعی طور پر کسی دوسری دلیل کی ضرورت بھی نہیں رہتی، ارشاد ہوتا ہے

---

(1) الطبرانی، المعجم الكبير، قطعة من المفقود، ص 84/20

(2) ابوداود، السنن، في كراهية الرشوت، الرقم 3104، ص 472/9
الترمذي، السنن، ماجاء في الراشي والمرشي في الحكم، الرقم 1257، ص 176/5

(3) البانی، مشكوة، كتاب البيوع، الرقم 2781، ص 128/2
البيهقي، شعب الايمان، الرقم 8482، ص 251/18

من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا و من
یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا (1)

جو اچھی سفارش کرے گا اس نیکی کا حصہ اُسے بھی ملے گا اور جو بری سفارش کرے گا وہ بھی اس برائی میں شریک ہو گا۔ اگر عوام اچھی اور بری سفارش کے سلسلہ میں فرق سمجھ لیں اور بری شفاعت سے رک جائیں تو یہ طریقہ انتظام معاشرہ میں زبردست اصلاح کا باعث بن سکتا ہے، اچھی سفارش کو تو اس طرح سمجھا جائے کہ حکمران طبقہ کو یا کسی کو کسی غریب محتاج اور محروم کے ساتھ حسن سلوک کی درخواست کی جاتی ہے تو یہ یقیناً باعث اجر ہے، اس سلسلہ میں جس قدر ثواب حاکم کو ہو گا سفارش کرنے والے کو بھی پورا حصہ ملے گا، حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ملتا ہے نیکی پر آمادہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو۔

الدال علی الخیر کفاعلہ (2)

نیکی پر دلالت کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کے برابر ثواب پا لیتا ہے، سفارش ایک ایسی تیز دھار تلوار ہے اس سے ناجائز کام کرنا یقیناً عذاب الٰہی کو دعوت ہے اور جائز کام لینا رضاء الٰہی کا پیغام ہے، ناجائز سفارش کے سلسلہ میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد حرف آخر ہے۔

قبیلہ بنی مخزوم کی عورت پر جب چوری کا الزام لگا، قبیلہ کی بڑائی یا لوگوں کے اصرار یا جیسے بھی ہوا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سفارش کر دی تو فرمایا اللہ کی قسم میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو سزا ملتی، پہلی قومیں اس لئے برباد ہو گئیں کہ اُن کے بڑے جرم کرتے تھے، تو چھوڑ دیئے جاتے تھے، غریب لوگ جرم کرتے تو سزا دی جاتی تھی۔ (3)

اسلام اور جمہوریت

جن دنوں جلوۂ جاناں کا یہ چوتھا حصہ لکھ رہا ہوں ان دنوں اخبارات میں جمہوریت، آمریت

(1) النساء 85;4

(2) الترمزی ،السنن، ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ ،الرقم 2594،ص 279/9
الاحمد ،المسند ،حدیث ابی مسعود عتبہ بن عمر ،الرقم 21326،ص 340/45

(3) البخاری ،الجامع الصحیح ،کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد ،الرقم 6290،ص 49/21

،ملوکیت کی بحثیں چل رہی ہیں۔

پاکستان جمہوری ملک ہے، اسلام جمہوریت کا درس دیتا ہے، کسی حکمران کو بزور شمشیر ملک پر قابض ہو کر حکومت کرنے کا حق نہیں دیتا کہ فرد واحد جو چاہے کرتا جائے کسی اسمبلی، کسی شوریٰ کو خاطر میں لائے بغیر حکمرانی کرے۔ایک دن نماز فجر سے قبل لکھنے بیٹھا تو یہ مضمون بھی سامنے آ گیا چنانچہ چند ایک سطریں سپرد قلم ہیں۔سب سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ جمہوریت ہے کیا؟ عام طور پر جمہوریت کی یہ تعریف کی گئی ہے، وہ عوام کی حکومت ہے جو عوام کے فائدے کیلئے عوام ہی کے ذریعے سے کی جائے اسی حکومت میں اقتدار کا سر چشمہ عوام ہوتے ہیں حکومت ان کی مرضی کے تابع ہوتی ہے اس کی بنیاد رائے عامہ پر ہوتی ہے اس کے فیصلے عوام کے مفاد سے وابستہ ہوتے ہیں۔

جمہوریت کی ایک قسم یہ ہے کہ ہر فرد حکومت میں دخیل ہوتا ہے یہ صورت حال کافی حد تک مشکل ہے، خاص کر کے بڑے بڑے ممالک میں تو یہ نا قابل عمل ہے

دوسری قسم یہ ہے کہ ملک کے عوام اپنا حق اپنے نمائندوں کو دے دیں اور وہ نمائندے ملک کی مشینری کا کام کریں، جیسے آج کل ہمارے ہاں جمہوریتوں میں ہو رہا ہے، لوگ ایم پی اے، ایم این اے کا انتخاب کرتے ہیں، پھر یہ نمائندے اسمبلیوں میں کام کرتے ہیں، اس نظام جمہوریت میں خوبیاں بھی ہیں اور خرابیاں بھی۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ انسانوں کو قانونی حدود کے اندر رہ کر رائے کی آزادی عمل کی خودمختاری حاصل ہو جاتی ہے۔اب اسلام پر نظر ڈالئے یہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا بھیجا ہوا نظام حیات جو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے انسانوں کو عطا ہوا، یہ اسلامی نظام حکومت اس لحاظ سے جمہوری نظام لگتا ہے کہ اس نظام حکومت میں عوام کے مفاد کو ہمیشہ ملحوظ رکھا گیا ہے، عام جمہوری نظام اور اسلامی جمہوری نظام میں کچھ بنیادی فرق ہیں۔

پہلا فرق

پہلا فرق تو یہ ہے کہ اسلام میں قانون سازی کا تعلق منتخب افراد کو حاصل نہیں بلکہ دین اسلام کی قانون سازی کا تعلق صرف اور صرف خدائے قدوس جل مجدہ سے ہی وابستہ ہے اور اقتدار اعلیٰ اسی کی ذات ہے، وہ خود یا اُس کے رسول ﷺ احکام صادر فرماتے ہیں حتیٰ کہ خلیفہ وقت بھی قوت عاملہ کے طور پر نمایاں ہوتے ہین، دین کے بنیادی قواعد وضوابط میں دخل اندازی نہیں فرماتے، بلکہ خدا اور

رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو نافذ کرتے ہین، ہاں جن مسائل میں قرآن وحدیث خاموش ہوں تو وہاں پر بذات خود اجتہاد کر کے مسائل کا حل نکال لیتے ہیں۔

دوسرا فرق:

یہ ہے کہ ہماری مروجہ جمہوریت میں سربراہ کا تقرر معیادی ہے کہ صدر کا انتخاب پانچ سال کیلئے ہے یا چار سال کیلئے ہے، وقت ختم ہونے پر پھر انتخاب ہوں، اسلامی جمہوریت میں یہ صورت حال نہیں کہ سربراہ کا تقرر معینہ وقت کیلئے ہو پھر تبدیل کر دیا جائے، اسلامی ریاست میں سربراہ کا تقرر اس کی ساری زندگی تک ہے، صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم کا دور خلافت کھلی تائید ہے کہ وہ اپنی اپنی زندگی سربراہ رہے۔ موت سے قبل انتخاب کر کے انہیں ہٹایا نہیں گیا۔ خلفاء راشدین کا مقدس زمانہ علی منہاج النبوۃ اور اسلامی تعلیم کا صحیح نمونہ تھا، بنی امیہ، بنی عباس کی حکومتیں اس معیار پر نہیں اترتی تھیں، مروّجہ جمہوریت اور اسلامی جمہوریت میں یہ مسئلہ قدر مشترک ہے کہ نظام حکومت مشورے سے چلایا جائے اور یہ مجلس شوریٰ جمہوریت کے مطابق ہے، خود حضور ﷺ کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وشاورھم فی الامر (1)

صحابہ سے معاملات میں مشورہ کرلیا کریں، تفسیر نسفی میں اس آیہ کے تحت آپ جنگ وغیرہ کے معاملات میں جن میں وحی نازل نہیں ہوئی، صحابہ سے مشورہ کریں تاکہ صحابہ کے دل خوش ہوں یا اپ کی امت اس میں آپ کی پیروی کرے، چنانچہ حضور ﷺ نے اس حکم الٰہی پر عمل فرمایا اور صحابہ کرام سے مشورے لئے جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اسی قدر مشترک میں قرآن مقدس کی دوسری آیہ کریمہ واضح دلیل ملتی ہے۔

وامرھم شوریٰ بینھم (2)

اس میں صحابہ کرام کی عظمت کا پہلو ملتا ہے، رب قدوس جل مجدہ صحابہ کے اس عمل کو پسند فرمایا کہ ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہین، گویا صحابہ کے اس شورائی نظام کو ان کے اوصاف

---

(1) آل عمران 3;159

(2) الشوریٰ 42;38

مقدسہ میں عظیم صفت کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کوئی حکومت مشورہ سے کام کرتی ہے تو اللہ کے فضل سے صحیح راستہ پالیتی ہے،(1)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین میں نے صحابہ سے زیادہ مشورہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، اگر کہیں کوئی بات اس کے خلاف ملتی ہے تو وہ شاذ و نادر ہے۔(2)

حضور سید عالم ﷺ اپنے جانشین کے بارہ میں نام لے کر واضح اور کھلا اعلان نہ فرمانا شائد اسی لئے تھا کہ جمہور مسلمانوں کو انتخاب کے سلسلہ میں حق کو استعمال کرنے کا موقع ملے، مگر جو رحمت و شفقت آپ کے قلب مبارک میں امت کیلئے تھی اس کے تقاضا سے آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف واضح اشارے بھی فرمائے، جیسے اپنی علالت کے دوران صدیق اکبر کی امامت وغیرہ چنانچہ اسی سلسلہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تحریک اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی تائید سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور بعد میں دوسرے صحابہ اور بنی ہاشم نے بھی اس انتخاب کو تسلیم کرلیا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتخاب استخلاف کے ذریعہ عمل میں آیا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نامزد فرمایا مگر تمام صحابہ اس پر متفق ہو جانے سے اس کی حیثیت بھی اجماعی ہوگی۔(3)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے موقعہ پر جمہوریت کا پہلو نمایاں دکھائی دیتا ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چھ بزرگوں کی شوریٰ مقرر کر گئے تھے اور یہ بزرگ وہ تھے جن کے متعلق واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ وصال کے وقت ان سے راضی گئے تھے اور یہ طے تھا کہ ان چھ بزرگوں میں سے کوئی صاحب عنان حکومت ہاتھ میں لے لیں، شوریٰ کے اس قاعدے کو اور اس قاعدہ کے تحت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے انتخاب کو بھی جمہوریت کی پسندیدگی کی بناء پر اجماعی کہا جاسکتا ہے،(4)

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،فی المال ،ص22/2

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،فی المال ،ص22/2

(3) البخاری ،الجامع الصحیح ،من دخل الیوم الناس ،الرقم643،ص86/3
المسلم ،الجامع الصحیح ،تقدیم الجماعة من یسلم ،الرقم639،ص404/2

(4) البخاری ،الجامع الصحیح ،من دخل الیوم الناس ،الرقم643،ص86/3
المسلم ،الجامع الصحیح ،تقدیم الجماعة من یسلم ،الرقم639،ص404/2

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے موقع یہی انتخاب مہاجرین وانصار بزرگ افراد کے فیصلے سے عمل میں آیا، جس سے ظاہر ہے یہ ساری تقرریاں جبر وتشدد کی حالت سے بہرحال پاک تھیں، یہ تقرریاں جبر، لالچ، موروثی یا ولی عہدی کی بنا پر ہرگز ہرگز نہ تھیں خلافت راشدہ کے بعد کے دور اس پاکیزگی، نفاست اور ریاضت سے محروم ہو گئے، وہاں جبر بھی، تشدد بھی ہوا اس دور میں جمہوریت کی روح فنا ہو گئی تھی، یزید ابن معاویہ نے اپنے حکمرانوں کے ذریعہ مدینہ منورہ میں جبری بیعت کا سلسلہ شروع کیا تھا اور کہا تھا کہ لوگ میرے موروثی غلام ہیں۔(1)

عبدالمالک شروع میں بڑا عبادت گذار تھا، جب خلیفہ ہونے کی خبر آئی تو قرآن پاک پڑھ رہا تھا فوراً بند کر کے بولا

و هذا آخر عهدی بك (2)

یہ میرا تجھ سے آخری واسطہ تھا اسی کے عہد حکومت میں کعبہ پر حجاج نے چڑھائی کی اور مدینہ منورہ جا کر جلیل القدر صحابہ سیدنا انس، حضرت جابر جیسے ممتاز صحابہ کی گردنوں اور ہاتھوں پر مہریں لگائیں اسی نے اپنے کبر وغرور میں یہ بھی کہا تھا اللہ کی قسم اگر آج کے بعد مجھے کسی نے خدا کا خوف کرنے کو کہا تو اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تفسیر جصاص یزید ابن عبدالمالک کے سامنے چالیس شیخ پیش ہوئے جنہوں ں ے شہادت دی اس نے کہا

ان الخلفاء لا حسب عليهم ولا عذاب(3)

خلفاء پر نہ کوئی حساب ہے اور نہ ہی عذاب ہے۔ یہ ایسے ظالم لوگ تھے جو حکومت پر بدنما داغ بن گئے، ایسے ادوار کو ظالمانہ اور جابرانہ نظام حکومت تو کہا جا سکتا ہے خلافت کے اصولوں سے اسے کوئی ربط نہیں

خلافت راشدہ میں آزادی رائے کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایران، عراق، مصر، شام پر جن کا حکم نافذ تھا، انہیں ایک بڑھیا، ایک بدوی، دیہاتی، اعرابی ٹوک سکتا تھا اور غصہ منانے کے بجائے اسے نہایت حوصلہ، صبر، تحمل سے جواب دیتے۔

---

(1) علی بن احمد، جوامع السیرۃ، خلافۃ امیرالمومنین عثمانؓ، ص354/1

(2) علی بن احمد، جوامع السیرۃ، خلافۃ امیرالمومنین علی بن ابی طالب، ص355/1

(3) علی بن احمد، جوامع السیرۃ، ولایۃ عبدالملک، ص360/1

خلافت راشدہ کے کارنامے نہایت حیران کن تھے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا تو بیت المال کی ملکیت میں سے آپ کے گھر سے ایک پیالہ، ایک ناقہ، ایک چادر نکلے جو آپ کے تصرف میں تھے اور آپ کی وفات پر آپ کی وصیت کے مطابق انہیں بیت المال میں واپس کر دیا گیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کارنامے حیران کن ملتے ہیں، دنیا نے دیکھا، اسلامی خلافت کا امیر مسجد نبوی میں قیصر وکسریٰ کے سفیروں سے مل رہا ہے مگر پیرہن میں بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں، سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور بھی ایک عظیم دور گذرا ہے، اگرچہ آپ کی وہ تلوار جو بدر وخندق میں کفر کی گھٹاؤں میں بجلی بن کر چمکی تھی مجبوراً اسے کئی اور مقامات پر اٹھنا پڑا تاہم آپ نے ہمیشہ اپنے طرز عمل سے اسلامی تعلیمات کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

ایک موقعہ پر سیدنا علی المرتضٰی سے کسی دوست نے عرض کی آج عید کے موقعہ نیا لباس پہن کر نماز عید میں شریک ہوں تو آپ نے فرمایا علی کی غیرت اجازت نہیں دیتی کہ وہ نیا لباس پہن کر چلے اور کوفہ کے ہزاروں لوگ پھٹے، پرانے لباس میں ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ دولت مند تھے مگر زیب وزینت کو ناپسند فرماتے تھے، اور اپنی دولت کا کثیر حصہ ضرورت مندوں میں تقسیم فرماتے تھے، سچ بات تو یہ ہے کہ مساوات جو اسلام نے امیر وغریب کے درمیان قائم کر دی تھی وہ جمہوریت کی اساس ہے، جمہوری حکومت میں بعض دشواریاں بھی پیش آتی ہیں کہ کبھی حکومت ایک فیصلہ کرتی ہے مگر عوام اسے پسند نہیں کرتے جیسے پاکستان میں عموماً ہوتا رہتا ہے، اس کا علاج بھی ہے کہ بہر حال حکومت کو چاہئے کہ اکثریت کی رائے کو تسلیم کرے بشرطیکہ کسی اقلیت پر ظلم نہ ہو، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسا ہوا کہ آپ نے کسی علاقہ کیلئے کسی گورنر کو مقرر کیا مگر وہاں کی عوام نے پسند نہ کیا آخر خلیفہ المسلمین کو گورنر بدلنا پڑا، جمہوریت میں بعض اوقات اقلیت پر زیادتی بھی ہوجاتی ہے مگر اسلام نے اس کا پورا پورا دفاع کیا ہے اور اقلیت کے حقوق کا پورا پورا احترام کیا ہے، ذمیوں کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ اسی عنوان پر میرے رسالہ ''ذمیوں کے حقوق'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

اسلامی دور میں ان کے تحفظ میں حسین کلمات ملتے ہیں ان کے گرجے منہدم نہیں کئے جائیں گے انہیں ناقوس بجانے کی ممانعت نہیں ہوگی، نہ ان کے خصوصی دنوں میں صلیب نکالنے کی

بندش ہوگی ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک مسلمان نے ایک عیسائی کو قتل کر دیا تھا آپ نے حکم دیا، قاتل کو مقتول کے وارث کے سپرد کر دیا جائے، چنانچہ ایسا کیا گیا اور قاتل کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایرانیوں سے ایسا محبت بھرا برتاؤ تھا کہ وہ لوگ سمجھتے تھے "خدا کی قسم اس عرب نوجوان نے نوشیرواں کی یاد تازہ کر دی ہے" ذمیوں کے سلسلہ میں حضور ﷺ کا یہ فرمان "جو کوئی کسی ذمی کو ستائے گا میں قیامت میں اس کی گرفت کروں گا" سب سے بڑی دستاویز ہے۔

جمہوری نظام میں اگر حکومت کا طرز عمل جمہوریت کے خلاف ہوتا ہے تو اس پر عدم اعتماد کا ہدف پاس کیا جاتا ہے اور آئندہ الیکشن میں وہ ناکام ہو جاتا ہے، اسلامی جمہوریہ میں حکم ہے کہ اگر خلیفہ کفر کرے تو امت اس کو معزول کر دے اگر خلیفہ فاسق ہے تو فسق میں اس کی اطاعت نہ کی جائے مگر اس کے خلاف بغاوت نہ کی جائے کہ اس صورت میں ریاست کی بربادی اور مسلمانوں کی خونریزی ہو گی۔

بعض محدثین کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ خلیفہ کے مقابلہ میں امر بالمعروف کے قائل نہ تھے، اور اسے فتنہ کہتے تھے مگر پوری امت کے محدثین نے ان کی اس رائے کو اہمیت نہیں دی۔ اس لئے اس پر بحث کی ضرورت بھی نہیں امام شافعی علیہ الرحمہ فسق سے خلیفہ کے معزول ہونے میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا عمل بھی بتاتا ہے کہ آپ اس کے قائل تھے کہ فاسق آدمی کو خلافت سے معزول کیا جائے، جمہوریت کے عنوان پر تبصرہ کرنے سے یہ مفہوم ہرگز نہ لیا جائے کہ اس جمہوریت سے مراد، فرانس امریکہ اور ایسے بے دین ممالک کی جمہوریت ہے، ان کی اساس تمدن پر ہے جو سراسر بے دینی ہے، گمراہی ہے اس کے برخلاف اسلامی جمہوریت کا سب سے بڑا امتیاز اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، تقویٰ ہے، پرہیزگاری ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین تواضع ہے

اسلام ہی وہ دین ہے جس سے عجز وانکساری، نیازمندی کا درس ملتا ہے اور یہ چیزیں اصلاح

معاشرہ کے لئے بے حد مفید ہیں اور انسان کی اپنی روحانی ترقی کے لئے بے حد مفید ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں

"من تواضع لله رفعه الله " (1)

اللہ تعالی کے لئے تواضع کرنا اس کی ترقی درجات کا سبب بنتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہر ایک آدمی کیساتھ دو فرشتے رہتے ہیں اگر وہ تکبر کرتا ہے تو فرشتے لگام دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے اللہ تو اسے نیچا دکھا دے اور اگر وہ عاجزی کرتا ہے تو فرشتے بارگاہ قدس میں دعا کرتے ہیں اے اللہ اسے بلند فرمادے، معنی یہ ہوا کسی بندہ کے تکبر کرنے سے فرشتے بددعا کرتے ہیں، عاجزی کرنے سے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ عقل مند انسان وہی ہے جو عجز وانکساری سے زندگی گزارتا ہے اور فرشتوں کی دعائیں لیتا ہے۔(2)

اس حدیث شریف کا دوسرا پہلو اس طرح

"ومن تکبر وضعه الله "

جس نے تکبر کیا اسے اللہ تعالی نے گرادیا

" ومن ذکر الله احبه '(3)

'اور جس نے اللہ تعالی کو یاد کیا اللہ تعالی نے اسے محبوب فرمایا۔

اسی عجز وانکساری کے عنوان پر امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر اللہ تعالی نے وحی اتاری کہ میں ایسے شخص کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے فروتنی کرے اور میرے بندوں پر بڑا نہ بنے اور اپنے دل میں میرا خوف رکھے، دن بھر میری یاد میں مصروف رہے۔(4)

---

(1) ابن ابی شیبة ،المصنف ،ص179/8
البیهقی ،شعب الایمان ،فصل فی التواضع ،الرقم7917،ص182/17
(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلة التواضع ،ص27/3
(3) البانی ،مشکوة ،باب السلام ،الرقم5119،ص110/3
الشهاب القضائی ،المسند ،من تواضع ،الرقم323،ص60/2
(4) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلة التواضع ،ص27/3

اسی عنوان پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ملتا ہے آپ نے فرمایا ان لوگوں کو مبارک ہو جو دنیا میں تواضع کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر بیٹھیں گے، ان لوگوں کو مبارک ہو جو دنیا میں لڑنے جھگڑنے والوں میں صلح کروا دیتے ہیں وہ قیامت کے دن جنت الفردوس کے مالک ہوں گے ،مبارک ہو ان لوگوں کو جو دنیا میں اپنے دلوں کو پاک صاف رکھتے ہیں وہ قیامت کے دن دیدار الٰہی سے بہرہ ور ہوں گے۔(1)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے منبر پر ارشاد فرمایا لوگو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، جو اللہ تعالی کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالی اسے بلند فرماتا ہے۔

اگر چہ یہ کام بظاہر چھوٹا ہے مگر لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہوتا ہے اور جس نے تکبر کیا اللہ تعالی اسے پست کر دیتا ہے اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتا ہے۔(2)

حدیث شریف کے آخری کلمات مبارکہ یہ ہیں

” ومن تکبر وضعه الله فهو فی اعین الناس صغیر
وفی نفسه کبیر حتی هو اهون علیهم من کلب او
خنزیراو کما قال ﷺ “ (3)

”وہ اپنے دل میں بڑا بنتا ہے یہاں تک کہ لوگ اسے کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل سمجھتے ہیں۔

ایک اور حدیث شریف سے یہی عنوان ”عجز وانکساری“ اس طرح ملتا ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا چار انعامات الٰہیہ اس شخص کو ملتے ہیں جو اللہ تعالی کو بہت محبوب ہوتا ہے۔فضول باتوں سے خاموشی، اللہ تعالی کی ذات پر توکل، عجز وانکساری، دنیا میں عبادت۔(4)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالی اسے آسمانوں سے بھی اونچا کر دیتا ہے، تواضع کرو اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے گا۔(5)

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص27/3

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص28/3

(3) البانی ،مشکوۃ ،باب السلام ،الرقم5119،ص110/3
الشهاب القضائی ،المسند ،من تواضع ،الرقم323،ص60/2

(4) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص27/3

(5) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص27/3

حضرت کعب فرماتے ہیں اللہ تعالی جب کسی بندے کو کسی نعمت سے نوازتا ہے اور وہ بندہ اس نعمت کے بدلے شکر ادا کر کے عجز و انکساری کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے دین و دنیا، اول و آخر میں سرفرازی بخشتا ہے اور اگر وہ اس انعام ملنے پر عاجزی اختیار نہیں کرتا بلکہ تکبر و غرور سے زندگی گزارتا ہے تو اللہ تعالی دنیا میں اس سے اس نعمت کا فائدہ روک لیتا ہے اور آخرت میں اس کے لئے جہنم کا طبقہ کھول دیتا ہے(1)

اس عنوان پر عبدالمالک بن مروان رضی اللہ عنہ کا قول ملتا ہے ان سے کسی نے پوچھا مردوں میں بہتر آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ شخص جو طاقت ہونے کے باوجود عاجزی کرتا ہے اور قابو پا کر انتقام نہیں لیتا وہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں مقبول بندہ ہے۔(2)

ابن سماک نے ہارون الرشید سے کہا اے امیر المؤمنین جو خدا کے عطا کردہ مال سے لوگوں سے حسن سلوک کرے اور عاجزی کرے تو اللہ تعالی اس بندے کا نام اولیاء اللہ کے دفتر میں لکھ لیتا ہے۔(3)

عجز و انکساری کا پہلو اللہ تعالی کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت لقمان علیہ السلام سے اس طرح ملتا ہے آپ کا معمول تھا صبح کو انسانوں سے ملاقات فرماتے، امراء اور مال دار لوگوں سے ملاقات کے بعد مساکین میں آ کر بیٹھ جاتے اور فرماتے مسکین کا گذر مسکینوں میں ہی ہے۔(4)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اس عنوان پر حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کا ایک قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں جب نوح علیہ السلام کی بدعمل قوم غرق ہوگئی تو ہر پہاڑ نے اپنی اونچائی پر فخر کیا اور جودی پہاڑ نے عاجزی اور انکساری اختیار کی تو نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر رکی، یہ عجز کا اعزاز تھا۔(5)

مالک بن دینار علیہ الرحمہ نے ایک مقام پر اپنے عجز کو اس طرح فرمایا کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر یہ کہے کہ تم میں جو بُرا شخص ہے وہ باہر نکلے تو سب سے پہلے میں نکلوں گا کہ مسجد کے حاضرین میں مجھ سے زیادہ کوئی برا نہیں ہوگا۔ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے فرمایا جب تک کوئی شخص یہ سمجھتا ہے۔

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص28/3

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص28/3

(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص28/3

(4) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص28/3

(5) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع ،ص28/3

کہ فلاں شخص مجھ سے برا ہے یہ بندہ متکبر ہے۔ان سے پوچھا گیا، حضرت متواضع بندہ کون ہے؟ تو فرمایا جب اپنے نفس کے واسطے کوئی کسی قسم کا مقام نہ جانے تو وہ متواضع ہوگا۔

یحییٰ بن خالد مکی فرماتے ہیں، شریف جب عابد ہو جاتا ہے تو عاجزی کرنے لگتا ہے اور احمق جب عابد ہوتا ہے تو اپنے آپ کو بزرگ سمجھنے لگتا ہے جو بالآخر اس کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے یہ تواضع یہ عجز بڑے مالدار لوگوں کا حسن ہے، زیور ہے اور انہیں کو سجتی ہے۔(1)

تواضع زگردن فرازاں نکوست

گدا اگر تواضع کند خوے اوست

''تواضع امیر لوگوں سے اچھی لگتی ہے فقیر گدا اگر عاجزی کرے تو کمال نہیں کہ اس کی تو یہ عادت ہے''

اسی ضمن میں بوعلی جرجانی کا قول ملتا ہے آپ فرماتے ہیں نفس کا خمیر، تکبر، حرص، اور حسد سے ہے۔نفس اکثر و بیشتر انہیں تیروں سے شکار کرتا ہے۔جس شخص کو اللہ تعالی ہلاک کرنا چاہتا ہے اسے عاجزی، خیرخواہی سے اور قناعت سے دور کر دیتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ تعالی بہتری فرمانا چاہتا ہے اسے عاجزی، خیرخواہی، اور قناعت کی نعمتوں سے نواز دیتا ہے۔اور جب کبھی اس کے دل میں تکبر وغرور اٹھتا ہے تو فوراً اس شعلہ زن آگ کو عاجزی بجھا دیتی ہے اگر حرص کی آگ بھڑکتی ہے تو قناعت کا ٹھنڈا پانی اسے بجھا دیتا ہے۔(2)

اسی عنوان کی تائید میں عمر بن شیبہ کا قول ملتا ہے آپ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں صفا اور مروہ کے درمیان تھا ایک شخص کو دیکھا وہ خچر پر سوار ہے۔اس کے آگے بہت سے آراستہ پیراستہ غلام ہیں اور وہ بندہ اپنی فوج میں گزر رہا ہے۔اس کے غلام لوگوں کو آگے پیچھے دھکیل کر اس کے لئے راہ ہموار کرتے جاتے ہیں اور لوگوں سے سختی کرتے ہیں۔فرماتے ہیں کچھ دنوں بعد میں بغداد گیا اور ایک پل پر ایک شخص دیکھا جو ننگے پاؤں تھا، ننگے سر تھا، پریشان حال تھا، لمبے لمبے بکھرے بال گرد آلود تھے، مجھے اس بندے کی شکل اسی سے ملتی جلتی دکھائی دی جسے میں نے صفا و مروہ کے درمیان دیکھا تھا،

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع،ص29/3

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلۃ التواضع،ص29/3

میں نے اس سے پوچھا تو وہی بندہ تو نہیں جو کچھ دن پہلے صفا و مروہ میں غلاموں کی بھیڑ میں تھا اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔عمر بن شیبہ لکھتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تیری حالت میں اس قدر فرق کیسے آیا؟ اس نے کہا میں نے اس مقام پر تکبر کیا جہاں مجھے عاجزی وانکساری سے کام لینا چاہیے تھا میرے اس جرم کی سزا میں میری یہ حالت ہو گئی ہے۔(1)(والعیاذ باللہ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین حیاء ہے

اسلام کے بے شمار خصائص میں ایک یہ بھی ہے کہ اسلام حیاء کا دین ہے، شرم کا دین ہے ،عزت کا دین ہے۔حیا کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا

”ماکان الفحش فی شئی الاشانہ وماکان الحیا فی شئی الازانہ (2)

”یہ روایت سیدنا انس رضی اللہ تعالی سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا بے حیائی جس چیز میں بھی ہوگی اسے عیب دار بنا دے گی اور حیاء کی صفت جہاں بھی ہوگی اسے حسین بنا دے گی۔فحش کا معنی بڑا وسیع ہے زبان سے برے کلمات، ہاتھ سے برے اشارات، آنکھ سے برے اشارات، جسمانی طور پر غلط بناؤ سنگھار، قابل نفرت لباس کا زیب تن کرنا، کسی کے سامنے برہنہ ہونا، رقص وسرور کی محفلیں سجانا، فحش لغو ننگی تصاویر سے دلچسپی رکھنا۔حدیث شریف میں لفظ فحش سے ایسی اور اس قسم کی دوسری ہزاروں برائیاں مراد ہیں۔شرم وحیاء کی اہمیت کو بیان فرماتے ہوئے حضور ﷺ سے اس طرح بھی ارشاد ملتا ہے

” الایمان بضع و ستون شعبة والحیاء شعبة من الایمان (3)

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان فضیلة التواضع،ص29/3

(2) الترمزی ،السنن، ماجاء فی الفحشی والتفحشی ،الرقم1897،ص242/7
البانی ،مشکوة ،الرقم4854،ص52/3

(3) البخاری ،الجامع الصحیح ،امورالامام ،الرقم8،ص13/1

روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی سے ہے، فرمایا ایمان کی ساٹھ سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ حیاء کے معنی رک جانا بھی ہے۔ ایسا جذبہ جس سے کسی برے کام سے رک جائے کہ اگر میں نے یہ کیا تو لوگوں میں برائی ہوگی۔

حیاء اختیار کرنے سے انسان کے اندر خود بخود کئی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر یہ کمالات اس انسان کے اندر حسین رنگ بھر دیتے ہیں اس کے دین و ایمان کے بہترین پہرے دار بن جاتے ہیں، جب یہ صفتِ حیاء کسی کے اندر پیدا ہو جاتی ہے تو خود بخود گناہوں سے نفرت، نیکیوں کی طرف رغبت کا حسین جذبہ ابھر آتا ہے۔ اور یہ مقدس جذبہ اس بندے کی قدم قدم پر راہنمائی کرتا ہے، شرم وحیاء سے آنکھیں جھک جاتی ہیں، زبان قابو میں رہتی ہے، کان محتاط ہو جاتے ہیں، ہاتھ ظلم سے رک جاتے ہیں، قدم شراب کی بجائے مسجد کی طرف بڑھنے کو ہر حال میں ترجیح دیتے ہیں پھر یہ ایک بندہ پورے معاشرہ کا حسن دکھائی دیتا ہے پھر اس کی شکل وصورت اور اندازِ زندگی کو دیکھ کر ہزاروں لوگ دین اسلام کی اہمیت کو سمجھنے لگ جاتے ہیں اور یہ صدقہ جاریہ اس کی عاقبت کی اچھائی اور بارگاہ قدس میں سر خروئی کا سبب بن جاتا ہے، اس کی سوسائٹی اس کا دائرہ کار پورے معاشرے سے برائی، بداخلاقی، بدتمیزی کے روکنے کے لئے سنگ بنیاد ثابت ہوتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں حیاء کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے، سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا گذر انصار کے ایک شخص پر ہوا وہ اپنے بھائی کو کچھ ہدایات دے رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا

دعہ فان الحیاء من الایمان (1)

اسے اپنے حال پر چھوڑ دے کہ حیاء ایمان کی نشانی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے حیاء اور ایمان کے تعلق کو ایک ارشاد میں اس طرح ذکر فرمایا

ان الحیاء والایمان قرناء جمیعا (2)

حیا اور ایمان ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الحیاء من الایمان، الرقم 23، ص 40/1
المالك، الموطا، ماجاء فی الحیاء، الرقم 1407، ص 389/5

(2) ابن ابی شیبۃ، المصنف، ص 92/6
البیھقی، شعب الایمان، الرقم 7467، ص 217/16

فاذا رفع احدھما رفع الآخر

اگران میں سے ایک ختم ہو جائے تو دوسرا بھی نہیں رہتا۔اس حدیث پاک سے ظاہر ہے حیاء اور ایمان کا تعلق ایک دوسرے سے کس قدر گہرا ہے،اگر کوئی شخص اپنے اندر بے حیائی کے جذبات پاتے ہوئے اپنے مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اندازہ کیجئے اس کا وہ دعویٰ کس قدر کمزور اور جھوٹا ہوگا کہ حضور سید عالم ﷺ نے واضح ارشاد فرمایا حیانہ رہا تو ایمان بھی نہ رہا حیانہ ہو تو ایمان کا دعویٰ محض زبانی عمل ہوگا ،جس کی بارگاہ قدس میں کوئی حقیقت نہیں اگر اس حدیث شریف کا خلاصہ اس طرح بیان کر دیا جائے تو بات زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی ایمان دار بے حیاء نہیں ہوتا اور کوئی شرم وحیا کا پیکر بے ایمان نہیں ہوتا،حیاء کی عظمت کو ایک اور دوسری حدیث پاک میں اس طرح بیان فرمایا گیا،سیدنا زید ابن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

ان لکل دین خلقاو خلق الاسلام الحیاء(1)

فرمایا ہر دین میں کوئی ایک خاص پسندیدہ بات نمایاں ہوتی ہے اسلام کے اندر محبوب ترین خصلت حیاء ہے۔اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے ڈر کر کسی برے کام کو چھوڑنا حیاء کا نفیس معنی کہا جا سکتا ہے۔حیاء کرنے سے مندرجہ ذیل باتیں خود بخود اُبھر کر سامنے آجاتی ہیں۔

☆ حیاء کرنے والا بندہ خدا سے ڈرتا ہے

☆ حیاء کے عمل نے اس کا یہ عقیدہ مضبوط کر دیا ہے کہ خدا اسے دیکھتا ہے

☆ حیاء کے عمل نے اس کا عقیدہ بنا دیا ہے کہ قیامت کے دن اسے جواب دہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆ حیانے اسے رب قدوس کی ذات کے ساتھ والہانہ وابستگی کر دی ہے۔

''اسلام دین حیاء ہے'' اس عنوان کو مزید مستحکم کرنے کے لئے حضور سید عالم ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی واضح دلیل ہے،عمران بن حصین فرماتے ہیں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

(1) ابن ماجہ ،السنن، الحیاء ،الرقم4171،ص219/12
البیہقی ،شعب الایمان ،الرقم7454،ص206/16

الحیاء لا یأتی الا بخیر وفی روایۃ الحیاء خیر کلہ (1)

ترجمہ: حیاء میں ہمیشہ خیر ہی خیر ہے اور اس کا انجام ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے۔ ایک روایت میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے حیاء مکمل طور پر خیر ہے، مکمل طور پر بہتری ہے اور خوبی ہے، اس حدیث شریف سے واضح ہو رہا ہے کہ حیاء سے ہمیشہ بھلائی صادر ہوتی ہے، بہتری نمودار ہوتی ہے، کچھ لوگ حیاء کا معنی یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ لوگوں سے تعلقات نہ ہوں، میل جول میں آدمی کھلا نہ ہو، گوشہ ءتنہائی ہو، بس صرف اپنی ذات سے ہی کام ہو یہ صحیح نہیں، حیاء کا معنی برائی گناہ، ناپسندیدہ کام، خدائے قدوس اور حضور ﷺ کی نافرمانی سے باز رہنا ہے۔

اسلامی اور غیر اسلامی تعلیمات کا واضح فرق یہ بھی ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات آدمی کو اچھے کاموں پر دلیر بناتی ہیں اور برے کاموں سے دور رہنے کا سبق سکھاتی ہیں جبکہ غیر اسلامی تہذیب بداخلاقی، بدتہذیبی اور بدمیلانی جیسے ہزاروں برے کاموں میں ملوث کر دیتی ہے۔

اس ضمن میں حضور سید عالم ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی جو سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا، وہ یہ ہے

ان مما ادرك الناس من كلام النبوة الاولىٰ اذا لم
تستحی فافعل ماشئت(2)

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا بے شک انبیاء سابقین علیہم السلام سے جو بات لوگوں تک پہنچی ہے کہ اگر تجھ میں حیاء نہیں تو جو تیرا جی چاہے کرتا پھر۔ اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ شریف نے باب الرفق والحیاء میں نقل کیا ہے اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ شرم وحیاء کا مسئلہ صرف حضور ﷺ نے ہی بیان نہیں فرمایا بلکہ پہلے انبیاء علیہم السلام بھی اپنی امتوں کو اس کا درس دیتے رہے، جیسے پہلی قوموں میں خدا پر ایمان انبیاء علیہم السلام پر ایمان، نماز، روزہ، زکوٰۃ کے اہم قوانین لاگو رہے اسی طرح دین کے اندر حیاء کا مسئلہ بھی مرکزی حیثیت رکھتا ہے کہ پہلے انبیاء علہم السلام بھی اس کی

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الحیاء، الرقم 5652، ص 76/19
الطبرانی، المعجم الکبیر، ص 109/13

(2) ابن ماجہ، السنن، الحیاء، الرقم 4173، ص 221/12
البخاری، الجامع الصحیح، اذالم تستحی فاصنع ماشئت، الرقم 5655، ص 80/19

تعلیم دیتے رہے۔

یہی عنوان حیاء ایک اور ارشاد گرامی سے اس طرح ملتا ہے یہ ارشاد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے فرمایا

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار او کما قال ﷺ (1)

فرمایا حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں پہنچائے گا بے حیائی بدی ہے اور بدی کا انجام جہنم ہے ۔اگر اس عنوان کو ان چند الفاظ میں سمجھ لیا جائے تو کافی آسانی ہوگی حیاء دین و دنیا کی سرخروئی اور آبادی ہے، بے حیائی دنیا اور آخرت کی ذلت و بربادی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام تحمل و بردباری کا دین ہے

زندگی گذارنے اور معاشرے میں رہنے کیلئے حوصلہ، تحمل، بردباری کی کس قدر شدید ضرورت ہے یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ بات بات پر لڑنے جھگڑنے اور درگزر نہ کرنے سے کس قدر معاشرہ میں فساد پیدا ہوتا ہے، اسلام نے انسان کو تحمل و بردباری کا درس دیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الرفق میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملتی ہے جو اس عنوان میں زبر دست تائید ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ کی موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں حضور ﷺ تعجب فرماتے رہے کہ یہ کس قدر صدیق اکبر سے الجھ رہا ہے، جب وہ اس گالی گلوچ کے سلسلہ میں حد سے بڑھ گیا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالی نے اُسے جواب دیدیا اس پر حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار پیدا ہو گئے اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے ،صدیق اکبر رضی اللہ تعالی حضور ﷺ کے پیچھے گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا تو آپ وہاں کھڑے رہے اور جب میں نے اس کے کچھ کلمات کا

---

(1) الترمزی ،السنن، ماجاء فی الحیاء ،الرقم 1932اص294/7،
ابن ماجہ ،السنن، الحیاء ،الرقم4174ص222/12

جواب دیا ہے تو آپ ناراض ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی اس بات پر حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر اس وقت تمہارے پاس ایک فرشتہ تھا جب تک تم چپ رہے وہ جواب دیتا رہا جب تم نے خود جواب دیا تو شیطان آ گیا، پھر فرمایا ابوبکر تین باتیں ہیں جو ساری کی ساری سچ ہیں پہلی بات یہ ہے جس شخص پر کوئی ظلم ہو اور وہ اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی کے لئے خاموشی کے ساتھ برداشت کرے تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس کو اپنی مدد سے مالا مال کر دے گا۔دوسری بات یہ ہے جو شخص عطیات دینا شروع کرے اور اس کی نیت یہ ہو لوگوں سے اچھے تعلقات ہوں، بہتر میل جول ہو، تو اللہ تعالی اس کے بدلے اسے اور زیادہ عطا فرمائے گا۔تیسری بات فرمائی جو شخص مانگ کر پیسہ بڑھانا چاہتا ہے وہ اس مال کی نحوست سے اور زیادہ نقصان اٹھائے گا۔(1)

حوصلہ،صبر، بُردباری کے سلسلہ میں یہ روایت سنگ میل ہے خاموشی پر فرشتہ مدد کرتا ہے اللہ تعالی اس خاموشی کا یہ اجر عطا فرماتا ہے، ظاہر ہے گالی کا جواب گالی ہو گا تو فساد بڑھے گا لڑائی ہو گی اور شیطان کا کام پورا ہو گا کہ شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ لوگ لڑائی جھگڑوں میں پھنس کر دین سے دور رہیں۔شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے، اسے شکست دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے واقعات میں انسان خاموش رہے حوصلہ کرے، چپ رہے کہ شیطان کو شکست دے۔اس سلسلہ میں اگر لڑائی جھگڑے کے وقت خاموشی کے ساتھ

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم(2)

پڑھتا رہے تو مدد ہو گی، شیطان ذلیل ہو گا، فتن وفساد سے جان بچ جائے گی حوصلہ اور صبر کرنے والے کو ایک غیبی قوت عطا ہو گی جو اسے بہترین کام دے گی۔اللہ کی رضا کے لئے خیرات کرنے والے کے مال میں اللہ تعالی برکت دے گا۔

اسی تحمل و بردباری کی تائید میں ایک اور روایت ملتی ہے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے ایک آدمی اشج سے فرمایا

---

(1) البانی ،مشکوۃ ،الرقم 5102،ص 106/3

(2) البیہقی ،السنن الکبری ،ص 251/5

النسائی ،السنن الکبری ,ص 96/6

"ان فيك لخصلتين يحبهما الله الحلم والاناة "(1)

تیرے اندر دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالی جل مجدہ پسند فرماتا ہے پہلی عادت بردباری ہے اور دوسری عادت اطمینان اور آہستہ روی ہے۔ یہ واقعہ یوں ہوا کہ عبدالقیس کا قبیلہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچتے ہی فوراً دوڑ کر تیزی سے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اس قبیلہ کے سردار اشج نے اطمینان سے حاضری دی۔ سامان ٹھکانے لگایا، غسل کیا، کپڑے بدلے اور پھر پروقار طریقے سے حاضری دی۔ حضور ﷺ کو اس کی یہ عادت اچھی لگی تو یہ ارشاد فرمایا اور اس کی تعریف کی کہ تم میں بردباری اور حلم ہے۔ اسی عنوان کے تحت سیدنا سہل بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے والد گرامی سے ایک روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

"من كظم غيضاً وهويقدر على ان ينفذه دعاه
الله على اروس الخلائق يوم القيمه ملاالله قلبه
امناً وايماناً او كما قال ﷺ "(2)

جس نے اپنے غصہ پر قابو پالیا حالانکہ اسے قوت تھی کہ جو چاہے کرے (جواب دے) اسے اللہ تعالی جل مجدہ قیامت کے دن اولین والآخرین کے سامنے بلائے گا اور اس کے دل کو ایمان سے اور امن سے بھر دے گا۔

دوسری روایت میں یہی عنوان اسطرح بھی ہے کہ اللہ تعالی فرمائے گا جنت کی خادماؤں سے جو چاہے پسند کرے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اسی عنوان کے تحت ایک اور حدیث شریف ملتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا"

ان الله تعالى رفيق و يحب الرفق " (3)

اللہ تعالی نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو ہی پسند کرتا ہے۔

---

(1) المسلم ،الجامع الصحيح ،الامر بالايمان لله تعالى ورسوله ،الرقم 24،ص107/1
الطبرانى ،المعجم الاوسط ،باب الميم من اسمه محمد ،ص492/11

(2) ابوداود ،السنن ،من كظم غيظاً،الرقم 4147،ص397/12
الترمزى ،السنن، من كظم غيظ،الرقم 1944،ص315/7

(3) المسلم ،الجامع الصحيح ،فضل الرفق،الرقم 4697،مص486/12
ابن ماجه ،السنن، الرفق ،الرقم 3678،ص87/11

"ویعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف"

نرمی سے وہ کچھ عطا ہوتا ہے جو سختی سے نہیں ملتا۔دوسری روایت میں ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس طرح ہے"

علیك بالرفق وایاك والعنف والفحش "(1)

نرمی اختیار کر اور بے حیائی سے بچ ،جس چیز میں نرمی ہوگی اسے شاندار بنادے گی اور جس چیز میں سختی ہوگی اسے عیب دار بنادے گی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ عنوان اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا

"من یحرم الرفق یحرم الخیر"(2)

جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے بھی محروم رہا (یہ روایات صاحب مشکوۃ نے باب الرفق والحیاء میں بیان کی ہیں)۔لوگوں کو اپنے قریب کرنے اور گرویدہ بنانے کی دو ہی صورتیں ہیں جو عموماً دیکھنے میں آئی ہیں، پہلی تو یہ ہے کہ بادشاہ ظالم ہے جب ذرہ بھر کسی میں کوتاہی دیکھے تو سخت سے سخت سزائیں دیتا ہے ظاہر ہے اس طرح بھی لوگ ذرا خوف کی وجہ سے اس کے قریب ہوں گے تا کہ اس کے غضب سے بچے رہیں مگر یہی لوگ اسے دل سے اچھا نہیں سمجھیں گے اس کے متعلق بددعا کریں گے خدا سے پناہ مانگیں گے۔دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کسی سے بھی نرمی، خوش اخلاقی، درگذر اور پیار سے واسطہ رکھیں، اس طرح سے جو لوگ آپ کے قریب ہوں گے وہ دل کی گہرائیوں سے آپ پر مر مٹنے کے جذبہ کے ساتھ قریب ہوں گے۔آپکی بہتری، درازی عمر کے لئے رب ذوالجلال سے دعائیں کریں گے۔پہلی صورت سے معاشرہ میں خرابی، دلوں میں بگاڑ، نفرت دشمنی کے جذبات پیدا ہوں گے جب کہ دوسری صورت سے معاشرہ کی اصلاح ہوگی، محبت ہوگی۔اسلام اس دوسری صورت کا قائل ہے اور تحمل و بردباری درگذر کا درس دیتا ہے۔اسلام نے اس نرم مزاجی پیار اور محبت کو دور دور تک پھیلانے کا حکم دیا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ سے ہے حضور ﷺ ہم سے خوب گھل مل کر بے تکلفی کی باتیں

---

(1) البانی، مشکوۃ، الرقم 5068، ص 99/3

(2) البانی، مشکوۃ، الرقم 5069، ص 99/3

فرمایا کرتے، یہاں تک کہ بچوں سے شفقت اور پیار بھی فرماتے حضرت انس فرماتے ہیں میرے ایک بھتیجے عمر کے پاس ایک نغیر (پرندہ) تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا ایک دن حضور ﷺ نے پیار سے اسے فرمایا

"یاعمیر مافعل النغیر"(1)

عمیر تیرے نغیر کا کیا حال ہے؟ جس سے وہ بہت خوش ہوا۔ اسی عنوان شفقت، نرمی اور تحمل کے بارہ میں حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد اس طرح ملتا ہے

اکمل المومنین ایماناً احسنھم خلقاً(2)

کامل ایمان والا شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

لایرید اللہ باھل البیت رفقاً الا ینفعھم (3)

حضور ﷺ نے فرمایا جس گھرانے کو اللہ تعالی نے نرم مزاجی عطا فرمائی اسے نفع پہنچ کر رہے گا۔

ولا یحرمھم ایاہ الاضرّہ (3)

اور جو گھرانہ اس سے محروم رہا اسے برائی مل کر رہے گی۔

اسلام ہی دین نجات ہے

قرآن مقدس نے اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے

ان الدین عنداللہ الاسلام(4)

اللہ تعالی کے حضور پسندیدہ دین دین اسلام ہی ہے۔ پھر ارشاد ہوا

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الانبساط الی الناس، الرقم5664، ص92/19
الترمذی، السنن، ماجاء فی المزاح، الرقم1912، ص266/7

(2) ابوداود، السنن، الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، الرقم4062، ص292/12
الاحمد، المسند، مسند ابی ھریرہ، الرقم10397، ص441/21

(3) الطبرانی، المعجم الاوسط، باب المیم من اسمہ محمد، الرقم5379، ص457/11

(4) آل عمران 19;3

ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه (1)

جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کیا وہ قبول نہ کیا جائے گا۔سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے حضورﷺ کا وہ ارشاد مبارک جس سے اسلام کی مرکزیت ثابت ہوتی ہے اس عنوان کی زبردست دلیل ہے۔حضورﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن اعمال حاضر ہوں گے،نماز آکر عرض کریگی اے اللہ!میں نماز ہوں جواب ہوگا تو اچھی چیز ہے،پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا یا اللہ!میں صدقہ ہوں جواب ہوگا تو اچھی چیز ہے،پھر روزہ آئے گا عرض کرے گا میں روزہ ہوں جواب ہوگا تو اچھی چیز ہے۔اسی طرح تمام اعمال ایک ایک کرکے آئیں گے اور یہی جواب لئے جائیں گے ان سب کے بعد اسلام حاضر ہوگا اور کہے گا یا اللہ تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں جواب ہوگا تو اچھی چیز ہے آج میں تیری ہی بناء پر سزا دونگا اور تیری ہی بناء پر انعام دوں گا۔(2)

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہوتی ہے،دنیا میں کئے گئے اعمال صالحہ اسی وقت کام آئیں گے جب انہیں اسلام کے اندر داخل ہوکر کیا جائے گا۔اگر کوئی کام اچھا ہوا اور اسلام میں داخل ہوکر نہ کیا جائے تو اسکی کوئی حقیقت نہیں دین میں داخل ہوکر پھر اس پر ثابت قدم رہنا ہی نجات کا ضامن ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہے حضورﷺ اکثر فرمایا کرتے

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك (3)

اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔حضرت انس فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہﷺ ہم آپ پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ آپ لے کر آئے اس پر ایمان لاتے ہیں کیا اب بھی آپ ہماری نسبت ڈرتے ہیں،فرمایا ہاں دل اللہ تعالی کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

اس پر ثابت قدمی کو ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا

---

(1) آل عمران 19;3

(2) آل عمران 61;3

(3) الترمزی ،السنن، ماجاء ان القلوب بین اصبعی الرحمن ،الرقم2004،ص29/8
الاحمد ،المسند ،مسند انس بن مالك ،الرقم11664،ص210/24

يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه

كالقابض على الجمر(1)

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں دین پر قائم رہنے والا ایسا ہوگا جیسا وہ شخص جس نے مٹھی میں آگ کا دہکتا ہوا انگارہ پکڑا ہو۔

دین کے اس عنوان پر سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ملتا ہے جسے امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف میں اور صاحب مشکوۃ نے باب الاعتصام میں اس طرح بیان کیا ہے اور دین کی مثال بارش سے دی ہے۔حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے جو ہدایت اور علم عطا کر کے مجھے بھیجا ہے وہ ایک موسلا دھار، زوردار بارش کی طرح ہے کہ وہ بارش ساری زمین پر برس رہی ہے لیکن زمین کا ایک ٹکڑا تو بہتر ہے وہ پانی اپنے اندر جذب کر لیتا ہے پھر اس سے غلہ، پودے، گھاس وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، جبکہ زمین کا دوسرا حصہ نشیبی علاقہ ہے جہاں بارش کا پانی رک گیا اس حصہ سے بھی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، پانی اِدھر اُدھر لے جاتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں ،کھیتوں کی آبپاشی کرتے ہیں اور زمین کا ایک ٹکڑا سخت چٹیل میدان ہے نہ تو اس میں پانی جمع ہوتا ہے کہ لوگ فائدہ اٹھائیں نہ وہ جذب کرتا ہے کہ گھاس وغیرہ اُگے۔اسی طرح کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ دین اسلام کو خوب سمجھ لیتے ہیں، خود علم سیکھتے ہیں، دوسروں کو سکھاتے ہیں اور کچھ ایسے لاپرواہ ہیں جو دین کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور جو کچھ مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اس سے انہیں کوئی غرض ہی نہیں ہوتی، حضور ﷺ نے بارش کی مثال فرما کر سمجھا دیا کہ کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے دین کو اپنے اندر جذب کر لیا اور ان سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا، کچھ حصہ زمین کا ایسا تھا جس نے پانی کو جمع کر لیا تالاب بن گیا یہ حصہ سبزہ نہ اُگا سکا البتہ لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا کچھ ایسی بنجر زمین ثابت ہوئی جس نے نہ کچھ اُگایا نہ پانی جمع کیا معلوم ہوا زمین کی آخری قسم بے کار ہے۔

ایسا انسان جس سے دین کا کوئی فائدہ نہ ہو بنجر زمین ہے جو بے کار ہے برباد ہے اور اجڑی ہوئی ہے (خدا پناہ دے)۔

وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه بعدد خلقه

(1) البانی ،مشکوۃ ،باب الاحتصام ،الرقم 148،ص 23/1

اسلام دین امانت ہے

اسلام امانت کی حفاظت اور اسے دیانت داری سے واپس کرنے کا حکم دیتا ہے، اس مسئلہ امانت کو ہم اہمیت نہیں دیتے اور دین کے خلاف فضا کو بھڑکاتے ہیں مسئلہ امانت کی اہمیت ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قلما خطبنا رسول الله ﷺ الا قال لا ایمان لمن
لا امانة له او کما قال ﷺ (1)

حضور ﷺ نے بہت کم کوئی ایسی تقریر فرمائی جس میں آپ نے یہ نہ فرمایا ہو وہ شخص ایمان سے محروم ہے جو امانت دار نہیں۔

اس حدیث شریف سے واضح ہو رہا ہے کہ ایماندار بننے کیلئے امین ہونا نہایت ضروری ہے امانت کی ضد خیانت ہے جو امانت دار نہیں وہ خائن ہے خیانت صرف یہی نہیں کہ صرف رقم میں یا کسی دوسرے مال میں ہو بلکہ کسی کو غلط مشورہ دینا بھی خیانت ہے، اپنے اختیار و اقتدار کا غلط استعمال بھی اسی زمرہ میں آتا ہے، کسی کا راز ظاہر کر دینا بھی خیانت کے زمرہ میں آتا ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

اذا حدّث الرجل الحديث ثم التفت فهيى امانة او
کما قال ﷺ (2)

جب کوئی آدمی بات کہے اور ادھر ادھر دیکھتا جائے (کہ اسے کوئی دوسرا سن نہ لے) تو وہ بات امانت ہو جاتی ہے، اس ارشاد میں ہمیں لکھایا گیا ہے کہ بلا شرعی ضرورت کسی کی بات کسی سے نہ کہوں، ایسا کرنے سے انسانی وقار تباہ ہوگا، اختلافات کی خلیج وسیع ہو سکتی ہے تعلقات خراب ہو سکتے ہیں۔ رقم کی

---

(1) الاحمد ،المسند ،مسند انس بن مالك ،الرقم 11935،ص 481/24
البانی ،مشکوة ، کتاب الایمان ،الرقم 35،ص 8/1

(2) الترمزی ،السنن، ماجاء من المجالس ،الرقم 1882،ص 219/7

حفاظت کرنے والے تو کافی مل جائیں گے مگر راز کی حفاظت کرنے والے کم ہوتے ہیں۔حضور ﷺ بڑے امین تھے اور سب سے بڑے ایماندار بھی، دشمن بھی آپ کی امانت داری کے زبردست قائل تھے ۔آپ کے القابات مقدسہ میں لقب الصادق الامین بہت مشہور ہیں۔

حضور ﷺ کی دیانت وامانت کا سلسلہ میں آپ کا حجر اسود کا مشہور واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے جب اس مقدس پتھر کو کعبہ شریف کی دیوار میں نصب کرنے کا وقت آیا تو ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو آخر یہ طے پایا تھا کہ کل صبح کو جو شخص سب سے پہلے آئے اس کا فیصلہ تسلیم کرلیا جائے۔ چنانچہ حضور ﷺ سب سے پہلے آئے اور آپ کو دیکھتے ہی لوگ بول اٹھے وہ امین آ گیا، امانتدار آ گیا ۔ہمیں اس کا ہر فیصلہ منظور ہے۔

اسی طرح ہجرت کی رات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ گئے کہ لوگوں کو انکی امانتیں سپرد کردیں۔

قرآن مقدس کا ارشاد اس ضمن میں اس طرح ملتا ہے۔

ان اللہ یأمر کم ان تؤدو الامانات الی اھلھا (1)

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں ایک کو تو میں نے لکھ لیا دوسری کا انتظار کررہا ہوں آپ نے فرمایا امانت آدمیوں کے دل کی جڑ میں اتری ہوئی ہے۔اس کے بعد انہوں نے اس کو قرآن مقدس سے معلوم کیا پھر سنت سے سمجھا پھر آپ نے امانت کے اٹھ جانے کا حال ذکر فرمایا، ایک زمانہ ہوگا کہ آدمی حسب معمول سوئے گا جب اٹھے گا تو امانت اس کے دل سے نکل چکی ہوگی اور اس کا اثر بالکل دھبے کی طرح رہ جائے گا۔

امانت کا واضح سا معنی یہ ہے کہ آدمی پوری ایمانداری سے کام کرے اور دل کی یہ صورت حال فطرتی طور پر اس میں رکھی گئی ہے کہ وہ ذمہ داری کا احساس کرے پھر قرآن مقدس نے یہی اسے سکھایا کہ جو کام اپنے ذمہ لو پوری دیانتداری سے کرو پھر حضور ﷺ نے یہ بات ہمیں عملی طور پر سکھائی اس پر خود عمل کر کے دوسروں کے لئے نمونہ قائم فرمایا امانت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں ایک دوسرے پر

(1) النسآء 58;4

اعتماد بڑھتا ہے کہ کوئی دوسرے سے دھوکا نہیں کرے گا وعدہ پورا کریگا اس کو اسکی شئی پوری دیانتداری سے لوٹا دے گا، جھوٹ نہ بولے گا اور زندگی گذارنے کا یہ طریقہ ایک بہترین عمل ہے اصلاح معاشرہ کے لئے یہ عمل حسین زیور ہے، آج اس ضمن میں معاشرہ پریشان ہے، دیانت کا وہ پہلو جو ہمیں نیکی کی راہ پر چلا سکتا ہے وہ غائب ہے اسی عنوان کو حضور ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے

ویصبح الناس یتبایعون ولا یکاد احد یؤدی

الامانۃ (1)

آدمی آپس میں لین دین کریں گے مگر امانت ادا کرنے کا کسی کو کوئی احساس نہ ہوگا اور پھر اس طرح کہا جائے گا

ان فی بنی فلان رجلاً امیناً (1)

لوگ کہیں گے فلاں خاندان میں فلاں قبیلہ کا ایک دیانت دار شخص تھا یعنی ایسے شخص خال خال ہوں گے جو امانت کو صحیح معنیٰ میں ادا کرتے ہوں گے اور کسی آدمی کے متعلق اس طرح کہا جائے گا

ما اعقلہ وما اظفرہ وما اجلاہ وما فی قلبہ مثقال

حبۃ من ایمان (1)

وہ کیسا بڑا عقلمند ہے کتنا خوش طبع ہے اور کتنا بڑا دلیر ہے مگر اس میں ایمان کا ذرہ بھی نہیں اللہ تعالیٰ ایسی صورت حال سے محفوظ فرمائے۔ امانت ادا کرنے کے مفہوم کو اس طرح سمجھ لیا جائے تو مزید بہتر ہوگا امین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق صحیح بجالاتا ہے ماں باپ، بہن بھائی، اولاد، اعزاء، اقرباء کے حقوق کی صحیح ادائیگی امانت کا ادا کرنا ہے۔

اگر کوئی شخص مال پیسے رقم تو ادا کر دیتا ہے مگر یہ حقوق پامال کرتا ہے تو اسے امین نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ حقوق کی ادائیگی میں خیانت کر دیتا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن میں موجود ہے ”ایسا بُرا وقت آئے گا کہ لوگوں کے دلوں سے امانت کی ذمہ داری اٹھ جائے گی اور امانت صرف ایک دھبہ کی مانند رہ جائے گی پھر وہ نشان اور زیادہ پنہاں ہو جائے گا پھر وہ آبلہ کی شکل اختیار کر جائے گا جس کے اندر کوئی شئی نہیں ہوتی“ ایسے ہی لوگوں کا حال ہوگا ظاہری شکل وصورت میں

(1) البانی، مشکوۃ، کتاب الفتن، الرقم 5381، ص 68/3)

کتنے ہی بھلے کیوں نہ ہوں مگر بد دیانتی دھوکہ خیانت کیوجہ سے ایمان کامل سے محروم ہوں گے۔

اسلام اور دنیا سے ربط

اللہ تعالیٰ اور اور اسکے رسول ﷺ کو چھوڑ کر دنیا سے لگاؤ اور وابستگی تباہی کے بغیر کچھ نہیں اگر یہ دنیا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے حکموں کے تابع ہے تو خیر ہی خیر ہے، حضور ﷺ نے دنیا کی حقیقت کو اپنے ایک ارشاد گرامی میں اس طرح ذکر فرمایا ہے

الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر (1)

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے، دنیا کی حقیقت کو آخرت کے مقابلہ میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے اس روایت کو حضرت مستورابن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

واللہ ما الدنیا فی الآخرة الا مثل ما یجعل احدکم

اصبعة فی الیمّ فلینظر لم یرجع (2)

اللہ کی قسم دنیا کی حقیقت آخرت کے مقابلہ میں اتنی ہے کہ جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اب اسے دیکھنا چاہئے کہ اسکی انگلی میں کتنا پانی لگ کر گرتا ہے۔ اب سمندر کے مقابلہ میں اسکی تری کوئی معنی نہیں رکھتی ایسے ہی دنیا اور آخرت کی مثال ہے اب سوچنا یہ ہے ہم اس انگلی کی تری کو کس قدر اہمیت دے رہے ہیں اور آخرت جو سمندر کی مثال ہے اسے کیوں نظر انداز کر رہے ہیں، دنیا کی اس حقیت کا پتہ موت کے بعد پتہ چلے گا اس وقت معلوم ہوگا دنیا کی حقیقت پانی کے ایک چھوٹے سے قطرہ کی تھی جو سمندر میں انگلی ڈالنے سے انگلی پر لگ جاتا ہے۔ مال، اولاد، زمین، باغات، مکانات کی محبت فضول ہے اسی محبت کا نام دنیا ہے۔

دنیا کا یہی عنوان ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح بھی ملتا ہے حضور ﷺ نے

---

(1) البانی، مشکوۃ، کتاب الرقاق، الرقم 5156، ص 118/3
المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 5256، ص 205/14
(2) البانی، مشکوۃ، کتاب الرقاق، الرقم 5156، ص 118/3

فرمایا

من احب دنیاہ اضرّ بآخرتہ(1)

جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت برباد کردی۔ چندروزہ زندگی میں سامان زینت جمع کرنے میں مصروفیت دنیا ہے، موت کے بعد آخرت کی زندگی میں راحت کا سامان اکٹھا کرنے میں مصروف آخرت کی یاد ہے، اسلام نے اعتدال کی راہ اس طرح بتائی کہ انسان دنیا کے کام اس نیت سے کرے اور صرف اس طرح کرے جس سے دنیا اور آخرت دونوں سنورتی ہوں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک دن لوگوں سے اپنے خطبہ میں فرمایا لوگو خبردار! دنیا ایک عارضی چیز ہے جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے اس سے نیک و بد دونوں فائدہ اٹھاتے ہیں خبردار! آخرت ایک مقرر شئی ہے اور واقع ہو کر رہے گی وہاں ایک طاقت والا بادشاہ نیک و بد کا فیصلہ فرمائے گا، یادرکھو آرام سارے کا سارا اپنے تمام پہلوؤں اور کناروں کو جمع کئے ہوئے جنت میں ہے اور دکھ سارے کا سارا اپنے تمام پہلوؤں اور کناروں کو جمع کئے ہوئے جہنم میں ہے، اس لئے جو کام بھی کرو اللہ سے ڈر کر کرو، اچھی طرح سمجھ لو ایک دن تمہارے سارے اعمال تمہارے سامنے آئیں گے جس نے ذرہ بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا''

مشکوۃ شریف کتاب الرقاق میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ملتا ہے جس سے دنیا کی کراہت اور نفرت کا پتہ چلتا ہے۔ سیدنا جابر فرماتے ہیں حضور ﷺ بھیڑ کے اس مردہ بچے سے گزرے جس کے کان نہ تھے، حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو بھیڑ کے اس مردہ بچے کو ایک درھم میں خریدے لوگوں نے عرض کی حضور ﷺ ہمیں تو یہ مفت میں بھی منظور نہیں۔ (کہ مردہ ہے، کان کٹا ہے) تو آپ نے فرمایا

فواللہ للدنیا اھون علی اللہ من ھذا الیکم (2)

---

(1) البانی، مشکوۃ، کتاب الرقاق، الرقم 5179، ص 123/3

(2) البانی، مشکوۃ، الفصل الاول، الرقم 5157، ص 123/3
المسلم، الجامع الصحیح، الرقم 5257، ص 206/14

اللہ کی قسم دنیا اللہ کے نزدیک اس بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ بچہ تمہارے نزدیک حقیر ہے۔اس ارشاد گرامی سے دنیا کی حقیقت کا پتہ چل رہا ہے، مگر حیرت ہے کہ ایسی ذلیل، کمزرواور بدشکل شئی دنیا کے پیچھے کس طرح دوڑا جارہا ہےاور اسے حسین وجمیل سمجھ کر حاصل کیا جارہا ہے۔ یہ حسن و جمال جو دنیا میں دکھائی دیتا ہے یہ حسن دنیا کا نہیں بلکہ لوگوں کی اپنی خواہشات کا ہے جو حسین بن کر دکھائی دے رہی ہیں ۔مال ودولت دنیا کی زندگی کو آسانی سے بسر کرنے کا ایک ذریعہ ہے بس اس سے صرف اتنا ہی کام لینا چاہے خواہشات وہی اچھی ہیں جنہیں اللہ تعالی کے حکموں کے تابع کر دیا جائے وہ بندے دنیا میں کامیاب وکامران ہیں۔جو دنیا کو ایسا بنائیں کہ اسکی خاطر سب کچھ قربان کردیں وہ ہمیشہ خسارے میں ہیں۔

اسی عنوان کو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اس طرح روایت کیا ہے

قال ان مما اخاف علیکم من بعدی مایفتح

علیکم من زھرۃ الدنیا و زینتھا(1)

حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بعد مجھے جن چیزوں سے خوف ہے کہ تمہیں نقصان پہنچائیں گی ان میں سے دنیا کا خوش نما سامان ہے۔آج بھی لوگ اس خبط میں پھنسے جارہے ہیں کہ جس طرح ہو سکے دولت اکٹھی کی جائے جمع کرنے کا طریقہ غلط ہو یا صحیح۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ اسی سلسلہ میں ایک اور روایت کی ہے جو مشکوۃ شریف کتاب الرقاق میں درج ہے۔

الدنیا دار من لا دار لہ ومال من لا مال لہ ولھا

یجمع من لا عقل لہ (2)

فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جو گھر سے محروم ہے اور یہ اس کا مال ہے جس کے پاس مال نہیں اور دنیا جمع وہ شخص کرتا ہے جس میں ذرہ بھر بھی عقل نہ ہو۔

اس حدیث شریف سے دنیا کی حقیقت واضح ہورہی جس سے کسی کو انکار نہیں آخر ایک دن ہر

---

(1) البانی ،مشکوۃ ،کتاب الرقاق ،الرقم 5162،ص 119/3

(2) البانی ،مشکوۃ ،کتاب الرقاق ،الرقم 5211،ص 129/3

ایک کو یہاں سے جانا پڑے گا۔خود حضور ﷺ نے اس سے الگ تھلگ رہ کر ہمیں سبق سکھایا کہ یہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر دل نہ لگاؤ، دل ایسی چیزوں سے لگاؤ جو تمہاری اپنی بن سکیں اور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں اور وہ نیکیاں ہیں، وہ اعمال صالحہ ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عقلمند آدمی

عقلمند آدمی وہ ہے کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے اپنے گھر، اپنی منزل پر پہنچ جائے کہ رات ہونے کی صورت میں رات کی تاریکی میں لُٹ سکتا ہے، پٹ سکتا ہے، کسی گڑھے میں گر سکتا ہے ،آسمان کے سورج غروب ہونے کا تو کچھ پتہ ہوتا ہے کہ کتنی دیر بعد غروب ہوگا لیکن میری زندگی کے آفتاب غروب ہوجانے کا تو قطعی پتہ ہی نہیں ، مجھے چاہئے کہ اس کے غروب ہونے سے پہلے توبہ استغفار کر کے دنیا کے تعلقات سے منہ موڑ لوں۔

کوئی عقلمند ایسے بھی نہیں کرتا کہ منزل کو جاتا ہے تو راستہ میں کھیل تماشہ میں اس قدر مصروف ہوجائے کہ رات وہیں ہوجائے، میرا سفر سفرِ آخرت ہے مجھے چاہئے کہ راستہ میں واقع دنیا کے لہوو لعب اور کھیل کود میں دل لگا کر وقت ضائع نہ کروں اور غروب آفتاب سے پہلے اپنی منزل کو پالوں۔

عقلمندی کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ گاڑی کا مسافر گاڑی آنے سے پہلے اپنا سامان تو پیک کر لے کہ گاڑی تو وقت پر آجائے گی اور اگر سامان بکھرے کا بکھرا رہ گیا تو آگے جا کر بغیر سامان کے پریشان ہوگا۔موت کی گاڑی نے بروقت پہنچ جانا ہے ضروری ہے کہ اعمال صالح جمع کر رکھوں کہ قیامت کے میدان میں میری وہ نیکیاں میرے کام آسکیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی کہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں، ایماندار کو توجہ دلائی جارہی ہے کہ تمہارا گھر موجود ہے پھر اس سرائے میں دل لگانے سے کیا فائدہ اور یہاں کا زوال پزیر مال جمع کرنے کا کیا فائدہ اگر ہر مرحلہ پر خدا کی یاد رہے تو مال کی موجودگی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ے   چیست دنیا ازخدا غافل بدن
نے قماش و روزی وفرزند و زن

خدا سے غافل ہوجانے کا نام دنیا ہے مال ، اسباب، اولاد، بیوی ، بچے دنیا نہیں ، اگر یہی چیزیں خدا سے جدا کردیتی ہیں تو یہ بھی دنیا ہے، دنیا کی بودوباش اور عیش وعشرت کی زندگی سے بچنے کے متعلق سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اس طرح ملتی ہے جسے صاحب مشکوۃ شریف نے باب فضل الفقراء میں ذکر کیا ہے۔

لما بعث به الی الیمن قال ایاك والتنعم فان عباداللہ لیسوا بالتنعمین (1)

جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا دنیا کی عیش وعشرت میں نہ لگ جانا کہ اللہ کے بندے عیش وعشرت اُڑانے والے نہیں ہوتے۔

جو لوگ دنیا میں رہ کر شرعی اصول وضوابط کے مطابق دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ مقبولان بارگاہ ہیں۔ دنیا کے لہو ولعب سے کنارہ کشی کرنے والوں کے بارہ میں حضور ﷺ کا ایک ارشاد مبارک سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح ملتا ہے۔

ما زهد عبد فی الدنیا الا ابعث الله الحکمة فی قلبه وانطق بها لسانه و بصره عیب الدنیا وداء ها ودواء ها و اخرجه منها سالماً الی دار السلام (2)

فرمایا جو شخص دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں دانائی کی جڑ جما دیتا ہے اسکی زبان سے عقلمندی کی باتیں نکلنے لگتی ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا کے نقائص ظاہر کر دیتا ہے، اسے بیماری سے خبردار کر دیتا ہے اور اس کا علاج بتا دیتا ہے اور دنیا سے اسے صحیح سالم نکال کر آرام اور چین کے گھر میں پہنچا دیتا ہے

اس حدیث مبارک سے ظاہر ہے کہ دنیا کے مال ومتاع سے پرہیز کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دانائی عطا فرما دیتا ہے جس سے وہ دنیا کی اصل شکل کو پہچان لیتا ہے اور اپنے آپ کو دنیا کے لہو ولعب سے بچا لیتا ہے۔ وہ سمجھ جاتا ہے کہ دنیا کی خوبصورتی محض ایک بناوٹ ہے اور دل لبھانے والا پردہ ہے

---

(1) البانی ،مشکوۃ ، کتاب الرقاق ،الرقم 5262،ص 140/3

(2) البانی ،مشکوۃ ، کتاب الرقاق ،الرقم 5199،ص 127/3

جس کے اندر ایمان کو برباد کردینے والی شئی چھپی ہوئی ہے دنیا کی محبت ایک بیماری ہے جس سے بہت سے لوگ بیمار ہوجاتے ہیں۔ وہ بیمار ہوکر پھر بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بالکل تندرست ہیں اور صحت مند ہیں اس بیماری کا علاج یہی ہے کہ وہ بیمار دنیا سے دل ہٹائے اور بارگاہ قدس سے لولگائے، اس دنیا کو فانی جانے اور باقی کو پانے کی کوشش کرے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے دنیا قیامت کے دن اپنی اصل شکل میں ظاہر ہوگی اسے سب دیکھیں گے کہ وہ ایک بدصورت بڑھیا ہے پھر نفرت کریں گے۔ دنیادار آدمی کے مال کو ایک حدیث شریف میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے۔

هل من احد يمشى على الماء الا ابتلّت قد ماه قالوا

يارسول الله قال كذالك صاحب الدنيا لا يسلم

من الذنوب او كما قال ﷺ (1)

فرمایا کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کا قدم پانی میں تر نہ ہو، صحابہ نے عرض کی نہیں یارسول اللہ ﷺ فرمایا دنیادار کی یہی مثال ہے کہ وہ گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔

ہم اپنی زندگیوں کو عیش وعشرت میں گزارنے کیلئے رہائش گاہوں پر بے تحاشہ پیسہ خرچ کردیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دنیا سے بچنے کیلئے ایسی فضول خرچیوں کو بھی نفرت سے دیکھا ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

النفقة كلها فى سبيل الله الا البناء فلا خير فيه (2)

سب خرچ اللہ تعالی کی راہ میں لکھا جائے گا۔ مگر مکان پر فضول پیسہ لگانا اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

اسلام نے انسانوں کو دنیا سے فائدہ اٹھانے کے قواعد وضوابط بھی بتائے ہیں اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور

ربّنا آتنا فى الدنيا حسنة و فى الآخرة حسنة (3)

---

(1) البانی، مشکوۃ، کتاب الرقاق، الرقم 5205، ص 128/3

(2) البانی، مشکوۃ، کتاب الرقاق، الرقم 5183، ص 124/3

الترمزی، السنن، الرقم 2406، ص 22/9

(3) البقرہ 201;2

کی راہ دکھائی ہے۔ دنیا اختیار کرنے کا وہ انداز جو اسلامی اُصولوں سے ہٹ کر ہو اسکی مذمت بھی کی ہے قرآن مقدس میں کئی مقامات پر دنیا سے اعراض کرنے اور آخرت کی طرف توجہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پانی طلب فرمایا تو لوگوں نے شہد ملا کر پانی پیش کیا پینے کے بعد آپ بہت روئے، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اچانک فرمایا جا مجھ سے دور ہو جا، ہم نے دیکھا مگر کوئی آدمی وہاں نہ تھا۔ عرض کی گئی حضور آپ نے کسے اپنے سے دور فرمایا ہے تو فرمایا دنیا مجسم ہو کر میرے سامنے آئی تو میں نے نفرت سے اسے دور کر دیا، وہ پھر آئی اور اس نے کہا اگر آپ مجھ سے بچے رہیں گے تو آپ کے بعد آنے والے تو نہیں بچ سکیں گے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے آپ نے ارشاد فرمایا

حب الدنیا راس کل خطیئة(1)

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم جلد سوم میں اسی عنوان پر سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ابو ھریرہ تجھے دنیا دکھاؤں؟ میں نے عرض کی حضور بہتر ہے دکھا دیں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ منورہ کے ایک جنگل کی طرف لے گئے ایک جگہ کھوپڑیاں اور ہڈیاں پڑی تھیں فرمایا ابو ھریرہ کبھی یہ کھوپڑیاں ناز و نخرہ سے تھیں، آج ایسی ہو گئی ہیں ان پر چمڑا بھی نہیں ہے یہ چیتھڑے کبھی ناز و نخرہ کا لباس تھے، آج قابل نفرت ہیں یہ کبھی شہر بہ شہر گھومتے تھے۔(2) فرمایا یہ انجام اس ناپائدار دنیا کا ہے۔ ابو ھریرہ فرماتے ہیں پھر ہم جی بھر کر روئے اور دنیا فانی پر آنسو بہائے۔ قرآن مقدس نے ارشاد فرمایا

اولٰئک الذین اشتروا الحیٰوة الدنیا بالآخرة فلا
یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون (3)

''وہ لوگ جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی کے بدلہ خریدا، پس نہ تو اُن سے عذاب ہلکا کیا

(1) البانی ،مشکوۃ، کتاب الرقاق ،الرقم 5213،ص 130/3
(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان الذم الدنیا ،ص 391/2
(3) البقرہ 86;2

جائے گا اور نہ ہی وہ مدد کئے جائیں گے"

حضرت داؤد بن بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کے صحائف میں دنیا کے بارہ مرقوم ہے قدرت نے فرمایا "اے دنیا تو بڑی ذلیل ہے، مخلوق میں میں نے تجھ سے زیادہ ذلیل کوئی شئی نہیں بنائی تیری ہر ایک حالت ذلیل ہے اور آخر کو فنا ہوگی وہ لوگ مبارک ہیں جن کے دلوں میں میری رضا ہوگی، میری محبت ہوگی۔ حیات دنیا میں محتاط رہنے کا حکم اس طرح بھی ملتا ہے

فلا تغر نکم الحیوۃُ الدنیا(1)

حضور سید عالم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی اس طرح بھی ملتا ہے

احذروالدنیا فانہا اسحر من ہاروت وماروت

دنیا سے ڈرو، وہ ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ بینا ہو، بصیر ہو، اسکی نظر درست ہو، وہ دنیا سے بچے اور جس کی رغبت دنیا کی طرف ہوگی وہ اندھا ہوگا۔(2)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے دنیا ایک آراستہ پیراستہ بوڑھی خاتون کی شکل میں سامنے آئی آپ نے دریافت کیا تو نے کتنے شوہر کیے؟ اس نے کہا شمار یاد نہیں، لاتعداد شوہر کئے، عیسی علیہ السلام نے فرمایا وہ شوہر تجھے چھوڑ کر مر گئے یا تجھے طلاق دیدی؟ اس نے عرض کی انہوں نے مجھے نہیں چھوڑا میں نے انہیں ذبح کر ڈالا، عیسی علیہ السلام نے فرمایا پھر تیرے مزید شوہروں کی خرابی کہ انہوں نے پہلوں کا حال دیکھا ہے اور پھر تجھے چاہتے ہیں اور دیکھ کر موت کے کنویں میں گر رہے ہیں پہلوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ تو ایک ایک کو مار رہی ہے اور وہ لوگ دیکھ بھی رہے ہیں مگر پھر بھی ڈرتے نہیں۔(3)

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان ذم الدنیا ،ص393/2

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان ذم الدنیا ،ص393/2

(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان ذم الدنیا ،ص393/2

مفید نصیحتیں

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں میں نے تورات کے حاشیے پر یہ چند جملے پڑھے۔

☆ کوئی خزانہ علم سے زیادہ نفع بخش نہیں۔
☆ کوئی مال حلم سے بڑھ کر زیادہ مفید نہیں۔
☆ کوئی ساتھی عمل سے بہتر ساتھ دینے والا نہیں۔
☆ کوئی شرف تقویٰ سے زیادہ عزیز نہیں۔
☆ کوئی کام ترک خواہشات سے زیادہ کامل نہیں۔
☆ کوئی عمل فکر سے افضل نہیں۔
☆ کوئی نیکی صبر سے اعلیٰ نہیں۔
☆ کوئی برائی تکبر سے زیادہ رسوا کرنے والی نہیں۔
☆ کوئی دوا نرمی سے زیادہ نرم تر نہیں۔
☆ کوئی بیماری حماقت سے زیادہ تکلیف دہ نہیں۔
☆ کوئی دلیل صدق سے زیادہ ناصح نہیں۔
☆ کوئی زندگی صحت سے زیادہ عمدہ نہیں۔
☆ کوئی معیشت عفت سے زیادہ اچھی نہیں۔
☆ کوئی زہد قناعت سے زیادہ بہتر نہیں۔
☆ کوئی محافظ سکوت وخاموشی سے زیادہ محافظ نہیں۔
☆ کوئی غائب موت سے زیادہ نزدیک نہیں۔(1)

محمد بن سعید فرماتے ہیں اگر انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق وسچائی سے وابستہ ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں ایک ایسا آئینہ دے دیتا ہے جس سے وہ دنیا وآخرت کے عجائب دیکھ لیتا ہے(2)۔

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان ذم الدنیا ،374/2

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقۃ الصدق،ص474/3

حضرت ابوبکر وراق فرماتے ہیں، اپنے اور خدا کے درمیان صدق کی حفاظت کر اور نرمی کو اپنے اور مخلوق کے درمیان ہر لحہ ملحوظ رکھ یہ معاملات تیرے روحانی حسن کو مزیداً جاگر کردیں گے۔(1)

حضرت سہل تستری علیہ الرحمہ نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا۔صدق، سخاوت اور شجاعت کامیابی کے بہترین راستے ہیں۔(2)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ سے کمال کا حال پوچھا تو فرمایا حق کہنا اور صدق کے ساتھ عمل کرنا کمال ہے۔(3)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقة الصدق،ص474/3

(2) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقة الصدق،ص474/3

(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،بیان حقیقة الصدق،ص474/3

تیسرا باب

عقائد اسلام

اسلام اور مسئلہ جبر واکراہ

جس طرح دشمنان اسلام نے اسلام کے ایک اہم فریضہ جہاد کو انتہائی غلط رنگ دے کر اسلام سے دشمنی کا مظاہرہ کیا ایسے ہی انہوں نے ایک اور بھیانک غلط بے معنی اعتراض کو فروغ دے کر دین اسلام سے دشمنی کا مظاہرہ کیا لوگوں کو بتایا کہ اسلام جبر کا دین ہے لوگوں کو زبردستی کلمہ پڑھوانے کا قائل ہے جس قدر اسلامی ریاست پھیلی وہ ساری کی ساری جبر واکراہ کا نتیجہ ہے خدا پناہ حالانکہ قرآن مقدس نے اس مسئلہ کو اس قدر تفصیل اور وضاحت سے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی بھی عقل سلیم کے مالک کو انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ارشاد ہوتا ہے

"لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی" (1)

دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں بے شک ہدایت گمراہی سے جدا ہو چکی ہے۔کاش علم و عقل سے عاری لوگ اسی ایک آیہ مقدسہ پر غور کرتے تو الزام تراشی سے رک جاتے۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں قبیلہ بنی سالم کے ایک شخص حصین انصاری حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ان کے دو بیٹے عیسائی تھے یہ چاہتے تھے کہ وہ بھی دربار رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیں ایک دن دربار رسالت میں حصین انصاری حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میرے دو بیٹے اسلام سے دور ہیں میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں مگر کامیاب نہیں ہو سکا مجھے اجازت ہو تو میں انہیں ڈرا دھمکا کر اسلام میں لے آؤں تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا دین اسلام میں کوئی زبردستی نہیں کہ اللہ تعالی نے ہدایت و گمراہی کے دونوں راستے واضح کر دئے ہیں۔(2)

اگر اسلام میں کوئی زبردستی کی گنجائش ہوتی تو حصین انصاری کو اپنے بیٹے اسلام میں لانے کے لئے سختی کی اجازت مل جاتی۔یہ اعتراض کرتے ہوئے مخالفین اسلام یہ بات بھی بھول گئے کہ مجبوراً اسلام قبول کرنے والے کو اسلام مسلمان سمجھتا ہی نہیں کہ اسلام زبان سے اقرار کرنے اور دل سے

---

(1) البقرۃ 2;256

(2) المولف محمد بن جریر بن یزیر بن کثیر بن غالب الآملی الطبری ،المتوفی 310ھجری
تفسیر الطبری ،الجامع البیان ص409/5
المولف ،ابوالفداء اسماعیل بن عمربن کثیر الدمشقی ،المتوفی (774,700)ھجری
الکتاب ،تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)ص682/1

ماننے کا نام ہے۔ جب کہ اس مجبور آدمی نے اسلام کو دل سے مانا ہی نہیں۔ تیسری دلیل ! مخالفین اسلام یہ بات بھی بھول گئے کہ اسلام دین کی تبلیغ کا تو حکم دیتا ہے'

' بلغوا عنی ولوآیه او کما قال ﷺ (1)

''میری طرف سے پہنچاؤ وہ ایک بات ہی کیوں نہ ہو تبلیغ کا تو حکم ہے اب اسے کوئی مانتا ہے یا نہیں۔ یہ مبلغ کے فرائض میں نہیں جب یہ مبلغ کی ذمہ داری بھی نہیں تو اسے کسی پر جبر یا زیادتی سے فائدہ کیا؟۔

چوتھی دلیل!

کاش مخالفین اسلام قرآن مقدس کے اس ارشاد کو بھی پڑھ لیتے

''قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شا فلیکفر''(2)

(اے محبوب ﷺ) آپ کہہ دیں یہ دین حق تمہارے رب کی طرف سے ہے جس کا جی چاہے ایمان لے آئے جو نہ چاہے نہ مانے اتنے واضح اور کھلے ارشاد کے بعد بھی اسلام پر جبر واکراہ کا اعتراض محض ہٹ دھرمی، ضد اور تعصب نہیں تو کیا ہے؟

پانچویں دلیل!

اسلام عقل ونقل کے دلائل سے اور حضور ﷺ کے معجزات مقدسہ کی تائید سے اس قدر واضح اور روشن ہو چکا ہے کہ کسی کو مجبور کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی اس کے حق وصداقت کا ہی نتیجہ ہے کہ لوگ جوق در جوق فوج در فوج آج بھی اس میں داخل ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے دشمنان اسلام کے پاس سوائے حسد اور تعصب کے کوئی شئی نہیں۔

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، ماذکر عن بنی اسرائیل، الرقم3202، ص277/11
الترمذی، السنن، ماجاء فی الحدیث عن بنی اسرائیل، الرقم2593، ص277/9
الاحمد، المسند، مسند عبداللہ بن عمر، الرقم6198، ص236/13
الطبرانی، المعجم الکبیر، قطعۃ من المفقود، ص141/20

(2) الکہف 29;18

چھٹی دلیل!

اس مسئلہ میں یہ بات بھی یاد رہے کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے اخلاص کا ہونا ضروری ہے اگر نیت خالص نہیں تو عمل کی مقبولیت ختم ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد گرامی

"انما الاعمال بالنیات" (1)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) سے تائید ہوتی ہے اور جسے مجبور کر کے مسلمان کیا گیا اس میں اخلاص پیدا ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا نتیجہ یہ ہوگا کہ کلمہ پڑھ کر بھی مومن نہیں۔ اور جہنم میں جائے گا۔ اور اسلام تو جنت کی بشارت دیتا ہے اور جہنم سے نجات کی اس صورت میں اسلام کو فائدہ کیا ہوا۔

ساتویں دلیل! مخالفین اسلام یہ اعتراض کرتے ہوئے قرآن مقدس کے انداز تبلیغ کو بھول جاتے ہیں قرآن مقدس فرمایا ہے

"ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة" (2)

(اے پیارے محبوب ﷺ) آپ لوگوں کو اپنے رب کی طرف ناصحانہ اور حکیمانہ انداز سے دعوت دیتے رہیں۔ اس آیہ مقدسہ سے جبر واکراہ سے تبلیغ کا مسئلہ سرے سے ہی ختم ہو گیا۔

آٹھویں دلیل! اگر اسلام کسی کافر کو مجبور کر کے مسلمان بنانے کا قائل ہوتا تو پھر اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہوتا کہ اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو بندوق تلوار کے زور پر کافر بناتا تو ایسے مجبور مسلمان کو کافر کہا جاتا مگر ایسی صورت قطعی نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے

"الامن اُکرِہ وقلبہ مطمئن بالایمان" (3)

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، بدء الوحی، الرقم 1 ص 3/1
ابوداود، السنن، فی ماعنی به الاطلاق، الرقم 1882، ص 118/6
ابن ماجه، السنن، النیة، الرقم 4217، ص 274/12

(2) النحل 125;16

(3) النحل 106;16

ہاں وہ شخص جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان سے مطمئن تھا (تو وہ مومن ہی ہے) اس آیہ کریمہ سے پتہ چلتا ہے اگر کسی مسلمان کو کفر قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے زبان سے کفر کہہ دیا تو اس پر کافر کا حکم لاگو نہیں ہوتا ایسے ہی اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو مجبور کر کے کلمہ پڑھائے گا تو اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

نویں دلیل! ایک مشہور انگریز مورخ مسٹر میود نے اپنی مشہور تالیف (لائف آف محمد) کے صفحہ 158 پر اسلام پر کئے جانے والے اس اعتراض جبر و اکراہ کا جواب اسطرح دیا ہے۔ ''پیغمبر اسلام نے بشپوں ، راہبوں، پادریوں، کو یہ تحریر دی کہ ان کے گرجاؤں میں ہر چھوٹی بڑی شئی حسب سابق ہی برقرار رہے گی اور کسی بشپ، راہب پادری کو اپنے عہدے سے نہیں ہٹایا جائے گا'' انہیں الفاظ سے ملے جلے الفاظ مسٹر ایڈورڈ نے بھی کہے ہیں ''اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی، کسی کو ایذا نہیں پہنچائی نہ ہی اسلام نے لوگوں کو مذہب تبدیل کرنے پر جبر کیا''۔(1)

دسویں دلیل :۔قرآن مقدس نے سورۃ یونس میں واضح ارشاد فرمایا۔

ولوشاء ربك لآمن من فی الارض کلھم جمیعا، (2)

اگر تیرا رب چاہتا تو زمیں پر جتنے لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔

افانت تکرہ الناس حتی یکونو مومنین ۔(2)

پھر کیا آپ لوگوں پر زبردستی کریں گے کہ وہ ایمان لے آئیں (سورۃ یونس)۔

گیارہویں دلیل: رب قدوس جل مجدہ نے حضور ﷺ کو اس طرح ارشاد فرمایا۔

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ۔ (3)

اے رسول ﷺ آپ پہنچایئے جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے۔اس ارشاد میں صرف اور صرف پہنچانے کا حکم ہے کسی پر جبر سے لاگو کرنے کا حکم نہیں۔

---

(1) اسلام اور رواداری ،ص158

(2) یونس 99;10

(3) المائدہ 67;5

بارہویں دلیل: قرآن مقدس نے اسی عنوان کو اس طرح بھی ارشاد فرمایا ہے۔

فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر۔(1)

(اے نبی کریم ﷺ) آپ ان کو سمجھاتے رہیں آپ کا کام تو سمجھانا ہی ہے۔آپ انہیں زبردستی منوانے کے پابند نہیں

تیرہویں دلیل: تبلیغ کا یہی عنوان سورۃ المائدہ شریف میں اس طرح ملتا ہے۔

وما علی الرسول الاالبلغ ۔(2)

رسول کے ذمہ صرف حکم پہنچا دینا ہے ۔یہی ارشاد سورۃ النور میں بھی ملتا ہے ۔خدا برا کرے تعصب کا اور برباد ہو ہٹ دھرمی کہ اسقدر واضح اور کھلے دلائل کے ہوتے بھی دشمنان دین نے اسلام پر جبر و اکراہ کا الزام لگایا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام کا عقیدۂ توحید

اسلام نے تمام بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے جو انسانوں کو پہلا نظام دیا ہے وہ عقائد سے تعلق رکھتا ہے۔جس کے بغیر اعمال صالح کی تکمیل کا کوئی معنی باقی نہیں رہ جاتا۔دوسرے لفظوں میں اس نظام عقائد کو ایمانیات سے بھی تعبیر کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں ایمان ہی وہ عظیم بنیاد ہے جس پر عمل صالح کی تعمیر کام دے سکتی ہے۔اگر بنیاد کمزور ہوئی تو تعمیر کے مضبوط و مکمل ہونے کا تصور سراسر غلط ہوگا جس قدر مکان کو مضبوط بنانے کا تصور ہوگا اسی قدر بنیاد کا مضبوط ہونا ضروری ہوگا اگر کوئی چاہتا ہے کہ مکان کئی منزلہ بنائے تو اس پر لازم ہے کہ بنیاد مضبوط کنکریٹ کا خاص خیال رکھے ورنہ نقصان اٹھائے گا ۔مضبوط ایمانی بنیادوں پر کفر و شرک کا زلزلہ فسادات کا سیلاب اثر انداز نہیں ہوسکتا کمزور بنیادوں کو سیلاب کا معمولی ریلا، معمولی زلزلہ بھی نقصان دہ ہوسکتا ہے۔مضبوط ایمان ہوگا تو شیطان کی سازشوں کے تھپیڑے، نفس کا ورغلانا، ایسے طوفان ہائے بدتمیزی سے بخیر و عافیت گذر جائے گا۔جاں کنی کی

(1) الغاشیہ 22,21;88

(2) المائدہ 99;5

شدت قبر کے سوالات، حشر کے معاملات میں مضبوط ایمان کی بنیاد اسے بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اس سلسلہ میں پہلی کڑی اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی ذات پر ایمان ہے، چونکہ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں شرک اور بت پرستی کا مرض شدت اختیار کر چکا تھا۔ اسلام نے اس بیماری کو دور کرنے کیلئے ایمانیات کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی ذات پر ایمان لانا اور اسے وحدہ لا شریک ماننا اور ہر قسم کی کمزوری سے پاک اور یہ یقین جاننا کہ اس کارخانہ کائنات میں کوئی ذرہ بھی اُس کی مشیت کے بغیر جنبش نہیں کرسکتا۔ اسلام کی آمد سے قبل بعض قوموں میں اعلانیہ شرک کا آغاز ہو چکا تھا۔ عیسائی مجوسی، ہندو، اس سلسلہ میں قریب قریب پائے جاتے تھے اسلام نے احکام کے سلسلہ کو یکے بعد دیگرے آہستہ آہستہ ارشاد فرمایا۔ مگر خدائے قدوس جل مجدہ کی ذات پر ایمان اور اسے وحدہ لاشریک جاننے ماننے کو سب سے پہلے رکھا۔ آپ جانتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے احکام اعلان نبوت کے ۱۳؍سال بعد مدینہ منورہ کی سرزمین پہ درجہ بدرجہ نازل ہوئے مگر شرک کی بیماری ختم کرنے کے لئے سب سے پہلے نسخہ استعمال ہوا۔ مجوسیوں کے شرک کی بنیاد اس پر تھی کہ، اچھائی اور برائی دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ لہذا ان کاموں کے لئے خدا بھی الگ الگ مانے جائیں گے۔ قرآن مقدس نے اس شرکیہ عقیدہ کو اس طرح مسترد فرمایا

"لا تتخذوا الهين اثنين انما هو الله واحد و ایای فارهبون ۔(1)

دو الٰہ نہ بناؤ، الٰہ ایک ہی ہے مجھ ہی سے ڈرو" خدائے قدوس کی ذات پر غلط باتیں کہنے کی اس طرح مذمت فرمائی گئی۔

ولاتقولوا علی اللہ الاّ الحق (2)

اللہ کی نسبت وہی کہو جو حق ہے۔ قرآن مقدس نے اسی عقیدہ توحید کو دوسری جگہ اس طرح فرمایا۔

---

(1) النحل 51;16

(2) النساء 171;4

انما الٰھکم الله واحد (1)

تمہارا الٰہ ایک ہی الہٰ ہے۔جس طرح توحید ماننے میں یہ عقیدہ ہے کہ کسی کو کسی طرح بھی اس کی ذات میں شریک نہ مانا جائے۔اسی طرح یہ عقیدہ بھی ضروری ہے۔کہ اس کی صفات میں بھی کسی کو شریک نہ مانا جائے ہاں خدائے قدوس کی کوئی صفت کسی دوسری جگہ نظر آئے تو اس کا حل اسطرح مانا جائے کہ وہ صفت خدائے قدوس میں بذات خود موجود ہے اسے کسی نے وہ صفت دی نہیں وہ کسی سے لینے میں پاک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں کوئی اس سے بڑھ کر نہیں۔اس کی یہ صفت جو دوسری جگہ نظر آرہی ہے یہ اُسی کی عطا ہے اُسی نے دی ہے۔جیسے سورہ توبہ کے آخر میں حضور ﷺ کی ذات میں خدائے قدوس کی دو صفات کا وجود نظر آتا ہے۔

حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم "(2)

حضور ﷺ ایمان والوں پر رؤوف رحیم ہیں" اب حضور ﷺ روف رحیم ماننا شرک نہیں ہوگا کہ یہ صفات حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔اور اسی کی دین اور حضور ﷺ ان صفات کے سلسلہ میں بذات خود دخیل نہیں۔جیسے ارشاد ہوتا ہے۔

تخلقوا باخلاق الله (3)

اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاؤ۔وہ رحیم ہے تم بھی لوگوں پر رحم کرو۔وہ غفور ہے تم بھی معاف کرنے کا جذبہ پیدا کرو، وہ رازق ہے تم بھی غربا، فقراء کو دینے کی اپنے اندر عادت پیدا کرو۔وہ ستار ہے تم بھی اپنے اندر جذبہ پیدا کرو کہ کسی عزیز دوست رشتہ دار کے جرم کو پھیلانے کی بجائے اس پر پردہ ڈالو وغیرہ وغیرہ۔

جب یہ عقیدہ ہوگا کہ یہ نعمت اُسے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے وہی مالک حقیقی ہے، تو شرک کی جڑ کٹ جائے گی۔اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی تمام صفات اس کی ذاتی ہیں اسے کسی نے عطا نہیں کیں۔انبیا میں اولیاء میں اُن صفات کا ظہور نظر آتا ہے، تو وہ سب صفات انہیں خدا کی طرف سے عطا کردہ مانی

---

(1) الکہف 110;18

(2) التوبہ 128;9

(3) البانی، سلسلة الاحادیث الضعیفه، الرقم 2822، ص 346/6

جائیں تو شرک کا معنی سمجھنے میں بہت آسانی رہے گی۔ ورنہ اس مسئلہ پر بہک جانے کا شدید خطرہ ہے جیسے بہت سے لوگ اس صاف اور سیدھے مسئلہ کو سمجھنے میں بہک گئے۔ جب یہ مانا جائے گا کہ بندے کے اندر تمام صفات عارضی ہیں تمام اللہ کی دی ہوئی ہیں، تمام محدود ہیں، تمام فانی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں، مستقل ہیں، غیر محدود ہیں، غیر فانی ہیں۔ تو اب شرک کا مفہوم ختم ہو گیا۔ جو صفات اللہ تعالیٰ کسی کو بخش دے تو شرک نہیں۔ مشرکین نے اپنے خداؤں کو مخلوق مان کر خالق کا درجہ دیا جو پر لے درجہ کی جہالت ہے، الوہیت عطائی نہیں ہو سکتی، بندہ صفات الٰہیہ کا مظہر مومن ہو جاتا ہے مگر الٰہ نہیں۔

اس مسئلہ توحید کو سمجھانے کے لئے قرآن مقدس نے ایک حسین، صاف، ستھری اور سادہ دلیل اس طرح بھی بیان فرمائی۔

لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا (1)

اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے بغیر کوئی دوسرا بھی الہ ہوتا تو یہ زمین آسمان تباہ و برباد ہو جاتے کہ یہ کارخانہ حیات ایک کے بجائے دو کے قبضہ میں ہوتا اور نظام درھم برھم ہو جاتا۔

دوسری جگہ قرآن مقدس نے اسی مسئلہ کو اس طرح سمجھا دیا ہے

قل لو کان معہ الھۃ کما یقولون اذ لابتغو الی ذی العرشی سبیلا(2)

اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الہ ہوتے تو وہ عرش و کرسی کے مالک سے حکومت چھین لینے کا راستہ تلاش کرتے۔ قرآن نے توحید باری تعالیٰ کے عنوان پر اسطرح بھی فرمایا

لہ الملك لا الہ الا ھو(3)

اسی کی حکومت ہے اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

---

(1) الانبیاء 22;21

(2) الاسراء 42;17

(3) الزمر 6;39

اسلام کا پہلا رکن توحید ورسالت کی شہادت ہے،اس شہادت کے دو پہلو ہیں۔نفی واثبات، پہلا حصہ نفی ، مایوسی پر مشتمل ہے دوسرا حصہ مثبت پہلو ہے۔لا الہ میں نفی ہے ۔الا اللہ میں اثبات ہے، مندرجہ بالا آیہ پر نگاہ کریں اگر زمین وآسمان میں اللہ کے بغیر کوئی دوسرا الہ ہوتا تو زمین میں فساد ہو جاتا، اب دیکھئے کائنات اپنے ضوابط کے مطابق چل رہی ہے۔رات کو دن سے، دن کو رات سے کوئی سروکار نہیں ، اپنی اپنی ڈیوٹیاں نبھا رہے ہیں ۔شجر و حجر، شمس وقمر اپنے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں، الٰہ دو ہوتے تو یہ امن کبھی نہ ہوتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام کا عقیدۂ رسالت

نبی کا وجود انسانوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔بہت بڑی نعمت ہے، بہت بڑا فضل ہے، انسان پیدا ہوا تو اس کے لئے اس کی آمد سے پہلے لاکھوں نعمتیں موجود ہیں، محنت نہیں کی مگر انعام موجود ہے۔چاند، ستارے، سورج، پانی، مٹی آگ ہوا بے شمار نعمتیں اس پر نثار ہو رہی ہیں۔جونہی یہ بڑا ہوا، احساس ہوا کہ اپنے رب قدوس جل مجدہ سے رابطہ کرے اور اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرے مگر ہوسکتا نہیں کہ یہ مخلوق ہے وہ خالق، یہ حادث ہے وہ قدیم یہ فانی ہے وہ باقی ۔ضرورت تھی کہ کوئی وسیلہ ہو جو اسے خدا تک پہنچادے اور اس کی رضا عدم رضا سے اسے آگاہ کرے وہ وجود مسعود نبی کا وجود مقدس ہے جو بندے کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔اور یہ وجود مسعود خدا سے لے کر بندوں کو دیتا ہے۔اس کے احکام سے آگاہ کرتا ہے اس کی راہ پر چلاتا ہے، تمام دنیا پر انبیاء ورسل آتے رہے اور لوگوں کو عقیدہ توحید ورسالت کا سبق سکھاتے رہے قرآن مقدس کی متعدد آیات سے انبیاء ورسل کی آمد کا پتہ چلتا ہے ۔ارشاد ہوتا ہے

وکم ارسلنا من نبی فی الاولین وما ارسلنا من

رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم (1)

اور ہم نے پہلی قوموں میں کتنے پیغمبر بھیجے اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ ان کو بتا سکے اس ارشاد ربانی سے واضح پتہ چل رہا ہے رسول کی آمد بعثت تعلیم الٰہی کی تشریح وتوضیح کیلئے ہے۔

---

(1) ابراھیم 4;14

اور رسول اس کا مامور ہے کہ لوگوں کو تعلیمات الٰہیہ سے آگاہ کرے اور مخلوق پابند ہے کہ خدا کے اس قاصد و پیغامبر کی بات مانے اس کی اطاعت کرے۔انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے مسئلہ کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا ہے

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا (1)

اور یقیناً ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا تیسری جگہ پر اسی عنوان کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیرا (2)

اور کوئی قوم نہیں جس میں ڈر سنانے والا نہ آیا ہو۔وہ اُس قوم کا رسول ہے، نبی ہے جو اس قوم کو اپنے رب کی ناراضگی سے ڈرسناتا ہے اور اس کی خوشی سے جنت کی خوشخبری سناتا ہے اسی عنوان رسالت کو قرآن مقدس نے چوتھے مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے،

ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومھم (3)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کتنے رسول ان کی اپنی قوم میں بھیجے،ان ارشادات گرامی سے واضح ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت واصلاح کیلئے بھیجے گئے ہیں ان آیات مقدسہ سے واضح ہے یہ مبارک ومقدس شخصیتیں اللہ تعالیٰ کی نمائندہ ہیں، خدائے قدوس کے احکام انہیں کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچتے ہیں۔اسی بناء پر ان پر ایمان ویقین کو اسلام نے لازم قرار دیا۔انبیاء رسل کے وجود کا انکار دراصل ذاتِ خداوندی کا انکار ہوگا اور قرآن مقدس کی ان آیات مبارکہ کا کھلا انکار ہوگا۔انسانوں پر لازم قرار دیا گیا ہے، کہ انہیں بحیثیت نبی ورسول یکساں مانا جائے جس کی طرف اشارہ یوں بقرہ شریف کے آخر میں اس طرح لازم ملتا ہے۔

لا نفرق بین احد من رسلہ (4)

ہم رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے انبیاء و رسل پر ایمان لانے کے عقیدہ کی اہمیت اس آیہ مبارکہ سے واضح ہوتی ہے۔

---

(1) النحل 36;16

(2) فاطر 24;35

(3) الروم 47;30

(4) البقرہ 285;2

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا

بین اللہ ورسلہ (1)

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کر دیں۔ ظاہر ہوتا ہے مومن کیلئے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی اس کے رسولوں کو ماننا بھی ضروری ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی نبوت و رسالت کا منکر بھی کافر ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کے رسول ہونے کو خاص طور پر اس طرح ارشاد فرمایا۔

تبارك الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون علی

العلمین نذیرا (2)

اللہ بہت برکت والا ہے جس نے اپنے برگزیدہ بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ وہ جہاں والوں کو ڈر سنائیں۔ ان آیات مبارکہ سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بڑے احترام و اعزاز کے ساتھ دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ظاہر ہے جنہیں خدائے قدوس نے بھیجا ہے ان کا ماننا ان پر ایمان لانا کتنا بڑا ضروری ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تکمیل ایمان کی شرط

یہ بات تو واضح ہوگئی کہ نبی پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے مگر حب رسول ﷺ تکمیل ایمان کی شرط ہے۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمایا۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ

وولدہ والناس اجمعین (3)

(1) النساء 150;4

(2) الفرقان 1;25

(3) البخاری، الجامع الصحیح، حب الرسول ﷺ من، الرقم 14، ص 24/1

الاحمد، المسند، مسند انس بن مالك، الرقم 12349، ص 395/25

ابومحمد عبداللہ بن الرحمن بن الفضل بن بهرام، الدارمی المتوفی 255ھجری

الکتب السنن الدارمی، لایومن احدکم حتی یحب، الرقم 2797، ص 416/8

ترجمہ: تم میں کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنے والد اپنے بیٹے اور سب انسانوں سے زیادہ محبوب نہ جانے۔ قرآن مقدس نے اسی عنوان محبت کو سورۃ توبہ میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

''فرمادیجئے اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے اموال جو تم کماتے ہو اور تمہارا کاروبار جس کے نقصان سے ڈرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو اس وقت کا جب اللہ اپنا عذاب نازل کرے۔ بے شک اللہ ایسے سرکشوں کو ہدایت نہیں دیتا۔(1)

لا نبی کو نبی ماننے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اُسے پوری انسانیت سے افضل واعلیٰ مانا جائے اس کے علم وعمل میں کسی غیر نبی کو برابر قرار نہ دیا جائے اس کی حیات طیبہ کے ہر لمحہ کو خدا کے فیصلوں کے متصادم نہ مانا ہے اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ دین اسلام میں ان کا ہر قدم وحی الٰہی پر موقوف ہے۔ جیسے ارشاد ہے۔

وماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (2)

وہ جب بولتے ہیں تو وحی الٰہی سے بولتے ہیں یہ عقیدہ رکھا جائے نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی نافرمانی اور کسی بھی قسم کے گناہ سے محفوظ ہے کہ ملت اسلامیہ کا نظریہ ہے ہر نبی گناہوں سے معصوم ہے۔ اسلام اور عیسائیت میں ایک فرق یہ ہے کہ عیسائیوں نے انبیاء، بنی اسرائیل کو گنہگار ٹھہرایا ہے اور ملت اسلامیہ نے حضور ﷺ کو معصوم مانا ہے۔ اس عنوان پر میرا رسالہ ''عصمت انبیاء'' کا مطالعہ مفید رہے گا

نبی کے معصوم ہونے کا عقیدہ اسلام کی خصوصیت ہے۔ صاحب نبراس کی تحریر کے مطابق ''عصمت وہ ملکہ نفسانیہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے (نبی) میں پیدا کرتا ہے۔ جو اس میں گناہ پیدا نہ ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔'' نبی کو معصوم ماننا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ گنہگار عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا اگر نبی کو بھی گنہگار مانا جائے تو وہ نبی عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا (معاذ اللہ) لہذا ماننا ہوگا کہ نبی معصوم ہے۔ ایک اور وجہ سے نبی کا معصوم ہونا واضح سمجھ میں آتا ہے کہ گناہ ظلم ہے اور گنہگار ظالم

---

(1) التوبہ 24;9

(2) النجم 4,3;53

ہے اور ظالم پر خدا کی لعنت ہے اگر نبی کو بھی گنہگار مانا جائے تو اس پر بھی خدا کی لعنت ہو معاذ اللہ ہزار ہا معاذ اللہ خدا پناہ۔ لہذا نبی کو معصوم ماننا بڑا ہی ضروری عقیدہ ہے ایک اور وجہ سے بھی نبی کو معصوم ماننا واضح ہوتا ہے۔ نبی کی اتباع فرض ہے اگر نبی سے گناہ ہو تو اس گناہ کی اتباع بھی فرض ہو گی۔ جو محال ہے لہذا نبی کو معصوم ماننا از بس ضروری ہے۔ اس لئے بھی نبی کا معصوم ماننا ضروری ہے کہ گناہگار کی شہادت مردود ہے اگر نبی سے گناہ سرزد ہو تو اسکی شہادت بھی مردود ہو گی جو محال ہے۔ یہ مسئلہ عصمت نبوت ایک اور دلیل سے بھی واضح ہوتا ہے۔ گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے اور ظالم اللہ تعالیٰ کے عہد کو نہیں پا سکتا اور نبی نے بارگاہ ربوبیت سے ایک بہت بڑا عہد عہد نبوت حاصل کر لیا ہے۔ تو ثابت ہو گیا نبی گناہوں سے معصوم اگر گنہگار ہوتا تو یہ مقدس عہد ملتا ہی نہ۔ اسی عنوان کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے چونکہ نبی کا بہت بڑا مقام ہے اگر اس سے بھی گناہ سرزد ہو تو اسکی سزا بھی سخت ہو گی جو رسوائی ہے۔ اور ذلت ہے۔ اور نبی کے حق میں عذاب کی یہ رسوائی سوچی ہی نہیں جا سکتی لہذا ماننا ہو گا نبی سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ اس مقدس عنوان پر مزید معلومات کیلئے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس فقیر کا رسالہ ''عصمت انبیاء'' مزید مفید رہے گا۔ (1)

یہ بھی یاد رہے تمام انبیاء علیہم السلام پر کتابیں نازل نہیں ہوئیں ان میں چند نفوس قدسیہ ہیں جن پر صحیفے یا کتابیں نازل ہوئیں امام بیہقی نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل 104 کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ نبی اور رسول کا فرق یہ ہے ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ رسول صاحب کتاب ہوتا ہے لہذا انبیاء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر رسولوں کی کم۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام ان پر توراۃ اتری یہ رسول بھی ہیں نبی بھی۔ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام تورات پر عمل کراتے رہے یہ نبی ہیں رسول نہیں۔ ایمان دونوں پر ضروری ہے کسی ایک نبی کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہو گا۔ صحائف تو بہت سے رسولوں کو عطاء ہوئے مگر ایسے جنہیں با قاعدہ کتابیں عطا ہوئیں وہ چار ہیں۔ ان چاروں رسولوں میں عظیم المرتبت رسول ہمارے آقا مولیٰ ﷺ ہیں اور چاروں کتابوں میں عظیم الشان کتاب قرآن مقدس ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) جامع الرسائل، اہل الصفة، ص22/1

اسلام اور فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان لانا یہ بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔اس کا مقصد محض یہ نہیں کہ فرشتوں کے وجود کا اقرار کرلیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ نظام وجود میں انکی صحیح حیثیت کو سمجھ لیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھنا خالص توحید پر قائم ہو۔انکی حیثیت و مدبرات امر کی ہے ان کا کام محض طاعت وعبادت ہے۔ایک لمحہ کیلئے بھی وہ اپنے وظیفے سے غافل نہیں ہوتے۔ہر لحظہ تسبیح و تقدیس میں رہتے ہیں ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام پر اپنا کلام بھیجتا ہے۔پہلے مذاہب میں اس غیر مادی ذی روح ہستیوں کی حیثیت نہایت مشتبہ تھی۔ان کو کبھی مخلوق کا درجہ دے دیا جاتا کبھی خدائی کا اسلام نے ان تمام عقائد کو مٹا دیا ان کی ہستی خدا تعالیٰ کے حضور سراپا مطیع و فرمانبردار قرار دیدی گئی۔یہ غیر مادی مخلوق ارواح ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے قوانین کے مطابق نظام کائنات میں کام کرتے ہیں خدا کی طرف سے انبیاء علیہم السلام تک پیغام رسانی کا فریضہ ادا کرتے ہیں گویا سلطنت الہیہ کے سفیر کی حیثیت سے مامور ہیں۔سراپا اطاعت ہیں اللہ کے حکم سے ذرہ بھر تجاوز نہیں کرتے۔یہ فرشتے دنیا پر رحمت اور عتاب کا ذریعہ بھی بنتے رہتے ہیں۔دنیا کے تمام مذاہب میں اس قسم کی ہستیوں کا وجود مانا گیا ہے کسی نے ان کا نام عقول عشرہ (دس عقلیں) کسی نے ستاروں اور سیاروں کی شکل میں مانا۔یہ مقدس ہستیاں پارسیوں میں قابل پرستش مانی جاتی تھیں اور ان میں اچھے اور برے الگ الگ تسلیم کئے جاتے تھے۔یہودیوں میں فرشتوں کی حیثیت ایسی تھی کہ ان کی تقدیس و تطہیر خدا کی صفات سے مشتبہ ہو جاتی تھی عیسائیوں میں روح القدس خدا کا ایک جز ہو کر تثلیث کا رکن ہو گیا (معاذ اللہ)۔صابیوں میں فرشتوں کی قربانی دی جاتی تھی ان کے ہیکل بنائے جاتے تھے۔اسلام نے ان تمام عقائد باطلہ کی تردید کی انکی پرستش ناجائز قرار دی۔انہیں صفت الوہیت سے الگ تھلگ مانا خدا کے حضور انکی حیثیت کو ایک عابد تابع فرمان کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فرشتوں کی ذمہ داریاں

قرآن مقدس نے فرشتوں کے وجود و خدمات کا ذکر متعدد مقامات پر فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے

الحمد للہ الذی فاطر السموات والارض جاعل

الملٰئکتہ رُسلا (1)

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والا ہے اور فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور قرآن مقدس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالی نے فرشتوں سے مختلف مواقع پر مختلف کام لیئے ہیں اور اب بھی لے رہا ہے اور یہ فرشتے مدبرات کی حیثیت سے کائنات میں خدمات انجام دیتے رہیں گے قرآن مقدس کے ایک مقام پر ان کا انسانوں پر محافظ نگران ہونا ثابت ہوتا ہے جیسے کہ سورہ انفطار میں وضاحت ہے

وان علیکم لحافظین کراماً کاتبین یعلمون ما

تفعلون (2)

بیشک تم پر نگران ہیں عزت والے ہیں تمہارے ہر کام کو وہ جانتے ہیں اِسی نگرانی کے مسئلہ کو دوسری جگہ پر اسطرح ذکر فرمایا گیا ہے

ویرسل علیکم حفظہ (3)

وہ تم پر محافظ بھیجتا ہے ایک اور مقام پر فرشتوں کے کام کو اسطرح ذکر فرمایا گیا ہے

لایحز نہم الفزع الاکبر تتلقہم الملائکہ (4)

ایمان داروں کو قیامت کی گھبراہٹ پریشان نہ کریگی فرشتے ان کا استقبال کریں گے ایک اور مقام پر قرآن مقدس نے فرشتوں کے بارہ میں فرمایا کہ وہ ہمارے بندوں کو خوشخبری سناتے ہیں

ولقد جاءت رسلنا ابراھم بالبشٰری (5)

ہمارے (برگزیدہ بندے) ابرہیم علیہ السلام پر خوشخبری لے کر اترے اسی طرح فرشتوں کا خوشخبری لانے کا ذکر دوسری جگہ پر یوں ہے طیبہ طاہرہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو فرشتے نے

---

(1) فاطر 1;35

(2) انفطار 10,11,12;82

(3) الانعام 61;6

(4) الانبیاء 103;21

(5) هود 69;11

آ کر کہا

انما انا رسول ربك لاهب لك غلاماً زكيا (1)

میں تیرے رب کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تجھے ایک پاک لڑکا بخشوں فرشتوں کے اللہ تعالی سے قرب و تعلق کو قرآن مقدس نے اسطرح بیان فرمایا ہے

اذ یوحی ربك الی الملیكة انی معكم فثبتوالذین آمنو (2)

یاد کرو جب تمہارا رب فرشتوں کو وحی فرمارہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو ثابت قدم رکھو؛ فرشتوں کے عمل کو قرآن مقدس نے ایک مقام پر اسطرح بھی ذکر فرمایا ہے فرشتوں کی بارگاہ قدس میں حاضری اور خدمات کو اللہ تعالی جل مجدہ نے ایک مقام پر اسطرح ارشاد فرمایا

تتنزل الملكة والروح فیها باذن ربهم من كل امر سلام (3)

اس میں فرشتے اور روح (جبریل) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کو لے کر نیچے اترتے ہیں جیسے وہ ہر کام کو لے کر نیچے اترتے ہیں ایسے ہی اوپر جاتے بھی ہیں قرآن مقدس فرماتا ہے

تعرج الملیكته والروح الیه (4)

فرشتے اور روح اُس تک چڑھتے ہیں اللہ تعالی جل مجدہ فرشتوں سے روح قبض کرنے کا بھی کام لیتا ہے جیسے قرآن مقدس کا ارشاد ہے

قل یتوفكم ملك الموت الذی وكل بكم (5)

کہہ دے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے وہ تم پر موت طاری کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جبریل علیہ السلام کی خدمت کا ذکر اس طرح فرمایا

---

(1) مریم 19;19
(2) الانفال 12;8
(3) القدر 4;97
(4) المعارج 4;70
(5) السجدہ 11;32

فانه نزله علی قلبك بأذن الله (1)

جبریل (علیہ السلام) نے قرآن پاک کو خدا کے حکم سے تیرے دل پر اتارا۔ گستاخ قوموں پر عذاب نازل کرنے کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالی نے فرشتوں سے کام لیا ہے سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم جب حد پار کر گئی اور آپ کی ہدایت ان پر اثر انداز نہ ہوئی تو فرشتوں کو بھیج کر انہیں برباد کر دیا سورہ ہود شریف میں ذکر ہے

قالو یالوط انا رسل ربك (2)

انہوں نے کہا اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں بس اس کے بعد فرشتوں نے قوم کو تہس نہس کر کے رکھ دیا فرشتوں کا اُس کے حکم سے اُس کے بندوں پر اترنا قرآن مقدس کے ایک اور مقام سے اسطرح واضح ہے

وینزل الملئکة بالروح فیامرہ علی من یشاء من عبادہ (3)

(اللہ تعالی) روح کے ساتھ فرشتوں کو اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اُتارتا ہے، فرشتوں کے فرائض وخدمات کا یہ بھی ایک حصہ ہے سورہ زمر شریف کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ فرشتے جہنمیوں کو اس طرح تنبیہ کریں گے

وقال لھم خزنتھا الم یا تکم رسل منکم (4)

دوزخ پر محافظ فرشتہ انہیں کہے گا، کیا تمہارے پاس تمہیں سے رسول نہیں آئے تھے اسی طرح جنتیوں کو جنت کی خدمات پر مامور فرشتے کہیں گے۔

سلٰم علیکم فادخلوھا خلدین (5)

جنت کے محافظ جنتیوں سے کہیں گے تمیں سلام ہو (سلامتی ہو) ہمیشہ کے لئے جنت میں خوش خوش

---

(1) البقرہ 97;2

(2) ھود 81;11

(3) النحل 2;16

(4) الزمر 71;39

(5) الزمر 73;39

داخل ہو جاؤ کفر پر رہنے والوں کو فرشتے لعنت بھی بھیجتے ہیں جیسے سورہ بقرہ شریف میں وارد ہے

ان الـذيـن كـفـرو ومأتو وهـم كفأر اوليك عليهم

لعنة الله والملكة والنأس اجمعين (1)

جو کفر کی حالت میں مر گئے ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی لعنت ہے سورہ رعد شریف میں فرشتوں کی ایک اور ڈیوٹی کا ذکر اسطرح فرمایا گیا ہے

والـمـلـئـكة يدخلون عليهـم من كل بأب سلام

عليكم بمأصبرتم فعم عقبى الدار (2)

ہر دروازہ جس سے وہ گزرتے ہیں تم پر سلامتی ہو یہ تمہارا اجر ہے یہ کیسا اچھا آخرت کا گھر ہے، فرشتوں کی ایک اور ڈیوٹی کا بھی ذکر ہے کہ وہ فرشتے عرش کو گھیرے ہوئے اپنے رب قدوس کی حمد وثنا میں مصروف رہتے ہیں۔قرآن مقدس فرماتا ہے، "اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کو گھیرے ہوئے اپنے رب کی حمد وثناء میں مصروف ہونگے۔

اسی عنوان سے ملتا مضمون سورہ حاقہ شریف کے اندر اس طرح ذکر ہے

ويحمل عرش ايك فوقهم يومئذ ثمنية (3)

تیرے رب کے تخت کو اُس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اُٹھائے ہوں گے، فرشتوں کی ایک ڈیوٹی کا ذکر قرآن مقدس اسطرح بھی ارشاد فرمایا ہے

وجأء الملك صفأ صفأ (4)

تیرا رب جلوہ فرما ہوگا (جیسے اسکی شان کے لائق ہے) اور فرشتے قطار در قطار آئیں گے۔

ایک مقام پر قرآن مقدس نے ان فرشتوں کا بھی ذکر فرمایا جو اس کے عرش کو اٹھائے ہوئے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

---

(1) البقرہ 161;2

(2) الرعد 24,23;13

(3) الحاقہ 17;69

(4) الفجر 22;89

الذین یحملون العرش ومن حولہ (1)

جوفرشتے عرش کو اٹھاتے ہیں اور جو اس کے پاس ہیں قرآن مقدس نے فرشتوں کی عظمت کو اس طرح بھی ارشاد فرمایا

بل ھم عباد مکرمون (2)

وہ تعظیم کئے گئے بندے ہیں اسی مقام پر یہ بات بھی یاد رہے کہ بعض لوگ حضور ﷺ کے بارہ میں لفظ عبد وارد ہونے پر بھی بہت سی نہ کہنے والی باتیں کہہ جاتے ہیں لفظ عبد کا اطلاق فرشتوں پر بھی ہوا ہے جیسے اس آیہ کریمہ میں واضح ہے۔ فرشتوں کے ایک اور عمل کو اسی سورہ انبیاء شریف میں اس طرح بھی بیان فرمایا گیا

وھم من خشیۃ ربھم مشفقون (3)

اور وہ (اللہ) کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح فرشتوں کے ایک اور عمل کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے

وللہ یسجد ما فی السمٰوت ومافی الارض من دابۃ

والملٰئکۃ وھم لایستکبرون (4)

آسمانوں اور زمینوں میں ہر شئ چلنے والی اور فرشتے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں قرآن مقدس نے بعض فرشتوں کا بارگاہ قدس میں صف بستہ کھڑے رہنے کا بھی ذکر فرمایا ہے

یوم یقوم الروح والملٰئکۃ صفاء (5)

جس دن روح اور فرشتے اللہ کے حضور صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

فرشتوں کے بارہ میں قرآن مقدس کی بیان کردہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اسلام فرشتوں کے بارہ میں واضح تصور دیتا ہے کہ وہ الہٰ نہیں، خدا نہیں، خدا کے شریک نہیں، بلکہ اللہ کی

---

(1) غافر 7;40

(2) الانبیاء 26;21

(3) الانبیاء 28;21

(4) النحل 49;16

(5) النباء 38;78

مقدس مخلوق ہیں جو اس کے فرمان کے تابع ہیں اس عقیدہ سے اسلام سے پہلے مذاہب باطلہ کی تردید ہو جاتی ہے۔ فرشتوں کی طبیعت وفطرت کو قرآن مقدس نے ایک جگہ پر اس طرح بھی ارشاد فرمایا ہے۔

لایعصون ماامرھم (1)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے کبھی سرنہیں پھیرتے خدا تعالیٰ کی نافرمانی ان کی طبیعت میں ہے ہی نہیں، نبی اور فرشتہ کی عصمت کو دیکھ کر دونوں کی عظمت کو برابر نہ سمجھ لیا جائے۔ فرشتہ وہ معصوم ہے جو نبی کا خادم ہے ،حاضری دیتا ہے۔ نبی وہ معصوم ہے جو فرشتے کا مخدوم ہے۔ فرشتہ وہ معصوم ہے جو سائل کی حیثیت سے دربار نبوی میں حاضر ہو کر دینی مسائل پوچھتا ہے۔ نبی وہ معصوم ہے جو مخدوم اور مفتی کی حیثیت سے فرشتے کے سوالوں کا جواب دیتا ہے۔ فرشتہ وہ معصوم ہے جو معراج کی شب نبی کی خدمات انجام دیتا ہے۔ نبی وہ معصوم ہے جو مخدوم کی حیثیت سے بڑے ناز سے سفر پر روانہ ہوتا ہے۔ فرشتہ وہ معصوم ہے جسکی پرواز سدرہ پر ختم ہو جاتی ہے۔ نبی وہ معصوم ہے جو مکان ولامکان کی حدوں سے گزر جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی کتابوں پر ایمان لانا بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے، مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اپنے نبی پر اتاری گئی کتاب پر ایمان لائے رسول کو رسول مان لینے کے بعد اس کے صحیفہ آسمانی کو مان کر اسکی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے کتاب الٰہی پر ایمان لانے سے مقصد ان تمام صداقتوں اور حکموں کو بجالانا ہے جو اس میں مذکور ہیں یہ گویا پوری شریعت مطہرہ کو قبول کر لینے کا مختصر ترین طریقہ ہے، قرآن مقدس پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں جو کچھ قرآن مقدس میں عقائد، عبادات، احکام مذکور ہیں ان کو بے کم وکاست تسلیم کرتے ہیں انسانی فطرت کچھ اس طرح واقع ہوئی ہے کہ وہ صرف کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی بلکہ اسے ایک انسانی معلّم اور راہنمائی کی ضرورت ہے جو اپنے تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھا سکے اور اپنی عمل سے لوگوں میں وہ روح پھونک دے جو تعلیم کا حقیقی مقصد ہے رسالت اور کتاب کا آپس میں بہت گہرا رابطہ ہے، تعلق ہے۔ قرآن مقدس حضور

---

(1) التحریم 6;66

کو جا بجا ہادی راہنما بیان کرتا ہے، دوسری طرف کتاب کو نور، ضیاء، برہان اور فرقان سے تعبیر کرتا ہے انسان کو فطری عقل میں اتنی راہنمائی حاصل نہیں ہوتی۔ جس سے حق کی راہ پر چل سکے اس اندھیری منزل میں اسے ہادی کی ضرورت ہے جو راستہ سے واقف ہو حالات سے باخبر ہو اور اس کے ایک ہاتھ میں چراغ بھی ہوتا کہ اس کے پیچھے چلنے والا انسان خود بھی اس چراغ کی روشنی میں اس کے نشانات کو دیکھ کر سیدھا چل سکے ٹیڑھے راستوں سے بچ سکے حقیقت کی اجنبی منزل میں جہاں ہماری عقل کی روشنی تنہا کام نہیں دیتی ہمیں رسول اور کتاب دونوں کی سخت ضرورت ہے ان میں سے کسی کی اتباع کو چھوڑ کر ہم سیدھی راہ نہیں پاسکتے تو جیسے رسول پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی کتاب پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کتاب پر ایمان لانے کا مضمون قرآن مقدس کے مختلف مقامات پہ بہت واضح ملتا ہے

والذین یومنون بمآ انزل الیك (1)

وہ لوگ جو اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو تجھ پر اتاری گئی اس آیہ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے رسول پر ایمان لانے کے ساتھ کس قدر ضروری ہے کہ اس پر اتاری گئی کتاب کو بھی مانا جائے، سورۃ محمد شریف میں اسی عنوان کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے

وآمنوا بمآ نزل علی محمد(2)

اور ایمان لائے اس پر جو حضور پر اتارا گیا، کتاب پر ایمان لانے کے عنوان کو ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا گیا

آمن الرسول بمآ انزل الیه (3)

رسول ایمان لایا اس پر جو خدا کی طرف سے اس پر اترا، اس ارشاد میں کتاب پر ایمان لانے کی عظمت کو بیان فرمایا کہ اس کتاب پر خود نبی کے لئے ماننا بھی ضروری ہے۔ سورہ بقرہ شریف میں ایک اور مقام پر اس طرح فرمایا گیا

قولوا آمنا باللہ ومآانزل الینا (4)

---

(1) البقرہ 4;2

(2) محمد 2;47

(3) البقرہ285;2

(4) البقرہ136;2

کہو کہ ہم خدا پر او جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا ایمان لائے، کتاب پر ایمان لانے کا ہی عنوان ایک اور مقام بھی پر ارشاد فرمایا گیا ہے

قل آمنا باللہ وماانزل الینا (1)

کہہ دیجئے ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا۔

کتابوں پر ایمان لانے کی اہمیت کو قرآن مقدس نے ایک مقام پر اس طرح بھی بیان فرمایا کہ کتاب کے انکار کو اللہ اور فرشتوں کے انکار جیسا قرار دیا ہے فرمایا

ومن یکفر باللہ وملائکتہ و کتبہ فقد ضل ضلا
لا بعیدا ۔(2)

جس نے خدا کا فرشتوں کا اور کتابوں کا انکار کیا وہ بہت بری طرح گمراہ ہو گیا۔ قرآن مقدس نے کتابوں کے منکرین کو ایک مقام پر عذاب کی سخت وعید سنائی ہے۔

الذین کذبو باالکتب وبما ارسلنا بہ رسلنا فسوف
یعلمون ۔(3)

جن لوگوں نے کتاب کو اور جو پیغام ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا جھٹلایا وہ عنقریب جان لیں گے جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی وہ گھسیٹے جائیں گے۔ ان ارشادات ربانی سے کس قدر کھل کر پتہ چل رہا ہے کہ کتاب پر ایمان لانے کو دین میں کس قدر اہمیت ہے۔ قرآن مقدس نے سورۃ بقرہ شریف میں اس عنوان کو اس قدر واضح اور کھلے انداز میں فرمایا "لوگو کہہ دو ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام اور انکی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کو عطا ہوئیں ان پر اور جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے عطا ہوئیں ان سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں پر ایمان لانے میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم خدا وحدہ لاشریک کے تابع فرمان ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) آل عمران 84;3

(2) النساء 136;4

(3) غافر 70;40

اسلام اور آخرت پر ایمان

اسلام کے بنیادی عقائد میں یوم آخرت پر بھی ایمان لانا بڑا ضروری ہے ایک عادل منصف بادشاہ کی شان حکومت کا تقاضا ہے کہ پہلے وہ رعایا کو اپنے احکام وقوانین اپنے نمائندوں کے ذریعہ پہنچائے اور واضح کردے کہ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی پھر عدالتیں قائم کرے کہ ظالم ومظلوم کا فیصلہ ہوسکے مدعی اور مدعیٰ علیہ کے بیانات سننے کیلئے کوئی تاریخ بھی مقرر ہو اسی طرح رب کائنات نے اپنے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے وقتاً فوقتاً کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے اور انبیاء علیہم السلام نے ان کے احکام لوگوں تک پہنچائے اور آگاہ کردیا کہ رب ذوالجلال نے نیک اور بد کے درمیان عدل کیلئے جزا اور سزا کیلئے ایک دن مقرر فرمایا ہے۔ اسی خاص دن کا ذکر رب قدوس جل مجدہ نے سورۃ مرسلات میں اسطرح فرمایا ہے

وهذا يوم الفصل جمعنكم والاولين ۔ (1)

دوسری جگہ پر اسی عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا

ونخرج له يوم القيمة كتاباً يلقه منشوراً(2)

قیامت کے دن اسکا نامہ اعمال اسکے سامنے کردیا جائے گا جسے وہ کھلا پائے گا پھر اسے حکم ہوگا

اقراء كتابك كفى بنفسيك اليوم حسيباً ۔(3)

اسے کہا جائے گا تو خود اپنا نامہ اعمال پڑھ آج تو خود ہی اپنا محاسب کافی ہے۔ اسی یوم آخرت کے عنوان کو سورۃ بقرہ شریف میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ

وبالآخرة هم يوقنون ۔ (4)

یہی عنوان یوم آخرت سورۃ توبہ میں اس طرح ذکر فرمایا

من امن باالله واليوم الآخر۔(5)

---

(1) المرسلات 38;77

(2) الاسراء 13;17

(3) الاسراء 14;17

(4) البقرہ 4;2

(5) التوبہ 18;9

جواللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔ سورۃ عنکبوت شریف میں یہی عنوان اسطرح ذکر ہے

وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان(1)

اور بے شک آخری گھر اصل گھر ہے یہی عنوان سورۃ انعام میں اس طرح ذکر ہے

وللدار الآخرۃ خیر(2)

اور بے شک آخری گھر بہتر ہے قرآن مقدس نے اسی عنوان کو دعا کرنے کی صورت میں اسطرح ارشاد فرمایا ہے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنا(3)

اے اللہ ہمیں دنیا میں بہتری عطا فرمااور آخرت میں بھی بہتری عطا فرما۔ یوم آخرت کے عنوان کو اسطرح بھی فرمایا گیا ہے

حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرہ (4)

ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہوگئے یہی مقدس عنوان دوسری جگہ پر اسطرح ذکر ہے

نحن اولیاء کم فی الدنیا والآخرہ (5)

یہ ارشاد ایمانداروں کیلئے بہت بڑا حوصلہ افزا ہے کہ فرمایا جارہا ہے کہ ہم دنیا اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں ایک مقام پر لوگوں کو نصیحت کے طور پر فرمایا گیا ہے

ارضیتم باالحیوۃ الدنیا من الآخرہ (6)

کیا تم آخرت کی نسبت دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو اسمیں توجہ دلائی گئی ہے کہ بہترین زندگی آخرت کی زندگی ہی ہے قرآن مقدس نے یوم آخرت کے عنوان سے متعدد مقامات پر اسکی اہمیت کو بیان فرمایا ہے ایک مقام پر اس دن کی ہیبت و عظمت کو اسطرح فرمایا سب لوگ قیامت کے دن حاضر ہوں گے یکا یک رب قدوس نہائیت عظمت وجلال کے ساتھ بندوں کے فیصلے کیلئے نزول جلال فرمائے گا اور ہر

(1) العنکبوت 64;29

(2) الانعام 32;6

(3) البقرہ 201;2

(4) التوبہ 69;9 وآل عمران 22;3

(5) فصلت 31;41

(6) التوبہ 38;9

طرف فرشتوں کا پہرہ ہوگا

وجاء ربك والملك صفا صفا (1)

فرشتے دست بستہ صف بہ صف کھڑے ہوں گے مگر کسی کی مجال نہ ہوگی کہ کوئی اس موقع پر دم مارے بارگاہ قدس سے اعلان ہوگا

لمن الملك اليوم ۔(2)

آج کا دن کس کا دن ہے جب کسی سمت سے کوئی جواب نہیں ہوگا تو خود ہی فرمائے گا

لله الواحد القهار۔(2)

اللہ کا دن ہے جو واحد ہے قہار ہے۔اس دن پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے جو آخرت کی زندگی پر ایمان نہیں لاتا اس کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور تقدیر پر ایمان

اس عقیدہ کا مطلب یہ ہے جو کچھ اب تک ہوا ہو رہا ہے آئندہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے علم اور ازلی فیصلہ کے مطابق ہوا ہے ہو رہا ہے اور ہوگا رب قدوس جل مجدہ کے حضور کائنات بنائے جانے سے پہلے جزیات طے تھیں موت حیات فقر غنا کامیابی ناکامی سارے معاملات اس کے نقشہ ازلی کے مطابق ظہور پذیر ہو رہے ہیں اہل تحقیق وعلم نے فیصلہ کیا ہے انسان نہ تو اپنے افعال کا خالق ہے کہ جو چاہے کر ڈالے اور نہ ہی پتھروں درختوں کی طرح مجبور محض ہے اللہ تعالیٰ نے قدرت واختیار سے بندہ کو نوازا ہے بندہ اپنے رب کی اطاعت میں کاموں کو ظہور میں لاتا ہے اور اسے کاسب (کسب کرنے والا) کہا جاتا ہے۔اسی کسب کی بناء پر اسکے کئے کاموں کی جزا ہوتی ہے یا سزا ان عقائد کو اپنانے سے مومن کے دل میں ایک غیر معمولی جرات پیدا ہوجاتی ہے ان عقائد سے مومن کو یقین ہو جاتا ہے کہ میرا رب میرے قریب ہے میری دعاؤں کو سنتا ہے قبولیت سے نوازتا ہے۔

ان عقائد کے ذریعہ سے مومن کو صبر وتوکل کا مقام بھی نصیب ہوتا ہے جب صورت حال

---

(1) الفجر 22;89

(2) غافر 16;40

مومن کے دل میں پیدا ہو جائے تو پھر دنیا بھر کے مصائب و مشکلات اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور نہ ہی اسے اپنے مقام سے ہلا سکتے ہیں پھر اسے یقین ہو جاتا ہے کہ

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا(1)

ہمیں وہی مصیبت گھیر سکتی ہے جس کو اللہ نے مقدر کر دیا ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ صبر و تحمل کے پیکر ثابت ہوئے آلام و مصائب کو نہائت صبر سے برداشت کیا شہادت کے موقع پر چالیس دن تک جس حوصلہ بردباری اور راضی برضاء رہنے کا ثبوت دیا وہ تاریخ کا انمٹ نقش ہے۔ سینکڑوں وفا شعار غلام ہزاروں معاون و انصار سرفروشی کیلئے تیار ہیں مگر اس مرد مومن نے خونریزی کی اجازت نہیں دی اپنے اخلاق کریمانہ کا آخری مظاہرہ دکھا کر ہمیشہ کیلئے روپوش ہو گئے۔ قرآن مقدس نے اس مسئلہ تقدیر کو ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے

انا کل شئی خلقناہ بقدر (2)

ہر شئی کا ہم نے تقدیر سے فیصلہ فرما دیا ہے اور متعین کر دیا ہے اس کے مطابق یہ کائنات چل رہی ہے۔

اس میں خدا کے حکم کے بغیر ایک ذرہ کا بھی بدلنا نہیں چاند تارے سورج موت و حیات فنا و بقا عروج و زوال ہر ایک شئی کے اصول و ضوابط طے کر دیئے گئے ہیں وہ شئی انہی اصولوں پر چل رہی ہے۔ اسی عنوان کو قرآن مقدس نے ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

والشمس تجری لمستقرلها ذالك تقدیر العزیز العلیم (3)

اور سورج اپنے ٹھہراؤ پر چل رہا ہے۔

یہ ہے غالب علم والے کی تقدیر سورہ واقعہ شریف میں یہ عنوان اسطرح ملتا ہے نحن قدرنا بینکم الموت ہم نے تمہارے درمیان موت کا فیصلہ کر دیا ہے سورہ حم سجدہ میں یہ عنوان اس طرح ملتا ہے۔

قد جعل اللہ لکل شئی قدرا (4)

---

(1) التوبہ 51;9
(2) القمر 49;54
(3) یس 38;36
(4) الطلاق 3;65

اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کیلئے ایک فیصلہ فرمایا ہے یہ مسئلہ تقدیر قرآن مقدس کے اس ارشاد سے بھی کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ (1)

اور نہیں پہنچتی تمہیں کوئی مصیبت مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ مسئلہ تقدیر کا یہی عنوان دوسری جگہ مزید وضاحت سے ملتا ہے

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا
فی کتب من قبل ان نبراھا (2)

زمین میں کوئی مصیبت نہیں آتی اور نہ ہی تمہاری جانوں میں لیکن یہ کتاب الٰہی میں اپنی تخلیق سے پہلے درج ہوتی ہے۔ مسئلہ تقدیر کا یہی عنوان ایک اور مقام پر اس طرح درج ہے۔

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا (3)

کسی کے اختیار میں نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر سکے یہ لکھا ہوا مقرر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) التغابن 11;64
(2) الحدید 22;57
(3) آل عمران 145;3
(4)

چوتھا باب

عبادات

اسلام اور عبادات

اسلام میں عبادات کو کس قدر اہمیت ہے وہ قرآن مقدس کے اس ارشاد سے نمایاں ہے

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (1)

جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ میری عبادت کریں واضح رہے کہ انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالی کی عبادت کے سوا اور کچھ نہیں۔ جیسے کوئی شخص اپنے کام میں نا کام ہو جائے تو لوگ اسے کہیں گے کہ وہ اپنے مشن، مقصد میں نا کام ہو گیا اگر انسان بھی اپنی زندگی کا مقصد (خدا کی عبادت) کو پورا نہ کر سکے تو زندگی بے کار اور نا کام ہوا گی اگر آپ لفظ عبادت پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ عبد سے ہے جس کے معنی غلام کے ہیں غلام کو چاہئے کہ وہ اپنے آقا کے ساتھ وفا داری سے رہے اطاعت کے ساتھ رہے اسکی خدمت میں ہمہ تن متوجہ رہے ورنہ اس کی غلامی کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ غلام نہیں وہ تو سرکش کہلائے گا اور وہ اس لائق نہیں کہ مالک اسے اپنی غلامی میں رکھے اگر غلام اپنے آقا کو دل کی گہرائیوں سے آقا مانتا ہے ہمیشہ اسکی اطاعت کا پٹہ گلے رکھتا ہے اس کے ادب واحترام کو ہر لمحہ ہر لحظہ ملحوظ خاطر رکھتا ہے تو وہ غلام یقیناً اس قابل ہے کہ مالک اسے اعزاز دے محبت دے۔ سرفراز کرے۔ ایسے ہی اگر انسان اپنے رب قدوس سے ہر لمحہ نیاز مندر ہے تابع فرمان رہے تو وہ اپنی زندگی کا مقصد بھی پورا کر رہا ہے اور اسکی طرف سے دنیا و آخرت میں ہزاروں انعامات کا مستحق بھی ہے اب یہ ذہن میں رہے کہ انسان ہر لمحہ عبادت کیسے کر سکتا ہے کہ وہ عبادت کر کے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر سکے تو وہ یوں ہوگا اگر میں دکان پر ہوں تو گاہک کے ساتھ دینی، مذہبی شرعی اصولوں کے مطابق رویہ اختیار کروں اور سمجھوں اگر میں نے ناپ تول میں کوتاہی کی تو میرا رب مجھ سے ناراض ہو جائے گا اس تصور کے ساتھ آپ جتنی دیر بھی دکان پر کام کریں گے یہ سارا وقت عبادت میں گزرے گا۔ کہ آپ کو ہر لمحہ ہر لحظہ اپنے رب کے ناراض ہونے کا اندیشہ لاحق ہے اپنی ملازمت کے آٹھ گھنٹے دیانتداری اخلاص ہمت محنت اور وفا داری سے گزاریں تو آپ کا یہ وقت بھی عبادت متصور ہوگا۔ کہ آپ اپنے رب سے ڈر رہے ہیں کہ اگر آپ نے اس وقت میں کوئی بد دیانتی کی کسی پر زیادتی کی کسی

---

(1) الذاریات 56;51

کا حق مارا کسی سے سخت کلامی کی تو آپ کا رب آپ سے ناراض ہوگا اور اس دور میں آپ نے فرائض کو صحیح ادا کیا تو یہ وقت بھی آپ کا عبادت میں ہی شمار ہوگا یہ بھی ذہن میں رہے کہ مجھے اپنے رب کا وفادار بن کر ہی رہنا ہے۔ یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ کروڑوں نعمتیں تو میں رب کی کھاؤں اور اطاعت شیطان کی مجھے اسی کا حکم ماننا ہوگا جو میرا پروردگار ہے میرا رب ہے میرا مالک ہے اگر دنیا کے کسی بندے کا حکم ماننا ہے تو وہ بھی اسی ضابطہ سے کہ اس بندے کا حکم خدائے قدوس کے حکموں سے ٹکراتو نہیں رہا اگر کسی بندے کا حکم خدا کے حکم سے متصادم ہے تو اطاعت نہیں

لاطاعة المخلوق فی معصیة الخالق(1)

خدا کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں یہاں پر یہ بھی یاد رہے کہ حضور ﷺ کی اطاعت اس ضابطہ میں نہیں آتی کہ حضور کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے

من اطاعنی فقد اطاع اللہ (2)

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ حضور ﷺ کا کوئی ارشاد کوئی فرمان والا شان خدا کی نافرمانی میں ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کا بولنا وحی الہی کے تابع ہے نافرمانی کیسی۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا لا وحی یوحیٰ ،(3)

وہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں وہ تو وحی الہی ہی کے تابع ہیں۔

ومن عصانی فقد عصی اللہ (4)

جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

---

(1) ابن ابی شیبة ،المصنف ،ص737/7
الطبرانی ،المعجم الکبیر ،الرقم14795،ص60/13
شہاب القضائی ،المسند ،الرقم814،ص338/3

(2) البخاری،الجامع الصحیح ،یقاتل من وراء ی الامام ،الرقم2737،ص114/10
المسلم ،الجامع الصحیح ،وجوب الطاعة الامراء فی غیرہ ،الرقم3417،ص364/9
النسائی ،السنن، الترغیب فی الطاعة الامام ،الرقم4122،ص95/13

(3) النجم 3;53

(4) البخاری ،الجامع الصحیح ،یقاتل من وراء ی الامام ان یتقوابہ ،الرقم2737،ص114/10
المسلم ،الجامع الصحیح ،وجوب الطاعة ،الامراء ،الرقم3418،ص365/9
النسائی ،السنن، الاستعاذہ من فتنة المھیین ،الرقم5415،ص425/16

فاتبعونی یحببکم اللہ(1)

میری اتباع کرو تمہیں اللہ دوست بنالے گا۔اطاعت کرتے وقت ہر مقام پر سوچنا ہو گا کہ یہ اطاعت جائز بھی ہے یا نہیں۔مگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر ایسی سوچ کو حرام قرار دیدیا گیا کہ حضور کا یہ حکم مانوں یا نہ،صحیح ہے یا غلط۔اگر حضور ﷺ کا حکم روایت،اسناد،دلائل کے لحاظ سے ثابت ہو چکا ہے تو اس کی اطاعت بلا چون و چرا،بلا غور وفکر لازم ہو گی۔جس کی واضح دلیل قرآن مقدس کا یہ ارشاد موجود ہے

مآ آتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ

فانتھوا(2)

رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روک دیں اُس سے رک جاؤ۔اس ارشاد گرامی میں دونوں مقامات پر لفظ ما کا مفہوم بتاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بلا چون و چرا لازم ہے۔قرآن مقدس نے اسی عنوان کو دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم(3)

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دو وہ تمہیں جب بھی بلائے۔آیہ مبارکہ میں ذکر در کا ہے اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ ﷺ کا۔مگر دعاکم صیغہ واحد کا ذکر ہے۔جس سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ کا بلانا رسول اللہ ﷺ کا بلانا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ کا بلانا اللہ کا بلانا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور نماز

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے نماز کی ادائیگی بھی اسکا ایک اہم حق ہے۔اسلام میں جو عبادات فرض کی گئی ہیں ان میں سے توحید و رسالت کے بعد اہم فریضہ نماز ہے اور یہ وہ اہم قانون وضابطہ ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر بھی رہا اور انہوں نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کا سکھایا اور ادا

(1) آل عمران 31;3

(2) الحشر 7;59

(3) الانفال 24;8

کرنے کا حکم دیا۔ اسلام کے اس اہم اور بنیادی رکن کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مقدس نے اس اہم فریضہ کی ادائیگی کا حکم کم وبیش سات سو مرتبہ ارشاد فرمایا ہے۔ اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں میں جس ضابطہ کا حکم زیادہ سے زیادہ ملتا ہے، وہ نماز ہی ہے۔ اسلام کا یہی وہ مقدس رکن ہے، جو مومن اور کافر کا امتیاز کرتا ہے۔

نماز ادا کرنے میں دین کا تحفظ اس کی سربلندی، اور سرفرازی ہے اور نماز کے چھوڑ دینے میں دین کی بربادی ہے۔ اس ضمن میں حضور سید عالم ﷺ کا وہ ارشاد گرامی واضح ہے جس میں جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینے کو کفر فرمایا گیا ہے۔

من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر او كما قال ﷺ (1)

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے پر ایسی وعید فرمائی گئی ہے۔ گویا اس بندے نے کفر کیا یہاں پر کفر کا معنی کرنے کی صورت میں ترک کا معنی انکار ہوگا، جس نے نماز کا انکار کر دیا، کفر کیا۔

نماز کی اہمیت قرآن مقدس کے اس ارشاد سے بھی واضح ہوتی ہے کہ جہاں جہاں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں وہاں

اقیموا الصلوة (2)

کا حکم ہے نماز قائم کرو، اگر پڑھنے کا حکم ہوتا تو یہ تصور ہو سکتا تھا زندگی میں ایک مرتبہ پڑھ لو کافی ہے، مگر اقیموا کے حکم نے تنبیہ فرما دی کہ نماز وہ حکم ہے جس کی ادائیگی دن میں پانچ مرتبہ ہے اور زندگی بھر میں کبھی بھی کسی موقعہ پر اسے چھوڑا نہیں جا سکتا، صحت ہو یا بیماری، دکھ ہو یا سکھ، امن ہو یا جنگ سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات، مراعات تو ملتی ہیں مگر معافی نہیں۔ کھڑا ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے، بیٹھ کر طاقت نہیں تو لیٹ کر پڑھ لے اس پر بھی طاقت نہیں تو اشارے سے حکم کی بجا آوری کر لے، نماز پڑھنے سے آدمی کے اندر جو اصول پاکیزگی، شرافت، اخلاص ایسے بے شمار جوہر و کمالات پیدا ہو جاتے ہیں جن سے اس کی پرواز فرشتوں سے بھی آگے چلی جاتی ہے اس کا ذکر خود قرآن مقدس نے اس طرح

---

(1) الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمہ جحفی، الرقم 3479، ص 462/7

(2) البقرہ 43;2

ارشاد فرمایا

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (1)

بے شک نماز بے حیائی اور گناہ کے کاموں سے روکتی ہے۔(اور انسان کو تقدیس و تطہیر کے بلند مقامات تک پہنچا دیتی ہے) رہا یہ اعتراض کہ بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں برائی بھی کرتے ہیں اس سے تو پتہ چلتا ہے نماز برائی سے نہیں روک سکتی تو جواب میں کہا جا سکتا ہے۔ برائی بے حیائی سے روکنے کا نسخہ نماز اپنی جگہ پر مکمل مضبوط، صحیح اور مجرب نسخہ ہے۔ بشرطیکہ لوگ نسخہ کے استعمال میں جن چیزوں سے طبیب نے روکا ہے ان سے پرہیز بھی تو کریں۔ اگر مریض کی بد پرہیزی سے مرض جا نہیں رہا تو وہ نسخہ کی کمزوری نہیں اس کی اپنی بد پرہیزی ہے جس سے مرض جانے کے بجائے بڑھ رہا ہے۔ اسلامی احکام کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ کہ کہیں یہ بد پرہیزی اس کے خون میں کینسر نہ پیدا کر دے (خدا پناہ) اگر علاج کے دوران کبھی بد پرہیزی کا شکار ہو جائے تو فوراً توبہ، استغفار کی کثرت سے اس فاسد مواد کو نکال دے پھر ایسے ہی ہو جائے گا جیسے یہ مواد پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (2)

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوا۔

دن میں پانچ وقت نماز کی ادائیگی سے انسان کو اپنے بندہ ہونے اور اپنے رب قدوس کے رب ہونے کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ جو بہت بڑی بندگی ہے اور پتہ چلتا رہتا ہے کہ میرا کوئی خالق ہے مالک ہے، پروردگار ہے جس کی بندگی کر رہا ہوں اپنے رب قدوس کے ساتھ مومن کا عقیدہ مضبوط سے مضبوط ہوتا رہتا ہے جب دن میں ایک نیکی کا کام کرنے کی پابندی ہو جائے گی تو اس عمل سے اسلام کے بہت سے دوسرے کام کرنے بھی مجھ پر آسان ہو جائیں گے کہ نیک کام کرنے کی عادت جو پڑ گئی ہے۔ نماز کا یہ پنجگانہ عمل میرے جسم میں سستی کاہلی، ڈھیلے پن کو دور کر کے اللہ تعالی کے حکموں پر ہمت سے کام کرنے کی عادت ڈال دے گا جب بندہ پنجگانہ نماز کا عادی ہو جائے گا تو اب نماز چھوٹ

---

(1) العنکبوت 45;29

(2) ابن ماجہ، السنن، ذکر توبہ، الرقم 4240، ص 301/12
الطبرانی، المعجم الکبیر، ص 10/27

جانے یا چھوڑ دینے سے اس کے دل میں خدا کا خوف بھی پیدا ہوگا اور اس کے حکموں کی نافرمانی سے ڈر پیدا ہوگا جو ایمان کی اصل ہے جس کا حکم بار بار ملتا ہے۔ ایمان والو اللہ سے ڈرو۔(1)

جوں جوں بندہ کے دل میں خدا کا ڈر بڑھتا جائے گا، گناہ کم ہوتے جائیں گے، خدا کا قرب بڑھتا رہے گا اور جوں جوں خدا کا خوف گھٹتا جائے گا گناہ بڑھتے جائیں گے خدا کا قرب گھٹتا رہے گا (والعیاذ باللہ) جب پنجگانہ نماز میں بارہا سجدہ کرے گا عجز وانکساری سے اپنے رب کی بڑائی بیان کرے گا۔ تو اس کے اندر سے تکبر وغرور کا خاتمہ ہوتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو عجز پسند ہے تکبر پسند نہیں اور یہی نماز اسے عجز وانکساری کی راہوں اور دروازوں سے بارگاہ قدس تک لے جائے گی، اور پیش کردے گی جیسے حدیث شریف میں مجھے حکم دیا گیا ہے۔

" صل کأنك تراه "ا(2)

یسے نماز پڑھ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور یہ دیکھنا اسی وقت ہوگا جب قرب نصیب ہوگا۔ نائب رسول اللہ ﷺ فی الہند، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ نے تو بڑا کھلا فتویٰ دیا ہے۔ آنکس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست فتویٰ ہمی دھم کہ نماز او قضا کند۔ جو شخص نماز میں جمال محبوب سے محروم رہتا ہے وہ نماز دوبارہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوئی۔ دن میں پانچ مرتبہ وضو کا اہتمام فرائض سنت نوافل کی ادائیگی دین کے کاموں میں ہمت، محنت، استقامت کا جذبہ پیدا کردے گی۔ اسلام کے اندر اس فریضہ نماز میں بہت بڑی جامعیت دکھائی دیتی ہے۔ مختلف امتوں میں مختلف نمازیں تھیں جو مل کر پانچ رہ گئی تھیں۔ ہمیں پانچ عطاء ہوئیں کہ ساری امتوں کی اجتماعی عبادت سمٹ کر ہمیں مل جائے۔ نماز فرشتوں کی عبادت کا بھی مجموعہ ہے۔ بعض فرشتے رکوع میں بعض سجدہ میں بعض قیام میں مومن کیلئے بھی نماز میں یہ سبھی صورتیں پائی جاتی ہیں۔

نماز مخلوقات کی عبادت کی بھی جامع دکھائی دیتی ہے۔ درختوں کی عبادت قیام ہے چوپائے ہمیشہ رکوع کی حالت میں دکھائی دیتے ہیں حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے، چیونٹیاں وغیرہ زمین

---

(1) البقرہ 2;278

(2) البخاری، الجامع الصحیح، سوال جبرائیل نبی ﷺ، الرقم 48، ص 87/1

المسلم، الجامع الصحیح، بیان الایمان والاسلام والاحسان، الرقم 9، ص 87/1

ابی داود، السنن، فی القدر، الرقم 4075، ص 306/12

پر رینگنے والے جانور سجدہ کی حالت میں دکھائی دیتے ہیں۔ نماز میں یہ بھی کمال دکھائی دیتا ہے کہ توحید و رسالت کے حکم کے بعد پہلا حکم اسی کی ادائیگی کا ہے اس فریضہ میں یہ بھی خوبی دکھائی دیتی ہے، تمام فرائض کا حکم زمین پر ہی ملا مگر نماز کا فریضہ معراج کی شب عرش پر بلا کر دیا گیا۔ جیسے دن میں کئی مرتبہ نہانے والے کے جسم پر میل نہیں رہتا ایسے ہی پنجگانہ نماز پڑھنے والے پر گناہ کا میل نہیں رہتا۔ حضور سید عالم ﷺ نے ایک ارشاد گرامی میں نماز کی اہمیت کو اسطرح واضح فرمایا ہے۔ نماز پڑھنے والے کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔(1)

فریضہ نماز کی اہمیت ایک اور حدیث پاک میں اس طرح ذکر ہے۔ بندہ جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کیلئے جنتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا جو بندہ نماز کو قائم رکھے تو اللہ کے ذمہ کرم ہے اُسے آگ سے بچالے۔ پھر مزید کرم یہ ہے کہ پانچ نمازیں پڑھنے سے پچاس کا ثواب ملتا ہے کہ معراج کی رات پچاس سے پانچ کردی گئیں۔(2)

پھر پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے سے عبادت کا حسن مزید نکھر جاتا ہے۔ نظم وضبط کا سلیقہ آتا ہے۔ امام صاحب کی آواز پر بیٹھنا اٹھنا، اطاعت امیر کا سبق سکھاتا ہے، ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہونے اور بیٹھنے سے جذبات، محبت بڑھتے ہیں ایک دوسرے سے خیر وعافیت پوچھنے کا موقعہ ملتا ہے، محلّہ والوں کی خبر داری رہتی ہے۔ ایک دوسرے سے ہمدردی بڑھتی ہے، اگر کوئی معذور نمازی آپ کے ساتھ کھڑا ہوگا یا بیٹھا ہوگا تو آپ کے دل میں اس کی بیمار پرسی کا جذبہ پیدا ہوگا اس پر رحم آئے گا۔ ممکن ہے اس پر صدقہ وخیرات کا جذبہ پیدا ہو جائے تو یہ مزید برکات کا باعث بنے گا۔ نمازیوں کا اپنے رب قدوس سے مشترکہ دعا کرنا کرم بالائے کرم ہوگا اور دعا قبولیت کے قریب ہو جائے گی۔ نماز کی اہمیت اس آیہ مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے

،یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ،(3)

(1) البانی ،مشکوۃ ، کتاب الصلوۃ ،الرقم 576،ص127/1
الاحمد ،المسند ،ابوذرغفاری ،الرقم 20576،ص42/44
(2) المسلم ،الجامع الصحیح ،الاسراء برسول اللہ ﷺ ،الرقم 234،ص355/1
البانی ،مشکوۃ ،الرقم5863،ص275/3
(3) البقرہ 3;2

غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں یہاں نماز کو ایمان کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور روزہ

حقوق الٰہیہ میں سے روزہ بھی ایک اہم حق ہے جو ہم نے ادا کرنا ہے۔ دوسری عبادت جو ملت اسلامیہ پر لازم قرار دی گئی، وہ روزہ ہے۔ قرآن مقدس نے سورہ بقرہ میں اس کی اہمیت کا اسطرح بیان فرمایا

فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ (1)

تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے، دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے،

یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب

علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون(2)

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

پہلی تمام شریعتوں میں روزہ رہا ہے، سحری افطاری کے اوقات مختلف رہے مگر روزہ لازم رہا ہے، آیہ مبارکہ کے آخری حصہ میں

لعلکم تتقون(2)

نے روزہ رکھنے کی غرض کو واضح فرمایا کہ تم پرہیزگار بن سکو۔

اس مقدس مہینے کی مبارک عبادت کو حضور ﷺ نے اسطرح بھی ارشاد فرمایا

"من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم

من ذنبہ" (3)

---

(1) البقرہ 185;2

(2) البقرہ 183;2

(3) البخاری، الجامع الصحیح، صوم رمضان احتسابا من الایمان، الرقم 37، ص 67/1

المسلم، الجامع الصحیح، التغیب فی قیام رمضان ھو، الرقم 1268، ص 146/4

ابی داود، السنن، فی قیام شھر رمضان، الرقم 1165، ص 136/4

جوکوئی ایمان اور احتساب سے روزے رکھے تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

نماز، حج، زکوۃ، ایسی عبادات ہیں جو مخفی نہیں رہ سکتیں مگر روزہ وہ عبادت ہے جو بندے اور خدا کے درمیان ایک رابطہ ہے اور یہ عبادت مخفی بھی ہے، روزہ رکھنے سے خدائے قدوس کے ساتھ ایمانی کیفیت مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ ہر لمحہ ہر لحظہ دیکھتا ہے، شدت کی پیاس ہو اور قریب کوئی بھی نہ ہو تو پھر بھی مومن پانی نہیں پیتا کہ اس کا عقیدہ اپنے رب کے متعلق اس قدر مضبوط ہو گیا ہے کہ اللہ ہر لمحہ دیکھ رہا ہے۔ایمان کی یہ مضبوطی روزہ کی برکت سے مزید ابھر گئی ہے روزہ کی مہینہ بھر مسلسل ریاضت مومن کو کندن بنا دیتی ہے۔سال بھر کے لئے عبادات کی ادائیگی میں آسانی رہتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

"رب قدوس جل مجدہٗ نے روزہ کے بارہ میں فرمایا

"الصوم لی وانا اجزی بہ"(1)

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں یا میں ہی اس کی جزا ہوں۔

روزہ کے مقاصد کی طرف حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

"من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ

حاجۃ ان یدع طعامہ و شرابہ"(2)

جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اس کے پانی اور کھانا چھوڑنے کی اللہ تعالی کو کوئی حاجت نہیں۔اسی عنوان کو دوسری جگہ اس طرح فرمایا گیا"بہت سے ایسے روزے دار ہیں کہ روزے سے بھوک پیاس کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا"ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے

"الصیام جنۃ یا الصوم جنۃ "(3)

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،قول تعالی یریدون ان ،الرقم6938،ص11/23
المسلم ،الجامع الصحیح ،فضل الصیام ،الرقم1946،ص19/6
النسائی ،السنن، فضل الصیام ،الرقم2181،ص394/7

(2) البخاری،الجامع الصحیح ،من لم یدعواقول الزور ،الرقم1770،ص472/6
ابی داود ،السنن، الغیبۃ اللصیام ،الرقم2015،ص316/6
ابن ماجہ ،السنن، ماجاء فی الغیبیہ ،الرقم1679،ص 204/5

(3) البخاری ،الجامع الصحیح فضل الصوم ،الرقم1761،ص457/1
المسلم ،الجامع الصحیح ،فضل الصیام ،الرقم1943،ص16/6

روزے ڈھال ہیں یا فرمایا روزہ ڈھال ہے۔شیطان کے حملہ سے بچنے کے لئے روزہ بہترین ڈھال ہے مسلسل ایک ماہ نماز باجماعت کی عادت تراویح پڑھنے سحری جاگنے کی عادت صدقہ، خیرات کی توجہ بھوک کے پیاسے پر جذبہ خیر سال بھر کام آتا ہے (وللہ الحمد) روزہ مدینہ منورہ میں ۲ ہجری کو فرض ہوا اولاً ایک روزہ عاشورہ کا فرض ہوا پھر یہ منسوخ ہو کر چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزے فرض کئے گئے پھر یہ بھی منسوخ ہو گئے اور ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے مگر لوگوں کو اختیار تھا جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے فدیہ دے پھر یہ اختیار بھی منسوخ ہو گیا اور ہر شخص پر روزہ لازم کر دیا گیا مگر یہ پابندی رہی رات کو سونے سے پہلے پہلے جو کھالو ٹھیک ہے، سو کر اٹھنے کے بعد کچھ نہیں کھا سکتے۔ پھر حضرت صرمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ پیش آنے پر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دے دیا گیا، حضرت صرمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ یہ ہوا کہ آپ کاشتکار قسم کے آدمی تھے روزہ کھولا اور فوراً نیند آ گئی، کھانا تیار ہو جانے پر اہلیہ نے جگایا اور کھانا پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا کہ اب سو کر اٹھنے کے بعد کھانا ممنوع تھا اسی حالت میں دوسرا روزہ ہو گیا کام پر چلے گئے، دو پہر ہوئی تو کام کاج کی محنت سے غشی طاری ہو گئی کیونکہ رات سے کھایا ہی کچھ نہیں تھا۔اہلیہ دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور اپنے مقدس شوہر کا سارا واقعہ پیش کر دیا حضور ﷺ نے چاہا کہ اس قانون میں تبدیلی ہو جائے تو قدرت کی طرف سے حکم نازل ہو گیا، صبح ظہور فجر تک کھانے پینے کی اجازت دیدی گئی، روزہ روح کی قوت کا باعث بنتا ہے ،روزہ رکھنے سے نفس کی سرکشی ٹوٹتی ہے، روزہ میں پیاسے بھوکے آدمی کی ہمدردی رہتی ہے کہ اسے خود بھوک پیاس کا احساس ہو گیا ہے روزہ سے بھوک برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے روزہ ایک خاموش عبادت ہے تمام عبادات میں ریا کا شائبہ موجود ہے مگر روزہ کی عبادت خاصی حد تک محفوظ ہے ۔روزہ میں انسان ہمیشہ عابد رہتا ہے کام کر رہا ہو یا سو رہا ہو، خاموش ہو یا بول رہا ہو بیٹھا ہو یا چل رہا ہو ،موسی علیہ السلام جب طور پر جاتے تو روزہ رکھ کر جاتے اور توراۃ لینے کے لئے چالیس روزے رکھ کر گئے روزہ سے غفلت دور ہوتی ہے شہوت ٹوٹتی ہے (1)

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب الصوم لمن خاف علی نفسه الضربة، الرقم 1772 ص 476/6

المسلم، الجامع الصحیح باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه، الرقم 2485 ص 173/7

النسائی، السنن، البحث علی النكاح ،الرقم 3157، ص 300/10

حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن قرآن اور رمضان روزہ دار کی شفاعت کریں گے۔(1)

روزہ گناہوں کا کفارہ ہے جسے امام بخاری نے اس عنوان پر باب باندھا ہے"

الصوم کفارۃ"(2)

روزہ دار قیامت کے دن جنت جانے کے لئے باب ریان سے گزریں گے جو انہیں کے لئے خاص ہوگا ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور حج

اللہ تعالی کے حقوق میں سے حج ادا کرنا بھی ایک اہم حق ہے۔قرآن مقدس کے اس ارشاد سے اس فریضہ کی اہمیت واضح ہورہی ہے

"وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا"(3)

اور لوگوں پر اللہ تعالی کا حق ہے جو کوئی اس گھر تک آنے کی طاقت رکھتا ہو وہ حج کے لئے آئے۔اسی آیہ مبارکہ کا اگلا حصہ اس کی اہمیت کو اور زیادہ واضح کرتا ہے

"ومن کفر فان اللہ غنی العلمین "(4)

اور جس نے کفر کیا تو اللہ تمام دنیا سے بے نیاز ہے اگر کوئی طاقت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتا تو اسے کفر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے آیہ مبارکہ سے اسی عنوان کی تائید حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارکہ سے واضح ہوتی ہے

"من ملك زاداً وراحلة تبلغة الی بیت اللہ ء لم

---

(1) لاحمد،المسند،مسند عبداللہ بن عمر بن العاص،الرقم 6337،ص 375/13
البیھقی،شعب الایمان،الصیام والقرآن یشفعان و القرآن للعبد ،الرقم1938ص، 6/5
البانی،مشکوٰۃ المصابیح،کتاب الصوم ،الرقم 1963،ص 444/1

(2) البخاری،الجامع الصحیح،الصوم کفارۃ،ص458/6

(3) آل عمران 97:3

(4) آل عمران 97:3

يحج فلا عليه ان يموت يهوديا او نصرانيا'(1)

'جو شخص زادراہ اور سواری رکھتا ہو جس سے بیت اللہ شریف تک پہنچ سکتا ہو اور حج نہ کرے تو اس کا اس حالت پر مر جانا اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا یکساں ہے۔ اسی ارشاد نبوی ﷺ کی تائید میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی بات بھی ملتی ہے آپ نے فرمایا جو لوگ طاقت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے ان پر جزیہ لگا دوں وہ مسلمان نہیں ہیں۔(2)

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حج ادا کرنے کے بعد وہاں کے منافع کو دیکھا تو فرمادیا حج سب سے افضل عبادت ہے۔ دنیا بھر کے سفروں میں اپنے ذاتی فائدے پیش نظر ہوتے ہیں مگر یہ مقدس سفر صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے کیا جاتا ہے۔

جب تک اللہ تعالی کی محبت دل میں موجزن نہ ہو، سفر حج کا ارادہ ہی نہیں ہو سکتا یاد الٰہی اور رضائے خداوندی ہی وہ امور ہیں جو بندے کو سفر کی مشکلات، گھر سے دوری، بچوں کی جدائی، کاروبار کا تعطل، غیر ملکی لوگوں سے ربط، زبان کی مشکلات، ایسے معاملات کو دل دماغ سے نکال کر صرف اور صرف ذوق جنوں کو حج کی روانگی پر آمادہ کر دیتے ہیں پھر اس مقدس سفر میں خدا خوفی کا احساس بھی وافر ہو جاتا ہے کسی پر زیادتی سے پرہیز کرتا ہے قران مقدس کے اس ارشاد کے مطابق

''فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج''(3)

کہ حج میں رفث، فسق، جھگڑا نہیں کے پیش نظر قدم قدم پر خدا سے ڈرتا ہے کہیں یہ ساری محنت برباد نہ ہو جائے اسلام کی ہر عبادت میں عقل کو دخل ہے مثلاً روزہ میں صحت کا اصول سمجھ آتا ہے۔ نماز ہمیں طہارت، پاکیزگی عجز و نیاز مندی کی بات سمجھ آتی ہے۔ زکوٰۃ بھی غریب کی ہمدردی، یتیم، مسکین سے لگاؤ، اسلام کے اقتصادی نظام کا عنوان سمجھ آتا ہے مگر فریضہ حج کی ادائیگی میں کچھ عجیب سی کیفیت ہے معمول کا لباس اتار کر احرام باندھنا کعبہ شریف کے گرد گھومنا، صفا و مروہ کا چکر لگانا، لاکھ نیکی کو چھوڑ کر

---

(1) الترمذی، السنن، ماجاء فی تغلیظ فی ترک الحج، الرقم 740، ص 211/3

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، ص 255/1

الغزالی، قوت القلوب وفضائل الحجاج وطریق السلف، ص 38/2

(3) البقرة 2:197

منیٰ، عرفات مزدلفہ کی حاضری کنکر مارنا دامن کعبہ میں نصب کئے گئے ایک پتھر شریف کو عقیدت سے چومنا۔

لاکھوں جانوروں کا ذبح کرنا ان تمام معاملات پر غور کرنے سے بس یہی سمجھ آتا ہے۔ کہ اس فریضہ حج کے ضابطہ کو اسی طرح ہی سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ جہاں جہاں سے وہ گزرے جہاں جہاں ٹھہرے، وہی مقام محبت کی جلوہ گاہ بنے۔ ان معاملات کے سمجھنے میں عقل قاصر ہے۔ صرف اور صرف عشق وذوق جنون کا ہی غلبہ دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ ارکان کی ادائیگی میں جذبہ جنون واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ تاہم اس کے عالمگیر عظیم اجتماع میں بہت سے مفاد بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اسلام کا غلغلہ عالم اسلام کا باہمی میل جول، منڈیوں اور ایوان تجارت کا مشاہدہ عظیم کانفرنسوں کا مقصد پورا ہوتا ہی دکھائی دیتا ہے۔ کوئی بادشاہ اربوں روپیہ خرچ کر کے اتنا بڑا اجتماع نہیں کرسکتا۔ جتنا حج میں انفرادی خرچ پر ہو جاتا ہے اس مقدس سفر میں مقدس مقامات کی زیارت سے محبت بڑھتی ہے۔ عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ حج کی ادائیگی کے اندر بے شمار لوگوں کے ذوق کو دیکھ کر دل کی سختی نرمی میں بدل جاتی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے اس اجتماع میں عالم اسلام کو حکمرانی کی ٹریننگ دی جاسکتی ہے روحانی فوائد تو ہیں ہی اسکی ادائیگی سے بہت سے مالی دنیاوی فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ حج اسلام کے عالمی رابطہ کو مضبوط رکھنے کا بھی بہتر ذریعہ ہے۔ حج کے بے شمار فضائل وکمالات میں ایک یہ بھی ہے حج میں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کی گئی کوتاہیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک مقام پر فرمایا، حج وعمرہ ملا کر کرو یہ دونوں فقر اور گناہ کو مٹا دیتے ہیں۔ اس مقدس سفر میں حاجی کو اعزاز ملتا ہے کہ وہ خدا کا مہمان ہے اس مقدس عبادت میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کچھ عبادات مالی ہیں اور کچھ بدنی حج عبادت مالی بھی ہے کہ خاصہ خرچ ہو جاتا ہے، بدنی بھی ہے کہ جسم کو خاصی محنت کرنا پڑتی ہے۔ چھوٹی اسناد تو ہر جگہ مل سکتی ہیں پرائمری، مڈل، میٹرک، ایف اے آپ کہیں بھی کر سکتے ہیں۔ مگر ایم اے، ڈاکٹریٹ کے لیے پہلے سے یونیورسٹی رابطہ کرنا ہی پڑتا ہے، تمام عبادات چھوٹی اسناد ہیں مگر حج بڑی ڈگری ہے حج محبت الٰہی کا بہترین زینہ ہے اور عشق الٰہی کا مظہر ہے، اللہ ہر ایک کو نصیب کرے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے حقوق میں سے ایک اہم حق زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی ہے۔

اسلام کے ارکان میں سے زکوٰۃ بھی ایسا اہم فریضہ ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر بھی لاگو رہا ہے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے متعلق ارشاد ربانی موجود ہے۔

وکان یامر اهله بالصلوٰة والزکوٰة وکان عند ربه
مرضیا(1)

وہ اپنے گھر والوں (اپنی امت) کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ تھے، نبی کو اپنی امت سے پیار ایسے ہی ہوتا ہے۔ جیسے اپنے اہل خانہ سے۔ یہی عنوان سورۃ انبیاء میں اسطرح ملتا ہے

واوحینا فعل الخیرات واقام الصلواة وایتاء
الزکوٰة وکانو لنا عبدین(2)

ہم نے انہیں نیک کام کرنے نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے کا حکم دیا وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔ یہی عنوان سورۃ مریم شریف میں اس طرح ملتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

واوصانی بالصلوٰة والزکوٰة ما دمت حیا (3)

میرے اللہ نے مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے۔ جب تک زندہ رہوں۔ اس عنوان کی تائید میں سورۃ الاعراف کی آیہ مبارکہ بھی واضح دلیل ہے۔

فساکتبها للذین یتقون ویوتون الزکوٰة والذین
هم بایاتنا یومنون (4)

میں (رحمت) کو انہیں لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو مجھ سے ڈریں گے اور زکوٰۃ دیں گے۔ اور ہماری

---

(1) مریم 55:19
(2) الانبیاء 73:21
(3) مریم 31:19
(4) الاعراف 156:7

آیات پر ایمان لائیں گے۔اس ارشاد مبارک کی تفصیل یہ ہے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رب قدوس سے اپنی قوم کے لیے دعا کی۔ یا اللہ ہمیں اس دنیا کی بھلائی بھی عطا کر اور آخرت کی بھلائی بھی جواب میں یہ فرمایا گیا ''میں رحمت انہی لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو مجھ سے ڈریں گے، زکوٰۃ دیں گے، اور ہماری آیات پر ایمان لائیں گے'' سورۃ المائدہ شریف کے اندر یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔ بنی اسرائیل کو فرمایا گیا

وقال انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واتیتم الزکوٰۃ

وامنتم برسلی (1)

میں تمہارے ساتھ ہوں اگر نماز پڑھتے رہو زکوٰۃ دیتے رہو، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ سورۃ بقرہ شریف میں اسلام کے اس اہم فریضہ کا ذکر اسطرح ملتا ہے۔

اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعو مع الراکعین

(2)

نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ دو رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (نماز باجماعت ادا کرو)۔ سورۃ المائدہ شریف نماز اور زکوٰۃ کی اہمیت کا عنوان اس طرح بھی ملتا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین

یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون(3)

مسلمانوں تمہارے حقیقی دوست اور مددگار اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور ایماندار لوگ ہیں۔ ایسے لوگ جو نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور رکوع کرتے ہیں (نماز پڑھتے ہیں)

زکوٰۃ اسلام کا ایسا اہم رکن ہے حضور ﷺ کے وصال کے بعد کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا اعلان فرمادیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں کچھ تھوڑا سا تردد ہوا کہ یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ حج کے

---

(1) المائدہ 12:5

(2) البقرہ 43:2

(3) المائدہ 55:5

قائل ہیں کلمہ شریف پڑھتے ہیں ان سے اعلان جنگ کیسے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ اس زکوٰۃ میں سے جو حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں دیا کرتے تھے۔ اگر اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان پر تلوار اٹھاؤں گا۔ آپ کے اس مجاہدانہ اور جانبازانہ خطاب کے بعد سیدنا فاروق اعظمؓ اور دوسرے صحابہ کرام کے دلوں کو حق کیلئے کھول دیا۔ اور سب نے یہ بات مان لی کہ زکوٰۃ نہ دینے والے پر جہاد کرنا چاہیے۔(1)

حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس جذبہ صدیقی کی تائید قرآن مقدس کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔

ویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوٰۃ وھم
بالآخرۃ ھم کافرون (2)

بربادی ہے ان مشرکین کیلئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ قیامت کے دن کے منکر ہیں۔ رب قدوس جل مجدہ نے اس حکمران طبقہ کا محبت سے ذکر فرمایا ہے۔ جو ملک پر غلبہ ہو جانے کے بعد نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور تمام چیزوں کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے(3)

زکوٰۃ دینے سے خرچ کرنے کا حوصلہ ہوتا ہے ہمت بڑھتی ہے غریب پروری میں اضافہ ہوتا ہے سورۃ النور میں اس عنوان کی تائید ملتی ہے جب کچھ لوگوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے الزام لگانے والوں کی امداد بند کر دی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ تم میں سے صاحب ثروت مال دار لوگ اپنے ضرورت مند عزیزوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد سے گریز نہ کریں بلکہ انہیں معاف کر دیں آیہ یہ ہے

ولا یأتل اولوالفضل منکم (4)

---

(1) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی ابو جعفر الطبری، المتوفی 310ھ
تفسیر الطبری جامع البیان عن تأویل القرآن، ص 431/21

(2) فصلت 5.6:41

(3) الحج 41:22

(4) النور 22:24

صدقہ وخیرات دینے والوں کی عظمت کو قرآن مقدس نے اس طرح ذکر فرمایا

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا

ویتیما واسیرا (1)

صرف اللہ تعالی کی خوشنودی اور رضا کیلئے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں صدقہ وخیرات کرنے والے کے جذبات پاکیزہ ہوجاتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو خرچ کرنے کے سلسلہ میں قدرت کی طرف سے راہنمائی اور حکم یہ ملتا ہے

یاایھاالذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم (2)

ایمان والو اللہ کی راہ میں اپنے کمائے ہوئے مال سے اچھا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو، صدقہ وخیرات کرنے والوں کے نظریہ وعقیدہ میں ٹھوس پن پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ جو کچھ کررہے ہیں اپنی ہی بھلائی اور بہتری کے لئے کررہے ہیں کسی پر احسان نہیں اس عنوان کو قرآن مقدس نے سورۃ البقرہ شریف میں اسطرح ارشاد فرمایا ہے

وماتنفقوا من خیر فلانفسکم (3)

تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے وہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے اِسی آیہ مبارکہ کے اگلے حصہ میں صدقہ وخیرات کرنے والوں کے عقیدہ کو مزید مضبوط فرمایا گیا

وما تنفقوا من خریوف الیکم وانتم لا تظلمون (4)

اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے وہ پورے کا پورا تمہیں لوٹا دیا جائے گا (اجر دیا جائے گا) اور تم پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جائے گی

☆ صدقہ وخیرات کی عادت سے مال جمع نہیں ہوتا خرچ ہوتا رہتا ہے مال کو جمع کرکے رکھنے والے لوگ جو خیرات نہیں کرتے انہیں قرآن مقدس نے دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے جیسے سورہ توبہ شریف میں وضاحت ملتی ہے

---

(1) الانسان 8:76

(2) البقرہ 267:2

(3) البقرہ 272:2

(4) البقرہ 272:2

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل

اللہ فبشرھم بعذاب الیم (1)

جولوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں سخت عذاب کی خبر سنا دو صدقہ وخیرات کرتے وقت یہ بھی ضروری ہے کہ یہ ادائیگی رضا ورغبت اور خوشدلی سے ہو جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ تو کر دیتے ہیں مگر بجھے دل سے قرآن مقدس نے ان کا ذکر اچھے انداز میں نہیں فرمایا بجھے دل سے خرچ کی گئی رقوم شرف قبولیت کو نہیں پہنچتیں قرآن مقدس فرماتا ہے

وما منعھم ان تقبل منھم نفقتھم الا انھم کفرو

باللہ وبرسلہ ولایاتون الصلوۃ الا وھم کسالی

ولاینفقون الا وھم کرھون (2)

اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے مال صرف اس لیے قبول نہیں کئے جاسکتے کہ وہ دراصل اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے نماز کو آتے ہیں تو بجھے دل سے خرچ کرتے ہیں تو کڑھتے ہوئے۔ صدقہ وخیرات اور زکوۃ کی ادائیگی سے بندے پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے قرآن مقدس فرماتا ہے

ورحمتی وسعت کل شی فساکتبھا الذین

یتقون ویوتون الذکوۃ (3)

اور میری رحمت اسی پر حاوی ہے میں اُن لوگوں کے لئے اُسے لکھدوں گا، جو خدا سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں اضافہ بھی ہوتا ہے قرآن مقدس فرماتا ہے

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات (4)

اللہ تعالی سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اسی بڑھانے اور برکت کے عنوان کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے

---

(1) التوبۃ 9 :34

(2) التوبۃ 9:54

(3) الاعراف 7:156

(4) البقرہ 2:276

وما آتیتھم من زکوٰۃ یریدون وجہ اللہ فاولیك ھم المفلحون(1)

اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی رضا کے لئے دیتے ہو قرآن مقدس نے زکوٰۃ دینے کو مال کی حفاظت بھی فرمایا ہے؛

وانفقو مما رزقھم سراوعلانیۃ یرجون تجارۃ لن

تبور(2)

اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے ظاہر طور پر یا چھپ کر خرچ کرتے ہیں اور اس تجارت کی طرف رجوع کرتے ہیں جس میں خسارہ نہیں۔ زکوٰۃ وصدقات دینے والے کو طہارت تزکیہ اطمینان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ایسی نعمتوں سے نوازا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا

وصل علیھم ان صلواتك سکن لھم(3)

ان کے مالوں سے خیرات لے لیجیے تا کہ وہ ان کو پاک صاف کرے اور اُن کیلئے دعا کریں کہ آپکی دعا ان کیلئے اطمینان کا باعث ہے زکوٰۃ دینے والوں سے قرآن مقدس نے جنگ نہ کرنے کا حکم دیا ہے

فان تابو واقاموالصلوۃ واتوالزکوٰۃ فخلوا سبیلھم (4)

اگر وہ توبہ کرلیں اور ناز قائم کرلیں اور زکوۃ دیں تو اُن کے راستہ سے ہٹ جاوٴ۔ زکوٰۃ وصدقات نہ دینے والا جو خرچ کرنے کے بجائے اس پر سانپ بن کر بیٹھ جائے تو ایسا بخیل دوزخ کے عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے ایسی صورت حال کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے

الذین جمع مالاً وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ (5)

جو مال جمع کرتا ہے اور اسکو گن گن کر رکھتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسکو دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور اس کا معاشی نظام

(1) الروم 39:30
(2) فاطر 29:35
(3) التوبۃ 103:9
(4) التوبۃ 5:9
(5) الھمزۃ 2-3:104

جلوہ جاناں کے اس چوتھے حصہ میں اس عنوان کولانے کی ضرورت اسوقت محسوس ہوئی جب 1999ء میں مانچسٹر میں عزیزم حاجی محمد اسلم خاں کے ہاں مقیم تھا وہاں پر ایک مسلمان نوجوان نے جی بھر کر بحث کی اور یورپین علاقوں میں نظام معیشت کی جی بھر کر داد دی جو مجھے شدت سے محسوس ہوئی مجھے یورپین ممالک میں تبلیغی دوروں کے سلسلہ میں کئی سالوں سے جانے کا اتفاق ہو رہا ہے اور ہر سال ہی کہیں نہ کہیں اس عنوان سے بات ہو جاتی ہے۔ وہاں کی بود و باش رہائش گزر اوقات مالی معاملات کی فراوانی نوجوان طبقہ کو گمراہ کر رہی ہے کہ مسلمانوں کے ہاں معاش کی یہ صورت حال نہیں پائی جاتی دراصل یہ چند سطور اُن کمزور ذہنوں کے لیے لکھی جا رہی ہے جنہوں نے اسلام کے معاشی ڈھانچہ کا مطالعہ نہیں کیا اسلام کے اقتصادی معاشی نظام پر سینکڑوں تالیفات موجود ہیں جلوہ جاناں میں اس عنوان کو مختصراً لکھوں گا کہ سرسری جائزہ ہو سکے اور پتہ چل جائے کہ یورپین ممالک کا یہ انداز حکومت اپنا نہیں بلکہ اسلام سے مانگا ہوا ہے یا چوری کر کے اپنا لیبل لگا رکھا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

معیشت کی خوشحالی کا اعلان

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کی خوشحالی کا اعلان زبان نبوت سے اسطرح فرمایا ہے

فواللّٰہ لیوشکن المال ان یفیض فیھم حتی لا یوجد من یاخذہ (1)

اللہ کی قسم ایک وقت ایسا آئے گا کہ مال کی فراوانی اس قدر ہوگی کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا اس ارشاد گرامی کی روشنی میں اِس غیبی خبر کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں خلافت راشدہ کا مقدس دور سامنے لانا چاہیے کہ ہر فرد نے امن سکون کی زندگی گذاری لوگ صدقات لیے پھرتے تھے مگر کوئی لینے والا نہیں ملتا تھا اس اعلان مبارک کی تائید میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور یمن کے گورنر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے

---

(1) ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی : 714ھ)
البدایۃ والنہایۃ ص 77/5
ابن ھشام، السیرۃ، قدوم فروۃ مصیک المرادی، ص 413/1

درمیان ایک مکالمہ پر ناظرین غور کریں۔

ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن سے مرکز کیلئے وہاں زکوۃ بھیجی تو امیر المومنین سیدنا عمر فاروق نے فرمایا، آپ کو وہاں دولت اکٹھی کرنے کیلئے نہیں عوام پر خرچ کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے کہ فقراء غرباء کی ضروریات پوری ہوں، گورنر یمن سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کی حضور پورے یمن میں اب کوئی زکواۃ لینے والا نہیں سبھی برسر روزگار ہیں اور خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔(1)

اسلام کے معاشی نظام کا جائزہ لینے کیلئے اسکے چند ایک اہم قواعد وضوابط کا جائزہ لیا جائے تو کسی حد تک سمجھا جاسکتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پہلا اہم ضابطہ تلاش رزق ہے

اسلامی معیشت کے چند اہم ضوابط میں پہلا ضابطہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ اسلام کسی فرد کا بیکار رہنا پسند نہیں کرتا اُسے محنت سے کام کرنے اور حلال رزق تلاش کرنے کا حکم دیتا ہے اور کسی کو کسی پر بوجھ بننے کی اجازت نہیں دیتا ظاہر ہے جب ہر شخص کمانے اور محنت کرنے کی فکر میں ہوگا تو اپنے گزر اوقات میں خود کفیل بھی ہوجائے گا کسی کا محتاج بھی نہیں ہوگا اس تلاش رزق کے ضابطہ کو قرآن مقدس نے سورہ الجمعہ شریف میں اسطرح ارشاد فرمایا ہے

واذاقضیت الصلوٰۃ فانتشروفی الارض وابتغو

امن فضل اللہ(2)

جب (عبادت سے فارغ ہوجاؤ تو زمین پر پھیل جاؤ اور رزق تلاش کرو۔

اسی عنوان کو سورہ مزمل شریف میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔

---

(1) ابو یوسف، کتاب الاموال، ص 378/2

(2) الجمعۃ 10:62

وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ(1)

(اور کتنے) لوگ ہیں جو زمین پر اللہ تعالیٰ کے رزق کو تلاش کرتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے اس عنوان کو مزید تقویت ملتی ہے۔

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ(2)

حلال معیشت کا تلاش کرنا فریضہ عبادت کے بعد بڑا فرض ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی مزید تائید ہے۔

لا یقعد احدکم عن طلب الرزق(3)

کوئی بھی طلب رزق کی جدوجہد سے بزدل ہو کر نہ بیٹھ جائے اور اپنا بوجھ دوسروں پر ڈالے رکھے۔ ہر انسان پر ضروری ہے کہ وہ جائز اسباب معیشت میں سے کسی سبب کو ضرور اختیار کرے جس سے رزق حلال حاصل کر سکے۔ ہاں یہ بات ذہن میں رہے اسلام مطلقاً رزق کمانے کا حکم نہیں دیتا کہ جیسے چاہے کمائے، جو چاہے کھائے اس نے اس سلسلہ میں حلال رزق کمانے اور حلال کھانے کی پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جو کسی بھی مسلمان پر لازم ہے، حتیٰ کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے مقدس و مبارک رسولوں کو بھی یہ حکم دیا ہے

یاایہاالرسل کلوا من الطیبات(4)

(اے (مقدس) رسولو پاک چیزوں سے کھاؤ۔ دوسری جگہ سورہ مائدہ شریف میں اس طرح ہے

کلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً(5)

جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے رزق دیا ہے اس سے حلال طیب کھاؤ اسلام نے ہر شخص کو حلال کمانے کا درس

---

(1) المزمل73 :20

(2) البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 128/6

البیہقی، شعب الایمان، المستون من شعب الایمان وھو باب، الرقم 8482، ص 251/1

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، باب فی فضل الکسب والبحث علیہ، ص 410/1

(4) المومنون 51:23

(5) المائدہ 5 :88

دے کر معیشت کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت سنوارنے کا بھی راستہ بتایا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسرا ضابطہ یکسانگی ہے

اسلامی معیشت میں دوسرا ضابطہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ رزق حاصل کرنے میں تمام افراد یکساں حقدار ہیں یہ کام کسی ایک جماعت، قوم یا گروہ کا ٹھیکہ نہیں کہ صرف وہی رزق کمائے اور اپنی زندگی کو اپنی مرضی پر چلائے۔ قرآن مقدس نے متعدد مقامات پر اس عنوان کو ذکر فرمایا ہے ایک مقام پر اس طرح ارشاد ہے۔

و فی السماء رزقکم وما توعدون (1)

تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمانوں میں ہے۔ دوسری جگہ یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا (2)

زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

تیسری جگہ اس طرح ارشاد ہے

وجعلنا لکم فیہا معایشی (3)

تمہارے لئے زمین میں معیشت کے سامان بنائے ہیں۔ چوتھی جگہ یہی عنوان اس طرح ہے۔

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا (4)

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ بنایا جو زمین میں ہے، پانچویں جگہ یہی عنوان اس طرح ذکر ہے۔

ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم (5)

---

(1) الذاریات 22:51

(2) ھود 6:11

(3) الحجر 20: 15

(4) البقرہ 29:2

(5) الانعام 151;6

غربت اور تنگدستی کی وجہ سے اولاد کو ہلاک نہ کرو ہم ہی تمہیں اور انہیں روزی دیتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تیسرا ضابطہ ترغیب ہے

اسلام میں معیشت کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں جو تیسرا ضابطہ دکھائی دیتا ہے وہ ترغیبات ہیں کہ اسلام نے امیر کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنے غریب بھائی کا خیال کرے اس کی ضروریات کو پہچانے اس کی دستگیری کرے۔ حضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ ضرورت سے زائد مال کو حاجت مندوں میں خرچ کر دو۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا جس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال ہے وہ دوسرے کو دیدے جس کے پاس زادراہ نہیں۔(1)

حضرت سعید فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مختلف ضروریات کا حکم دیا یہاں تک کہ ہم سمجھے ہیں ضرورت سے زیادہ مال رکھنے کا حق نہیں(2)

اس سے پتہ چلا اسلام نے معیشت کو بہتر بنانے کیلئے ایک دوسرے سے ہمدردی، حسن سلوک کے اصول کو رائج فرمایا ہے اور یہ ترغیب معیشت میں بڑی اہمیت رکھتی ہے، ہمیں چاہئے گھر، محلّہ، بستی، شہر، ملک میں یہ ترغیبی ضابطہ اپنائیں۔

ترغیب کا ایک پہلو اس طرح بھی ہے جسے احیاء العلوم میں امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر پر خرچ کرنے سے کہیں زیادہ ثواب ہے کہ کسی غریب ضرورت مند کی حاجت پوری کر دی جائے۔(3)

چوتھا ضابطہ فضول خرچی سے رکنا ہے

اسلامی معیشت کے بہتر ہونے میں چوتھا ضابطہ جو دکھائی دیتا ہے وہ فضول خرچی سے رکنا

---

(1) البانی ،مشکوۃ ،باب آداب السفر ،الرقم3898،ص388/2
المسلم ،الجامع الصحیح ،المواسات بفضول المال ،الرقم3258،ص143/4
ابن حبان ،الصحیح ،ذکر البیان بأن اثر النصۃ،الرقم5510،ص372/22
(2) ابن حبان ،الصحیح ،ذکر البیان بأن اثر النصۃ،الرقم5510،ص372/22
(3) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،باب فضل الکسب والبحث علیہ ،ص410/1

ہے اور کفایت شعاری سے کام لینا ہے۔ آج ہر شخص مہنگائی کا رونا روتا ہے، اپنی ضروریات کی بھرمار سے نالاں دکھائی دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس مشکل کا حل صرف تنخواہ کا زیادہ ہونا ہی ہے۔ کاش انسان اس مشکل پر قابو پانے کیلئے اسلامی معیشت کے ضابطہ فضول خرچی سے رکنے کو بھی اپنائے قرآن مقدس نے فضول خرچوں کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا۔ ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ لا یحب المسرفین (1)

بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچوں سے پیار نہیں فرماتا، دوسری جگہ پر فضول خرچی کی مذمت اس طرح ملتی ہے۔

ان المبذرین کانوا من اخوان الشیاطین ۔(2)

فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں ۔ اسلام فضول خرچی کو حرام قرار دیتا ہے، کفایت شعاری، میانہ روی اور اعتدال کے اصول کو ترجیح دیتا ہے۔

الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ (3)

اخراجات میں میانہ روی سے معیشت آدھے سے زیادہ بہتر ہو جاتی ہے۔ قاضی حسن بن عبدالرحمٰن اپنی کتاب المحدث الفاصل میں فرماتے ہیں محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور خوبصورتی سے مسئلہ پوچھنا نصف علم ہے اپنے معاش میں میانہ روی اختیار کرنے سے آدھی مصیبت دور ہو جاتی ہے، آج اگر ہم اپنے گھر اور ملک کی فضول خرچیوں پر کنٹرول کر لیں تو نظام معیشت کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پانچواں ضابطہ ترتیب ہے

اسلامی معیشت کو نکھار دینے میں پانچواں ضابطہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ خرچ کرنے میں ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ بے ترتیبی اسلامی معیشت کے حسن کو خراب کر دیتی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی

---

(1) الانعام 14;6

(2) الاسراء 27;17

(3) الطبرانی، المعجم الکبیر ،الرقم 536،ص 261/11
البیہقی ،شعب الایمان ،الثانی والاربعون من شعب ،الرقم 6297،ص 86/14
الطبرانی ،المعجم الاوسط ،المیم من اسمہ محمد ،الرقم 6933،ص 11/15

اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا

وابداء بمن تعول (1)

خرچ کی ابتداء اس سے کر جس کا تو کفیل ہے۔ میرے بچے اہل وعیال جو میری کفالت میں ہیں وہ محروم رہیں اور دوسروں کی پرورش کا اہتمام ہو تو معیشت برباد ہو گی۔ حقوق کی بربادی ہو گی، اس اجمال کی تفصیل ایک اور ارشاد گرامی سے ملتی ہے۔ ایک شخص حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور میرے پاس ایک دینار ہے خرچ کیسے کروں تو فرمایا

انفقه علی نفسك(2)

(ضرورت ہے) تو پہلے اپنی ذات پر خرچ کر اس نے عرض کی دوسرا دینار بھی ہے تو فرمایا بیوی پر خرچ کر عرض کی تیسرا بھی ہے فرمایا خادم پر خرچ کر عرض کی ایک اور بھی ہے فرمایا

انت اعلم

تو بہتر جانتا ہے۔ اقارب میں جہاں ضرورت ہے خرچ کر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

چھٹا ضابطہ وصولیوں میں نرمی ہے

اسلامی معیشت میں چھٹا ضابطہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ اسلامی ریاست نے سرکاری وصولیوں کیلئے انتہائی شفقت، محبت اور نرمی کا ضابطہ وضع کیا ہے، امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔ آپ نے سابور علاقہ کے امیر کو حکم دیا کہ سرکاری واجبات وصول کرنے میں کسی پر سختی نہ کی جائے۔ ان کا سامان فروخت نہ کیا جائے نہ ہی ان کے کام کرنے والے جانوروں کو فروخت کیا جائے، تحصیل دار نے عرض کی حضور ایسی نرمی سے تو وصولی نہیں ہو سکے گی، تو فرمایا ہمیں حکم ہی یہی ہے کہ ضرورت سے زائد اشیاء سے وصول کریں چنانچہ تحصیل دار نے اس پر عمل کیا

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، لاصدقة الاان ظهر فی، الرقم 1337، ص 247/5
النسائی، السنن، ای الصدقة افضل، الرقم 2497، ص 315/8
المسلم، الجامع الصحیح، بیان ان الید العلیاء، الرقم 1716، ص 235/5

(2) ابوداود، السنن، فی صلة الرحم، الرقم 1441، ص 11/5

،فرماتے ہیں

فعلت بالذی اُمِرَبِی ولم انتقص من الخراج ،(1)

تحصیلدار صاحب کہتے ہیں جیسے حکم ہوا، ویسے ہی کیا وصولی پر سختی نہیں کی، وصولی کا ہدف بھی پورا ہوگیا لوگوں میں امن وسکون بھی رہا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے سفر سے واپس آرہے تھے کچھ لوگوں سے گزر ہوا جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا کہ بیت المال کو جزیہ کی رقم ادا نہیں کی گئی تھی، آپ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا وصولی نرمی سے کرو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ساتواں ضابطہ دولت کی گردش ہے

اسلامی معیشت کا ایک بہت بڑا اہم ضابطہ دولت کی گردش ہے اسلام دولت کا ایک جگہ پر منجمد رہنا پسند نہیں کرتا بلکہ اس کی گردش کو لازمی قرار دیتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ضرورت مند لوگوں تک جائے اور کسی کے پاس دولت کو سمٹ کر رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کروڑ پتی کو حکم ہے کہ وہ اپنی دولت کو غربا، فقراء میں تقسیم کرے کہ وہ لوگ اپنی ضروریات پوری کرسکیں اور کسی کے محتاج نہ ہوں۔ مال جمع کر کے رکھنے کی قرآن مقدس نے مذمت فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا ہے

”والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقو نہا فی

سبیل اللہ فبشر ھم بعذاب الیم“ (2)

جو لوگ مال کا خزانہ جمع کرتے ہیں اور فقراء پر خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب، دوسری جگہ پر بھی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

”الذین جمع مالا وعددہ ،ایحسب ان مالہ اخلدہ

کلا لینبذن فی الحطمہ“(3)

جو لوگ مال جمع کرتے ہیں اور گن گن کر رکھتے ہیں ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا

---

(1) ابی یوسف ،الخراج ،ص126/1

(2) التوبہ 34;9

(3) الھمزۃ 4,3,2;104

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث نقل ہے

”من احتکر فہو خاطی“(1)

جو شخص انسانی خوراک کو گرانی کی نیت سے جمع کرے وہ مجرم ہے، اسلام نے اس انداز سے اپنی معیشت کو امراء غربا میں مربوط رکھا ہے چونکہ اسلام اجتماعی نظام کو اہمیت دیتا ہے اور فطرتی اصولوں کو اپناتا ہے۔ اس نظام معشیت میں بھی اس اجتماعیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ جسے فطرتی طور پر کائنات میں اجتماعیت محسوس ہوتی ہے کہ کوئی شخص تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ کوئی امیر بغیر غریب کے کوئی غریب بغیر امیر کے نہیں رہ سکتا۔ امیر کو اپنے کام کے لئے غریب مزدور کی ضرورت ہوتی ہے۔ مزدور کو اپنی مزدوری حاصل کرنے کے لئے امیر کی محتاجی ہے۔ کوئی بڑا زمیندار بغیر محنتی کارکن کسان کے نہیں رہ سکتا اسے زمین ہموار کرنے، ہل چلانے، سہاگہ پھیرنے، بیج ڈالنے، فصل کاٹنے اٹھانے میں مزدور محنت کش کی ضرورت ہے۔ کوئی امیر خود محل بنا کر اس میں آرام نہیں کر سکتا۔ مزدور مستری، بڑھئی کا محتاج ہے لوگوں میں رزق کی کمی بیشی میں بھی یہی حکمت دکھائی دیتی ہے کہ دنیا کا نظام جاری رہے۔ اگر سارے امیر ہوتے تو مزدوری کون کرتا، کام کون سرانجام دیتا ایسے ہی اسلامی معیشت میں یہی فطری نظام جاری ہے صاحب مال کو حکم ہے کہ زکوۃ نکالے اور غرباء کو ادا کرے اسکی ضرورت کا احساس کرے۔ اس کے دکھ میں شریک ہو معیشت کا یہ حسین نظام کہ امراء غربا کی پرورش کا خیال کریں۔ اسلام کے بغیر کہیں نہیں پایا جاتا۔ مگر آج یورپ کے کسی علاقہ میں غریب کا احساس پایا جاتا ہے اور اس کی تنگی دور کی جاتی ہے تو یہ اسلام سے مانگا ہوا ہے یا چوری کیا ہوا ہے جس پر لیبل اپنی معشیت کا لگا دیا گیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) المسلم ،الجامع الصحیح ،تحریم الاحتکار فی الاقوات ،الرقم3012،ص312/8
عبدالرزاق ،المصنف ،ص203/8
ابی عوانہ ،المستخرج،الخبر النھی عن الاحتکار ،الرقم 1469،ص161/11
البیھقی ،السنن الکبری ،ص29/6

آٹھواں ضابطہ بیت المال سے امداد ہے

اسلامی معشیت کا آٹھواں نمایاں پہلو یہ ہے کہ بیت المال سے غربا فقراء کی امداد کی جائے ۔کتاب الاموال میں سیدنا عبداللہ ابن قیس سے روایت ہے۔سیدنا فاروق اعظم نے خطبہ دیتے فرمایا"لوگو ہم نے تمہارے لئے خوراک کے سلسلہ میں ماہانہ وظائف مقرر کردئے ہیں پھرانہوں نے پیانہ ہاتھ میں لے کر فرمایا جوحقدار لوگوں کواس مقررہ مقدار سے کم دے خدا اسے ایسا کرے یہ کلمات بد دعا تھی اور تنبیہ بھی۔ (1)

ایک موقعہ پر حضرت عمر نے عراق کے گورنرعبدالمجید بن عبدالرحمان کو لکھا کہ لوگوں کوان کے وظائف ادا کردو، گورنر صاحب نے جواباً لکھا تمام وظائف ادا کردئے گئے ہیں مگر رقم ابھی باقی ہے جو لوگ مقروض ہیں ان کے قرض ادا کردو۔گورنر عراق نے اس حکم پر بھی عمل کیااور لکھا قرضوں کی ادائیگی کے بعد بھی بیت المال میں رقم موجود ہےفرمایا غریب نوجوانوں کی شادیاں کردو چنانچہ اس حکم پر بھی عمل کیا گیااور پھر لکھا حضور بیت المال میں اب بھی رقم موجود ہےفرمایاوہ غیر مسلم غریب جوسرکاری رقم ادا نہیں کر سکتے انہیں دے دو کہ وہ اپنے ذمہ سے سرکاری بوجھ اتار دیں۔کہ وہ بھی ہمارے ملک کے باشندے ہیں۔(2)

سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلوایا میں حاضر ہوا تو میں نے ان کے سامنے جواہرات کے ڈھیر دیکھے آپ نے فرمایا اس دولت کواپنی قوم میں تقسیم کرو۔پھر ہم نے مستحقین کی فہرست تیار کی اور ہرایک ضرورت مند کو مال تقسیم کیا۔(3)

ایک موقعہ پر سیدنا امیر معاویہ نے سارا مال تقسیم کر کے فرمایا لوگو میں نے تمام مال بانٹ دیا ہے کہ تمہارا ہی حق تھا اگر پھر ہوا تو پھر تقسیم ہوگا کہ یہ دولت ہماری تو ہے نہیں امانت ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابویوسف ،الاموال ،ص 410/1

(2) ابویوسف ،الاموال ،ص 415/1

(3) ابویوسف ،الاموال،ص 414/1

نواں ضابطہ بھیک مانگنے کی مخالفت ہے

اسلامی معیشت کے ضابطہ میں ایک اہم پہلو یہ بھی دکھائی دیتا ہے کہ اسلام نے بھیک مانگنے کی مذمت فرمائی ہے کہ یہ عمل اسلامی معیشت کو داغدار کرتا ہے۔قرآن مقدس نے ایسے لوگوں کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ان کے چہروں سے گوشت غائب ہوگا اور بدشکل دکھائی دیں گے کسی سخت ضرورت کے بغیر سوال کرنے کو حرام فرمایا گیا ہے

'من کان له قوت یومه لایحل له السوال"(1)

جس کے پاس ایک دن کا خرچ بھی ہو اسے بھیک مانگنا حرام ہے اگر آج یورپ کے بعض علاقوں میں بھیگ مانگنے پر سختی سے پابندی ہے تو یہ ضابطہ دور اسلام کا ہی ہے جو انہوں نے اپنا رکھا ہے۔اور اپنوں نے بھلا دیا ہے۔امیر رشتہ داروں کو غریبوں سے حسن سلوک انکی ضروریات پوری کرنے کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے کہ وہ لوگ اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے اپنی عزت نفس کو مجروح کرنے سے بچائیں اور دروازوں پر بھیک نہ مانگتے پھریں۔بیت المال کے دروازے سے اسی لئے کھلے رکھے گئے کہ بھکاری پن کی لعنت ختم ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

دسواں ضابطہ وظائف کا تقرر ہے

کتاب الاموال میں بشر بن غالب سے روایت ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا،نومولود کا وظیفہ کب جاری ہوگا۔انہوں نے فرمایا اُس وقت سے جب اس نے آواز نکالی ہے۔(2)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک حکم میں فرمایا تھا کہ بچے کا وظیفہ اس وقت شروع ہوگا جب اس کا دودھ چھڑا دیا جائے گا مگر فوراً یہ حکم منسوخ کیا اور حتمی حکم جاری کر دیا کہ لوگو بچوں کو دودھ چھڑوانے میں جلدی نہ کرو ہم نے بچوں کی پیدائش سے ہی وظیفہ جاری کر دیا ہے۔یہی حکم تمام

---

(1) فتاوی عالمگیری ،ص549/5

(2) ابویوسف ،الاموال، ص399/1

اسلامی ریاستوں میں لاگو رہا چنانچہ بچے کی پیدائش سے وظیفہ جاری کر دیا جاتا رہا۔(1)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں آپ کے ہاں ایک عورت حاضر ہوا کرتی تھی ایک دن وہ نظر نہ آئی تو پوچھا وہ خاتون دکھائی نہیں دیتی جواباً عرض کی گئی آج رات ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے تو امیر المومنین نے فوری طور پر اس کے ہاں پچاس درہم اور ایک چادر بھیجی اور فرمایا یہ درہم تیرے بیٹے کا وظیفہ ہے اور چادر سے اس کے کپڑے بنالینا اور مزید فرمایا جب بچہ ایک سال کا ہوگا تو ہم وظیفہ ایک سو درہم کر دیں گے۔(2)

اسی مقام پر دوسری روایت اس طرح درج ہے عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا تیرے بچے کتنے ہیں اس نے عرض کی امیر المومنین میرے ساتھ تو ایک اچھا کنبہ ہے تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں تیرے ہر بچے کے لئے سوسو درہم مقرر کیا جاتا ہے۔ یورپ میں آج جو بچوں کا رواج چل رہا ہے تو یہ ایک اسلامی ضابطہ ہے جو انہوں نے اپنا رکھا ہے کاش اسلامی ممالک بھی اس پر عمل کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

گیارھواں ضابطہ انداز حکمرانی

اسلامی معیشت میں گیارھواں اہم کام جو دکھائی دیتا ہے وہ سربراہ ریاست کا انداز حکمرانی ہے اسلامی ریاست کا سربراہ دراصل قوم کا خادم ہوتا ہے ہمدرد ہوتا ہے اور قوم کے دکھوں میں شریک ہوتا ہے ایسے بے شمار واقعات خلافت راشدہ کے دور میں پائے جاتے ہیں۔

☆ کتاب الخراج میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا رعیت سے ہمدردی کا ایک اہم واقعہ اس طرح درج ہے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنین میں نے کھیت بویا تھا اہل شام میں سے ایک لشکر کا گاؤں سے گزر ہوا تو میرا سارا کھیت برباد ہوگیا آپ نے اس سے ہمدردی کے الفاظ فرمائے اور مبلغ دس ہزار روپے اس نقصان کا معاوضہ ادا فرمایا(3)

---

(1) ابویوسف ،الاموال ،ص400/1

(2) ابویوسف ،الاموال ،ص400/1

(3) ابویوسف ،الخراج، ص119/1

☆ایک موقعہ پر دور سے ایک شخص حاضر ہوا ابتدا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلا سوال یہ فرمایا

کیف اسعار ھم ۔(1)

وہاں پر چیزوں کا بھاؤ کیسا ہے اس نے عرض کی وہاں پر چیزیں سستی مل رہی ہیں تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان کے دور خلافت میں چیزیں سستی مل رہی ہیں یہ واقعہ عین انہیں دنوں کا ہے جن دنوں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور آپ زخمی حالت میں تھے مگر اس دکھ کے وقت میں بھی قوم کا احساس ہے معلوم ہوا سربراہ ریاست کا قوم سے حسین احساس بھی اسلامی معیشت کا ایک حصہ ہے جس سے معیشت کو حسن ملتا ہے۔

☆ایک موقعہ پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے نابینا شخص کو سوال کرتے دیکھا تو آپ وہاں رک گئے اور پیار سے اسے تھپکی دے کر پوچھا تم کون ہو اس نے عرض کی میں یہودی ہوں اور میں نے سرکاری خزانہ میں جزیہ جمع کرانا ہے اس کیلئے بھیک مانگ رہا ہوں امیر المومنین اسے گھر لائے اور حسب ضرورت رقم دی اور پھر بیت المال کے افسر کو بلا کر فرمایا اس قسم کے نادار محتاج لوگوں سے جزیہ نہ لیا کرو ایسے افراد کی ضروریات کا بندوبست کرنا تمہارے ذمہ ہے بیت المال سے اس کا گزارہ الاونس مقرر کرو کہ اسے پیٹ پالنے کیلئے بھیک نہ مانگنا پڑے فرمایا اللہ کی قسم یہ ناانصافی ہوگی جوانی میں ہم اس سے جزیہ لیں اور اس کے بڑھاپے میں اسے بے یارو مددگار چھوڑ دیں(2)

☆قوم کی خدمت ومحبت اور رہائشی خدمات کے انجام دینے کا عجز وانکساری والا واقعہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا اس طرح ملتا ہے

ان علیا کان یکنس بیت المال ثم یصلّی فیہ رجاء

ان یشھد لہ انہ لم یحبس منہ فیہ المال عن

المسلمین (3)

---

(1) تأریخ الرسل والملوك ،ذکر خبر سلمة ابن قیس ،ص403/2

(2) ابویوسف ،الخراج، ص126/1

(3) الذھبی ،تأریخ الاسلام، من توفی فیھا ،ص488/1

السیوطی ،تأریخ الخلفاء ،ص73/1

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال میں سے سارا مال تقسیم کرنے کے بعد وہاں خود جھاڑو پھیرتے پھر وہاں نماز پڑھتے کہ یہ جگہ قیامت کے دن اس بات کی گواہی دے کہ میں نے اس میں مسلمانوں کی ضروریات روک کر کوئی مال نہیں رکھا یہ واقعہ غرباء فقراء سے انداز محبت کو نمایاں کر رہا ہے ۔کتاب الاموال میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایسا ہی واقعہ ملتا ہے آپ نے قوم سے خطاب فرمایا کہ میں نے بیت المال سے بچا ہوا سارا مال تقسیم کر دیا ہے اگر پھر بھی بچ گیا تو وہ تم میں تقسیم ہو گا نہ ہوا تو ناراض نہ ہونا کیونکہ یہ سارا مال ہمارا تو ہے بھی نہیں یہ تو ملکی دولت ہے جو ہمارے پاس امانت ہے جو تمہارے لئے بھیجتا ہے۔(1)

☆اسلامی معیشت کے سلسلہ میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے احساس ذمہ داری کا ایک عظیم واقعہ اسلامی تاریخ کا اَن مٹ نقش ہے جو تاریخ طبری میں درج ہے فرماتے ہیں

والـلـه الذی بعث محمدا بالحق لو ان جملا هلك

بشط الفرات خشیت ان یسأل الله عنه (2)

اللہ کی قسم جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اگر اونٹ دریائے فرات کے کنارے بھوک سے مر جائے تو مجھے ڈر ہے قیامت کے دن مجھے اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔اسلامی معیشت میں صرف انسانوں کا مسئلہ ہی نہیں جانوروں کے بھوکے مرنے کا بھی احساس ہے۔

☆سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسی عنوان انداز حکمرانی کا ایک اور اہم واقعہ بھی ہے جو تاریخ میں موجود ہے آپ اپنے ملکی قومی احساس ذمہ داری کے پیش نظر رات کو گشت لگاتے اور حالات کا جائزہ لیتے ایک رات ایک جگہ پر آگ جلتی دکھائی دی تو آپ وہاں تشریف لے گئے وہاں پر ایک عورت نے آگ پر ہانڈی چڑھا رکھی ہے اور اس کے بچے بھوک سے بلک رہے ہیں آپ نے سلام فرمایا اور پوچھا بہن اس وقت ہانڈی میں کیا پک رہا ہے خاتون نے کہا صرف پانی ابل رہا ہے بچے بھوکے ہیں کھانے کو سامان نہیں صرف انہیں دلاسا دے رہی ہوں کہ ہانڈی پک رہی ہے تا کہ وہ کچھ انتظار کے بعد سو جائیں پھر اس خاتون نے کہا ہمارے اور عمر کے درمیان اللہ ہی فیصلہ فرمائے گا آپ نے اس خاتون

---

(1) ابو یوسف ،الاموال ،ص 414/1

(2) تأریخ الرسل والملوك، وفی هذالسنة كانت ،ص 408/2

ابن الجوزی ،الكامل فی التأریخ ،ص 472/1

سے فرمایابی بی عمر کو تیری اس حالت کی کیا خبر خاتون نے کہا خبر رکھنا اس کا کام ہے کہ وہ خلیفہ وقت ہے۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ جو آپ کے ساتھ گشت پر تھے فرماتے ہیں حضرت عمر اسی وقت اٹھے اور بیت المال گئے وہاں سے آٹا ، گھی اور دوسری ضروریات کی اشیاء خود اٹھا کر لائے حضرت اسلم فرماتے ہیں آپ نے آٹا نکالا اور گوندھا پھر خاتون سے فرمایا تم پیڑے بناتی جاؤ میں روٹی پکاتا ہوں کہ جلدی ہو جائے حضرت اسلم فرماتے ہیں آپ خود ہانڈی کے نیچے آگ روشن کرنے کیلئے پھونک مارتے دھواں آپ کی دھاڑی مبارک سے نکل رہا تھا کھانا تیار ہو گیا آپ نے خود بچوں کو تقسیم کیا اور کھلایا آخر میں عورت نے دعا دی اور کہا

جزاك الله خيرا انت اولى بهذا لامر من امير المومنين (1)

اللہ تجھے جزائے خیر دے خلافت کے سلسلہ میں تو عمر فاروق سے زیادہ لائق اور زیادہ بہتر ہے۔ سیدنا عمر فاروق اعظم نے اس خاتون سے کہا آپ دعا کریں جب کبھی تم عمر فاروق کے ہاں آؤ گی تو مجھے وہاں پاؤ گی۔

بارہواں ضابطہ مساوات ہے

☆ مساوات کا ایک معنی یہ ہے کہ ریاست کا ہر فرد آئین وعدالت کے کٹہرے میں یکساں دکھائی دے ایسا نہ ہو کہ غریب پھنس جائے تو سزا پائے امیر کا مسئلہ ہو تو بچ جائے اسلامی معیشت میں یہ ضابطہ انتہائی اہم ہے خلافت راشدہ کے دور میں بیسیوں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ مقدمہ پیش ہونے پر بڑے بڑے افراد کی جواب طلبی ہوئی ہے

☆ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پر مقدمہ ہوا اور آپ مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے قاضی کی عدالت میں گئے۔

☆ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے گورنر مصر عمرو بن عاص کی شکایت کی گئی تو آپ نے فوراً محمد بن مسلمہ کو حساب آڈٹ کرنے کیلئے بھیجا اور کسی قسم کی رعایت نہیں برتی گئی۔

---

(1) تاریخ الرسل والملوك ، ص 410/2

☆عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفتر میں شکایت آئی کہ مصر کے ایک گورنر عیاض بن غنم نے خلیفۂ وقت کے ایک حکم کی مخالفت کی ہے۔

آپ نے انہیں فوراً بلایا ان کے آنے سے پہلے ایک موٹا جبہ ایک عصا اور چند بکریاں منگوا لیں۔ جونہی گورنر صاحب آئے تو فرمایا یہ جبہ پہن لو عصا لے لو اور یہ بکریاں چراؤ۔ تمہارا باپ عیاض بھی یہی کام کرتا تھا۔ گورنری کی معزولی کی خبر سے تہلکا مچ گیا۔

☆اسی دور خلافت میں فاروق اعظم کے حضور حج کے موقعہ پر کسی نے ایک گورنر کی شکایت کی کہ انہوں نے بلاوجہ سزا دی ہے۔ فوراً گورنر صاحب کو بلایا گیا اور حکم دیا گیا کہ آپ بھی اسی طرح مار کھانے کو تیار ہو جائیں جیسے اس شخص کو آپ نے مارا تھا۔

خلیفۃ المسلمین کی اس سخت گرفت پر مدعی کو رحم آ گیا اس نے معاف کر دیا۔ تو سزا معاف ہو گئی۔

☆سعید بن عمر رضی اللہ عنہ ایک علاقہ کے گورنر ہیں ان کے متعلق یہ شکایات ملیں۔

(۱) رات کو نماز مغرب کے بعد دروازہ بند کر لیتے ہیں۔

(۲) دفتر دیر سے پہنچتے ہیں سائلین پریشان ہوتے ہیں۔

(۳) ہفتہ میں ایک دن چھٹی کرتے ہیں جس سے مسائل کے حل ہونے میں دیر ہوتی ہے

(۴) بعض اوقات دفتر میں بیہوش ہو جاتے ہیں تو سارا دفتری نظام معطل ہو جاتا ہے اپنا علاج کرائیں۔

خلیفۃ المسلمین نے اس وفد کی شکایت پر فوراً گورنر صاحب کو بلا لیا اور جواب دینے کا حکم دیا تو آپ نے مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے ترتیب وار جوابات دیئے۔

(۱) دن بندوں کیلئے ہے اور رات خدا کیلئے رکھی ہے کہ عبادت کر سکوں۔

(۲) دفتر اس لئے دیر سے پہنچتا ہوں کہ بچوں کیلئے ناشتہ خود تیار کرتا ہوں ملازم نہیں ہے۔

(۳) ہفتہ میں ایک دن چھٹی اس لئے کرتا ہوں کہ اپنے کپڑے خود دھوتا ہوں۔ کپڑوں کا جوڑا ایک ہی ہے۔

(۴) بیہوش ہونے کی وجہ میری کوئی بیماری نہیں بلکہ جب کبھی سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی پھانسی کی موت یاد آتی ہے۔ تو یہ حالت ہو جاتی ہے۔ اب لوگ مطمئن ہوئے۔ خلیفۃ المسلمین نے ایک ٹیم کو حکم دیا کہ

سعید بن عمر گورنر کے علاقہ میں جا کر زکوۃ کے حقدار لوگوں کی فہرست بنا کر دفتر کو پیش کرو کہ انہیں بیت المال سے زکوۃ دی جا سکے۔ چنانچہ ٹیم نے جائزہ لینے کے بعد جو فہرست مرکزی دفتر کو پیش کی۔ تو اس میں زکوۃ لینے والوں میں سرفہرست نام اسی علاقہ کے گورنر حضرت سعید کا تھا۔

☆ مساوات کا دوسرا معنی یہ ہے۔ کہ نظام معیشت کو بہتر رکھنے بہتر بنانے میں اپنی اولاد کے اندر مساوات کو ملحوظ رکھا جائے۔ کسی بیٹے یا بیٹی کی محبت پر دوسرے کو محروم نہ کیا جائے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے نعمان بن بشر فرماتے ہیں ان کے والد انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کی حضور میں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام ہبہ کے طور پر دے دیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے جواباً فرمایا کیا تو نے اپنے سب بچوں کو اس طرح کا ایک ایک غلام ہبہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی جی نہیں ایسا تو نہیں کیا۔ تو فرمایا

اتقوا اللہ واعدلوا فی اولادکم فرجع الی فرد تلک

الصدقہ (1)

خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری کرو۔ تو میرے باپ نے وہ عطیہ مجھ سے واپس لے لیا

اسی عنوان سے دوسری روایت میں اسطرح ہے۔

فلا تشھد اذا فانی لا اشھد علی جور (2)

تو اب مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم پر گواہ بننا نہیں چاہتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تیرہواں ضابطہ ذمہ داری ہے

اسلامی معیشت میں ایک اہم ضابطہ یہ بھی ہے کہ ہر فرد کی خوراک، لباس، آسائش، علاج، تعلیم کیلئے مناسب سہولتیں مفت حاصل ہوں۔ اگر خدانخواستہ کبھی بیت المال خالی ہو تو دولت مندوں کو اس ذمہ داری میں اسلامی ریاست شریک بنائے۔ اس سلسلہ میں حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی

(1) المسلم، الجامع الصحیح، کراھۃ تفیض بعد الاولاد فی، الرقم 3055، ص 370/8

(2) المسلم، الجامع الصحیح، کراھۃ تفیض بعد الاولاد، الرقم 3056، ص 371/8

النسائی، السنن، ذکر اختلاف الفاظ الناقلین، الرقم 3621، ص 460/11

الاحمد، المسند، حدیث النعمان بن بشیر۔ الرقم 17640، ص 321/37

راہنمائی کرتا ہے۔

ان فی المال لحقاً سوی الزکوٰۃ (1)

کہ تمہارے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

وآتی المال علی حبہ

کا ارشاد گرامی اسی عنوان کا مؤید ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال میں غربا فقراء کا حق ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چودھواں ضابطہ مقامی ضرورت ہے

اسلامی معیشت میں ایک اہم ضابطہ یہ بھی دکھائی دیتا ہے۔ کہ دور والے ضرورت مندوں کی نسبت قریب کے حاجتمندوں پر پہلے توجہ دی جائے۔

اس ضابطہ کے ضمن میں حضور ﷺ کا وہ ارشاد راہنمائی کرتا ہے۔ جو آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی ذمہ داریاں سپرد کرتے فرمایا تھا۔ کہ یمن والوں کو پہلے توحید ورسالت کی دعوت دینا وہ مان جائیں۔ تو انہیں پنجگانہ نمازوں کی پابندی کا حکم دینا۔ پھر انہیں فریضہ زکوٰۃ سے آگاہ کرنا اوران کے امیروں سے زکوٰۃ وصول کرنا۔

توخذ من اغنیاء ھم وترد علی فقرائھم (2)

یعنی زکوٰۃ وہاں کے دولت مندوں سے لے کر وہاں کے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے۔ اور زکوٰۃ وصول کرتے ان کے عمدہ مالوں کو نہ لیا جائے اور مظلوم کی بددعا سے بچنا۔

اس حدیث کی تشریح میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا ممنوع ہے (3)

(1) الترمذی ،السنن، ماجاء ان فی المال حق سوی ،الرقم 595،ص 67/3

(2) البخاری،الجامع الصحیح ،وجوب الذکوۃ ،الرقم 1308،ص 201/5

ابوداود ،السنن، فی ذکوۃ الصائمۃ ،الرقم 1351،ص 380/4

الترمذی ،السنن، ماجاء فی کراھیۃ اخذ خیار ،الرقم 567،ص 18/3

(3) المرقات ،ص 119/4

تاہم فقہاء احناف نے ایسا کرنے کو نا جائز تو نہیں کیا مگر مکروہ لکھا ہے۔

ویکرہ نقل الزکوٰۃ من بلد الی بلد (1)

ایک مرتبہ خراسان کے عامل نے وہاں کی زکوٰۃ شام کے بیت المال کو روانہ کردی اس وقت کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے معلوم ہونے پر وہ زکوٰۃ خراسان کے بیت المال کو واپس بھجوادی۔ اور ہدایت کی کہ اسے وہاں پر خرچ کیا جائے ہاں اگر شہر کے حقداروں سے یہ مال زیادہ ہے یا زکوٰۃ کا مستحق کوئی رشتہ دار شہر سے باہر ہے۔ یا اس شہر کے غربا کے خرچ کرنے سے دینے والا مطمئن نہیں۔ مثلاً یہ غریب اس رقم کو عیاشی یا فضول خرچی یا آوارگی یا خلاف شریعت استعمال کرتے ہیں۔ تو دوسری جگہ بھیجنے میں حرج نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پندرہواں ضابطہ ذاتی ملکیت ہے

اسلام میں معاشی نظام میں یہ صورت حال نہیں کہ اسلامی ریاست کا کوئی باشندہ کسی شئی کا ذاتی مالک نہیں ہوسکتا اس کا سب کچھ ریاست کے قبضہ میں ہوگا اس ضمن میں یہ پہلو بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اسلام ذاتی ملکیت کو انسانی حقوق میں سے ایک اہم حق تصور کرتا ہے۔ اور کسی شخص پارٹی حکومت کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کی ملکیت میں تصرف کرے۔ اسلام نے ایسے تصرف کو حرام و ناجائز قرار دیا ہے۔ اسلام کے اس ضابطہ ملکیت کے خلاف روس میں سوشلزم نے سر اٹھایا وہ ہانڈی کے اُبال کی طرح تھا جو بہت جلد وہیں پر ہی اپنی موت مر گیا۔ کسی کی ذاتی ملکیت میں بلا اجازت تصرف حرام ہے آج اس فرسودہ اور ناکام نظام معیشت کی موت پر کوئی آنکھ اشکباری کرنے والی نہیں، کسی کی جائز کمائی پر ریاست کا تصرف باطل و ناجائز ہے قرآن مقدس نے فرمایا

لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل (2)

ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ حاصل کرو ہمارے اپنے ملک پاکستان میں جب روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا تو پاکستان کی سرسبز زمین میں سوشلزم کا سرخ پرچم اڑنے لگا اور اس حکومت نے

(1) فتح القدیر، من یجوز دفع الصدقۃ، ص 221/4

(2) البقرہ 188;2

فیکٹریاں، کارخانے، سرکاری تحویل میں لے لئے۔ کسی علاقہ میں مالکوں کو کچھ نہ کچھ معاوضہ دیا گیا جو اس ادارہ کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر تھا۔ کسی کو وعدہ کیا گیا، مگر دیا نہیں گیا چار پانچ سال قوم ذلت کی راہوں پر دھکے کھاتی رہی ۔ پھر ایک دور حکومت آیا جس نے ناجائز طور پر ہتھیائی ہوئی جائدادوں کو واپس کیا اور کسی حد تک ملک میں امن قائم ہوا اور لوگوں کی ذاتی ملکیتیں بحال ہوئیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سولھواں ضابطہ وصیت پر پابندی

اسلام کے معاشی نظام میں جہاں اور بہت سے ضوابط ہیں مال کے اندر گردش پیدا کرنے اور زیادہ سے زیادہ مستحقین تک مال پہنچنے کے پیش نظر اسلام نے وصیت پر بھی پابندی لگا دی ہے مثلاً کوئی شخص وصیت کرتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کا مال فلاں شخص کو دے دیا جائے تو اسکی اس وصیت میں اس طرح کی ترمیم لازمی ہوگی کہ اسکے کفن، دفن اور قرض کی ادائیگی کے بعد اس کی ساری جائیداد کا تیسرا حصہ اس شخص کو دیدیا جائے گا جس کے حق میں مرنے والے نے وصیت کی ہے اور مال کے باقی دو حصے مرنے والے کے وارثوں، حقداروں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور یہ اس لئے اس کا سارا مال کسی معقول وجہ اور کسی شرعی ضرورت کے بغیر کسی ایک شخص کے ہاتھ میں نہ چلا جائے بلکہ معاشرہ کے دوسرے حقداروں کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے ۔ اسلام کا یہ ضابطہ وصیت بھی ایک طرح سے حقداروں کے حقوق کا تحفظ ہے اور دولت کو مختلف افراد کے ہاتھوں رکھنے کی کوشش ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور اس کا نظام جہاد

اگر چہ مخالفین اسلام کو اسلام کے مختلف قواعد وضوابط اور احکام پر اعتراضات ہیں اور کرتے رہتے ہیں مگر اس کے حکم جہاد پر کچھ زیادہ ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں ۔ جہاد کا معنی کفار کے مقابلہ میں اپنی طاقت کو رضائے الٰہی کیلئے خرچ کرنا ہے اس کی کئی صورتیں ہیں ۔

۱۔ زبان سے حق وصداقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال سے جہاد کرنا۔

۳۔ حق وصداقت پر مبنی رائے کو صاف صاف کہنا۔

۴۔ اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے دشمنان اسلام کو جواب دینے میں قلم استعمال کرنا۔

۵۔ راہ حق پر ثابت قدمی کیلئے نفس وشیطان سے جہاد کرنا۔

۶۔ دشمنان اسلام کفار سے نمٹنے کیلئے تلوار کے ساتھ میدان میں اترنا۔

کفار کو جہاد کی صرف ایک شق پر شدید اختلاف ہے کہ اسلام تلوار سے لڑنے کا حکم دیتا ہے ، یہ بات یاد رہے اسلام کفار کے وجود کا دشمن نہیں اور نہ ہی جہاد کے ذریعہ سے کفار کو ختم کردینے کا حکم دیتا ہے بلکہ اسلام صرف کفر کے کبر وغرور کی مخالفت کرتا ہے دشمنان اسلام کے اس اعتراض پر حیرت ہے وہ خود اور دنیا کی تمام مہذب قومیں اس ضابطے کو تسلیم کرتی ہیں کہ اپنی جان وعزت کی حفاظت کیلئے جنگ کرنا اسکا فطری حق ہے مگر کفار یہی حق اسلام کیلئے تسلیم نہیں کرتے حیرت ہے دشمنان اسلام اپنے لئے تو ہر جائز وناجائز طریقے سے اقتدار کے خواہاں ہیں مگر وہ نظام جو عدل وانصاف کیلئے جہاد کا حکم دیتا ہے اس کے خلاف ہیں۔

مسئلہ جہاد کو سمجھنے کیلئے اس مثال پر غور کیا جائے اگر جسم پر پھوڑا نکل آئے تو اس کے علاج کا پہلا مرحلہ مرہم ہے کہ اس کے لگانے سے خراب مادہ نکل جائے، اگر مرہم کا لگانا بے سُود ثابت ہوا تو پھر دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ اس پھوڑے کو نشتر سے چیر دیا جائے کہ خراب مادہ خارج ہو جائے اور مریض بچ جائے ۔اگر پھوڑا اس علاج سے بھی نہ بچ سکا اور پھوڑے کا زہر آگے جسم میں سرایت کررہا ہے او رپورے جسم کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے تو آخری علاج یہی ہے کہ مریض کے عضو کو کاٹ دیا جائے، اور باقی جسم کو بچالیا جائے۔

ایسے ہی سمجھ لیا جائے انسانیت کے وجود پر کفر ایک زہریلا پھوڑا ہے اسکا پہلا علاج تو یہ ہے کہ کفار کو وعظ ونصیحت کی جائے کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اور اسلام کی مخالفت ترک کردیں۔ اور یہ وعظ ونصیحت کفر کے پھوڑے پر مرہم کی حیثیت رکھتی ہے اگر یہ پھوڑا اس نصیحت کی مرہم سے ٹھیک نہ ہوسکا تو پھر اس پر سالانہ فدیہ کا نشتر استعمال کیا جائے کہ اس نشتر کی وجہ سے اسلام دشمنی سے رکا رہے۔ اگر کفر کا یہ پھوڑا جزیہ کے اس نشتر سے بھی نہ بچ سکا اور خطرہ لاحق ہو گیا کہ پھوڑے کا زہر سارے جسم کو

برباد کردے گا تو ضروری ہے کہ یہ جسم کاٹ دیا جائے۔ تاکہ انسانیت کے باقی اعضاء اس زہر سے بچ سکیں۔ یہ کونسی بری بات ہے جس پر کفر نے طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اگر مال و دولت کے چوروں کیلئے سزائیں جائز ہیں اور حکومت کے باغیوں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکانا درست ہے تو ایمان کے ڈاکوؤں کا قتل کیوں جائز نہیں؟

جب کوئی حکومت اپنے باغی کا وجود پسند نہیں کرتی اور اسے سزا دیتی ہے تو اسلام کیلئے یہی حق کیوں نہیں مانا جاتا؟ کچھ جدید تعلیم یافتہ لوگ کہتے ہیں اگر کفر حملہ کردے تو جواب دے دو، پہل نہ کرو یہ تو ایسے ہی ہے کہ کوئی کہہ دے جب تک سانپ نہ ڈسے مت مارو حالانکہ وہ ڈسے یا نہ ڈسے اس کے مارنے کا حکم ہے کہ وہ انسانی جان کا دشمن ہے اب نہیں تو کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتا ہے ایسے ہی کافر ایمان کا دشمن ہے حملہ کرے یا نہ کرے اسے سبق سکھا دو کہ وہ کسی وقت بھی اسلام دشمنی کا مظاہرہ کر سکتا ہے دشمن کے اس بے معنیٰ اعتراض پر کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اور قتل و غارت کا حکم دیتا ہے۔ ایک انگریز مورخ مسٹر ارنلڈ کی ایک تحریر پڑھ لیں جس میں اس نے خود زوردار لفظوں سے اس بھونڈے اعتراض کو ختم کردیا ہے وہ لکھتے ہیں "جب ہم اسلامی حکومت کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو اپنی عیسائی رعیت کے ساتھ اس قدر انصاف عدل اور مذہبی رواداری کا مظاہرہ کرتے دیکھتے ہیں تو واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلنے والا پروپیگنڈہ قابل تصدیق نہیں" (1)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں عام خیال ہے اسلام تلوار کے زور سے پھیلا مگر ہم اس سے موافقت نہیں کرسکتے کیونکہ زبردستی کی وجہ سے جو چیز کسی ظالم کو دی جاتی ہے وہ جلدی ظالم سے واپس بھی لے لی جاتی ہے اگر اسلام کی اشاعت جبر کے ساتھ کی گئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں اسلام دن بہ دن ترقی کر رہا ہے اس لئے کہ بانی اسلام کے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ کام کر رہا ہے۔

یہ بھی حیرت ہے خدا اور انبیاء علیہم السلام کے باغیوں سرکشوں کو زمین ہڑپ کرلے تو کسی کو زمین پر غصہ نہیں آسمان پتھر برسا کر ہلاک کردے تو کوئی غصہ نہیں زلزلہ میں تباہی ہوگئی تو خاموشی ہے

---

(1) اسلامی تہذیب کے درخشاں پہلو، ص 130/1

دریا برباد کردے تو اعتراض نہیں جیسے آسمان زمین دریاء خدا کے لشکری ہیں اللہ تعالیٰ جس سے چاہے اپنے دشمن کی بربادی کا کام لے لے مچھر سے نمرود کو ہلاک کرادے چڑیوں سے ہاتھیوں کو مروادے، پانی سے قوم نوح کا صفایا کرادے۔ اگر وہی خدا اپنے نیک بندوں سے اپنے دشمنوں کو مروادے تو اس پر اعتراض کیوں ہے؟ انسان تو دوسری کائنات کی نسبت اس کا بہترین لشکری ہے جیسے دوسری مخلوق سے دشمن کا تباہ کرانا اللہ تعالیٰ کا اپنا ہی کام ہے ایسے ایمانداروں سے کفار کی بربادی بھی اسی کا اپنا ہی کام ہے جیسے غزوۂ بدر کے سلسلہ میں قرآن مقدس نے فرمایا

فلم تقتلوھم ولکن قتلھم اللہ ۔(1)

تم نے تو نہیں مارا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا نا معلوم یہود و نصاری جو تورات و انجیل کے شیدائی کہلاتے ہیں وہ حضرت یوشع بن نون حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہم السلام کے جہادوں کو کیوں نظر انداز کردیتے ہیں۔

کاش وہ مکاشفات یوحنا کو غور سے پڑھتے جن سے واضح ہے کائنات کے شروع سے یہ ضروری رہا ہے کہ خدا کے دین کو بلند رکھنے اور باغیوں کی سرکوبی کیلئے جہاد کرتے رہو، وہی جہاد آج بھی جاری ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فریضۂ جہاد

جہاد کا حکم 2 ہجری میں نازل ہوا قرآن مقدس فرماتا ہے

اذن للذین یقاتلون بأنھم ظلمو وان اللہ علیٰ نصر

ھم لقدیر ۔(2)

ان لوگوں کو قتال کی اجازت دے دی گئی ہے کہ ان کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ دوسری جگہ پر جہاد کے حکم کو اس طرح ارشاد فرمایا گیا

---

(1) الانفال 17;8

(2) الحج 39;22

وقاتلو افی سبیل اللہ الذین یقاتلو نکم ولا تعتدو ان

اللہ یحب المعتدین (1)

اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اس آیہ مقدسہ میں فی سبیل اللہ کے ارشاد سے معلوم ہوا مالی یا ذاتی مفاد کیلئے لڑنا جہاد نہیں ، جہاد صرف اور صرف دین اسلام کی سربلندی کیلئے ہے حد سے نہ بڑھنے کا معنیٰ یہ ہے کہ کفار کے بچوں ، معذوروں ، عورتوں ، ذمیوں کو قتل نہ کرو۔

حد سے نہ بڑھنے کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ کفار کو قتل کرنیکے بعد ان کے ناک کان کاٹنا انہیں بدشکل کرنا ہے اس سے روک دیا گیا ہے۔ تیسری جگہ پر یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

وقاتلو هم حتیٰ لاتکون فتنه ویکون الدین لله (2)

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی پرستش ہو۔ انسانی ہمدردی کے دعویدار کفار و مشرکین نے اسلامی جہاد کو قتل و غارت ، دہشت گردی اور تباہی سے تعبیر کیا شاید وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تمام جہادوں میں کفار ایک ہزار اور آٹھ مرے جبکہ ہمدردی کے جھوٹے دعویداروں کے ایک ایک بم سے ہزاروں لاکھوں مر گئے زمین برباد ہوگئی کاش وہ ہیروشیما کی تباہی پر نظر کر لیتے تو اسلام پر یہ بے معنیٰ اعتراض نہ کرتے جہاد کی فرضیت کے سلسلہ میں درج ذیل چند مراحل ہی ذہن میں رہنے چاہییں۔

پہلا مرحلہ:

حضور ﷺ پر تبلیغ فرض تھی جنگ کی اجازت نہ تھی کفار کی سختیاں برداشت کرنے کا حکم تھا

فاعفوواصفحو۔(3)

اسی کی تائید ہے۔

---

(1) البقرہ 190;2

(2) البقرہ193;2

(3) البقرہ109;2

دوسرا مرحلہ:

درگزر کا حکم ہے

فاقتلو المشرکین ۔(1)

کے حکم سے منسوخ ہو گیا جس سے آٹھ مہینے جنگ جائز رہی اور چار محترم مہینوں میں حرام۔

تیسرا مرحلہ:

یہ حرمت بھی اس آیہ سے منسوخ ہو گئی

وقاتلو المشرکین کافۃ۔(2)

مشرکوں سے خوب لڑو۔

چوتھا مرحلہ:

جہاد کی فرضیت میں چوتھی جگہ یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم۔(3)

تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے (بتقاضائے بشری)۔

پانچواں مرحلہ:

ارشاد ہوتا ہے

یاایھاالنبی جاھد الکفار و المنافقین ۔(4)

اے نبی کریم ﷺ کفار و منافقین سے جہاد کیجئے۔

چھٹا مرحلہ:

حضور سید عالم ﷺ کے ایک ارشاد سے بھی اسکی فرضیت واضح ہوتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

---

(1) التوبہ 5;9

(2) التوبہ 36;9

(3) البقرہ 216;2

(4) التوبہ 73;9

امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدو ان لاالٰہ الا اللہ(1)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس حد تک جہاد کروں کہ وہ توحید ورسالت کو مان لیں۔

یہ امر وجوب کیلئے ہے استحباب کیلئے نہیں۔حضور ﷺ نے اس عنوان کو اس طرح بھی فرمایا

الجھاد ماض الی یوم القیمۃ۔ (2)

جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،فان تابواواقاموالصلوۃ ،الرقم24ص42/1
المسلم ،الجامع الصحیح ،یقاتل الناس حتی یقولوا،الرقم33،ص118/1
ابوداود ،السنن، علی مایقاتل المشرکین ،الرقم 2270،ص232/7

(2) الطبرانی ،المعجم الاوسط ،من اسمہ عبدالرحمن ،الرقم4931،ص488/10
تذکرۃ الحفاظ،ص207/1

پانچواں باب

تقویٰ

اسلام دین تقویٰ ہے

اسلام نے ہی نیکی، پرہیزگاری، اور پارسائی کا درس دیا کہ لوگ برائی، بے حیائی اور لغویات سے بچیں ۔ اسلام ہی وہ مقدس دین ہے جس نے شراب کو رجس اور شیطانی کام فرمایا اس کا نام ام الخبائث رکھا۔ پولوس کی تعلیم میں شراب کو ہاضمہ درست رکھنے کے لئے پینے کا حکم دیا گیا ہے، (1) ،تمطاؤس کا یہ نظریہ یورپ میں اس طرح پھیلا کہ خدا پناہ ہزاروں شراب خانے کھل گئے ،لوگوں نے تفریح طبع کے لئے اس کا استعمال شروع کیا ہے۔ پولوس کے اس قول پر لوگوں نے عمل تو شروع کیا مگر حقیقت یہی ہے کہ اسی گروہ کے دانا ،بینا لوگوں نے شراب نوشی کو برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے۔ محکمہ حفظان صحت نے شراب کو معدہ ،جگر، دل ودماغ کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت کیا ہے۔ علم اخلاق کے ماہرین نے بھی یہ صاف صاف بتایا ہے کہ شراب کے استعمال سے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ اقتصادی طور پر شراب نوشی سے فقروفاقہ آتا ہے اور مال کی بربادی ہوتی ہے، شراب نوشی سنگین قسم کے جرائم کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

یہود ونصاری نے پولوس کی عبارت کو شراب نوشی کا جواز بنالیا، ہندوؤں نے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے بتوں پر شراب کے چڑھاوے کا رواج ڈالا اور اپنی زندگی کو اس لعنت سے برباد کیا ۔ بعض ہندو قوموں نے تو شراب میں عمدگی پیدا کرنے کے لئے اس کا نام ہی گنگا جل رکھ دیا۔ اسلام نے شراب نوشی کو قطعاً حرام قرار دیا (2)

تھوڑی ہو یا زیادہ، نشہ دے یا نہ دے، پینے کو ناجائز وحرام فرمایا ۔ اسی طرح زندگی کو برباد کرنے والی دوسری شئے زنا ہے جسے اسلام نے نہائت اہم انداز میں حرام قرار دیا

"لاتقربوالزنا" (3)

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ اگرچہ بعض مذاہب میں زنا کو حرام کہا گیا مگر جس شدومد سے اسلام نے اسے حرام فرمایا دنیا کے کسی نظریہ حیات میں اس کا جواب نہیں ملتا۔

---

(1) تمطاؤس ،ص 21/5

(2) المائدہ 90;5

(3) الاسراء 32;12

اسلام نے زنا کے اسباب ووسائل کو بھی حرام فرمایا جو زنا کی طرف لے جاتے ہیں ۔مرد عورت کا بے تکلف میل جول،ہنسی مذاق اور دل لگی،ایک جگہ پر رہائش،ایسے معاملات پر بھی سختی کی ہے کہ یہ صورتیں زنا تک پہنچادیتی ہیں ۔اسلام نے زنا کو بُرا راستہ فرمایا،زانی جو راستہ بنا کر دوسرے کے گھر تک زنا کے لئے پہنچتا ہے دوسرے لوگ بھی اسی راہ پر چل کر اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں ۔قرآن مقدس نے اس عنوان کی اہمیت کو اس طرح بھی بیان فرمایا

"ولا متخذی اخدان"(1)

کسی مرد کی کوئی عورت دوست نہ ہو اور کوئی عورت کسی مرد کی دوست نہ ہو۔کہ یہ دوستیاں زنا تک پہنچائیں گی قرآن مقدس نے زنا کی برائی سے بچنے کے لئے اس طرح بھی فرمایا ہے

"قل للمؤمنین یغضوامن ابصارھم "(2)

ایمانداروں سے کہہ دیجئے نگاہیں نیچی رکھا کریں'

'ویحفظو افروجھم" (3)

اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔اسی طرح عورتوں پر بھی حکم لاگو کیا گیا

"وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن "(4)

ایماندار خواتین سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اس پر مزید حکم فرمایا۔

"وذروا ظاھر الاثم وباطنہ "(5)

گناہوں کا اندرونی اور بیرونی حصہ بھی بالکل چھوڑ دو ۔غرض جس قدر اسلام نے انسانوں کو تقوی پرہیزگاری اور پارسائی کا درس دیا ہے دنیا کا کوئی مذہب اس کا جوب نہیں رکھتا۔

اسلامی تعلیمات میں نیکی ،اخلاص ،حسن سلوک ایسے اہم ضوابط بھرے ہوئے ہیں قرآن مقدس نے نیکی کا ذکر اس طرح بھی فرمایا ہے

---

(1) المائدہ 5;5
(2) النور 30;24
(3) النور 30;24
(4) النور 31;24
(5) الانعام 120;6

"ولکن البر من اتقی" (1)

نیکی تقوی میں ہے۔اسی عنوان پر سورۂ مائدہ شریف میں اس طرح بیان فرمایا گیا

"وتعاونوا علی البر والتقوی "(2)

نیکی اور خدا ترسی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔انسان سے بھلائی تو نیکی ہے ہی اسلام نے تو جانوروں سے بھی بھلائی،نیکی کا حکم دیا ہے۔

اپنے خاندان سے حسن سلوک کرنے والے کو بہتر بتایا گیا ہے۔اولاد کو اچھی تربیت دینے والے کو جنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ بلی کو عذاب دینے والے کیلئے دوزخ اور کتے کو پانی پلانے والے کیلئے مغفرت کا حکم فرمایا گیا۔اسی ضمن میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی

فی کل کبد رطبة اجر (3)

ہر جاندار جو تازہ جگر رکھتا ہے یعنی زندہ ہے اس سے بھلائی کرنا باعث اجر ہے۔نوافل کی ادائیگی بہترین شئی ہے۔مگر پرہیز گاری بہت ہی بڑا عمل ہے۔(4)

کتاب الفرقان میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہے حضور ﷺ کے ہاں ایک نوافل پڑھنے والے عابد کا ذکر ہوا اور ایک پرہیز گار کا تو آپ نے فرمایا۔نوافل میں لگا رہنا پرہیز گاری کے برابر نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔اسی عنوان پر دوسری روایت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس طرح ملتی ہے ۔

آپ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے مجھے یمن روانہ فرمایا تو ہدایات فرمائیں اور پھر فرمایا ۔اے معاذ شائد اس سال کے بعد تو مجھے نہ مل سکے۔شائد تو میری اس مسجد اور قبر سے گزرے گا۔معاذ رضی اللہ عنہ یہ سن کر روئے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

---

(1) البقرہ189;2

(2) المائدہ 2;5

(3) امام مالک،الموطا، ماجاء فی الطعام،الرقم1455،ص458/5
البخاری،الجامع الصحیح،الایثار علی الطرق،الرقم2286،ص353/8
ابوداود،السنن، مایومر به من القیام،الرقم2187،ص92/7

(4) الاحمد،المسند،حدیث معاذ بن جبل،الرقم21640،ص33/45

ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا(1)

میرے زیادہ قریب متقی لوگ ہوں گے جو بھی ہوں جہاں بھی ہوں۔ آپ کے قرب کی خوشخبری متقی لوگوں کیلئے ہے۔

دنیا بھر کے مذہبی نظاموں کو دیکھا جائے تو کوئی اپنے نسلی امتیاز سے قد اونچا کرتا دکھائی دیتا ہے،کوئی زبان کے انداز سے بلند ہوتا نظر آتا ہے۔ کسی نے اپنے رنگ کو امتیاز قرار دے رکھا ہے جیسے ہندوستان میں برہمنوں کو یا اسرائیلیوں میں بنی لادی کو یا عرب میں قریش کو۔ اسلام ہی وہ مقدس دین ہے جس نے انسانیت کی ان عارضی دیواروں کو مسمار کر کے بندے کو بارگاہ قدس تک پہنچایا اور انسانی امتیاز صرف پرہیزگاری اور تقوی کو قرار دیا۔

ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (2)

تمام انسانوں میں سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے۔ جو پرہیزگاری، خداخوفی میں سب سے بڑا ہے ۔اسی عنوان کو حضور ﷺ نے اپنے عظیم خطبہ میں اس طرح ارشاد فرمایا۔

لا فضل لاحمر علی اسود او کما قال ﷺ(3)

کسی گورے کو کالے پر کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اگر برتری ہے تو صرف تقوی پر ہے۔اسلام نے ہی اس امتیاز نسل، رنگ، رنگت کو ختم کیا۔ بلال حبش سے، سلمان فارس سے، صہیب روم سے آتے ہیں اور عربوں کے سروں کا تاج بن جاتے ہیں۔ اسلام ہی ہے جس نے تمام ملکوں اور سب قوموں کی شیرازہ بندی کیلئے بطور دین واحد کام کیا ہے، اور لوگوں کے لئے ہموار سطح پیدا کی ہے۔

پتہ چلتا ہے اسلام کی بنیادی تعلیم نہ اختلاف نسل ہے، نہ اختلاف زبان اور نہ ہی اختلاف رنگ ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد خداشناسی پر ہے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ قرب الٰہی کے حصول کیلئے رضاء الٰہی کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔ یہ خاصہ صرف اور صرف اسلام کا ہی ہے دنیا کے تمام ادیان مذاہب اس کے جواب سے قاصر ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الاحمد ،المسند ،معاذبن جبل ،الرقم 21640،ص 33/45

(2) الحجرات 13;49

(3) الاحمد ،المسند ،حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ ،الرقم 22391،ص 478/47
عبداللہ بن مبارک ،المسند ،ربکم واحد،الرقم 240،ص 245/1

تقوی کی علامات

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں غیر اللہ کو اختیار نہ کرے اور ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں جانے۔ حیدر کرّار سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ متقی کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہ پر قائم نہ رہے اور اپنی عبادت پر غرور نہ کرے، حضرت ابراہیم ادھم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تقوی یہ ہے کہ خلق تیری زبان میں اور ملائکہ تیرے کاموں اور پروردگار تیرے دل میں عیب نہ پائے۔ حضرت واقدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تقوی یہ ہے کہ جس طرح تو اپنے بدن کو خلقت کیلئے لباس وغیرہ سے آراستہ کرتا ہے، ایسے ہی اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے سجائے رکھ۔ حدیث شریف میں یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو شبہ کی چیزوں سے بچے۔ جلیل القدر لوگوں میں اس کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

سیدنا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اپنے کسی مقروض کے مکان پر قرض وصول کرنے کیلئے گئے۔ گرمی کی شدت تھی، صاحب خانہ کی دیوار کا سایہ تھا مگر سائے میں نہ کھڑے ہوئے، کسی نے دیکھا اور پوچھا اے امام صاحب! دھوپ تیز ہے سائے میں آجایئے۔ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہیں سائے میں کھڑا ہونا سود نہ بن جائے۔

ابن سیرین رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس گھڑے گھی تھا۔ خادم نے بتایا، ایک گھڑے سے مرا ہوا چوہا نکلا ہے آپ نے پوچھا وہ گھڑا کونسا ہے۔ خادم نے عرض کی وہ تو مجھے بھول گیا ہے، فرمایا تمام گھڑے گھی کے بھرے ہوئے ضائع کروادو کہ سب میں شبہ پیدا ہو گیا تھا۔

صوفیائے کرام کا موقف یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو اپنے یوم میثاق کے وعدے کو پورا کرے۔ قرآن مقدس میں تقویٰ کئی معنوں میں مستعمل ہے گناہ چھوڑنا، اخلاص، فرمانبرداری، توبہ، ایمان، شبہات سے بچنا۔

تقوی کے تین درجے ہیں۔ دائمی عذاب سے بچنا، عام گناہوں سے بچنا، اس چیز سے بچنا جو اللہ تعالیٰ سے روکے، قرآن مقدس نے مقام تقویٰ کی اہمیت اس طرح بھی بیان فرمائی ہے

ان اللہ مع الذین اتقوا(1)

(1) النحل128;16

بیشک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ایک اور مقام پر اس عنوان کی عظمت اس طرح ہے۔

ومن یتقی اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث
لایحتسب (1)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اسے ہر مصیبت سے محفوظ رکھے گا اور اس طرح اسے رزق دے گا کہ اس کے خیال میں بھی نہ ہو۔سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں اس کی عزت ہو وہ اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری اختیار کرے۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور قلب سلیم

اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ ایمان کو مزید حسین بنانے کیلئے دل کے سلیم ہونے کو بھی بڑی اہمیت دی ہے۔قرآن مقدس کے اس ارشاد سے قلب سلیم کی اہمیت واضح ہے

ولا تخزنی یوم یبعثون یوم لا ینفع مال ولا بنون الا
من اتی اللہ بقلب سلیم ۔ (3)

(اے اللہ) مجھے اس دن رسوانہ کرنا جس دن سب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔جس دن مال اولاد کام نہ آئیں گے ہاں جو قلب سلیم لے کر آئے۔قرآن مقدس نے دوسرے مقام پر دل کی اہمیت کو اس طرح بھی ذکر فرمایا ہے۔

ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ(4)

اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے۔حضور ﷺ نے اپنے ایک ارشاد گرامی میں دل کی عظمت کو اس طرح بھی بیان فرمایا ہے۔

---

(1) الطلاق 2;65

(2) الحاکم ،المستدرک ،حدیث سالم بن عبیدالنخعی ،الرقم7816،ص72/18
بغیۃ الحارث ۔ص320/1

(3) الشوریٰ 88,87,86;26

(4) الانفال 24;8

القلب بین اصبعی الرحمان (1)

دل رب قدوس کی قدرت کی انگلیوں کے درمیان ہے۔حضور سید عالم ﷺ نے دل کی عظمت کو ایک مقام پر اس طرح بھی ارشاد فرمایا ہے۔

الا ان فی الجسد مضغہ ان صلحت صلح الجسد کلہ

وان فسدت فسدالجسد کلہ الاوھی القلب ،(2)

آگاہ ہو جاؤ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔آگاہ ہو جاؤ وہ دل ہے۔دل کو رب قدوس جل مجدہ سے ایک خاص ربط ہے۔قرآن مقدس نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ عائذ کے بارہ میں فرمایا۔

لولا ان ربطنا علی قلبہا ۔(3)

اگر ہم نے اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیا ہوتا تو وہ راز ظاہر کر دیتی۔صوفیا کی نظر میں قلب کی اہمیت یوں بھی ہے۔وہ کہتے ہیں قلب مومن عرش الہی ہے جیسے عرش پر اللہ تعالیٰ کے خاص جلوے ہوتے ہیں قلب مومن پر بھی خصوصی تجلیات وارد ہوتی ہیں۔صوفیاء نے دل کی عظمت کو اس طرح بھی بیان کیا ہے۔

؎ درحقیقت داں کہ دل شد جام جم　　　　مے نماید اندر آں ہر بیش وکم

یہ جان لے دل جام جمشید کی طرح ہے اس میں چھوٹی بڑی ہر شی دکھائی دیتی ہے

؎ دل بود مرآت ذات ذوالجلال　　　　در دل صافی نماید حق جمال

دل ذات ذوالجلال کا مظہر ہوتا ہے صاف دل میں جمال حق جلوہ فرما ہوتا ہے

؎ حق نگنجد در زمین وآسمان　　　　در دل مومن بگنجد ایں وآں

خدائے قدوس زمین وآسمان میں نہیں سماتا مومن کے دل میں سبھی کچھ آجاتا ہے

؎ مظہر شان الہی دل بود　　　　مظہر شانش کماہی دل بود

شان قدرت کا مظہر دل ہوتا ہے　کماحقہ اسکی شان کا مظہر دل ہوتا ہے

---

(1) الترمذی ،السنن، ماجاء اولو القلوب بین الاصحیح ،ص28/8

(2) المسلم،الجامع الصحیح ،اخذالحلال وترك الشبہات ،الرقم2996،ص290/8
ابن ماجہ ،السنن، الوقوف عند الشبہات ،الرقم3974،،ص482/11

(3) القصص10;28

قرآن مقدس نے ایک اور مقام پر دل کی عظمت کا ذکر اس طرح بھی فرمایا ہے۔

واذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم (1)

جب خدا کا ذکر ہوتا ہے۔تو دل تڑپ جاتے ہیں۔یہی عنوان دوسری جگہ پر اس طرح ملتا ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (2)

آگاہ ہو جاؤ اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ایک اور مقام پر یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

الذین آمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ (3)

ایمان والوں کے دل یاد الہی سے مطمئن ہوتے ہیں۔یہی عنوان قرآن مقدس میں ایک اور مقام پر اس طرح ملتا ہے۔

ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا (4)

جس شخص کے دل کو یاد الہی سے دور رکھا گیا اس کی اطاعت نہ کرو۔معلوم ہوا جو بار الہی سے وابستہ ہے قابل اطاعت اور لائق محبت ہے جو دور ہے باعث نفرت ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قلب کی وجہ تسمیہ

☆ دل کو قلب کیوں کہا جاتا ہے اس کی کئی وجوہ ہیں قلب کا لفظی معنی آتا ہے بدلنا جیسے قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

یقلب اللیل والنہار (5)

اللہ تعالیٰ دن رات کو بدلتا رہتا ہے غالباً اسے بھی قلب اس لئے کہا گیا ہے۔کہ لحہ بہ لحہ اس میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔خیالات بدلتے رہتے ہیں۔

☆ صوفیاء کی اصطلاح میں قلب ایک جوہر نورانی ہے۔جو مادہ سے مجرد روح اور نفس کی درمیانی شی

(1) الانفال 2;8

(2) الرعد 28;13

(3) الرعد 28;13

(4) الکہف 28;18

(5) النور 44;24

ہے۔وجود انسانی کا دارومدار اسی قلب پر ہے۔

☆اسے قلب کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ اپنے اصلی مقام کی طرف منقلب رہتا ہے۔دنیا سے آخرت کی طرف مائل ہوتا ہے۔

☆قلب کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے۔کہ یہ قلب اگر اپنی فطرت سلیمہ پر قائم رہتا ہے۔تو اس کیلئے تمام امور اسکی مرضی کے مطابق منقلب ہو جاتے ہیں اور وجود انسانی میں جیسے چاہتا ہے۔تصرف کرتا رہتا ہے۔

☆قلب کہنے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ قلب وجود کے حقائق کا ایک آئینہ ہے کہ عالم کے تغیرات قلب میں منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

☆بعض حضرات کے نزدیک عالم قلب کا آئینہ ہے کہ قلب اصل ہے اور عالم اسکی فرع ہے۔

☆قلب کا عام مفہوم گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو انسان کی بائیں جانب مخروطی شکل میں موجود ہے اگر قلب سے مراد صرف یہی گوشت کا ٹکڑا ہی مراد لیا جائے تو یہ گوشت کا ٹکڑا تو ہر انسان میں ہے وہ مومن ہے یا کافر۔

قلب سلیم کے عنوان میں اس طرح کا دل مراد نہیں بلکہ یہاں قلب کے دوسرے معنی مراد ہیں ۔ جو ایک روحانی لطیفہ ہے اور اسے جسمانی قلب سے وابستگی ہے اور یہی لطیفہ حقیقت انسانی کہلاتا ہے۔اور قلب سلیم سے مراد بھی وہی روحانی لطیفہ ہی ہے۔رہا یہ اشکال کہ حدیث شریف میں اسے مضغہ (لوتھڑا) فرمایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد یہی گوشت کا ٹکڑا ہے تو جواباً کہا جاسکتا ہے کہ مسائل کو محسوسات میں بیان کرنے کیلئے گوشت کے ٹکڑے کا ذکر فرمادیا گیا کہ محسوس کیا جاسکے اس گوشت کے ٹکڑے کی قدر و منزلت بھی ایک یقینی امر ہے۔کہ یہ قلب اس لطیفہ روحانی کی سواری کی حیثیت رکھتا ہے۔سوار کی قدر و منزلت کی نسبت سے سواری کو بھی احترام سے دیکھا جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دل کی مرکزیت

گزشتہ سطور میں حضور ﷺ کا ارشاد گذرا ہے

ان صلحت صلح الجسد كله ان فسدت فسد

الجسد كله اوكما قال ﷺ(1)

اگر یہ درست ہے تو سارا جسم درست ہے اگر یہ خراب ہے تو سارا جسم خراب ہے اس سے ثابت ہوتا ہے وجود انسانی میں اسے مرکزیت حاصل ہے یہ حاکم ہے اور تمام اعضاء اس کے محکوم ہیں دل چاہتا ہے تو آنکھ کھلتی ہے ورنہ بند ہی رہتی ہے، یہ چاہے گا تو سیر کے لئے قدم اٹھیں گے ورنہ نہیں، یہ چاہے گا تو زبان مصروف گفتگو ہوگی ورنہ خاموشی مسلط رہے گی، دل چاہے گا تو ہاتھوں کی طاقت کا ظہور ہوگا ورنہ کچھ بھی نہیں یا یوں کہہ لیا جائے کہ دل کمانڈر انچیف ہے اور اعضاء اس کے خدام ہیں سپاہی ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے ان اعضاء کو اس طرح دل کے مسخر کر رکھا ہے کہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے اس عنوان کو اس طرح ذکر فرمایا کہ یہ اعضاء اس طرح دل کے تابع ہیں جیسے فرشتے حکم خداوندی کے خلاف طاقت ہی نہیں رکھتے اعضاء بھی دل کے خلاف جرات ہی نہیں کر سکتے اعضاء کی طرح دل کی خفیہ فوج بھی ہے جس سے وہ بوقت ضرورت کام لے لیتا ہے اس باطنی قوت کو غضب سے تعبیر کیا جاتا ہے جب دل نے اپنے دشمنوں سے نمٹنا ہوتا ہے تو اپنی خفیہ فوج غضب کو میدان میں لے آتا ہے اگر کسی ملک کا کمانڈر انچیف باغی ہو گیا تو فوج بھی گئی خدا پناہ دل بہک گیا تو تمام اعضاء گمراہ ہو گئے۔

ضرورت ہے کہ دل اطاعت خدا اور مصطفیٰ امیں مصروف رہے تاکہ اعضاء بھی اسی کام میں لگے رہیں مجھے اپنے دل کا حال معلوم کرنے کے لئے دیکھ لینا چاہیئے، اگر میرے اعضاء گناہوں میں اسیر ہیں تو میرا دل سرکش و باغی ہے اگر اعضاء خوف خداوندی سے مرعوب ہیں تو اللہ کا شکر کرنا چاہیئے کہ دل نیاز مند ہے احکام خداوندی کا تابع ہے اگر غضب اور شہوت دل کے تابع ہو گئے تو پھر اس شخص

(1) البخاری، الجامع الصحیح، فضل من الاستبراء، الرقم 50، ص 90/1
المسلم، الجامع الصحیح، اخذ الحلال وترک الشبھات، الرقم 2996، ص 290/8
ابن ماجہ، السنن، الوقوف عند الشبھات، الرقم 3974، ص 482/11
الدارمی، السنن، فی الحلال بین، الرقم 2586، ص 26/8
البیھقی، السنن، ص 264/5

کے لئے سلوک کی راہیں آسان ہونگی قرآن مقدس فرماتا ہے

من جاھدفینا لنھدینھم سبلنا (1)

جس نے ہماری طرف آنے کی کوشش کی ہم اسے راستہ دکھادیں گے۔

☆ یا دل کے بارہ میں یوں سمجھ لیا جائے کہ وہ جسم کی سلطنت کا بادشاہ ہے اور یہی اس کا دارالخلافہ ہے اعضاء اس کے کارکن ہیں قوت عقلیہ اس کا ایک باتدبیر وزیر ہے جس سے وہ کام لے رہا ہے قوت غضبیہ اس شہر کی نگرانی کا کام دیتی ہے شہوت بھی غلام تو ہے مگر سرکش ہے مکار ہے فریبی ہے بظاہر خیر خواہی کرتا ہے مگر اس میں فساد اور زہر بھر دیتا ہے اگر بادشاہ امور مملکت میں اس سرکش کے کہنے پر عمل کریگا تو سلطنت میں بگاڑ پیدا ہوگا اور بادشاہ کے بہتر مشیر دل برداشتہ ہوں گے اگر اس غلام قوت شہویہ کو لگام دے کر رکھے گا تو امور سلطنت میں اعتدال پیدا ہوگا جو بہتر رہے گا اور کبھی غضب کو کم کر کے خواہشات سے تعاون چاہے گا تو جسم کی سلطنت میں نسبتاً امن وسکون کی فضا پیدا ہوگی۔

☆ یا دل کے بارہ میں یوں سمجھ لیا جائے کہ جسم ایک شہر ہے اور سینہ اس شہر کا قلعہ ہے اور اس قلعہ میں بادشاہ (دل) محفوظ ہے باہر سے دشمن (شیطان) اپنے مکروفریب سے اس کے اعضاء کو باغی بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے جب کبھی وہ اس کوشش میں کامیاب ہوجاتا ہے تو دل اسکے تیر کا شکار ہوجاتا ہے اگر دل کے لشکری وفادار رہیں تو دشمن ناکام رہتا ہے ایک اور روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے

اللھم اصلح الراعی والرعیہ (2)

اے اللہ حاکم اور رعیت کو درست فرمادے ایک معنی یہ بھی ہے دل بادشاہ اعضاء رعیت ہیں یا اللہ ان دونوں کی اصلاح فرمادے۔

☆ یا دل کے بارہ میں یوں سمجھ لیا جائے کہ جیسے برتن خالی ہو تو اس میں ہوا داخل ہوگی پانی سے بھر دیا گیا تو ہوا داخل ہونے کے سارے راستے بند ہوجائیں گے ایسے ہی دل کا حال ہے اگر اسے غیر اللہ کی یاد سے خالی کرلیا جائے تو انوار ومعرفت الٰہیہ کا گذر ہوگا ورنہ نہیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دل کے بارمیں اس طرح بھی ایک ارشاد ملتا ہے زمیں پر قلوب برتن الٰہیہ کی حیثیت سے ہیں زیادہ

---

(1) العنکبوت 69;29

(2) الابانۃ الکبری لابن بطۃ ،الزموفی آخرالزمان ،الرقم 767،ص280/2

محبوب برتن وہ ہے جو صاف ہو، نرم ہو اور نرمی اور سختی بیان فرمانے میں اشارہ ہے۔

اشداء علی الکفار رحماء بینھم (1)

کی طرف حضور سید عالم ﷺ کے ایک ارشاد گرامی سے واضح ہے

کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام (2)

ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنادیں مجوسی بنادیں یا عیسائی بنادیں معلوم ہوا پیدائش کے وقت بچے کا دل صاف شفاف اور فطرت اسلامی پر ہے جوان ہو کر جیسے جیسے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے سیاہ داغ لگتا ہے اگر ان سیاہ داغوں کے دھونے کا اہتمام نہ کیا جائے تو گمراہی کے خطرات شدت اختیار کر جاتے ہیں یہ سیاہی دنیا کے کسی پانی سے صاف نہیں کی جا سکتی ہاں شرم وحیا کے چند آنسو بہہ جائیں تو یہ داغ فوری دھل جاتے ہیں اس عنوان کو علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے اس طرح بیان فرمایا۔

ے موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

توبہ واستغفار، عجز وانکساری ان داغوں کے دھلنے کا بہترین علاج ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

التائب من الذنب کمن لاذنب لہ (3)

گناہوں سے توبہ کرنے والا اس طرح ہو جاتا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہیں دوسری جگہ یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

کیومئذ ولدتہ امہ (4)

---

(1) المغازی، غزوۃ الحدیبیہ، ص 250/1
ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ص 374/2
تہذیب سیرت ابن ھشام، ص 166/1

(2) البخاری، الجامع الصحیح، اذا اسلم الصبی، الرقم 1270، ص 143/5
عبدالرزاق، المصنف، 534/3

(3) ابن ماجہ، السنن، ذکر التوبۃ، الرقم 4240، ص 301/12

(4) البخاری، الجامع الصحیح، فضل الحج، الرقم 1424، ص 400/5

جیسے اسے اسکی ماں نے آج ہی جنا توبہ کے دو اہم ضابطے ہیں کیئے پر شرمندگی آئندہ نہ کرنے کا عہد گناہ پر ندامت نہ ہو تو توبہ ناقص ہے قرآن مقدس کا یہ ارشاد گرامی

توبواالی اللہ توبۃ نصوحاً اللہ(1)

کی طرف خالص توبہ کرو دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

توبوا الی اللہ جمیعاً (2)

سب اللہ کی طرف توبہ کرو، تیسری جگہ پر توبہ کی اہمیت اس ارشاد سے واضح ہے

ان اللہ یحب التوابین اللہ(3)

توبہ کرنے والوں کو محبوب جانتا ہے ابن ابی دینار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

التائب حبیب اللہ(4)

توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کو کس قدر خوشی ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے مسافر انتہائی پریشانی میں ہو اور اس کا اونٹ گم ہو جائے جس پر اس کا سارا سامان ہے بہت تلاش کرنے پر اونٹ نہیں ملا وہ مسافر تھک ہار کر سو جائے اور جب جاگے تو وہ اونٹ اس کے پاس موجود ہو جس قدر اس مسافر کو خوشی ہوگی اللہ تعالیٰ کو بندہ کے توبہ کرنے سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوتی ہے امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں ایک روایت نقل کی ہے جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو فرشتوں نے آپ کو مبارک دی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر وحی فرمائی اے آدم توبہ کرنے والوں کو قبروں سے خوشی خوشی اٹھاؤں گا وہ جو بھی دعا کریں گے قبول ہوگی۔(5)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) التحریم 8;66

(2) النور 31;29

(3) البقرہ222;2

(4) فیض القدیر ۔ص364/3

الغزالی ،احیاء علوم الدین ،ص108/3

(5) الغزالی ،احیاء علوم الدین ،ص108/3

قلب اور آئینہ

یا قلب کو آئینہ سمجھ لیا جائے دل کو آئینہ سے کئی وجوہ سے مشابہت ہے آئینہ کے اندر صورت نظر نہ آنے کی کئی وجوہ ہوتی ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ آئینہ بھی اچھا نہ ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ آئینہ تو اچھا ہے مگر اس میں میلا پن آ گیا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ جس شئی کا آئینہ میں عکس مطلوب ہے وہ سامنے نہ ہو چوتھی وجہ یہ ہے کہ چیز اور آئینہ کے درمیان آڑ ہو آئینہ قلب بھی ایسے ہی ہے اس میں بھی معاملات منکشف ہو جاتے ہیں مگر وہی چند وجوہ حجاب بن جاتی ہیں دل پر حقائق منکشف ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ

☆ دل ناقص نہ ہو جیسے بچوں کا دل اپنے اندر حقائق لینے سے کمزور ہے دل کے شیشے پر گناہوں کا میل نہ ہو۔

☆ حقیت مطلوبہ کی سمت سے پھرا ہوا نہ ہو۔

☆ بدعملی کے حجابات نہ ہوں جس حقیقت کو اپنے اندر لینا چاہتا ہے اس سے ناواقف نہ ہو۔

جب دل کی یہ کیفیتیں مکمل ہونگی تو حقائق کا منکشف ہو جانا بالکل آسان ہوگا آپ کو کبھی یہ بات سننے کا اتفاق پیدا ہوگا کہ ایسے واقعات کی نشان دہی کسی نے کر دی جو عرصہ بعد واقعہ ہوں گے یہ اس لئے ہو جاتا ہے کہ دل صاف ہے شفاف ہے میل سے پاک ہے حجاب بھی نہیں نور ربانی کی سمت ٹھیک ہے اس میں آنے والے حالات منکشف ہو جاتے ہیں اور یہ بندہ خدا انہیں دیکھ دیکھ کر بتا تا چلا جاتا ہے۔

ے دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اللهم اصلح الراعی والرعیه (1)

اے اللہ حاکم اور رعیت کو درست فرمادے اگر چہ اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ بادشاہ اور رعایا ٹھیک ہوں گے تو سلطنت ٹھیک رہے گی دل بادشاہ ہے اور رعایا اس کے اعضاء ہیں یہ دونوں ٹھیک رہیں گے تو جسم

---

(1) ابن بطة ،الابانة الكبرى ،الذموفی آخرالزمان ،ص280/2

امن میں ہے ورنہ فساد ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پہلی خصوصیت

دل کی پہلی خصوصیت علم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلب انسانی سے وابستہ ہے یہ علم دینی و دنیاوی اور حقائق عقلی پر مشتمل ہے علم کے ان تینوں شعبوں میں علم کی ہزاروں قسمیں پائی جاتی ہیں جو صرف اور صرف اس قلب انسانی کے ذریعہ سے ہی ظہور پذیر ہوتی ہیں ورنہ چھپی کی چھپی رہ جاتی ہیں ورنہ قوت شہویہ اور غضبیہ کے اثرات تو ہر دل میں پائے جاتے ہیں وہ دل کسی جانور کا ہی کیوں نہ ہو شیر یا بھیڑیے کو دیکھ کر بکری کا بھاگنا یا خوف سے آواز نکالنا اس امر کی دلیل ہے کہ حیوانات کے اندر بھی ادراک باطنی کی کیفیت ہے کہ وہ اپنے نفع نقصان امن وخوف کا ادراک رکھتے ہیں کسی جانور کے سامنے گندی خوراک رکھ دی جائے وہ منہ نہیں لگاتا تازہ گھاس اچھا بھوسہ دیا جائے تو شوق سے کھا لیتا ہے معلوم ہوا نفع ونقصان کی کیفیت کا مالک تو جانور بھی ہے اگر انسانی دل کو بھی صرف اسی پر قیاس کیا جائے تو فرق کیا رہ جائے گا لہذا علم کا تعلق صرف اور صرف قلب انسانی سے ہی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسری خصوصیت

دل کی دوسری خصوصیت ارادہ ہے ارادہ اس کیفیت کا نام ہے جب آدمی عقل سے کام سوچتا ہے اور اس کام میں بہتری جان کر کرنا چاہتا ہے وہ چاہت وہ شوق ارادہ کہلاتا ہے یہ صورت حال صرف انسانی قوت سے ہی وابستہ ہے اگر عقل ہوتی اور انجام کار بھی سوچا ہوتا اور شوق میلان پیدا نہ کیا جاتا تو عقل جیسی عظیم شے بھی بیکار ہو کر رہ جاتی قلب انسانی میں وہ علم ہے وہ ارادہ ہے، جس سے باقی تمام حیوانات محروم ہیں بلکہ اس عظیم نعمت سے نابالغ بچے بھی محروم رہتے ہیں کہ ان میں عقل تام اور مکمل ارادہ بھی بالغ ہونے کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں البتہ دلوں کے علم حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہو جاتا ہے جیسے غیر نبی کیلئے علم حاصل کرنے میں تعلم ہے، تکلف ہے۔

اور نبی کو اللہ تعالیٰ یہ علم بغیر تکلف کے عطا فرما دیتا ہے جیسے سیدنا کلیم علیہ السلام کو دودھ پلانے

کا مسئلہ پیش آیا فرعون نے شہر سے بہت سی دائیاں منگا ئیں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کی کوششیں کیں مگر آپ نے کسی کے پستان کو مس تک نہ کیا آپ کی بہن مریم جو اس وقعہ کو دیکھ رہی تھیں انہوں نے فرعون سے کہا

هل ادلكم علىٰ اهل بيت يكفلونه(1)

کیا میں ایسے گھر والوں کو نہ بتاؤں جو بہتر کفالت کر سکتے ہیں فرعون نے اجازت دے دی تو مریم اپنی والدہ عائذ کو لے آئیں جو نہی عائذ نے موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پیش کیا آپ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا قرآن مقدس نے اس معمہ کو اس طرح بیان فرما دیا

وحرمنا عليه المراضع

ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر تمام دودھ پلانے والیاں (سوائے عائذ کے) حرام کر دیں اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے بغیر کسی کا دودھ نہیں پیا معلوم ہوا نبی پیدا ہوتے ہی حلت و حرمت کے اصول جانتا ہے اور دنیا سے حصول تعلیم کا محتاج نہیں۔

☆ یا جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر جب قوم نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو طعنہ دیا کہ تیرے ماں باپ تو اچھے تھے تو نے یہ کیا کیا بغیر نکاح کے بچہ لے آئی تو آپ نے پنگھوڑے میں پڑے بچے (عیسیٰ علیہ السلام) کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے پوچھ لو واقعہ کیا ہے انہوں نے کہا ہم بچے سے بات کیا کریں گے تو آپ نے پنگھوڑے سے ہی جواب فرمایا

انی عبدالله اتانی الکتٰب وجعلنی نبیا(2)

میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب بھی دی ہے نبی بھی بنایا ہے کتاب دینے کے ذکر سے آپ نے اپنا رسول ہونا بھی ذکر فرما دیا ہے کہ صاحب کتاب رسول بھی ہوتا ہے، نبی بھی، کتاب کا علم تھا نبوت کا علم ہے۔

یہاں دیکھئے عیسیٰ علیہ السلام کو علم دے دیا گیا ہے، مگر حصول علم کے لئے کسی قسم کا تکلف نہیں

(1) القصص 12;28

(2) مریم 30;19

یا جیسے حضور ﷺ کا سیدہ حلیمہ سعدیہ کے دوسرے پستان کو نہ چوسنا کہ دوسرے کا حصہ ہے ایسے واقعات بتاتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے قلوب مقدسہ حصول علم کے لئے کسی قسم کے تکلف کے محتاج نہیں بلکہ جلیل القدر اولیاء اللہ کے قلوب مقدسہ بھی حضور ﷺ سے وابستگی تعلق اور قرب کے باعث مکاشفہ سے نواز لئے جاتے ہیں اور تکلف سے محفوظ کر لئے جاتے ہیں اور انہیں علم لدنی کی لازوال دولت بخش دی جاتی ہے ہم جیسے انسانوں کے قلوب تعلیم حاصل کرنے کے لئے تکلف اور اکتساب کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انعامات الٰہیہ

بندوں پر انعامات الٰہیہ اور انکی روحانی ترقیات بے پناہ و بے شمار ہیں

وان تعدو نعمۃ اللہ لاتحصوھا (1)

اگر تم انعامات کو شمار کرو تو کر سکتے ہی نہیں دلوں کے اندر یاد الٰہی محبت و معرفت کا نہ ہونا اس لئے نہیں کہ خدائے قدوس نہیں چاہتا بلکہ ہمارے دلوں کی آلائشیں نجاستیں معرفت الٰہی کو اندر آنے سے روکے رکھتی ہیں ورنہ رحمت الٰہی تو دل کے دروازہ پر دستک دیتی رہتی ہے جیسے حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے واضح ہے

ینزل اللہ تعالیٰ کل لیلۃ فی السماء الدنیا فیقول من

داع فاستجیب لہ او کما قال ﷺ (2)

اللہ تعالیٰ جل مجدہ ہر رات آسمان اول پر جلوہ گر ہو کر فرماتا ہے کوئی دعا مانگنے والا ہے اسے قبول کروں دوسری روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں

ھل من مستغفرا غفرلہ (2)

---

(1) النحل 18;16

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الدعاء فی الصلوٰۃ من فی واللیل، الرقم 1077، ص 315/4

المسلم، الجامع الصحیح، الترغیب فی الدعاء والذکر فی، الرقم 1261، ص 138/4

ابی داؤد، السنن، ای لیل افضل، الرقم 1120، ص 83/4

الترمذی، السنن، ماجاء فی مقد التسبیح بالید، الرقم 3420، ص 403/11

ہے کوئی معافی مانگنے والا اسے معاف کردوں رب قدوس جل مجدہ کی طرف سے نہ کمی ہے نہ بخل ہے وہ تو فرماتا ہے

من تقرب الی شبرا تقربت الیہ زراعاً او کما قال ﷺ (1)

جو میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میری رحمت اس کی طرف ایک گز بڑھتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تیسری خصوصیت

بظاہر تو دل صرف گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو مخروطی شکل میں ہر انسان کے پہلو میں ہے مگر رب کائنات نے جو اسے قوت دی ہے ہمت دی ہے وہ اسی کا ہی حصہ ہے قرآن مقدس کے اس ارشاد کی روشنی میں آپ اس کی ہمت کا اندازہ کر سکیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

”انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال

فابین ان یحملنہا واشفقن منہا و حملہا الانسان

انہ کان ظلوما جہولا“(2)

ہم نے آسمانوں، زمینوں پہاڑوں پر امانت کو رکھا انہوں نے اٹھانے سے معذرت کی تو حضرت انسان نے اٹھالیا۔ بے شک وہ ظالم تھا، جاہل تھا، آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کی معذرت کا ایک معنی یہ ہے کہ انہوں نے امانت میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا جو حکم ملا جیسے ملا اس کی تعمیل میں لگ گئے اس پر انحراف نہ کیا

”واشفقن منہا“

اور وہ اس سے ڈر گئے کہیں امانت میں خیانت سے اللہ کا غضب نازل نہ ہو امانت سے مراد تکلیفات شرعیہ ہیں۔ عبادات اور اخلاقیات ہیں جن سے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے معذرت کی اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا معلوم ہوا انسان کے دل میں جو قوت رکھی گئی ہے یہ اسی کا خاصہ ہے۔ رہا

(1) المسلم، الجامع الصحیح، فی الحض علی التوبۃ والفرح بہا، الرقم 4927، 291/13
للاحمد، المسند، ابی ھریرہ، الرقم 8983، ص 26/19

(2) الاحزاب 72:33

یہ مسئلہ کہ انسان نے اتنا بھاری بوجھ اٹھا کیسے لیا تو جواباً کہا جاسکتا ہے۔ آسمانوں، زمینوں پہاڑوں نے اس بوجھ کو دیکھا ڈر گئے معذرت کر دی مگر انسان نے یہ بوجھ نہیں دیکھا بوجھ اٹھوانے والے خدا کو دیکھا کہ جب وہ بوجھ دے رہا ہے تو اٹھانے کی طاقت بھی بخشے گا۔

صوفیاء کا طبقہ کہتا ہے اس امانت سے مراد احکام شرعیہ نہیں کہ اس میں انسان کی تخصیص نہیں جن اور ملائکہ بھی مکلّف ہیں صوفیاء نے کہا ہے امانت سے مراد عقل کا نور ہے اور عشق کی آگ ہے یعنی انسان عقل کے نور سے استدلال کر کے معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے اور عشق کی آگ سے دوئی کے حجابات کو جلا کر معرفت کی طرف بڑھتا ہے

انسان اتنا بڑا عظیم کام کرنے پر بجائے انعام کے ظالم اور جاہل فرمایا گیا یہ کیوں؟ مولانا جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ظلم یہ تھا کہ انسان نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تا کہ بقاء سرمدی حاصل کرے اور جہالت یہ تھی کہ حق کے بغیر جو کچھ تھا اس نے اپنے دل کی لوح سے مٹا دیا۔ یہ خصوصیت صرف اسی کا حصہ ہے جس سے کائنات پوری محروم ہے۔

ابن ماجہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ انسانوں میں بہتر انسان کون ہے فرمایا محموم القلب، عرض کی گئی محموم القلب کون ہے۔ فرمایا جس کا دل صاف ہو، ستھرا ہو، متقی ہو اس کے دل میں حسد نہ ہو کھوٹ نہ ہو (1)

سیدنا عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے۔ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا حضور خدا زمین میں ہے یا آسمان میں تو فرمایا بندہ مومن کے دل میں سے ارض وسما کہاں تیری وسعت کو پاسکے۔ میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے (2)

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شیطانی حربے

(1) ابن ماجہ، السنن، الورع والتقوٰی، الرقم 4206، ص 261/12

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان مثل القلب بالاضافة الی العلوم خاصة، ص 218/2

قلب سلیم کو برباد کرنے کے لئے شیطان بے شمار حربے استعمال کرتا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) ایمان سے ہٹا کر کفر میں پھنسا دیتا ہے۔

(۲) بندے کو گمراہی اور بدعات میں جکڑ دیتا ہے۔

(۳) صحیح العقیدہ بندے کو کبیرہ گناہ میں لے جا کر گمراہ کر دیتا ہے۔

(۴) پرہیز گار آدمی سے معمولی معمولی گناہ کروا کر کبیرہ گناہوں کا عادی بنا دیتا ہے۔

(۵) متقی آدمی کو لغو اور بیہودہ کاموں میں مصروف کر کے منزل سے گرا دیتا ہے۔

(۶) اعلیٰ کام سے روکنے کے لئے ادنیٰ کاموں میں دلچسپی اور لگن پیدا کر دیتا ہے جیسے کسی عالم دین کو درس و تدریس وعظ و نصیحت سے ہٹا کر کر صرف نوافل پڑھنے پر لگا دے اور اس کی وہ دینی تبلیغ جس سے ہزاروں بندے استفادہ کرتے تھے وہ ختم کر دے عالم دین کا وعظ و تبلیغ درس و تدریس یہ اشاعت دین تھی جس سے مخلوق خدا کو نفع تھا نوافل پڑھنا اس کا خالصتہ ایک ذاتی عمل ہے جس سے قیامت کے دن اسی کو ہی فائدہ ہو سکے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اصلاح عقیدہ

قلب سلیم کے لئے بڑا ہی ضروری ہے کہ آدمی صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔ رب قدوس جل مجدہ کے اللہ ہونے پر ایماں ہو، عقیدہ ہو کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں وہ کسی کا محتاج نہیں پوری کائنات اس کی محتاج ہے، وہ بے نیاز ہے وہ عقل میں نہیں سماتا ایماں میں آتا ہے اس کی ذات اور صفات ازلی ہیں ابدی ہیں وہ ہر عیب نقص، کمی سے پاک ہے

حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا قائل ہونا عقیدہ توحید کی تکمیل کے لئے بڑا ہی ضروری ہے اگر خدانخواستہ عقیدہ رسالت میں کمزوری ہے تو سمجھ لیا جائے کہ عقیدہ توحید بھی زخمی ہے۔ اتاری گئی آسمانی کتابوں، فرشتوں، جنت، دوزخ حشر نشر پر ٹھوس عقیدہ بھی قلب سلیم کے لئے نہایت ہی ضروری

ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نیت کا اخلاص

قلب سلیم اور کسی بھی کام کے لئے نیت کا درست ہونا دین میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے

قرآن مقدس نے اس اخلاص کے عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا

"لاتطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی

یریدون وجھہ"(1)

ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی ذات کا ارادہ رکھتے ہیں یہاں پر ارادہ سے مراد نیت ہے اخلاص کے اس عنوان کو حضور ﷺ نے اسطرح بیان فرمایا

"انما الاعمال بالنیات"(2)

اعمال کی مقبولیت کا مدار نیتوں پر ہے اگر اس عمل میں اخلاص ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود اس عنوان پر امام مسلم رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے اسطرح بھی روایت کی ہے کہ اللہ تعالی تمہارے اعمال اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے۔(3)

سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے اس طرح بھی نقل کیا گیا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں بندہ اچھے کام کرتا ہے فرشتے اس صحیفہ کو لے کر بارگاہ قدس میں جاتے ہیں حکم ہوتا ہے اسے نیچے پھینک دو اس شخص کے عمل کرنے میں میری نیت نہیں تھی اور پھر کسی اور کے صحیفہ پیش کرنے پر حکم ہوتا ہے اس کے لئے یہ بھی

---

(1) الانعام 52:6

(2) البخاری۔الجامع الصحیح،بدء الوحی،الرقم 1،ص 3/1
المسلم،الجامع الصحیح،قولہ ﷺ انما،الرقم 3530،ص 14/10
ابی داؤد،السنن،فیما عنی بہ الطلاق و النیات،الرقم،1882،ص 118/6
الترمذی،السنن،ماجاء فیمن یقاتل ریاء للدنیا،الرقم 1571،ص 202/6

(3) المسلم،الجامع الصحیح،تحریم ظلم المسلم،الرقم 4651،ص 427/12
ابن ماجہ،السنن،القناعۃ،الرقم 4133،ص 173/12
البیھقی،شعب الایمان،فصل فیما یقول العاطس،الرقم 10088،ص 409/21
النسائی،السنن،النیۃ فی الیحسن،الرقم 3734،ص 107/12

لکھ لو یہ بھی لکھ لو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ اس شخص نے تو یہ کام کئے ہی نہیں تھے اللہ تعالی فرشتوں کو جواباً فرماتا ہے اس نے ان کاموں کی نیت کر رکھی تھی۔(1)

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اخلاص نیت کے عنوان پر بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا ہے کہ ایک قوم پر قحط مسلط ہو گیا غلہ خوراک نایاب تھے۔ وہ بندہ ریت کے ٹیلے سے گزرا اور دل میں خیال کیا اگر یہ ریت کا ٹیلہ غلہ ہوتا تو میں اس شدت کے قحط میں یہ سارا ٹیلہ محتاجوں، ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا اس وقت کے نبی پر وحی ہوئی کہ اس شخص کو کہہ دو اللہ تعالی نے تیرا صدقہ قبول کر لیا اور تیرا حسن نیت محبوب ہے تجھے اتنا ہی ثواب دیا جتنا اس قدر غلہ کی خیرات سے دیا جاتا۔(2)

بخاری و مسلم نے احنف بن قیس ابی بکرہ سے روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

''اذالتقی المسلمان فالقاتل والمقتول فی النار''(3)

جب دو مسلمان تلواریں سونت کر لڑیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ قاتل تو جہنم میں گیا کہ اس نے مسلمان کے خون کو مباح جانا مقتول کیوں؟ فرمایا مقتول اس لئے کہ اس نے دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ عمل کا مدار نیت پر ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے نکاح کرنے میں حق مہر باندھا مگر دینے کی نیت نہیں تو بدکردار (زانی) کسی نے قرض لیا اور دینے کی نیت نہیں تو وہ چور ہے۔ اس ارشاد سے بھی اخلاص نیت کا عنوان واضح دکھائی دے رہا ہے۔

اخلاص نیت کے سلسلہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد مزید راہنمائی کرتا ہے آپ فرماتے ہیں تمام اعمال میں افضلیت اسکی ہے کہ بندہ خدا کے فرض کو فرض جانے۔ حلال کو حلال مانے

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ النیۃ، ص451/3

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ النیۃ، ص452/3

(3) البخاری، الجامع الصحیح، وان طائفتان من المومن، الرقم 30، ص54/1
المسلم، الجامع الصحیح، اذا تواجہ المسلمان یسفیھا، الرقم 5140، ص63/14
ابن ماجہ، السنن، اذا التقی المسلمان یسفیھا، الرقم 3954، ص459/11
البیھی، السنن الکبریٰ، ص190/8

حرام کو حرام سمجھے اور نیت کو درست کرے اسی ضمن میں حضرت سالم بن عبداللہ کا ارشاد جو انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ اللہ تعالی کی مدد بندے کو اسکی نیت کے مطابق ملتی ہے جسکی نیت کامل ہوگی اس کیلئے رب قدوس کی مدد بھی کامل ہوگی جسکی نیت ناقص ہوگی اس لئے مدد میں بھی کمی ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

توبہ کی نیت پر معافی

بخاری ومسلم کی ایک مشہور حدیث ہے جو نیک ارادہ خلوص نیت کے عنوان پر بصیرت افروز ہے امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں بھی نقل فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اس نے 99 قتل کئے تھے پھر احساس ہوا کہ جرم کر بیٹھا ہے اس وقت کے کسی بڑے عالم سے پوچھا کہ 99 قتل کرنے کے بعد توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ اس نے کہا، نہیں ایک قتل بہت بڑا جرم ہے تم نے تو سو/100 قتل کیا تو اس مجرم نے اسے بھی قتل کر کے پورے 100 قتل کر دیئے، پھر وہ اور کسی عالم کے پاس گیا اس سے بھی وہی مسئلہ پوچھا کہ 100 افراد کے قاتل کو معافی مل سکتی ہے اس نے کہا ہاں مل سکتی ہے فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک اللہ کا بندہ رہتا ہے تم بھی ان کے ہاں ٹھہرو، عبادت کرو وہ مجرم اس راستہ پر چل پڑا راستہ میں فرشتہ اجل نے آلیا موت واقع ہوگئی۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوگیا کہ اسے کون لے عذاب والے کہتے تھے یہ سو بندے کا قاتل ہے عذاب میں جائے گا رحمت والے فرشتے کہتے تھے یہ توبہ کے ارادے سے نیک راہ پر چل رہا تھا۔ اسی دوران آدمی کی شکل میں ایک اور فرشتہ آیا دونوں نے اسے اپنا حکم مان لیا کہ جو فیصلہ وہ کرے گا دونوں کو قبول ہوگا۔ اس نے کہا تم زمین ناپ لو جس بستی کے قریب ہوگا انہی سے ہوگا۔ پیمائش کی گئی تو یہ بندہ نیکوں کی بستی کے قریب تھا تو اسے رحمت کے فرشتے لے گئے معلوم ہوا خلوص نیت کا عمل آدمی کو بام عروج تک پہنچا دیتا ہے اس نے وہ عمل کیا ہو یا نہ اس قاتل مجرم نے توبہ کی نیت کی ہے ابھی توبہ کی نہیں کہ موت نے آلیا اور وہ ارادہ توبہ پر ہی بخش دیا گیا (1)

(1) المسلم، الجامع الصحیح، یقول توبۃ القاتل، الرقم 4967، ص 338/13

،ایک دوسری روایت میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے اللہ تعالی نے بروں کی بستی کو فرمایا تو دور ہو جا اور نیکوں کی بستی کو حکم دیا تو قریب ہو جا چنانچہ اس قاتل کو نیکوں کی بستی کے قریب ہونے کی بنا پر معاف کر دیا گیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جب عزرائیل علیہ السلام اسکی روح قبض کرنے آئے تو اس شخص نے اپنا سینہ نیکوں کی بستی کی طرف کر دیا تھا۔ اس روایت کو طبرانی نے بھی نقل کیا ہے۔

اس مبارک عنوان کی تائید حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے مزید ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا

نیت المومن خیر من عملہ(1)

مومن کی نیت اس کے عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عبادت کی روح اخلاص ہے

قرآن مقدس نے ایک مقام پر اخلاص کو عبادت کی اصل ارشاد فرمایا ہے

وما امرو الا لیعبدواللہ و مخلصین لہ الدین(2)

انہیں یہی حکم دیا گیا کہ رب کی عبادت میں اخلاص پیدا کریں دوسری جگہ پر یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

الا الذین تابو واصلحوا واعتصمو و اخلصوا دینھم(3)

جو لوگ ایمان لائے توبہ کی حالات کی اصلاح کی دامن خداوندی سے وابستہ ہو گئے اور اپنے دین کو خالص کیا امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان کے تحت حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد نقل کیا ہے فرمایا

مومن کا دل تین باتوں میں خیانت نہیں کرتا

۱۔ اللہ کیلئے عمل میں اخلاص پیدا کرنا۔

۲۔ اللہ کیلئے نصیحت کرنا

۳۔ جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا۔

---

(1) السلسلۃ الصحیفۃ نیت المومن خیر من عملہ، الرقم 2216، ص244/5

(2) البینۃ 5:98

(3) النساء 146:4

اسی ضمن میں امام ابن جوزی نے اپنی کتاب ''موضوعات'' میں یہ روایت درج کی ہے

مامن عبد یخلص للہ العمل اربعین یوماً الا

ظہرت ینابیع الحکمہ من قلبہ علی لسانہ(1)

کوئی ایسا آدمی نہیں جو اللہ تعالیٰ کیلئے کسی کام میں چالیس دن اخلاص پیدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی زبان پر حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اخلاص نہ ہو تو عمل برباد ہے

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم جلد چہارم میں اسی عنوان کے تحت نقل کیا ہے قیامت کے دن عالم سے پوچھا جائے گا میں نے تجھے دنیا میں علم دیا تھا تو نے کیا کیا وہ کہے گا، یا اللہ میں دین پڑھاتا رہا، پڑھتا رہا، دن رات دین کی خدمت کرتا رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تو نے تو یہ کام اس لئے کیا تھا کہ لوگ تجھے بڑا عالم کہیں تو وہ ہو گیا لوگوں نے تجھے بڑا عالم کہا اور مانا حکم ہوگا اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ معلوم ہوا نیت خراب تھی عمل برباد ہو گیا اسی طرح سخی سے پوچھا جائے گا کہ میں نے تجھے مال دیا تھا تو نے کیا کیا عرض کریگا غربا و فقراء میں تقسیم کرتا رہا مساجد و مدارس بناتا رہا حکم ہوگا تو جھوٹ بول رہا ہے تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ صدقہ و خیرات کا کام تو نے اس لئے کیا تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں گے۔ فیاض کہیں گے۔ سو وہ ہو گیا اب کچھ نہیں معلوم ہوا کہ کروڑوں پہلے کے صدقات و خیرات نیت درست نہ ہونے پر برباد ہو گئے یہی سوال شھید سے کیا جائے گا کہ تو نے دنیا میں کیا کیا عرض کرے گا تیرے نام پر مرا، کٹا، شھید ہوا، اسے بھی حکم ہوگا تو جھوٹ بول رہا ہے تیرا ٹھکانہ بھی دوزخ ہے۔ تو نے جنگ اس لئے لڑی کہ قتل ہو جانے پر لوگ تجھے شھید کہیں گے اور وہ ہو گیا سیدنا ابو ھریرہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ سب سے پہلے انہیں تین شخصوں سے جہنم بھڑکائی جائے گی۔(2)

---

(1) الشھاب القضائی، المسند، من اخلاص اللہ صباحا ظھرت، ص260/2

(2) الغزالی، احیاء العلوم الدین، باب فضیلۃ اخلاص، ص464/3

(استغفراللہ من کل ذنب واتوب الیہ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اخلاص کی طاقت

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اس عنوان پر اپنی کتاب احیاء العلوم میں بنی اسرائیل کے ایک عابد کا واقعہ نقل کیا ہے علاقہ کے کچھ لوگ اس عابد کے پاس آئے اور کہا یہاں پر ایک قوم آباد ہے جو خدائے قدوس کے بجائے ایک درخت کی پرستش کرتی ہے آپ علاقہ کے عظیم آدمی ہیں کچھ کریں کہ لوگ شرک سے بچ سکیں چنانچہ عابد غصے میں اٹھا کلہاڑا لیا اور یہ درخت کاٹنے کیلئے بڑھا۔ راستہ میں شیطان ایک بوڑھے کی شکل میں ملا اور عابد سے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں عابد نے بتایا کہ درخت کاٹنے کا منصوبہ ہے اس درخت سے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔ شیطان نے کہا کہ آپ اس دھندے میں نہ پڑیں اپنا کام کریں عبادت میں مصروف رہیں یہ قوم سخت ہے اس سے الجھاؤ اچھا نہیں عابد نے کہا میں نے ہر حالت میں درخت کاٹنا ہی ہے شیطان اور عابد میں جھگڑا ہو گیا عابد نے اپنی روحانی قوت سے شیطان کو گرا دیا۔ شیطان نے کہا آپ مجھے چھوڑ دیں میری دو ایک باتیں سن لیں، عابد نے چھوڑ دیا، شیطان نے کہا صوفی صاحب آپ پر درخت کاٹنا فرض تو ہے نہیں اور آپ اس کی عبادت کرتے بھی نہیں اگر کوئی دوسرا عبادت کرتا ہے تو اس کا گناہ آپ پر نہیں۔ عابد نے پھر شیطان کی پٹائی کی اور کہا بہر حال میں نے درخت کاٹنا ہی ہے شیطان نے عاجز ہو کر کہا آپ مجھے چھوڑ دیں میں آپ کے لئے روزانہ دو دینار کا اہتمام کر دیتا ہوں جس سے آپ اپنا ڈیرہ چلائیں غربا کو تقسیم کریں عابد مطمئن ہو گیا اور شیطان کو چھوڑ دیا۔ چند دن تک یہ پیسے ملتے رہے عابد خوش رہا کچھ دنوں بعد یہ رقم بند ہو گئی تو عابد کو پھر غصہ آیا کلہاڑا اٹھایا اور درخت کاٹنے کے لئے بڑھا راستہ میں پھر شیطان ملا پوچھا کہاں کا ارادہ ہے عابد نے کہا درخت کاٹنے جا رہا ہوں شیطان نے کہا اب ہوش کرنا صورت حال بدل گئی ہے شیطان نے عابد کو گرا دیا اور کہا واپس چلا جا ورنہ قتل کر دوں گا۔ عابد نے پوچھا یہ بتا پہلے میں کیسے غالب آ گیا تھا اب تو کیوں غالب ہے۔ شیطان نے کہا پہلے تیرے غصے میں اخلاص تھا اللہ کی رضا تھی اس لئے میں مار

کھا گیا اب اس مرتبہ تیرے غصے میں اخلاص نہیں تھا بلکہ رقم نہ ملنے پر انتقام تھا اس لئے تو مار کھا گیا ،معلوم ہوا کہ اخلاص کی قوت بہت زیادہ ہے۔(1)

اخلاص اور خلاصی

سیدنا معروف کرخی علیہ الرحمہ نے ایک موقعہ پر اپنے نفس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

اے نفس اگر تو چاہتا ہے کہ مشکلات سے خلاصی پائے تو تجھ پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام میں اخلاص پیدا کر ،اخلاص وہ قوت ہے جو دکھوں سے نجات، پریشانیوں سے چھٹکارا اور غموں سے امن کا باعث بنتی ہے۔(2)

حضرت یعقوب فرماتے ہیں مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپالے جیسے اپنی برائیاں چھپاتا ہے۔(3)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کو کہا کہ جس کی نیت خالص ہو اللہ تعالی اس کو کفائت کرتا ہے۔(4)

حضرت یحیٰی بن معاذ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اخلاص عیوب سے عمل کو ایسے پاک کر دیتا ہے جیسے دودھ خون سے الگ ہوتا ہے۔(5)

حضرت یحیٰی بن معاذ نے اسی عنوان پر ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

ایک شخص عورتوں کا لباس پہن کر عورتوں کی محافل میں شامل ہوا کرتا اور وہ پہچانا نہیں جا سکتا تھا ایک مرتبہ محفل میں کسی خاتون کا موتی گم ہو گیا چنانچہ اس کی تلاش کے لئے تمام خواتین کو باہر جانے سے روک دیا گیا کہ سب کی تلاشی ہو گی یہ بندہ شرم حیاء سے مر رہا تھا اپنے گناہوں پر شرم آئی خلوص دل

---

(1) الغزالی،احیاء العلوم الدین،فضیلۃ الاخلاص،ص465/3

(2) م-ن

(3) م-ن

(4) الغزلی،قوت القلوب،نیۃ المرء من عملہ،ص102/2
حلیۃ الاولیاء،عمر بن الخطاب،ص26/1

(5) الغزالی،احیاء علوم الدین،فضیلۃ الاخلاص،ص465/3

سے توبہ کی بارگاہ قدس میں عرض کی یا اللہ آج میری شرم رکھ لے میرا پردہ فاش نہ ہو آئندہ کے لئے یہ برا کام نہیں کرونگا عجز وانکساری سے کی گئی دعا رنگ لے آئی موتی کسی دوسری خاتون سے مل گیا تلاشی رک گئی یہ با عزت باہر آ گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس برے کام سے تائب ہو گیا۔(1)

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

ابو عبید تستری کا اخلاص

سفیان کہتے ہیں میں ایک دن ابو عبید تستری کے ساتھ کھڑا تھا وہ عرفہ کے دن اپنی زمین میں ہل چلا رہے تھے اتنے میں ان کے پاس کوئی شخص آیا اور آہستہ سے کان میں بات کہی اور ابو عبید تستری نے جواب میں کہا "نہیں" پھر بندہ آہستہ سے چلا اور غائب ہو گیا۔ میں نے ابو عبید سے سوال کیا حضرت یہ کون آدمی تھا جو آیا اور جواب سن کر چلا گیا آپ نے فرمایا یہ وقت کا ابدال تھا اور مجھے کہہ رہا تھا چلو آج یوم عرفہ ہے حج پڑھ آئیں میں نے انکار کر دیا۔(2)

سفیان کہتے ہیں میں نے پوچھا حضرت آپ حج پر چلے جاتے یہ تو آپ بہت بڑی سعادت کھو بیٹھے ہیں۔ ابو عبید تستری نے جواب دیا میں آج صبح گھر سے چلا ہوں تو زمین درست کرنے کی نیت سے چلا ہوں خیال تھا شام تک میں ہل چلا کر زمین ٹھیک کر لوں گا اس صورت میں اگر میں چلا جاتا تو نیت میں اخلاص نہ ہوتا تو غضب الٰہی کا سبب بن جاتا۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان پر ایک مجاہد کا ذکر فرمایا۔ وہ جہاد کے لئے نکلا راستہ میں سے کوئی توشہ دان خرید لیا کہ آگے جا کر اسے بیچ دوں گا نفع مل جائے گا خواب میں دیکھا دو فرشتے آسمان سے اترے اور مجاہدین کی فہرست تیار کرنے لگے اس کی باری آئی تو ایک نے کہا اسے مجاہدین میں مت لکھو بلکہ اسے تاجروں میں لکھو کہ یہ تو گھر سے تجارت کی غرض سے نکلا اور فلاں جگہ سے اس نے توشہ دان خریدا کہ بیچ کر نفع حاصل کرے گا۔ یہ مجاہد سخت پریشان ہوا بہت رویا اس کی عاجزی پر لکھنے

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، فضیلۃ الاخلاص، ص466/3

(2) م-ن

والے نے یوں لکھا اس نے دوران سفر توشہ دان خریدا تھا نفع کا خیال تھا خدا جو چاہے گا فیصلہ کر دے گا۔(1)

سری سقطی فرماتے ہیں اگر تنہائی میں اخلاص کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھ لے تو یہ عبادت ہزاروں عبادات پر حاوی ہے جن میں اخلاص کا فقدان ہو۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور عمل صالح

ایمانیات کے ذکر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی اعمال صالح کا بھی تذکرہ ہو قرآن مقدس نے ایک نہیں متعدد مقامات پر ایمان اور عمل صالح کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے

ان الذین امنو اوعملو الصلحت لھم جنت(3)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کیلئے جنت ہے۔ یہاں پر ایمان اور عمل صالح دونوں کو ایک ساتھ ذکر فرمایا گیا پہلے ایمان کا ذکر ہے کہ پتہ چل جائے عمل صالح کا مدار ایمان پر ہے اگر کوئی شخص مومن نہیں اور عمل صالح میں دلچسپی رکھتا ہے تو اس کے یہ اعمال صالح قیامت کے دن نجات کا سبب نہیں بن سکیں گے کہ یہ بندہ ایمان سے خالی تھا بہت سے کافر اچھے کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں جیسے ہندو، سکھ، بارش نہ ہونے پر خیرات کرتے ہیں امیر ہندو مسافروں کیلئے نل لگاتے ہیں سرائے بناتے ہیں مسافروں کیلئے سایہ دار درخت لگاتے ہیں تو ان کے یہ کام اچھے ہیں مگر قیامت کو نجات نہیں اس اچھے کام کا صلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے اگر مومن ہے اور اچھے کاموں سے محروم ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا عادی نہیں تو اسکی یہ صورت قیامت کے دن اسے عذاب میں مبتلا کرنے کا سبب بن جائے گی سزا کے بعد جنت میں بھیج دیا جائے گا کہ ایمان دار تھا۔ ایمان اور عمل

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، فضیلۃ الاخلاص، ص466/3

(2) م-ن

(3) البروج 11:85

(4)

صالح کے فرق کو یوں سمجھا جائے تو آسانی ہوگی کہ ایمان کا فائدہ صرف میری ذات کو ہے کہ قیامت کو بد عملی کی سزا بھگتنے کے بعد جنت نصیب ہوگی۔مگر میرے عمل صالح کا تعلق مخلوق خدا سے بھی ہے کہ کام اچھا میرا ہے میرے علاوہ فائدہ اس سے مخلوق خدا کو ہے اواس کی مخلوق کو فائدہ پہنچانا اسے بہت پسند ہے۔مسجد میں نے بنائی رقم میری خرچ ہوئی مگر نماز با جماعت کی ادائیگی کا فائدہ دوسروں کو بھی پہنچ رہا ہے کنواں میں نے بنوایا مگر اس سے فائدہ دوسری مخلوق کو بھی پہنچ رہا ہے لہٰذا میرے ایمان سے عمل صالح بارگاہ قدس میں قدر رکھتا ہے کہ ایمان کے بعد عمل صالح سے خود بھی فیض لے رہا ہوں اور لوگوں کو بھی فیض پہنچا رہا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔صوفیوں کا فقرہ بھی وزنی ہے۔

الخلق عیال اللہ(1)

مخلوق اللہ تعالیٰ کا خاندان ہے اسے عزیز ہے کہ اس پر رحم کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے اور اس پر ظلم کرنے سے وہ ناراض ہوتا ہے یہ بھی کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں میرے ایمان سے میرا عمل بہت آگے ہے۔آپ کے مکان کے لان میں سرو کا پودا لگا ہے جو بہت خوبصورت محسوس ہو رہا ہے آپ کے گھر کی زینت ہے حُسن ہے خوبصورتی ہے کوئی شک نہیں اور اسکے ساتھ ہی رکنوں یا سیب کا پودا ہے اب ایک آدمی باہر سے آیا ہے پیاس سے مر رہا ہے بھوک شدت کی محسوس کر رہا ہے آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہے اب وہ آرام کرنے پیاس بجھانے پیٹ بھرنے نیند پوری کرنے کیلئے سرو کی طرف مائل نہیں ہوگا کہ وہاں پھل نہیں سایہ نہیں اسکی توجہ سیب کے پودا کی طرف ہوگی کہ شاخیں لمبی ہیں سو سکے گا۔پھل ہے کھا سکے گا کسی حد تک پیاس بھی بجھا سکے گا ایمان میرا حسین پودا ہے جس کا جواب نہیں مگر لوگوں کو فائدہ میرے عمل سے ہوگا جو سیب کا پودا ہے مصیبت زدہ کے کام آرہا ہے مگر میرا یہ پودا مفید اسی وقت ہوگا جب ایمان کے ساتھ ہوگا اس آیہ مبارکہ میں ایمان اور عمل صالح کے درمیان صرف عطف واؤ ہے معلوم ہوتا ہے اسلامی زندگی کی گاڑی ان دو پہیوں کے بغیر چل ہی نہیں سکتی خواہ یہ پہیے سائیکل کی طرح آگے پیچھے ہی کیوں نہ ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البیھقی،شعب الایمان،قیام الاوزاعی مع وعقلتہ ایاہ،الرقم7194،ص498/15
البانی،مشکوٰۃ المصابیح،باب الاسلام الفصل الاول،الرقم4999،ص83/3

تقابلی جائزہ

ہمارے اس مختصر مضمون سے اسلام اور مذاہب باطلہ کے درمیان چند ایک مرکزی اختلافات کا پتہ چل سکے گا۔

☆ اسلام توحید کا زبردست قائل ہے مسلمانوں کا عقیدہ ہے خدائے قدوس جل مجدہ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے افعال میں وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں قرآن مقدس نے اس عقیدہ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ کئی مقامات پر خصوصاً تیسویں (30) پارہ سورۃ اخلاص میں بیان فرمایا جب کہ مسیحیت میں باپ بیٹا روح القدس (اقنوم ثلثہ) کے نظریہ نے عقیدہ توحید کی بیخ کنی کر دی ہے اور خدائے قدوس کے ایک ماننے کے عقیدہ کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا ہے۔(1)

اس سلسلہ میں میری کتاب ''لا تثلیث فی التوحید'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

☆ اسلامی عقیدہ ہے بندہ گناہ کے بعد شرمسار ہو اور اپنے گناہوں کی معافی خلوص دل سے مانگ لے توبہ کرلے تو خدائے قدوس غفور ہے رحیم ہے غفار ہے وہ معاف فرما دیتا ہے

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ(2)

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ جب کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے عدل کا تقاضا ہے کہ بندے کو گناہوں کی سزا دے تو اس نے عدل کے تقاضا کو پورا کرنے کیلئے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو صلیب پر موت دی کہ انسانوں کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو۔

☆ اسلام کے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضا معلوم کرنے اور اس پر عمل کرنے کیلئے شریعت مقدسہ ایک شاندار راہ ہے، طریق ہے، منہاج ہے ضابطہ ہے اور حسین آئینہ ہے یہ شریعت مقدسہ انسان کو ہر مرحلے پر مدد و معاون ثابت ہوتی ہے پھسلنے سے بچاتی ہے جب کہ عیسائیت میں شریعت کو لعنت قرار دیا گیا ہے۔

---

(1) الاخلاص 1:112

(2) ابن ماجہ، السنن، ذکر التوبۃ، الرقم 4240، ص 301/12

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 154/10

البیہقی، شعب الایمان، فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الرقم 6920، ص 216/15

☆ اسلام میں تمام انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ محترم مقدس اور بے حد قابل احترام ہیں کسی بھی نبی کی توہین کفر ہے جبکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح دنیا کے گناہوں کی وجہ سے صلیب پر لعنتی موت مرا (معاذ اللہ)۔ عیسیٰ علیہ السلام کی توہین بھی ایسے ہی کفر ہے جیسے حضور ﷺ کی توہین کفر ہے۔ یورپین ممالک میں مرزائیت بڑھ رہی ہے وہاں کے علماء اسلام کو چاہیے حکومت کو ثابت کریں مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اور یہ کیس اس قدر مضبوط ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

☆ اسلام کا نظام ایک آفاقی نظام ہے پوری دنیا کے لئے ہے اور ہر جگہ پر لاگو ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ پوری کائنات کے رسول ہیں پوری کائنات کے لئے رحمت ہیں جب کہ عیسائیت کا پیغام بالکل محدود ہے جیسے انجیل ہی میں وضاحت ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں"

☆ اسلامی نظریہ حیات میں خدا کا کوئی بیٹا نہیں نہ وہ کسی کا بیٹا ہے سورۃ اخلاص شاہد ہے جبکہ عیسائیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کا بیٹا مانا جاتا ہے۔

☆ اسلام توحید کا درس دیتا ہے خدائے قدوس کو وحدہ لاشریک ماننے کا حکم دیتا ہے جبکہ یہودیوں نے بھی عیسائیوں کی طرح عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا اور اسطرح وہ عقیدہ توحید سے ہٹ گئے۔

☆ اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کو معصوم ماننے کا حکم دیتا ہے اور انہیں گناہوں سے معصوم قرار دیتا ہے۔ جبکہ یہودیوں نے انبیاء علیہم السلام پر زبان درازی کی، انہیں مجرم ٹھہرایا جیسے کہ بائیبل کا مطالعہ کرنے والوں پر واضح ہے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زبان درازی کی ہے (معاذ اللہ)

☆ اسلام وہ مقدس دین جسکی تفصیلات و جزیات کے لئے مقدس کتاب قرآن مجید موجود ہے اور ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے جبکہ یہودیت، عیسائیت کی کتاب بائیبل ہزاروں تحریفات کا مجموعہ بن چکی ہے تفصیل کے لئے میری کتاب علم القرآن کا مطالعہ مفید رہے گا۔

☆ اسلام نے حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد ادا کرنے کا سخت حکم دیا ہے کہ آدمی اپنے ماں،

باپ، بہن، بھائی، اعزاء، اقربا اور عام انسانوں کے حقوق ادا کرنے میں سخت پابندی کرے اور ان ذمہ داریوں کا پورا کرنا اس پر لازم ہے جبکہ گوتم بدھ کی تعلیم اس کے برعکس ہے "جب گوتم بدھ کا دل دنیا سے اچاٹ ہوا تو وہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلے گئے اور معاشرتی بندھن کو ایک آن میں توڑ دیا

☆ اسلام رہبانیت کا شدید مخالف ہے، رہبانیت یہ ہے کہ سارے دنیوی تعلقات، ذمہ داریاں، حقوق و فرائض کو چھوڑ کر دنیا سے منہ موڑ کر جنگلات میں بسیرا کر لے اور اللہ اللہ میں مصروف ہو جائے حضور ﷺ نے فرمایا

رہبانیۃ فی الاسلام

اسلام میں رہبانیت نہیں خود حضور ﷺ غار حرا میں جاتے ہیں تو عبادت میں مصروف رہتے ہیں مگر ہر ہفتہ عشرہ کے بعد گھر تشریف لاتے ہیں اور کھانے پینے کا سامان بھی لے جاتے ہیں گھر سے قطع تعلقی نہیں بیزاری نہیں علیحدگی نہیں جبکہ بدھ مت میں رہبانیت کا تصور موجود ہے، آج کل بھی بعض لوگوں نے دین کا یہی مفہوم سمجھ رکھا ہے، اعزاء، اقربا کے حقوق سے لاپرواہ ہو کر دین کیلئے دین کیلئے چلے جاؤ یہی دین ہے۔ (معاذ اللہ)

☆ اسلام ہر آدمی کو کام کرنے، اپنا معاش بہتر بنانے اپنے بچوں کی سرپرستی و حفاظت کا حکم دیتا ہے اور بھیک مانگنے کو برا قرار دیتا ہے جبکہ بدھ مت میں یہ ضروری ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ خانقاہوں میں زندگی بسر کریں اور اپنی شکم پروری کے لئے شہر میں جا کر بھیک مانگیں۔

☆ اسلام تمام انسانوں تمام قوموں میں مساوات کا قائل ہے کسی ملکی قومی امتیاز کا قائل نہیں یہی وجہ ہے صہیب روم سے، سلمان فارس سے بلال حبش سے اٹھے اور عربوں کے سر کا تاج قرار پا گئے مگر ہندوؤں میں اعلیٰ درجہ کا ہندو گھٹیا درجہ کا ہندو، برہمن، شودر، ویش وغیرہ افراد میں تفاوت نے زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے آج بھی ہندوؤں کی اعلیٰ قوم کے حملے شودروں پر جاری ہیں اور وہ لوگ مشکل سے زندگی گزار رہے ہیں۔

☆ اسلام ایک خدائے قدوس کی وحدانیت کا درس دیتا ہے جبکہ ہندومت ان گنت دیوتاؤں پر ایمان لانے کو لازمی کیا ہے۔

☆ اسلام ایک جامع، مستقل، قابل عمل اور حسین ضابطہ حیات کا نام ہے جبکہ ہندوں میں محض

رسوم ہی رسوم ہیں۔

☆ اسلام ایک آفاقی نظام ہے جبکہ ہندومت صرف اور صرف ہندوستانی لوگوں کے لئے ہی خاص ہے۔

☆ اسلام میں گائے بھی دوسرے جانوروں کی طرح ایک جانور ہے جس کا گوشت مسلمانوں کے لئے حلال ہے مگر ہندوں میں گائے ایک مقدس جانور ہے جسکی پوجا پاٹ کی جاتی ہے۔

☆ اسلام میں بیٹی وراثت میں حقدار ہے اسلام کے مقرر کردہ اصولوں پر وہ حق وصول کرتی ہے جبکہ ہندوؤں میں بیٹی وراثت سے محروم ہے۔

☆ اسلام میں انسانی قربانی کا کوئی تصور نہیں جبکہ ہندوؤں میں انسانی قربانی جائز و درست ہے ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں آج بھی ستی کی رسم اپنائی جاتی ہے ستی یہ ہے کہ شوہر فوت ہو گیا تو اب اس کی بیوی بھی اسکی یاد میں جل مر جائے۔اسلام نے ایسی صورتوں میں بیوہ کو حوصلہ، صبر، رضا اور استقامت کا درس دیا ہے، ساتھ ہی اگر وہ چاہے تو ایک خاص مدت گزر جانے کے بعد دوسری جگہ نکاح بھی کر سکتی ہے۔

☆ اسلام خدا کے ایک ہونے کا درس دیتا ہے جب کہ مجوسیت میں دو خداؤں کے وجود کا درس ملتا ہے مجوسیت مزدا اور آہرمن کا تصور پیش کرتی ہے پھر مجوسیت نے اپنے دور سے پہلے دیوتاؤں کے حق ہونیکا بھی تصور پیش کیا ہے اور یہ دیوتا زرتشت کی آمد سے صدیوں پہلے تھے گویا اس دور جاہلیت کو زرتشت کے ذریعہ سے دوبارہ حیات ملی

☆ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں انسانیت کے لئے جگہ ہے، مقام ہے، عزت ہے ،شرف ہے جبکہ مجوسیت اور دوسرے مذاہب باطلہ میں شرف انسانیت کا تصور مفقود ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صبر

قلب سلیم کی صفات حسنہ میں ایک صفت صبر بھی ہے۔جس کا ذکر قرآن مقدس نے کئی مقامات پر ارشاد فرمایا اور بہت سے درجات کو صبر کی طرف منسوب کیا ہے۔ایک مقام پر اس طرح

ارشاد ہے

"وجعلنا منھم آئمۃ یھدون بأمرنا کما صبرو"(1)

ہم نے ان میں سے آئمہ بنائے جو ہمارے احکام کی ہدایت دیتے ہیں کہ انہوں نے صبر کیا اس ارشاد سے واضح ہے ان لوگوں کا ہادی بننا امام ہونا اس صلہ میں ہے کہ انہوں نے صبر کیا۔ دوسری جگہ پر بھی عنوان صبر اس طرح ملتا ہے۔

"وسیجزی الذین صبرو ا اجرھم"(2)

ہم صابروں کو ان کے صبر کی جزا دیتے ہیں۔ تیسری جگہ یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

"وتمت کلمۃ ربك الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبرو"(3)

بنی اسرائیل پر تیرے رب کے کلمات اس لئے پورے ہو گئے کہ انہوں نے صبر کیا ہے۔

قرآن مقدس کے چوتھے مقام پر صبر کا ذکر اس طرح ملتا ہے'

'واصبر و ان اللہ مع الصبرین "(4)

صبر کرو اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ پانچویں جگہ یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

"ان تصبرو وتتقو یمددکم ربکم بخمسۃ الآف من الملئکۃ"(5)

اگر تم صبر و کرو اور خدا سے ڈرو تو نتیجہ یہ ہوگا۔ تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے گا۔ چھٹے مقام پر یہی عنوان اس طرح ملتا ہے

"اولئك علیھم صلواۃ من ربھم ورحمۃ واولئك ھم المھتدون "(6)

---

(1) السجدۃ 24:32

(2) النحل 96:16

(3) الاعراف 137:7

(4) الانفال 46:8

(5) ال عمران 125:3

(6) البقرہ 157:2

یہی صابرین کا گروہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں ہیں، رحمتیں ہیں، ہدایت ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے صابروں کے لئے دونوں نعمتیں عظیم ہیں یعنی صلوٰۃ اور رحمت اور اضافہ بہت ہی اچھا ہے (یعنی ہدایت کا اضافہ) حضور سید عالم ﷺ کی زبان فیضِ ترجمان سے ایک موقعہ یہ بھی ارشاد صادر ہوا

الصبر نصف الایمان (1)

صبر آدھا ایمان ہے ایک موقعہ پر اسی عظیم نعمت کے بارہ میں یہ بھی فرمایا

الصبر کنز من کنوز الجنۃ (2)

صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ایک موقعہ پر سوال کیا گیا حضور ایمان کیا ہے فرمایا صبر کرنا یہ ایسے ہی ہے جیسے حج کا ذکر کرتے فرمایا (الحج عرفہ) حج عرفہ بھی ہے کہ میدان عرفات میں ٹھہرنا حج کا بڑا رکن ہے ایسے ہی صبر ایمان کا بڑا رکن ہے۔ (3)

ایک مقام پر صبر کا ذکر فرماتے ہوئے، فرمایا فی الصبر علیٰ ماتکرہ خیر کثیر (4)

مشکلات پر صبر کرنے میں بہت فائدہ ہے ایک اور حدیث شریف میں ہے

لو کان الصبر رجلا لکان کریما (5)

اگر صبر آدمی ہوتا تو رجل کریم ہوتا

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الطبرانی، المعجم الکبیر، ص1/8
البیہقی، شعب الایمان، الصبر نصف الایمان والیقین، الرقم 47، ص54/1
الشہاب القضاعی، الصبر نصف الایمان والیقین، ص255/1

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان الحقیقۃ الصبر ومعناہ، ص164/3

(3) م ن

(4) للاحمد، المسند، مسند عبداللہ بن العباس، الرقم 2666، ص196/6
البیہقی، شعب الایمان، فصل فیما یقول العاطس فی جواب، الرقم 9644، ص462/20

(5) ابن شاہین، الترغیب فی فضائل اعمال، الرقم 277، ص309/1
الغزالی احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الصبر ومعناہ، ص164/3

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط

صبر کے فضائل کے سلسلہ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک گرامی نامہ بھی ملتا ہے جو آپ نے ابوموسیٰ اشعری کے نام لکھا تھا آپ نے انہیں لکھا ابوموسیٰ صبر کو لازم پکڑ ومزید فرمایا مشکلات پر صبر بھی ہے، ساتھ ہی قدرت کی طرف سے دیئے گئے پر صبر بھی ہے، وہ کم ہو یا زیادہ بعض صوفیاء سے صبر کی ایک تیسری قسم بھی ملتی ہے وہ ہے گناہوں سے صبر، پہلی قسم صبر علی الطاعت() ہے کہ خدا کی عبادت پر ڈٹ جانا اور رستہ میں مشکلات کیسی ہی کیوں نہ ہوں وہ عبادت کرنا ہی ہے دوسری قسم صبر عن المعصیة (1) ہے گناہوں سے بچنا کوئی دیکھ نہیں رہا گناہ کو جی چاہتا ہے مگر خوف خدا حائل ہے کرتا نہیں، تیسری قسم صبر علی المشکلات ہے دکھوں پر صبر اس خط کے امر میں آپ نے یہ بھی لکھا ابوموسیٰ نیکیوں میں عمدہ نیکی تقویٰ ہے اور وہ صبر سے حاصل ہوتا ہے سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد ملتا ہے جسے امام غزالی نے اسی عنوان کے تحت نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں ایمان کی بنا چار ارکان پر ہے صبر، یقین، جہاد، اور عدل (2)

سیدنا حبیب ابن حبیب علیہ الرحمہ جب اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرماتے

انا وجدنا ہ صابرا نعم العبد انہ اوّاب (3)

ہم نے اسے صابر پایا وہ اللہ کا اچھا بندہ ہے آہ وزاری کرنے والا ہے۔ اس پر آپ روتے اور فرماتے سبحان اللہ عنائت بھی کیسی ہے اور تعریف بھی کیسی خود ہی رب تعالیٰ نے صبر دیا اور خود ہی تعریف فرماتا ہے سیدنا ابوالدرداء فرماتے ہیں ایمان کا کنگرہ حکم پر صبر اور تقدیر پر راضی رہنا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) البانی، قصص الانبیاء، ص 222/2
بغیة الطالب فی تاریخ حلب، ص 36/3

(2) الغزالی، احیاء العلوم الدین، بیان الحقیقة الصبر ومعناہ، ص 164/3
الغزالی، قوت القلوب، ووصف الصابرین وھو الثانی من، ص 272/1

(3) ص 38:44

اسلام دین صبر ہے

اصلاح معاشرہ کے لئے اسلام نے صبر کا حکم دیا ہے دکھوں، مصیبتوں، مشکلات اور حادثات میں اپنے جذبات پر قابو رکھنے کے لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ صبر سے کام لیں اگر ہم یہ صورت اختیار کرتے ہیں تو امن وسکون کی راہیں پیدا ہوجاتی ہیں ۔صبر کا معنی رک جانا ہے اگر میں گالی کے جواب میں رک جاتا ہوں تو یہ صبر ہے صبر کی تین صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے الصبر علی الطاعۃ بندگی پر صبر، شدت کی دھوپ ہے باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا مگر اذان کی آواز کانوں میں پڑگئی ہے تو بجائے گھر بیٹھ جانے کے مسجد میں حاضر ہوکر نماز پڑھنا اوراس عادت کو ہر موقعہ پر اپنانا بھی صبر ہے۔

صبر کی دوسری قسم ہے الصبر عن المعصیۃ گناہ سے رک جانا، آدمی اکیلا ہے کوئی دیکھنے والا نہیں ، پکڑنے والا نہیں، پھر دل میں خدا کا خوف پیدا ہوجاتا ہے اور گناہوں سے رک جاتا ہے یہ بھی صبر ہے

تیسری قسم الصبر علی المصائب مصیبتوں پر صبر، اکثر وبیشتر ہمارے ذہنوں میں صبر کی یہ تیسری صورت ہی آتی ہے، صبر بھی روحانی مقامات سے ایک مقام ہے۔قرآن مقدس نے اس عظیم صفت کا ذکر کم وبیش ستر مرتبہ فرمایا ہے جس سے اس کی عظمت واضح ہوتی ہے اور بہت سے درجات کو صبر کی طرف منسوب کیا ہے اسکی عظمت کو ایک جگہ پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے

انما یؤتی الصابرون اجرھم بغیر حساب(1)

صابروں کو ان کا اجر بلا حساب دیا جائے گا، ہر نیکی کا اجر کسی مقدارِ خاص اور حساب کے مطابق ہوگا مگر صابرون کو بلا حساب دیا جائے گا۔ایک اور مقام پر قرآن مقدس نے بنی اسرائیل پر اپنے فضل وکرم کا ذکر اس طرح فرمایا ہے

تمت کلمات ربك الحسنیٰ علی بنی اسرائیل بما صبروا (2)

، تیرے رب کے انعامات واحسانات بنی اسرائیل پر پورے ہوگئے کہ انہوں نے صبر کیا، معلوم ہوا اللہ

---

(1) الزمر 10:39

(2) الاعراف 137:7

تعالیٰ کے انعامات وبرکات حاصل کرنے کے لئے صبر بہت اہم اور مرکزی سبب ہے قرآن مقدس نے ایک اور جگہ اسی صبر کی عظمت کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے

اولئك يؤتون اجرهم مرتين بما صبروا(1)

وہ لوگ اپنے اجر دومرتبہ دیئے گئے کہ انہوں نے صبر کیا تھا ہر محنتی مزدور کو اس کے کام کی جزا ایک مرتبہ ہی ملتی ہے مگر صبر کرنے والے کو دومرتبہ دینے کا حکم ہے۔

عبادات میں روزہ ایسی عبادت ہے جسمیں صبر کا خاصہ مظاہرہ ہے، صبح سے شام تک کھانے پینے سے صبر ہے، اِسی باعث حدیث قدسی میں روزہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا گیا

الصوم لی وانا اجزی به(2)

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزادونگا، اس کا دوسرا معنیٰ اُجزی کی صورت میں ہوگا، ہر عبادت کی جزا جنت ہے مگر روزہ کی جزا میں ہوں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنی معیت، اپنے ساتھ کو روزہ دار کے ساتھ اس طرح ذکر فرمایا ہے

واصبروا ان الله مع الصبرين(3)

صبر کرو اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ ایک اور مقام پر صابروں کے لئے بہت بڑے تین انعامات کا ذکر اس طرح ملتا ہے

اولئك عليهم صلوٰت من ربهم ورحمة واولئك

هم المهتدون(4)

یہی صابر لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں اس کی رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ ایک اور مقام پر قرآن مقدس نے ایمانداروں کو فتح ونصرت سے نوازنے کا وعدہ اس طرح فرمایا ہے۔

---

(1) القصص54:28

(2) المسلم،الجامع الصحیح،فضل الصیام،الرقم1946،ص19/6
الاحمد،المسند،مسند ابو ہریرہ،الرقم6877،ص418/14

(3) الانفال46:8

(4) البقرہ2 : 157

بلٰی ان تصبروا وتتقوا یمدد کم بخمسۃ آلا ف من الملٰئکۃ(1)

اگرتم صبرکرواوراس سے ڈروتوتمہیں پانچ ہزارفرشتوں سے مدد دے گا۔صبرکی عظمت حضور ﷺ کے اس ارشاد سے بھی واضح ہے

الصبر نصف الایمان(2)

صبرآدھاایمان ہے،اس عنوان پرامام غزالی علیہ الرحمہ نے ایک اورحدیث شریف اس طرح تحریرکی ہے جوچیزیں تمہیں اللہ کی طرف سے عنائت ہوئیں ان میں یقین اورصبرہے جس شخص کوان انعامات سے حصہ مل گیااسے اگرتہجد،روزہ،نفل نہ بھی ملے توپرواہ نہ کرے(روزے سے مرادنفلی روزہ)ایک اور حدیث شریف سے صبرکی عظمت اس طرح واضح ہوتی ہے

الصبر کنزمن کنوز الجنۃ(3)

صبرجنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ایک مقام پرحضور ﷺ سے عرض کی گئی یارسول اللہ ایمان کیاہےتوفرمایا

الایمان ھو الصبر(4)

اس حدیث شریف میں ایمان کوصبرفرمایاہے،یہ ایسے ہی ہے جیسے حج کے متعلق ہے۔

---

(1) اٰل عمران125:3

(2) الطبرانی،المعجم الکبیر،ص1/8

البیہقی،شعب الایمان،الصبر نصف الایمان والیقین،الرقم47،ص54/1

الشاب القضاعی،المسند،الصبر نصف الایمان والیقین،ص255/1

(3) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان حقیقۃ الصبر ومعناہ،ص164/3

(4) الاحمد،المسند،عمرو بن عبسہ،الرقم18618،ص429/39

البیہقی،شعب الایمان،السابع الخمسون من شعب الایمان،الرقم7787،ص48/17

الحج عرفۃ(1)

حج عرفہ ہے یعنی حج کا بڑا رکن میدان عرفات میں قیام ہے، ایسے ہی فرمایا ایمان کا بڑا رکن صبر ہے کہ تمام عبادات میں صبر کو بڑا دخل ہے۔ایک روایت میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق ملتا ہے،اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو فرمایا میرے اخلاق کی طرح تم بھی اپنے اخلاق بناؤ، میرا خلق یہ ہے کہ میں صبّور ہوں۔(2)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر انصار سے فرمایا تم کیا ہو؟ انہوں نے عرض کی ہم ایماندار ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے ایمان کی نشانی کیا ہے؟ صابر نے عرض کی حضور ہم خوشحالی میں شکر کرتے ہیں مصیبت میں صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا قسم ہے رب کی تم لوگ ایماندار ہو۔(3)

قرآن مقدس نے ایک اور مقام پر صابروں کی عظمت کو اسطرح ارشاد فرمایا

واللہ یحب الصابرین(4)

اللہ تعالیٰ صابروں کو محبوب جانتا ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد اس طرح ہے ایمان کی بناء چار ارکان پر ہے﴿صبر، یقین، جہاد اور عدل﴾ مزید اس طرح فرمایا صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے ہے جیسے سر کے بغیر جسم کی حیثیت نہیں ایسے ہی صبر کے بغیر ایمان کی حیثیت نہیں(5)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایمان کا حسن حکم پر صبر کرنا ہے اور تقدیر پر راضی ہونا(6)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الترمذی،السنن،حدثنا عبداللہ بن ابی زیاد،ص56/13
النسائی،السنن،فرض الوقوف بعرفۃ،الرقم2966،ص28/10
ابن ماجہ،السنن،من اتی عرفۃ قبل الفجر للیلۃ جمع،الرقم3006،ص114/9
(2) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان حقیقۃ الصبر ومعناہ،ص164/3
(3) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان فضیلۃ الرضا،ص436/3
(4) اٰل عمران 3:146
(5) البیہقی،شعب الایمان،الایمان علی اربعۃ و عائم علی،الرقم38،ص45/1
الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان حقیقۃ الصبر ومعناہ،ص164/3
الغزالی،قوت القلوب ووصف الصابرین وھو الثانی من،ص272/1
(6) البیہقی،شعب الایمان،ذورۃ الایمان اربع الصبر للحکم،الرقم201،ص223/1

اسلام دین رضا ہے

اسلام میں اس کے احکام وقوانین کے ادا کرنے میں رضاء الٰہی کو بہت بڑا دخل ہے، عبادت کی قبولیت کا تعلق رضا سے ہے ریا سے نہیں، اِس مقام کا ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے بندے پر راضی ہو جائے جیسے مندرجہ ذیل آیات وروایات سے ظاہر ہے، جس طرح نمازی، حاجی، مجاہد کا ایک روحانی مقام ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہنے والے کا روحانی مقام ہے یا یوں سمجھ لیجئے کہ رضا محبت کے پھلوں میں سے ایک حسین معطر خوشبودار پھل ہے، یا یوں سمجھ لیا جائے کہ بارگاہ مقدس میں محبوبین ومقربین کے اعلیٰ مقامات میں سے ایک مقام ہے قرآن مقدس نے ایمانداروں کے لیے فرمایا

ومساكن طيبة فى جنّات عدن ورضوان من الله اكبر (1)

ان کے لیے جنات عدن میں پاکیزہ مقامات ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہوگی اور یہ بہت بڑی شئ ہے، جنت کی عطا اور پاکیزہ مقامات کے بعد رضاء الٰہی کا ذکر بتاتا ہے کہ مقام رضا جنت عدن سے آگے ہے، دوسری جگہ پر اسی مقام رضا کو اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے

رضى الله عنهم ورضوا عنه ذالك الفوز العظيم (2)

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہی عنوان اس حدیث شریف سے مزید مضبوط ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں ایمان داروں کو زیارت سے نوازے گا اور پھر فرمائے گا مجھ سے سوال کرو اور کیا چاہتے ہو لوگ عرض کریں گے تیری رضا چاہتے ہیں جنت اور زیارت کے بعد رضا کا مطالبہ مقام رضا کی اہمیت کو واضح کرتا

---

(1) التوبۃ 9:72

(2) المائدہ5:119

ہے، دیدار کے بعد رضا کا مطالبہ اِس نظر کرم کی ہمیشگی کا مطالبہ ہے قیامت کے دن ایمانداروں کو کئی تحائف ملیں گے ان میں ایک یہ ہے کہ انہیں بارگاہ مقدس سے سلام آئے گا جیسے ارشاد گرامی ہے

سلام قولاً من رب رحیم (1)

دوسرا تحفہ ارشاد خداوندی

ولدینا مزید (2)

سے واضح ہے کہ ہمارے ہاں اور بھی بہت کچھ ہے، تیسرا تحفہ رضاء الٰہی ہے ارشاد ہوتا ہے

ورضوان من اللہ اکبر (3)

معلوم ہوا رضا کا تحفہ سب سے بڑا تحفہ ہے اور یہ جنت کی تمام نعمتوں برکتوں، لذتوں سے افضل ہے ،اعلیٰ ہے۔ مقام رضا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے ہر فیصلہ پر راضی رہے جیسے کہ قرآن مقدس کے ارشاد گرامی

ورضوا عنہ (4)

سے واضح ہے کہ اس کے بندے بھی اس پر راضی ہو گئے، امام محمد غزالی علیہ الرحمہ سے ایک موقعہ پر سوال کیا گیا کہ اللہ کا بندے پر راضی ہونا بڑی بات ہے یا بندے کا اللہ پر راضی ہونا، تو آپ نے جواباً فرمایا اللہ تعالی تو بہت بڑا رحیم ہے کریم ہے مہربان ہے وہ تو اپنے بندے پر بہت جلد راضی ہو جاتا ہے، یتیم کے سر پر ہاتھ پھر دیں وہ راضی ہو گیا بھوکے کو کھلا دیا تو وہ راضی ہو گیا، پیاسے کو پلا دیا تو وہ راضی ہو گیا، کسی اندھے کو گڑھے میں گرنے سے بچا دیا تو وہ راضی ہو گیا البتہ بندے کا خدا پر راضی ہونا مشکل ہے اور جب یہ صورت ہو جائے تو بندے پر رحمت خداوندی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

رضاء کے اس پہلو پر کہ بندہ خدا پر راضی ہو کئی روایات واحادیث ملتی ہیں ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ایک گروہ سے دریافت فرمایا تم کیا ہو؟ انہوں نے عرض کی حضور ہم

(1) یٰس 58:36
ابن ماجہ، السنن، فیما انکرت الجحمیۃ، الرقم 180، ص
(2) ق 35:50
الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمہ مقدام، الرقم 9124، ص 207/19
(3) التوبۃ 72:9
(4) المائدہ 119:5

ایماندار ہیں تو آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی کیا نشانی ہے؟ صحابہ نے عرض کی حضور ہم مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور خوشحالی پر شکر کرتے ہیں اور اللہ کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم تم ایماندار ہو(1)

ایک اور حدیث شریف میں یہی عنوانِ رضا اس طرح ملتا ہے

طوبیٰ لمن ھدی الاسلام وکان رزقہ کفافا ورضی بہ(2)

وہ شخص مبارک ہے جسے اسلام میں ہدایت نصیب ہوئی اور اپنے مختصر رزق پر اللہ تعالی سے راضی ہو گیا، اس مسئلہ رضاء کے عنوان پر امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت ابن حبان عبدالرحمان اسلمی اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے اسطرح نقل کی ہے، فرمایا قیامت کے دن میری امت کا ایک گروہ اُڑ کر جنت میں چلا جائے گا اور وہاں پر عیش وامن سے رہیں گے، فرشتے پوچھیں گے تم نے حساب دیدیا ہے وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں، فرشتے پوچھیں گے تم پل صراط سے گزر آئے ہو وہ کہیں گے پتہ نہیں چلا، فرشتے پوچھیں گے تم نے دوزخ دیکھا ہے یہ کہیں گے معلوم نہیں، فرشتے کہیں گے ہم تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں بتاؤ دنیا میں کیا کرتے تھے؟ یہ گروہ کہے گا دنیا میں ہمارا ایک کام تو یہ تھا کے خدا کی نافرمانی سے بچتے تھے اور دوسرا کام یہ تھا جو کچھ ہمارا مقدر تھا جیسے تھا، جو تھا ہم اس پر راضی رہے تھے تو فرشتے کہیں گے تب تو تمہیں یہ اعزاز ملا ہے کہ جنت میں سب سے پہلے آئے ہو۔(3)

بنی اسرائیل نے ایک موقعہ پر جناب کلیم علیہ السلام سے عرض کی اے کلیم ہمیں اللہ تعالی سے پوچھ دیجئے کہ ہم کیا کام کریں کہ جس سے وہ راضی رہے، جناب کلیم علیہ السلام نے بارگاہ قدس میں عرض کی اے اللہ تو جانتا ہے بنی اسرائیل کیا سوال کررہے ہیں، حکم ہوا پیارے کلیم انہیں بتادے مجھ سے راضی رہیں تاکہ میں اُن سے راضی رہوں۔(4)

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ الرضا، ص436/3

(2) الغزالی، قوت القلوب، ذکر احکام مقام الرضا، ص430/1

الغزالی، احیاء علوم الدین، فضیلۃ الرضا، ص436/3

(3) الغزالی، قوت القلوب، مقام الرضا، ص430/1

(4) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ الرضا، ص436/3

ایک حدیث شریف میں اسطرح ارشاد ہوتا ہے۔

یامعشر الفقرا اعطوا اللہ الرضیٰ من قلوبکم تظفر (1)

اے فقراء کے گروہ اللہ تعالی کو اپنے دلوں سے رضا دو تا کہ تم کامیاب ہو۔

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی عنوان پر نقل کیا ہے۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ قدس میں عرض کی یا اللہ تیری مخلوق میں کونسی مخلوق تجھے زیادہ پیاری ہے، زیادہ پسند ہے؟ جواب ملا کلیم جس شخص سے میں اسکی محبوب چیز لے لوں تو وہ پھر بھی مجھ سے محبت و تعلق رکھے وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، پھر عرض کی یا اللہ تیری مخلوق میں وہ کون ہے جس پر تو خفا ہوتا ہے فرمایا وہ لوگ ہیں جن پر میں حکم کر دیتا ہوں وہ میرے حکم پر راضی نہیں ہوتے۔(2)

ایک اور روایت میں اس سے بھی زیادہ سخت انداز ملتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے معبود صرف میں ہی ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو میری طرف سے مصیبت پر صبر نہ کرے، میری نعمتوں پر شکر نہ کرے ، میرے حکم پر راضی نہ ہو اُسے چاہیے میرے سوا کوئی اور معبود بنالے، یہ اظہار ناراضگی ہے ورنہ اللہ تعالی نہ چاہتا نہ اجازت دیتا ہے کہ کوئی بندکفر کرے جہاں کہیں ایسا انداز ملتا ہے وہاں اللہ تعالی کے غضب اور ناراضگی کا اشارہ ہے (والعیاذ باللہ)

اسی رضا کے سلسلہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی وہ مشہور روایت مزید تائید ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں خادم کی حیثیت سے دس سال گزارے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم دیکھو اگر میں نے کبھی کام کیا تو آپ نے یہ نہ فرمایا کہ کیوں کیا اگر میں نے نہ کیا تو یہ نہ فرمایا کیوں نہیں کیا جو کچھ ہو گیا تو یہ نہ فرمایا کاش نہ ہوتا جو کچھ نہیں ہوا تو یہ نہ فرمایا کاش ہوتا، اگر گھر والوں نے مجھے کچھ کہا تو فرمایا چھوڑ و تقدیر میں جو کچھ تھا ہو گیا، اس ارشاد سے مسئلہ رضاء الٰہی مزید واضح ہوتا ہے۔(3)

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، من الراضعین والقانعین والصادقین، ص285/3
الغزالی، قوت القلوب، ص150/2

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، القول فی علامات محبۃ، ص427/3

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ الرضا، ص437/3

سیدنا داؤد علیہ السلام پر ایک وحی بھیجنے کا ذکر اس طرح ملتا ہے، جسے صاحب احیاء العلوم نے نقل کیا ہے داؤد علیہ السلام کو حکم ہوا میرے بندے داؤد! تو بھی چاہتا ہے میں بھی چاہتا ہوں اور ہوگا وہی جو میں چاہتا ہوں اگر تو میرے چاہے پر راضی ہوگا تو میں تجھے کافی ہوں گا۔(1)

عبدالعزیز ابن رواد فرماتے ہیں سادہ کھانے میں درویشی نہیں بلکہ درویشی اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنے میں ہے۔(2)

اسی عنوان پر احیاء العلوم شریف میں بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ذکر اسطرح ملتا ہے اس عابد نے بارگاہ قدس میں عرض کی یا اللہ مجھے بتا دیا جائے جنت میں میرا ساتھی کون ہوگا؟ تو خواب میں اُسے ایک خاتون دکھائی گئی وہ عابد صبح اس خاتون کی تلاش میں اس کے گھر گیا کہ دیکھے یہ خاتون کس عمل صالح کے باعث اس مقام تک پہنچی، رات وہاں مہمان رہا کوئی خاص عمل نہ دیکھا، یہ عابد تو مصروف عبادت رہا مگر وہ سوئی رہی صبح کو پوچھا بی بی آپ کا کون سا عمل اللہ تعالی کو پسند ہے جس کے باعث آپ جنت میں جائیں گی، اس خاتون نے کہا ایک چھوٹی سی عادت مجھ میں اللہ تعالی نے پیدا کر رکھی ہے، بیمار ہو جاؤں تو صحت کی تمنا نہیں کرتی، دھوپ میں ہوں تو سائے کی خواہش نہیں کرتی، ہر حال میں اس کے ہر فیصلے پر راضی رہتی ہوں کہیں میرا رب یہ کہہ دے کہ بیماری، بھوک، پیاس، دھوپ بھی میری طرف سے ہی ہیں اس سے نفرت کیوں؟ عابد نے کہا بی بی یہ چھوٹی صفت نہیں بلکہ بہت بڑی بات ہے کہ آپ ہر حال میں اللہ تعالی کے فیصلوں پر راضی رہتی ہیں۔(3)

حضرت سفیان ثوریؒ نے حضرت رابعہ بصری کے سامنے کہہ دیا اے اللہ تو ہم پر راضی ہو جا، مائی صاحبہ نے فوراً ڈانٹ کر فرمایا سفیان خدا سے ڈرو، تم خود اس پر راضی ہوتے نہیں اور اسکی رضا کی درخواست کرتے ہو۔ حضرت جعفر بن سلمان ضبعی نے حضرت رابعہ علیہا الرحمہ سے پوچھا کہ بندہ اللہ تعالی سے راضی کب ہوتا ہے تو فرمایا جب مصیبت پر اتنا خوش ہو جتنا نعمت پر خوش ہوتا ہے تو پھر اسے مقام رضاء نصیب ہوتا ہے۔(4)

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ الرضا، ص437/3

(2) م-ن

(3) م-ن

(4) م-ن

سیدنا فضل فرماتے ہیں جب بندے کے نزدیک خدا کا دینا نہ دینا برابر ہو جائے تو یہ مقام رضاء ہے۔(1)

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے مرشد کامل حضرت سری سقطی سے پوچھا کہ کسی عاشق کو محبوب کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اُسے دکھ ہوتا ہے؟ شیخ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ محبوب کی رضاء پر راضی ہوتا ہے پھر میں نے کہا اگر تلوار سے بھی زخم ہو جائے پھر بھی راضی رہتا ہے؟ شیخ نے کہا اگر چہ سو مرتبہ تلوار چلائی جائے پھر بھی راضی رہتا ہے، پھر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اُس کیلئے دوزخ کو پسند فرماوے تو پھر بھی راضی ہوتا ہے کہ اس کے رب نے اس کے لیے دوزخ کو پسند کیا ہے"(2)

بشر بن حارث نے بغداد شریف کے محلّہ شرقیہ میں ایک شخص کو دیکھا جسے ہزار کوڑے لگے اور اُس نے اُف تک نہ کی، میں نے اس سے پوچھا تجھے مارا کیوں گیا ہے؟ اس نے کہا میں عاشق ہوں میں نے پوچھا تو خاموش کیوں رہا؟ اس نے کہا میرا محبوب مجھے دیکھ رہا تھا، میں نے کہا کتنا اچھا تھا تو بھی اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ لیتا اس فقرہ پر اس نے چیخ ماری اور جان دے دی۔(3)

بشر کہتے ہیں میں اپنے ابتدائی دور سلوک میں ایران کے ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک سخت مریض کو دیکھا جو بے حس پڑا تھا، کیڑے، مکوڑے، چیونٹیاں اسے چمٹے ہوئے تھے مجھے رحم آیا اور خیال کیا اس کا علاج کروں جب تندرست ہوگا تو دعا کرواؤنگا، جب اُسے ہوش آئی تو اُس نے ناراضگی سے دیکھا اور کہا اچھا تیرے خلاف بارگاہ رب میں شکایت کرونگا، بشر فرماتے ہیں میں نے کہا ایسا کیوں میں نے تو تیرا بھلا کیا ہے، اُس بیمار نے کہا یہ بتا مجھ پر مہربان تو زیادہ ہے یا میرا خدا؟ بشر نے کہا یقیناً خدا زیادہ مہربان ہے پھر اس نے کہا تو کون ہے جو میرے اور میرے خدا کے درمیان آ گیا ہے، پھر اس مریض نے کہا یہ بتا یہ جانور کیڑے مکوڑے خود ہی آ گئے تھے یا اللہ کی مرضی سے؟ بشر کہتے ہیں میں نے جواب دیا سب کچھ اسی کی مرضی سے ہی ہوتا ہے تو مریض نے کہا جب میرے رب کی مرضی ایسے ہی ہے کہ میں جانوروں کی خوراک بنتا رہوں تو پھر تو کون ہے؟ بشر فرماتے ہیں میں نے اس سے

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، فضیلۃ الرضا، ص437/3

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الرضا وتصورہ فیما بنی، ص439/3

(3) م۔ن

(4) م۔ن

معذرت کی اور اپنی راہ لی۔(1)

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک صاحبزادہ شدید بیمار ہوا تو آپ شدید پریشان تھے اور غم سے نڈھال، خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ روح پرواز نہ کر جائے جب وہ صاحبزادہ فوت ہو گیا تو آپ کو ان کے جنازہ میں دیکھا گیا، غم و پریشانی کے وہ آثار جو پہلے تھے نظر نہیں آئے، کسی نے پوچھا بچے کی بیماری پر تو آپ بہت پریشان تھے اب موت پر وہ پریشانی نہیں ہے، تو فرمایا اسکی بیماری پر مجھے تکلیف تھی بیٹا ہے مگر اب جب قدرت کا فیصلہ ہو گیا ہے تو اس کے فیصلہ پر راضی ہوں۔(2)

سیدنا ابن وقاص رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے آپکی بینائی جا چکی تھی، آپ بارگاہ قدس میں مقبول تھے آپکی دعا رد نہ ہوتی تھی اللہ تعالی قبول فرمالیتا تھا لوگ جوق در جوق اپنی مشکلات کیلئے دعا کروانے آتے، اللہ تعالی انکی مشکلات کو حل فرما دیتا۔(3)

حضرت عبداللہ بن سائب فرماتے ہیں، میں ان دنوں نو عمری میں تھا ان کے ہاں حاضر ہوا اپنا تعارف کروایا آپ پہچان گئے میں نے عرض کی چچا جان اتنی مخلوق آپ سے دعائیں کرواتی ہے اور فیض یاب ہو جاتی ہے آپ اپنے لیے بھی دعا کریں کہ آپکی آنکھوں کی روشنی پھر آ جائے، آپ مسکرائے اور فرمایا بیٹے اللہ تعالی کی رضا مجھے آنکھوں سے بہت زیادہ محبوب ہے۔(4)

ایک صوفی کا بچہ گم گیا، کئی دن تک نہ ملا لوگوں نے کہا آپ دعا کریں وہ بچہ مل جائے اُنہوں نے جواب دیا جو کچھ اللہ تعالی کا مجھ پر حکم ہو گیا ہے اس پر اعتراض کرنا لڑکے کے چلے جانے سے کہیں زیادہ سخت ہے، اگر دعا ہو بھی جاتی تو یہ رضا کے خلاف نہ تھی مگر انہوں نے رضا کو دعا پر مقدم جانا۔(5)

عبدالواحد بن زید علیہ الرحمہ کو کسی نے بتایا کہ فلاں شخص بہت بڑا عابد ہے اور پچاس سال سے مصروف عبادت ہے آپ اُس کے ہاں گئے کہ اسکی زیارت کریں، ملاقات ہوئی آپ نے اس عابد سے پوچھا

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الرضا، ص439/3

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الرضا، ص440/3

(3) م۔ن

(4) م۔ن

(5) م۔ن

کہ تم قدرت کے ہر فیصلے پر راضی ہو عابد نے کہا یہ صورت حال پیدا نہیں ہوسکی، عبدالواحد فرماتے ہیں میں نے اسے کہا تیری عبادت کے پیش نظر خاموش ہوں ورنہ صورت حال یہ ہے تیری پچاس سال کی عبادت بے کار ہے اور بے نتیجہ، عبادت کا جوہر یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں خدا پر راضی ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مقام رضا

قلب سلیم کی صفات حسنہ میں سے ایک عظیم صفت یہ بھی ہے کہ بندہ قدرت کے ہر فیصلہ پر راضی ہو لب پر شکوہ جاری نہ ہو رب قدوس کے کسی بھی فیصلے پر ردعمل غلط نہ ہو رب قدوس جل مجدہ نے اپنے بندوں میں سے ایک گروہ کا ذکر اس طرح فرمایا

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلك الفوز العظیم (1)

اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا اور وہ اللہ پر راضی ہو گئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے قدرت کے فیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کر لینا آہ وفغاں، جزع نزع سے بچنا، معمولی بات نہیں رضا اہل محبت کی ایک منزل ہے یہ اس قدر بلند وبالا منزل ہے کہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں بندہ جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو بارگاہ قدس میں دعا کے لئے ہاتھ بھی نہیں اٹھتے عجز وانکساری سے بھی شکوہ کی زبان نہیں کھلتی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نمرودی آگ میں ڈالا گیا ہے وہاں پر نہ شکوہ، نہ ہی دعائیہ کلمات ملتے ہیں جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپکی کوئی بات ہے تو بتا دیجئے میں وہاں جا رہا ہوں جہاں کوئی دوسرا نہیں جا سکتا جناب خلیل علیہ السلام نے فرمایا آپ جائیں آپ نے جس سے جا کر میری درخواست کرنا ہے وہ خود دیکھ رہا ہے۔

یا جیسے میدان کربلا ایک کھلی کتاب ہے جس میں سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے بے شمار عنوانات درج ہیں جن میں ایک عظیم باب یہ بھی ہے کہ وہاں پر نہ تو آپ کی زبان شکوہ کے لئے کھلی ہے اور نہ ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہیں یہ مقامِ رضا ہے حالانکہ دعا ہو جاتی تو یقیناً رنگ لاتی

---

(1) المائدہ 119:5

مگر ایسا ہوا نہیں کہ قدرت چاہتی تھی کہ میدان کربلا میں رضا کے تخت پر حسین علیہ السلام کو بٹھا کر اس کی تاج پوشی کردی جائے کہ قیامیت تک آنے والی نسلوں کو مقام رضا کا درس ملتا رہے میدان کربلا میں نہ شکوہ ہے نہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھے ہیں یہ مقامِ رضا ہے۔

ایک موقعہ پر امام غزالی علیہ الرحمہ سے یہ سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا بندے پر راضی ہوجانا بڑی بات ہے یا بندے کا خدا پر راضی ہوجانا فرمایا اللہ تعالیٰ تو بہت کریم ہے غفور ہے رحیم ہے وہ تو بہت جلد راضی ہوجاتا ہے یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیر دیں وہ راضی ہوگیا محتاج کا تعاون کردیں راستہ سے کانٹا ہٹادیں، کسی فقیر غریب بھوکے پیاسے کے کام آجائیں اللہ راضی ہوجاتا ہے مشکل مسئلہ یہی ہے کہ بندہ بھی اپنے رب کے فیصلوں پر راضی ہوتا ہے یا نہیں مقام رضا جنت سے بھی آگے ہے حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت میں ایمانداروں کے سامنے تجلی فرمائے گا اور پوچھے گا بتاؤ اور کیا چاہتے ہو، جنت سے نواز دیئے گئے ہیں، زیارت بخش دی گئی ہے اب مزید یہ سوال عجیب ہے بتاؤ اور کیا چاہتے ہو، ایماندار کہیں گے یا اللہ ہم تیری رضا چاہتے ہیں۔(1)

معلوم ہوا رضا کا مقام جنت سے بڑھ کر ہے تبھی تو مطالبہ کیا جارہا ہے رہی یہ بات کہ جنت اور دیدار الٰہی کے بعد رضا کا سوال کیوں ہے تو غالباً اس لئے کہ جنت اور دیدار الٰہی بہت بڑی نعمتیں ہیں اور جنتی چاہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ان سے زائل نہ ہوں اس لئے رضا کا مطالبہ کیا کہ جب تک وہ راضی رہے گا یہ نعمتیں بھی زائل نہ ہوں گی جنت اور دیدار سے محرومی نہیں ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نیکی کی حفاظت رضاءِ الٰہی میں ہے

پچھلے مضمون میں آپ نے پڑھا کہ ریا کاری بڑے سے بڑے نیک کام کو بھی برباد کردیتی ہے، اس عنوان میں اعمال صالحہ کی حفاظت کی جائے اور اس ایمانی دولت کو نفس اور شیطان کے حملوں

---

(1) ابن ماجہ، السنن، فیما انکرت الجحیمۃ، الرقم 180، ص 216/1

سے بچایا جائے۔اسلام نے اس دولت کو بچانے کے لئے بنیادی نکتہ بتایا ہے کہ انسان عمل صالح بجالاتے وقت ضروری ہے کہ اپنے اس سارے عمل کو صرف اور صرف رضاء الٰہی کے لئے بجالائے اس نیت اور عقیدہ کے ساتھ نفس اور شیطان دونوں مار کھا جائیں گے۔آنے والی سطور میں رضاء الٰہی کے بارہ میں لکھا جارہا ہے،اللہ کرے ہم اپنے ہر دینی کام کو صرف اس کی محبت،اس کی رضا کے لئے انجام دیں۔حضور ﷺ نے اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا

''من احب لِلّٰہ وابغض لِلہ واعطی لِلہ ومنع لِلہ فقدا ستکمل الایمان ''(1)

جو شخص اللہ کے لئے ہی کسی سے محبت رکھے،اللہ کے لئے ہی کسی سے بغض رکھے،اللہ کے واسطے ہی کسی کو کچھ دے اور اللہ کے واسطے ہی کسی کو نہ دے،اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔اس حدیث شریف سے واضح ہے میرا کوئی بھی دینی کام اللہ تعالی کی رضاء کے لئے ہے تو میرا ایمان مکمل ہے کسی شخص سے محبت ہے تو اس لئے کہ یہ نیک ہے،خدا ترس ہے،کسی سے مخالفت ہے تو اس لئے کہ یہ دین کا باغی ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں سے سرگردانی کرتا ہے،کسی کو دیا ہے تو اس لئے کہ وہ دین سے وابستہ ہے،دین کے کلموں پر عمل کرتا ہے،کسی کو نہیں دیا تو اس لئے کہ وہ اسلامی اصولوں سے ہٹا ہوا ہے اس سے ایمان مکمل ہے۔یہ حدیث شریف رضاء الٰہی کی اہمیت کو واضح کررہی ہے یعنی کسی سے محبت،کسی سے ناراضگی میں کوئی ذاتی مصلحت غرض نہیں بلکہ اللہ تعالی کی رضا پیش نظر ہے تو یہ تکمیل ایمان ہے ۔اس حدیث شریف میں چار کام نمایاں دکھائی دے رہے ہیں۔

☆ پہلا کام محبت صرف اور صرف اللہ کے لئے اس کے سوا کوئی مصلحت،غرض پیش نظر نہ ہو۔

☆ دوسرا کام ناراضگی،مخالفت صرف اللہ کے لئے،صرف اور صرف اس کی رضا مطلوب ہو۔

---

(1) ابو داؤد،السنن،الدلیل علی زیادۃ الایمان،الرقم 4061،ص 291/12
الطبرانی،المعجم الکبیر،ص 145/7
لابن بطۃ،الکبری،من احب و ابغض اللہ واعطیٰ،الرقم 848،ص 368/3

☆ تیسرا کام کسی کو کچھ دے صرف اللہ کے لئے ،صرف اس کی رضا مطلوب ہو،

☆ چوتھا کام کسی کو کچھ نہ دے تو صرف اللہ کے لئے۔

ان اصولوں پر عمل بندے کو بارگاہ قدس میں قریب کردے گا۔

اسی عنوانِ رضا پر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی فرماتے ہیں

من رضی بالله بالیسیر من الرزق رضی الله منه با لقلیل من العمل(1)

جو تھوڑا رزق لے کر اللہ تعالی سے راضی رہا اللہ تعالی اس سے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جائے گا۔اگر آپ نے کسی کو دس روپے دئے ہیں تو آپ اس سے حساب بھی دس کا لیں گے نہ کہ سو روپے کا ۔اللہ تعالی کی راہ میں تھوڑا سا خرچ اس کی رضا کے لئے کیا جائے تو یہ اِس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ لاکھوں روپے خرچ ہوں اور اس کی رضا پیش نظر نہ ہو۔اللہ تعالی جل مجدہ کی رضا کے سلسلہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حضور ﷺ کا ایک ارشاد گرامی اس طرح ملتا ہے

" ان الله یقول یوم القیمة این المتحا بون بجلالی

الیوم اظلهم فی ظلی یوم لاظل الا ظلی" (2)

اللہ تعالی قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میری عظمت کو سامنے رکھ کر محبت کرتے تھے آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دونگا جب کہ میرے سائے کے سوا اور کوئی سایہ ہے ہی نہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور ﷺ سے آپ کا ایک ارشاد گرامی اس طرح ذکر کیا ہے

" قال رسول الله ﷺ لابی ذر ای عری الایمان

اوثق قال الله ورسوله اعلم قال الموالاة فی الله

والحب فی الله ء والبغض فی الله "(3)

---

(1) البیهقی،شعب الایمان،من رضی من الله بالیسیر من،الرقم4409،ص108/10

(2) المسلم،الجامع الصحیح،فی فضل الحب فی الله،الرقم4455،ص433/12

الاحمد،المسند،مسند ابی هریرة ؓ،الرقم6933،ص474/14

البیهقی،شعب الایمان،فعة ابراهیم فی المعانقة،الرقم8705،ص497/18

(3) البیهقی،شعب الایمان،فصل فیما یقول العاطس فی جواب،الرقم9193،ص2/20

حضور ﷺ نے ابوذر سے فرمایا، ایمان کی کونسی کڑی زیادہ مضبوط ہے سیدنا ابوذر نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا اللہ کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنا، اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر دوستی کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر دشمنی کرنا۔ اس حدیث شریف کا نمایاں مفہوم یہ ہوا کہ ایمان کے بہت سے کنڈے، کڑیاں ذرائع ہیں جن سے آدمی وابستہ ہو مگر مضبوط کنڈا رضا الٰہی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے لئے محبت کے سلسلہ میں حضرت ابی ذرین سے ایک روایت اس طرح ملتی ہے ان سے حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے زندگی بسر کرنے کا اصل طریقہ نہ بتادوں جس سے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو، اور جب تو اکیلا ہو تو جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہ، ابورزین تجھے پتہ ہے جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے کہ کسی دینی بھائی سے ملاقات کرے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے یہ دعا کرتے ہیں

"ربنا انه وصل فیك فصله فان استطعت ان تعمل جسدك فی ذالك فافعل(1)

"اے اللہ اس نے تیرے لئے میل جول کیا تو بھی اسے اپنے ساتھ ملا لے، اے ابورزین! اگر تو اپنے جسم سے یہ کام لے سکے تو ضرور لے۔ اس روایت کو صاحب مشکوٰۃ نے باب الحب فی اللہ میں روایت کیا ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کو کون سے کام پسند ہیں؟ کسی نے کہا نماز اور زکوۃ، کسی نے کہا حیاء تو حضور ﷺ نے فرمایا

"ان احب الاعمال الی الله تعالی الحب لله والبغض لله"(2)

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اسے پسند کرتا ہے کہ محبت ہو تو اسی کے لئے اور دشمنی ہو تو اسی کے لئے۔

---

(1) البیہقی، شعب الایمان، قصۃ ابراھیم فی المعانقۃ فی، الرقم 8734، ص 26/19

(2) الاحمد، حدیث ابی ذر غفاری، الرقم 2034، ص 307/43

اسی عنوان کی تائید میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ تھا آپ نے فرمایا جنت میں یاقوت کے ستون ہیں اوران پر زبرجد کے بالا خانے بنے ہوئے ہیں جن کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور وہ ایسے جگمگاتے ہیں جیسے چمکدار ستارہ روشن ہوتا ہے لوگوں نے عرض کی حضور ان میں رہیں گے کون؟ فرمایا

"المتحابون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتلاقون فی اللہ" (1)

جو آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں اور اللہ ہی کے لئے مل بیٹھتے ہیں اور اللہ ہی کیلئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایمان کی علامت

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان کے تحت ایک روایت نقل کی ہے ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تم کیا ہو صحابہ نے عرض کی مومن ہیں فرمایا تمہارے اس ایمان کی علامت کیا ہے عرض کی یارسول اللہ ہم مصیبت پر صبر کرتے ہیں فراخی کی صورت میں شکر کرتے ہیں اور قدرت کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے رب کعبہ کی تم ایماندار ہو۔ (2)

ایک اور حدیث شریف میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

اذا احب اللہ عبداً ابتلاہ فان صبر اجتباہ فان رضی اصطفاہ (3)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے۔ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے اگر وہ اس پر صبر کر دیتا ہے۔

---

(1) البیہقی، شعب الایمان، قصۃ ابراھیم فی المعانقۃ فی، الرقم 8717، ص 9/19

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ الرضا، ص 436/3

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان محبۃ اللہ للعبد ومعناہ، ص 423/3

تو اسے چن لیتا ہے۔اگر وہ فیصلوں پر راضی رہتا ہے تو اسے پسندیدہ قرار دے دیتا ہے۔ابن حبان نے عبدالرحمان سلمی سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے نقل کیا ہے۔حضورﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک گروہ پر بہت بڑا انعام فرمائے گا۔وہ گروہ اُڑ کر جنت میں پہنچ جائے گا۔نور کے تختوں پر جہاں چاہے گا سیر کرے گا۔

فرشتے ان لوگوں سے پوچھیں گے تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔وہ کہیں گے ہم خدا کی نافرمانی سے بچا کرتے تھے دوسرا کام یہ کرتے تھے۔جو کچھ ہمارے لئے مقدر ہوتا اس پر راضی ہوا کرتے تھے۔اور کسی دوسری طرف توجہ ہی نہ ہوتی تھی۔اگر بیمار ہیں تو علاج کی چاہت نہیں ہوتی تھی۔کہ کہیں ہمارا رب ناراض نہ ہو جائے کہ میری طرف سے بھیجی گئی بیماری سے نفرت کیوں ہے؟ فرشتے کہیں گے تب تو آپ کو یہ مقام ملنا ہی چاہیے تھا۔اس سے معلوم ہوا عابد زاہد متقی صوفی عالم ابھی سبھی جنت سے باہر ہیں مگر اللہ کی رضا پر زندگی گزارنے والے لوگ سب سے پہلے جنت میں چلے گئے۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شکر

قلب سلیم کی صفات حسنہ میں ایک عظیم صفت شکر بھی ہے۔کہ بندہ ہر حالت میں اپنے رب قدوس کا شکر گزار رہے۔اس عنوان کو قرآن مقدس نے کئی مقامات پر مختلف انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون(2)

مجھے یاد کرو میں تمہارا ذکر کرونگا۔اور میرا شکر کرو کفر نہ کرو،اس ارشاد گرامی سے شکر کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔یہاں پر کفر نہ کرنے کا حکم ہے۔شکر کے مقابلہ میں کفر کا ذکر ہے۔حالانکہ شکر کے مقابلہ میں ناشکری ہے۔مقابلہ شکر اور کفر کا نہیں مقابلہ اسلام اور کفر کا ہے۔

---

(1) الغزالی،قوت القلوب،ذکر احکام مقام الرضا،ص 430/1

(2) البقرہ 152:2

اس انداز بیان سے محسوس ہوتا ہے۔ ناشکری کا ربط کفر سے ہے جس سے بچا جانا ضروری ہے۔ قرآن مقدس نے شکر کی اہمیت کا ذکر اس طرح بھی فرمایا ہے۔

وقلیل من عبادی الشکور (1)

میرے شکر گزار بندے کم ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ صدقہ خیرات کرنے والے تو بہت ہیں۔ مگر شکر گزار کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے آپ ارشاد فرماتا ہے۔

واللہ شکور حلیم (2)

اللہ تعالیٰ صاحب شکر اور حلم والا ہے۔

قرآن مقدس کے متعدد ارشادات کے علاوہ حضور سید عالم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بھی قلب سلیم کی اس عظیم صفت کا ذکر ملتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

الطاعم الشاکر بمنزلہ الصائم الصابر او کما قال ﷺ (3)

جس کا روزہ نہیں مگر شکر گزار ہے وہ ایسے ہے جیسے روزہ دار ہے اور صابر ہے۔ گویا شکر گزار بندہ کو روزے اور صبر کا اجر ملتا ہے۔ اسی عنوان کے تحت امام محمد غزالی علیہ الرحمتہ نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ ایک مرتبہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی۔ آپ حضور ﷺ کی کسی عجیب حالت کا ذکر سنائیں آپ رونے لگیں اور فرمایا حضور ﷺ کی کوئی ایسی حالت نہ تھی جو لاجواب نہ ہو عجیب نہ ہو۔ اب آپ نے فرمایا حضور ﷺ ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے اور اچانک فرمایا۔ ابوبکر کی بیٹی میں عبادت میں مصروف ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کی۔ حضور میں آپکی مرضی کے تابع ہوں۔ چنانچہ آپ اٹھے اور مشکیزہ کے پاس تشریف لے گئے وضو کیا اور مختصر کیا۔ پھر کھڑے ہو گئے۔ اور نماز شروع کر دی اور پھر آپ اتنا روئے کہ آنسو مبارک چھاتی پر گرنے لگے۔ پھر سجدے میں روئے پھر دونوں سجدوں کے درمیان روئے۔ آپ اسی طرح مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال نے آپکی خدمت میں نماز کی اطلاع عرض کی۔

---

(1) سباء 13:34

(2) التغابن 17:64

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حد الشکر و حقیقۃ، ص 181/3

الغزالی، قوت القلوب ووصف الشاکرین و ھو الثالث من، ص 285/1

حضور سیدہ ام المومنین فرماتی ہیں ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ تو مغفور ہیں معصوم ہیں ۔ پھر آپ اس قدر کیوں روئے ہیں ۔ تو جواب فرمایا ۔

فلاا کون عبدا شکورا

عائشہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے بے پناہ انعامات سے نوازا ہے ۔ تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ۔ اس ارشاد گرامی سے شکر کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ کہ حضور ﷺ نبی ہیں رسول ہیں ۔ رسولوں کے رسول ہیں ۔ مگر صفت شکر گزاری کا ذکر کس حسین انداز میں فرمایا جا رہا ہے ۔ (1)

ایک مقام پر حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ۔ قیامت کے دن اعلان ہوگا ۔ بہت حمد کرنے والے کھڑے ہوں ۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوں گے اور ان کیلئے نشان کھڑا کیا جائے گا ۔ اور یہ طبقہ جنت میں جائے گا ۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حمادون بہت حمد کرنے والے کون لوگ ہیں ۔ فرمایا جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ۔ وہ حالت خوشی کی ہو یا غمی کی دکھ کی ہو ۔ یا سکھ کی ۔ ان کی زبانوں پر شکر ہی رہتا ہے ۔ (2)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اس عنوان کا ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام سے کسی کا گزر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جو رو رہا تھا ۔ اور اس سے پانی بہہ رہا تھا ۔ آپ کو اس سے تعجب ہوا اور پوچھا ۔ یہ آہ وزاری اس قدر کیوں ہے ۔ اس نے کہا ۔ خدا کے خوف اور دوزخ کے ڈر سے رو رہا ہوں ۔ آپ نے دعا کی ۔ یا اللہ اس پتھر کو آگ سے بچا لینا ۔ وہ نبی آگے چلے گئے ۔ دیر کے بعد اسی مقام سے پھر گزر ہوا تو وہ حسب سابق ہی رو رہا تھا ۔ آپ نے پوچھا اب کیوں رو رہا ہے ۔ اس نے عرض کی ۔ پہلا رونا خوف کا تھا اب یہ رونا شکر اور سرور کا ہے ۔ (3)

ایک اور مقام پر شکر کی اہمیت میں یہ الفاظ ملتے ہیں ۔

الحمد رداء الرحمان (4)

شکر خدا کی چادر ہے ۔ سیدنا ایوب علیہ السلام کو فرمایا گیا ہے ۔ میں اپنے اولیاء مکافات میں شکر سے

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حد الشکر وحقیقۃ، ص 181/3

(2) الغزالی، قوت القلوب، ووصف الشاکرین وھو الثالث من، ص 290/1

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حد الشکر وحقیقۃ، ص 181/3

(4) م ـ ن

راضی ہوتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین شکر ہے

جس طرح اسلام مشکلات ومصائب میں صبر کا حکم دیتا ہے ایسے راحت وخوشی میں انعامات الٰہیہ پرشکر کا بھی حکم دیتا ہے،قرآن مقدس نے فرمایا

فاذکرونی اذکرکم واشکرو لی ولا تکفرون(1)

تم مجھے یادرکھو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو اور کفران نعمت سے بچو۔اس آیہ مبارکہ میں شکر کے مقابلہ میں کفر کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ کفر اسلام کے مقابلہ میں ہے نہ کے ناشکری کے مقابلہ میں۔جس سے پتہ چلتا ہے ناشکری اتنا بڑا قبیح عمل ہے کہ اس کے رابطے کفر سے ملتے ہیں،خطرہ ہے کہ ناشکری کے عمل سے کہیں کفر کی سرحدوں میں نہ چلا جائے، یہ بھی کہا جاسکتا ہے یہاں کفر بمعنیٰ ناشکری ہے پھر بھی ناشکری کا خطرناک عمل ہونا ثابت ہورہا ہے کہ اس کیلئے لفظ کفر کا استعمال ہوا،شکر کی عظمت کو قرآن مقدس نے ایک مقام پر اس طرح بھی ذکر کیا ہے

وقلیل من عبادی الشکور(2)

میرے بندوں میں شکرگذار بندے کم ہیں،اسی شکر کے عنوان پر رب قدوس جل مجدہ نے ایک مقام پر اس طرح ذکر فرمایا

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید(3)

اگر تم نے شکر کیا تو میں مزید برکتیں عطا کرونگا اگر ناشکری کی تو یاد کرو میرا عذاب سخت ہے۔رب قدوس جل مجدہ نے اپنی صفات میں اس طرح ارشاد فرمایا

واللہ شکور حلیم (4)

---

(1) البقرۃ 152:2

(2) سباء 13:34

(3) ابراھیم 7:14

(4) التغابن 17:64

اللہ شکور ہے اللہ حلیم ہے۔احادیث مبارکہ میں بھی شکر کی عظمت اور اہمیت کا ذکر ملتا ہے ارشاد ہوتا ہے

الطاعم الشاکر بمنزلۃ الصائم الصابر (1)

بغیر روزہ کے شکر گزار بندہ، روزہ دار صابر کی طرح ہی ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ندا ہوگی کہ بہت حمد کرنے والے کھڑے ہوں، وہ لوگ آئیں گے، پھر ان کیلئے ایک نشان مقرر کر دیا جائے گا وہ اسی صورت میں جنت میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کی حضور بہت حمد کرنے والوں سے مراد کون لوگ ہیں فرمایا جو ہر حال میں شکر کرتے ہیں۔ دوسرے مقام پر شکر کی عظمت کا ذکر اس طرح ملتا ہے

الحمد رداء الرحمان(2)

شکر خدا کی چادر ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے آپ نے فرمایا

یتخذ احدکم لساناً ذاکرا وقلباً شاکرا(3)

تمہیں چاہیے کہ تمہاری زبان ذکر الٰہی میں مصروف رہے اور تمہارا دل شکر میں۔ شکر کے کئی درجے قرار دیے جاسکتے ہیں

☆ پہلا درجہ تو یہ ہے کہ بادشاہ کی طرف سے انعام ملنے پر خوش ہو، بس اسے اتنا ہی کافی ہے کہ انعام مل گیا یہ انعام کسی اور کی طرف سے بھی مل جاتا تو یہ اتنا ہی خوش ہوتا جتنا اب ہے، یہ درجہ شکر کے معنی میں آتا تو ہے مگر کمزور ہے۔

☆ دوسری صورت یہ ہے کہ خوشی اس وجہ سے ہو کہ انعام بادشاہ کی طرف سے ملا ہے اگر یہی انعام اسے کسی اور کی طرف سے مل جاتا تو اس قدر خوش نہ ہوتا جس قدر اب ہے کہ اسے بادشاہ سے محبت ہے۔

☆ تیسری صورت یہ ہے کہ بادشاہ کے اس انعام کے ذریعہ اس کا کام کرے اس کی رضا چاہے، اس کا قرب چاہے، کہ اسی کے دیے انعام کو اسی کی خدمت، اس کی محبت، اسی کی اطاعت کیلئے صرف

---

(1) الترمذی، السنن، الرقم 2486، ص 653/4

(2) الغزالی، قوت القلوب، ووصف الشاکرین، ص 290/1

(3) ابن ابی شیبہ، المصنف، الرقم 35157، ص 182/7
الاحمد، المسند، الرقم 22392، ص 75/37

کرے شکر کا یہ تیسرا درجہ بہت قابل قدر ہے اور بادشاہ کے ہاں یہی محبوب ہے کہ اس کے انعام کو اس کے کام کیلئے صرف کر رہا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ رب قدوس کے شکر میں یہی درجہ اختیار کرے، اس کی دی ہوئی دولت ،نعمت سے اسی کے کاموں میں مصروف رہے، اسی سے قرب رکھے، میرے تمام اعضاء قدرت کی عطا کردہ نعمتیں ہیں مجھے چاہیے کہ اپنے تمام اعضاء کو اسی کے کام میں لگائے رکھوں، آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ کسی مسلمان کا عیب دیکھوں تو پردہ پوشی کروں، کانوں کا شکر یہ ہے کہ کسی بھائی کا عیب سنوں تو آگے افشاء نہ کروں، زبان کا شکر یہ ہے کہ زبان سے الفاظ ایسے ادا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف اظہار نہ ہو۔ حضور سید عالم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی بہتر ہے پھر دریافت فرمایا تو اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں فرمایا میں یہی چاہتا تھا کہ سنوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نیک اور شکر گزار بندوں سے نوازے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام دین توکل ہے

اسلام انسان کو زندگی گزارنے، اپنے کو روحانی طاقت ور بنانے اور اپنے رب قدوس جل مجدہ کی ذات والا صفات پر بھروسہ کرنے کا حکم دیتا ہے، اسلامی اصطلاح میں یہی صورت حال توکل کہلاتی ہے۔ قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا

وعلی اللہ فتوکلو ان کنتم مئومنین (1)

اگر تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو کہ وہ تمہاری زندگی کے معاملات نشیب و فراز میں کارساز مطلق ہے۔

دوسری جگہ پر اس توکل کے عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا

ومن یتوکل علی اللہ فھوحسبہ (2)

جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے بس وہی ذات گرامی اسے اس کے سارے معاملات میں کافی ہے۔

(1) المائدہ 23:5
(2) الطلاق 3:65

تیسری جگہ پر یہی عنوان توکل اس طرح ملتا ہے

ان اللہ یحب المتوکلین(1)

بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ایک اور مقام پر توکل کرنے والے کی عظمت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

الیس اللہ بکاف عبدہ(2)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں۔

ایک اور مقام پر نہایت حسین انداز میں اسے ارشاد فرمایا گیا ہے

ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم(3)

جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ یقین جان لے کہ اللہ تعالیٰ عزیز ہے ایسی عزت والا ہے کہ جو اس کی پناہ میں آجائے اسے ذلیل نہیں کرتا اور اسے بربادی سے بچا لیتا ہے اور حکمت والا ایسا ہے کہ جو اس کی ذات پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کی حفاظت میں کمی نہیں فرماتا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عنوان پر سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے حج کے دنوں ساری اُمتیں دکھائی گئیں، میں نے اپنی اُمت کو دیکھا اس سے ہموار زمین اور پہاڑ سبھی بھر گئے، مجھے اپنی اُمت کی اس کثرت سے تعجب ہوا، بارگاہِ قدس سے حکم ہوا کہ تو خوش ہو گیا میں نے عرض کی ہاں فرمایا گیا، ہم ستر ہزار کو بغیر حساب کے جنت میں بھیج دیں گے، لوگوں نے عرض کی حضور وہ کون لوگ ہیں جو قیامت کے دن بغیر حساب کے جنت میں بھیج دیئے جائیں گے تو آپ نے فرمایا

الذین علی ربھم یتوکلون

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، یہ عظیم خوشخبری سن کر حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے عرض کرتے ہیں حضور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنا دے جو

---

(1) آل عمران 159:3

(2) الزمر 36:39

(3) الانفال 49:8

بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے ان کی اس درخواست پر حضور ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور بارگاہ قدس میں عرض کی

اللھم اجعلہ منھم

اے اللہ تعالیٰ عکاشہ کو بھی ان میں شمار کر لے حضور ﷺ کے اس کرم کو دیکھتے ہوئے ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ حضور میرے لیے بھی یہی دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمائے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں عکاشہ پہل کر چکا ہے۔(1)

ایک اور حدیث شریف میں ہے اگر تم اللہ پر ایسا بھروسہ کرو جیسا اس کی ذات پر کرنا چاہئے تو اللہ عزوجل تمہیں پرندوں کی طرح (خزانہ غیب سے روزی بخشے) کہ وہ صبح بھوکے اڑتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں اور بظاہر خوراک کا کوئی سامان نہیں ہوتا ایک اور حدیث شریف میں اس طرح خطاب ہے" جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ زیادہ غنی ہو جائے اسے چاہیے کہ اپنے سامنے کسی شے کی نسبت خدا تعالیٰ کے پاس شے پر زیادہ اعتماد کرے۔(2)

حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیہ کریمہ پڑھی

وتوکل علی الحیی الذی لایموت(3)

اُس حیی وقیوم پر بھروسہ جسے موت نہیں پھر فرمایا بندے کو اس حکم ربانی کے بعد کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام پر وحی ہوئی اے داؤد جو شخص میری ذات سے وابستگی رکھے گا اور مجھی پر بھروسہ کرے گا اسے مخلوق سے سروکار نہ ہوگا تو زمین و آسمان اس کیلئے دعا کریں گے تو میں اس کے نکلنے کی راہ پیدا کردوں گا۔

اسی ضمن میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی زبردست دلیل ہے جب آپ کو نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تو جبریل علیہ السلام نے ان سے عرض کی آپ کو کوئی ضرورت ہے؟ تو خلیل علیہ السلام

---

(1) النحل 42:16

حلیۃ الاولیاء، عتبہ بن عبدالسلمی، ص206/1

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ التوکل، ص335/3

(3) الفرقان 58:25

الغزالی، بیان حقیقۃ التوحید الذی ھو اصل، ص136/3

نے جواب میں فرمایانہیں تجھ سے نہیں یہ جواب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے عظیم توکل، عظیم بھروسہ اور اپنے خدائے قدوس کی ذات والا صفات پر مکمل اعتماد کا درس دیتا ہے یہ جواب اس بات کی دلیل تھا کہ جب آپ کو آگ میں گرانے کیلئے پکڑا گیا تو آپ نے فرمایا تھا

حسبی اللہ نعم الوکیل (1)

مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے، اس ارشاد کی تکمیل تھی کہ جبریل سے فرمایا تجھ سے حاجت نہیں

من انقطع الی اللہ عزوجل کفاہ اللہ (2)

جو اپنے کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کر لیتا ہے بس اللہ عزوجل اسے کافی ہے

ویرزقہ من حیث لا یحتسب (3)

اور اسے رزق عطا فرماتا ہے کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آدمی کے پاس بے طلب رزق آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے رزق کو یہی حکم ہے کہ وہ بندے کی تلاش کرے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں حضرت ابراہیم بن ادھم کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جو اس عنوان میں مزید حسن پیدا کرتا ہے ابراہیم فرماتے ہیں میری ملاقات ایک عابد سے ہوئی جو عرصہ سے اکیلا جنگل میں رہ رہا تھا اس کے قرب وجوار میں کوئی شہر، بستی، آبادی نہیں تھی، میں نے اس کی صورت حال سے تعجب کیا کہ اس کے کھانے پینے کا انتظام کہاں سے ہے اور کیسے ہے؟ ابراہیم فرماتے ہیں میں نے اس سے یہی سوال کر دیا کہ تیرے کھانے پینے کا انتظام کیا ہے، تیرے لئے یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟ اس عابد نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ سوال مجھ سے کرنے کا نہیں یہ سوال میرے پروردگار سے پوچھ کہ وہ مجھ کو کہاں سے کھلاتا ہے۔ (4)

عابد کا یہ جواب قرآن مقدس کے ارشاد گرامی کی زبردست تفسیر ہے

---

(1) اٰل عمران 173:3

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، التوحید الذی ھو اصل، ص335/3

(3) الطلاق 3:65

(4) الغزالی، احیاء علوم الدین، التوحید الذی ھو اصل، ص336/3

يرزقه من حيث لا يحتسب (1)

کہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا ۔مجھے اپنی زندگی کا عظیم واقعہ بھی یاد آ گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے رزق کا سامان کس طرح فرماتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

توکل علی اللہ

قلب سلیم کی صفات حسنہ میں ایک عظیم صفت توکل علی اللہ بھی ہے۔کہ بندہ اپنے رب قدوس کی ذات پر ہر حال میں متوکل رہے۔قرآن مقدس نے اس صفت کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین(2)

اگر ایماندار ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔اسی عنوان کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے

وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون (3)

توکل کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ پر توکل کریں۔

ایک مقام پر اس مقدس عنوان توکل کی اہمیت کا اس طرح ذکر ہے۔

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (4)

جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔بس وہ اسے کافی ہے اس صفت توکل کو اپنانے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ محبوب فرماتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے

آن اللہ یحب المتوکلین (5)

بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب فرماتا ہے۔یہی عنوان دوسری جگہ اس طرح ملتا ہے

---

(1) الطلاق 3:65
(2) المائدہ 23:5
(3) ابراھیم 12:14
(4) الطلاق 3:65
(5) آل عمران 159:3

الیس اللہ بکاف عبدہ(1)

جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اس پر بھروسہ رکھتا ہے اسے حوصلہ دیا جا رہا ہے کہ کیا یہ اللہ کے بندے کیلئے کافی نہیں یعنی یقیناً کافی ہے۔ یہی عنوان قرآن مقدس ایک اور مقام پر اسطرح ملتا ہے

ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم(2)

جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے بیشک اللہ عزت والا ہے حکمت والا ہے یعنی جو اسکی پناہ میں آجائے اسکو ذلیل نہیں کرتا، اور جو اُس کی تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ اُس کی تدبیر سے کوتاہی نہیں کرتا۔

اسی توکل کے ضمن میں حضور ﷺ کا وہ ارشاد گرامی جسے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا موسم حج میں مجھے امتیں دکھائی گئیں میں نے اپنی امت کو دیکھا اسکی کثرت سے پہاڑ زمین سب بھر گئے، مجھے اس کثرت پر تعجب ہوا اور فرمایا ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں چلے جائیں گے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے، آپ نے فرمایا جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں گے۔ اس پر عکاشہ بن محصن نے عرض کی حضور میرے لئے دعا فرما دیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں اٹھائے آپ نے دعا فرمائی

اللھم اجعلہ منھم

اے اللہ اسے بھی ان سے بنا دے پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی یہی عرض کی، تو حضور ﷺ نے فرمایا اس میں عکاشہ تجھ سے پہل کر گیا ایک اور روایت میں اسی عنوان کی تائید اس طرح ہے

من انقطع الی اللہ عزوجل کفاہ و یرزقہ من حیث
لایحتسب(3)

جو اللہ کا ہو کر رہ گیا (اس پر توکل کیا) اللہ تعالیٰ اسے کافی ہے اور اسے ایسے رزق دے گا کہ اسکے وہم و گمان سے بالا ہوگا۔

---

(1) الزمر 36:39

(2) الانفال 149:8

(3) الطلاق 3:65

حلیۃ الاولیاء، عتبہ بن عبدالسلمی، ص 206/1

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک راہب سے پوچھا تیرے رزق و خوراک کا کیا اہتمام ہے اس نے کہا یہ بات میرے جاننے کی نہیں میرے خدا سے پوچھ کہ وہ مجھ کو کہاں سے کھلاتا ہے۔(1)

حضرت اویس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب آدمی اللہ تعالی کو اپنا وکیل، اپنا کفیل بنالیتا ہے تو اللہ تعالی اس کیلئے بہت سی بہتری کی راہیں کھول دیتا ہے۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

آٹے کی بوری

جامعہ فریدیہ کے قیام کو ابھی چند دن ہی گزرے تھے طلبہ پر ایک ایسا کڑا وقت آ گیا کہ لنگر میں پکانے کیلئے ایک سیر آٹا بھی نہیں اور کھانے والے اس وقت 25، 30 طلبہ تھے میری جیب میں اس وقت پانچ روپے تھے خیال کیا بازار سے بھنے چنے منگوالئے جائیں جونہی جیب سے پیسے نکالے آنکھوں سے آنسو بھی نکل گئے کہ درویشوں پر کس قدر کڑا وقت ہے عین اسی وقت ایک بچے نے بتایا کہ باہر ایک ریڑھی والا آیا ہے آٹے کی بوری رکھ کر چلا گیا ہے، فوراً پتہ کیا کہ وہ کون ہے اسے رسید دی جائے مگر کافی تلاش کے باوجود نہ ریڑھی نظر آسکی، نہ ہی بندہ۔ آٹا مل گیا لنگر پک گیا طلبہ نے پیٹ بھر کر کھایا وللہ الحمد جب بندہ اللہ تعالیٰ کو اپنا کفیل ووکیل دل کی گہرائیوں سے مان لیتا ہے تو اس کیلئے بہتری کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

سبب توکل کے خلاف نہیں

اس سلسلہ میں یہ بھی یاد رہے کہ اسباب کا ہونا توکل کے خلاف نہیں مکان، دکان کے ہوتے ہوئے اللہ پر بھروسہ وتوکل ہے۔

کاشتکاری کے ہوتے ہوئے زمین سے غلہ ملنے میں اللہ تعالی پر توکل وبھروسہ عین توکل ہے

---

(1) الغزالی، احیاء العلوم الدین، بیان حقیقۃ التوحید الذی ھو اصل، ص336/3

(2) م۔ن

،زمین کا ہونا خلاف توکل نہیں ،زندگی گزارنے کیلئے کاروبار کا ہونا توکل کے خلاف نہیں ،کاروبار ہو پھر اس پر توکل و بھروسہ یہ اصل توکل ہے،سفر میں سامان ضرورت ساتھ نہ لیجانا توکل نہیں،حضور سید عالم ﷺ غار حرا میں جاتے تو حسب ضرورت سامان خورد و نوش ساتھ رکھتے اگر سامان کا ساتھ ہونا خلاف توکل ہوتا تو حضور ﷺ کبھی بھی ایسا نہ کرتے،آپ تو تمام متوکلین کے امام وراہنما ہیں۔

ایک عابد و زاہد شہر سے کئی دن دور رہا اور فیصلہ کیا کہ میں کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھوں گا اللہ تعالی مجھے رزق پہنچائے گا،اللہ تعالی تو رزق پہنچانے پر قادر ہے مگر عابد کا یہ فیصلہ غلط تھا۔چنانچہ کئی دن تک نہ کہیں گیا نہ کسی سے ملا نہ کسی سے مانگا اور اللہ تعالی سے کہتا رہا کہ یا اللہ تو نے جتنا رزق میرے لیے لکھا ہے مجھے عطا کر ورنہ میری روح قبض کر،بارگاہ قدس سے القاء ہوا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم تجھے رزق نہ دوں گا جب تک تو اسباب کو نہ اپنائے گا۔لوگوں سے میل جول نہ رکھے گا،حکم ہوا اے زاہد تو چاہتا ہے کہ اپنی دنیا میں تو زہد کرنے سے میری حکمت کو ضائع کر دے کیا تجھے پتہ نہیں کہ میں اپنے بندوں کو دوسرں کے ہاتھ سے رزق پہنچانا اس سے بہتر جانتا ہوں کہ خود اپنے دست قدرت سے دوں۔ معلوم ہوا کہ اسباب کا ہونا توکل کے خلاف نہیں،معلوم ہوا اسباب سے دوری اور نفرت حکمت الہیہ کے خلاف ہے۔اور یہ صورت حال توکل سے دور ہے۔

اسباب کا اختیار کرنا پھر اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کرنا توکل کے خلاف نہیں،ہاں اگر کوئی شخص اپنے اسباب کو ہی سب کچھ سمجھ لیتا ہے اور قدرت پر بھروسہ نہیں کرتا تو اس کی یہ صورت حال توکل علی اللہ کے خلاف ہے،ہماری غلطی یہ ہے کہ ہم سبب کو دیکھتے ہیں مسبب کو بھول جاتے ہیں،یہ صورت خلافِ توکل ہے۔

زمین کا جھاڑ اچھا رہا،غلہ کافی آ گیا تو کہنا شروع کر دیا کہ زمین بہت اچھی تھی یا پانی باقاعدہ لگتا رہا،کھاد میں کمی نہیں کی گئی،فصل کو گھاس پھوس سے اور جڑی بوٹیوں سے صاف رکھا گیا اب تو اس قدر غلہ ہونا ہی تھا،افسوس میں نے سبب کو دیکھا ہے مگر مسبب کو نظر انداز کر دیا ہے،اس پر میری نگاہ نہیں گئی کہ میں نے زمین میں قیمتی بیج ڈال کر ضائع کر دیا ہے اور یہ بیج اس زمین میں بکھیرا ہے جو لوہا لکڑی،جسم کو نگل جاتی ہے یہ بھول گیا ہوں کہ وہ کونسی ذات گرامی ہے جس نے اس زمین کو حکم دیدیا ہے کہ خبردار کاشتکار کے بیج کو کھانا نہیں اُگانا ہے اور کس نے زمین کے منہ کو لگام دیدی کہ وہ بیج کو کھائے

مت بلکہ اسکی حفاظت کرے۔

تاجر آدمی اپنی یومیہ آمدنی پر بڑا خوش ہوتا ہے کہ آج دکان سے اس قدر نفع مل گیا اور کہتا ہے دکان موقع کی ہے، اس میں مال خاصہ ڈالا گیا ہے نفع تو آنا ہی تھا۔ تاجر دکاندار بہک گیا اس نے دکان کے سبب کو دیکھا ہے اور مسبب کو بھول گیا ہے کہ وہ کون ذاتِ بابرکات ہے جو گاہک کو تیری دکان پر لاتی ہے موقع کی دکان مال کی فراوانی تو اور دکانوں میں بھی ہے، مگر تیرے ساتھ کرم اسی کی خاص عنایت ہے۔

خوف خدا

قلب سلیم کی صفات حسنہ میں ایک صفت خدا خوفی بھی ہے کہ بندہ ہر لمحہ اپنے رب قدوس سے ڈرتا رہے، ڈرنے کا یہ معنی نہیں جیسے بندہ دشمن سے ڈرتا ہے یا موذی جانور سے ڈرتا ہے۔ بلکہ ایسا ڈر مراد ہے کہ اگر میں نے اپنے رب کی رضا کے خلاف کچھ کیا تو مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ اور اسکی ناراضگی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اسکی ذات سے ڈرنے والے کو اپنی رضا کا مژدہ سنایا ہے۔

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ (1)

اللہ ان پر راضی ہو گیا اور وہ اللہ پر راضی ہو گئے۔ جو اپنے رب سے ڈر گئے معلوم ہوا خدا خوفی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو خوش قسمت کو نصیب ہوتی ہے۔

قرآن مقدس ایمان داروں کو یہ عظیم صفت اپنانے کا حکم دیتا ہے۔

یاایہا الذین امنوا تقواللہ(2)

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنے کیلئے ضروری ہے کہ اسکی ذات کا علم ہو قرآن مقدس نے اس عنوان کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا ہے

(1) البینۃ 8:98

(2) البقرہ 278:2

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء(1)

اللہ تعالی سے وہی ڈرتے ہیں جوعلم رکھتے ہیں آپ شیر سے ڈر جائیں گے کہ آپ جانتے ہیں، علم رکھتے ہیں وہ ایک طاقتور جانور ہے۔ چند ماہ کا بچہ شیر سے نہیں ڈرے گا کہ اسے علم ہی نہیں یہ شئی کیا ہے ۔قرآن مقدس نے ایمان اور خوف کو ساتھ ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

وخَافونِ ان کنتم مؤمنین(2)

اگر مومن ہوتو مجھ سے ڈرو۔

حضور سید عالم ﷺ نے اسی عنوان کو اس طرح بھی ارشاد فرمایا ہے

رأس الحکمة مخافة اللہ(3)

حکمت کی اصل خوف الہیٰ ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا اگر تمہیں پسند ہو کہ مجھے ملو تو میرے بعد خوف بہت کرنا۔

سیدنا فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالے سے ڈرتا ہے تو وہ ڈرا سے ہر طرح کی بہتری سوجھا دیتا ہے۔(4)

حضرت شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہوں تو میرے سامنے عبرت و حکمت کا ایک ایسا دروازہ کھل جاتا ہے جو میں نے کبھی نہیں دیکھا، حضرت یحیٰ بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جب مومن سے گناہ سرزد ہو جائے، تو اس کے پیچھے دو نیکیاں ہوتی ہیں ایک خدا کا خوف کہ یہ بہت بڑی نیکی ہے دوسری مغفرت کی امید کہ یہ بھی عظیم نیکی ہے گویا اب مومن کا یہ گناہ خوف و امید کے درمیان ہو گیا اور یہ دونوں نیکیاں اس گناہ کی معافی بن جائیں گی۔(5)

---

(1) فاطر 28:35

(2) آل عمران 175:3

(3) ابن ابی شیبہ، المصنف، ص162/8

البیہقی، شعب الایمان، خیر الزاد التقوی ورأس الحکمة، الرقم 761، ص305/2

(4) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلة الخوف و الترغیب فیہ، ص261/3

(5) م۔ن

قرآن مقدس نے اس خوف کے مقام کو اس طرح بھی ذکر فرمایا ہے

و لمن خاف مقام ربہ جنتان(1)

جو اللہ تعالی کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر گیا اسے دو باغات (انعامات) ہوں گے، خوف خداوندی کے عنوان کو حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر اس طرح بھی ارشاد فرمایا

من خاف اللہ تعلی خاف عنہ کل شئی او کما قال ﷺ(2)

جو شخص خدا سے ڈرا، اللہ تعالیٰ ہر شئی کو اُس سے ڈراتا ہے۔

و من خاف غیر اللہ خوفہ اللہ من کل شی(3)

اور وہ جو خدا کے غیر سے ڈرا اللہ تعالیٰ اُسے ہر شے سے ڈراتا ہے۔ دوسری حدیث میں اسی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

اتمکم عقلا اشد کم خوفا(4)

تم میں زیادہ عقلمند وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔

سیدنا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالی سے محبت مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور اسکی عقل درست ہو جاتی ہے۔(5)

حضرت ابوالحسین نابینا فرماتے ہیں، خوف تیرے اور خدا کے درمیان باگ ہے۔ جب وہ جاتی رہتی ہے تو بندہ تباہ ہو جاتا ہے۔(6)

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا قیامت کے دن سب سے زیادہ بے خوف کون ہوگا فرمایا جو دنیا میں خوف خدا زیادہ رکھتا تھا۔(7)

---

(1) الرحمٰن 46:55
(2) الغزالی،احیاء علوم الدین،فضیلۃ الخوف والترغیب فیہ،ص262/3
(3) م ـ ن
(4) م ـ ن
(5) م ـ ن
(6) م ـ ن
(7) م ـ ن

حضرت ابوسلیمان وارانی فرماتے ہیں جس دل سے خوف علیحدہ ہوجاتا ہے، وہ خراب ہوجاتا ہے۔

حضرت سھل تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس قدر حلال کھانے، حلال کمانے، حلال پینے، حلال پہننے کا عادی ہوگا اسی قدر اس کے دل میں خدا کا خوف بڑھتا جائے گا، قرآن مقدس نے اسی خوف کے عنوان کو اس طرح بھی ذکر فرمایا ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں

یدعون ربھم خوفا و طمعا(1)

جو لوگ اپنے رب کو بلاتے ہیں اس سے ڈرتے ہوئے اور اسکی رحمت کا طمع کرتے ہوئے'' یہ آیہ کریمہ خدا سے ڈرنے والوں کی عظمت ہے دوسرے مقام پر اسطرح بھی ہے

یدعوننا رغبا ورھبا(2)

ہمیں چاہت اور ڈر کی بناء پر بلاتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا جب ایماندار کے دل پر خدا کا خوف طاری ہو اور وہ کانپ جائے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے درخت سے پتے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے

لایلج النار احد بکیٰ من خشیۃ اللہ حتّٰی یعود اللبن فی الضرع او کما قال ﷺ(3)

جو شخص خدا کے ڈر سے رویا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا جیسے دودھ دوبارہ تھنوں میں داخل نہیں ہوسکتا

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں انہوں نے دربار رسالت میں عرض کی حضور نجات کی صورت کیا ہے فرمایا'' اپنی زبان بند رکھ گھر سے باہر مت نکل (بلاضرورت) اور اپنی خطا پر رویا کر(4)

ام المومنین حضور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کوئی شخص بغیر حساب بھی جنت میں داخل ہوسکے گا فرمایا ہاں'' جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے وہ بلاحساب جنت میں داخل ہوگا۔(5)

---

(1) السجدہ 16:32

(2) الانبیاء 21: 90

(3) الاحمد، الزھد، لن یلج النار من بکی من خشیۃ، الرقم 1006، ص 38/3

(4) الترمذی، السنن، فی حفظ اللسان، الرقم 2330، ص 427/8

(5) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ان الافیض ھو فی غلبۃ الخوف، ص 263/3

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو اپنے آنسوؤں کو چہرہ پر مل لیتے اور فرماتے مجھے خبر ملی ہے جس جگہ خوف خدا سے بہنے والے آنسو لگ جائیں گے وہاں جہنم کی آگ نہیں پہنچ سکے گی۔(1)

حضرت ابو سلمان درانی فرماتے ہیں جس کی آنکھ سے خدا کے خوف سے آنسو ڈبڈبا ئیں گے قیامت کے دن اس کے چہرے پر ذلت وشرمندگی کا غبار نہیں ہوگا اور اگر آنسو بہیں گے تو پہلے قطرے سے ہی بہت سے آگ کے سمندر ٹھنڈے ہو جائیں گے۔(2)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے لئے خدا کے خوف سے ایک آنسو کا بہنا سونے کا پہاڑ خیرات کر دینے سے بھی اچھا ہے یہی عنوان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح ملتا ہے، میرے لئے خدا کے خوف کا ایک آنسو ہزار دینار خیرات کرنے سے اچھا ہے۔(3)

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام مایوسی سے روکتا ہے

اسلام کے بے شمار خصائص وفضائل میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ بندے کو مایوس ہونے سے روکتا ہے اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی ذات بابرکات سے امیدیں وابستہ رکھنے کا درس دیتا ہے، اگرچہ اس کی ذات والا صفات سے امید رکھنے میں تو ہر شخص مدعی ہوسکتا ہے، گر حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ سے امیدیں وابستہ رکھنے کا حق انہیں لوگوں کو ہے جو ایماندار ہیں، ہدایت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اسی عنوان کو قرآن مقدس نے اسطرح ارشاد فرمایا ہے۔

ان الذین آمنوا والذین ھادوا و جاھدوا فی سبیل اللہ

اولئك یرجون رحمۃ اللہ(4)

اس آیہ کریمہ کا یہ معنی نہیں کہ امید کا وجود صرف انہیں لوگوں میں ہے کہ امید تو اور لوگ بھی کرتے ہیں

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ الخوف والترغیب فیہ، ص263/3

(2) المدخل، آداب السلوك، ص271/3

(3) المدخل، فصل جامع البعض آداب السلوك، ص271/3

(4) البقرہ 218:2

جن میں یہ صفات نہ ہوں، مگران کو استحقاق امید نہیں، استحقاق امید انہیں کو ہے جو اپنے اندر یہ صفات رکھتے ہیں، کہ ایماندار ہیں، ہدایت والے ہیں اور جہاد کرنے والے ہین، اپنے مالک یا بادشاہ کی خدمت انجام دینے میں دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو خادم اس لئے خدمت کرتا ہے کہ اس پر مالک کا ڈر مسلط ہے، جو خدمت نہ کرے گا تو سزا پائے گا یا اس لئے کرتا ہے کہ اُسے مار کا ڈر تو نہیں مگر مالک کے احسان اور کرم کی امیدیں رکھتا ہے، تو ظاہر ہے مالک کو محبت تو اُسی سے زیادہ ہوگی، جو مالک سے امیدیں وابستہ رکھ کر خدمات انجام دے رہا ہے، رب قدوس سے مایوس نہ ہونے کہ عنوان کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے،

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (1)

اس آیہ مبارکہ میں نا اُمیدی کو ممنوع اور حرام فرما دیا گیا ہے۔

یہی عنوان ایک حدیث قدسی سے اس طرح واضح ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

انا عندظن عبدی بی (2)

میں اپنے بندے کے خیالات کے قریب ہوں، ایک موقع پر حضور ﷺ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو حالت نزع میں تھا اُس سے دریافت فرمایا کیا حال ہے، اُس نے عرض کی یارسول اللہ اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں اور رب قدوس جل مجدہ سے رحمت کی امید کرتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں یہ دونوں چیزیں اکھٹی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کو اس کی امید کے مطابق عطا فرماتا ہے اور ڈر سے امن دے دیتا ہے۔ (3)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو گناہوں کی کثرت کے خوف سے نا امید ہو گیا تھا، آپ نے اُسے فرمایا تیرے سب گناہوں سے بڑھ کر یہ گناہ ہے کہ رب قدوس کی

---

(1) الزمر 53:39

(2) البخاری، الجامع الصحیح، قول اللہ تعالی یرید ون ان، الرقم 6951، ص 24/23
المسلم، الجامع الصحیح، فضل الذکر و الدعاء والتقرب الی، الرقم 4849، ص 189/13
ابن ماجہ، السنن، فضل العمل، الرقم 3812، ص 270/11

(3) الغزالی، قوت القلوب، ص 301/1

رحمت سے نا اُمید ہے۔(1)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اس عنوان پر احیاء العلوم شریف میں کئی روایات بیان کی ہیں، جن میں ایک یہ ہے قیامت کے دن اللہ کسی مجرم بندہ سے فرمائے گا، تو نے برائی دیکھی اور منع کیوں نہ کیا وہ عرض کرے گا اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے معافی کی امید کرتا تھا، ایک اور حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے کہ ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، غریب لوگ اس سے معافی کی امید کرتے تھے، وہ معاف کر دیا کرتا تھا، قیامت کے دن اس کے نامہ عمل میں کوئی اور نیکی نہ ہوگی صرف یہی ہوگی کہ لوگوں کو ان کی امید کے مطابق معاف کر دیا کرتا تھا، بارگاہ قدس سے اپنی بخشش کی امید رکھا کرتا، بارگاہ قدس سے حکم ہوا ہم اسے معاف کرتے ہیں یہ ہم سے رحمت و بخشش کی امید رکھا کرتا تھا۔(2)

ابان ابن ابی عیاش اکثر و بیشتر اپنے خطبات و تقاریر میں رب قدوس کے ساتھ امیدیں وابستہ رکھنے اور اس کی ذات سے نا امید نہ ہونے کا درس دیا کرتے تھے، اُن کے وصال کے بعد کسی نے آپ سے پوچھا آخرت کا حال کیسا ہے تو فرمایا رب قدوس نے مجھ سے دریافت فرمایا تو ہر خطبہ میں امید اور رحمت کا درس کیوں دیا کرتا تھا، میں نے عرض کی یا اللہ اس لئے کہ میں مخلوق کو تیرے نزدیک کر دوں اور وہ تجھ سے تیری رحمت مانگتے رہیں، حکم ہوا کہ جا ہم نے تجھے بخش دیا ہے۔(3)

یحییٰ بن اکثم علیہ الرحمہ کو اُن کے وصال کے بعد کسی نے دیکھا اور آخرت کا حال پوچھا تو آپ نے آخرت کی سختی اور اپنی جواب طلبی کا ذکر کیا آپ فرماتے ہیں میری جواب طلبی سے مجھ پر بے حد خوف طاری ہوا، تو میں نے عرض کی یا اللہ میری زندگی میں مجھ تک یہ صورت تو نہ پہنچی تھی کہ جواب طلبی کا یہ عالم ہوگا، تجھ تک کیا خبر پہنچی تھی میں نے عرض کی مجھ تک تیرا یہ ارشاد پہنچا تھا،

انا عند الظن عبدی بی(4)

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، وسبیل الذی یحصل منه حال، ص247/3

(2) م ـ ن

(3) م ـ ن

(4) البخاری، الجامع الصحیح، قول الله تعالی یریدون ان، الرقم 6951، ص24/23
المسلم، الجامع الصحیح، فضل الذکر والدعا والتقرب الی، الرقم 4849، ص189/13
ابن ماجه، السنن، فضل العمل، الرقم 3812، ص270/11

میں اپنے بندے کے خیالات کے ساتھ ہوتا ہوں اور میرے خیال میں یہی رہتا تھا میرا اللہ مجھے معاف فرمادے گا اور عذاب نہ دے گا حکم فرمایا جا تجھے معاف کر دیا گیا ہے، بس پھر یہ ہوا کہ میرے آگے پیچھے غلام ہونے اور مجھے جنتی لباس پہنایا گیا اور مجھے جنت میں پہنچا دیا گیا، اُس وقت اللہ تعالیٰ کے اس کرم پر میری خوشی کی انتہاء نہ تھی۔(1)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے بنی اسرائیل کے ایک بندے کا ذکر کیا ہے وہ لوگوں کو معاملات میں مایوس کیا کرتا تھا اور ان پر سختی کرتا تھا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے فرمائے گا تو نے میرے بندوں کو نا امید رکھا تھا آج میں تجھے اپنی رحمت سے نا امید کرتا ہوں، اسی مقام پر امام محمد غزالی نے بیہقی سے زید بن اسلم کے ذریعہ سے ایک روایت نقل کی ہے، قیامت کے دن ایک مجرم کو دوزخ میں ڈالا جائے گا پھر اس کی چیخ و پکار پر قدرت کے حکم پر اُسے نکال کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اُس سے کئی سوالات ہوں گے پھر حکم ہوگا اسے وہیں پہنچا جب فرشتے لے کر چلیں گے تو وہ بار بار پیچھے دیکھے گا، حکم ہوگا کیا دیکھتا ہے؟ عرض کرے گا معافی کی امید کرتا ہوں، حکم ہوگا اسے چھوڑ دو، مجھ سے رحمت کی اُمید رکھتا ہے۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، والسبیل یحصل منہ حال، ص247/13

(2) م-ن

چھٹا باب

اخلاق حسنہ

اسلام اور اخلاق حسنہ

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو قرآن مقدس میں کئی ایک مقامات پر ارشاد فرمایا مگر آپ کے حسن خلق کو بڑی اہمیت حاصل ہے ارشاد ہوتا ہے

وانك لعلى خلق عظيم(1)

بے شک آپ اخلاق کے بلند مقام پر فائز ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بے شمار مقاصد ہیں ایک واضح اور کھلا مقصد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس طرح ملتا ہے

انما انا بعثت لاتمم مكارم الاخلاق او كما قال

صلى الله عليه وسلم(2)

مجھے بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آغاز وحی مبارکہ کا واقعہ ذکر فرمایا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی خدا آپ کو پریشان نہیں کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں مقروضوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی حمایت کرتے ہیں، مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں(3)

ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اِس ارشاد گرامی کا ایک ایک فقرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی کس طرح حسین انداز میں تصویر کشی کر رہا ہے اور پھر یہ عکاسی اعلان نبوت سے پہلے کے واقعات کی روشنی میں ہے جو مزید حیران کن ہے اِسی طرح ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد گرامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو اس طرح واضح کرتا ہے

كان خلقه القران الليل(4)

---

(1) القلم 04:68

(2) البيهقى، السنن الكبرى، ص192/10

(3) البخارى، الجامع الصحيح، بدء الوحى، الرقم3، ص5/1

(4) المسلم، الجامع الصحيح، جامع صلاة الليل ومن قام عنه، الرقم1233، ص104/4

ابو داؤد، السنن، فى صلاة اليل، الرقم1144، ص112/4

الاحمد، المسند، حديث السيدة عائشة رضی اللہ عنہا الرقم23134، ص290/49

قران پاک ہی آپ کا اخلاق تھا یعنی حضور صلی اللہ قرآن پاک کے احکام اخلاق کا مجسمہ نمونہ تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ کے بارہ میں کئی ایک مقامات پر اسکی عظمت کو اجاگر فرمایا ہے، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور انسان کے حق میں اللہ تعالی جل مجدہ کا بہترین تحفہ یا ہدیہ کیا شے ہے تو آپ نے فرمایا'' اچھا خلق (1)

اِسی مبارک عنوان حسن خلق کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی ملتا ہے قیامت کے دن جب نیکیاں تولی جائینگی تو حُسن خُلق کا پلڑا بھاری رہیگا اسی ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اورارشاد گرامی ملتا ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری کتاب الادب میں اور امام ترمذی نے باب ماجاء فی حسن الخلق میں اس طرح بیان کیا ہے

"خیارکم احسنکم اخلاقاً (2)

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہو (ترمذی کتاب الادب) یہی ارشاد گرامی دوسری جگہ اسطرح ملتا ہے، کامل ترین ایمان ان لوگوں کا ہے جو اخلاق کے لحاظ سے اچھے ہیں۔(3)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو چند ہدایات سے نوازا، ان میں سے اہم ہدایت یہ تھی

یامعاذ احسن خلقك للناس (4)

اے معاذ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا'' جس کا مفہوم یہ ہوا کہ حکمران کسی درجہ پر ہی کیوں نہ فائز ہو اس پر لازم ہے کہ قوم پر اخلاق حسنہ کا سایہ رکھے اُن سے خوش خلقی سے پیش آئے حکمران کا یہ

---

(1) الغزالی،احیاء العلوم الدین،بیان حقیقة حسن الخلق وسوء الخلق،ص250/2

(2) البخاری،الجامع الصحیح،حسن الخلق،الرقم5575،ص461/18
البیہقی،شعب الایمان،السابع والخمسون من شعب الایمان،الرقم7755،ص16/17
المسلم،الجامع الصحیح، کثرة احیاءه ﷺ،الرقم4285،ص459/11

(3) ابوداؤد،السنن،الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه،الرقم4062،ص292/12
الترمذی،السنن،ماجاء فی استکمال الایمان وزیادته ،الرقم2537ص196/9
الاحمد،المسند،مسند ابو هریرة،الرقم7095،ص136/15

(4) المالك،الموطا،ماجاء حسن الخلق،ص379/15

انداز حکومت بلا امتیاز (قوم کے ہر فرد کے لیے) ہونا چاہیے۔ مسلم ہو یا غیر مسلم، اپنا ہو یا پرایا، حُسن خلق کے الفاظ اپنے اندر بہت سی حسین صفات کو سموئے ہوئے ہے۔ سچائی، فیاضی، نرم مزاجی کشادہ ظرفی، حاجت روائی صفات حسن خلق ہیں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے حسن خلق کا ذکر فرماتے ہوئے، حرام سے اجتناب، حلال کی تلاش گھر والوں سے پیار کو حسن خلق فرمایا ہے۔(1)

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حُسن خلق کیا ہے تو فرمایا جود و کرم کا وافر ہونا لوگوں کو تنگ کرنے سے بچنا مشکلات پر صبر و تحمل حُسن خلق ہے۔ ابو بکر واسطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غمی خوشی کی دونوں حالتوں میں مخلوق خدا کو راضی رکھنا حسن خلق کہلاتا ہے۔(2)

حضور سید عالم ﷺ نے حسن خلق کا ذکر فرماتے یہ بھی فرمایا "بھائی کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے(3) سیدنا جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں جب کبھی بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور ﷺ مسکرا دیئے یعنی ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ میں حاضر ہوا ہوں اور حضور ﷺ مسکرائے نہ ہوں۔(4)

سیدنا علی المرتضی فرماتے ہیں خندہ پیشانی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بخاری شریف کتاب الادب میں اچھی گفتگو کو بھی صدقہ فرمایا ہے۔

الكلمة الطيبة صدقة(5)

اچھی گفتگو بھی صدقہ ہے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کوئی شخص بھی اپنے خلق میں حضور ﷺ سے بڑھ کر نہ تھا۔ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی فرد تو حضور ﷺ اس کے جواب میں لبیک (حاضر ہوں) ہی فرمایا کرتے تھے۔ حضور سید عالم ﷺ کے معمول مبارک میں تھا کہ کسی کو ملتے وقت پہلے خود سلام فرماتے اور مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتے۔(6)

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقة حسن الخلق وسوء الخلق، ص252/2

(2) م-ن

(3) الترمذی، السنن، ماجاء فی ضائع المعروف، الرقم1879، ص213/7

(4) البخاری، الجامع الصحیح، التبسم و الضحك، الرقم5627، ص42/19
المسلم، الجامع الصحیح، التعوذ، الرقم1497، ص437/4
ابو داؤد، السنن، مایقول اذا حاجة الریح، الرقم1497، ص360/3

(5) البخاری، الجامع الصحیح، طیب الکلام، ص444/18

(6) ابو داؤد، السنن، فی الرجل ینادی الرجل فیقول لبیك، ص470/13

حضور ﷺ کے حسن خلق کا ایک اہم واقعہ غزوۂ حنین سے واپسی پر ملتا ہے راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا مؤذن نے اذان دی ابو محذورہ اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں قریب ہی تھے۔ بچوں نے آواز سن کر از راہ مذاق نقل اتاری۔ حضور سید عالم ﷺ نے بچوں کو بلایا اور ایک ایک سے کلمات کہلوائے ابو محذورہ ان سب سے خوش آواز تھے حضور ﷺ کو انکی آواز پسند آئی اور آپ نے سامنے بٹھا کر دست شفقت پھیرا، اذان سکھائی اور فرمایا جاؤ حرم میں اذان دیا کرو ابو محذورہ اس عظیم شفقت پر متاثر ہوئے اور بعد میں اسلام لے آئے اور حرم پاک میں اذان دیا کرتے تھے۔(1)

ایک موقعہ پر نجاشی کے دربار سے سفیر حاضر ہوا حضور ﷺ نے از راہ محبت انہیں مہمان رکھا اور خود بہ نفس نفیس انکی خدمات انجام دیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ فرمایا ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی تھی اس لئے میں خود انکی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ حسن معاملہ حوصلہ تحمل اور بردباری کے ہزاروں واقعات حضور ﷺ کے دامن رحمت سے لپٹے نظر آتے ہیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کیلئے مشعل راہ بنے رہیں گے اور لوگ اپنی اصلاح کیلئے استفادہ کرتے رہیں گے ایک دن ایک بدو حاضر ہوا اس نے حضور ﷺ سے قرض لینا تھا اس نے انتہائی سختی سے مطالبہ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم نے اسے سختی سے ڈانٹا کہ اپنے مطالبہ کا رویہ بہتر کرے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں اس کا ساتھ دینا چاہئے کہ اس کا حق ہے کہ وہ تقاضا کرے پھر صحابہ کو اس کا قرض دینے کا حکم فرمایا اور اسے اس کے حق سے زیادہ دلوایا۔(2)

حق سے زیادہ دلوایا، غالباً اس لئے کہ صحابہ کرام نے اسے ڈانٹا تھا یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کیلئے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے جو مزاج کا تیز نہ ہو نرم ہو لوگوں کے قریب آنے والا ہو۔(3)

---

(1) محمد بن یوسف الصالحی الشامی، (المتوفی 942ھ)
سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ص87/8

(2) ابن ماجه، السنن، لصاحب الحق سلطان، الرقم 2417، ص229/1

(3) الترمذی، السنن، منه، الرقم 2412، ص28/9
الطبرانی، المعجم الکبیر، ص86/9

جس قدر خوش اخلاقی کے فوائد ہیں اتنے ہی بداخلاقی کے نقصانات ہیں استاذ جس قدر تلخ مزاج اور بداخلاق ہوگا شاگرد اسی قدر علمی دولت سے محروم رہے گا۔ بجائے تعلیم کے اس کے اندر جہالت کے آثار زیادہ ہوں گے استاذ کی ترش روئی بداخلاقی اسے سوال کرنے کی جرأت ہی پیدا نہیں ہونے دیگی وہ علم کیسے حاصل کرے گا۔ اگر استاد شاگرد کو جواب دینے کے بجائے اسکی مذمت کردے یا طنزاً جواب دے یا اس کی حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی کرے تو ظاہر ہے شاگرد کی استعداد متاثر ہوگی۔ اور علمی فوائد سے محروم رہے گا۔ قرآن مقدس نے سورہ لقمان شریف میں اس انداز کی مذمت ارشاد فرمائی ہے

ولا تصعر خدك للناس (1)

اور لوگوں سے بے رخی نہ کر۔ اسی بدخلقی کے خاتمہ کیلئے ارشاد فرمایا

یاایھا الذین آمنو لا یسخر قوم من قوم نساء (2)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔ کئی مرتبہ مذاق مذاق میں قتل وغارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے پہلوان وہ ہے جو غصہ میں خود کو قابو میں رکھے۔ (3)

حسن خلق کی اعلیٰ صفات میں عاجزی، انکساری، تحمل مزاج شامل ہیں حضور سید عالم ﷺ کی صفات مبارکہ میں یہ بھی تھا صحابہ میں سے جب کوئی ملتا اور ٹھہر جاتا تو حضور ﷺ بھی ٹھہر جاتے۔ اور جب تک وہ نہ چلتا حضور ﷺ کھڑے رہتے۔ جب تک کوئی خود حضور ﷺ سے چہرہ نہ پھیرتا حضور ﷺ اس سے اپنا چہرہ مبارک نہ پھیرتے اور جب کوئی آہستہ بات کرنا چاہتا تو حضور ﷺ اپنا کان مبارک اس کی طرف کرتے اور جب تک وہ بات مکمل نہ کرلیتا کان مبارک نہ ہٹاتے حضور ﷺ جب بچوں سے گزرتے تو انہیں سلام فرماتے۔ اگر کسی کے متعلق کسی بری بات کا انکشاف ہوتا تو یوں فرماتے لوگوں کو

---

(1) لقمان 18:31

(2) الحجرات 11:49

(3) ابو داؤد، السنن، من کظم غیظاً، الرقم 4148، ص 398/1

ابن ابی شیبہ، المصنف، ص 65/6

البیھقی، شعب الایمان، فصل فی ترک الغضب وفی کظم غیظاً، الرقم 8046، ص 311/17

کیا ہو گیا وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔(1)

حضور ﷺ کے مقدس اسوۂ حسنہ پر رہ کر صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی زندگیاں گزاریں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں فرمایا لوگو اپنے اندر عاجزی کی عادت ڈالو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جو شخص اپنے اندر تواضع پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے معزز بنادے گا۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور والدین سے حُسن سلوک

اسلام نے والدین سے حسن سلوک کو بہت بڑی اہمیت دی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے

وقضی ربك الا تعبدو الا ایاه وبالوالدین احساناً(3)

اور تیرے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ اللہ کے بغیر کسی کی عبادت مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اسی مضمون کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا ہے

لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احساناً(4)

اللہ کے بغیر کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

یہی عنوان قرآن مقدس سورہ انعام میں دُہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین سے احسان کرو ان آیات مبارکہ میں عبادات اور معاملات کو مختصر الفاظ سے سمودیا گیا ہے۔ اللہ کی عبادت اور والدین سے حسن سلوک کرو۔ اس ترتیب پر غور کیا جائے۔ تو یہ مسئلہ کس قدر اہم محسوس ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد دوسری شی جو ذکر فرمائی وہ والدین سے حسن سلوک ہے۔ والدین سے حسن سلوک کا حکم دینے کیلئے لفظ امر نہیں فرمایا گیا بلکہ قضی ہے، لفظ امر کی نسبت

---

(1) ابوداؤد، السنن، فی حسن العشرۃ، الرقم 4161، ص 414/12

(2) جواھر الحکمہ، ص 44/1

(3) الاسراء 23:17

(4) البقرہ 83:2

لفظ قضیٰ میں خاصہ وزن ہے کہ تیرے رب کا یہ فیصلہ ہے عبادت اللہ کی ہو اور والدین سے حسن سلوک ہو ایک اور مقام پر

ووصینا الانسان (1)

کا ارشاد ہے۔لفظ وصیت حکم اور امر پر حاوی دکھائی دیتا ہے۔والدین سے حسن سلوک کے حکم سے تمام رشتہ داروں سے اخلاص اور حسن سلوک کا درس ملتا ہے کہ والدین کو مرکزیت حاصل ہے۔دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، تایا، ماموں یہ تمام رشتے والدین کی نسبت سے ہی ہیں۔قرآن مقدس نے والدین سے حسن سلوک اس قدر کھل کر ارشاد فرمایا ہے کسی دین میں اس قدر واضح اور کھلا درس نہیں ملتا۔ بائیبل کے مطالعہ سے اس عنوان پر صرف یہ ملتا ہے "اپنے ماں باپ کو عزت دے تا کہ تیری عمر اس زمین پر خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے۔دراز ہو (خروج) یا دوسری جگہ انجیل متی میں اسطرح ملتا ہے " اپنے ماں باپ کی عزت کر اور جو ماں باپ پر لعنت کرے جان سے مارا جائے (متی) بس زیادہ سے زیادہ اس عنوان پر یہی کچھ ہے مگر قرآن مقدس نے اس عنوان کو اس طرح جامعیت کے ساتھ بیان کیا کہ ادیان و مذاہب میں جواب نہیں تورات، انجیل میں صرف ایک ایک بات تھی مگر قرآن مقدس نے چھ احکام بیان فرمائے۔

وبالوالدین احسانا

والدین سے حسن سلوک کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو انہیں اف تک نہ کہو

فلا تقل لھما اف

پس انہیں اُف تک نہ کہو۔

ولا تنھر ھما

نہ ہی انہیں جھڑک کر جواب دو۔

وقل لھما قولاً کریما (2)

---

(1) لقمان 14:31

(4) الاسراء 23:17

اُن سے احترام سے بات کرو۔

واخفض لهما جناح الذل

اُن کے سامنے عجز وانکساری سے رہا کرو۔

وقل رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا(1)

اور دعا کیا کرو کہ یا اللہ اُن پر رحم فرما جسطرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا

اس آیہ مبارکہ میں بڑھاپے کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ تیرے پاس بوڑھے ہوجائیں تو یہ کرتو اس کا معنی یہ نہیں کہ والدین جوان ہوں جو چاہے کہتا رہے۔ ہرگز نہیں چونکہ عموماً بڑھاپے میں طبیعت میں تیزی آجاتی ہے اور کئی قسم کی بیماریاں گھیراؤ کر لیتی ہیں تو اولاد کو حوصلہ ہمت صبر اور نیازمندی سے برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت زبیر بن محمد رضی اللہ عنہ نے قولاً کریماً کی تشریح یوں فرمائی ہے "جب ماں باپ تجھے بلائیں تو کہہ میں حاضر ہوں حکم ماننے کو تیار ہوں"(2)

سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے قولاً کریما کی تشریح اسطرح فرمائی جیسے سخت گیر آقا کے سامنے غلام نیازمندی سے پیش آتا ہے اور اُس کا رعب، ڈر، ہیبت اس پر مسلط ہونے کے باعث عجز وانکساری کیساتھ بات کرتا ہے، اگر اولاد والدین سے ایسا ہی انداز اختیار کرے تو قولاً کریما پر عمل ہوسکتا ہے۔(3)

وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه بعدد خلقه

حسن سلوک احادیث کی روشنی میں

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نحیف وکمزور آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گذرا، اُسے دیکھ کر حاضرین نے کہا کاش یہ کمزوری جہاد کرتے پیدا ہوتی، تو انکی بات سن کر حضور صلی

---

(1) الاسراء 24:17

(2) عبدالرحمان بن ابی بکر جلال الدین السیوطی، (المتوفی 911ھ)
الدر المنثور، ص 250/6

(3) ابن کثیر، التفسیر، ص 66/5

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شاید یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرتے کرتے ایسا ہو گیا ہو، اگر یہ کمزوری ایسے ہے تو یہ ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے، ہوسکتا ہے یہ اپنے بچوں کے لئے محنت مزدوری کرتے کرتے ایسا ہو گیا ہو، اگر ایسے ہے تو یہ ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے، ہوسکتا ہے یہ اپنے نفس کے لئے محنت کرتے کرتے ایسا ہو گیا کہ اپنے آپ کو لوگوں سے بھیک مانگنے سے بچالے، اگر ایسا ہے تو یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے اس ارشاد گرامی پر نگاہ ڈالیں کہ والدین کی خدمت، بچوں سے پیار، اپنی جان کے تحفظ کیلئے محنت مزدوری کرنے کو بھی جہاد فی سبیل اللہ سے تعبیر فرمایا۔(1)

☆ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم سے عرض کی حضور اللہ تعالی کو کونسا کام زیادہ پسند ہے، فرمایا بروقت نماز پڑھنا، میں نے پھر عرض کی حضور اس کے بعد کونسا کام ہے جو اللہ تعالی کو بہت پسند ہے فرمایا والدین سے حسن سلوک، پھر عرض کی اس کے بعد کونسا تو فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔(2)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول للہ ﷺ خواہش رکھتا ہوں کہ جہاد میں شامل ہوں، مگر ہمت نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے عرض کی والدہ حیات ہے فرمایا بس والدہ کی خدمت کر، اطاعت کر، فرمابرداری کے معاملہ میں خدا سے ڈر، جب تو ایسا کریگا تو حج، عمرہ اور جہاد کرنے والا ہوگا، والدہ سے اچھا سلوک کر۔(3)

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے عرض کی گئی یارسول اللہ (ﷺ) کوئی ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے فرمایا ہاں اسکی صورت یہ ہے کہ کسی

---

(1) السیوطی، الدر المنثور، ص254/6

(2) البخاری، الجامع الصحیح، فضل الصلاۃ لوقتها، الرقم496، ص253/2

النسائی، السنن، فضل الصلاۃ لمواقتها، الرقم606، ص462/2

الاحمد، المسند، مسند عبداللہ بن مسعود، الرقم3695، ص230/8

البیهقی، شعب الایمان، ای العمل احب الی اللہ تعالی قال، الرقم2677، ص318/6

(3) السیوطی، الدر المنثور، ص254/6

الطبرانی، المعجم الاوسط، باب من اسمه ابراهیم، الرقم3025، ص481/6

دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے اور پھر وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وفات کے بعد حسن سلوک

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بارگاہ رسالت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ماں باپ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی کوئی صورت ہے کہ اُن سے حسن سلوک کیا جائے فرمایا ہاں

(1) ان کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا کی جائے۔

(2) والدین کی ساتھ تعلق والوں سے صلہ رحمی کیجائے، اس سے مراد حج بدل صدقہ وخیرات اور قرضوں کی ادائیگی ہے

(3) ان کے عہد وپیمان پورے کیے جائیں۔

(4) اُن سے میل جول رکھنے والوں کا احترام کیا جائے۔

(5) ان کے لئے حسب استطاعت صدقہ جاریہ کا اہتمام ہو۔(2)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرنے کے بعد اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن میت کو تین چیزوں کا نفع پہنچتا رہتا ہے صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے رہیں، نیک اولاد جو اُس کے لئے دعا کرتی ہو۔(3)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد جب بھی ماں باپ کو محبت سے دیکھے تو اُسے ہر نظر کے بدلہ میں حج

---

(1) المسلم، الجامع الصحیح، بیان الکبائر واکبرھا، الرقم 130، ص 245/1
البیھقی، السنن الکبری، ص 235/10

(2) ابوداؤد، السنن، فی برالوالدین، الرقم 4476، ص 353/13
البانی، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم 4936، ص 70/3

(3) المسلم، الجامع الصحیح، مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، الرقم 3084، ص 405/8
ابوداؤد، السنن، ماجاء فی الصدقۃ عن المیت، الرقم 2454، ص 36/8
الاحمد، المسند، مسند ابی ھریرہ، الرقم 8489، ص 31/18

مقبول کا ثواب ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی حضور اگرچہ روزانہ سو بار دیکھے، فرمایا ہاں اللہ تعالی بہت بڑی ذات ہے۔ (1)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے مسجد کی طرف دیکھنا قرآن کی طرف دیکھنا والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ خچر پر سوار جا رہے تھے سامنے سے ایک شخص آیا آپ خچر سے اترے اور بہت تعظیم فرمائی اور پھر اسے اپنی دستار اور کچھ نقدی دے کر روانہ فرمایا لوگوں نے پوچھا حضور یہ کون خوش قسمت تھا فرمایا یہ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے باپ کے دوست کو باپ کی طرح سمجھو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ماں کی اطاعت نفلی عبادت سے افضل ہے

بنی اسرائیل کے ایک بہت بڑے عابد جریج کا واقعہ حدیث شریف میں ہے ایک دن اپنے عبادت خانہ میں مصروف نماز تھے کہ والدہ نے بلایا نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکے پھر بلایا تو یہی نماز رکاوٹ کا باعث بنی کہ نماز مکمل کر کے جواب دیدیا جائے گا۔ ماں نے غصہ میں آ کر بددعا کر دی یا اللہ جریج کو کسی زانیہ کی مصیبت میں مبتلا کر دے اتفاقاً ایک چرواہی خاتون نے حرام کا بچہ جنا لوگوں نے پوچھا بتا یہ بچہ کس کا ہے اس نے کہہ دیا یہ جریج کا ہے لوگوں نے جریج کو رسوا کیا مارا پیٹا کہ عابدوں کی شکل میں زانی ہے۔ ماں کی بددعا کا تیر لگ گیا جو شدید زخمی کر گیا رسوائی ہوئی عزت گئی حضور ﷺ نے فرمایا

''لو کان جریج عالما تعلم ان اجابۃ امہ اولی من عبادتہ'' (2)

اگر جریج عالم ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ والدہ کے بلانے پر جواب دینا رب کی (نفلی) عبادت سے اولیٰ

(1) البخاری، الجامع الصحیح، اذا سلم الصبی فحات حل یصلی، الرقم 1270، ص 143/5
عبدالرزاق، المصنف، ص 534/3

(2) البیہقی، شعب الایمان، حدیث جریج العابد فی فضل حفظ قلب الام، الرقم 7637، ص 393/16

ہے فتح الباری ص ۱۶۱ ج ۳'' جریج چونکہ زانی نہ تھا حق پر تھا، بدکردار نہ تھا، بندہ مومن تھا، خدارسیدہ تھا تو آپ نے وہ بچہ منگوایا اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا اے بابوس سچ سچ بتا تو کس کا بیٹا ہے اس (چند دن کے بچے نے) نے کہا میں فلاں چرواہے کا بیٹا ہوں اب لوگوں نے جریج کی یہ کرامت دیکھی اور معافی مانگی اس عظیم واقعہ پر یوں بھی تبصرہ کیا جاسکتا ہے، ماں کی بددعا ولایت کے درجہ سے بھی گرادیتی ہے ۔نوافل کی ادائیگی سے کہیں زیادہ اچھا ہے، ماں کی اطاعت کی جائے یہ بھی ہوسکتا ہے جب جریج کی ماں نے جریج کی رسوائی وذلت دیکھی تو جی میں رحم آ گیا تو جریج کا نظام کرامت قائم ہوگیا ہوا اور وہ پھر اسی درجہء ولایت پر فائز ہوگئے والدین کی اطاعت اس وقت تک لازم ہے جب تک ان کا حکم قرآن اسلام اور شریعت سے متصادم نہ ہو اگر ان کا حکم قرآن وحدیث کے خلاف ہو خدا اور رسول کے حکم سے متصادم ہو تو مخالفت ضروری ہے

''وان جاھداك لتشرك بی مالیس بہ علم
فلاتطعھما''(3)

اگر وہ والدین تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے جسے تو نہیں جانتا تو اطاعت نہ کر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رضاعی ماں سے پیار

حضور سید عالم ﷺ کی حقیقی والدہ ماجدہ تو آپ کے بچپن میں ہی انتقال فرماگئیں حضور ﷺ کا اپنی رضاعی والدہ سے پیار احترام کا ایک واقعہ تاریخ اسلام میں ملتا ہے جو ملت اسلامیہ کے فرزندوں کے لئے ماں کے احترام کے سلسلہ میں اہم ثابت ہوتا ہے حضور ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد ایک موقعہ پر حضور ﷺ وعظ ونصیحت میں مصروف تھے کہ ایک خاتون آئیں حضور ﷺ ان کے احترام کے لئے کھڑے ہوگئے اور ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھادی جس پر وہ بیٹھ گئیں جب تک

---

(1) البانی، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم 4944، ص 72/3

(2) ابن الجوزی، بر الوالدین، صلۃ الوالدین بعد موتھا، ص 9/1

(3) العنکبوت 8:29

وہ بیٹھی رہیں حضور ﷺ ان کی طرف متوجہ رہے وہ چلی گئیں تو عرض کی گئی حضور یہ کون خوش نصیب خاتون تھیں فرمایا میری ماں حلیمہ تھیں حضور ﷺ کا اپنے رضاعی رشتہ سے اسقدر حسن سلوک ہمیں درس دیتا ہے کہ جب حضور پاک ﷺ کی نگاہ پاک میں رضاعی رشتہ کا یہ احترام ہے تو حقیقی رشتہ کی عظمت کا عالم کیا ہوگا۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رضاعی بہن سے سلوک

تاریخ اسلامی کا مشہور واقعہ ہے ایک جنگ میں اسلامی فوج نے کچھ خواتین گرفتار کیں ان میں سے ایک خاتون نے صحابہ سے کہا میں آپ کے امیر سے ملنا چاہتی ہوں صحابہ نے کہا اس لشکر کی کمان خود حضور ﷺ فرمارہے ہیں خاتون نے کہا مجھے ان سے ملادیں صحابہ نے کہا تجھے ان سے کیا کام ہے خاتون نے کہا انہیں سے بتاؤں گی اسے اوران کی چند سہیلیوں کو بارگاہ رسالت میں پیش کردیا گیا، بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو حضور سے عرض کی حضور آپ نے مجھے پہچانا میں کون ہوں فرمایا تم خود بتاؤ عرض کی میں بھی دائی حلیمہ کی دودھ کی بیٹی ہوں میں نے بھی وہی پستان چوسے ہیں جو کبھی آپ کے لبوں سے متبرک ہوئے تھے یہ سنتے ہی حضور ﷺ اورصحابہ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا اسے اوراس کی تمام سہیلیوں کو آزاد کردواور ہرایک کوغلہ جوڑا عنائت فرمایا اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے رحمۃ اللعالمین ﷺ دودھ کی بہن کا کس قدر احساس فرمایا اللہ تعالی ہم سب کو ماں باپ اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کی توفیق بخشے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اولاد کی ذمہ داریاں

---

(1) ابو داؤد، السنن، فی برالوالدین، الرقم 4479، ص 256/13

البیھقی، دلائل النبوۃ، رسول اللہ ﷺ کان جالسا، الرقم 1958، ص 273/5

اسلام نے اولاد کے سلسلہ میں ہم پر بہت سی ذمہ داریاں ڈال رکھی ہیں جن کی ہم پرواہ نہ کر کے مجرم ثابت ہورہے ہیں ان ذمہ داریوں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں اولاد کے لئے رزق حلال کا اہتمام کروں اور اسے حرام ے بچاؤں بچے کی پرورش میں رزق حرام سے بچا جائے کہ اس کے اثرات اسکی زندگی پر اچھے نہیں ہوں گے وہ بڑا ہو کر حلال وحرام کی تمیز نہیں کرے گا یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اولاد کے درمیان عدل وانصاف کو بہر حال ملحوظ رکھا جائے بعض اوقات اولاد میں ترجیحی سلوک فتن وفسادات کا باعث بن جاتا ہے کسی کی نظر میں باپ قابل نفرت ہو جاتا ہے اور کوئی اچھا سمجھتا ہے یہ صورت حال ناانصافی سے پیدا ہوسکتی ہے جس سے بچنا اشد ضروری ہے حضور ﷺ نے اولاد کے درمیان عدل وانصاف کا کس طرح حکم فرمایا ابوداؤد شریف کتاب البیوع میں وارد حدیث شریف سے آپ اندازہ کرسکیں گے۔ ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں سے کسی کو غلام ہبہ کیا اور چاہا کہ اس پر حضور ﷺ کو گواہ بنائے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اپنے ہر لڑکے کو غلام دیا ہے تو اس نے عرض کی جی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں ایسے ظالمانہ عطیہ پر گواہ نہیں بنوں گا۔(1)

والدین سے بعض اوقات یہ غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں کہ کسی بچے کی شرافت سے متاثر ہو کر اس کے نام جائیداد لگا دی اور کسی کی شرارت سے پریشان ہو کر اسے جائیداد سے محروم کر دیا یہ طریق کار اولاد کے درمیان عدل وانصاف کے منافی ہے کسی والدین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنی صوابدید پر قدرت کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرے بچہ نالائق بھی ہوگا تو باپ کی جائیداد میں وارث ہوگا کہ اسے خدا نے حصہ دیدیا ہے جسے کوئی باپ چھین نہیں سکتا اولاد کے سلسلہ میں والدین پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہے کہ اولاد کی جان کا تحفظ کرے ایسا نہ کرے کہ رومۃ الکبری کی تہذیب کے علم برداروں کی اتباع میں اولاد کو قتل کردینے کے حق کا بھی دعوی کرے یا جیسے دور جاہلیت میں والدین بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے حق کے قائل تھے اس سلسلہ میں قرآن مقدس کا ارشاد موجود ہے

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، لشہید علی الشھادۃ جورا و اشھد، الرقم 2456، ص 131/9
المسلم، الجامع الصحیح، کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی العصبۃ، الرقم 3056، ص 371/8
النسائی، السنن، ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخیر، الرقم 3621، ص 450/11

”ولا تقتلوا اولادکم“(1)

اولاد کے سلسلہ میں ذمہ داریوں میں ایک یہ بھی ہے کہ بچپن میں اس کے دودھ پلانے کا اہتمام بھی ہو قرآن مقدس نے اس عنوان کو اسطرح ارشاد فرمایا ہے

والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین(2)

مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں آیہ کریمہ کے آخری حصہ میں ارشاد ہے

وعلی المولود له رزقھن وکسوتھن بالمعروف(2)

باپ کے ذمہ ہے کہ اچھے طریقہ سے (حسب استطاعت) انہیں کھانا دے، لباس دے۔ انہیں ذمہ داریوں میں ایک یہ بھی ہے کہ اولاد کو پیار و محبت سے پروان چڑھائے جیسے بخاری شریف کتاب التوحید کی روایت سے پتہ چلتا ہے ایک بدوی اعرابی نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ امام حسن رضی اللہ عنہ سے پیار فرما رہے ہیں اور بوسہ دے رہے ہیں اس نے کہا آپ بچوں سے پیار کرتے ہیں میرے دس بچے ہیں مگر میں نے تو کبھی ایسا نہیں کیا حضور ﷺ نے اسکی طرف دیکھ کر فرمایا ”جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا(3)

ایک روایت میں اس طرح ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے پیار کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔(4)

انہیں فرائض و ذمہ داریوں میں ایک یہ بھی ہے کہ والدین اپنی اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت کا انتظام کریں یہی وہ جذبہ ہے جو انسانوں اور حیوانوں میں تفریق کرتا ہے ورنہ جہاں تک صرف محبت کے پیغام کا تعلق ہے یہ محبت تو پرندوں میں بھی ہے چڑیا باہر سے خوراک لاکر بچے کے منہ میں دیتی ہے گائے

---

(1) الاسراء 31:17

(2) البقرہ2؛233

(3) البخاری ،الجامع الصحیح، رحمة الولد وتقبیه، الرقم 5538، ص 403/18
المسلم، الجامع الصحیح ، رحمة ﷺ الصبیان، الرقم 4282، ص 455/11
ابی داود ،السنن، فی قبلة الرجل ولده ،الرقم 4541، ص 445/13

(4) البخاری، الجامع الصحیح ، رحمة الناس والبھائم، الرقم 5554، ص 428/18
المسلم، الجامع الصحیح ، رحمة ﷺ ،الرقم 4282، ص 455/11
ابوداود ،السنن، فی قبلة الرجل ولده ،الرقم 4541، ص 445/13

بھینس اپنے بچوں کو چاٹتی ہیں کسی جانور کا بچہ مرجائے تو شدید غم کھاتا ہے بعض اوقات بچہ مرنے پر گائے بھینس دودھ ہی نہیں دیتی یہ شدت غم کا اثر ہے۔

جانوروں کا بچوں سے پیار کا ایک واقعہ مدینہ منورہ میں دیکھنے میں آیا باب المجیدی کے سامنے ایک بلی اپنے بچے کے ساتھ سڑک کراس کرنے لگی بلی تو گذر گئی مگر اس کا بچہ گاڑی کی زد میں آ کر مر گیا بلی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو بچہ مر چکا تھا سڑک کے دوسرے کنارے سے فوراً بھاگی بھاگی مردہ بچے پر آئی اور اس شدت سے روئی کہ ہم حاضرین کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے، وہ بلی اسے دیکھ کر رو بھی رہی ہے اور اسے چاٹ بھی رہی ہے بلی کے اس درد نے تہلکا مچا دیا تھا انسانی حیوانی پیار میں امتیاز اسی طرح ہوسکتا ہے کہ انسان اس فطری محبت کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو علم کے زیور سے آراستہ کرے اور حق و باطل کا امتیاز سکھائے، حلال و حرام کی پہچان کرائے کہ وہ اپنی زندگی کو اصلاحی اصولوں پر ڈھال سکے۔ حضور ﷺ کا ایک ارشاد گرامی اس سلسلہ میں عظیم راہنمائی فرماتا ہے فرمایا ''باپ کا کوئی عطیہ اولاد کے لئے اس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ اسکی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے'' (1)

اسی سلسلہ میں حضور ﷺ کا وہ ارشاد گرامی جو آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اولاد کے بارہ میں فرمایا تھا سنگ میل ثابت ہوتا ہے فرمایا

وانفق علی عیالك من طولك

اپنے اہل و عیال پر اپنی بساط کے مطابق خرچ کر

ولا ترفع عنهم عصاك ادبا (2)

ادب سکھانے کے لئے ان پر لاٹھی تیار رکھ

واخفهم فی الله (2)

اور انہیں اللہ کے احکام کی نافرمانی سے ڈراتے رہو اسلام نے تربیتِ اولاد کے سلسلہ میں اہم ارشادات سے نوازا ہے شومی قسمت ہے کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت سے اکثر غافل رہتے ہیں اولاد کی تربیت میں صرف علم سکھانا پڑھانا ہی کافی نہیں بلکہ اولاد کی اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے اگر علم تو ہے مگر اخلاق سے عاری ہے تو یہ علم اسے مفید نہیں ہوسکے گا والدین کا فرض ہے کہ اولاد کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ

---

(1) الترمذی، السنن، ماجاء فی حق الوالدین، الرقم 1829،ص 135/7

(2) الاحمد ،المسند ،حدیث معاذ بن جبل ،الرقم 21060ص 53/45

کے حقوق کا درس پڑھائیں، احکام الٰہی ماننے کی تربیت دیں، آخرت کا تصور دیں، قیامت کو جواب طلبی کا ضابطہ بتائیں، دوسروں سے حسن اخلاص، حسن اخلاق اور بہتر تعلقات کی راہ ہموار کریں بچے کی دینی تربیت کے لئے حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی مشعل راہ ہے فرمایا جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دو دس برس کا ہو کر نہیں پڑھتا تو مار کر پڑھاؤ اور اسے الگ سلایا کرو(1)

اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے بچے کے ابتدائی سالوں میں اسکی تربیت کا خاص خیال کیا جائے مسٹر نپولین کی نظر سے بھی غالباً حضور ﷺ کا یہی ارشاد گذرا ہوگا کہ اس نے کہا" پہلے سات سال بچے میرے حوالے کر دو، میں تمہیں ایک اچھی قوم دوں گا" حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ابتدائی عمر میں ہی حضور ﷺ نے انکی تربیت کا ایسا انداز اختیار فرمایا کہ حضور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں حضرت فاطمۃ الزہراء سب عورتوں سے بڑھ کر دانا تھیں، اخلاص، اخلاق، عمل صالح، وقار، متانت میں حضور ﷺ کے سوا ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور ازدواجی تعلقات

اسلام نے حقوق العباد ادا کرنے کے سلسلہ میں شدید تاکید فرمائی ہے، اُسی اہمیت کے پیش نظر یہ عنوان بھی بہت بڑا اہم ہے کہ میاں بیوی اپنی زندگی کو کیسے گزاریں، قرآن مقدس نے میاں بیوی کو اپنی زندگی گزارنے کیلئے جو ارشاد فرمایا ہے وہ بہت بڑا واضح، کھلا اور نمایاں ہے یا یوں سمجھ لیجئے کہ نکاح کے فلسفہ کو اسطرح بیان فرمایا

وجعل بینکم مودّۃ ورحمۃ (2)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر محبت اور رحمت پیدا کر دی ہے۔ اس حکم نے میاں بیوی کو پابند بنایا ہے کہ وہ آپس میں انتہائی، پیار اور محبت سے زندگی گزاریں، اسی آیہ مبارکہ کے پہلے حصہ میں اس طرح ارشاد ہے،

لتسکنوا الیہا ،(2)

(1) ابوداود ،السنن، حتی یومر الغلامی بالصلوۃ ،الرقم 418،ص 88/2

(2) الروم 30;21

میاں بیوی کے تعلقات میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ سکون حاصل کریں۔ میاں بیوی میں عمدہ تعلقات کا ہونا ایسے ہے جیسے جسم میں روح اگر روح نہ ہوتو موت ہے ایسے ہی اگر اس جوڑے میں پاکیزہ تعلقات نہ ہوں تو موت ہے، کہ گھر خراب ہوگا اولاد گستاخ ہوگی، رشتہ دار پریشان ہوں گے، دونوں خاندان ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک دوسرے کا لباس

قرآن مقدس نے میاں بیوی کو ایکدوسرے کا لباس فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے

ھن لباس لکم و انتم لباس لھن(1)

عورتیں تمہارا لباس ہیں اورتم ان کا لباس ہو۔ انگلینڈ، مانچسٹر میں مجھے ایک تقریب نکاح میں خطبہ کا موقعہ ملا تو اس عنوان پر مندرجہ ذیل چند اشارے ذہن میں آئے کہ قرآن مقدس نے ایک دوسرے کو لباس کیوں فرمایا اس میں یقیناً ہزاروں حکمتیں ہوں گی اس محفل میں یہ چند حکمتیں بیان ہوگئیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پہلی حکمت

مرد، عورت کو ایک دوسرے کا لباس فرمانے میں حکمت محسوس ہوئی ہے کہ لباس انسان کی زینت ہے، برہنہ ہونا باعث کراہت ہے، باعث نفرت ہے مرد عورت ایک دوسرے کی عزت ہیں، شرف ہیں، مرد بغیر بیوی کے اور بیوی بغیر مرد کے لوگوں کی نگاہوں میں نشانہ بنتے رہتے ہیں اور بے عزت ہوتے رہتے ہیں، جب رشتہ نکاح میں منسلک ہو جائیں تو وہ برائی ختم ہو جاتی ہے لوگوں کی نگاہوں میں باعث عزت بن جاتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسری حکمت

---

(1) البقرہ2;187

مرد عورت کو ایک دوسرے کا لباس فرمانے میں یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے، کہ لباس، پردہ پوشی کرتا ہے، جسم پر داغ ہوں، زخم ہوں تو لباس ڈھانپ لیتا ہے، مرد، عورت کو بھی چاہیئے کہ ایکدوسرے کے عیب چھپائیں اوراپنے اپنے خاندان میں اُن عیوب کا ڈھندوراپیٹ کر خاندانوں میں دشمنی کا باعث نہ بنیں اوراپنے تیارشدہ گھر کو برباد نہ کریں۔

تیسری حکمت

مرد عورت کو ایک دوسرے کا لباس فرمانے میں ایک حکمت یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ لباس میلا ہوجائے تو اُسے پھینکا نہیں جاتا، جلایا نہیں جاتا بلکہ اُسے دھو کر استری کر کے پھر پہن لیا جاتا ہے، غالباً یہ بھی اشارہ ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کسی مسئلہ پر الجھاؤ ہوگیا، شکوے، گالی گلوچ، الزام بازی کے داغ لگ گئے تو اس لباس کو ختم نہیں کرنا چاہیئے بلکہ صاف ستھرے پانی کے ساتھ دھولیا جائے اور خشک کر کے پھر پہن لیا جائے، ان داغوں کو میاں بیوی اکھٹے بیٹھ کر امن وعافیت اوراخلاص ومحبت کے پانی سے صاف کرلیں اور گھر میں ہی خشک کرلیں کسی کو پتہ ہی نہ ہو کہ کپڑوں میں داغ تھے اور دھوئے گئے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چوتھی حکمت

اسی لباس کے عنوان سے یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ کئی مرتبہ کپڑوں کو ایسے شدید داغ لگے جاتے ہیں، جو معمولی دھونے سے اترتے ہی نہیں، وہاں پر بعض اوقات صابن کا استعمال بھی بے کار ہوتا ہے، تو ان کپڑوں کو پھینکا پھر بھی نہیں جاتا بلکہ کسی دھوبی کے سپرد کئے جاتے ہیں اور وہ خاص دوائی سے صاف کر دیتا ہے اگر میاں بیوی کے درمیان یہ داغ ایسی شدت اختیار کر گئے ہیں کہ ان کی اپنی کوششیں ان داغوں کو اتارنے میں ناکام ہوگئی ہیں تو اس جوڑے کو مایوس پھر بھی نہیں ہونا چاہیئے، پھر یہ لباس دھوبیوں کے سپرد کر دینا چاہیئے وہ ٹھیک کر دیں گے اس میلے لباس کو دھونے صاف کرنے، استری کرنے میں بہترین دھوبی میاں بیوی کے والدین اور مخلص رشتہ دار ہیں، جو بھٹی میں ڈال کر صاف کر دیں گے، اور یہ بھٹی اخلاص، محبت، نبھاؤ کی بھٹی ہوگی جو یقیناً داغ اتار دے گی اور یہ لباس پھر

اُجلا، صاف ستھرا اور حسین نظر آنے لگے گا۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پانچویں حکمت

مانچسٹر کی اس محفل نکاح میں بہت سے مسلمان نوجوان شامل تھے، جنھوں نے انگریز خواتین سے شادیاں کر رکھی تھیں، یہ حکمت ان پر خاصی اثر انداز ہوئی، ایک دوسرے کا لباس ایک دوسرے کو وہی اچھا لگے گا جو ملکی ہوگا، الگ الگ لباس کا رنگ ڈھنگ کچھ عجیب سا نظر آتا ہے میرا واضح اشارہ تھا کہ پاکستانی نوجوانوں کو پاکستانی خواتین سے ہی نکاح وارہ کھاتا ہے اور کسی اتفاقی رنگ ڈھنگ کی جھلک سے متأثر ہو کر مسیحی یا یہودی خواتین سے نکاح کا نتیجہ اکثر و بیشتر اچھا نہیں نکلتا۔ اللہ تعالٰی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب پاکستانی نوجوانوں کو تلخ تجربہ کے بعد پتہ چل گیا ہے کہ غیر ملکی لباس کے استعمال میں بہتری نہیں، ان کا اپنا ملکی لباس (پاکستانی خواتین) ہی ان کیلئے بہتر ہے۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک غلطی کا ازالہ

مسیحی خواتین سے شادیاں رچانے میں ہمارا نوجوان طبقہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اہل کتاب سے اسلام نے نکاح کو جائز قرار دیا ہے مگر وہ یہ حکم خداوندی بھول جاتے ہیں کہ قرآن مقدس فرماتا ہے

ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن(1)

مشرک خواتین سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک کتابیہ سے نکاح کرنا چاہا تو حضور ﷺ نے انہیں منع فرما دیا تھا اور فرمایا انہا لاتحصنک وہ تجھے محصن نہیں بنا سکتی، نظریات الگ الگ ہوں گے، دین مختلف ہوں گے، دونوں میں محبت اور رحمت کے جذبات پیدا نہیں ہو سکیں گے،(2)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنا چاہا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منع فرما

(1) البقرہ2;221

(2) البیہقی ،السنن الکبری ،ص 216/8

دیا تھا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اہل کتاب سے نکاح کی روح کو اچھی طرح جانتے تھے کہ اسلام نے اجازت کس صورت میں دی ہے، آپ کا حضرت حذیفہ کو منع فرما دینا بتا تا ہے، آپ کتابیہ سے نکاح کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شوہر کی ذمہ داریاں

جب مرد عورت نکاح میں منسلک ہو جائیں تو پھر ان پر فرض ہو جاتا ہے کہ اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اور اسلامی قواعد وضوابط کا احساس کریں، مرد کے فرائض میں پہلی ذمہ داری جو ہے وہ حق مہر کا ادا کرنا ہے اس ضابطے کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے،

واتو النسأء صدقتھن نحلۃ(1)

عورتوں کو ان کے حق مہر خوشی سے ادا کرو، دوسری جگہ سورۃ النساء میں یہی عنوان اس طرح ذکر ہے،

فأتوھن اجورھن فریضۃ (2)

عورتوں کو ان کا مقررہ حق مہر دو۔ تیسری جگہ اسی سورۃ نساء شریف میں یہی حکم ان الفاظ میں ملتا ہے،

وآتوھن اجورھن بالمعروف(3)

ان کے حق مہر صحیح طریقہ سے ادا کرو۔

شوہر کی ذمہ داریوں میں دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق اپنے بچوں کو نان ونفقہ مہیا کرے، قرآن مقدس نے شوہر کے اس فریضہ کو اس طرح بیان کیا ہے،

علی الموسع قدرہ و علی المقتر قدرہ (4)

صاحب حیثیت پر اس کی طاقت کے مطابق اور غریب پر اس کی طاقت کے مطابق بیوی پر خرچ کرنا ہے، بیوی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے شوہر کی مالی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے، اسی طرح شوہر کو

---

(1) النسأء 4;4

(2) النسأء 24;4

(3) النسأء 25;4

(4) البقرہ 236;2

بھی پابند کیا گیا ہے کہ وہ اچھی مالی حیثیت میں ہے تو بیوی کو اس حیثیت سے کم خرچ نہ دے اور اسے اپنے بخل کی بھینٹ نہ چڑھائے۔ شوہر کو چاہیے کہ اپنی گھریلو زندگی کو پرسکون رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کی تعمیل کرے، شوہر کی اہم ذمہ داریوں (فرائض) میں ایک یہ بھی ہے کہ بیوی پر زیادتی نہ کرے، بیوی پر زیادتی کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اس پر دست درازی، بیوی پر بے جا طعن و تشنیع، گالی گلوچ، اس کے رشتہ داروں سے نفرت وعناد، اس کے اپنے ذاتی معاملات میں بے جا مداخلت، اس کے شرعی حقوق کا ادا نہ کرنا، اس کے گھریلو کاموں پر بے جا تنقید وغیرہ وغیرہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بیوی کے فرائض

جیسے شوہر کو اسلام نے بیوی کے سلسلہ میں کئی احکام میں پابند کیا ہے، ایسے ہی بیوی بھی کچھ اسلامی ضابطوں کی پابند ہے کہ انہیں اپنائے اور شوہر کے ساتھ اپنے ماحول کو خوشگوار بنائے۔ ان فرائض میں پہلی بات شوہر کی اطاعت ہے، جب تک اسے اس کا شوہر قرآن وسنت اور احکام خداوندی اور ارشادات نبوی کے خلاف کوئی بات نہیں کہتا تو اسکی اطاعت لازم ہے اگر وہ خلاف شرع کام کروانا چاہتا ہے تو پھر عورت کو چاہیے کہ اپنی حکمت عملی اور دانائی سے اُسے سمجھائے اور خلاف شریعت غلط احکام جاری کرنے سے روکے

لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق (1)

خدائے قدوس کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت کا حکم نہیں حتیٰ کہ اولاد کو بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنے والدین کے خلاف شریعت احکام کو مانیں، اس ضمن میں سورۂ نساء شریف میں رب قدوس جل مجدہ کا ارشاد گرامی بڑی واضح دلیل کے طور پر ملتا ہے۔

فالصلحت قنتت حافظات للغیب (2)

اس آیہ مقدسہ میں نیک خواتین کا اسطرح ذکر فرمایا گیا ہے کہ صالحات کون ہیں جو اپنے شوہروں کی

---

(1) الترمذی، السنن، ماجاء لاطاعة المخلوق، ص299/6
ابن ابی شیبة، المصنف، ص737/7

(2) النساء 34;4

اطاعت کریں اور حفاظت کریں ، یعنی شوہر کے مال کی حفاظت ، اس کی عزت کی حفاظت ، اس کی نسب کی حفاظت ، اس کے معاملات کی حفاظت ، اس کے متعلقہ مسائل کی حفاظت ، اس کی ضروریات کی حفاظت ، یہ ایک ایسا وسیع حکم ہے جس میں شوہر کی زندگی سے وابسہ بہت سے معاملات آجاتے ہیں ، اس میں یہ بھی آجاتا ہے کہ اگر شوہر کسی شخص کا اپنے گھر آنا پسند نہیں کرتا تو بیوی اس کا بھی خیال کرے اگر بیوی کو محسوس ہو کہ شوہر کے مال سے صدقہ وخیرات دینے سے شوہر محسوس کرے گا تو اس سے بھی بچے اور صدقہ بھی اسکی اجازت سے کرے ، اگر بیوی کا گھر سے باہر جانا بھی شوہر کو پسند نہ ہو تو ہرگز نہ جائے وہ گھریلو اشیاء کی خریداری کے سلسلہ میں ہی کیوں نہ ہو ، ویسے بھی عورت کو گھر رہنے کا ہی حکم ہے

وقرن فی بیوتکن (1)

وہ اپنے گھروں میں ٹھہریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اصلاحی تدابیر

میاں بیوی کے ایک جگہ رہنے ، گھریلو نظام کو چلانے ، اپنے اپنے خاندانوں کے مسائل ، اپنے بے شمار معاملات میں اختلاف وغیرہ کا ہونا بھی ایک فطری امر ہے ، چونکہ اسلام نے مرد کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ گھر کے تمام اخراجات پورے کرے مسائل حل کرے ، ضروریات پر توجہ دے ، اس لئے اگر بیوی کی طرف سے کوئی کوتاہی یا نافرمانی سرزد ہو جائے تو اس کی اصلاح کیلئے مرد کو کچھ کہنے کچھ کرنے کی بھی اجازت دی ہے ، اگر بیوی نافرمانی پر اُتر آئی ہے تو شوہر کو اختیار دیا گیا ہے کہ اسکی اصلاح کیلئے پہلے مرحلہ میں خود نصیحت کرے ، معاملہ طے نہ ہو تو پھر اس کے والدین اور عزیزوں کے ذریعہ سے اصلاح کرے ، یہ صورت بھی ناکام ہو تو پھر مناسب اور محتاط سخت رویہ اختیار کرے گا ، یہ بھی ناکام ہو جائے تو پھر کچھ دن کا بستر الگ کر سکتا ہے۔ امید کی جاسکتی ہے کہ ان تدابیر کے اختیار کرنے سے مصالحت کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الاحزاب 33;33

بیویوں سے حسن سلوک

خدانخواستہ مصالحت کی تمام تدابیر ناکام ہوجائیں تو پھر مرد کو اختیار ہے اور یہ اختیار بہرحال مرد کو ہی ہے۔قرآن مقدس نے یہ حق مرد کو ہی دیا ہے، ارشاد ہوتا ہے

وبیدہ عقدۃ النکاح (1)

نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہی ہے۔دوسری آیہ مبارکہ میں یہ ضابطہ اسطرح ملتا ہے

اذا طلقتم النساء (2)

اس ارشاد گرامی سے واضح ہے طلاق دینے کا فعل مردوں کی طرف منسوب ہے، اگر یہ کام خواتین کے سپرد ہوتو عورتیں اپنی کم ہمتی، کم حوصلگی کے باعث طلاقوں کی بھرمار کردیں۔

یہ یادرہے اگرچہ شوہر کو طلاق کا اختیار دیدیا گیا ہے مگر شریعت مطہرہ طلاق کے عمل کو پسند نہیں کرتی ،حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ملتا ہے،

ابغض الحلال الی اللہ تعالیٰ الطلاق(3)

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے حضور حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند چیز طلاق ہے۔مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر بیویاں ناپسند بھی ہوں تو ان سے حسن سلوک کریں اور زندگی نبھائیں۔

وعاشروھن بالمعروف(4)

اُن سے حسن سلوک کرو،

فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا و یجعل

اللہ فیہ خیرا کثیرا ،(4)

اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہوں تو ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے کوئی بھلائی پیدا کردے۔حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کے عنوان کو اسطرح

---

(1) البقرہ2;237

(2) البقرہ2;232

(3) ابوداود ،السنن، فی کراھیۃ الطلاق ،ا لرقم1863،ص91/6

(4) النساء 19;4

ارشاد فرمایا ہے۔

خیر کم من خیر کم بأھلہ و انا خیر بأھلی او کما قال ﷺ ۔(1)

تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے بہتر سلوک رکھتا ہے اور میں اپنے گھر والوں سے اچھا ہوں۔

حضور سید عالم ﷺ نے خواتین سے حسن سلوک کا حکم متعدد مقامات پر بطور خاص ذکر فرمایا ہے، جو مردوں کیلئے ایک اہم حیثیت رکھتا ہے، ۱۰ھ کو میدان عرفات میں جبل رحمت پر ڈیڑھ لاکھ کے عظیم اجتماع میں حضور ﷺ نے جہاں اللہ تعالیٰ کی توحید، اپنی نبوت و رسالت ایک دوسرے کی عزت وعظمت، امانتوں کی ادائیگی، سود کے خاتمہ، جاہلیت کے آثار ختم کرنے، جاہلیت کے خونوں سے درگذر، شیطان کی اطاعت سے پرہیز، بھائی چارہ سے رہنے کا حکم، قتل و غارت سے بچاؤ کا حکم، انسانی مساوات پر درس کہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں، فضیلت صرف پرہیز گاری میں ہے، وارثوں کو ان کا مال ادا کرنے کا حکم، خصوصاً عورتوں کے متعلق فرمایا کہ تمہاری عورتوں کو تم پر حق ہے، تم اچھے انداز سے رکھنا، اچھا کھلانا، اچھا پہنانا، بھلائی کی تاکید فرمائی کہ وہ تمہارے پاس قیدی کی سی ہوتی ہیں اور اپنے لئے کسی چیز کی مالک نہیں ہوتیں اور تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اس لئے عورتوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان سے بھلائی کی تمہیں تاکید ہے ہاں کیا میں نے پہنچا دیا، اے اللہ تو گواہ رہنا۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور جذبہ رحم ومحبت

آج معاشرہ میں بگاڑ، لڑائی جھگڑا، قتل و غارت ایسے بے شمار فتنے اٹھ رہے ہیں جنکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پیار، امن، سکون، ہمدردی کے جذبات ختم ہو گئے ہیں۔ اگر انسانی زندگی جذبات محبت کی

---

(1) البیہقی، السنن الکبری، ص468/7

(2) الاحمد، المسند، من رجل اصحاب النبی ﷺ، الرقم 22391، ص478/47
عبداللہ بن مبارک، ربکم واحد وابا کم واحد، الرقم 240، ص245/1

بنیادوں پر استوار کی جائے تو ان مصائب ومشکلات سے نجات مل سکتی ہے اسلام نے آپس میں محبت وپیار کو فروغ دینے کے سلسلے میں تاکید کی ہے اس سلسلہ میں حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بخاری شریف کتاب التوحید میں نقل کیا ہے بنیادی حیثیت رکھتا ہے ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا (1)

ترمذی شریف کتاب البر میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے رحم کرنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا (2)

انسانیت میں یہ جذبہ رحم عام ہو جائے تو آپس کے بگڑے اور بکھرے معاملات درست ہو سکتے ہیں ۔امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کو نقل کیا ہے

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الیٰ عیالہ۔(3)

''مخلوق اللہ کا کنبہ ہے مخلوق میں خدا کو زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ پر احسان کرے'' حضور ﷺ نے رحم ومحبت کے عنوان کو ایک مقام پر اسطرح بیان فرمایا ''ہر ذی روح کے ساتھ رحم کرنے پر تم کو ثواب ملے گا'' (4)

حضور سید عالم ﷺ نے دوسرے مقام پر اس عنوان پر اس طرح ارشاد فرمایا ''تم مومنوں کو آپس میں رحم ومحبت اور ہمدردی کے معاملہ میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے کہ اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا جسم اسکی خاطر بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے'' (5)

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، رحمۃ الوالد، الرقم 5538، ص 403/18
المسلم، الجامع الصحیح، رحمۃ ﷺ، الصبیان، الرقم 4282، ص 455/11

(2) الترمذی، السنن، ماجاء فی رحمۃ الناس، الرقم 1847، ص 161/7
البیہقی، شعب الایمان، فی مایقول العاطس فی جواب، الرقم 10607، ص 432/22

(3) البیہقی، شعب الایمان، قیام الاوزاعی، الرقم 7194، ص 432/22

(4) البخاری، الجامع الصحیح، رحمۃ الناس والبہائم، الرقم 5560، ص 424/18
ابوداود، السنن، مایومر بہ من القیام، الرقم 2187، ص 92/7
الاحمد، المسند، ابی ہریرہ، الرقم 8519، ص 61/18

(5) البخاری، الجامع الصحیح، یمین الرجل لصحبہ انہ اخوۃ، الرقم 6437، ص 282/21
المسلم، الجامع الصحیح، تحریم الظلم، الرقم 4677، ص 458/2

حضور سید عالم ﷺ نے اپنے خدام وغلامان کو اس طرح متحد فرمایا کہ وہ مختلف ہوتے بھی ساتھ ساتھ رہے ہیں حضور ﷺ نے جو مہاجرین وانصار میں مواخات بھائی چارہ قائم فرمایا اسکی مثال کسی مذہب و ملت میں نہیں مل سکتی۔ایسی مروت ومحبت کے اصول کو ایک مقام پر حضور ﷺ نے اس طرح ذکر فرمایا'' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسکی مدد سے باز رہتا ہے جو شخص کسی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوا ہوگا اللہ اسکی حاجت پوری کرنے میں لگ جائے گا۔(1)

رحمت ومحبت کے قیمتی ضابطہ کو حضور ﷺ نے ایک مقام پر اس انداز میں بھی ارشاد فرمایا

''المؤمن یالف وللا خیر فیمن لایالف (2)

ایمان دار محل محبت ہے اور جو محبت کے جوہر سے عاری ہے اس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں'' غیبت، الزام بازی، بہتان تراشی، گالی گلوچ اسی سے سرزد ہوتے ہیں جو محبت کے جوہر سے خالی ہوتا ہے۔جذبہ رحم ومحبت کا تقاضا ہے کہ میں اپنے بھائی کے خلاف زبانی طور پر یا عملی طور پر کوئی ایسا اقدام نہ کروں جس سے وہ رسواو ذلیل ہو یہ حضور ﷺ نے مسلمان ہونے کا معیار ہی حسین بیان فرمایا: فرمایا

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده (3)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔

قرآن مقدس نے سورۃ الحجرات میں اس عنوان کو اس طرح ذکر فرمایا

انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (4)

مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا بھائیوں کے درمیان تعلقات بہتر کرو حضور سید عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے مزید تائید ہوتی ہے'' اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم'' صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ مظلوم کی امداد تو کی جاسکتی ہے ظالم کی مدد کیسے کی جائے تو حضور انے فرمایا اس کی

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،لایسلم یظلم المسلم،الرقم2262،ص309/8
ابوداود ،السنن، المواخاۃ ،الرقم4248،ص41/13

(2) البانی ،مشکوۃ ،باب السلام ،الرقم4995،ص82/3

(3) البخاری،الجامع الصحیح ،من سلم المسلمون من لسانه ،ص14/1
المسلم ،الجامع الصحیح ،بیان تفاضل الاسلام ،الرقم58،ص149/1

(4) الحجرات 10;49

مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکو۔(1)

اسی اتفاق واتحاد اور جذبہءِ رحم ومحبت کو دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا''مسلمان ایک دوسرے کے لئے دیوار کی اینٹوں کی طرح ہوتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے سے تقویت پاتا ہے''(2)

حضور سید عالم ﷺ نے ایک اور حدیث شریف میں مسلمانوں کو آپس میں بہتر تعلقات حسن اخلاق ،ایک دوسرے سے تعاون کو اس طرح بیان فرمایا

مثل الاخوین مثل الیدین تغسل احدھما الاخریٰ

او کما قال ﷺ(3)

دو بھائی دو ہاتھوں کی مانند ہیں کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور غسل دیتا ہے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کی حسب استطاعت حاجت روائی کرے عیب دیکھے تو ستر پوشی کرے،مصیبت کے وقت امداد کرے اور کچھ نہ کر سکے تو اخلاقی طور پر ہی اس سے تعاون کرے مسلمانوں کا ایک دوسرے کے خلاف الزام، بہتان ،غیبت ،مخالفت اصول محبت کے منافی ہے اور ارشادات خداوندی اور ہدایات نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

انسانوں کا آپس میں حسن سلوک اور پیار تو بہت بڑی بات ہے حضور ﷺ نے تو ہر ذی حیات کے ساتھ جذبہ رحم کا حکم دیا ہے حضور سید عالم ﷺ نے تو جانوروں سے بھی جذبہ رحم ومحبت کو اجاگر فرمایا دس ہزار قدسیوں کی قیادت فرماتے ہوئے فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے ہیں تو راستہ میں ایک کتیا کو دیکھا جو اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی ہے تو فوراً صحابہ کی ڈیوٹی لگادی کہ اس کا خیال کریں کہیں فوجیوں کے پاؤں تلے یہ بچے کچلے نہ جائیں ،ایک موقعہ پر حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں پر ایک اونٹ حضور ﷺ کو دیکھ کر بلبلایا حضور ﷺ نے اس سے پیار کیا اور پھر فرمایا یہ اونٹ کس

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،عن اخاك ظالما اومظلوما ،الرقم2264ص312/8
البیہقی ،السنن الکبری ،ص94/6

(2) البخاری ،الجامع الصحیح ،نصرالمظلوم، الرقم2266،ص315/8
البیہقی ،السنن الکبری ،الرقم2262،ص94/6

(3) البخاری ،الجامع الصحیح ،لایظلم المسلم المسلم ولا،الرقم2262،ص309/8

کا ہے ایک نوجوان نے عرض کی حضور میرا ہے حضور ﷺ نے فرمایا تم خدا سے ڈرتے نہیں اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو(1)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتا ہے وہ اس کی مخلوق سے محبت کرے(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور صلہ رحمی

والدین بہن بھائیوں سے حسن سلوک کے ساتھ اِسلام نے رشتہ داروں قریبیوں سے اخلاص ہمدردی کو بڑی اہمیت دی ہے قرآن مقدس نے فرمایا ہے

وآت ذالقربیٰ حقہ(3)

قرابت والوں کو اس کا حق ادا کرو رب قدوس جل مجدہ نے جہاں عدل واحسان کرنے کا حکم فرمایا ہے وہاں پر خاص طور پر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم بھی فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ (4)

بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور حسن سلوک کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اس اِخلاص حسن سلوک کو صلہ رحمی کے لفظوں سے بھی تعبیر کر لیا جاتا ہے قرآن مقدس نے صلہ رحمی نہ کرنے والوں کو فاسق فرمایا ہے سورہ البقرہ شریف میں

وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عہداللہ من

بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل (5)

وہ انہیں کو گمراہ کرتا ہے جو خدا کا حکم نہیں مانتے اور جو خدا کا عہد باندھ کر توڑ دیتے ہیں اور خدا نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو کاٹتے ہیں صلہ رحمی کے بارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور اللہ تعالیٰ رحم

---

(1) ابوداود ،السنن، مایومر بہ من القیام علی الدواب ،الرقم2187،ص92/7

(2) ابوداود ،السنن ،مایومر بہ من القیام علی الدواب ،الرقم2186،ص91/7

(3) الاسراء 26;17

(4) النحل 90;16

(5) البقرہ 27,26;2

کومخاطب کرکے فرماتا ہے جس نے تجھ کوملایا اس کو میں نے ملایا جس نے تجھ کوکاٹا اس کو میں نے کاٹا(1)

ایک موقعہ پر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے فرمایا خدا کی عبادت کرو اس کا شریک نہ بناؤ نماز اچھی طرح ادا کرو زکوٰۃ دو اور قرابت کا حق (صلہ رحمی) ادا کرو(2)

ایک اور حدیث شریف میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکو یہ پسند ہو کہ اسکی روزی میں وسعت ہو اور عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (3)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پاک سے صلہ رحمی کے نقوش ہر لمحہ ابھرتے دکھائی دیتے ہیں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لینا، اپنے چچا سے حسن سلوک ہے، صلہ رحمی ہے کہ اِن دنوں جناب ابو طالب کی معاشی حالت بہتر نہ تھی اور آپ نے اپنے چچا کی ذمہ داریوں میں ہاتھ بٹایا ہے ۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھیوں سے بھی مالی تعاون فرمایا ہے۔(4)

خیبر کے مال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصوں میں تقسیم فرمایا۔ دو حصے مسلمانوں کے اور ایک حصہ اہل وعیال کے لیے تھا اِس حصہ سے بھی بچی ہوئی رقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقراء و مہاجرین میں تقسیم فرما دیتے تھے(5)

کسی قریبی کو مالی امداد دینے میں دوہرا ثواب ہے اصل صدقہ کا ثواب اور رشتہ داری کو نبھانے کا ثواب۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک فرمایا ہے، بدر

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح ،من وصل وصلہ اللہ ،الرقم5529،ص389/18
المسلم ،الجامع الصحیح ،صلۃ الرحم والتحریم،الرقم4635،ص407/12

(2) البخاری ،الجامع الصحیح ،فضل صلۃ الرحم ،الرقم5524،ص381/18
الاحمد،المسند ،حدیث ابوایوب انصاری،الرقم22448،ص43/48

(3) البخاری،الجامع الصحیح ،من بسط لہ فی الرزق ،الرقم 5526،ص385/18
المسلم، الجامع الصحیح ،صلۃ الرحم وتحریم ،الرقم4639،ص411/12

(4) ابن قیم ،زادالمعاد ،ص17/3

(5) ابوداود ،السنن، فی معنایارسول اللہ ﷺ،الرقم2577،ص201/8

کے موقعہ پر حضرت عباس دوسرے مشرکین کے ساتھ گرفتار ہوکر آئے رسی سخت باندھے جانے سے وہ کراہ رہے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی رسیاں ڈھیلی کرادیں اور یہی رعایت سب کو دینے کا حکم فرمایا، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے کا سامان بھی مہیا فرمایا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ آپ کے پاس اسوقت سامان نہ تھا ابورافع اور ابوایوب رضی اللہ عنہما کے ذریعہ اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی اور سامان لے کر دیا (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور یتیموں سے ہمدردی

انسانوں میں وہ بچہ یتیم ہے جس کا باپ فوت ہوگیا چوپائیوں میں وہ جانور بچہ یتیم ہوگا جسکی ماں مرجائے انسانوں میں بچے کی تربیت کا انحصار زیادہ تر والد پر ہے اس لیے جانوروں میں ماں پر ہے، اس لئے یتیم یُتم سے ہے تنہا رہ جانا اور یہ یتیمی کا عرصہ بچے کے بالغ ہونے پر ختم ہوجاتا ہے بچی اسوقت تک یتیم کہلائے گی جب تک اسکی شادی نہ ہوجائے اگرچہ وہ بالغہ بھی ہوجائے کہ باپ کے بعد اسکی ضروریات زندگی کا کفیل اس کا شوہر ہی ہوگا اسلام وہ مقدس دین ہے جو معاشرہ میں کسی فرد کو تنہا ہونے کا احساس نہیں ہونے دیتا، قرآن مقدس کے ایک ارشاد گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ فقراء و مساکین اور یتیموں کے لیے اُن سے حسن سلوک اور رواداری کا ضابطہ اسلام کی آمد سے پہلے بھی تھا سورہ البقرہ شریف میں یہ عنوان اسطرح ملتا ہے

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وباٰ
لوالدین احسانا و ذی القربیٰ والیتامی والمساکین (2)

یاد کرو اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ تعالی کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں والدین کے ساتھ رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں ۔اسلام نے آکر اس حسین ضابطہ کو مزید صاف ستھرا اور نکھار کر دنیا کے سامنے پیش کیا رب قدوس

(1) حقوق العباد ،ص132

(2) البقرہ 83;2

جل مجدہٗ نے یتیموں سے حسن سلوک اخلاص اور اخلاق کے حکم کو حضور ﷺ سے اس طرح فرمایا

"فاما الیتیم فلا تقھر"(1)

یتیم پر سختی نہ کرو۔ حضور سید عالم ﷺ نے ایک موقعہ پر یتیم کی عظمت کو اس طرح ارشاد فرمایا مسلمانوں کا سب سے اچھا گھروہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جارہا ہو اور بدترین گھروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جارہی ہو۔

ایک مقام پر حضور ﷺ نے یتیم کی عظمت کو اس طرح چار چاند لگاتے ہوئے فرمایا"

انا و کافل الیتیم کھا تین" (2)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں دو انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔ حضور ﷺ کے ایسے ارشادات گرامی نے یتیموں سے محبت کو ایسے بلند مقام تک پہنچایا کہ ہر دل میں یتیم کا پیار پیدا ہو گیا پتھر دل بھی پگھل گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس ضمن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یتیم بچیوں کو گھر لے جاکر ان کی پرورش اور ان سے پیار محبت کے انداز اختیار فرماتیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کسی یتیم بچے کو ساتھ لیئے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے، پھر قرآن مقدس نے یتیموں مسکینوں کے ساتھ مزید حسن سلوک کو اسطرح ارشاد فرمایا

"فان خفتم الا تقسطو فی الیتامی فانکحو ما

طاب لکم "(3)

اگر تم خطرہ محسوس کرو کہ یتیموں سے عدل وانصاف نہ کرسکو گے تو جہاں چاہو نکاح کرلو۔ اگر خطرہ محسوس نہیں ہوتا تو پہلا حکم یہی ہوگا یتیموں مسکینوں سے ازدواجی تعلقات بھی پیدا کرو کہ وہ معاشرہ میں تنہا نہ رہ

---

(1) الضحی 9;93

(2) البخاری ،الجامع الصحیح ،اللعان ،الرقم4892،ص357/16

ابوداود ،السنن،من ضم الیتیم، الرقم4483،ص362/13

الترمذی، السنن، ماجاء فی رحمۃ الیتیم،الرقم1841،ص153/7

(3) النساء 3;4

جائیں بلکہ آپ کے تعلقات کے ساتھ وہ معاشرہ کے معزز فرد ثابت ہوں۔اس آیہ کریمہ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ یتیم لڑکی سے انصاف نہ کر سکے تو محض لڑکی کے حسن یا اس کی دولت کے پیش نظر نکاح کر کے اسکی زندگی کو برباد نہ کرے اس آیہ مبارکہ میں ان لوگوں کو متوجہ کیا جا رہا ہے جو یتیم بچیوں کو نکاح میں لانے سے گریز کرتے تھے قرآن مقدس نے صدقات وخیرات دیتے وقت بھی یتیموں اور مسکینوں کو نظروں میں رکھنے کا حکم دیا ہے

''انما الصدقات للفقراء والمساکین''(1)

صدقات نفلی ہوں یا فرضی غریبوں اور محتاجوں کے لئے ہیں اسلامی نظام حیات غرباء ومساکین کو معاشرہ میں تنہا نہیں چھوڑتا امراء کو حکم دیتا ہے کہ ان سے حسن سلوک کریں۔قرآن مقدس نے دوسرے مقام پر غریبوں مسکینوں اور یتیموں سے حسن سلوک کرنے والوں کا ذکر حسین انداز میں اسطرح فرمایا

''ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما

واسیرا انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاء

و لا شکورا''(2)

اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کے لئے کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر' اس آیہ مبارکہ کے آخری حصہ سے ایک اشارہ یہ بھی واضح طور پر مل رہا ہے کہ کسی یتیم مسکین کو دینا یہ اس کا اپنا حق ہے جو مالدار پر ہوتا ہے مالدار کا احسان نہیں۔یتیم کے مال سے ناجائز فائدہ اٹھانے والوں کو اللہ تعالی جل مجدہ نے سخت انداز میں تنبیہ فرمائی ہے

''ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلما انما یاکلون فی

بطونهم نارا و سیصلون سعیرا(3)

بے شک جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ جہنم جھونکے جائیں گے اسی عنوان پر حضور ﷺ کا ایک ارشادگرامی اس طرح ملتا ہے کچھ لوگ قیامت

(1) التوبہ 60;9

(2) الانسان 9,8;76

(3) النساء 10;4

کے دن اس طرح اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ آگ سے بھڑک رہے ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔(1)

قرآن مقدس نے یتیموں کی جائیداد کے تحفظ کا حکم اس طرح فرمایا

" ومن كان غنيا فليستعفف ومن كان فقيرا

فليأكل بالمعروف" (2)

یتیم کا سرپرست مال دار ہو تو وہ پرہیزگاری سے کام لے (یتیم کی جائیداد کی حفاظت کے بدلہ میں کچھ وصول نہ کرے) اور اگر سرپرست محتاج ہو تو پھر حفاظت کے عوض بقدر ضرورت لے لے) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے خیال آتا ہے حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا وہ ایسے ہے جیسے ساری رات قیام کرنے والا دن کو روزہ رکھنے والا (3)

حضور سید عالم ﷺ نے اصحاب صفہ سے حسن سلوک فرما کر ملت اسلامیہ کو درس دیا کہ غربا ،فقراء مساکین سے حسن سلوک کیا جائے ،فقراء و مساکین کو صدقات ،عطیات دینا دراصل انہیں کو ان کا حق ادا کرنا ہے قرآن مقدس فرماتا ہے

" والذين في اموالهم حق معلوم للسائل

والمحروم " (4)

جن کے مال میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

اسلام اور خدام سے شفقت

جب کوئی شخص مالدار ہو اور اپنے تمام کام خدام و ملازمین سے لیتا ہو تو مال کا غرور تکبر اسے

---

(1) ابن کثیر ،التفسیر ،ص223/2

(2) النساء 7;4

(3) البخاری ،الجامع الصحیح ،فضل النفقة على الاحصل،الرقم 4934،ص429/16
الترمذی، السنن، ماجاء فی السلی علی الارملة ،الرقم 1892،ص234/7

(4) المعارج 25,24;70

ملازمین وخدام سے ناروا سلوک کا سبق بھی پڑھا دیتا ہے جس پر عمل کر کے مالدار شخص حق کی راہ سے بھٹک جاتا ہے اسلام نے ایسے افراد کو خدام کے ساتھ حسن سلوک کا درس سکھایا کہ کہیں ان پر ظلم وستم کر کے حق کی راہ سے بھٹک نہ جائیں اسلام نے مال ودولت، منصب نسلی اور خاندانی عظمتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی قرآن مقدس کے اس ارشاد نے کبر وغرور اور مالی برتری ایسے بے شمار بتوں کو توڑ دیا ہے ارشاد گرامی ہے

" ان اکرمکم عندالله اتقاکم "(1)

تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے اس ارشاد گرامی سے انسانی درجہ بندی کا معیار بدل گیا حسب ونسب اور دولت انسان کے مرتبہ کی کسوٹی نہ رہی، حضور سید عالم ﷺ کا وہ ارشاد جو آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا زبردست سند ہے " گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں تم سب آدم کے بیٹے ہو۔(2)

حضور ﷺ نے ایک اور ارشاد گرامی میں مالک اور غلام کے امتیاز کو اسطرح مٹایا

المسلم اخو المسلم (3)

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے

یہی وہ ضابطہ تھا جس نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اس عظیم مقام پر پہنچا دیا تھا کہ حبش کے باسی ہیں عرب سے کوئی خاندانی رشتہ نہیں مگر جب بھی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملتے تو حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو سیدی بلال کہہ کر یاد فرماتے۔ خدام اور غلاموں کی عزت افزائی کیلئے حضور سید عالم ﷺ کا یہ عمل مبارک انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے کہ آپ نے خاندان قریش کی اعلیٰ نسب خاتون اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ سے کردی تھی اور پھر جنگ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت زید بن حارث کو امیر بنا

---

(1) الحجرات 13;49

(2) الاحمد، المسند، حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ، الرقم 22391، ص 478/47
البیہقی، شعب الایمان، ربکم واحد والاباکم، الرقم 4921، ص 130/11

(3) البخاری، الجامع الصحیح، لایظلم المسلم المسلم ولایسلم، الرقم 2262، ص 309/8
الترمذی، السنن، ماجاء فی الستر علی المسلم، الرقم 1346، ص 325/5

دینا بھی غلاموں سے کمال شفقت کی دلیل ہے۔حضور سید عالم ﷺ اپنے ہاتھ سے مزدوری کو افضل وحلال قرار دے کر غلاموں اور مزدوروں کے سر کو اونچا فرمایا۔حضور ﷺ سے پوچھا گیا کون سا کسب بہترین ہے تو فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھانا بہترین کسب ہے(1)

ان ارشادات عالیہ سے خادم اور مزدور کی عظمت نکھر کر سامنے آرہی ہے قرآن مقدس نے خادموں اور غلاموں کو نام بگاڑ کر بلانے سے سختی سے منع فرمادیا

ولاتنا بزو بالالقاب(2)

ایک دوسرے کو برے القاب سے مت بلاؤ۔آج اپنے خدام سے مذاق اور بے تکی باتیں کرنے کو عیب نہیں سمجھا جاتا ہے کہ وہ خادم ہیں قرآن مقدس نے ارشادفرمایا

لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونو اخیراً

منہم۔(2)

ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں ہوسکتا ہے وہ اللہ کی نگاہ میں اس سے بہتر ہو۔خادمین اور غلاموں سے طعنہ زنی کو عیب نہیں سمجھا جاتا قرآن مقدس نے اس انداز کو سختی سے روک دیا ہے فرمایا

ویل لکل ھمزۃ لمزہ "(3)

طعنہ زنی اور عیب جوئی بڑی بربادی ہے" حضور سید عالم ﷺ نے خدام سے حسن سلوک کو اسطرح بھی ارشادفرمایا تمہارے کچھ بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے تمہارے ہاتھوں میں دے رکھا ہے اگر کسی کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے بھائی کو دیا ہو تو اسے چاہیے جو خود کھائے اسے بھی کھلائے جو خود پہنے اسے بھی پہنائے۔

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا خادم نے دھوپ میں محنت سے کھانا تیار کیا ہے تو اسے بھی ساتھ بٹھا کر کھلاؤ اگر کھانا تھوڑا ہو تو ایک دو لقمے ہی اسے دے دو(4)

---

(1) البیہقی ،شعب الایمان ،الستون من شعب الایمان ،الرقم8482،ص251/18
البیہقی ،السنن الکبری ،ص128/6
(2) الحجرات 11;49
(3) الھمزۃ 1;104
(4) البخاری،الجامع الصحیح ،قول النبی ﷺ العبید،الرقم2359،ص478/8

خدام کی عزت افزائی میں حضور سید عالم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بدترین دعوت وہ ہے جس میں امیر لوگ تو بلائے جائیں اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے ایک دعوت میں بہت سے معزز لوگوں کو بلایا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور خدام کو کھانے پر نہ بلایا سیدنا عمر فاروق نے جلال میں آکر فرمایا اللہ اُن سے سمجھے جو خدام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ اپنے غلام زادہ حضرت اسامہ سے بہت پیار فرماتے ایک زانوں پر حضرت امام حسن کو بٹھاتے اور دوسرے پر حضرت اسامہ کو اور بارگاہ قدس میں عرض کرتے ''اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اسلئے تو بھی ان سے محبت فرما'' (1)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں حضور سید عالم ﷺ نے مجھے کسی کام جانے کا حکم فرمایا میں باہر نکلا اور گلی میں لڑکوں سے کھیلنے لگ گیا اتنے میں حضور ﷺ بھی تشریف لائے اور پیچھے سے میری گردن سے پکڑ لیا میں نے دیکھا تو حضور ﷺ مسکرا رہے تھے فرمایا اے انس کام پر نہیں گیا میں نے عرض کی حضور جاتا ہوں۔ (2)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی خدمت کی، آپ نے پورا عرصہ خدمت میں مجھے کبھی اف تک نہیں فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا یا کیوں نہ کیا۔ (3)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں دس سال رہا مجھ سے کوئی نقصان ہو گیا تو آپ نے کبھی ملامت نہ فرمائی اگر گھر والوں سے کوئی کچھ کہہ دیتا تو فرما دیتے چھوڑو جو ہونا تھا ہو گیا۔ (4)

خدام سے نرمی اور حسن سلوک کا ایک واقعہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے اس طرح ہے آپ کے خادم سے گرم شوربے کا بھرا ہوا پیالہ امام حسن علیہ السلام پر گر گیا آپ نے خادم کو دیکھا تو اس نے کہا اللہ کے

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، اذا أتاه خادمه بطعامه، الرقم 2370، ص 492/8
مختصر ارواح الخلیل، الرقم 2177، ص 433/1

(2) البخاری، الجامع الصحیح، ذکر اسامہ بن زید، الرقم 3455، ص 76/12

(3) البخاری، حسن الخلق والسخاء ومایکره من الخلق، الرقم 5578، ص 464/18

(4) الغزالی، احیاء العلوم الدین، فضیلة الرحم، ص 437/3

بندے غصہ کو پی جاتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے پی لیا ہے پھر اس نے کہا اللہ کے بندے لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے معاف کر دیا ہے۔غلاموں سے حسن سلوک ،درگزر اور معاف کر دینے کا ایک اہم واقعہ حضور سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی طرف بھی منسوب ہے آپ کے خادم سے شیشہ گرا اور ٹوٹ گیا خادم گھبرایا کہ نقصان ہو گیا ہے، گرفت ہو گی ،اس نے عرض کی ''از قضا آئینہ چینی شکست'' حضور قدرتی طور پر شیشہ گرا اور ٹوٹ گیا ہے غلام نے یہ عاجزانہ انداز اس لئے اختیار کیا کہ حضور ناراض نہ ہوں اور معاف فرما دیں۔حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خادم کے جواب میں یہ مصرعہ فرمایا ''خوب شد آئینہ خود بینی شکست'' اچھا ہو گیا خود بینی کے اسباب ختم ہو گئے

حضور سید عالم ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے کام سر انجام دیا کرتے تھے ایک موقعہ پر حضور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی گھر میں مصروفیات کا سوال ہوا تو آپنے جواباً فرمایا آپ گھر میں مصروف رہتے ہیں، دودھ دوہ لیتے، بازار سے سودا لے آتے ،اپنا جوتا خود درست کر لیتے ،اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ لیتے، چارہ ڈالتے ،غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھ لیتے۔(1)

خادم سے حسن سلوک کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اسے نوکری سے نکالا نہ جائے اسکی غلطیوں کو معاف کر کے اس سے نبھاہ کیا جائے۔حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے پتہ چلتا ہے آپ نے تمام زندگی بھر کسی بھی خادم کو الگ نہیں کیا اسکی کوتاھیاں معاف کیں کہ دوسرا آئے گا تو وہ بھی غلطیاں کرے گا لہٰذا اِسی سے گزارا کیا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام اور حیوانات سے حسن سلوک

اسلام نے صرف انسانوں سے ہی پیار و محبت کا حکم نہیں دیا وہ حیوانات سے بھی محبت کا حکم

(1) الاحمد، المسند، باقی المسند السابق، الرقم 24176، ص 333/51
البانی، مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، الرقم 5822، ص 265/3

دیتا ہے اس مسئلہ سے ہم اکثر وبیشتر غافل رہتے ہیں ایک صحابی نے حضور سید عالم ﷺ سے عرض کی حضور میں نے جو اپنے اونٹوں کے لئے پانی پینے کا حوض بنا دیا ہے اس پر کبھی نہ کبھی دوسرے اونٹ بھی آجاتے ہیں اگر انہیں وہاں سے پانی پلا دوں تو مجھے ثواب ملے گا تو آپ نے فرمایا ہر پیاسے ذی حیات کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر ثواب ملتا ہے۔(1)

ایک بار حضور سید عالم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا جس نے حضور ﷺ کو دیکھا اور بلبلایا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ کس کا ہے اس انصاری نے عرض کی حضور میرا ہے تو آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اس پر جبر کرتے ہو۔(2)

اسی ضمن میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی واضح ہے جب تم ہرے بھرے جنگل سے سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو (یعنی وہاں چرنے کا موقع دو) قحط سالی میں سفر کرو تو سفر جلدی طے کر لیا کرو۔(3)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم کسی منزل پر اترتے تو نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کجاووں کو کھول نہیں دیتے تھے۔(4)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے جانوروں میں لڑائی کرانے سے منع فرمایا(5)

اِس ضمن میں وہ واقعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے جب ایک صحابی ایک پرندہ پکڑ کر بارگاہ رسالت

---

(1) ابن ماجہ،السنن،فضل صدقۃ الماء،الرقم3676،ص84/11

(2) ابوداؤد،السنن،مایومربہ من القیام علی الدواب،الرقم2196،ص91/7

(3) ابوداؤد،السنن،فی سرعۃ السیروالنھی عنہ،الرقم2206،ص127/7
الاحمد،المسند،مسند ابوھریرہ،ص130/17

(4) ابوداؤد،السنن،فی نزول المنازل،الرقم2188،ص94/7

(5) ابو داؤد،السنن،فی التحریش بین البھائم،الرقم2199،ص113/7
الترمذی،السنن،ماجاء فی کراھیۃ التحریش بین،الرقم1630،ص302/6
الطبرانی،المعجم الکبیر،ص296/9

میں لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اُسے آزاد کرنے کا حکم دیا کہ جاؤ اسے واپس چھوڑ کر آؤ (1)

حضرت ام کرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے پرندوں کو اُن کے گھونسلوں میں رہنے دو۔(2)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں حج کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے اپنے پیچھے سے اونٹوں کو مارنے اور ہانکنے کی آواز سنی تو آپ نے پیچھے مڑ کر فرمایا لوگو آرام سے کام لو سواری کا دوڑانا اچھا کام نہیں۔(3)

حیوانات سے حسن سلوک ہے بلاضرورت دوڑانا ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں جانوروں کو مارنا پیٹنا پریشان کرنا اچھا کام نہیں سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقہ سے ذبح کیا کرو اپنے چاقو کو تیز کر لیا کرو کہ اپنے ذبیح کو راحت دے۔(4)

ذبح کرنے سے پہلے جانور کو کھلایا پلایا جائے یہ بھی حسن سلوک ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو اللہ سے محبت کرنا چاہتا ہے وہ اسکی مخلوق سے محبت کرے حیوانات بھی اللہ تعالی کی مخلوق ہیں ابوداؤد شریف میں حضرت ابو وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے اپنے ہاں باندھا کرو انکی پیشانی کے بالوں اور پشت پر ہاتھ پھیرا کرو ان کے گلے میں پٹہ

---

(1) ابوداؤد،السنن،فی فضل الذر،الرقم4581،ص4/14
المسلم،الجامع الصحیح،النھی عن قتل النمل،الرقم4158،ص298/11
الاحمد،المسند،مسند ابو ھریرہ،الرقم،7782،ص323/16

(2) ابوداؤد،السنن،فی القبضة،الرقم2452،ص14/8
الاحمد،المسند،حدیث ام کرز الکعبیةؓ،الرقم25888،ص115/55
الطبرانی،المعجم الکبیر،ص342/18
البیھقی،السنن الکبری،ص311/9

(3) البخاری،الجامع الصحیح،امر النبی ﷺ،الرقم1559،ص125/6
البانی،مشکوٰة المصابیح،باب الرفع من عرفه والمزدلفه الفصل الاول،الرقم2605،ص86/2

(4) المسلم،الجامع الصحیح،الامر احسان الذبح والقتل وتحدید،الرقم3615،ص122/10
النسائی،السنن،حسن الذبح،الرقم4336،ص406/13
ابن ماجه،السنن،اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح،الرقم3161،ص342/9
الاحمد،المسند،حدیث شداد بن اوسؓ،الرقم16490،ص470/34

ڈالا کرو۔(1)

ہمارے ہاں بعض زمینداروں کا اپنے جانوروں سے انتہائی ظالمانہ رویہ دکھائی دیتا ہے جس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے حالانکہ حقیقتاً صورت حال یہ ہے کہ جانور گائے بھینس بکری اونٹ انسان کے بہترین ساتھی اور وفادار ہیں جب انسان کی ابتدائی زندگی تھی معاش کے لیے پریشان تھا تو اسکی شکم پروری کا سبب بھی جانور ہی تھے جب کارریل گاڑی کا اہتمام نہ تھا سواری کا کام بھی اونٹ گھوڑے ہی دیتے تھے بلکہ آج بھی پہاڑی علاقوں میں ہی جانور کام دیتے ہیں ہر دور میں انسان کی حمایت میں یہ جانور پیش پیش دکھائی دیتے ہیں زمانہ کس قدر ہی ترقی کیوں نہ کر جائے انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیےاور خوراک کیلئے گوشت پینے کے لیے دودھ جوتوں کیلئے کھال کے سلسلہ میں انہیں پر ہی نظر جائے گی جانوروں کے سنگدلی کے مظاہرہ کو اسلام نے سختی سے روکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں اور یہ چوپائے پرند حیوانات عالمین میں داخل ہیں لہٰذا آپ ان پر بھی رحمت ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابوداؤد،السنن،اکرام الخیل،الرقم 2190،ص 98/7

البیہقی،السنن الکبری،ص 330/6

ساتواں باب

اخلاق رذیلہ

دل کی بیماریاں

جہاں قلب سلیم کی خدمات حسنہ کا ذکر ہو رہا ہے، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ ہی دل کی بیماریوں کا بھی ذکر کر دیا جائے کہ قاری کو یہ بھی پتہ ہو کہ کونسی بیماریاں ہیں جو دل کو برباد کر دیتی ہیں اور دل کو ''قلب سلیم'' بننے سے روک دیتی ہیں جب تک ان کی تفصیل کا پتہ نہ ہوگا وہ بچ کیسے سکے گا۔

حسد

دل کی بیماریوں سے ایک اہم بیماری حسد بھی ہے جو دل کے حُسن کو برباد کر دیتی ہے اور اس کی حیات کو کمزور کر دیتی ہے اور یہ بیماری بڑی عام ہے اور ہو جاتی ہے، دکاندار کو اپنے پڑوسی دکاندار سے، زمیندار کو زمیندار سے، عالم کو عالم سے کسی بھی شخص کو اپنے ہم پیشہ سے یہ ہو سکتی ہے۔ حسد یہ ہے کہ کسی کے مال، کاروبار کو دیکھ کر جلنا کہ یہ اعزاز اُسے کیوں ملا ہے، اس کے پاس نہیں رہنا چاہئے، مجھے مل جانا چاہئے۔

اس بیماری کی مذمت میں حضورا کے بہت سے ارشادات ملتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے

الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب(1)

حسد نیکیوں کو اسطرح جلا دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے'' حضور سید عالم ﷺ نے اس سے منع کرنے کیلئے فرمایا

لا تحاسدو ولا تقاطعوا ولا تباغضوا وکونوا عباد

اللہ اخواناً(2)

---

(1) ابوداؤد، السنن، فی الحسد، الرقم 4257، ص 56/13
ابن ماجه، السنن، الحسد، الرقم 4200، ص 253/12
البیهقی، شعب الایمان، الثالث والاربعون من شعب الایمان، الرقم 6333، ص 122/14
ابو یعلی الموصلی، المسند، الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار، الرقم 3557، ص 178/8

(2) البخاری، الجامع الصحیح، ماینهی عن الحاسدوالتدابر، الرقم 5605، ص 9/19
المسلم، الجامع الصحیح، تحریم التحاسد والتباغض والتدابر، الرقم 4641، ص 414/12
ابوداؤد، السنن، فیمن یحجر اخاء المسلم، الرقم 4264، ص 66/13
الاحمد، المسند، مسند انس بن مالکؓ، الرقم 12875، ص 422/26

’ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے قطع رحمی نہ کرو ایک دوسرے سے غضب نہ کرو اور بھائی بھائی بن کر اللہ کے بندوں میں شامل رہو۔‘‘

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن ہم بارگاہ نبوت میں حاضر تھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا آج اس راہ سے ایک جنتی تمہارے ہاں آئے گا اتنے میں ایک انصاری آدمی حاضر ہوا، داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا تھا دوسرے دن بھی وہی آیا، تیسرے دن بھی وہی آیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر بن عاص فرماتے ہیں میں اس کے پیچھے گیا کہ پتہ کروں یہ شخص عمل کیا کرتا ہے، حضرت عبداللہ بطور مہمان اس کے ہاں ٹھہرے کہ پتہ کریں اس کے جنتی ہونے کیلئے اس کا عمل کونسا ہے؟ حضرت عبداللہ نے کوئی خاص بات محسوس نہ کی، تو پوچھا کہ تیرے بارہ میں حضور ﷺ نے جنتی ہونے کا ذکر فرمایا تھا، بتا تو سہی تیرا کون سا خاص عمل ہے اس نے کہا کوئی اور تو خاص بات نہیں، یہی کچھ ہے جو تم نے دیکھا البتہ ایک بات اور ہے جو شے اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو عطا فرماتا ہے، مجھے اس سے کبھی حسد نہیں ہوا، تو آپ نے فرمایا بس یہی بات ہے جو تجھے جنتی بنا گئی ہے۔(1)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے ایک روایت نقل کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ عرش کے سایہ میں ہے تو آپ نے اس کی قدر و منزلت پر تعجب فرمایا کہ یہ شخص کس قدر خوش نصیب ہے، بارگاہ قدس میں عرض کی یا اللہ یہ بندہ کس عمل صالح سے اس مقام پر پہنچا۔ جواب ملا، موسیٰ یہ بندہ تین کام کرتا تھا، کسی پر حسد نہیں کرتا تھا، والدین کا نافرمان نہیں تھا، لوگوں میں چغلی کرنے سے بچتا تھا حضرت زکریا علیہ السلام فرماتے ہیں حاسد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ میری نعمت کا دشمن ہے میرے فیصلہ پر غصہ کرتا ہے میرے مقرر کردہ عمل پر راضی نہیں ہے۔(2)

احیاء العلوم شریف میں جہنمیوں کی ایک فہرست کا ذکر ہے، امیر ظلم کے سبب، غریب ہٹ

---

(1) عبدالرزاق، المصنف، ص287/11

عبد بن حمید، المصنف، یطلع علیکم الآن من هذا الفج رجل اهل، الرقم 1162، ص282/3

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذم الحسد، ص376/2

دھرمی کے سبب، زمیندار تکبر کے سبب، تاجر خیانت کے سبب، علماء حسد کے سبب دوزخ میں جائیں گے ۔کائنات میں سب سے پہلا حاسد ابلیس ہے جس نے سیدنا آدم علیہ السلام کی قدر و منزلت کو دیکھ کر حسد کیا اور انہیں سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ بتائی کہ یا اللہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے، آگ مٹی سے اعلیٰ ہے۔(1)

اسی حسد و تکبر کی بناء پر راندہ گیا اور جنت سے نکال دیا گیا یہ حسد ہی تھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں قابیل اور ہابیل کے درمیان جنگ ہوئی، قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا کہ اس کی قربانی قبول ہوگئی اور اس کی رہ گئی، اس بیماری سے بچنے کیلئے صوفیا نے دو علاج تجویز کئے ہیں، ایک علاج علمی ہے کہ حاسد یہ سوچے کہ دوسرے شخص کو جو علم مال، کمال عزت نصیب ہے وہ کسی کی دی ہوئی نہیں بلکہ رب قدوس جل مجدہ نے اُسے اپنے فضل سے نوازا ہے، جس قدر یہ بنیادی عقیدہ مضبوط ہوتا چلا جائے گا حاسد کے حسد میں کمی آتی جائے گی کہ یہ دولت اُسے خدا کی طرف سے ملی ہے میرے حسد سے ضائع نہیں ہوگی۔(2)

دوسرا علاج عقلی ہے کہ حاسد گاہے بگاہے نہ چاہنے کے باوجود دوسرے کی تعریف میں کچھ کلمات کہتا رہے، ایسا کرتے رہنے سے آہستہ آہستہ حسد کی آگ خود بخود اس کے سینے سے بجھ جائے گی ۔یہود کی بری عادات میں سے ایک عادت حسد بھی ہے، حضور ﷺ کی آمد سے پہلے حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنی جنگوں میں فتح بھی مانگا کرتے تھے

فلما جاء ھم ما عرفوا کفروابہ(3)

جب حضور ﷺ آگئے تو انکار کر دیا کہ یہ تو اولاد اسماعیل سے ہے۔ شریعت مطہرہ نے حسد کو حرام فرمایا، غبطہ کو جائز قرار دیا۔ حسد یہ ہے کہ یہ مال، یہ عزت اس کے پاس کیوں ہے میرے پاس ہونی چاہئے یہ حرام ہے، غبطہ یہ ہے یا اللہ جس طرح مال، عزت، فضل و کرم اُس سے وابستہ ہے مجھے بھی عطا فرما۔ یہ جائز ہے جس حدیث شریف میں یہ وارد ہے کہ دو آدمیوں پر حسد کیا جا سکتا ہے، ایک جسے مال دیا گیا اور

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الحسد و حکمہ واقسامہ ومراتبہ، ص377/2

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الحسد و حکمہ واقسامہ ومراتبہ، ص378/2

(3) م-ن

وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، دوسرا وہ شخص جسے علم دیا گیا اور وہ لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ یہاں پر حسد بمعنیٰ غبطہ ہی ہے۔ ''یا اللہ مجھے یہ کمالات عطا فرما تا کہ میں بھی اسی طرح خدمات انجام دوں'' ایسا کرنے میں حرج نہیں۔(1)

شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے حسد اور طمع کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا جیسے یہ دونوں لفظ حسد اور طمع نقطہ سے خالی ہیں ایسے ہی ان کا ارتکاب کرنے والا حقیقت سے خالی ہوتا ہے۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں حسد کی مذمت

ایمان کو تباہ و برباد کردینے والی مہلک بیماریوں میں حسد بھی ایک شدید بیماری ہے قرآن مقدس پارہ 30 میں سورۃ الفلق شریف میں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم ہے ارشاد ہوتا ہے

ومن شر حاسد اذا حسد(3)

اس کی برائی میں بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں ابن ماجہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں

الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب(4)

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے یہ روایت نقل کی ہے قیامت کے دن کچھ لوگ اپنی بدعملی سے شدید رُسوا ہوں گے لوگوں نے عرض کی حضور وہ کون ہوں گے فرمایا امیر اپنے ظلم و جبر کی وجہ سے، غریب اپنے تعصب کے سبب، زمیندار اپنے تکبر کی وجہ سے، تاجر خیانت کی وجہ سے

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الحسد وحکمہ واقسامہ ومراتبہ، ص379/2

(2) م۔ن

(3) الفلق 5:113

(4) ابو داؤد، السنن، فی الحسد، الرقم 4257، ص56/13
ابن ماجہ، السنن، الحسد، الرقم 4200، ص253/12
البیہقی، شعب الایمان، الثالث الاربعون من شعب الایمان، الرقم 6333، ص122/14
ابویعلی الموصلی، المسند، الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار، الرقم 3557، ص178/8

اور علماء حسد کی وجہ سے۔(العیاذ باللہ)اس کائنات کے اندر سب سے پہلی خطا جو سرزد ہوئی وہ یہی ہے کہ ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کر کے ہی سجدے سے انکار کیا تھا، قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا تو یہ حسد ہی تھا، اس روئے زمین پر پہلا قتل حسد کی وجہ سے ہی ہوا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی رہ گئی یہی حسد تھا جس کے باعث یہ قتل ہوا۔

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو آدمی موت کو کثرت سے یاد کرے گا اس کی ہنسی اور حسد دونوں کم ہو جائیں گے حضرت معاویہ فرماتے ہیں میں تمام آدمیوں کو راضی کرنے کی طاقت رکھتا ہوں مگر حاسد کو راضی کرنا میرے بس کی بات نہیں وہ تو صرف اِسی پر راضی ہوگا کہ وہ نعمت چھن جائے۔ حسد ایک ایسا زخم ہے جو کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے اس کیلئے وہی کافی ہے، امام محمد غزالی نے ایک اعرابی کا قول اس طرح نقل کیا ہے کہ ظالم ومظلوم برابر نہیں ہو سکتے مگر حاسد اور محسود دکھ میں، مصیبت میں دونوں برابر ہیں بلکہ حاسد پر وہ چھریاں چلتی ہیں جن کے زخموں کی تکلیف کو صرف حاسد ہی سمجھتا ہے حاسد کو لوگوں کی طرف سے رسوائی ملتی ہے، فرشتوں کی طرف سے لعنت کا طوق اور نزع کے وقت شدت اور قیامت میں عذاب (استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غُصّہ

دل کی بیماریوں سے ایک بیماری غصہ بھی ہے، بلا وجہ اور بات بات پر قہر وغصہ کا اظہار دل کو برباد کر دیتا ہے غصہ کے وقت حوصلہ، ہمت اور درگذر کرنے والوں کی فضیلت کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (1)

وہ لوگ اللہ کے مقبول بندوں میں ہیں جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ غصہ میں

(1) اٰل عمران 3: 134

درگذر کرنے والے کے حق میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ملتا ہے

من کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ(1)

جس نے اپنا غصہ روک لیا اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنا عذاب روک لیا۔حضور سید عالم ﷺ نے غصہ پی جانے والے کو سب سے زیادہ طاقت ور فرمایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

اشدکم من غلب نفسہ عند الغضب(1)

تم میں زیادہ طاقتور وہ ہے جو غضب وغصہ کی حالت میں اپنے پر قابو رکھ لے۔اسی ضمن میں مزید فرمایا

واحلمکم من عفا عند القدرۃ(1)

اور تم میں سب سے زیادہ حلیم وہ ہے جو انتقام لینے کی طاقت ہوتے ہوئے معاف کردے۔

مزید ارشاد فرمایا۔

من کظم غیضا ملاء اللہ قلبہ یوم القیمۃ رضا(1)

جس نے غصہ پی لیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اسطرح جزا عطا فرمائے گا کہ اس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دے گا۔اور رضاء الٰہی کتنی بڑی دولت ہے اسی کتاب کے پچھلے صفحات میں ذکر ہے۔اسی عنوان پر امام غزالی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔اپنے وقت کے عظیم صوفی حضرت ایوب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ایک لمحہ کا درگزر کرنا بہت سے شر کو دور کر دیتا ہے۔

ایک موقع پر حضرت سفیان ثوری، حضرت ابوخزیمہ ربوعی اور فضیل بن عیاص علیہم الرحمہ کسی روحانی محفل میں اکٹھے ہوئے تو ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اعمال صالحہ میں سب سے بڑا عمل صالح یہ ہے کہ غصہ کے وقت حلم سے کام لے اور طمع کے وقت صبر سے۔(2)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ارشاد فرمایا ہے۔کہ ایک موقع پر آپ کسی شخص کے سوالات پر غصہ میں آگئے تو آپ کے ایک مخلص ساتھی مالک بن اوس نے عرض کی۔امیر المومنین قرآن مقدس کے اس ارشاد پر نظر فرمائیں۔

---

(1) الغزالی،احیاء علوم الدین،فضیلۃ کظم القیظ،ص364/2

(2) الغزالی،احیاء علوم الدین،فضیلۃ کظم القیظ،ص365/2

خــذ الــعــفــو وامر بألعرف واعرض عن الجأهلين

(1)

درگزر کرو بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔ ایک علاج یہ بھی ہے کہ جب غصہ آئے تو پڑھے

اعوذ بأللّٰه من الشيطن الرجيم (2)

اگر کبھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غصہ میں ہوتیں تو حضور ﷺ انہیں یہ دعا پڑھا دیا کرتے۔

اللهم اغفرلی ذنبی واذ هب غيظ قلبی (3)

اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور دل کے غصہ کو دور کر دے۔

وصلی الله تعالیٰ علیٰ حبيبه سيدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

اسلام میں غصہ کی مذمت

غصہ وہ بری عادت ہے جس کے ظاہر ہونے سے لڑائی جھگڑا، قتل وغارت اور آپس میں رنجشیں اور دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اصلاح معاشرہ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس بری عادت کا خاتمہ ہو اسلام نے ہمیں اس سے بچنے کا حکم دیا ہے غصہ آگ کا شعلہ ہے جیسے آگ راکھ میں چھپی رہتی ہے ایسے ہی غصہ دل کی تہہ میں چھپا رہتا ہے اور جسطرح چقماق کی رگڑ سے آگ جل اٹھتی ہے ایسے ہی ادنیٰ سے تکبر وغرور کے چقماق سے غصہ کی آگ چمک اٹھتی ہے اور اگر اس پر قابو نہ پایا جائے تو نہ معلوم کتنے گھروں کو، کتنے خرمنوں کو جلا کر راکھ کر دیگی۔ مٹی میں سکون ہے، عجز ہے وقار ہے، آگ میں شعلہ ہے، شور ہے، سرکشی ہے، مٹی انسان میں، آگ شیطان میں قرآن مقدس نے شیطان کے قول کو بیان فرمایا اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار کی وجہ یہ بیان کی

خلقتنی من نار وخلقته من طين (4)

---

(1) الاعراف 199:7

(2) النحل 98:16

(3) ابن حجر العسقلانی، الاذکار، ص 301/1

(4) الاعراف 12:7

اے اللہ میں آدم کو سجدہ کیوں کروں اسے تو نے مٹی سے بنایا ہے اور مجھے آگ سے۔ آگ کی فطرت میں بھڑکنا ہے، جبکہ مٹی میں عجز ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور مجھے کوئی چھوٹا سا عمل فرمادیں جو کرتا رہوں آپ نے جواب میں فرمایا

لا تغضب

غصہ میں نہ آیا کرا، بس نے پھر دوبارہ یہی سوال کیا آپ نے پھر یہی فرمایا، یہی بات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے آپ نے بھی بارگاہ رسالت میں یہی سوال کیا کہ کوئی مختصر سا عمل فرمادیجئے تو آپ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر فاروق اعظم فرماتے ہیں میں نے پھر یہی سوال کیا تو آپ نے پھر یہی جواب فرمایا غصہ نہ کیا کر۔(1)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں ابن عبد البر کی ایک روایت نقل کی ہے انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور کوئی ایسا عمل فرمائیں کہ میں خدا کے غضب سے بچ جاؤں آپ نے فرمایا خود غصہ مت کیا کرو۔ امام مسلم نے اپنی کتاب مسلم شریف میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث شریف نقل کی ہے ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے لوگوں سے دریافت فرمایا، بتاؤ زبردست پہلوان کون ہے لوگوں نے عرض کی حضور جو کسی سے شکست نہ کھائے تو آپ نے فرمایا نہیں

لیس الشدید بالصرعة وانما الشدید الذی علیك
نفسه عند الغضب او کما قال ﷺ(2)

فرمایا نہیں بہت بڑا پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو ڈھائے اور غصہ پر قابو پالے۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اسی عنوان پر حضور ﷺ کا ایک دوسرا ارشاد اس طرح نقل فرماتے ہیں

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الحذر من الغضب، الرقم 5651، ص 74/19
النووی، ریاض الصالحین، باب الصبر، ص 12/1

(2) البخاری، الجامع الصحیح، الحذر من الغضب، الرقم 5649، ص 72/19
المسلم، الجامع الصحیح، فضل من یملك خفه عند الغضب، الرقم 4723، ص 19/13
البیهقی، شعب الایمان، فصل فی ترك الغضب وفی كظم الغیظ، الرقم 8045، ص 310/17

من کف غضبہ ستراللہ عورتہ (1)

جس شخص نے اپنے غضب پر قابو پالیا اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپا لیتا ہے۔طبرانی نے ابن ابی الدنیا سے ایک روایت نقل کی ہے ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) سب سے سخت کیا شئی ہے فرمایا اللہ کا غضب سب سے سخت ہے، اس بندے نے عرض کی حضور اس سے بچا کیسے جاسکتا ہے فرمایا غصہ نہ کیا کر۔(2)

معلوم ہوا غصہ کا نہ کرنا عذاب الٰہی سے بچنے کا عمل ہے،امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف میں حضرت ذی القرنین کی ایک روایت اس طرح نقل کی ہے آپ سے ایک فرشتہ ملا آپ نے اس سے پوچھا کوئی ایسا عمل بتا جس سے ایمان ویقین میں مضبوطی ہو فرشتے نے کہا غصہ نہ کیا کر واس سے ایمان و یقین میں مضبوطی ہوتی ہے۔شیطان آدمی پر جس قدر اس کے غصہ کی حالت میں قابو پاتا ہے کسی اور حالت میں نہیں پاسکتا،غصہ کو پی جایا کرو اور تاخیر سے اسکو ساکن کیا کرو اور جس قدر ہو سکے جلدی سے بچو کہ جلدی میں کافی حصہ نہیں ملتا اپنے قریب وبعید سے نرمی سے رہو، جابر و سرکش مت بنو۔(3)

اس غصہ کی بری عادت سے بچنے کیلئے وہب بن منبہ سے ایک روایت اس طرح ملتی ہے کہ ایک عیسائی راہب اپنی عبادت گاہ کے دروازہ پر آیا اور بلایا کہ دروازہ کھول دے وہ پکارتا رہا دروازہ نہ کھولا،شیطان نے پھر کہا دروازہ کھول دے تیرا فائدہ ہوگا ورنہ میں چلا جاؤنگا لیکن وہ بار بار پکارتا رہا دواز ہ نہ کھولا،شیطان نے اپنا آخری حربہ اس طرح استعمال کیا کہ راہب اپنا دروازہ کھول میں مسیح ہوں ،راہب نے کہا کہ مسیح نے تو ھم سے قیامت میں ملنے کا وعدہ فرمایا ہے اگر وہ پہلے آگیا ہے تو اس نے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔میں کیسے مانوں کہ مسیح بھی خلاف وعدہ بات کر لیتا ہے تو جا بھاگ جا، پھر شیطان نے کہا میں ابلیس ہوں تجھے عبادت سے ہٹانا چاہتا تھا اور حق کی راہ سے بہکانا چاہتا تھا مگر ایسا نہ

(1) الطبرانی،المعجم الکبیر،الرقم13468،ص84/11
الطبرانی،المعجم الاوسط،باب المیم من اسمہ محمد،الرقم6204،ص282/13
ابی یعلی الموصلی،المسند،من خزن لسانہ ستراللہ عورتہ ومن کفأ،الرقم4225،ص373/9

(2) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان ذم الغضب،ص356/2

(3) مرن

ہوسکا شیطان نے کہا راہب اگر کوئی سوال کرنا ہے تو کر، راہب نے کہا یہ بتا تیری عادات میں سے کونسی عادت تیری زیادہ مدد کرتی ہے کہ جب بندے میں وہ عادت ہو تو زیادہ گمراہ کرسکتا ہے، شیطان نے کہا وہ اسکی غصہ کی حالت ہے جب وہ غصہ میں ہوتا ہے تو میں اس سے اسطرح کھیلتا ہوں جیسے بچہ گیند سے۔ کہ بچہ اسے جہاں چاہتا ہے پہنچاتا ہے جدھر چاہتا ہے پھینک دیتا ہے، یہی صورت حال میں کرتا ہوں جب تک بندہ آرام وسکون میں رہتا ہے میں اس کے دل میں رہتا ہوں جب وہ غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو میں اس کے سر میں چلا جاتا ہوں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غصہ ہر ہر برائی کی جڑ ہے۔ جس قدر غصہ پر قابو رہے گا برائیاں کم صادر ہونگی۔ جس قدر غصہ بڑھتا جائے گا، برائیوں کا صدور ہوتا رہے گا۔(1)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شیطان بندے کو اسکی تین حالتوں میں زیادہ گمراہ کرتا ہے۔ پہلی حالت یہ ہے اگر بندے نے نشہ پی رکھا ہے تو اسکی نکیل شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ جو چاہتا ہے کرواتا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ بندہ غصہ کی حالت میں ہوتو شیطان اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام کرواتا رہتا ہے۔ اور جب غصہ کی حالت سے باہر آجاتا ہے تو پھر اس کے سامنے اس حالت میں کیئے گئے کاموں میں شرم ہی شرم ہوتی ہے مگر اب کر کچھ نہیں سکتا، تیسری حالت یہ ہے کہ جب بندہ بخل سے کام لیتا ہے تو شیطان اوپر حاوی ہو جاتا ہے اور حق کی راہ میں خرچ کرنے اور غریبوں کی مدد سے روک دیتا ہے۔(2)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں لوگوں سے فرمایا کامیاب ہے وہ شخص جو غصہ سے بچا رہا اور طمع سے محفوظ رہا۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غصہ کا علاج

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ الغضب، ص 356/2

(2) م-ن

اسلام نے غصہ کی بیماری کا شافی علاج بھی فرمادیا ہے مشکوۃ شریف باب فی الغضب میں اس بیماری کا علاج ملتا ہے۔عطیہ بن عروہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان الغضب من الشیطان وان الشیطان خلق من النار(1)

غضب ایک شیطانی عمل ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔

انما یطفاء النار بالماء فاذا غضب احد کم فلیتوضا(1)

آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، جب کوئی شخص غضب ناک ہوجائے تو اسے چاہئے کہ وضو کرلے۔

عموماً آدمی غصہ کی حالت میں آپے سے باہر ہوجاتا ہے جسم گرم محسوس ہوتا ہے آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں خون کھولنے لگتا ہے حضور ﷺ نے اس حالت کا علاج پانی سے فرمایا کہ وضو کرلے، چند گھونٹ پینا بھی مفید رہے گا۔ اول تو غضب کی حالت میں پانی کا استعمال اس حالت کو بالکل ہی دبادے گا ورنہ اتنا تو یقیناً ہوجائے گا کہ عقل کسی حد تک ٹھکانے آجائیگی اور مزید تباہی سے بچ جائے گا۔ قتل وغارت، دہشت گردی، طلاق، گھیراؤ، جلاؤ ایسے قبیح کام غصہ سے ہی ہوتے ہیں۔اس غصہ کا دوسرا علاج حضور سید عالم ﷺ سے اس طرح مذکور ہے، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

اذاغضب احد کم وھو قائم فلیجلس فان ذھب

عنہ الغضب والا فلیضطجع(2)

اگر تم میں سے کسی کو غصہ آجائے اور وہ کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اگر غصہ جاتا رہے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے ، حضور سید عالم ﷺ نے انسانیت کی اصلاح اور بھلائی کیلئے کئی طریقے ارشاد فرمائے کہ امت گمراہی سے بچ سکے۔حضور سید عالم ﷺ کے ایک اور ارشاد سے غصے کا ایمان کیلئے خطرناک ہونا اسطرح ثابت ہے، حضرت بہز ابن حکیم اپنے والد سے اس طرح روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

---

(1) البانی،مشکوٰۃ المصابیح،باب الاسلام الفصل الاول،الرقم 5113،ص 108/3

(2) ابوداؤد،السنن، مایقال عند الغضب،الرقم 4151،ص 402/12

الاحمد،المسند،حدیث ابوذر غفاری،الرقم 20386،ص 352/43

ان الغضب ليفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل(1)

غصہ ایمان کو اسطرح بگاڑ دیتا ہے جیسے کڑواہٹ شہد کو خراب کر دیتی ہے۔اس حدیث پاک سے واضح ہورہا ہے غصہ کا اثر ایسی چیز پر ہی پڑتا ہے جو بندے کو جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور وہ ایمان ہے ،لوگ ایمان بچانے کیلئے جانیں دے دیتے ہیں،غصہ اس قدر بری شئی ہے کہ جان سے بھی زیادہ عزیز شے ایمان کو خراب کردیتا ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے غضب ایمان کی حلاوت تباہ کردیتا ہے اور اس کے مزے کو بگاڑ دیتا ہے جیسے ایلوا شھد کو برباد کردیتا ہے۔''ایلوا'' ایک درخت کا رس ہے جو بے حد کڑوا ہوتا ہے اور بدمزہ، اسکی کڑواہٹ شہد جیسی میٹھی شئی کو بھی بدمزہ کرکے رکھ دیتی ہے۔انسان کو چاہئے کہ غصہ سے بچے اور اپنے ایمان کا مزہ نہ بگڑنے دے ایمان جس قدر میٹھا ہے شیریں ہے غصہ اسی قدر بدمزہ اور تلخ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تکبر

دل کی بیماریوں میں ایک مہلک بیماری غرور وتکبر بھی ہے۔اپنے کو بہت بڑا بنانا اور دوسرے کو رسواء، ذلیل سمجھنا۔قرآن مقدس نے متکبرین کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

انہ لایحب المستکبرین(2)

اللہ تعالیٰ متکبرین کو پسند نہیں فرماتا۔اسی عنوان کو قرآن مقدس نے دوسرے مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

لاتمش فی الارض مرحا انك لن تخرق الارض ولن

تبلغ الجبال طولا (3)

زمین پر اکڑ کر نہ چل (اگر چلے گا) تو زمین کو چیر نہیں سکے گا اور نہ ہی تیری گردن پہاڑوں سے اونچی ہو

(1) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان ذم الغضب،ص355/2

(2) النحل 16 :23

(3) الاسراء 17 :37

سکتی ہے۔پھر تکبر وغرور اور اکڑ بازی کا کیا فائدہ؟ ایک تیسرے مقام پر یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

كذالك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار (1)

اللہ تعالیٰ ہر سرکش متکبر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔تکبر وغرور کی مذمت میں قرآن مقدس نے کئی ایک مقامات پر ذکر فرمایا ہے۔حضور سید عالم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے تکبر کی مذمت کا ذکر اس طرح ملتا ہے۔

لايدخل الجنة من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من كبر ولا يدخل النار من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان او كما قال ﷺ (2)

فرمایا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

حضور سید عالم ﷺ نے ایک حدیث قدسی اس طرح ارشاد فرمائی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الكبرياء ردائي والعظمة ازاري او كما قال ﷺ (3)

کبریائی میری چادر ہے بڑائی میرا تہبند ہے۔یہ اوصاف میری ہی ہیں کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ بڑائی کو اپنائے اور دوسرے کو کمزور جانے۔

حضرت سلمہ بن عبدالرحمان فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صفا کی پہاڑی پر روتے دیکھا میں نے پوچھا حضرت اس گریہ وزاری کا سبب کیا ہے؟ تو عبداللہ ابن عمر نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر

---

(1) غافر 35:40

(2) ابوداؤد،السنن،ماجاء في الكبر،الرقم 3568،ص 128/11

ابن ماجہ،السنن،في الايمان،الرقم 58،ص 68/1

(3) ابوداؤد،السنن،ماجاء في الكبر،الرقم 3567،ص 127/11

ابن ماجہ،السنن،البراءة من الكبر والتواضع،الرقم 3964،ص 211/12

الاحمد،المسند،مسند ابو ہریرہؓ،الرقم 7078،ص 119/15

البیہقی،شعب الایمان،فصل في التواضع،الرقم 7934،ص 199/17

ہوگا اسے اللہ تعالیٰ الٹا کر کے دوزخ میں ڈالے گا۔(1)

(خدا پناہ) اسی عنوان کے تحت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔سلیمان علیہ السلام نے ایک دن انسانوں، جنوں، چرند پرند کو حکم دیا کہ باہر چلو۔ چنانچہ جب ایسا ہو گیا تو سلیمان علیہ السلام کو اس قدر اونچا اٹھایا گیا کہ آپ نے آسمان کے فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سنی پھر آپ کو نیچے اتارا گیا۔آپ نے وہاں پر آواز سنی اگر تمہارے آقا سلیمان کے دل میں ذرا برابر بھی تکبر ہوگا تو اسے جتنا اونچا کیا ہے اس سے زیادہ نیچے اتار دونگا۔(2)

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب حضرت نوح علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے دو بیٹوں کو بلایا اور فرمایا۔ میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں ۔وہ یہ ہیں۔

لاالہ الا اللہ اور سبحان اللہ وبحمدہ(3)

اور دو چیزوں سے روکتا ہوں وہ یہ ہیں۔شرک اور تکبر سے بچنا کہ دونوں تباہ کن بیماریاں ہیں۔ابو بکر ہذلی روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ابن ہیثم کا گزر ہوا جس کی چال میں اکڑ بازی تھی، لباس میں نخوت و غرور نمایاں تھا۔حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے اسے فرمایا افسوس تو کس قدر تکبر و غرور سے چل رہا ہے تجھے خدا کی کبریائی یاد نہیں، تو اس کی نعمتوں کو استعمال کرتا ہے اور پھر اسی سے ہی مقابلہ و غرور ہے۔ابن ہیثم تو نے سنا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لاتمش فی الارض مرحا(4)

زمین پر اکڑ کر نہ چل، اس پر وہ شرمسار ہوا اور حضرت حسن بصری سے معذرت کی ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الاحمد، المسند، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الرقم 6719، ص 257/14

(2) الغزالی، بیان ذم الکبر، ص 24/3

(3) الاحمد، المسند، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الرقم 6804، ص 342/14

(4) الاسراء 37:17

الغزالی، احیاء العلوم الدین، بیان فضیلۃ التواضع، ص 26/3

اسلام میں تکبر کی مذمت

انسانی زندگی میں اکثر وبیشتر گناہ تکبر، غرور، اکڑ بازی سے واقع ہوتے ہیں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو تکبر وغرور سے بچنے اور عجز وانکساری کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں یگانگت، اتفاق ومحبت کے جذبات پیدا ہوتے رہیں۔

سیدنا عمر بن شعیب اپنے والد اور دادا کے واسطے سے حضور ﷺ کا ایک ارشاد نقل فرماتے ہیں جسے صاحب مشکوٰۃ نے باب الغضب والکبر میں بیان کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا متکبرین قیامت کے دن بظاہر تو آدمیوں کی شکل میں اٹھیں گے، مگر ان کے بدن چیونٹیوں کی طرح چھوٹے ہوں گے جہاں جائیں گے، رسوائی اور ذلت کے علاوہ ان کے لئے کچھ نہ ہوگا انہیں دوزخ کے ایک قید خانہ میں پھینکا جائے گا، جسے بولس کہتے ہیں انہیں آگ ڈھانپ لے گی، پینے کے لئے دوزخیوں کے بدن سے بہتا ہوا خون اور پیپ دیے جائیں گے۔(1)

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کسی شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور فلاں آدمی بڑا متکبر ہے تو آپ نے فرمایا کیا اسے موت یاد نہیں۔

تکبر کی برائی اور مذمت میں حضور ﷺ کا وہ مشہور ارشاد گرامی بھی ہے

’لا ینظر اللہ الی رجل یجر ردائہ بطرا “(2)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو تکبر وغرور سے اپنی چادر کو کھینچتا ہوا چلتا ہے اسی روایت کو حضرت زید بن اسلم اس طرح روایت کرتے ہیں۔ میں عبد بن عمر کی خدمت میں گیا اس وقت عبداللہ بن ورقہ نئے کپڑے پہنے بڑے طمطراق سے گذرے تو عبداللہ بن ورقہ نے فرمایا بیٹے اپنی چادر کو اونچا کر، میں نے سنا ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنی چادر کو اترا کر کھینچے گا اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔(3)

---

(1) البانی، مشکوٰۃ المصابیح، باب السلام الفصل الاول، الرقم 5112، ص 108/3

(2) البخاری، الجامع الصحیح، من جر ثوبہ من الخیلاء، الرقم 5342، ص 91/18

البیہقی، شعب الایمان، فصل فیما ورد من التشدید علی من جر ثوبہ، الرقم 5858، ص 117/13

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذل الاختیال واظفار اثار الکبر فی، ص 25/3

ابوبکر ہذلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حسن بصری کے ہاں حاضر تھا اس دوران وہاں سے ابن رستم گزرا جس نے کئی ریشمی کرتے پہن رکھے تھے اس کی چال میں تکبر تھا وہ غرور سے ادھر اُدھر دیکھتا چل رہا تھا، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور فرمایا افسوس تجھ پر کس قدر تکبر وغرور سے چل رہا ہے، تجھے آخرت یاد نہیں، آپکی اس تنبیہ پر ابن رستم نے معذرت کی اور معافی چاہی۔ سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں مجھ سے معافی مانگنے کے بجائے اس خدا سے معافی مانگو جس نے تمہیں ہزاروں نعمتیں دیں اور تم ان نعمتوں کے بدلے تکبر وغرور کر کے اس کی نافرمانی کر رہے ہو اس پر ابن رستم نادم ہوا۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بخل

دل کی بیماریوں میں ایک مہلک بیماری بخل کرنا بھی ہے بخل کا لفظ سن کر فوراً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بندہ اپنے مال سے بخل کرتا ہے اس مال سے حق ادا نہیں کرتا صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ دینے سے بخل کرتا ہے اس لفظ کو عام سمجھ لیا جائے تو عنوان زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے حقوق نماز ،روزہ ،حج ،زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کرتا وہ بھی اسی زمرہ میں شامل ہے۔ ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز ،رشتہ داروں، پڑوسیوں کے حقوق ادا نہ کرنا بھی اس برے عمل بخل میں داخل ہے۔ قرآن مقدس نے اس برے فعل بخل کا ذکر اس طرح فرمایا ہے

ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتا ھم اللہ من

فضلہ ھو خیرلھم بل ھو شر لھم(2)

جو لوگ خدا کے دئے ہوئے پر بخل کرتے ہیں وہ کبھی یہ خیال نہ کریں کہ ایسا کرنا ان کیلئے اچھا ہے نہیں ،ایسا کرنا ان کیلئے فتنہ ہے شر ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت میں اندھیرا بن

---

(1) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان فضیلۃ التواضع،ص26/3

(2) اٰل عمران 180:3

جائے گا اور فحش سے بھی بچو کہ یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور بخل سے بھی بچو کہ اُس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ بخل نے انہیں جھوٹ بولنے کو کہا تو انہوں نے جھوٹ بولا، ظلم کرنے کو کہا تو ظلم کیا، قطع رحمی کو کہا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔(1)

بخل کی مذمت میں حضور سید عالم ﷺ کا ایک اور ارشاد اس طرح ملتا ہے

لا یدخل الجنة بخیل ولا خب ولا خائن او کما قال ﷺ(2)

کہ جنت میں بخیل متکبر، خائن داخل نہیں ہو سکیں گے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بخشش کو ایک درخت کی صورت میں پیدا کیا اور اس کی جڑ درخت طوبیٰ کی جڑ میں مستحکم کی ہے اور اسکی ٹہنیوں کو سدرۃ المنتہیٰ سے وابستہ کیا ہے جو شخص اس شاخ سے لپٹ گیا جنت میں داخل ہوا۔ جان لو سخاوت ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں لیجائے گا اللہ تعالیٰ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اور اسکی جڑ دوزخ کے درخت زقوم میں داخل ہے اور اس کی کچھ ٹہنیوں کو دنیا میں لٹکا دیا ہے جو اس شاخ کو پکڑ لیتا ہے دورخ میں چلا جاتا ہے، یاد رکھو بخل کفر کا ٹکڑا ہے اور کفر دوزخ میں لے جائے گا۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے سخاوت جنت کا درخت ہے جو بندے کو جنت میں پہنچائے گا بخل جہنم کا درخت ہے جو اسے دوزخ میں پہنچائے گا۔(3)

ایک موقعہ پر حضور سید عالم ﷺ نے کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو رورو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا حضور ﷺ نے از راہ کرم اس سے پوچھا بتا تو سہی تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی حضور میرا گناہ بہت بڑا ہے پہاڑ سے بھی بڑا ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا تیرا گناہ زیادہ یا سمندر کا پانی عرض کی حضور گناہ زیادہ ہے پھر فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین و آسمان بڑے ہیں عرض کی حضور گناہ بڑا ہے حضور ﷺ نے فرمایا بیان تو کر وہ گناہ ہے کیا عرض کی حضور میں مالدار آدمی ہوں جب سائل مانگنے آتا ہے تو مجھے محسوس ہوتا ہے گویا آگ کا شعلہ میرے سامنے ہے حضور ﷺ نے فرمایا اپنے آگ کے شعلے سے مجھے مت جلانا، اللہ کی قسم جس نے مجھے ہدایت دے کر روانہ فرمایا ہے اگر تو رکن اور

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذم البخل، ص439/2

(2) الاحمد، المسند، مسند ابو بکر صدیق ؓ، الرقم 13، ص16/1

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذم البخل، ص439/2

مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر دس لاکھ برس نماز پڑھے اور اس قدر آنسو بہائے کہ تیرے آنسوؤں سے نہریں بہہ نکلیں اور زمین سیراب ہو جائے اور پھر بخل کی حالت میں تیری موت آ جائے تو اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ میں ڈالے گا کیا تجھے پتہ نہیں کہ بخل کفر کا حصہ ہے اور کفر دوزخ میں رہے گا۔(1)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہے جب اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا کی تو اسے فرمایا مزین ہو جا وہ آراستہ ہو گئی پھر فرمایا اپنی نہریں ظاہر کر اس نے چشمہ سلسبیل اور عین کا نور اور آب تسنیم نکالے، جن سے جنت کے باغوں میں شراب، شہد اور دودھ کی نہریں بہنے لگیں پھر ارشاد فرمایا کچھ بول جنت نے کہا جو شخص مجھے میں رہے گا وہ اچھا ہو گا تو بارگاہ قدس سے حکم ہوا مجھے اپنی عزت کی قسم بخیل کو تجھ میں جگہ نہ دوں گا۔(2)

حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک خاتون کا ذکر کیا گیا کہ وہ بہت بڑی عابدہ ہے زاہدہ ہے مگر اس میں بخل ہے تو فرمایا پھر اس میں کچھ بھی نہیں۔(3)

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ دل سخیوں کی دوستی چاہتا ہے وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہوں اور بخیلوں سے نفرت کرتا ہے وہ عابد، زاہد، ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس بیماری سے ہمارے دلوں کو پاک صاف فرمائے۔(4)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ریا کاری

دل کی بیماریوں میں ایک بیماری یہ بھی ہے کہ کسی اچھے کام کو اللہ کی رضا کیلئے نہ کیا جائے بلکہ اس سے مقصد لوگوں کو دکھاوا ہو کہ لوگ اچھا سمجھیں یہ ریا کاری ہے دل کی یہ عادت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نامقبول ہے، ناپسندیدہ ہے، حرام ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مغضوب ہے۔ قرآن مقدس

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، ذم البخل، ص 440/2

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، حکایات البخلا، ص 441/2

(3) م۔ن

(4) م۔ن

نے اس عادت کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون

الذین ھم یراؤن(1)

وہ نمازی جو اپنی نمازوں میں تساہل کرتے ہیں اور وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے جہنم کا شدید طبقہ ویل ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قیامت کے دن شہید سے پوچھا جائے گا تو دنیا سے کیا لایا ہے وہ عرض کرے گا یا اللہ تیری راہ میں لڑا، شہید ہوا، حکم ہوگا تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ کیلئے نہیں لڑا تھا بلکہ اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھے بہادر، غازی اور شہید کہیں۔ ایسے ہی سخی سے پوچھا جائے گا تو وہ کہے گا تیری راہ میں خرچ کیا حکم ہوگا جھوٹ بول رہا ہے تو نے صدقہ وخیرات اس لئے کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں گے عالم یا قاری سے بھی سوال ہوگا تو وہ کہے گا، کلام اللہ پڑھا لوگوں کو پڑھایا حکم ہوگا تو غلط کہہ رہا ہے تو نے یہ کام اسلئے کیا تھا کہ لوگ مجھے عالم کہیں بڑا قاری کہیں۔(2)

اس حدیث شریف کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ یہ تیرے بڑے اعمال محض اس لئے بے کار ہو گئے کہ وہاں خلوص نہ تھا بلکہ ریا کاری تھی ایک اور ارشاد گرامی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

انی اخاف علیکم الشرك الاصغر(3)

میں تم پر ڈر کرتا ہوں کہیں تم شرک اصغر میں مبتلا نہ ہو جاؤ، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ شرک اصغر کیا ہے فرمایا وہ ریا کاری ہے ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے بارگاہ قدس میں دعا کی

استعیذ باللہ عزوجل من جب الحزن(4)

---

(1) الماعون 107: 4، 5، 6

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذم الریاء، ص481/2

(3) الاحمد، المسند، حدیث محمود بن لبیدؓ، الرقم 22523، ص123/48

الطبرانی، المعجم الکبیر، ص338/4

البیہقی، شعب الایمان، الخامس والاربعون من شعب الایمان، الرقم 6563، ص355/14

(4) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذم الریاء، ص481/2

میں اللہ عزوجل سے غم کے گہرے کنوئیں سے پناہ مانگتا ہوں، عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ کیا شے ہے، فرمایا وہ جہنم میں عذاب کا ایک طبقہ ہے جو ریا کاری کرنے والوں کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اس عنوان پر یہ بھی فرمایا

لایقبل اللہ عملاً فیہ مثقال ذرۃ من ریا او کما

قال ﷺ (1)

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کسی ایسے کام کو قبول نہیں فرماتا جس میں ذرہ بھر بھی ریا کاری ہو۔

احیاء العلوم شریف میں امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان کے تحت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ارشاد نقل کیا ہے فرمایا جب تو روزہ رکھے تو ہونٹوں پر ہاتھ پھیرتا کہ روزہ کا علم نہ ہو، صدقہ خیرات کر تو نہایت رازداری سے کر کہ ریا کا شبہ نہ ہو نماز پڑھ رہا ہے تو پردہ لٹکالے کہ ریا کاری کا شبہ نہ ہو۔ (2)

حضور ﷺ نے ایک مقام پر اسی عنوان ریا کاری کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ریا کار تین ناموں سے بلایا جائے گا۔ اے فاجر، اے دھوکا کرنے والے، اے دکھاوا کرنے والے، تیرے عمل ضائع ہو گئے اور ثواب جاتا رہا جس کے لئے تو عمل کرتا رہا، جا اُس سے اپنی اجرت وصول کر لے۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے آپ نے ایک موقعہ پر حضور ﷺ کو آہ وزاری کرتے دیکھا عرض کی یارسول اللہ ﷺ آج یہ آہ وزاری کس وجہ سے ہے تو فرمایا

"اخاف علی امتی الشرک انہم لایعبدون صنماً

ولاشمسا ولا قمرا ولا حجرا لکنہم یراؤن

باعمالہم او کما قال ﷺ" (3)

میں اپنی امت پر شرک کا ڈر کرتا ہوں وہ بت، سورج، چاند، پتھر کو تو نہیں پوجیں گے لیکن اپنے اعمال میں ریا کاری کریں گے۔ اس ارشاد گرامی میں ریا کاری کو شرک کے الفاظ سے ذکر فرمایا جو اس گناہ کے

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذم الریاء، ص 281/2

(2) م ـ ن

(3) م ـ ن

شدید ہونے پر واضح دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی حضرت آپ حضور ﷺ کا کوئی ارشاد سنا دیں تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے روتے ہوئے یہ حدیث شریف سنائی۔ حضور ﷺ فرمایا اللہ تعالی نے سات آسمان بنائے اور ساتوں آسمانوں پر سات ہی محافظ مقرر فرمائے جب کسی شخص کی نیکیاں پہلے آسمان پر جاتی ہیں تو پہلے آسمان کا محافظ کہتا ہے اس کے عمل کو اس کے منہ پر مارو کہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا، پھر فرشتے کسی دوسرے آدمی کے عمل صالح کو لے کر اوپر جاتے ہیں تو دوسرے آسمان کا محافظ فرشتہ اس کے عمل صالح کو اوپر نہیں جانے دیتا کہ یہ بندہ محافل میں بیٹھ کر تکبر وفخر کیا کرتا تھا، پھر محافظین بندے کے عمل صالح کو لے کر تیسرے آسمان پر جاتے ہیں تو وہاں کا محافظ فرشتہ اس کے عمل کو اوپر نہیں جانے دیتا کہ اس میں تکبر وغرور تھا۔ پھر محافظین فرشتے بندے کا کوئی اور عمل لے کر اوپر جاتے ہیں تو چوتھے آسمان کا فرشتہ آگے نہیں بڑھنے دیتا کہ اس بندہ کے عمل میں نخوت وغرور ہے۔ پھر محافظین فرشتے کسی بندے کے عمل صالح لے کر اوپر جاتے ہیں تو پانچویں آسمان کا فرشتہ اس کے اعمال کو روک دیتا ہے کہ یہ بندہ حسد کیا کرتا تھا اور مجھے حکم ہے کہ کسی حاسد کی نیکی کو اوپر نہ جانے دوں۔ پھر محافظین فرشتے کسی اور بندے کے عمل صالح کو لے کر اوپر جاتے ہیں تو چھٹے آسمان کا نگران فرشتہ اسے اوپر نہیں جانے دیتا کہ اس کے عمل میں لوگوں پر ظلم شامل ہے۔ خدا کی مخلوق پر ظلم کے باعث اس کے اعمال اوپر نہیں جا سکتے، پھر محافظین فرشتے کسی اور بندے کے عمل صالح لے کر اوپر جائیں گے تو ساتویں آسمان کا فرشتہ ان اعمال کو اوپر نہیں جانے دیگا کہ اس کے اعمال میں ریا کاری تھی دکھاوا تھا اس کے یہ کام رضاء الٰہی کیلئے نہیں تھے بلکہ لوگوں کو دکھاوے کے لئے تھے۔(1)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان ذم الریاء، ص281/2

اسلام میں ریاکاری کی مذمت

اعمال صالحہ کو برباد کردینے والے کاموں میں ایک کام ریاکاری بھی ہے کہ میں اپنے کسی کام کو رضاء الٰہی کیلئے نہیں بلکہ محض دنیا کے دکھاوے کیلئے کروں ایسا کرنے سے اس عمل صالح کی قوت، برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بڑا واضح ہے۔

ان اللہ تعالٰی لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم (1)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی اس طرح ملتا ہے۔ ''خرچ کر اور مشہور مت کر اور اپنے وجود کو بڑھا مت کہ لوگ تجھ کو پہچانیں'' اس ارشاد گرامی سے سے دکھاوے اور ریاکاری کی مذمت واضح ہے۔ (2)

حضرت ابراہیم ادھم رضی اللہ عنہ کا قول اسطرح ہے جس نے شہرت کو اچھا جانا اس نے خدا کو نہیں مانا۔ حضرت ابوایوب سختیانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آدمی جب تک اس بات کو بہتر نہیں سمجھتا کہ میرے مکان کی کسی کو خبر نہ ہو تب تک خدا کی تصدیق نہیں ہوتی۔ خالد بن معدان علیہ الرحمہ اپنے کو اس قدر چھپاتے تھے کہ محفل میں جب دس آدمی ہو جاتے تو چلے جاتے کہ کہیں یہ ریاکاری نہ ہو جائے۔

اسی سلسلہ میں حضرت سلیمان بن حنظلہ کی روایت ملتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ہم حضرت ابی بن کعب کے ساتھ پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی آپ نے تنبیہ فرمائی اور درّہ لہرایا، ہم نے عرض کی امیرالمومنین ایسا کیوں؟ فرمایا جس صورت میں تم جا رہے ہو تابعین کے حق میں لغزش ہے۔ (3)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا قیامت

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان فضیلۃ الخمول، ص463/2

(2) م۔ن

(3) م۔ن

کے دن جنت میں ایسے لوگ جائیں گے جن کا لباس دو چادریں، بال بکھرے، امراء کے پاس جانا چاہیں تو کوئی جانے نہ دے، ان کی بات پر کوئی کان نہ دھرے، ان کی ضروریات بس ان کے سینوں میں پھرتی رہیں، قیامت کے دن ان کا نور سب لوگوں میں تقسیم کیا جائے تو کافی ہوگا۔ میری اُمت میں ایسے لوگ ہیں وہ اگر کسی سے ایک پیسہ مانگیں تو وہ انہیں نہ دے مگر وہ لوگ خدا سے جنت مانگیں تو فوراً عطا کر دے اور

"لواقسم علی اللہ لابرّ" (1)

وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو کسی کام کے لئے قسم دیدیں تو وہ انہیں سچا کر دے۔ ریاکاری کی مذمت میں قرآن مقدس کا یہ ارشاد گرامی بڑا واضح ہے

"الذین ھم یراؤن" (2)

ان لوگوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے جو دکھاوا کرتے ہیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں جن لوگوں کی مذمت اس آیہ کریمہ میں ہے وہ لوگ ریاکار ہیں جو اپنے اعمال میں دکھاوے کو ترجیح دیتے ہیں، وہ لوگ جو اپنے اعمال میں دکھاوا پسند نہیں کرتے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں ان کے حق میں قرآن مقدس کا یہ ارشاد ہے

" انما نطعمکم لوجہ اللہ لانرید منکم جزاً و لا شکورا " (3)

ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیتے ہیں اور تم سے کسی قسم کا بدلہ، صلہ شکرگزاری نہیں چاہتے۔

حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی اس ضمن میں اور زیادہ واضح ہے

" لایقبل اللہ تعالیٰ عملا فیہ مثقال ذرۃ من ریاً

او کما قال ﷺ (4)

---

(1) الاصبہانی، حلیۃ الاولیاء، باب اویس بن عامر بن القرنی، ص 239/1

(2) الماعون 107:6

(3) الانسان 76:9

(4) الغزالی، احیاء علوم الدین، ذم الریاء، ص 481/2

'اللہ تعالیٰ کسی ایسے عمل کو قبول نہیں فرماتا جس میں ذرہ برابر بھی ریا ہو۔حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک دن حضور ﷺ کو روتے دیکھا میں نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) آج یہ رونے کا کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا

" تخوفت علی امتی الشرك ،اما انهم لا یعبدون

صنما ولا شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولکنهم یراؤ

باعمالهم(1)

میں اپنی امت پر شرک کا ڈر کرتا ہوں آگاہ ہو جاؤ یہ لوگ بت پرستی نہیں کریں گے، چاند، سورج ،اور پتھروں کو نہیں پوجیں گے لیکن اپنے اعمال میں دکھاوا کریں گے۔اس حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے ریا کاری کس قدر برا عمل ہے اور کتنا ضروری ہے کہ اس سے بچا جائے۔

ایک شخص نے حضرت عباس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اگر میں تلوار سے جنگ کروں اور نیت لوگوں کی تعریف کی ہو تو فرمایا تجھے کچھ اجر نہ ملے گا۔(2)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کوئی کام اپنی تعریف کے لئے کرتا ہے اور ثواب کی امید بھی ہو تو فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ پر خدا کا غضب ہو۔ریا کاری کا ظہور کئی طرح سے ہوتا ہے خدا سب سے بچائے۔عبادات کو دکھاوے کے لئے لمبا کرنا بھی ریا کاری ہے، گفتگو میں بناوٹ اور تصنع پیدا کرنا کہ لوگ متاثر ہوں اور نیک جانیں، یہ بھی ریا کاری ہے یا بڑے بڑے لوگوں سے ملاقاتیں کرنا کہ عوام متاثر ہو یہ بھی ریا کاری ہے۔چال ڈھال میں ایسا انداز اختیار کرنا کہ لوگ نیک صالح آدمی سمجھیں یہ بھی ریا کاری ہے، لباس پہننے میں خاص طرّہ امتیاز رکھنا کہ لوگ نیکوں میں شمار کریں یہ بھی ریا کاری ہے اللہ تعالیٰ ریا کاری کے ہر انداز سے بچائے۔(3)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) الغزالی،احیاء علوم الدین،ذم الریاء،ص481/2

(2) ابو العباس، الزواجر عن اقتراف الکبائر،الکبیرة الثانیة،ص102/1

(3) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان حقیقة الریاء،ص483/2

چغلی

دل کو برباد کردینے والے بہت سے کاموں میں ایک کام چغلی کرنا بھی ہے قرآن مقدس نے اس برے فعل کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

"لا یغتب بعضکم بعضاً" (1)

ایک دوسرے کی چغلی مت کرو۔ اس برے کام سے نفرت دلانے کے لئے مزید فرمایا گیا

"ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً"

کیا تم سے کوئی اسے پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ چغلی کرنا گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔

بخاری شریف کی وہ حدیث پاک اس عنوان پر زبردست تنبیہ ہے۔ حضور ﷺ کا گزر دو قبروں سے ہوا، آپ وہاں رک گئے، ہری شاخ منگوائی اسے چیرا اور ایک ایک حصہ دونوں قبروں پر گاڑ دیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا عمل ہے فرمایا

"کان یعذبان فی قبورھما" (2)

ان دونوں قبروں والوں کو عذاب دیا جا رہا تھا میں نے ہری شاخیں گاڑ دی ہیں جب تک یہ خشک نہ ہونگی تسبیح پڑھتی رہیں گی اور ان سے عذاب ہلکا رہے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انہیں عذاب دیا کیوں جا رہا تھا؟ تو جواب فرمایا

"کان احدھما لا یستنزہ عن البول "(2)

ان میں سے ایک کو عذابِ قبر اس لئے ہو رہا تھا کہ وہ پیشاب سے بچتا نہیں تھا (پیشاب کے قطرے جسم کو لگ رہے ہیں یا کپڑے کو، اُسے پرواہ نہ تھی)

والآخر کان یمشی بالنمیمہ او کما قال ﷺ (2)

---

(1) الحجرات 12:49

(2) البخاری، الجامع الصحیح، النمیمۃ من الکبائر، الرقم 5595، ص 491/18

النسائی، السنن، وضع الجریدۃ علی القبر، الرقم 2041، ص 207/7

اور دوسرے کو عذابِ قبر اس لئے ہو رہا تھا کہ وہ چغلخور تھا، معلوم ہوا چغلی وہ بدترین جرم ہے جس سے عذاب قبر ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی نگاہ کو کس قدر قوت بخشی ہے کہ وہ چلتے خلق پر ہیں اور دیکھتے برزخ کو ہیں یعنی زمین کے اوپر چلتے ہوئے زمین کے نیچے کی اشیاء کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ جو نگاہ زمین کے اوپر سے زمین کے نیچے دیکھ سکتی ہے وہ نگاہ مقدس زمین کے نیچے سے زمین کے اوپر بھی مشاہدہ فرما سکتی ہے (ﷺ) قرآن مقدس کا ارشاد

"ویل لکل ھمزۃ" (1)

یہاں پر ھمزہ کا معنی چغل خور بھی کیا گیا ہے، ویل ایک جہنم کا شدید ترین طبقہ ہے۔ معنی ہوگا چغل خوروں کے لئے جہنم کا طبقہ ویل ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

"احبکم الی اللہ احسنکم اخلاقاً وابغضکم الی اللہ المشاؤن بالنمیمہ او کماقال ﷺ" (2)

تم میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے زیادہ ناپسندیدہ وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں

"المفرقون بین الاخوان" (2)

اور بھائیوں میں افتراق پیدا کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: اللہ تعالیٰ نے جب جنت پیدا فرمائی تو فرمایا مجھے میری ذات کی قسم ہے تجھ پر یہ لوگ نہیں رہ سکیں گے۔ ہمیشہ شراب پینے والے، زنا پر اصرار کرنے والا، چغل خوری کرنے والا، بے غیرت، ظالم حکمران، قطع رحمی کرنے والا، خدا کی قسم اٹھا کر پوری نہ کرنے والا۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ اسی عنوان پر کعب احبار سے روایت نقل کی ہے موسیٰ علیہ السلام کے دور میں قحط سالی ہوئی، بارش رک گئی، لوگوں نے موسی علیہ السلام سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے بارش کی

---

(1) الھمزۃ 1:104

(2) البانی، غایۃ المرام، اول الکتاب، الرقم 434، ص 248/1
الغزالی، قوت القلوب، تبارک وتعالی وصحبۃ، ص 179/2

درخواست کریں موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ قدس میں عرض کی، الٰہی تیرے بندے پریشان ہیں ،دعائیں مانگ رہے ہیں تو اپنے فضل سے قبول فرما اور بارش عطا کر۔ جواب ملا کلیم دعا مانگنے والوں میں ایک چغل خور ہے اس وجہ سے انکی دعا قبول نہیں ہو رہی۔ موسی علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے فرما دے وہ کون بندہ ہے، میں اسے نکال دیتا ہوں۔ بارگاہ قدس سے حکم ہوا موسیٰ میں ہی چغلی سے روک رہا ہوں اور میں ہی چغلی کروں کہ وہ بندہ چغل خور ہے اس چغل خور کی نشاندہی کرنا بھی تو چغلی ہی ہے۔ پھر سب نے اپنے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور دعا کی تو باران رحمت سے نوازے گئے۔(1)

اسی عنوان پر احیاء العلوم میں ایک اور روایت درج ہے۔ کوئی شخص طویل ترین سفر کر کے ایک عالم دانا، حکیم کے پاس آیا اور عرض کی میرے چند سوالات ہیں جواب فرمائیں۔

سوال: آسمانوں سے زیادہ بھاری کیا شئی ہے؟

جواب: کسی نیک آدمی پر بہتان باندھنا۔

سوال: زمین سے زیادہ چوڑی کیا شئی ہے؟

جواب: حق۔

سوال: پتھر سے زیادہ سخت کیا شئی ہے؟

جواب: کافر کا دل۔

سوال: آگ سے زیادہ گرم کیا شئی ہے؟

جواب: حسد اور حرص۔

سوال: زمہریر سے زیادہ ٹھنڈی شئی کیا ہے؟

جواب: کسی رشتہ دار کی جائز ضرورت کو طاقت ہوتے ہوئے پورا نہ کرنا۔

سوال: سمندر سے زیادہ بے پرواہ کیا شئی ہے؟

جواب: فارغ دل۔(2)

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان حد النمیمۃ و ما یجب فی ردھا، ص348/2

(2) م ۔ن

سوال: یتیم سے زیادہ ذلیل کون ہے؟

جواب: وہ چغل خور جب اس کا راز کھل جائے۔

چغل خور کے بارہ میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے

لایدخل الجنتہ نمام (1)

جنت میں چغلخور داخل نہیں ہو سکے گا، دوسری حدیث شریف میں نمام کی جگہ لفظ قتّات ہے معنی دونوں کا ایک ہی ہے (چغل خور)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں چغل خوری کی مذمت

زبان کی ایک بیماری چغل خوری بھی ہے، جس سے اسلام بچنے کا حکم دیتا ہے، چغل خوری آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اِدھراُدھر کی باتیں سن کر اِدھراُدھر لے جانے میں دلچسپی رکھتا ہے اور انہیں لڑانے، بھڑانے میں لطف محسوس کرتا ہے۔

اِدھراُدھر کی باتیں پھیلانے میں بسا اوقات مرچ مصالحہ لگا کر بھی پیش کرتا ہے جس سے لڑائیاں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور اسلامی معاشرہ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ حضور سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ روایت موجود ہے جو مشکوۃ باب حفظ اللسان میں موجود ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

' لایدخل الجنۃ قتات او کما قال ﷺ (2)

جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا۔ ادھرادھر باتیں پھیلانے اور چغلخوری کی قبیح عادت عموماً ایسے لوگوں

---

(1) المسلم، الجامع الصحیح، بیان غلظ تحریم النمیۃ، الرقم 151، ص 273/1
الاحمد، المسند، حدیث حذیفہ بن الیمان عن النبی ﷺ، الرقم 22236، ص 419/2
البیہقی، شعب الایمان، فصل فیما یقول العاطس فی جواب التشمیت، الرقم 10658، ص 485/22

(2) البخاری، الجامع الصحیح، مایکرہ فی النمیمۃ، الرقم 5596، ص 493/18
المسلم، الجامع الصحیح، بیان غلظ تحریم النمیمۃ، الرقم 152، ص 274/1
ابوداؤد، السنن، فی القتات، الرقم 4228، ص 13/13
الترمذی، السنن، ماجاء فی النمام، الرقم 1949، ص 325/7

میں پھیل جاتی ہے۔ جو کسی کام کاج کے نہیں بے کار رہوں اور معاشرہ پر بوجھ کہ انہیں مصروفیت تو ہے نہیں ،کھانے کمانے کی فکر سے آزاد ہیں، بال بچوں سے لاپرواہی کی بیماری بھی اس مرض کو طول دیتی ہے اور اس شخص کی زبان ایسی تیز قینچی بن جاتی ہے۔ جو کسی کی بھی عزت، عظمت محفوظ نہیں رہنے دیتی۔

زندگی کی بہتری، معاشرہ کی اصلاح، اسلام کی خدمت، لوگوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ لوگوں کی برائیاں کرنے یا پھیلانے کے لگاؤ سے مکمل کنارہ کشی ہو کسی انسان کے بارہ میں بھی دل زنگ آلود نہ ہو، میلا نہ ہو۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس عنوان کی مزید تاکید ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس بیٹھنے والوں کو چاہیے کہ مجھ سے کسی کی بابت کچھ نہ کہا کریں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں جب تم سے ملنے کیلئے گھر سے نکلوں تو میرا سینہ صاف ہو۔(1)

اس حدیث شریف میں واضح ہے حضور ﷺ نے اپنی بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو فرمایا ہے۔ کہ میرے سامنے کسی کے خلاف کوئی بات نہ کہا کرو کہ میں چاہتا ہوں جس سے ملوں صاف دل ملوں اور اسکی ذرہ بھر بھی برائی میرے دل میں نہ ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بے فائدہ گفتگو

دل کو برباد کرنے والی چیزوں میں سے ایک زیادہ گفتگو بھی ہے جو زبان سے تعلق رکھتی ہے۔ زبان اگرچہ گوشت کا چھوٹا سا ٹکڑا ہے مگر ایمان وکفر جیسے اہم مسائل ومعاملات کو اس سے بڑا تعلق ہے۔ ایمان کی بہت بڑی قوت اسی کی حرکت سے وابستہ ہے، کفر کی بہت بڑی طغیانی اسی کی حرکت سے ہے، بے معنی لغو اور بے ہودہ گفتگو سے بھی دل کی بستی اجڑ جاتی ہے

ے دل زپر گفتن بمیرد در بدن　　گرچہ گفتارش بود در عدن

---

(1) البانی، مشکوٰۃ المصابیح، باب السلام، الفصل الاول، الرقم 4824، ص 45/3

"زیادہ اور بے معنیٰ گفتگو سے دل جسم میں مرجاتا ہے، اگرچہ وہ باتیں عدن کے موتی ہی کیوں نہ ہوں" یہ بات ذہن میں رہے کہ زبان کی وجہ سے فوائد بھی بے شمار ہیں اور نقصانات بھی۔تلاوت قرآن حکیم، درود شریف، اوراد وظائف، وعظ ونصیحت ایسے فوائد زبان سے ہی وابستہ ہیں، تاہم اس کے بے شمار خطرات سے بچنے کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا

من صمت نجا(1)

جو خاموش رہا کامیاب رہا۔

عبداللہ ابن سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے دربار رسالت میں عرض کی حضور کوئی ایسی ہدایت فرمادیں کہ پھر آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی نوبت ہی نہ آئے، پہلی بات فرمائی اللہ پر ایمان لے آ اور پھر اس پر پکا ہو جا، دوسری بات فرمائی

امسك عليك لسانك(2)

اپنی زبان پر قابو رکھ، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے شکم، شرمگاہ، اور زبان کے شر سے بچ گیا وہ بہت سے فتنوں سے محفوظ ہو گیا، کہ اکثر لوگ انہیں تینوں سے تباہ ہو جاتے ہیں۔آپ سے دریافت کیا گیا حضور دوزخ میں زیادہ لوگ کس وجہ سے جائیں گے فرمایا فم اور فرج، فم سے مراد منہ یعنی زبان کے باعث زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے اور فرج سے مراد شرمگاہ ہے، اس کے ناجائز استعمال سے جہنم میں جائیں گے۔(3)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر حضور ﷺ سے عرض کی، حضور اعمال میں افضل ترین عمل کون سا ہے کہ میں اسے اپنائے رکھوں، آپ نے اپنی زبان مبارک پر انگلی رکھی اور فرمایا یہ ہے یعنی خاموشی

---

(1) الترمذی،السنن،من صمت نجاء،الرقم2425،ص41/9
الاحمد،المسند،مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص،الرقم6193،ص231/13
البیھقی،شعب الایمان،من صمت نجا،مرواہ اسحاق حنظلی عن یحییٰ،الرقم4775۔ص481/10

(2) الترمذی،السنن،حفظ اللسان،الرقم2330،ص427/8
الطبرانی،المعجم الکبیر،ص234/12
البیھقی،شعب الایمان،امسك علیك لسانك ویسلك بیتیك،الرقم7818،ص362/2

(3) الغزالی،احیاء علوم الدین،بیان عظیم خطر اللسان وفضیلة الصمت،ص310/2

بہترین عمل ہے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

من سرہ ان یسلم فلیلزم الصمت(1)

جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ امن وسلامتی میں رہے تو خاموشی اختیار کرے۔

انہیں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہی عنوان دوسری طرح ذکر ہے

لایستقیم ایمان العبد حتی یستقیم قلبہ ولا

یستقیم قلبہ حتی یستقیم لسانہ "(2)

بندے کے ایمان میں استقامت نہیں ہوسکتی جب تک اس کے دل میں استقامت پیدا نہ اور دل میں استقامت نہیں آسکتی جب تک اس کی زبان میں استقامت پیدا نہ ہو' سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے کہ تمام کے تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں ہمارے سلسلہ میں ذرا خدا کا خوف رکھنا اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اگر ہمارے سلسلہ میں تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہمارا حشر بھی ایسا ہی ہوگا۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صفاء پر چڑھ کر فرمایا

یالسان قل خیر واسکت عن الشر(3)

اے زبان بہتر کہہ اچھی بات کر اور شر سے بچ۔ محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا جو بندہ اس دروازہ سے آئے گا وہ جنتی ہوگا، صحابہ کرام نے خیال رکھا کہ کون آتا ہے؟ اچانک عبداللہ ابن سلام آئے تو صحابہ کرام نے انہیں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کی خوشخبری بھی سنائی اور پوچھا آپ کون سا عمل کرتے ہیں کہ آپ پر جنت لازم ہوگئی ہے۔ فرمایا میں ضعیف آدمی ہوں میرا عمل تو کیا ہے البتہ جس عمل سے کچھ توقع ہے وہ یہ ہے کہ سینہ کی حفاظت کرتا ہوں اور بے فائدہ گفتگو سے بچتا ہوں۔

---

(1) البانی، ضعیف الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الرقم 1714، ص 129/2
الغزالی، قوت القلوب، کتاب اساس المریدین، ص 133/1

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، بیان عظیم خطر اللسان وفضیلۃ الصمت، ص 310/2

(3) الاحمد، الزھد، یلقنی ان العبد یوم القیامۃ، الرقم 1057، ص 96/3
البانی، حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن عباس، ص 173/1

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہیں ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا: ابوذر تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں جو کرنے میں آسان ہو اور قیامت کے دن ترازو میں وزنی ہو، عرض کی حضور ارشاد فرمائیں فرمایا

الصمت وحسن الخلق وترك مالايعنيك(1)

خاموشی اختیار کرو اخلاق حسنہ اپناؤ بے فائدہ معاملات کو چھوڑ دو" مورق عجلی کہتے ہیں میں عرصہ بیس سال سے ایک عمل کی تلاش میں ہوں، نہ اب تک وہ ملا، نہ ہی میں نے تلاش چھوڑی ہے، لوگوں نے پوچھا وہ کون سا عمل ہے فرمایا بے فائدہ گفتگو سے بچنا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں بیہودہ گفتگو کی مذمت

زبان کی بیماریوں میں ایک اور بیماری بیہودہ گفتگو بھی ہے، جسے اسلام نے انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور روکا ہے۔ اصلاح معاشرہ کیلئے ضروری قرار دیا ہے کہ اس بیماری سے بچا جائے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ایاکم الفحش فان اللہ تعالیٰ لا یحب الفحش
والتفحش او کما قال ﷺ(2)

فحش سے بچو اللہ تعالیٰ بُری گفتگو، لغویات کو پسند نہیں فرماتا۔ اسلام نے گالی گلوچ دینے کسی کو برا کہنے سے اس قدر روکا ہے کہ بدر کے مرنے والے مشرکین کو بھی گالی دینے، برا کہنے سے روک دیا گیا کہ وہ تو مر گئے انہیں گالی پہنچتی نہیں کسی کو گالی دینا کمینہ پن ہے۔

یہی عنوان ایک اور حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے۔

---

(1) محمودیہ فی شرح طریقۃ محمودیۃ وشریعۃ، المبحث الثانی، ص247/5

(2) الاحمد، المسند، مسند عبداللہ بن عمرو العاص، الرقم6199، ص237/13
البیہقی، السنن الکبری، ص243/10
الطبرانی، المعجم الکبیر، قطعۃ من المفقود، ص117/20
البیہقی، شعب الایمان، فصل فی ذکر ماورد من التشدید فی الظلم، الرقم7201، ص7/16

لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش

او کما قال ﷺ(1)

فرمایا طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بیہودہ کہنے والا مومن نہیں ہوتا۔ ایک اور ارشاد گرامی سے بیہودہ گفتگو کی مذمت میں اس طرح ارشاد ملتا ہے۔

الجنة حرام علی کل فاحش ان یدخلھا(2)

بیہودہ کہنے والے پر جنت کا داخلہ حرام ہے۔ قیامت کے دن ایک شخص کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اس سے پوچھا جائے گا یہ کس عمل کی سزا ہے تو وہ کہے گا میں جو بھی برا کلمہ، بری بات منہ میں آتی تھی اسے مزے سے کہتا تھا۔ جس کی سزا آج اس خون اور پیپ کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہے، سیدنا جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا میرے والد بھی موجود تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

الفحش والتفاحش لیسا من الاسلام وان احسن

الناس اسلاماً احسنھم اخلاقاً(3)

برائی بیہودہ گفتگو اسلام سے نہیں بہترین اسلام اس شخص کا ہے، جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

احنف بن قیس فرماتے ہیں سب سے زیادہ موذی اور مہلک مرض بے ہودہ گفتگو ہے اور یہ عادت بہت کمینی عادت ہے۔ ایک دیہاتی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کی حضور مجھے کوئی وصیت فرمائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا خدا سے ڈرتا رہ اور تجھے کوئی گالی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دے اس کی گالی کا وبال اس پر پڑے گا اور تجھے اللہ تعالیٰ ثواب دے گا۔(4)

---

(1) الترمذی، السنن، ماجاء فی اللعنة، الرقم 1900، ص 246/7
البیہقی، السنن الکبری، ص 193/10
الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، الرقم 1882، ص 342/4
(2) الباَنی، حلیة الاولیاء، عبداللہ بن عمرو بن العاص، ص 153/1
(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، الفحش والسب و بذائة اللسان، ص 320/2
(4) الغزالی، احیاء علوم الدین، اللعن، ص 321/2

عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں ایک آدمی جو درجہ میں مجھ سے کم ہے وہ مجھے طعن وطنز اور گالی گلوچ دیتا ہے میں بھی اس کے جواب میں کہہ لیا کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہوتے ہیں ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں اور تہمت لگاتے ہیں۔(1)

یہی عنوان ایک اور حدیث شریف سے اسطرح ملتا ہے۔

سباب المؤمن فسوق و قتاله کفر(2)

مومن کو گالی دینا سخت برا ہے اور اس کا قتل کفر ہے۔ اگر قتل سے مراد جان سے مارنا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ اس کے قتل کو جائز وحلال سمجھ کر قتل کرنا کفر ہے اگر قتل سے مراد یہاں لڑنا ہے تو پھر معنی یہ ہوگا کہ اس سے لڑائی جھگڑا احرام ہے جسے کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک روایت سیدنا ابی صرمہ رضی اللہ عنہ سے اسطرح ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

من ضار ضار الله به و من شاق شاق الله علیه(3)

جو شخص دوسروں کو ضرر پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرر پہنچائے گا اور جو شخص دوسروں سے جھگڑے اُٹھائے گا اللہ تعالیٰ اُسے جھگڑوں میں پھنسادے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه بعدد خلقه

جھگڑا کرنا

جیسے بے فائدہ گفتگو دل کی بربادی کا باعث بن جاتی ہے ایسے ہی جھگڑا کرنا بھی دل کی بیماری کا باعث بن جاتا ہے۔ اس عنوان کو حضور سید عالم ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا لاتمارا خاک

---

(1) البأنی، الزواجر، عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ التاسع والثمأنون والتسعون، ص263/2

(2) البخاری، الجامع الصحیح، ما ینھی من السباب واللعن، الرقم5584، ص475/18
المسلم، الجامع الصحیح، بیان قول النبی ﷺ، الرقم 97، ص202/1
الترمذی، السنن، ماجاء سباب المومن فسوق، الرقم2559، ص226/9
النسائی، السنن، قتال المسلم، الرقم4036، ص477/12

(3) الترمذی، السنن، ماجاء فی الخیانة، الرقم1863، ص188/7
ابوداؤد، السنن، من القضاء، الرقم3151، ص41/10
ابن ماجه، السنن، من بنی فی حقه، الرقم2333، ص145/7

اپنے بھائی سے جھگڑا مت کر

من ترك المراء بنیَ له بيت فی الجنه(1)

''جس نے جھگڑا کرنا چھوڑ دیا اس کے لئے جنت میں گھر تیار کرایا جاتا ہے''جس شخص کے اندر چھ خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کی حقیقت کو اچھی طرح پالے گا۔

1۔گرمیوں میں روزہ رکھنا،2۔بادل کے دن نماز ذرا جلد ادا کرنا(کہ قضا نہ ہو جائے)،3۔دشمنان خدا سے جنگ کرنا،4۔مصیبت پر صبر کرنا 5۔تکلیف بھی ہو تو وضو اچھی طرح کرنا 6۔جھگڑے سے بچنا۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں جھگڑا کرنا دین سے تعلق نہیں رکھتا، جھگڑا کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور دلوں میں کینہ، حسد کا بیج پڑ جاتا ہے۔(2)

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں، جھگڑے سے بچو، ذرا سے جھگڑے سے غصہ آ سکتا ہے اور ذرا سا غصہ کسی بڑی مصیبت میں مبتلا کر سکتا ہے۔

ابو یعلیٰ فرماتے ہیں

میں دوستوں سے جھگڑا نہیں کرتا کہ تلخ کلامی ہو کہ کسی بڑی خرابی کا دروازہ نہ کھل جائے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ ہمیشہ بحث کرتا پھرے اور جھگڑتا رہے۔(3)

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ان ابغض الرجال الی الله الخصم او کما قال ﷺ(4)

---

(1) الغزالی،احیاء علوم الدین،المراء والجدال،ص317/2
هدایة الهدایة،انی من تزکیة النفس،ص15/1

(2) الغزالی،احیاء علوم الدین،المراء والجدال،ص317/2

(3) م۔ن

(4) البخاری،الجامع اصحیح،قوله تعالی وهو الداء الخصام،الرقم2277،ص336/8
المسلم،الجامع الصحیح،فی الالد الخصام،الرقم4821،ص150/13
النسائی،السنن،الالد الخصم،الرقم5328،ص285/16
الاحمد،المسند،حدیث السیدة عائشه ؓ،الرقم23142،ص298/49

اللہ تعالی کی بارگاہ میں بہت زیادہ ناپسندیدہ بندہ وہ ہے جو بہت زیادہ جھگڑالو ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

من جادل فی خصومة بغیر علم لم یزل فی سخط
اللہ حتی یرجع او کما قال ﷺ (1)

"جو کسی معاملہ میں بلا علم جھگڑا کرتا ہے وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے، یہاں تک کہ اس معاملہ سے واپس ہو جائے۔ ابن قتیبہ فرماتے ہیں میں ایک دن بیٹھا تھا، بشیر بن عبد اللہ میرے قریب سے گذرے انہوں نے پوچھا یہاں کیسے بیٹھے ہو، میں نے کہا میرے اور میرے بھائی کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا ہے تو انہوں نے کہا تمہارے والد کا مجھ پر حق ہے، میں چاہتا ہوں اس کا بدلہ چکا دوں یہ جان لو جھگڑے سے زیادہ کوئی بری شئی نہیں اس سے بچو، دین اس سے برباد ہو جاتا ہے، مروت ومحبت چلی جاتی ہے، زندگی کی لذت مفقود ہو جاتی ہے اور دل اسی فتنہ میں الجھا رہتا ہے۔(2)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان پر تبصرہ کرتے ہوئے احیاء العلوم میں لکھا ہے: ہاں اگر کوئی جھگڑا حق وصداقت کی بنا پر ہوگا تو اس سے دین کی بربادی نہیں ہوگی اور کسی غریب محتاج کا حق ثابت کرنے کے لئے بادلائل جھگڑا ہوگا تو یہ عمل صالح میں شمار ہوگا اور ایسا کرنا حرام کے زمرہ میں نہیں آئے گا۔(3)

جھگڑا کرنا قران مقدس کے ارشاد کے صریح خلاف ہے

وقولواللناس حسنا (4)

لوگوں سے اچھی بات کہو اور جھگڑے میں اچھائی کا پہلو نہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں کچھ ایسے مکانات بھی ہیں جو اس قدر صاف وشفاف ہیں کہ باہر سے اندر اور اندر سے باہر دیکھا جا سکتا ہے اور یہ مکان ان لوگوں کے لئے ہیں، جو کھانا کھلاتے ہیں اور نرمی سے گفتگو کرتے ہیں جھگڑے کے اندر نرمی کا پہلو نہیں، لہذا

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، الخصومت، ص318/2
(2) م۔ن
(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، الفهامة والتفع فیه بالتشبیهات، ص319/2
(4) البقرہ 84:2

جنت کے ان حسین مکانوں میں جھگڑا کرنے والے نہیں جا سکیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

الکلمۃ الطیبۃ صدقہ(1)

اچھا کلمہ بھی صدقہ ہے اور جھگڑے میں اچھا کلمہ نہیں بلکہ بُرے کلمات صادر ہو جاتے ہیں، ایک اور حدیث شریف میں فرمایا

اتقو النار ولو بشق تمرۃ فان لم تجد فبکلمۃ طیبۃ(2)

جہنم سے بچو اگر چہ (کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کیوں نہ ہو) اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اچھا کلمہ کہو اور جھگڑے میں اتفاق نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

گالی دینا، لعنت کرنا

جس طرح جھگڑا کرنا دل کی بربادی کا باعث بن جاتا ہے گالی گلوچ کرنا بھی تباہی کا باعث ہے، حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ایاکم والفحش فان اللہ تعالیٰ لایحب الفحش او کما قال ﷺ(3)

فحش (گالی گلوچ سے) بچو اللہ تعالیٰ جل مجدہ گالی گلوچ کو پسند نہیں فرماتا۔ حضور سید عالم ﷺ نے میدان بدر میں مرے ہوئے مشرکین کو بھی برا کہنے سے روک دیا، ایک مقام پر حضور ﷺ نے مومن کی شان کو اس طرح ذکر فرمایا

---

(1) ابن ابی عاصم، الزھد، الکلمۃ الطیبۃ الصدقۃ، الرقم 34، ص 36/1

(2) البخاری، الجامع الصحیح، طیب الکلام، الرقم 5564، ص 445/48

(3) الاحمد، المسند، مسند عبداللہ بن عمر بن العاص، الرقم 6199، ص 237/13
البیہقی، شعب الایمان، فصل فی ذکر ماورد من التشدید فی الظلم، الرقم 7201، ص 7/16
الطبرانی، المعجم الکبیر، قطعۃ من المفقود، ص 117/20
البیہقی، السنن الکبری، ص 243/10

لیس المؤمن بالطعان ولااللعان ولا الفاحش اوکما قال ﷺ (1)

فرمایا مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی کے حق میں طعن کرے، نہ اسے یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ کسی پر لعنت بھیجے اور گالی گلوچ کرے۔ سیدنا جابر بن ثمرہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضور کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا

ان الفحش والتفاحش لیس من الاسلام احسن الناس اسلاما احسنہم اخلاقا(2)

لغو اور بے ہودگی اسلام سے نہیں لوگوں میں بہتر اسلام اس کا ہے جس کا اخلاق اچھا ہے، اسلام ہی وہ دین ہے جو سچائی کا علمبردار ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں لعنت کی مذمت

زبان کی بیماریوں میں گالی دینا ایک دوسرے پر لعنت کرنا بھی ایک بیماری ہے اکثر و بیشتر ہم غصہ میں آ کر ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس کام سے بھی منع فرمایا ہے۔ ام المؤمنین حضور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے سنا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کسی غلام کو لعنت کر رہے ہیں، آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر کیا صدیق بھی لعنت کیا کرتے ہیں۔

---

(1) الترمذی، السنن، ماجاء فی اللعنة، الرقم 1900، ص 246/7
البیہقی، السنن الکبری، ص 193/10
الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، الرقم 1882، ص 342/4

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، الفحش والسب وبذائۃ اللسان، ص 320/2

لا ینبغی لصدیق ان یکون لعاناً کلا و رب الکعبہ(1)

خدائے کعبہ کی قسم ہرگز نہیں اور آپ نے اس جملہ کو بار بار دہرایا۔

حضور ﷺ کی اس ہدایت وارشاد پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور آئندہ کیلئے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لا تلاعنوا بلعنۃ اللہ ولا بغضبہ ولا بجھنم او کما قال ﷺ(2)

کسی کو بھی خدا کی لعنت، اس کے غضب کی لعنت، جہنم کی لعنت نہ کرو۔سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس قوم نے ایکدوسرے کو لعنت کی اس پر خدا کی مار ثابت ہوگی۔ (3)

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ہے آپ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہتے تھے جب آدمی کسی پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے آسمانوں کے دروازے اُس کیلئے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کیلئے زمین کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اس کے بعد دائیں بائیں جانب جاتی ہے مگر اُسے جگہ نہیں ملتی پھر اس کی طرف جاتی ہے جس کیلئے لعنت کی گئی ہے، اگر وہ واقعی ہی لعنت کا مستحق ہے تو اس پر پڑتی ہے اور اگر وہ مستحق نہیں تو کہنے والے پر لوٹ آتی ہے۔(4)

حدیث شریف کے آخری الفاظ مقدسہ اس طرح ہیں۔

---

(1) المسلم، الجامع الصحیح، النھی عن لعن الدواب وغیرھا، الرقم4701، ص491/12
البیہقی، السنن الکبری، ص194/10
البیہقی، شعب الایمان، لاینبتقی لصدیق ان یکون لعاناً، الرقم4934، ص143/11

(2) الترمذی، السنن، ماجاء فی اللعنۃ، الرقم1899، ص245/7
الاحمد، المسند، ومن حدیث سمرۃ بن جندبؓ عن النبی ﷺ، الرقم19315، ص145/41

(3) البانی، حلیۃ الاولیاء حذیفہ بن الیمان، ص149/1

(4) الغزالی، احیاء علوم الدین، اللعن، ص321/2

فان کان لذالك اھلا و الا رجعت الی قائلھا (1)

اس حدیث شریف سے بہت نمایاں طور پر پتہ چل رہا ہے کہ کسی پر لعنت کرنا کس قدر قبیح جرم ہے، صرف لعنت کا لفظ ہی بڑا سخت ہے مگر جب یہ کہا جائے گا کہ تجھ پر خدا کی لعنت تو بہت ہی بڑا لفظ ہے۔ آج کے دور میں لعنت کرنا، گالی دینا، معمولی کام سمجھ کر کیا جا رہا ہے جو دراصل بہت ہی بڑا جرم ہے، گزشتہ حدیث شریف میں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا گیا

لا یتبغی لصدیق ان یکون لعانا(2)

صدیق (رضی اللہ عنہ) کو زیب نہیں دیتا کہ کسی کو لعنت کرے یا گالی دے۔

مشکوۃ شریف باب حفظ اللسان میں سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک آدمی کی چادر ہوا کے زور سے اِدھر اُدھر اڑ جاتی تھی، اُس نے غصہ میں آ کر ہوا کو لعنت کی تو حضور سید عالم ﷺ نے اُسے فرمایا

لا تلعنھا فانھا مامورۃ(3)

اسے لعنت کیوں کر رہا ہے یہ تو خدا کے حکم سے چل رہی ہے، جو کوئی کسی پر لعنت بھیجے اور وہ چیز لعنت کے قابل نہیں تو وہی لعنت خود اسی پر پڑتی ہے۔ اس آدمی کا غصہ بے جان ہوا، بے معنیٰ ٹھہرا کہ وہ تو اذن الٰہی سے ہی چل رہی ہے۔ یہی صورت حال معاشرہ میں گالی کی شکل میں پائی جاتی ہے، غصہ میں تو گالی دی ہی جاتی ہے، مگر بعض دیہاتی علاقوں میں معاشرہ اس قدر خراب ہو چکا ہے کہ ہنسی مذاق اور خوش طبعی میں بھی ایک دوسرے کو گالی کی بوچھاڑ کر دی جاتی ہے (خدا پناہ) سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں سے یہ روایت ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

---

(1) ابو داؤد، السنن، فی اللعن، الرقم 4259، ص 59/13
البانی، مشکوٰۃ المصابیح، باب السلام الفصل الاول، الرقم 4850، ص 51/3

(2) المسلم، الجامع الصحیح، النھی عن لعن الدواب وغیرھا، الرقم 4701، ص 491/12
البیھقی، شعب الایمان، لایبتقی لصدیق ان یکون لعانا، الرقم 4934، ص 143/11
البیھقی، السنن الکبری، ص 193/10

(3) ابوداؤد، فی اللعن، ص 62/13
البانی، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم 4851، ص 51/3

المستبان قالا فعلی البادی لم یعتد المظلوم او

کماقال ﷺ (1)

آپس میں گالی گلوچ کرنے والوں کے منہ سے جو کچھ نکلے گا وہ شروع کرنے والے کے سر پر پڑے گا، جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے، اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری لڑائی کا بوجھ تمام گالیوں کی بھرمار اُس شخص پر ہوگی جس نے پہلے گالی دی ہے یہ بھی یاد رہے ان گالی دینے والوں پر تو گالی کا وبال ہے ہی ہے مگر وہ بچے جو اُن سے یہ گالیاں سیکھیں گے ان کی اس بدعملی کی سزا بھی اُن سکھانے والوں کو ہوگی اور جب تک یہ گالیوں کا سلسلہ چلتا رہے گا یہ سکھانے والے لوگ اس عذاب کا بوجھ اٹھاتے رہیں گے، خدا پناہ دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

اسلام میں غیبت کی مذمت

زبان کی ایک بیماری غیبت بھی ہے جس سے اسلام بچنے کا حکم دیتا ہے، اس سے عام لوگ متاثر ہیں بیماری سخت ہے مگر بیمار کو محسوس نہیں ہوتی جہاں کسی محفل میں جانا ہوتا ہے یہ بیماری اکثر و بیشتر ملاقاتوں، محفلوں میں ورود کرتی ہے قرآن مقدس نے اس بیماری کا ذکر متعدد مقامات پر فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے

لایغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل

لحم اخیہ میتاً(2)

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے گویا غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے، یہ مثال دے کر اس بری حرکت سے نفرت دلائی گئی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے سے حسد

---

(1) ابوداؤد، السنن، المستبان، الرقم 4249، ص 43/13
الترمذی، السنن، ماجاء فی الشتم، الرقم 1904، ص 253/7

(2) الحجرات 12:49
البخاری، الجامع الصحیح، الغیبۃ، ص 484/18
البانی، ریاض الصالحین، باب تحریم الغیبۃ والامر بحفظ اللسان، ص 163/1

نہ کرو بغض نہ کرو ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، بھائی بھائی بن کر رہو۔(1)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا

ایاکم الغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا

او کما قال ﷺ(2)

فرمایا غیبت سے بچو غیبت زنا سے بھی بدتر عمل ہے۔غیبت زنا سے بھی بدتر کیوں ہے اس لئے کہ زانی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ غفور ہے اسے معاف فرما دے، مگر غیبت کرنے والا ہزار بار توبہ کرے یہ گناہ معاف نہیں ہوگا جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے چہروں کو ناخنوں سے چھیل رہے تھے میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا جبریل یہ لوگ کون ہیں جبریل علیہ السلام نے عرض کی حضور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں کی غیبت کیا کرتے تھے آج اس عذاب میں مبتلا ہیں۔(3)

اس عنوان پر امام غزالی علیہ الرحمہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے ایک دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور ساتھ یہ فرمایا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی افطار نہ کرے، افطاری کے وقت لوگ آتے گئے حضور ﷺ افطاری کا حکم فرماتے گئے ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ یہ دو عورتیں بھی روزہ دار ہیں، افطاری کی اجازت فرما دیں تو حضور ﷺ نے ان سے اپنا رخ مبارک پھیر لیا اس بندے نے دوبارہ عرض کی تو حضور ﷺ نے پھر توجہ نہ فرمائی اس نے تیسری بار عرض کی تو فرمایا انہوں نے روزہ نہیں رکھا، جو آدمی دن بھر لوگوں کا گوشت کھائے، اس کا روزہ کیسے ہوگا؟ آپ کا اشارہ ان خواتین کے دن بھر غیبت کرنے کی طرف تھا کہ وہ روزہ رکھ کر غیبت کرتی رہیں یہ لوگوں کا گوشت کھانا ہے ان خواتین سے قے کرنے کا حکم دیا جب انہوں نے قے کی تو ان کے مونہوں سے جمے ہوئے خون کے لوتھڑے نکلے، پھر فرمایا اگر یہ خون کے لوتھڑے ان کے اندر رہ

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، الغیبت، ص373/2

(2) الآداب الشریعہ، فصل فی عدم صحۃ توبۃ، ص80/1

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، الغیبت، ص373/2

جاتے تو دوزخ کا ایندھن بن جاتے۔(1)

امام بخاری علیہ الرحمہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے حضور ﷺ کا گذر دو قبروں پر ہوا، نگاہ نبوت نے دیکھا انہیں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے حضور رحمۃ اللعالمین ہیں ایک ہری شاخ منگوائی، اسے چیر کر دو کر دیا اور ایک ایک قبر پر انہیں گاڑ دیا اور فرمایا جب تک یہ تر رہیں گی عذاب قبر نہیں ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا

"کانا یعذبان فی قبورھا"(2)

ان دو قبروں والوں کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ صحابہ نے عرض کی حضور انہیں کس جرم کی پاداش میں عذاب ہو رہا ہے، تو زبان رسالت سے ارشاد ہوا

" کان احدھما یمشی بالنمیمہ "(2)

ایک کو اس جرم میں سزا دی جارہی تھی کہ وہ چغل خور تھا اور دوسرے کے متعلق فرمایا

" وکان آخرھما لایستنزہ عن البول او کما قال ﷺ "(2)

دوسرا پیشاپ کے قطروں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ (جسم، لباس نجس رکھتا تھا)

غیبت کرنا کس قدر جرم ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

" من رمی مسلما بشئی یریدہ شینہ حسبہ اللہ علی حسر جھنم او کما قال ﷺ "(3)

جس شخص نے کسی مسلمان کے سر کوئی بات لگائی اس ارادے سے کہ اس کو رسوا کرے، اللہ تعالی اسے جہنم کے پل پر روکے رکھے گا جب تک کہ وہ اپنے قول سے بری نہ ہو جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غیبت کا کفارہ

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، الغیبۃ، ص 337/2

(2) البخاری، الجامع الصحیح، النمیمۃ من الکبائر، الرقم 5595، ص 491/18

النسائی، السنن، وضع الجریدۃ علی القبر، الرقم 2041، ص 207/7

(3) ابوداؤد، السنن، من رد عن مسلم غیبۃ، الرقم 4239، ص 27/13

غیبت کا کفارہ یہ ہے، کفارہ کا معنی ہے کہ ایسا عمل جو گناہ کو مٹا دے، اس عمل کے بعد کئے گئے گناہ کا بوجھ اس پر نہ رہے، جیسے جھوٹی قسم کا کفارہ، روزہ توڑنے کا کفارہ، ایسے ہی حدیث پاک میں غیبت کے کفارہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مشکوۃ شریف باب فی الغیبۃ میں سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت اسطرح ملتی ہے

" ان من کفارۃ الغیبۃ ان تستغفر لمن اغتبتہ
یقول اللھم اغفرلنا ولہ او کما قال ﷺ "(1)

غیبت کے گناہ سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جس کی تو نے غیبت کی ہے اس کے لئے مغفرت کی دعا کر اور یوں کہہ اے اللہ ہمیں بخش دے اور اسے بھی بخش دے

دوسرے موقعہ پر یہ بھی ارشاد ملتا ہے کہ غیبت اس وقت تک معاف نہیں ہوتی جب تک وہ بندہ جس کی غیبت کی گئی ہو معاف نہ کرے اب اس روایت میں اور اس میں اتفاق یوں ہو سکے گا اگر یہ بندہ حیات ہے تو اس سے معافی چاہے، اگر وہ بندہ مر گیا ہے یا کہیں سفر کر گیا اور اس کی جگہ کا پتہ نہیں چلتا تو ایسی صورت میں معافی کی شکل صرف یہی ہے جو اس حدیث پاک میں گزری ہے کہ اس کی مغفرت کی دعا ہے اور اللہ تعالی سے اپنی مغفرت کی امید رکھے، وہ ستّار ہے، غفار ہے، رحیم ہے، اپنے بندے کو مایوس نہیں فرماتا۔

غیبت اور بہتان میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کے اندر کوئی عیب پایا جا رہا ہے جو اس کے سامنے بیان کیا جائے تو برا محسوس کرے، اس بری عادت کو اس کی غیر حاضری میں بیان کرنا غیبت ہے اگر کسی ایسی بات کا ذکر کیا گیا جو بات اس میں ہے نہیں، وہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔

مشکوۃ باب حفظ اللسان میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی گئی حدیث پاک سے اسی طرح غیبت سے رکنے یا کسی کے خلاف تکلیف دہ باتیں کرنے سے اسلام نے روکا کیوں ہے؟ تو اس کا فلسفہ بڑا واضح نظر آتا ہے کہ اسلام نے جس معاشرہ کا طریقہ ہمیں بتایا ہے اس کی بنیاد ہمدردی، پیار

(1) البانی، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم 4877، ص 56/3

،محبت اور اخلاص پر ہے، جب انسان مل جل کر رہیں تو فطرتی تقاضا یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے مفید بھی ہوں ،نقصان دہ نہ ہوں ۔اگر معاشرہ میں رہ کر فتن ،فسادات اور جھگڑوں کے معاملات پھیل جائیں تو اسلامی معاشرہ کا حسن تو خراب ہو کر رہ جائے گا ،اسلامی معاشرہ کی بنیاد اس پر ہے کہ انسان شیطانی حربوں سے بچ کر زندگی گزارے اگر غیبت ،گلہ ،چغلی ،ایسے مسائل معاشرے میں پیدا ہو جائیں تو پھر اسلامی معاشرہ اپنی روح کھو بیٹھتا ہے اور شیطانی غلبہ رونما ہوتا ہے، جو اسلامی معاشرہ کا دشمن ہے ۔اگر یہ برائیاں معاشرہ میں جڑ پکڑ جائیں تو پھر معاشرہ کی غرض پوری نہیں ہوتی چونکہ ان برائیوں میں انسانی رنجشیں بڑھتی ہیں جو دشمنی اور قتل وغارت کی طرف لے جاتی ہیں ۔(1)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ملتا ہے، دو آدمی نماز ظہر یا عصر میں شریک ہوئے وہ روزہ دار بھی تھے جب حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو آپ نے ان دونوں کو مخاطب ہو کر فرمایا جاؤ وضو کرو اور نماز دہراؤ ،روزہ پورا تو کرو ،مگر اسے پھر کسی دن رکھنا ،انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم کس بنا پر فرمایا گیا تو جوابا فرمایا کہ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے ۔اب آپ اندازہ کریں اس حدیث پاک سے دوسرے معاشرہ کے اچھے بھلے نظر آنے والے آدمیوں کو کس قدر ہلا کر رکھ دیا ہے کہ آج ہم روزہ رکھ کر ،نماز پڑھ کر ،تلاوت کر کے ،ایک دوسرے کی غیبت میں مصروف رہتے ہیں خدا پناہ اس حدیث پاک پر پھر سوچیں یہ دو بندے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہیں حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے ،یہ زمانہ وحی الٰہی کے اُترنے کا زمانہ ہے ۔یہ زمانہ براہ راست زبان رسالت سے ارشادات سننے کا زمانہ ہے ۔اس حدیث شریف کا مفہوم بہت واضح ہے کہ غیبت سے نماز بھی گئی ،وضو بھی گیا اور روزہ بھی جاتا رہا ،یعنی ان کا ثواب ختم ہو گیا ،گناہ غالب آ گیا ۔(2)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں تمسخر واستہزاء کی مذمت

---

(1) ابوداؤد،السنن،المستبان،الرقم 4249،ص 43/13

الترمذی،السنن،ماجاء فی الشتم،الرقم 1904،ص 253/7

(2) البانی،مشکوٰۃ المصابیح،الرقم 4873،ص 55/3

کسی کی توہین کرنے اور اُسے حقیر جان کر اس کے متعلق گفتگو کا ایسا انداز اختیار کرنا جس سے ہنسی آئے ، استہزاء کہلاتا ہے، زبان کی بیماریوں میں یہ بھی ایک اہم بیماری ہے، جس سے زبان کو محفوظ کرنے کیلئے اسلام نے سختی سے حکم دیا ہے اور ایسی بُری حرکت سے باز رہنے کا حکم دیا ہے جس سے دوسرے مسلمان بھائی کی توہین ہو اور وہ برا جانے ، اس ضمن میں رب قدوس جل مجدہ کا واضح ارشاد اس طرح ملتا ہے،

یایھا الناس آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان
یکونوا خیرا منھم (1)

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کو مذاق ، استہزاء نہ کرے ہوسکتا ہے وہ اُن سے اچھے ہوں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مقدس کی اس آیہ کریمہ

(ولدینا کتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا
احصاھا(2)

ہمارے ہاں کتاب ہے جو ہر چھوٹی ، بڑی بات کو بیان کر دیتی ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ،صغیرہ سے مراد کسی ایمان دار کے تمسخر پر مسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد کسی ایماندار کے تمسخر پر کھلکھلا کر ہنسنا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کسی ایماندار کے تمسخر پر ہنسنا بھی گناہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کسی کی ہوا خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا کرتے تھے کہ جس بات میں کوئی خود مبتلا ہے دوسرے پر کیوں ہنستا ہے۔(3)

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اسی عنوان پر اپنی کتاب احیاء العلوم میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جو لوگ دنیا میں کسی پر ہنستے ہیں قیامت کے دن ان پر بھی ہنسی ہوگی کہ جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور ان لوگوں سے کہا جائے گا اس دروازہ سے آؤ، جب یہ لوگ جنت میں جانے کیلئے اس دروازہ پر آئیں

---

(1) الحجرات 11:49
(2) الکھف 49:18
(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، الرعد الکاذب، ص 328/2

گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور دوسرا کھول دیا جائے گا اور کہا جائے گا اس سے داخل ہوں، جب وہاں جائیں گے تو یہ بھی بند کر دیا جائے گا پھر تیسرے دروازہ کی طرف لپک کر جائیں گے تو یہ بھی بند کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ہار تھک کر مارکھا جائیں گے اور کسی بھی دروازہ سے جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔(1)

ترمذی شریف میں اسی عنوان سے یہ روایت ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا

من عیّر اخاہٗ بذنب قد تاب منہ لم یمت

حتی یعلمہ او کما قال ﷺ(2)

جس کسی نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا عیب لگایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو اس شخص اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک یہ خود اسی عیب میں مبتلا نہیں ہو جائے گا (والعیاذ باللہ) قرآن مقدس کے ارشاد گرامی کا یہ حصہ کہ

عسیٰ ان یکونوا خیرا منہم(3)

ہوسکتا ہے جس پر ہنسی مذاق ہو رہا ہے وہ اس مذاق کرنے والے سے اچھا ہو۔ یادرہے ایسی خوش طبعی جس سے کسی کو تکلیف ہو وہ حرام ہے، ایسا طنز، ایسا مزاح، ایسی خوش طبعی جس سے اُسے تکلیف ہو یہ اُسے کوسنا ہے، اور ستانا ہے حضور ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، سمرہ بن جندب رضی اللہ سے یہ روایت ملتی ہے اسے صاحب مشکوۃ شریف نے باب الغیبۃ والشتم میں بیان کیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے

لا تلا عنوا بلعنۃ اللہ ولا بغضب اللہ ولا بجہنم(4)

ایک دوسرے کو اسطرح مت کوسو کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو یا اللہ کا غضب ہو یا جہنم میں جائے، جیسے ان

---

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، الرعد الکاذب، ص328/2

(2) الترمذی، السنن، منہ، الرقم 2429، ص45/9

الطبرانی، المعجم الاوسط، باب المیم من اسمہ محمد، الرقم 7452، ص28/16

(3) الحجرات 11:49

(4) الترمذی، ماجاء فی اللعنۃ، الرقم 1899، ص245/7

الاحمد، المسند، من حدیث سمرۃ بن جندب عن النبی ﷺ، الرقم 19315، ص145/41

الفاظ سے اس کی رسوائی ہے، ذلت ہے، ایسے ہی تمسخر کے ساتھ اس کی رسوائی ہے۔ جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو پھر اس کی زبان چلتی رہتی ہے تو دوسرے کو ہی نہیں کاٹتی بلکہ ایسا کرنے والے کی دیانت، شرافت، ایمان کو کاٹتی چلی جاتی ہے، نہایت ضروری ہے کہ دوسرے کو کسی بھی طرح تنگ کرنے سے روکا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں زبان کی اہمیت

کسی مسلمان کا زبان پر قابو رکھنا کتنا اہم ہے اور زبان پر پہرہ کس قدر ضروری ہے ایک حدیث شریف سے یہ عنوان اس طرح ملتا ہے سیدنا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب آدمی صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ سے ڈر کر ہمارا خیال رکھنا کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے چلیں گے۔(1)

جب آدمی کوئی بات سنتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہو جاتی ہیں یہ بات دل کو پسند ہو یا نہ ہو، پسند نہیں تو نفرت کرتا ہے پسند آجائے تو خوش ہوتا ہے، ان دونوں صورتوں میں سب سے پہلے اس اظہار کے لئے زبان ہی کام دیتی ہے جب زبان حرکت میں آتی ہے تو پھر اس کے سارے خدام کسی نہ کسی طرح حرکت میں آجاتے ہیں الفاظ، انداز، ہاتھ کی حرکت جسم کی ہیئت، یہ سارے زبان کے خادم ہیں جب تک زبان کو اہمیت حاصل ہے ساتھ میں یہ بھی ذہن میں رہے کہ تمام اعضاء سے خطرناک بھی ہے جیسے سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملتی ہے فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے پوچھا، حضور میرے لئے سب سے خطرناک چیز کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے زبان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا حدیث شریف کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں

---

(1) البانی، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم 4838، ص 43/3

فأخذ بلسان نفسه وقال هذا(1)

انسان کے تمام اعضاء کوحرکت میں لانے کے لئے زبان بھی مرکزی کردار ادا کرتی ہیں،بعض اوقات برسوں کا پیار سالہا سال کی محبت زبان کی ادنیٰ سی حرکت سے دشمنی میں بدل جاتی ہے اور جب یہی زبان اچھا انداز اختیار کرے تو برسوں کی دشمنیاں پیار ومحبت میں بدل جاتی ہیں غرضیکہ ہمیں چاہئے تمام اعضاء کے خیال کے ساتھ اس پر خاصی نظر رکھی جائے کہ جنت وجہنم کے راستے اسی کی حرکت سے تعلق رکھتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب حفظ اللسان میں حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح ملتی ہے،ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو دیکھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ایسا مت کریں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مجھے بہت سی مصیبتوں میں پھنسا چکی ہے،حدیث شریف کے الفاظ مبارکہ اس طرح ہیں

فقال له ابو بكر ان هذا اوردنی الموارد(2)

صبح سے شام تک زبان چلتی رہتی ہے،کئی باتیں بے سوچے سمجھے نکل جاتی ہیں،کئی بے قصور زبان کا شکار ہوجاتے ہیں،کئی زبان کے تیر سے زخمی ہوجاتے ہیں،کئی زبان کے بے ہنگم ہوتے مار کھاجاتے ہیں۔اس حدیث شریف سے اندازہ کریں صحابہ کرام جیسی جلیل القدر شخصیتیں اپنی اصلاح کے لئے کس قدر توجہ دیتے ہیں ہمیں حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے سبق سیکھنا چاہئے کہ زبان کے جابجا فقرے کس قدر پریشانی میں مبتلا کر سکتے ہیں،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضورﷺ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے ان تمام اعمال کے شیرازہ سے باخبر نہ کردوں،میں نے عرض کی یارسول اللہ فرمائیں حضورﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اس کو قبضہ میں رکھو،پھر میں نے عرض کی

---

(1) الترمذی،السنن،ماجاء فی حفظ اللسان،الرقم2334،ص431/8
الاحمد،المسند،حدیث سفیان بن عبداللہ الثقفی،الرقم14872،ص440/30
البیہقی،شعب الایمان،ماأخوف ماینهوق،الرقم4723،ص429/10

(2) المالك،الموطا،ماجاء فیما یخاف من اللسان،الرقم1567،ص124/6
البانی،مشکوٰۃ المصابیح،الرقم4869،ص55/3

یارسول اللہ ﷺ کیا ہم سے ان باتوں کے متعلق بھی مؤاخذہ ہوگا جو ہم زبان سے نکالتے ہیں، تو فرمایا

ثقلتك امك يا معاذ و هل يكب الناس في

النار على وجوههم (1)

معاذ تیری ماں تجھے روئے کیا عام آدمیوں کو ان کی زبان سے نکلی ہوئی باتوں کے سوا بھی کوئی اور شئی انہیں منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گی، ظاہر ہے روزمرہ کی زندگی میں زبان وکلام ہی ہمارے استعمال میں آتے رہتے ہیں اس کی بڑی اہمیت کے پیش نظر بڑا ہی ضروری ہے کہ انسان اپنی بساط کے مطابق زبان پر قابو رکھے کہ قیامت کے دن دوزخ سے بچ سکے، جھوٹ، بدکلامی، غیبت، چغلی، بدعہدی ایسے گناہ زبان سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث شریف کا پتہ چلتا ہے، اس حدیث شریف کو صاحب مشکوٰۃ نے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ

ما النجاة قال امسك عليك لسانك وليبعك

بيتك وابك خطيتك (2)

حضور مصائب ومشکلات سے بچنے کا طریقہ کیا ہے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور گھر میں بیٹھنے کی عادت ڈالو اور اپنی خطاؤں پر پشیمان ہونا سیکھو۔ اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے دنیا کی مشکلات، مصائب سے بچے رہنے کے تین اصول ارشاد فرمائے ہیں۔ زبان پر قابو، گھر میں قیام، گناہوں پر شرمندگی۔ ایک اور حدیث شریف میں بے معنیٰ، بے کار، فضول گفتگو سے بچنے کا ارشاد بھی ملتا ہے

---

(1) الترمذی، السنن، ماجاء فی حرمة الصلوٰة، الرقم 2541، ص 202/9
البانی، مشکوٰة المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، الرقم 29، ص 7/1

(2) الاحمد، المسند، حدیث ابی امامة الباهلی، الرقم 21206، ص 201/45
البانی، مشکوٰة المصابیح، الرقم 4837، ص 48/3

من حسن اسلام امرء ترکه مالایعنیه(1)

آدمی کا بہتر اسلام یہ ہے کہ فضول باتوں کو چھوڑ دے جن میں کوئی فائدہ نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اسلام میں جھوٹ بولنے کی مذمت

زبان کی ایک بیماری جھوٹ بولنا بھی ہے، اسلام جس سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ جھوٹ ایک نہایت بری عادت ہے جو زبان کے ذریعہ سے ہی جاری ہوتی ہے۔ اور زبان کی بیماریوں میں مہلک بیماری ہے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور ﷺ کو یہ دعا مانگتے سنا ہے۔

اللھم طھّر قلبی من النفاق ولسانی من الکذب او کما قال ﷺ(2)

اے اللہ میرے دل کو نفاق سے اور میری زبان کو جھوٹ سے پاک فرما دے۔ یہ دعا اور اس عنوان کی کئی اور دعائیں جو حضور ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے نکلی ہیں، دراصل یہ ساری دعائیں تعلیم امت کیلئے ہیں۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ تو معصوم ہیں انکی زبان سے جھوٹ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔

ایک اور حدیث شریف میں جھوٹ کی مذمت اس طرح ثابت ہے۔

ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ ولاینظر الیھم ولھم عذاب الیم ،شیخ زان ملک کذاب وعامل متکبراً(3)

تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بات نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں نظر رحمت سے دیکھے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ ان افراد میں ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا حکمران اور تیسرا متکبر عامل ہے۔ مشکوۃ شریف باب الاعتصام میں جھوٹ کی ایک عام صورت اس طرح بھی درج ہے۔

---

(1) الترمذی،السنن،فیمن تکلم بکلمۃ یضحک حب الناس،الرقم2239،ص294/8
ابن ماجہ،السنن، کف اللسان فی الفتنۃ،الرقم3966،ص472/11
الاحمد،المسند،حدیث الحسین بن علی،الرقم1646،ص168/4

(2) البانی،مشکوٰۃ المصابیح،باب جامع الدعاء،الفصل الاول،الرقم2501،ص62/2

(3) المسلم،الجامع الصحیح،بیان غلظ تحریم اسبال الازار،الرقم156،ص279/1
البانی،مشکوٰۃ المصابیح،الرقم5109،ص107/3

كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع او كما قال ﷺ(1)

حضور ﷺ نے فرمایا آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ جو چیز سنے اسے نقل کردے (اور تحقیق نہ کرے)

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے ہمیں ایسے گناہ سے بچنے کا اشارہ ملتا ہے جسے ہم گناہ نہیں سمجھتے گویا سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کردینا بھی جھوٹ ہے۔ آج کل کچھ طبیعتیں محض زبان کے چٹخارہ کیلئے سنی سنائی باتوں کو آگے پھیلانے میں مزہ لیتی ہیں۔ ضرورت ہے ہم اس پر عملی طور پر کاربند ہوں کہ سنی سنائی بات سن کر آگے نہ پھیلائیں اور پروپیگنڈہ سے بچ کر چلیں کہ اسلامی معاشرہ ہمارے کردار کی وجہ سے خراب نہ ہو۔ جھوٹ کی ایک اور صورت بھی ہے جو عام پائی جاتی ہے مگر اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ کسی بچے کو اپنے قریب بلانے کیلئے کوئی لالچ دیا مگر اس کے آجانے پر اسے وہ شی نہ دے گئی، یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔

مشکوۃ شریف کتاب الادب باب الوعد میں سیدنا عبداللہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ملتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں جلوہ فرما تھے۔ اور میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں کچھ دوں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس بچے کو کیا دینے کا ارادہ تھا، میری ماں نے عرض کی حضور ﷺ ایک چھوہارا دینا تھا آپ نے میری ماں سے فرمایا، اگر تو اسے کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں یہ ایک جھوٹ لکھا جاتا، اس حدیث پاک سے اندازہ کریں کہ کس حد تک غلط بیانی سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے کہ بچوں کو لالچ دینے کیلئے بھی وعدہ کرنا اور پھر نہ دینا جھوٹ فرمایا گیا۔(2)

سچائی اور جھوٹ کا ذکر ایک اور حدیث شریف میں اس طرح ملتا ہے۔

---

(1) المسلم، الجامع الصحیح، النهی عن الحدیث بکل ما سمع، الرقم 6، ص 15/1
ابن ابی شیبه، المصنف، ص 125/6
البانی، مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الرقم 156، ص 34/1

(2) البیهقی، شعب الایمان، اما انك لو لم، الرقم 4629، ص 333/10
البیهقی، السنن الکبری، ص 198/10
البانی، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم 4882، ص 56/3

ان الصدق بر وان البر یھدی الی الجنۃ وان الکذب

فجور وان الفجور یھدی الی النار او کما قال ﷺ (1)

یہ روایت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سچائی نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جھوٹ بدی ہے اور بدی دوزخ کی طرف لیجاتی ہے۔ سچائی اور جھوٹ کے مفہوم کو اس طرح وسیع سمجھا جائے کہ سچائی ظاہر و باطن کا یکساں ہونا ہے۔ اور جھوٹ ظاہر و باطن کا ایک نہ ہونا ہے ایک آدمی زبان سے کچھ کہتا ہے، کرتا کچھ ہے، تو یہ بھی جھوٹ کی قسم ہے۔ ضروری ہے کہ اس نفاق سے، اس جھوٹ سے بھی بچا جائے۔ ہم عموماً سچا اسے سمجھتے ہیں جو جھوٹ نہ بولے اور واقعہ کے خلاف کوئی بات نہ کرے۔ مگر لغت عرب میں صادق کا معنی کہیں زیادہ وسیع ہے۔ سچائی زبان، ہاتھ، پاؤں، عادات، اخلاق، برتاؤ، معاملات اور میل جول، تعلقات، کردار رفتار میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ آدمی کو جس طرح اپنے قول میں سچا ہونا چاہیے، اپنے کردار میں بھی سچا ہو اگر کوئی آدمی زبان سے تو آپ پر قربان ہوتا ہے مگر عملی طور پر وہ آپ کے خلاف ہے یہ بھی جھوٹ کی بدترین قسم ہے جس میں وہ مبتلا ہے ۔ والعیاذ باللہ

جھوٹ کی برائی اور مذمت میں ایک اور حدیث شریف ملتی ہے۔ جسے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

اذا کذب العبد تباعد عنہ الملک میلا من نتن ماجاء بہ (2)

جب بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اس سے ایک میل دور بھاگ جاتا ہے کہ اُس کے اِس فعل سے بدبو پیدا ہوتی ہے جو فرشتے کو پسند نہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کے ایک اور ارشاد سے جھوٹ کی مذمت اس طرح بھی ملتی ہے۔ فرمایا

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، قولہ تعالی یایھا الذین اٰمنوا، الرقم 5629، ص 45/19
المسلم، الجامع الصحیح، قبح الکذب و حسن الصدق وفعلہ، الرقم 4719، ص 14/13
البیھقی، شعب الایمان، الکذب لا یصلح منہ، الرقم 4601، ص 306/10

(2) الترمذی، السنن، ماجاء فی الصدق والکذب، الرقم 1895، ص 239/7
البانی، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم 4844، ص 50/3

ویل للذی یحدث فیکذب (1)

اس شخص کیلئے ویل ہے (ویل جہنم کا ایک طبقہ ہے) جو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں اسی عنوان کے تحت حضور ﷺ کی ایک خواب کا ذکر فرمایا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا مجھے خواب میں ایک شخص اپنے ساتھ لے گیا، آگے میں نے دو آدمیوں کو دیکھا ایک بیٹھا ہے اور دوسرا آدمی اسے لوہے کی گُرز سے اس کے منہ کو چیر رہا ہے، میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا یہ شخص جھوٹ بولنے کا عادی تھا یہ عذاب اسے قیامت تک ہوتا رہے گا۔(2)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے اس طرح حکم فرمایا

اوصیك بتقوی اللہ وصدق الحدیث واداء الامانۃ

والوفاء بالعھد وبذل الطعام(3)

معاذ میں تجھے خدا سے ڈرنے، سچ بولنے، امانت ادا کرنے، وعدہ پورا کرنے اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

---

(1) ابوداؤد، السنن، فی التشدید والکذب، الرقم 4338، ص 72/13

الاحمد، المسند، حدیث معاویہ بن حمیدۃ عن النبی ﷺ، الرقم 19191، ص 14/41

البیہقی، شعب الایمان، ویل الذی یحدث فیکذب، الرقم 4638، ص 342/10

الدارمی، السنن، باب فی الذی یکذب، الرقم 2758، ص 344/8

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، الکذب فی القول والیمین، ص 330/2

(3) م ـ ن